UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226521

UNIVERSAL
LIBRARY

یہ موقع سال میں ایک بار آتا ہے

ہم اپنے فرم کی شہرت اور قدیم و جدید خریداروں کی فائدہ رسانی کیلئے رعایتی اعلان شائع کرتے ہیں چنانچہ حسب معمول اس دفعہ بھی گھڑیوں کی قیمتوں میں بلحد تخفیف کرکے پبلک کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ اس زریں موقع سے فائدہ اٹھائے۔ اگر فی الواقع آپ کو ایک خوبصورت مضبوط اور سچا وقت دینے والی گھڑی کم داموں میں خریدنی ہو تو آج ہی فرمایش کیجئے۔ ایسا نہ ہو کہ گھڑیوں کا اسٹاک ختم ہو جائے اور آپ سوچتے ہی رہ جائیں۔ واضح رہے کہ (۱) ہر گھڑی کے چلنے کی مدت کی تحریری گارنٹی ہمراہ بھیجی جاتی ہے (۲) اپنی فرمایش میں اس سالانہ رعایتی اعلان کا حوالہ ضرور دیجئے۔ (۳) اس اعلان میں آخری حد تک قیمتیں کم کردی گئی ہیں اس لئے اب کسی مزید کمیشن کی مطلق گنجائش نہیں (۴) محصول ڈاک و پیکنگ کمیس و فیس منی آرڈر آپ کے ذمہ ہوگی۔

گارنٹی ۲ سال

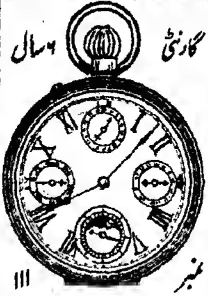

نمبر ۱۱۱

حیرت انگیز کلنڈر پاکٹ واچ

یہ گھڑی کیا ہے پوری جنتری ہے اس کے بنانے میں عجیب و غریب عقل آرائی کی ہے چھ سوئیاں اسمیں بتاتے ہیں ایک سے تاریخ دوسرے سے دن تیسرے سے مہینہ چوتھے سے چاند گھٹنا بڑھنا مثل آسمانی چاند کے ہیں سے سکنڈ چھٹے سے گھنٹہ منٹ معلوم ہوتا ہے۔ ٹائم بھی صحیح بتاتی ہے پرزے پختہ پالش دار ہیں۔ رعایتی قیمت پندرہ روپے تین آنہ

گارنٹی ۲ سال

نمبر ۱۱۲

گولڈن کٹ ڈائل پاکٹواچ

یہ گھڑی بائیس کیرٹ گولڈن (سنہری) کی نہایت خوشنما بنی ہوئی ہے ڈائل اس کا رنگین خوشرنگ چمکدار بنا ہوا ہے مشین لیور ہے پرزے پختہ پالش دار ہیں چابی بجائے ۲۴ گھنٹے کے ۳۰ گھنٹے کی ہے وقت بالکل صحیح بتاتی ہے اور سائز بھی اس گھڑی کا موزوں ہے رعایتی قیمت پانچ روپے گیارہ آنہ

گارنٹی ۵ سال

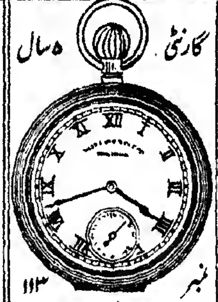

نمبر ۱۱۳

خوشنما سلنڈر پاکٹ واچ

یہ جیبی گھڑی جنیوا مشین کی خوشوضع و پائیدار بنی ہوتی ہے اس کا ڈائل چینی کا اور سوئیاں اسپات کی بنی ہوئی ہیں پرزے مضبوط اور پالش دار ہیں۔ چابی ۲۴ گھنٹے کی ہے۔ ٹائم سچا بتاتی ہے۔ کیس نکل سلور کا ہے جو ہمیشہ مثل چاندی کے سفید رہتا ہے۔ رعایتی قیمت چھ روپے چودہ آنے

گارنٹی ۵ سال

نمبر ۱۱۴

ہنٹنگ کیلس پاکٹ واچ

یہ جیبی گھڑی ہنٹنگ یعنی بند کیس کی ہے ٹائم کیطرف شیشے کی حفاظت کیلئے بھی ایک ڈھکنا اسپرنگدار لگا ہوا ہے جو چابی کے دبانے سے فوری کھل جاتا ہے ٹائم دیکھنے کے بعد اسی طرح سے بند ہو جاتا ہے دیکھنے میں یہ گھڑی خوبصورت اور سائز میں چھوٹی ہے پرزے مضبوط اور پائیدار ہیں وقت بہت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت سات روپے نو آنہ

جو گھڑی طلب فرمائیں اس کا نام نمبر ضرور لکھیں

گارنٹی ۴ سال

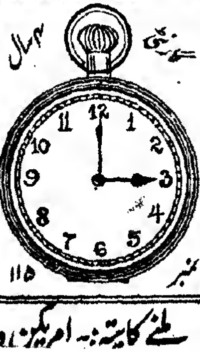

نمبر ۱۱۵

فلاٹ شیپ کی لیور پاکٹواچ

یہ گھڑی جسامت میں پتلی اور وزن میں ہلکی لیور مشین کی ہے پرزے نہایت پختہ و پالش دار ہیں ٹائم صحیح بتانے میں چالیس پچاس روپے کی گھڑی کا مقابلہ کرتی ہے چابی ۳۰ گھنٹہ کی ہے رعایتی قیمت تین روپے چھ آنہ

گارنٹی ۵ سال

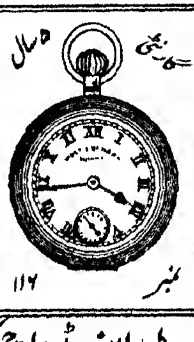

نمبر ۱۱۶

خوبصورت چھوٹے سائز کی جیبی گھڑی

یہ گھڑی نکل سلور کیس کی خوشنما بنی ہوئی ہے سائز چھوٹا ہونیکی وجہ سے مردوں کے علاوہ مستورات بھی اسے کثرت سے پسند کرتی ہیں اسکے پرزے پائیدار اور مضبوط بنے ہوتے ہیں۔ ٹائم صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت چھ روپے سات آنہ

ملنے کا پتہ:۔ امریکن واچ ہاؤس اسٹاکسٹ ولسٹ اینڈ واچ کمپنی جلندھر (؟)

البیان

ہشتم خوبیوں والہ قرآن مجید مترجم

مترجمہ و مصدقہ و مفسرہ

محدث اعظم حکیم الامت حضرت علامہ مولوی مفتی شاہ محمد اشرف علی تھانوی مدظلہ

جس کا ہر مسلمان گھر میں ہونا بہت ضروری ہے

البیان کیسا چھپائی ہے اور کیا لکھائی ہے ایک ایک حرف موتی کی طرح جڑا ہوا ہے دہلی میں پچھلے سال میں ایسا قرآن شریف نہیں چھپا یقین کیجئے کہ اس کو دیکھنے کے بعد ہر بہتر سے بہتر چھپے ہوئے قرآن شریف کو آپ بھول جائینگے حمیدیہ پریس دہلی سے جو لوگ قرآن شریف منگاتے ہیں وہ اچھی طرح واقف ہیں کہ ہمارے اشتہار میں کبھی مبالغہ نہیں ہوتا متوسط قسم اور تقطیع کے قرآنوں میں اس سے بہتر قرآن شریف میری نگاہ سے نہیں گذرا اگر آپ نے اس کو نہیں خریدا تو یقین کیجئے کہ بہت ہی افسوس ہوگا اس میں حسب ذیل اکیاون خوبیاں ہیں۔

(۱) مولوی اشرف علی صاحب کا ترجمہ ہے اور ایسا ترجمہ جس کی انھوں نے خود تصدیق فرمائی ہے (۲) دوسرا ترجمہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا ہے (۳) حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن و بیان القرآن ہے جو ایک حد تک کامل ہے (۴) ہر پارہ نئے صفحہ سے شروع ہوتا ہے (۵) دہلی کے سب سے بڑے خوشنویس کی عربی لکھی ہوئی ہے (۶) ترجمہ منشی ریاض الدین صاحب شیریں رقم کا لکھا ہوا ہے (۷) اعراب یعنی زیر زبر پیش بالکل اپنے صحیح موقع پر لگے ہوئے ہیں (۸) تصحیح حضرت خاتم المحدثین علامہ احمد علی صاحب کی ہے (۹) اس کے علاوہ سات صاحب فن حفاظ نے تصحیح ملے اس کی مزید تصحیح کی ہے (۱۰) ایک ترجمہ لفظی ہے تاکہ عربی الفاظ کے معنی لفظ بلفظ معلوم ہو سکیں اس سے عربی پڑھنے میں بہت مدد ملتی ہے تمام مضامین قرآنی کی مکمل فہرست جو آیت جا ہو فوراً نکال لو (۱۲) ضروری مقامات کا شان نزول مطابق صحاح ستہ (۱۳) حضرت مولانا اشرف علی صاحب کے ترجمہ کی سند خود حضرت ممدوح کی لکھی ہوئی (۱۵) ہر سورت کے متعلق نقش و تعویذات جو اولیائے کرام کے معمول رہے ہیں (۱۶) تعبیر نامہ خواب از قرآن شریف سے فال نکالنے کی ترکیب (۱۷) فضائل القرآن (۱۸) سورتوں کے خواص اور ان کے پڑھنے کا طریقہ (۱۹) ایک آیت کا دوسری آیت کے ساتھ ربط (۲۱) تلاوت قرآن کا طریقہ اور تلاوت کے اصول (۲۲) حضرت خواجہ حسن نظامی کا لکھا ہوا مقدمۃ القرآن (۲۳) کلام الہی کی ان بولی برائیوں کے الزامات کی تردید (۲۵) کلام الہی کو معقول طور پر ثابت کیا ہے کہ نا معلوم الہامی کتاب ہے اور منزل من اللہ ہے (۲۶) بہشت اور حور و غلمان اور دوزخ کے بیانات قرآن کی آیتوں کے اقتباس سے (۲۷) تحقیق عالم یعنی آفرینش کا ذکر قرآن کے حوالہ سے (۲۸) قبل از اسلام عرب کی کیا حالت تھی اور قرآن کریم نے ان کی لیڈری کا باعث (۲۹) قرآن شریف پڑھنے کے اوصاف و برکات (۳۰) [illegible] قرآن شریف پڑھنا کیوں فرمایا اور کیوں مستحق ہے (۳۱) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پر سعادت (۳۲) رسول اکرم کی ہجرت اور کفار کی ایذا رسانی کا ذکر (۳۳) غزوات نبوی اور ان کی برکات [illegible] کا سورہ انفال اور توبہ میں ذکر ہے [illegible] (۳۴) خلافت راشدہ میں قرآن کی تحریر و یکجائی اور قرآن شریف کی پیشگوئیوں کا ذکر (۳۵) [illegible] اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کے فضائل (۳۶) تلاوت قرآن کے فضائل (۳۷) قرآن شریف پڑھانے اور پڑھوانے کے فضائل (۳۸) قرآن مجید کی تلاوت کے ظاہری اسباب (۳۹) قرآن مجید کی تلاوت کے باطنی آداب (۴۰) خواص القرآن (۴۱) قرآن مجید کتنے دنوں میں ختم ہونا چاہئے [illegible] (۴۲) [illegible] (۴۳) خواص اعوذ و آیات قرآن شریف (۴۴) [illegible] (۴۵) [illegible] (۴۶) [illegible] تمام قرآنوں کی [illegible] (۴۷) [illegible] تصحیح کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ باوجود کوشش کے ابتک ایک غلطی کی بھی اطلاع نہیں ملی (۴۸) جلد نقری مجلد چرمی نہایت [illegible] (۵۰) سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ باوجود دو ترجموں اور بسیط مقدموں اور [illegible] ہدیہ صرف **چار روپے** معمولی ایک روپیہ کل **پانچ روپے۔**

اب [illegible] قرآن پاک اگر آپ کے پاس نہیں ہے تو کس قدر کمی ہے آپ کو یہ قرآن شریف [illegible] غالب خیال یہ ہے کہ [illegible] اس کا اشتہار نہ ہوگا اس لئے فرمائش میں [illegible] یاد کر لیجئے کہ یہ قرآن شریف اب ختم ہونے والا ہے۔

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب کیجئے

دو ترجمہ والہ خوشنما

بارہ سورہ

معہ اوراد و ظائف

ترجمہ اول زیر متن حضرت شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی و دوم حکیم الامت حضرت شاہ اشرف علی صاحب مدظلہ ذاکر و ذاکرات اور اہل اور ایسے کاروباری عوام کے لئے جن کو وقت کم ملتا ہو یہ مجموعہ اوراد و ظائف دوزہ نعمت عظمیٰ ہے اور اس میں وہ تمام اوراد و ظائف ہیں جو بزرگان دین کے دستور العمل رہے ہیں جن میں بے شمار خواص و برکات مضمر ہیں ان کے علاوہ حسب ذیل بارہ سورتیں ہیں

سورہ یٰسین سورہ الفتح
سورہ الرحمٰن سورہ الواقعہ
سورہ الملک سورہ المزمل
سورہ نوح سورہ جن
سورہ القیامۃ سورہ کہف
سورہ فلق سورہ والناس

اور ہفت ہیکل معہ اسناد و فوائد شرائط نقل مع فضائل دعائے گنج العرش معہ خواص و فضائل و اسمائے حسنیٰ اللہ کے نام مع خواص و فضائل اسمائے متبرکہ سریانی دعا المعہ فوائد دعائے حبیب معہ درود تاج مترجم معہ اسناد و صلوٰۃ [illegible] معہ شجرہ سلسلہ چشتیہ نظامیہ معہ تاریخ حالات و تاریخ وفات شجرہ سلسلہ قادریہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور درود اکبر از سیدنا غوث الاعظم ہر سورہ کا نقش معہ فوائد ہر سورۃ کے ساتھ درج ہوا ہے۔ حاشیہ میں بارہ ائمہ معصومین کے مختصر حالات تاریخی اور ائمہ مجتہدین کے مختصر حالات درج ہیں اس جامعیت کا دوسرا مجموعہ آج تک نہیں چھپا کاغذ کتابت بہت اعلیٰ حنا شدہ دبیز مجلد صرف ۸ ر ۳ جلد ۱۲ اور دس جلد پانچ روپے محصول علاوہ ہے

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

یہ موقع سال میں ایک بار آتا ہے

ہم اپنے فرم کی شہرت اور قدیم وجدید خریداروں کی فائدہ رسانی کیلئے رعایتی اعلان شایع کرتے ہیں چنانچہ حسب معمول اس دفعہ بھی گھڑیوں کی قیمتوں میں بلحد تخفیف کرکے پبلک کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ اس زرین موقع سے فائدہ اٹھائے۔ اگر فی الواقع آپ کو ایک خوبصورت مضبوط اور صحیح وقت دینے والی گھڑی کم داموں میں خریدنی ہو تو آج ہی فرمایش کیجئے۔ ایسا نہ ہو کہ گھڑیوں کا اسٹاک ختم ہوجائے اور آپ سوچتے ہی رہ جائیں۔ واضح رہے کہ (۱) ہر گھڑی کے چلنے کی مدت کی تحریری گارنٹی ہمراہ بھیجی جاتی ہے (۲) اپنی فرمائش میں اس سالانہ رعایتی اعلان کا حوالہ ضرور دیجئے۔ (۳) اس اعلان میں آخری حد تک قیمتیں کم کردی گئی ہیں اس لئے اب کسی مزید کمیشن کی مطلق گنجائش نہیں (۴) محصول ڈاک پیکنگ کبس وفیس منی آرڈر آپ کے ذمہ ہوگی۔

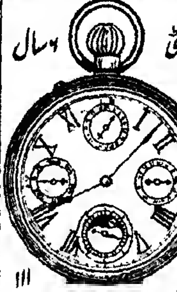

حیرت انگیز کلنڈر پاکٹ واچ

یہ گھڑی کیا ہے پوری جنتری ہے اس کے بنانے والوں نے عجیب وغریب عقل آرائی کی ہے چونکہ ڈائل اسمیں بنائے ہیں ایک سے تاریخ دوسرے سے دن تیسرے سے مہینہ چوتھے سے چاند گھٹنا بڑھنا مثل آسمانی چاند کے ہیں سے سکنڈ چھٹے سے گھنٹہ منٹ معلوم ہوتا ہے۔ ٹایم بھی صحیح بتاتی ہے پرزے پختہ پالش دار ہیں۔ رعایتی قیمت پندرہ روپے تین آنہ

گولڈن کٹ ڈائل پاکٹ واچ

یہ گھڑی بائیس کیرٹ گولڈن (سنہری) کی نہایت خوشنما بنی ہوئی ہے ڈائل اس کا رنگین خوشرنگ چمکدار بنا ہوا ہے مشین لیور ہے پرزے پختہ پالش دار ہیں چابی بجائے ۲۴ گھنٹہ کے ۳۰ گھنٹے کی ہو وقت بالکل صحیح بتاتی ہے اور سائز بھی اس گھڑی کا موزوں ہو رعایتی قیمت پانچ روپے گیارہ آنہ

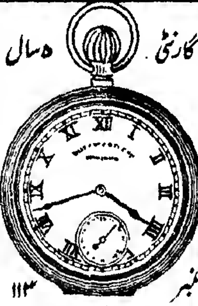

خوشنما سلنڈر پاکٹ واچ

یہ جیبی گھڑی جنیوا مشین کی خوشوضع و پائیدار بنی ہوتی ہے اس کا ڈائل چینی کا اور سوئیاں اسپات کی بنی ہوئی ہیں پرزے مضبوط اور پالش دار ہیں۔ چابی ۲۴ گھنٹے کی ہے۔ ٹایم سچا بتاتی ہے۔ کیس نکل سلور کا ہے جو ہمیشہ مثل چاندی کے سفید رہتا ہے۔ رعایتی قیمت چھ روپے چودہ آنے

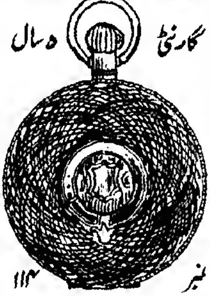

ہنٹنگ کیلس پاکٹ واچ

یہ جیبی گھڑی ہنٹنگ یعنے بند کیس کی ہے ٹایم کیطرف شیشے کی حفاظت کیلئے بھی ایک ڈھکنا اسپرنگدار لگا ہوا ہے جو چابی کے دبانے سے فوری کھل جاتا ہے ٹایم دیکھنے کے بعد اسی طرح سے بند ہوجاتا ہے دیکھنے میں یہ گھڑی خوبصورت اور سائز میں چھوٹی ہے پرزے مضبوط اور پائیدار ہیں وقت بہت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت سات روپے نو آنہ

جو گھڑی طلب فرمائیں اسکا نام نمبر ضرور لکھیں

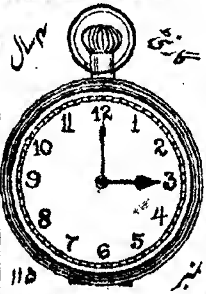

فلاٹ شیپ کی لیور پاکٹ واچ

یہ گھڑی جسامت میں پتلی اور وزن میں ہلکی لیور مشین کی ہے پرزے نہایت پختہ و پالش دار ہیں ٹایم صحیح بتانے میں چالیس پچاس روپے کی گھڑی کا مقابلہ کرتی ہو چابی ۳۰ گھنٹہ کی ہے رعایتی قیمت تین روپے چھ آنہ

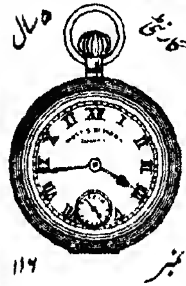

خوبصورت چھوٹے سائز کی جیبی گھڑی

یہ گھڑی نکل سلور کیس کی خوشنما بنی ہوتی ہے سائز چھوٹا ہونیکی وجہ سے مردوں کے علاوہ مستورات بھی اسے کثرت سے پسند کرتی ہیں اسکے پرزے پائیدار اور مضبوط بنے ہوتے ہیں۔ ٹایم صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت چھ روپے سات آنہ

ملنے کا پتہ:۔ امریکن واچ ہاؤس اسٹاکسٹ ولسٹ اینڈ واچ کمپنی ملنڈ ہزنو کچھا

ان گھڑیوں میں سے جو گھڑی پسند فرما کر طلب کریں اُسکا نام و نمبر اور سالانہ رعایتی قیمت کا حوالہ ضرور دیں

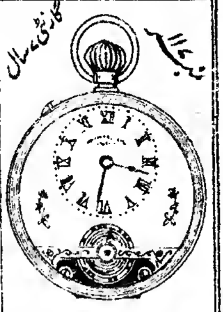

خوشنما اٹھ روزہ چابی کی جیبی گھڑی

یہ گھڑی نکل سلور کیس کی خوبصورت بنی ہوئی ہے جابی اسمیں روزانہ کی بجائے آٹھ روز میں ایک بار دیجاتی ہے مشین لیور جو ئلدار ہے پُرزے نہایت مضبوط و پائیدار ہیں ٹائم نہایت صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت آٹھ روپے سات آنے

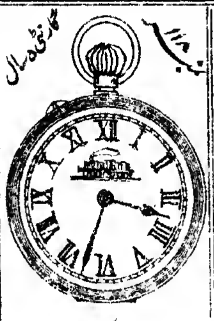

لیور ریلوے ریگولیٹر واچ

یہ گھڑی پُرزوں کی مضبوطی اور ٹائم بتانے کی نہایت سچی ہے اپنی خوبیوں کے باعث لاکھوں کی تعداد میں فروخت ہو چکی ہے مشین لیور ہے۔ کوک ۲۴ گھنٹے کی ہے۔ رعایتی قیمت تین روپے نو آنے محصولڈاک وغیرہ بذمہ خریدار

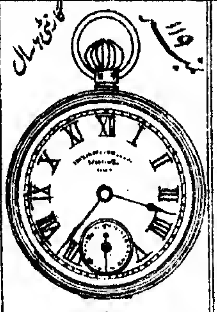

جرمن میڈ لیور پاکٹ واچ

یہ گھڑی کیلس لیور جرمن کی بنی ہوئی ہے۔ بہت مضبوط اور خوشنما بنی ہوئی ہے مدتوں کام دیتی ہے اور ٹائم سچا بتاتی ہے چابی بھی اسمیں ۲۴ گھنٹے کی ہے۔ رعایتی قیمت پانچ روپے تین آنے

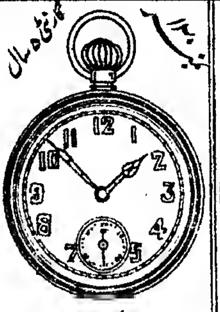

ریڈیم لیور پاکٹ واچ

یہ گھڑی دن میں ٹائم بتانے کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی وقت بتاتی ہے اسکا ڈائل و سوئیاں گیس والی ہیں اور پُرزے پختہ و پالش دار ہیں۔ چابی ۳۰ گھنٹے کی ہے۔ رعایتی قیمت پانچ روپے تیرہ آنے۔ محصولڈاک وغیرہ بذمہ خریدار

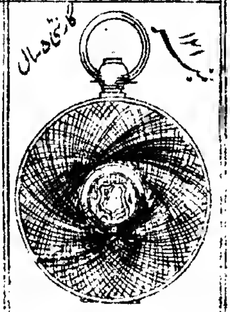

کیونڈنگ ہنٹنگ پاکٹ واچ

یہ گھڑی بند کیس کی ہے یعنے اس کے ٹائم کی طرف شیشے کی حفاظت کے لئے بھی ایک ڈھکنا لگا ہوا ہے جس وقت ٹائم دیکھنا ہو اس کا کھٹکا دبایئے فوراً ڈھکنا کھل جائیگا پرزوں کی مضبوط ٹائم بتانے کی سچی ہے رعایتی قیمت سات روپے پانچ آنے

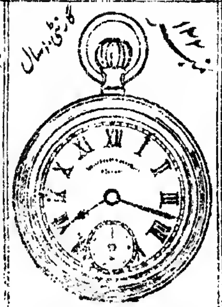

دس جول والی لیور پاکٹ واچ

یہ سوئس میڈ گھڑی ایسی مضبوط اور پائیدار ہے کہ سواری دوڑ بھاگ وغیرہ میں بھی خراب نہیں ہوتی مشین میں دس جول یاقوت لگے ہوئے ہیں ٹائم نہایت صحیح بتاتی ہے دیکھنے میں خوشنما ہے کیس نکل سلور کا ہے رعایتی قیمت گیارہ روپے آٹھ آنے

خوشنما گولڈن پاکٹ واچ

یہ گھڑی سونے کے ملمع کے کیس کی نہایت خوبصورت اور سُبک بنی ہوئی ہے ڈائل سنہری چمک دار بہت خوشنما بنا ہوا ہے مشین لیور پُرزے مضبوط اور پالش دار ہیں۔ رعایتی قیمت پانچ روپے گیارہ آنے

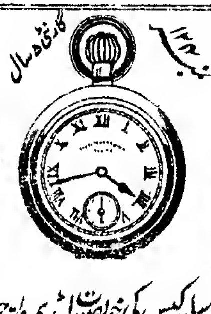

سلور کیس کی خوبصورت لیڈی واچ

یہ بھی گھڑی بہت چھوٹے سائز کی چاند کیے کیس کی خوشنما بنی ہوئی ہے مستورات اسے کثرت سے پسند کرتی ہیں اسکا کیس نقشی اور ڈائل انامل کا ہے چابی ۲۴ گھنٹے کی مشین بھی مضبوط پائیدار پُرزوں کی ہے۔ ٹائم صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت آٹھ روپے سات آنے

نوٹ :- محصولڈاک ... پیشگی ... ذمہ ہوگا

ملنے کا پتہ :- امریکن واچ ہاؤس اسٹاکسٹ ولیسٹ اینڈ واچ کمپنی دھلی

تمام گھڑیاں ٹایم پیس بعد امتحان روانہ کئے جاتے ہیں اور اُن کے چلنے کی مدت کی دستخطی گارنٹی ہمرہ بھیجی جاتی ہی

نمبر ۱۲۵

سنہری کیس کی ہنٹنگ پاکٹواچ

اسکے ٹایم کیطرف بہی شیشے کی حفاظت کے لیے ڈھکنا لگا ہوا ہے ٹایم دیکھنے کے وقت چابی دبانے سے یہ ڈھکنا فوری کھل جاتا ہے دیکھنے میں خوبصورت پرزوں کی مضبوط اور ٹایم کی سچی ہے رعایتی قیمت آٹھ روپے پانچ آنے

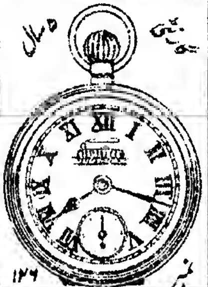

نمبر ۱۲۶

پائیدار لیورکیلیس ریلوے واچ

یہ گھڑی اصلی انجن مارک ریلوے ریگولیٹر سوئس کی بنی ہوئی ہے یہ اپنی پائیداری اور درستی ٹایم کے باعث لاکھوں کی تعداد میں فروخت ہو چکی ہی ہر شخص کی زبان پر اس کا نام ہے رعایتی قیمت چار روپے نو آنے

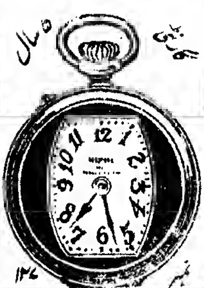

نمبر ۱۲۷

فینسی اول ڈائل کی پاکٹواچ

یہ گھڑی گولڈن یعنے سنہری کیس کی نہایت خوشنا بنی ہوئی ہے اسمیں ڈائل بیضوی مختلف ڈیزائن کے خوبصورت لگے ہوئے ہیں پرزے مضبوط و پائیدار ہیں۔ مشین لیور ہے چابی ۳۰ گھنٹہ کی ہے۔ رعایتی قیمت پانچ روپے چودہ آنہ

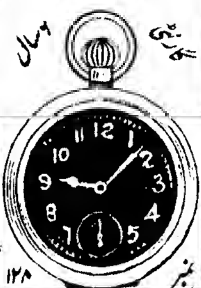

نمبر ۱۲۸

نکل کیس ریڈیم پاکٹ واچ

یہ گھڑی دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی وقت بتاتی ہے اسکا ڈائل و سوئیاں اندھیرے میں مثل بجلی کے چمکتی ہیں جن سے ٹایم معلوم ہو جاتا ہی پرزوں کی مضبوط اور ٹایم صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت سات روپے تیرہ آنہ

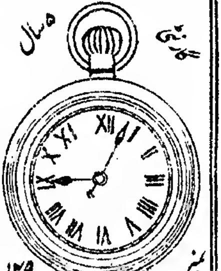

نمبر ۱۲۹

اصلی رسٹم راسکوپ پیٹنٹ واچ

یہ مشہور گھڑی ہے ہر شخص اسکے نام سے واقف ہوگا تو کام دیتی ہے پرزے پختہ و پالش دار ہیں ڈائل چینی کا ہے چابی بجائے ۲۴ گھنٹے کے ۳۰ گھنٹہ کی ہے۔ وقت بہت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت تین روپے تیرہ آنے

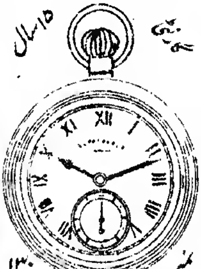

نمبر ۱۳۰

کیلیس نکل جیلڈ لیور پاکٹ واچ

یہ گھڑی نکل کیس کی نہایت مضبوط و پائیدار لیور مشین کی ہے پندرہ جوئل یاقوت مشین میں نصب کئے ہوئے ہیں۔ اگر یہ گھڑی گر بھی جائے تو خراب نہیں ہوتی ٹایم نہایت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت گیارہ روپے آٹھ آنہ

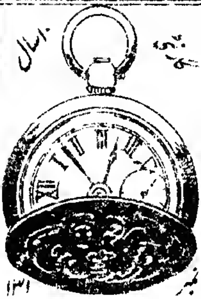

نمبر ۱۳۱

سلور کیس ہنٹنگ لیور پاکٹواچ

یہ گھڑی لیور مشین کی چاندی کے کیس کی خوشنا بنی ہوئی ہے ٹایم کی طرف شیشے کی حفاظت کے لئے بھی ڈھکنا لگا ہوا ہے مشین میں دس جوئل یاقوت لگے ہوئے ہیں پرزے بہت مضبوط ٹایم کی سچی ہے رعایتی قیمت سترہ روپے چھ آنے

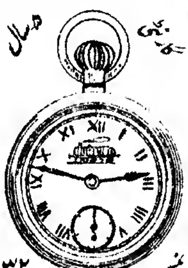

نمبر ۱۳۲

چھوٹے سائیز کی ریلوے پاکٹواچ

یہ مشہور ریلوے ریگولیٹر گھڑی چھوٹے سائز کی خوشنا نکل سلور کیس کی بنی ہوئی ہے مشین لیور پرزے مضبوط و پختہ پالشدار ہیں وقت صحیح بتاتی ہے چابی ۲۴ گھنٹہ کی ہے ڈائل چینی کا ہے۔ رعایتی قیمت چار روپے تین آنے

ملنے کا پتہ:- امریکن واچ ہاؤس اسٹاکسٹ ولیسٹ اینڈ واچ کمپنی دھلی

یہ نادر و نایاب موقع سال میں ایک بار آتا ہے اسلئے اس موقع کو غنیمت جانئے اور آج ہی اپنا آرڈر بھیج دیجئے

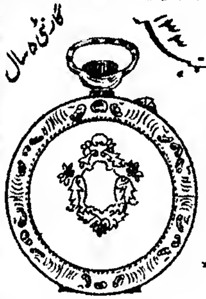

خوشنما گولڈن پاکٹ واچ

یہ جیبی گھڑی سنہری کیس کی نہایت خوبصورت لیور مشین کی ہے یہ نقشہ پشت کی طرف کا بنا ہوا ہے۔ پرزے مضبوط اور پختہ ہیں ٹایم نہایت صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت صرف چھہ روپے پانچ آنے

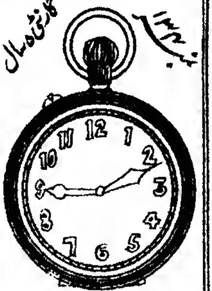

اندھیرے میں وقت بتانیوالی گھڑی

اس گھڑی کا ڈائل و سوئیاں ریڈیم والی ہیں جنکی وجہ سے دن کے علاوہ راتکو اندھیرے میں بھی وقت معلوم ہوتا ہے اور ٹایم صحیح بتاتی ہے۔ پرزے پختہ و پالش دار ہیں رعایتی قیمت چھہ روپے آٹھہ آنے

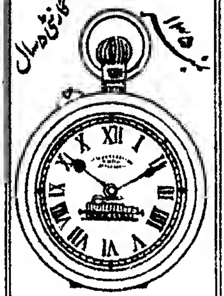

ریلوے لیور سوئس میڈ پاکٹ واچ

یہ گھڑی تمام دنیا میں اپنی خوبی اور ارزانی کے باعث مشہور ہے کم خرچ بالانشین موٹے دبیز گلاس پرزوں کی مضبوط۔ ٹایم بتانے کی نہایت سچی ہے رعایتی قیمت چار روپے نو آنے۔ محصولڈاک وغیرہ بذمہ خریدار

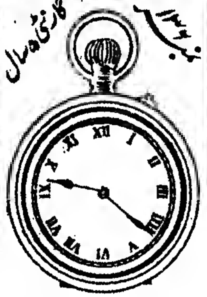

سنہری کیس کی پاکٹ واچ

یہ گھڑی سنہری کیس کی لیور ہے اسکے پرزے پختہ و پالش دار ہیں۔ چابی بجائے ۲۴ گھنٹے کے ۳۰ گھنٹہ کی ہے۔ رعایتی قیمت پانچروپے پانچ آنہ

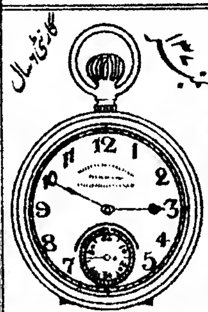

سلور کیس کی پاکٹ واچ

یہ گھڑی چاندی کے کیس کی نہایت خوشنما اور نفیس بنی ہوئی ہے مشین جنیوا اور سوئس میڈ کی ہے پرزے پختہ و پالش دار ہیں ٹایم بالکل صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت صرف سات روپے بارہ آنے

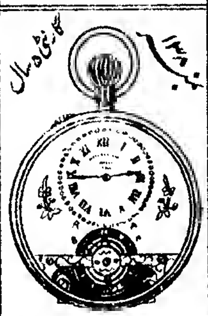

امیٹیشن اٹھہ روزہ پاکٹ واچ

یہ گھڑی لیور مشین کی نہایت خوشنما بنی ہوئی ہے۔ اس کا بیلنس اوپر پھرتا ہوا معلوم ہوتا ہے پرزے مضبوط اور پختہ ہیں۔ ٹایم بھی صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت پانچروپے آٹھہ آنے

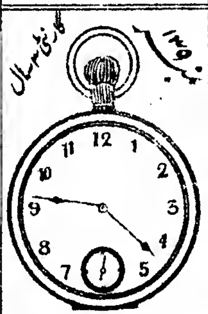

پتلے شیپ کی لیور پاکٹ واچ

یہ گھڑی لینس شیپ کی نکل کیس کی خوش وضع اور پائیدار بنی ہوئی ہے اگرچہ کم قیمت ہے مگر ٹایم صحیح بتانے میں قیمتی گھڑیوں سے مقابلہ کرتی ہے چابی ۳۰ گھنٹہ کی ہر رعایتی قیمت تین روپے پندرہ آنے

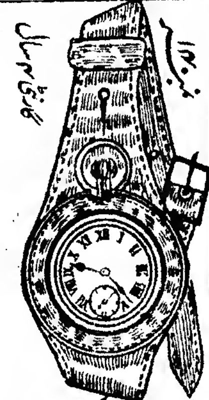

خوشنما رسٹ و پاکٹ واچ

یہ گھڑی بہت چھوٹے سائز کی ہے اسمیں خوبی یہ ہے کہ یہ جیب میں بھی لگائی جاتی ہے اور کلائی پر بھی باندھی جاسکتی ہے۔ پرزوں کی مضبوط اور ٹایم بتانے کی سچی ہے۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ کلائی چھہ روپے تیرہ آنے

نوٹ:۔ محصول ڈاک۔ پیکنگ۔ منی آرڈر فیس آپ کے ذمہ ہوگا

ملنے کا پتہ:۔ امریکن واچ ہاؤس ہسٹاکسٹ ولیسٹ اینڈ واچ کمپنی دہلی

ہر گھڑی ٹایم ہیں اچھی طرح جانچ کر اور ریگولیٹ کر کر معہ دستخطی گارنٹی کے روانہ کرتے ہیں

گارنٹی ۳ سال

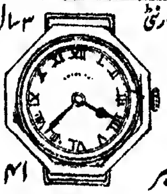

نمبر ۱۴۱

خوبصورت اٹھ پہل رسٹواچ

یہ رسٹواچ سنہری کیس کی اٹھ پہلو بنی ہوئی ہے دیکھنے میں بہت خوبصورت ہے پُرزے پختہ و پالش دار ہیں ٹایم صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ استراپ چھ روپے پانچ آنے۔

گارنٹی ۴ سال

نمبر ۱۴۲

نکل کیس ریڈیم رسٹ واچ

اس گھڑی میں ڈائل وسوئیاں گیس والی ہیں جنکی وجہ سے راتکو اندھیرے میں بھی مثل دن کے وقت معلوم ہو جاتا ہے۔ سوئس میڈ اور مضبوط پُرزوں کی ہے۔ رعایتی قیمت معہ استراپ چھ روپے آٹھ آنہ

گارنٹی ۳ سال

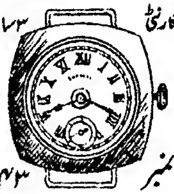

نمبر ۱۴۳

چورس شیپ کی رسٹ واچ

یہ رسٹواچ گولڈن (سنہری) کیس کی نہایت خوشنما بنی ہوئی ہے۔ علاوہ خوش نمائی کے پائیدار بھی ہے وقت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ کلائی چھ روپے پندرہ آنہ

گارنٹی ۳ سال

نمبر ۱۴۴

۲۲ کیرٹ گولڈن رسٹ واچ

یہ گھڑی چھوٹے سائز کی مختلف ڈیزائن میں ایسی خوبصورت بنی ہوئی ہے کہ بار بار دیکھنے کو دل چاہتا ہے ڈائل اور چوڑی فینسی ہیں پُرزوں کی مضبوط اور ٹایم کی سچی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ چھ روپے آٹھ آنہ۔

گارنٹی ۱۰ سال

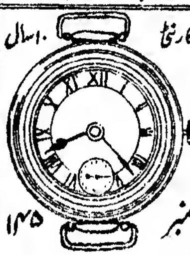

نمبر ۱۴۵

دس جوئل والی لیور رسٹواچ

اس کا کیس اصلی رولڈ گولڈ دس سالہ گارنٹی کا ہے مشین میں دس جوئل یاقوت نصب کئے ہوئے ہیں اور پھر لیور کی کنڈے قبضہ دار گلاس بہت موٹا لگا ہوا ہے پُرزے مضبوط ٹایم نہایت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ سولہ روپے آٹھ آنے

گارنٹی ۴ سال

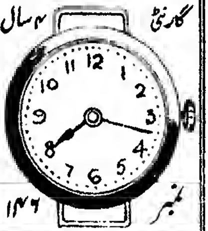

نمبر ۱۴۶

جنٹلمین رسٹ واچ

یہ کلائی کی گھڑی سوئس میڈ اور نکل سلور کیس کی خوشنما بنی ہوئی ہے اس کا ڈائل چینی کا بنا ہوا ہے۔ چابی بجائے ۲۴ گھنٹے کے ۳۰ گھنٹہ کی ہے۔ پُرزوں کی مضبوط اور ٹایم کی سچی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ صرف پانچ روپے

گارنٹی ۴ سال

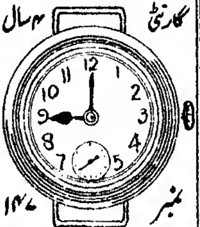

نمبر ۱۴۷

سکنڈ دار گولڈن رسٹواچ

یہ گھڑی سنہری کیس کی سوئس کی بنی ہوئی ہے خوبصورت کے علاوہ پائیدار بھی ہے چابی ۳۰ گھنٹہ کی اور ڈائل چینی کا ہے مشین جنیوا اور بالشدار ہے ٹایم صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ چھ روپے چھ آنے۔

گارنٹی ۴ سال

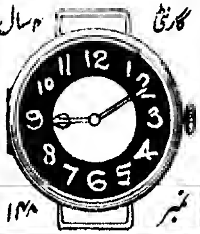

نمبر ۱۴۸

بجلی والی کارآمد رسٹ واچ

اس کا کیس نکل سلور کا اور ڈائل سوئیاں ریڈیم ہیں جو اندھیرے میں مثل ستاروں کے چمکتی ہیں جن سے دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی وقت معلوم ہو جاتا ہے پُرزوں کی مضبوط اور ٹایم بتانیکی سچی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ چھ روپے بارہ آنہ

نمبر ۱۴۹ گارنٹی ۱۵ سال

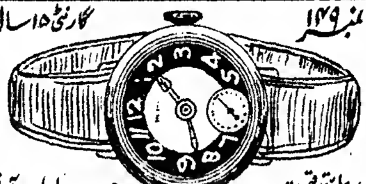

رعایتی قیمت چودہ روپے بارہ آنے

فل جوئلڈ نکل کیس ریڈیم لیور سوئس میڈ رسٹ واچ

یہ رسٹ واچ نکل سلور کیس کی نہایت خوشنما بنی ہوئی ہے اسکی مشین میں پندرہ جوئل یاقوت نصب کئے ہوئے ہیں جنکے باعث وہ بہاگ ٹینس وغیرہ میں خراب نہیں ہوتی ڈائل وسوئیاں ریڈیم ہیں جن سے رات کو اندھیرے میں بھی وقت معلوم ہوتا ہے وقت بالکل صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ چودہ روپے بارہ آنہ

ملنے کا پتہ:- امریکن واچ ہاؤس اسٹاکسٹ ویسٹ اینڈ واچ کمپنی دہلی

معمولی قیمت میں اچھی و پائیدار صحیح وقت بتانیوالی گھڑی حاصل کرنیکا یہ زرّیں موقعہ ہے جو سال میں ایکبار آتا ہے

گارنٹی ۴ سال

نمبر ۱۵۰

خوشوضع سنہری کیس کی رسٹواچ

یہ کلائی کی گھڑی خوبصورت و مضبوط بنی ہوئی ہے اسمیں دبانی ۲۴ گھنٹے بعد دیجاتی ہے اور ڈائل چینی کا ہے ٹایم صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ پانچ روپے بارہ آنے

گارنٹی ۴ سال

نمبر ۱۵۱

نکل کیس کی ریڈیم رسٹ واچ

رات کو اندھیرے میں اس کے ہندسے و سوئیاں بجلی کی طرح چمکتی ہیں جن سے دیکھنے کے علاوہ انکو اندھیرے میں بھی وقت معلوم ہوجاتا ہے گھڑی کی بھی پرزوں کی مضبوط ہے رعایتی قیمت معہ استراپ ایک روپے دو آنہ

گارنٹی ۴ سال

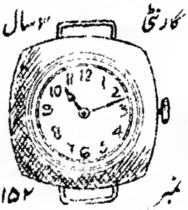

نمبر ۱۵۲

چوپہل گولڈن رسٹواچ

یہ کلائی کی گھڑی سنہری کیس کی چوپہل نہایت خوشنما بنی ہوئی ہے اسکے پرزے پختہ و پالش دار ہیں کوک ۲۴ گھنٹے کی ہے اور ٹایم بھی صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ استراپ چھ روپے پانچ آنے

گارنٹی ۳ سال

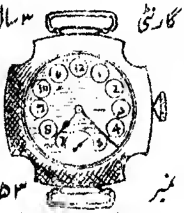

نمبر ۱۵۳

قابل دید گولڈن رسٹواچ

یہ رسٹواچ بیحد خوبصورت بنی ہوئی ہے اس کا ڈائل فینسی اور چوڑی مختلف ڈیزائن کی بنی ہوئی ہیں اور پرزے مضبوط و پائیدار ہیں وقت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ سات روپے دو آنہ

گارنٹی ۴ سال

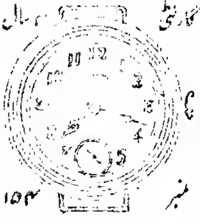

نمبر ۱۵۴

کیس والی گولڈن رسٹواچ

اسکے ہندسے و سوئیاں ریڈیم ہونے کے باعث دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی ٹایم بتادیتی ہیں دیکھنے میں خوبصورت اور پرزوں کی مضبوط ہے رعایتی قیمت معہ استراپ سات روپے چودہ آنہ

گارنٹی ۴ سال

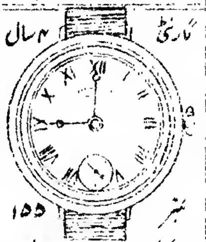

نمبر ۱۵۵

چاندی کیس کی خوشنما رسٹواچ

یہ کلائی کی گھڑی سوئس میڈ جنیوا مشین کی خوبصورت بنی ہوئی ہے اسکے پرزے پختہ و پالش دار ہیں وقت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ سات روپے چھ آنہ

گارنٹی ۱۵ سال

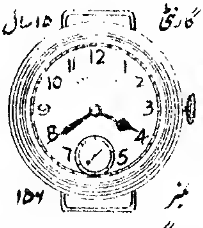

نمبر ۱۵۶

رولڈ گولڈ لیور رسٹ واچ

اسکے طلائی رنگ قایم رہنے کی گارنٹی دس سال کی اسکے کیس پر کندہ ہے مشین میں ۱۵ جوئل یاقوت لگے ہوئے ہیں جو مضبوط ٹایم سچا بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ سترہ روپے چودہ آنہ

گارنٹی ۴ سال

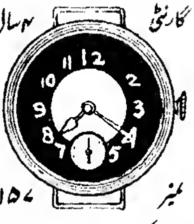

نمبر ۱۵۷

گولڈن کیس ریڈیم رسٹ واچ

اس کے ہندسے و سوئیاں مثل ستاروں کے چمکتی ہیں جن سے دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی وقت معلوم ہوجاتا ہے پرزے مضبوط ہیں وقت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ سات روپے چودہ آنہ

نمبر ۱۵۸ گارنٹی ۱۰ سال

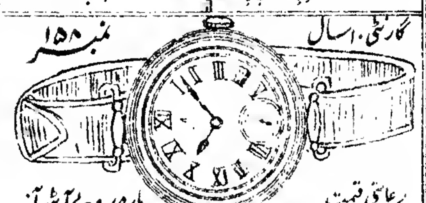

رعایتی قیمت بارہ روپے آٹھ آنہ

نہایت مضبوط سوئس میڈ دس جوئل والی لیور رسٹواچ

یہ رسٹواچ نکل سلور کیس کی خوشنما و پائدار بنی ہوئی ہے اسپر گلاس دبیز یعنی موٹا فٹ کیا ہوا ہے اور کنٹرول نہایت خوشنما لگے ہوئے ہیں ڈائل چینی کا ہے مشین میں ۱۰ جوئل یاقوت آویزاں کیے ہوئے ہیں مشین چونکہ لیور ہے اس لئے یہ گھڑی دوڑ بھاگ سواری ٹینس وغیرہ میں خراب نہیں ہوتی ٹایم نہایت صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ استراپ بارہ روپے آٹھ آنہ۔

ملنے کا پتہ:۔ امریکن واچ ہاؤس اسٹاکسٹ ولیسٹ اینڈ واچ کمپنی دہلی

ہمارے یہاں سے تمام گھڑیاں ریگولیٹ کرکر روانہ کی جاتی ہیں اس لئے تمام خریدار ہم سے خوش رہتے ہیں

گارنٹی ۴ سال

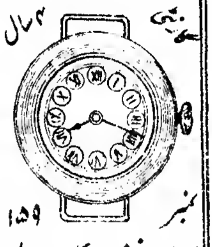

نمبر ۱۵۹

خوبصورت فینسی ڈائل رسٹ واچ

یہ رسٹ واچ نکل سلور کیس کی فینسی ڈائل کی چھوٹے سائز کی بنی ہوئی ہے مشین سلنڈر اور سوئس میڈ ہے پرزے مضبوط اور پالش دار ہیں ٹایم بھی صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ خوشنما استراپ کے پانچ روپے گیارہ آنے جو گھڑی طلب فرمائیں اُسکا نام و نمبر ضرور لکھیں

گارنٹی ۳ سال

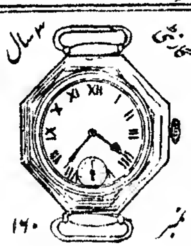

نمبر ۱۶۰

گولڈن اٹھ پہل رسٹ واچ

یہ رسٹ واچ سنہری کیس کی خوشنما اٹھ پہل بنی ہوئی ہے ڈائل چینی کا اور گُنڈے منقش دار خوبصورت بنے ہوئے ہیں مشین سلنڈر اور سوئس میڈ بنی ہوئی ہے پرزے پختہ و پالش دار ہیں ٹایم سچا بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ سات روپے تین آنہ

گارنٹی ۴ سال

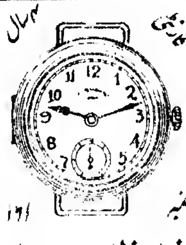

نمبر ۱۶۱

نیو فیشن جنٹلمین رسٹ واچ

یہ گھڑی نکل سلور کیس کی خوشنما بنی ہوئی ہے اسکا ڈائل چینی کا ہے اور اسمیں چابی ۲۴ گھنٹہ کی ہے سراسر ہنڈ جنیوا مشین کی ہے پرزے مضبوط اور پائیدار بنے ہوئے وقت صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ استراپ پانچ روپے دس آنے

گارنٹی ۴ سال

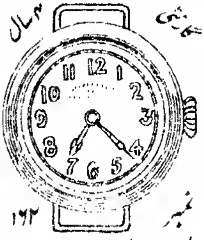

نمبر ۱۶۲

کارآمد ریڈیم رسٹ واچ

اس گھڑی کا ڈائل و سوئیاں ریڈیم ہیں جن کے باعث دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی ٹایم معلوم ہوجاتا ہے کیس اس کا سُنہری چمک دار ہے پرزے مضبوط ہیں وقت بھی صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ سات روپے چار آنے

گارنٹی ۳ سال

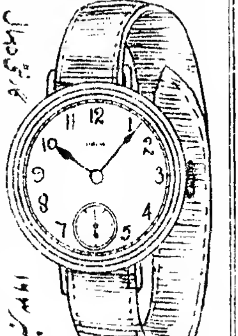

نمبر ۱۶۳

پائیدار لیور رسٹ واچ

یہ گھڑی فل جوئل ہے یعنے اسکی مشین میں پندرہ جوئل یاقوت لگے ہوئے ہیں سواری دوڑ بھاگ ٹینس وغیرہ میں خراب نہیں ہوتی نہایت پائیدار اور خوبصورت ہے۔ ٹایم نہایت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ صرف تیرہ روپے

نمبر ۱۶۴

گارنٹی ۳ سال

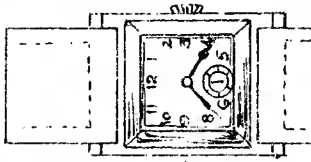

نہایت خوبصورت گولڈن کیس کی چوکس رسٹ واچ

یہ رسٹ واچیں بالکل نئے فیشن کی نہایت خوش وضع لمبے اور مختلف شیپ کی بنی ہوئی ہیں۔ ہر ایک اپنی شکل میں نرالی ہے اس کا گلاس چوکس اور گُنڈے چوڑے خوشنما بنے ہوئے ہیں مشین پالش دار پرزے مضبوط و پائیدار ہیں وقت صحیح بتاتی ہے کیس سُنہری و چمک دار ہے رعایتی قیمت معہ استراپ نو روپے سات آنہ

ایضاً نمبر ۱۶۵ ۔ اس کا ڈائل و سوئیاں گیس والی ہیں جنکے باعث دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی ٹایم معلوم ہوتا ہے رعایتی قیمت معہ استراپ گیارہ روپے سات آنہ۔ علاوہ محصولڈاک جو گھڑی طلب فرمائیں اُس کا نام و نمبر ضرور لکھیں۔ ہر گھڑی کے چلنے کی مدت کی دستخطی گارنٹی ہمراہ گھڑی بھیجی جاتی ہے

نمبر ۱۶۶

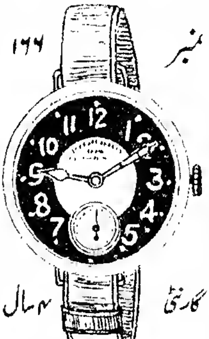

گارنٹی ۴ سال

گولڈن کیس کی شب بین رسٹ واچ

اس گھڑی میں خوبی یہ ہے کہ دن کے علاوہ رات کو بھی اندھیرے میں وقت بتاتی ہے اس کا ڈائل اور سوئیاں گیس والی ہیں سوئس میڈ جنیوا مشین مضبوط پرزے لگی ہے ٹایم صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ استراپ سات روپے بارہ آنہ

نوٹ [illegible]

ملنے کا پتہ:- امریکن واچ ہاؤس اسٹاکسٹ ولیسٹ اینڈ واچ کمپنی دھلی

اگر آپ اس سالانہ رعایتی اعلان کی تخفیف شدہ قیمتوں سے فائدہ اُٹھانا چاہتے ہیں تو جلد سے جلد اپنا آڈر بھیجدیں

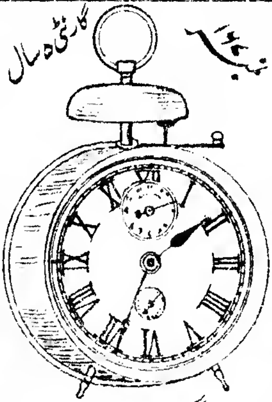

پائیدار ایک گھنٹی کا الارم ٹایم پیس

یہ ٹایم پیس نکل سلور کیس کا خوشنما پائیدار پُرزوں کا بنا ہوا ہے ٹایم سچا بتاتا ہے اسمیں جو الارم لگا ہوا ہے وہ بوقت ضرورت آپ کو ایک چوکیدار کا کام دیگا۔ شب کو کسی ٹایم پر آپ کو اُٹھنا ہو تو آپ اسکے الارم میں چابی بھر کر الارم کی سوئی کو اُس ٹایم پر لگا دیجئے یہ ٹھیک اُسی ٹایم پر آواز سے الارم بجا کر آپکو بیدار کر دیگا رعایتی قیمت تین روپے پانچ آنے۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار

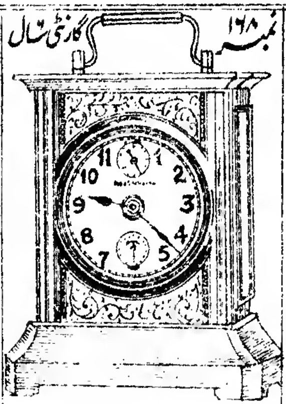

فینسی چورس شیپ کا ٹایم پیس

ٹایم پیس کے داہنے بائیں جانب شیشے لگے ہوئے ہیں جنمیں سے مشین نظر آتی ہے سامنے ٹایم کی طرف کیس پر نقش و نگار کیا ہوا ہے خوبصورت و مضبوط نکل سلور کیس کا بنا ہوا ہے گھنٹہ آدھ گھنٹہ بھی آواز سے بجاتا ہے اور اسمیں الارم بھی لگا ہوا ہے وقت صحیح بتاتا ہے۔

رعایتی قیمت دس روپے بارہ آنہ

ایضاً۔ یہ باجہ بجاتا ہے گھنٹہ آدھ گھنٹہ نہیں بجاتا رعایتی قیمت للعہ

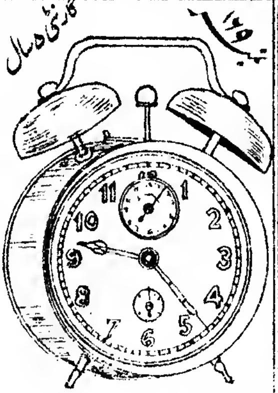

مضبوط دو گھنٹی والا الارم ٹایم پیس

اس ٹایم پیس کے پُرزے مضبوط و پالش دار ہیں۔ وقت صحیح بتاتا ہے اسمیں الارم بھی لگا ہوا ہے شب کو آپ جس ٹایم پر کسی کار ضروری کے لئے اُٹھنا چاہیں تو اسکے الارم میں چابی بھر کر اسی ٹایم پر اسکے الارم کی سوئی کو لگا دیں یہ ٹھیک اسی ٹایم پر ایسے بلند آواز سے الارم بجائے گا کہ آپ فوری بیدار ہو جائیں گے نہایت کارآمد ٹایم پیس ہے

رعایتی قیمت چار روپے ایک آنہ

خوبصورت و پائیدار بلند آواز کا الارم بجانیوالا ریڈیم ٹایم پیس

یہ ٹایم پیس نکل سلور کیس کا خوبصورت اور پائیدار بنا ہوا ہے اسکے پُرزے ایسے مضبوط ہیں کہ مدتوں گھسنے کا نام نہیں لیتے وقت نہایت صحیح بتاتا ہے۔ اس کا ڈائل وسوئیاں ریڈیم والی ہیں جنکے باعث رات کو اندھیرے میں بھی مثل دن کے ٹایم بتاتا ہے اور اسمیں الارم بھی لگا ہوا ہے جس ٹایم پر آپ کو اس کا الارم بجوانا ہو اس کی چھوٹی سوئی کو جو اسکے ہندسہ کے نیچے گول دائرہ میں ہے اُس ٹایم پر لگا دیجئے اور الارم کی چابی بھر دیجئے یہ اسی ٹایم پر ایسے زور سے الارم بجائیگا کہ سوتا ہوا آدمی بیدار ہو جاتے گا۔ عبادت گذار اور ڈیوٹی پر جانیوالوں کے لئے بہت کام کی چیز ہے۔ رعایتی قیمت آٹھ روپے چار آنے۔ محصول ڈاک وغیرہ بذمہ خریدار ہوگا۔

ایضاً۔ یہ ٹایم پیس ریپٹینگ ہے۔ یعنی ٹھہر ٹھہر کر اور ایک دم دو طرح سے الارم بجاتا ہے رعایتی قیمت آٹھ روپے بارہ آنے محصول ڈاک وغیرہ آپ کے ذمہ ہوگا۔

نوٹ:- محصول ڈاک، پیکنگ، منی آرڈر فیس آپ کے ذمہ ہوگا۔

ملنے کا پتہ:- امریکن واچ ہاؤس اسٹاکسٹ ولیسٹ اینڈ واچ کمپنی دہلی

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا

مولوی دہلی

جو ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ کو حمیدیہ پریس دہلی کوچہ چیلان سے شائع ہوتا ہے

جلد ۱۴ | بابت ماہ رجب المرجب سنہ ۱۳۴۵ھ | نمبر ۱

خطبہ

الحمد للہ الذی قال ان الصلوٰۃ تنہیٰ عن الفحشاء والمنکر وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الصلوٰۃ قرۃ عینی والصلوٰۃ معراج المومنین وقال الصلوٰۃ عماد الدین من اقامہا فقد اقام الدین ومن ہدمہا فقد ہدم الدین وصلی اللہ تعالیٰ علی محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

امابعد یا معشر المومنین حمد و ثنا بیان کرو اس خداوند ارض و سما اور اس پروردگار بے ہمتا کی جس نے ایک کلمۂ کن سے کائنات عالم کو نیست سے ہست کیا اور اپنی قدرت تامہ کے جلوے دکھائے اور ہزارہا عالم پیدا کر کے ان کے لئے ایک ایسا قانون قدرت بنایا کہ ہزاروں لاکھوں برس سے وہ بغیر کسی خارجی امداد کے قائم اور جاری ہے اور کبھی اس میں خلل اور تعطل واقع نہیں ہوتا سورج اسی طرح مشرق سے نکلتا ہے اور مغرب میں غروب ہوتا ہے چاند اسی طرح گھٹتا اور بڑھتا ہے ستارے اسی طرح چمکتے ہیں بہار و خزاں اسی طرح آتے اور جاتے ہیں رات اور دن بدستور آرام اور محنت کا پیغام لیکر آتے ہیں جاندار اور بے جان اپنی عمریں پوری کرتے ہیں اور پردۂ عدم میں واپس چلے جاتے ہیں زمین ہر قسم کی انسانی اور حیوانی ضرورتوں کے پورا کرنے سے کبھی انکار نہیں کرتی غرضکہ خدا کا اٹل قانون قدرت ہے جو کبھی ناکام نہیں رہتا اور نہ اس میں تغیر و تبدل کی ضرورت پڑتی ہے مختار کل اور قادر و توانا کی حمد و ثنا سے ہوتی ہے جو ایسی کر سکے وہ درد مندوں کے درد کا مداوا اور دکھیاروں کے دکھ کا سہارا ہے اس کا نام غم زدوں کے غم میں غمگسار اور مراد مندوں کی نامرادی میں منبع مراد ہے وہی رحمٰن و رحیم ہے جو طوفان حوادث میں روحوں کی بے چینی اور دلوں کے اضطراب میں تسکین اور تسلی کا پیام بنکر ظاہر ہوتا ہے اور جب امید کا رشتہ ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے اور یاس و ناامیدی کی کالی گھٹائیں انسانی روحوں کو اپنی ظلمات سے ڈھانپ لیتی ہیں جب تشنہ ہونٹوں کے لئے دریا بھی سراب بنجاتے ہیں اور گلچینوں کے لئے گلزار عالم یکسر خارزار ہو جاتا ہے اور جبکہ سہارا ڈھونڈنے والوں کے لئے دیواریں بھی در کی صورت اختیار کر لیتی ہیں اس وقت اے خدائے حی و قیوم تو اور تیری رحمت عامہ اور رافت تامہ ہوتی ہے جو ناامیدی اور یاس سے ٹوٹے ہوئے رشتہ کو امید اور آس کے ہاتھوں سے جوڑتی ہے اور خارہائے غم و الم میں الجھے ہوئے دامن گلچین کو چھڑا کر گلہائے مراد سے معمور کرتی ہے اور جب سہارا ڈھونڈھنے والوں کے پاس کوئی سہارا باقی نہیں رہتا تو دستگیری کی لکڑی بنکر سہارا دیتی ہے پس اس ذات بے ہمتا کو اس امر کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے کہ انسان کی حمد و ثنا کا محتاج ہو مگر انسان اس کا محتاج ہے جو اسے خدا تیری حمد و ثنا سے گریز کرے تو وہ ہے جو عدم سے وجود میں لاتا اور بیشمار نعمتوں کے انبار لگا دیتا ہے اور نہ صرف اس دنیا میں بلکہ دوسری دنیا کے لئے بھی تو نے اپنے بندوں پر رحم کیا کہ اپنے پیغمبروں اور رسولوں کو بھیجا اور اپنی کتابیں اور صحیفے نازل کر کے ضلالت و گمراہی سے بچنے کا سامان مہیا کر دیا۔ خصوصاً قرآن حکیم کے نزول اور محمد رسول اللہ کو مبعوث فرما کر انسانوں کے لئے وہ نعمت فراہم کر دی کہ اگر سرکشی اور تمرد نہ ان کو درجۂ شر نہ کر دے تو وہ کبھی صراط مستقیم سے گمراہ نہیں ہو سکتے اس لئے درود و سلام ہو اس نبی مکرم اور رسول معظم پر جس کے ذریعہ خدائے قدوس نے اپنے بندوں کے لئے قرآن حکیم نازل فرمایا اور ایک ایسا نظام ہدایت بھیجا جو نظام قدرت کی طرح صحیح و مضبوط اور ہمیشہ ہر زمانہ اور ہر موسم اور ہر ملک کے لئے یکساں طور پر ہمارے دین اور ہماری دنیا دونوں کے لئے مفید اور سودمند ہے۔ امابعد

برادران اسلام! آج کے خطبہ کا موضوع نماز ہے جس کے ادا کرنے کے لئے آپ یہاں جمع ہوئے ہیں، کے متعلق خطبہ عرض کیا جائے گا جیسا کہ آپ نے اوپر عربی کی عبارت میں سنا کہ نماز دین اسلام میں سب سے مقدم رکن ہے اور ہر ایک مسلمان اس امر سے واقف ہے کہ نماز ہر ایک بالغ مرد و عورت پر فرض ہے بجز چند صورتوں میں عورتیں مستثنیٰ ہیں ورنہ ہر حالت میں بشرطیکہ صحت عقل و ہوش اور بلوغ ہر ایک مسلمان عورت مرد پر یہ فرض ہے فرض کے معنی یہ ہیں کہ کسی حال میں اس سے نجات نہیں اعمال میں اسلام نے پانچ فرض مسلمانوں پر عائد کئے ہیں اول کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار باللسان و تصدیق بالقلب دوسرے نماز تیسرے روزہ چوتھے زکوٰۃ پانچویں حج ان کی فرضیت کے انکار سے آدمی مسلمان نہیں رہ سکتا لا الہ الا اللہ کے اقرار باللسان و تصدیق بالقلب کے بغیر تو آدمی مسلمان ہی نہیں ہوتا اس کے علاوہ نماز روزہ حج زکوٰۃ کی فرضیت کا قائل ہونا بھی اسلام کی شرط ہے لیکن اگر کوئی اپنی بدبختی سے از راہ غفلت ان فرائض کے ادا کرنے سے قاصر رہے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج نہ ہوگا لیکن بلاشبہ گنہگار ہوگا اور سزا کا مستوجب لیکن یہ ایسے فرائض ہیں جن کا ترک خواہ از راہ غفلت ہی کیوں نہ ہو دین اور دنیا دونوں کے خسران اور نقصان کا موجب ہے۔

برادران اسلام! تمام فرائض میں سب سے پہلے سب سے زیادہ اور سب سے آخر تک جس فرض کی طرف اللہ اور اس کے رسول برحق نے توجہ دلائی ہے وہ نماز ہے اگرچہ نماز معراج

کی شب کو فرض ہوئی جو اسی رجب کے مہینے میں ہوئی تھی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز اس سے پہلے سے پڑھتے تھے اور جو مسلمان اس وقت تک تھے وہ بھی پڑھتے تھے اگرچہ بعد میں بھی پڑھتے رہے اور اس نماز پر آنحضرت نے بہت زور دیا ہے یہاں تک کہ خدائے رحمن و رحیم نے جب دیکھا کہ آنحضرت ساری ساری رات عبادت و صلوٰۃ میں مشغول رہتے ہیں اور اس کی وجہ سے پائے مبارک متورم ہو جاتے ہیں تو فرمایا یا ایھا المزمل قم اللیل الا قلیلا نصفہ او انقص منہ او زد علیہ یعنی ساری ساری رات کی بجائے اے ہمارے کمل پوش محبوب پہلا رات جب آدھی سے کم رہ جائے جب اٹھا کیجئے یا اس سے کچھ کم و بیش کر لیجئے۔

بہرحال تہجد پورے اہتمام سے پڑھی جاتی تھی مگر اس خیال سے کہ کہیں پنجوقتہ کی طرح تہجد بھی امت پر فرض نہ ہو جائے اور اس کا ادا کرنا دست پر شاق اور دشوار ہو اس لئے اس کو کبھی کبھی ترک بھی فرما دیا۔

جن لوگوں کی نظر قرآن و حدیث پر ہے وہ جانتے ہیں کہ نماز پر ان دونوں کے اندر کس قدر زور دیا گیا ہے یہاں تک کہ جو لوگ عربی نہیں جانتے اور قرآن کی تلاوت کرتے رہتے ہیں وہ بھی اتنا تو ضرور جانتے ہیں کہ قرآن حکیم کے اندر سینکڑوں جگہ صلوٰۃ کے الفاظ آئے ہیں بعض جگہ صلوٰۃ کے ساتھ زکوٰۃ کا بھی لفظ آیا ہے مگر سینکڑوں جگہ صرف صلوٰۃ کا لفظ آیا ہے اور کلام الٰہی کے آغاز ہی میں ایمان بالغیب کے بعد قیام صلوٰۃ کا ذکر اس طرح کیا گیا ہے الم ذلک الکتاب لا ریب فیہ ھدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ اور اس کے بعد پھر تمام قرآن میں جا بجا نماز کی تلقین کی گئی ہے۔

قرآن حکیم کا یہ انداز بیان ہے کہ وہ اکثر احکام کی علت اور غرض و غایت بھی بیان فرما دیتا ہے چنانچہ نماز کا مقصد بھی اس نے واضح الفاظ میں بیان فرمایا ہے یعنی ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر یعنی نماز فحش اور منکر امور سے انسان کو باز رکھتی ہے اس طرح روزے کا مقصد یہ بتلایا ہے کہ انسان اس سے متقی بنتا ہے۔

جہاں تک نماز کی فرضیت اور اس کے پڑھنے کی ذہنی اہمیت کا تعلق ہے اس کا انکار نہیں ہو سکتا کہ مسلمان عام طور پر اس کو محسوس کرتے ہیں اور بے نمازی بھی اپنی غفلت کا اقرار کرتے ہیں اور جب کبھی توجہ دلائی جاتی ہے تو شرمندہ ہوتے ہیں یہ حالت بھی ایک درجہ میں غنیمت ہے۔

لیکن اصلی سوال یہ ہے کہ ہم اس مسئلہ پر غور کریں کہ نماز کو اس قدر زبردست اہمیت کیوں دی گئی ہے اور ہم اپنا جائزہ لیں کہ نماز کی جو اہمیت بیان کی گئی ہے اس کے مطابق ہم نماز ادا کرتے ہیں اور نماز کا جو مقصد بیان کیا گیا ہے وہ ہمیں حاصل ہوتا ہے یا نہیں اور اگر نہیں حاصل ہوتا تو اس کی کیا وجہ ہے آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو معراج المومنین فرمایا ہے اور فرمایا ہے الصلوٰۃ عماد الدین من اقامھا فقد اقام الدین ومن ھدمھا فقد ھدم الدین یعنی نماز دین کا ستون ہے جس نے اس کو قائم کیا اس نے گویا دین کو قائم کیا اور جس نے اس کو ڈھا دیا گویا دین کو ڈھا دیا۔

... مندرجہ بالا سے نماز کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔

... اسلام میں یہ اہمیت اس لئے ہے کہ نماز ہی وہ عمل خیر ہے جس کے ذریعہ ... دین اور دنیا دونوں کی ... سرفرازی حاصل کر سکتے ہیں اور قرآن

حدیث دونوں میں بالصراحت اس کو بیان کر دیا گیا ہے قرآن میں تو نماز کے متعلق بیان فرمایا گیا ہے کہ وہ انسان کو فحش اور منکر سے باز رکھتی ہے اب صرف اسی ایک امر پر غور کیجئے کہ جو عمل انسان کو فحش اور منکر امور سے باز رکھنے کی قدرت رکھتا ہو وہ ایک انسان کو انفرادی حیثیت سے اور انسانی جماعتوں کو اجتماعی حیثیت سے کیسے بلند و رفیع درجہ پر فائز کر سکتا ہے۔

فحش اور منکر صرف دو لفظ ہیں مگر ان کی وسعت اور ہمہ گیری کا اندازہ کرنا آسان نہیں ہے دنیا کی کوئی بدی اور برائی اور کوئی ضلالت و گمراہی ایسی نہیں ہے جو فحش اور منکر کے تحت میں نہ آ جاتی ہو خواہ اس کا تعلق خدا سے ہو یا بندوں سے حق اللہ ہو یا حق العباد سے دل و دماغ اور روح سے اس کا تعلق ہو یا اعضا جوارح سے ہر بدی اور ہر برائی فحش اور منکر میں داخل ہے کیا کوئی شخص ایک لمحہ کے لئے بھی اس کا تصور کر سکتا ہے کہ کوئی بدی اور کوئی برائی ایسی ہو سکتی ہے جو اس منکر میں داخل نہ ہو جب ان کی تمام بدیاں اور تمام برائیاں منکر میں داخل ہیں اور فحش و منکر سے نماز انسان کو باز رکھتی ہے تو اس کے معنے یہ ہوئے کہ مسلمان جو نماز پڑھتا ہے وہ دنیا کی تمام برائیوں سے پاک ہوگا اور جو مسلمان یا مسلمانوں کی جو جماعت نماز گذار ہوگی وہ بھی ہر قسم کی برائیوں سے پاک و صاف ہوگی اور جو فرد یا جماعت دنیا کے عیب و قبائح سے پاک و صاف ہوگی ظاہر ہے کہ دین و دنیا کی سرفرازیاں اس کے حصہ میں ضرور آئیں گی۔

مگر سوال پیدا ہوتا ہے کہ لاکھوں کروڑ انسان نماز پڑھتے ہیں مگر نہ وہ فحش اور منکر سے پاک ہیں اور نہ دین و دنیا کی سرفرازی و سربلندی سے ان کو کچھ حصہ مل رہا ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آج ہماری بدبختی کا یہی عالم ہے کہ ہم میں سے جو نماز پڑھتے ہیں وہ بھی فحش اور منکر کی آلودگی سے پاک نہیں ہوتے مگر ظاہر ہے کہ خدا کے کلام میں جو چیز ہم کو دی گئی ہے وہ کسی طرح بھی غلط نہیں ہو سکتی یقیناً نماز کا وہ مقصد بھی ہے اور یہی اثر اس کا مترتب ہونا چاہیئے اور اگر آج وہ اثر مترتب نہیں ہوتا تو یہ نماز کا قصور نہیں ہو سکتا کیونکہ نماز کا جو وصف بیان کیا گیا ہے وہ کسی انسان کا بیان کیا ہوا نہیں ہے جس میں غلطی کا امکان ہو بلکہ اس خدائے قدوس کا ارشاد ہے جو اصدق الصادقین ہے اور جس کا ارشاد کبھی کسی حال میں غلط نہیں ہو سکتا یہی وہ نماز ہے جو آج سے تیرہ سو سال قبل وہ معجزہ دکھلا چکی جس کا ذکر اور جس کی خبر قرآن حکیم میں دی گئی ہے کیا ہمارے سامنے صحابہ کرام کا اسوۂ حسنہ نہیں ہے اور کیا ان کی نمازیں ہم بھول گئے ہیں اور کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ ایسی نماز نے عہد صحابہ میں اس وقت کے مسلمانوں پر دنیا اور دین کی فلاح و بہبود کے دروازے کھول دیئے تھے اگر ایک دفعہ نماز اپنا اثر دکھا چکی ہے اور اس کے ادا کرنے والوں کو فحش اور منکر سے باز رکھ کر ان پر سعادت دارین کے دروازے کھول چکی ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ اب پھر وہی کرشمہ اور معجزہ نہ دکھلائے صحابہ کرام کی زندگیاں ہمارے سامنے ہیں اور اگر ہماری آنکھیں ہیں تو ہم دیکھ سکتے ہیں کہ اس تعدی باشعت کو نماز نے کس حد تک فحش اور منکر سے منزہ اور مبرا کر دیا تھا اور یہی چیز تھی جس نے ان کو فرش سے اٹھا کر عرش پر بٹھا دیا تھا۔

اس لئے آج بھی نماز وہی معجزہ دکھلا سکتی ہے اور انفرادی و اجتماعی دونوں حیثیتوں سے دکھلا سکتی ہے اور اگر باوجود نماز پڑھنے کے ہمارے اندر وہ کیفیت پیدا نہیں ہوتی جس کا قرآن میں ذکر کیا گیا ہے تو لازمی طور پر یہ ہمارا اپنا ہی قصور

ہوگا کہ نماز کا جس کی صفت قرآن نے بیان فرما دی ہے۔

برادران اسلام! اگر نماز ادا کرنے کے باوجود ہم اس فیض سے محروم رہتے ہیں جو نماز کا خاصہ اور اس کی صفت بیان کی گئی ہے تو یہ یقیناً ہمارا قصور ہے کیونکہ ہم اس طرح نماز نہیں پڑھتے جس طرح کہ نماز پڑھنی چاہیئے اور جیسی کہ صحابہ کرام پڑھا کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو معراج المومنین فرمایا ہے اس ایک جملہ میں جو صرف دو لفظوں سے مرکب ہے حضور نے بتلا دیا ہے کہ نماز کیسی ہونی چاہیئے اور کس طرح پڑھنی چاہیئے نماز کو مومنین کی معراج فرمایا ہے اب معراج پر غور کرنا چاہیئے کہ معراج کیا چیز ہے معراج عروج سے مشتق ہے جس کے معنے اوج اور بلندی پر پہنچنے کے ہیں یہ کونسی بلندی ہے ظاہر ہے کہ ظاہری بلندی نہیں ہے بلکہ باطنی بلندی ہی مراد ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو معراج ہوئی وہ مسلم علماء کی اکثریت کے نزدیک مع جسم کے تھی لیکن یہ تو آنحضرت کے لئے مخصوص تھی مومنین کی معراج روحانی ہی ہو سکتی ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ نماز وہ مدارج طے کراتی ہے جو معراج میں ہی طے ہو سکتے ہیں اور معراج میں قرب و وصال الٰہی کے جو مدارج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طے فرمائے تھے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں مگر یہ کیفیت کب پیدا ہو سکتی ہے ہم آج جیسی نمازیں پڑھتے ہیں ایسی تو اگر ہزار سال تک رات دن پڑھتے رہیں تب ہی وہ چیز حاصل نہیں ہو سکتی جو نماز سے مطلوب ہے جب تک بر زبان تسبیح و در دل گاؤ خر کی حالت نماز میں رہے گی اس وقت تک ناممکن ہے کہ نماز کی حقیقت ہم پر منکشف ہو۔

اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ نماز میں دل اور زبان ایک ہو کر مشغول ہوا کریں تخیلات اور تصورات سے دل اور دماغ خالی ہو اور یکسوئی اور ایک حالی کے ساتھ دربار خداوندی میں حاضری ہو اور ہر قسم کے جذبات سے یکسو ہو کر عجز و نیاز اور تذلل و افتادگی اور مسکنت و بیچارگی کے کامل احساس کے ساتھ نماز شروع کرنی چاہیئے اگر ہم کسی معمولی دنیاوی افسر کے سامنے ہی اپنی کوئی حاجت لیکر جاتے ہیں یا کسی جرم کی باز پرس کے لئے بلائے جاتے ہیں تو ہماری حالت یہ ہوتی ہے کہ قلب و روح کی تمام قوتیں اسی ایک سمت میں مرکوز ہو جاتی ہیں اور دل لگا رہتا ہے کہ دیکھئے کیا قسمت کا فیصلہ ہوتا ہے کہ از کم چند لمحوں کے لئے پوری توجہ اسی ایک طرف ہو جاتی ہے اور ہر طرف سے دل و دماغ کے تمام تصورات و تخیلات سے خالی ہو جاتا ہے جب ہماری حالت معمولی ایک دنیاوی حاکم کے سامنے یہ ہو جاتی ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ خداوند رب العالمین کے دربار میں جب ہم حاضر ہوں تو اسی نسبت سے کیوں نہ ہمارے اندر کامل یکسوئی اور مکمل عجز و افتادگی کی شان نہ پیدا ہو اگر ہم صرف دن بھر کے اعمال کا جائزہ لیکر حضور خداوندی میں کھڑے ہوں اور یہ سمجھکر کہ ہمارے تمام ظاہر و پوشیدہ اعمال سے وہ ہستی واقف اور آگاہ ہے جو عالم السر و الخفیات ہے اور جس کے سامنے ہم کھڑے ہو رہے ہیں وہ نہ صرف علیم و خبیر ہے بلکہ قہار و جبار اور منتقم و جبیر اور شدید العقاب بھی ہے اور اگر اس کی رحمت و کرم کار فرما نہ ہو تو کہیں ٹھکانا بندوں کا ٹھکانا نہیں ہے اگر اپنے گناہوں کے صحیح احساس ندامت کے ساتھ دربار الٰہی میں حاضری کا قصد کیا جائے اور نماز کے متعلق صحیح طور پر یہ عقیدہ ہو کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضر ہیں تو ناممکن ہے کہ عجز و تذلل اور افتادگی و بیچارگی کا وہ جذبہ موجزن نہ ہو جائے جو غضب الٰہی سے امن اور دل میں گداز کا ضامن ہو۔

برادران اسلام! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو معراج المومنین اسلئے فرمایا ہے کہ جس طرح حضور کو معراج شریف میں قرب و وصال باری حاصل ہوا تھا اسی طرح مومن قانت کو بھی اپنے درجہ میں اللہ عزوجل کا قرب اور اس کی حضوری حاصل ہوتی ہے اب ہمیں اگر یہ بات حاصل نہیں ہوتی ہے تو اس کے حصول کی کوشش کرنی چاہیئے تاکہ نماز کا وہ مقصد عظیم حاصل ہو جس کا ذکر قرآن حکیم میں کیا گیا ہے۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت الٰہی کا ایک معیار اور بیان فرمایا ہے وہ یہ کہ اس طرح نماز میں حضوری ہو کر تجھکو اللہ تعالیٰ کا جلوہ پاک نظر آنے لگے اور اگر یہ میسر نہ ہو تو تجھ پر یہ کیفیت تو طاری ہونی چاہیئے کہ اللہ بزرگ و برتر تجھکو دیکھ رہا ہے مطلب یہ ہے کہ درجہ اول تو یہ ہے کہ نمازگذار پر ایسی کیفیت طاری ہو جائے کہ گویا وہ چشم دل سے اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اگر یہ کیفیت کسی انسان پر طاری ہو جائے تو ظاہر ہے کہ وہ ان لمحوں میں خلوص للہیت اور صدق و صفا کا پیکر بنجائے گا کیا کوئی ایک لمحہ کے لئے اس کا تصور کر سکتا ہے کہ خدائے بزرگ و برتر کے حضور میں اس کا دل افکار فاسدہ اور تصورات باطلہ سے معمور رہ سکتا ہے یقیناً نہیں تو پھر جو کچھ بھی پاس آیا ہوگا سب کا خاتمہ اس طرح ہو جائے گا جس طرح آگ خس و خاشاک کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔

لیکن اگر یہ کیفیت حاصل نہ ہو تو پھر کم از کم اتنا تو ہونا چاہیئے کہ ہم پر یہ کیفیت اور یہ حالت طاری ہو جائے کہ ہم دربار الٰہی میں حاضر ہیں اور خدائے علیم و بصیر ہمکو دیکھ رہا ہے اور یہ اس مقصد کے حصول کا ادنیٰ درجہ ہے اگر اتنا ہی نہ ہوگا تو تمام عمر ہی نماز پڑھتے رہنے سے وہ مقصد حاصل نہ ہوگا جو قرآن نے نماز کا بتلایا ہے اور یہ ایسا درجہ ہے جو بہت آسانی سے حاصل ہو سکتا ہے کیونکہ جب ہم دنیاوی حاکم کے پاس پہنچکر یکسو ہو جاتے ہیں اور اپنی تمام تر توجہ اسکی طرف چند لمحوں کو مرکوز کر دیتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ اس علیم و خبیر اور سمیع و بصیر خدا کے حضور میں پہنچکر کیوں نہ ہماری پوری توجہ اس خدائے بزرگ و برتر کی طرف مرکوز ہو جائے جو تمام و مطلق ہے لیکن یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب خداوند ارض و سما کی قدرت و اختیار اور اس کے سمیع و بصیر ہونے پر ہمکو کامل ایمان ہو۔

برادران اسلام! ناممکن ہے کہ صحیح طریقہ پر ہم نماز ادا کریں اور اس سے نتیجہ وہ نہ حاصل ہو جو قرآن میں بتلایا گیا ہے اور ہماری زندگیاں فحش و منکر سے بکسر پاک و صاف نہ ہو جائیں اور جونہی فحش و منکر سے ہماری زندگی پاک صاف ہوئی سمجھ لینا چاہیئے کہ فلاح و دارین کے دروازے ہم پر خود بخود کھل جائیں گے اگر انفرادی حیثیت سے ہم نے اس پر عمل کیا تو انفرادی طور پر اور اگر اجتماعی طور پر ہم نے اس پر عمل کیا تو اجتماعی حیثیت ہماری زندگیوں میں ایک عظیم خوشگوار و عجیب انقلاب رونما ہو جائے گا۔

پس اگر ہم چاہتے ہیں کہ دین اور دنیا کی سرفرازی و سربلندی ہمارے حصہ میں آئے تو نماز کی دامن مضبوطی کے ساتھ پکڑنا چاہیئے اور اپنی نمازوں کو صحابہ کرام کی نماز بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف رحیم

خطبہ ثانیہ

(جمادی الثانی کے موضوع سے پڑھیے)

— (+) —

شذرات

جدید آرڈیننس

اس ماہ میں وائسرائے نے اپنے اختیارات سے تین نئے آرڈیننس جاری کئے ہیں آرڈیننس کے معنے یہ ہیں کہ اگر اسمبلی میں پاس کرا کے وائسرائے اپنے حکم سے قانون نافذ کرے عام طور پر قانون اس کو کہتے ہیں جو اسمبلی میں پیش ہو اور اتفاق یا کثرت رائے سے ملک کے نمائندے اس کو پاس کریں لیکن وائسرائے کو اختیار حاصل ہے کہ وہ اسمبلی کو نظر انداز کرکے اور اپنی مرضی سے ... جو چاہے قانون نافذ کرے اگر اضطراری ضرورت کے وقت کبھی ہی ایسا کیا جائے تو شاید جوا رکھا جا سکے مگر جب صورت حال یہ ہو جائے کہ آئے دن وائسرائے کی مرضی سے قانون بننے لگے تو جمہوریت کا خاتمہ سمجھنا چاہیئے افسوس ہے کہ گزشتہ دو سال کے اندر وائسرائے نے اکثر ... آرڈیننس کا انفاذ کرکے لوگوں کو یہ سمجھنے پر مجبور کر دیا ہے کہ ہندوستان کی حکومت بالکل مطلق العنان ہے

بہرحال گزشتہ مہینہ ... تین آرڈیننس وائسرائے نے جاری کئے ایک بنگال کے متعلق دوسرا دہلی کانسپریسی کیس کے متعلق اور تیسرا کشمیر کے متعلق ہم مختصراً ہر ایک پر علیحدہ علیحدہ بحث کرینگے۔

بنگال آرڈیننس

یہ آرڈیننس تشدد کے واقعات کو روکنے کی غرض سے نافذ کیا گیا ہے چونکہ بنگال میں آئے دن بم پستول اور ڈاکہ زنی کے واقعات ... آتے رہتے ہیں اس لئے وائسرائے نے ان کو روکنے کے لئے ایک نیا آرڈیننس نافذ کیا ہے جس سے باغیوں کے ... ہی کرنے کے ... تشدد ... بعض ... کہتے ہیں ... کی تبلیغ کرتے ہیں اگر یہ صحیح ہے کہ تعزیرات ہند کے ... ایسے قوانین پہلے سے موجود ہیں جن کے ذریعہ ... انسانوں کے خلاف تعزیری کارروائی کی جا سکے اور ان قوانین کی موجودگی میں ... آرڈیننسوں کی مطلق ضرورت نہیں ہے ... ایک مہذب حکومت کے دامن انتظام پر بدنما داغ ہے کہ ایسے آرڈیننس نافذ کئے جائیں۔

... ہم آج اس مسئلہ پر دوسرے نقطۂ نظر سے بحث کرنی چاہتے ہیں اور ... کانگریس کا یہ مقصد ہے کہ عدم تشدد کے ذریعہ آزادی حاصل کی جائے اور کسی حال میں تشدد استعمال نہ کیا جائے اور جہاں تک امکان میں ہے کانگریس ... کہ ایسے پرتشدد افعال کا سد باب ہو حکومت کا بھی یہی منشا ہے کانگریس اپنے طور پر یہ کوشش کر رہی ہے اور حکومت اپنے طریق پر لیکن ... دونوں کا ایک ہے صرف طریق عمل میں فرق ہے یہ ضرور ہے کہ کانگریس حکومت ... کے طرز عمل سے متفق نہیں ہے اور نہ اس کو مقصد کے لئے مفید سمجھتی ہے اور اس طریق ... بے گناہ انسانوں کے ساتھ بے گناہ بھی مصیبت میں آجائینگے اور ... کا یہ اصول ہے کہ ہزار گنہگار چاہے بچ جائیں مگر ایک بیگناہ کو نقصان نہ پہنچنا چاہیئے۔

لیکن موجودہ حالات میں ہماری یہ رائے ہے کہ حکومت کو ایک دفعہ پوری آزادی دے دینی چاہیئے کہ وہ جس طرح مناسب سمجھے اس تحریک تشدد کا سد باب کر دے ... ہے کہ اس ... سے ... مصائب میں مبتلا ہو جائینگے اور نہ صرف ... اس امر کا بھی اندیشہ ہے کہ بہت سے خالص کانگریسی جو ایمانداری کے ساتھ عدم تشدد پر یقین رکھتے ہیں وہ مبتلا ہوں گے اور شاید کانگریس کی تحریک کو کچلنے کا کام بھی لیا جائے مگر اس مقصد کے حصول کے لئے ہم کو ایک دفعہ یہ تمام خطرات برداشت کر لینے چاہئیں اور حکومت کو اجازت دینی چاہیئے کہ وہ آزادی کے ساتھ پورے اختیارات اور پوری قوت سے تشدد کی تحریک کو کچلنے کی کوشش کرے اگر حکومت اس میں کامیاب ہوگئی تو یہ حکومت ہی کے لئے نہیں بلکہ کانگریس کیلئے بھی موجب مسرت ہوگا اور اگر وہ کامیاب نہ ہو تو پھر حکومت کو چاہیئے کہ وہ ہمیشہ کے لئے ان طریقوں سے دست بردار ہو جائے اور حکومت کانگریس کے ساتھ تعاون اور موالات کرے اور جو طریقہ کہ کانگریس بتلائے اس طریقہ سے اس تحریک کے انسداد کی کوشش کرے۔

بہرحال حکومت سے کانگریس کا ایک معاہدہ ہو جانا چاہیئے کہ ایک مدت معینہ کے اندر حکومت کے طرز عمل کے خلاف کانگریس کوئی آواز بلند نہیں کرے گی اگر اس مدت کے اندر تشدد کی تحریک کو ختم کرنے میں حکومت کامیاب ہوگئی تو کانگریس کو اعتراف کر لینا چاہیئے کہ حکومت ایسے قوانین اور اس قسم کے طرز عمل اختیار کرنے میں حق بجانب تھی لیکن اگر حکومت کو اس میں کامیابی نہ ہو تو اس کو اعتراف کرنا چاہیئے کہ وہ ایسے طریقوں کے استعمال کرنے میں صحیح راستہ پر نہ تھی اور صحیح راستہ وہی ہے جو کانگریس تجویز کرتی ہے۔

بہرکیف ہم اس نقطۂ نظر سے عرض کرینگے کہ بنگال آرڈیننس کی مخالفت نہ کرنی چاہیئے کیونکہ جو لوگ عدم تشدد پر یقین رکھتے ہیں وہ صدق دل سے یہ محسوس کرتے ہیں کہ تشدد کے واقعات ملک کے عظیم مقصد کے لئے بجائے مفید ہونے کے مضر ہوتے ہیں۔

دوسرا آرڈیننس

یہ آرڈیننس دہلی کے مقدمہ سازش کے متعلق ہے اور اس کا منشا یہ ہے کہ اگر دیدہ و دانستہ کوئی ملزم عدالت میں حاضر ہونے سے انکار کر دے تو اس کی عدم موجودگی میں مقدمہ کی سماعت جاری رکھی جا سکے۔

اس مقدمہ میں بعض حالات ایسے پیش آگئے کہ بعض ملزمین نے حاضری عدالت سے انکار کر دیا اور ان کی عدم موجودگی کی وجہ سے مقدمہ کی سماعت نہ ہو سکی۔

اگر جان بوجھ کر کوئی ملزم عدالت میں حاضر ہونے سے انکار کر دے کہ اس کی عدم موجودگی میں مقدمہ کی سماعت نہ ہو سکے گی اور اس طرح وہ سزا سے بچ جائے گا یا عدالت کو تنگ کرنا مقصود ہو اور بلاوجہ مقدمہ میں تاخیر کرانا پیش نظر ہو تو ایسی صورت میں اس کے سوا کیا چارہ ہے کہ آرڈیننس کے ذریعہ ججوں کو اختیار دیا جائے کہ وہ ایسے ملزموں کی عدم حاضری میں بھی مقدمہ کی سماعت کو جاری رکھیں لیکن اس مقدمہ میں حاضر نہ ہونے والے ملزمین نے جو شکایات بیان کی ہیں اگر وہ صحیح ہیں تو ان سے یہ نہیں مترشح ہوتا کہ وہ عدالت کو تنگ کرنا ... یا مقدمہ میں تاخیر کرنا چاہتے ہیں بلکہ ان ججوں سے کوئی شکایت ہی نہیں ہے ان کی شکایت ... سے وہ عملہ جیل سے ہے کہ بحیثیت ایک زیر سماعت قیدی کے جو حقوق ملاقات وغیرہ کے ان کو حاصل ہیں ان سے عملہ جیل نے ان کو محروم کر دیا ہے ججوں نے شکایات سن کر حکام جیل کو لکھا بھی کہ ان کا ازالہ کیا جائے مگر حکام جیل نے ججوں کے

حکم کی بھی تعمیل نہیں کی اس وجہ سے ان ملزموں نے حاضری عدالت سے انکار کر دیا اور وائسرائے نے ارڈیننس نافذ کر دیا یہ ملزم آج بھی عدالت میں حاضر ہونے کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ ان کی شکایت جو حکام جیل سے ہے وہ دور کر دی جائے اور اس شکایت کو ہم اس لئے صحیح سمجھتے ہیں کہ جج نے اس کو صحیح تسلیم کر لیا ہے اور اس کے ازالہ کا حکم دیا جس کی تعمیل نہیں کی گئی لہذا حکومت کا فرض ہے کہ وہ ملزموں کی صحیح شکایات کو دور کرے لیکن اگر اس کے باوجود بھی کوئی ملزم دیدہ و دانستہ غیر حاضر ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ اس قسم کا ارڈیننس نافذ کرانے میں حکومت حق بجانب ہوگی اور اس پر کوئی الزام عائد نہیں کیا جا سکتا۔

کشمیری آرڈیننس

تیسرا آرڈیننس کشمیر کے متعلق وائسرائے نے نافذ کیا ہے اس کا منشاء یہ ہے کہ صوبہ پنجاب کے اندر جو دیسی ریاستیں ہیں اگر ریاستوں سے باہر کے لوگ وہاں جا کر قانون شکنی کریں اور اس سے امن و امان کو خطرہ ہو تو ان لوگوں کو ریاستوں میں جانے سے روک دیا جائے مطلب یہ ہے کہ چونکہ جماعت احرار اسلام کشمیر میں جتھے بھیج رہی تھی اور چند ہی دن میں کئی ہزار رضاکار وہاں گرفتار ہو چکے تھے اور برابر جتھے برابر جا رہے تھے اور حکومت کشمیر ان کا مقابلہ نہ کر سکتی تھی اس لئے حکومت کشمیر کی درخواست پر حکومت ہند نے یہ ارڈیننس جاری کر دیا اور ساتھ ہی کشمیر میں برطانوی فوجیں بھی گوروں کی روانہ کر دیں۔

اب کوئی جتھہ کشمیر سے باہر کے لوگوں کا کشمیر نہیں جا سکتا۔ اگر جانے کی کوشش کرے گا تو حکومت پنجاب اس کو گرفتار کر لیگی۔

حکومت ہند نے کیوں مداخلت کی اور وائسرائے نے کیوں آرڈیننس نافذ کیا اس کے متعلق کچھ کہنا فضول ہے حکومت ہند نے ایک بیان میں یہ بتلا دیا کہ حکومت کشمیر نے اپنے آپ کو بے بس پایا اور اس نے امداد کی درخواست کی اس لئے دونوں قدم حکومت ہند کی طرف سے اٹھائے گئے ہیں۔

ہمارے نزدیک اس مسئلہ میں شکوہ شکایت فضول ہے اور نہ یہ ہے کہ حکومت کشمیر نے مجبور ہو کر درخواست کی اور حکومت کشمیر پر منحصر نہیں ہر ایک خواہ کوئی حکومت بھی ہو جب وہ دیکھے گی کہ اس کے ہاتھ کمزور ہو رہے ہیں اور وہ کسی ایجیٹیشن کا مقابلہ نہیں کر سکتی تو جو طریقہ بھی اس کو مناسب نظر آئے گا اس کے اختیار کرنے میں وہ پس و پیش نہ کرے گی خود حکومت ہند کے خلاف سول نافرمانی کی تحریک جاری تھی تو اس نے بھی آدھے درجن سے زیادہ آرڈیننس جاری کر دیئے تھے۔ اس لئے نہ تو حکومت کشمیر کی شکایت کرنی چاہیئے اور نہ حکومت کی یہ تو بالکل قدرتی چیز ہے جب کبھی اور جہاں کہیں اس قسم کا قدم اٹھایا جائے گا جیسا کہ کشمیر کے مسئلے میں اٹھایا گیا ہے تو دوسری طرف سے لازمی طور پر ایسا ہی قدم اٹھایا جائے گا جیسا کہ ارڈیننس کی صورت میں اٹھایا گیا ہے

اب اس کا فیصلہ مستقبل کرے گا کہ کون سا قدم صحیح تھا اور کونسے قدم کے لئے کامیابی مقدر تھی اگر ایجیٹیشن کی بنیاد مضبوط ہے تو کامیابی یقینی ہے بشرطیکہ پرامن طریق پر جاری رہے ورنہ ناکام ہو کر رہ جائیگی تاہم تحریک جو پیدا ہو گئی ہے وہ مرے گی نہیں اگر آج ناکام رہے گی تو کچھ عرصہ کے بعد پھر شروع ہوگی اور کامیابی تک پہنچے گی اور اسی کے ساتھ ریاستوں کی اصلاح کا دور شروع ہو جائے گا یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ کشمیر کے سلسلہ میں جو تحریک شروع ہوئی ہے وہ کشمیر ہی تک ختم ہو جائے گی اس لئے کہ کم و بیش تمام ریاستوں کی رعایا عاجز آ چکی ہے اور سب ہی کی یہ خواہش ہو کہ وہ والیان ریاست کی مطلق العنانی سے نجات پائیں اس لئے جلد یا بدیر سب جگہ یہی ہوگا جو کشمیر میں ہو رہا ہے۔

بہرحال برطانوی فوجوں کے جانے اور ارڈیننس کے نافذ کرنے کی مسلمانوں کو شکایت نہ کرنی چاہیئے بلکہ جو قدم انہوں نے اٹھایا ہے اگر ایمانداری کے ساتھ اس کو صحیح سمجھتے ہیں تو بڑھائے چلا جانا چاہیئے اور اپنے ایثار و قربانی سے وہ مقصد حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے جو پیش نظر ہے۔

کشمیر کی تقسیم

اسی سلسلہ میں بہتر ہوگا کہ کشمیری قضیہ پر بھی تبصرہ کیا جائے اس وقت کشمیر کے مسئلہ نے ایک خاص صورت اختیار کر لی ہے اب سوال یہ نہیں ہے کہ چند داخلی شکایات کا ازالہ کر دیا جائے بلکہ طرز حکومت کی کمل تبدیلی کا سوال ہے اور یہ سوال قدرتی اسباب کے ماتحت پیدا ہوا ہے اور صرف کشمیر کے ساتھ مخصوص نہیں ہے مستقبل قریب میں تمام ریاستوں کے سامنے انہیں چیزوں کے ساتھ یہ سوال آنے والا ہے شاید ممکن ہے کچھ عرصہ کے لئے اس سے محفوظ رہ جائیں کیونکہ اس ریاست کی بے بس رعیت کو دستور دیا گیا ہے کشمیر کے سامنے سب سے پہلے یہ سوال اس لئے آیا کہ ہندوستان بھر میں کوئی اتنا بڑا علاقہ ایسا نہیں ہے جس کی آبادی اس قدر مفلوک الحال اور غریب اور محتاج ہو اور نہ صرف محتاج و غریب بلکہ ایسے ٹیکسوں کے بار کے نیچے دبی ہوئی ہو کہ شاید ہی اس قسم کے ٹیکس کہیں اور ہوں اسی کے ساتھ کچھ امتیازی سلوک بھی ہے بس یہی وہ اسباب ہیں جن کے باعث کشمیر میں یہ صورت حال پیدا ہوئی ہے گو ابتدا کسی اور شکل سے ہوئی تھی لیکن تہہ میں یہی اسباب تھے اور اب حالات نے ترقی کر کے اصلی صورت اختیار کر لی ہے۔

جماعت احرار جو جتھے بھیج رہی ہے وہ اسی عام صورت حال سے متعلق ہے اور وہ یہ چاہتی ہے کہ کشمیر کے نظام حکومت میں کمل تبدیلی ہو اور ایک نمائندہ اسمبلی وہاں قائم ہو جس کے سامنے حکومت جوابدہ ہو اور کشمیری باشندوں کی تعلیمی و اقتصادی ترقی کا بندوبست کیا جائے اور امتیازی سلوک کی تو کیا تھا نہ ہو۔

ہمارا خیال ہے کہ اس مقصد کے پیش نظر جتھے کشمیر جا رہے ہیں اس پر کوئی شخص اعتراض نہیں کر سکتا ہر ایک قوم پرست کا یہ نظریہ ہے کہ برٹش انڈیا کی طرح ریاستوں کی حالت میں بھی تبدیلی ہونی چاہیئے اور جس طرح ہم برٹش انڈیا کے لئے سوراج طلب کرتے ہیں اسی طرح ریاستوں کو بھی سوراج ملنا چاہیئے اور مطلق العنانی کا خاتمہ ہونا چاہیئے لیکن ہم اس کو تسلیم کرینگے کہ ایسی تحریک میں فرقہ وارانہ رنگ یا اسپرٹ میں ہرگز شروع نہ ہونی چاہیئے اور اگر فرقہ وارانہ رنگ پیدا ہو گیا ہو تو اس رنگ کو کلیتہً دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے کیونکہ حقیقی کامیابی کا انحصار اسی پر ہے۔

اگر ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ برٹش انڈیا کی طرح ریاستوں میں بھی ذمہ دار گورنمنٹ قائم ہو اور مطلق العنانی کا خاتمہ ہو تو احرار اسلام کی تحریک کی مخالفت ہمیں ہرگز نہ کرنی چاہیئے اور ساتھ ہی یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ اس تحریک میں ابتدائی غلطی کی وجہ سے جو فرقہ وارانہ رنگ پیدا ہو گیا ہے اس سے یہ تحریک بالکل پاک و صاف ہو جائے تاکہ مقصد میں جلد سے جلد کامیابی ہو۔

اس وقت کشمیر سے دو قسم کی خبریں آ رہی ہیں ایک تو ریاست اور اس کی معاون

حکومت انگریزی کی مرسلہ خبریں ہیں جن میں ظاہر کیا جا رہا ہے کہ تحریک کی رفتار سست پڑگئی ہے اور رضاکار معافیاں مانگ رہے ہیں اور کشمیر میں ہر قسم کا اطمینان ہے اور وہاں کے باشندے احرار کی تحریک کو پسند نہیں کرتے دوسرے اس قسم کی خبریں آ رہی ہیں کہ حکومت کشمیر بہت ظلم کر رہی ہے اور ہندو مراجعت کر رہے ہیں اور کشمیر میں ایک قیامت برپا ہے اور جو جیلخانے جا رہے ہیں ان کے ساتھ سخت وحشیانہ سلوک کیا جاتا ہے۔

ہماری رائے میں ہر دو قسم کی خبروں کی طرف سے آنکھ بند کر لینی چاہیئے صرف اپنے کام سے کام رکھنا چاہیئے اور صحیح طریقہ یہ ہے بالکل غیر فرقہ وارانہ اسپرٹ میں کشمیر کے اندر ذمہ دار گورنمنٹ قائم کرنے کی جد وجہد کو کامل پر امن طریق سے جاری رکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے اگر اس تحریک کو کشمیر میں کامیابی ہوگئی تو ریاستوں کی اصلاح کا دروازہ فوری طور پر کھل جائے گا اور جو لوگ ریاستوں میں اصلاح اور مطلق العنانی کے خاتمہ کی فکر میں ہیں وہ اس تحریک کے بانیوں کے شکر گذار رہیں گے۔

ہماری تو یہی رائے ہے کہ اگر اس وقت کشمیر کے قضیہ میں کسی قدر فرقہ وارانہ رنگ نظر آ رہا ہے تو اس کو بھی برداشت کر لینا چاہیئے کیونکہ آئندہ چل کر یہی تحریک خالص سیاسی بیداری کی شکل میں تبدیل ہو جائے گی اس لئے کلیتہ تحریک کی مذمت کرنے کی بجائے اس کی اصلاح اور اس کو صحیح راستہ پر چلانے کی سعی کرنی چاہیئے لیکن اس سلسلہ میں دو چیزیں سب سے زیادہ اہم اور مقدم ہیں اول تو تحریک کا کامل طور سے پر امن رہنا دوسرے تحریک کو فرقہ وارانہ رنگ سے صاف کرنے اور پاک رکھنے کی سعی۔

حکومت ہند کا فرض

ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ اس امر کی شکایت نہ کرنی چاہیئے کہ حکومت ہند نے آرڈیننس جاری کرکے اور گورہ فوج کشمیر میں بھیجکر دربار کشمیر کی کیوں حمایت کی ہمارا خیال ہے کہ آجتک حکومت ہند اور ریاستوں کے درمیان جو معاہدے ہیں ان کی رو سے حکومت کو ریاستوں کی درخواست پر ان کی امداد کرنا ضروری ہے۔

لیکن اسی کے ساتھ اگر حکومت جمہوریت کی نشو و ارتقاء کی حامی ہو اور اگر یہ محسوس کرتی ہو کہ ریاستوں کے اندر جو اس وقت نظام حکومت قائم ہے وہ صد درجہ کا دقیانوسی اور مطلق العنانی کی بدترین مثال ہے اور یہ کہ ریاستوں کی رعایا بھی انسانوں کی سی زندگی بسر کرنے کی مستحق ہے اور اس کو بھی حق حاصل ہو کہ گوش کے نقار خانہ میں اسکی آواز ہو تو جہاں اس نے مہاراجہ کی درخواست پر دو قدم اٹھائے ہیں وہیں محکوم رعایا کے حال پر رحم کھا کر مہاراجہ کو اس پر آمادہ کرے کہ وہ اپنی ریاست میں ذمہ دار حکومت قائم کر دیں گے اگر حکومت کی طرف سے اس قسم کا اعلان ہو جائے اور نظام حکومت کی تبدیلی و اصلاح کے لئے ایک کمیشن کا تقرر ہو جائے تو ہر طرف اطمینان پیدا ہو سکتا ہے۔

ہم یہ صرف کشمیر ہی کے متعلق نہیں کہہ رہے کشمیر کے سلسلہ میں چونکہ ایک تحریک جاری ہے اس لئے خصوصی طور پر اس کا ذکر کیا گیا ورنہ ہم تو حکومت ہند سے کہیں گے کہ قبل اسکے کہ دوسری ریاستوں میں اس قسم کی تحریک پیدا ہو حکومت ہند کو چاہیئے کہ وہ تمام ریاستوں کو مجبور کرے کہ نظم و نسق حکومت میں زمانہ حاضرہ کے حالات و جذبات کے مطابق اصلاح و تبدیلی کر لیں ہمارے نزدیک حکومت ہند کا یہ فرض ہے کہ ریاستوں کی مطلق العنانی کو ختم کرانے اور وہاں ذمہ دارانہ رعایا کے سامنے جوابدہ نظام حکومت قائم کرائے۔

گول میز کانفرنس

لندن میں گول میز کانفرنس کا جو تماشا ہو رہا ہے اب اس کا خاتمہ قریب آ گیا ہے اب تک جو کچھ ہو چکا ہے وہ کچھ نہ ہونے کے برابر ہے فرقہ وارانہ مسئلہ اب تک طے نہیں ہوا اور نہ اس کے طے ہونے کی کوئی امید ہے انگریزی مدبر اسی بہانہ سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں ایک طرف سکھ مسلمان اچھوت اینگلو انڈین اور یورپین اپنے مطالبات پیش کر رہے ہیں اور دوسری طرف والیان ریاست نے ایک نیا رخ بدلا ہے۔

سکھوں مسلمانوں اچھوتوں اینگلو انڈینوں یورپینوں کے نمایندوں نے سو میں ڈھائی سو فیصدی حقوق طلب کئے ہیں یعنی ہر ایک جماعت اپنے لئے اتنے فیصدی حقوق طلب کر رہی ہے کہ سب مل کر ڈھائی سو فیصدی ہو جاتے ہیں مثلاً سکھ ۴۳ فیصدی مسلمان ۵۵ فیصدی اینگلو انڈین ۳۳ فیصدی اچھوت پچاس فیصدی یورپین ۳۰ فیصدی والیان ریاست پچاس فیصدی ان سب کو جوڑئیے تو ڈھائی سو فیصدی ہو جاتے ہیں اب فرمائیے کہ جب مطالبات اصل سے زیادہ ہیں اور کوئی جماعت اپنے مطالبہ میں کمی کرنے کے لئے تیار نہیں تو فیصلہ کیونکر ہو اور سو میں ڈھائی سو کیونکر دیئے جائیں۔

حقیقت یہ ہے کہ جس قدر نمایندے وہاں گئے ہیں سوائے ایک آدھ کے سب کے سب خود غرض ہیں اور حکومت کے اشارے پر ناچ رہے ہیں دعوے کرتے ہیں کہ وہ اپنی قوم کے لئے لڑ رہے ہیں مگر حقیقتاً اپنی ذات کے لئے اور اپنی ذاتی منفعت کیلئے یہ طرز عمل اختیار کئے ہوئے ہیں اور اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ گو آپس میں یہ کوئی فیصلہ نہیں کرتے اور سب کے سب ہی اپنی ضد پر اڑے ہوئے ہیں لیکن اگر آج حکومت اپنی طرف سے ایک فیصلہ کر دے تو خواہ وہ ان کے مطالبات سے کس قدر کم ہو مگر بغیر چون و چرا کے اس کو تسلیم کر لیں گے یا زیادہ سے زیادہ زبانی احتجاج کر کے اس پر ایمان لے آئیں گے اور ظاہر ہے کہ خواہ آپس میں فیصلہ ہو یا حکومت فیصلہ کرے وہ ہرگز سب اقلیتوں کے مطالبات کے مطابق نہیں ہو سکتا کس قدر افسوس کی بات ہے کہ یہ ہر شخص سمجھتا ہے کہ موجودہ مطالبات جو اقلیتیں کر رہی ہیں عقلاً ان کا پورا ہونا محال ہے اور جب کبھی بھی فیصلہ ہوگا اس کی صورت یہی ہوگی کہ مطالبات کم کئے جائینگے یہ ناممکن ہے کہ کسی ایک فرقہ کے تو تمام مطالبات تسلیم کر لئے جائیں اور دوسرے فرقہ کو کورا جواب نفی میں دیدیا جائے۔

جب حقیقت یہ ہے تو عقل و انصاف اور حب الوطنی کا تقاضہ ہے کہ تعصب اور تنگ نظری کو بالائے طاق رکھکر منصفانہ فیصلہ کر لیں ورنہ حکومت ہمارے طرز عمل سے فائدہ اٹھائیگی اور مادر وطن کے بہترین مفاد کو شدید نقصان پہنچیگا اور ملک کے نقصان میں سب کا نقصان ہے اور فرقوں کو بھی نقصان پہنچیگا۔

حکومت کی حالت یہ ہے کہ فرقہ وارانہ قضیہ کو حیلہ بنا رہی ہے اور بجائے اس کے کہ اگر وہ اپنی متعصبانہ یا خود غرضانہ ذہنیت کی وجہ سے آپس میں فیصلہ نہیں کر سکے تو حکومت خود اس کا فیصلہ کر دیگی وہ اس کو ٹال رہی ہے اور چاہتی ہے کہ یہ جھگڑا ہمیشہ قائم رہے ورنہ کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ جب سب فرقے اس کے لئے تیار ہیں کہ حکومت فیصلہ کر دے تو وہ کیوں فیصلہ نہیں کر دیتی تاکہ گول میز کانفرنس کی گاڑی آگے چلے آخر کار اسی کو فیصلہ کرنا ہے۔

بہرحال ان حالات میں کانفرنس کا ناکام رہنا اور اس کے بعد ملک میں بےچینی کا پیدا ہونا قدرتی امر ہے کیونکہ سوائے ایک فرد کے جتنے نمایندے وہاں گئے ہیں کوئی بھی اپنی قوم کا حقیقی نمایندہ نہیں ہے بلکہ جس کی آواز پر کھڑا ہو سکتا ہے وہ صرف گاندھی ہے وہی ہندوستان کی حقیقی آواز ہے جہاں تک کہ ملکی سیاست کا تعلق ہے۔

کانگریس کی ورکنگ کمیٹی کا فیصلہ

مہاتما گاندھی کا ارادہ تھا کہ نہ گول میز کانفرنس سے فارغ ہو کر یورپ کے دیگر ملکوں کا دورہ کریں اور ہندوستان کے مقصد کا پروپیگنڈا کریں چنانچہ آپ نے صدر انڈین نیشنل کانگریس کو تار دیا کہ ملک کے حالات کو پیش نظر رکھکر مجھکو مطلع فرمائیے کہ میں یورپ کا دورہ کروں یا ہندوستان واپس آجاؤں۔

صدر کانگریس نے ورکنگ کمیٹی کی میٹنگ طلب کی جس کا اجلاس آٹھ نومبر کو بمبئی میں منعقد ہوا اور اس نے گاندھی جی کے تار پر غور کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ صدر کانگریس مہاتما جی کو اطلاع دیدیں کہ وہ یورپ کا دورہ نہ کریں اور یہ کہ اب انکا گول میز کانفرنس میں شریک رہنا بالکل فضول ہے اسلئے فوراً ہندوستان چلے آئیں تاہم آخری فیصلہ کا حق ورکنگ کمیٹی نے خود مہاتما جی کو دیدیا ہے کیونکہ وہ موقعہ پر موجود ہونے کی وجہ سے حالات و واقعات سے اچھی طرح واقف ہیں۔

بمبئی سے دہلی جب تک خبر آئے اس وقت تک یہ خبر برقی کے کاندھے پر سوار ہو کر لندن پہنچی اور وہاں سے اس خبر نے جو اثر پیدا کیا اس کی خبر بھی دہلی آگئی یعنی دونوں خبریں ایک ساتھ دہلی پہنچیں اس سے اس فیصلہ کی اہمیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

لندن میں کانگریس کے اس فیصلہ کا اثر یہ ہوا کہ تمام سیاسی حلقوں میں ایک ہیجان اور اضطراب پیدا ہو گیا اور مہاتما جی سے ملنے کے لئے لارڈ سانکے جو فیڈرل کمیٹی کے پریسیڈنٹ ہیں اور لارڈ لوتھین جو نائب وزیر ہند مقرر ہوئے ہیں آکسفورڈ گئے کیونکہ اس ہفتہ کوئی مصروفیت نہ ہونے کی وجہ سے گاندھی جی آکسفورڈ گئے ہوئے ہیں۔

گاندھی جی سے ورکنگ کمیٹی کے فیصلہ کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ جب تک گول میز کانفرنس میں میری شرکت مفید ہوگی میں اس سے ایک منٹ قبل بھی نہیں جاؤں گا مگر حالات اب اس آخری نقطہ پر پہنچ گئے جس کو فیصلہ کن وقت کہا جا سکتا ہے گاندھی جی نے کہا کہ وہ ایک ہفتہ کے اندر اندر اپنے فیصلہ کا اعلان کر دیں گے کہ انھیں ابھی اور لندن میں رہنا اور کانفرنس میں شریک ہونا چاہیئے یا نہیں۔

جو لوگ گول میز کانفرنس کی کارروائی غور سے دیکھتے رہے ہیں وہ اس امر کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ گاندھی جی کا فیصلہ کیا ہوگا ساری کارروائی بالکل مصنوعی ہوتی رہی ہے اور حقیقت سے اس کو دور کا تعلق نہیں رہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا کوئی ہوشیار کھلاڑی ہے جس کے ہاتھ میں ڈوریاں ہیں اور وہ ان کو ٹھیک پینشار کے مطابق ان ڈوریوں کے ذریعہ کٹھ پتلیوں کو نچا رہا ہے اور جب کبھی مطالبہ کیا جاتا ہے کہ حقیقت کا جلوہ تو دکھا دو تو اس سے یہ کہکر صاف انکار کر دیا جاتا ہے کہ اس تماشہ سے جو کچھ تم حاصل کر سکو نہ کر لو اس سے زیادہ کچھ نہیں جب صورت حال یہ ہو تو گاندھی جی کا اس بے روح اور مردہ لاش کو پکڑے بیٹھے رہنا نہ صرف بیسود ہے بلکہ اس لحاظ سے مضر بھی ہے کہ اگر وہ ہندوستان میں ہوں تو بہت کچھ مفید کام کر سکتے ہیں۔

والیان ریاست کے مطالبات

ابتدا میں معلوم ہوتا تھا کہ واقعی والیان ریاست کے اندر خوشگوار تبدیلی ہو گئی ہے اور وہ ہندوستان کی ترقی پذیر بیداری سے متاثر ہوئے ہیں اور ان کے اندر یہ خواہش پیدا ہو گئی ہے کہ آیندہ جو ذمہ دار سیلف گورنمنٹ ہندوستان میں قائم ہو اس کا ایک جزو ہو کر رہیں مگر اب معلوم ہوا کہ یہ نفری طبقہ محض اسلئے شریک ہوا تھا کہ اس طرح کچھ حکومت کی مزید خدمت انجام دے سکے۔

اس طبقہ کے مضحکہ انگیز مطالبات کا خلاصہ یہ ہے کہ موجودہ اسمبلی اور کونسل آف اسٹیٹ کی بجائے جو اپر ہاؤس اور لوئر ہاؤس قائم ہوں ان میں علی الترتیب والیان ریاست کو ۴۰ فیصدی اور ۳۳ فیصدی نمایندگی کا حق دیا جائے اور یہ نمایندگی بھی ریاستوں کی رعایا کو نہیں بلکہ والیان ریاست کو دی جائے یعنی ریاستوں کی طرف سے جو ۴۰ اور ۳۳ فیصدی نمایندے دونوں ایوانوں میں آئینگے ان کا انتخاب ریاستوں کے باشندے نہیں کریں گے بلکہ والیان ریاست ان کو نامزد کرینگے اس کے معنے یہ ہیں کہ اب تک اسمبلی اور کونسل آف اسٹیٹ میں جو گورنمنٹ کا نامزد کردہ بلاک رہا کرتا تھا اور جو آنکھ بند کر کے حکومت کا ساتھ دینا داخل ایمان سمجھتا تھا اور اب تک سمجھتا ہے اس کا قائم مقام والیان ریاست کا یہ بلاک ہو جائیگا۔

اس کے علاوہ فیڈریشن میں داخلہ کی ایک شرط ان والیان ریاست نے یہ لگائی ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ کو ریاستوں کے معاملات میں دخل دینے کا کوئی حق نہ ہوگا اور والیان ریاست اپنی ریاست میں ایسے ہی خود مختار اور مطلق العنان رہیں گے جس طرح اب تک ہیں۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ والیان ریاست کو ہمارے معاملات میں دخل دیں گے مگر ہم ان کے معاملات میں دم بھی نہ مار سکیں گے سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسا مہنگا سودا آخر ہم کیوں کریں اور ہمیں کیا ضرورت ہے کہ خواہ مخواہ ایک مصیبت خرید لیں۔

اس پر اور مستزاد یہ ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ کے اخراجات میں بھی والیان ریاست شریک ہونا نہیں چاہتے یعنی گورنمنٹ کے اندر تو ایک تہائی کے شریک مگر اس کے مصارف کے لئے ایک کوڑی بھی دینا نہیں چاہتے۔

معلوم نہیں کہ برٹش انڈیا کے لوگوں کو ان والیان ریاست نے اس قدر احمق کیوں سمجھ رکھا ہے اور ہندوستان کو ضرورت کیا پڑی ہے کہ ہر طرح اپنا نقصان کر کے ان کو اپنے ساتھ شریک کریں بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اگر ہمارے اختیارات برابر کے مصارف کے ساتھ بھی ہندوستان ان کو اپنے ساتھ شریک کرے تو یہ ان پر احسان عظیم ہوگا کیونکہ اس طرح ان کی زندگی کسی قدر طویل ہو جائے گی اور وہ انقلاب جو ریاستوں میں برپا ہونے والا ہے اور جو یقینی طور پر والیان ریاست کی مطلق العنانی کے قصر استبداد کو پیوند زمین بنا دے گا کچھ دنوں کے لئے رک جائیگا۔

ہمارے نزدیک تو بہتر یہ ہے کہ والیان ریاست سے صاف کہدینا چاہیئے کہ آپ اپنے گھر خوش اور ہم اپنے گھر خوش اس کے بعد زمانہ خود ہی فیصلہ کر دیگا

اور بہت جلد فیصلہ کردیگا کہ ریاستوں کی رعایا ابھی اور کتنے دن ان کی گرفت استبداد میں رہنا پسند کرتی ہے۔

اسی کے ساتھ کانگریس کو اعلان کردینا چاہئیے کہ ریاستوں میں بھی کانگریس کمیٹیاں قائم کی جاسکتی ہیں اور وہاں کے باشندے بھی ذمہ دار حکومت قائم کرنے کے لئے وہ ذرائع اختیار کرسکتے ہیں جو کانگریس نے ہندوستان کو آزاد کرانے کے لئے اختیار کئے ہیں۔

اس ایک اعلان کے بعد ایک ہی سال کے اندر اندر والیان ریاست کو معلوم ہوجائیگا کہ ان کی مطلق العنانی کے کتنے دن اور باقی رہ گئے ہیں۔

اگر والیان ریاست چاہتے ہیں کہ ہندوستان کے مستقبل میں کچھ حصہ لیں تو وہ اسی شرط پر ہوسکتا ہے کہ آبادی کے تناسب سے نمایندگی کا حق ریاست کے باشندوں کو دیا جائے گا یہ اور برٹش انڈیا کے نمایندے مل کر یکساں اصول اور یکساں قوانین کے ماتحت ہندوستان اور ریاستوں کا انتظام کریں گے اور حکومت کے مصارف حصہ رسدی سب کو ادا کرنے پڑیں گے اگر یہ منظور نہیں تو والیان ریاست کو مستقبل کے فیصلہ کا انتظار کرنا چاہیئے جو استبداد اور مطلق العنانی کا تباہ ہے بلد فیصلہ کرنے کے لئے آنے والا ہے۔

ضمنی مالی بل

حکومت ہند کے بجٹ میں ۱۹ کروڑ کا جو گھاٹا ہو گیا ہے اس کے پورا کرنے کے لئے حکومت کے مالی ممبر نے ایک ضمنی مالی بل اسمبلی میں پیش کیا ہے جس پر ہم گذشتہ اشاعت میں بحث کرچکے ہیں اس وقت دہلی میں اسمبلی کا اجلاس ہورہا ہے اور اس بل پر بحث ہورہی ہے جیسا کہ ہم نے کہا تھا غیر سرکاری ممبران اسمبلی ٹیکسوں کے بڑھانے کی شدید مخالفت کر رہے ہیں اس مخالفت میں ہندو مسلمان ممبران سب شامل ہیں اور متفقہ طور پر مخالفت کر رہے ہیں خصوصیت سے انکم ٹیکس اور نمک پر اضافہ محصول کی شدید مخالفت کی جارہی ہے اور باہر سے آنے والے مال میں سے روئی اور مشینری پر اضافہ محصول کی مخالفت ہورہی ہے کیونکہ اس سے ہندوستانی صنعت پارچہ بافی کو نقصان پہنچیگا اس لئے کہ ہندوستان کی روئی اچھی نہیں ہوتی اور مصر کی دامریکی روئی سے باریک سوت تیار ہوسکتا ہے جس سے باریک کپڑا تیار کیا جاسکتا ہے جس کے بغیر انگلستان کے باریک سوتی کپڑے کی ضرورت ہندوستان کو نہیں رہتی مگر معلوم ہوا کہ حکومت اپنی تجاویز پر اڑی ہوئی ہے حکومت کوشش کررہی ہے کہ یہ بل پاس ہوجائے اور زیادہ امید یہی ہے کہ پاس ہوجائیگا کیونکہ اب تک ہم ووٹ حکومت کے زیادہ ہیں۔

سر عبدالرحیم نے جو تقریر کی تھی اس میں انہوں نے ظاہر کیا ہے کہ تجربہ سے ٹیکس لگانے سے گھاٹے کا خسارہ پورا نہیں ہوسکتا ہے اور اس غرض سے ایک کمیٹی بھی بنائی گئی ہے جو ہر سال کے لئے بل کے مقابلے میں دوسرا بل تیار کررہی ہے۔

ہمارے نزدیک یہ ضروری ہے کہ حکومت کی آمدنی اور خرچ متوازی کیا جائے لیکن اس کے لئے حکومت تیار نہیں ہے۔ یہ نہیں چل سکتی مگر اس کی یہ صورت ممکن ہے کہ تجویز کی جائے وہ بہتر ہے یا غیر سرکاری ممبران جو تجویز پیش کرتے ہیں وہ بہتر ہے اس پر غور کرنا ہے اور اگر ملک کے نمایندے یہ کہتے ہیں کہ خسارہ کو پورا کرنے کے لئے ان کی تجاویز پر عمل کرو تو حکومت کا فرض ہے کہ وہ ان پر عمل کرے حکومت کا مقصد تو خسارہ کو پورا کرنا ہے خواہ وہ کسی طرح پورا ہو اور بہتر یہی

کہ ملک کے منتخب نمایندوں کی خواہش کے مطابق خسارہ کو پورا کرنے کی کوششیں کرے یہ ہرگز موزوں اور منصفانہ نہیں معلوم ہوتا کہ بڑھے ہوئے اخراجات میں ممکن حد تک تخفیف کے بغیر ٹیکس بڑھا دیے جائیں اور جس حد تک اخراجات میں تخفیف کی گئی ہے وہ ہرگز قابل اطمینان نہیں ہے ابھی بہت زیادہ تخفیف کی گنجائش ہے۔

تخفیف تنخواہ کا غلط اصول

حکومت ہند نے تنخواہوں میں تخفیف کا جو اصول وضع کیا ہے وہ سخت غلط ہے یعنی نیچے سے لیکر اوپر تک دس فیصدی کی تخفیف منظور کی ہے اس سے غریب ہندوستانیوں کو سخت نقصان پہنچیگا خصوصاً کم تنخواہ والوں کو اس لئے اگر اوپر سے نیچے تک سب ہی کی تنخواہوں میں گھٹانی ضروری ہیں تو بڑی تنخواہ والوں کی تنخواہوں میں کم تنخواہ والوں کی بہ نسبت زیادہ تخفیف ہونی چاہیئے مثلاً پانچسو سے ہزار تک ۱۵ فیصدی ہزار سے پانچہزار تک ۲۰ فیصدی اور پانچہزار سے زائد تنخواہ پر ۲۰ فیصدی کی تخفیف ہونی چاہیئے۔

اس کے علاوہ سول سروس والوں کی پنشنوں میں بھی تخفیف ہونی چاہیئے اور ان کے سفر خرچ وغیرہ میں بھی تخفیف لازمی ہے۔

پولیس کی تنخواہوں میں بھی تخفیف کی اشد ضرورت ہے اس لئے بھی کہ پولیس سے زیادہ رشوت کوئی نہیں لیتا نیز سی آئی ڈی کے محکمہ میں کافی تخفیف کی جاسکتی ہے اگر حکومت چاہے تو محض تخفیف کے ذریعہ اپنے بجٹ کو متوازن بنا سکتی ہے اور ہمیں یقین ہے کہ جو تخفیف آج کی گئی ہے وہ سال دو سال کے بعد ناکافی ثابت ہوگی اور پھر حکومت از سر نو یہی عمل کرنا پڑے گا اس لئے کیوں نہ آج ہی اس حد تک تخفیف کردی جائے جس حد تک ہوسکتی ہو لیکن ہمیں معلوم ہے کہ ایسا نہ ہوگا اور وہی ہوگا جو حکومت نے تجویز کیا ہے مگر آیندہ ضرور حکومت کو اپنی غلطی محسوس کرنی پڑے گی۔

اردو اکاڈمی

جامعہ ملیہ اسلامیہ میں ایک شعبہ تصنیف و تالیف کا بھی قائم ہے جس کو اردو اکاڈمی کے نام سے موسوم کیا گیا ہے جامعہ ملیہ کا یہ شعبہ اردو علم ادب کی عرصہ سے قیمتی خدمت انجام دے رہا ہے اور اب اس پر مزید توجہ مرکوز کی گئی ہے جس سے اور زیادہ اس شعبہ کو مفید بنانے کی کوشش کی گئی ہے اس وقت تک بہت سی قیمتی علم و فن کی کتابیں مستقل تصنیف و تالیف اور تراجم کی صورت میں یہ شعبہ شائع کرچکا ہے اور پورے انہماک کے ساتھ اس اہم فرض کی انجام دہی میں مشغول و مصروف ہے۔ اکاڈمی کی طرف سے ایک علمی رسالہ جامعہ اور ایک تعلیمی رسالہ پیام تعلیم ہوتا ہے اس اکاڈمی کا ہر وہ شخص رکن ہوسکتا ہے جو چوبیس روپیہ سالانہ پیشگی ادا کریں یا اگر کسی وجہ سے یکمشت ۲۴ ادا نہ کرسکیں تو چار قسطوں میں پیشگی کرکے ادا کردیں ان ارکان کو ۲۴ کتابیں نذر کی جائینگی اور جامعہ اور پیام تعلیم مفت نذر کئے جائینگے جن کا سالانہ چندہ سات روپے ہے۔ یہ ضروری نہیں ہو کہ صرف اکاڈمی ہی کی شائع کردہ کتابیں ان میں سے دی جائیں بلکہ اکاڈمی دیگر علمی وادبی ادارات اور مصنفین سے اشتراک عمل رکھتی ہے اور ان کی شایع کردہ کتب کی بھی اشاعت کرتی ہے اس لئے ارکان اکاڈمی آزاد ہوں گے کہ جس مصنف یا علمی ادارہ کی کتب چاہیں جو جس مد ہے کی اکاڈمی کی فہرست کتب میں سے منتخب کرلیں وہ اس کے پاس روانہ کردی جائینگی ہمیں امید ہے کہ وہ لوگ جو علمی و ادبی ذوق رکھتے ہیں اور اردو علم ادب اور اردو زبان کی ترقی و توسیع کے حامی ہیں اکاڈمی کے ممبر بنینگے جس میں ان کا کوئی نقصان نہیں بلکہ فائدہ ہے کیونکہ جو چوبیس روپیہ وہ سال میں ادا کرینگے اسکی کتابیں ان کو مل جائینگی اور سال بھر تک رسالہ جامعہ اور رسالہ پیام تعلیم

کتاب الاسلام

باب الصلوٰۃ

(بسلسلہ گذشتہ)

نماز میں یکسوئی

حضرت امام صالح جنائری اپنی کتاب برکات صلوٰۃ میں تحریر فرماتے ہیں کہ نماز کے احکام و مسائل میں سب سے اہم چیز یکسوئی ہے اور تفکر و تدبر ہے یعنی جو کچھ نماز میں پڑھا جائے اس پر غور کیا جائے یہ ایسی سنت ہے جس پر عمل کرنا اولین فرض ہے آج خدا کے فضل سے ہمارے پاس حضور سرورعالم اور صحابہ کرام کے حالات زندگی محفوظ ہیں ہم ان مقدس ہستیوں کو تاریخ کی کتابوں میں اتنے ہی قریب سے دیکھ سکتے تھے جتنے قریب سے ان کے معاصر دیکھ سکتے تھے جب ہم غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور کی ایک نماز بھی ایسی نہ تھی جو خشوع خضوع اور تفکر و تدبر سے خالی ہو اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نمازیں صدق و اخلاص سے معمور نظر آتی ہیں یہی وجہ تھی کہ وہ نفوس قدسیہ اپنی ایمانی روشنی سے تمام دنیا کو منور کرتے تھے اور روحانیت کے علمبردار تھے ہمارا اہم ترین فرض یہ ہے کہ جہانتک ممکن ہو ہم انتہائی صدق و اخلاص کے ساتھ نماز پڑھیں اور جو کچھ پڑھیں اس پر غور کریں اور جب اللہ اکبر کہکر اپنے رب کے حضور میں کھڑے ہوں تو یہ خیال کریں کہ ہمارا رب ہمارے حال کو دیکھ رہا ہے میں خدائے واحد کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ اگر فرزندان اسلام ایسا کریں گے تو تھوڑے عرصے کے بعد وہ نہ صرف اپنی کایا پلٹ سکتے ہیں بلکہ دنیا میں ایک انقلاب برپا کر سکتے ہیں میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ عہد رسالت کے مسلمانوں نے اسی عظیم الشان عبادت سے شاندار فائدے حاصل کئے اور اب بھی مسلمانوں کی دینی و دنیوی ترقی و اصلاح کا انحصار اسی فرض کی ادائیگی پر ہے لیکن افسوس ہے کہ ہم اس فرض کی اہمیت محسوس نہیں کرتے آجکل جس طرح نماز پڑھی جاتی ہے اس کا حال یہ ہے کہ اس فرض کو ایک مصیبت سمجھکر ٹالنے کی کوشش کی جاتی ہے جب اپنے کام سے فرصت ہوئی اور جب اپنی دلچسپ تفریحات سے فراغت ہوئی تو جلدی جلدی وضو کرکے مصلا بچھایا اور رکوع و سجود سے فارغ ہو گئے بس یہ نماز ہے یہی سبب ہے کہ اس عظیم الشان عبادت سے رتی بھر کسی کو فائدہ نہیں ہوتا اور حقیقت یہ ہے کہ فائدہ حاصل کرنے کی نیت ہی نہیں ہوتی اگر ہمارے دل میں ایک ذرہ کے برابر بھی اسلام اور داعی اسلام کی محبت ہے تو ہمیں چاہیئے کہ سنت رسول کی متابعت عملاً کریں کوئی سمجھدار آدمی اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ محبت رسول کے معنے اتباع سنت کے سوا اور کچھ نہیں اور اگر ہم عمل کی سعادت سے محروم ہیں تو محبت کا زبانی دعویٰ ہیچ ہے اگر کوئی محبت رسول کا مدعی ہے تو اُسے چاہیئے کہ محبت کا ثبوت پیش کرے اور وہ یہی ہو سکتا ہے کہ حضور سرورعالم کے نقش قدم پر چلے اور آپ کی زندگی کی پیروی کرے اور کوئی ایسا قدم نہ اٹھائے جو خلاف سنت ہو جب یہ ثابت ہو کہ حضور اقدس ہمیشہ صدق و اخلاص خشوع و خضوع اور تفکر و تدبر کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور آپ نے ایک نماز بھی بے دلی کے ساتھ نہیں پڑھی تو ہم اس طرز عمل کی پیروی کیوں نہیں کی جاتی اور کیوں سنت کے خلاف قدم اٹھایا جاتا ہے یاد رکھو ہمارا زبانی دعویٰ بے قدر ہے جب تک عملی ثبوت نہ ہو ہمیں اپنے دعویٰ محبت کو اتباع سنت کے معیار پر کسنا چاہیئے اگر اس معیار پر ہماری محبت پوری اترے تو سمجھنا چاہیئے کہ ہمارا دعویٰ صحیح ہے ورنہ نفس کا دھوکا ہے حق سبحانہ تعالیٰ ہمیں صدق و اخلاص کے ساتھ نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ریا سے محفوظ رکھے

سجدۂ سہو کے مسائل

سہو اور نسیان سے کوئی آدمی خالی نہیں ہر انسان سے کبھی نہ کبھی کوئی غلطی ہو جاتی ہے اسی لئے سہو کا ایک باب مقرر کیا گیا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور سرورعالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دو رکعت پڑھکر کھڑے ہو گئے بیٹھے نہیں پس حضور نے سلام پھیرنے کے بعد سجدۂ سہو کیا۔

اور فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ واجبات نماز میں سے جب کوئی چیز رہ جائے تو اس کی تلافی کے لئے سجدۂ سہو واجب ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ التحیات پڑھنے کے بعد دہنی طرف سلام پھیر کر دو سجدے کرے پھر تشہد پڑھکر سلام پھیرے۔ اور اگر کسی شخص نے بغیر سلام پھیرے سجدے کر لئے تو کافی ہیں مگر ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ اور نماز کے واجبات اگرچہ پہلے بیان ہو چکے ہیں لیکن آسانی کے لئے پھر لکھے جاتے ہیں وہ یہ ہیں:-

تکبیر تحریمہ میں لفظ اللہ اکبر کہنا۔ اور الحمد شریف پڑھنا۔ پھر کوئی دوسری سورت ملانا۔ فرض کی پہلی دو رکعتوں میں اور نفل اور وتر کی ہر رکعت میں واجب ہے۔ اور الحمد کا سورت سے پہلے ہونا اور ہر رکعت میں سورۃ سے پہلے ایک دفعہ الحمد پڑھنا اور الحمد اور سورت کے درمیان کسی چیز کا فصل نہ ہونا اور قرات کے بعد متصلاً رکوع کرنا اور ایک سجدہ کے بعد دوسرا سجدہ کرنا اور تعدیل ارکان یعنی رکوع و سجود اور قومہ و جلسہ میں کم سے کم اتنی دیر ٹھیرنا جتنی دیر میں ایک دفعہ سبحان اللہ کہتے ہیں اور قومہ کرنا یعنی رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا اور جلسہ کرنا یعنی دو سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا اور قعدہ اولیٰ کرنا اور قعدہ اولیٰ میں تشہد پر کچھ اضافہ نہ کرنا اور دونوں قعدوں میں پورا تشہد پڑھنا اور وتر میں دعائے قنوت پڑھنا اور دعائے قنوت پڑھکر تکبیر کہنا اور عید فطر اور عید اضحیٰ میں چھ تکبیریں کہنا اور ہر جہری نماز میں امام کو جہر سے قرات کرنا اور غیر جہری نماز میں آہستہ قرات کرنا اور ہر نماز میں دوسری رکعت سے پہلے قعدہ نہ کرنا اور چار رکعت والی نماز میں تیسری رکعت پر قعدہ نہ کرنا اور آیت سجدہ پر سجدہ تلاوت کرنا اور سہو و نسیان واقع ہونے پر سجدہ

سہو کرنا اور امام جب قرأت کرے تو مقتدی کا خاموش رہنا یہ تمام چیزیں واجب ہیں ان میں سے اگر ایک چیز بھی رہ جائے تو اس کی تلافی کے لئے سجدہ سہو واجب ہے اور اگر کسی شخص نے قصداً واجب ترک کیا تو سجدہ سہو سے اس کی تلافی نہ ہوگی بلکہ اعادہ واجب ہے۔ اور اگر کوئی فرض ترک ہوگیا تو نماز جاتی رہی سجدہ سہو سے اس کی تلافی نہیں ہوسکتی۔ اور نماز میں اگر کوئی ایسا واجب ترک ہو جو واجبات نماز سے نہیں بلکہ اس کا وجوب امر خارج سے ہو تو سجدہ واجب نہیں مثلاً خلاف ترتیب قرآن مجید پڑھنا ترک واجب ہے مگر ترتیب کے موافق پڑھنا واجبات تلاوت سے ہے واجبات نماز سے نہیں اس لئے سجدہ سہو واجب نہیں

سجدۂ سہو کب ساقط ہوتا ہے

امام اعظم حضرت ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا متفقہ بیان ہے کہ سجدہ سہو اس وقت واجب ہے جبکہ وقت میں گنجائش ہو اور اگر گنجائش نہ ہو مثلاً نماز فجر میں سہو واقع ہوا اور پہلا سلام پھیرا اور سجدہ ابھی نہیں کیا تھا کہ آفتاب طلوع ہوگیا تو سجدہ سہو ساقط ہوگیا اور اگر جمعہ کی نماز یا عید کی نماز کا وقت قریب الاختتام ہو تب بھی یہی حکم ہے یعنی اس وقت بھی سجدہ سہو ساقط ہو جائے گا

اور سجدہ سہو کی بحث میں نماز فرض اور نماز نفل دونوں کا ایک حکم ہے یعنی جس طرح نماز فرض میں واجب کے ترک ہونے پر سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہے اسی طرح نوافل میں بھی واجب کے ترک ہونے سے سجدہ واجب ہوتا ہے۔

اور سجدۂ سہو کے بعد بھی التحیات پڑھنا واجب ہے یعنی سجدہ سہو سے فارغ ہو کر التحیات پڑھے اور پھر سلام پھیرے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں قعدوں میں درود شریف بھی پڑھے۔ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ درود شریف نماز کی زینت ہے جہاں تک ممکن ہو التحیات پڑھنے کے بعد ضرور پڑھے۔ میرا یہ اعتقاد ہے کہ درود شریف پڑھنے والوں پر رحمت الٰہی کی بارش ہوتی ہے اور یہ ایک ایسا بہترین عمل ہے کہ جس کے اجر و ثواب کو بکثرت احادیث میں ذکر کیا گیا ہے اور میں نے اکثر بزرگوں سے یہ سنا ہے کہ جو شخص درود شریف پڑھتا ہے وہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ کے فعل میں موافقت کرتا ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ جو شخص ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے اس کو دس نیکیاں ملتی ہیں اور اس کے دس گناہ معاف ہوتے ہیں اور بعض صحیح حدیثوں میں یہ بھی پڑھا ہے کہ درود شریف پڑھنے والا نفاق سے بری ہو جاتا ہے اور ایک روحانی مقتدا کا یہ بیان ہے کہ جس نماز میں درود شریف کی تلاوت کی جاتی ہے وہ یقیناً مقبول ہوتی ہے اور درود شریف پڑھنے والوں کو قیامت کے دن حضور سرور عالم کا انتہائی قرب حاصل ہوگا اور درود پڑھنے والے کا گناہ تین دن تک کراماً کاتبین نہیں لکھتے اور اس کی توبہ کا انتظار کرتے رہتے ہیں پھر اگر وہ تین دن تک توبہ نہیں کرتا تو اس کا گناہ لکھ لیا جاتا ہے اور درود پڑھنے والے کو قیامت کے دن حضور سرور عالم کا انتہائی قرب حاصل ہوگا اور عرش الٰہی کا سایہ میسر ہوگا۔

اگر کوئی شخص پہلے قعدہ میں التحیات اور درود شریف پڑھے اور دوسرے میں صرف التحیات پڑھے تب بھی نماز ہو جائے گی یہ ایک اختیاری فعل ہے۔ اور اگر ایک نماز میں چند واجب ترک ہوئے تو دو ہی دو سجدے سب کے لئے کافی ہیں۔

کن صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے

اگر فرض کی پہلی دو رکعتوں میں اور نفل اور وتر کی کسی رکعت میں سورہ الحمد کی ایک آیت بھی رہ جائے یا کسی شخص نے سورت سے پہلے دو بار الحمد پڑھی یا وہ سورت ملانا بھول گیا یا سورت کو اس نے فاتحہ پر مقدم کیا یا الحمد کے بعد ایک یا دو چھوٹی آیتیں پڑھ کر رکوع میں چلا گیا اور یاد آنے کے بعد اس نے رجعت اختیار کی اور تین آیتیں پڑھ کر رکوع کیا تو ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے۔

اور اگر کسی شخص نے الحمد کے بعد سورۃ پڑھی اور اس کے بعد پھر الحمد پڑھی تو سجدہ سہو واجب نہیں اسی طرح فرض کی پچھلی رکعتوں میں فاتحہ کی تکرار مطلقاً سجدہ سہو واجب نہیں اور اگر پہلی رکعتوں میں الحمد کا زیادہ حصہ پڑھ لیا تھا پھر اعادہ کیا تو سجدہ سہو واجب ہے۔

اور اگر کوئی شخص الحمد پڑھنا بھول گیا اور اس نے سورت شروع کر دی اور بقدر ایک آیت کے پڑھ لی اور اب اسے یہ خیال آیا کہ میں نے سورہ الحمد نہیں پڑھی تو حکم یہ ہے کہ الحمد پڑھ کر سورت پڑھے اور رکوع کا ارادہ کرے اور سجدہ سہو کرے۔

اور اگر کسی شخص نے فرض کی پچھلی رکعتوں میں سورۃ ملائی تو سجدۂ سہو واجب نہیں اسی طرح اگر پچھلی رکعت میں الحمد نہ پڑھی تب بھی سجدہ سہو واجب نہیں اور اگر رکوع و سجود میں اور قعدہ میں قرآن پڑھا تو سجدہ واجب ہے۔

اور اگر کسی شخص نے آیت سجدہ پڑھی اور وہ سجدہ کرنا بھول گیا تو سجدۂ تلاوت ادا کرے اور سجدہ سہو کرے۔ اور جو فعل نماز میں مکرر ہیں ان میں ترتیب واجب ہے پس اگر خلاف ترتیب فعل واقع ہو تو سجدۂ سہو کرے مثلاً اگر قرأت سے پہلے رکوع کر دیا اور رکوع کے بعد قرأت نہیں کی تو نماز فاسد ہوگئی کیونکہ فرض ترک ہوگیا اور اگر رکوع کے بعد قرأت تو کی مگر پھر رکوع نہیں کیا تو اس صورت میں بھی نماز فاسد ہوئی کیونکہ قرأت کی وجہ سے رکوع جاتا رہا۔ اور اگر بقدر فرض قرأت کر کے رکوع کیا مگر واجب قرأت ادا نہیں کی مثلاً الحمد نہیں پڑھی یا سورت نہیں ملائی تو اس بارہ میں یہ حکم ہے کہ رجعت اختیار کرے اور الحمد اور سورت پڑھ کر رکوع کرے اور سجدہ سہو کرے اور اگر دوبارہ رکوع نہیں کیا تو نماز جاتی رہی کیونکہ پہلا رکوع جاتا رہا تھا۔

اور اگر کسی رکعت کا کوئی سجدہ رہ گیا اور آخر میں یاد آیا تو اس بارہ میں یہ حکم ہے کہ سجدہ کرے اور پھر التحیات پڑھے اور پھر سجدہ سہو کرے اور سجدہ سے پہلے جو افعال ادا کئے وہ باطل نہیں ہوں گے۔ اور اگر کوئی شخص تعدیل ارکان بھول گیا تو سجدۂ سہو واجب ہے۔ اور اگر کوئی شخص فرض میں قعدہ اولیٰ بھول گیا تو جب تک سیدھا کھڑا نہ ہو رجعت اختیار کرے اس صورت میں سجدۂ سہو واجب نہیں اور اگر سیدھا کھڑا ہوگیا اور اس کے بعد اس نے رجعت اختیار کی تو سجدۂ سہو واجب ہے۔

معارف القرآن

(بسلسلہ گذشتہ)

وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ ۖ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنبِطُونَهُ مِنْهُمْ ۗ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا ۝

(ترجمہ) جب ان لوگوں کو کسی امر کی خبر پہنچتی ہے خواہ امن ہو یا خوف تو اس کو مشہور کر دیتے ہیں اور اگر یہ لوگ اس کو رسول کے اور جو ان میں ایسے ہوں کہ سمجھتے ہیں ان کے اوپر حوالہ رکھتے تو اس کو وہ حضرات پہچان ہی لیتے جو ان میں اس کی تحقیق کر لیا کرتے اور اگر تم لوگوں پر خدا کا فضل اور رحمت نہ ہوتا تو تم سب کے سب شیطان کے پیرو ہو جاتے بجز تھوڑے سے آدمیوں کے۔"

صحیح مسلم میں حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ جب آنحضرتؐ نے ازواج مطہرات سے کنارہ کشی اختیار کی تھی تو لوگوں نے مدینہ میں چرچا کر دیا کہ آنحضرتؐ نے سب ازواج مطہرات کو طلاق دیدی میں اس چرچہ کی برداشت نہ کر سکا اور میں نے جا کر حضرتؐ سے پوچھا کہ کیا آپ نے سب بیبیوں کو طلاق دیدی آپ نے فرمایا نہیں پھر حضرت عمرؓ نے مسجد نبوی کے دروازہ پر کھڑے ہو کر باواز بلند یہ پکار دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کو طلاق نہیں دی اس پر اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی مفسرین نے یہ جو کہا ہے کہ آنحضرتؐ کے وقت کی لڑائیوں کی خبریں فتح و شکست اوپری طور پر سنکر اس کو لوگ مشہور کر دیا کرتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اس سے غرض ان مفسرین کی یہ ہے کہ اس مطلب پر بھی آیۃ کا مضمون صادق آتا ہے ورنہ صحیح شان نزول وہی ہے جو صحیح مسلم کی روایت میں ہے مگر اولیٰ یہی ہے کہ ان سب قصوں کے مجموعہ کو شان نزول قرار دیا جاوے تاکہ اس آیۃ کو پہلی جہاد کی آیتوں سے تعلق پیدا ہو جاوے حاصل معنی آیت کے یہ ہیں کہ اگر یہ کچے مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور واقف کار صحابہ سے اس خبر کی حقیقت دریافت کر کے اس کو شایع کرتے تو یہ غلط چرچہ کیا جاتا آیندہ کسی خبر کو بغیر سوچے سمجھے اور سمجھداروں سے صلاح لینے کے شایع نہ کرنا چاہئیے علماء نے اس آیت کو قیاس کے جائز ہونے کی دلیل قرار دیا ہے پھر فرمایا یہ زمانہ اللہ کے فضل و رحمت کا ہے کہ اللہ کے رسول تم لوگوں میں موجود ہیں ہر روز قرآن کی آیتوں کے ذریعہ سے ہر طرح کی غلطی کی اصلاح ہو کر ہر طرح کی آیندہ کی ہدایت ہوتی رہتی ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو شیطان بہت سے لوگوں کو بے اصل باتوں میں اپنا تابع کر لیتا۔

فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسَكَ ۚ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ ۖ عَسَى اللَّهُ أَن يَكُفَّ بَأْسَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ وَاللَّهُ أَشَدُّ بَأْسًا وَأَشَدُّ تَنكِيلًا ۝ مَّن يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُن لَّهُ نَصِيبٌ مِّنْهَا ۖ وَمَن يَشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَكُن لَّهُ كِفْلٌ مِّنْهَا ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيتًا ۝ وَإِذَا حُيِّيتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا ۝ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ لَيَجْمَعَنَّكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ ۗ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا ۝

(ترجمہ) پس آپ اللہ کی راہ میں قتال کیجئے آپ کو بجز آپ کے ذاتی فعل کے کوئی حکم نہیں اور مسلمانوں کو ترغیب دیدیجئے اللہ تعالےٰ سے امید ہے کہ کافروں کے زور جنگ کو روک دیں گے اور اللہ تعالیٰ زور جنگ میں زیادہ شدید ہیں اور سخت سزا دیتے ہیں۔ جو شخص اچھی سفارش کرے اس کو اسکی وجہ سے حصہ ملیگا اور جو شخص بری سفارش کرے اس کو اس کی وجہ سے حصہ ملیگا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والے ہیں اور جب تم کو کوئی (مشروع طور پر) سلام کرے تو تم اس سلام کو اچھے الفاظ میں سلام کر دیا ویسے ہی الفاظ کہدو بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر حساب لیں گے اللہ ایسے ہیں کہ ان کے سوا کوئی معبود ہونے کے قابل نہیں وہ ضرور تم سب کو جمع کرینگے قیامت کے دن میں اس میں کوئی شبہ نہیں اور خدا تعالیٰ سے زیادہ کس کی بات سچی ہوگی۔"

اوپر گذر چکا ہے کہ احد کی لڑائی سے واپسی کے وقت ابوسفیان نے سال آیندہ بدر صغریٰ پر لڑائی کے آنے کا وعدہ کیا تھا اور اس وعدہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ستر صحابہ کو ساتھ لیکر وقت مقررہ پر بدر صغریٰ کو تشریف لے گئے اور تین روز تک وہاں قیام کیا لیکن اللہ تعالےٰ نے ابوسفیان وغیرہ کے دل میں رعب ڈال دیا اس لئے یہ لوگ وعدہ کے موافق بدر صغریٰ پر نہیں آئے یہ بدر صغریٰ ایک مقام ہے جہاں سالانہ بازار بھرتا ہے اس لڑائی کے سفر کے وقت آنحضرتؐ کے ترغیب دلانے پر ستر آدمی باوجود زخمی ہونے کے آنحضرتؐ کے ساتھ گئے تھے جن کی تعریف اوپر گذر چکی ہے اس لئے ان آیتوں میں فرمایا کہ اسی طرح اے نبی اللہ کے تم مسلمانوں کو دین کی لڑائی کی ترغیب دلایا کرو باقی رہی فتح و شکست وہ لشکر کی مدد پر منحصر نہیں ہے بلکہ فتح و شکست اللہ کے حکم سے ہوتی ہے تو تم ان کو فقط دین کی لڑائی کی تاکید کرو اور تم بذات خود اللہ کی راہ میں لڑو اللہ تمہاری مدد کرے گا یہ جو فرمایا کہ قریب ہے کہ اللہ بند کرے لڑائی یہ ایک غیب کی خبر تھی چنانچہ اسی کے موافق ظہور ہوا کہ اس موقع پر ابوسفیان وغیرہ کوئی منکر لڑائی کو نہیں آیا قرآن شریف کی آیتوں میں جگہ جگہ جبکہ پچھلی امتوں کے تباہ اور برباد ہو جانے کا حال اور دوزخ کے عذاب کا حال یہ لڑائی سے پہلے لڑائی سے پس و پیش کرنے والے مسلمان اور مکہ کے مشرک سب سن چکے تھے اس لئے ان سب کی تنبیہ کے لئے فرمایا کہ اللہ کی لڑائی اور عذاب سخت ہے اس سے ہر ایک کو ڈرنا چاہئیے ان آیتوں میں

مکہ کے اہل شرک سے دین کی لڑائی کا حکم تھا اور ان اہل شرک میں اکثر لوگ ایسے تھے جو مسلمانوں کے قرابتدار تھے اور ان کو مسلمانوں کی لڑائی سے کچھ واسطہ بھی نہ تھا اس واسطے لڑائی کی آیتوں میں باہمی سفارش اور سلام اور دعا کا ذکر فرمایا تاکہ معلوم ہو جاوے کہ مکہ کے اہل شرک میں سے وہ لوگ جو لڑائی کے درپے ہیں جنہوں نے اللہ کے رسول اور مسلمانوں کو مکہ سے نکالا تھا ان آیتوں کا حکم ان سے خصوصیت رکھتا ہے کہ بقیہ قرابتداروں اور صلح والے قبیلوں خزاعہ وغیرہ سے آپس کا سلوک منع نہیں ہے سورہ ممتحنہ کی تفسیر میں اسکی زیادہ تفصیل آوے گی اسی حکم کے موافق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں اور اہل شرک کے قرابتداروں میں عملدرآمد بھی جاری رکھا تھا چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق کی بیٹی اسماء سے صحیحین میں روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اسماء کی والدہ حالت شرک میں مکہ سے مدینہ کو اپنی بیٹی سے ملنے آئیں انہوں نے ان کے ملنے سے اور کچھ تحفہ جو وہ اپنے ساتھ لائی تھیں اس کے لینے سے انکار کیا اور اپنی ماں کو اپنے گھر میں آنے کی اجازت بھی نہیں دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ حال سنا تو اسماء سے سفارش فرما کر ان سب باتوں پر ان سے عمل کرایا اسلام سے پہلے عرب میں سلام علیک کی جگہ حیاک اللہ کہنے کا دستور تھا جس کے معنے ہیں تو جیتا رہ اس سے یہ نہیں نکلتا تھا کہ اس جینے میں صحت و سلامتی بھی ہو یا نہ ہو اس لئے اسلام میں حیاک اللہ کی جگہ سلام علیک ٹھیرایا گیا جو زندگی اور صحت و سلامتی سب کو شامل ہے ابتداء میں سلام علیک کرنا سنت کفایہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جماعت میں سے ایک شخص نے بھی سلام کر لیا تو کافی ہے اگر نہ کیا تو ایک سنت کا ترک ہوا اور سلام کا جواب دینا فرض کفایہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جماعت میں سے ایک شخص نے بھی جواب دے دیا تو سب کے ذمہ سے فرض ادا ہو گیا ورنہ سب گنہگار رہوں گے صحیحین میں ابو ہریرہ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالے نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان سے فرمایا اے آدم تم فرشتوں کی ایک جماعت سے السلام علیکم کہو پھر جو کچھ وہ جواب دیں وہی طریقہ تمہاری اولاد میں جاری رہنا چاہیئے حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالے کے حکم کے موافق فرشتوں کی ایک جماعت سے السلام علیکم کہا انہوں نے جواب میں کہا علیک السلام ورحمۃ اللہ معتبر سند سے ترمذی اور ابو داؤد میں عمران بن حصین سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فقط سلام علیک سے دس نیکیوں کا ثواب ہوتا ہے اور سلام علیک ورحمۃ اللہ سے بیس نیکیوں کا اور سلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سے تیس نیکیوں کا اوسط طبرانی میں ابو ہریرہ کی حدیث معتبر سند سے ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سلام علیک میں کوتاہی کرتا ہے وہ بڑا بخیل ہے ترمذی ابو داؤد اور نسائی وغیرہ میں ابو ہریرہ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مجلس میں جاوے اس وقت ہی سلام علیک کہے اور جب مجلس سے اٹھے اس وقت بھی سلام علیکم کہے ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے معتبر سند سے اوسط طبرانی میں حذیفہ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ایک شخص مسلمان دوسرے سے مل کر جب سلام علیک اور مصافحہ کرتا ہے تو دونوں کے گناہ ایسے جھڑ جاتے ہیں جس طرح خزاں کے موسم میں کسی پیڑ کے پتے جھڑ جاتے ہیں اس سے معلوم ہوا گناہوں کی مغفرت کی امید سے ہر سلام علیک کے ساتھ مصافحہ بھی کرنا چاہیئے۔ ابو ہریرہ کی حدیث اوپر گذری جب اس کے موافق مجلس سے اٹھکر چلتے وقت بھی سلام علیک سنت ہے اور حذیفہ کی اس حدیث کے موافق گناہوں کی مغفرت کی امید سے ہر سلام علیک کے ساتھ مصافحہ بھی کرنا چاہیئے تو بعضے یہ جو کہتے ہیں کہ چلتے وقت کا مصافحہ جائز نہیں ہے ان کا قول تردد طلب ہے۔ معتبر سند سے طبرانی میں انس کی روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ صحابہ کا یہ عملدرآمد تھا کہ جب کوئی صحابی سفر کرکے واپس آتا تھا تو بجائے مصافحہ کے اس سے معانقہ کیا کرتے تھے۔ صحیحین میں ابو ہریرہ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوار پیدل سے اور راہ چلتا بیٹھے ہوئے شخص سے سلام علیک کرے اسی طرح تھوڑے سے ہوں تو بہت سے آدمیوں سے سلام علیکم کہیں بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ چھوٹی عمر والا شخص بڑی عمر والے سے اسلام علیک کرے ابی امامہ سے ترمذی اور ابو داؤد میں روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سلام علیک کی ابتدا کرے وہ اللہ کے نزدیک بہتر ہے ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ تفسیر ابن جریر اور ابن ابی حاتم میں سلمان فارسی کی روایت قابل اعتماد سند سے ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے السلام علیک کہا اس کے جواب میں آپ نے ورحمۃ اللہ بڑھایا دوسرے نے السلام علیک ورحمۃ اللہ کہا اس کے جواب میں آپ نے وبرکاتہ بڑھایا۔ تیسرے نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا تو آپ نے جواب میں یہی لفظ فرمائے یہ حدیث فحیوا باحسن منہا اوردوھا کی تفسیر ہے سلام علیک کے مسئلہ کی اس سے زیادہ تفصیل بڑی کتابوں میں ہے تحیۃ کے معنے دعا دینے کے ہیں جس کا مطلب آیت میں سلام علیک ہے مقیت کے معنے صاحب قدرت۔ حسیب کے معنے حساب کرکے جزا دینے والا کہ کس نے سلام علیک کہا اور کس نے ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بڑھایا جن لوگوں سے لڑائی کا حکم ان آیتوں میں تھا وہ بت پرست اور منکر حشر تھے اس واسطے ان کی تنبیہ کے لئے آخر پر توحید اور قسم کھا کر حشر کا ذکر کرکے فرمایا اللہ سے زیادہ سچا کون ہو سکتا ہے پھر جب اس نے توحید اور حشر کے سچے ہونے کی خبر دی ہے تو اسے سب کو ماننا چاہیئے۔

سلسلہ خلافت اسلامیہ

یعنی عورتوں اور لڑکیوں کے لئے خلفائے راشدین کی سوانح عمریاں چار دل کتابیں جن کو محترمہ عزیز بیگم صاحبہ نے حال ہی میں عورتوں اور لڑکیوں کے لئے بطور سوال و جواب نہایت سلیس اُردو میں لکھا گیا ہے حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان حضرت علی کی مقدس زندگیوں اور ان کے عہد خلافت کے حالات پر مشتمل ہیں بچوں اور لڑکیوں کو صحابہ کرام کے حالات پڑھانے کیلئے نہایت مفید کتابیں ہیں قیمت عہ محصول ۵ ریکا عہ
مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب کیجئے

صحیح بخاری شریف اردو

پارہ دوسرا۔ باب الصلوٰۃ

(بسلسلہ گذشتہ)

(۳۶۳) انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم (ایک مرتبہ) اپنے گھوڑے سے گر پڑے تو آپ کی پنڈلی یا آپ کا شانہ چھل گیا اور (اسی زمانہ میں) آپ نے اپنی بی بیوں سے ایک مہینہ کا ایلا[1] کیا پس آپ اپنے ایک بالاخانہ میں بیٹھ گئے جس کا زینہ چھوارروں کی شاخوں کا تہا پس آپ کے اصحاب آپ کی عیادت کے لئے آپ کے پاس آئے اور آپ نے بیٹھے بیٹھے انہیں نماز پڑہائی اور وہ کہڑے ہوئے تھے پس جب آپ نے سلام پھیرا تو فرمایا کہ امام اسی لئے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے لہذا جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور وہ کہڑے ہوکر نماز پڑہے تو تم بھی کہڑے ہوکر نماز پڑہو[2] اور آپ انتیسویں تاریخ اتر آئے تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آپ نے ایک مہینہ کا ایلا فرمایا تہا تو آپ نے فرمایا کہ یہ مہینہ انتیس دن کا ہے۔

باب جب نماز پڑہنے والے کا کپڑا اس کی عورت کو چھو جائے جس وقت وہ سجدہ کرے (تو کیا کرے)

(۳۶۴) میمونہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑہتے ہوتے تھے اور میں آپ کے مقابل (بیٹھی) ہوتی تہی حالانکہ میں حائض ہوتی تہی اور اکثر جب آپ سجدہ کرتے تو آپ کا کپڑا مجہہ پر پڑجاتا تہا میمونہ کہتی ہیں کہ آپ خمرہ پر نماز پڑہتے تھے

باب چٹائی پر نماز پڑہنا درست ہے، اور جابر ابن عبداللہ اور ابوسعید خدری نے کشتی میں کہڑے ہوکر نماز پڑہی اور حسن (بصری) نے کہا ہے کہ کشتی میں کہڑے ہوکر نماز پڑہ سکتے ہو تا وقتیکہ تمہارے ساتھیوں پر شاق نہو (کشتی کے ساتھ گہومتے جاؤ ورنہ بیٹھکر پڑہو)

(۳۶۵) انس بن مالک سے روایت ہے کہ ان کی دادی نے رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہانے کے لئے بلایا جو خاص آپ کے لئے انہوں نے تیار کیا تہا پس آپ نے اس میں سے کہایا پھر آپ نے فرمایا کہ کھڑے ہوجاؤ میں تمہارے لئے پڑہ دوں انس کہتے ہیں میں اپنی ایک چٹائی کی طرف متوجہ ہوا جو کثرت استعمال سے سیاہ ہوگئی تہی میں نے اسے پانی سے دہویا پہر رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کھڑے ہوگئے اور میں نے اور ایک یتیم نے آپ کے پیچھے صف باندھ لی اور بڑہیا ہمارے پیچھے تہی پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے دو رکعتیں پڑھ دیں اور لوٹ گئے۔

باب خمرہ[3] پر نماز پڑہنا درست ہے

(۳۶۶) حضرت میمونہ کہتی ہیں کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم خمرہ پر نماز پڑہتے تھے

باب فرش پر نماز پڑہنا (درست ہے) اور انس نے کہا ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑہتے تھے تو ہم میں سے کوئی اپنے کپڑے پر سجدہ کرتا تہا

(۳۶۷) حضرت عائشہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ کہتی ہیں کہ میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے آگے لیٹی ہوئی تہی اور میرے دونوں پیر آپ کے قبلہ (کی جانب) میں ہوتے تھے جب آپ سجدہ کرتے تھے تو مجھے دبا دیتے تھے میں اپنے پیر سکوڑ لیتی تہی اور جب آپ کہڑے ہوجاتے تھے میں انہیں پہیلا دیتی تہی عائشہ کہتی ہیں اس وقت گھروں میں چراغ نہ تھے۔

(۳۶۸) حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑہتے ہوتے تھے اور وہ آپ کے اور قبلہ کے درمیان آپ کے گھر کے فرش پر جنازہ کی مثل لیٹی ہوتی تھیں۔

(۳۶۹) عروہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑہتے ہوتے تھے اور عائشہ آپ کے اور قبلہ کے درمیان میں اس فرش پر جس پر دونوں سوتے تھے بجانب عرض لیٹی ہوتی تھیں۔

باب گرمی کی شدت میں کپڑے پر سجدہ کرنا درست ہے اور حسن بصری نے کہا ہے کہ لوگ عمامہ اور پگڑی پر سجدہ کرتے تھے اور ان کے ہاتھ ان کی آستین میں ہوتے تھے۔

۳۷۰ انس بن مالک کہتے ہیں کہ ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑہتے تھے تو کوئی ہم میں گرمی کی شدت سے سجدہ کی جگہ کپڑے کا کنارہ بچھا لیتا تہا۔

باب جوتیوں کے ساتھ نماز پڑہنا درست ہے

۳۷۱ سعید بن یزید اسدی کہتے تہے کہ میں نے انس بن مالک سے پوچھا کہ کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جوتیوں کے ساتھ نماز پڑہتے تھے انہوں نے کہا ہاں۔

باب موزوں پر نماز پڑہنا درست ہے

۳۷۲ ہمام بن حارث کہتے ہیں میں نے جریر بن عبداللہ کو دیکھا انہوں نے پیشاب کیا بعد اس کے وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا پہر نماز پڑہنے کھڑے ہوگئے تو ان سے (اس کے متعلق) پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا ہے (ابراہیم کہتے ہیں لوگوں کو یہ حدیث اچھی[4] معلوم ہوتی تہی کیونکہ جریر سب کے آخر میں اسلام لائے تھے۔

۳۷۳ مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرایا تو آپ نے موزوں پر مسح کیا اور نماز پڑہی۔

باب جب کوئی شخص سجدہ پورا نہ کرے تو اسکی نماز ہوئی یا نہیں۔

۳۷۴ حذیفہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نہ اپنا رکوع

---

[1] مرد اپنی بی بی کے پاس نہ جانیکی قسم کہانے تو اس کو ایلا کہتے ہیں حضرت نے تعلیماً تنبیہا صرف ایک مرتبہ ایسا کیا تہا۔ [2] یہ حکم منسوخ ہوچکا ہے حضرت نے اپنے مرض وفات میں بیٹھکر نماز پڑہائی اور مقتدی سب کہڑے ہوئے تھے جیسا کہ بخاری وغیرہ میں مروی ہے ۱۲ [3] خمرہ اوڑہنی کو کہتے ہیں ۱۲

[4] مطلب یہ ہے کہ جریر چونکہ سب کے آخر میں اسلام لائے تھے لہذا انہوں نے حضرت کے آخری فعل کی روایت کی اور اب یہ احتمال نہیں ہوسکتا کہ مسح خفین آیت وضو سے منسوخ ہوگیا ہو۔

پورا کرتا تھا اور نہ اپنا سجدہ تو جب وہ اپنی نماز ختم کر چکا اس سے حذیفہ نے کہا کہ تو نے نماز نہیں پڑھی (مسروق کہتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ) اگر تو مر جائے گا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر نہ مرے گا۔

باب (نماز پڑھنے والے کو چاہیئے کہ) سجدہ میں اپنے شانوں کو کھول دے اور اپنے دونوں پہلو علیحدہ رکھے۔

۳۷۵۔ عبداللہ بن مالک ابن بحینہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان میں کشادگی رکھتے یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سپیدی ظاہر ہوتی تھی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب استقبال قبلہ کی فضیلت (اور چاہیئے کہ) اپنے پیروں کی انگلیوں کو بھی قبلہ رخ رکھے اس کو ابو حمید نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

۳۷۶۔ انس بن مالک کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی ہماری جیسی نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے تو وہی مسلمان ہے جس کے لئے اللہ کا ذمہ اور اللہ کے رسول کا ذمہ ہے تو تم اللہ کی خیانت اس کے ذمہ کے بارہ میں نہ کرو۔

۳۷۷۔ انس بن مالک کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں تاوقتیکہ وہ لا الٰہ الا اللہ نہ کہدیں پھر جب وہ یہ کہدیں اور ہماری جیسی نماز پڑھنے لگیں اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کریں اور ہمارا ذبیحہ کھالیں تو یقیناً ان پر ان کے خون اور مال حرام ہو گئے مگر ان کے حق کے[1] اور ان کا حساب اللہ کے حوالہ ہے اور علی بن عبداللہ نے کہا ہے کہ ہم سے خالد بن حارث نے بیان کیا وہ کہتے ہیں ہم سے حمید طویل نے بیان کیا کہ میمون بن سیاہ نے انس بن مالک سے پوچھا کہ اے ابو حمزہ بندہ کے خون اور اس کے مال کو کیا چیز حرام کر دیتی ہے تو انہوں نے کہا کہ جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے اور ہماری جیسی نماز پڑھے اور ہمارا ذبیحہ کھائے تو وہ مسلمان ہے اس کے وہی حقوق ہیں جو مسلمان کے ہوتے ہیں اور اس کے ذمہ وہی باتیں واجب ہیں جو مسلمان کے ذمہ ہوتی ہیں۔

باب مدینہ والوں اور شام والوں کا قبلہ اور مشرق والوں کا نہ مشرق میں ہے نہ مغرب میں بدلیل قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ پاخانہ یا پیشاب میں قبلہ کی طرف منہ نہ کرو ولیکن مشرق کی طرف منہ کرلو یا مغرب کی طرف۔

۳۷۸۔ ابو ایوب انصاری سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب پاخانہ میں آؤ تو قبلہ کی طرف منہ نہ کرو اور نہ اس کی طرف پشت کرو لیکن مشرق کی طرف منہ کرلو یا مغرب کی طرف ابو ایوب کہتے ہیں کہ جب ہم شام میں گئے تو ہم نے چند پاخانے ایسے پائے جو قبلہ کی طرف بنائے گئے تھے تو پھر ہم پھر جاتے تھے اور اللہ بزرگ و برتر سے استغفار کیا کرتے تھے۔

باب اللہ بزرگ و برتر کا فرمانا واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی[2] (نا جب التعمیل ہے)

۳۷۹۔ عمرو بن دینار کہتے ہیں ہم نے ابن عمر سے ایک شخص کے بارہ میں پوچھا جس نے عمرہ کے لئے کعبہ کا طواف کیا تھا اور صفا و مروہ کے درمیان میں طواف نہ کیا تھا کہ آیا وہ اپنی عورت کے پاس آسکتا ہے یا نہیں، انہوں نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ سے) تشریف لائے تو سات مرتبہ کعبہ کا طواف کیا اور مقام (ابراہیم) کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی اور صفا مروہ کے درمیان میں طواف فرمایا اور یقیناً رسول خدا (کی ذات) میں تمہارے لئے عمدہ پیروی ہے اور ہم نے جابر بن عبداللہ سے (بھی یہ مسئلہ) پوچھا تو انہوں نے کہا کہ وہ عورت کے قریب نہ جائے تاوقتیکہ صفا و مروہ کے درمیان میں طواف نہ کرلے۔

۳۸۰۔ مجاہد کہتے ہیں کہ ابن عمر کے پاس کوئی آیا اور ان سے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں داخل ہوئے ابن عمر کہتے ہیں میں بھی داخل ہوا اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکل چکے تھے اور میں نے بلال کو دونوں دروازوں کے درمیان کھڑا ہوا پایا تو میں نے بلال سے پوچھا کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں نماز پڑھی تھی انہوں نے کہا کہ ہاں ان دونوں ستونوں کے درمیان میں دو رکعت نماز پڑھی ہے جو کعبہ میں آتے وقت بائیں جانب پڑتے ہیں پھر آپ باہر نکل آئے تو آپ نے کعبہ کے سامنے دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا کہ یہ قبلہ ہے۔

۳۸۱۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں داخل ہوئے تو آپ نے اس کے تمام گوشوں میں دعا کی اور نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ آپ کعبہ سے نکل آئے تو آپ نے کعبہ کے سامنے نماز پڑھی دو رکعت اور فرمایا کہ یہ قبلہ ہے۔

باب جہاں کہیں ہو قبلہ کی طرف (نماز میں منہ کرنا ضروری ہے) اور ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قبلہ کی طرف منہ کر اور تکبیر کہہ۔

۳۸۲۔ براء بن عازب کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس کی طرف سولہ مہینے یا سترہ مہینے نماز پڑھی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ کعبہ کی طرف منہ کیا جائے تو اللہ عزوجل نے نازل فرمایا قد نری تقلب وجھك فی السماء[3] پس آپ قبلہ جدید کی طرف پھر گئے اور بعض بیوقوف لوگوں نے اور وہ یہودی تھے کہا کہ مسلمانوں کو ان کے اس قبلہ سے جس پر وہ اب تک تھے کس نے پھیر دیا تب اللہ نے فرمایا کہ کہدو مشرق و مغرب اللہ ہی کا ہے وہ جسے چاہتا ہے راہ راست کی ہدایت کرتا ہے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک شخص نے نماز پڑھی اور بعد نماز پڑھنے کے وہ چلا گیا اور انصار کے کچھ لوگوں پر عصر کی نماز میں گذرا وہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھ رہے تھے تو اس نے اپنی نسبت کہا کہ وہ گواہی دیتا ہے کہ اس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھی ہے اور آپ نے کعبہ کی طرف منہ کیا پس سب لوگ پھر گئے یہاں تک کہ انہوں نے کعبہ کی طرف منہ کر لیا۔

۳۸۳۔ جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر جس طرف وہ آپ کو لیکر چلتی (اسی طرف) نماز پڑھتے اور جب فرض (نماز پڑھنے) کا ارادہ کرتے تو اتر پڑتے اور قبلہ کی طرف منہ کر لیتے۔

۳۸۴۔ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ابراہیم کہتے ہیں میں نہیں جانتا آپ نے نماز میں کچھ زیادہ کر دیا تھا

---

[1] یعنی اگر وہ کسی کو قتل کر ڈالیں تو البتہ ان سے قصاص لیا جائے گا اسی طرح اگر کسی کا مال تلف کر دیں تو ان سے اس کے عوض میں مال دلایا جائیگا۔

[2] اور مقام ابراہیم کو مصلی بناؤ

[3] اے نبی ہم بار بار تمہارے منہ کا وحی کے انتظار میں آسمان کی طرف اٹھ جانا دیکھ رہے ہیں۔

یا کم کر دیا تھا پھر جب آپ سلام پھیر چکے تو آپ سے کہا گیا کہ یا رسول اللہ کیا نماز میں کوئی نئی بات ہو گئی آپ نے فرمایا وہ کیا لوگوں نے کہا کہ آپ نے اس قدر نماز پڑھی پس آپ نے اپنے دونوں پیروں کو سمیٹ لیا اور قبلہ کی طرف منہ کر لیا اور دو سجدے کئے بعد اس کے سلام پھیرا پھر جب ہماری طرف اپنا منہ کیا تو فرمایا کہ اگر نماز میں کوئی نیا حکم ہو جاتا تو میں تمہیں پہلے سے مطلع کرتا لیکن میں تمہاری ہی طرح ایک بشر ہوں جس طرح تم بھول جاتے ہو میں بھی بھول جاتا ہوں لہذا جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلا دو اور جب تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز میں شک کرے تو اسے چاہیئے کہ صواب کی تحری کرے اور اسی پر نماز تمام کرے پھر سلام پھیر کر دو سجدے کرے

باب قبلہ کے بارہ میں کیا وارد ہوا ہے اور سلف میں کوئی ایسا بھی ہو جس نے اس شخص کے لئے جو بھول کر قبلہ کی طرف نماز پڑھے (نماز کا) اعادہ نہیں خیال کیا اور بیشک نبی صلی اللہ علیہ نے ظہر کی دو رکعتوں میں سلام پھیر دیا اور لوگوں کی طرف اپنا منہ کر لیا بعد اس کے جو باقی رہ گیا تھا اسے پورا کیا۔

۳۸۵ انس بن مالک کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اپنے پروردگار سے تین باتوں میں موافقت کی میں نے ایک مرتبہ کہا کہ یا رسول اللہ کاش ہم مقام ابراہیم کو مصلےٰ بناتے پس نازل ہوا واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی اور آیت حجاب کی بھی میری خواہش کے مطابق نازل ہوئی میں نے کہا کہ یا رسول کاش آپ اپنی بی بیوں کو پردہ کرنے کا حکم دیدیں اس لئے کہ ان سے ہر نیک و بد گفتگو کرتا ہے پس حجاب کی آیت نازل ہوئی اور ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیاں آپ پر جوش میں آ کر جمع ہو گئیں تو میں نے ان سے کہا کہ اگر آپ تم کو طلاق دیدیں گے تو عنقریب آپ کا پروردگار تم سے اچھی بی بیاں آپ کو بدلے میں دیگا جو مسلمان ہوں گی پس یہ آیت نازل ہوئی۔

۳۸۶ عبداللہ بن عمر کہتے ہیں اس حال میں کہ لوگ مقام قبا میں صبح کی نماز میں تھے کہ یکایک ان کے پاس ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر آج کی رات ایک آیت نازل کی گئی ہے اور آپ کو حکم دیا گیا ہے کہ کعبہ کی طرف منہ کریں پس سب لوگوں نے کعبہ کی طرف منہ کر لئے اور ان کے منہ شام کی طرف تھے تو وہ کعبہ کی طرف گھوم گئے

۳۸۷۔ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ظہر میں پانچ رکعتیں پڑھیں تو صحابہ نے عرض کیا کہ کیا نماز میں (کچھ) زیادتی کر دی گئی ہے آپ نے فرمایا وہ کیا تو لوگوں نے کہا کہ آپ نے پانچ رکعتیں پڑھیں ہیں عبداللہ کہتے ہیں پس آپ نے پیر موڑ لئے اور دو سجدہ کئے۔

باب۔ تھوک کا بذریعہ ہاتھ کے مسجد سے صاف کر دینا (بہتر ہے)

۳۸۸ انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (جانب) قبلہ میں کچھ تھوک دیکھا تو آپ کو ناگوار ہوا یہاں تک کہ غصہ کا اثر آپ کے چہرہ میں دیکھا پھر آپ کھڑے ہو گئے اور اس کو اپنے ہاتھ سے صاف کر دیا پھر فرمایا کہ تم میں سے کوئی جب اپنی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے پروردگار سے مناجات کرتا ہے یا (آپ نے فرمایا) کہ اس کا پروردگار اس کے اور قبلہ کے درمیان میں ہے لہذا اسے چاہیئے کہ اپنے قبلہ کے سامنے نہ تھوکے بلکہ اپنے بائیں جانب یا اپنے قدم کے نیچے پھر آپ نے اپنی چادر کا کنارہ لیا اور اس میں تھوک کر اسے مل ڈالا اور فرمایا کہ یا اس طرح کرے۔

۳۸۹ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ قبلہ کی دیوار میں کچھ تھوک دیکھا تو آپ نے اسے صاف کر دیا پھر لوگوں کی طرف منہ کیا اور فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو وہ اپنے منہ کے سامنے نہ تھوکے اس لئے کہ جب وہ نماز پڑھتا ہے تو اللہ سبحانہ اس کے منہ کے سامنے ہے۔

۳۹۰ حضرت عائشہ ام المومنین سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ قبلہ کی دیوار میں کچھ ناک کا لعاب یا بلغم یا تھوک دیکھا تو آپ نے اسے صاف کر دیا۔

باب ناک کے لعاب کا بذریعہ کنکریوں کے مسجد سے صاف کر دینا (ثابت ہے) اور ابن عباس نے کہا ہے کہ اگر تو تر نجاست پر چلے تو اسے دھو ڈال اور خشک ہو تو نہیں۔

۳۹۱ حمید بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ ابوہریرہ اور ابوسعید خدری نے ان سے بیان کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ مسجد کی دیوار میں کچھ بلغم دیکھا تو آپ نے کنکر اٹھا لیا اسے رگڑ دیا اور فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی شخص بلغم تھوکے تو نہ اپنے منہ کے سامنے تھوکے اور نہ اپنی داہنی جانب اور چاہیئے کہ بائیں جانب یا اپنے بائیں قدم کے نیچے تھوکے۔

باب نماز میں داہنی جانب نہ تھوکے۔

۳۹۲۔ حمید بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ ابوہریرہ اور ابوسعید نے ان سے بیان کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ مسجد کی دیوار میں کچھ بلغم دیکھا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکر اٹھا لیا اسے رگڑ دیا پھر فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص بلغم تھوکے تو نہ اپنے منہ کے سامنے تھوکے اور نہ اپنے داہنی جانب اور چاہیئے کہ اپنے بائیں جانب تھوکے یا اپنے پیر کے نیچے۔

۳۹۳۔ انس کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنے آگے اور اپنی داہنی جانب نہ تھوکے بلکہ اپنی بائیں جانب یا اپنے بائیں پیر کے نیچے۔

باب (نماز کی حالت میں اگر تھوکنے کی ضرورت ہو تو) چاہیئے کہ اپنے بائیں جانب یا اپنے بائیں پیر کے نیچے تھوکے۔

۳۹۴ انس بن مالک کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن جب نماز میں ہوتا ہے تو وہ اپنے پروردگار سے مناجات کرتا ہے تو وہ نہ اپنے آگے تھوکے اور نہ اپنی داہنی جانب بلکہ اپنی بائیں جانب یا اپنے پیر کے نیچے۔

۳۹۵۔ ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے قبلہ (کی جانب) میں کچھ بلغم دیکھا تو ایک کنکری سے آپ نے اسے رگڑ دیا پھر اپنے منع کر دیا کہ کوئی شخص اپنے آگے یا اپنی داہنی جانب نہ تھوکے بلکہ اپنی بائیں جانب یا اپنے بائیں پیر کے نیچے۔

باب مسجد میں تھوکنے کا (کیا) کفارہ ہے

۳۹۶۔ انس بن مالک کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا دفن کر دینا اس کا کفارہ ہے

باب مسجد میں بلغم کا دفن کر دینا درست ہے

مقالات غوث الاعظم

(سلسلہ گذشتہ)

والاحياء اذ جعلهم ضبكهم اوتاد الارض التي دحى فكل كالجبل الذي رسا فتنح عن طريقهم ولا تزاحم من لم يقيد لاعن قصده الآباء والابناء فهم خير من خلق ربي وبث في الارض وذرأ فعليهم سلام الله وتحياته وبركاته مادامت الارض والسماء

لے ان کو فرش زمین کا اوتاد (میخ) بنادیا ہے ان میں سے ہر ایک ایسے پہاڑ کی طرح ہیں جو اپنی جگہ پر قائم ہے بس ان کے راستے سے کنارے ہو جا اور ان کی مزاحمت مت کر جن کو ان کے قصد (عزیمت) سے باپ اور بیٹے تک باز نہ رکھ سکے بس وہ بہترین مخلوق ہیں جنھیں خدا نے پیدا کیا اور زمین پر پھیلا دیا سلام اور تحیت اور نزول برکات اسد کی طرف سے ان پر ہو جبتک کہ آسمان و زمین قائم ہیں

المقالة الخامسة عشر

في الخوف والرجاء

قال رضي الله عنه رأيت في المنام كأني في موضع شبه مسجد وفيه قوم منقطعون فقلت لو كان لهؤلاء رجل يؤدبهم ويرشدهم ثم اشرت الى رجل من الصالحين فاجتمعوا حولي فقال لي واحد منهم فانت لم لا تتكلم فقلت ان رضيتموني لذلك ثم قلت اذا انقطعتم عن الخلق الى الحق فلا تسئلوا الناس شيئا بالسنتكم فاذا تركتم ذلك فلا تسئلوهم بقلوبكم فان السؤال بالقلب كالسؤال باللسان ثم اعلموا ان الله كل يوم هو في شان في تغيير وتبديل ورفع وخفض فقوم يرفعهم الى العليين وقوم يحطهم الى اسفل السافلين فخوف الذين رفعهم الى العليين ان يحطهم الى اسفل السافلين ورجاؤهم ان يبقيهم ويحفظهم على ما هم عليه من الرفع وخوف الذين حطهم الى اسفل السافلين ان يبقيهم

مقالہ پندرھواں

(در خوف و رجا (ڈر اور امید))

فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک جگہ میں ہوں جس کی مشابہت مسجد کی ہے اور اس میں ایک قوم منقطعین (لوگوں سے قطع تعلق کرنے والوں) کی ہے میں نے اشارہ کر کے کہا کہ اگر صالحین (اولیاء اللہ) میں سے فلاں مرد ہوتا تو ان کو ادب سکھاتا اور ان کو ہدایت و ارشاد کرتا پھر وہ لوگ میرے گرد جمع ہو گئے اور ان میں سے ایک نے مجھ سے کہا کہ تمہارا کیا حال ہے تم کلام کیوں نہیں کرتے میں نے کہا کہ اگر تم مجھ سے راضی ہو تو میں کلام کروں میں نے کہا کہ جب تم مخلوق سے قطع تعلق کر کے حق کی طرف آئے تو پھر لوگوں سے اپنی زبان سے کسی شے کا سوال نہ کرو اور جب تم نے ترک سوال زبان سے کیا ہے تو اپنے قلوب سے بھی سوال مت کرو اس لئے کہ دل کا سوال زبان ہی کے سوال کی طرح ہے پھر جان لو کہ ہر ایک دن میں اللہ کی ایک نئی شان ہے بگاڑنے میں اور بدلنے میں بلند کرنے اور پست کر دینے میں پس ایک قوم کو وہ بلند کرتا ہے علیین تک اور ایک قوم کو گرا دیتا ہے اسفل السافلین تک،

ويحفظهم على ما هم فيه من الحط ورجاؤهم ان يرفعهم الى العليين ثم انتبهت

اور پھر جن قوم کو علیین تک بلند کر دیتا ہے اسے اسفل السافلین میں گرا دینے کا خوف دلاتا ہے ساتھ ہی امید دلاتا ہے کہ انھیں ان کی ارفع حالت پر باقی رکھے اور ان کی حفاظت کرے اور جن کو انتہائی پستی میں گرا یا ہے انھیں ڈراتا ہے کہ ان کو ہمیشہ اسی پر باقی رکھے اور ان کے ساتھ امیدوار فرماتا ہے یہ کہ آخر انھیں بھی بلند کر دے گا علیین تک پھر میں خواب سے جاگ گیا۔

المقالة السادسة عشر

في التوكل ومقاماته

قال رضي الله عنه ما حجبت عن فضل الله والبدء بنعمه الا لاتكائك على الخلق والاسباب والصنائع والاكساب فالخلق حجابك عن الاكل بالسنة وهو الكسب فما دمت قائما مع الخلق يعني راجيا لعطائهم وفضلهم سائلا لهم مترددا الى ابوابهم فانت مشرك بالله خلقه فيعاقبك بحرمان الاكل بالسنة الذي هو الكسب من حلال الدنيا ثم اذا انبت عن القيام مع الخلق وشركك ربك بهم ورجعت الى الكسب فتأكل بالكسب وتتكل على الكسب وتطمئن اليه وتنسى فضل الرب فانت مشرك ايضا الا انه شرك اخفى من الاول فيعاقبك الله ويحجبك عن فضله والبداية به فاذا تبت عن ذلك وازلت الشرك عن الوسط ورفعت اتكالك على الكسب والحول والقوة ورأيت الله هو الرزاق وهو المسبب والمسهل والمقوي على الكسب

مقالہ سولھواں

(توکل اور اس کے مقامات)

فرمایا تو اللہ کے فضل سے اور بے واسطہ بلا سبب نعمتوں کے پہنچنے سے محجوب (محروم) نہیں ہوا مگر اس لئے کہ تو نے ٹیک لگائی خلق پر اور اسباب و صنائع (پیشوں) اور کسبوں پر بس اکل مسنون کے حاصل کرنے میں مخلوق تیرا حجاب ہے اور وہ اکل مسنون تیرا کسب ہے اور جب تک تو خلق کے ساتھ ہے یعنی لوگوں کی بخشش و مہربانی کا تو امیدوار رہا اور ان کے دروازوں پر تیرا سائلانہ آنا جانا قائم ہے وتب تک) تو اللہ کے ساتھ اس کی خلق کو شریک ٹھیرانے والا مشرک ہے پھر تجکو اللہ تعالیٰ ثواب دیتا ہی تجھے اکل مسنون سے محروم رکھنے کے ساتھ اور وہ اکل مسنون کیا ہے کسب کر کے رزق حلال کو دنیا سے حاصل کرنا ہے پھر اگر تو نے خلق کے ساتھ قائم رہنے سے اور اپنے پروردگار کے ساتھ مخلوق کو شریک ٹھیرانے سے توبہ کر لی اور اس کے بعد تو نے کسب کی طرف رجوع کیا پھر کسب سے کھانے لگا مگر کسب پر بھروسہ کیا اور اس اعتماد کسب پر مطمئن ہوا اور اپنے پروردگار کے فضل کو بھلا تب بھی تو وہ مشرک ہے لیکن یہ شرک (اس) اول شرک سے اخفیٰ (زیادہ پوشیدہ) ہے اب اللہ عقوبت و عذاب اس (شرک اخفیٰ) پر اس طرح اکر یگا کہ اپنے فضل سے اور بلا واسطہ

تاریخ اسلام

(خاص مولوی کے لئے بسلسلۂ گذشتہ)

(از جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب لائلپوری)

عبرت موعظت

مسلمانوں کی اس سے بڑھکر بدقسمتی اور تیرہ بختی اور کیا ہوگی کہ وہ اپنے نبی محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے وہ موٹے موٹے اور اہم واقعات فراموش کر چکے جو معاشرتی زندگی میں حسن مدنیت کامیابی اور فائز المرامی کی طرف رہنمائی کرتے ہیں اور جن کی پابندی و تابعداری ہمیں ہر طرح اوج کمال پر پہنچا سکتی ہے بہلاد خوانی کی مجرکتابوں سے آپ کی مبارک زندگی کو ایک رسمی۔ خوش فہمی اور دل بہلانے کا ذریعہ بنا لیا گیا ہے اگر وہ آپ کے اسوۂ حسنہ کی تابعداری کو واجب اور مفید سمجھتے اور آپ کی زندگی کو پیش راہ بنا لیتے تو ان کی دنیوی زندگی کا ہر شعبہ یوں گری ہوئی حالت میں نہ ہوتا۔

اسوۂ حسنہ

مسلمانوں کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی فرض قرار دیگئی ہے اور ان کی اصلاح و ترقی اور دینی و دنیوی فلاح و نجاح اسی میں ہے کہ وہ اپنی زندگی پر غائر نظر ڈالیں اور زندگی کا جو پہلو کمزور اور گری ہوئی حالت میں نظر آئے اسوۂ رسول کی روشنی میں اسکی اصلاح کی طرف متوجہ ہو جائیں غرض وہ اپنے پاس ایک ایسا سرچ لائٹ رکھتے ہیں جو ان کو پستی اور ذلت کی راہوں سے بچا کر بلندی اور سرفرازی کی راہوں کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

آج دنیاوی حیثیت سے مسلمانوں کی مالی حالت نہایت ہی کمزور اور خطرناک ہے اقتصادی تباہی نے ان کا کچومر نکال دیا ہے اور وہ غیروں کے دست نگر ہو کر دوسروں کے رحم و کرم پر زندگی بسر کر رہے ہیں اور یہ مفلسی ایسی بُری لعنت اور قوموں کی تباہی کا پیش خیمہ ہے جو مذہب و اخلاق کا ستیاناس کر دیتی ہے اور تمدن و معاشرت کا نظام درہم برہم کر دیتی ہے اور مالداری و آسودہ حالی زندگی کا قوام اور رفعت و ترقی کا ذریعہ ہے اس کے بغیر انسان نہ تو دنیوی عزت و رفعت حاصل کر سکتا ہے اور نہ ہی کمال دین پر فائز ہو سکتا ہے اور نہ اس کی اخلاقی و روحانی زندگی چمک سکتی ہے یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی محتاجی سے ڈر کر اور اسکے انجام پر نظر رکھکر یوں دعا مانگا کرتے تھے

اللھم انی اعوذ بک من ضیق الدنیا و ضیق یوم القیامۃ یعنی خدایا میں دنیا کی محتاجی اور قیامت کی تنگی سے پناہ مانگتا ہوں۔ حضور تو نعوذ باللہ مفلسی سے کیا ڈرتے یہ صرف چودہویں صدی کے مسلمانوں کی اقتصادی تباہی کی پیشنگوئی تھی اور امت کے لئے تعلیم تھی کہ وہ مفلسی اور اس کے انجام سے ڈرتے رہیں۔

ذلت و افلاس ایک ایسا عذاب خداوندی ہے کہ جب یہ کسی قوم پر مسلط ہو جاتا ہے تو پھر اسکی تباہی و ہلاکت میں کوئی کسر باقی نہیں رہتی بنی اسرائیل یعنی یہودی اسی ذلت و افلاس کے عذاب میں مبتلا ہے جن کی قومی مسکنت نے کوئی چھوٹی موٹی سلطنت تو کجا ایک چپہ بھر زمین ان کے قبضۂ اقتدار میں نہیں چھوڑی۔

موجودہ زمانہ میں دولت اور سرمایہ نہایت ضروری چیزیں ہیں کیونکہ آج موجودہ دنیا میں معیار ترقی کا میابی سرمایہ قرار پا چکا ہے اور ترقی دولت کے ذرائع در اصل تجارت، زراعت اور صنعت و حرفت ہی ہو سکتے ہیں محض ملازمت اور کونسل کی کرسیوں سے کوئی قوم آزاد اور سربرآوردہ نہیں بن سکتی۔ مسلمان ایک مدت دراز سے ان ہرسہ امور سے ہی غافل رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ رفتہ رفتہ مفلس اور تباہ حال ہوتے چلے گئے اگر وہ بھولے سے بھی اپنی تاریخ اور مذہبی روایات کو دیکھتے تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ اسلام نے کسب معاش میں انہی تین چیزوں کو اہم اور افضل قرار دیا ہے اور یہ تو غالباً ہر مسلمان جانتا ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت ہی کو کسب معاش کا ذریعہ بنایا تھا گویا اسلام نے تیرہ سو سال پہلے ہی ترقی دولت کے ذرائع کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ان کی اقتصادی تباہی کا علاج تبلا دیا تھا پس اگر مسلمان دولت و سرمایہ حاصل کرنا چاہتے ہیں جس کا حاصل کرنا اس سرمایہ داری کے دور میں ہر قوم کے لئے لازمی اور ضروری ہے تو ان کو چاہیئے کہ وہ کسب معاش اور ترقی دولت کا وہی طریقہ اور ذریعہ حاصل کریں جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار فرمایا تھا اور اکثر صحابہ تابعین اور تبع تابعین کا طرز عمل تھا اگر حضور کی اس بھولی ہوئی سنت پر بھی عمل پیرا ہو جائیں تو افلاس و تنگدستی کی لعنت سے بہت جلد نجات پا جائیں۔

حضرت خدیجہ سے نکاح

حضرت خدیجہ نے جب آپ کی قابلیت اور امانت و دیانت کو دیکھا . . . . اور آپ کی جگر دوز جسمانی و روحانی اداؤں کو بھانپ لیا تو اپنے آپ کو حضور کی زوجیت میں آنے کی آرزو سے بیقرار پایا اور ایک عورت نفیسہ نام کے ہاتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شادی کا پیغام بھیجا آپ کے چچا . . . . . ابو طالب نے بھی اس رشتہ کو منظور کیا آخر ش بعد منظوری طرفین مجلس نکاح منعقد ہوئی ابو طالب نے خطبۂ نکاح پڑھا اور اس طرح یہ کام سرانجام پایا نکاح کے وقت آپ کی عمر ۲۵ سال کی اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی چالیس سال کی تھی۔

نکاح کے بعد حضرت اسی مکان میں رہنے لگے جہاں حضرت خدیجہ رہتی تھیں نکاح کے بعد مکہ میں صرف مقامی تجارت کرتے رہے اور . . تجارت کے لئے مکہ سے باہر جانے کا اتفاق نہیں ہوا اسی زمانہ میں ایک زندہ لڑکی کو دفن کر دینے کا وحشیانہ واقع پیش آیا تو اس واقعہ کا آپ کے دل پر نہایت گہرا اثر ہوا اور اس ظالمانہ رسم کو موقوف کرانے کی سرتوڑ کوشش شروع کر دی آپ اپنی قوم کی اس قسم کی رسموں اور بُری عادتوں کو دیکھ دیکھ کر دل ہی دل میں کڑھتے اور ان کی اصلاح کی فکر سے ہر وقت پریشان رہتے اپنی قوم کی ہمدردی آپ کو حد سے زیادہ تھی جب یہودی اور غیر ممالک کے لوگ تجارتی کاروبار میں آپ سے ملتے اور آپ کی قوم کی برائی کرتے تو آپ کو اس قسم کی

گفتگو نہایت شاق گذرتی اور بعض موقع پر آپ نہایت متانت سنجیدگی اور معقولیت کے ساتھ اُن سے مکالمہ کرکے ان کو خاموش کر دیتے۔

آپ اپنی قوم کی غیرت و حمیت کی ہمیشہ تعریف کرتے اور غیر ممالک کے لوگوں کے سامنے اپنی قوم کی آزادی کو فخریہ بیان کیا کرتے تھے ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ مکہ میں ایران کے کچھ سوداگر آئے ہوئے تھے اہل عرب کی برائیاں بیان کرتے ہوئے اور اپنی قوم کی فضیلت و برائی جتلاتے ہوئے کہا کہ ہم ایران کے باہر بھی قوموں پر حکومت کرتے ہیں یہ سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دوسروں کے محکوم ہو اور میری قوم خود اپنی حاکم آپ ہے اور ان پر کسی بادشاہ کی حکومت نہیں۔

آزادی کی تعریف

ایک مرتبہ حج کے دنوں میں ایک عیسائی سوداگر آیا ہوا تھا۔ اسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ باتیں کرنے کی خواہش ظاہر کی آپ حسب وعدہ رات کو عیسائی تاجر کے پاس پہنچ گئے اور اتفاقاً ایک ایرانی سوداگر بھی آگیا اور عیسائی و ایرانی سوداگروں میں یوں مکالمہ شروع ہوا۔

عیسائی سوداگر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہوکر ہمارا بادشاہ قیصر ایک نہایت ہی باعظمت و جبروت بادشاہ ہے جو اپنی رعایا کا دلی خیرخواہ تہذیب و تمدن کا شفیق معلم اور حریت و آزادی کا دلنواز پیکر ہے لہذا عربوں کو چاہیئے کہ وہ قیصر کی رعایا بنجائیں تاکہ ان کی اصلاح و ترقی ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو عیسائی تاجر کی یہ گفتگو سنکر خاموش ہو رہے اور ایرانی تاجر عیسائی سوداگر کو مخاطب کرکے یوں کہنے لگا۔

ایرانی سوداگر۔ تم نے جو اپنے قیصر کی اتنی لمبی چوڑی تعریف کی ہے اس میں سچائی بہت تھوڑی ہے اور جھوٹ زیادہ ہے اس لئے میں قیصر کی حکومت اور غلامی کو اس لائق نہیں سمجھتا کہ عرب اس کی محکومی میں آئیں اور اگر ایسا ہو بھی تو کیا تم نے عرب قبائل کے متعلق یہ غلط گمان کر لیا ہے کہ وہ تمہارے اس درس غلامی سے متاثر ہوکر اپنے کانوں میں غلامی کا حلقہ ڈال لیں گے اگر تم یہ سمجھے بیٹھے ہو تو اس خیال کو اپنے دل سے نکال دو عرب کے قبائل نہ کبھی کسی بادشاہ کے محکوم ہوکر رہے اور نہ آئندہ رہیں گے۔

اس کے بعد ایرانی تاجر نے اپنے بادشاہ کی تعریف و توصیف کے پل باندھتے ہوئے کہا کہ عرب اور ایرانی بہت سی باتوں میں مشابہت اور قریبی علاقہ رکھتے ہیں مثلاً و رنگ میں ایک دوسرے کے مشابہ ہیں اس لئے عرب کو ایران کے کسریٰ کا محکوم بنجانا چاہیئے ان کا فائدہ اور بہتری اسی میں ہے

اس پر دونوں سوداگروں میں سخت کلامی تک نوبت پہنچ گئی اور قریب تھا کہ لڑنے مرنے پر تیار ہو جائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں غلامی کے اوتاروں کی یہ ناپاک و نجس اور بیہودہ بکواس سنی اور فرمایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم دونوں آپس میں نہ لڑو اور سنو کہ عرب کسی کا بھی محکوم بنکر نہیں رہ سکتا اس کو خدا نے حکومت کے لئے بنایا ہے اگرچہ میری قوم آج خراب حالت میں ہے لیکن وہ محکوم کسی کی بھی نہیں ہے اور نہ میں ان کو محکوم ہونے دوں گا لہذا تم ہم پر حکومت کرنے کا خیال چھوڑ دو غلامی کی زنجیروں کی سے جکڑے ہوئے دوسروں کو بھی غلامی کی نجاست سے ملوث۔

کر دینے والو اور ممالک اسلامیہ کو غلام بنانے میں مدد دینے والے محکوم مسلمانو! ذرا دیدۂ عبرت وا کرکے اپنے رسول کے مذکورہ بالا ارشادات عالیہ اور حریت پرور مبارک الفاظ کو غور سے پڑھو اور کچھ سبق حاصل کرو تمہاری تو گھٹی میں آزادی پڑی ہوئی ہے تمہارے تو کانوں میں پیدا ہوتے ہی اور آنکھیں کھولتے ہی لا الہ الا اللہ کی باطل اور غلامی شکن آواز پڑتی ہے اور تمہارے رسول نے آزادی پر فخر کیا ہے اور غلامی کو ذلیل کہا ہے پھر تمہیں کیا ہوا کہ غلامانہ زندگی بسر کر رہے ہو اور اس سے رہائی کی کما حقہ جد و جہد نہیں کرتے اپنی غلامانہ ذہنیتوں پر غور کرنا اور خدارا انصاف سے بتلاؤ کہ کیا تم نے اسلام کے اس فخر و شرف ذہنی امتیاز اور آزاد فطرت کو قائم و برقرار رکھا ہے اگر نہیں تو اسوۂ حسنۂ رسول کی روشنی میں آزادی حاصل کرو اور فرمودۂ نبوی کی تعمیل کرکے دنیا پر ثابت کرو کہ مسلمان دوسروں کے محکوم ہونے کے لئے نہیں بلکہ سطوت و جہانبانی کیلئے پیدا کئے گئے ہیں۔

بتوں کی پرستش سے بیزاری

یہ قطعی طور سے ثابت ہے کہ حضور بچپن میں اور شباب میں ہر طرح سراسر شرک سے ہمیشہ مجتنب رہے اور ایک دفعہ قریش نے آپ کے سامنے بتوں کے چڑھاوے کا کھانا لاکر رکھا تو آپ نے کھانے سے انکار کر دیا مگر بعض متعصب عیسائی مورخوں نے یہ لچر اور محض بے بنیاد دعویٰ کیا ہے کہ نبوت سے پہلے آپ کا طرز عمل اور اعتقاد وہی تھا جو آپکے خاندان اور اہل مکہ کا تھا اس ضمن میں عہد شباب کا ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔

ایک دن ابو لہب آپکے چچا نے کہا کہ تم کعبہ میں عبادت کرنے کے لئے کیوں نہیں جاتے جو تمہارے باپ دادا کی عبادت گاہ ہے آپ نے فرمایا کہ چونکہ وہاں انہوں کے بنائے ہوئے بت رکھے ہوئے ہیں جو سن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں لہذا مجھے ان پر اعتقاد نہیں کیونکہ ان بےجان پتھروں کے سامنے سر جھکانا انسان کو ذلیل و خوار کرتا ہے یہ سنکر ابو لہب بہت بگڑا اور کہنے لگا کہ کیا تمہارے باپ دادا بتوں کی پوجا نہ کرتے تھے تو کیا تم ہی زیادہ عقلمند ہو آپ نے فرمایا کہ میں نے نہ اپنے باپ دادا کو دیکھا اور نہ ہی باپ کو دیکھا کیونکہ وہ میری پیدائش سے پہلے مر گئے تھے ابو لہب نے کہا کہ خیر اگر تم نے اپنے دادا اور باپ کو نہیں دیکھا تو کیا مجھے اور اپنے چچا ابو طالب کو دیکھ لو اور باقی سب ہی بتوں کو پوجتے ہیں۔

جب حضور نے دیکھا کہ یہ آبائی تقلید کی کیچڑ میں پھنسے ہوئے ہیں تو کہا کہ اچھا مجھے ایک ایسا بت بنا دو جسکو آدمی نے نہ بنایا ہو جو سمیع و بصیر ہو اور انسان سے زیادہ قدرت والا ہو ابو لہب نے کہا کہ شاید تو اپنے باپ دادا کا مذہب چھوڑ کر لامذہب اور بے دین ہو گیا ہے جو اس قسم کی باتیں کرتا ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے تو صرف سچے خدا کی تلاش ہے۔ ایک اور واقعہ ہے کہ ایکدن کعبہ کے اندر آپنے دیکھا کہ سب لوگ برہنگی کی حالت میں طواف کر رہے ہیں یہ بے شرمی اور انتہائی بےحیائی کا نظارہ دیکھکر آپنے منہ پر کپڑا ڈال لیا اور فرمایا کہ یہ کیسے بےشرم لوگ ہیں۔ راستے میں آپکے چچا عباس ملے تو ان سے پوچھا کہ یہ لوگ کعبہ میں ننگے ہو کر کیوں گھومتے ہیں انہوں نے کہا کہ جن کپڑوں میں انہوں نے گناہ کئے ہیں وہ چونکہ نجس ہو جاتے ہیں اسلئے وہ ان کپڑوں کو اتار دیتے ہیں آپ نے فرمایا کہ یہ تو عجب حماقت اور بیوقوفی کی بات ہے کہ گناہ جسم کرے اور سزا کپڑوں کو ملے چاہیئے تو یہ کہ جسم ہی کو بدل دیں اور اگر یہ نہیں ہو سکتا تو پھر اس بے شرمی کے فعل سے اُن کو باز آنا چاہیئے۔

اسلام کی امتیازی معاشرت

ایک مسلسل کتاب جو خاص مولوی کیلئے لکھوائی جارہی ہے

(نوشتہ مولوی شریف احمد صاحب مراد مارہروی)

تمہید انسان فطرتاً مدنی الطبع واقع ہوا ہے باہمی تعاون، باہمی معاشرت، اور باہمی رہنے سہنے کے بغیر اس کی زندگی گذرنا اور آرام و سکون کیسے رہنا قطعی غیر ممکن ہے دنیا میں متمدن اور ترقی یافتہ قوم وہی کہلاتی ہے جو نہ صرف یہ کہ ترقیات زمانہ سے بہرہ مند ہو بلکہ ایسے آئین و قوانین کی بھی حامل ہو جو کسی قوم کے نشوونما ارتقاء اخلاق و عادات اور امن و امان کے کفیل ہوں جس قوم کے پاس جتنے اچھے آئین و اصول ہوں گے اور اس کے اخلاق و عادات جتنے بہتر و ارفع ہوں گے اسی نسبت سے وہ قوم مدارج تہذیب و تمدن میں شمار کی جائیگی۔

اصلاحاً ہر وہ قوم جو تعلیم، تجارت، صنعت و حرفت، فلسفہ و فنون، معیار حیات کی بلندی اور معاشری و منزلی زندگی کی برتری کی سرمایہ دار ہو اس کے خزانے لبریز ہوں ملک سبز و شاداب اور بستیاں آباد و دلفریب ہوں متمدن کہلا سکتی ہے اور کہلاتی ہے اور کہ ترقی یافتہ قومیں واقعی ایسی اقوام کو متمدن کہتی اور سمجھتی ہیں اسکی وجہ یہ نہیں ہے کہ واقعی وہ متمدن ہوتی بھی ہیں اور حقیقی معنوں میں انھیں متمدن کہا بھی جاسکتا ہے بات یہ ہے کہ ان کا ظاہری طمطراق اور نمائشی عیش و سرور گری ہوئی اقوام کی نظروں میں انھیں وقیع اور معزز بنا دیتا ہے اور ان کا یہی جذبہ انھیں متمدن کہلوا لیتاہے آج یورپ اور امریکہ کا ایک بڑا حصہ متمدن ممالک کی فہرست میں شامل ہے اور چین و ہند کی نظر میں واقعی یہ ممالک و بلاد بہت بڑے متمدن ممالک ہیں لیکن دیکھنا یہ ہے کہ تمدن سے مراد کیا ہے؟ کیا یہی کہ اقوام کی ظاہری حالت پرشکوہ یا مزین ہو جائے نہیں اور ہرگز نہیں تمدن و تہذیب کا مقصد یہ ہے کہ انسان کے افعال امادی جذبات نفسانی اعتدال پر رکھے جائیں قبّ کو عزیز سمجھا جائے واقعات کے اسباب و علل کی تلاش کی جائے اخلاق و معاملات معاشرت اور علوم و فنون کو بقدر امکان قدرتی خوبی اور فطری عمدگی پر پہنچا کر ان سے خوش اسلوبی کے ساتھ استفادہ کیا جائے۔

اس سے یہ نتیجہ مرتب ہوگا کہ جسمانی خوبی روحانی خوشی حقیقی وقار و تمکین اور عزت نفس کا احساس پیدا ہوگا اور یہی وہ چیز ہے جو انسانیت کو وحشیانہ پن سے ممیز و ممتاز کرتی ہے۔ مسٹر ایچ ٹی ۔ بکل صاحب تہذیب کے چار اصول بتلاتے ہیں (۱) جو چیزیں ہمیں نظر آتی ہیں اور جن کا سبب ہمیں معلوم نہیں ہوتا ان کے اسباب و علل اور قواعد تخلیق کو دریافت کرنا اور پھر اسے ایک علم کی صورت میں مدون کرکے اس کی نشر و اشاعت کرنا اس سلسلہ میں جس قدر کامیابی ہوگی اسی قدر انسان ترقی کرے گا (۲) اس تحقیقات سے پیشتر تجسس و تلاش کا خیال و ولولہ پیدا ہونا چاہیئے کیونکہ ابتدا میں اس سے بڑی امداد ملتی ہے اور سرگرمی سے کام کرنے کا شوق پیدا ہوتا ہے (۳) اس طرح جو نتائج مستنبط ہوتے اور جو باتیں علم میں آتی ہیں وہ عقل میں تیزی اور سرعت پیدا کرتی ہیں اخلاق کو بھی فائدہ پہنچتا ہے مگر تاہم عقلیات سے زیادہ اخلاقیات میں استواری ہے عقلی استنباط میں تو کمی و بیشی بھی ہوتی رہتی ہے مگر اخلاقی امور میں اس کا بہت کم امکان ہے اور ان کی حیثیت ایک گونہ مستقل ہوتی ہے (۴) بکل صاحب کے نزدیک چوتھا اصول یہ خیال ہے کہ جب تک مذہب اور سلطنت امور حیات کے نگراں کار رہیں اسوقت تک انسانی اجتماع ترقی نہیں کرسکتے مطلب یہ ہے کہ سلطنت تو رعایا کو یہ سکھلائے کہ اسے کیا کرنا چاہیئے اور اس کے فرائض عمل کیا ہیں اور مذہب اس پر یہ واضح کرے کہ کس چیز پر اسے یقین کرنا چاہیئے اور کس پر نہیں۔

تکلیف سے بچنے اور آسائش حاصل کرنے کا خیال تمام انسانوں کو یکساں ہے تمام قومیں ہنر کو ترقی دینے کی فکر میں منہمک رہتی ہیں صرف تربیت اور غیر تربیت کا فرق ہے ایک حصہ نے اپنے محسوسات کو منظم صورت دے لی ہے اور دوسرے نے اس کے نظم کی طرف توجہ نہیں دی تربیت یافتہ اقوام کی خواتین اپنے حسن کو زر و جواہرات کے زیورات سے بڑھاتی ہیں اور غیر تربیت قوم کی عورتیں ہڈیوں کوڑیوں یا بہت ہوا تو گلٹ وغیرہ کے زیورات سے آراستہ کرتی ہیں اول الذکر کے مکانات اعلیٰ درجہ کے فرنیچر اور فرش و فروش اور مرصع آلات سے مزین ہوتے ہیں موخرالذکر اپنی جھونپڑیوں کو سرسبز بیلوں پھولوں لکڑیوں پتوں اور لیپ پوت سے سجا لیتی ہیں۔

یہ تو پھر جھونپڑے ہیں رہنے کے گھونسلے لینے کے خیمے۔ درختوں پر بندھے ہوئے ٹانڈے اور زمین میں کھدی ہوئی کھوئیں بھی تہذیب و تمدن کے آثار سے خالی نہیں خاطر و مدارات کے ڈھنگ، عیش و سرور کی مجلسیں تمدن کے قاعدے اخلاق و محبت کی علامتیں علمی خیالات، شاعری اور موسیقی کوئی چیز بھی ایسی نہیں جو تربیت نایافتہ اور غیر مہذب میں موجود نہ ہو بعض چیزیں ان میں زیادہ قدرتی اور اصلی رنگ میں موجود ہیں فرق صرف اس قدر ہے کہ متمدن اقوام کے تمام کام اور لوازمات منظم و مرصع حالت میں ہوتے ہیں اور غیر تربیت یافتہ اور غیر متمدن اقوام میں بے ترتیبی اور بے رونقی کے ساتھ۔ متمدن اقوام فلک زن بنگلوں اور محلوں میں گدوں اور صوفوں پر اپنی زندگی بسر کرتی ہیں اور غیر متمدن قومیں چھوٹے چھوٹے مواضع میں جھونپڑیوں کے اندر پیال اور گھاس کے بستر پر رہتی ہیں یہ ضرور ہے کہ متمدن اقوام کے دماغ روشن ہوتے عقل تیز ہوتی ہے اور وہ واقعات کے علل و اسباب پر غور کرکے جلد صحیح نتائج پر پہنچ جاتی ہیں لیکن اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ تمدن و تہذیب کا صحیح معیار قوم کی اخلاقی برتری اور ترفع ہے نہ کہ مادی جس قوم کے اخلاق درست نہیں وہ کتنی ہی مادی ترقی کیوں نہ کرے لیکن اسے کبھی روحانی خوشی اور قلبی اطمینان نصیب نہیں ہوسکتا بکل صاحب نے تہذیب و تمدن کے جو چار اصول قائم کئے ہیں ان میں یہ تو تسلیم کرلیا ہے کہ اخلاق عقیدت سے زیادہ مستقل اور محکم حیثیت رکھتے ہیں لیکن آپ نے سلطنت اور مذہب کے خیال کو چوتھا اصول تسلیم کرتے ہوئے بھی اسے تہذیب و تمدن کا سب سے بڑا معاند قرار دیا ہے۔

گو آپ نے یعنی کے پردے میں یہ ظاہر کردیا ہے کہ یہ خیال اس لئے قائم ہوا ہے کہ سلطنت رعایا کو سکھانے کہ اسے کیا کرنا چاہیئے اور مذہب یہ جتلائے

کہ اسے کیا کرنا چاہئے یہ بگل صاحب کی دہریت پرستی کا نتیجہ ہے بگل صاحب ہی نہیں بلکہ اس عہد کے بہت سے فلاسفر اور زعماء مذہب کے شدید معاند ہی نہیں ہیں اور وہ پوری دیانتداری کے ساتھ اسے ترقی و تہذیب کی راہ کا کانٹا خیال کرتے ہیں یہ خیال تو پھر ایک مدت سے یورپ اور ہندوستان کے متمدن حلقوں میں گشت لگا رہا ہے لیکن اب تو صنعت و اشتراکیت کی جو جدید لہر اٹھی ہے اس نے سلطنتوں اور حکومتوں کو بھی اپنی رو میں بہا لیجانے کا تہیہ کر لیا ہے۔

دنیا کے ان بگلوں نے دور جذبات اور جوش تنفر میں مذہب و مذہبیت کی حقیقت پر غور کیا نہیں صرف یہ دیکھ لیا کہ مغرب و مشرق میں مذہب کے نام پر مذہب والوں نے گلوتراشیوں اور خونریزیوں میں بڑا انہماک دکھایا اور ایک عرصہ دراز تک اس کی بدولت ارض عالم پر خون کے دریا بہتے رہے واقعی خون بہے لیکن اس خونیں دریا کی موجوں کی ذمہ داری میں مذہب کا نہیں مذہب والوں کی فطرت کا ہاتھ تھا اگر محض خونریزی اور بنی نوع انسان کی بہتری و بہبود کا خیال مذہب سے تنفر کا باعث ہوا تھا تو کیا وجہ ہے کہ زن زر اور زمین سے بھی نفرت نہ کی جائے ان کی وجہ سے بھی دنیا میں بڑی بڑی ہولناکیاں نمودار ہوتی رہی ہیں حقیقت یہ ہے کہ جس طرح ان عظیم الشان خونریزیوں اور ہیبت ناک جنگوں کی بنا پر جو محض ملک گیری حصول دولت یا کسی پری پیکر کو اڑانے کے لئے کی گئیں عورتوں دولتوں اور زمینوں کو ہم نفرت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے بلکہ انہیں اپنی معیشت کے قوام کے لئے ضروری سمجھتے ہیں اسی طرح مذہب سے بھی تنفر کی ہی ضرورت نہیں کل ہی کی بات ہے کہ دنیا میں محاربہ عظیم کے شعلے بھڑکے اور انہوں نے دیکھتے دیکھتے اتنی وسعت اور خوفناکی اختیار کر لی کہ ایک دنیا اس کی لپیٹ میں آگئی ایک کروڑ جانیں ضائع ہوئیں تین کروڑ نفوس بیکار ہو گئے اور صدہا آبادیاں خاک کا ایک ڈھیر ہو کر رہ گئیں۔

انسان کی فتنہ زا ذہنیت ہمیشہ برسر عمل رہی اور اس کی ہوا و ہوس اور کمزوروں پر ظلم و جور کے جذبہ کو روکنے کے لئے مذاہب پیدا کئے گئے یہاں ہم یہ حقیقت واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ انسان کی فطرت اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ اگر یہ نیکی و نیکوکاری کی طرف مائل ہوتا تو فرشتوں سے زیادہ ترقی کر جاتا ہے اور اگر بدی کی طرف رجحان ہو جائے تو بہائم تک کو بہیمیت میں پیچھے چھوڑ جاتا ہے نیکی اور بدی دونوں قوتیں اس کے اندر ودیعت رکھی گئی ہیں ارسطو نے کہا تھا کہ علم کو انسان سے وہی نسبت ہے جو ایک آلہ کو پتھر سے ہوتی ہے جس طرح ایک سنگتراش پتھر کے ایک ٹکڑے کو اپنے آلہ سے تراش کر اس کے اندر سے ایک خوبصورت مورت پیدا کر لیتا ہے اسی طرح استاد تعلیم دیکر ایک بولتے چالتے حیوان کو انسان بنا دیتا ہے۔

سلطنتوں اور حکومتوں نے جو قوانین و اصول بنا رکھے ہیں یہ بھی ایک قسم کی تعلیم ہے عدالتیں اور کچہریاں ایک قسم کی درسگاہیں ہیں جو تعزیرات کی کتاب کی تعلیم کا عملی پہلو دنیا کے سامنے پیش کرتی ہیں اور بتاتی ہیں کہ فلاں فلاں راستے مکروہ اور قابل تعزیر ہیں اگر ان پر چلوگے تو مصیبت میں پھنسو گے مقدمے قائم ہوں گے پولیس گرفتار کرے گی بید لگیں گے جیلخانے جاؤ گے قتل کرو گے پھانسی پاؤ گے چوری کرو گے جیلخانے میں بند رہنا پڑے گا گالیاں دو گے جرمانہ ہو گا دھوکے فریب سے کام لو گے بد امنی پھیلاؤ گے تو ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پڑ جائیں گی تکلیفیں اٹھاؤ گے رسوا ہو گے اور بال بچے مصائب میں مبتلا ہوں گے یہ تعلیم واقعی مؤثر ہے اور بگل صاحب مانیں یا نہ مانیں لیکن دنیا جانتی ہے کہ رعایا پر قانون کے ڈنڈے کا خوف طاری رہتا ہے اور لوگ جرم کرتے ہوئے ڈرتے ہیں گویا انہیں بدی کو برا سمجھنے اور نیکی کو اچھی معاشرت کا ذریعہ جاننے کی گونہ تعلیم حاصل ہو گئی ہے اور ان کی تنبیہ کے لئے یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔

لیکن یہ کوئی ڈھکی چھپی ہوئی چیز نہیں ہے بلکہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ یہ تعلیم ان کے قلب کی گہرائیوں تک نہیں اترنے پاتی! وجہ یہ ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر ہوشیاری اور ہوشمندی سے جرم یا بدی کی جائے تو بچ جانے کا امکان ہے جس شخص کو جتنا زیادہ رسوخ و اثر حاصل ہے اتنا ہی وہ خود کو محفوظ سمجھتا ہے اسی کا اثر ہے کہ ایک طرف تو چھوٹے لوگ بچ جانے کی توقع و امید پر برابر جرم کرتے رہتے ہیں اور دوسری طرف بڑے بڑے اعیان سلطنت اور ارکان و عمال حکومت اپنی ظاہر و پنہاں کارفرمائیوں سلطنتوں کو لڑاتے کمزوروں کو ستاتے ہمسایوں کا ملک چھینتے اور محکوموں کو آئے دن دھوکہ دیتے رہتے ہیں۔

امریکہ اور یورپ میں موٹروں کے ذریعہ چوریاں ہوتی ہیں بدمعاش اور بدفطرت لوگ اپنے رسوخ اور جتھے اور روپیہ کی قوت کے بل پر جو چاہتے ہیں کرتے ہیں قانون کا انہیں کوئی خوف نہیں ہوتا سمجھتے ہیں اپنا اثر ڈالیں گے روپیہ پانی کی طرح بہائیں گے لائق بیرسٹر کھڑے کر دیں گے اور بچ جائیں گے جدید ترین آلات سے نقب زنی کی جاتی ہے وطنیت اور قومیت کے نام پر ڈاکے ڈالے اور قتل کئے جاتے ہیں جعل بنائے جاتے ہیں اور دھوکہ اور فریب کے لئے ترقی یافتہ ذرائع اختیار کئے جاتے ہیں اس لئے اور محض اس لئے کہ انہیں یہ توقع ہے کہ ہمارے خفیہ و پنہاں جرائم کا دیکھنے والا تو اس وقت کوئی موجود ہے نہیں جتنی عقل و فرزانگی سے کام لیں گے اتنی ہی بچنے کی توقع ہے۔

اس بچنے کی توقع نے دنیا کو کھو رکھا ہے اور بدی کی طاقتیں برابر نشو و نما حاصل کرتی رہتی ہیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ انسان کی بنائی ہوئی کتاب تعزیرات انسانی احکام اور انسانی دماغ کے مرتب کردہ نتائج انسانی رہبری کے لئے بالکل کافی نہیں ان سے قلوب میں پورا خوف پیدا نہیں ہوتا اور بازپرس سے بچ جانے کی امید انہیں برائی سے قطعی طور پر روکنے میں ناکام رہی ہے اس لئے تمدن و تہذیب کا اولین و اساسی مقصد کہ انسان مل جل کر رہیں امن و سکون سے رہیں صاحب اقتدار کمزور کو نہ ستائے اور کوئی کسی کی ترقی کی راہ میں حائل ہو کر انسانی بستیوں میں فتنہ و فساد کے شعلے بھڑکانے کا باعث نہ بنے ہرگز پورا نہیں ہوتا خدائے برتر و توانا اپنے بندوں کی اس ذہنیت سے واقف تھا اس لئے اس نے وقتاً فوقتاً ان کی اصلاح کے لئے قانون بنائے اور اپنی الہامی کتابوں میں ان کے لئے بہترین راہ عمل تجویز کی ہمارے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر جو کتاب اتاری گئی اور اگر ادیان مذہب کی طرح آج جو تفصیلی اور جس قانون کا حامل بنا کر بھیجا گیا وہ قانون اور وہ تعلیم بالکل

مکمل تبھی ایزد تبارک و تعالیٰ نے دیکھ لیا تھا کہ اب فطرت انسانی اس قدر ترقی پذیر اور تربیت یافتہ ہو چکی ہے کہ یہ آسانی سے بحیثیت مجموعی ایک تعلیم کو اپنے جذب و دماغ بنا کر راہ فوز و نجات اختیار کر سکتی ہے اس لئے قرآن کریم کو آخری اور مکمل الہامی کتاب بتایا گیا ہے اور حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو آخری بانی مصلح و پیغمبر بنا کر دنیا پر واضح کر دیا کہ ان کے ذریعہ جو تعلیم اسے دی جا رہی ہے وہ فطرت انسانی کے عین مقتضیات کے مطابق ہے۔

تمام مذاہب نے نیکی ہی کی تعلیم دی ہے سب نے انسانی اصلاح کو پیش نظر رکھا ہے اسلام میں صرف اتنی بیشی ہے کہ یہ ایک مکمل مذہب ہے اور انسان کے ذہنی ارتقاء کے پیش نظر اسمیں قطعی اصول امن و تمدن پیش کر دیئے گئے ہیں سلطنت اور سوسائٹی کی تعلیم اور دباؤ کے مقابلہ میں مذہبی تعلیم کو یہ امتیاز اور درجہ حاصل ہے کہ وہ ظاہر پر اثر ڈالتی ہے اور یہ باطن تک اتر جاتی ہے اول الذکر میں یہ سمجھ کر "تنہائیوں" کی نگراں کار کوئی نگاہ موجود نہیں اور بچ جانے کی امید ہے انسان جرم کر بیٹھتا ہے لیکن موخر الذکر تعلیم کی یہ خصوصیت ہے کہ انسان سمجھ لیتا ہے کہ جرم علانیہ کیا جائے یا خفیہ سنسان جنگلوں میں وقوع پذیر ہو یا خیال و گمان کو بھی گزر نہ دینے والی خلوتوں میں ایک حاضر و ناظر ہستی اس کے ہر مستحسن و غیر مستحسن فعل پر نظر رکھنے کے لئے موجود ہے اس سے ہر ظاہر و پنہاں معصیت و جرم پر باز پرس ہوگی اور اس سے بچ کر نکلنے اور پاداش عمل سے محفوظ رہنے کی کوئی صورت نہیں۔

فرض کیجئے کہ دو ملک ہیں مثلاً ایک فرانس اور دوسرا ترکی دونوں کے باشندے ترقی کی انتہائی بلندیوں پر فائز ہیں مادی ترقی میں ساری دنیا سے آگے بڑھے ہوئے ہیں ان کی تمدنی ترقیاں محسود عالم بنی ہوئی ہیں اور انھیں ہر قسم کے مدنی عیش حاصل ہیں ایک پر سلطنت کے قوانین نافذ ہیں۔ اور دوسرے پر مذہب کے آئین برسر عمل ہیں فرانس کا خیال ہے کہ مذہب کوئی چیز نہیں اور خدا کی ہستی واہمہ خلاق کی ایک اعجوبہ کار کارفرمائی سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی بخلاف ازیں ترکی مذہب کو اہمیت دیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ خدائے قدوس اپنی تمام عظمتوں اور کبریائیوں کے ساتھ حی و قائم موجود ہے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ فرانس میں جب چھپ کر لازمی باز پرس نہ ہونے کے خیال کے پیش نظر برابر جرائم ہوتے رہیں گے اور نئی چوریوں اور ڈکیتیوں کے خیال میں مشغول رہیں گے اور اعمال سیاسی کارفرمائیوں اور دیگر ممالک سے الجھکر اپنا اقتدار بڑھانے کی تدبیریں کیا کریں گے اگر یہ جراثیم جلد اس کی جڑ کو کھوکھلا بھی نہ کر دیں تو یہ تو ضرور ہوگا کہ فرانس میں حقیقی امن اور چین کبھی نہ ہوگا ایک طرف رعایا پریشان رہے گی دوسری طرف اعیان حکومت پر سراسیمگی اور ایک خلجان مسلط ہوگا۔

لیکن ترکی میں محض خدائے قدوس کی ہستی کو ماننے والے اور اس کی حاضر و ناظر خصوصیت سمجھ لینے کی وجہ سے علانیہ و خفیہ دونوں قسم کے جرائم کا استیصال ہو جائے گا اس کے اعمال اگر کسی سے جنگ پر بھی مجبور ہوں گے تو حق کی بنا پر اور اس طرح دوسروں کے دل میں یہ کانٹا تو باقی نہ رہے گا کہ ہمارے ساتھ فریب یا زیادتی کی گئی بلکہ وہ اپنا قصور خیال کر کے خاموش ہو جائیں گے ہر طرح امن و امان قائم رہے گا اخلاقی قوت مضبوط سے مضبوط تر ہوتی جائے گی اور اس کا ترکی کی عظمت سربلندی خوشحالی اور ہیبت میں اضافہ ہوگا اس سے آپ خود سمجھ لیں کہ تہذیب و مدنیت کے لئے مذاہب کی تعلیم زیادہ موثر و مفید ہے یا محض سلطنت اور سوسائٹی کی ترقی ہرگز اس کا نام نہیں کہ انسان مادی طور پر بلند ہو جائے اور دنیاوی نعائم و لذائذ سے بہرہ مند ہو نہ یہ ترقی ہے اور نہ تمدن! تمدن و تہذیب کا حقیقی معیار ہے کہ انسان کے اخلاق اچھے اور اعلیٰ ہوں اور وہ باہم لڑ جھگڑ کر اپنی زندگی اور زندگی کے عیش کو برباد نہ کر لے۔

سلطنت کے قانون کا مقصد جرائم کو روکنے اور ایسے اصول ہی قائم کر دینا ہے کہ کوئی کسی کی آزادی میں مخل نہ ہو ایک دوسرے کے لئے وجہ مصیبت و تکلیف نہ بنے اور اپنی حیوانہ عادتیں چھوڑ کر تہذیب و سکون سے رہنا سیکھے لیکن جب تک اس کی تنہائیوں اور خلوتوں پر روک نہ ہو اس وقت تک اس مقصد کا حصول غیر ممکن ہے اور اطمینان و امن کی زندگی بسر نہیں کی جا سکتی یہاں تمدن، تہذیب اور سلطنت سب کے اصول بیکار اور غیر موثر ہیں یہاں صرف مذہب کارفرمائی کرتا ہے اور خدا ہی کا خوف اسے ظاہر و پنہاں معاصی سے روک سکتا ہے امن و اطمینان کی زندگی سارے قوانین تمام اصول اور جملہ مدنی مساعی کا نچوڑ ہے اور اس کا امکان خدا پرستی کے سوا اور کسی چیز میں نہیں اور ہرگز نہیں۔

جو مقنن اور فلاسفر تمدن و آئین کے میدان میں اترے ہم یہ تو ضرور کہیں گے کہ ان کی محنتوں اور کاوشوں میں بڑا حصہ انہی اصول کا ہے جو امن عالم کے لئے اب تک مذاہب پیش کرتے چلے آتے ہیں ان کی تنقیص مقصود نہیں واقعی انہوں نے بڑی خدمت کی لیکن وہ قانون ہی بنا سکتے تھے ان کے نافذ کرنے والے ظاہری جرائم پر نافذ کر سکتے تھے مگر یہ تو ان کے بس کی بات نہیں کہ وہ دلوں کو بدل دیں اور خلوتوں کے جرائم کو روک سکیں جو خدا کی ہستی کو ایک وہم سمجھتے ہوں انھیں تنہائیوں میں جرم سے کونسی قوت اور کس کا خوف روک سکتا ہے جب اندر ہی اندر اور در پردہ ظلم اور گناہ ہوتے رہیں سطح پر سکون ہو لیکن تہ میں طوفان متلاطم ہوں تو حقیقی امن کے قیام کی صورت کونسی سمجھ میں آسکتی ہے لامحالہ یہ تسلیم ہی کرنا پڑے گا کہ خدائے برتر و توانا کی ہستی کوئی چیز ہے جو ہمارے ہر ظاہر و پنہاں خیال پر نگاہ رکھتی ہے جب تک خدا کی ہستی تسلیم نہ ہو اس وقت تک دنیا ہرگز امن و اطمینان کی زندگی سے روشناس نہیں کی جا سکتی۔

خدائے قدوس کی ہستی سے انکار تو خود انسانی عقل کی بھی تنقیص کے مترادف ہے جب ہم دنیا کی تمام چیزوں کو خود بناتے ہیں اور ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ کوئی ایک چیز بھی کسی کارخانے کسی دکان اور کسی فیکٹری میں آپ سے آپ نہیں پیدا ہو سکتی جسے ہم بناتے ہیں وہ مبنی ہے تو لازماً تسلیم کرنا پڑے گا کہ ہمارا پیدا کرنے اور بنانے والا بھی کوئی ہے یہ کہدینا کہ یہ دنیا آپ سے آپ پیدا ہو گئی اور تدریجی طور پر ترقی کرتے کرتے کائنات عالم نے وہ صورت اختیار کر لی جو آج ہم دیکھ رہے ہیں ایک بالکل لایعنی بات ہے اس لئے کہ مادہ میں کوئی حس موجود نہیں اور اگر ہے تو آج کوئی اور دنیا اور پہاڑ اور دریا کیوں نہیں پیدا کر دیتا اچھا یہ بھی ہوں لیکن اس میں باقاعدگی

کس طرح پیدا ہوئی کہ آفتاب و ماہتاب ہمیشہ ایک ہی مقررہ اصول پر ایک ہی سمت سے طلوع ہوتے ہیں، پیپل سے پیپل ہی اگتا ہے موسم اور وقت ہی پر بارش ہوتی ہے اور لاکھوں سال کے فرق و بعد کے بھی ہم اسی آفتاب گیتی افروز کو ایک ہی نہج پر طلوع و غروب ہوتے دیکھ رہے ہیں آخر "متمدن عربیہ و مذہب" کا اثر اس کے طلوع و غروب پر کیوں نہیں پڑا۔

ہم آج ایک خوشنما اور تخیل بند تصویر بناتے ہیں اور جانتے ہیں کہ اسے ہم ہی نے بنایا ہے کل یہ تصویر منہ سے بول کر بھی کہدے اور لاکھ سر پٹکے کہ میرا بنانے والا کوئی نہیں لیکن اسے کوئی بھی تسلیم نہیں کرے گا آج ہی ہم آپ کے سامنے صرف ایک گلدستہ بنا کر بیجائیں اور آپ سے کہیں کہ یہ گلدستہ خود بخود بن گیا ہے ہم آپ کے سامنے خواہ کتنی ہی قسمیں کھائیں یقین دلائیں لیکن آپ کو کبھی یقین نہ آئیگا کہ یہ گلدستہ خود بخود بن گیا ہے لیکن دنیا کے متعلق دہریہ ہونے کی صورت میں آپ دھڑلے کے ساتھ کہیں گے کہ یہ آپ ہی آپ بن گئی ہے یہ کتنی حماقت ہے کہ ایک گلدستہ تو آپ ہی آپ بن نہیں سکتا لیکن اتنی بڑی دنیا آپ ہی آپ بننے پر برابر زور دیا جاتا ہے خدائے قدوس کو تو نہ ہماری عبادت کی ضرورت ہے اور نہ ہمارے کفر کی پروا اگر اس نے ہمیں کچھ ہدایات کی ہیں تو وہ لازماً ہمارے ہی لئے مفید ہو سکتی ہیں مانیں گے فائدہ اٹھائیں گے نہ مانیں گے نقصان میں رہیں گے۔

رہی یہ بات کس مذہب کو صحیح سمجھا جائے اور کسے غلط تو اس کا سوال ہی فضول ہے تمام مذاہب ایک ہی قسم کی تعلیم لیکر آئے البتہ انسانی عقل کے تدریجی ارتقا کے ساتھ اس میں جزوی ترامیم ضرور ہوتی گئیں اگر ان میں انسانی تصرفات کو دخل نہ ہوتا تو آج آپ کو کوئی اصولی فرق نظر نہ آتا اسلام رشد و ہدایت کے اس سلسلہ کی آخری کڑی ہے اور اس میں بھی وہی تعلیم ہے جو انجیل زبور اور توریت کے صحیح نسخوں میں دی گئی تھی یہ ضرور ہے کہ یہاں یہ سلسلہ مکمل ہوکر ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا گیا ہے اس لئے کہ خدا کے نزدیک اب انسانی عقل کافی ترقی کر چکی تھی اور تمام دنیا کے ایک سلسلہ میں منسلک ہونے کا وقت آگیا تھا اس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ آخری اور مکمل مذہب ہونے کے باعث اسلام کی تعلیم بالکل مکمل اور ہر حیثیت سے جامع و مانع ہے اور اس میں خدا نے اپنے بندوں کے لئے معاشرت و مدنیت کے جو اصول مقرر کئے ہیں وہی سب سے بہتر ہیں اور ہونے چاہئیں اور اسی پر سب کو عمل پیرا ہوکر امن و سکون کی زندگی بسر کرنا چاہیئے۔

مذہب کا مقصد محض خدا کی عبادت اور مقصود جماعتی اعتقادات کی تلقین ہرگز نہیں لوگوں نے یہی سمجھکر مذہب کو سیاست سے علیحدہ رکھنے کی تجاویز پورے طمطراق کے ساتھ پیش کرنی شروع کر دیں اگر ان بزرگوں نے مذہب کا مطالعہ بنظر غائر کیا ہوتا تو وہ ضرور سمجھ لیتے کہ مذاہب ہمیں اچھا انسان اچھا باپ اچھا بھائی اچھا ہمسایہ اور اچھا دوست اور اچھا شہری بنانے تمدن و تہذیب کے بہترین اصول سکھانے اور ترقیات دنیا کی طرف متوجہ کرنے ہی کے لئے پیدا کئے گئے اسلام کی تمام تعلیم اس وقت اپنی صورت میں موجود ہے اسے دیکھ لیا جائے کہ اس میں تمدنی اور معاشرتی اصول پر عبادات و عقائد سے کم زور نہیں دیا گیا پھر عقائد و عبادات کا اثر بھی تمدنی اصول ہی پر منعکس ہوتا ہے اسلئے کہ جتنا کوئی عبادت میں پختہ ہوگا اتنے ہی اس کے خیالات پاکیزہ ہوں گے خدا سے ڈرتا ہوگا اور اس کے احکام کی پابندی کرے گا اگر مذہب سے محض عبادت اور خدا کی پرستش سے مقصود ہوتی تو خدائے قدوس لاکھوں فرشتوں کو متعین کر سکتا تھا اسلام میں رہبانیت و ترک دنیا حرام قطعی ہے ایک بزرگ نے سنا کہ بادشاہ وقت دن کو روزے رکھتا اور رات بھر نماز میں مصروف رہتا ہے تو آپ نے فوراً کہا کہ گمراہی میں پڑ گیا اور دوسروں کے کام اپنے ذمہ لے لئے یہ کام ہم جیسوں کا ہے اس کی عبادت یہی تھی کہ رعایا پر اچھی اور عادلانہ حکومت کرتا کسی پر ظلم نہ ہونے دیتا اور نہ کسی کو بھوکا سونے دیتا کہ اسی میں اس کی فلاح و نجات کا راز مضمر تھا خدا نے ہرگز یہ حکم نہیں دیا اور نہ یہ مذہب کا حکم ہے کہ ہر وقت عبادت کرتے رہو البتہ یہ ضرور چاہا ہے کہ ہر کام میں اسکی مرضی کا خیال رکھا جائے اور ظاہر ہے کہ اس کی مرضی اسی کام میں ہے جس میں انسانی بہتری و بہبود مضمر ہو بہرکیف خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ اچھا شہری ہی اچھا دیندار ہو سکتا ہے ہم اس رسالہ میں بتائیں گے کہ اسلام نے اچھا شہری بننے اور اچھی معاشرت کے لئے کیا حکم دیئے ہیں اور مسلمان ان پر عمل کر کے دین و دنیا کی فلاح کس طرح حاصل کر سکتے ہیں۔

اعزہ واقارب کے ساتھ سلوک

آج مغرب تمدنی ترقیوں کی بلند ترین چوٹی پر متمکن ہونے کا مدعی ہے اور اسے اپنے منزلی اور معاشرتی اصول و آئین پر ناز ہے لیکن اس کے کسی حصہ اور کسی گوشہ میں خواہ وہ جمہوریت کا فرشتہ اپنے مبارک پر پھیلائے کھڑا ہو یا مساوات و اخوت کی حکمرانی ہو آپ کو کوئی ایسا قانون اور ایسی ہدایت نہ ملیگی جسکی رو سے وہ اپنے فرزندوں اور سپوتوں کو اپنے اعزا و اقارب یا ماں باپ کی خدمت پر مجبور کر سکے یا ان کی کمائی میں کسی کا کوئی حق رکھا گیا ہو یورپ کو نسل بڑھانے اور اچھے اور قوی جوان پیدا کرنے کی ضرورت ہے وہ بھی محض اس لئے کہ اس کی قوت کی دھاک ساری دنیا پر بیٹھی رہے اس لئے اس نے ماں باپ پر تو اولاد کی نگہداشت اور اس کی امداد کی کسی نہ کسی حد تک پابندی عائد کر دی ہے اور کمزور اور نحیف و نزار بچوں والے باپوں پر اکثر مقدمے چلا دیئے جاتے ہیں لیکن اولاد پر کوئی پابندی نہیں اور عزیز اقارب تو پھر دور رہیں مرتے ہیں تو مر جائیں لیکن ماں باپ کے متعلق یہ آزادی ہے کہ بیٹا لکھ پتی ہو اور باپ فاقہ کر رہا ہو تو اسے اس کی امداد پر مجبور نہ کیا جائے گا۔

ہندویت، یہودیت اور چین و جاپان کے بدھوں میں بھی آپ کو صرف کہیں کہیں ماں باپ کی عزت کرنے کے تو کچھ احکام ملیں گے لیکن ان کی امداد کے حکم نہیں نظر آئینگے لیکن اسلام ایک بیکس نواز اور تمدن پرور مذہب ہے اور ہر انسان کی خدمات اور اس کے حقوق کا علی قدر مراتب لحاظ رکھتا ہے اس لئے اس نے اسے ہرگز گوارا نہیں رکھا کہ اولاد زر و جواہر سے کھیلتی رہے اور ماں باپ فاقوں سے ایڑیاں رگڑ رہے ہوں قرآن کریم میں تاکیدی حکم ہے ووصینا الانسان بوالدیه حملته امه وهنا علی وهن وفصاله فی عامین ان اشکرلی ولوالدیک یعنی ہم نے انسان کو ہر حال میں اس

باپ کا ادب ملحوظ رکھنے کی تاکید کی ہے اس لئے کہ اس کی ماں نے اسے تکلیف پر تکلیف اٹھا کر اپنے شکم میں رکھا اور دو برس تک اپنا دودھ پلایا ہم نے اسے حکم دیا ہے کہ وہ ہمارا بھی شکر ادا کرے اور اپنے والدین کا بھی۔

دوسری جگہ ارشاد ہے وقضی ربك الا تعبدوا الا ایاه وبالوالدین احسانا اما یبلغن عندك الكبر احدهما او كلاهما فلا تقل لهما اف ولا تنهرهما وقل لهما قولا كریما واخفض لهما جناح الذل من الرحمة وقل رب ارحمهما كما ربیانی صغیرا یعنی تیرے رب نے قطعی حکم دیا ہے کہ لوگ خدا کے سوا کسی کی پرستش نہ کریں والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں اور ماں باپ کے سامنے دونوں زندہ ہوں یا ایک اور وہ بوڑھے ہو جائیں تو ان کے آگے اُف بھی نہ کریں اور نہ انھیں جھڑکیں ان سے ادب کے ساتھ گفتگو کریں محبت کریں عاجزانہ صورت میں ان کے سامنے آئیں اور ان کے حق میں ہمیشہ یہ دعا کرتے رہیں کہ خداوندا جس طرح انہوں نے مجھے پال پوس کر بڑا کیا اسی طرح تو بھی ان پر رحم کرتا رہ"

ان آیتوں کو غور سے پڑھئیے خدائے قدوس نے اپنے بعد ساتھ ساتھ اگر کسی کا شکر ادا کرنے کا حکم دیا ہے تو وہ ماں باپ ہیں ماں باپ بوڑھے ہو جاتے ہیں تو اولاد ان کی بات کو وقعت نہیں دیا کرتی اور کہہ دیا کرتی ہے کہ یہ سٹھیا گئے ہیں اسی فطرت انسانی کے پیش نظر حکم دیا گیا ہے کہ یہ بوڑھے ہو جائیں تو ان کے سامنے اُف بھی نہ کرو بالکل جھڑکو ان سے پورے ادب و احترام اور محبت کے ساتھ پیش رہو۔ سامنے جاؤ تو اکڑاتے ہوئے نہیں بلکہ عاجزانہ اور خاکسارانہ صورت میں جاؤ اور ان کے لئے دعا کرتے رہو۔ پھر کون ایسی اولاد ہے جو ان احکام کی موجودگی میں اپنے باپ کی عزت و تکریم نہیں بلکہ عظمت میں فرق لا کر اپنی آخرت خراب کرے گی جہاں اُف بھی نہ کرنے کا حکم ہو وہاں انکا کی تو حقیقت ہی کیا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں رضی الرب رضی الوالد و سخط الرب فی سخط الوالد ترمذی یعنی باپ کی رضامندی ہی میں خدا کی رضی اور باپ کی ناخوشی ہی میں خدا کی ناخوشی ہے۔

مسلم کی ایک حدیث میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس شخص کے چہرے پر خاک پڑے جس کے والدین بوڑھے ہوں اور وہ ان کی خدمت کر کے خود کو جنت کا حقدار نہ بنائے۔ بخاری کی ایک حدیث میں لکھا ہے کہ ایک صحابی کے جواب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کو وقت پر نماز پڑھنا سب سے زیادہ پسند ہے اس کے بعد ماں باپ سے اچھا سلوک پسند ہے اور اس کے بعد خدا کی راہ میں جہاد ان احادیث میں والدین کی خدمت پر کتنا زور نظر آتا ہے انتہا یہ ہے کہ باپ کی خوشی و ناخوشی کا راز مضمر بتایا گیا ہے اس سے بھی آگے بڑھئیے حدیث شریف میں موجود ہے کہ والدین کا نافرمان کبھی جنت میں نہ جائے گا، دنیا میں سرسبز نہ رہے گا نیز یہ اگر باپ یا ماں اپنے بیٹے کو بیوی کے طلاق دینے کے لئے کہیں تو اسے فوراً اس کی تعمیل کرنی چاہئیے کیا اس سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ ماں باپ سے بے پروائی تو ایک طرف ان کی رضاجوئی اور انتہائی دلدہی میں اسکی دنیوی اور دینی فلاح و بہبود کا راز مضمر ہے۔ کوئی مذہب دعوی نہیں کر سکتا کہ اس نے اس سے زیادہ ماں باپ کی بزرگی و احترام کی ہدایت کی ہو۔

کہہ دیا جاتا ہے ماں باپ کا احسان ہی کیا ہے انہوں نے فطری محبت سے مجبور ہو کر ہمیں پالا یہ درست سہی لیکن آپ کھانے کمانے کے لائق تو انہی کی وجہ سے بنے انہی کی توجہ نے آپ کو قابل اور انسان بنایا جو بزرگ سالہا سال تک آپ کی پرورش اور تعلیم و تربیت کا اہتمام کرتے رہے ہوں اور اس سلسلہ میں انہوں نے انتہائی پریشانیاں اور تکلیفیں اٹھائی ہوں کیا ان کی خدمت گذاشت مذہبی نہ سہی ایک بہترین اور انسانی فرض نہیں یہ کتنا ظالمانہ تغافل ہے کہ بچوں کی حفاظت و احتیاط کو تو ضروری سمجھا جائے اور بوڑھوں اور ضعیفوں کو مرنے کے لئے چھوڑ دیا جائے اس سے سرد مہری مترشح نہیں ہوتی بلکہ انسانی قلوب میں قساوت کے جذبات ہی پرورش پاتے ہیں جو امن عالم کے لئے مضر اور باعث ہلاکت ہیں اگر ہر شخص یہ خیال کر لے کہ بڑھاپے میں مجھے اولاد کی طرف سے معمولی توجہ کی بھی توقع نہیں تو یہ نسل نہ سہی آئندہ نسل میں اولاد کی طرف سے ہی قساوت کے جذبات کا اظہار ہونے لگیگا اور اس سے تمدن کو شدید صدمہ پہنچے گا۔ اسلام میں اخلاق کی صحت کا خیال ہر موقعہ پر ملحوظ رکھا گیا ہے یہاں طاقت پرستی اور کمزور سوزی کا تباہ کن اور شرمناک اصول موجود نہیں یہی مساوات ہے اور جوان اور بوڑھے کسی طرف سے کوئی غفلت روا نہیں رکھی گئی اسلام نے تو اولاد کے مال و ملکیت میں ماں باپ کے جداگانہ حصے بھی قائم کر دیئے ہیں اور ان کی عزت و تکریم کے متعلق اتنی تاکید کی ہے جتنی اور کسی مسئلے کے متعلق موجود نہیں اور ہونی بھی چاہئیے کہ وہ ماں باپ ہیں جن سے بہتر دنیا میں کوئی نعمت انسان کے لئے پیدا نہیں کی گئی پھر انکی خدمت کی منزل ختم ہو جائے یہ اور بات ہے لیکن ان کی محبتیں تو اسی طرح قائم رہتی ہیں وہ ان کے لئے اور کچھ نہیں کر سکتے تو دعائیں تو دیتے ہیں اور یہی دعائیں ان کی سرسبزی و خوشحالی کا باعث بنی رہتی ہیں۔

اسلام نے بچوں اور اولاد کی نگہداشت تربیت تعلیم اور ایک حد تک رضاجوئی کا بھی حکم دیا ہے اور اس کے متعلق بھی تصریحات موجود ہیں کوئی یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ اسلام میں نا انصافی کی روح موجود ہے اگر اولاد کی تعلیم و تربیت کی طرف سے غفلت برتنے والا باپ گناہگار ہے تو لازمی تھا کہ ماں باپ سے غفلت برتنے والی اولاد سے بھی بازپرس کی جاتی اور اس پر بھی کچھ فرائض عاید ہوتے یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ یہ بوڑھے تو اپنا زمانہ ختم کر چکے مگر ان جوانوں کی دنیا کی آبادی و رونق عبادت ہے لیکن دنیا میں اخلاق بھی کوئی چیز ہے اگر محض مادی نقطہ نظر سے ہی ہر چیز پر نظر ڈالی جانے لگے تو یہ بھری دنیا چار دن میں بے روح ہو کر رہ جائے اس میں ساری روشنی ہی اخلاق کے قمقموں کی ہے انھیں گل کر دیا جائے تو پھر ہر طرف تاریکی ہی پھیل جائے اور سارا انتظام لمحوں میں درہم برہم ہو کر رہ جائے۔

حمیدیہ پریس دہلی سے آپ کو ہر قسم کے قرآن شریف جلی و خفی نیز حمائلیں معریٰ و مترجم نہایت نفیس اور صحیح چھپے ہوئے اور ہندوستان بھر سے ارزاں قیمت پر مل سکتے ہیں اور نیز ہر قسم کی کتابیں بھی ملتی ہیں معاملہ نہایت ایمانداری اور سچائی سے ہوتا ہے منیجر حمیدیہ پریس دہلی

طالب و مطلوب کے راز و نیاز

واقعہ معراج نبوی

(نوشتہ مولانا سید نذیر الحق صاحب از لائل پور)

نبوت کا بارہواں سال افق عالم پر ضیا ریز ہے۔ رجب کی ستائیسویں رات وہ رات ہے جس کی نورانیت نواز ظلمت پر آفتاب و ماہتاب کی روشنی قربان ہو رہی ہے جاری ہے شب کا نصف سے زیادہ حصہ گذر چکا ہے اور وہ مبارک وقت ہے جبکہ حضرت باری تعالیٰ کی ستار العیوبی و کرم نمائی اپنی پوری شان رحیمی و کریمی کے ساتھ آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتی ہے اور سیاہ کاران معصیت شعاروں کو اپنے دامن رحمت میں ڈھانپ لینے کے لئے بیقرار ہوتی ہے مگر عیش و عشرت کا بندہ آدم کا بدبخت فرزند دن کی نورانی رونقوں اور رفاہ عمری گرانمایہ فرصتوں کے لیے سے احمری سرخیوں کی تلاطم خیزیوں جنون انگیز کیفیتوں بداعمالیوں اور سیاہ کاریوں میں گذار کر ناعاقبت اندیشی کی چادر تانے محو خواب ہوتا ہے دلکشا و فرحت افزا رات کی تاریکی تمام عالم پر چھائی ہوئی ہے۔ ستارے فلک اپنی سیاہ منک سے تمام عالم کو تیرہ و تار بنائے ہوئے آب پاشی کر رہا ہے لاتعداد چراغ اور قندیلیں ہر ساحین سے پر اسرار روشنیاں منتشر ہو رہی ہیں ملا اعلیٰ کی نورانی فضاؤں میں ناقابل اظہار مسرتیں اور بیتاب تمنائیں رقص کناں ہیں اور حسن کائنات رد ائے عریاں میں مستور آسمان کے لطیف نقاب سے دنیا کی طرف دیکھ رہا ہے غرض

تابندہ جو رخ ہے فلک نیلوفری کا عالم پہ گھٹا ٹوپ ہے نور سحری کا

جلوہ جو کسی عالم باطن کا عیاں ہے ظل جلوے سے ہیں کش دلخواہ سماں ہے

ایسے مسرت انگیز اور فرحت بخش وقت میں دو عالم کے تاجدار اور مکہ کے سادات ضیع طاہر حسب معمول تہجد کی نماز پڑھکر سو گئے ہیں مگر آپ کی مشتاق دید نگاہیں تنام عینائی ولاینام قلبی کی شان بالی لئے تنفنے جلوہ گر ہیں بارگاہ قدس سے روح الامین کو حکم ملتا ہے کہ ارض حرم میں جاؤ اور ہمارے پیارے محبوب کو مژدۂ وصل سناؤ یہ حکم ملتے ہی حضرت جبرئیل امین ام ہانی کے گھر جہاں آپ استراحت فرما تھے آئے اور آتے ہی اپنی آنکھوں کو حضور اقدس کے تلووں سے ملنے لگے آپ بیدار ہو کر دیکھتے ہیں کہ جبرئیل محو عقیدت و نیاز ہیں فرماتے ہیں اے جبرئیل تم اس وقت کہاں کیسے آئے کیا پیام لائے حضرت جبرئیل مولائے کائنات کے ارشاد گرامی کے جواب میں کہتے ہیں یا رحمۃ للعالمین ان اللہ تبارک وتعالیٰ یقرئک السلام اے رحمت عالم اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے و یقول من رئی فانی مشتاق الیک اور فرماتا ہے کہ تمہاری ملاقات کا مشتاق ہوں۔

کملی والے آقا یہ روح افزا پیام سنکر نہایت مسرور ہوئے دلی مراد بر آئی اور شان یکتائی رستہ قبال کو آئی آپ نے فرط خوشی اٹھکر وضو کیا اور شکر کے نوافل پڑھے جب آپ نوافل سے فارغ ہو چکے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کے سینہ بے کینہ کو اسفل بطن تک چاک کیا اور آپ کا قلب مبارک نکال لیا ایک سونے کے طشت میں آب زمزم سے دھویا اور پھر اس کو ایمان و حکمت سے پر کر کے اس کی اصلی جگہ رکھکر درست کر دیا جب آپ اس شان کے ساتھ تیار ہو گئے تو جبرئیل امین نے مبارکباد دی اور کہا حضور آج کی رات وہ مبارک و مسعود رات ہے کہ خود رب العزت نے آپکو طلب فرمایا ہے اور ملکوت السموات والارض کو حکم فرمایا ہے کہ وہ حضور پر نور کے استقبال اور خیر مقدم کی تیاری کریں آج آپ کی خاطر جنت کو آراستہ و پیراستہ کیا گیا ہے آسمانوں کو پوری آرائش و تزئین کے ساتھ زینت دیگئی ہے اور آج عالم بالا سراپا چشم انتظار بنا ہوا ہے آپ کو یہ عزو احترام شرف باریابی اور انتہائی قربت و سعادت مبارک ہو جس کی تمنا میں بڑے بڑے جلیل القدر انبیائے تمنا ئیں کیں دعائیں مانگیں اور الحاح و زاریاں کیں مگر کسی کو یہ شرف حضوری حاصل نہیں ہوا۔

جب حضور اکرم نے یہ انعام و اکرام اور جاہ و جلال ملاحظ فرمایا تو آپ کو وہ امت یاد آگئی جس کا غم آپ تمام عمر کھاتے رہے اور جو آئندہ چل کر آپ کے احسانات تو کیا تعلیمات کو بھلا دینے والی تھی فرماتے ہیں کہ اے جبرئیل یہ تو سب کچھ میرے لئے ہے مگر میری امت کے لئے کیا ہے حضرت جبرئیل یہ سنکر خاموش ہو گئے تاپیں بارگاہ قدس میں پہنچے اور محبوب رب العالمین کا سوال سنایا علام الغیب کی رحمت جوش میں آئی ارشاد فرمایا کہ جاؤ اور میرے محبوب سے کہدو کہ ولسوف یعطیک ربک فترضی اے محبوب تمہارا پروردگار تم کو اتنا کچھ دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

جب امت عاصی کے حق میں بھی یہ مژدۂ جانفزا سن لیا تو آپ براق صبا رفتار پر سوار ہوئے حضرت جبرئیل نے رکاب تھامی اور حضرت میکائیل نے لگام پکڑی اور اس اعزاز و احترام کے ساتھ روانہ ہوئے براق پر سوار ہوتے ہی چند منٹ میں آپ بیت المقدس پہنچ گئے مسجد اقصےٰ میں تمام انبیائے کرام موجود تھے انہوں نے آپ کا خیر مقدم کیا اور سب نے حضور کے اقتدا میں نماز پڑھی اس کے بعد عروج الی السما شروع ہوا۔

عروج الی السماء

جب آپ پہلے آسمان پر پہنچے تو اس کا دروازہ کھولنے کے لئے کہا گیا وہاں کے ساکنین نے پوچھا کون ہے جبرئیل نے کہا کہ میں جبرئیل پوچھا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ جبرئیل نے کہا کہ محمد صلعم انہوں نے کہا کہ کیا ان کو طلب کیا گیا ہے جبرئیل نے کہا ہاں انہوں نے کہا ان کے لئے مرحبا ہے اچھا آنا آیا پھر آسمان کا دروازہ کھولا گیا

جب آپ وہاں پہنچے تو حضرت آدم علیہ السلام کو موجود پایا جبرئیل نے حضرت آدم علیہ السلام سے تعارف کرایا کہ یہ تمہارے باپ آدم ہیں ان کو سلام کرو آپ نے انکو سلام کیا اور انہوں نے بھی ان کو جواب دیا اور کہا کہ صالح اور ابن صالح کو مرحبا اسی طرح ہر آسمان پر یہی معاملہ پیش آیا اور دوسرے آسمان پر یحییٰ و عیسیٰ علیہما السلام تیسرے پر یوسف علیہ السلام چوتھے پر ادریس علیہ السلام پانچویں پر ہارون علیہ السلام۔ چھٹے پر موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات اور اسی طرح سوال و جواب ہوئے پھر آپ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے وہاں آپ نے چار نہریں دیکھیں دو ظاہری اور دو باطنی پھر آپکے سامنے "بیت المعمور" جو فرشتوں کا کعبہ ہے لایا گیا اور حضرت جبرئیل نے تین ظرف آپ کے سامنے پیش کئے ایک دودھ کا ایک شراب کا۔ اور ایک پانی۔ آپ نے دودھ کا پیالہ لیکر نوش فرمایا حضرت جبرئیل نے فرمایا کہ آپنے دین فطرت کو اختیار فرمایا۔

لیلۃ المعراج کے انعامات

حضور اقدس فرماتے ہیں کہ جب میں سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچا تو رحمت حق نے مجھے اپنے آغوش رحمت لے لیا اور تین چیزیں عطا فرمائیں (۱) پچاس وقت کی نمازیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فرمانے پر تخفیف ہوکر صرف پانچ رہ گئیں (۲) امت کے گناہوں کی مغفرت (۳) اور دشمنان حق کی پامالی اور فدایان اسلام کی فتح و نصرت۔

لیلۃ المعراج کی صبح اور ابوجہل

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی اس کی صبح میں مکہ میں تھا مجھے اس خیال سے سخت رنج اور تردد تھا کہ اگر میں زمین و آسمان کی سیر کے حالات اور عجائبات برزخ لوگوں کو سناؤں گا تو لوگ مجھے جھٹلائینگے اور کوئی بھی ایسی عجیب و غریب اور بظاہر خلاف عقل بات کو کوئی بھی نہ مانے گا اس تردد و پریشانی میں آپ غمگین و محزون ایک گوشہ میں بیٹھے تھے کہ اتفاقاً ابوجہل بھی آگیا اور تمسخر آمیز لہجہ میں پوچھا کہئے آپ نے کوئی نئی بات بھی حاصل کی یا نہیں آپ نے فرمایا کیوں نہیں آج کی رات مجھے زمین و آسمان کی سیر کرائی گئی اور صبح مکہ میں تھی ابوجہل کو آپ کے جھٹلانے اور تمسخر اڑانے کا ایک موقع ہاتھ آیا یہ انوکھی اور اچنبھے کی بات سن کر بہاگا بھاگا گیا اور اپنی قوم کو بھی بلا لیا حضور سے کہا کہ ہاں جناب اب جو وہ اپنے سیر کے حالات سنائیے آپ نے ان کے سامنے بھی اپنی سیر کا قصہ دہرایا وہ لگے تالیاں بجانے اچھلنے کودنے اور ہنسی مخول اڑانے جو "مذبذبین بین ذالک" تھے وہ ایمان ہی سے پھر گئے حضور فرماتے ہیں کہ قریش مجھ سے سیر معراج کے متعلق سوالات کرنے اور بیت المقدس کے علامات پوچھنے لگے مجھے سخت رنج اور پریشانی کا سامنا ہوا مگر اللہ پاک کی قدرت کاملہ اور دست غیبی نے بیت المقدس کو اٹھا کر میرے سامنے کر دیا میں اس کو دیکھتا جاتا تھا اور جو بات وہ پوچھتے تھے اس کا جواب دیتا جاتا تھا۔

آپ کو معراج جسمانی ہوئی یا روحانی

قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی تصریح و توضیح کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج عالم بیداری میں اور جسم کے ساتھ ہوئی تھی نہ کہ کشفی و روحانی جیسا کہ بعض حضرات کا گمان ہے۔ اگر واقعہ معراج کو روحانی مانا جائے تو معراج کی کوئی خصوصیت اور شان قائم نہیں رہتی کیونکہ خدا تعالےٰ کے ساتھ حضور کو انتہا درجہ کی قربت و حضوری تو پہلے ہی حاصل تھی پھر روحانی معراج کے کیا معنے ہوسکتے ہیں جب تک یہ نہ مانا جائے کہ نعوذ باللہ حضور کو معراج سے پہلے بارگاہ خداوندی میں وہ تقرب حاصل نہ تھا جو معراج میں حاصل ہوا قرآن کریم کا اس واقعہ کو نہایت اہتمام و خصوصیت کے ساتھ بطور معجزہ کے بیان کرنا آپ کے سینہ کا چیرا جانا براق پر سوار ہونا مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنا آسمانوں پر سوالات و جوابات کا ہونا حضور صلعم کا جبرئیل کو اصلی شکل میں دیکھنا سدرۃ المنتہیٰ میں دودھ کا پینا پچاس نمازوں میں تخفیف کی گفتگو ہونا صبح کو حضور اقدس کا اس واقعہ کے اظہار و بیان میں تامل و تردد کرنا قریش کا تمسخر اڑانا اور انکار و تعجب کرنا اور بعض مسلمانوں کا مرتد ہوجانا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اس واقعہ کی تصدیق پر صدیق کا لقب پانا اور تمام صحابہؓ و سلف و خلف کا معراج جسمانی پر اجماع کرنا یہ سب امور جو صحیح احادیث سے ثابت ہیں قطعی طور پر ثابت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج شریف جسم و ارواح دونوں کے ساتھ تھا اور عالم بیداری میں ہوا تھا۔ واقعہ معراج میں قرآنی الفاظ کی بلا وجہ خوش موجودہ سائنس و علوم سے مرعوب ہوکر بیجا تاویل کرنا اور الفاظ کو بلا دلیل شرعی کے ظاہر سے پھیرنا ایک مومن کی شان سے بعید۔ اور اعلیٰ درجہ کی ڈھٹائی ہے اگر عقائد حقہ کی تعبیر و تفسیر میں یونہی بیجا اور دور از کار تاویلات سے کام لیا جائے تو میں سمجھتا ہوں اسلامی عقائد کا کوئی سا عقیدہ بھی قرآن و حدیث سے ثابت نہ ہوگا اور جنت و دوزخ اور عذاب قبر وغیرہ عقائد روحانیت سے متعلق ہوکر رہجائینگے۔

مذکورہ بالا واقعات و حالات اگر کشف یا خواب سے متعلق ہیں تو سمجھ میں نہیں آتا کہ حالات بیان فرما کر نعوذ باللہ خود رسول خدا تمام صحابہ اور ائمہ ظاہر بینوں کے لئے گمراہی کا سامان کر رہے ہیں کہ خواب کے حالات کو اس رنگ میں بیان کیا گیا کہ سوائے بیداری کے ان کا وقوع ممکن ہی نہیں یا جبل کے ذوق ایقان سے ناآشنا منکرین معراج جسمانی مسلمانوں کو گمراہی میں ڈال رہے ہیں یا تو منکرین معراج جسمانی سچے یا قرآن و احادیث جو ہیں یہ نہیں ہوسکتا کہ قرآن و احادیث بھی سچے ہوں اور منکرین بھی جبکہ وہ واقعات بالا انکار نہ کردیں۔

معراج شریف جسمانی پر امت کا اجماع ہے

آنحضرت سرور کائنات صلعم کا لیلۃ المعراج میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک مع جسد کے جانا سورہ بنی اسرائیل کی ابتدائی آیتوں سبحان الذی اسریٰ بعبدہ سے ثابت ہے کیونکہ عبد روح اور جسم کے مجموعہ پر بولا جاتا ہے اور مسجد اقصیٰ سے آسمانوں پر جانا گوناگوں عجائبات کا آنکھوں سے ملاحظہ فرمانا اور سدرۃ المنتہیٰ پہنچنا سورہ والنجم کی ابتدائی آیتوں سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں جو کچھ دیکھا

ظاہر آنکھ سے دیکھا پس آسمانوں پر جانا آیات بینات اور جنت کو دیکھنا نص صریح سے ثابت ہے اور احادیث بھی اس مسئلہ میں حد تواتر اور شہرت کو پہنچی ہوئی ہیں یہی وجہ ہے کہ تمام صحابہ تابعین ائمہ مجتہدین محدثین مفسرین اور صوفیائے کرام کا یہی مذہب ہے کہ معراج جسد شریف کے ساتھ ہوا تھا چنانچہ حضرت محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں۔

وکان هذا الاسراء بجسمه الشريف ولوكان الاسراء بروحه صلى الله عليه وسلم ويكون رؤيا راها يرى النائم في نومه ما انكره احد من قريش ولا نازعه فيه وانما انكروا عليه كونه اعلمهم ان الاسراء كان بجسمه الشريف في تلك المواطن التي دخلها كلها

(ترجمہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج جسم شریف کے ساتھ ہوا ہے اگر روح کے ساتھ ہوتا یا خواب اور نیند میں ہوتا تو کفار اس سے انکار نہ کرتے اور نہ جھگڑا کرتے یہ جھگڑا اس لئے کیا تھا کہ آپ نے ان کو جسمی معراج کی خبر دی تھی اور ان مقامات کی خبر دی تھی جہاں جہاں آپ تشریف لے گئے تھے۔

معراج جسمانی کا ثبوت نبوت کی فرع ہے

اگر نبوت ثابت ہے تو ایک مومن کو جسمانی معراج کے ثبوت میں بھی کلام نہیں ہو سکتا کیونکہ حضرت صدیق اکبر کا مشہور قول ہے۔ جب آسمان کی خبروں میں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتا ہوں تو آپ کے ایک رات میں عرش اعظم پر پہنچ جانے اور وہاں سے واپس آجانے کی تصدیق کیونکر نہ کروں کیونکہ امر ثانی امر اول سے زیادہ مستبعد نہیں حضرت صدیق کے بطور "عکس مستقیم" یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو شخص معراج جسمانی کا منکر ہے نعوذ باللہ آپ کی نبوت میں بھی متردد ہے پس محقق بات قرآن و احادیث کے معیار پر جنچی تلی ہوئی صداقت اور عقیدۂ حقہ یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج جسمانی اور عالم بیداری میں ہوئی تھی۔

معراج شریف پر عقلی شبہات

معراج شریف پر اگر عقلی اعتراضات و شبہات وارد کئے جاسکتے ہیں تو صرف ان ملحد دہریوں اور ان کے اتباع و اذناب کی طرف سے جو خدا تعالے کی لامحدود قدرتوں، عجوبہ طرازیوں اور کُل یوم ھو فی شان والے قادر مطلق کی طاقتوں کو اپنے عقلی دو ایک گز سے ناپ لینا اور خود خدائے قدوس کو اپنی عقل کا پابند بنا دینا چاہتے ہیں ایسے لوگوں کی ہٹ دہرمی خود اعتمادی اور انانیت کے سامنے معراج جسمی کا ثبوت تو رہا ایک طرف خود نبوت ہی محل کلام ہے مگر اسلام کو موجودہ علمی و صنعتی انکشافات سے نہ کوئی خطرہ ہے اور نہ آئندہ ہوگا اسلامی عقائد کا آفتاب پوری تابانی و درخشانی کے ساتھ قلوب مومنین میں جلوہ گر رہے گا اور الحمد للہ معراج جسمی پر عقلی دلائل بھی قائم ہیں جن سے کسی فلاسفر کو مجال انکار نہیں مگر ہٹ دہرمی کا کوئی علاج نہیں لہذا علوم جدیدہ کی موجودگی میں بھی معراج کا اعجاز حسب الی قوت کے ساتھ قائم و برقرار ہے فلسفہ اور اور اس کے اتباع کی طرف سے عموماً یہ تین اعتراض وارد ہوتے ہیں۔

(۱) کسی ثقیل جسم کا آسمان کی طرف جانا عقل کے خلاف ہے

(۲) آسمان کے اوپر جسم کا جانا ان کے پھٹنے اور ملنے کو چاہتا ہے اور آسمانوں کا پھٹنا اور ملنا محال ہے۔

(۳) زمین سے جاکر تھوڑے وقت میں ساتویں آسمان پر چلے جانا اور آجانا اتنی تیز حرکت عقل کے خلاف ہے۔

پہلے شبہ کا جواب یہ ہے کہ ثقیل جسم کا آسمان کی طرف جانا جو خلاف عقل کہا جاتا ہے یہ ایسا بدیہی البطلان اور بجز اعتراض ہے جس کی دھجیاں ایک معمولی سمجھ کا آدمی بکھیر سکتا ہے کیونکہ ہر شخص ثقیل اجسام کو آسمان پر اڑتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے یعنی ہوائی جہاز آزادی کے ساتھ ہواؤں میں پرواز کر رہے ہیں اور زمین کی کشش ان کو کھینچکر زمین کی طرف نہیں لاتی کس قدر افسوس اور حیرت کی بات ہے کہ انسان ضعیف البنیان میں تو یہ قوت و استعداد ہو کہ وہ زمین کی کشش پر قابو پاکر آسمان کی فضاؤں کو اپنی جولانگاہ بنالے مگر نعوذ باللہ خود قادر مطلق خدا میں یہ قوت نہ ہو کہ وہ اپنے ایک پیارے بندے کو زمین کی کشش پر قابو پاکر آسمانوں کی سیر کرا سکے۔

اب رہا یہ امر کہ کرۂ زمہریر اور کرۂ نار سے کیونکر گذرے سو اس کا جواب یہ ہے کہ جس خدا نے اشیاء میں خواص رکھے ہیں وہ اگر چاہے تو ان کو سلب بھی کر سکتا ہے اور پھر عقل کے پاس اس کی کونسی قطعی دلیل ہے کہ آگ جلاہی دیا کرتی ہے اور اس کی حرارت اس سے کبھی منفک نہیں ہو سکتی اور پانی کی برودت اس سے کسی حال میں بھی جدا نہیں ہو سکتی ان کے خواص کا سلب ہونا تو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں مثلاً گیس کے ہنڈے ہیں آگ کا ہونا اور پھر اس کی بتی کو نہ جلانا اور ایسی ہی بیلچہ ٹی میں علاوہ ازیں علامہ دمیری نے اپنی کتاب الحیوان میں بہت سے ایسے جانوروں اور بوٹیوں کا ذکر لکھا ہے جو آگ میں زندہ رہتی اور پرورش پاتی ہیں لہذا کرۂ زمہریر اور کرۂ نار سے کسی جسم کے صحیح سالم نہ گذرنے پر فلاسفہ کے پاس کوئی عقلی دلیل موجود نہیں محض تخمینی تیار ہیں۔

تیسرے شبہ کا جواب یہ ہے کہ یہ بات عقلی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ آفتابی شعاعیں اور کرنیں اور ضو قمری موٹے شفاف شیشہ سے دوسری طرف نکل جاتی ہیں جو ایک قسم کا وجود رکھتی ہیں اور اس تیزی سے نفوذ کرتی ہیں کہ عقل حیران رہ جاتی ہے یعنی فی گھنٹہ بہتر کروڑ میل نفوذ اور حرکت کر جاتی ہیں پس ایسے ہی اگر آنحضرت صلعم کا وہ سراپا نور جسم جو شعاع آفتابی سے ہزار گنا زیادہ حرکت و نفوذ رکھتا تھا صاف و شفاف آسمانوں سے گذر جائے تو کونسا استحالہ لازم آتا ہے اور پھر ایسی حالت میں جبکہ سیر معراج سے پہلے آپ کے سینۂ مبارک کو چیر کر بشریت کی کثافت دور کرکے اور ایک خاص قسم کی لطافت یعنی عروج کا اسٹیم بھر دیا گیا ہو اور حکمائے یونان کے نزدیک تو فلکہ محدود جہات میں خرق و التیام بھی محال نہیں۔

تیسرے شبہ کا جواب یہ ہے کہ فلسفہ جدید و قدیم نے سرعت حرکت کی کوئی تحدید و تعیین نہیں کی اور نہ آئندہ کر سکیں گے پس ایک رات میں بیت المقدس تک اور وہاں سے سبع سموات تک کا سفر طے کرنا اور صبح ہونے سے پہلے پھر آجانا محال نہیں بلکہ ممکن اور واقع ہے (اولاً) فلک اعظم اول شب آخر شب

قریب نصف دور کے حرکت کرتا ہے اور علم ہندسہ سے ثابت ہے کہ قطر کی نسبت دور کی طرف وہ ہے جو ایک کی نسبت ۳ ۱/۷ کی طرف ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نصف قطر کی نسبت نصف دور کی طرف بھی یہی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حرکت مکہ سے فلک اعظم تک بقدر نصف قطر کے ہے اور جب اس قدر زمانہ میں فلک اعظم نصف دور تک حرکت کرتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بمقدار نصف قطر کے حرکت کرنا بدرجہ اولیٰ ممکن ہے اس سے ثابت ہوا کہ ایک تہائی رات میں مکہ سے عرش اعظم تک پہنچ جانا ممکن ہے اور جب تہائی رات میں ممکن ہے تو کل رات میں بدرجہ اولیٰ ممکن ہے۔

علم ہندسہ سے ثابت ہے کہ کرۂ شمس زمین سے کچھ اوپر ایک سو ساٹھ حصے بڑا ہے پھر ہم دیکھتے ہیں کہ نہایت قلیل زمانہ میں سارا کرہ طلوع ہو جاتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ سرعت حرکت اس حد تک ممکن ہے رہا یہ کہ جس طرح جسم کثیف کا مرکز عالم سے عرش پر چڑھنا عقل کے نزدیک مستبعد معلوم ہوتا ہے اسی طرح جسم لطیف روحانی کا عرش سے مرکز عالم کی طرف اترنا بھی مستبعد معلوم ہوتا ہے پس اگر ایک رات میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج عقل کے نزدیک مستبعد ہے تو اسی طرح جبرئیل کا ایک لمحہ میں عرش سے مکہ میں اترنا بھی مستبعد ہے اور اس امتناع کے تسلیم کرنے سے تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت باطل ٹھہرتی ہے (علامہ عبدہ مصری)

مختصر یہ کہ معراج کے لئے کوئی امر بھی مانع عقلی نہیں اور بالفرض اگر ہو بھی تو خدائے قدوس کا ارادہ اور قوت تمام مانعوں پر مانع اور غالب ہے۔

مسلمانوں کی افتراق انگیز ذہنیت اور مسئلہ معراج

مسلمانوں کا وہ فروعی اختلاف جو شروع سے چلا آرہا ہے وہ ان کے علمی عروج و کمال نکتہ شناسی اور دقیقہ رسی کا بین ثبوت ہے اور ایسا اختلاف جو محض اختلاف آرا تک محدود رہے موجب رحمت جو اسلامی مرکز کو زیادہ روشن کرنے والا اور چمکانے کا ایک اعلیٰ ذریعہ ہے مگر افسوس کہ بعض ایسے مسائل کو بھی اختلاف و انشقاق کا تختہ مشق بنا لیا گیا ہے جو صدر اول سے آج تک متفق اور صاف و صریح چلے آرہے ہیں جن کی تفسیر و تعبیر میں کسی قسم کا اشتباہ اور مغالطہ ہی نہیں ہو سکتا جو اختلاف کی نوبت آئے اسی قسم کا مسئلہ معراج ہے بھلا اور عقائد میں تو اختلاف تھا ہی مگر سمجھ میں نہیں آتا کہ اس مسئلہ کو بحث و مباحثہ کا کیوں جولانگاہ بنایا گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ مسلمانوں کو اس عظیم الشان معجزہ سے جو عبرت و نصیحت حاصل کرنی چاہیے تھی اس پر نظر ہی نہیں رہی خود فکر کی تمام قوتیں اس امر کی چھان بین میں مصروف کر دی گئی ہیں کہ معراج جسمانی ہوئی یا روحانی اگر فکر و عمل کی قوتیں اس واقعہ سے عبرت و استفادہ حاصل کرنے میں صرف کی جاتیں تو ماہ رجب مسلمانوں کی دینی بے حسی اور بے علمی دور کرنے اور ان کی اصلاح و تنظیم کرنے کا ذریعہ بنجاتا اور وہ اپنے بھولے ہوئے سبق کو یاد کر لیتے مگر اس افتراق انگیز ذہنیت کا برا ہو جو مسلمانوں کے ذہن کو عبرت پذیری و نصیحت اندوزی کی طرف جانے ہی نہیں دیتی بس ضرورت ہے کہ مسلمان قصہ معراج کو محض میلاد اور وعظ ہی کی رونق اور دلچسپی نہ بنائیں بلکہ لیلۃ المعراج میں جو خدا کی طرف سے حضور اکرم صلعم کو انعامات ملے تھے ان کو سمجھیں دل و جان سے قدر کریں اور ان پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں

لیلۃ المعراج کا ایک انعام اور مسلمان

ذوق عمل باختہ اور نصیحت فراموش مسلمانو! جانتے بھی ہو کہ شب معراج میں درگاہ خداوندی سے تاجدار مدینہ کو کیا کیا انعامات ملے اور تمہیں واقعہ معراج سے کیا سبق حاصل کرنا چاہیے تو سنو اور غور سے سنو کہ شب معراج کے منجملہ دیگر انعامات کے ایک انعام اور تحفہ پنجوقتہ نماز ہے تمہارا فرض تھا کہ اس انعام کی دل و جان سے قدر کرتے اور اس کا احترام بجا لاتے اس کا احترام یہی تھا کہ پنجوقتہ نماز کی پابندی تمہیں معراج کمال پر پہنچاتی اس بہترین عبادت اور فریضہ کی بجا آوری تمہارے اندر اخلاق و روحانیت کی نظر کو خیرہ کر دینے والے وہ جلوے دکھاتی جس کی روشنی گم شدگان راہ ہدایت اور بد عملوں کی رہنمائی کرتی ہر مسلمان اس فرض اکبر کی ادائیگی میں مستعد و سرگرم نظر آتا اور قوموا للہ قانتین کا وہ دلفریب و دلکش نظارہ دنیا کے سامنے ہوتا کہ دنیا کی تمام قوتیں تمہارے سامنے سرنگوں ہوتیں ؎

اگر سر کے بل گرتے راہ خدا میں — قدم چوم لیتی ہمالہ کی چوٹی

نماز بہترین عبادت ہے

خدا تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اس کے سامنے اظہار تذلل کرنا بندۂ خاکی کا سب سے بڑا کمال اور پہلا فرض ہے اسلام نے جو عبادت کا طریقہ بتلایا ہے وہ جامع جمیع کمالات صوری و معنوی اور عقل و فطرت انسانی کے مطابق ہے اظہار تذلل اور عبادت کی صرف چار ہی صورتیں ہو سکتی ہیں (۱) ہاتھ باندھکر کھڑے ہونا (۲) گھٹنے پر ہاتھ رکھکر جھک جانا (۳) سجدہ میں سر رکھدینا (۴) اور دو زانو بیٹھنا بس عبادت و حضوری کی یہی چار صورتیں ہیں اور یہی چاروں نماز کے ارکان ہیں یہ تو نماز کی ظاہری شان ہے اب معنوی حیثیت بھی ملاحظہ ہو۔

نماز تین حقائق ثلاثہ کا مجموعہ ہے۔ حقیقت قرآنی، حقیقت کعبہ اور حقیقت صلوٰۃ یعنی تلاوت قرآن، جہت کعبہ اور نماز کے اعمال ظاہری و باطنی۔ حقیقت قرآنی اور حقیقت کعبہ دونوں جز صلوٰۃ ہیں جو بجائے خود اعلیٰ اور افضل ہیں تلاوت قرآن کی نسبت آنحضرت سرور کائنات کا ارشاد ہے

من اراد ان یحدث ربہ فلیقرء القرآن — جو کوئی اپنے رب سے بات کرنا چاہے وہ قرآن پڑھے۔

گویا تلاوت قرآن خدا کے ساتھ ہمکلام ہونا ہے غرض تلاوت قرآن بجائے خود ایک اعلیٰ اور افضل عبادت ہے مگر جو تلاوت نماز میں ہو وہ اس سے بھی بڑھکر نور علیٰ نور ہے حدیث میں آیا ہے

قرآن فی صلوٰۃ خیر من قرآن غیر صلوٰۃ — تلاوت قرآن نماز کی حالت میں زیادہ بہتر ہے بہ نسبت خارج نماز کے

یہ تو تلاوت قرآن کا درجہ ہے اب حقیقت کعبہ بھی ملاحظہ ہو اس کے لئے صرف یہی شرف و فضیلت کافی ہے کہ کعبۃ اللہ خدا کا گھر یعنی خانہ محبوب حقیقی ہے جو عاشقان الٰہی کا مرکز عشق ہے اور نور السموات والارض کی تجلی گاہ ہے نماز کی شرف و فضیلت کے متعلق حضور صلعم کا ارشاد ہے

اقرب ما یکون العبد من الرب — بندہ کو اپنے رب کا سب سے زیادہ تقرب

فی الصلوٰۃ نماز کی حالت میں حاصل ہوتا ہے

حدیث شریف میں آیا ہے کہ نماز کی حالت میں بندہ اور خدا کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا یعنی مصلی کی چشم بصیرت محبوب حقیقی کے جمال جہاں آرا کا بیحجاب مشاہدہ کرتی ہے حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ العزیز خلف الرشید امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ السامی اپنے مکتوبات میں کیا خوب کہتے ہیں کہ روح الف ثانی وجد میں آجاتی ہے آپ فرماتے ہیں ۔

نماز معشوقہ ایست دلربا در باطن مصلی	نماز ایک معشوقہ دلربا ہے جب مصلے
چوں پرتو جمال باکمال او جلوہ فرماید	کے باطن میں اس کے جمال باکمال کا
وحسن وخوبی او ظہور نماید نزدیک است	پرتو پڑتا ہے اور وہ اپنے حسن وخوبی
کہ او مست وبے شعور شود ازا از دے	کے ساتھ ظہور کرتی ہے تو قریب ہو جاتا
رباید وچوں بانوار او متحقق شود	ہے کہ نمازی مست وبے شعور ہو جائے
وبحلیۂ او متحلی گردد خود را نور یابد	اور وہ اپنے آپ سے جاتا رہے اور جب

نمازی نماز کے انوار وتجلیات سے متصف اور اس کے اوصاف حسنہ کے زیور سے مزین ہو جاتا ہے تو خود کو سراپا نور پاتا ہے ۔

نماز مومن کی معراج ہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ الصلوٰۃ معراج المومنین یعنی نماز مومن کی معراج ہے یہ اس لئے کہ مومن جس وقت نماز میں ہوتا ہے تو وہ دنیاوی تعلقات اور مادی دنیا سے عروج کر کے لذات اخروی میں پہنچ جاتا ہے یعنی مراتب قرب وشہود نماز کی حالت میں بدرجۂ اتم داکمل ہوتے ہیں اللہ اللہ نماز کا کیا مرتبہ اور کیسی اعلیٰ شان ہے کہ نمازی کو دن میں پانچ مرتبہ معراج ہوتی ہے ۔

نماز حج اکبر ہے

عاشق صادق کے لئے تین چیزیں اظہار عشق اور جوش عندالکاری میں ممد ومعاون ہوتی ہیں جو ان کو مست وبیخود بنا دیتی ہیں ۔ معشوق کا بے پردہ دیدار ہونا ۔ ہمکلام ہونا اور توجہ خصوصی وقرب حضوری سے سرفراز کرنا ۔ یہی تین چیزیں نمازی کو بھی حاصل ہیں گویا نماز عشق حقیقی کے جذبات برانگیختہ کر لے حسن حقیقی کی بہار لوٹنے شاہد مقصود سے ہمکنار ہو لے اور فوز وفلاح سے شادکام ہونے کا بہترین ذریعہ ہے ؎

نماز عشق دکھائیگی جلوۂ محبوب جو اپنے درد جگر کو امام کرلینگے

لسان القوم علامہ اقبال نماز کی تعریف میں فرماتے ہیں ؎

لا الہ باشد صدف گوہر نماز قلب مسلم را حج اکبر نماز

نماز کے محاسن صوری ومعنوی اور مراتب وکمالات میں سے یہ صرف ایک شمہ بیان کیا گیا ہے ورنہ اس کے محاسن وبرکات حد شمار سے باہر ہیں بدقسمت ہے وہ مسلمان جو مسلمان ہو کر نماز کے انوار وتجلیات اور فوائد وبرکات حاصل نہیں کرتا بصارت وبصیرت سے بے بہرہ ہے وہ اندھا مسلمان جو ذات محمدی میں کہا تے ہوئے نماز کے برکات وفیوض سے محروم رہتا ہے کمندہ نا تراش ناعاقبت اندیش بندہ نفس اور جہنم کا کندہ ہے وہ نام نہاد مسلمان جو نماز کی ادائیگی سے غافل اور بے پرواہ ہے مذکورہ بالا محاسن کے علاوہ نماز باجماعت کی ایک اور خوبی بھی ہے جو پسماندہ اور بدقسمت مسلم قوم کو تھوڑے سے عرصہ میں معراج کمال تک پہنچا سکتی ہے ۔

نماز اور اطاعت امیر ویکجہتی کا سبق

دنیا آجکل حیرانا اور ششدر ہے اور اس کو ایک معجزہ سمجھ رہی ہے کہ اسلام نے عرب جیسی قوم کو ایک اقل قلیل مدت میں خاک سے اٹھا کر افلاک پر پہنچا دیا اور دنیا کی تکمیل کی جگہ زمام سلطنت ان کے ہاتھ میں دیدی کیا غضب ہے کہ جو اعمال واخلاق ایمان صحیح کا مقتضا ہیں مسلمان ان سے منہ موڑ کر اس ذلت وخواری کو پہنچے مگر انھیں اپنی پامالی کا احساس تک نہیں وہ جوں جوں اسلامی اوضاع واطوار اور اعمال واخلاق سے علیحدہ ہوتے گئے خدا کی نصرت ان سے منقطع ہوتی گئی اور ان کے اعمال واخلاق پست ہوتے گئے اور ان کی عزت ذلت میں تبدیل ہوتی گئی جو اخلاق واعمال مقتضیات ایمان ہیں نہ ہماری نسبت غیروں میں بدرجہ کمال موجود ہیں اسی لئے وہ دنیا کی ترقی اور عزت کے حقدار اور مالک ہیں اور عبرت اور نصیحت ہمیں اپنی تاریخ سے حاصل کرنی چاہیئے تھی وہ غیر کر رہے ہیں دیکھئے ہمیں اس بات کا کھوج لگانا تھا ہمارے اسلاف کیوں برسر اقتدار تھے اور ان کی ترقی وکامیابی کا کیا راز تھا اس بات کا کھوج تو ہمیں لگانا تھا مگر اس کا پتہ لگا کر عمل کر رہے ہیں غیر ۔

کبھی سوچا بھی کہ عرب کی خاک نشین قوم کو صاحب تخت ونگین کس چیز نے بنایا گوش ہوش سن لو کہ ان میں صرف دو وصف تھے جو تم میں نہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وشیفتگی اور نظم واتحاد یعنی اپنے رہبروں سے محبت اور یکجہتی یہی وہ اعلیٰ سبق ہے جو ہمیں جمعہ نماز باجماعت سے ملتا ہے یہی وجہ ہے کہ جب ابو سفیان نے کفر کی حالت میں مسلمانوں کی ایک جماعت کو نماز پڑھتے ہوئے اور ایک امام کی حرکت پر متحرک ہوتے ہوئے دیکھا تو بے اختیار بول اٹھے "وخدا کی قسم یہ قوم کچھ کر کے رہیگی"

ہمارے اندر سب سے بڑی خرابی اور نقص یہی ہے کہ ہم اپنے رہبروں سے محبت نہیں کرتے اور ان پر اعتماد نہیں کرتے اور یہ وہ مرض ہے جب کسی قوم میں پیدا ہو جاتا ہے تو وہ ذلیل وخوار ہو جاتی ہے ترقی یافتہ اور مہذب قوموں کی ترقی کا راز بھی یہی ہے کہ وہ اپنے قومی لیڈروں سے محبت کا اظہار کرتی ہیں ان کے ہر حرکت اور اشارہ پر ایسے ہی حرکت کرتی ہیں جیسے مقتدی اپنے امام کی حرکت کا تابع ہوتا ہے مسلمانو یاد رکھو اسلامی عظمت واقتدار کا آفتاب مسجد نبوی سے طلوع ہوا تھا اور بوریہ نشین صحابہ قیصر وکسریٰ کے تاج وتخت کے مالک بنے تھے اگر اب پھر دوبارہ آفتاب اقبال طلوع ہوگا تو مسجدوں سے لہذا اپنی مسجدوں کو آباد کرو لیلۃ المعراج کے انعام نماز کا شکر یہ ادا کرو یعنی نمازی بنجاؤ ورنہ ناشکری کا عذاب اور نتیجہ بھگتو گے اور خسران عظیم کے سزاوار ہو گے بار الٰہا مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرما اور دین ودنیا میں عزت وآبرو عطا کر آمین واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین سبحان ربك رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین ۔

دلائل معراج

(از جناب مولوی محمد فخر عالم صاحب نقیبی سیوہدی)

اللہ رے عظمت تری اے عرش معلیٰ
چومے ترا نقش کف پائے محمدؐ

"معراج" کے لغوی معنی اوپر چڑھنے کا آلہ اور سیڑھی" ہیں اور اصطلاح عام میں "معراج" اس عروج کا نام ہے جو اللہ جلت عظمتہ کی عنایت سے انبیاء علیہم السلام کو دنیاوی عروج سے افضل اور برتر طریقہ پر عطا ہوا ہو انبیا علیہم السلام کے سوانح و حالات کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ عروج جلیل القدر پیغمبروں کے واسطے عطیہ الہی ہے اس مرتبہ پر حق جل شانہ نے انبیائے سوابق کو بھی ان کے مرتبہ کے بقدر فائز کیا ہے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر دیدار الہی ہوا جو ان کی معراج ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شان میں ارشاد ہوا ہے وکذٰلک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض اور اسی طرح ہم ابراہیم کو زمین و آسمان کی بادشاہی دکھلاتے ہیں یہی آسمانی بادشاہی کیا سیاحت ان کی معراج ہے۔ انجیل و توریت کے نسخوں سے بھی معراج کی تصدیق ہوتی ہے اس لئے یہ مسئلہ تو حل ہو گیا کہ معراج اسناد نبوت میں سے ہے اور اس کا سلسلہ سلف سے چلا آتا ہے۔ اب پیغمبر آخر الزماں کے معراج کا سوال رہجاتا ہے اور اسی معراج کے دلائل و براہین پر روشنی ڈالنا میرا مقصود ہے۔

عقل کا مشورہ یہ ہے کہ چونکہ ہمارے سردار رسول اکرم سرور عالم نور مجسم سید اولاد آدم تھے اور خاتم النبیین و حبیب خدا ہونے کی حیثیت سے انبیائے سوابق سے مرتبہ اور اعزاز میں فائق تھے اس لئے ان کی معراج بھی پہلوں کی معراج سے عظیم بالشان ہونا چاہیئے تھی چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آپ کے قدم میمنت اس مقام تک پہنچے جہاں کسی پیغمبر کی رسائی نہ ہوئی تھی ع
بمقامے کہ رسیدی نہ رسد ہیچ نبی

جہاں انسانوں اور فرشتوں کا گذر نہ تھا جہاں جاتے ہوئے جبرئیل علیہ السلام کے پر جلتے تھے ؎

اگر یک سر موئے برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج ہفت آسمان کی سیر کی اور ہر آسمان پر ایک پیغمبر سے ملاقات کی حضرت آدم و ابراہیم علیہم السلام نے مرحبا اے نبی صالح و اے فرزند صالح کے الفاظ سے اور دیگر پیغمبران علیہم السلام نے مرحبا اے نبی صالح و اے برادر صالح کے الفاظ سے مخاطبت فرمائی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورہ دینے سے حضور پرنور چند بار بارگاہ جلالت میں تشریف لے گئے . . . .

. . . .

. . . . . اور پچاس وقت کی حکم شدہ نمازیں بتدریج تخفیف کرا کر پانچ وقت کی نماز مقرر کرائی جس پر خدا کے قدوس نے اپنی رحمت کاملہ کے باعث ارشاد فرمایا کہ نمازیں تو پانچ وقت کی ہوں گی مگر ثواب پچاس وقت کی نماز کا ملیگا یعنی ہر نماز کا ثواب بقدر دس نمازوں کے ہوگا۔

حکما و صلحا کے اقوال سے بھی یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ بزرگان دین کا یہی ایمان تھا کہ آنحضرت صلعم کو معراج ہوئی اور اس میں عرش و کرسی جنات و افلاک کی سیر ہوئی ایزد تبارک و تعالیٰ سے مکالمہ ہوا انبیاء علیہم السلام سے ملاقات ہوئی مگر دنیا میں دو عقائد کے مسلمان آباد ہیں ایک طبقہ تو اس آسمانی سیاحت کو خواب سے زیادہ وقعت نہیں دیتا اور دوسرے کا خیال ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جسد ظاہری کے ساتھ بنفس نفیس شرف معراج سے مشرف ہوئے ہم اپنی تحقیقات سے جس نتیجہ پر پہنچے ہیں اس کی بنا پر ہم کو آخر الذکر طبقہ کے خیالات سے اتفاق ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے وما جعلنا الرؤیا التی ارینٰک الا فتنۃ للناس یعنی اس مشاہدہ معراج کو ہم نے لوگوں کی آزمائش کا معیار بنایا ہے۔ بس یہ نکتہ بغیر کسی اشتباہ و شک کے عقل کی وساطت سے حل ہو سکتا ہے کہ خواب کے ذریعہ سے ہر انسان زمین سے آسمان پر پہنچ سکتا ہے اور ان مقامات کی سیاحت کر سکتا ہے جہاں اس کا پہنچنا اور کم از کم اس قدر تعجیل کے ساتھ پہنچنا قطعاً ناممکن العمل و ناممکن القیاس ہے پس اگر مشاہدہ معراج بھی عام خواب ہوتا تو اس کو معیار آزمائش بنانا کیا ضرور تھا اس لئے یہ صاف ظاہر ہے کہ معراج اور خواب میں اس سے کہیں زیادہ فرق ہے جو آسمان و زمین کے ارتفاع و انحطاط میں ہے۔

بحث متذکرہ بالا تو ان عقائد کے لوگوں سے متعلق تھی جن کا سلسلہ اسلام میں سلف سے چلا آتا ہے اور جن کو کسی نہج پر گمراہ نہیں کہا جا سکتا مگر چونکہ یہ زمانہ قرب قیامت کا زمانہ ہے اس لئے اطراف و جوانب میں بہت سے گندم نما جو فروش پیدا ہو گئے ہیں اور ان کا مطمح نظر اسلامی جماعت کی فہرست میں نام درج کرا کر اسلام کو خاکم بدہن مسخ کرنا ہے اس لئے ان کے عقائد بھی مسلمانوں کے خلاف ہیں چنانچہ اکثر جرائد و رسائل میں میری نظروں سے اس قسم کے مضامین گزرے ہیں جن کے مضامین نگار ایک بچے مسلمان کی حیثیت سے کاغذی دنیا میں قدم رکھکر چمنستان اسلام میں طرح طرح کی کانٹ چھانٹ کرتے ہیں اور اس قبیل کے لوگ معراج کے کلیتہً منکر ہیں اور اس واقعہ کو ایک فرضی افسانہ سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے لہذا ہم ناظرین کو اس قسم کی نجس اور بد مذاق ہستیوں کے مکائد سے محفوظ رکھنے کے لئے مختصر طریقہ پر احادیث و کلام مجید سے معراج کی تصدیق کرتے ہیں

معراج کی تصدیق احادیث سے

صحیح بخاری میں حضرت انس سے شریک بن عبد اللہ نے روایت کی ہے جس کے الفاظ میں ترجمہ نقل کرتا ہوں حتی جاء سدرۃ المنتھی ودنا الجبار رب العزت فتدلیٰ حتی کان منہ قاب قوسین او ادنیٰ یعنی آنحضرت سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے تو عزت والا جبار اس قدر قریب ہوا اور جھکا

آیا کہ اس کے اور آپ کے درمیان دو کمانوں یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا"
جامع ترمذی میں صحیح سند میں حضرت عباس سے منقول ہے رای بقلبہ ورای بفوادہ یعنی دل کی آنکھوں سے دیکھا اور چشم قلب سے مشاہدہ کیا" اس سے ناظرین یہ رائے قائم نہ کریں کہ معراج کے وقت چشم ظاہر بین کو دیدار سے کوئی علاقہ نہ تھا بلکہ یہ "امن تو شدم تو من شدی" کی توضیح ہے راوی کا مطلب یہ ہے کہ دیدار حقیقی تھا نہ کہ دیدار مجازی حضرت موسیٰ علیہ السلام تو انوار تجلی کی تاب نہ لاکر منغشی ہو گئے تھے مگر سرور کائنات نے ایسا مشاہدہ کیا کہ شہود کو آنکھ تو آنکھ دل میں سما لیا۔

کتاب التوحید اور باب صفۃ النبی میں حضرت انس بن مالک سے روایت ہے والنبی صلعم نائمۃ عیناہ ولا ینام قلبہ وکذا الانبیاء تنام اعینہم ولا تنام قلوبہم فتولاہ جبریل ثم عرج بہ الی السماء یعنی آنکھیں آپکی سوتی تھیں لیکن آپ کا دل نہیں سوتا تھا۔ انبیا کی آنکھیں سوتی ہیں مگر دل نہیں سویا کرتے پھر جبریل نے آپ کو اپنے اہتمام میں لیا اور پھر آپ کو لیکر آسمان پر چڑھے"۔

بخاری شریف میں ہے فغشیہا من امر اللہ ما غشی یعنی جلوۂ امر الٰہی اس پر چھا گیا۔

سیرۃ ابن ہشام باب الاسرا میں ابن اسحاق سے منقول ہے فاسری بہ کیف شاء وکما شاء لیریہ من ایات ربہ ما اراد حتی عاین من امرہ وسلطانہ العظیم وقدرتہ التی یصنع بہا ما یرید یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو رات کے وقت لے گیا جس طرح چاہا اور جیسے چاہا تاکہ اس کو اپنے پروردگار کی نشانیوں میں سے جو چاہے دکھلائے یہانتک کہ آپ خدا کی شان اور اس کی عظیم الشان قوت کے مناظرے دیکھے جو کچھ دیکھے اور اس قدرت کو دیکھا جس سے وہ جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے۔

معراج کی تصدیق کلام مجید سے

سورہ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ نے کفار قریش کی نسبت ارشاد فرمایا ہے کہ وہ رسول اللہ صلعم کے آسمان پر تشریف لیجانے کے قائل نہ تھے یعنی معراج کو تسلیم نہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اس واقعہ کو ہم اس وقت تک تسلیم نہ کریں گے جب تک کہ آپ ہمارے سامنے آسمان پر نہ چڑھیں اور مکمل قرآن وہاں سے لاکر ہمارے ہاتھ میں نہ دیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ولن نومن لرقیک حتی تنزل علینا کتابا نقروہ یعنی اور ہاں تمہارے آسمان پر چڑھنے کو بھی ہم اس وقت تک باور نہیں کریں گے جب تک وہاں سے ہم پر کوئی ایسی کتاب اتار نہ لاؤ جسکو ہم پڑھیں۔

سورہ والنجم میں ارشاد ہوتا ہے وہو بالافق الاعلیٰ ثم دنا فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ فاوحیٰ الی عبدہ ما اوحیٰ ما کذب الفواد ما رایٰ افتمارونہ علیٰ ما یریٰ ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ عند سدرۃ المنتہیٰ عندہا جنۃ الماویٰ اذ یغشی السدرۃ ما یغشیٰ ما زاغ البصر وما طغیٰ لقد رایٰ من ایات ربہ الکبریٰ۔ یعنی وہ (رسول اللہ صلعم) آسمان کے اونچے کنارے میں سید ہا نمودار ہوا پھر قریب آیا اور جھکا تو دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا یا اس سے بھی کم پھر اپنے بندے سے جو باتیں کیں اس نے جو دیکھا اس کو جھوٹ نہیں بیان کیا تو کیا وہ جو دیکھتا ہے اس پر تم اس سے نزاع یا مناظرہ کرتے ہو اس نے یقیناً دوبارہ اس کو اترتے دیکھا انتہا کے درخت کے پاس جس کے قریب رہنے کی بہشت ہے جب بیری کے درخت پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا نہ نظر بہکی نہ اچٹی اس لئے یقیناً اپنے پروردگار کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔

سورہ اسرا میں ہے لنریہ من ایاتنا انہ ہو السمیع البصیر یعنی ہم نے اپنے بندہ کو یہ سیر کرائی کہ ہم اپنی کچھ نشانیاں اس کو دکھلائیں کیونکہ وہی سننے والا اور دیکھنے والا ہے" مثال مذکورہ کے مطالعہ سے واضح ہوگا کہ کلام مجید میں واقعہ معراج کنایتاً نہیں بلکہ صراحتاً درج ہے یہانتک کہ خداوند عالم صاف صاف فرما رہا ہے ولقد راہ بالافق المبین یعنی اس نے اس کو افق مبین پر دیکھا پھر بھلا کس کی مجال ہے جو دائرہ اسلام میں رہکر معراج سرور کائنات سے انکار کی جرأت کرے۔

کام شروع کرنے سے پہلے انجام معلوم کرو

ہر کام شروع کرنے سے پہلے مسنون طریقہ یہ ہے کہ استخارہ کرلیا جائے اگر اس کام کا انجام اچھا ہو تو اسے شروع کیا جائے اور اگر اس کام کا انجام ٹھیک نہ ہو تو اسے ترک کر دیا جائے۔ بزرگان دین نے محض اس خیال سے کہ مسلمان نجومیوں اور رمالوں اور جوگیوں دکانداروں کے پھندے میں پھنسکر اپنے ایمان کو ضایع نہ کریں ایسے ایسے صحیح فالنامے لکھے ہیں کہ جن سے انسان کو کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے ان بزرگوں میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی جو بڑے پایہ کے صوفی عالم گذرے ہیں انہوں نے ایک فالنامہ بنام فالنامہ استخارہ قرآنیہ عربی میں لکھا تھا جس سے ہر کام کا انجام قرآن مجید کی آیت سے معلوم ہو سکتا ہے ہم نے اس کا ترجمہ کرکے اس کے ساتھ قرعۃ الانبیا یعنی فالنامہ پیغمبران اور فالنامہ اولیائے کرام فالنامہ حضرت غوث الاعظم فالنامہ دیوان حافظ و دیگر فالنامے شامل کر دیئے ہیں یہ فالنامے ایسے صحیح ہیں کہ ان سے ہر ایک کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے اس فالنامہ کا نام

فالنامہ ناصری

ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ ایسے اعلےٰ اور مستند فالناموں کی کتاب اس سے پیشتر شایع نہیں ہوئی لکھائی چھپائی کاغذ اعلےٰ ٹائٹل رنگین قیمت ۸/

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

عملی علماء کی ضرورت

(از حضرت مولینا حبیب الرحمن صاحب شروانی نواب صدر یار جنگ بہادر)

اسلام اول روز سے علم و عمل کی جامعیت لیکر اس عالم میں آیا ہے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک علم و عمل کا مجموعہ تھی تئیس برس کی قوت عمل کی مثال اولوالعزم رسولوں کی پاک زندگیاں پیش نہیں فرما سکتیں تا بہ دیگراں چہ رسد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی دہ سالہ خلافت کے عملی کارناموں کا پلہ ایک ملک اور قوم کی کامیاب تاریخ کے مقابلہ میں بھی گراں ہے شخصی کامیابیاں ان کی گرد بھی نہیں پا سکتیں۔

علماء کی کنارہ کشی

خلافت راشدہ کے بعد جب حکومت و فرمانروائی کا مرکز ثقل نقطہ حق سے متجاوز ہو گیا عدل حقیقی کی جگہ جور و ظلم نے لے لی علماء ربانی اس کی ہمدمی و رفاقت سے کنارہ کش ہو گئے اور خلافت راشدہ کے اہم تر فرض حفاظت دین کو اپنا شعار بنالیا ظاہر ہے کہ یہ کوششیں اسی حد تک کامیاب ہو سکتی تھیں جہاں تک شخصی دقت کام دے سکتی تھی ایک خلیفہ راشد کی سعی کا مقابلہ ممکن نہ تھا یہ انھیں بزرگوں کی سعی مشکور کا نتیجہ ہے کہ باوجود صدہا تغیرات اور معاندین کی گوناگون کوششوں اور تدبیروں کے دین حق آج بھی اپنی اصلی روح افزا صورت میں جلوہ فرما ہے

علماء ربانی کا طریق عمل

لیکن اس عام کنارہ کشی کے ساتھ ہر دور میں بعض علماء ربانی ایسے بھی رہے ہیں کہ جنہوں نے باوجود اپنی اعلیٰ شان اور تقویٰ کے خلفاء و سلاطین کی مصاحبت و رفاقت اختیار فرمائی ہے اور اس کے ذریعہ سے علم کی دین کی، حکومت کی اور خود فرمانرواؤں کی ذات کی خیر خواہی کا حق ادا کیا ہے اور اس طرح گویا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فرض کفایہ کو ادا کر کے تمام امت کی خدمت کی ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اگر ان بزرگوں کے نفوس طیبہ کی روشنی دربار‌وں میں نہ ہوتی تو بہر حکومت سے اسلامی شان بالکل رخصت ہو جاتی اور ظلمت و تاریکی کا ہر چہار طرف دور دورہ ہوتا اس موقع پر یہ خیال دل سے محو نہیں کیا جا سکتا کہ کاش خلافت کا دعویٰ رکھنے والے فرمانروا علوم اسلامیہ کے ماہر ہوتے اور ہر ولیعہد کے لئے ان علوم کا سیکھنا لازم ہوتا تو یہ فرمانروا اپنے احکام کے لفوذ اور قوت میں وہ اثر پاتے جو خلافت راشدہ کا ایک نمونہ ہوتا اس بے علمی کی وجہ سے جو کشمکش حکومت اور دین میں ہی وہ پیش نہ آتی بنی امیہ کی بیباکیوں اور مظالم کی تاریکی میں دیکھیے وہ سوا دو برس کا دور جو خلافت راشدہ کی صورت میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کی ذات گرامی سے اس خاندان کو نصیب ہوا اس قدر قلیل مدت میں غیرت ایمانی کی قوت عدل و انصاف کو وسیع خلافت کے چاروں حدود میں لے پہنچی ظلم کی جگہ عدل تھا پامالی حقوق کی جگہ حق رسی یہ نتیجہ تھا حضرت کے کمال علم و تقوی کا ہر فرمانروا عمر ابن عبدالعزیز نہیں ہو سکتا تھا تاہم حکومت و علم دین کی جامعیت بہت کچھ ان کو صراط مستقیم پر قائم رکھ سکتی تھی۔

یہ توجملہ معترضہ تھا کہنا یہ ہے کہ علماء ربانی کا ایک گروہ علم و تقوی کی جلالت شان کے ساتھ درباروں کا رفیق رہا ہے۔ بنی امیہ کی حکومت میں حضرت امام زہری عبدالملک کے زمانہ سے لیکر یزید بن عبدالملک کے عہد تک خلفاء کی رفاقت میں رہے امام شعبی جو عبدالملک کے دربار میں تھے قیصر روم کے دربار میں سفیر ہو کر گئے تو قیصر ان کی دانشمندی و فہم سے حیرت زدہ ہو کر بول اٹھا کہ جس قوم میں ایسا شخص موجود ہو اس کو دوسرے شخص کا خلیفہ بنانا روا نہیں۔ حجاج بن یوسف اور عبدالملک سے جو مصر کے امام ممدوح کو برسر دربار پیش کئے وہ بتاتے ہیں کہ دربار کی نزاکتوں پر پوری طرح حاوی تھے امام رجاء بن حیوۃ کی دربار سلیمان بن عبدالملک میں سعی نہ ہوتی تو دنیا کو حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خلافت کی سعادت حاصل ہوتی امام اعظم نے عہدہ قضا کی اہلیت اور اسی بنا پر اس کو قبول کرنے سے انکار فرمایا۔ ان کے شاگرد رشید امام ابو یوسف خلافت ہارونی کے رکن رکین بنے امام یحییٰ بن اکثم کے اثر لے امون الرشید کی جو رہنمائی کی وہ تاریخ کے صفحات میں مذکور ہے علیٰ ہذا القیاس یہ سلسلہ صدیوں تک جاری رہا ہے۔ حافظ ابن ماکولا اور ابن حزم پانچویں صدی میں وزارت کے بار خطیر کے ساتھ ائمہ رجال و حدیث میں پایہ بلند رکھتے تھے اور ان کی ثقاہت و تقوی پر علماء کا اتفاق ہے، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ العزیز خلافت عباسیہ کی جانب سے سفیر بنکر دربار میں تشریف لے گئے تھے۔ امام رازی کا دست امداد غوری کی فتح ہندوستان میں شامل تھا خلاصہ یہ کہ علماء ربانی میں ایک گروہ صدیوں تک ایسا رہا ہے جو معاملات دنیاوی کا رہنما اور مصلح رہا اور اس میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا کہ بزرگوں کی سعی و مشاورت نے مسلمانوں کے معاملات کو بہت کچھ تباہی سے بچایا۔

علماء دنیا سے الگ نہ تھے

علماء ربانی کی معاملات دنیاوی سے کنارہ کشی اور فرمانرواؤں کا ان کے مشوروں سے محروم رہجانا عالم اسلامی کے واسطے مصیبت عظمیٰ تھی اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ یہ کنارہ کشی خود علما کے حق میں بھی اس پہلو سے کچھ مفید نہیں ہوئی کہ دنیا کے معاملات سمجھنے اور ان کے حل کرنے کا ملکہ رفتہ رفتہ ان سے ضایع ہو گیا۔ عامۂ مسلمین اپنے معاملات میں ان کی رہنمائی سے محروم ہو گئے نتیجہ ظاہر ہے۔ آج صدیوں سے مسلمانوں میں دو گروہ ہیں دیندار اور دنیادار اسلام یہ تقسیم لیکر نہیں آیا تھا ایک مسلم کی دنیا اس کے دین سے اور دین اس کی دنیا سے علیحدہ نہیں ہے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا ظہور انبیاء علیہم السلام کے اس طبقہ میں ہوا جو جامع نبوت و حکومت تھے مثل حضرت موسیٰ و حضرت داؤد و حضرت سلیمان علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام خلافت راشدہ کے دور میں سب سے بڑی دنیادار اور سب سے

بڑی دیندار شخصیت ایک ہی ہوتی رہی یعنی خلیفہ وقت عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم اجمعین میں غالب تعداد ایسے بزرگوں کی ہے جو دولت اور معاملت میں ممتاز تھے، حضرت صدیق اکبر کی تجارت حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کا تمول و تجمل مشہور ہے۔ ذوالنورین کا قصر وایوان اس بیان کے شاہد عدل ہیں۔ فقہ حنفی نے تمول اور دولت کے آغوش میں پشتوں تک پرورش پائی ہے حضرت حماد کے فضائل میں سخاوت واحتشام بھی شامل ہے رمضان مبارک میں پانچ روزہ داران کے دسترخوان پر افطار کرتے تھے امام اعظم کی سخاوت کی وسعت مشہور روزگار رہے چار روپیہ کی قیمت کی چادر ان کے مبارک شانوں پر رہتی ہے۔ امام ابی یوسف کا تجمل و احتشام محتاج بیان نہیں:

العلماء ورثۃ الانبیاء نے جو شریف ورثہ علماء کو بخشا وہ معاملات دنیا سے علیحدہ نہ تھا اس لئے کہ ختم نبوت میں حکومت نبوت سے علیحدہ نہ تھی یہ ورثہ چاہتا تھا کہ حکومت کی رہنمائی میں علماء ربانی کا حصہ ہو صدیوں تک ایسا ہی رہا ہے لیکن پھر موقوف ہی ہوگیا واقعات ہائلہ اور مشکلات پر غلبہ اس ورثہ شریف کا لازمہ تھا سفاک حجاج بن عبدالملک اور سلیمان بن عبدالملک کے مزاج پر قابو آسان نہ تھا مگر امام شعبی اور رجاء بن حیوۃ نے اس مشکل کو سہل کرکے دکھا دیا۔

علماء کی موجودہ بے تعلقی

لیکن علماء کی موجودہ بے تعلقی کا ذمہ دار یا نتیجہ ہمارا قدیم عربی نصاب تعلیم بڑی حد تک ہے دور اجتہاد گذر جانے کے بعد اور چھٹی صدی ہجری کے بعد تمام تر توجہ کتابوں پر آکر ٹھیر گئی متن کی شرح، شرح کے حاشئے حاشیہ کے تعلیقات بیشک مظہر کمال ہیں میں اس کمال کا منکر نہیں۔ الحمد للہ ماننے والا ہوں لفش بردار ہوں کہنا صرف یہ ہے کہ اس تعلیم و تربیت اور کنارہ کشی نے علماء کے دماغوں کو معاملات سے عملاً بے لگاؤ کردیا پشتوں کی بے تعلقی نے دنیا سے بیگانہ بنا دیا رہنمائی جو علمی نفوذ وقوت کے بغیر تحریری یا تقریری رہ گئی دنیا داری ودینداری کے درمیان ایک خلیج بن گئی اور بعد بڑھتا گیا بعد کے ساتھ بیگانگی کا جو عالم ہے عیاں ہے 'عیاں راچہ بیاں'۔

رہنمائی کا حقیقی مفہوم

حضرات! معاملات کی رہنمائی صرف بیان معاملات سے ختم نہیں ہوجاتی بلکہ چاہتی ہے کہ خود معاملات میں در آکر عملی مشکلیں حل کی جائیں اور اہل معاملہ کو حل مشکلات میں عملی رہنمائی پہنچائی جائے ہر معاملہ فہمی موقوف ہے تجربہ معاملات پر۔

معاملات کا تجربہ ذہن میں دلیری اور نفوذ پیدا کرتا ہے یہ دلیری باعث ہوتی ہے دوسروں پر فتح اور غلبہ کا جب آپ غالب آکر رہنمائی کرینگے کامیاب ہوں گے عمل اور تجربہ کا نہ ہونا سبب ہوتا ہے جھجک اور بے تعلقی کا یہی جھجک اور بے تعلقی مشکلات کے وقت طبیعتوں میں کمبدگی اور رسیدگی پیدا کر دیتی ہے اسی رمیدگی نے وہ مناظر دکھائے ہیں جن سے رسمی مناظرے کی کتابیں بھری ہوئی ہیں اور جن کا افق تکفیر سے جاملتا ہے عدالت کے فیصلوں نے جو صورت فقہ حنفی کے عمل کی بنا دی ہے وہ دردناک داستان ہے بعض نامور مسلمانوں کی قانونی تصانیف اغلاط سے اس قدر معمور ہیں کہ صحت نامہ اصل کتاب سے بڑھ جاتا ہے کیا علمائے کرام فیصلہ فرمائینگے کہ یہ واقعہ ہائلہ ان کی توجہ کا محتاج نہیں ہے؟ طریقہ توجہ وہی ہے جو سلف صالحین ہم کو بتا گئے ہیں یعنی معاملات پر حاوی اور قادر ہوکر رہنما بننا (صرف وعظ سنا کر گوشے میں جا بیٹھنا نہیں)

حاوی اور قادر بننے کے لئے ضرور ہے کہ طریقۂ تعلیم اور نصاب تعلیم دونوں میں اصلاح کامل ہو جس سے معاملہ فہم، معاملات عالم سے باخبر علما پیدا ہوں جو عملی زندگی میں داخل ہوکر اپنی قوت فہم و ذکاوت اور معاملہ دانی کا سکہ اہل معاملہ اور کاروباری دنیا کے دلوں پر بٹھا سکیں جب سکہ چلے تو ہدایت و رہنمائی اس کا نشان ہو اور دین کا علم عالم میں بالا ہو

محبوب عاشق کے قدموں پر

عمل اسفلی ہر وجہ جذب الاغانی بن سکتا ہے مسلمانوں کے لئے مناسب نہیں عمل علوی صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص ہے کامل ... کبھی خطا نہیں گئے جب تلاش تھی ہزاروں ... ہوگئے اب میں خدا کو حاضر و ناظر ... کا اعلان کرتا ہوں ... امیر و غریب فائدہ اٹھا سکیں جن ... عمل ... کے پڑھنے ... صرف ... ایک سال ... دوسرے سال کیلئے ... ہدیہ ... تین روپے ... ایک آیت قرآنی ... عمل ... سات دن میں ... ترقی روزگار عمل ترقی تجارت و ترقی ملازمت ... ہر قسم کی ترقی کے لئے عجیب و غریب عمل ہے ہفتہ میں صرف چہار شنبہ کو پڑھا جاتا ہے پڑھنے میں آدھ گھنٹہ صرف ہوتا ہے اسکی برکت سے روزی روزگار میں اس قدر ترقی ہوتی ہے کہ اللہ کی قدرت کا کرشمہ نظر آتا ہے ایک روپیہ چار آنہ نذرانہ ہے ... پڑھنے کی اجازت لے سکتے ہیں۔

ان تینوں عملیات کے پڑھنے میں کسی قسم کا خوف و خطر نہیں ... اپنے مکان سے کہیں باہر جانے کی ضرورت ... طلب فرمائینگے ... ہدیہ صرف چار روپے ... روانہ کریں ...

عمل عداوت یہ عمل دو شخصوں کے درمیان عداوت ڈلوانے کیلئے نہایت مجرب ہے جائز ضرورت کے لئے طلب کریں ... عمل تباہی دشمن یہ عمل تباہی و بربادی دشمن کے لئے ... طلب کیا جائے۔ ہدیہ ایک روپیہ چار آنے

ملنے کا پتہ فضل شاہ عامل پوسٹ بکس نمبر ۴۸ دہلی

سانپ اور بچھو کے کاٹے کے عمل چند منٹ میں زہر اتر جاتا ہے کسی قسم کی زکوٰۃ وغیرہ کی ضرورت نہیں پڑتی ہر ایک کا ہدیہ ایک ایک روپیہ چار آنے ہے

فضل شاہ عامل پوسٹ بکس ۴۸ دہلی سے منگائیے

فوجی تعلیم اور اسلام

(از جناب مولانا احمد علی صاحب ناظم انجمن خدام الدین لاہور)

استفتاء

آج کل ساری دنیا کی زندہ قومیں اپنے حفاظ وبقا کی خاطر تیر تفنگ سے مسلح رہنا ضروری خیال کرتی ہیں کیا اسلام بھی اپنے تابعداروں کو اغیار کی خورد برد سے بچانے کی خاطر کیل کانٹے سے لیس رہنے کا حکم دیتا ہے یا نہیں بینوا من الکتاب توجروا یوم الحساب

الجواب

اسلام اپنے تابعداروں کو ہر شعبہ زندگی کی بہترین تعلیم دیتا ہے اخلاقی معاشرتی اقتصادی سیاسی غرضکہ ہر ایک چیز کا اسلام بہترین معلم ہے لہٰذا ناممکن ہے کہ اسلام اپنے متبعین کو ایسی تعلیم سے محروم رکھے جن کے بغیر کوئی قوم دنیا میں زندہ نہیں رہ سکتی اور نہ ہی اپنے دین اور واجب التعظیم چیزوں کی حفاظت کر سکتی ہے اس مختصر سی تحریر میں قرآن حکیم اور احادیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روشنی میں فوجی تعلیم کا مسئلہ پیش کیا جائے گا سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم۔

فوجی تعلیم اور قرآن

(۱) ہر مسلمان کو اپنی حفاظت کی سامان تیار رکھنا ضروری ہے:۔

واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدو الله وعدوكم وآخرين من دونهم لا تعلمونهم الله يعلمهم وما تنفقوا من شيء في سبيل الله يوف اليكم وانتم لا تظلمون (سورہ انفال رکوع نمبر ۸)

اور اپنے دشمنوں کے ضرر سے بچنے کے لئے جتنی قوت جمع کر سکو تیار رکھو اور پلے ہوئے گھوڑوں سے کہ اس سے دھاک پڑے اللہ کے دشمنوں پر اور دوسروں پر اُن کے سوا جن کو تم نہیں جانتے اللہ ان کو جانتا ہے اور جو کچھ تم خرچ کرو گے اللہ کی راہ میں وہ پورا ملیگا تم کو اور تمہارا حق نہ رہ جائے گا۔

لفظ قوۃ کی تفسیر

سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے الا ان القوة الرمي الا ان القوة الرمي خبردار قوت سے مراد رمی یعنی وہ چیز ہے جسے دور سے پھینک کر دشمن کو مغلوب کیا جا سکتا ہے۔

چونکہ حضور انور کے زمانہ میں دور سے پھینک کر صرف تیروں سے لڑائی ہوتی تھی اسلئے لوگوں نے رمی کی تیر اندازی سے تفسیر فرمائی ورنہ اصل مقصد یہ ہے کہ وہ آلات جنگ تیار رکھے جائیں جو لڑائی میں دشمن کو مغلوب کرنے میں کام آسکیں۔

(۲) ہر مسلمان کا فرض ہے جب وہ باطل کے مقابلہ اور دشمن سے جنگ کیلئے بلایا جائے فوراً حاضر ہو چنانچہ سورہ توبہ میں ارشاد ہوتا ہے:۔

يا ايها الذين آمنوا ما لكم اذا قيل لكم انفروا في سبيل الله اثاقلتم الى الارض ارضيتم بالحيوة الدنيا من الآخرة فما متاع الحيوة الدنيا في الآخرة الا قليل الا تنفروا يعذبكم عذابا اليما ويستبدل قوما غيركم ولا تضروه شيئا والله على كل شيء قدير (سورہ توبہ رکوع ۶)

اے ایمان والو تم کو کیا ہوا جب تم سے کہا جاتا ہے کہ کوچ کرو اللہ کی راہ میں تو گرے جاتے ہو زمین پر کیا خوش ہو گئے دنیا کی زندگی پر آخرت کو چھوڑ کر سو کچھ نہیں نفع اٹھانا دنیا کی زندگی کا آخرت کے مقابلہ میں مگر بہت تھوڑا اگر تم نہ نکلو گے تو دیگا تم کو عذاب دردناک اور بدلے میں لاوے گا اور لوگ تمہارے سوا اور کچھ نہ بگاڑ سکو گے تم اس کا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(۳) ہر مسلمان حصول رضاء الٰہی اور دشمن کو شکست دینے کے لئے جان اور مال دونوں چیزیں خرچ کرے۔

انفروا خفافا وثقالا وجاهدوا باموالكم وانفسكم في سبيل الله ذلكم خير لكم ان كنتم تعلمون (سورہ توبہ رکوع ۶)

نکلو ہلکے اور بوجھل اور اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں انتہائی کوشش کرو یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم کو سمجھ ہے۔

(۴) ضرورت کے وقت جان اور مال دینے سے جی چرانا نفاق ہے۔

لا يستاذنك الذين يؤمنون بالله واليوم الآخر ان يجاهدوا باموالهم وانفسهم والله عليم بالمتقين انما يستاذنك الذين لا يؤمنون بالله واليوم الآخر وارتابت قلوبهم فهم في ريبهم يترددون

نہیں رخصت مانگتے (بوقت ضرورت) تجھ سے وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ پر اور آخرت کے دن پر اس سے کہ لڑیں اپنے مال اور جان سے اور اللہ خوب جانتا ہے ڈر والوں کو رخصت وہی مانگتے ہیں تجھ سے جو نہیں ایمان لائے اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور شک میں پڑے ہیں دل اُن کے سو وہ شک ہی میں بھٹک رہے ہیں۔

انما المؤمنون الذين آمنوا بالله ورسوله ثم لم يرتابوا وجاهدوا باموالهم وانفسهم في سبيل الله اولئك هم الصادقون (سورہ حجرات رکوع ۲)

ایمان والے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسول پر پھر شبہ نہ لائے اور لڑے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے وہ لوگ جو ہیں وہی ہیں سچے۔

(۵) مسلمان محض اپنے مالک کی رضا کے لئے جان اور مال دیتا ہے یہ دونوں چیزیں اب اس کی نہیں رہی ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے خرید لی ہیں لہٰذا اب اس کو ان کے بچانے اور مالک کی راہ میں خرچ نہ کرنے کا اختیار نہیں ہے۔

ان الله اشترى من المؤمنين

بیشک اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے

الفسهم و اموالهم بان لهم الجنة يقاتلون في سبيل الله فيقتلون و يقتلون وعدا عليه حقا في التورىة والانجيل والقران ومن اوفى بعهده من الله فاستبشروا ببيعكم الذي بايعتم به و ذلك هو الفوز العظيم

ان کے مال اور جانیں بہشت کے عوض میں خرید لی ہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑائی کرینگے پھر یہ لوگ کفار کو قتل بھی کریں گے اور قتل بھی کئے جائیں گے اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ سچا ہے توراۃ اور انجیل اور قرآن میں بھی کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اپنے وعدہ کا ایفا کرنے والا کون ہو سکتا ہے سو خوشیاں کرو اس معاملہ پر جو تم نے کیا ہے اس سے اور بھی ہے بڑی کامیابی۔

(۶) کوئی مسلمان کسی مسلمان کو بجز اجازت شرعی اگر قتل کرے گا تو خدا تعالیٰ کے غضب اور لعنت اور دوزخ کا مستحق ہوگا

ومن يقتل مومنا متعمدا فجزاؤه جهنم خالدا فيها وغضب الله عليه ولعنه واعد له عذابا عظيما (سورہ نساء رکوع ۱۳)

اور جو کوئی قتل کرے مسلمان کو جانکر تو اس کی سزا دوزخ ہے پڑا رہے گا اسی میں اور اللہ کا اس پر غضب ہوا اور اس کو لعنت کی اور اس کے واسطے تیار کیا بڑا عذاب۔

فوجی تعلیم اور احادیث نبویہ

(۷) دارالاسلام اور ملت اسلامیہ کی حفاظت سے جی چرانا علامت نفاق ہے۔

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من مات ولم يغز ولم يحدث به نفسه مات على شعبة من نفاق (رواہ مسلم)

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جو شخص بغیر غزوہ (جنگ دشمنان اسلام بصورت وقوع) اور بغیر ارادہ جنگ دشمن (بصورت عدم وقوع) مر گیا تو ایک قسم کی نفاق کی حالت میں مرا۔

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من لقي الله بغير اثر من جهاد لقي الله وفيه ثلمة (رواہ الترمذی)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص نے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی (یعنی مرا) اور اس (کے اعمال میں) جہاد کا کوئی اثر نہ پایا گیا تو اس کے ایمان میں نقص ہوگا۔

(۸) ملت اسلامیہ کی حفاظت کے لئے تیاری کی ترغیب۔

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من احتبس فرسا في سبيل الله ايمانا بالله وتصديقا بوعده فان شبعه وريه وروثه وبوله في ميزانه يوم القيامة (رواہ البخاری)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں (یعنی جہاد وغیرہ) میں گھوڑا باندھ رکھا اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے اور اس کے وعدہ کی تصدیق کرنے کے خیال سے پس تحقیق اس کا کھانا اور پانی اور لید

اور پیشاب اس پالنے والے کے ترازو (اعمال صالحہ) میں قیامت کے دن شمار کئے جائینگے انتہیٰ۔

اسلامی نقطۂ نگاہ سے فوج کی عزت:-

عن سهل بن سعد عن النبی صلی الله علیه وسلم قال الروحة والغدوة في سبيل الله افضل من الدنيا وما فيها (رواہ البخاری)

سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا دن کا پہلا یا پچھلا حصہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں (یعنی دشمنوں سے جنگ وغیرہ میں) خرچ کرنا ساری دنیا اور جو چیز اس میں ہو سب سے بہتر ہے انتہیٰ

فوجی تعلیم اور فقہ

ملکی و ملی حفاظت کی فوجی خدمت کے لئے تیاری ہر مسلمان پر فرض ہے:-

هو فرض كفاية كل ما فرض لغيره فهو فرض كفاية اذا احصل المقصود بالبعض والا ففرض عين (درمختار)

جہاد فرض کفایہ ہے جو چیز کسی دوسری غرض سے لازم کی جائے تو وہ فرض کفایہ ہوتی ہے بشرطیکہ بعض کے ادا کرنے سے مقصد حاصل ہو جائے ورنہ فرض عین ہوگی

قوله هو فرض كفاية قال في الدر المنتقى وليس بتطوع اصلا هو الصحيح فيجب على الامام ان يبعث سرية الى دار الحرب كل سنة مرة او مرتين وعلى الرعية اعانته الا اذا اخذ الخراج فان لم يبعث كان كل الاثم عليه الخ (ردالمختار)

جہاد فرض کفایہ ہے در المنتقی والے نے کہا ہے کہ صحیح یہ مذہب ہے کہ جہاد کو نفلی عبادت ہرگز نہیں کہا جا سکتا لہذا امام پر واجب ہو کہ سال میں ایک یا دو مرتبہ دشمنان اسلام پر لشکر بھیجے اور رعایا پر اس کی مدد لازم ہو ہاں اگر خراج لیکر دشمنوں سے صلح کرلے تو پھر لشکر کشی کی ضرورت نہیں رہے گی اگر امام دارالحرب پر لشکر کشی نہیں کرے گا تو سارا گناہ اسی پر ہوگا۔

ہمارا فرض

قرآن حکیم کی آیات بینات احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور تصریحات فقہاء عظام سے صاف طور پر واضح ہو چکا ہے کہ ہر مسلمان (بشرطیکہ جسمانی نقائص کی وجہ سے معذور نہیں) کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال اور جان دینے کیلئے ہر وقت تیار رہے جب ضرورت پیش آئے تو کبھی جی نہ چرائے ہوس ملک گیری کے لئے میدان جنگ میں نہ جائے بلکہ مالک حقیقی عز اسمہ جل مجدہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے جائے گویا کہ ہر مسلمان فوج الٰہی کا رکن اور مخصوص سپاہی ہے۔

برادران اسلام! قرآن حکیم میں دوسرے فرائض کیلئے امر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے مثلاً اقیموا الصلوٰۃ (نماز قائم کرو) اٰتوا الزکوٰۃ (زکوٰۃ دو) بعینہ اسی طرح اسلام کی حفاظت کے لئے امر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے اعدوا لهم ما استطعتم من قوة جہاں تک ممکن ہو سکے اعداء اسلام کے مقابلہ کے لئے آلات جنگ اور ان کا علم اور مشق تیار رکھو لہذا مسلمان کا فرض ہے کہ نماز اور روزہ اور حج اور زکوٰۃ کی طرح اپنی حفاظت کا سامان بھی تیار رکھے یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ جس ہتھیار کا رکھنا قانوناً جرم ہو وہ رکھا جائے اور اس کی مشق کی جائے البتہ یہ ضروری ہے کہ جو چیز قانون کے دائرہ کے اندر رہ کر مسلمان رکھ یا کر سکتا ہے وہ ضرور لے اور کرے مثلاً جن مسلمانوں کو قانوناً بندوق رکھنے اور چلانے وغیرہ کی اجازت ہے وہ بندوق رکھیں جو تلوار رکھ سکتے ہیں وہ تلوار رکھیں اور ان ہتھیاروں کا استعمال سیکھیں اور جنہیں ان چیزوں کے رکھنے کی قانوناً ممانعت ہے وہ کوشش کریں کہ قانون ان کی شرعی ضرورت کو پورا کرے اور حکومت سے ہتھیار بردارانہ امن پسند قوم کوئی قوم لیس نہ کی ہے سے لیس ہوگی اسی قدر اس کا رعب ہوگا اور دوسری قوموں کی غاصبانہ

کشمیر کی المناک صورت حالات

تنگ نظری کا افسوسناک مظاہرہ

(ایک کشمیری مسلمان کے قلم سے)

کشمیر میں رعایا پر ظلم و جور اور تشدد جبر کے جو پہاڑ توڑے گئے وہ پنجاب کے مارشل لا کے زمانہ سے کسی طرح کم نہیں بلکہ زیادہ ہی تھے اگر اس قسم کے مظالم ہندوستان کے کسی اور حصہ میں وقوع پذیر ہوتے تو آج پورا ہندوستان ایک شعلہ اضطراب بنکر رہ گیا ہوتا اور کانگریس کی تمام قوم پرستانہ مشینری حرکت میں آگئی ہوتی یہ اتفاق اور محض اتفاق کی بات تھی کہ یہ مظالم ایک ایسے حصہ ملک میں رونما ہوئے جہاں کی تقریبًا تمام مظلوم رعایا مسلمانوں پر مشتمل تھی اور حکومت اور ظلم و قہر کی بجلیاں گرانے والے سب کے سب ہنود اور صرف ہنود تھے ظلم بری چیز ہے خواہ یہ دشمن پر ہو یا دوست پر اپنوں پر ہو یا پرایوں پر ہندوؤں پر یا مسلمانوں پر ہندو ہوں یا مسلمان انگریز ہوں یا امریکی بہرکیف انسان سب ہیں اور ایک انسان انسانیت کا مدعی ہوکر ہرگز اس معاملہ میں کسی نسلی یا قومی امتیاز کو روا نہیں رکھ سکتا اور نہ رکھنا چاہیئے آخر سب کی رگوں میں انسانی خون ہی گردش کر رہا ہے اور سب ایک ہی قسم کے گوشت اور پوست کے بنے ہوئے ہیں سب کو ظلم سے تکلیف اور کرم سے آرام پہنچتا ہے کشمیر میں جو مظالم ہوئے قہر و عتاب کی جو بجلیاں تڑپ کر گریں وہ ان افراد ابنائے نسل انسانی کے ان فرزندوں پر گریں جو مسلمان کہلاتے تھے اور انھوں نے گرائیں جو عرف عام میں ہندو کہلاتے تھے ہم اس چیز کو تسلیم کرتے ہیں اور تسلیم کرنا چاہیئے کہ اس معاملہ میں ابتداً یا اصلاً تعصب مذہبی کو کوئی دخل نہ تھا لیکن حکومت اور علی الخصوص اس خدا ناشناس زمانہ کی حکومت ہرگز یہ گوارا نہیں کرسکتی کہ اس کی رعایا سر اٹھاسکے۔

کسی ملک کی تو رسنہری جہاں کہیں حکومت کے خلاف سر اٹھایا ہے وہ بلالحاظ مذہب و ملت کچل کر رکھدی گئی ہے یا اس کے کچلنے کی سعی کی گئی ہے اور اس زمانہ ہی پر کیا موقوف ہے قدیم تاریخ کے ورق الٹ کر دیکھ لو رومیوں والوں نے رومیوں ہی پر مصریوں نے مصریوں ہی پر ایرانیوں نے ایرانیوں ہی پر انگریزوں نے انگریزوں ہی پر محض طلب حقوق یا معمولی اظہار اضطراب پر کیا کیا مظالم نہ توڑے۔

آئرلینڈ والے غیر نہ تھے لیکن انگریزوں نے انھیں پامال کرنے میں کونسی کسر اٹھا رکھی آئرلینڈ والے تو پھر غیر ملک کے لوگ تھے چارلس اور الزبتھ کے زمانہ پر غور کرو انگریزوں نے انگریزوں ہی کے ساتھ کیا کچھ نہ کیا طلب حقوق پر کونسی بربریت تھی جو روا نہ رکھی گئی۔ انقلاب فرانس میں فرانس والوں نے فرانس والوں ہی کے ساتھ کیا کچھ نہ کیا دور کیوں جایئے اسی ہندوستان میں ہندوؤں نے ہندوؤں پر اور مسلمانوں نے مسلمانوں پر کیا کیا نہ ستم نہ توڑے رعایا تو رعایا بھائیوں کے خون بھائیوں کے ہاتھوں بہ گئے اور حکومت و حکمرانی کے لئے اپنے جگر گوشوں کو اپنی تلوار سے چھید کر رکھ دیا گیا پھر حکومت کشمیر کو کیوں نہ کہیں کہ اس نے مسلمانوں پر مسلمان ہونے کی حیثیت سے مظالم کئے نہیں اور ہرگز نہیں اب کوتعصب کے جذبات افراد میں بھڑک اٹھے ہوں یہ اور بات ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک خالص راعی اور رعایا کا جذبہ جنگ تھا رعایا نے حقوق طلب کئے راعی کو ناگوار گذرا اس نے دیکھا کہ رعیت میں دم نہیں اس نے اسے پوری قوت سے کچلنے اور کچلکر رکھدینے کی سعی کی۔

اب چونکہ رعایا تھی مسلم اور راعی تھے ہندو اس لئے جب ان کا ذکر اخبارات میں آیا تو مجبورًا محض اظہار حقیقت کے لئے مظلوموں کو مسلمانوں اور ظالموں کو ہندوؤں کے نام سے موسوم کرنا پڑا تفہیم مطالب اور وضاحت حقیقت کے لئے یہ صورت ناگزیر تھی ممکن ہے کہ بعض لوگوں یا غرضمندوں نے ہندو اور مسلمانوں کے نام مخالف فریقوں کی حیثیت سے لینے میں اپنا فائدہ سمجھا ہو لیکن ہمیں حق نہیں کہ ہم لامحالہ کسی کی نیت پر حملہ کرتے پھریں ہم تو یہی کہیں گے کہ جو کچھ کہا گیا محض وضاحت مطالب کے لئے کیا گیا اور مجبورًا کیا گیا کہ حقیقت بھی تھی اس پر دوسرے لوگوں نے انھیں مطعون کرنا شروع کردیا کہ فلاں اخبار یا فلاں افراد ہندو مسلم سوال پیدا کرتے ہیں انھیں یہی خیال کرنا چاہیئے تھا کہ جب مظلوم مسلمان ہیں تو بہرکیف انھیں مسلمان ہی پکارا اور کہا جائے گا اور ظالم ہندو ہیں تو انھیں ہندو ہی کہا جائے گا واقعی ہم راعی اور رعایا ہی کہکر کام نکال سکتے تھے لیکن اس سے معاملہ مجمل رہتا ہے اور لوگوں کی طبائع قدرتًا یہ جاننے کے لئے بےچین رہتی ہیں کہ مظلوم لوگ کون ہیں اور کن لوگوں نے مبتلائے مصائب بنائے گئے۔

اگر یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ ہندو اور مسلمانوں کے نام غرضمندی کے جذبہ کے ساتھ لئے گئے تو بھی یہ تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ حقیقت یہی تھی اور مخلص اصحاب کو بھی یہ نام لئے بغیر چارہ ہی نہ تھا اور اگر چارہ تھا اور واقعی چارہ نہ تھا تو جن لوگوں نے یہ اعتراض اٹھائے واقعی وہ اس اعتراض کی بنا پر معاملہ کو نازک بنانے کے مجرم ہیں نام سرے ہی نہ لئے جائیں اور غرضمندی سے لئے جائیں تو اس سے نہ ظالم کی بریت ہوسکتی ہے اور نہ مظلومین کی ہمدردی کا موجب قرار پاتی ہے ظالم بہرکیف ظالم ہی رہتا ہے۔

حکومتوں کے طریقہائے کار

کشمیر میں حقیقت یہ ہے کہ رعایا کی عدم تنظیم اور کمزوری سے حکومت اسی طرح فائدہ اٹھاتی رہی جس طرح اور حکومتیں اپنی کمزور اور غیر منظم رعایا سے اٹھایا کرتی ہیں ان پر ٹیکسوں کی بھرمار رہی ان سے بیگار لی جاتی رہی ان سے حیوانوں جیسا سلوک کیا جاتا رہا ہے ان کی تعلیم اور ان کے حقوق سے بے پروائی برتی گئی حکمران طبقہ تمام تر حکومت سے پورا پورا فائدہ اٹھاتا رہا اور بے زبان اور کمزور رعایا کو دور سے دکار تر لیا جاتا رہا یہ زمانہ ہے ہمدردی اور ترقی کا خربوزے کو دیکھکر خربوزہ رنگ بدل رہا ہے حیدرآباد میسور اور بڑودہ کی ترقی اور رعایا نوازی کی مثالیں یکے بعد دیگرے آتی رہیں اور آئندہ اور ایک وقت آیا کہ انہوں نے بھی جھرجھری لی اور انھیں اپنے حقوق کا احساس ہوا۔

سب سے پہلے انہوں نے نہایت ابتدائی حقوق تک کے لئے جدوجہد کی تو جبر و تشدد کی تہذیب حیران رہ گئیں وہ رعایا سے اس قسم کی توقعات کی کوئی بعید تر توقع بھی نہ رکھتی تھیں اس جبر کی خوگر رکھیں انہیں یہ بیداری اور یہ احساس ناگوار گذرا اور انہوں نے اپنی حکومت کی غلامی کا طوق ان کے گلے میں قائم رکھنے اور اس سرچشمہ کا مناسب انہی ہاتھ میں بند کر لینے کا تہیہ کیا۔ زمانہ آزادی کا ہے بیسویں صدی ہے بلا وجہ رعایا پر ظلم معیوب ہے اس لئے مواقع ظلم تلاش کئے اور ان کے اس جذبہ کو کچلنے کے لئے اسباب پیدا کئے جانے لگے۔ اس جستجو میں بھی ایک عرصہ گذر گیا دو طرفہ سعی و کوشش کا سلسلہ جاری رہا آخر حکمران طبقہ کا پیمانہ صبر لبریز ہوگیا اور انہوں نے خطبہ عیدین کی بندش اور قرآن کریم کی علیٰ الاعلان بے حرمتی کا کسی نہ کسی صورت میں ارتکاب کیا مسلمانوں میں قدرتاً جوش پیدا ہوا اس جوش کو سکون پذیر کرانے کے بجائے مزید تشدد سے کام لیا گیا اور ایک مولوی صاحب کو ایک تقریر کی بنا پر محض مظاہرہ تو ت کے طور پر گرفتار کر لیا گیا اور جب یہ اس کے مقدمہ کا فیصلہ سننے کے لئے بعدا کشیر مرکزی جیل کے سامنے مجتمع ہوئے تو ان پر گولیاں چلا دی گئیں۔

حکمران طبقہ کی طرف سے یہ عذر تراشا گیا کہ یہ اجتماع جیل پر حملہ آور ہونا چاہتا تھا اور ہم نے پولیس پر پتھر برسائے تھے یہ بھی کوئی جدید بات نہ تھی اور نیا عذر تھا برطانوی ہند میں ایسے واقعات و عذرات بکثرت رونما ہو چکے تھے اس کے بعد قدرتاً مزید جوش پھیلا اور ظلم و ستم کی تمام قہرمانی طاقتیں کام میں لائی گئیں اور حقوق طلب رعایا پر ابتداً ہر مطالبہ کے متعلق یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ پہلے استہزا کیا جاتا ہے پھر مخالفت اور اس کے بعد رعایت جب حکمران طبقہ نے دیکھا کہ مسلمان اس تشدد سے مرعوب نہیں ہوئے جابرانہ مخالفت کا منہ آئی اور رعایت کی طرف نگاہ اٹھی عارضی سمجھوتہ ہوا اور مسلمانوں کے اپنے مطالبات کی فہرست طلب کی گئی دیئے اور رعایا کی سننے کے عادی نہ ہو کر تھے نہیں سکون کے بعد پھر رنگ زعونت بدلا گیا اور ایک دفعہ پھر اس سے زیادہ قوت کے ساتھ حقوق طلب رعایا کو کچلنے اور اس طرح ان کا منہ بند کرنے کا فیصلہ کیا گیا مسلمانوں کو پھر اشتعال دلا کر خود ساختہ بہانے کی بنا پر اذیت ناک واقعات عمل میں لائے گئے اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ انھیں رہنماؤں کو جن کے ساتھ سمجھوتہ کیا گیا تھا اور جن سے مطالبات کی فہرست طلب کی گئی تھی عین اس وقت کہ وہ اپنے مطالبات کی اسکیم تیار کرنے میں مصروف تھے ان سے نہایت ذلت آمیز سلوک روا رکھا گیا اور خود تراشیدہ الزامات پر انھیں دوبارہ گرفتار کر لیا گیا۔

احتجاج کا طوفان

ان گرفتاریوں پر احتجاج کا ایک بے پناہ سیلاب امنڈ آیا حکام عقل و خرد سے کام لیتے تو حالات پھر سکون پذیر ہو جاتے لیکن وہ تو ایک دفعہ پھر پوری استبدادی قوتوں کا مظاہرہ کرنے پر تلے بیٹھے تھے یہ دیکھکر اور برافروختہ ہو گئے کہ ان میں تو زبردست بیداری پیدا ہو گئی ہے اور وہ حالت رونما ہے جو کسی برطانوی شہر میں بھی نہیں دیکھی گئی مارشل لا کا نفاذ کر دیا اس سے پہلے جا بجا بے دریغ گولیاں چلائی گئیں گلی کوچوں میں عورتوں اور بچوں تک کے جلوس پر گھوڑے دوڑا کر روندے گئے اور جب اس سے کلیجہ ٹھنڈا نہ ہوا تو بجلی کے کرنٹ بھرے تار پھینکے

اور گولیاں چلائیں اسلام آباد میں آگ اور خون کا ہی کھیل کھیلا گیا شوپیان میں ظلم کے پہاڑ توڑے گئے سرینگر میں یہ حالت ہوئی کہ ایک محلہ میں گولیاں چلیں ابھی نعشیں اٹھنے بھی نہ پائیں کہ دوسرے محلہ سے دوسرا جلوس مرتب ہو کر نکلا اس کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوا تو تیسرا نکلا آگے بڑھا کہیں سنگدار عورتوں کے ماتمی جلوس نکلے اور کسی جگہ بچوں کے پولیس اور فوج نے ہر جگہ گولی چلائی اور اس کے متعلق عذر یہ پیش کیا کہ جلوس والوں نے پتھر برسائے تھے پتھر کیا ہوئے ایک بھوت ہوا جو ہر جگہ اور ہر موقعہ پر موجود رہا یہاں بھی وہی حکمران ذہنیت کار فرما تھی مسلمانوں حکومتوں کے پاس پیش کرنے کو یہی عذر ہوا کرتا ہے۔ مارشل لا کے نفاذ کے زمانہ میں تو کوئی کیا لکھا نہیں کہی گئی بازاروں میں نوجوانوں کے بند ہوا کر بید لگوائے گئے اور وارنگی فرست محض شک کی بنا پر مسلمانوں کو ضروری قرار پائی تھی میں سرکاری اتباع ان پر بازی گر سے ٹاپ دئے جاتے تھے کشمیر میں زمانہ رام کے اندھے آئین سے یہ خیال کیا گیا کہ کوئی کمزور سے کمزور طریقہ اٹھا نہ رکھا گیا مارشل لا فوجی حکومت وہاں سپاہیوں کا اقتدار جو کچھ بھی ہو وہ ہوا ہے عورتیں خراب ہوئیں عزتیں گئیں نماز پر پابندیاں قائم ہوئیں مساجد بند کی گئیں تلاشیاں لی گئیں بید پڑے مرغے بنے اس دور میں حرام کو حلال بنالیا سب ہی کچھ کیا گیا اور وہ قہر توڑے گئے کہ ہر طرف سے شور الامان برپا ہو گیا اور تہلکہ مچ گیا۔

یہ صورت دیر تک قائم رہی آل انڈیا کشمیر کمیٹی اور احرار اسلام اور عامۃ المسلمین کی رائے عامہ کا دباؤ پڑ رہا تھا آخر حکومت مجبور ہوئی آخر مہاراجہ صاحب بہادر نے اپنی سالگرہ کی تقریب کی خوشی پر مظلوم مسلمانوں کی رہائی اور ان کے مطالبات دوبارہ غور کا اعلان کر دیا اور سکون و امن قائم ہو گیا مسلمان فطرتاً احسان پذیر قوم ہیں انھیں مہاراجہ صاحب بہادر یا ان کی حکومت سے کوئی پرخاش تو تھی ہی نہیں محض اپنے حقوق طلب کرنے کا جذبہ تھا اس لئے جامع مسجد میں جمع ہو کر انہوں نے شکر گذاری کی ایک قرار داد منظور کی اور مہاراجہ صاحب کو ان کی سالگرہ پر مبارکباد بھی دی اور دعا کی مسند جرائد کا ذائل امر کی شہادت دے سکتا ہے کہ کشمیر کے مسلمانوں نے متعدد مقامات پر اسی طرح اظہار دلی کا اظہار کیا۔

برادرانِ وطن کی انصاف سوزی

ریاست اور والی ریاست کے متعلق یہ رویہ تو تھا ان مسلمانوں کا جن کی آنکھوں کے سامنے اسی ریاست کے عمال نے ان کی پردگیان عفاف کی بے حرمتی کی تھی ان پر غضب ڈھائے دوڑا کر انھیں کچل ڈالا تھا ان کے وطن میں ان کے خون سے زمین کو لالہ رنگ بنایا گیا تھا جن کے گھروں سے بیواؤں کی سوگوار صدائیں بلند ہو رہی تھیں کسی مکان میں جوان اولاد کا ماتم بپا تھا اور کسی گھر میں اپنے بچہ کی ہلاکت پر غم کے بادل گھرے ہوئے تھے کہیں بیواؤں کی چیخیں تھیں اور کہیں مجروحین کی کراہتی آوازیں جن کی دو آنکھیں ابھی اچھی ہوئی نہیں جنہوں نے اپنی عزیز عورتوں اپنے معصوم بچوں اور اپنے نوجوان بھائیوں کو خاک و خون میں تڑپتے دیکھا تھا جن کے قلب اپنے اقارب کی ہلاکت سے پاش پاش ہو رہے تھے جن کی آنکھ کے آنسو ابھی تک خشک نہ ہوئے تھے جن کے نشیمنوں سے ابھی تک ماتمی چیخیں برابر بلند ہو رہی تھیں جنہوں نے سہ بار بید کھائے تھے جیلے

جسموں پر وحشی ڈوگروں کی سنگینوں کے نشان موجود تھے اور جن کی بہنیں اور بیٹیاں اپنے خاوندوں بھائیوں اور بچوں کے غم میں تڑپ رہی تھیں اور جن کی آہیں عرش الٰہی کو جنبش میں لا رہی تھیں۔

یہ سب کچھ ان ہزاروں مجروح قلب اور ریاست کے ستائے اور تباہ کئے ہوئے تو مہاراجہ بہادر کا شکریہ ادا کر رہے تھے انہیں مبارکباد دے رہے تھے ان کے اقبال کی دعائیں مسجدوں میں مانگ رہے تھے لیکن ہندوؤں کا اتنا متعصبانہ ذہنیت ہی نہ تھی جو اس ابتلا میں اپنے ہم مذہبوں کے اندر سکون و آرام سے صوفوں اور گدوں پر پڑے رہے تھے۔ انہوں نے اپنے ہمسایہ بھائیوں کے زخمیوں کا تماشا اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اور جو ہر قسم کے جانی و مالی نقصانات سے مامون اور محفوظ تھے ان کا کیا رویہ تھا ایک نگاہ ذرا اس پر بھی۔ اسی لئے جلسوں کی طرف سے قراردادیں اور غیظ آلود تجاویز بھی منظور کی جا رہی تھیں، مکار پمفلٹ اعلانات اور مخالفانہ اشتعال انگیز اخبارات میں چھپوائے جا رہے تھے اور دوسری طرف ان کے بھائی اور مختلف ہندو جرائد کے ایڈیٹر اپنے غضبناک مقالوں اور تبصروں سے مہاراجہ صاحب کو پریشان کر رہے تھے پرتاپ مورخہ ۱۸ اکتوبر میں مرقوم ہے کہ "مہاراجہ بہادر کے اعلان سے ہندو حلقوں میں بڑی بےچینی پھیلی ہوئی ہے اور انہوں نے مخالفانہ جلسے شروع کر دیئے ہیں۔" اسی تاریخ کے ملاپ میں مذکور ہے کہ "اس پالیسی سے ہندوؤں میں بےچینی اور مایوسی کے جذبات پیدا ہو گئے ہیں کشمیری ہندو تو اس اعلان کو اپنے لئے سخت خطرناک سمجھتے ہیں اس مسلم نوازی سے ہندوؤں کی زندگی مسلمانوں کے رحم پر منحصر ہو جائیگی اور روز آئے دن مصائب و آلام میں گرفتار رہا کریں گے۔" اسی تاریخ اور اگلی تاریخ کے ٹریبیون ڈیلی ہیرالڈ وغیرہ دیکھو تو ان میں مذکور ہے کہ "مہاراجہ صاحب نے باغیوں کے حوصلے بڑھا دیئے ہیں ہندو جذبات کی پرواہ نہ کی ہندو سخت پریشانی کے عالم میں ہیں اور کشمیر ہی میں نہیں پنجاب بھر میں اس اعلان سے وحشت پیدا ہو گئی ہے کہ یہ کیا ہوا۔"

نادان دوستوں کی دشمنی

یہ لوگ مہاراجہ صاحب کے دوست نہیں دشمن ہیں اس دور میں کوئی حکومت جبر و تشدد پر دیر تک قائم نہیں رہ سکتی یہ ایک حقیقت اور مسلم حقیقت ہے مہاراجہ صاحب کی بہی خواہی یہ ہوتی کہ مسلم رعایا کے تیور اور احساس دیکھ کر فوراً انہیں مطمئن اور سکون پذیر کرنے کا مشورہ دیا جاتا ایسے مواقع پر حکومت کی حمایت حکومت سے دشمنی و معاندت کے مترادف ہوتی ہے اول تو حکومتیں معاندت سے بے پرواہ ہوتی ہیں ثانیاً ان کے قبضہ و اختیار میں تعلیم و تہذیب کی تمام قوتیں طاقتیں انھیں اور غافل بنا دیتی ہیں اس صورت میں اگر انھیں کچھ حامی و مؤید نصیب ہو جائیں تو ان کے نارہ غضب میں ہولناک اشتعال پیدا ہو جاتا ہے اس سے ان کے حامیوں کو چنداں نقصان نہیں پہنچا لیکن حکومتیں اب اوقات ورطہ ہلاکت میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ معاملہ کو بگاڑنے اور حکومت کو جبر و تشدد پر اکسانے والے پنجاب و کشمیر کے ہندو کا شر انگیز عنصر تھا اس لئے اپنی مہاسبھائی ذہنیت کی تسکین اور معاندانہ جذبات کی تشفی کے لئے مسلمانان کشمیر کے اضطراب کو بڑھانے اور اپنا بخار نکالنے کا ایک بہترین موقعہ سمجھا اور مسلمانوں میں ہیجان پیدا ہوا اور پنجاب و کشمیر کے تدبر نا آشنا اور غیر مآل اندیش ہندو آگے بڑھے انہوں نے مہاراجہ بہادر کو ان کے ساتھ عدل و انصاف کی تلقین کے بجائے انھیں باغی شورش پسند اور انقلابی کے نام سے موسوم کرنے اور مزید اشتعال دلانا شروع کر دیا غور کیجئے کتنی نازک صورت حالات پیدا ہو گئی تھی یہ عنصر ریاست اور عمال ریاست کو اشتعال دلا رہا تھا اور ریاست و عمال ریاست مسلمانوں کو اشتعال دلا رہے تھے اور حالات بد سے بدتر صورت اختیار کرتے جاتے تھے ان ناعاقبت اندیشوں نے ایک لمحہ کے لئے بھی یہ خیال نہ کیا کہ یہ تحریک انفرادی نہیں اجتماعی ہے اور یہ ملال مسلم قلوب پر طاری ہو چکا ہے اور رعایائے کشمیر اصلاً انہی سے عبارت ہے اگر انھیں مستقل برافروختہ کر دیا گیا تو حکومت کس پر کی جائیگی۔

یہ کوئی مباحث مخلوط اور انتخاب جداگانہ کے مسائل نہ تھے جن کا تعلق صرف دو مختلف قوموں سے ہے بلکہ یہ راعی اور رعایا کی ایک آئینی جنگ تھی نہایت ہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ گذشتہ حکومت سے سرشار رعیان ریاست کو انہوں نے گمراہ کر کے اب وہ صورت پیدا کر دی کہ اس ریاست میں انگریزوں کے عمل دخل کے قوی ہونے کے امکانات پیدا ہو گئے ہیں اور وہ وقت آ رہا ہے کہ مہاراجہ صاحب بہادر شاہ شطرنج بنکر رہ جائیں یہ معاندت نہیں تو اور کیا ہے انہوں نے معاملہ کو طول دیکر اور شورش و بغاوت کے نعرے بلند کر کے مسلمانوں کو تباہ کرانا چاہا تھا لیکن ریاست بھی ان نادان دوستوں کے ہاتھوں چکر میں پڑ رہی ہے صاف صاف کہا جا رہا تھا مہاراجہ اور معاندوں کی طرف سے کہا جا رہا تھا کہ مسلمان باغی ہیں، بدمعاش ہیں، ظالم ہیں شریر ہیں ان پر بالکل رحم نہ کیا جائے ان کی ایک نہ سنی جائے بلکہ انھیں قوت سے کچل کر رکھ دیا جائے۔ یہ باتوں کے نہیں ارادوں کے ثبوت میں "ملاپ" "پرتاپ" "ٹریبیون" "ہیرالڈ" مہاسبھا کی شائع کردہ حتیٰ کہ سکھوں تک نے مہاراجہ بہادر کو اپنی تائید و حمایت کا یقین دلایا ہے اور یہ انہی کی ان سرشارانہ اور غیر مدبرانہ کارروائیوں کا نتیجہ تھا کہ نہ صرف یہ ملا بلکہ انھیں بے تحاشہ غیر موزوں پالیسی تک مزید تشدد پر ابھارا گیا اور مسلمانوں پر خوب ظلم کرائے اتنے کہ یورپین بھی دیکھ کر گھبرا اٹھے اور سول اینڈ ملٹری گزٹ میں انہوں نے خطوط چھپوائے اور غیر مشتبہ الفاظ میں لکھا کہ پولیس اور فوج نے سرینگر اور اسلام آباد میں پوری بربریت اور وحشت کا اظہار کیا مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ توڑ دیئے اور انسانی ذلت و اذیت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا گیا۔

مسلمانوں کے مطالبات کی حق بجانب نوعیت

ایک طرف تو یہ عنصر "بغاوت بغاوت" کا شور بلند کر رہا تھا دوسری طرف ہر طبقہ خیال کے مسلمانوں کی اخلاقی و عملی قوتیں مسلمانان کشمیر کے مطالبات کی ہمدردی میں مصروف کار تھیں اور سول اینڈ ملٹری گزٹ تک یہ لکھ رہا تھا کہ مسلمانوں کے مطالبات جب تک پورے نہ ہوں گے اس وقت تک کشمیر کی حالت ایسی ہی رہے گی ہمارے نزدیک یہ زخم اتنا گہرا ہے کہ اس کے اندمال کے وقت تک مسلمان اطمینان و سکون سے نہیں بیٹھ سکتے ان کے تمام مطالبات حق بجانب ہیں ہمیں بیحد افسوس ہے کہ برادران وطن نے ادعائے قوم پرستی کے باوجود اس موقع پر نہایت تنگ نظری کا ثبوت دیا اور محض اپنے ادنیٰ جذبات سے کام لیکر اور انتقامی روح سے سرشار ہو کر مسلمانوں کو تباہ کرایا انھیں اس سے کوئی فائدہ نہ پہنچا اور مسلمانوں کے قلوب میں ناسور پڑ گئے انتہا یہ ہے کہ اب تک مسلم وفد باریاب ہو چکا ہے اس کے مطالبات پیش ہو گئے ہیں برادران وطن کے معاندانہ رویہ میں سر مو فرق نہیں ہوا نہ ذہنی تنگی اور دینی ادنیٰ جذبات کا مظاہرہ اب بھی موجود ہے بلکہ زیادہ

افسوسناک امر یہ ہے کہ مسلمانوں کو برزور دھمکی دی جارہی ہے کہ اگر کشمیر کے خلاف محاصرہ بند کیا تو ہم حیدرآباد بھوپال اور بہاولپور کے خلاف اسی قسم کا شر انگیز پروپگنڈا شروع کر دیں گے۔

کتنی مضحکہ انگیز اور شرمناک پوزیشن میں ہیں اور کتنے دنی وسفیہانہ خیالات ہیں مسلم رعایا اپنے مہاراج راجی سے کچھ مطالبات کرتی ہے اور ان کے عمال کی چند شر انگیز کارروائیوں پر صدائے احتجاج بلند کرتی ہے تشفی کے بجائے اس پر گولیاں چلتی ہیں تازیانے پڑتے ہیں بجلی بھرے کرنٹ پہ کھینچے جاتے ہیں توہین و تذلیل کی جاتی ہے خون بہایا جاتا ہے مارشل لا قائم ہوتا ہے اس پر مسلمانوں میں شدیدًا ایک حشر انگیز اضطراب پیدا ہوتا ہے اور اب ساتھ ہی تلافی مافات کی دھمکیاں نہیں دیجاتیں بلکہ استدعائیں کی جاتی ہیں تو اس مظلومی و بیکسی کے عالم میں ان کی حمایت کے بجائے الٹی ان کے ساتھ معاندت کی جاتی ہے اور زور ڈالا جاتا ہے کہ چپ رہو، آواز بند کردو گھٹ گھٹ کے مرجاؤ اپنے جوان مرگ بیٹوں اور بھائیوں کا داغ بھلا دو اپنے خواہ اپنی ذات اور اپنے حقوق کا نام بھی لو گے تو ہم دوسری جگہ تمہارے گھروں میں گھس کر ہڑا مچا دینگے یہ ذہنیت اور یہ حالت ہے اور پھر غریب مسلمانوں کی شکایت کی جاتی ہے

بہاولپور میں تین سال کے اندر انقلاب انگیز اصلاحات ہوتی ہیں جابجا مدرسے ہسپتال سڑکیں اور نہریں قائم ہو جاتی ہیں ہندوؤں کے حقوق کا احترام کیا جاتا ہے اور لاکھوں روپیے کے ٹھیکے ہندو کو دیئے جاتے ہیں بھوپال کا روشن ضمیر حکمران رعایا کی فلاح و بہبود میں رات دن ایک کر دیتا ہے، کونسل قائم کرتا مفاد عامہ پر بے شمار روپیہ خرچ کرتا ہے ہندوؤں کے جذبات کے احترام میں گاؤ کی قربانی بند کر دیتا ہے ان کی دلنوازی کرتا ہے دونوں ریاستوں کی ملازمتوں کے دروازے ہندو و مسلم کے لئے یکساں کھلے رہتے ہیں مالیہ برطانی ہند سے کم جاتا ہے۔ بہاولپور میں ایک مسلمان کو ہندو کے قتل کے جرم میں بلا پس و پیش پھانسی دیدی جاتی ہے کسی قسم کا امتیاز دونوں میں ہرگز روا نہیں رکھا جاتا اور آج ان کے خلاف بھولے سے بھی کوئی ہندو آواز بلند نہیں ہوتی۔

لیکن کشمیر کے وہ مسلمان جو ۹۰ فیصدی آبادی رکھتے ہوئے نظم و نسق سے بالکل علیحدہ ہیں جہالت میں غرق ہیں ٹیکسوں اور محصولوں میں دبے ہوئے ہیں اپنے وطن کے صحرا سے دو تولہ بوٹی توڑ لینے کے جرم میں طویل میعاد سزا کے مستحق قرار پاتے ہیں نہ مذہبی آزادی سے روشناس ہیں اور نہ تحریری تقریری آزادی سے جب آواز حق بلند کرتے ہیں اور اپنے خون بہا پر حقوق چاہتے ہیں تو دھمکی دی جاتی ہے کہ ہم بہاولپور اور بھوپال میں جتھے بھیجیں گے کیا یہ انتقامی جذبات نہیں، تنگ نظری کا مظاہرہ نہیں اپنے دہکتے ہوئے دلوں سے پوچھو کشمیر اور بھوپال میں کتنے زمین و آسمان کا فرق ہے اگر ہے تو پھر ہم اسے مکروہ اور انتقامی جذبات کا شرمناک مظاہرہ نہ کہیں تو کیا کہیں۔

کیا آپ کو نماز پڑھنی آتی ہے

ضرور آتی ہوگی کیونکہ آپ مسلمان ہیں اور نماز اسلام کا سب سے زیادہ ضروری فرض ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ آپ نماز کی حقیقت سے ناواقف ہوں آپ کو نماز فرائض و واجبات و سنن یاد ہوں لیکن یہ معلوم نہ ہو کہ نماز کی کس قدر تاکید کی گئی ہے اور عاشقان الٰہی کی نماز کیسی ہوتی تھی اگر یہ سب باتیں آپ کو معلوم ہو جائیں آپ نماز کے پابند ہی نہیں بلکہ نماز کے عاشق ہو جائینگے اس ضرورت کے لئے حسب ذیل کتابیں منگایئے انشاء اللہ ان کو پڑھ لینے کے بعد آپ قضا نہ کریں

نماز کی حقیقت

پہلے تو یہ معلوم کیجئے کہ نماز ہے کیا چیز اس کتاب میں نماز کی حقیقت اور فلسفہ کا بیان کیا ہے کہ پڑھنے والے پر اس قدر اثر پڑتا ہے کہ مبہوت ہو جاتا ہے اور خود بخود نماز پڑھنے کا شائق ہو جاتا ہے قیمت ۲ر

ترغیب نماز

نماز کی حقیقت پڑھنے کے بعد اول تو آپ کو خود شوق ہوگا اس پر مزید تائید حق جل وعلا کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے اور وہ بھی ایسی کہ فضائل پر دیکھئے تو سبحان اللہ ایک نماز کے بدلے میں ہزار ہزار نیکیاں اور غیر پابندی کی وعیدیں العظمۃ للہ عذاب سنکر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تاکید نماز کے لئے یہ دو کتابیں پڑھنے کے بعد ترک نماز کی مجال نہیں رہتی قیمت صرف تین آنے ۳ر

نمازوں کا بیان

جب نماز پڑھنے کا دل شائق ہو جائے گا اور خدا کی وعیدوں سے دل لرزاں ہو پھر نماز کی ترکیب پڑھئے اور محل کو پڑھایئے بیوی کو پڑھایئے بڑوں کو سمجھایئے تاکہ گھر کا گھر نمازی ہو جائے اس کتاب میں نماز پڑھنے کی پوری ترکیب ہے۔

اعمال بخشش

جب نماز پڑھنے لگیں تو اس کے چھوٹے چھوٹے مسائل بھی معلوم کیجئے اس لئے کہ بعض اوقات بہت سی لغزش سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اس کتاب میں طہارت اور نماز کے تو قریب تمام مسائل بھی لکھدیئے ہیں تاکہ دوسرے ارکان سے بھی واقفیت ہو بہت عمدہ کتاب ہے۔ قیمت ۲ر

نمازیوں کی کہانیاں

نماز تو پڑھتے ہیں اس کے مسائل سے بھی عبور ہو گیا لیکن ذرا یہ تو دیکھئے کہ اللہ والوں کی نماز کیسی ہوتی تھی سبحان اللہ نمازیں ان کی تھیں اور وہ دین و دنیا کو برتری دیتی تھیں دین ہی نہیں دنیا کے بھی ہزاروں فائدے ان میں مضمر ہیں یہ کتاب عورتوں کو ضرور پڑھایئے کیونکہ اس میں کہانیاں ہیں اس لئے عورتیں اور بچے اس کو شوق سے پڑھیں گے۔ قیمت ۶ر

سب کتابیں اگر ایک ہی وقت منگائیں تو مجلد اور جلد کی قیمت نہیں لیجائیگی قیمت پانچوں کتابیں مجلد ایک روپیہ (عمر)

سب کتابوں کے ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس۔ دہلی

ارض افغانستان میں صبح ترقی کا طلوع

شاہ نادر خاں کی روشن خیالی کے مظاہر

افغانستان وہ ملک ہے جہاں ابتدائے عہد اسلام سے لیکر اس وقت تک خداوندان توحید کی حکمرانی رہی ہے اور جہاں سے پرشکوہ اور اولوالعزم سلاطین اسلام نے اٹھکر اور نکل کر اطراف اور گرد و پیش کے ممالک کو مسخر و مطیع کیا ہے سلطان محمود غزنوی، سلطان محمد غوری، اور سلطان احمد شاہ ابدالی اسی خاک پاک سے اٹھے اور انہوں نے اپنے گھوڑوں کی ٹاپوں سے ہندوستان جیسے وسیع و عریض ملک کے صحراؤں اور جنگلوں کو پامال کر کے رکھدیا۔ سلطان محمود غزنوی نے جس ثبات اور جس حوصلہ مندی و دلیری سے ہندوستان پر پیہم حملے کئے اور دو دفعہ نہیں پورے سترہ دفعہ یہاں کے مہاراجوں کو یورش افغانستان کی ہلاکت کا مزہ چکھایا وہ تاریخ ہند کا ایک اہم باب ہے یہ سلطان نہایت عادل سلطان تھا اس نے ہر حملہ میں صرف محاربین سے تعلق رکھا اور غیر محاربین کو کبھی ایذا نہ پہنچائی اسے بھی ہندوستان کی متحدہ قوت سے مقابلہ کرنا پڑا سلطان محمد غوری نے پانی پت میں رائے پتھورا کو شکست عظیم دیکر یہاں اسلامی سلطنت کا سنگ بنیاد قائم کیا۔

سلطان احمد شاہ ابدالی نے آخری وقت میں صرف ۲۳ ہزار فوج سے لاکھ اٹھہ ہزار لشکر کو وہ تباہکن ضرب پہنچائی اور ایسی زبردست شکست دی کہ ہندوستان کے ہر چھوٹے اور بڑے گھر سے کسی نہ کسی سورما کے ماتم کی آوازیں برسوں نہیں سالوں بلند ہوتی سنی گئیں اتفاق وقت تھا کہ وہ اس فتح جلیل کے بعد یہاں سے واپس چلا گیا ورنہ یقینی امر تھا کہ یہاں اسلامی حکومت کی قصر عالیشان پھر از سر نو تعمیر ہوتا اور اولین صدیوں کے لئے استواری کے ساتھ قائم ہوجاتا افسوس ہے کہ وہ واپس چلا گیا اور ایک سات سمندر پار سے آنے والی حکومت کے لئے راستہ صاف کر گیا اس کے بعد افغانستان میں بھی اختلال پیدا ہوگیا اور ایک مدت کے بعد امیر عبد الرحمن غازی اس ملک میں امن قائم کر سکے اس کے بعد امیر حبیب اللہ خاں نے اس صورت حالات کو قائم رکھا مگر اب تاریخ نے پھر اپنا ورق الٹا اور ایسا معلوم ہوا کہ افق افغانستان پر ایک نیا آفتاب عظمت طلوع ہوا ہے یہ آفتاب شاہ امان اللہ خاں کی ذات گرامی تھی آپ نے نہ صرف یہ کہ برطانیہ جیسی باجبروت حکومت کا جوا اپنی گردن سے اتار پھینکا بلکہ اسے شکست بھی دی اور من مانی شرائط پر دستخط کرا لئے اس کے بعد آپ ملک کی ترقی میں ہمہ تن مشغول و منہمک ہوگئے اور ایک قلیل وقفہ مدت ہی میں اسے خاک ذلت سے اٹھا کر عرش عزت پر فائز کر دیا سب ممالک میں افغانستان کی دھاک بیٹھ گئی اور ہر طرف آپ کی روشن خیالی اور ترقی پسندی کی دھوم مچ گئی قدرت کے کام انسانی عقل و بصیرت کی گرفت میں نہ ہماری تمناؤں اور آرزوؤں سے بے نیاز ہے وہ صرف اپنی مصلحت دیکھتی ہے بدنصیب تھی رعایائے افغانستان جس نے اس بیدار مغز اور ہمدرد بادشاہ کی غدرانہ کی بغاوت ہوئی تخت الٹ گیا اور اس متمدن سلطنت کے متمدن تخت پر ایک وحشی و جابر سقہ حبیب اللہ کے نام سے جلوس فرما ہوا اس نے تقریباً نو ماہ حکومت کی اور یہ دور غالباً افغانستان کی پوری تاریخ میں ایک تاریک اور انتہائی المناک دور تھا۔

مردے از غیب کی کارفرمائی

آخر خدائے برتر و توانا کی غیرت جوش میں آئی اس نے مظلوم و مقہور افغانیوں پر رحم فرمایا اور شاہ نادر خاں غازی "دام اقبالہ" کے لئے "مردے از غیب بیروں آید و کارے بکند" بنکر فرانس سے افغانستان پہنچے آپ جس بے سر و سامانی کے عالم میں اپنے وطن مالوف پہنچے ہیں اس کی نظیر تاریخ عالم میں کم ہے عقل ہرگز اس یقین کی موید نہ تھی کہ آپ اس ملک میں حکومت قائم کرنا تو ایک طرف امن و امان بھی بحال کر سکیں گے ایک تلوار اور چار کپڑوں کے سوا آپ کے پاس کچھ بھی نہ تھا لیکن دماغی اور ذہنی طاقتیں آپ کی باطل سوز اور مشکل شکن تدبر اور خداداد اثر و نفوذ آپ کا رفیق کار تھا آپ نے سرزمین افغانستان پر قدم رکھا اور پہنچتے ہی سقائی حکومت کے تار و پود بکھیر دیئے اور اپنے تدبر کی کارفرمائیاں نمایاں کرنی شروع کر دیں اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد اس نیلگوں آسمان نے جو ہمارے سروں پر چھایا ہوا ہے دیکھا کہ وہی بے نوا جنرل جو محض ایک تلوار کمر سے آویزاں کئے افغانستان پہنچا تھا تخت حکومت پر متمکن ہے اور اس ملک میں جہاں نو ماہ سے بدامنی اور فساد کے جھکڑ چل رہے تھے امن و امان کی نسیم کے روح پرور اور خنک جھونکے آ رہے ہیں۔

شاہ موصوف نہیں چاہتے تھے کہ خود سریر آرائے حکومت ہوں لیکن اہل افغانستان کو ایک استخوان شکن بخار سے صحت ہوئی تھی اور آپ نے انھیں ایک وحشی اور کودن فرمانروا کے چنگل سے نجات دلائی تھی اس لئے انہوں نے باصرار آپ کو مجبور کیا کہ آپ حکومت کی عنان اپنے ہاتھ میں لیں حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ حال ہی میں کابل تشریف لے گئے تھے آپنے شاہ ممدوح سے بھی ملاقات کی جس کے دوران میں آپ نے خواجہ صاحب سے کہا کہ:-

"میں اپنے ملک کو ایک غیر مستحق شخص بچہ سقہ کے پنجہ سے چھڑانے آیا تھا اور فرانس سے یہ عزم کر کے چلا تھا میں خود بادشاہ بننا نہ چاہتا تھا میں نے بہت انکار کیا لیکن میں نے بیحد اصرار سے مجبور ہو کر اس بوجھ کو اپنے کندھوں پر رکھ لیا میں خدا کی ذات پر بھروسہ رکھتا ہوں کہ وہی قادر مطلق مجھ ناتوان کو امن و انتظام اور عدل و تدبر کی توفیق عطا فرما رہا ہے"

عسکری تنظیم

شاہ ممدوح نے سریر حکومت پر متمکن ہوتے ہی پہلے قیام امن و امان کی سعی کی اور اعلان کر دیا کہ میں شاہ امان اللہ خاں کے نقش قدم پر چل کر ملک کو منازل ارتقا طے کرانے میں پوری سعی و جہد سے کام لوں گا جبکہ ابھی ہوئے ابھی بہت زیادہ عرصہ

نہیں گذرا ہے کہ آپ ملک کو اس منزل پر لے آئے ہیں جس پر وہ شاہ امان اللہ خاں کے مبارک دور میں تھا بلکہ اگر بغور دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ افغانستان اس سے بھی آگے نکل چکا ہے۔ اور بڑی سرعت کے ساتھ مراحل ارتقا طے کر رہا ہے آپ نے اپنی بصیرت اور دقیقہ سنجی سے سمجھ لیا تھا کہ شاہ امان اللہ خاں کے زوال و بربادی کا باعث یہ امر تھا کہ انہوں نے تمدنی ترقیات کے جوش میں عسکری تنظیم و تقویت کی طرف پوری توجہ نہ دی تھی اور بزعم خود سمجھ لیا تھا کہ جس ملک میں تمدن و تہذیب کی روشنی پھیل جائے اور امن و امان کے برقی قمقمے ہر جگہ روشن ہوں وہاں فوجی طاقت کی طرف توجہ کی چنداں ضرورت نہیں اسی کوتاہ فہمی نے آپ کو کھو دیا اور ملک کو مصائب و آلام کے جنگل میں گرفتار ہونا پڑا اس لئے آپ نے سب سے پہلے اس طرف اپنی توجہ منعطف کی۔

اب حالت یہ ہے کہ افغانی عساکر اپنی ضروریات کے مطابق ہوائی جہازوں مشین گنوں جدید ترین رائفلوں جنگی موٹروں ٹینکوں اور توپخانہ سے آراستہ ہیں فوجی عسکری تربیت کیلئے شاہ امان اللہ خاں نے جرمن اور اطالوی افسر ملازم رکھے تھے اب صرف جرمن افسروں سے یہ کام لیا جاتا ہے فوجی مدارس میں ترک افسر تعلیم دے رہے ہیں توپخانہ میں دو اطالوی افسر تربیت دینے کے لئے مقرر ہیں شاہ نادر خاں کا شاہی باڈی گارڈ سرورِ شاہی کہلاتا ہے ماہرین کے نزدیک ان کا معیار نہایت اعلیٰ ہے اور یہ فوج کے چیدہ اور منتخب افراد پر مشتمل ہے ان کی نوپیاں تو جرمن وضع کی ہیں لیکن وردیاں فرانسیسی طرز کی ہیں۔

باقی افواج کا لباس اور وردیاں ویسی ہی ہیں جیسی کہ شاہ امان اللہ خاں غازی کے وقت میں تھیں البتہ انفیس تنخواہ اب زیادہ بھی ملتی ہے اور وقت پر ملتی ہے سپاہیوں میں میل جول اور یکجہتی پیدا کرنے کے لئے یہ صورت اختیار کی گئی ہے کہ انہیں چھوٹے چھوٹے لشکروں میں تقسیم کر دیا گیا ہے ایک کرنیل صرف چار سو سپاہیوں کی کمان کرتا ہے شاہ امان اللہ خاں کے وقت میں فوجی بھرتی کا طریقہ ایک حد تک ناقص تھا لیکن اب مغربی طریق سے مختلف اور مشرقی روایات کے عین مطابق ایک قسم کی جبری بھرتی کا طریقہ رائج کر دیا گیا ہے لیکن اس معاملہ میں خاص احتیاط عمل میں آتی ہے قبائلی طریق پر لوگ بھرتی کئے جاتے ہیں ہر قبیلہ خود اپنے قبیلہ کے لوگوں کو منتخب کر کے بھیج دیتا ہے ہر قبیلہ کا سردار دفتر جنگ کا ایجنٹ ہوتا ہے۔

جب رنگروٹوں کی بھرتی کی ضرورت ہوتی ہے تو ہر قبیلہ کا سردار ایک جلسہ میں لوگوں سے اپیل کرتا ہے اور لوگ رضاکارانہ اپنی خدمت پیش کرتے ہیں اگر اس طرح مطلوبہ تعداد بہم نہیں پہنچتی تو سردار ہر کنبہ سے مساوی آدمی لیکر تعداد پوری کر دیتا ہے حکومت اپنی نگاہیں انجیں کھلی رکھتی ہے اور بڑی سختی سے نگرانی کرتی ہے کہ کسی پر سختی نہ ہونے پائے اور لوگوں میں ناگواری کے جذبات نہ پیدا ہو جائیں شاہ موصوف کا لشکر اس حسن انتظام سے اس وقت دنیا کے منضبط لشکروں میں ہے اور اس کی موجودگی میں کسی کی یہ طاقت نہیں کہ شورش و بغاوت کا خیال بھی دل میں لا سکے۔

ریلوے کی تعمیر کا اہتمام

ریلوے کی تعمیر کی اسکیم شاہ امان اللہ خاں کے پیش نظر بھی تھی اور وہ اس پر سنجیدگی کے ساتھ غور کر رہے تھے لیکن شاہ مرحوم نے اسے عمل میں لانے کا فیصلہ نہیں بلکہ عزم کر لیا ہے اور حکومت ہمارا ان سے ریلوے کی تعمیر کے لئے قرضہ لے رہی ہے ابتدائی گفت و شنید ختم ہو چکی ہے اسکیم مکمل ہو چکی ہے اور اب صرف اس کے عمل میں آنے کی دیر ہے اس اسکیم کے مطابق مجوزہ ریلوے لائن کا آغاز درہ خیبر کے بالمقابل سرحد افغانستان کے قریب کسی مقام سے شروع ہوگا اور جلال آباد ہوتی ہوئی سیدھی کابل جائے گی۔

کابل سے ایک اور لائن قندھار ہوتی ہوئی برطانوی بلوچستان میں کسی مقام پر ختم ہوگی اسی لائن کی ایک شاخ ہرات جائیگی اس سلسلہ میں ہم واضح کرنا چاہتے ہیں کہ پہلے چھوٹی پٹری والی لائن تیار و تعمیر کر دی جائیگی ماہرین غور و خوض میں مصروف ہیں اگر انہوں نے یہ فیصلہ کر دیا کہ بڑی پٹری والی لائن پر بہت زیادہ مصارف نہ ہوں گے اور مزید مصارف مسافروں کی آمد و رفت مال کے نقل و حمل اور باربرداری سے پورے ہو سکیں گے تو حکومت بڑی پٹری کی لائن بچھانے میں بھی تامل نہ کرے گی۔

نو سو میل کے علاقہ کی پیمائش

اس وقت تک جو تخمینہ کیا گیا ہے اس کے مطابق افغانستان نو سو میل طویل لائن تعمیر ہوگی یہ وسعت ملک کی موجودہ حالت اور ضروریات کے پیش نظر کافی ہے ماہرین فن کا خیال ہے کہ اس اسکیم پر بآسانی عملدرآمد ہو سکیگا البتہ کابل اور جلال آباد کے درمیانی راستہ میں ضرور مشکلات کے پیش آنیکا خیال ہے اس لئے یہ راستہ بہت دشوار گذار ہے جن حصوں میں اس لائن کے تعمیر کرنے کی تجویز ہے وہی علاقے ایسے ہیں جن میں سے لائن گذر سکتی ہے باقی علاقے تو ایسے ہیں کہ سال بھر میں چھ سات ماہ ان پر برف جمی رہتی ہے بعض علاقے بیحد دشوار گذار ہیں اور بعض ایسے ہیں جو سطح بحر سے دس پندرہ ہزار فٹ بلندی پر واقع ہیں لیکن ایک متمدن حکومت کے لئے لازمی ہے کہ اس میں حمل و نقل کی پوری سہولتیں موجود ہوں اور ملک کا کوئی علاقہ تمدنی ضروریات سے جدا نہ رہے اس لئے شاہ موصوف نے یہ تجویز کی ہے کہ جن علاقوں میں ریلوے کی گذر غیر ممکن ہے وہاں موٹروں کی آمد و رفت میں توسیع کر دی جائے اور لوگ لاریوں کے ذریعہ وہاں آجا سکیں۔

سڑکوں کی تعمیر

شاہ نادر خاں کی توجہ سڑکوں کی تعمیر کی طرف بہت زیادہ مبذول ہے آپ جانتے ہیں کہ مالی انتظامات کے باعث ریلوے کی تعمیر میں کچھ تاخیر بھی ہو جائے لیکن سڑکوں کی تعمیر کا سلسلہ کسی طرح بند نہ ہو موٹر سروس افغانستان میں حیرت انگیز ترقی کر گئی ہے ہر طرف امریکی موٹر دوڑتے پھرتے ہیں ریلوے کی تعمیر کے بعد افغانستان کی تجارت بھی ترقی کر جائے گی خشک اور تازہ میوے قالین شال چمڑے کی کھالیں اور اشیاء یہاں سے باہر جائینگی اور غلہ کپڑا اور دیگر سامان باہر سے آئیگا اس سے ملک کے مالیہ میں بہت اضافہ ہو جائے گا۔

تجارت کی ترقی

افغانستان میں ریلوے نہیں پھر بھی یہاں کافی تجارت ہوتی ہے وسط ایشیا ترکستان بخارا۔ ایران اور ہندوستان سے قافلے آتے جاتے رہتے ہیں جو اونٹوں اور خچروں پر ہر قسم کا مال لاتے اور لیجاتے ہیں یہاں ہر قسم کا بہتر سے بہتر میوہ بکثرت پیدا ہوتا ہے اپنی سے اچھی اون بڑی تعداد میں اس ملک سے مہیا او فراہم ہوسکتی ہے کھالوں اور چمڑوں کی کوئی انتہا نہیں اس وقت تک یہ چیزیں بڑی حد تک ضائع ہوجاتی ہیں لیکن ریل نکل جانے پر یہی نہیں کہ اس سے تجارت میں روح پڑ جائیگی بلکہ ان کی حرفت اور صنعت میں روح پیدا ہوجائے گی ہندوستان افغانستان اور ایران کے نہیں بلکہ چین اور یورپ تک کے ڈانڈے مل جائینگے اور لاکھوں کا نہیں بلکہ کروڑوں روپیہ کا مال ملک میں آنے جانے لگیگا اس کا مال بھی چاروں طرف جائے گا اور یہاں بھی ہر طرف سے مال آئیگا اور ہر طرف ایک رونق اور چہل پہل پیدا ہوجائے گی بازار مال سے پٹ جائینگے گاؤں قصبے۔ قصبے شہر اور شہر عظیم الشان شہر کی صورت میں منتقل ہوجائینگے اس کے علاوہ ترقی کے جدید امکانات بھی پیدا ہو رہے ہیں افغانستان میں چاندی لوہا۔ تانبہ کوئلہ اور ایک طرف جواہرات کی کانیں بھی موجود ہیں شاہ امان اللہ خاں نے ماہرین کو انکی جستجو تلاش اور کھدائی کے لئے بلایا تھا اور کچھ کام بھی شروع ہوگیا تھا لیکن یہ سلسلہ ان کے عزل کے ساتھ ختم ہوگیا تھا اب شاہ نادر خاں نے ادھر بھی توجہ کی ہے اس سلسلہ میں یہ بھی کام شروع ہوگیا ہے یہ ملک معدنی دولت سے مالا مال ہے اس سے بھی ترقی کا باب وا ہو جائے گا اور یہاں ہن برسنے لگیگا اس سے ظاہر ہے کہ افغانستان کے سامنے ایک شاندار مستقبل موجود ہے صرف کسی مجاہد با عمل کی ضرورت تھی جو اسے نادر خاں کی صورت میں نصیب ہوگیا ہے۔

تعلیم کے فروغ کی مساعی

امان اللہ غازی نے تعلیم کے فروغ کیلئے بھی مجاہدانہ سعی و جہد کا سلسلہ شروع کردیا تھا اب نادر خاں غازی نے بھی پوری سرگرمی سے اسے وسیع سے وسیع تر کر دینے اور اسے عمومیت عطا کردینے کا فیصلہ کرلیا ہے جہاں تک ملک کی مالیات اجازت دیتی ہے اور اسے آگے بڑھایا جاتا ہے آپ نے نہایت ہوشمندی اور تدبر سے طریقہ ایسا اختیار کیا ہے کہ اس میں ملاؤں کی مخالفت کا شائبہ باقی نہ رہے۔

اس وقت نادر خاں غازی نے تمام ملک میں تعلیم عام کردینے کے لئے یہ صورت اختیار کی ہے کہ پرائمری سے لیکر یونیورسٹی کے درجہ تک کی تعلیم مفت کر دی ہے فوجی اور عسکری درسگاہوں کے علاوہ کابل قندھار اور ہرات میں تین آرٹ کالج موجود ہیں کابل میں ایک لا کالج بھی قائم ہوچکا ہے ہر قسم کی اعلیٰ تعلیم کا انتظام موجود ہے اور برابر اسکول پر اسکول کھلتے اور قائم ہوتے چلے جارہے ہیں ملازمت کے حصول کے لئے جس تعلیم کی ضرورت ہے وہ بالکل عام ہوچکی ہے اور ہر خاص و عام کے لئے اعلیٰ تعلیم کا وسیع میدان کھلا ہوا ہے غیر ملکی زبانوں کی تعلیم سرعت کے ساتھ ترقی کر رہی ہے قابل ذکر امر یہ ہے دور دست اور دیہاتی علاقوں میں بھی علم کی روشنی پھیلانے کا انتظام ہو رہا ہے چونکہ ان لوگوں کو تہذیب حاضرہ کی ہوا تک نہیں لگی اس لئے ان کی طرف خاص توجہ کا انعطاف ضروری بھی تھا اور توجہ کی بھی جارہی ہے۔

نہ صرف فروغ تعلیم بلکہ سڑکوں کی تعمیر فوجی ملازمت اور مختلف طریقوں سے انھیں آشنائے تہذیب بنایا جارہا ہے اس سے قیام امن میں بھی مدد ملیگی اور ان کے دماغ بھی روشن ہوجائینگے ان کے اندر اپنی قسم کی قدیم تعلیم موجود تھی اسی پر جدید تعلیم کی بنائیں استوار کی گئی ہیں۔

ہوابازی کی اسکیم

افغانستان شاہ نادر خاں کے عہد اقبال میں ہر شعبہ میں ترقی کر رہا ہے غیر مصافی ہوابازی کی اسکیم بھی زیر غور ہے اگر سرحدی اور مالی مسائل نے اجازت دی تو یہ اسکیم جلد معرض عمل میں آجائیگی اتنی ترقی تو ہوچکی ہے کہ کابل اور ترمیر کے مابین ہوائی ڈاک کا سلسلہ قائم ہوگیا ہے پیغام رسانی کے کام کو مختلف جدید ترین طریقوں سے وسعت و ترقی دینے کی بھی زبردست کوششیں کی جارہی ہیں افسوس اس کا ہے کہ افغانستان کا مالیہ سرحدی حفاظت اور مختلف شورشوں کے دبانے میں صرف ہوتا رہتا ہے کیونکہ یہاں کے قبائل بہت سرکش واقع ہوئے ہیں ریل نکل جانے سڑکیں تعمیر ہوجانے اور ہوائی سروس قائم ہونے پر ایک طرف تو انہیں قابو میں رکھا جاسکیگا اور دوسری طرف تہذیب و تعلیم سے آشنا ہوجانے پر ان کی طبائع بھی سکون پذیر ہوجائیں گی۔

شاہ موصوف کی مساعی گرامی کے اثرات

خواجہ گرامی حسن نظامی صاحب لکھتے ہیں کہ شاہ نادر خاں کے عہد میں فوجی طاقت خوب بڑھ گئی ہے تعلیم ترقی کر رہی ہے ہر جگہ امن و امان ہے رعایا کی دنیوی اور دینی ترقی کے لئے بادشاہ رات دن محنت میں مصروف ہیں اور افغانستان کا بچہ بچہ اس بادشاہ سے محبت کرتا ہے اور کیوں نہ محبت کرے جبکہ انہوں نے ملک کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا نو سمجھئے کہ کابل میں ہندوؤں اور سکھوں کی مجموعی آبادی آٹھ سو ہے لیکن ان کے بہ ہم مندر اور گوردوارے موجود ہیں خواجہ صاحب محترم ان کے گھروں میں گئے اور ان سے تخلیہ میں گفتگو کی سب نے متفق اللفظ یہی بیان کیا کہ نادر خاں اولیا بادشاہ ہے اور ہمارے جان و مال و مذہب کی خوب حفاظت کرتا ہے اور کیوں نہ کریں مسلمانوں کی یہ ایک امتیازی خصوصیت رہی ہے اتنی امتیازی کہ بعض یورپین مورخوں نے مسلمانوں کو غیر مسلم محکوموں کے ساتھ ضرورت سے زیادہ رواداری برتنے پر مطعون کیا ہے۔

شاہ نادر خاں کی دینداری

غازی موصوف بہت دیندار اور پابند مذہب بزرگ ہیں آپ میں غرور اور نخوت نام کو نہیں نہ آپ خود کو بادشاہ سمجھتے ہیں بلکہ ایک نہایت منکسر المزاج اور نیک نفس تاجدار ہیں سچے مسلمان ہیں اور ملت و ملک کے لئے آپنے اپنی زندگی وقف کررکھی ہے خواجہ حسن نظامی صاحب نے آپ کو خود سجدہ میں دیر تک پڑے رہتے اور اپنے معبود برحق کے سامنے عجز و انکسار سے یہ دعائیں مانگتے دیکھا ہے کہ بار الٰہا تو میری قوم کو توفیق نیکو کاری ارزانی عطا فرما خواجہ صاحب اس دفعہ کابل تشریف لیگئے تو حسن اتفاق سے جمعہ کی نماز میں آپکو شاہ غازی کے برابر جگہ مل گئی آپنے عرض کیا کہ مجھے اس امر کی مسرت ہے کہ تمام عمر میں ایک نہ ایک دفعہ تو مجھے ایک ایسے اسلامی فرمانروا کے ساتھ نماز ادا کرنے کا موقع ملا اس پر شاہ غازی نے نہایت منکسر المزاجی سے جواب دیا کہ مجھکو بھی فخر ہے کہ آج میری برابر نماز میں ایک ایسا شخص تھا جو حضرت خواجہ نظام الدین اولیا کی نسل سے ہے جب آپ حضرت کے مزار پر جائیں تو کہیں کہ محمد نادر کو اپنے روحانی تصرفات و توجہات سے فراموش نہ کریں جب خطبہ میں خطیب نے نادر شاہ غازی کا نام لیا تو نادر شاہ نے اپنے سینہ پر ہاتھ رکھکر خدا کے سامنے سر جھکا دیا اور آبدیدہ ہوگئے اس جلیل القدر فرمانروا کا سر

پر نم دیکھکر خواجہ صاحب کو بھی رونا آگیا اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ نادر شاہ کتنے دیندار اور کس درجہ کے فرمانروا ہیں کاش مسلمان آپکے اس اہم پیغام کو جو آپنے خواجہ صاحب کے ذریعہ مسلمانان ہند کے نام ارسال کیا ہے گوش ہوش سے سنیں کہ مسلمان خانہ جنگی اور فرقہ بندی کو ترک کر کے خدا اور رسول کی تعلیمات پر عمل کریں یہ پیغام در اصل ایک درس عمل ہے اور اس میں تمام ترقیوں کا راز مضمر ہے ہماری دعا ہے کہ خدا اس خداشناس بادشاہ کو مسلمانوں کے سر پر قائم رکھے۔

صدائے صحرا

از محترم جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب فیضہ

جن لوگوں نے دریا کے کنارے جنگلوں میں سیلاب آتے دیکھا ہے ان کی نظروں سے یہ تماشا ضرور گذرا ہوگا کہ جب سیلوں کی چڑھائی میں پانی کی رو بڑھتی چلی آتی ہے اور جنگل کے جانور یہ محسوس کرتے ہیں کہ ان کی زندگی خطرہ میں ہے تو انکی حیوانی عقل انہیں اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ جس قدر تیزی کے ساتھ ممکن ہو کسی اونچے مقام کی طرف بھاگیں تاکہ اس کے بڑھتے ہوئے پانی سے نجات مل سکے وہ بھاگتے ہیں اور اس بری طرح بھاگتے ہیں کہ سر پیر کا ہوش نہیں رہتا اور دیکھنے والوں نے دیکھا ہے کہ اس وقت شیر اور ہرن ساتھ ساتھ اور بھیڑیئے اور بکریاں دوش بدوش بھاگے چلے جاتے ہیں یہی نہیں بلکہ جب کسی اونچے ٹیلے پر پہنچ کر انھیں پناہ میسر آتی ہے اور وہ وہاں ٹھیر کر اطمینان کا سانس لیتے ہیں تب بھی شیر نیل اور ہرنوں دونوں کے دل پر سیلاب کا خوف اس درجہ غالب ہوتا ہے کہ بلا تکلف دونوں پاس پاس کھڑے رہتے ہیں نہ کبھی شیر ہی کو یہ دھیان آتا ہے کہ اس کی خوراک اس سے اس قدر قریب موجود ہے اور نہ ہرن ہی کے دماغ کو اتنا سکون حاصل ہوتا ہے کہ وہ یہ محسوس کر سکے کہ ایک خطرہ سے جان بچانے کی کوشش میں وہ ایک دوسرے خطرہ کے کس قدر قریب پہنچ گیا ہے

حقیقت یہ ہے کہ قدرت نے ہر جاندار کو یہ سبق سکھا دیا ہے کہ جب کبھی کوئی سے دو جاندار ایک ہی خطرہ میں مبتلا ہوں اور دونوں کا دشمن مشترک ہو تو خواہ اس خطرہ میں مبتلا ہونے سے پہلے ان دونوں جانداروں میں کیسی ہی سخت عداوت ہو پھر بھی اس موقع پر وہ خود بخود ایک دوسرے کے دوست اور ہمدرد بنجاتے ہیں اور اپنی پرانی دشمنی کو کچھ اس طرح بھول جاتے ہیں کہ گویا ان میں کبھی باہم دشمنی تھی ہی نہیں۔

یہ حالت تو اس وقت رونما ہوتی ہے کہ جب مختلف جنسوں کے جانور ہوں لیکن جب سب ایک ہی جنس کے ہوں تب تو ان کی باہمی ہمدردی اور محبت کی کوئی حد ہی نہیں رہتی اور بسا اوقات جنگلوں میں یہ نظارہ دیکھنے میں آتا رہتا ہے کہ جنگلی بھینسوں اور گایوں کے گلے پر حملہ کرنے کے لئے کوئی شیر یا چیتا آیا اور تمام جانور فوراً متحد اور متفق ہو کر ایک دیوار بنا کر سامنے کھڑے ہوگئے اور بچوں کو اور ان کی ماؤں کو اپنی آڑ میں کر لیا یہ دیوار یقیناً گوشت کی ہوتی ہے اور ایک شیر کے پنجے اس میں بہت ہی آسانی سے گھس سکتے ہیں لیکن اس دیوار میں سے نکلے ہوئے نوکدار سینگ کچھ اس درجہ خوفناک ہوتے ہیں کہ اگر شیر حد سے زیادہ بھوکا اور فاقہ زدہ نہ ہو تو کسی طرح اس کی ہمت قریب آنیکی نہیں پڑتی اور وہ جھجکے سے الٹا لوٹ جاتا ہے شیر کے جاتے ہی یہ گلے کے سانڈ پھر آپس میں اسی طرح لڑنے اور زور آزمائی کرنے میں مصروف ہوجاتے ہیں کہ جیسے شیر کی آمد سے پہلے تھے اور فطرت نے اس دنیا میں بھیجنے سے پہلے ہی یہ سبق سکھا دیا ہے کہ خطرہ کے وقت اپنے شخصی اور انفرادی تمام اختلافات کو بھول کر پوری کنبے یا قوم کے تحفظ کی خاطر باہم یکدل اور یکجہت ہوجائیں۔

ہندوستان آج اپنی تاریخ کے نازک ترین دور سے گزر رہا ہے اور یہ واقعہ ہے کہ آج ہمیں جس عظیم خطرہ کا سامنا ہے اس سے پہلے کبھی نہ ہوا تھا ملک کی آبادی کا ایک بڑا حصہ غیروں کی غلامی سے آزاد ہونے کے لئے ہر چہ بادا باد کہکر اٹھ کھڑا ہوا ہے پینتیس کروڑ میں سے کم سے کم پچیس کروڑ دل آج اپنے اندر حریت و آزادی کی تڑپ محسوس کر رہے ہیں اور جلد سے جلد غیر ملکی حکومت کا جوا اپنی گردنوں سے اتار پھینکنے کے لئے بیقرار اور بیتاب ہیں . . . . غیر ملکی حکومت کا جوا سرکنڈے کا بنا ہوا نہیں ہے کہ جسے ایک بچہ بھی اگر چاہے تو توڑ مروڑ کر پھینکدے نہ خالص فولادی ہے اور اس قدر گراں اور مضبوط کہ نہ دس کروڑ انسانوں کی قوت اسے توڑ سکتی ہے اور نہ پچیس کروڑ کی وہ اگر ٹوٹ سکتا ہے تو پورے پینتیس کروڑ کی متفقہ طاقت ہی سے ٹوٹ سکتا ہے اور اگر اتنی قوت میسر نہیں آ سکتی تو کم طاقت کے ساتھ زور لگانے کے لئے ہماری گردنیں جس قدر اوپر کو اٹھیں گی اسی قدر وہ ہماری گردنوں میں اور زیادہ پیوست ہوتا چلا جائے گا اور اس طرح پیوست ہوتے وقت وہ کسی طرح بھی ان گردنوں کو نکال کر الگ نہیں کر سکتا کہ جو سرکشی پر آمادہ رہتیں۔

موجودہ جنگ آزادی کے دو ہی نتیجے نکل سکتے ہیں یا تو یہ کہ ہندوستان صحیح معنوں میں آزاد ہی ہوجائے اور ملک کا انتظام اختیار کے ہاتھوں سے نکل کر ہمارے اپنے ہاتھوں میں آجائے یا پھر یہ کہ ہماری غلامی کی زنجیریں اور بھی زیادہ سخت اور مضبوط اور غلامی کے طوق پہلے سے بھی زیادہ وزنی اور ناقابل برداشت ہوجائیں جو غیر قوم کہ آج ہمارے ملک پر حکومت کر رہی ہے وہ نہ بیوقوف ہے اور نہ کمزور دراصل اسے اگر کوئی چیز مجبور کر سکتی ہے تو وہ صرف ہمارا آپس کا اتحاد اور اتفاق ہے متحد اور متفق ہو کر اگر ہم نے اس موقع پر پہلے اپنے مقصد کو حاصل کر لیا تو کر لیا ورنہ یہ یقینی ہے کہ ذرا سی فرصت اور تھوڑا سا اطمینان میسر آتے ہی یہ حکمران قوم ہمیں نئے نئے قوانین اور تازہ بتازہ آرڈیننسوں کی زنجیروں میں ایسا جکڑ دے گی کہ آئندہ سو دو سو برس تک گردن کشی تو بڑی چیز ہے ہمیں گردن ہلانے تک کا موقع نہ مل سکے گا اور ہم حصول آزادی تو کجا آزادی کے خیال اور خواب تک سے محروم ہوجائینگے۔

ہندوستان آئندہ دو چار دس برس میں خواہ آزاد و خود مختار ہوجائے یا اس کی غلامی کے بندھن اور بھی زیادہ جکڑ جائیں دونوں صورتوں میں مسلمانوں کے لئے بظاہر حالات کوئی صورت فلاح و بہبود کی نظر نہیں آتی اگر خوش قسمتی سے اسے آزادی نصیب ہوگئی اور آزادی حاصل کرنے کی کوششوں میں مسلمان برابر کے شریک رہے تو ظاہر ہے کہ فتح و کامرانی کے پھل تمام کے تمام اسی جماعت اور اسی فرقہ کا حق ہیں اور اسی کے حصہ میں آئینگے کہ جس نے باغ کو اپنے خون سے سینچا ہے اور جس نے مادر وطن کو آزاد کرنے کے لئے ہر قسم کی مصیبتیں جھیلی ہیں یہ خیال کہ اگر اس وقت مسلمانوں کو ان کے حصہ سے محروم کیا گیا تو وہ بزور بازو اپنا حصہ ہندوؤں سے لے لینگے بالکل احمقانہ ہے

کیونکہ جو قوم برطانیہ جیسی منظم اور طاقتور سلطنت سے اپنا ملک واپس لے سکتی ہے اسے چند کمزور مفلوک الحال غیر منظم نہتے اور کمزور مسلمانوں سے کیا خطرہ ہو سکتا ہے ایک اچھے پہلوان سے مقابلہ کرتے کرتے ایک کمزور شخص بھی بہت کچھ طاقت پکڑ جاتا ہے اور کوئی وجہ نہیں ہے کہ برطانیہ جیسی عظیم الشان طاقت سے ٹکریں کر لینے کے بعد ہندوؤں کی طاقت دس گنی اور پچاس گنی نہ بڑھ جائے اور ایسی حالت رونما نہ ہو جائے کہ وہ تھوڑے سے مسلمانوں کی مخالفت کو پائے استحقار سے ٹھکرا دیں۔

اگر خدانخواستہ اس جنگ آزادی میں ہندوستان کو ناکامی نصیب ہوئی اور حکمران قوم نے غلامی کی زنجیروں کو ذرا اور مضبوطی سے کسنا چاہا تاکہ آئندہ ہاتھ پاؤں ہلانے کی ہم میں اہلیت اور طاقت ہی نہ رہے تب بھی ہم دیکھتے ہیں کہ اس سختی کا اثر سب سے زیادہ مسلمانوں ہی پر پڑے گا اور ہندو تو ممکن ہے کہ اس نئی اذیت کو کچھ عرصہ تک جھیل بھی جائیں لیکن مسلمان اسے کسی طرح برداشت نہ کر سکیں گے لڑائی کے میدان سے شکست کھا کر بھاگتے وقت جب فتحمند جماعت بھگوڑوں کا تعاقب کیا کرتی ہے تو چونکہ پورا پورا اطمینان حاصل ہوتا ہے اس لئے خوب تاک تاک کر اور جما جما کر ہاتھ رسید کیا کرتی ہے ایسے بھرپور کہ جس کے ایک ہاتھ پڑ جاتا ہے وہ زمیں ڈھیر ہو جاتا ہے اور یہ نپے تلے ہاتھ صرف انھیں بدنصیبوں پر پڑتے ہیں کہ جو کمزور ہوں اور اچھی طرح بھاگنے کی طاقت نہ رکھنے کی وجہ سے دوسروں سے پیچھے رہ جائیں۔ اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ آج مسلمان ہر لحاظ سے ہندوؤں کی بہ نسبت کمزور ہیں اور علم، دولت تعداد آبادی حتی کہ اب طاقت جسمانی میں بھی کسی طرح ان کا مقابلہ کمی بیشی کے ساتھ نہیں کر سکتے سیاسی لڑائیوں میں جسمانی طاقت اتنا کام نہیں دیتی جتنا کہ علم اور دماغی صحت کام دیا کرتی ہے اور تلوار تیر سے کہیں زیادہ اس میں قلم کی کارگزاری کارآمد ثابت ہوتی ہے مسلمان اہل سیف تو شاید کسی حد تک ہوں بھی لیکن اہل قلم اور اہل علم ہرگز نہیں ہیں اس لئے جنگ میں شکست کا بار سارے کا سارا انہی پر پڑنا بھی لازمی ہے ہندو کہ ان کے علم اور ان کی دولت اور ان کی زیادتی تعداد کی طاقتیں میدان جنگ سے بھگا لیجائیں گی اور مسلمان کمزور اور ناطاقت سپاہیوں کی طرح پیچھے رہ کر غالب اور فتحمند فوج کے وار سہیں گے یہ دنیا کمزور دل اور ناطاقتوں کے رہنے کی جگہ نہیں ہے اور کوئی ایسی قوم کہ جو دور سے کھڑے کھڑے یا چارپائی پر پڑے پڑے صرف تماشا دیکھ لینا جانتی ہو ہرگز ہرگز زندہ نہیں رہ سکتی یہ قدرت کا قانون ہے اور ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا (اللہ تعالی کی سنت میں تبدیلی نہیں ہوتی) قرآن آیت ہے. مسلمانوں کے تمام بڑے اور چھوٹے اور دبلے اور موٹے لیڈر مل کر (اگرچہ ان کا کسی بات پر متفق ہو جانا بجائے خود ایک معجزہ ہوگا) بھی اگر چاہیں تو اس قانون میں سرمو برابر تبدیلی نہیں کر سکتے مسلمانو! یہ جمود اور یہ سکون اگر جلد سے جلد حرکت اور عمل سے نہ بدلا تو ہندوستان کی جنگ آزادی کا انجام خواہ فتح ہو یا شکست ان کا فنا ہو جانا یقینی ہے زندگی صرف حرکت اور عمل کا نام ہے اور سکون و جمود موت کی علامتیں ہیں۔

خطرہ کی تمام علامتیں ظاہر ہو چکیں سیلاب امڈا چلا آ رہا ہے سارے جنگل میں پانی ہی پانی بھر گیا ابھی ٹخنوں تک تھا ابھی گھٹنوں تک پہنچ گیا لیکن ہم ابھی تک کامل اطمینان کے ساتھ کھڑے ہوئے اس بڑھتی ہوئی رو کا تماشا دیکھ رہے ہیں ممکن ہے کہ یہ ہماری بے حسی کا نتیجہ ہو لیکن بے حسی ہو یا بے پروائی بہرحال دونوں کا نتیجہ ایک ہی ہے سیلاب نہ ان جانوروں کے ساتھ کوئی رعایت کرتا ہے جو خوف و خطر سے بے پرواہ ہوں اور نہ ان کے ساتھ جو ڈر کے مارے بدحواس اور بے اوسان ہو جائیں ہمارے جنگل کے ہوشیار اور عاقبت اندیش جانور اپنی اپنی جھاڑیاں اور بھٹ چھوڑ کر اونچے ٹیلوں کی طرف روانہ ہو چکے دوست و دشمن کا امتیاز اٹھ چکا درندوں کو چرندوں سے عداوت باقی نہیں رہی اور چرندوں کے دل سے درندوں کا خوف دور ہو چکا ایک مشترکہ مصیبت نے سب کو ایک دوسرے کا درد کا شریک بنا دیا اور بغض و عناد حرص و طمع اور خود غرضی کی بجائے ہر قلب میں اس اونچی پہاڑی پر پہنچ جانے کی تمنا بھر گئی کہ جو کسی قدر دور ہے مگر سامنے نظر آ رہی ہے سوختہ اختر اور بدنصیب مسلمان اب بھی اس خطرہ سے بےخبر ہیں اور پہاڑی کی طرف رخ کرنے کے بجائے وہ اب بھی یا تو اپنی جگہ پر کھڑے ہوئے ہیں یا اسی سمت کو چل رہے ہیں کہ جدھر سے سیلاب آ رہا ہے انہیں اس وقت بھی یہ کہ جب ہندوؤں کو اپنی جان و تن کا ہوش نہیں ہے ان سے خوف معلوم ہو رہا ہے اور ایسی حالت میں کہ جب ہندو سیلاب کے خوف سے سر پر پاؤں رکھے بھاگے جا رہے ہیں مسلمانوں کو اتنی بےفکری حاصل ہے کہ ان کے ساتھ اسی طرح افتاں و خیزاں چلدینے کی بجائے انہیں روک روک کر یہ طے کرنا چاہتے ہیں . . .

. . . . کہ پہاڑی پر پہنچکر ہماری حفاظت

. . . کا کیا سامان ہوگا اور اس طرح ان کا بھی راستہ کھوٹا کر رہے ہیں جس پہاڑی پر پہنچکر قیام کرنا ہے ابھی اسے دیکھا تک نہیں ہے اور ابھی تک اس کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہے کہ اس میں کتنے غار ہیں کتنی چوٹیاں ہیں کہاں کہاں اور کتنے درخت واقع ہیں اور کس کس سمت کو چشمے بہتے ہیں اور یہاں جس جنگل میں ہم کھڑے ہیں اس میں برابر پانی اونچا ہوتا چلا آ رہا ہے مگر ہم ہیں کہ اس یقینی خطرہ سے بھاگنے کی بجائے دوسروں کا وقت بھی اس لایعنی بحث میں خراب کرنا چاہتے ہیں کہ پہاڑی پر پہنچکر کون کون سے درخت اور غار تم لوگے اور کون کون سے ہمیں دوگے یا یہ کہ پانی پینے کے لئے تمہارا چشمہ کونسا ہوگا اور ہمارا کونسا؟ کیا اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ہمیں ابھی تک خطرہ کا احساس ہی نہیں ہوا ہے اور ہم موجودہ جنگ آزادی کو اپنی موت اور زیست کا سوال سمجھنے کی بجائے محض ایک بازار کا سودا خیال کر رہے ہیں جسے اچھی طرح دیکھ بھال کر اور بھاؤ چکا کر خریدنا چاہیئے۔

ہماری یہ بحث و تکرار اور ہمارا یہ اختلاف اگر غیروں اور نااہلوں تک ہی محدود رہتا تب بھی خیر کسی نہ کسی طرح صبر کیا جا سکتا تھا لیکن مصیبت تو یہ ہے کہ شیر کو گلے کے اس قدر قریب بھی دیکھکر ہمارے سانڈ ابھی تک آپس ہی کی گاؤزوریوں میں مصروف ہیں اور ابھی تک انھیں اس بات کا خیال نہیں آیا ہے کہ مشترکہ دشمن کے خلاف جلد سے جلد اپنے سینگوں کی دیوار بنا کر کھڑے ہو جائیں یا اگر باد و باران کے طوفان سے بھاگنا ہے تو سب یکجہت ہو کر بھاگیں تاکہ سارا گلہ ان کے پیچھے پیچھے ہو لے اور اس طرح کسی پناہ کی جگہ میں پہنچ جائے۔

ہندوؤں کے ساتھ اتحاد و اتفاق تو بڑی چیز ہے ہمیں تو آج سب سے بڑی ضرورت

اسی میں نظر آ رہی ہے کہ مسلمانوں مسلمانوں کو آپس میں متحد اور متفق رہیں جنگل میں دو چار آدمی ساتھ ساتھ جا رہے ہوں اور انھیں یہ نظر آئے کہ ایک شیر ان کی تاک میں بیٹھا ہے اور عنقریب حملہ کیا چاہتا ہے تو انصاف سے کہیئے کہ اس وقت کسی طرح یہ ممکن ہے کہ وہ چاروں آپس میں یہ بحث شروع کر دیں کہ فلاں درخت پر چڑھ بیٹھنا چاہیئے یا فلاں جھاڑی کی آڑ لینی مناسب ہے؟ اور بالفرض اگر ان چاروں میں سے دو آدمی پیشوا بنکر آپس میں اس بات پر جھگڑا شروع کر دیں کہ فلاں درخت پر تو بندر بیٹھے ہیں اس پر چڑھ بیٹھنا ہی مناسب ہے نہیں تو ایسے رہنماؤں کی عقل کے متعلق آپ کا کیا فتوے ہوگا؟ مکان میں آگ لگ جائے تو کیا کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مکان کے رہنے والے آگ بجھانے اور اپنا مال و اسباب بچانے کی کوشش کرنے کی بجائے اس بحث و تکرار میں منہمک ہو جائیں کہ بڑا بھائی پانی کی اکیاون ڈولچیاں ڈالے یا چھوٹے بھائی کو بنا نذر بابند دکھانے کا موقع دیا جائے اور سر میں سے اکیاون ڈولچیاں اس سے ڈلوائی جائیں؟

آج مسلمان زعماء نے جو بحث شروع کر رکھی ہے اور جو فریقین کی انتہائی کوششوں کے باوجود کسی طرح ختم ہونے میں نہیں آتی کیا وہ اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ مسلمانوں کو ابھی تک خطرہ کا احساس ہی نہیں ہوا ہے اور مسلم کانفرنسوں کے جلسوں میں دکھ سے جو ہوکر "اسلام خطرہ میں ہے" کی صدائے لگانے والے درحقیقت خود ہی اس خطرہ کا احساس نہیں رکھتے ہندوؤں نے آنے والے خطرے کو محسوس کیا اور ہم دیکھتے ہیں کہ انہوں نے فوراً ہی نطرت کے پڑھائے ہوئے سبق پر عمل ہی شروع کر دیا دوست اور دشمن کی تمیز تو کہاں باقی رہتی مشترک خطرہ نے ان کے دلوں سے مرد و عورت کا فرق ہی دور کر دیا اور ان کی ایک ایک عورت اور ایک ایک بچہ تک مردوں کے دوش بدوش خطرہ کا مقابلہ کرنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا مالداروں نے سونے چاندی کے ڈھیر لگا دیئے اور سرفروشوں اور جانبازوں نے اپنا خون پانی کی طرح بہا دیا ماتا جیسی ماؤں نے اپنے غم کے آنسو شربت کے گھونٹ کی طرح پی لئے اور جوان بیٹوں کو ہنس ہنسکر اور دعائیں دے دے کر جیل جانے کے لئے رخصت کیا اور ارمان بھری دلہنوں نے کلیجہ پر پتھر رکھکر مسکراتے ہوئے چہروں کے ساتھ اپنے جیل جانے والے خاوندوں کو الوداع کہی اور اس کے بعد خود بھی اسی آگ میں ستی ہو جانے کے لئے نکل کھڑی ہوئیں۔

مسلمانوں کی بھی ایک اچھے خاصی بڑی جماعت نے خطرہ کو خطرہ ہی کی طرح محسوس کیا اور سروں پر لاٹھیاں اور سینوں پر گولیاں کھا کھا کر اپنی قوم کو خطرات سے محفوظ رکھنے کی پوری پوری کوشش کی لیکن اس امر واقعہ سے کسی طرح انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ان میں ایک اچھی خاصی بڑی جماعت ایسی بھی موجود رہی جو شیر کے مقابلہ میں اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ دیوار بنکر کھڑی ہونے کے بجائے ان بہادروں کی بنائی ہوئی دیوار میں رخنے ڈالتی رہی اور جن کے سینوں کا رخ شیر کے پنجے کی طرف رہنے کے بجائے اکثر و بیشتر اپنے ہی سرفروش بھائیوں کے سینوں کی جانب رہا۔

اس خطرہ کے موقع پر فرزندان فطرت کی طرح ہمارا طرز عمل یہ ہونا چاہیئے تھا کہ مسلم مسلم اختلافات کا تو ذکر ہی کیا ہندو مسلم اختلاف کا سوال بھی قطعاً نہ پیدا ہوتا ملک کا ہر ہر فرد جان و دل سے اپنے وطن کو آزاد کرانے اور اپنی قوم کو غلامی کی مصیبت اور لعنت سے بچانے کے لئے سربکف اٹھ کھڑا ہوتا اور آپس کے تمام اختلافات کا تصفیہ اس مبارک وقت کے لئے اٹھا رکھا جاتا کہ جب موجودہ خطرہ اور موجودہ سیلاب سے نجات مل جاتی پہاڑی پر پہنچکر عقل حیوانی ہمیں خود بتا دیتی کہ ہر نوں کو کس سمت میں رہنا اور کونسے چشمے سے پانی پینا چاہیئے اور درندوں کے لئے پہاڑی کا کونسا حصہ موزوں ہے آخر اس جنگل میں آکر بسنے سے پہلے ہمنے کس کس سے اور کیا کیا معاہدے کئے تھے اس کی زمین پر ہر جاندار جہاں اور جس طرح اس کے مناسب حال ہوتا ہے رہ پڑتا ہے اور چند روز میں یا تو حالات اس کی زندگی کے مناسب ہو جاتے ہیں یا اس کی زندگی حالات کی مناسبت سے ایک نئے انداز پر ڈھل جاتی ہے . . . .

ہندوستان میں انگریزوں کی آمد سے پیشتر ہم اس ملک پر حکومت کیا کرتے تھے لیکن جب انگریزوں نے یہاں چھاؤنی چھائی اور اپنا قبضہ جما لیا تو چند ہی روز میں ہم ان نئے حالات کے عادی ہو گئے اور چونکہ حالات کو بدل دینا امکان میں نہ تھا اسلئے اپنی زندگیوں کو نئے انداز پر ڈھال لیا اور غلامی و محکومی اختیار کرلی جب ہم غلامی اور محکومی کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھال سکتے ہیں اور اسی پست اور ذلیل حالت میں اس قدر مگن رہ سکتے ہیں کہ آج ہم میں سے بہت سوں کو اس ذلت سے نکلنا ناگوار گذر رہا ہے تو کیا ہم اس صورت میں اپنی زندگی کو ماحول کے مناسب نہ بنا سکیں گے کہ جب یہ غلامی کی حالت سے تو بہتر ہی ہوگی اور حالات کو مناسب اور موافق بنا لینا اس وقت بہت کچھ ہمارے امکان میں ہوگا جس کے یہ معنی ہیں کہ ہمیں اپنی زندگیوں میں انقلاب پیدا کر کے انھیں ماحول کے مناسب اور مطابق نہ بنانا پڑے گا بلکہ ماحول ہماری زندگی کے لئے مناسب اور موزوں ہو جائیگا۔

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ اکثر اوقات انسان کا دماغ خود اسی انسان کو دھوکہ دیا کرتا ہے ہم اگر کسی خوف یا کسی لالچ کی وجہ سے کسی کام کو نہ کرنا چاہتے ہوں تو ہمارا دماغ اس بات کو اچھی طرح جاننے کے باوجود کہ ہم غلطی پر ہیں بیسیوں عذر اور بہانے اس کام کے نہ کرنے کے لئے اختراع کر لیتا ہے اور ہمیں اس فریب میں مبتلا کر دیتا ہے کہ ہم نے کوئی غلطی نہیں کی ہے بلکہ فی الحقیقت ہمیں ایسا ہی کرنا چاہیئے تھا کسی دوسرے کی جائداد پر قبضہ کرنے کے لئے کسی دوسرے کو کوئی تکلیف پہنچانے کیلئے اور کسی دوسرے سے خواہ مخواہ لڑنے کے لئے ہمارا دماغ بہت سے معقول اور بظاہر بالکل جائز عذرات گھڑ کر ہمارے سامنے پیش کر دیا کرتا ہے اور خود یہ یقین رکھتے ہوئے کہ یہ عذرات سب فضول اور لغو ہیں وہ ہمیں یہی یقین دلایا کرتا ہے اور دلا دیتا ہے کہ ہم نے جو کچھ کیا وہی صحیح طریق عمل تھا۔

ہم بھی بدقسمتی سے آجکل اسی قسم کے ایک دماغی فریب میں مبتلا ہیں سستی تن آسانی پسندی آرام طلبی اور تیور ہماری قوم کی ذہنیت ہو چکی ہے من حیث القوم ہم اب کوئی کام کرنا کسی قسم کے خطرہ میں پڑنا حتیٰ کہ ذرا سا ہاتھ پیر ہلانا ہی نہیں چاہتے ہمارا دماغ اچھی طرح اس بات سے واقف ہے کہ یہ حالت درحقیقت موت نہیں تو موت کا پیش خیمہ ضرور ہے اور ہم اپنے ہاتھوں اپنی قبر کھودنے میں مصروف ہیں لیکن اس آگاہی اور وقوف کے باوجود ہمارے سامنے پچاس قسم کے جھوٹے اور بالکل فرضی جھگڑے پیش کر کے ہمیں یہ یقین دلانا چاہتا ہے کہ ہم اپنی سستی اور کاہلی میں حق بجانب ہیں اور ہمارا کچھ نہ کرنا ہی ہمارے لئے صحیح طریق عمل ہے

اسی دماغی فریب نے ہمیں ایک مدت دراز تک اس عذر پر کہ کافروں کی زبان بولنا کفر ہے ہمیں انگریزی ہی نہیں بلکہ ہر قسم کی تعلیم حاصل کرنے سے باز رکھا کیونکہ ہمارا سکون اور ہمارا جمود اس تکلیف کو برداشت کرنے کی اجازت نہیں دیتا تھا جو حصول تعلیم کی خاطر اٹھانی لازمی تھی اسی دماغی فریب نے آج تک ہمیں اس دھوکے میں ڈال رکھا ہے کہ تحفظ عصمت کی خاطر عورتوں کو چار دیواری کے اندر قید کر دینا بالکل جائز ہے کیونکہ ہمارے دماغ کو خوف ہے کہ اگر یہ چار دیواری نہ رہی تو ہمارے شکار کھیلنے کی ٹٹیاں باقی نہ رہیں گی اور ہماری ہوسناکیاں عالم آشکارا ہو جائینگی۔

اب یہی دماغی فریب ہمارے سامنے ہندو مسلم مناقشہ اور مسلم مسلم مناقشہ کی فرضی رکاوٹیں پیش کر رہا ہے تاکہ ہمارے سکون و جمود میں فرق نہ آسکے اور ہمیں جیلخانے کی چکیاں پیسنا تو بڑی چیز ہے اپنا ایک دن کا ٹینس یا ایک وقت کا قورمہ اور بریانی بھی نہ چھوڑنا پڑے ہمارا فریب کار دماغ ہمارے لیڈروں کے سامنے مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کا مسئلہ پیش کر کے انھیں یہ موقع بہم پہنچاتا رہتا ہے کہ وہ آرام و اطمینان کے ساتھ اسی طرح سوتے رہیں اور قوم ان کے اس خواب ناز کی بدولت خواب مرگ میں مبتلا ہو جائے حالانکہ یہ دماغ اچھی طرح اس بات سے واقف ہے کہ آج جبکہ ہماری تعداد آٹھ کروڑ کے قریب ہے تو ہمیں ہندوؤں سے اس وقت کے مقابلہ میں بہت ہی کم خطرہ ہے کہ جب ہم صرف چند ہزار کی تعداد میں ہندوستان میں آئے تھے اور وہ اس بات سے بھی اچھی طرح آگاہ ہے کہ کوئی ایسی قوم جسے زندہ رہنا آتا ہو اس دنیا میں کبھی فنا نہیں ہوا کرتی اور کسی ایسی قوم کو کہ جو زندہ رہنے کے لئے دوسروں کا سہارا تلاش کرے اور جسے اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے تمسکوں اور دستاویزوں کی ضرورت ہو دنیا کی کوئی طاقت تباہی اور فنا سے نہیں بچا سکتی خواہ یہ طاقت برطانیہ جیسی عظیم الشان سلطنت ہی کیوں نہ ہو۔

ہمارے دماغ نے ہمیں تحفظ اسلام کا فریب دیکر وقت پر انگریزی تعلیم حاصل کرنے سے باز رکھا جس کا نتیجہ ہمارے موجودہ افلاس اور جہالت کی صورت میں آج ظاہر ہو رہا ہے ہمارے دماغ نے ہمیں تحفظ عصمت کا فریب دیکر ہماری آدھی آبادی کو اپاہج کر کے چار دیواری کے اندر مقید کرا دیا جس کی وجہ سے ہمارے گھر سل اور دق کے جراثیم کے کھیت بن گئے اور آج ہم اپنی قوم میں ایک صحیح القویٰ اور تندرست نوجوان کی صورت دیکھنے کو ترستے ہیں اور اب ہمارا دماغ ہمیں تحفظ حقوق کے فریب میں مبتلا کر کے جہاد حیات سے الگ تھلگ رہنے کی ترغیب دے رہا ہے اور اس کا نتیجہ اس کے سوا اور کچھ نہیں نکلتا کہ ہماری قوم کا یہ بظاہر راحت بخش سکون اس دائمی اور ابدی خواب میں تبدیل ہو جائے کہ جسے موت کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اپنے عیب کی طرف نگاہ کرنا انسان کو گوارا نہیں ہوا کرتا آئینہ دیکھتے وقت انسان ہمیشہ اپنے چہرے کے اُن حصوں کو دیکھتا اور خوش ہوتا رہتا ہے کہ جو خوشنما اور خوبصورت ہیں اور ان حصوں پر کبھی نگاہ نہیں ڈالتا کہ جن میں کوئی عیب موجود ہے خوبصورت آنکھوں والا انسان گھنٹوں آئینہ کے سامنے کھڑا ہوا اپنی آنکھوں کو دیکھتا رہتا ہے اور اگر اس کا دہانہ چوڑا اور بدنما ہے تو مونچھوں پر تاؤ دینے کے بہانے سے منہ کو اپنے ہاتھ سے ڈھک لیتا ہے تاکہ اس پر نظر نہ پڑے اور اس کی اس مسرت میں فرق نہ آجائے جو اپنی حسین آنکھوں کو دیکھکر اُسے حاصل ہو رہی ہے حالانکہ اس کا دل اچھی طرح اس بات سے واقف ہے کہ منہ پر جو ہاتھ رکھا گیا ہے وہ مونچھوں پر تاؤ دینے کے لئے نہیں بلکہ دہانے کے عیب کو چھپانے کے لئے رکھا گیا ہے اپنے چہرہ کے عیب کا اس قدر اچھی طرح علم ہونے کے باوجود ہماری یہ کوشش کہ ہم اپنی ہی نگاہوں سے کسی نہ کسی طرح اس عیب کو پوشیدہ رکھیں اور یہ یقین کر لیں کہ ہمارا چہرہ بے عیب ہے فی الحقیقت بہت ہی مضحکہ انگیز معلوم ہوتی ہے لیکن ہر شخص جانتا ہے کہ ہر شخص آئینہ کے سامنے پہنچکر یہی کرتا ہے اور خود اپنے آپ کو فریب میں مبتلا کر کے اور خود اپنے ہی دھوکے میں پھنسکر اسے اطمینان حاصل ہو جاتا ہے۔

یہ عادت انسانی طبیعتوں کا خاصہ ہو یا انسانی طبیعتوں کی کمزوری اس سے ہمیں اس وقت بحث نہیں جو واقعہ ہے وہ یہ ہے کہ یہ چیز ہم میں موجود ضرور ہے اور آج پھر ہم پہلے کی طرح عقل و انصاف کے آئینہ کے سامنے کھڑے ہوئے اپنی حسین آنکھوں کے دیدار میں محو ہیں فخر و مسرت کی لہریں دل سے اٹھتی ہیں اور ایک ہلکی سی مسکراہٹ پر ختم ہوتی ہیں جس کی وجہ سے ہماری نگاہ آنکھوں سے ہٹ کر ہونٹوں کی طرف جاتی ہے اور قبل اس کے کہ اپنے دہانہ کا عیب اچھی طرح نظر آئے ہمارا ہاتھ اٹھتا ہے اور مونچھوں پر تاؤ دینے میں مصروف ہو جاتا ہے اور ہم پھر باطمینان تمام اپنی آنکھوں کے حسن کے خیال میں محو ہو جاتے ہیں۔

ہمارے بزرگوں کے شاندار کارنامے ہماری خوبصورت آنکھیں ہیں جنھیں دیکھ دیکھکر ہم خوش ہوتے رہتے ہیں اور ہماری آرام طلبی اور جمود ہمارا وہ عیب اور بدنما دہانہ ہے جسے ہم دیکھنا نہیں چاہتے اور جب کبھی اتفاق سے کوئی ایسی صورت نکل آتی ہے کہ ہماری توجہ اپنی اس کمزوری یا عیب کی طرف مبذول ہو تو فوراً ہمارا ہاتھ اٹھتا ہے اور کبھی مذہب کی کبھی عصمت اور کبھی حقوق کی مونچھوں پر تاؤ دینے لگتا ہے تاکہ ہماری نظر اپنے چہرے کے عیب پر نہ پڑے۔

قوم کا دماغ قوم کے رہنما اور لیڈر ہوتے ہیں اور آج ہمارا یہ قومی دماغ ہمیں برابر اس فریب میں مبتلا رکھنا چاہتا ہے کہ ہمیں کچھ کرنے دھرنے کی ضرورت نہیں ہے اور ہم اسی طرح ساکن اور جامد رہکر اس دنیا میں زندہ رہ سکتے ہیں کاش ایسا ہو سکتا۔

ہمیں کوئی ایسی چیز نہیں مل سکتی کہ جس کے لئے ہم کوشش نہ کریں اور ہماری حالت میں خدا کوئی تبدیلی اس وقت تک نہیں کرے گا جب تک کہ ہم خود اپنی حالت کو نہ بدلیں یہ خدائے پاک کے فرمان اور اس کی قدرت کے اٹل قوانین ہیں جو لوگ اس خیال میں ہیں کہ ہمیں کوشش کے بغیر ہی سب کچھ مل جائیگا اور ہم ہاتھ پیر ہلائے بغیر ہی ترقی کر لیں گے وہ یا تو اللہ کے قانون سے ناواقف ہیں یا اس پر اعتقاد نہیں رکھتے ہم نے اس دنیا میں پہلے بھی بہت کچھ کیا ہے اور اب بھی سب کچھ کر سکتے ہیں مگر اس طرح نہیں کہ ہم ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہیں بلکہ اس طرح کہ سر ہتھیلی پر رکھکر ہر خطرہ میں خوشی سے کودنا سیکھ لیں دنیا میں ترقی ان قوموں کا حصہ ہے جو اپنے پچاسوں سپوتوں کی جان قربان کرنے کے بعد بھی ہمالیہ کی بلندترین چوٹی پر پہنچنے کے لئے بیقرار ہوں اور صدہا زندگیاں تلف کر دینے کے بعد بھی جنھیں قطب شمالی کی سیر کی دھن لگی ہو ہسپانیہ کے ساحل پر اپنی فوجیں اتار کر ہم نے بھی اپنی کشتیاں جلادی تھیں تاکہ اگر فتح نصیب نہ ہو تو گھر واپس جانے کا کوئی ذریعہ ہی نہ رہے اور اس وقت ہم کامیاب ہی ہوئے تھے آج ہمیں ہندوستان میں رہنے کے لئے گاندھی جی اور منجے جی کے کھلے پروانہ کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے صرف خوف ہے کہ کہیں ہمیں ملک سے باہر نکال نہ دیا جائے کیا اس اضطراب کو بھی فتح اور کامرانی کی دلیل کہا جائیگا اور کیا دنیا میں زندہ رہنے کے یہی لچھن ہیں

ہمیں انگریزوں سے کیا سیکھنا چاہیے

(از جناب پنڈت منوہر لال صاحب زتشی ایم۔اے پرنسپل ٹریننگ کالج لکھنؤ)

خودستائی انسان کا ایک بہت عام اور ضرر رساں مرض ہے اپنی ہر چیز انسان کو اچھی معلوم ہوتی ہے۔ لوگ اپنے تئیں دوسروں سے خوبصورت سمجھتے ہیں اپنے لباس کو دوسروں کے لباس سے بہتر سمجھتے ہیں اپنے خاندان کو اپنے حسب نسب کو اوروں سے برتر خیال کرتے ہیں اور صرف اپنے مذہب کو سچا اور برحق جانتے ہیں یہاں تک کہ دوسرے مذہب والوں کو قتل کرنے اور جلانے سے بھی دریغ نہیں کرتے محض اس بنا پر کہ ہمارا مذہب سچا اور دوسروں کا مذہب باطل ہے یہ خود پسندی اور خودستائی جو افراد میں پائی جاتی ہے وہ قوموں میں بھی پائی جاتی ہے ایک قوم اپنے تئیں دوسرے سے افضل سمجھتی ہے اپنے تئیں خدا کا مقبول بندہ اور غیروں کو ترن اور ملیکش سمجھتی ہے کسی قوم کو اپنی زبان پر اتنا فخر ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں کو گونگا کہتے ہیں یونان کے مدبر باشندے اپنی تہذیب پر ایسے نازاں تھے کہ وہ سوائے اپنے ساری دنیا کو وحشی کہتے تھے یہی کیفیت ہندوستان میں بھی نظر آتی تھی اور یہاں کے باشندے بھی اپنے فضائل پر ناز کرتے تھے۔

اب اس کے خلاف ایک دوسری جگہ پر خیال کیجئے کہ جب ایک قوم دوسری قوم کو فتح کرتی ہے تو مفتوح قوم کو فاتح قوم کی ہر بات اچھی معلوم ہونے لگتی ہے اور مفتوح قوم کے افراد چاہتے ہیں کہ جہاں تک ممکن ہو اپنے تئیں فاتح قوم کے افراد کی طرح بنائیں کھانے میں پینے میں لباس میں زبان میں اور بقول زندہ دلان پنجاب رہائش کے طریقوں میں فاتح قوم کی نقل کی جاتی ہے انگریزوں کے آنے کے بعد اور انگریزی تعلیم کے پھیلنے کے بعد انیسویں صدی میں ہندوستانیوں کی بھی یہی حالت تھی ہر ہندوستانی اگر انگریز نہیں تو نیم انگریز بننے کا خواہشمند تھا کوٹ پتلون اس لئے اچھا کہ انگریز پہنتے ہیں شراب اس لئے اچھی کہ انگریز پیتے ہیں حقہ اس لئے مردود کہ انگریز نہیں پیتے وغیرہ وغیرہ اگر کسی قوم کا یا کسی فرد کا تتبع سمجھ کے ساتھ کیا جائے اگر نئی باتوں کو میزان عقل میں تول کر اور ان کے حسن و قبح پر نگاہ کر کے اختیار کیا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ عمدہ بات ہے مگر جس کیفیت کا میں ذکر کر رہا ہوں وہ اندھی تقلید تھی محض انگریزوں کی تہذیب اور انگریزوں کے خیالات سے مرعوب ہو کر اس میں عقل اور سمجھ کو کم دخل تھا۔

کچھ عرصہ سے ہمارے ملک میں پولیٹکل شورش جاری ہے مجھ کو اس کے اصول سے بحث نہیں مجھے صرف یہ عرض کرنا ہے کہ پولیٹکل مخالفت نے ایک رنگ یہ اختیار کیا ہے کہ انگریزوں کی ہر چیز بری اگر وہ پورب جائینگے تو ہم پچھم جائینگے اگر وہ سفید کپڑے پہنیں گے تو ہم کالے کپڑے پہنیں گے اگر وہ جوتا پہنتے ہیں تو ہم چپل پہنیں گے اور اگر وہ صحیح انگریزی بولتے ہیں تو ہم غلط انگریزی بولیں گے اس ذہنی کیفیت کے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسی پولیٹکل جوش کا نتیجہ ہے جو اس وقت تک ملک میں پھیلا ہوا ہے اور جس سے قریب قریب ہر ہندوستانی متاثر ہوا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر انگریزوں میں کچھ اچھی باتیں ہیں تو کیا مناسب ہے کہ ان کو اس واسطے نہ سیکھیں کہ وہ انگریزوں کی ہیں اگر ان میں اچھی خصلتیں پائی جاتی ہیں جنہوں نے ان کو دنیا کی قوموں میں ممتاز بنا دیا ہے اور جس کی وجہ سے وہ اپنا اور اپنی قوم کا فائدہ کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم ان باتوں کو ان سے کیوں نہ حاصل کریں خصوصاً اگر ہم کو یہ معلوم ہو کہ ان خصلتوں کے نہ ہونے کی وجہ سے . . . ہمارا قومی کیرکٹر ناقص ہے اور ہم کو انفرادی حیثیت سے بھی اور قوم کی مجموعی حیثیت سے بھی ان نقائص سے نقصان پہنچتا ہے۔

میں اس وقت چند ایسی موٹی موٹی باتوں کا ذکر کروں گا جو ہر شخص کے تجربہ میں آتی ہیں مگر جن پر لوگ توجہ نہیں کرتے ایک بہت معمولی لیکن نہایت ضروری بات کو لیجئے انگریز وقت کے پابند ہیں ہندوستانیوں میں اس کی بڑی کمی ہے ان کے یہاں ہر کام کا وقت مقرر ہے سویرے وقت سے اٹھیں گے وقت سے ورزش کریں گے وقت سے کپڑے پہنیں گے کھانے کی گھنٹی بجی اور سب کھانے کی میز پر موجود وقت سے اپنے کام پر جائینگے غرض جس طرح کسی اسکول یا ریل کا ٹائم ٹیبل ہوتا ہے اسی طرح ہر انگریز کے گھر کا ٹائم ٹیبل برخلاف اس کے ہمارے یہاں کسی بات کا کوئی وقت مقرر نہیں گھر میں اگر چار آدمی ہیں تو ہر شخص کے ہر کام کا وقت الگ الگ ہے بلکہ یوں کہئے کہ کسی کے کسی کام کا وقت مقرر نہیں ہر دن ہر شخص کا وقت بدلتا رہتا ہے کھانا اگر دس بجے شروع ہوا تو بارہ ایک بجے تک جاری ہے کوئی نو بجے نہاتا ہے تو کوئی گیارہ بجے ایک صاحب آٹھ بجے رات کو گھر پہنچ جاتے ہیں تو دوسرے صاحب کی شکل دس بجے تک نہیں دکھائی دیتی نتیجہ اس کا کیا؟ مالک پریشان نوکر پریشان کوئی کام وقت پر نہیں ہوتا اور سلیقہ سے نہیں ہوتا مشاعرہ کا وقت شائع کیا گیا آٹھ بجے مگر گیارہ بجے تک شروع ہونے کی نوبت نہیں آئی دفتر لوگ اس لئے وقت سے جاتے ہیں کہ حاکم کا ڈر ہے ریل کے اسٹیشن پر اس لئے وقت پر پہنچتے ہیں کہ ریل دیر سے آنے والوں کا انتظار نہیں کرتی مگر ان تمام کاموں میں جن میں ان کو کوئی بیرونی خوف نہیں ہے وقت کی پابندی گناہ سمجھی جاتی ہے اس سے جتنا حرج اور جتنا نقصان ہوتا ہے ظاہر ہے وقت ضائع ہوتا ہے کام کرنے کی طاقت ضائع ہوتی ہے مزاج برہم ہوتا ہے میں نے تو یہاں تک دیکھا ہے کہ اگر کسی میٹنگ میں کسی جلسہ میں کسی دعوت میں کوئی شخص وقت سے پہنچ گیا تو اس کو لوگ بیوقوف سمجھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ گو انگریز سرد ملک کے رہنے والے ہیں اور ان کو ہمارے گرم ملک کی آب و ہوا موافق نہیں مگر محض پابندی اوقات کی وجہ سے جتنا کام وہ کر لیتے ہیں ہم اُن کا آدھا بھی نہیں کر سکتے سینکڑوں برس انگریزوں کو ہمارے ملک میں ہو گئے اور ہم روز ان کی مثال دیکھتے ہیں مگر اس پر کاربند نہیں ہوتے۔ یہ اگر اپنے پیر میں آپ کلہاڑی مارنا نہیں ہے تو کیا ہے؟

انگریزوں کی دوسری خوبی یہ ہے کہ ان کے ہر کام میں بلکہ یوں کہوں گا کہ ان کی فطرت میں ڈسپلن یا ضبط ہے جو قاعدہ جس کام کے واسطے مقرر ہے ہر شخص اپنے تئیں اس کا پابند سمجھتا ہے اور خوشی سے اس کی پابندی کرتا ہے ظاہر ہے کہ ایسے مواقع ہوتے ہیں کہ جب قاعدہ کی پابندی ناگوار ہوتی ہے اور بعض وقت اس سے افراد کا نقصان ہو جاتا ہے اگر میں اسٹیشن پر دیر سے پہنچا تو میں چاہتا ہوں کہ ریل

میرے لئے تکلیف دہ ہے اگر مجھے کالج کے کتب خانہ سے تین کتابوں کے لینے کی ضرورت ہے تو میں چاہتا ہوں کہ جو قاعدہ صرف دو کتابوں کے لینے کا بنایا گیا ہے وہ مجھ پر عائد نہ کیا جائے اگر ہسپتال میں دیر سے پہنچا ہوں تو میں چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر پہلے مجھے دیکھ لے اور جو مجھ سے پہلے آئے ہیں ان کا خیال نہ کرے لیکن غور کرنے کی بات ہے کہ جب ایک سے زیادہ آدمی کسی گروہ میں ہوتے ہیں تو سارے گروہ کی سہولت کے واسطے قاعدوں کا بنانا لازمی ہے اور یہ سہولت اسی وقت ہو سکتی ہے جب گروہ کا ہر فرد ہر حالت میں قاعدوں کی پابندی اپنے اوپر لازم سمجھے۔

آپ کسی ریڈنگ روم میں جا کر بیٹھے وہاں آپ کے دوست آ گئے آپ چاہتے ہیں کہ ان سے گپ لڑائیں ہنسی مذاق کریں مگر ریڈنگ روم میں زور سے بولنا اس واسطے منع ہے کہ ایک آدمی کے زور سے بولنے سے پڑھنے والوں کا ہرج ہوگا قاعدہ کی پابندی اس خاص موقع پر آپ کو ناگوار ہوئی کیونکہ آپ کو اپنے دوست سے ہنسی مذاق کا موقع نہیں ملا لیکن اگر یہ قاعدہ نہ رہے اور ہر شخص کو غل مچانے کی اجازت ہو تو ریڈنگ روم کا مطلب فوت ہو جائے فرق یہ ہے کہ انگریز اس بات کو سمجھتا ہے اور اگر کسی موقع پر اس کو قاعدوں کی پابندی سے تکلیف ہوتی ہے تو وہ اس کی شکایت نہیں کرتا ہم ہر موقع پر رعایت کے خواہاں رہتے ہیں قاعدہ نہایت عمدہ ہے بیشک اس پر عمل ہو مگر ہم اس سے بری کر دیئے جائیں آپ کسی انگریز کے گھر میں بچوں کی حالت دیکھئے معلوم ہوتا ہے کہ ڈسپلن، ضبط، قاعدہ کی پابندی ان کی گھٹی میں پڑی ہے اس کے خلاف ہمارے گھروں کا حال ناگفتہ بہ ہے انگریزوں کے آنے سے پہلے فوج کے قواعد سے لوگ قطعی ناواقف تھے اور یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ قواعد دانی اور قواعد پر عمل انگریزوں کی فوجی قوت کا راز ہے ہندوستان تو ہندوستان انگریز تمام قوم فرنگستان میں اپنی ڈسپلن کے واسطے نامور ہے اور یہ ایک ایسی خوبی ہے کہ جس کا سیکھنا ہمارے واسطے لازمی ہے ایک زمانہ تھا جب زندگی سہل انگاری میں گزر جاتی تھی اور زیادہ نقصان نہیں ہوتا تھا مگر سائنس کے کرشموں نے دنیا کو قریب تر کر دیا ہے ایک فرد کا اثر دوسری قوم پر جلد پڑتا ہے زندگی میں پہلے سے کہیں زیادہ محنت اور تیزی کی ضرورت ہے مقابلہ کا زمانہ ہے جو پیچھے رہا وہ رہ جاتا ہے نہ ایک فرد ہو دوسرے افراد کے مقابلہ میں یا ایک قوم ہو دوسری قوم کے مقابلہ میں اسی طرح زندگی کی ڈسپلن سے زیادہ کوئی کامیاب نسخہ نہیں اگر ہندوستانی ڈسپلن نہیں سیکھیں گے تو وہ اس زمانہ کی ضروریات کو کامیابی کے ساتھ کبھی پورا نہ کر سکیں گے۔

ایک اور خوبی جو انگریزوں کو ممتاز بناتی ہے وہ مل کر کام کرنے کی قابلیت ہے انگریزوں کی قوم تجارت پیشہ ہے ان کی ساری تجارت کمپنیوں کے ذریعہ سے ہوتی ہے ان کی سلطنت جمہوری ہے اور ان کا سارا انتظام پارلیمنٹ کے ذریعہ ہوتا ہے ہندوستان میں دیکھ لیجئے سول سروس میں ہزار پندرہ سو انگریز ہیں مگر یکجہ اور یکدل ہو کر کل کی طرح کام کرتے ہیں ہمارے یہاں کی حالت اس کے بالکل برعکس ہے نہ ایک دوسرے کا اعتبار نہ مل کر کام کرنے کی لیاقت اگر چار آدمیوں نے مل کر آج ایک کلب قائم کیا تو کل اس میں چار پارٹیاں ہو گئیں اور ہر فریق دوسرے کو شکست دینے پر تل گیا ذرا میونسپل بورڈ اور ڈسٹرکٹ بورڈ کی حالت ملاحظہ کیجئے ان میں قریب قریب کل اختیارات ہندوستانیوں کے ہاتھ میں ہیں مگر ان کے ممبر ایسے ہیں کہ جن کو شہر اور ضلع کی بہبودی کی فکر نہیں بورڈ میں متعدد پارٹیاں قائم ہیں اور سارا وقت اور ساری کوشش فریق بندی اور نزاع میں صرف ہوتی ہے زید کو یہ فکر کہ عمر کی چیرمینی چھین لے اور عمر کو یہ فکر بکر کو

[illegible] نے بیسیوں کمپنیاں تجارت کے واسطے قائم ہوئیں اور چار چھ مہینے بعد آپس کی بے اعتباری آپس کے جھگڑوں کی وجہ سے ٹوٹ گئیں یکے نقصان مایہ و دوم شماتت ہمسایہ تعجب کیا ہے اگر انگریز ہماری حالت دیکھ کر ہنستے ہیں اور ہمیں اپنے سے کمتر سمجھتے ہیں غور سے دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ ہندوستان میں زندگی کے مختلف شعبوں میں ایسے افراد موجود ہیں جو اپنے خاص کام میں کسی سے کم نہیں وکیلوں اور ججوں میں بڑے بڑے مقنن آپ کو ملیں گے سائنس کے ماہرین میں ایسے عالم ملیں گے جن کا لوہا یورپ والے بھی مانتے ہیں ہندوستانی اسپیکروں نے انگریزی زبان پر وہ قدرت حاصل کی ہے کہ

دم بند ہے فصاحت اہل فرنگ کا

یہ سب کچھ ہے ہمارے افراد کسی سے کم نہیں لیکن کمی ہے تو یہ نقص ہے تو یہ کہ مل کر کام نہیں کر سکتے اور اسی لئے مجموعی حیثیت سے دوسروں کے آگے سرنگوں ہونا پڑتا ہے۔ مسلمانوں میں تو نہیں مگر ہندوؤں میں تو پرماتما کی پرستش بھی مجموعی حیثیت سے نہیں ہوتی ہر شخص اپنی اپنی نجات الگ الگ تلاش کرتا ہے مسلمان کم از کم جمعہ کو تو جمع ہو کر نماز تو پڑھتے ہیں نماز ہی کے موقع پر سہی مگر ان کو مل کر کام کرنے کا موقع تو ملتا ہے ہندوؤں کی حالت اس سے قطعی بدتر ہے ذات کی تفریق الگ کھانے پینے میں چھوت چھات کی یہ حالت کہ وہ شخص سب سے زیادہ پاک ہے جو کسی کے ہاتھ کی نہ کھائے اور جب اپنے ہاتھ کا بنایا ہوا کھائے تو اس طرح چھپ کر کہ اس کے قریب ترین عزیز کا سایہ اس کے کھانے پر نہ پڑے ہندو مذہب جس کا اس وقت رواج ہے مل نہیں بلکہ الگ ہونا سکھاتا ہے اگر ہندوستانیوں کو زندہ رہنا ہے تو یہ نقص ان کو بہت جلد دور کرنا پڑے گا انتظام ملکی ہو یا تجارت زراعت ہو یا تعلیم اب زمانہ نہ گیا ہے کہ افراد الگ الگ بہت کم کام کر سکتے ہیں اب ضرورت ہے کہ [illegible] آدمی مل کر [illegible] اپنی عقل کو اپنی قوت کو اکٹھا کر کے سر کام کو کریں تجارت کے میدان میں چھوٹے سرمایہ داروں کو کوئی نہیں پوچھتا زراعت میں ضرورت ہے کہ بڑی بڑی اور قیمتی کلیں استعمال کی جائیں اور جو کام مزدور الگ الگ کرتے تھے وہ کام بھاپ اور بجلی سے لئے جائیں دس بیگہ زمین کی جگہ ہزار بیگہ زمین کی کاشت کی جائے لیکن یہ کام ایک آدمی کا نہیں جب کاشتکار دس سے گروہ مل کر کام کریں گے تب ہی یہ کام ہو سکیگا۔

انگریزوں کی ایک اور خوبی استقلال ہے وہ جب کام شروع کرتے ہیں تو سوچ سمجھ کر اور پہلے سے اس کا منصوبہ بنا کر جب ایک مرتبہ شروع کر دیا تو اس کو بغیر ختم کئے چھوڑتے نہیں برخلاف اس کے ہمارا جوش دودھ کا ابال ہوتا ہے آج ایک کمیٹی بنی اسکول قائم ہوا سال بھر کے بعد ٹوٹ گیا مشترکہ سرمایہ سے کمپنی قائم ہوئی حصے بیچے گئے ڈائرکٹر مقرر ہوئے چھ مہینے کے بعد دیوالہ۔ انگریز کبھی یہ محسوس نہیں کرتا کہ اس کو شکست ہوئی اس کے یہ معنے نہیں کہ اس کو شکست نہیں ہوتی مگر اس میں یہ خوبی ہے کہ وہ شکست سے گھبراتا نہیں اور ہار نہیں مانتا کوشش کئے جاتا ہے اور کامیاب ہوتا ہے ہم لوگ کام کو جلدی شروع کر دیتے ہیں اور جلدی گھبرا کے چھوڑ دیتے ہیں انگلستان کی تاریخ دیکھئے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ملک گیری یا ملک داری کے لئے ایک پالیسی قائم ہوئی پھر وہ پالیسی برسوں نہیں قرنوں نہیں بلکہ صدیوں تک جاری رہتی ہے اور کامیاب بنائی جاتی ہے انگریزوں کو اس بات کا یقین ہے کہ وہ ملک جس کو کسی زمانہ میں [illegible] کہتے تھے اور اب جو ہالینڈ اور بلجیم کی ریاستوں میں منقسم ہے ان کے ملک سے اتنا قریب ہے کہ اگر کوئی طاقتور بادشاہ یا کوئی طاقتور قوم اس پر قابض ہو جائیگی تو انگلستان کو اس سے ہر وقت خطرہ رہے گا لہذا ان کی پالیسی یہ ہے کہ ڈ

اس جگہ پر کسی ایسے بادشاہ یا قوم کو قابض نہیں ہونے دیتے سترہویں صدی میں فرانس کے بادشاہ لوئی چہاردہم سے وہ اس بنا پر برسوں لڑے ولیم سوم اور ملکہ این کا سارا زمانہ اسی لڑائی میں صرف ہوا یورپ کی دوسری قوموں کو ملاکر فرانس کے خلاف جتھا بنایا گیا اور آخرکار فرانس کو شکست دیگئی اجینہ یہی حالت نپولین کے خلاف ہوئی اور پھر بیسویں صدی میں قیصر ولیم کے خلاف اور ہر مرتبہ انگریزوں کو کامیابی ہوئی یہ پولیٹکل اور فوجی مہم کی مثالیں ہے ایسی مثالیں آپ کو روزمرہ کی زندگی میں بھی ملیں گی اور کثرت سے ملیں گی ان کی پچھلی اور موجودہ نسل کی بڑی خوبی ہے اور یہ ان کے کیرکٹر کی بڑی خوبی ہے اور ان کی کامیابی کی ایک بڑی وجہ۔

بس ایک بات اور کہوں گا جو خوبیاں ہم نے اوپر بیان کیں اپنی اپنی جگہ سب اچھی ہیں اور کارآمد ہیں پابندی وقت ڈسپلن ملکر کام کرنے کی قابلیت اور استقلال ان کے فوائد سے کون انکار کرسکتا ہے اور اس سے کون انکار کرسکتا ہے کہ ہم ہندوستانیوں کے کیرکٹر میں ان باتوں کی بڑی کمی ہے اور وہ کمی باعث شرم ہے آخری خوبی جس کا میں ذکر کروں گا حب الوطنی ہے انگریزوں سے زیادہ محب وطن کوئی قوم صفحہ ہستی پر نہیں ہے انگریز بھی انسان ہیں ان میں بھی انسانی کمزوریاں ہیں بغض حسد نفاق اور جھگڑے ان میں بھی ہوتے ہیں مگر جب غیروں سے مقابلہ کا وقت ہوتا ہے تو سب باتیں بھول جاتے ہیں اور متفق ہوکر ان کا مقابلہ کرتے ہیں ان کے برخلاف ہمارے یہاں جب آپس میں جھگڑا ہوتا ہے تو غیر کو بلاکر اس سے تصفیہ کراتے ہیں ایک دفعہ نہیں بلکہ ہزار مرتبہ یہ واقعات ہوچکے ہیں اور ہر مرتبہ بلی اور بندروں کی مثل ہمارے اوپر صادق آتی ہے دو بھائی آپس میں لڑے ایک بھائی نے باہر والے کی مدد مانگی باہر والا آیا اور ان دونوں کو نکال کر ان پر قابض ہوگیا اس میں باہر والے کا کیا قصور اس کو کیوں گالیاں دی جاتی ہیں دور کیوں

جائیے پلاسی کی لڑائی کا حال پڑھیے میر جعفر اور سراج الدولہ کے حالات سے کونسا ہندوستانی واقف نہیں آج بھی بڑی بڑی ریاستیں موجود ہیں جہاں کے حکام بالادست اپنے فائدہ کے لئے اپنی ریاست کو اور اپنے آقا کو بیچنے کے واسطے تیار ہیں اگر اس حالت میں باہر والے ان کو خرید لیتے ہیں اور ان کی کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہیں تو باہر والوں کا کیا قصور انگریزوں کی حب الوطنی کا یہ عالم ہے کہ بہت سی باتیں جن کو برا سمجھتے ہیں اور جن کو وہ محض ذاتی فائدہ کے واسطے کرنے کو تیار نہیں ہیں اگر قوم کا فائدہ ہو تو ایسی باتوں کو بھی کرگزرتے ہیں حب الوطنی قوم کا ایک سبب ہندوستانیوں کا غیروں کے مقابلہ میں ایک ہوجانا یہ وہ باتیں ہیں جو ہم کو انگریزوں کی مثال سے سیکھنی چاہئیں اور ان کو اپنی فطرت اور طبیعت کا جزو بنا لینا چاہیے۔

پولیٹکل قضیوں سے مجھے بحث نہیں مگر جو لوگ پولیٹکل ترقی چاہتے ہیں وہ بھی تو یہ سمجھیں کہ جب تک ہمارے کیرکٹر میں خوبیاں نہیں آئینگی جب تک ہم بحیثیت قوم کے ان خوبیوں کو نہیں سیکھیں گے اس وقت تک پولیٹکل ترقی کس طرح ہوگی اور اگر ہوگی تو کے دن رہے گی مانا کہ آپ انگریزوں سے خفا ہیں مگر اس کے یہ معنے تو نہیں کہ جو خوبیاں ان میں ہیں ان کو آپ برائی سے تعبیر کریں اور اس واسطے نہ سیکھیں نہ حاصل کریں کہ وہ انگریزوں میں ہیں یہ امر مسلمہ ہے کہ اگر ایک قوم دوسری قوم پر صدیوں حکومت کرتی ہے تو اس میں کچھ ایسی اخلاقی خوبیاں ہوتی ہیں جو اس کو محکوم قوم سے برتر اور افضل بناتی ہیں کسی ایک لڑائی کسی ایک جنگ میں فتح اور شکست اتفاقیہ ہوسکتی ہے مگر غلبہ کہ جو صدیوں قائم رہے اتفاقیہ نہیں ہوسکتا محض غم و غصہ کا م نہیں چلیگا ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنی کمزوری اور دوسروں کی قوت کی حقیقت دریافت کی جائے اور پھر دوسروں کی مثال سے سبق حاصل کرکے اپنے کیرکٹر کی اپنے مزاج کی اپنی طبیعت کی اصلاح کی جائے اور اپنے تئیں ترقی کا اہل بنایا جائے ؎ مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست

سلسلہ تعلیم الاسلام

بعض اہل ضرورت اس خیال میں تھے کہ ابتدائی مذہبی تعلیم کے لئے کوئی بہترین رسالے ایسے ہوں جن سے بچوں کی تعلیمی استعداد ترقی کے ساتھ مسائل دینیہ بھی ذہن نشین ہوتے جائیں انہوں نے مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب صدر مدرس مدرسہ امینیہ دہلی کی خدمت میں اپنا خیال پیش کیا حضرت ممدوح نے مسلمان بچوں کی تعلیمی ضرورت کا لحاظ فرماکر تعلیم الاسلام کے نام سے مذہبی تعلیم کے لئے ایک بہترین نصاب تیار فرمانا شروع کردیا۔ مولانا ممدوح ایک فاضل مفتی اور جمعیۃ علمائے ہند کے صدر ہیں مسائل فقہ میں آپکی مہارت تمام ہندوستان میں مشہور ہے اور تعلیمی ضرورت سے بھی آپ پورے طور پر واقف ہیں۔ تعلیم الاسلام میں عبارت کی آسانی اور مضامین کی ترتیب کا خاص لحاظ رکھا گیا ہے بچوں کی اخلاق و عادات پر برا اثر ڈالنے والے الفاظ سے احتراز کیا گیا ہے اسی طرح مسائل بھی تدریجی طور پر مختلف نمبروں میں بیان کئے گئے ہیں ضروری عقائد بھی ہر نمبر میں تدریجی طور پر ذکر کئے گئے ہیں تاکہ بچے کے ذہن آسانی کے ساتھ قبول کرتے جائیں یہ طریقہ بیان بطور سوال وجواب کے رکھا گیا ہے تاکہ بچوں کا دل لگ جائے اور اچھی طرح یاد کرلیں ان رسالوں سے پہلے پڑھانے کے لئے ایک قاعدہ بھی حضرت مفتی صاحب نے مرتب فرمایا ہے ہر مذہبی تعلیم کے لئے یہ سلسلہ بہت مفید اور بہتر ہے جس کی خوبیاں دیکھنے اور تجربہ کرنے سے معلوم ہونگی۔

ابتک اس سلسلہ کے رسالوں کی مجموعی تعداد لاکھ سے زیادہ ایک لاکھ انتیس ہزار چھپ چکی ہے اور اکثر مدارس اسلامیہ اور قومی اسکولوں کے درس میں داخل کرلیا گیا ہے بہار بنگال۔ برہما۔ یوپی پنجاب اور گجرات میں خصوصیت کے ساتھ پسند کیا گیا ہے اور بیرون ہند افریقہ وغیرہ میں برابر جارہا ہے ان رسالوں کا بنگالی برہمی۔ اردی اور مرہٹی زبانوں میں بھی ترجمہ ہوگیا ہے بعض اہل خیر حضرات کا خیال یہ بھی ہورہا ہے کہ انگریزی میں بھی ترجمہ کرایا جائے یہ مقبولیت عامہ کی کھلی اور روشن دلیل ہے۔

قاعدہ کے علاوہ چار نمبر اب تک تیار ہوچکے ہیں ان چاروں نمبروں میں عقائد اور مسائل کا کافی ذخیرہ آگیا ہے طہارت نماز روزہ زکوٰۃ تک کے مسائل اور عقائد میں توحید کتب آسمانی۔ ملائکہ رسالت معجزات صحابہ کرام اولیاء اللہ کرامت قیامت تقدیر اعمال صالحہ شرک و کفر بدعات وغیرہ کا بیان آگیا ہے قیمت بہت کم رکھی گئی ہے۔

کامل سٹ پانچ حصے عہ مجلد عہ ایک روپیہ چار آنے محصول علاوہ

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مقالات مشاہیر

آپ کے دل میں اپنے کسی بزرگ خاندان استاد، عالم، فقیر، دوست عزیز، قومی رہبر، مذہبی پیشوا، غرض کسی زندہ یا مردہ شخص کی عزت وعظمت ہے؟ کسی نہ کسی کی یقیناً ہوگی۔ اگر ہے تو اپنے دل میں ذرا غور کیجئے کہ کس بنا پر ہے؟ کیا اس بنا پر کہ وہ شخص لباس بہت قیمتی پہنتا ہے؟ کیا اس لئے کہ وہ کھانا بہت لذیذ کھاتا ہے کیا اس بنا پر کہ اس کے پاس روپیہ بہت سا جمع ہے؟ کیا اس لئے کہ اس کے پاس نوکر چاکر بہت سے ہیں؟ کیا اس لئے کہ وہ اپنی دولت رشوت وسود لیکر پیدا کرتا ہے اور شراب پینے میں اسے اڑاتا ہے؟ کیا اس بنا پر کہ وہ اپنے وقت کا بڑا حصہ ناچ، تھیٹر اور سینما دیکھنے میں صرف کرتا ہے۔

سوال خوف ودہشت کی بابت نہیں صرف عزت، وقعت وعظمت کی بابت ہے یعنی آپ کا دل بغیر کسی ظاہری دباؤ اور مادی غرض کے خود بخود جو اس کی تعریف کرتا رہتا ہے اور اس کی بڑائی کو محسوس کرتا رہتا ہے سو یہ کس بنا پر ہے؟ کیا اوپر لکھی ہوئی چیزوں میں کسی کی بنا پر؟ اپنے دل کو خوب ٹٹول کر جواب دیجئے اور جواب یقیناً نفی میں ہوگا۔ عزت ووقعت آپ ہرگز اوپر کی لکھی ہوئی چیزوں میں سے کسی کی بنا پر نہیں کرتے بلکہ کسی ایسی چیز کی بنا پر کرتے ہیں جس کا تعلق انسان کے ظاہر سے نہیں باطن سے ہے باہر سے نہیں اندر سے نمائش سے نہیں اصلیت سے ہے آپ کو اپنے قابل عزت ممدوح کی سیرت کا کوئی جزو پسند آگیا ہو اور اسی کا نقش آپ کے دل پر قائم ہے سچائی سادگی بےنفسی بلند ہمتی خلق کی خیر خواہی بےآزاری قناعت فروتنی، خیر بیکلامی غرض اس قسم کی کوئی نہ کوئی خوبی آپ کے تجربہ میں آئی ہوگی اور وہی شے آپ کے دل میں ان بزرگ کی عزت ووقعت قائم کئے ہوئے ہے۔

جب یہ ہے تو آپ خود اپنے لئے ظاہری ونمائشی چیزوں کو کیوں ضروری سمجھتے ہیں؟ آپ کیوں اس فکر میں لگے رہتے ہیں کہ آپ کا لباس ایسا ہو جس پر لوگوں کی نظریں پڑیں؟ آپ کو یہ دھن رہتی ہے کہ آپ کا مکان بہت وسیع وخوشنما ہو؟ آپ کو کیوں یہ شوق ہے کہ بجائے پیدل چلنے کے خواہ مخواہ آپ سواری پر مسافت طے کریں؟ آپکو کیوں یہ ارمان رہتا ہے کہ آپ کے پاس بہت سے نوکر چاکر ہوں؟ آپ کو کیوں یہ تمنا ہے کہ آرائش ونمائش پر صرف کرنے کے لئے آپ کے پاس بہت سا روپیہ ہو آپ ایسی ضرورتوں پر صرف کرنے کے لئے جن کا حکم نہ خدا نے دیا ہے نہ رسول نے اور نہ عقل سلیم جسے اچھا بتاتی ہے خواہ مخواہ قرض آخر کس لئے لیتے ہیں ایسی چیزوں پر وقت ضائع کرنا اور روپیہ صرف کرنا جن سے آپ خدا کے بھی گنہگار ہوتے ہوں اور دنیا میں بھی کسی قسم کا فائدہ نہ حاصل کرسکتے ہوں کوئی بھی عقل اور سمجھ کی بات ہے؟ خدا کے سامنے اگر سرخرو ہونا ہے تو اپنے باطن کو سنوار لیجئے دنیا میں اگر عزت ووقعت کے ساتھ رہنا ہے تو اپنی اخلاقی حالت درست کیجئے، اپنی زندگی اگر چین اور سکھ کے ساتھ گذارنا ہے تو اپنی سیرت کو اعلیٰ وپاکیزہ بنایئے ہر مذہب کے بانی اور ہادی جن کی حکومت آج کروڑوں دلوں پر قائم ہے اپنے نفس کے غلام نہیں بلکہ اپنے نفس کے حاکم ہوئے ہیں اور ہمارے سرور وسردار صلعم تو فاتح وکشورکشا ہونے کے ساتھ ہی مسکین وتہی دست بھی تھے آپ بھی اپنے نفس کو اپنا ماتحت ومغلوب بنائیے خود اس کے غلام وفرمانبردار نہ بن جایئے مال ودولت جاہ وثروت کی ہوس نفس کی غلامی ہے حاجتوں کو کم کرنا اور سامان سے بےنیازی کی کوشش کرنا ہی آزادی ہے۔

(علامہ ماجد دریا آبادی)

بمبئی کے ٹائمس آف انڈیا نے کسی بڑے حساب داں کے حوالہ سے متمدن دنیا کی کتابوں اور کتاب خانوں سے متعلق کچھ اعداد شائع کئے ہیں فرانس امریکہ برطانیہ کے مشہور کتب خانوں میں کتابوں کی تعداد حسب ذیل ہے:۔

برٹش میوزیم لندن	۳۰ لاکھ سے اوپر
کانگریس لائبریری واشنگٹن	۲۲ ½ لاکھ 〃 〃
نیشنل لائبریری پیرس	۴۰ لاکھ 〃 〃

جرمنی میں کتبخانوں کا نظام سب سے بہتر وبرتر ہے سارے ملک میں کتبخانوں کا جال پھیلا ہوا ہے۔ ۶۰ پبلک کتبخانے ہیں اور کتابوں کی مجموعی تعداد ۳ کروڑ تک پہنچی ہے: فرانس میں پبلک کتبخانے ۱۱۱ ہیں اور کتابوں کی میزان دو کروڑ! برطانیہ کے صرف ۳ میں پبلک کتبخانے ۱۱ ہیں اور کل کتابیں ایک کروڑ ۸۰ لاکھ!

دنیا میں نئی کتابیں ہر سال تقریباً دو لاکھ ۴۳ ہزار کی تعداد میں چھپتی رہتی ہیں!

کتابوں اور کتبخانوں کے حیرت انگیز اعداد آپ نے سن لئے! لیکن ان اہل کتاب کی زندگیوں کا نقشہ بھی آپنے دیکھا؟ ۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء والی جنگ عمومی کے کشت وخون، قتل وہلاکت سفاکی وشقاوت کی کوئی نظیر دنیا کے کسی حصہ میں تاریخ کے کسی دور میں آپ کی نظر سے گزری تھی؟ نئے نئے مہلک آلات جنگ کی کثرت زہریلی گیس کی ایجاد قتل وہلاکت کی نئی نئی حیرت انگیز تدبیریں اس دور ترقی وعلم سے قبل کبھی دنیا کے علم میں آئی تھیں؟ ڈاکہ کی یہ حیاتیں اور جعل سازیں جو امریکہ سے قبل بھی کبھی موجود تھیں؟ جعل سازی کے یہ یہ طریقے؟ زنا، فرنگستان سے قبل بھی کبھی ذہن میں آتے تھے؟ چوری جھوٹ مکر ظلم، جعلی آثار کی بےعصمتی شراب نوشی، اسراف، خودغرضی، نشہ بازی ریا وتصنع کی یہ گرم بازاری کبھی پہلے تھی؟ جان اور ایمان دونوں کی اتنی ناقدری اتنی بےوقعتی کبھی اس سے بیشتر تھی؟ یہ نئی نئی مہلک بیماریاں کبھی اور بھی دیکھنے میں آئی تھیں؟ اللہ سے اللہ کے رسول سے اللہ کی کتاب سے اللہ کے فرشتوں سے اللہ کے رسولوں سے اتنی بےتعلقی اتنی بیگانگی کسی اور زمانہ میں بھی ہوئی تھی؟ دوزخ اور دوزخ کی آگ سے قبر اور قبر کے عذاب سے موت اور موت کے سکرات سے اتنی بے التفاتی کبھی اور بھی ہوئی تھی جنت اور جنت کی حوروں پر جنت کی نہروں پر جنت کی نعمتوں پر اتنے ٹھٹھے کبھی پیشتر بھی لگائے گئے تھے؟

اسی کا نام "علمی ترقی" ہے اور انھیں علمی ترقیوں پر آپ کو ناز ہے! کتابوں کی تعداد تو ماشاء اللہ روز افزوں ہے اور اوپر کے صرف چند مشہور کتبخانوں کے اعداد پر قیاس کرکے دنیا کی ساری کتابیں اگر شمار کی جانے لگیں تو شاید کوئی علم الحساب اور تعداد کی کوئی سی بھی تعداد اس پر حاوی نہ ہو لیکن نتیجہ! نتائج جو کچھ نکلے وہ بھی آپ کے سامنے ہیں۔ کتابیں پھیلتی گئیں اور انسانیت سمٹتی گئی زبانوں پر شور علم کا برپا رہا اور دلوں میں جہل اپنا گھر کرتا رہا کتابی ترقیاں ہوتی رہیں اور اہل کتاب روز بروز پستی میں

دیکھتے گئے دوسرے اگر جھٹلانا چاہتے ہیں تو جھٹلاتے رہیں لیکن ان کی امت آخر کب تک ان کھلی ہوئی حقیقتوں کی طرف سے آنکھ بند کئے رہے گی۔

(علامہ ماجد دریاآبادی)

باہر کے دشمنوں سے اپنی حفاظت کا انتظام کرنے کی ہمیں ضرورت نہیں ہے ملک میں جو حکومت بھی قائم ہے وہ اس قسم کے انتظامات کرتی رہتی ہے اور کرتی رہے گی ملک کا اندرونی امن بھی ہماری توجہ کا محتاج نہیں ہے ہمیں جس چیز کی سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ اپنی قوم کی آمدنی کا انتظام، قوم کے رسم و رواج کی اصلاح اور قوم کے بچوں کی صحیح و مناسب تعلیم و تربیت ہے اور حکومت وقت ہمارے لئے یہ کام ہماری مرضی کے مطابق یا ہماری ضرورتوں کے موافق نہیں کرتی تو ہمیں چاہیئے کہ ہم خود ان چیزوں کا انتظام بطور خود کریں حکومت کے بنائے ہوئے قانون اگر ہمارے رسم و رواج کی اصلاح کے لئے ناکافی ہیں یا اگر ہم نہیں چاہتے کہ ایک غیر ملکی حکومت ہمارے گھریلو اور مذہبی معاملات میں دخل دے تو ہم بلا کسی قسم کی دشواری اور دقت کے ایسا کر سکتے ہیں کہ اپنی قوم کے لیے اس قسم کے قوانین خود بنا دیں۔

بڑے سے بڑا اعتراض جو اس تجویز پر ہو سکتا ہے وہ یہی ہے کہ حکومت کی طرح ہمارے پاس کوئی ایسی طاقت نہیں ہے جو ہمارے بنائے ہوئے قوانین کو ساری قوم سے منوا دے اور ہمارے بنائے ہوئے قوانین کی خلاف ورزی کرنے والوں کو یہ اندیشہ نہیں ہے کہ وہ جیل لے بھیج دیئے جائیں گے لیکن ہمارے پاس ایک دوسری طاقت ایسی ہے جو پولیس سے بھی زیادہ کارآمد ہو سکتی ہے جو لوگ قوم کی اصلاح کے لئے کھڑے ہوں گے اگر ان میں خلوص اور سچائی ہو تو سچائی اور مقصد کی نیکی کی طاقت ایسی زبردست قوت ہوگی جس کا مقابلہ دنیا میں کوئی نہیں کر سکتا حضرت عیسیٰ کے ساتھ نہ فوج تھی اور نہ پولیس اور آپ کی قوم نے آپ کے ساتھ جو کچھ سلوک کیا وہ بھی کسی سے پوشیدہ نہیں ہے لیکن جس سچائی کی آپ نے تبلیغ کی تھی اس پر ایمان رکھنے والوں کی تعداد آج اتنی ہے کہ تقریباً نصف دنیا ان سے آباد ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب غار ان کی چوٹی پر کلمہ حق کے اعلان کے لئے کھڑے ہوئے تھے تو آپ کی پشت پر کونسی فوج تھی اور قوم نے وہ کونسی ہمدردی کی تھی جو آپ کے ساتھ روا نہ رکھی لیکن آج نعوذ باللہ اسی ساحر اور کاہن کا کلمہ پڑھنے والوں کی تعداد چالیس کروڑ سے اوپر ہے دور کے زمانہ کی نظیر جانے دیجئے خود اپنے ہی زمانہ میں دیکھ لیجئے سرسید مرحوم نے تنہا ایک نیک مقصد کو لیکر اٹھے اور صرف ان کے خلوص اور ان کے مقصد کی نیکی نے انہیں ان لوگوں پر غلبہ دیا جنہوں نے ان کے خلاف کفر کے فتوے دیئے تھے اور انہی کفر کے فتووں پر دستخط کرنے والے واداؤں کے پوتے آج اس کالج میں تعلیم حاصل کرنا اپنے لئے باعث فخر خیال کرتے ہیں جو اس (نعوذ باللہ) مردود ابد کافر نے بنایا تھا۔ مہاتما گاندھی کے ساتھ کونسی مادی طاقت تھی جب انہوں نے ہندوستانیوں کو ترک تعاون کرنے کی ترغیب دی لیکن حکومت کی مادی طاقتیں لوگوں کو ان کے جھنڈے کے نیچے جمع ہونے سے کسی طرح نہ روک سکیں اور اب ہندوستان سے رخصت ہونے والے لارڈ ارون وائسرائے ہند کو ان کی روحانی قوت کی عظمت کا اعتراف کرنا پڑا۔

آخر وہ کیا چیز تھی جس نے ان بزرگ ہستیوں کو اپنے مقاصد میں کسی مادی قوت کی مدد کے بغیر کامیاب کر دیا؟ اور وہ کونسی کشش تھی جو ہزاروں لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کو ایک مرکز واحد پر کھینچ لائی کیا نیکی، سچائی اور مقصد کی خوبی و نیکی کے سوا ان لوگوں کے پاس اور بھی کچھ تھا؟ اگر نہیں تھا تو پھر ہمیں اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے فوج کی سنگینوں اور پولیس کے ڈنڈوں کی کیوں ضرورت ہے؟ کیا ہمارا مقصد نیک نہیں ہے؟ کیا قوم کی اصلاح، خدا کے بندوں کی خدمت اور کروڑوں انسانوں کی فلاح کی فکر سے زیادہ عالی کوئی اور مقصد بھی ہو سکتا ہے؟ اس قدر اعلیٰ مقصد لیکر جب ہمارے رہنما اور ہمارے مصلحان قوم اٹھتے ہیں اور پھر بھی ناکام رہتے ہیں تو اس کے معنے اسکے سوا اور کیا ہو سکتے ہیں کہ کامیابی کی دوسری شرط یعنی خلوص اور سچائی ان کے پاس نہ تھی ان کی زبانوں پر بڑے بڑے شاندار الفاظ تھے مگر ان کے دل اس درد سے خالی تھے جس کی ضرورت کامیابی کے لئے سب سے زیادہ ہے ہم ہرگز ناکام نہیں ہو سکتے اگر صرف چند مخلص اور سچے انسان اس مقصد کو لیکر اٹھیں اور اپنا تمام وقت اپنی تمام محنت و کوشش اور اپنا جسم و جان سب کچھ اسی ایک مقصد کے لئے وقف کر دیں یہاں ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد آٹھ کروڑ ہے کیا ان آٹھ کروڑ نفوس میں ایسے خدا کے بندے جو سچے دل سے قوم کی خدمت کرنے پر آمادہ ہوں آٹھ بھی نہیں مل سکتے! بلکہ سچ پوچھیئے تو آٹھ کی بھی ضرورت نہیں ہے ایک اکیلا آدمی ہماری حالت میں بڑا سا بڑا انقلاب پیدا کر سکتا ہے بشرطیکہ اس کے دل میں سچا درد ہو اور وہ جو کچھ بھی کرے اپنی ذات اور اپنے نفع کی خاطر نہ کرے بلکہ خدا کے لئے اور صرف خدا کے لئے کرے اپنی ذات یا اپنے خاندان کی خدمت اس کا نصب العین نہ ہو بلکہ انسان اور انسانیت کی خدمتگزاری اس کا مقصد اور اس کا مطمح نظر ہو۔

کام شروع کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ ہر شہر کو محلوں میں تقسیم کر کے ہر ہر محلے کی پنچایت قائم کر دی جائے ہم لوگ اس نظام سے نامانوس بھی نہیں ہیں اور اکثر پیشہ ور جماعتوں میں پنچایت کی رسم اس وقت بھی موجود ہے پنچایت کی ناراضی اور برادری سے خارج کر دیئے جانے کا خوف پولیس اور فوج کے خوف سے بھی زیادہ ہوا کرتا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ قصاب دھوبی جلاہے اور اسی قسم کے دوسرے پیشہ ور لوگ اپنی برادری کے خوف سے بڑے سے بڑے مشکل کام کرنے پر بلا تکلف آمادہ ہو جاتے ہیں پس ہم محلہ محلہ کی پنچایت قائم کرانے میں اگر کامیاب ہو جائیں تو بہی خواہان قوم جو قاعدے اور جو قانون بھی قوم کے لئے بنائیں گے ان کی تمام قوم سے منوا لینا بالکل آسان ہو جائے گا اور قوم کی تہذیب و اصلاح جو اس وقت مسلمانوں کا کام نظر آ رہی ہے صرف مہینوں کا کام رہ جائے گی ہمارے منتشر اور ملت کے بکھر جانے کا باعث اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ کوئی ایک رہنما ان میں موجود نہیں ہے ہر خود غرض اور نفس پرست شخص جس میں تھوڑی سی ہمت ہو ہماری صف سے آگے نکلتا اور لوگوں کو اپنے پیچھے چلنے کی دعوت دیتا ہے اور غریب عوام الناس کسی طرح یہ فیصلہ نہیں کر سکتے کہ کس کے پیچھے ہولیں ضرورت صرف ایک شخص کی ہے لیکن ایک ایسے شخص کی جس کی دوستی بھی اللہ کے لئے ہو اور دشمنی بھی اللہ کے لئے جو ملے تب بھی حق کی خاطر اور لڑے تب بھی حق کی خاطر اور جس کا مقصد انسانیت کی بے لوث خدمت کرنے کے سوا اور کچھ نہ ہو کیا ایک ایسی ہستی کے لئے ہمیں آنے والے مہدی اور موعود مسیح کا انتظار کرنا پڑے گا؟ کیا ہندوستان کے طول و عرض میں ایک بھی ایسا اولوالعزم اور مخلص مسلمان موجود نہیں ہے؟ اگر ہے تو اب وقت نہیں ہے کہ وہ گوشہ گمنامی میں چھپا بیٹھا رہے قوم کو اس کی ضرورت ہے دنیائے انسانیت اس کی منتظر ہے اور اسلام اس کے لئے چشم براہ ہے اسے جلد سے جلد میدان عمل میں آنا چاہیئے

(از نئی دنیا دہلی)

حق پرست مسلمانوں کے "حقیقی پرست" رہنما جنھیں حکومت ہند نے مسلمانوں کا نمایندہ بناکر گول میز کانفرنس میں بھیجا ہے شروع ہی سے اس بات پر اڑے ہوئے تھے کہ تاوقتیکہ مسلمانان ہند کو جداگانہ انتخاب کا حق نہ دیا جائے اس وقت تک وہ ہندوؤں کے ساتھ کسی سمجھوتے پر رضا مند نہیں ہو سکتے گاندھی جی تو خیر ہندو ہیں صدہا ایسے مسلمانوں نے جو ملک کی سیاست سے کما حقہ واقفیت رکھتے ہیں انھیں یہ بات سمجھانے کی کوشش کی کہ جداگانہ انتخاب ہمیشہ اسی فرقہ کو فائدہ پہنچاتا ہے جس کی تعداد ملک میں زیادہ ہو اور اس طریقہ انتخاب میں لازمی طور پر اکثریت کی جیت اور اقلیت کی ہار ہوا کرتی ہے لیکن ان بزرگوں کی سمجھ میں کبھی نہ آیا اور "طوطی پس آئینہ" کی طرح وہ برابر یہی کہتے رہے کہ مسلمانوں کے لئے جداگانہ ہی انتخابات کا طریقہ مناسب ہے۔

گول میز کانفرنس کی سب کمیٹی کے جلسوں میں جب فرقہ وارانہ مسئلہ زیر بحث تھا تو مسلمان نمایندے یا یوں کہہ لیجئے کہ مسلمانوں کے گورنمنٹی نمایندے حسب معمول اسی پر زور دے رہے تھے کہ مسلمانوں کو جداگانہ انتخاب کا حق ملنا چاہیئے یہاں تک تو نہ کوئی بات نئی تھی نہ عجیب لیکن حیرت اس وقت ہوئی کہ جب ڈاکٹر مونجے صاحب نے کھڑے ہو کر جداگانہ انتخابات کی حمایت میں ایک بہت ہی پرجوش پرزور تقریر کی یہ ڈاکٹر مونجے صاحب وہی مشہور و معروف ہندو ڈاکٹر صاحب ہیں جو ہندو مہاسبھا کے صدر تھے اور جن کی اسلام دشمنی سے ہندوستان کا بچہ بچہ واقف ہے۔

گول میز کانفرنس کا اس سے بڑا معجزہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ مولانا شوکت علی اور سر محمد شفیع جیسے مسلم لیڈر اب مسلمانوں کے لئے وہی چیز مانگ رہے ہیں جو کہ ڈاکٹر مونجے کی دلی آرزو ہے اور جو ہندو مسلم اتحاد کے لئے مہاتما جی کوشش کرتے کرتے تھک گئے وہ کسی کی کوشش کے بغیر اس طرح رونما ہو گیا کہ اب مولانا صاحب اور ڈاکٹر صاحب ہمنوا اور ہم آہنگ ہیں اور جو کچھ ڈاکٹر مونجے کی زبان سے نکل رہا ہے اسی کی صدا مولانا شوکت علی صاحب بھی لگا رہے ہیں۔

اب یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ڈاکٹر مونجے صاحب ہندوؤں کے ساتھ غداری کرکے مسلمانوں سے مل گئے ہیں یا خدانخواستہ مولانا صاحبان اب تک دوستی کے پردے میں مسلمانوں کے ساتھ دشمنی کر رہے تھے یہ تو کیسے یقین آسکتا ہے کہ ہز ہائنس سر آغا خاں جنھیں ایک فرقہ خدا تسلیم کرتا ہے اور حضرت مولانا شوکت علی اور حضرت مولانا شفیع داؤدی جیسے علماء کرام اسلام اور مسلمانوں کے دشمن بن جائیں گے اس لئے امکان اسی بات کا زیادہ ہے کہ شاید ڈاکٹر مونجے ہی ووکنگ کی مسجد کے امام صاحب کے فیض موعظت سے مستفید ہو کر مسلمان ہو گئے ہیں ورنہ پھر آخر ایک مہاسبھائی ہندو کی زبان سے جداگانہ انتخاب کی حمایت کے کیا معنی؟ یہ تو مسلمانوں کا وہی حق ہے جس کی خاطر انقلاب اور الامان نے اپنے صدہا صفحے سیاہ کئے ہیں کیا اب بھی ہماری آنکھیں نہ کھلیں گی اور کیا اب بھی ہم دوست و دشمن میں تمیز کرنا نہ سیکھیں گے؟

(ڈاکٹر سعید احمد)

گول میز کانفرنس کے بدنصیب مسلم طبقہ کے جو نمایندے حکومت ہند نے منتخب کئے تھے وہ خدا جانے کون سے اصول پر کئے گئے تھے اگر مقصود یہ تھا کہ مسلمانوں کے ہر مذہبی فرقہ کی اس کانفرنس میں نمایندگی ہو جائے تو اس کے لئے لازمی تھا کہ سنی، شیعہ، غیر مقلد، شافعی، مالکی، حنبلی، احمدی، بہائی وغیرہ غرضکہ ہر فرقہ سے ایک ایک یا دو دو نمایندے لئے جاتے اگر مختلف پیشوں کی نمایندگی مطلوب تھی تو بیرسٹر، وکیل، ڈاکٹر، مولوی، عامل، لیڈر، لوہار، سادہ کار، بڑھئی، معمار، جلاہے اور اسی طرح کے اور تمام پیشہ وروں میں سے ایک ایک دو دو آدمی چن لینے چاہیئے تھے اور اگر مختلف سیاسی جماعتوں کو دعوت دینی تھی تو نیشنلسٹ، انقلابی، الامانیے، انصاریے، اقالیے، شوکتیے، خلافتیے، جمعیتیے، داؤدیئے، مخلوطیے، مشروطیے، ہندو پرست، انگریز پرست، انتہا پسند، اب البسند، اعتدال پسند، مرحال پسند، قوم پرست اور لوم پرست غرضکہ ہر خیال اور ہر اعتقاد کے دو دو ایک ایک آدمیوں کو منتخب کرنا چاہیئے تھا۔

لیکن ہوا یہ ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی نمایندگی کے لئے منتخب کیا گیا ہے ہز ہائنس سر آغا خاں کو جنھیں یوں کہنے کو چاہے خدا کہہ دیا جائے لیکن ہندوستانی مسلمان تو ہرگز نہیں کہا جا سکتا اور پردہ نشین مسلم خواتین کی نمایندگی کے لئے انتخاب عمل میں آیا ہے بیگم شاہنواز صاحبہ کا کہ جو خود کبھی پردہ نہیں کرتیں۔

کسی چیز کو زیادہ نمایاں کرنے کے لئے اکثر ایسا کیا جاتا ہے کہ اس کی ضد اس کے بالمقابل رکھ دیتے ہیں اور اس طرح بدی کے مقابلہ میں اگر نیکی اور سیاہی کے مقابلہ میں اگر سفیدی بہت زیادہ چمک اٹھتی ہے۔ ممکن ہے کہ گول میز کانفرنس میں مسلمانوں کی نمایندگی بھی اسی ضد اور مقابلہ کے اصول پر کی گئی ہو اور ان کے اضداد کے ذریعہ سے ان کی حالت کو اور بھی زیادہ نمایاں ہونے کا موقع دیا گیا ہو اگر ایسا ہے تو ہمیں اس انتخاب کے لئے حکومت ہند کا ممنون ہونا چاہیئے۔

(ڈاکٹر سعید احمد)

اسی نمایندگی کے سلسلہ میں ایک دلچسپ چیز یہ بھی ہے کہ ہز ہائنس سر آغا خاں صاحب بالقابہ ایک مخصوص فرقہ کے خدا بھی ہیں اس لحاظ سے مسلمانوں کو اپنی خوش نصیبی پر جس قدر بھی ناز ہو کم ہے حکومت برطانیہ کے دربار میں ان کی نمایندگی خدا کر رہا ہے اور جس جماعت کا ہادی و رہنما خدا ہو اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔ البتہ اگر ہز ہائنس ہماری صحیح رہنمائی نہ کر سکے اور اپنی نئی فرانسیسی بیگم صاحبہ کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے باتوں میں محو ہو کر کسی غلط راستہ پر چل پڑا ہے تو پھر ہمارا کہیں ٹھکانا نہیں ہے کیونکہ جسے خدا گمراہ کر دے اسے ہدایت دینے والا کہاں سے آئیگا اور خواجہ خضر کی ڈوبی ہوئی کشتی کو کون پار لگائے گا دیکھئے کیا ہوتا ہے۔

(ڈاکٹر سعید احمد)

شرطیہ ڈھائی مہینے میں انگریزی آجائیگی

اگر آپ "مومن صاحب کی انگلش ٹیچر" کا ایک سبق سمجھ کر روزانہ پڑھیں گے صرف ایک گھنٹہ روزانہ محنت کی ضرورت ہے اور کسی اُستاد کی حاجت نہیں، یہی وہ کتاب ہے جو دو سال میں تیس ہزار فروخت ہو گئی اس سے بہتر انگریزی سکھانے والی کتاب آجتک نہیں لکھی گئی۔ ضخامت تقریباً ۲۰۰ صفحات قیمت صرف ایک روپیہ محصول ۶ کل عہ

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

ناپسندیدگی کی شادی

(از جناب مرزا عظیم بیگ صاحب چغتائی مدفیضہ)

ایک روز کا ذکر ہے کہ میں کلاس سے حسب معمول آیا تو بیوی کو اپنا غیر معمولی طور پر منتظر پایا پہلا سوال جو اس نے کیا وہ یہ تھا کہ تمہارے کلاس میں کوئی ابوالحسن پڑھتے ہیں"

"خیر تو ہے" میں نے کہا" میں نہیں جانتا کوئی ہوں گے یہ کہکر کپڑے اتار کر میں کھانے پر آیا بیوی میرے ساتھ ہی کھانا کھایا کرتی تھی مگر آج اکیلے میرا ہی کھانا تھا اکیلے کھانا بہت ہی برا معلوم ہوتا تھا میں نے غصہ سے کہا میں اکیلے کھانا نہیں کھاؤں گا"

چونکہ یہ غصہ محبت کا تھا بیوی نے ہنستے ہوئے کہا "میں نے مجبوراً کھایا ہے عابدہ آئی تھی ابھی ابھی جب گئی جب اس کے گھر سے آدمی آیا تھا"

میں نے کہا "اور تم نے روکی نہیں نہ لیا باتیں ہی کرتے"

یہ لڑکی میری بیوی کی خاص سہیلیوں میں سے تھی بلکہ سب سے زیادہ اس سے دوستی تھی بہت ہی اچھی صورت شکل کی تھی اور اس پر گانا تو ایسا گاتی تھی کہ بادید و شاید محض میری بیوی کی دوست ہونے کی وجہ سے مجھ سے پردہ نہ کرتی تھی حالانکہ یہ امر اس کی ماں کی مرضی کے قطعی خلاف تھا بیوی سے معلوم ہوا کہ وہ آج ایک خاص وجہ سے آئی تھی اُس نے اور میری بیوی نے ایک اور لڑکی سے دوستی کی اور اس لڑکی سے اب عابدہ کی اور میری بیوی کی دونوں کی لڑائی اس بنا پر ہوگئی تھی کہ اس نے اپنے بھائی ابوالحسن کی شادی عابدہ کے ساتھ طے کرنے کی ٹھان لی تھی عابدہ کچھ ابوالحسن کا حال مجھ سے پوچھنے آئی تھی چونکہ کلاس رات کو ہوتے ہیں اور لڑکے بہت زیادہ ہوتے ہیں اس لئے میں جانتا ہی نہ تھا کہ کوئی صاحب ابوالحسن ہیں بھی یا نہیں۔ میری بیوی نے اب مجھ سے کہا کہ تم ابوالحسن کو خود سمجھا دو کہ لڑکی تم سے شادی کرنا نہیں چاہتی ورنہ اندیشہ ہے کہ اس کی شادی طے ہو جائے میں نے جب دریافت کیا کہ آخر عابدہ ابوالحسن کو کیوں اتنا ناپسند کرتی ہے تو معلوم ہوا کہ سب سے اول تو یہ کہ ابوالحسن صورت شکل کے اچھے نہیں ہیں پھر ان کے گھر کی باتیں بھی کچھ ناپسند ہیں۔ دوم یہ اور پھر یہ کہ ابوالحسن مثل اپنے سارے گھر کے فرسودہ خیالات کے آدمی ہیں اور عورت کو شاید جانور کی طرح رکھیں قصہ مختصر عابدہ کو وہ سخت ناپسند تھے عابدہ نے ان کو دیکھا نہ تھا مگر ان کی بابت سنا تھا کہ ان میں یہ یہ خرابیاں ہیں میں چونکہ خود اس خیال کا حامی ہوں کہ لڑکیوں کی مرضی کے خلاف شادی نہ کی جائے لہذا میں نے بھی ارادہ کر لیا کہ خود اس معاملہ میں انتہائی کوشش کروں گا اور حتی الامکان شادی نہ ہونے دوں گا۔

(۲)

چنانچہ ایک روز کلاس میں میں نے ابوالحسن صاحب کو تلاش کر لیا نہایت ہی سیاہ اور کریہہ اور ضرورت سے زیادہ غیر وجیہہ آدمی تھے میرے ہمعصر تھے لیکن چہرہ سے مجھکو اپنے سے زیادہ ذہین اور عقلمند معلوم ہوتے تھے میں نے ان سے تعارف اس طرح حاصل کیا کہ ان سے میں نے کہا کیا جناب کا ہی نام نامی ابوالحسن ہے"

وہ۔ ارشاد فرمایئے۔ جی ہاں میرا نام ابوالحسن ہے"

میں۔ کیا آپ مجھے پندرہ منٹ دے سکتے ہیں؟ مجھے آپ سے کچھ کام ہے۔

انہوں نے میری طرف دیکھا اور میرا نام لیکر بولے کہ آپ کا نام یہ ہے اور مجھے خود آپ سے ضروری ملنا ہے دراصل میں یہی سمجھ گیا اور وہ بھی سمجھ گئے کہ کیوں ملنا ہے۔

میں نے کہا تو پھر آج کا کلاس لائیے گول کر جائیں اور آپ ہمارے ہاں چلئے۔ نہ جانے تھے کہ میرا گھر کالج سے کتنا قریب ہے دراصل وہ مجھے پیشتر سے جانتے تھے وہ راضی ہو گئے ادھر میں نے اپنی حاضری بلوانے کا انتظام کیا اور ادھر انہوں نے کیا اور میں ان کو لیکر گھر آیا۔

میں نے اپنے کمرہ کو جو کافی بڑا تھا بیچ میں بڑا سا پردہ لٹکا کر بیٹھنے کا کمرہ بنایا تھا سارے گھر سے علیحدہ بنگلہ کے آخر کونہ پر ہم کو کمرہ ملا تھا لہذا بقیہ گھر سے اور میرے گھر سے کوئی تعلق ہی نہ تھا پردہ کھینچ دیا تاکہ ابوالحسن صاحب کو پتہ نہ چلے کہ ان کی باتیں کوئی اور بھی سن رہا ہے عابدہ اور میری بیوی پردہ کے اس طرف خاموشی سے بیٹھ گئیں میں نے سگرٹ اور پان پیش کئے دونوں سے انہوں نے معذوری چاہی۔ سلسلہ گفتگو میں نے ہی شروع کیا۔

میں نے کہا "غالباً آپ کو معلوم ہے کہ میں آپ سے کیوں ملنا چاہتا تھا"

انہوں نے کہا "جی ہاں مجکو معلوم ہے تاکہ آپ مجھے راضی کریں کہ میں اس شادی کے خیال کو چھوڑ دوں۔"

"اچھا تو یہ آپ کو معلوم ہے"

"جی ہاں مجھے معلوم ہے کہ وہ مجھے ناپسند کرتی ہیں"

تو پھر ایسی صورت میں تو آپ خود غالباً میری رائے سے اتفاق کرینگے کہ . . . .

انہوں نے جملہ پورا کیا "وہ کہ مجھے انتہائی کوشش کرنی چاہیئے اور دراصل اسی وجہ سے آپ کی اور آپ کی بیگم صاحبہ کی سفارش کی ضرورت ہے کیونکہ وہ ان کی بڑی دوست ہیں" میں نے کہا جناب غلط سمجھے میرا مطلب یہ ہے کہ جب آپ کو معلوم ہے کہ وہ خود آپ سے شادی کرنا نہیں چاہتیں تو آپ کو خود ہی یہ رشتہ نامنظور کر دینا چاہیئے کیونکہ ناپسندیدگی کی شادی سے بدتر دنیا میں کوئی چیز نہیں گھر دوزخ ہو جاتا ہے اور زندگی کا لطف کرکرا ہو جاتا ہے"

"مجھکو یہ باتیں آپ سے بیشتر معلوم ہیں وہ بولے اور میں نے ان سب امور پر اچھی طرح غور کر لیا ہے"

میں نے کچھ جلکر کہا "مگر آپ پھر بھی باز نہ آئیں گے"

انہوں نے کہا "یہاں باز آنے کا سوال نہیں ہے یہاں اب سوال یہ ہے کہ اس معاملہ میں آپ اور آپ کی بیگم صاحبہ میری کیا مدد کر سکتی ہیں"

میں نے کہا "افسوس کہ میں اس میں آپ کی قطعی مدد نہیں کر سکتا جبکہ لڑکی آپ کو خود نامنظور کرتی ہے"

لاحول ولا قوۃ۔ انہوں نے کہا آپ غلط فہمی میں پڑے ہیں آپ سے میں شادی میں

صرف اس طرح امداد کا طالب ہوں کہ آپ کوشش کر کے ان کے دل میں جو میری طرف سے خراب خیالات نہ معلوم کیسے پیدا ہو گئے ہیں دور کر دیجئے یہ نہیں کہ میری شادی باوجود ان کی تمام مخالفت کے ہو جائے بلکہ یہ کہ وہ مخالفت ہی کرنا ہی چھوڑ دیں اور از خود اس رشتہ کی متمنی ہوں۔

میں نے طنزاً کہا "گویا آپ کو پسند کرنے لگ جائیں۔

"جی ہاں" انہوں نے کہا صورت شکل خدا کی دی ہے اس کو چھوڑ کر مجھ میں جو خرابی نظر آئے یا آپ کی بیگم صاحبہ یا وہ خود مجھکو بتائیں کہ مجھ میں یہ خرابی ہے تاوقتیکہ وہ دور نہ ہو گی تو بدترین شخص ہے اور جلد دور کر دیا اگر میں اس میں کوتاہی کروں یا اس خرابی کے دور کرنے میں ناکام رہوں تو آپ شوق سے اس شادی کی مخالفت کریں ورنہ دوسری صورت میں میری سفارش کریں اور میرے لئے کوشش کریں"

بات دراصل ابوالحسن صاحب نے نہایت معقول کہی تھی میں نے ان کی دلیل کو بہت پسند کیا مگر کہا آپ کا کہنا بہت ٹھیک ہے مگر کیا معلوم کہ لڑکی محض صورت شکل ہی کی وجہ سے آپ کو ناپسند کرے معاف کیجئیگا میرا سوائے اس کے کوئی دوسرا مطلب نہیں کہ صورت شکل اچھی سے اچھی اور بری سے بری قابل پسند ہو سکتی ہے میرا مطلب حاصل یہ ہے کہ ناپسند ہونے کے وجوہات میں سب ہی چیزیں ہوتی ہیں"

وہ بولے "مجھکو تسلیم ہے کہ میں خوبصورت یا چھبیلا یا فیشن ایبل جوان نہیں مگر بخوبی جانتا ہوں کہ نہ تو ایک شوہر کے لئے خوبصورت ہونے کی ضرورت ہے اور نہ ہی بیوی کو بعد شادی یہ خیال ہوتا ہے کہ میرا شوہر بدصورت ہے یہ تو لڑکیوں کا بچپنا ہے جو اچھی صورت کا خیال کرتی ہیں ورنہ واقعہ یہ ہے کہ حسین سے حسین لڑکی بھی بدصورت شوہر کو اپنا عزیز ترین شوہر سمجھتی ہے اور کسی اچھی سے اچھی صورت شکل والے سے اپنے شوہر کو کمتر نہیں خیال کرتی اور نہ ہی کوئی بیوی اپنا گھر اس وجہ سے بگاڑتی ہے کہ میرا شوہر بدصورت ہے یہ سب بچپن کی باتیں ہیں جو عمر سے متعلق ہیں"

میں نے کہا "ابوالحسن صاحب آپ ذرا غور تو کیجئے کہ فریق ثانی بلا سمجھ نہیں اور گو جو آپ نے کہا ہے وہ سب صحیح اور درست ہے مگر یہ میں سمجھ سکتا ہوں کہ ایک نوعمر لڑکی ہے"

وہ بولے "اسی وجہ سے تو مجھے لڑکی کے خیالات کی چنداں پروا نہیں مگر پھر بھی آپ لوگوں کے خیالات کی پرواہ کرتا ہوں اور ذمہ لیتا ہوں کہ لڑکی کو آرام سے رکھوں گا شاید آپ کو معلوم ہے کہ میرے والد کی کتنی جائداد ہے اور پھر یہ کہ میں اکیلا لڑکا ہوں سوائے ایک بہن کے اور کوئی نہیں بھائی معاف کیجئے گا شیخی نہیں ہانک رہا ہوں آجکل کی لڑکیوں کے بارے میں کہتا ہوں کہ وہ ان باتوں پر غور نہیں کرتی ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ انہی چیزوں کی ضرورت ہے اگر روپیہ نہیں تو گھر دوزخ ہو جاتا ہے اگر روپیہ میسر ہے آرام و آسائش ہے تو لڑکی کو کسی طرح کی شکایت ہی نہیں ہو سکتی قصہ مختصر آپ اور آپ کی بیگم صاحبہ ان کو اچھی طرح سمجھا دیں کہ میں ان کو بہت آرام سے رکھوں گا کیونکہ بدصورت ہوں اس خیال سے چار پیسے کی جگہ پانچ پیسے خرچ کروں گا بلکہ پانچ کی جگہ دس دوں گا۔

میں نے کہا "یہ تو کوئی بات نہ ہوئی القصہ آپ جائیں اور آپ کا کام مگر میں صاف صاف عرض کئے دیتا ہوں کہ میری دانست میں آپ کو سوچ سمجھکر کام کرنا چاہئے میرا فرض ہے کہ آپ کو آگاہ کر دوں کہ وہ اور ان کے کان میں آپ سے زیادہ خوبصورت کو زیادہ پسند کرتی ہیں بہ نسبت اس کے کہ آپ کو"

وہ مسکرا کر بولے "ماشاء اللہ

میں نے کہا "اور پھر آپ ضد کرتے ہیں میری دانست میں اس بات کے علم سے خود آپ کے جذبہ خود پسندی کو ٹھیس لگنا چاہئے اور اس بنا پر خود آپ کو ایسے شخص سے نفرت پیدا ہو جانا چاہئے"۔

انہوں نے ہنستے ہوئے کہا مگر میں اس معاملہ میں بہت جیا ہوں ضرورت سے زیادہ ورنہ کوئی اور ہوتا تو جو باتیں میں نے سنی ہیں ان کی بنا پر کبھی کا اس قصہ سے دست بردار ہو گیا ہوتا"

پھر آپ کیوں اپنی ضد پر اڑے ہیں"

وہ بولے "اس وجہ سے کہ مجھکو پھر ایسی اچھی صورت و شکل کی لڑکی نہیں ملیگی ایسی اچھی لڑکی جو ہر فن میں طاق ہو اور خصوصاً بہت اچھی گانے والی ہو غرض تمام سوسائٹی کا پھول ہو مجھکو پھر نہیں ملیگی میں نے ان کو دیکھا نہیں مگر تصویر دیکھی ہے وہ مجھکو ضرورت سے زیادہ پسند ہیں۔

آپ کے پاس تصویر کہاں سے آئی؟ میں نے کہا

یہ دیکھئے انہوں نے تصویر نکال کر دکھلائی یہ نہ بتاؤں گا کہ کہاں سے آئی ہے"

میں نے تصویر کو دیکھا یہ تو میرے ہی ہاتھ کا فوٹو تھا مجھکو تعجب ہوا کہ یہ حضرت کہاں سے پا گئے کیونکہ انہوں نے انکار کیا کہ ان کی بہن کے ذریعہ سے یہ نہیں پہنچی میں فوراً اٹھا اور اپنی البم کو اٹھا کر دیکھا وہاں کی تصویر غائب تھی میں نے کہا حضرت یہ مال مسروقہ ہے میری البم میں سے آپ نے کیسے اڑا لیا معلوم ہوتا ہے یہ آپ کی بہن کی کارروائی ہے"

انہوں نے ہنستے ہوئے کہا "بخدا میری بہن کی کارروائی نہیں مگر مجھکو یہ تسلیم ہے کہ یہ چوری کی ہے مگر چور نے یہ نہیں بتایا کہ کس جگہ سے یہ اس نے چرائی آپکی ہی سہی مگر اب تو یہ میری ہے اور میں اس کو واپس نہیں دے سکتا اور نہ چور کا نام بتا سکتا ہوں"

قصہ مختصر میں نے ان کو بہت سمجھایا کہ اس شادی کے خیال سے آپ باز آئیے مگر وہ نہ مانے میں نے انکو امداد کا وعدہ کر کے رخصت کیا کہ جہاں تک مجھ سے ممکن ہو گا آپ کی شادی میں مخالفت کروں گا لیکن کوشش کروں گا کہ لڑکی آپ کو پسند کرنے لگے اور اگر ایسا ہوا تو مخالفت نہ کروں گا۔

ان کے چلے جانے کے بعد پردہ ہٹایا تو میری بیوی غصہ میں پیچ و تاب کھا رہی تھیں اور عابدہ منہ لٹکائے الگ بیٹھی تھیں ان دونوں نے ابوالحسن صاحب کے بارے میں اب اور بھی خراب رائے قائم کر لی۔

میں نے عابدہ سے کہا "بہن عابدہ تم نے ان کو دیکھا تو ہے نہیں کیسے کہتی ہو کہ بدصورت ہیں

وہ تیز ہو کر بولی بھائی جان خدا کے لئے اس موذی کا ذکر آپ نہ کیجئے مجھکو کوئی ضرورت نہیں"

میری بیوی نے بھی نہ دیکھا تھا لہذا انہوں نے کہا کہ تم ان کو تیسرے پہر کو کسی روز بلوا لو برآمدہ کے سامنے بیٹھکر باتیں کرنا ہم دونوں کمرے سے چق میں سے انکو دیکھ لیں گے

(۳)

میں نے ابوالحسن صاحب سے کہا کہ تم پردہ کرانے کے لئے راضی ہو یا نہیں وہ راضی

ہو گئے میں نے ان سے یہ نہیں کہا کہ عابدہ وہی ہو گی اور جب انہوں نے دریافت کیا تب بھی کہدیا کہ تم کو اس سے مطلب نہیں کہ کون ہے اور کون نہیں۔

میں سمجھا تھا کہ شاید خاص طور پر تیار ہو کر ابوالحسن آئینگے مگر وہ تو یونہی چلے آئے یعنی ڈاڑھی تک صاف نہ تھی اور وہی دو روز کا پاجامہ اور روزانہ کی اچکن میں نے کہا کہ یار تم بھی عجیب آدمی ہو کپڑے تک صاف نہ پہنے اور پھر آیلدن کی باسی حجامت سے بھلا کون بر دکھانے کے لئے جاتا ہے انہوں نے کہا کہ گاہک کو نمونہ اچھا دکھانا اور پھر مال خراب دینا ٹھیک نہیں۔"

القصہ وہ آ کر بیٹھ گئے اور میری بیوی نے اور عابدہ نے ان کو خوب اچھی طرح دیکھکر ناپسند کیا میری بیوی نے کہا کہ یہ تو بہت خراب نہیں اور عابدہ نے کہا کہ میں اس نامراد سے شادی تو بڑی چیز ہے جوتے بھی نہ اٹھواؤں گی۔"

میں نے چپکے سے فیصلہ ابوالحسن کے کان میں کہدیا انہوں نے مسکرا کر کہا انشاء اللہ جوتے خود اٹھائیں گی۔" الغرض وہ کسی طرح بھی اس پر راضی نہ تھے کہ شادی کا خیال چھوڑ دیں۔

بہت جلد معلوم ہو گیا کہ ابوالحسن صاحب کا پلہ بھاری ہے اور عابدہ کے والد ان سے بہت رشتہ دار رکھتے سب اس رشتہ کو پسند کرتے ہیں علیگڈھ کی موجودہ سوسائٹی کو دیکھتے ہوئے اور حالات کی رفتار کو دیکھتے ہوئے ایسی شادی کا امکان دشوار ہونا چاہیے تھا مگر اب کچھ اور ہی ہو رہا تھا۔

عابدہ میرے یہاں آ کر رہتی تھی اور مجھ سے اور میری بیوی سے کہتی تھی کہ دلی فر ہرگز ورنہ میں خودکشی کر لوں گی ان سب باتوں کا علم عابدہ کی ماں کو بھی تھا اور والد کو بھی مگر نامنظور کے ذریعہ ہو گیا میری نہ ہمت نہ پڑتی تھی کہ براہ راست ان سے کہوں مطلب یہ کہ اس کا فیصلہ ابوالحسن صاحب اور ان کی بہن کر تو چکے ہی ماں کو بھی ہو گیا تھا پھر بھی کوئی نہ مانتا تھا۔

ابوالحسن کی بہن سے نہ معلوم کہاں کہاں کی لڑکیوں نے سفارش کی مگر اول تو ان کے ہاتھ سے بات نکل چکی تھی اور پھر وہ بھی اٹل تھی اور پھر ابوالحسن صاحب کب سمجھانے سمجھانے سے باز آنے والے تھے۔ یہی باد آئے جب حد گزر گئی اور شادی کے دن قریب آ گئے یعنی ہونے کے دن کہ شادی کب ہو اور جب سب امیدیں منقطع ہو گئیں تو میری بیوی نے کہا کہ ابوالحسن صاحب سے میں خود ملنا چاہتی ہوں تم ان کو بلا لاؤ اور ابوالحسن کہتے تھے کہ تم پانچ منٹ کے لئے میری ملاقات عابدہ سے کرادو یہ ناممکن تھا۔ ابوالحسن صاحب میری بیوی سے ملنے پر راضی ہی نہیں ہوئے بلکہ ضروری خیال کرنے لگے۔

اسی سادگی سے ابوالحسن صاحب میری بیوی سے ملنے آئے لکھنؤ اور زیادہ اجڑی ہوئی حالت سے آئے میں نے رسماً تعارف کرایا اور قبل اس کے کہ میری بیوی کچھ کہے ابوالحسن صاحب نے کہا "میں دعا کرتا ہوں کہ آپ اپنی سہیلی سے میری سفارش کر دیں گی۔"

میری بیوی نے ترش روئی سے کہا "مسٹر حسن مجھ کو سخت افسوس ہے کہ آپ تعلیم یافتہ ہو کر بھی اس قسم کی باتیں کرتے ہیں کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہندوستانی عورتوں کو مویشیوں کی طرح رکھا جاتا ہے اور پھر یہ کہ آپ کے سے نوجوان ان کے ساتھ وہ برتاؤ کرنے سے دریغ نہیں کرتے جو وحشی قومیں بھی روا نہیں رکھتیں

کیا آپ اپنے اس فعل کی تائید کسی طرح پر بھی کر سکتے ہیں؟

مولانا ابوالحسن کچھ سٹپٹا سے گئے رک کر بولے "محترمہ آپ کا فرمانا بجا اور درست ہے مگر میں آپ سے صحیح عرض کرتا ہوں کہ ایسے ملک میں یہ سب باتیں مجبوراً کرنا پڑتی ہیں۔"

میری بیوی نے تیزی سے کہا "یہ میں نہیں سمجھتی آخر مجبوری کیسی ہے؟"

ابوالحسن صاحب نے کہا "یہ کہ میں آپ کی سہیلی سے نہیں مل سکتا اس سے زیادہ ظلم میرے ساتھ یا ان کے ساتھ نہیں ہو سکتا ان کے خیالات کی وقعت میرے دل میں کیونکر ہو جب ان کے اور میرے درمیان پردے حائل ہوں اگر اس بدقسمت ملک میں یہ رواج ہوتا کہ جس سے شادی کرنا چاہو اس سے مل لو تو میں صحیح عرض کرتا ہوں کہ مجھ سے ملنے کے بعد اور میری عرضداشت سننے کے بعد اگر مجھکو وہ نامنظور کرتیں تو ان کے فیصلہ کی میرے دل میں وقعت ہوتی مگر ایسی صورت میں کس طرح میں یقین کر لوں کہ ان کا فیصلہ صحیح ہے اور یہ کہ خود ان کی نظر ثانی کا محتاج نہیں ان کا فیصلہ ادھر ادھر کی غیر معتبر شہادت پر دارومدار رکھتا ہے لہذا یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ ان کا فیصلہ غلط ہے مجبوراً ہندوستان میں اسی طرح کا عمل رہا ہے اور جاری رہے گا۔"

میری دانست میں ابوالحسن صاحب نے بڑی باریک بات نکالی تھی مگر میری بیوی نے ان کی ایک نہ سنی اور کہا "میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ ان کا فیصلہ آخری اور اٹل ہے اور کسی نظر ثانی کا محتاج نہیں بہتر ہے کہ آپ ایک نوعمر لڑکی کو زندہ درگور نہ کریں خدا کے لئے رحم کیجئے خدا کے غضب سے ڈریئے مظلوم کی آہ خالی نہیں جاتی۔ اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ لڑکی کبھی نہیں بھولتی اس کو آپ قبل از وقت لقمہ اجل بنا رہے ہیں اس کو زبردستی شادی پر مجبور کیا جا رہا ہے شرع کی رو سے یہ شادی نہیں بلکہ غلامی اور زبردستی ہے۔"

ابوالحسن بالکل اس اپیل سے متاثر نہ ہوئے وہ محض لاپرواہ رہے شرعی مسئلہ جانتے تھے کہنے لگے کہ "بہتر ہے کہ ایجاب و قبول کے موقعہ پر وہ انکار کر دیں ورنہ اگر انہوں نے ہوں یا ہاں کہا تو شرعاً وہ شادی جائز ہو گی خواہ انہوں نے کسی کے دباؤ سے کہا خواہ اپنی مرضی سے کچھ مجھ کو تو نہیں ہیں آپ ان کو سمجھا دیجئے کہ بس یہی صورت مفر ہے۔"

میری بیوی نے کہا "اور کوئی نہیں!"

"کوئی نہیں۔"

"کوئی نہیں" پھر میری بیوی نے کہا "کیا آپ کی دانست میں اور کوئی نہیں آپ غلطی پر ہیں ایک لڑکی ان تمام قصوں پر ایک دوسری طرح بھی فسخ کر سکتی ہے۔"

ابوالحسن سمجھ گئے اور بولے "حرام موت دوسری مغربی صورت ہے اور اس کا عذاب آپ کی گردن پر ہو گا۔ آپ سمجھدار ہو کر ایسی باتیں کر رہی ہیں" ابوالحسن نے فلسفیانہ انداز میں کہا "آپ کی زبان سے اور ایسی باتیں آپ کو چاہئے کہ آپ ان کو سمجھائیں نہ کہ اور بھڑکائیں آخر آپ مجھ میں کیا خرابی پاتی ہیں؟"

میری بیوی نے کہا "یہ کہ آپ عابدہ کو پسند نہیں اور پھر تو اور بھی خرابیاں معلوم ہو رہی ہیں وہ یہ کہ آپ ظالم بھی ہیں بلکہ معاف کیجئے گا آپ کا ظلم بدرجہ سفاکی پہنچتا ہے کیونکہ آپ تعلیم یافتہ ہو کر اور یہ جانتے ہوئے کہ عورتوں کی حالت ہندوستان میں بد سے بدتر ہو رہی ہے اور پھر ایسی باتیں کرتے ہیں لہذا میری

دانست میں تو آپ کو کوئی لڑکی پسند نہ کرے گی"

ابوالحسن اس طعن کو سنکر ہنسنے لگے اور کہنے لگے کہ "پھر ایک دوسری صورت یہ ہے کہ آپ اپنی سہیلی سے مجھے دس منٹ کے لئے ملوا دیجئے۔"

"آپ ان سے ملکر کیا کریں گے اور کیا نتیجہ نکلیگا اگر وہ آپ کو نامنظور کر دیں گی تو کیا آپ مان جائینگے"

ابوالحسن بولے "خیال تو میرا ایسا ہی ہے کہ میں مان جاؤں گا مگر قطعی وعدہ نہیں کر سکتا کیونکہ موجودہ صورت میں نہ وہ مجھ سے ملیں گی تو فیصلہ کرنے کے بعد ملیں گی گویا اپنی رائے بدلنے کی نیت ہی ان کو نہ ہوگی۔

میری بیوی بولی آپ تو کسی بات پر نہیں جمتے اگر آپ کو منظور ہے کہ ان کا انکار خود ان کی زبان سے سنیں تو کل ہی سن لیجئے"

ابوالحسن نے کچھ دیر سوچا اور پھر سوچکر ایکدم سے کچھ رائے بدل کر بولے۔ "اچھا مجکو منظور ہے آپ میری اور ان کی ملاقات کروا دیجئے وہ اگر انکار کر دیں گی تو میں دست بردار ہو جاؤں گا"

میری بیوی کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا اور خوش ہو کر اس نے اپیل کے طور پر ابوالحسن صاحب سے کہا "حسن صاحب! خدا کے لئے اس پر رحم کیجئے"

ابوالحسن صاحب بولے "کہ صاحب اب آپ کون ہوتی ہیں جو ان کی طرف سے اپیل کریں: اب ہم جانیں اور وہ"

(۳)

عابدہ کسی طرح راضی ہی نہ ہوتی تھی مگر میری بیوی اس کو پکڑ لائی پھر اسی اتوار کے دن ابوالحسن صاحب تشریف لائے، عابدہ نے عین موقع پر ملاقات سے انکار کر دیا مگر میں نے اور میری بیوی نے گھسیٹ کر اس کو کرسی پر لا بٹھایا ابوالحسن صاحب بھی کچھ گھبرا سے گئے وہ منہ چھپائی تھی تو کہتے تھے پر ملا بات چیت ہوگی گھبراہٹ اور پریشانی رفع کرنے کے لئے میں چلا بیٹا تھا ابوالحسن صاحب نے بچارگی کی بنائی بناکر زور سے سورہ اخلاص پڑھکر اس پر دم کر کے عابدہ کو دی مجکو بہت ہنسی آئی میری بیوی بھی بہت ہنسی آئی عابدہ نے نہ معلوم کس طرح ہنسی کا اظہار ہی نہ کیا مگر وہ بھی گھبرائی جانے ہی جا رہی تھی اور ابوالحسن صاحب نے بغیر کسی تمہید کے عابدہ سے سوال پیش کر دیا "آپ مجھ سے اس درجہ کیوں ناراض ہیں"

میری بیوی بیچ میں بول اٹھی "ناراض وراض کچھ نہیں ہیں"

"براہ کرم درمیان میں آپ نہ بولیں" ابوالحسن بولے اور پھر عابدہ سے پوچھا "آپ مجھ سے اس درجہ ناراض کیوں ہیں"

عابدہ نے دبی زبان سے کہا "جی نہیں"

"آپ مجھ سے ناراض نہیں ہیں نا" ابوالحسن بولے

عابدہ نے کہا "جی نہیں"

ابوالحسن عابدہ کی طرف احترام سے جھک کر بولے "میں کس زبان سے آپ کا شکریہ ادا کروں" یہ کہکر میری بیوی سے کہا "بہن صاحبہ تسلیم"

ابوالحسن صاحب کے جملہ کے معنی اب میری بیوی نے سمجھے اس نے چالاکی بیانی رکھی عابدہ کی طرف دیکھا وہ گھبرائی ہوئی تھی ابوالحسن صاحب کی طرف دیکھا ان کے چہرہ پر کامیابی کی مسرت آمیز مسکراہٹ تھی میری بیوی نے جھنجھلا کر کہا "حسن صاحب آپ سنجیدگی کو چھوڑ کر مذاق کی طرف متوجہ ہیں آپ خواہ مخواہ کسی کی شرم و حیا سے بیجا نامہ اٹھاتے ہیں بہتر ہے کہ یہ بات یہیں ختم ہو جائے یہ کہکر عابدہ کا ہاتھ پکڑ کر پردہ میں کر دیا اور جل کر کہا کہ آپ ایک معصوم کی جان لینے پر تلے ہوئے ہیں" یہ الفاظ بھرائی ہوئی آواز میں نکلے اور پردہ کے اندر بیٹھکر اس نے سسکیاں لے لیکر رونا شروع کیا۔

ابوالحسن مجھ سے معافی مانگنے لگے گر معذوری ظاہر کی میں نے کہا کہ آپ الفاظ سے ضرور کھیل رہے تھے لفظی گرفت کوئی چیز نہیں۔

ابوالحسن تیز ہو کر بولے الفاظ کی زنجیر آپ نہیں کرتے اور مجھ سے کراتے ہیں بالشافہ مجھ سے کہا جاتا ہے کہ مجھ سے ناراض نہیں یعنی راضی ہیں اور پھر کوشش کی جاتی ہے کہ مجھکو یقین دلایا جائے کہ مجھ سے راضی نہیں آپ نے میں الفاظ کا خود پابند ہوں ان کو باہر لائیے اور وہ کہدیں کہ میں تجھ سے ان ان وجوہات پر شادی کرنا نہیں چاہتی پھر مجھ سے جو کچھ ہو سکے گا اور جس طرح ہو سکے گا بغیر آپکے دونوں کی امداد کے میں خود اپیل کر لوں گا۔

میری بیوی نے بہت کچھ کہا مگر عابدہ راضی نہ ہوئی کہ باہر آکر بیدھڑک کہدے کہ میں تجھ سے ان ان بنا پر شادی نہیں کرتی اور تو مجھکو ناپسند ہے کیونکہ وہ ڈرتی تھی کہ اس کے بعد جو وہ اپیل مجھ سے کریں گے تو مجھ سے کچھ بن نہ پڑے گا۔

قصہ مختصر ابوالحسن صاحب جیتے اور ہم لوگ ہارے ہم لوگوں نے کہا کہ آپ تحریر پر راضی ہو جائیں تو ممکن ہے مگر تحریر میں بھی انہوں نے اتنی شرطیں لگائیں کہ ناممکن تھا کہ کوئی تصفیہ ہو سکے جلسہ برخواست ہوا تو میری بیوی نے اپنے رومال سے آنسو پونچھتے ہوئے ابوالحسن صاحب کا ہاتھ پکڑ لیا اور گڑگڑا کر التجا کی کہ اس غریب پر رحم کرو ابوالحسن سے یہ نہ دیکھا گیا انہوں نے ٹوپی اتار کر میری بیوی کے قدموں تک بڑھا دی اور کہا آپ خواہ مخواہ مجھکو ذلیل نہ کیجئے کیا آپ مجکو اس طرح ذلیل کریں گی کہ اپنے دوست کی بیوی کی توہین کرتا ہے"

قصہ مختصر ابوالحسن صاحب چلے گئے میں نے دیکھا کہ میری بیوی عابدہ کو چمٹائے ہوئے تھی اور دونوں رو رہی تھیں۔

(۴)

عابدہ اپنی شادی کے غم میں گھل گھل کر کانٹا ہو گئی اس کا کھانا پینا چھوٹ گیا تھا روتے روتے اس کو غش آجانے تھے ابا اس کو نہ معلوم کہ کسی چیز خودکشی سے روکے ہوئے تھی میں بہت کچھ سمجھاتا تھا مگر اس کا نتیجہ ہوتا تھا کہ میری بیوی اور وہ خوب پھوٹ پھوٹ کر روتی تھیں۔

شادی سے چند روز قبل میں نے عابدہ کو دیکھا اس کا رنگ دروپ سب رخصت ہو چکا تھا اس کے شاداب چہرہ پر مردنی چھائی ہوئی تھی اس کی تیزی اور چلبلا پن سب رخصت ہو چکا تھا مجکو دیکھتے ہی وہ مسکرا کر کوئی بدضرور حجت کرتی تھی مگر افسوس کہ زندگی اور شادمانی اب معدوم تھی اور وہ نمونہ عبرت بنی ہوئی تھی میری آنکھیں اس کو دیکھکر نم ہو گئیں میں ابوالحسن سے ملا اور ان سے اس کا یہ حال کہا ان کے چہرہ پر وہی فاتحانہ مسکراہٹ تھی ان کے سخت دل پر ذرہ برابر اثر نہ ہوا دراصل اب وہ کا وقت گذر چکا تھا اور دعا کا وقت تھا کیسی کیسی سر توڑ کوششیں کی گئی تھیں مگر سب بیکار۔ عابدہ کی ماں کو ہر طرح لڑکیوں نے اور نیز دوسری عورتوں نے سمجھایا مگر وہ نہ مانیں سب کہتے تھے کہ ایسی اچھی لڑکی ماں باپ جان بوجھکر روپیہ کی لالچ میں موت کے منہ میں دے رہے ہیں جو دیکھتا تھا وہ عابدہ کی حالت پر افسوس کرتا تھا سب ہمعصر لڑکیوں کو اس کے ساتھ ہمدردی تھی عابدہ ایک پھول تھی جو قبل از وقت مرجھائی تھی اس کی ہمجولیاں اس سے باتیں کرتیں اور دردبھری باتیں سنکر منہ موڑ کر آنکھیں پونچھ لیتیں مجکو اس کا گانا بہت پسند تھا اس لئے اول تو گانا چھوڑ دیا تھا لیکن ایک معذور بیمار اور رونا کہاں آتیں اس سے گانے کو کہا گیا اس نے انکار کیا

مگر اصرار سے مجبور ہوگئی اس نے گانا شروع کیا اس کی سریلی آواز میں اب عجیب درد و گداز تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ باجے سے سوز نکل رہا ہے گاتے گاتے اس کی آواز بدل گئی گھٹ کر بند ہوگئی وہ خود رو رہی تھی اور لڑکیاں بھی رو رہی تھیں اس کے درد بھرے گیت نے اپنے سوز و گداز سے اور دل کا دل پگھلا دیا اور پھر ایسے کہ سب پر رقت طاری ہوگئی اور گانے کی محفل رونے کی مجلس ہوگئی۔ شادی کے ہفتہ میں وہ ایک ایک سے مل کر رخصت ہوئی سب سے اپنی خطا معاف کرائی خود روتی تھی اور ملنے والیوں کو رلاتی تھی سب دعا دیتے تھے کہ خدا کرے تیری مشکل آسان ہو۔

میری بیوی شادی سے چار پانچ روز پہلے ہی عابدہ کے ہاں چلی گئی کیونکہ عابدہ سے پیاری کوئی اس کی ملنے والی نہ تھی شادی سے تین روز پہلے تو کھانا عابدہ بالکل ہی ترک کر چکی تھی میری بیوی اس لئے گئی تھی کہ عابدہ کو دلاسا دیگی نصیحتیں ایک سے دو ہونگی مگر معلوم ہوا کہ اس کا عابدہ سے بھی برا حال تھا عورتیں اس قسم کی باتوں کی پرواہ نہیں کرتیں وہ کہتی ہیں تمہارا اپنا حال ماں باپ اور گھر کے غم میں اس سے بدتر ہوگیا تھا کوئی کہتی تھی کہ میں نے خود ہفتہ بھر کھانا نہیں کھایا تاہم خود اس سے کہیں زیادہ دبلے ہوگئے تھے غرض وہاں بہت کہ ایسی تھیں جن کو عابدہ کی حالت کچھ زیادہ غیر معمولی معلوم دیتی تھی رخصت کے وقت جو کہرام ہوتا ہے اس میں ظاہر ہے کہ میری بیوی نے کیا کچھ اضافہ نہ کیا ہوگا جبکہ وہ خود بیہوش ہوگئی اور جب سب معاملہ ختم ہوگیا تو واپس آئی معلوم ہوتا تھا کہ بیمار ہے۔

امتحان ختم ہوچکا تھا اور ابوالحسن اپنی بیوی کو لیکر کشمیر پہنچے اس سے پیشتر کسی جگہ گئے میری بیوی برابر خط لکھ رہی تھی مگر وہاں سے سوائے مختصر کارڈ کے عابدہ کا کوئی خط ہی نہ آتا تھا جس میں سوائے خط کی رسید اور مفصل پھر لکھونگی اور کچھ ہوتا ہی نہ تھا۔ میری بیوی خط پڑھ پڑھ کر روتی تھی اور کہتی تھی کہ نہ کلوا ظالم اس کو گھونٹ گھونٹ کر مار رہا ہے فریاد تک نہ کرنے دیگا ایک روز کا ذکر ہے کہ صبح میں گھر پر ہی میں موجود تھا ڈاک خانہ آئے ان میں سے ایک موٹا سا لفافہ میری بیوی کے نام تھا میں خط پہچان گیا اور میں نے بیوی کی طرف لفافہ کر کے کہا کہ عابدہ کا خط ہے۔

دارے بیچاری عابدہ ٹھنڈی سانس بھر کر میری بیوی نے کہا قسمت پھوٹ گئی یہ کہکر خط کھول کر پڑھنا شروع کیا پورا خط ختم کرنے سے پیشتر ہی رکنا پڑا جب بیوی کی طرف دیکھ رہا تھا اور نہ میری طرف کیونکہ آپ یقین کریں کہ خط کا مضمون حسب ذیل تھا:۔

میری پیاری بہن۔

تمہارے خط پر خط پہنچے ہیں میں نے ان کے جواب دیئے مگر نہیں بھی دیئے کیونکہ سوائے اس کے کچھ نہ لکھا کہ تمہارا خط پہنچا مفصل پھر لکھونگی روز ہی کہتی تھی کہ کل لکھوں گی مگر کل ابتک نہ آیا اس کی وجہ میں کیا بتاؤں دراصل اس سے کہیں پہلے لکھ چکی ہوتی مگر جب لکھنے بیٹھتی تو اپنی حماقت کا خیال کر کے کچھ نہ لکھا جاتا کہ آپ کو صحیح حال لکھوں نہ معلوم آپ کیا کہیں گی اور بھائی جان کیا کہیں گے محض آپ کے اور بھائی جان کے ڈر کے مارے ابتک نہ لکھا مگر پھر یہ سوچکر کہ آپ نہ معلوم کیا کہیں لکھنا تو ہے ہی آج ہی کیوں نہ لکھ دوں ندامت رہ جائیگی اور نہ میرا مذاق اڑائیگا۔

میری پیاری بہن اب میری کہانی سنو بہت مختصر ہے مگر دیکھو میرا مذاق نہ اڑانا بات دراصل یہ ہے کہ میں دراصل احمق تھی تم خواہ یقین کرو یا نہ کرو میرے موجودہ خیالات کا لب لباب یہ ہے کہ ابوالحسن صاحب بہترین آدمی ہیں ان سے بہتر نوجوان دنیا میں ملنا ناممکن ہے ان سے زیادہ لائق ساتھی مجھکو شاید چراغ لیکر ڈھونڈتی تب بھی نہ ملتا

ان سے زیادہ بیوی کو چاہنے والا نہیں بلکہ عاشق زار شوہر ملنا ناممکن ہے ان سے زیادہ محبت کرنے والا شوہر مجھکو دنیا کے پردہ پر نہ ملتا میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اب میں بغیر ان کے ایک دن بھی کیسے زندہ رہ سکتی ہوں پیاری بہن یقین مانو ایکدن کو بہت ہوتا ہے اگر ایک گھنٹہ کے لئے وہ میری نظروں کے سامنے سے چلے جاتے ہیں تو میرے لئے قیامت ہوتی ہے میں جب گذشتہ واقعات پر غور کرتی ہوں کہ میں ان کو ٹھکرا رہی تھی تو میں کانپ جاتی ہوں کہ الٰہی اگر حسن صاحب ملتے تو میری زندگی کیسے کٹتی۔ میرا خیال ہے کہ بہن میرا اس دنیا میں آنا اور حسن صاحب سے شادی نہ ہونا برابر تھا۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتی ہوں کہ اس نے ہماری اور تمہاری تمام کوششوں کو ناکام کیا اور میری قسمت بنا دی جو مجھکو ایسا محبت کرنے والا عاشق زار عقلمند اور سمجھدار اور تعلیم یافتہ شوہر عنایت کیا غرض قلم میں طاقت نہیں کہ ان کی تعریف لکھ سکے قصہ مختصر حسن صاحب تو بہت اچھے نکلے ان کے بغیر نہ اب میں زندہ رہ سکتی ہوں اور نہ میرے بغیر وہ اگر اب آپ ان کو دیکھیں تو پہچان بھی نہ سکیں وہ تو نہایت تہذیب یافتہ اور نہایت فیشن ایبل ہیں وہاں خواہ مخواہ اپنی گت بنائے رہتے تھے۔

غرض اسی قسم کے مضمون سے خط کا خط بھرا پڑا تھا اور کشمیر کی سیر کا حال لکھا تھا مگر اس میں بھی ہر جگہ حسن صاحب کی تعریف تھی یہ بھی لکھا تھا کہ دس پندرہ روز میں ناپس آؤں گی دراصل یہی ایک جملہ تھا جس نے ثابت کر دیا کہ یہ خط بجبر نہیں لکھوایا گیا ہے لیکن سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ یہ انقلاب کیونکر رونما ہوا۔

میری بیوی جل کر کہنے لگی مزا آئے تو بھی دیکھو کیسی خبر لیتی ہوں کم بخت نے مفت خواہ مخواہ ہمیں بھی برا حال کر دیا میں ہنسنے لگا اور وہ بھی ہنسنے لگی کہ دیکھو تو کمبخت نے کس طرح ہم سب کو حیران کیا اور اب یہ کہتی ہے۔

جب عابدہ آئی تو جو کچھ اس نے لکھا تھا اس کو حرف بحرف صحیح پایا میری بیوی نے بری طرح اس کی خبر لی قصہ مختصر وہ بے طرح کھینچی کھسیٹی گئی اور اس کی دعوت کے سلسلہ میں بھی جو لڑکیاں آئیں انہوں نے سب نے اس کو آڑے ہاتھوں لیا اور ایک نے تو اس کو ہلکا بھی۔

اس واقعہ کو پڑھکر امید ہے کہ میرے ہمخیال جو بڑی سختی سے مذہبًا اور اخلاقًا اس کو ضروری خیال کرتے ہیں کہ لڑکی کی مرضی کو خود اس کے نکاح میں کافی دخل ہونا چاہیئے میری طرح سے ایک الجھن میں پڑ جائینگے مگر اس بارہ میں میرے دوست ابوالحسن صاحب جو بڑے سمجھدار آدمی ہیں جو کچھ کہتے ہیں وہ صحیح کہتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر مجھکو دل لینے دیا جاتا اور پھر مجھے عابدہ نامنظور کر دیتی تو میں ضرور مان جاتا مگر ایسی صورت میں کہ بغیر ملے لڑکی خلاف رائے قائم کر چکی اس کی رائے کوئی وقعت نہیں رکھتی۔

تماشائے اہل کرم دیکھیے

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار احسان ہے جس نے یہ پرآشوب مہینہ جس میں ہر ہر قدم پر مشکلات تھیں خصوصاً کاغذ کی گرانی ان سب کے باوجود رسالہ کی ادائگی میں کوئی دقت نہیں ہوئی لیکن یہ بہت ہی بڑی مصیبت ہے کہ جب تک پرچہ کی مالی مشکلات کا ہر مہینہ بہت تفصیل سے ذکر نہ کیا جائے معاونین پرواہ نہیں کرتے، اور اگر مجملاً لکھدیا جاتا تو وہ بھی بے فکر ہو جاتے ہیں یہی اس سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے، کہ جب تفصیلی اطلاعات غیر موثر ہونے لگیں گی تو یہ مبالغہ آمیز ہونے لگے گی اور خواہ مخواہ در صنع مصلحت آمیز کا ابلاغ ہونے لگے گا، اور ابتک تو میں اسکو بہت ہی مکروہ خیال کرتا ہوں

ہر وہ خریدار و ناظر جو رسالہ مولوی دیکھتا اور پڑھتا ہے اس کے پیش نظر ضرور رہنا چاہیے کہ رسالہ مولوی ایک روپیہ سالانہ میں کبھی بھی نہیں شایع ہوسکتا جب تک کہ تقریباً ایک روپیہ سالانہ مزید کسی نہ کسی ذریعہ سے اسمیں اور نہ ملادیا جائے، اور وہ ذریعہ اسوقت تک میرے پاس تو صرف کتابوں کی فروخت ہے، اور کتابوں کی فروخت جب ہی بڑھ سکتی ہے جب نئے خریدار برابر بڑھتے رہیں، کیونکہ پرانے خریدار تو ایک دو مرتبہ کے اشتہار پہنچنے کے بعد جو کچھ منگانا ہوتا ہے منگالیتے ہیں، اس لیے ہر خریدار کی یہ سعی لازمی ہے کہ اگر وہ مولوی کو بالاستقلال اسی شان سے یا روز افزوں ارتقائی صورت میں دیکھنا چاہتا ہے تو یہ بھی ملحوظ رکھے کہ زیادہ سے زیادہ خریدار فراہم کرتے ہی مولوی کی ترقی کا باعث ہوں

ساڑھے پندرہ ہزار

رجب کا پرچہ ساڑھے پندرہ ہزار چھپا ہے، اور رسول نمبر پندرہ ہزار چھپا تھا، گویا ۲ ماہ میں صرف ۵۰۰ خریدار بڑھے ہیں، اور اگر وہ بھائی ذراسی لغزش یا ذراسی بے پروائی سے وی پی واپس کردیتے ہیں یا مولوی سے مفارقت کرلیتے ہیں تو گئے یا تب وشواریاں نہ ہوتیں تو آج مولوی کی اشاعت ۱۸ ہزار ہوجاتی کیونکہ رسول نمبر کے واپس شدہ پرچوں کی تعداد دو ہزار سے بھی زیادہ تھی،

بہرحال اسوقت تو گرانی کاغذ کا بڑا فکر ہے اس مہینے جو کہ زیادہ پرچہ چھپا ہے اس لیے ایک سو چودہ روپے معمول سے زیادہ صرف نرخ کی گرانی کی وجہ سے خرچ ہوئے ہیں، خدا را کسی مہینے میں بھی ترقی اشاعت سے غافل نہ ہوں،

کتاب الاسلام جس کے چھپنے کی اطلاع پچھلے پرچہ میں دی جاچکی ہے، ناظرین نے بڑے ذوق سے پذیرائی کی، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ روپیہ آخر میں طیاری کے قریب آنا شروع ہوگا، اس وقت مجھے اس سے تکلیف ہوگی کہ چار روپے کی کتاب دو روپے میں دی جارہی ہے، حالانکہ روپے کی ضرورت اِس وقت ہے اسوقت نہ ہوگی، کیا آپ لوگ جلد سے جلد بھی نہیں بھیج سکتے،

" اسلام کی امتیازی معاشرت " یہ کتاب مولوی میں اسی پرچہ سے شروع ہوئی ہے اندازہ تو کیجیے کہ مولوی کس قدر بہتر سے بہتر مذہبی جواہرات پیش کررہا ہے، کیا اب بھی آپ ترقی اشاعت میں کوشش نہ فرمائیں گے

گنجایش کی کمی کی وجہ سے ابتک تمام معاونین کے نام ماہ بماہ شایع نہیں ہوسکے انشاء اللہ رمضان تک سب نام بروقت آجائیں گے، جس قدر ان صفحات میں آسکتے ہیں وہ پیش ہیں، سب بھائی دعا کریں کہ خدا ان معاونین کے تمام کام ایسے ہی بنا دے جیسے یہ مولوی کی بروقت امداد کرتے ہیں۔ ربنا تقبل منا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزا

نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد
جناب غلام محی الدین صاحب سوپور کشمیر	۴	جناب مشتاق احمد صاحب مرادآباد	۱
" نورالدین صاحب راولپنڈی	۲	" قاضی قمر احمد صاحب مرادآباد	۲
" بابو غلام حسین صاحب نیر گڑھ	۱	" سید ابراہیم صاحب وکیل حیدرآباد	۴
" عبدالغنی صاحب صفاکدل	۱	" عبدالعزیز خاں صاحب کاڈور	۱
" شیخ صالح بن عمر صاحب بسنت نگر	۱	" حاجی خیرالدین صاحب بسوہ	۱
" منشی عبدالرحمن صاحب بسنت نگر	۱	" محمد خاں صاحب رشید کوہ مری	۱
" منیجر موٹر ٹریڈنگ کمپنی گورکھپور	۹	" رب نواز خاں صاحب ڈیرہ اسماعیل خاں	۱
" محمد صدیق صاحب بروٹ منڈی	۲	" محمد غوث صاحب وکیل نارائن پیٹھ	۱
" نبی شریف صاحب حیدرآباد دکن	۲	" مولوی محمد یحییٰ صاحب نجوپرہ گیا	۱
" ایم انشاء اللہ خاں صاحب نینی تال	۳	" عبدالحمید صاحب امین جنگلات بکوپر	۲
" مولوی نعمت اللہ صاحب وزیگاپٹم	۲	" حسن الدین صاحب خیرکوٹ	۲
" رشید احمد خاں صاحب پٹواری ہمیرپور	۲	" حافظ ریاض الدین احمد صاحب نزدور	۲
" عبدالغنی صاحب ٹیلر ماسٹر دکن لکھنؤ	۲	" حکیم محمد عمر صاحب دارالعلوم دیوبند	۲
" عبدالحفیظ صاحب کورینٹر دکن	۲	" محمد عثمان صاحب سکندرآباد	۱
" احسان حسین صاحب کوٹہ سیفٹ	۲	" مظہر الحق صاحب بانکی پور	۲
" محمد صدیق صاحب کوسی کلاں	۳	" قمر احمد صاحب مرادآباد	۲
" محمد یاسین صاحب بیدر	۲	" میجر شیخ جان محمد صاحب جوناگڑھ	۲
" فقیر محمد صاحب اندور مالوہ	۲	" ایم احمد بی صاحب راجباڑ	۱
" محمد حسین صاحب صینہ دار السند شریف	۱	" معشوق علی صاحب گھاسن	۱
" حافظ حبیب اللہ صاحب بستی پور	۳	" عبدالرحمن صاحب ٹنک	۲
" شاہ عبدالقادر صاحب چھپرا اسٹو	۴	" عبدالمنان صاحب سہار	۲
" منشی عبدالفتاح صاحب اکیاب	۲	" احمد حسین صاحب محافظ دفتر بانوی	۲
" سید طفیل احمد صاحب بھٹا فتحپور	۱	" شیر محمد صاحب مدرس سالار سیلان	۱
" محمد داؤد صاحب گوداوری	۲	" مولوی عبدالحی صاحب کورنگل	۲
" شاہ محمد نعیم الدین صاحب کبیرپور	۱	" اختیار الدین صاحب ادرن	۱
" عنایت احمد صاحب قریشی سیمید	۴	" محمد حسن خاں صاحب بدناپور	۲
" حاجی محمد نعمت اللہ صاحب اللہ آباد	۴	" خالق شریف صاحب کوڈی گن ٹیلا	۱
" شریف فضل احمد صاحب بمبئی	۱	" احمد نور خاں صاحب گرداور دیار	۱
" فیض محمد صاحب بھوپال	۱	" حسن بخش صاحب سجان بخش حساب بمبئی	۱
" محمد احسان صاحب مہراج گنج	۲	" حمید اللہ صاحب کامپٹی	۱
" صفدر حسین صاحب میسور	۲	" محمد علی صاحب مالگذار پرتاپ پور	۲
" محمد عباس علی صاحب اورنگ آباد	۲	" حبیب اللہ صاحب تحیہ رحیم شاہ	۳
" سید محمد غوث صاحب میسور	۱	" قادر شریف صاحب منڈپورم	۱
" حامد علی صاحب گڈھی بھوپال	۱	" شریف احمد صاحب سوری	۱
" محمد خاں صاحب راولپنڈی	۱	" حافظ اسحاق صاحب گوندلانوالہ	۱
" محمد افضل صاحب پونچھ	۱	" سید محمد اظہر صاحب زیدی کلہرتا	۱
" ایم عبدالعزیز صاحب احمد آباد	۱	" عبدالصمد صاحب اکسپرٹ شالیونہ	۳
" ایم حبیب برادرس پٹیالہ	۲	" محمد ایوب صاحب سب انسپکٹر نہر	۲

نام صادر	تعداد	نام صادر	تعداد	نام صادر	تعداد	نام صادر	تعداد
جناب شیخ عبدالعزیز صاحب پونہ	۱	جناب سید خورشید صاحب حیدرآباد	۴	جناب محمد ابراہیم صاحب بیرچھا	۱	جناب محمد تسلیم صاحب جنگ پور روڈ	۱
" جان محمد صاحب بھوپال	۱	" عبدالرحمن صاحب شایق بھوپال	۱	" محمد ستار صاحب پتھر کرنول	۳	" عبدالحمید صاحب الہدیٰ نیما پیڑہ	۸
" عظیم الدین صاحب مینی کرہ	۱	" رحمت علی صاحب لکھنؤ	۲	" مولوی سید میر غلام رسول صاحب کشمیر	۲	" شیر محمد صاحب سالار سیدان	۱
" مہربان حسین صاحب کلرک نانڈیڑ	۱	" محمد مبین صاحب کلکتہ	۲	" ولی محمد صاحب پونچھ	۱	" احمد سعید خان صاحب بامن بزرگ	۱
" غلام محمد صاحب الہ آباد	۲	" محمد بخش صاحب ملتان	۲	" محمد تسلیم صاحب جنگ پور روڈ	۱	" عبدالغفور صاحب کھوڑہ	۲
" خان محمد صاحب دریہ گنج	۲	" محمد حسین صاحب لاہور	۱	" محمد عبدالرحمن صاحب ٹانڈور	۱	" عبدالستار صاحب احمد پور لمہ	۵
" محمد اسلم صاحب شہر بارہ بنکی	۲	" سید محمد شرافت حسین صاحب پٹنہ	۳	" سید امداد حسین صاحب گولہ گھاٹ	۱	" نظیر علی صاحب لکھنؤ	۱
" سید نذیر احمد صاحب دیوریا	۳	" عبدالکریم حافظ گل محمد صاحب بوکیہ	۱	" عبدالرحمن صاحب چھچولی	۲	" امانت علی صاحب قاضی صاحب نگینہ	۲
" عزیز الدین صاحب فتحپور	۲	" محمد حنیف خانصاحب راسین	۱	" عبداللطیف صاحب ڈیرہ اسماعیل خان	۲	مولوی سید نعمت اللہ صاحب وزیگا	۱۰
" محمد حسین صاحب سنگرنی کالرس	۲	" بشیر احمد صاحب ٹاٹانگر	۲	" قاضی سید اسمعیل صاحب چتور	۲	" نذیر الحق صاحب کلکتہ	۲
" شیخ چاند صاحب ایجنٹ گلبرگہ	۱۰	" محمد امیر بخش صاحب جالندھر	۲	" ایم سکے خان صاحب ڈونگر پور	۲	" محمد ابراہیم صاحب کوپہ	۱
" محمد امام الدین صاحب نظام آباد	۳	" حکیم مولوی محمد حسین صاحب سلطانپور	۲	" ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب بلگام	۲	" غلام احمد صاحب نشتری دردمن	۲
" خریدار نمبر ۱۲۰۴۲ ازگوا	۲	" سید قاسم صاحب پھلوا	۱	" عبدالجبار صاحب راولپنڈی	۱	" مولوی متیار الحق صاحب جھن جھنو	۵
" محمد رمضان صاحب سوہاگ پور	۱	" محمد فضل الدین صاحب اعظم گڑہ	۲	" مولوی عبدالرحیم صاحب کراچی سندھ	۱	" حکیم محمد حسین صاحب ایٹرا	۱
" بابو نظام الدین صاحب گڈس کلرک	۷	" نسیم اللہ صاحب بمبئی	۱	" ایم نذیر حسین صاحب اکیاب	۱	" شیخ عبداللہ صاحب نانڈیڑ	۱
" عبدالحمید صاحب پٹیالہ	۲	" رحمۃ اللہ صاحب غازی پور	۱	" عبدالسلام صاحب حیدرآباد	۲	" محمد یاسین صاحب سہارنپور	۲
" محمد جان صاحب کلرک رنڈک	۳	" صوفی محمد یوسف صاحب جنجولہ	۲	" عبدالرؤف صاحب شیلانگ	۱	" نعیم الدین صاحب سیدپور	۲
" حافظ معین الدین صاحب کاٹی بار	۲	" عزیز الدین صاحب انسپکٹر فتحپور	۲	" احمد بن محمد صاحب عرب پودہم	۱	" عبدالرحمن صاحب مدرسی	۱
" سید محمد معصوم علی صاحب کوئٹہ	۱	" غلام رسول صاحب نرسی خیر پور	۱	" ابراہیم قاسم صاحب امین	۳	" محمد خیرالدین صاحب پربھنی	۱
" محمد سعید اللہ صاحب مبئی نمبر ۹	۵	" جلال الدین صاحب دہار	۱	" حبیب الدین صاحب مدراس	۱	" حسین خان صاحب ساگر	۱
" مولوی محمد صاحب ظل صاحب بھاینڈری	۱۶	" محمد ضیاء الزمان صاحب سیمیو	۱	" ایس ایم، وصی الدین صاحب بمبئی	۱	" عبدالحکیم صاحب کٹیرہ	۱
" مولوی مہر محمد بخش صاحب	۴	" عبدالغفار صاحب عرائض نویس دینیا	۱	" محمد یعقوب خان صاحب سوہاگ پور	۱	" ملک غلام مرتضیٰ صاحب ککے زئی افغانان	۱
" فرزند علی صاحب	۳	" عبدالغفور صاحب شولاپور	۲	" حافظ اختر حسین صاحب پالن پور	۱	" جمیل الرحمن صاحب لکھنؤ	۲
" مولوی عبدالرحمن صاحب	۲	" رحمت علی صاحب نان پارہ	۲	" ولی محمد صاحب پنڈی آوان	۲	" محمد انعام الدین صاحب اودا	۳
" خریدار نمبر ۵۶۶۸	۱	" عطا محمد صاحب رائے کوٹ	۱	" غلام احمد صاحب قریشی لاہور	۳	" عبدالغفور محمد حسن صاحب دہلی	۱
" فضل الدین صاحب	۲	" احمد ابراہیم صاحب حیدرآباد	۳	" محمد سلیمان صاحب بلڈانہ	۴	" منظور [illegible] صاحب [illegible]	۲
" محمد افتخار الدین صاحب بھدوہہ	۱	" رفیق احمد صاحب پیلی بھیت	۱	" کریم اللہ صاحب ڈرائیور درگ	۵	" سید محمد ظہور صاحب حیدرآباد	۲
" سمندر دین صاحب کھوڑا لک	۱	" محمد عبدالوہاب صاحب بنگن پلی	۵	" محمود علی خان صاحب چندواڑہ	۲	" محمد نعیم صاحب آرہ	۱
" بابو مشتاق احمد صاحب لاہور	۳	" ممتاز علی صاحب رضوی سنگھانہ	۱	" عزیز احمد خان صاحب خالص پور	۱	" عطاء اللہ خانصاحب انڈال	۵
" مولوی اسماعیل شریف صاحب مجیب نگر	۴	" محمد عبدالرشید صاحب ملیوہ	۱	" عبدالرحمن خانصاحب مجگوبہ	۱	" شیخ فضل محمد صاحب شاہ جوراسی	۲
" مولوی مہر محمد بخش صاحب ملتان	۱۳	" محمد اکبر صاحب فاروقی سرس گاوں	۱	" عبدالعزیز صاحب پٹیالہ	۱	" احمد شریف صاحب بلاسپور	۱
" محمد شفیع صاحب باندی کوئی	۱	" محمد یوسف صاحب سداسیواگڑہ	۱	" عبدالستار صاحب جریدہ ہزارہ	۵	اللہ دین صاحب انصاری پلوا	۳
" عبدالمنان خان صاحب کٹک	۲	" بالا بھائی صاحب منیار ستارا	۱	" احتفاظ الرحمن صاحب جبل پور	۱	" محمد مظہر علی صاحب اندور	۲
" سکریٹری انجمن اسلام میسور	۳	" فیض محمد صاحب لوٹ بیٹی خان	۲	" اللہ دتہ صاحب منٹگمری	۳	" فضل حق صاحب بھوپال	۱
" سراج الدین صاحب غازی پور	۱	" حافظ علی خانصاحب	۱	" عبدالعزیز صاحب احمد آباد	۳	" تجمل حسین صاحب پیلی بھیت	۳
" منشی خان صاحب محالون	۲	" محمد امیر حسن صاحب چکردھرپور	۲	" وارث حسین صاحب خاندیش*	۱	" محمد احمد علی صاحب ٹانڈور	۲
" عبداللہ بن صابر صاحب حیدرآباد دکن	۲	" حکیم غلام محی الدین صاحب سوپور	۱	" غلام رسول صاحب فیروزپور	۱	" سردار علی صاحب کنڈیان	۲
محمد اسمٰعیل شریف صاحب محبوب نگر	۵	" شیخ احمد حسین صاحب حیدرآباد دکن	۳	" عبدالعزیز صاحب گوجرانوالہ	۲	یہاں تک نام صرف ۱۳۶۹ ۱۷ تک آئے ہیں باقی آئندہ	

خالص حنفی عقائد کی روشنی میں

مذہبی تعلیم کا پورا کتب خانہ صرف ایک کتاب میں پڑھنا چاہیں تو

کتاب الاسلام

کے خریدار ہو جایئے، یہی وہ کتاب ہے جو صدہا عربی کتابوں کا نچوڑ ہے اور بہت ہی عام فہم اور سلیس زبان میں فقہ حنفی کا مکمل ترین نصاب ہے، جس کو تقریبا سات سال کی تگ و دو سے میں نے طیار کرایا ہے۔ بلاشبہ یہ مذہبی تعلیم کی سب سے بہتر کتاب ہے ایسی عام فہم اردو زبان میں کوئی کتاب عالم اسلامی میں آجتک نہیں آئی ◆ یہ حضرت مولانا عبد الماجد صاحب قبلہ ناظم جمعیتہ علمائے دہلی کی تالیف ہے، جن کے مواعظ حسنہ سے دہلی اور بیرون دہلی کے ہزارہا بندگانِ خدا فیضیاب ہیں، یہی وہ کتاب ہے جس کی نظر ثانی حضرت علامہ مفتی مولوی عبد التواب صاحب فاضل چشتی پروفیسر گورنمنٹ سکول تلمیذ ارشد حضرت علامہ فاضل مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر اعلیٰ جمعیتہ علمائے ہند و امام الہند جن کے وجود مسعود سے آج ہندوستان کا ذرہ ذرہ مستفیض ہے نے کی ہے، اس لیے یہ کتاب جمال ہمنشین کا مصفا آئینہ ہے، مولوی عبد التواب صاحب حضرت صدر اعظم کے دار العلوم میں ہی مقیم ہیں اور ہر ہر مسئلہ میں حضور مفتی صاحب سے استفادہ کرتے رہے ہیں، نظر ثالث کے لیے حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیتہ عالیہ علمائے ہند میں اس کے پروف پیش ہونگے اور اس کے بعد حضرت مفتی اعظم ممدوح الصدر کی خدمت میں یہ کتاب پیش کرونگا۔ اگر مفتی صاحب موصوف مدظلہ اس کے ملاحظہ کے لیے وقت نکال سکے اور دیکھ لیا تو یہ کتاب وہ ہوگی جس بلند پایہ استناد سے آیندہ زمانہ کی تالیفات سند لیں گی اور مسلمانان ہند کے لیے ایسی نعمت ہوگی جس کا جواب نہ ہوگا **یہ کتاب** ۹ نو سو صفحے کی ہوگی، موضوع کتاب سوال و جواب کے طریقہ پر ہے، ممکن نہیں کہ مذہبی معلومات کے لیے کوئی سوال ذہن میں آئے اور وہ مع جواب اس کتاب میں موجود نہ ہو، اسوقت تک اس کی کتابت ... صفحے تک پہنچ گئی ہے اور جب تک یہ بیان آپ کے سامنے آئیگا، کتاب چھپ رہی ہوگی، کاغذ بہت سفید اعلیٰ اور فرنش خریدا جارہا ہے صرف یہ اندازہ کرنا ہے کہ مولوی کے پندرہ ہزار خریداروں میں کسقدر بھائی اس کتاب سے مستفید ہوتے ہیں۔ یہ رعایت بھی کی ہے کہ جو صاحب کتاب طیار ہونے سے قبل روپیہ بھیج دیں ان سے اسکی قیمت بجائے چار روپے کے صرف ۲ دو روپے لی جائے گی، دس آنے محصول ڈاک، پر خرچ ہونگے اس لیے ۲/۱۰ کا منی آرڈر بھیجیے کتاب رمضان شریف میں شائع ہو جائے گی، اور شعبان کے پرچہ میں رعایت بند کرنیکا اعلان ہو جائیگا، اس لیے اس اطمینان کے ساتھ کہ آپکا ایک ایک پیسہ محفوظ ہے اس رعایت سے جلد فائدہ اٹھا لیجیے خدمت گزار

عبد الحمید خان مہتمم رسالہ مولوی دہلی

۲۸ خوبیوں والا قرآن شریف جس کا ترجمہ بھی مولوی اشرف علی صاحب کا ہے اور تفسیر بھی

کبھی دیکھا ہے ڈیڑھ روپیہ میں مترجم بھی اور مجلد بھی کہیں سنا ہے

اس عالمگیر کساد بازاری اور بے روزگاری میں جبکہ ہزاروں بھائی قوت لا یموت کیساتھ دین کا دامن بھی تھامے ہوئے ہیں مترجم قرآن شریف کے خواہاں تھے، لیکن زیادہ قیمتوں کی بنا پر مجبوراً خرید نہ سکتے تھے یہ حمیدیہ پریس دہلی ہی کی اولیت ہے کہ اس نے ایسا قرآن شریف ناظرین کے سامنے پیش کر دیا جو ترجمہ والا بھی ہو اور سستا، اور ترجمہ بھی حضرت حکیم الامت علامہ مفتی اشرف علی صاحب کا جو کہ ہندوستان کے ہر طبقہ میں مقبول ہے، مزید اعجاز یہ ہے کہ تفسیر بھی حاشیہ پر ہے جو بیان القرآن سے ماخوذ ہے تقطیع بھی بڑی ہے اور جلد بھی چمڑے پشتہ کی ہے اس سے زیادہ طرفہ خوبی یہ ہے کہ ابتدا میں ایک بسیط مقدمہ ہے جس میں حسب ذیل مضامین ہیں (۱) تعداد سورہ ہائے قرآن شریف و ترتیب و نزول ترتیب تلاوت (۲) تلاوت قرآن اور دوسری عبادتوں کا موازنہ اور تلاوت مع ترجمہ کے برتری (۳) قرآن شریف کا نزول کیونکر ہوا، اور جبرئیل کیونکر آیات قرآنی لاتے تھے، احادیث صحیحہ سے اقتباس ہے (۴) ترتیب نزول اور ترتیب تلاوت میں فرق کیوں ہے (۵) تعلیم قرآنی کے فوائد اور اس کے اثرات و برکات (۶) تلاوت قرآن کا ثواب بصورت مختلفہ مثلاً نماز میں، تراویح میں، مسجد میں، وغیرہ حالات میں وغیرہ (۷) تلاوت کے آداب (۸) قرآن شریف کی فضیلت دوسری کتب سماوی میں (۹) اعوذ باللہ کے فضائل اور ان کے اعمال (۱۰) بیان فضائل سورہ فاتحہ (۱۱) بیان فضائل سورہ بقر (۱۲) فضائل سورہ انعام مع قبولیت (۱۳) بیان آیۃ الکرسی مع فضائل و اعمال (۱۴) سورہ کہف اور اس کی آیات کا اثر مع قصہ اصحاب کہف (۱۵) سورہ یاسین کے فضائل و اعمال (۱۷) فضیلت سورہ فتح اور اس کے اعمال (۱۸) فضیلت سورہ ملک اور اس کے اعمال (۱۹) فضائل سورہ اخلاص مع اعمال (۲۰) فضائل سورہ واقعہ مع اعمال، رفع گرانی و باران رحمت (۲۱) سورہ عم تیسارہ کے خواص اور دفع بلیات کے اعمال (۲۲) فضائل معوذتین (۲۳) رسول کریم کی زیارت خواب میں ہو سکتی ہے، بہت تھوڑی سی محنت کے بعد اور فضائل درود شریف (۲۵) رموز اوقاف (۲۶) سوانح عمری رسول کریم (۲۷) فہرست ترتیب سورہ و آیات (۲۸) دعائے ختم القرآن مع فضائل، **ضخامت ۹۴۴ صفحے** مع مقدمہ

کاغذ سفید، دبیز، ولایتی ساخت **چھپائی** خوب روشن سیاہ، **مجلد** چرمی پشتہ **کتابت وغیرہ** کا ایک سرسری اندازہ نیچے کے نمونے سے کر لیجے، **ہدیہ مجلد** چرمی پشتہ صرف ڈیڑھ روپیہ ۱۸ محصولڈاک اب بڑھ گیا ہے اس لئے ۱۵ ار کل ۲/۹ میں جہاں چاہے منگا لیجے، **ایک منگائیے یا سو** رعایت مطلق نہیں، ریل کے ذریعہ کم از کم چار قرآن شریف منگائیے ورنہ کوئی خاص فائدہ نہ ہوگا، ریل کے ذریعہ منگانے والے پیشگی قیمت بھیجیں ورنہ تعمیل نہ ہوگی، یہ بھی نوٹ کر لیجے کہ ریل کے ہر پارسل پر ۱۲ار تو یہاں ہی خرچ ہو جاتے ہیں
صرف حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے کیونکہ اسمیں جلدیں بہت اعلیٰ تیار ہوتی ہیں، اور ہر جگہ سے اچھی ہوتی ہیں

سبحن الذی ۱۵ ۲۸۱ بنی اسرآءیل ۱۷

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی
وہ پاک ذات ہے جو اپنے بندے کو شب کے وقت مسجد حرام سے مسجد
الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ
اقصیٰ تک جس کے گرد اگرد ہم نے برکتیں کر رکھی ہیں لے گیا تاکہ ہم انکو اپنے کچھ عجائبات قدرت دکھلاویں بیشک اللہ تعالیٰ
السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ۝ وَ اٰتَیۡنَا مُوۡسَی الۡکِتٰبَ وَ جَعَلۡنٰہُ ہُدًی لِّبَنِیۡۤ
بڑے سننے والے بڑے دیکھنے والے ہیں ف ۱ اور ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی اور ہم نے اس کو بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنایا
اِسۡرَآءِیۡلَ اَلَّا تَتَّخِذُوۡا مِنۡ دُوۡنِیۡ وَکِیۡلًا ؕ ۝ ذُرِّیَّۃَ مَنۡ حَمَلۡنَا
کہ تم میرے سوا کوئی کارساز مت قرار دو اے ان لوگوں کی نسل جن کو ہم نے نوحؑ کے ساتھ سوار

ف ۱ یہاں تو فقط اتنا ذکر ہے باقی سورہ نجم میں ہے، رسول خدا صلعم سے مروی ہے کہ آپ عشا کی نماز کے بعد ام ہانی کے گھر آرام فرما رہے تھے کہ کا یکبد براق کا اور آپ کو لا مکان تک کی سیر کرائی گئی اور اسی رات واپس آگئے اور ام ہانی سے فرمایا، کہ تمام انبیاء میرے سامنے پیش ہوئے اور انہیں نماز پڑھائی پھر مسجد الحرام میں جاکر معراج کا سارا واقعہ قریش کو سنایا سب نے محال جانکر تعجب کیا، اور بعض مرتد بھی ہو گئے، لیکن ابوبکرؓ نے اُنکی تصدیق کی اسی دن سے آپ کا لقب صدیق ہو گیا، یہ واقعہ ہجرت سے ایک سال پہلے کا ہے بقول بہان الدین مسی کا قول ہے کہ جب یہ ہوا تھا

یہ قرآن شریف بہت کافی فروخت ہو چکا ہے، اور جس درجہ یہ مقبول ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شاید رمضان شریف سے پہلے ہی سب کا سب ہدیہ ہو جائے اس لیئے جلد سے جلد منگا لیجئے، ورنہ حسرت نما قرآن کی طرح یہ بھی عنقا ہو جائے گا، دو دو چار چار مل کر ریل کے ذریعہ منگا لیجئے، کفایت رہے گی ۔ عبد المجید

بالکل آسان اُردو میں وعظ کی ایک بے نظیر تازہ کتاب

بارہ مجالس

یہ وعظ و مجالس کی طلسمی کتاب ابھی حال میں حمیدیہ پریس دہلی نے شائع کی ہے اور یہ دعویٰ ہے کہ اس موضوع پر یہ کتاب اپنی آپ نظیر ہے چونکہ وعظ کی مجالس ہندوستان کے ہر حصہ میں محرم ربیع الاول ربیع الثانی اور رجب میں منعقد ہوتی ہیں اور ان میں خاص طور پر بیرونجات سے واعظ بمشکل فراہم کئے جاتے ہیں اس لئے یہ کتاب بہت ہی سہل اُردو میں طیار کرائی ہے تاکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں بآسانی سمجھی جائے اور اپنی اپنی مجالس میں ہر بھائی اس کی روزانہ ایک مجلس پڑھ دیا کرے اور اس طرح علاوہ اجر آخرت کے ہر پڑھنے والا اچھا مقرر اور شیریں زبان واعظ ہو سکتا ہے اس کتاب میں حسب ذیل بارہ مجالس ہیں

پہلی مجلس ہستی باریتعالیٰ کا ثبوت یہ وعظ بہت ضروری ہے تاکہ عوام صرف لفظاً خدا کو مانا بالسہ ہی نہ مانیں بلکہ خدا کی ہستی کو خوب سمجھکر اور مجبور ہو کر ایمان لائیں۔

دوسری مجلس توحید الٰہی یہی بحث اسلام کا مابہ الامتیاز ہے اور عقلی دلائل سے ثابت ہے کہ خدا ایک ہی ہو سکتا ہے اہرمن و یزدان باپ بیٹا روح القدس اور تثلیث کر ورڑ دیوتاؤں کی جھنجھٹ سے خدا پاک ہے۔

تیسری مجلس شمع توحید کے پروانے یہ مجلس بہت جوش انگیز اور ولولہ خیز ہے اس کے ذریعہ سے روح مسلم میں تازگی پیدا ہوتی ہے اور مومن اسلاف کے کارنامے معلوم ہوتے ہیں

چوتھی مجلس نبوت و رسالت اس میں نبوت و رسالت کی تحقیق کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین کو دنیا کا آخری مصلح ثابت کیا ہے۔

پانچویں مجلس ختم نبوت اس میں ہزارہا دلیلوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ رسول کریم کے ساتھ خدائی پیامبر رسانی کا سلسلہ دنیا میں ختم ہو گیا "الیوم اکملت لکم" کی تفسیر ہے۔

چھٹی مجلس فضائل رسول اس میں رسول اعظم کا تفوق دیگر انبیاء پر بتلایا ہے اور ثابت کیا ہے کہ "آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری"

ساتویں مجلس اسوۂ حسنہ رسول محترم بحیثیت انسان کے جس قدر مکمل تھے اس کی پیروی امت پر واجب ہے اس کی تشریح اس مجلس میں ہے

آٹھویں مجلس محبت رسول۔ اس میں محبت رسول کے ہزارہا واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسلمان کی نجات ہی رسول کی اطاعت و محبت میں ہے۔

نویں مجلس فضائل اخلاق اور حسن معاشرت اس میں ہر عنوان پر بہت ہی عجیب انداز میں ایک مسلمان کی زندگی کا نقشہ کھینچا ہے جو ہر مدعی ایمان کے لئے قابل تقلید ہے۔

دسویں مجلس اسلامی وحدت اور اسلامی مساوات اس میں دوسرے تمام مذاہب سے اسلام کی وحدت و مساوات کا موازنہ بہت لطیف اور موثر پیرایہ میں ہے۔

گیارہویں مجلس اسلام میں عورت کے حقوق وہ مدعی تہذیب جو عورتوں کے حقوق کے سب سے بڑے علمبردار ہیں اسلام میں عورتوں کے حقوق کیا ہیں معلوم کریں۔

بارہویں مجلس واقعات کربلا یہ مجلس بہت ہی دردناک انداز میں مرتب کی گئی ہے تمام واقعات آنکھوں کے سامنے ہو رہے ہیں کوئی شخص بلا آنسو بہائے دو سطریں نہیں پڑھ سکتا

جو صاحب مدارس میں مفت تقسیم کرنا چاہیں ان کے لئے مخصوص رعایت ہے ضخامت دو سو صفحات کتاب مجلد ہے اور قیمت صرف رعایتی عہ محصول ۔ کل عہ

مینیجر حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ٦١ دہلی

اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ

دُعا

جب انسانی عزائم ملیامیٹ ہو جائیں دست و بازو کی کارفرمائیاں شل ہو جائیں اور تدبیر کا چراغ گل ہو جائے یا جب انسان اس درجہ درماندہ اور لاچار ہو جائے کہ اس کو اپنی کوشش فضل ایزدی کے سامنے ہیچ نظر آنے لگے تب وہ خستگی و درماندگی وہ لاچارگی ذوی مطلق کے دربار میں نوازی جاتی ہے اور یہی قبولیت دعا ہے یہ بالکل یقینی ہے کہ خاصان خدا کے طریق پر اگر دعا مانگی جائے تو ضرور قبول ہوتی ہے خواہ بظاہر اس کا حسب منشا اثر مترتب نہو کیونکہ کبھی معطا اپنے بندوں کی برائی نہیں چاہتا اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپکی دعائیں مستجاب ہوا کریں تو پھر قرآن پاک کی دعائیں جو خدا نے انبیاء کو تلقین فرمائیں یا رسول کریم کی دعائیں جو انہوں نے صحابہ کو بتلائیں یا خاصان خدا کی بتلائی ہوئی دعاؤں کو اپنا شغل راہ بنائیں۔

قرآنی دعائیں اس کتاب میں دعا کے طریقے دُعا کے آداب استجابت دعا کے اوقات کا تذکرہ ہے اس کے ان تمام دعاؤں کے اثرات اور توجیہات جو قرآن پاک میں وارد ہیں ضخامت ۰۴ صفحے قیمت ۸ر کاغذ بہت موٹا سفید چکنا ولایتی۔

پیغمبری دعائیں یہ ۶۷ صفحہ کی کتاب ہے بہت موٹا سرورق ہے اس میں احادیث سے فلسفہ دعا پر بحث ہے اس کے بعد محل اور اوقات و نیاز استجابت دعا درج ہیں اس کے بعد تمام وہ دعائیں جو رسول مکرم نے ہر موقعہ کے لئے صحابہ کرام کو تلقین فرمائی ہیں بہت موثر اور مفید کتاب ہے قیمت ۸ر

دعائے مقبول یہ علامہ حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب قبلہ کی مرتب کردہ کتاب ہے اور اس میں تقریباً ہر ضرورت کے لئے دُعا ہے اول سات روز کی علیحدہ علیحدہ دعائیں ہیں اس کے بعد سات دن کی اردو مناجاتیں ہیں پھر صلوٰۃ الرسول اور حزب البحر ہے اور آخر میں کوئی ضرورت ایسی نہوگی جس کی دعا اس میں نہو آخر میں ہفت احزاب از حضرت مولانائے روم اور دعائے حزب البحر کے اعمال مجربہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب بہت مقبول و تیر بہدف کا اضافہ ہوا ہے ضخامت .. صفحے قیمت مجلد عمر

رسول کی دعائیں یہ دعاؤں کا مجموعہ جدید ابھی حال میں تیار ہوا ہے اس میں قرآن شریف سے رسول کی دعائیں اور احادیث نبویہ صلعم اور آثار سلف اور بزرگان دین کے مستند و مجرب معمولات سے پراثر دعائیں لکھے گئے ہیں جن کے مقبول ہونے میں آجتک کسی کو شک و شبہ ہوا اور نہ ہوگا کیونکہ اس میں ایسی دعائیں درج ہیں جنھیں خود باری تعالیٰ اپنے مقرب رسولوں اور نیک بندوں کو تعلیم فرمائی ہیں ظاہر ہے کہ اس کی مرقومہ دعائیں اجابت میں کیا درجہ رکھتی ہوں گی قیمت صرف ۸ر ۱۱۲ صفحات۔

اردو دعائیں حضرت خواجہ حسن نظامی کی آسان انشا پردازی کا ایک زمانہ کو اعتراف ہے حضرت ممدوح نے زیارت حبیب کے جلد میں سرور کائنات کے اشارہ سے اردو زبان میں ہر ضرورت کے لئے دعائیں لکھی ہیں اپنی زبان میں چونکہ ہر لفظ سمجھکر دل کی گہرائی سے نکلتا ہے اس لئے ہر ہر جملہ عرش عظیم سے ٹکراتا ہے اور چونکہ اپنی زبان میں دعا مانگنے کی وجہ سے قلب بکسر الفاظ کے ساتھ لگا ہوا رہتا ہے اس لئے قدرتاً خشوع پیدا ہو جاتا ہے نیا اڈیشن ابھی حال میں تیار ہوا ہے قیمت ۸ر

یہ سب کتابیں منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

نماز میں لطف آگیا

نماز پابندی سے بھی پڑھی اور گنڈے دار بھی حضور قلب نصیب نہیں ہوا وجہ یہ تھی کہ جو کچھ پڑھا وہ سمجھا ہی نہیں کہ بارگاہ خداوندی میں کیا عرض گزار ہوا جب خواجہ حسن نظامی کے تفسیر کردہ پارہ عم کو غور سے پڑھ کر اور یاد کرکے نماز پڑھنی شروع کردی تو حضور قلب بھی نصیب ہے اور ادائے نماز میں بھی لطف آگیا اس لئے کہ عام طور سے نمازوں میں پارہ عم کی ہی سورتیں پڑھی جاتی ہیں اور اس کی تفسیر اس کے معانی اور شان نزول پر عبور ہوتا ہے تو ہر ایک ایک حرف دل سے نکلتا ہے اور عرض نیاز کا لطف آجاتا ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ بھی حضور قلب سے نماز پڑھنے میں کامیاب ہوں تو حضرت خواجہ صاحب کی تفسیر پارہ عم منگاکر پڑھئے حضرت خواجہ صاحب کی تفسیر پورے قرآن شریف کی بھی طیار ہے پارہ عم کی قیمت ۸ رہے اور ہر پارہ ۸ ر ملتا ہے۔ لیکن پوری تفسیر دس روپے میں۔

محصول فی پارہ ۵ ر پوری تفسیر عہ

(حمیدیہ پریس دہلی)

نماز کے پورے پورے مسائل

اگر آپ کو ایک ہی جگہ اگر کسی کتاب میں مل سکتے ہیں تو وہ صرف کتاب

رکن دین

ہے جس کے پڑھنے سے نماز کی ذرہ ذرہ کیفیت معلوم ہو جاتی ہے اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے جس کا حل اس کتاب میں نہ ہو فاضل مصنف نے ایک خوبی اس کتاب میں یہ اور رکھی ہے کہ تمام مسائل سوال و جواب کی صورت میں لکھے ہیں اور اس طرح ہر وہ سوال جو کسی انسان کے ذہن میں مشکل سے آسکتا ہے اس کتاب میں موجود ہے غرض یہ ہے کہ نماز پڑھتے ہیں تو یہ کتاب بھی ضرور منگائیے ایک مرتبہ یہ کتاب پڑھ لینے کے بعد نماز کے متعلق ایک بات بھی ایسی نہ ہوگی جو معلوم نہ ہو سکے کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ہر سال دس ہزار چھپتی ہے ضخامت تقریباً دو سو صفحات قیمت اصلی عہ رعایتی ۱۰ ر محصول ڈاک ۶ ر کل ایک روپیہ

(حمیدیہ پریس۔ دہلی)

بہشتی زیور کامل ۱۱ حصے

یہ کتاب عورتوں کے لئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے لکھی اور گویا فقہ حنفیہ کا مکمل نصاب ہے اس کے جدا جدا دس حصے ہیں

حصہ اول الف بے سے خط لکھنے تک اور کچھ عقائد کا بیان

حصہ دوم۔ وضو طہارت حیض نفاس کے احکام نماز کے مسائل

حصہ سوم۔ روزہ زکوٰۃ حج۔ مہر ولی۔ عدت وغیرہ کے احکام

حصہ چہارم طلاق نکاح، مہر، ولی، قربانی حج منت وغیرہ

حصہ پنجم معاملات حقوق معاشرت زوجین اور قراءت تجوید

حصہ ششم اصلاح باطن و تہذیب اخلاق، ذکر دیانت رحمت

حصہ ہفتم اصلاح رسوم مروجہ شادی و غمی میلاد عرس تیجہ

حصہ ہشتم نیک بیویوں کی حکایتیں و سیرت اخلاق نبوی

حصہ نہم۔ ضروری اور مفید علاج معالجے اور نسخے بچوں اور

حصہ دہم دنیاوی ہدایتیں اور ضروری باتیں حساب وغیرہ

حصہ یازدہم بہشتی گوہر یہ گیارہواں حصہ خاص مردوں کے لئے

مسائل اور معالجات اور نسخوں کا ہے ہر حصہ کی قیمت ۵ ر ہے

گیارہویں حصہ کی ۱۲ ر یعنی کامل سٹ کا رعایتی ہدیہ نصف

یعنی کامل ۱۱ حصے صرف دو روپے محصول ۱۲ ر کل ۱۲؍ ۲ ع

صحیفہ قدسی

اسی کتاب کے ذریعہ اسم اعظم معلوم ہوگیا

اسم اعظم خدا کا وہ گرامی نام ہے جس کے ذریعہ ایک دنیا مسخر ہوسکتی ہے اور اس کا عامل وہ عامل ہے جس کے زیر حکم کائنات ہو جاتی ہے اور اس کا عامل

جو بھی چاہے وہ کر سکتا ہے یہ وہ اسم پاک ہے جس نے ہزاروں مصیبتیں ٹال دیں جس نے قریب ہارے ہوئے مقدمات جتوا دیئے جس نے سینکڑوں ناکام تمناؤں عاشقوں کو آغوش مراد سے ملا دیا جس نے بیسیوں سخت سے سخت حاکموں کو دم بھر میں پانی کر دیا جس نے ہزاروں مایوس مریضوں کا علاج کیا یہ تو نقد فائدہ ہیں اب قرض کے فائدے سن لیجئے اس کتاب کا عامل جنت الفردوس کا وارث ہوتا ہے حوران بہشتی کا مالک ہوتا ہے رضا الٰہی سے مسرور ہوتا ہے اور شفاعت رسول کا مستحق ہو جاتا ہے۔ سورۃ آیت الکرسی کی تفسیر بھی ہے اس کتاب کے ذریعہ اسم اعظم کا عامل چند روز میں با آسانی بن سکتا ہے، قیمت ۸ ر محصول ۶ ر کل ۱۴ ر

پتہ یہ ہے

حمیدیہ پریس۔ دہلی

زیارت رسولؐ

تاجدار مدینہ کی موہنی صورت دیکھنے کا کونسا امتی ہے جو شیدا نہ ہوگا پر بہت ہی کم وہ لوگ ہیں جو سعادت زیارت حبیب سے بہرہ ور ہو چکے ہوں گے خوش نصیب وہ ہے طالع حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیت علمائے ہند کو خدا اجر خاص عطا فرمائے کہ انہوں نے زیارت رسولؐ کا طریقہ عام کر دیا اور درود شریف کے وہ اوراد و فضائل بتلائے ہیں جس سے زیارت حبیبؐ لازمی ہو جاتی ہے۔

چنانچہ اسی نام سے حضرت ممدوح کی ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس میں درود شریف کی برکات و سعادات اور اس کے فضائل صحیح احادیث سے بیان فرمائے ہیں اس کے بعد اولیائے عظام کے مقالات رقم کئے ہیں جنہوں نے حضرت رسول کریمؐ کی زیارت جس جس طریقہ سے کی حضرت ممدوح کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ یہ نعمت بے بہا عام ہو گئی اب بھی کوئی محروم زیارت حبیب رہ جائے تو اس کی مرضی قیمت ۸ ر محصول ۰ ر کل ۱۲ ر

حمیدیہ پریس دہلی

معجز نما پنجسورہ مجلد

جدید ایڈیشن معہ ہفت احزاب چشتیہ

یہ نیا ایڈیشن ابھی تیار ہوا ہے پہلا پنجسورہ ۸۰ صفحہ کا تھا لیکن اب ۲۲۴ صفحہ کا ہے اس میں ہفت روزہ منزل خاندان چشت کے علاوہ اور بہت سی مجرب و مفید دعائیں شامل ہوئی ہیں ترجمہ لفظی حضرت مولینا شاہ رفیع الدین اور خواص و اعمال سورۃ ہائے قرآن و شان نزول ربط و تفسیر کامل از مولانا اشرف علی صاحب تقطیع مولوی نصف ہے چھپائی کاغذ خط کتابت اعلیٰ اس میں جو سورتیں ہیں یہ ہیں۔ سورہ یاسین، سورہ رحمن، سورہ واقعہ سورہ ملک، سورہ مزمل، سورہ جن، سورہ کافرون سورہ فلق سورہ ناس اس کے علاوہ منزل ہیکل معہ اسناد قفل معہ اسناد، حاشیہ گنج العرش معہ اسمائے حسنیٰ و اسمائے رسول معہ اسناد شجرہ خاندان چشتیہ شجرہ قادریہ نیز از حضرت غوث الاعظم اس کے تمام حواشی جو اس پنجسورہ کے لئے مخصوص ہیں قیمت ۱ ع ہے اور محصول ڈاک ۷ ر کل عہ

حمیدیہ پریس دہلی

تفسیر سورہ فاتحہ

یہ کتاب اگرچہ بظاہر سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن فی الحقیقت مذہب اسلام کے متعلق ایک جامع تصنیف ہے اور اس میں حسب ذیل مضامین ہیں:۔ نئی روشنی میں قرآن کی تفسیر، شیطان اور سائنس، خدا کی ہستی کے عقلی دلائل، اسلام عقائد کی روشنی میں ملائکہ اور جنات، انسان قادر بھی ہے اور مجبور بھی، انبیائے کرام کی فطری طاقتیں، عذاب قبر کا عقلی ثبوت، مرنے کے بعد زندہ ہونا، وحی اور سائنس، وحی کی حقیقت، نجات کا راستہ، صداقت رسول، قرآن مجید آج تک کیوں محفوظ ہے، بسم اللہ کی تفسیر، خدا پر بھروسہ، زمانہ گذشتہ کے علما اور صوفیہ اسلام اور وحدت، جہاد کی غرض و غایت، رسول عربی کا رحم و کرم، تفسیر سورہ فاتحہ، قرآن مجید کا خلاصہ، بعض اسرار و معارف، وحدت و محبت کی تعلیم، آجکل کے مسلمانوں کا انتہائی شعار اسلام کا مقصد اولین تمناؤں کا مرکز اسلام ہے مرتبہ عبودیت صراط مستقیم سے گمراہی کے اسباب باقی اصل کتاب میں دیکھیے۔

قیمت دس آنے محصول ۵ ؍ کل ۱۵ ؍

حمیدیہ پریس۔ دہلی

تفسیر سورہ یاسین

یہ تفسیر اس زمانہ میں لکھی گئی ہے جبکہ بغاوت و الحاد کا زمانہ ہے اور قدم قدم پر مذہب کے لیے عقلی دلائل مانگے جاتے ہیں یہ تفسیر اس لحاظ سے بہت شاندار ہے کہ ہر بات کو معقول طریقہ پر سمجھایا ہے یہ تفسیر علامہ عبدہ مصری کی تفسیر القرآن سے مستنبط ہے اور ایسے عجیب و غریب پیرایہ میں مذہب کے اعمال کو ذہن نشین کیا گیا ہے کہ بالآخر ملحد بھی ایمان لے آتا ہے صرف تفسیر کے لحاظ سے بھی یہ تفسیر بہت اہم اور مفصل ہے ایک ایک واقعہ کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے گویا بہت سی تفاسیر کا عطر ہے اس کے ساتھ اس کتاب میں نفس رسالت پر بہت پر زور بحث اور دلچسپ ہے۔

غرضکہ یہ کتاب اپنی نوعیت کے لحاظ سے اپنی آپ نظیر ہے ایسی لاجواب تفسیر آپ کی نظر سے اب تک نہ گزری ہوگی چھپائی لکھائی بہت صاف ہے کاغذ بہت اعلیٰ ہے اور قیمت ۸ ؍ ہے محصولڈاک ۵ ؍ کل ۱۳ ؍

ملنے کا پتہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

تفسیر حقانی اردو

آٹھ جلدوں میں کامل

از شمس المحدثین والعلما حضرت مولانا مولوی عبدالحق صاحب محدث دہلوی یہ وہ ضخیم تفسیر پورے قرآن شریف کی ہے جو صرف دو سال نہ چھپ سکنے کے باعث چالیس روپے اور پچاس روپے تک ہدیہ ہو گئی اب نیا اڈیشن چھپ کر تیار ہوا ہے اس کا کاغذ بہت اعلیٰ ہے پہلی جلد میں صرف مقدمہ ہے اور یہ مقدمہ بھی اتنا اہم ہے کہ اس کے پڑھ لینے کے بعد قرآن پاک کے عرفان سے قلوب منور ہو جاتے ہیں باقی سات جلدوں میں قرآن پاک کی تفسیر ہے جلد اول کی قیمت عہ اور باقی ساتوں کی فی جلد چار روپے ہے گویا اس طرح کامل تیس روپے کی ہو محصولڈاک چار روپے خرچ ہوتا ہے کامل تفسیر طلب کرنے والوں کے لئے پانچ روپے کی کفایت ہے یعنی ۲۵ روپے میں مل سکتی ہے ریل کے ذریعہ منگانے میں فائدہ ہے ریل سے منگانے والے لائن اور ریلوے اسٹیشن انگریزی میں ضرور لکھیں۔ ملنے کا پتہ یہ ہے :۔

(منیجر حمیدیہ پریس دہلی)

مرنے کے بعد

کیا ہوتا ہے یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا حل معلوم کرنے کے لئے ہر ایک انسان بے چین رہتا ہے اس سلسلہ میں سب سے زیادہ صحیح معلومات اسی کتاب میں ہیں اور مختصر فہرست مضامین یہ ہیں:۔ فلسفہ روح انسانی، روح کا دخول، عہد میثاق، روح حیوانی، روح انسانی، تناسخ، آواگون، حقیقت موت، عبادت سکرات موت، تلقین، جسم سے روح کا انقطاع، حضرت آدم کی وفات، دیگر رسولوں کی وفات، ایمان و کفر، نیک روحیں، علیین، ابرار، مقربین، برا خاتمہ، بُری روحیں، سجین، کفار کی ارواح، سوال و جواب نکیرین، عالم برزخ، عذاب و ثواب کا فلسفہ، قبر کی غذا، تجہیز و تکفین، نماز جنازہ، جنازہ کے تمام مسائل، دفن کے طریقے اور مسائل فاتحہ و درود و تلاوت قرآن کا ثواب، قبرستان، زیارت قبور، تعزیت و تسلی، کھانا کھلانا۔ نجات اخروی، مردوں کو کیا کیا چیز پہنچتی ہے۔ دوسرے حصہ میں ۳۲ اصحاب کرام و اولیائے عظام کے رویائے صادقہ کے احوال ہیں جنھوں نے حسب وعدہ مرنے کے بعد اپنے احباب کو دوسری دنیا کے حالات بتلائے قیمت ۱۲ ؍

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

دوزخ سے نجات

نجات پانے کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ انسان آئندہ گناہوں سے اجتناب کرے اور پچھلی خطاؤں کی معافی مانگے اسی کا نام توبہ ہے توبہ کی تحقیق اور توبہ کے فضائل و اثرات کے متعلق اب تک اردو زبان میں کوئی کتاب نہ تھی حمیدیہ پریس نے حال ہی میں ایک کتاب **توبہ** کے نام سے شایع کی ہے جس کے چند مضامین یہ ہیں توبہ کے معنے از روئے لغت مناجات توبہ، توبہ کی حقیقت فضیلت ثواب سرور دو عالم کے ارشادات ارباب طریقت کی توبہ، توبہ کی ضرورت باب توبہ کشادہ ہے تائب اور صابر، قبولیت توبہ حکایات توبہ ترک گناہ، حقیقت گناہ صغیرہ و کبیرہ توبہ کا ذکر قرآن میں گناہوں کی لذت گناہ کا خیال معافی کے ذرائع صغیرہ گناہ بھی کبیرہ بن جاتا ہے گناہوں سے بچنے کا موثر علاج گناہ سے بچنے کی ہدایتیں اور حکایتیں مولا کی بندہ نوازی، پڑھنا استغفار، عبادت ولی امید و بیم، عبادت و حمید میں راز و نیاز گناہوں سے نیکیوں کی بربادی فوری سزا سے بیفکری گناہوں سے نقصانات، نسخہ انعام مرض گناہ اس کے علاوہ بہت سے مضامین ہیں قیمت ۱۰ ؍ محصول ۲ ؍ کل عہ ؍

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

اوراد و وظائف مخدوم جہانیاں جہاں گشت

جب ہر طرف سے مایوسی ہو جائے اور دنیا کے اسباب شکستہ ہو جائیں انسانی تگ و دو مجبور ہو کر بیٹھ جائے راحت و اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہو جائیں تو پھر انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اس کا نام اوراد و وظائف، یہی دنیاوی تکالیف کا آخری زینہ ہے یہیں سے وہ شاہراہ ملتی ہے جس میں مجبور انسان اور شہنشاہ زمان سب ایک حالت میں ہوتے ہیں فقرا کی کرامات انہی اوراد میں مضمر ہیں ان میں بہت خصوصیت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے وظائف و اوراد کو ہے کیونکہ آپ نے ایک عالم کا چکر لگا کر یہ خزانہ مہیا کیا یہ خزانہ کس سلسلہ سے ہم کو ملا اس کا سجرہ کتاب میں موجود ہے ایک ایک عمل ایسا لیا گیا ہے جو صدہا عملی کا آزمودہ اور مجرب ہے اس کتاب کے اثر اور مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ایک سال میں دو اڈیشن نکل جاتے ہیں ہر وہ شخص جس نے یہ اوراد اپنے معمول میں رکھے ہمیشہ فائز المرام رہا اس میں انسانی ضرورت ایک بھی نہیں چھوڑی گئی ہے جس کیلئے تیر بہدف وظیفہ یا نقش نہ ہو درحقیقت میں اس سے مستند مجرب اور زود اثر ایک کتاب بھی نہیں ہے قیمت دس آنے محصول ۲ ؍ کل عہ ؍

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

جزء ۲۱

اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ
الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ
وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۝ وَلَا
تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا
مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ

یہی ہے وہ خوشنما سولہ مہری قرآن شریف وہ یہی ہے

جو ایک ہی سال کے اندر ہندوستان کے ہر مکتب میں رائج ہوگیا

یہی ہے وہ قرآن شریف جو صرف بغدادی قاعدہ پڑھ لینے کے بعد ہر بچہ بآسانی بغیر استاد کی مدد کے پورا قرآن شریف پڑھ لیتا ہے، اور خوشی سے یاد کر لیتا ہے

یہی ہے وہ قرآن شریف جو دہلی کے مایہ ناز یکتائے عصر منشی صلاح الدین صاحب کی بے مثل فن کتابت سے آراستہ ہے بلحاظ کتابت آج تک ایسا قرآن شریف نہیں چھپا

یہی ہے وہ قرآن شریف جو بچوں کی ذہنیت کی ماتحت لکھا گیا ہے اس کا ایک ایک حرف الگ ہے اور ہر حرف پر اعراب بالکل ٹھیک لگے ہوئے ہیں ذرا بھی بے جا نہیں

یہی ہے وہ قرآن شریف جس کے الفاظ کی نشست ذرا بھی مشتبہ نہیں جیسا کہ دوسرے سستے قرآنوں میں ت، ن، ی کے تقدم و تاخر سے پڑھنے میں اشتباہ ہو جاتا ہے

یہی ہے وہ قرآن شریف جس کے متعلق دعویٰ ہے کہ اگر بچہ دوسرے قرآن میں ایک گھنٹہ میں سبق یاد کرتا ہے، تو اسمیں صرف پاؤ گھنٹہ میں یاد کر لیتا ہے، ہزاروں سندیں موجود

یہی ہے وہ قرآن شریف جس کے ہر صفحہ کے حاشیہ پر نقش و نگار ہیں اور ہر پارہ کی ابتدا کا صفحہ نمونہ بالائی کے مطابق ہے، بلکہ یہ آخر نقل ہے اصل اس سے بھی اچھا ہے

یہی ہے وہ قرآن شریف جسمیں قاریوں کی سہولت کے جہاں کہیں اختلاف قرأت کا موقعہ ہے وہاں حاشیہ پر اس کی وضاحت کر دی گئی ہے

یہی ہے وہ قرآن شریف جس کی صحت کی ضمانت میں ۱۶ مستند حفاظ و صاحب فن مصحح نے اپنی مہریں ثبت کر دی ہیں اور اب ایک نقطہ کی بھی غلطی اسمیں نہیں ہے

یہی ہے وہ قرآن شریف جسمیں ایک مرتبہ پڑھ لینے کے بعد پھر پڑھنے والا دوسرا قرآن شریف لینا پسند ہی نہیں کرتا، کیونکہ جو پڑھنے کی سہولت اسمیں ہے وہ کسی میں نہیں

یہی ہے وہ قرآن شریف جو اپنی کتابت کی خوبیوں، چھپائی کی صفائیوں، کاغذ کی نفاستوں، جلد کی مضبوطیوں کے لحاظ سے حد درجہ **سستا** ہے

یہی ہے وہ قرآن شریف جو صرف رسالہ مولوی کے ذریعہ صرف ایک سال میں **دو ہزار** بھائیوں نے ہاتھوں ہاتھ لیا ہے اور سارے ہندوستان میں ۱۱ ہزار لوگوں کے پاس پہنچ

یہی ہے وہ قرآن شریف جس کو تمام دوکاندار اپنے ہاں رکھنے اور تمام مشتہرین اشتہار کرنے کے لیے مجبور ہوگئے جو مانگتا ہے وہ صرف یہی قرآن شریف مانگتا ہے

کاغذ ولایتی، سفید، دبیز اور مضبوط **لکھائی** خوشنما، دیدہ زیب، ہر حرف علیحدہ **چھپائی** سیاہ، چمکدار، ستھری، صاف **جلد** کپڑے کی ہی نقرئی بیلدار اور چمڑے کی

ھدیہ ایک جلد مجلد بارچہ نقرئی کار گول پشتہ صرف **ایک روپیہ** مجلد چرمی اعلیٰ شیرازہ بندی نقرئی کار **ڈیڑھ روپیہ**، پانچ جلد مجلد پارچہ للعہ مجلد چرمی سات روپے
دس جلد مجلد پارچہ نقرئی کار صرف ساڑھے آٹھ روپے، دس جلد مجلد چرمی ساڑھے تیرہ روپے **محصول ڈاک** ایک جلد ۱۲، پانچ جلد ۱۲، دس جلد ریل کے
ذریعہ منگائیے، ریل کے پارسل پر ۱۲ تو صرف یہاں کا خرچہ ہے اور کرایہ ریل علیحدہ ریل کے ذریعہ منگانے والے پانچ روپے پیشگی بھیجیں ورنہ تعمیل نہ ہوگی

مینیجر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مولوی

ماہانہ مذہبی رسالہ

فی پرچہ دو آنے

سالانہ ایک روپیہ

مدیر مسئول۔ عبدالحمید خان

اگر یہ پرچہ آپ کو پسند ہے

اور آپ کے نزدیک اِس پرچہ کے ذریعے اِسلام کی کوئی خدمت ہو سکتی ہے تو اسلامی تبلیغ میں میرے شریکِ کار ہو جائیے۔ اور یہ مضبوط اور مستحکم ارادہ کر لیجیے کہ جس طرح بھی ممکن ہو گا اِس سال میں کم از کم پانچ بھائیوں کو اس کا خریدار بنا دینگے؛

علاوہ اجرِ آخرت کے آپ کی اس سعی اور کوشش کا تذکرہ انشاء اللہ تعالیٰ ہر مہینے "مولوی" میں بھی ہوتا رہے گا؛

رسالہ "مولوی" پوسٹ بکس

JAM/.30

انتباہ: سب آپ کا نمبر خریداری آپکے پتہ کے شروع میں درج ہے اسکے حوالہ کے بغیر کسی شکایت کی تعمیل نہ ہو سکتی ہے نہ ہو گی؛ منیجر

دیکھنے مین دیدہ زیب، پڑہنے مین صحیح ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب یہ قرآن شریف آپنے دیکھا ہی

نورانی قرآن مجید

کتابت بلحاظ خوشنویسی ہندوستان ہی نہیں ایران و مصر میں بھی یگانہ ہے۔ بلحاظ چھپائی ہندوستان کے ہر چھاپہ خانہ سے اعلیٰ ہے۔ کاغذ رف ولایتی اور مضبوط ہے اس قرآن شریف مین یہ خصوصیت ہے کہ ترجمہ کی سطر متن سے بڑی ہے، تاکہ ترجمہ کشادگی کے ساتھ پڑہنے میں آجائے مولوی اشرف علی صاحب کا ترجمہ چونکہ تمام ترجموں میں زیادہ مفصل ہے اس لیئے اس اہتمام کے بغیر قرآن شریف بہت گنجان ہوتا ہے اور چھپائی ذرا بھی خراب ہو تو ترجمہ پڑہا نہیں جاتا، اس قرآن شریف کے ترجمہ کا ایک ایک حرف موتی کی طرح جڑا ہوا ہے، ترجمہ میں یہ بھی اہتمام ہے کہ کسی لفظ کا بھی ترجمہ دوسری سطر میں نہیں آیا ہے۔ حاشیہ پر بیان القرآن تفسیر حضرت مولانا اشرف علی ہے، فوائد اور شان نزول اور توضیحات ہیں۔ ابتدا میں ایک مختصر مقدمہ ہے جو قرآن شریف کے متعلق ضروری ہدایات پر حاوی ہے، کتابت میں سب سے بڑا اہتمام یہ ہے کہ حروف علیحدہ اور اعراب بالکل ٹھیک لگے ہیں ذرا بھی ہٹے ہوئے نہیں ہیں، اور کتابت کی یہ بہت بڑی خصوصیت ہے کہ ایک کم پڑہا آدمی جس نے قرآن شریف پہلے نہ پڑہا ہو صحیح پڑہ سکے یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب حروف علیحدہ علیحدہ اور اعراب بالکل برجا ہوں، نمونہ کی جو سطریں نیچے ہیں یہ اصل کا چربہ ہے۔ پورے قرآن شریف کی تحریر ایسی ہی علیحدہ علیحدہ اور اسی طرح اعراب صحیح لگے ہیں (خدا کرے یہ نمونہ بالکل ٹھیک چھپ جائے) اصل قرآن شریف کی چھپائی کا اندازہ اس اشتہار سے نہ کیجیے گا۔ قرآن شریف کی طباعت بہت ہی صاف اور روشن ہے۔ اگر آپ کے پاس دس قسم کے قرآن شریف ہوں، تو انشاء اللہ یہ قرآن شریف سب مین ممیز ہوگا جدت کا اہتمام جیسا ہوا ہے گا وہ تو اس کی چھپائی سے معلوم ہو سکتا ہے لیکن ایک آسان نظریہ یہ ہے کہ اگر کتابت کشادہ ہو تو غلطی کا امکان بہت کم رہتا ہے غلطی عموماً اعراب کی ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ اعراب ٹھیک حروف پر لگے ہوئے ہیں اس لیئے اب ہو ہی نہیں سکتی۔ الحمد للہ اس میں اب ایک غلطی بھی نہیں ہے

اب ہدیہ دیکھیئے آپ متعجب ہو جائیں گے کہ دفتہ حمیدیہ پریس میں تنے سستے قرآن شریف کیونکر دیئے جاتے ہیں **ہدیہ مجلد چرمی پشتہ جلد نمبر ا سوا دو روپے مجلد نمبر دوم** صرف دو روپے۔ منگاتے وقت جلد نمبر اول اور نمبر دوم کی ضرور تشریح کر دین، محصولڈاک ایک قرآن شریف ۵ر دو قرآن شریف ۸ر تین قرآن شریف یا اس سے زیادہ قرآن شریف ریل کے ذریعہ منگائیے، ہر ریل کے پارسل پر ۱۲ر علاوہ کرایہ ریل یہاں ضرور خرچ ہوتا ہے، یہ حساب کرکے ریل کے ذریعہ منگائیں

ملنے کا پتہ منیجر حمیدیہ پریس و رسالہ مولوی دہلی

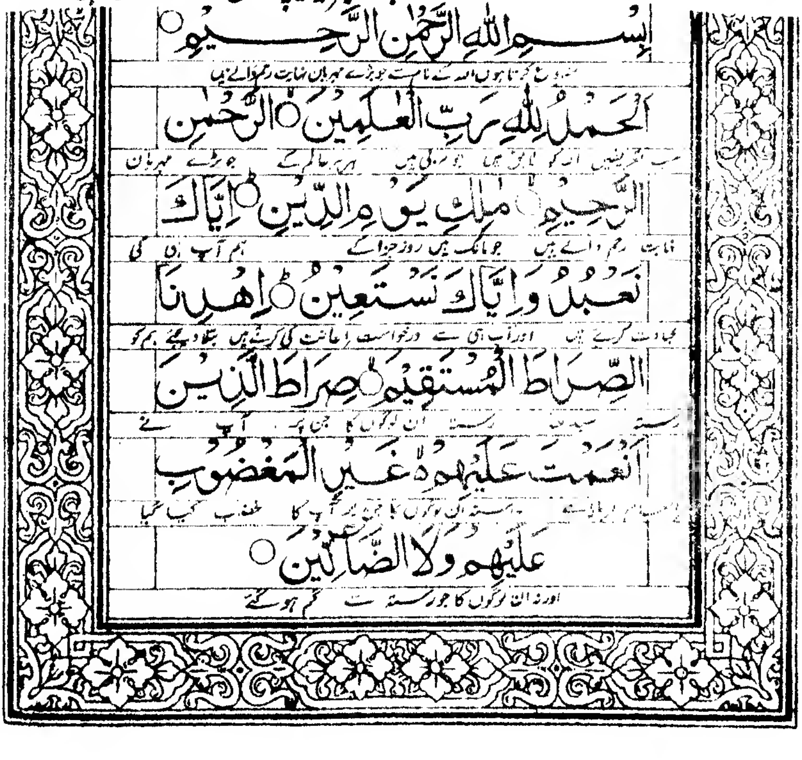
منزل ۱

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ○ الرَّحۡمٰنِ

سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے جو بڑے مہربان

الرَّحِيۡمِ ○ مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ ○ اِيَّاكَ

نہایت رحم والے ہیں جو مالک ہیں روز جزا کے ہم آپ ہی کی

نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ ○ اِهۡدِنَا

عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں بتلا دیجیے ہم کو

الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ

رستہ سیدھا ان لوگوں کا جن پر آپ نے

اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ۙ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ

انعام فرمایا ہے ... ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا

عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ ○

اور نہ ان لوگوں کا جو رستہ سے گم ہو گئے

۱۲

ربنا لا تؤاخذنا ان نسينا او اخطأنا

مولوی دہلی

جو ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ کو حمیدیہ پریس دہلی کوچہ چیلاں سے شایع ہوتا ہے

جلد ۱۴ | بابت ماہ شعبان المعظم سنہ ۱۳۵۵ ہجری | نمبر ۲

خطبہ

الحمد لله الذی قال فیها یفرق کل امر حکیم وقال النبی صلی الله علیه وسلم شعبان شهری ورمضان شهر الله وقال النبی صلی الله علیه وسلم ذاك شهر یغفل الناس عنه بین رجب وشعبان وهو شهر یرفع فیه الاعمال الی رب العالمین فاحب ان یرفع عملی وانا صائم وقال صلی الله علیه وسلم اذا کان لیلة النصف من شعبان فقوموا لیلها وصوموا نهارها وصلی الله تعالی علی محمد وعلی اله واصحابه اجمعین۔ حمد و ثنا بیان کرو اس قادر مطلق خداوند حکیم و تدبیر کی جس نے اپنی قدرت کاملہ سے سال مہینہ ہفتہ دن اور رات پیدا کئے اور موسم مقرر کئے گرمی جاڑا اور برسات کے ذریعہ انسان کی راحتوں کے اسباب بنائے اور سورج و چاند بنا کر ان کو گردش کا حکم دیا جس سے رات و دن کے تغیرات نمودار ہوئے اور ان سے ہم فائدہ اٹھاتے ہیں اور تعریف اس خدائے بزرگ کی جس نے اپنے بندوں کے اکتساب سعادت کے لئے بعض دنوں راتوں اور مہینوں کو تقدیس اور بزرگی عطا فرمائی اور ان کو فضیلت و برتری دی تاکہ ان ایام میں اس کے بندے سعادت و فلاح حاصل کریں منجملہ ان کے ایک ماہ معظم شعبان بھی ہے جس کو خدائے بزرگ نے بڑی فضیلت اور برتری عطا فرمائی ہے اور امت محمدیہ کو موقع عطا فرمایا ہے کہ وہ اس مہینہ میں زاد آخرت جمع کرے اور اپنے قلوب و ارواح کا تزکیہ و تصفیہ کرے تاکہ دین اور دنیا کی سعادتیں اس کو حاصل ہوں۔

اور درود و سلام بھیجو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کے ذریعہ ہم کو ماہ و ایام اور لیل و نہار کے فضائل و برکات کا علم ہوا اور ہم اس امر سے آگاہ ہوئے کہ ان ایام میں ہم دین اور دنیا کی سعادتیں حاصل کر سکتے ہیں اور ماہ شعبان کے متعلق معلوم ہوا کہ یہ کس قدر جامع فضائل و برکات ہے اور اس ماہ معظم میں ہمیں کن اعمال و اشغال میں مشغول ہونا چاہیے اور کن افعال و کردار سے احتراز و اجتناب کرنا چاہیے۔

برادران اسلام ہمیشہ کی طرح اس دفعہ بھی ماہ شعبان کے متعلق جو کچھ بیان کیا جائیگا وہ تین حصوں پر مشتمل ہوگا اول اس مہینہ کی احادیث میں جو بزرگی اور فضیلت وارد ہوئی ہے دوسرے جن اعمال کا حکم دیا گیا ہے اور تیسرے جن افعال سے ہم کو پرہیز کرنا چاہیے۔

اس ماہ معظم کی سب سے بڑی فضیلت تو یہ ہے کہ اس مہینہ کو حضور نے اپنا مہینہ فرمایا ہے یعنی ارشاد ہوتا ہے شعبان شهری ورمضان شهر الله شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ تعالی کا مہینہ ہے اس کے معنے یہ ہوئے کہ رمضان کے بعد سب سے زیادہ مقدس و معظم مہینہ شعبان کا ہے اس مہینہ کی تقدیس اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالی کا حبیب و محبوب اس کو اپنا مہینہ فرمائے اور اس کی آمد پر دعائے خیر و برکت کرے کہ اے اللہ اس مہینہ میں ہم کو برکت دے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مہینہ نہایت عزیز و محبوب تھا اور اس ماہ مبارک میں حضور رمضان کے علاوہ بہ نسبت دوسرے مہینوں کے سب سے زیادہ طاعت و عبادت الہی میں مشغول رہتے تھے خصوصاً روزے تو اس قدر کثرت سے رکھتے تھے کہ رمضان کے علاوہ اور کسی مہینہ میں اتنے روزے نہیں رکھتے تھے چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے ما رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم استکمل صیام شهر قط الا رمضان وما رأیته فی شهر اکثر منه صیاما فی شهر شعبان حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ بجز رمضان کے کسی مہینہ کے پورے روزے رکھے ہوں (بجز رمضان کے) اور حضرت ابوسلمہ سے روایت ہے قالت سألت عن عائشة عن صیام رسول الله صلی الله علیه وسلم قالت کان یصوم شعبان الا قلیلا یعنی حضرت ابوسلمہ نے حضرت عائشہ سے رسول اللہ کے روزوں کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ آنحضرت شعبان میں روزے رکھا کرتے تھے مگر کچھ کم۔

ترمذی کی ایک اور حدیث ہے قال وما رأیت النبی صلی الله علیه وسلم فی شهر اکثر صیاما منه فی شعبان کان یصومه الا قلیلا بل کان یصومه کله یعنی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شعبان سے زیادہ روزے رکھتے نہیں دیکھا شعبان میں تقریباً پورے مہینہ کے روزے رکھتے تھے۔ ایک اور حدیث ہے۔ کان احب الشهور الی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یصومه شعبان ثم یصله برمضان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک محبوب تر مہینہ روزہ رکھنے کے لئے شعبان تھا شعبان میں روزے رکھتے رکھتے رمضان سے ملا دیتے تھے۔

ایک حدیث میں بیان کیا گیا ہے ما رأیته یصوم شهرین متتابعین الا انه کان یصل شعبان برمضان یعنی ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو متواتر دو مہینے کے روزے رکھتے نہیں دیکھا سوائے شعبان کے جس کو رمضان کے روزوں سے ملا دیتے تھے۔

ان تمام حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے مہینہ کو بہت عزیز و محبوب رکھتے تھے اور اسی مہینہ میں حضور کثرت سے روزے رکھتے تھے اس قدر کثرت سے کہ رمضان کے علاوہ اور کسی مہینہ میں اتنے روزے نہیں رکھتے تھے۔

برادران اسلام! روزے رکھنا فعل محمود تو ہے ہی خواہ کسی مہینہ میں رکھے جائیں مگر سوال ہوتا ہے کہ شعبان کے مہینہ میں حضور نے اس قدر کثرت سے روزے رکھنے کو

کو کیوں پسند فرمایا یہ سوال صحابہ کرام کے دل میں بھی پیدا ہوا تھا چنانچہ حضرت اسامہ نے حضور سے دریافت کیا کہ قال قلت یا رسول اللہ لم ارک تصوم من شھر من الشھور ما تصوم منہ شعبان قال ذالک شھر یغفل الناس عنہ بین رجب و رمضان وھو شھر یرفع فیہ الاعمال الی رب العالمین فاحب ان یرفع عملی وانا صائم

حضرت اسامہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میں آپ کو تمام مہینوں میں سے کسی مہینہ میں اتنے روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا جتنے روزے آپ شعبان میں رکھتے ہیں اس سوال کے جواب میں حضور نے ارشاد فرمایا کہ یہ ایک ایسا مہینہ ہے جو رجب اور رمضان کے بیچ میں ہے اور اس سے لوگ غافل ہیں اور یہ وہ مہینہ ہے کہ اس میں پروردگار عالم کے حضور میں بندوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں اس لئے میں اس امر کو محبوب رکھتا ہوں کہ میرا عمل ایسے وقت پیش ہو جبکہ میں روزے سے ہوں۔

برادران اسلام! اس حدیث سے معلوم ہو گیا کہ شعبان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیوں اس قدر کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے ایک اور حدیث میں اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ شعبان میں روزے اس کثرت سے رکھنے کی وجہ بیان کی گئی ہے حضرت عائشہ سے روایت ہے قلت یارسول اللہ ان شعبان من احب الشھور الیک قال یاعائشۃ انہ لیس موت فی سنۃ الا کتب اجلھا فی شعبان فاحب ان یکتب اجلی وانا فی عبادۃ ربی وعمل صالح یعنی حضرت عائشہ نے حضرت سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ آپ کو سب مہینوں سے شعبان کا مہینہ کیوں محبوب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ سارے سال میں کسی کو موت نہیں آتی مگر یہ کہ اس کی موت شعبان میں لکھی جاتی ہے اس لئے مجھکو یہ پسند ہے کہ میری موت ایسے حال میں لکھی جائے کہ میں اپنے رب کی عبادت اور عمل صالح میں مشغول ہوں۔

بالکل واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ماہ شعبان کیوں محبوب تھا اور اس ماہ میں کثرت سے روزے کیوں رکھتے تھے۔

برادران اسلام! ہماری تمام سعادتوں کا انحصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی میں ہے آپ کو مذکورہ بالا حدیثوں سے اس امر کا علم ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان میں کثرت سے روزے رکھتے تھے اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اس وجہ سے رکھتے تھے کہ اس ماہ مبارک میں اعمال خدا کے سامنے پیش ہوتے ہیں اور انسان کی اجل لکھی جاتی ہے جب اس حبیب خدا کا یہ حال تھا جو معصوم تھا جس کے تمام اگلے پچھلے زلات معاف کئے جا چکے تھے جو ان سب میں سے زیادہ اپنے رب کا عبادت گزار تھا جب اس کی کیفیت یہ تھی کہ شعبان کے مہینے میں اس قدر کثرت سے روزے رکھتا تھا کہ کسی مہینہ میں رمضان کے علاوہ شعبان سے زیادہ روزے نہیں رکھتا تھا تو اب ہم کو غور کرنا چاہیئے کہ ہمارا کیا فرض ہے اور موجودہ حالات ہمارے کیا ہیں اور اس ماہ مبارک میں ہم کہاں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرتے ہیں اگر نہیں کرتے بلکہ کیوں؟ ہمیں اپنے اعمال کا محاسبہ کرنا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ دن رات ہفتہ اور مہینوں کے متعلق جو فرائض ہم پر عائد ہوتے ہیں ان میں سے جو قصور ہم سے سرزد ہوتے ہیں اور جو غفلت ہم کرتے ہیں اس کے کیا وجوہ ہیں اور کیا وہ ایسے وجوہ ہیں کہ ان کی بناء پر اس کوتاہی و غفلت کو معاف کیا جا سکے۔

برادران اسلام! وجہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہمارے ایمان ہی سرے سے کمزور ہو گئے ہیں اور ہم کو اس امر کا یقین نہیں رہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا اتباع فلاح دارین کا موجب ہے اگر اس کا پورا یقین ہو تو پھر کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ ان اعمال و افعال کی پیروی میں ہم سے کوتاہی ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں کئے۔

بہرحال ماہ شعبان کا ایک جزو یہ ہے کہ مسلمانوں کو اس مہینہ میں اپنے رسول کی پیروی میں کثرت سے روزے رکھنے چاہئیں اور اے برادران اسلام آج ہی سے یہ تہیہ کر لیجئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پوری پیروی کریں گے اور کثرت سے اس مہینہ میں روزے رکھیں گے۔

برادران اسلام! اس ماہ شعبان کے فضائل اور اس مہینہ کے اعمال کے متعلق احادیث میں دوسرا حصہ پندرہویں شب سے تعلق رکھتا ہے پندرہویں شب کو شب برات کہتے ہیں۔ ہندوستان کے مسلمان اس شب کو جس طرح مناتے ہیں وہ ہر سب کو معلوم ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اس شب مبارک کے متعلق کیا ہیں ان کا ذکر ہم ذیل میں کرتے ہیں اور منشاء ان ارشادات کو معلوم کرنے کے یہ ہیں کہ ذرا اپنے اعمال پر غور کرنا چاہیئے کہ وہ کہاں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و اعمال اور اسوۂ حسنہ سے مطابقت رکھتے ہیں

برادران عزیز پندرہویں شب شعبان کے متعلق حضرت ابوبکر صدیق سے روایت ہے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ینزل اللہ تعالیٰ الی السماء الدنیا لیلۃ النصف من شعبان فیغفر لکل شیء الا لرجل مشرک او فی قلبہ شحناء یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شعبان کی پندرہویں شب کو اللہ تعالیٰ سماء دنیا پر ظہور فرماتا ہے پس ہر گناہگار شخص کو بخش دیتا ہے سوائے مشرک کے اور اس شخص کے جس کے دل میں کینہ اور عداوت ہو۔ دوسری حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان لیلۃ النصف من شعبان فقوموا لیلھا وصوموا نھارھا فان اللہ ینزل فیھا لغروب الشمس الی السماء الدنیا فیقول الا من مستغفر فاغفر لہ الا من مسترزق فارزقہ الا من مبتلی فاعافیہ الا کذا الا کذا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب شعبان کی پندرہویں شب ہوئے تو اس رات کو عبادت کرنا اور اس دن روزہ رکھو کیونکہ اس شب کو اللہ تعالیٰ سماء دنیا پر نزول فرماتا ہے اور کہتا ہے کہ ہے کوئی مغفرت مانگنے والا کہ اس کو بخشوں اور ہے کوئی رزق طلب کرنے والا کہ اس کو رزق دوں اور ہے کوئی بیمار کہ اس کو صحت و عافیت عطا کروں اور ہے کوئی ایسا اور ہے کوئی ویسا یعنی خواہ کیسی ہی کوئی حاجت رکھتا ہو ہر ایک حاجتمند کی حاجت روا کرے گا۔

برادران اسلام آپ نے دیکھا کہ پندرہویں شب شعبان کی کتنی افضل اور کتنی متبرک اور کس قدر خیر و برکت کی شب ہے اور ہم سب گنہگاران امت اس خیر و برکت والی رات میں اگر چاہیں تو کس قدر خیر و برکت جمع کر سکتے ہیں اور کس قدر اس سے نفع اندوز ہو سکتے ہیں اور اپنے غائب اور اپنی روحوں کی دردمندیوں اور امراض خودکشی کا کیا موثر علاج کر سکتے ہیں کیا اس سے زیادہ بہتر کوئی دوسرا موقع ہم کو مل سکتا ہے۔

مگر اب غور طلب امر یہ ہے کہ ایک طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ مقدس ارشادات ہیں اور دوسری طرف شب برات کو ہمارا طرز عمل ہے ان دونوں میں کیا کسی قسم کی

مطابقت اور یکسانیت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ شعبان کی پندرہویں شب کو اللہ کی عبادت کرو اور دن کو روزہ رکھو کیونکہ اس شب کو خدائے تعالیٰ آسمان دنیا پر یعنی آسمان اول پر نزول اجلال فرماتا ہے اور بندوں کی حاجت روائی کرتا ہے مگر ہم عبادت کی جگہ آتشبازی چھوڑتے ہیں اور دن کو روزہ رکھنے کے بجائے حلوا کھاتے ہیں۔

بہرحال خدا اور اس کے رسول کی خوشنودی و رضاجوئی کے اسباب ہم کو بتلا دیئے گئے ہیں اور صاف طور پر واضح کر دیا گیا ہے کہ ماہ شعبان اور اس کی پندرہویں شب میں کن اعمال و اشغال میں مشغول ہونا چاہیئے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اس ماہ مبارک میں حسب ارشاد نبوی کثرت سے روزہ رکھیں اور شب برات کو اپنے رب کی طاعت و عبادت کریں اور اسکی بندگی میں اس رات کو گذاریں۔

شعبان کی پندرہویں شب کے سلسلہ میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں بھی تشریف لے گئے اس سے ثابت ہوا کہ اس رات میں قبرستان میں جانا اور مردوں کے لئے دعائے مغفرت کرنا بھی مسنون ہے۔

برادران اسلام! یہ امور تو وہ ہیں جن پر ہم کو اس ماہ مبارک شعبان المعظم میں عمل کرنا چاہیئے لیکن ہم نے اپنی بدبختی سے بعض ایسے اعمال و افعال اختیار کر لئے ہیں جو صریحاً غیر مشروع ناجائز اور دینی و دنیاوی ہر ایک نقطۂ نظر سے مضر و مہلک ہیں ہم اس موقع پر نذر و نیاز کا ذکر نہ کریں گے کیونکہ یہ مسئلہ موجودہ علماء کے درمیان مختلف فیہ ہے اسلئے جس کا جو مسلک ہوا سے مبارک رہے مگر اس کے علاوہ دو قبیح و مضر چیزیں ہم نے اختیار کر لی ہیں جن کا جواز کہیں سے ثابت نہیں اور اس کے ناجائز اور مضر و مہلک ہونے پر تمام علماء اور عقلا کا اتفاق ہے ان میں سے ایک آتشبازی ہے جو شب برات کے لوازم میں سے ہے اور نہایت اہمیت حاصل کر چکی ہے حیرت اس امر پر ہے کہ کوئی طبقہ علماء کا اور کوئی جماعت مصلحین کی ایسی نہیں ہے جو شب برات کے موقع پر اس آتشبازی کے رسم کے مخالف نہ ہو مگر جس طرح اس کے حرام و ممنوع اور مضر و مہلک ہونے پر تمام جماعتوں تمام فرقوں اور تمام گروہوں کا اتفاق ہے اسی طرح لوگوں نے اس امر پر اتفاق کر لیا ہے کہ وہ اس متفق علیہ حرام فعل کا ارتکاب ضرور کریں گے چنانچہ صورت حال یہ ہے کہ کوئی شہر کوئی قصبہ اور کوئی گاؤں نہیں بچتا جہاں آتشبازی نہ چھوڑی جاتی ہو بلکہ کوئی خاندان اور گھر نہیں بچتا جو اس متفق علیہ حرام کا متفقہ ارتکاب نہ کرتا ہو۔

برادران اسلام! شریعت جس چیز یا فعل کو ناجائز قرار دیتی ہے تو اس کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ اس کا ارتکاب دین و دنیا دونوں کے لئے مضرت رساں اور مہلک ہوتا ہے آتشبازی کا بھی یہی حال ہے آپ میں سے ہر ایک شخص کو ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے کہ اس سے کس قدر نقصان اور مضرت ہر سال قوم کو پہنچی ہے کم سے کم جو اندازہ کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اس آتشبازی میں ہر سال دو کروڑ روپیہ فرزندان اسلام کی جیبوں سے نکل کر آگ اور دھوئیں کی نذر ہو جاتا ہے اور اب تو اس روپیہ کا زیادہ حصہ ہندوستان سے باہر جرمنی اور جاپان کی جیبوں میں چلا جاتا ہے اب ذرا غور کیجئے کہ مسلمانوں کی سی غریب اور مفلس قوم کی جیب سے ہر سال دو کروڑ روپیہ کا آگ کی نذر ہو جانا کس قدر تباہی و بربادی کا باعث ہے ایک طرف حالت یہ ہے کہ مسلمان جہالت کی تاریکی میں مبتلا ہیں اول تو مدرسے ہی اس قدر کم ہیں کہ قوم کے تمام بچے تعلیم حاصل نہیں کر سکتے پھر جس قدر تعلیم گاہیں موجود ہیں وہ بھی روپیہ کی کمی کی وجہ سے حسب دلخواہ تعلیم کے سامان اور اسباب فراہم نہیں کر سکتیں اور جس قدر بچوں کو تعلیم دینا چاہتی ہیں اور جتنے علوم و فنون کی تعلیم دینا چاہتی ہیں نہیں دے سکتیں اگر یہی دو کروڑ روپیہ آگ اور دھوئیں سے بچ جائے اور تعلیم پر صرف ہونے لگے تو چند ہی سال کے اندر مسلمانوں کی جہالت دور ہو سکتی ہے اور ان کی قوم کا ہر ایک بچہ تعلیم یافتہ ہو سکتا ہے اور ایک تعلیم پر کیا منحصر ہے یہ روپیہ قوم کے جس تعمیری کام پر خرچ کیا جائے وہ اصلاح پذیر ہو سکتا ہے اور اس کی حالت درست ہو سکتی ہے۔

مگر افسوس کہ ہر سال اس تباہ کن رسم کے خلاف آواز بلند کی جاتی ہے علماء فتوے نکالتے ہیں واعظ و عقلا کہتے ہیں مصلح لکچر دیتے ہیں انجمنیں اور سوسائٹیاں پوسٹر شائع کرتی ہیں اور اخبارات و رسائل اس کے خلاف مضامین لکھتے ہیں لیکن اس کا کچھ بھی اثر نہیں ہوتا اور بغرض اصلاح اس میں کوئی کمی نہیں کی جاتی یہ دوسری بات ہے کہ افلاس کی وجہ سے اور کساد بازاری کی بنا پر کسی سال کوئی کمی واقع ہو جائے … … … مگر اس خیال سے کہ یہ ایک مہلک اور خطرناک رسم ہے اس کے ترک کرنے پر کوئی آمادہ نہیں ہوتا کیا اس سے زیادہ ناعاقبت اندیشی اور اس سے زیادہ بد اعمالی اور کیا ہو سکتی ہے کہ دین اور دنیا کا کوئی فائدہ نہیں پھر بھی ہم ایک ایسے کام میں جو ہر ایک نقطۂ نظر سے برا ہے ہر سال دو کروڑ روپیہ ضایع کر دیتے ہیں خدا کے لئے اس تباہ کن مشغلہ سے باز آیئے یہ کیسی بدبختی ہے کہ خدا کا رسول تو حکم دیتا ہے کہ رات کو عبادت کرو اور دن کو روزہ رکھو اور ہم کو بتلاتا ہے کہ اس شب کو اللہ عز و جل آسمان اول پر نزول فرماتا ہے اس سے اپنی حاجتیں طلب کرو مگر ہم اس کے خلاف آتشبازی چھوڑتے ہیں اور اس میں اپنا روپیہ برباد کرتے ہیں اسی کو خسر الدنیا و الآخرہ کہتے ہیں۔

دوسری چیز حلوا سازی و حلوا خوری ہے شب برات میں حلوہ سازی اور حلوہ خوری کی سند قرآن یا فقہ میں کہیں نہیں ملتی تاہم کھانے کی ایک غذا ہے اور اس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ آتشبازی کے مقابلہ میں اسکو نہ لانا چاہیئے لیکن اس سلسلہ میں دو تین باتوں کا اگر لحاظ کر لیا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اول تو یہ کہ اسکو دین اور مذہب کا کوئی حکم سمجھ کر نہ کرنا چاہیئے دوسرے اس کو اس قدر ضروری نہ سمجھنا چاہیئے کہ خواہ سودی قرض ہی لینا پڑے مگر حلوا ضرور بنایا جائے تیسرے یہ کہ حلوا سازی کے ساتھ اس امر کا بھی لحاظ رکھنا چاہیئے کہ بیچارے وہ لوگ اس سے محروم نہ رہیں جو حلوا بنانے کی استطاعت نہیں رکھتے جو لوگ مستطیع ہیں وہ تو اس موقع کے علاوہ بھی جب چاہیں حلوا بنا کر کھا سکتے ہیں مگر غربا کے لئے یہی موقع ہے۔

بہرحال شعبان المعظم کے متعلق جو فرائض ہم پر عاید ہوتے ہیں وہ سب بیان کر دیئے گئے ہیں اب یہ آپ کا کام ہے کہ آپ ان پر کہاں تک عمل کرتے ہیں وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت و الیہ انیب بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف رحیم۔

خطبۂ ثانیہ

الحمد للہ وحدہٗ۔ درود و سلام بھیجو اس سرکار دو عالم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے شعبان المعظم کے فضائل و برکات اور اس کے اعمال و اشغال سے ہم کو آگاہ فرمایا اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کے جملہ آل و اصحاب و ازواج مطہرات پر خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی حضرت مولا علی حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین حضرت حمزہ و عباس حضرت فاطمہ زہرا حضرت خدیجہ حضرت عائشہ حضرت حفصہ اور بقیہ عشرہ مبشرہ اور تمام صحابہ کرام اور ائمہ عظام اور اولیاء ذوی الاحترام پر جنہوں نے ماہ شعبان المعظم کے فضائل و برکات سے اپنے دامن مراد کو بھرا دن کو روزے رکھے اور رات کو عبادت الٰہی میں مشغول ہوئے اور جو کبھی آتشبازی وغیرہ کے پاس نہیں بھٹکے۔ اے اللہ تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو توفیق عطا فرما کہ وہ شعبان المعظم اور اس کی پندرہویں شب کی اہمیت کو محسوس کریں اور جو احکام ہیں ان پر عمل کریں اور جو تباہ کن رسمیں اختیار کر لی ہیں ان کو ترک کریں۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

شذرات

کتاب الاسلام کی اشاعت میں تاخیر

مولوی میں کئی مہینہ سے کتاب الاسلام کا اشتہار شایع ہو رہا ہے یہ کتاب اس قدر مقبول ہوئی کہ اب تک کئی سو روپے پیشگی آ چکے ہیں یہ اس امر کی بین دلیل ہے کہ مولوی کے ادارہ پر لوگوں کو حد سے زیادہ اعتماد ہے اور اس کے ناظرین کو اس کا کامل یقین ہے کہ دفتر مولوی کی طرف سے اس قدر اہم اور ضروری موضوع پر جو کتاب بھی شایع ہوگی وہ اس سے بہتر ہوگی جتنا اس کے متعلق اظہار کیا جائے گا۔

جیسا کہ اشتہار میں لکھا جا چکا ہے کہ کتاب لکھی جا چکی ہے اور اسکی تصنیف پر کثیر رقم صرف ہو چکی ہے نیز اس کی کتابت بھی ختم ہو چکی ہے اور صرف کتابت پر دو ڈھائی سو روپے صرف ہو چکے ہیں اب صرف طباعت باقی تھی کہ کتاب مذکور پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوا کہ وہ اس معیار بلند سے گری ہوئی ہے جو پیش نظر تھا اور متعارف کتابوں کی صف سے بس واجبی ہی سی بلند تھی حالانکہ ادارہ مولوی کے پیش نظر اس سلسلہ میں ایک ایسی کتاب کی اشاعت ہے جو اپنے رنگ میں مکمل اور ہمارا میں جو کتابیں ہیں ان سے نہ صرف الگ ہو بلکہ بہت بلند ہو افسوس ہے کہ مصنف موصوف کو اس تصنیف میں غلط فہمی پیدا ہو گئی اور وہ یہ سمجھے کہ اس موضوع پر بازار میں جو کتابیں عام طور پر دستیاب ہوتی ہیں اسی قسم کی ذرا واضح کتاب شایع کرنا مقصود ہے حالانکہ مقصد اصلی ایک ایسی کتاب کی اشاعت ہے جو دینیات کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہو اور اس قدر جامع ہو کہ اس کے مطالعہ کے بعد ایک معمولی قابلیت کا آدمی ایک اوسط درجہ کے مولوی اور عالم کی سی معلومات کا حامل ہو جائے اور ضروریات دین حقہ سے کما حقہ واقف و آگاہ ہو جائے اور کسی دوسری کتاب کا محتاج نہ رہے۔

افسوس ہے کہ مصنف موصوف نے ان امور کو پیش نظر نہ رکھا اور مجکو اس وقت اس کا علم ہوا جب کہ پیاں پڑھی گئیں۔

اب دفتر مولوی کے لئے یہ بہت مشکل بلکہ ناممکن ہے کہ وہ خریداروں کے پاس ایک ایسی کتاب چھاپ کر بھیجے جو پیش نظر معیار سے فروتر ہے دیانتداری اور اس اعتماد کا جو دفتر مولوی پر اس کے خریدار رکھتے ہیں ان دونوں امور کا یہ تقاضا ہے کہ گو اس کتاب کی تصنیف اور اس کی کتابت پر کئی سو روپے اب تک صرف ہو چکے ہیں مگر اس کی طباعت کو روک دیا جائے اور اس نقصان عظیم کی کچھ پرواہ نہ کی جائے اور جس قدر جلد ممکن ہو دوبارہ از سر نو ذمہ دار اور اہل ہاتھوں سے پیش نظر معیار کی کتاب لکھا کر شایع کی جائے لیکن اس میں کچھ عرصہ لگیگا اور رمضان شریف تک ایسی کتاب تیار نہیں ہو سکتی۔

اس لئے ان حضرات سے بصد ادب معافی مانگتے ہوئے جنہوں نے پیشگی قیمت ارسال کر دی ہے یہ گذارش ہے کہ یا تو وہ پانچ چار مہینہ اور انتظار کریں یا اگر پانچ چار مہینہ کا انتظار ان کے لئے شاق ہو تو ایک کارڈ لکھکر اپنا روپیہ واپس منگوالیں کارڈ آتے ہی بغیر ایک لمحہ کی تاخیر کے ان کا روپیہ فوراً واپس کر دیا جائیگا۔

میرے لئے یہ بالکل آسان ہے کہ اسی کتاب کو چھاپ کر رمضان شریف سے پہلے ہی بھیجدوں کیونکہ موجودہ مروجہ کتب سے پھر بھی یہ بہت جامع اور طویل اور واضح ہے مگر میرا دل گوارا نہیں کرتا کہ جو بلند و رفیع معیار اپنا سے پیش نظر ہے کتاب اس کے مطابق نہ ہو اس لئے میں سینکڑوں روپے کے نقصان کو برداشت کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ خریداروں کے ہاتھ کتاب وہی پہنچے جو پیش نظر ہے اور جس کو پڑھکر وہ اس حقیقت کو محسوس کریں کہ فی الواقع اس موضوع پر یہ کتاب پہلی اور آخری ہے۔

میں آخر میں پیشگی روپیہ جن حضرات نے بھیجے ہیں ان سے مؤدبانہ معافی چاہتا ہوں کہ ان کو طویل انتظار کی زحمت گوارا کرنی پڑے گی اور درخواست کرتا ہوں کہ فوراً اپنے ارادہ سے دفتر کو مطلع فرمائیں تاکہ اگر روپیہ واپس منگوانا چاہیں تو فوراً ان کی خدمت میں بھیجدیا جائے میں روپیہ واپس کرنے میں زیادہ مطمئن ہونگا کیونکہ جب سر پر بوجھ نہ ہوگا تو زیادہ تالیف و تصنیف اطمینان سے ہو سکیگی اور کتاب کی خوبی و عمدگی میں بہت کچھ زیادتی ہوگی۔

گول میز کانفرنس کا مزید التوا

گول میز کانفرنس وزیر اعظم کی ایک معنی خیز تقریر کے بعد پھر ملتوی کر دیگئی اب اس کا اجلاس آیندہ سال پھر ہوگا لوگ پوچھیں گے کہ اس کانفرنس نے کیا طے کیا اس کا جواب بہت مشکل ہے اس لئے کہ پوری طرح غور کرنے کے بعد بھی کوئی شخص یہ نہیں بتلا سکتا کہ کیا طے ہوا اور کیا ملا اگر یقین کے ساتھ کچھ بتلایا جا سکتا ہے کہ کیا ملا تو وہ دو تقریریں وزیر اعظم کی اور ایک تقریر وزیر ہند کی ہے وزیر اعظم نے ایک تقریر گول میز کانفرنس میں کی اور دوسری پارلیمنٹ میں اور وزیر ہند کی تقریر پارلیمنٹ میں ہوئی ہم ان تقریروں پر تفصیلی بحث تو آگے چل کر کریں گے فی الحال اس قدر بتلا دینا ضروری ہے کہ گذشتہ گول میز کانفرنس کے خاتمہ پر وزیر اعظم نے جو تقریر کی تھی اور اس میں جو وعدے کئے تھے انھیں کو دوبارہ دہرایا گیا ہے ان سے ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھایا گیا البتہ اگر کچھ اضافہ ہوا ہے تو یہ کہ وزیر ہند صاحب نے اپنی تقریر کے ذریعہ یہ حقیقت واضح کر دی ہے کہ درجہ نو آبادیات کی بھی امید نہ رکھنا اور مرکز میں جس ذمہ داری کیطرف وزیر اعظم نے اشارہ کیا ہے اس کی حقیقت کچھ بھی نہیں ہے۔

تماشہ کس طرح ختم ہوا

گذشتہ گول میز کانفرنس میں کانگریس نے شرکت نہیں کی تھی جب اس کانفرنس کا خاتمہ ہوا تو برطانوی سیاسی حلقوں میں اس بات کو محسوس کیا گیا کہ اس کانفرنس کی بغیر کانگریس کی شرکت کے کوئی حیثیت نہیں ہے کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ ہندوستان کی اصلی پولیٹکل طاقت کانگریس ہی ہے اور اس کی عدم شرکت کے معنے یہ ہیں کہ کانفرنس جو کچھ طے کرے گی اس کی کوئی قیمت نہ ہوگی اس لئے کانگریس سے مصالحت کی گئی کانگریس نے اس شرط کے ساتھ شرکت کی تھی کہ گذشتہ گول میز کانفرنس میں جو اصول طے پا گئے ہیں وہ آخری نہیں ہیں اور کانگریس کو ہر ایک سوال پر از سر نو بحث کرنے اور اپنا نقطہ نظر پیش کرنے کا حق ہوگا۔

چنانچہ مہاتما گاندھی کانگریس کے واحد نمایندے کے طور پر شریک ہوئے اور انہوں نے کانگریس کا نقطۂ نظر پیش کیا اور اپنے مطالبات کی وضاحت کی جس میں صوبجات کی مکمل آزادی کے ساتھ مرکز میں مکمل ذمہ داری دینے پر اس طرح زور دیا کہ فوج مالیات اور امور خارجہ پر بھی پورا پورا اختیار ہندوستانیوں کے ہاتھ میں ہو۔

ابھی یہ بحث ہو ہی رہی تھی کہ لیبر گورنمنٹ مستعفی ہو گئی اور جدید انتخاب ہوا جس میں قدامت پسندوں کی بھاری اکثریت برسر اقتدار آ گئی اور برائے نام مخلوط گورنمنٹ قائم ہو گئی اگرچہ اس گورنمنٹ کے وزیر اعظم بھی مسٹر ریمزے میکڈانلڈ ہی ہونے مگر ان کی ساری قوت قدامت پسندوں کے ہاتھ میں چلی گئی یوں تو انگلستان کی ہر ایک پارٹی خواہ وہ لبرل پارٹی یا لیبر یا قدامت پسند سب کا نقطۂ نظر ایک ہی ہے کہ ہندوستان کو جب تک ہو سکے غلام ہی رکھا جائے مگر قدامت پسند تو غلامی و محکومی کی بندشوں کی ایک گرہ بھی ڈھیلی کرنے پر رضا مند نہیں ہیں۔

نتیجہ یہ نکلا کہ ایک طرف کانگریس کی شرکت کے یہ معنے تھے کہ گول میز کانفرنس جس حد تک گئی ہے کانگریس کی شرکت کے بعد اس سے آگے قدم بڑھائے ورنہ کانگریس کی شرکت کے کوئی معنے نہیں ہوتے اگر گذشتہ گول میز کانفرنس کے اصول ہی اٹل تھے تو پھر کانگریس کو گول میز کانفرنس میں شریک ہونے کی کیا ضرورت تھی کیونکہ اس نے ان اصول پر اپنی مہر تصدیق ثبت کر دی دوسری طرف قدامت پسند تھے جن کی یہ قدرتی خواہش تھی کہ گذشتہ گول میز کانفرنس میں جو قدم بڑھایا گیا ہے اگر ممکن ہو تو اس سے پیچھے ہٹ جانے کی کوئی صورت نکلے۔

انگریزی ڈپلومیسی کا ایک کرشمہ

لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو سکے تو کم از کم مزید قدم نہ اٹھانا پڑے لیکن یہ مقصد کیونکر حاصل ہو یہ تھا حل طلب معما اس مقصد کو جس خوبی اور حسن کے ساتھ موجودہ برسر اقتدار جماعت نے حاصل کیا اس میں کوئی شبہ نہیں وہ ڈپلومیسی اور حکمت عملی کا زریں نمونہ ہے۔

جب جدید انتخاب ہو چکا اور جدید مخلوط گورنمنٹ قائم ہو گئی تو سب سے زیادہ زور فرقہ وارانہ مسئلہ کے حل پر دیا جانے لگا یہ مسئلہ شروع ہی سے لاینحل بنا دیا گیا تھا گذشتہ کانفرنس میں بھی یہ مسئلہ بہت زیادہ پریشان کن بنا رہا اور کسی طرح حل نہ ہوا اور حل کیونکر ہوتا جبکہ ایسے عناصر کانفرنس میں جمع کئے گئے ہوں جو اس کو حل کرنا ہی نہ چاہتے ہوں اور برطانوی حکمت عملی ان کی پیٹھ ٹھونک رہی ہو۔

گاندھی جی جس وقت لندن پہنچے تو انہوں نے سب سے پہلے اسی مسئلہ کو سلجھانے کی کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی اور انہوں نے محسوس کر لیا کہ یہ مسئلہ اس وقت تک حل نہ ہوگا کہ جب تک یہ نہ معلوم ہو جائے کہ حکومت دینا کیا چاہتی ہے اس لئے انہوں نے زور دیا کہ حکومت اپنا ارادہ ظاہر کرے مگر اس نے کچھ جواب نہ دیا اس کے بعد پھر فرقہ وارانہ مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کی گئی اور اس دفعہ سمجھوتہ ہوتے ہوتے رہ گیا یعنی صرف ایک نشست کے سوال پر معاملہ رہ گیا یہ ایک نشست پنجاب کونسل کی تھی۔

جب فرقہ وارانہ مسئلہ کے حل کی طرف سے بالکل مایوسی ہو گئی تو برطانوی ڈپلومیسی نے یہ شوشہ چھوڑا کہ چونکہ فرقہ وارانہ مسئلہ حل نہیں ہوا اس لئے فی الحال صوبجاتی آزادی دینے پر قناعت کی جائے گی۔ ادھر مسلمانوں نے بھی شروع سے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ ہم اس وقت تک مرکز میں اختیارات دیئے جانے کی حمایت نہ کریں گے جب تک ہمارے مطالبات تسلیم نہ کر لئے جائیں سر آغا خاں وغیرہ کو امید تھی کہ اس طرح روڑے اٹکانے سے سکھ اور ہندو مجبور ہو جائیں گے اور ان کے مطالبات تسلیم کر لئے جائیں گے بلکہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اگر پہلے ہمارے مطالبات کا فیصلہ نہ ہوا تو ہم فیڈرل کمیٹی کا بائیکاٹ کر دیں گے یہ ناچ خاص اشارے پر ناچا جا رہا تھا تاکہ برطانوی حکومت کو موقع ملے کہ وہ مرکزی ذمہ داری دینے سے انکار کرنے میں اپنے آپ کو حق بجانب ثابت کر سکے لیکن یہ بلند بانگ مسلم زعماء کی کوری دھمکیاں تھیں جس وقت فیڈرل کمیٹی کا اجلاس شروع ہوا تو اس میں سب ہی شریک ہو گئے حالانکہ آل پارٹیز مسلم کانفرنس کا ریزولیوشن تھا کہ خبردار جب تک تمہارے مطالبات منظور نہ ہوں اس وقت تک تم فیڈرل کمیٹی کے اجلاس میں ہرگز شریک نہ ہونا۔ مگر چونکہ انگلستان کے ارباب حل و عقد کا یہ اشارا تھا کہ ضرور شریک ہوں اس لئے شریک ہو گئے اور مسلم کانفرنس کے ریزولیوشن کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا گیا۔

اس کے بعد وزیر اعظم نے اپنی خدمات فرقہ پرستوں کے سامنے پیش کیں کہ وہ ان کو سب جماعتیں پنچ مان لیں اور جو فیصلہ وہ کر دیں اس کو قبول کر لیں مہاتما گاندھی جی نے کہا کہ ان کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے بشرطیکہ صرف ہندو مسلمانوں اور سکھوں کے اختلاف کا فیصلہ کیا جائے اسی طرح ہندو سبھا نے بھی کہہ دیا مگر مسلمانوں نے کہا کہ پہلے ہم کو یہ اطمینان دلایا جائے کہ ہمارے مطالبات مان لئے جائیں گے اور انہوں نے ہندوستان کے یورپین اینگلو انڈین اور اچھوتوں کے ساتھ مل کر جو فیصلہ کیا ہے اس کو قبول کر لیا جائے گا وزیر اعظم نے اس شرط وعدہ کو ٹھکرا دیا اور کہہ دیا کہ میں اس طرح ہرگز ثالث نہیں بنوں گا۔

جب بالکل مایوسی ہو چکی تھی تو حکومت کا فرض تھا کہ وہ اس مسئلہ کا خود کوئی تصفیہ کر دیتی مگر اس نے پھر ٹال دیا اور کہہ دیا کہ ایک موقع اور دیا جاتا ہے اگر پھر بھی آپس میں کوئی سمجھوتہ نہ ہوا تو حکومت کوئی عارضی فیصلہ کر دے گی حالانکہ مسلم ممبران نے زور دیا تھا کہ اب حکومت فیصلہ کر دے۔

اس ٹال مٹول کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ حکومت ہندو مسلمانوں کے اختلاف سے فائدہ اٹھانا چاہتی ہے مگر ہمارے خیال میں اگر یہ واقعہ بھی ہو تو اس کی شکایت فضول ہے کیونکہ ہر ایک دانشمند قوم اور فرد کا یہی فرض ہے کہ وہ اپنے نفع کی سوچے یہ کام تو ہندوستانیوں کا ہے کہ وہ حریف کو اس کا موقع نہ دیں۔

بہرحال لندن کانفرنس میں یہ فضا پیدا کر دی گئی ہے کہ برطانوی حکومت صوبجاتی آزادی سے زیادہ کچھ نہ دے گی اس ڈپلومیسی کا خاطر خواہ نتیجہ یہ نکلا یعنی ہر طرف سے یہ آواز بلند ہونی شروع ہو گئی کہ گذشتہ گول میز کانفرنس میں جو قدم اٹھایا جا چکا ہے وہ پیچھے نہ ہٹایا جائے یعنی آگے قدم بڑھانے کا سوال بالکل ہی نظر انداز کر دیا گیا اور لوگوں کے دماغوں پر یہ خیال مسلط ہو گیا کہ پچھلی کانفرنس میں جو قدم اٹھایا گیا ہے کہیں وہ پیچھے کی طرف نہ مڑ جائے اس لئے یہی غنیمت معلوم ہوا کہ صرف گذشتہ وعدوں کے ایفا کرنے پر زور دیا جائے۔

چنانچہ اس حکمت عملی میں برطانوی سیاست کو پوری کامیابی ہوئی اور ہر ایک کی زبان پر صرف گذشتہ وعدوں کے پورا کرنے کا مطالبہ تھا برطانوی مدبر بھی چاہتے تھے کہ کوئی نیا مطالبہ نہ کیا جائے اور کانگریس کے مطالبہ کی تائید نہ ہو سکے۔ یہ خبریں

جو اڑائی گئی تھیں کہ صوبجات کے ساتھ مرکز میں جو وعدہ کیا گیا تھا وہ اب پورا نہ کیا جائے گا اس کی غرض صرف یہ تھی کہ اس طرح صرف ایسی فضا پیدا کر دی جائے کہ پرانے وعدے کے اعادہ ہی پر قناعت کر لی جائے چنانچہ یہی ہوا۔

وزیر اعظم کی تقریر

گول میز کانفرنس کو ختم کرتے ہوئے جو تقریر وزیر اعظم نے ارشاد فرمائی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ صوبجاتی آزادی دی جائے گی مگر گورنر کے اختیارات کافی ہوں گے مرکز میں بھی ذمہ داری دینے کا جو وعدہ گذشتہ کانفرنس میں کیا گیا تھا اس کو دہرایا گیا اور کہا گیا کہ گو فرقہ وارانہ مسئلہ کا فیصلہ نہیں ہوا مگر اس کی وجہ سے ہندوستان کی ترقی کو روکا نہیں جا سکتا لہذا فوج اور امور خارجہ پر گورنر جنرل کا پورا کنٹرول رکھکر اور مالیات پر تحفظات کی قید لگا کر مرکز میں ذمہ داری دینے کا اعلان کیا گیا۔ وزیر اعظم کی تقریر کا لب لباب یہ ہے :-

(۱) جب تک ہندوستان اس قابل نہ ہو کہ اپنی حفاظت کر سکے (اور برطانیہ کے نزدیک اس قابل کبھی بھی نہ ہوگا) اس وقت تک فوج پر برطانیہ کا پورا اور غیر مشروط قبضہ رہے گا۔ (۲) امور خارجہ برطانیہ ہی کے ہاتھوں میں رہیں گے (۳) والیان ریاست کے تعلقات تاج برطانیہ کے ساتھ رہیں گے یعنی ہندوستانی گورنمنٹ سے کوئی واسطہ نہ رہے گا (۴) ہندوستان کی مالی حالت اور اندرونی امن کا موثر طریقہ سے تحفظ بھی برطانیہ ہی کے ہاتھ میں ہوگا یعنی ان شعبوں پر بھی برطانوی کنٹرول رہے گا (۵) اقلیتوں کے تحفظ کے نام سے بھی پورے اختیارات برطانوی ہاتھوں میں رہیں گے (۶) برطانوی تجارت کی حفاظت کے نام سے بھی کافی تحفظات محفوظ رکھے جائیں گے۔ (۷) وزیر ہند کی معرفت جن ملازموں کا تقرر ہوا ہے ان کے حقوق بھی محفوظ رہیں گے یعنی سول سروس والے انگریز بدستور مزے کرتے رہیں گے ہندوستان کو اختیار نہ ہوگا کہ ان کی تنخواہوں وغیرہ میں کمی کر سکے۔

یہ ہے خلاصہ وزیر اعظم کی تقریر کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ برطانوی حکومت ہندوستان کو کیا دینا چاہتی ہے۔ اس بیان پر جب دارالعوام میں مباحثہ ہوا تو اس تقریر کے چہرہ سے بالکل نقاب اٹھ گیا چنانچہ ایک سوال کے جواب میں وزیر اعظم نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہندوستان کو درجہ نو آبادیات دیدیا جائے گا۔

وزیر اعظم کی تقریر کا خیر مقدم

وزیر اعظم کی تقریر کا خیر مقدم کیا ہوا اس کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ مسٹر جناح جیسے معتدل سیاست داں بھی اس سے مطلق مطمئن نہیں ہوئے اور انہوں نے صاف الفاظ میں کہا کہ اس سے ہندوستان میں سخت مشکلات پیدا ہو جائینگی اور ہندوستان اس قدر طویل عرصہ تک انتظار نہیں کر سکے گا اسی طرح دوسرے لوگوں نے بھی جو بالکل کانگریسی نہیں ہیں اسی رائے کا اظہار کیا ہے صرف ڈاکٹر سپرو اور شاستری نے اس امر پر اظہار اطمینان کیا ہے کہ چونکہ کانفرنس ملتوی ہوئی ہے اور دوبارہ پھر ہو گی اور یہ کہ ہندوستان میں کام کرنے کے لئے سب کمیٹیاں بنا دی گئی ہیں اس لئے یہ صورت اطمینان بخش ہے مگر ان ممبروں کا اظہار رائے اس لئے کوئی معنی نہیں رکھتا کہ ان کو ہندوستان میں کوئی سپورٹ حاصل نہیں ہے اور سو دو سو آدمی بھی ان کے ہمخیال اور پیرو نہیں ہیں۔

دراصل حقیقت تو یہ ہے کہ گول میز کانفرنس میں جس قدر نمایندے بھیجے گئے تھے ان میں صرف ایک ہی ایسا نمایندہ تھا جس کی پشت پر رائے عامہ کی طاقت تھی اور وہ گاندھی جی ہیں۔ وہ وزیر اعظم کے اعلان سے ذاتی طور پر مطمئن نہیں ہیں اگرچہ ابھی تک آپ نے کسی رائے کا اظہار نہیں کیا اور نہ ہندوستان میں کانگریس کے صدر اور دوسرے لیڈروں نے کسی رائے کا اظہار کیا ہے تاہم جو لوگ ملک کی حالت پر غائر نظر رکھتے ہیں ان سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں ہے کہ عام بے چینی اور اضطراب پیدا ہو گیا ہے اور وزیر اعظم کے اعلان کا وہ اثر نہیں ہوا جو مطلوب تھا اور ہر شخص اپنی جگہ پر یہ سمجھ رہا ہے کہ مستقبل قریب میں تکلیف دہ اور اضطراب انگیز صورت حال کے پیدا ہونے کا امکان ہے اور یہ کہ کانگریس اس اعلان سے مطمئن نہ ہوگی اور وہ اپنی جد وجہد شروع کر دیگی جس سے وہی صورت حال پھر پیدا ہو جائے گی جو گذشتہ تحریک سول نافرمانی میں تھی اس لئے اس کا اندیشہ ہے کہ گو کانگریسی حلقہ نے ابھی کسی رائے کا اظہار نہیں کیا جس کی وجہ یہ ہے کہ مہاتما جی کا انتظار کیا جا رہا ہے مگر یہ صاف نظر آ رہا ہے کہ کانگریس کے حلقوں میں اس اعلان پر مایوسی اور بے اعتمادی کا اظہار ہو رہا ہے اور ہر شخص اپنی جگہ پر یہ محسوس کر رہا ہے کہ کانگریس کا کوئی مطالبہ بھی پورا نہیں ہوا اور بے اعتمادی کا یہ عالم ہے کہ غیر کانگریسی بھی مطمئن نہیں ہیں کہ گورنمنٹ کچھ قابل قبول چیز دینا چاہتی ہے یہ بے اعتمادی اس وجہ سے پیدا ہوئی ہے کہ وزیر اعظم کے اعلان میں کوئی یقینی چیز نہیں ہے اور جو اصول بیان کئے گئے ہیں ان میں کافی گنجائش ہے کہ وہ بہت زیادہ وسعت اختیار کر لیں اور یہ بھی ہے کہ سمٹ کر اس قدر محدود ہو جائیں کہ کچھ بھی ان کے دامنوں میں باقی نہ رہے۔

کہا جا سکتا ہے کہ کانگریس کا اطمینان تو نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ تو مکمل آزادی چاہتی ہے اور بقول مسٹر جناح کے انگریز خوشی سے تو قیامت تک یہ مطالبہ منظور نہیں کر سکتے یہ صحیح ہے مگر جہاں تک ہم نے غور کیا ہے موجودہ حالات میں کانگریس اس قسم کی مکمل آزادی سے مطمئن ہو جائے گی جس کی رو سے اس کو وہی حقوق حاصل ہو جائیں جو اب نو آبادیات کو حاصل ہیں یعنی برٹش امپائر سے علیحدگی کا حق جیسا کہ ویسٹ منسٹر میں اب نو آبادیات کے لئے تسلیم کئے گئے ہیں مگر اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ کانگریس خواہ مخواہ علیحدگی اختیار کر لیگی کیونکہ وہ ساری حصہ داری کے حق میں ہے اور مالیات میں ایسے تحفظات کے بھی حق میں ہے جو ہندوستان کے مفاد کے لئے مضرت رساں اور نقصان دہ نہ ہوں مختصر یہ کہ اگر نو آبادیات کا سا درجہ اس وقت دیدیا جائے تو گاندھی جی کانگریس سے اس کو منظور کرانے میں کامیاب ہو جائیں گے اگرچہ ایک طبقہ ضرور مخالف رہے گا مگر اس کی آواز بہت کمزور ہوگی اور ملک ان کو سپورٹ نہیں کرے گا۔

لیکن کانگریس تو رہی ایک طرف اس اعلان سے تو اس کی بھی امید نہیں ہوتی کہ ان لوگوں کو اطمینان ہو جائے گا جو صوبجات میں حقیقی اور مکمل آزادی چاہتے ہیں کیونکہ صوبجات کی آزادی ہی گورنر کے وسیع اختیارات کے گرز سے پاش پاش ہو جاتی ہے اور مرکز میں تو برائے نام ذمہ داری کے ملنے کا بھی یقین نہیں ہوتا اگر انگریزی سرمایہ اور قرضجات کے لحاظ سے چند ضروری تحفظات کے ساتھ مرکز میں ذمہ داری ملنے کا یقین ہو جائے تو غالبا اعتدال پسند دوی

طور پر مطمئن ہو جائیں مگر وزیر اعظم کے اس اعلان سے اس کا بھی اطمینان نہیں ہوتا اور اس بے اطمینانی کی وجہ یہ ہے کہ ہر دفعہ گول میز کانفرنس ہو چکی ہے اور اب تک کوئی ڈیفنٹ یعنی یقینی چیز سامنے نہیں آئی اور دو تین سال کی طویل مدت تک انتظار کرنا پڑے گا۔

مسٹر جناح کی تجویز

اگر مسٹر جناح کی تجویز پر عمل کیا جائے تو آپ کے بیان کے مطابق عام بےچینی میں بہت کچھ کمی ہو سکتی ہے اور اکثر طبقات میں اطمینان کی لہر دوڑ سکتی ہے۔

مسٹر جناح نے وزیر اعظم کے اعلان پر جو خیالات ظاہر کئے ہیں ان میں بہت صاف گوئی سے کام لیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہ ناممکن ہے کہ ہندوستان تین سال تک انتظار کرتا رہے جب تک کہ وفاقی حکومت (فیڈریشن) کے تمام مسائل طے نہ ہو جائیں ہندوستان کے باشندوں کا پیمانہ صبر لبریز ہو چکا ہے اور ان میں مزید انتظار کی قوت نہیں ہے مسٹر جناح کا خیال ہے کہ ان تمام مشکلات کے باوجود جن کا کسی طریقہ پر بھی اظہار کیا جا سکتا ہو یہاں کی حکومت فیڈریشن کے مسئلہ کو تین سال میں بھی شاید ہی طے کر سکے۔

مسٹر جناح نے یہ بھی کہا کہ وہ کئی دفعہ برطانوی حکومت سے کہہ چکے ہیں کہ وہ تصفیہ کی ذمہ داری خود لے اور اصلاحات کے لئے قدم بڑھائے وہ یہ کر سکتی تھی کہ برطانوی ہند کے لئے ایک آئین مرتب کر کے نافذ کر سکتی تھی اور فرقہ وارانہ مسئلہ کا فیصلہ بھی خود ہی کر دیتی ریاستوں کے معاملات کو بعد میں طے کرتی رہتی۔

مسٹر جناح نے فرمایا کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہندوستان کا ہر طبقہ ذمہ داری کا طالب ہے گو یہ ممکن ہے کہ بعض امور میں نقطۂ خیال میں اختلاف ہو اور یہ تو ہر ایک ملک میں ہوتا ہے لیکن جہاں تک حقیقی ذمہ داری کے حصول کا سوال ہے ہندوستانی مدبرین کی تمام جماعتیں اس بارہ میں متفق ہیں اور مجھے شبہ ہے کہ برطانوی عمال نے اس حقیقت کو اچھی طرح محسوس نہیں کیا

بے اعتمادی کا مرض

مسٹر جناح نے فرمایا کہ سارے ہندوستان میں برطانوی حکومت کے خلاف بے اعتمادی کا مرض پھیلا ہوا ہے شاید ہی کوئی فرد ہو جس پر اس کا اثر نہ ہو ہندوستانیوں میں ذمہ دار و غیر ذمہ دار کوئی فرد ایسا نہیں ہے جو اس بے اعتمادی سے پاک ہو ہندوستان میں کسی طرح ممکن نہیں کہ عوام یہ یقین کریں کہ حکومت برطانیہ واقعی ان تجاویز پر عمل کرے گی جو وزیر اعظم نے اپنے بیان میں پیش کی ہیں مسٹر جناح نے فرمایا کہ ہزار میں سے ۹۹۹ آدمی اس پر بھروسہ نہیں کرتے جب ہم لوگ خالی ہاتھ جائینگے اور کہیں گے کہ ابھی تین سال اور انتظار کرو تو اس کا کیا نتیجہ نکلے گا۔

واقعہ یہ ہے کہ مسٹر جناح نے بہت صفائی کے ساتھ اظہار خیال کیا ہے اور اگر اب بھی حکومت ان پر غور کرے تو ہندوستان کے معتدل جماعت کی بےچینی اور بے اطمینانی کو دور کر سکتی ہے۔

سر آغا خاں کے خیالات

ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

سر آغا خاں نے گول میز کانفرنس کے خاتمہ سے کچھ قبل ایک نئی کروٹ لی تھی جس کا چرچا اخبارات میں کافی ہوا اور اکثر سیاسی حلقوں میں اس پر حیرت و استعجاب کا اظہار کیا گیا ہے کہ کہاں سر آغا خاں اور کہاں ایسی باتیں۔

سر آغا خاں نے اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ لوگوں کا یہ خیال ہو گیا ہے کہ مسلمان برطانوی حکومت کا آلہ کار بن گئے ہیں جو اصلی اختیارات کو چھوڑنا نہیں چاہتی اور مسلمانوں کی مدد سے اپنا مقصد حاصل کرنا چاہتی ہے اور ہندوستان جا کر مسلم مندوبین کو رائے عامہ کی سخت سے سخت نکتہ چینی اور ملامت برداشت کرنی پڑے گی۔

غالباً اسی حقیقت کا احساس تھا جس نے سر آغا خاں کو اس امر پر مجبور کر دیا کہ وہ وزیر اعظم وزیر ہند اور لارڈ پیل سے یہ کہدیں کہ گو مسلمان اپنی جماعت کے لئے چند تحفظات چاہتے ہیں لیکن وہ ذمہ دار حکومت کے مطالبہ میں دوسرے ہندوستانی مندوبین کے ساتھ بالکل متفق ہیں، وزیر اعظم نے سر آغا خاں سے کہا کہ حکومت اس وقت تک مرکزی ذمہ داری دینا نہیں چاہتی جب تک ہندو مسلم مسئلہ طے نہ ہو جائے اس پر سر آغا خاں نے جواب دیا کہ اس مسئلہ کے حل کرنے کی ذمہ داری حکومت پر ہے۔

وزیر ہند نے پوچھا کہ اس سے مسلمانوں کی کیا مطلب ہے کیا وہ صوبجاتی آزادی سے مطمئن نہ ہوں گے تو آغا خاں نے کہا کہ ہرگز نہیں۔ وزیر ہند نے پھر پوچھا کہ اگر صوبوں کو آزادی دیدی جائے تو کیا مسلمان نئے دستور کے چلانے کے لئے تیار ہوں گے۔ سر آغا خاں نے جواب دیا کہ مسلمان مرکز میں ذمہ داری کے خواہاں ہیں اور حکومت کو متنبہ کر دیا کہ اس کا رد عمل ایسا ہے کہ مسلمان کانگریس کا طرز عمل اختیار کرنے پر مجبور ہو جائینگے۔ جب آغا خاں سے یہ پوچھا گیا کہ اگر حکومت لیڈروں کو باہمی سمجھوتہ کا ایک موقع اور دے تو کیا صورت حال ہو گی تو سر موصوف نے جواب دیا کہ جب تک حکومت مرکزی ذمہ داری کے متعلق اپنے ارادوں کو صاف ظاہر نہ کرے گی اس وقت سمجھوتہ کا کوئی امکان نہیں ہے اور اگر حکومت یہ اعلان کر دے کہ وہ مرکز میں پوری ذمہ داری دینے کے لئے تیار ہے بشرطیکہ فرقہ وارانہ مسئلہ کا فیصلہ ہو جائے تو ہمیں پوری امید ہے کہ سمجھوتہ ہو جائے گا۔

وزیر اعظم نے پوچھا کہ اگر کانگریس نے سول نافرمانی شروع کی تو مسلمان کیا کریں گے سر آغا خاں نے جواب دیا کہ ہمارے اکثر نوجوان اس میں شریک ہو جائیں گے شاید مسلم لیڈر غیر جانبدار رہیں وہ بھی اس حد تک کہ براہ راست کوئی عملی حصہ نہ لیں لیکن چونکہ قوم پرستی کے معاملہ میں ان کی حیثیت مشتبہ ہو گئی ہے اس لئے انھیں بھی برادران وطن کے ساتھ وفاداری کا ثبوت دینا پڑے گا سر آغا خاں نے یہ بھی کہا کہ مسلمانوں کی بڑی تعداد بائیکاٹ کی تحریک میں شامل ہو جائے گی اور یہ بائیکاٹ نہایت مکمل ہو گا مجھے اس میں ذرا بھی شبہ نہیں ہے اور یہ امر یقینی ہے کہ مذہبی جی از سر نو تحریک سول نافرمانی شروع کر دیں گے

سر آغا خاں نے اس امر کا اعادہ کیا کہ اگر ہندوستان کو حقیقی ذمہ داری نہ دی گئی تو مسلمانوں کا برطانیہ پر جو اعتماد ہے وہ ختم ہو جائے گا ہندوستان میں لوگوں کو یقین ہے کہ برطانیہ انھیں اپنا آلۂ کار بنا کر کام نکال لیگی اور انھیں پھر دودھ کی مکھی کی طرح نکال پھینکیگی۔

دراصل دو چیزیں معلوم ہوتی ہیں جو ان خیالات کے اظہار کی محرک ہوئی ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ انہوں نے اور مسلم ممبران گول میز نے یہ محسوس کرلیا کہ ساری دنیا میں وہ اپنے غلط رویہ کی وجہ سے بدنام ہو گئے ہیں اور لوگ ان کو حکومت کا آلہ کار سمجھنے لگے ہیں اور دوسری حقیقت جس نے سر آغا خاں کی آنکھیں کھول دی ہیں یہ ہے کہ گو اس وقت حکومت ان کی پیٹھ ٹھونک رہی ہے مگر جب اس کا مقصد حاصل ہو جائے گا تو وہ دیکھتا رہ جائے گی انھیں دو حقیقتوں کے انکشاف نے سر آغا خاں کو بھی اسقدر صاف بیانی پر مجبور کر دیا کاش یہ دونوں حقیقتیں پہلے منکشف ہو جاتیں۔

ہم نے اس بیان کے خلاصہ کو اس جگہ اس لئے دیا ہے کہ اس سے یہ معلوم ہو جائے کہ وزیر اعظم کا بیان کہاں تک تسلی بخش ثابت ہو سکتا ہے۔

سندھ اور صوبہ سرحد

وزیر اعظم نے اپنی تقریر میں صوبہ سرحد کے متعلق فرمایا کہ اس کو گورنر کا صوبہ بنا دیا جائے گا مگر اس کے مخصوص حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے گورنر کو مخصوص اختیارات دیئے جائیں گے۔ یہ آخری جملہ نہایت اہم ہے اس جملہ کے اندر اتنی قوت ہے کہ صوبہ سرحد کو گورنر کا صوبہ بن جانے کے بعد بھی صوبہ سرحد ہی بنا رہ سکتا ہے اور موجودہ مطلق العنانی سے بہتر اس کی حالت نہیں ہو سکتی اگرچہ سر عبدالقیوم نے اس اعلان پر بہت خوشی کا اظہار کیا ہے اور مہاتما گاندھی کا شکریہ ادا کیا ہے کہ ان کی ہمدردی و کوشش سے صوبہ سرحد کو یہ مرتبہ ملا ہے مگر ان کو شاید معلوم نہیں کہ گاندھی جی صوبہ سرحد کے لئے اس شرط و وعدہ کی بنا پر گورنر کا صوبہ تسلیم نہ کریں گے کیونکہ کانگریس تو صوبہ سرحد کے لئے بلا شرط دوسرے صوبوں کے مساوی حقوق و آزادی چاہتی ہے اور ہمیں اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ صوبہ سرحد کی سیاسی طاقت اس مشروط وعدہ سے ہرگز مطمئن نہ ہوگی اگر صوبہ سرحد کے گورنر کو دوسرے صوبوں کے گورنروں سے زیادہ اختیارات دیئے گئے تو اس کے یہی معنے ہونے کہ صوبہ سرحد دوسرے صوبوں کے مساوی آزادی و اختیارات حاصل کرنے سے محروم رہا۔

بہرحال ہمیں اندیشہ ہے کہ صوبہ سرحد کی رائے عامہ اس مشروط وعدہ پر سر عبدالقیوم کی طرح خوشی کے شادیانے نہیں بجا سکتی۔

سندھ کی علیحدگی کے مسئلہ کو بھی مالیات کی شرط کے ساتھ بدستور مشروط رکھا گیا ہے یعنی یہ مسلم مطالبہ بھی معلق ہے اور کوئی انقطاعی فیصلہ نہیں کیا گیا مسلمانوں کے باقی مطالبات کا تو کچھ ذکر ہی نہیں۔ اس خاص نقطۂ نظر سے بھی وزیر اعظم کا اعلان بالکل ناتسلی بخش ہے۔

بنگال کا نیا آرڈیننس

گذشتہ ماہ ہم بنگال کے ایک آرڈیننس کی ایک خاص نقطۂ نظر سے تائید کر چکے تھے ایک ماہ بعد ایک دوسرے آرڈیننس پر اظہار رائے کا موقع آگیا یعنی جناب وائسرائے نے اپنے خاص اختیارات سے کام لیکر ایک نیا آرڈیننس بنگال میں نافذ کر دیا ہے تشدد کی تحریک کے ہم اسقدر مخالف ہیں اور اس کو ملک کے بہترین مفاد کے لئے اس قدر سخت مضر اور مہلک سمجھتے ہیں کہ ہمارا دل چاہتا ہے کہ اس آرڈیننس کی بھی ہم تائید کریں اور ملک سے کہیں کہ وہ اس جدید آرڈیننس کو بھی قبول کریں اور حکومت کو موقع دیں کہ وہ تشدد کی تحریک کا انسداد کرنے کے لئے اپنے ذرائع کو ختم کرلے اگر اس کو کامیابی ہو جائے تو بہتر نہیں تو وہ خود مجبور ہوگی کہ دوسرے ذرائع جو اہل ملک کے نزدیک موثر ثابت ہو سکتے ہیں ان پر عمل کرے۔

لیکن یہ آرڈیننس اس قدر سخت ہے کہ اس کو مارشل لا کہنا ایک حد تک صحیح ہے اور اگر اس کا غلط استعمال کیا گیا تو بجائے فائدہ حاصل ہونے کے اندیشہ ہے کہ نقصان نہ پہنچے اس جدید ہنگامی قانون کے ذریعہ اقدام قتل کی سزا بھی پھانسی رکھدی گئی ہے اور اس کی کوئی اپیل بھی نہیں ہے کسی بستی کو نامزد کرکے اس پر اجتماعی طور پر جرمانہ کیا جا سکتا ہے اور ہر قسم کی پابندیاں عاید کی جا سکتی ہیں پولیس اور سول حکام کو وسیع اختیارات دیدیئے گئے ہیں۔

اس قسم کے قانون کی تائید کرنا خصوصاً جبکہ اس امر کا سینکڑوں مرتبہ کا تجربہ ہے کہ پولیس اور حکام اکثر اپنے اختیارات کا غلط استعمال کرنے سے دریغ نہیں کرتے کوئی کیونکر اس کی تائید کر سکتا ہے۔

جب کوئی ہندوستانی اخبار نویس یا لیڈر یہ کہتا ہے کہ جبر و تشدد سے کامیابی نہیں ہوتی تو سمجھا جاتا ہے کہ یہ منافقت برت رہا ہے اور اپنے ہموطنوں کی بیجا حمایت کرنے کا خواہشمند ہے۔ حالانکہ دل میں سمجھتا ہے کہ اصلی علاج یہی ہے لیکن انگلستان کے دارالامراء میں وزیر اعظم کی تقریر پر جو بحث و مباحثہ ہوا اس میں لارڈ ارون سابق وائسرائے نے بھی اس حقیقت کا اظہار کیا اور کہا کہ ہم نے بہت سے آرڈیننس جاری کئے مگر جبر و تشدد سے ہمیں فائدہ نہیں بلکہ شکست ہوئی ہے" لارڈ ارون کی اس رائے کے اظہار کے بعد اس امر میں کیا شبہ ہو سکتا ہے کہ اس قسم کے آرڈیننس مفید نہیں بلکہ مضر ہوتے ہیں اور ان سے حقیقی مقصد حاصل نہیں ہوتا اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ایسے قوانین سے عوام میں جوش و خروش زیادہ پیدا ہو جاتا ہے اس لئے ہم اس جدید آرڈیننس کی مخالفت کرنے پر مجبور ہیں۔

قضیہ کشمیر

کشمیر میں ذمہ دار گورنمنٹ قائم کرنے کے لئے جو تحریک شروع کی گئی تھی وہ اب تک بدستور زور شور کے ساتھ جاری ہے گذشتہ ہفتہ مہاراجہ کشمیر اور سر ہری کشن کول جو کشمیر کے وزیر اعظم ہیں دہلی آئے تھے وائسرائے سے کیا گفتگو ہوئی اس کا تو ہمیں کچھ علم نہیں ہے مگر احرار کے موتمدین لیڈروں سے یہی سنا گیا ہے کہ مہاراجہ اور مسٹر کول کی ملاقات ہوئی ہے اور گو ابھی تک بنیادی امور پر کوئی گفتگو نہیں ہوئی تاہم کہا جاتا ہے کہ ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں کہ اگر اس دفعہ ابتدائی غلطیاں نہ دہرائی گئیں تو شاید جلد کوئی مفاہمت احرار اور حکومت کشمیر کے مابین ہو جائے۔

ہر ایک بہی خواہ ملک و طن کی یہ دلی خواہش ہے کہ کوئی صورت مفاہمت کی پیدا ہو جائے اور یہ کشمکش جو جاری ہے اس کا خاتمہ ہو اور کشمیر کی رعایا اور راجہ دونوں امن و امان اور اپنی ریاست کی ترقی اور رعایا کی خوشحالی و فارغ البالی میں ساعی ہوں۔

ہمیں امید ہے کہ مہاراجہ کشمیر اور حکومت ہند و حکومت پنجاب جلد ایسی کوئی صورت نکالیں گے کہ مجلس احرار کے رہنما ایک جگہ جمع ہو کر تبادلۂ خیالات کر سکیں اور باہر کے لوگوں سے مل کر اس قضیہ کے حل کی کوئی صورت نکالنے میں کامیاب ہو سکیں۔

کتاب الاسلام

باب الصّلوٰۃ

(بسلسلہ گزشتہ)

کن صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے

اگر مقتدی بھول کر کھڑا ہو گیا تو اس کے لئے واجب ہے کہ رجعت اختیار کرے تاکہ امام کی مخالفت نہ ہو۔ اور اگر کوئی شخص قعدۂ اخیرہ بھول گیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو رجعت اختیار کرے اور سجدۂ سہو کرے نماز ہو جائے گی۔ اور اگر کوئی شخص بقدر تشہد قعدۂ اخیرہ کر چکا ہے اور اس کے بعد غلطی سے کھڑا ہو گیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو رجعت اختیار کرے اور سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرے۔

اور اگر کسی شخص نے قعدۂ اولیٰ میں تشہد کے بعد اتنا پڑھا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ تو سجدۂ سہو واجب ہوا یہ سجدہ سہو درود شریف پڑھنے کی وجہ سے واجب نہیں ہے بلکہ تیسری رکعت کے قیام میں تاخیر کرنے کی وجہ سے ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص قعدۂ اولیٰ میں تشہد کے بعد اتنی دیر خاموش رہے جتنی دیر میں اللھم صل علی محمد پڑھتے ہیں تب بھی سجدۂ سہو واجب ہے اور جو اشخاص یہ کہتے ہیں کہ قعدۂ اولیٰ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنے پر سجدۂ سہو کا حکم دینا مناسب نہیں کیونکہ اس سے درود شریف کی توہین ہوتی ہے وہ غلطی پر ہیں کیا وہ نہیں جانتے کہ اگر کوئی شخص قعدہ اور رکوع اور سجود میں قرآن مجید پڑھے تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے حالانکہ قرآن مجید کلام الٰہی ہے۔ اور اگر کسی قعدہ میں تشہد میں سے کچھ رہ گیا تو سجدۂ سہو واجب ہے چاہے نماز نفل ہو یا فرض اور اگر کسی شخص نے پہلی دو رکعتوں کے قیام میں الحمد شریف کے بعد تشہد پڑھا تو سجدۂ سہو واجب ہے چاہے نماز نفل ہو یا فرض۔ اور اگر کسی شخص نے پہلی دو رکعتوں کے قیام میں الحمد کے بعد تشہد پڑھا تو سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر الحمد سے پہلے پڑھا تو واجب نہیں۔ اور کسی شخص نے پچھلی رکعتوں کے قیام میں تشہد پڑھا تو سجدۂ سہو واجب نہیں ہوا اور اگر قعدۂ اولیٰ میں چند بار پڑھا تو سجدۂ سہو واجب ہو گیا۔ اور اگر کوئی شخص تشہد پڑھنا بھول گیا اور اس نے سلام پھیر دیا اور چند منٹ کے بعد اسے یاد آیا تو رجعت اختیار کرے اور تشہد پڑھے اور سجدۂ سہو کرے اور اگر کسی نے تشہد کی جگہ سورہ الحمد پڑھ دی تو سجدۂ سہو واجب ہو گیا۔ اور اگر کسی نے رکوع کی جگہ سجدہ کیا یا سجدہ کی جگہ رکوع کیا یا کسی ایسے رکن کو دو بار کیا جو نماز میں مکرر مشروع نہ تھا یا کسی رکن کو مقدم یا مؤخر کیا تو ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے۔

اور اگر کوئی شخص دعائے قنوت یا تکبیر قنوت (یعنی قرأت کے بعد دعا سے قنوت کے لئے جو تکبیر کہی جاتی ہے) بھول گیا تو سجدۂ سہو واجب ہے اگر سجدۂ سہو نہیں کرے گا تو نماز نہیں ہو گی۔ اور اگر کوئی شخص عیدین کی تکبیروں میں سے بعض تکبیریں بھول گیا یا اس نے کچھ زیادہ کہیں یا بے موقع کہیں تو ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر امام عیدین کی تکبیریں بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا تو اسے رجعت اختیار کرنی چاہیئے اور اگر مسبوق رکوع میں شامل ہو تو اسے رکوع ہی میں تکبیریں کہنی چاہئیں۔ اور اگر کوئی شخص عیدین کی نماز میں دوسری رکعت کی تکبیر رکوع بھول گیا تو سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر پہلی رکعت کی تکبیر رکوع بھول گیا تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔ اور جمعہ کی نماز میں اور عیدین میں اگر سہو واقع ہو اور جماعت کثیر ہو تو بہتر ہے کہ سجدۂ سہو نہ کرے بغیر سجدۂ سہو کے نماز ہو جائے گی۔

اور اگر امام نے جہری نماز میں آہستہ قرأت کی یا سری نماز میں بالجہر قرأت کی تو سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر ایک آدھ کلمہ آہستہ یا جہر سے پڑھا تو معاف ہے۔

اور اگر منفرد نے سری نماز میں بالجہر قرأت کی تو سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر جہری نماز میں آہستہ قرأت کی تو سجدۂ سہو واجب نہیں کیونکہ جہری نماز میں منفرد کو اختیار ہے کہ آہستہ پڑھے یا بلند سے۔ اور اگر کسی شخص نے ثنا اور دعا اور تشہد کو بلند آواز سے پڑھا تو یہ خلاف سنت ہے مگر سجدۂ سہو واجب نہیں۔ اور اگر کوئی شخص قرأت وغیرہ کسی موقع پر سوچنے لگا اور اتنی دیر توقف ہوا جتنی دیر میں تین دفعہ سبحان اللہ کہتے ہیں تو سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر امام سے سہو ہوا اور اس نے سجدۂ سہو کیا تو مقتدی پر بھی سجدۂ سہو واجب ہے اگرچہ مقتدی سہو واقع ہونے کے بعد جماعت میں شامل ہوا ہو اور اگر امام سے سجدۂ سہو ساقط ہو گیا تو مقتدی سے بھی ساقط ہو گیا اور اگر مقتدی سے بحالت اقتدا سہو واقع ہوا تو سجدۂ سہو واجب نہیں اور مسبوق کو چاہیئے کہ امام کے ساتھ سجدۂ سہو کرے اگرچہ اس کے شریک ہونے سے پہلے سہو واقع ہوا ہو اور اگر امام کے ساتھ سجدہ نہیں کیا اور باقی نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہو گیا تو آخر میں سجدۂ سہو کرے اور اگر مسبوق سے اپنی نماز میں بھی سہو واقع ہوا ہو تو آخر میں جو سجدۂ سہو کرے گا وہ کافی ہے۔

اور اگر مسبوق کو اپنی نماز میں بھی سہو ہوا ہو تو آخر میں جو سجدۂ سہو کرے گا وہ کافی ہے اور اگر مسبوق نے اپنی نماز بچانے کے لئے امام کے ساتھ سجدۂ سہو نہیں کیا اور اس کا یہ خیال ہے کہ اگر میں سجدۂ سہو کروں گا تو نماز جاتی رہے گی مثلاً نماز فجر میں آفتاب طلوع ہو جائے گا یا جمعہ کی نماز میں عصر کا وقت آ جائے گا یا موزے پر مسح کی مدت گزر جائے گی تو ان صورتوں میں امام کے ساتھ سجدہ نہ کرنے میں کچھ کراہت نہیں ہے اور اگر مسبوق نے امام کے سہو میں امام کے ساتھ سجدۂ سہو کیا پھر جب اپنی نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوا تو اس میں بھی سہو واقع ہوا تو اس کو اپنے سہو کے لئے بھی سجدۂ سہو کرنا چاہیئے۔

اور اگر امام نے سلام پھیر دیا اور مسبوق اپنی نماز پوری کرنے کے لئے کھڑا ہو، اور اب امام نے سجدۂ سہو کیا تو جب تک مسبوق نے اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو رجعت اختیار کرے اور امام کے ساتھ سجدہ کرے اور جب امام سلام پھیرے تو پھر اپنی نماز پڑھے اور اگر اس نے رجعت اختیار نہیں کی اور اپنی نماز پڑھ لی تو آخر میں سجدۂ سہو کرے اور اگر اس رکعت کا سجدہ کر چکا ہے تو رجعت اختیار نہ کرے ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی اور امام کے سہو سے لاحق پر بھی سجدۂ سہو واجب ہے۔

اور اگر مقیم نے مسافر کی اقتدا کی اور امام سے سہو ہوا تو امام کے ساتھ سجدہ سہو کرے اور اس کے بعد اپنی دو رکعتیں پڑھے اور اگر ان میں بھی سہو واقع ہو تو آخر میں سجدہ سہو کرے۔ اور اگر نماز پوری کرنے کے بعد شک واقع ہوا کہ ممکن ہے کوئی غلطی رہ گئی ہو اس کا کچھ اعتبار نہیں اور اگر نماز کے بعد یہ یقین ہے کہ کوئی فرض رہ گیا ہے تو از سر نو نماز پڑھنی چاہیے۔

اور اگر کسی شخص کا سجدہ تلاوت باقی تھا یا اس نے قعدہ اخیرہ میں تشہد نہیں پڑھا تھا لیکن بقدر تشہد بیٹھ چکا تھا اور اسے یہ یاد ہے کہ سجدہ تلاوت یا تشہد باقی ہے مگر اس نے قصداً سلام پھیر دیا تو دونوں سجدے ساقط ہو گئے اور اگر سجدہ نماز اور سجدہ سہو دونوں باقی تھے یا صرف سجدہ نماز رہ گیا تھا اور سجدہ نماز کے یاد ہوتے ہوئے اس نے سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہو گئی اور سجدہ نماز اور سجدہ تلاوت باقی تھے اور سلام پھیرتے وقت دونوں یاد تھے تب بھی نماز فاسد ہو گئی۔

اور اگر کسی شخص کے ذمہ سجدہ نماز یا سجدہ تلاوت باقی تھا یا اسے سجدہ سہو کرنا تھا اور بھول کر اس نے سلام پھیر دیا تو جب تک وہ مسجد سے باہر نہ ہو سجدہ کر لے اور اگر میدان میں ہو تو جب تک صفوں سے تجاوز نہ ہو سجدہ کر لے اگر ایسا کرے گا تو نماز فاسد نہ ہو گی۔ اور اگر کسی شخص کو رکوع میں یاد آیا کہ نماز کا کوئی سجدہ رہ گیا ہے اور اسی حالت میں وہ سجدے میں چلا گیا یا فرض کیجیے کہ سجدے میں یاد آیا اور اس نے سر اٹھا کر وہ سجدہ کر لیا تو بہتر ہے کہ ان رکوع و سجود کا اعادہ کرے اور سجدہ سہو کرے۔ اور اگر کوئی شخص ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا اور اسے یہ خیال ہوا کہ میری چاروں رکعتیں پوری ہو گئیں اور اس نے دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو اسے چاہیے کہ چار رکعتیں پوری کرے اور سجدہ سہو کرے اور اگر اس نے یہ گمان کیا کہ ظہر دو ہی رکعتیں ہیں مثلاً اس نے اپنے آپ کو مسافر تصور کیا تو ایسی صورت میں نماز جاتی رہی۔

اور اگر کسی شخص کو رکعتوں کی تعداد میں شک ہو مثلاً یہ شبہ ہو کہ تین ہوئیں یا چار اور بالغ ہونے کے بعد یہ پہلا واقعہ ہے تو سلام پھیر کر نیت توڑ دے اور اگر یہ شک پہلی دفعہ نہیں بلکہ اس سے پہلے بھی ہو چکا ہے تو اب غور و فکر کی ضرورت ہے غور کرنے کے بعد جس طرف گمان غالب ہو اس پر عمل کرے یا کم تعداد کی طرف توجہ کرے مثلاً ایک اور دو میں شک ہو تو ایک قرار دے اور اگر دو اور تین میں شک ہو تو دو قرار دے اور تیسری اور چوتھی رکعت دونوں میں قعدہ کرے کیونکہ تیسری رکعت کا چوتھی ہونا محتمل ہے اور چوتھی رکعت میں قعدہ کرنے کے بعد سجدہ سہو کرے اور اس کے بعد سلام پھیرے اور اگر گمان غالب پر اعتماد کیا ہے تو سجدہ سہو کی ضرورت نہیں اور اگر غور و فکر میں بقدر ایک رکن کے وقفہ ہوا ہو تو سجدہ سہو واجب ہو گیا۔

اور اگر ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد کسی معتبر آدمی نے یہ کہا کہ آپ نے صرف تین رکعتیں پڑھی ہیں تو اس صورت میں اعادہ کرے اور اگر کہنے والا معتبر نہ ہو تو اس کی خبر کا اعتبار نہیں۔

اور اگر تشہد کے بعد شک ہوا کہ تین رکعتیں ہوئیں یا چار اور اس کشمکش میں ایک رکن کی قدر خاموش رہا اور پھر یقین ہوا کہ چار ہو گئیں تو سجدہ سہو واجب ہے اور اگر ایک رکن سلام پھیرنے کے بعد ایسا شک ہوا تو سجدہ سہو کی ضرورت نہیں۔

اور اگر کسی کو یہ شک واقع ہوا کہ میں نے اس وقت کی نماز پڑھی یا نہیں تو اگر وقت باقی ہے تو اعادہ کرے ورنہ ضرورت نہیں اور اگر غور کرنے کے بعد یقین ہو گیا کہ نماز نہیں پڑھی تو ضرور نماز پڑھے۔

اور اگر بے وضو ہونے اور مسح نہ کرنے کا یقین ہوا اور اسی حالت میں ایک رکن ادا کر لیا تو از سر نو نماز پڑھنی چاہیے اگرچہ پھر یہ یقین ہو جائے کہ وضو تھا اور مسح کیا تھا اور اگر وتر کی نماز میں شک ہوا کہ یہ دوسری رکعت ہے یا تیسری تو اس میں دعائے قنوت پڑھ کر قعدہ کے بعد ایک رکعت اور پڑھے اور اس رکعت میں بھی قنوت پڑھے اور سجدہ سہو کرے۔ اور اگر امام نماز پڑھ رہا ہے اور دوسری رکعت میں یہ شک ہوا کہ یہ پہلی ہے یا دوسری یا چوتھی اور تیسری میں شک ہوا اور اس نے مقتدیوں کی طرف نظر کی کہ اگر وہ کھڑے ہوں تو کھڑا ہو جاؤں اور اگر بیٹھیں تو بیٹھ جاؤں تو اس میں کوئی حرج نہیں اور سجدہ سہو واجب نہیں۔ اور اگر کوئی شخص کسی قعدہ میں تشہد کا کوئی حصہ بھول جائے تو سجدہ سہو واجب ہے۔ اور اگر کسی شخص نے ایک رکعت میں تین سجدے کیے یا دو رکوع کیے یا قعدہ اولیٰ بھول گیا تو سجدہ سہو واجب ہے۔

مریض کی نماز کا بیان

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک دن ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر اخلاص کی فضیلت بیان فرما رہے تھے اتنے میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے کہا یا حضرت! میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اگر کسی شخص کی طبیعت ناساز ہو تو وہ کیونکر نماز پڑھے۔ حضور نے فرمایا اگر استطاعت ہے تو کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو بیٹھ کر نماز پڑھے اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو لیٹ کر نماز پڑھے اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو اشارے سے نماز پڑھے۔ اس کے بعد فرمایا اے مسلمانو! میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ کسی نفس کو اس کی استطاعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اور فقہائے کرام لکھتے ہیں کہ جو شخص بیماری کی وجہ سے کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکے یعنی وہ اس پر قادر نہ ہو اور اسے یہ اندیشہ ہو کہ مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں اچھا ہو گا یا فرض کیجیے اسے چکر آتا ہے تو ان سب صورتوں میں بیٹھ کر نماز پڑھنے کی اجازت ہے اور اگر کوئی مریض اپنے آپ بیٹھ بھی نہیں سکتا لیکن اس کا کوئی خادم یا کوئی اجنبی آدمی موجود ہے جو اس کو بیٹھنے میں امداد دے سکتا ہے تو بیٹھ کر نماز پڑھے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو لیٹ کر نماز پڑھے۔ اور اگر کسی مریض میں بیٹھنے کی طاقت ہے تو کسی خاص انداز میں بیٹھنا ضروری نہیں بلکہ جس انداز میں اس کے لئے آسانی ہو وہی اختیار کرے اور اگر کوئی شخص بے انتہا کمزور ہے تو اس کے لئے دیوار پر یا عصا پر سہارا لگانے میں کوئی حرج نہیں اور اگر وہ قیام نہیں کر سکتا تو بیٹھ کر پڑھنے میں بھی کچھ حرج نہیں۔ اور اگر بیٹھ کر نماز پڑھنے والا دوسری رکعت کے سجدے سے اٹھا اور قیام کی نیت کی مگر قرأت سے پہلے یاد آ گیا تو تشہد پڑھے نماز ہو گئی اور سجدہ سہو واجب نہیں۔

اور اگر کسی مریض نے بیٹھ کر نماز پڑھی اور چوتھی رکعت کے سجدے سے سر اٹھایا تو یہ گمان ہوا کہ یہ تیسری رکعت ہے اس خیال کی بنا پر قرأت کی اور اشارے سے رکوع و سجود ادا کیے تو نماز باقی رہی اور اگر دوسری رکعت کے سجدے کے بعد یہ گمان ہوا کہ یہ تیسری رکعت ہے اور اس خیال کی بنا پر قرأت شروع کی اور پھر اسے یہ بات یاد آئی کہ یہ دوسری رکعت ہے تو اب تشہد کی طرف عود نہ کرے بلکہ پوری کر لے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔

اور اگر کوئی مریض کھڑا ہو سکتا ہے لیکن رکوع و سجود نہیں کر سکتا یا صرف سجدہ

نہیں کرسکتا مثلاً حلق میں یا سر میں زخم ہے اور اس میں سے خون جاری ہونے کا اندیشہ ہے تو اس صورت میں بیٹھکر اشارے سے نماز پڑھ سکتا ہے اور یہ بھی کرسکتا ہے کہ کھڑے ہوکر نماز پڑھے اور اشارے سے رکوع و سجود کرے۔

اور اگر کوئی شخص اشارے سے نماز پڑھے تو سجدے کا اشارہ رکوع سے پست ہونا ضروری ہے مگر یہ ضروری نہیں کہ سر کو بالکل زمین سے قریب کردے اور بعض آدمی سجدے کے لئے تکیہ سامنے رکھ لیتے ہیں یہ مکروہ تحریمی ہے اور خلاف سنت ہے۔ اگر کسی شخص کی پیشانی پر زخم ہے اور اس میں سے خون جاری نہیں ہوتا تو اس صورت میں یہ حکم ہے کہ ناک پر سجدہ کرے اور اگر ایسا نہیں کیا بلکہ اشارہ سے سجدہ کیا تو نماز نہیں ہوتی۔ اور کوئی مریض بیٹھنے پر بھی قادر نہیں ہے تو اس کیلئے یہ حکم ہے کہ وہ لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھے خواہ دائیں کروٹ پر یا بائیں کروٹ پر یا چت لیٹ کر جس طرح بھی ممکن ہو اس فرض کو ادا کرے اور چت لیٹ کر نماز پڑھنا افضل ہے اور جب نماز پڑھنے کا ارادہ کرے تو سر کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھکر اونچا کرلے اور اگر کوئی مریض اس قدر نازک حالت میں ہے کہ سر سے اشارہ بھی نہیں کرسکتا تو اس پر سے نماز ساقط ہے اور اگر چھ وقت اسی حالت میں گزر گئے تو ان نمازوں کی قضا بھی ساقط ہے فدیہ کی بھی ضرورت نہیں اور اگر چھ وقت نہیں گزرے تو صحت حاصل ہونے کے بعد ان نمازوں کی قضا لازم ہے۔

اور اگر کوئی تندرست آدمی نماز پڑھ رہا تھا اور اثنائے نماز میں دفعۃً ایسا مرض پیدا ہوگیا کہ ارکان کے ادا کرنے پر قادر نہیں رہا تو اس کے لئے یہ حکم ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو لیٹ کر یا بیٹھکر نماز پوری کرلے از سر نو نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

اور چلتی ہوئی کشتی اور جہاز میں بلاعذر بیٹھکر نماز پڑھنا جائز نہیں بشرطیکہ اتر کر خشکی میں نماز پڑھنے کا موقع ہو۔ اور اگر جہاز ساحل پر ٹھہرا ہوا ہو یا کشتی کنارہ پر بندھی ہوئی ہے تو اتر کر خشکی میں نماز پڑھنی چاہئے اور اگر اترنے کا موقع نہیں ہے تو کشتی ہی میں کھڑے ہوکر نماز پڑھے اور اگر کشتی بیچ دریا میں ہے تو بیٹھکر نماز پڑھنے کی اجازت ہے اور اگر ہوا کے تیز جھونکوں کا اندیشہ نہیں ہے اور چکر وغیرہ نہیں آتے تو بیٹھکر نماز پڑھنے کی اجازت نہیں۔

اور اگر کوئی شخص بیہوش ہوجائے اور پورے چھ وقت اسی حال میں گذر جائیں تو اس عرصہ میں جو نمازیں قضا ہوئیں ان کی قضا واجب نہیں اور اگر مریض کی یہ حالت ہے کہ دفعۃً بیہوش ہوجاتا ہے اور پھر وہی حالت ہوجاتی ہے تو اس افاقے کا اعتبار نہیں۔

اور اگر کسی شخص نے اتنی شراب پی کہ وہ بیہوش ہوگیا اور بہت دیر تک بیہوش رہا تو اس کی جتنی نمازیں قضا ہوئی ہیں ان سب کی قضا واجب ہے اور اگر کسی دوسرے نے مجبور کرکے شراب پلادی تب بھی قضا واجب ہے یہی حکم بھنگ پینے والے کے متعلق ہے۔

اور اگر کوئی شخص سوتا رہا جس کی وجہ سے اس کی نماز قضا ہوگئی تو قضا فرض ہے اگرچہ مسلسل چھ وقت تک سویا ہو یعنی اسے مسلسل اتنی دیر تک نیند آئی ہو کہ چھ نمازوں کا وقت گزر گیا ہو۔ اور اگر کوئی شخص اس قدر کمزور ہے کہ اگر وہ روزہ رکھتا ہے تو کھڑے ہوکر نماز نہیں پڑھ سکتا اور اگر روزہ نہیں رکھتا تو کھڑے ہوکر نماز پڑھ سکتا ہے تو اس کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ روزے رکھے اور نماز بیٹھکر پڑھے (یہ حکم رمضان کے روزوں کے متعلق ہے) اور اگر کسی مریض نے وقت سے پہلے نماز پڑھ لی اس خیال سے کہ وقت کے اندر نماز نہیں پڑھ سکیگا تو اس کی نماز نہیں ہوئی یا تو اسے وقت پر نماز پڑھنی چاہئے یا پھر قضا پڑھنی چاہئے۔

اور اگر عورت بیمار ہو تو شوہر پر یہ فرض نہیں وہ اسے وضو کرائے ہاں اگر اخلاقاً ایسا کرے تو کوئی مضائقہ نہیں اور اگر آقا بیمار ہو تو نوکر پر فرض ہے کہ اسے وضو کرائے۔

اور اگر کوئی شخص ایسے خیمے میں ہے کہ کھڑے ہوکر نماز نہیں پڑھ سکتا اور نماز کے لئے باہر نکلتا ہے تو وہاں بارش ہے اور کیچڑ ہے تو ایسی حالت میں یہ حکم ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص ایسی چہار دیواری یا ایسے مقام پر ہے کہ اگر وہ بیٹھکر نماز پڑھے تو اس کے لئے کوئی خطرہ نہیں اور اگر کھڑے ہوکر نماز پڑھتا ہے تو دشمن کا خوف ہے تو اس صورت میں بیٹھکر نماز پڑھنے کی اجازت ہے اور اگر شیر وغیرہ کا اندیشہ ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

اور اگر کسی بیمار کی نمازیں قضا ہوگئیں اور چند روز کے بعد اسے آرام ہوگیا اور اب وہ اپنی قضا نمازیں پڑھنا چاہتا ہے تو اسے تندرست آدمیوں کی طرح نماز پڑھنی چاہئے اگر بیماروں کی طرح نماز پڑھے مثلاً بیٹھکر یا لیٹ کر یا اشارے سے تو اس کی نماز نہیں ہوگی اور اگر صحت کی حالت میں کچھ نمازیں قضا ہوئیں اور جب وہ بیمار ہوا تو اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا اور اب وہ اپنی قضا شدہ نمازیں پڑھنا چاہتا ہے تو اس بیماری کی حالت میں جس طرح بھی ہوسکے نماز ادا کرے۔ اور اگر کسی شخص نے آنکھیں بنوائیں اور ڈاکٹر نے اسے ہدایت کی کہ خاموش لیٹے رہو اگر ذرا بھی حرکت کروگے تو آنکھ خراب ہوجائیگی اس صورت میں اس کے لئے اجازت ہے کہ وہ لیٹ کر اشارے سے نماز پڑھے۔ اسی طرح اگر کسی شخص کا آپریشن ہوا اور حرکت سے نقصان کا اندیشہ ہو تو لیٹ کر اشارے سے نماز پڑھے۔

مرقاۃ العربیہ

ایک عرصہ سے یہ غلط خیال قائم ہوگیا ہے کہ عربی کا حاصل کرنا مشکل ہے مرقاۃ العربیہ اسی خیال کو دور کرنے کے لئے لکھی گئی ہے لائق مصنف نے مضامین کی ترتیب اس خوبی سے قائم کی ہے کہ

سمجھدار آدمی استاد کے بغیر مرقاۃ العربیہ سے عربی سیکھ سکتا ہے

تمام کتاب میں کوئی بات ایسی نہ ملیگی جسکے متعلق پہلے کچھ نہ بتا دیا گیا ہو ہر نئے عنوان کے لئے پہلے ایک نہایت صاف اور سہل الفاظ میں قاعدہ کا ذکر ہے اور سبق میں بہت سی مثالوں سے اس قاعدہ کی تشریح ہے غرضکہ آدمی کوشش کرے تو چھ ماہ کے اندر مہارت پیدا کرسکتا ہے۔

قیمت ہر سہ حصص عہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

معارف القرآن

(بسلسلۂ گذشتہ)

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ وَاللَّهُ أَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوا ۚ
أَتُرِيدُونَ أَنْ تَهْدُوا مَنْ أَضَلَّ اللَّهُ ۖ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ
فَلَنْ تَجِدَ لَهُ سَبِيلًا ۝ وَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا فَتَكُونُونَ
سَوَاءً ۖ فَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ أَوْلِيَاءَ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا فِي سَبِيلِ
اللَّهِ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ ۖ
وَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝ إِلَّا الَّذِينَ يَصِلُونَ
إِلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ أَوْ جَاءُوكُمْ حَصِرَتْ صُدُورُهُمْ
أَنْ يُقَاتِلُوكُمْ أَوْ يُقَاتِلُوا قَوْمَهُمْ ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَسَلَّطَهُمْ
عَلَيْكُمْ فَلَقَاتَلُوكُمْ ۚ فَإِنِ اعْتَزَلُوكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ وَأَلْقَوْا
إِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيلًا ۝ سَتَجِدُونَ
آخَرِينَ يُرِيدُونَ أَنْ يَأْمَنُوكُمْ وَيَأْمَنُوا قَوْمَهُمْ كُلَّمَا رُدُّوا إِلَى الْفِتْنَةِ
أُرْكِسُوا فِيهَا ۚ فَإِنْ لَمْ يَعْتَزِلُوكُمْ وَيُلْقُوا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوا
أَيْدِيَهُمْ فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ ۚ وَ
أُولَٰئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا مُبِينًا ۝

ترجمہ: پھر تم کو کیا ہوا کہ ان منافقوں کے باب میں تم دو گروہ ہو گئے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو الٹا پھیر دیا ان کے عمل کے سبب کیا تم لوگ اس کا ارادہ رکھتے ہو کہ ایسے لوگوں کو ہدایت کرو جن کو اللہ تعالیٰ نے گمراہی میں ڈال رکھا ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہی میں ڈال دیں اس کے لئے کوئی سبیل نہ پاؤ گے وہ اس تمنا میں ہیں کہ جیسے وہ کافر ہیں تم بھی کافر بن جاؤ کہ جس میں تم اور وہ سب ایک طرح کے ہو جاؤ سو ان میں سے کسی کو دوست مت بنانا جب تک کہ وہ اللہ کی راہ میں ہجرت نہ کریں اور اگر وہ اعراض کریں تو ان کو پکڑو اور قتل کرو جس جگہ ان کو پاؤ اور ان میں کسی کو دوست بناؤ اور نہ مددگار بناؤ مگر جو لوگ ایسے ہیں جو کہ ایسے لوگوں سے جا ملتے ہیں کہ تمہارے اور ان کے درمیان عہد ہے یا خود تمہارے پاس اس حالت سے آویں کہ ان کا دل تمہارے ساتھ اور نیز اپنی قوم کے ساتھ لڑنے سے منقبض ہو اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان کو تم پر مسلط کر دیتا پھر وہ تم سے لڑنے لگتے پھر اگر وہ تم سے کنارہ کش رہیں یعنی تم سے نہ لڑیں اور تم سے سلامت روی رکھیں تو اللہ تعالیٰ نے تم کو ان پر کوئی راہ نہیں دی۔ بعض ایسے بھی تم کو ضرور ملیں گے کہ وہ چاہتے ہیں کہ تم سے بھی بے خطر ہو کر رہیں اور اپنی قوم سے بھی بے خطر ہو کر رہیں جب کبھی ان کو شرارت کی طرف متوجہ کیا جاتا تو وہ اس میں جا گرتے ہیں سو اگر یہ لوگ تم سے کنارہ کش نہوں اور نہ تم سے سلامت روی رکھیں اور نہ اپنے ہاتھوں کو روکیں تو تم ان کو پکڑو اور قتل کرو جہاں کہیں ان کو پاؤ اور ہم نے تم کو ان پر صاف حجت دی ہے۔

صحیحین اور مسند امام احمد بن حنبل میں جو شان نزول ان آیتوں کی بیان کی گئی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ جنگ احد میں ہزار آدمیوں میں سے تین سو آدمی جب عبد اللہ بن ابی منافق کے ساتھ لشکر اسلام سے جدا ہو کر مدینہ کو چلے آئے تو سات سو آدمی عین وقت پر لشکر اسلام کا ساتھ چھوڑ کر ایک منافق کے بہکانے سے گھر جا بیٹھے اس لئے اب وہ لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے۔ اب موقع پڑے تو ان کا قتل کرنا لازم ہے اور دوسرا فرقہ یہ کہتا تھا کہ نہیں وہ ہمارے بھائی مسلمان ہیں نہ ہم ان سے لڑائی کریں گے نہ ان کو قتل کریں گے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا آپس میں اختلاف رفع ہو جانے کی غرض سے۔ آیت نازل فرمائی اور فرمایا کہ وہ لوگ جب تمہارا پورا ساتھ نہ دیں ان کو مسلمان شمار کرنا چاہیئے اور ضرور حسب موقع ان کو قتل کرنا چاہیئے اور جو شان نزول بیان کی گئی اس کے علاوہ اور شان نزول بھی ان آیتوں کی سلف سے منقول ہے چنانچہ بعض روایتوں میں یہ ہے کہ کچھ لوگ مکہ میں تھے جنہوں نے ظاہری اسلام قبول کر لیا تھا لیکن مشرکوں کی مدد کو تیار تھے اور ہجرت پر آمادہ نہ تھے لیکن سب منافقوں کی قسمیں ہیں اس لئے ان روایتوں میں کچھ اختلاف نہیں ہے حاصل مطلب شان نزول کا یہ ہے کہ اوپر کی صحیح روایت کے موافق منافقوں کی ایک خاص قسم کی شان نزول میں یہ آیتیں نازل ہوئیں اور جتنے منافق ہیں ان سب پر آیتوں کا مطلب صادق آتا ہے اَرْكَسَهُمْ کے معنے پچھلے قدموں ہٹا کر پہلی حالت پر لانا حاصل مطلب یہ ہوا کہ ان کی نیت کے فساد کے سبب سے ہے بلکہ وہ تو اے مسلمانو تم کو بھی اپنا سا کر لینے کی آرزو کرتے ہیں اس لئے نہ ایسے لوگوں سے میل جول رکھنا چاہیئے نہ ان کی مدد کی خواہش کرنی چاہیئے پہلی شان نزول کی بنا پر حَتّٰى يُهَاجِرُوا کے معنے مفسرین نے یہ کئے ہیں کہ عبد اللہ بن ابی منافق اور اس کے ساتھی جب تک احد کی لڑائی کے دھوکہ سے باز نہ آویں گے اور خالص نیت سے لشکر اسلام کا ساتھ نہ دیویں گے اور اس سازش رہنے کے لئے گھر چھوڑ کر لڑائی کے میدانوں میں جاویں گے تو نہ ان کا شمار مسلمانوں میں ہو سکتا ہے نہ ان کے جان و مال کی خیر مسلمانوں کے ہاتھ سے ہو سکتی ہے اب ان منافقوں میں سے دو طرح کے لوگوں کو مستثنیٰ فرمایا ہے ایک صلح والوں کے ہم عہد کہ وہ بھی بالواسطہ صلح میں داخل ہیں جس طرح مثلاً صلح کے بعد صلح والے قریش اور ان کے ہم عہد بنو مدلج دوسرے وہ لوگ جو لڑائی سے عاجز ہو کر اس بات پر قائم ہیں کہ نہ اپنی قوم کی طرف سے مسلمانوں سے لڑیں گے نہ مسلمانوں کی طرف سے کسی سے لڑیں گے جس طرح قبیلہ بنو مدلج کہ نہ مسلمانوں سے لڑتے تھے نہ قریش سے پھر فرمایا جب تک یہ لوگ اس حالت پر قائم رہیں تو یہ اللہ کی ایک مصلحت ہے اس نے تم کو تمہاری لڑائی سے روک رکھا ہے ان کے سوا ایک فرقہ فرمایا کہ جو اپنی جان اور اپنا مال بچانے کے لئے ظاہر میں اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں مگر بحقیقت وہ مشرک ہیں تفسیر سدی وغیرہ میں ہے کہ فتنہ کے معنے یہاں شرک کے ہیں ان کا حکم یہ فرمایا کہ اگر وہ صلح پر قائم نہ رہیں تو ان کو

قید کرلو اور جہاں پاؤ کیونکہ ان کی حالت اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایک سند ٹھیرادی ہے بعضے مفسرین نے آیت فان اعتزلوکم کو آیت فاقتلوا المشرکین سے منسوخ کہا ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ لوگ عہد صلح پر قائم بھی رہیں تو ان سے لڑنا چاہیئے۔ لیکن عہد صلح والوں کا حکم مستثنے کے طور پر اوپر گذر چکا ہے اس لئے یہ آیت مستثنےٰ کے حکم میں داخل ہے منسوخ نہیں ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا ۚ فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ ۖ وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ ۖ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِنَ اللَّهِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝

(ترجمہ) اور کسی مومن کی شان نہیں کہ وہ کسی مومن کو قتل کرے لیکن غلطی سے قتل کرڈالے تو اس پر ایک مسلمان غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا ہے اور خونبہا ہے جو اس کے خاندان والوں کو حوالہ کردی جائے مگر یہ کہ وہ لوگ معاف کردیں اور اگر وہ ایسی قوم سے ہو جو تمہارے مخالف ہیں اور وہ شخص خود مومن ہے تو ایک غلام یا لونڈی مسلمان کو آزاد کرنا اور اگر وہ ایسی قوم سے ہو کہ تم میں اور ان میں معاہدہ ہو تو خونبہا ہے جو اس کے خاندان والوں کے حوالہ کردی جائے اور ایک غلام یا لونڈی مسلمان کا آزاد کرنا پھر جس شخص کو نہ ملے تو متواتر دو ماہ کے روزے ہیں بطریق توبہ کے جو اللہ کی طرف سے مقرر ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم اور حکمت والے ہیں۔

ابن جریر ابن ابی حاتم اور ابن اسحاق وغیرہ نے جو شان نزول اس آیت کی حضرت عبداللہ بن عباس مجاہد اور سعید بن جبیر کی روایتوں سے بیان کی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ ابوجہل کا سوتیلا بھائی عیاش بن ابی ربیعہ ہجرت سے پہلے مسلمان ہوگیا تھا لیکن مشرکین کے خوف سے اپنے اسلام کو ظاہر نہیں کرسکتا تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مکہ سے مدینہ تشریف لے آئے تو عیاش بن ابی ربیعہ بھی مدینہ میں آکر ایک جگہ اپنے بھائیوں کے ڈر سے چھپ کر رہنے لگا عیاش کی ماں نے عیاش کے غم میں گھر کا رہنا اور کھانا پینا چھوڑ دیا سوتیلی ماں کی یہ حال دیکھکر حارث بن ہشام حارث بن یزید عامری اور ابوجہل عیاش کی تلاش میں نکلے اور پتہ لگاکر پھر اس کو مکہ میں لے گئے اور پھر اس کو بہت مارا اور طرح طرح کی اذیت دی اور حارث بن یزید نے عیاش کو برا بھلا بھی بہت کہا اس پر عیاش نے اپنے دل میں یہ بات ٹھان لی تھی کہ کبھی موقع پاکر حارث بن یزید کو مار ڈالوں گا اب فتح مکہ سے پہلے حارث اگرچہ اسلام لے آیا تھا مگر عیاش کو اس کے اسلام کی خبر تھی فتح مکہ بعد اس لئے عیاش نے حارث کو قتل کرڈالا۔ اور پھر حارث کا اسلام سنکر آنحضرت سے اپنی ندامت ظاہر کی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ حارث دنیا میں ایک

حارث بن ہشام ابوجہل بن ہشام کا بھائی اور دوسرا حارث بن یزید قرشی عامری یہ شخص بنی عامر میں سے ہے ابوجہل کے ساتھ یہ شخص بھی عیاش بن ابی ربیعہ کو اسلام کے چھوڑنے پر مار پیٹ کیا کرتا تھا اسی غصہ سے عیاش نے اس کو موقع پاکر مار ڈالا حنفیہ شافعیہ اور امام احمد کے نزدیک قتل عمد قتل خطا قتل شبہ عمد یہ تین قتل کی قسمیں ہیں امام مالک کے نزدیک قتل شبہ عمد ثابت نہیں ہے لیکن قتل کے باب کی بعض حدیثوں سے قتل شبہ عمد کا وجود شریعت میں پایا جاتا ہے جو قتل کبھی غلطی کے سبب سے واقع ہوجائے اس کو قتل خطا کہتے ہیں جس طرح اس قتل سے عیاش کو حارث بن یزید کے اسلام میں غلطی ہوگئی قتل خطا کا خون بہا سو اونٹ ہیں ان اونٹوں کی اقسام میں سلف کا اختلاف ہے جس کی تفصیل بڑی کتابوں میں ہے قتل خطا میں خونبہا کے علاوہ ایک بردہ کا آزاد کرنا بھی ہے اگر اتنا مقدور نہ ہو تو مسلسل دو مہینے کے روزے ہیں مقتول شخص کے وارث خونبہا معاف کردیں تو ان کو اختیار ہے عہد والے یا بلا عہد والے مشرکوں میں کوئی مسلمان رہتا ہو اور اس کو کوئی مسلمان غلطی سے مشرک سمجھکر مار ڈالے تو اس کا بھی یہی حکم ہے اتنا فرق ہے کہ اگر مقتول کے وارث بلا عہد والے مشرک ہوں تو ان کو خون بہا نہیں دیا جاتا جس شخص کو مسلسل دو مہینے روزے رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلا کر روزوں کے بارے سبکدوش ہوسکتا ہے　　　یہ مسئلہ اختلافی ہے جس اختلاف کی تفصیل بڑی کتابوں میں ہے شبہ عمد وہ ہے جس میں قصداً ایسی چیز سے کسی کو ضرب پہنچائی جائے جس سے عادتاً آدمی مر نہیں سکتا ہو جیسے لکڑی یا کوڑا اس قتل میں قصاص نہیں ہے خون بہا دینا آتا ہے۔

وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ۝

(ترجمہ) اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کرڈالے تو اس کی سزا جہنم ہے کہ ہمیشہ کو اس میں رہتا اور اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ناک ہوں گے اور اس کو اپنی رحمت سے دور کریں گے اور اس کے لئے بڑی سزا کا سامان کریں گے۔

اوپر قتل خطا کا ذکر تھا اس آیت میں قتل عمد کا ذکر ہے قتل عمد وہ ہے جس میں ایسی چیز سے قصداً کسی کو ہلاک کیا جاوے جس چیز سے بطور عادت کے آدمی مرسکتا ہو قتل عمد میں قاتل کو قصاص میں قتل کیا جاتا ہے اور اگر مقتول کے وارث قصاص معاف کردیویں تو خون بہا لیا جاتا ہے اس سے زیادہ تفصیل مسئلہ کی بڑی کتابوں میں ہے ابن جریر وغیرہ نے عکرمہ کی روایت سے شان نزول یہاں بیان کی ہے کہ مقیس بن حبابہ کنانی اور اس کا بھائی ہشام یہ دونوں شخص مسلمان ہوگئے تھے ایک روز مقیس نے اپنے بھائی ہشام کو بنی نجار قبیلہ کی سرحد میں مقتول پایا اور حضرت سے اس قصہ کا تذکرہ کیا آپ نے بنی نجار سے سو اونٹ اس کے بھائی کے خون بہا کے مقیس کو دلا دئیے اس نے یہ سو اونٹ بھی لئے اور موقع پاکر ایک آدمی بنی نجار کا قتل کرکے مرتد ہوکر مکہ کو چلا گیا اور مشرکوں میں جا ملا فتح مکہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عام امن میں سے اس کو واجب القتل قرار دیکر قتل کرایا اسی مقیس کی شان میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی بعضے مفسرین نے اس آیت کو آیت سورہ فرقان والذین

لایدعون مع اللہ الٰہا اٰخر سے منسوخ جو کہا ہے یہ قول صحیح نہیں ہو کیونکہ آیت ناسخ کی یہ شرط ہے کہ منسوخ سے اس کا نزول بعد میں ہونا چاہیئے حالانکہ زید بن ثابت کی روایت سے ابو داؤد اور نسائی میں یہ بات ثابت ہو چکی ہو کہ یہ سورہ سورہ فرقان کی آیت سے چھ سات مہینے بعد نازل ہوئی ہے پھر وہ سورہ فرقان کی مقدم آیت اس متاخر آیت کی ناسخ کیونکر ہو سکتی ہو اس لئے بعض مفسرین کا یہ کہنا بھی صحیح نہیں ہے کہ یہ آیت ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک سے منسوخ ہے۔ کس لئے کہ ناسخ منسوخ امر و نہی میں ہوا کرتا ہے خبر میں نہیں ہوا کرتا کیونکہ ایک خبر دیکر پھر اس کو رد کرنا پہلی خبر کو گویا جھٹلانا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی شان پاک ہو اور یہ آیت خبر کی قسم میں سے ہے انشاء میں سے نہیں پھر اس میں ناسخ منسوخ کیا اس سبب سے صحیح مذہب وہی معلوم ہوتا ہے جس کو بعضے مفسرین نے اختیار کیا ہے کہ یہ آیت مطلق ہو اور سورہ فرقان کی آیت میں توبہ کی قید اس آیت میں بھی لگائی جا ہیئے اس صورت میں آیت کے یہی معنے ہوں گے جو پہلے آیت ان اللہ لا یغفر کے تحت میں بیان ہو چکے ہیں کہ مسلمان کے قاتل کی توبہ قبول ہو اگر وہ بلا توبہ مرجاوے تو اس کی بخشش اللہ کے اختیار اور اللہ کی مرضی پر ہے چاہے وہ مقتول کو کچھ معاوضہ دیکر راضی کر دیوے اور قاتل کو بلا معاوضہ بخش دیوے چاہے قاتل سے مواخذہ کرے یہی مذہب جمہور سلف و خلف نے اختیار کیا ہے اور یہی مذہب آیت والذی لغفار لمن تاب اور احادیث صحیحہ کے موافق ہے حضرت عبد اللہ بن عباس اور جمہور کے مذہب میں جو اختلاف تھا وہ حافظ ابن کثیر کے قول کے حوالہ سے اوپر رفع کیا جا چکا ہو اس صورت میں قاتل کے ہمیشہ دوزخ میں رہنے کا ذکر یا تو قتل کے جرم سے ڈرانے کے لئے ہے یا اس صورت کے لئے ہے کہ مسلمان مقتول کی مسلمانی کو کسی سبب سے مانع قتل نہ ٹھیرایا جاوے کہ یہ درجہ کفر کا ہے یہ حالت ایسی ہے جس طرح محکم بن جثامہ کا قصہ آئندہ کی آیت کی تفسیر میں ہو۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۫ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ؕ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝

ترجمہ۔ اے ایمان والو جب تم اللہ کی راہ میں سفر کیا کرو تو ہر کام میں تحقیق کر کے کیا کرو اور ایسے شخص کو جو تمہارے سامنے اطاعت ظاہر کرے دنیوی سامان کی زندگی کے سامان کی خواہش میں بے تحقیق یہ مت کہدیا کرو کہ تو مسلمان نہیں کیونکہ خدا کے پاس بہت غنیمت کے مال ہیں پہلے تم بھی ایسے ہی تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا سو غور کرو بیشک اللہ تعالیٰ اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں

اس آیت میں بھی قتل خطا کا بیان ہے۔ بخاری ترمذی حاکم امام احمد بن حنبل اور طبرانی وغیرہ نے جو شان نزول اس آیت کی بیان کی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ مشرکوں کے ایک قبیلہ بنی سلیم پر جب مسلمان لوگ چڑھ گئے اور مشرکوں کو شکست ہوئی تو ایک شخص مرداس بن نہیک جو پہلے سے در پردہ مسلمان تھا سلام علیک کہکر مسلمانوں کی طرف آنے لگا مگر مسلمانوں نے اس کے سلام علیک کو خالص نہ خیال کیا بلکہ یہ خیال کیا کہ جان کے خوف سے یہ فریبی سلام علیک کرتا ہے چنانچہ آخر کار اسامہ بن زید نے اس کو قتل کر ڈالا اور جو کچھ اس کے پاس مال تھا وہ لے لیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی حاصل معنے آیت کے یہ ہیں کہ بلا دریافت حال کے فقط خیال پر کسی کو مشرک سمجھکر قتل کرنا اور اس کا مال لینا اللہ کی مرضی کے خلاف ہے کیا ان مسلمانوں کو معلوم نہیں کہ اسلام کی کمزوری کے زمانہ میں اکثر لوگ ان میں در پردہ مسلمان تھے پھر انہوں نے مرداس کے در پردہ مسلمان ہونے پر کیوں اچنبا کیا اور اس کا اندرونی حال دریافت کرنے سے پہلے اس کے قتل کرنے میں کیوں جلدی کی بعضے مفسروں نے قاتل کے نام میں جو اختلاف کیا ہے کہ اسامہ بن زید ہے یا مقداد ہے یا محکم بن جثامہ ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ متعدد قصے ہیں اور ان قصوں کا مجموعہ آیت کی شان نزول ہے۔ ایک قصہ میں قاتل اسامہ بن زید اور مقتول مرداس بن نہیک ہو اور اس قصہ میں اسامہ کے لئے آنحضرت نے خفگی کے بعد استغفار کی ہے اور محکم بن جثامہ نے عامر بن الاضبط کو باوجود سلام علیک کرنے کے ایام جاہلیت کی دشمنی کے سبب سے قتل کر ڈالا تھا اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محکم بن جثامہ کے لئے استغفار نہیں کی تھوڑے دنوں کے بعد محکم کا انتقال ہو گیا اور دفن کے بعد کئی دفعہ زمین نے محکم کی لاش کو پھینکدی آخر لاچار ہو کر لوگوں نے محکم کی لاش کو پہاڑوں میں یونہی ڈالدیا اور اوپر سے چند پتھر ڈھانک دیئے اور آپ نے فرمایا ... ... کہ زمین میں تو محکم سے بھی بد شخصوں کی لاشوں کا ٹھکانا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے محکم کا یہ حال تم کو دکھلا کر آئندہ کے لئے تمہیں نصیحت کی ہے اسی طرح مقداد کا قصہ بھی جدا ہے جس کا قصہ مسند بزار میں معتبر سند سے ہے ان سب روایتوں کو اکٹھا کر کے دیکھا جائے تو ہر ایک قصہ کی حالت معلوم ہوتی ہے۔

تاریخ القرآن

قرآن شریف پڑھنے کے ساتھ ہی تاریخ القرآن پڑھ لیں تاکہ قرآن شریف اور اس کی تمام باتوں سے واقفیت ہو جائے اس میں حسب ذیل بیانات ہیں:—
نزول القرآن۔ قرآن کی تاریخی حکمتیں۔ وحی کی قسمیں۔ نسخ آیات۔ منسوخات قرآنی جمع و ترتیب قرآن۔ سورہ اور آیات کی ترتیب۔ صحابہ کرام کے عہد میں قرآن کی حالت رسم الخط قرآن علامات قرآنی۔ اوقاف قرآن۔ وصل اور وقف کی علامتیں اختلاف قرآت قراء کا بیان۔ سات قراتوں کی تحقیق۔ قرآن پاک کا اعجاز۔ قرآن مجید کے فضائل سورتوں کے فضائل۔ فضیلت قرآن کی چالیس حدیثیں صحاح ستہ سے۔ آداب تلاوت، قرآن پاک کے آداب معہ مسائل ضروریہ۔
یہ وہ بیش بہا کتاب ہے جو تقریباً ہر قرآن شریف کے ساتھ فروخت ہوتی ہو
ضخامت تقریباً ۴۰۰ صفحات۔

قیمت صرف ۸ر محصول ڈاک ۵ر کل ۱۳ر
منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے ملتی ہو

صحیح بخاری شریف اُردو

پارہ دوسرا کتاب الصلوٰۃ

(بسلسلہ گزشتہ)

(۳۹۷) ابوہریرہ کی روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ آپنے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز کے لئے کھڑا ہو تو وہ اپنے آگے نہ تھوکے کیونکہ وہ جب تک اپنی نماز میں ہے اللہ سے مناجات کر رہا ہے اور نہ اپنی داہنی جانب اس لئے کہ اس کی داہنی جانب ایک فرشتہ ہے اور چاہیئے کہ اپنی بائیں جانب یا اپنے پیر کے نیچے تھوکے پھر اُسے دفن کر دے۔

باب جب تھوک کسی پر غالب آجائے تو چاہیئے کہ اپنے کپڑے کے کنارہ میں لے لے۔

(۳۹۸) انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دیوار قبلہ میں کچھ بلغم دیکھا تو اس کو آپنے اپنے ہاتھ سے صاف کر دیا اور آپ کی ناگواری معلوم ہوئی یا یہ کہا کہ اس کے سبب سے آپ کی ناگواری اور آپ پر اس کی سختی معلوم ہوئی اور آپنے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے پروردگار سے مناجات کرتا ہے یا یہ فرمایا کہ اس کا پروردگار اس کے اور قبلہ کے درمیان میں ہوتا ہے پس وہ اپنے قبلہ کی جانب میں نہ تھوکے بلکہ اپنے بائیں جانب یا اپنے پیر کے نیچے پھر آپنے اپنی چادر کا کنارہ لیا اور اس میں تھوکا اور اس کو مل دیا اور فرمایا کہ یا اس طرح کرے۔

باب امام کا نماز کے پورا کرنے کے بارہ میں لوگوں کو نصیحت کرنا اور قبلہ کا ذکر۔

(۳۹۹) ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میرا منہ اس طرف سمجھتے ہو حالانکہ اللہ کی قسم مجھ پر نہ تمہارا خشوع پوشیدہ ہے اور نہ تمہارا رکوع اور میں یقیناً تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔ [۱]

(۴۰۰) انس بن مالک کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی بعد اس کے منبر پر چڑھ گئے اور نماز کے اور رکوع کے بارہ میں فرمایا کہ میں تمہیں یقیناً پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں جیسا تمہیں آگے سے دیکھتا ہوں۔

باب کیا جائز ہے یہ کہ کہا جائے مسجد بنی فلاں کی

(۴۰۱) عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان گھوڑوں کے درمیان جو سدھائے گئے تھے (مقام) حفیاء سے گھوڑ دوڑ کرائی اور اس کی انتہا ثنیۃ الوداع تک تھی اور جو گھوڑے سدھائے ہوئے نہ تھے ان کے درمیان ثنیہ بنی زریق کی مسجد تک گھوڑ دوڑ کرائی اور عبداللہ بن عمر بھی ان لوگوں میں تھے جنہوں نے یہ گھوڑ دوڑ کی تھی۔

باب مسجد میں کسی چیز کا تقسیم کرنا اور مسجد میں خوشہ کا لٹکانا درست ہے۔ ابوعبداللہ کہتا ہے کہ قنو اور عذق (ایک چیز) ہے اور دو کو قنوان اور جمع کو بھی قنوان کہتے ہیں۔ [۲]

کہتے ہیں مثل صنو اور صنوان کے اور ابراہیم یعنی طہمان کے بیٹے نے عبدالعزیز بن صہیب سے نقل کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مال بحرین سے لایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اسے مسجد میں پھیلا دو اور وہ تمام ان مالوں سے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (اس وقت تک) لائے گئے تھے زیادہ تھا پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے تشریف لے گئے اور اس کی طرف التفات بھی نہیں کیا پھر جب آپ نماز پڑھ چکے آئے اور اس کے پاس بیٹھ گئے اور جس جس کو دیکھتے اس کو ضرور دیتے تھے اتنے میں آپ کے پاس عباس آئے اور انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھے بھی دیجئے کیونکہ میں نے اپنا بھی فدیہ دیا اور عقیل کا بھی فدیہ دیا تو ان سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لے لو انہوں نے اپنے کپڑوں میں دونوں ہاتھوں لیا پھر اسے اٹھانے لگے تو نہ اٹھا سکے تب کہنے لگے کہ یا رسول اللہ ان میں سے کسی کو حکم دیجئے کہ یہ مجھے اٹھا دیں آپ نے فرمایا نہیں انہوں نے کہا پھر آپ خود میرے اوپر رکھ دیجئے آپنے فرمایا نہیں تو عباس نے کچھ اس میں سے گرا دیا اور اُسے اٹھانے لگے (تو نہ اٹھا) کہنے لگے کہ یا رسول اللہ ان میں سے کسی کو حکم دیجئے کہ اس کو مجھے اٹھا دیں آپنے فرمایا نہیں انہوں نے کہا پھر آپ خود اس کو میرے اوپر اٹھا کے رکھ دیجئے آپ نے فرمایا نہیں تب عباس نے اس میں سے کچھ اور گرا دیا بعد اس کے اس کو اپنے کندھے پر رکھ لیا اور چلدیئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی حرص پر تعجب کر کے ان کے پیچھے برابر دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ ہم سے پوشیدہ ہو گئے۔ پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں نہیں کھڑے ہوئے کہ وہاں ان میں سے ایک درہم بھی باقی ہو۔

باب جس کو کھانے کی دعوت مسجد میں دی جائے (وہ کیا کرے) اور جو شخص اسے قبول کرے (وہ گناہگار تو نہیں ہوا)۔

(۴۰۲) انس کہتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں پایا اور آپ کے ہمراہ کچھ لوگ اور تھے تو میں کھڑا ہو گیا آپ نے مجھ سے فرمایا کہ تم کو ابوطلحہ نے بھیجا ہے میں نے کہا ہاں آپنے فرمایا کھانے کے لئے میں نے عرض کیا ہاں پھر آپ نے اپنے پاس والوں سے فرمایا کہ اٹھو اور آپ چلے اور میں آپ کے آگے چلا۔

باب مقدمات کا فیصلہ اور مردوں اور عورتوں کے درمیان لعان مسجد میں کرنا درست ہے۔

(۴۰۳) سہل بن سعد سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ بتایئے اگر کوئی شخص اپنی بی بی کے ساتھ کسی (غیر) مرد کو پائے کیا اُسے جائز ہے کہ (وہ) اس کو قتل کر دے پھر دونوں نے مسجد میں ملاعنہ کیا اور میں اس وقت موجود تھا۔

---

[۱] بعض علماء نے اس حدیث کی تاویل کی ہے لکھا ہے کہ مقتدیوں کی جو حالت ہوتی تھی وہ بذریعہ وحی کے حضرت کو معلوم کرا دیجاتی تھی مگر یہ مطلب حدیث سے ظاہر نہیں ہوتا بلکہ صاف مطلب یہ ہے کہ حالت نماز میں ایک ایسا کشف آپ کو ہوتا تھا کہ تمام مقتدیوں کی حالت آپکو معلوم ہو جاتی تھی ۱۲ [۲] اسی صفحہ کے دوسرے کالم پر دیکھو

[۲] قنو اور عذق کے معنے خوشہ مصنف کی عادت ہے کہ اکثر غیر مشہور الفاظ کی شرح کر دیا کرتے ہیں خصوصاً جبکہ وہ لفظ قرآن مجید میں آگیا ہو صنوان کا لفظ قرآن مجید میں آیا ہے جو ملے ہوئے درختوں کے معنے ہیں۔ جزرہ ایک خاص قسم کا کھانا ہے جو عرب میں پہلے رائج تھا ۱۲

باب جب کسی کے گھر میں داخل ہو تو جہاں چاہے نماز پڑھ لے یا جہاں اس سے کہا جائے اور تجسس نہ کرے۔

(۴۰۳) عتبان بن مالک سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ان کے مکان میں آئے اور فرمایا کہ تم اپنے گھر میں سے کس جگہ چاہتے ہو کہ میں تمہارے لئے نماز پڑھ دوں کہتے ہیں کہ میں نے ایک مقام کی طرف اشارہ کر دیا پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی اور ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں۔

باب گھروں میں مسجد (بنانا ثابت ہے) اور براء بن عازب نے اپنے گھر کی مسجد میں جماعت سے نماز پڑھی۔

(۴۰۴) عتبان بن مالک جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ان انصاری اصحاب میں ہیں جو شریک بدر تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ میں اپنی بینائی کو خراب پاتا ہوں اور میں اپنی قوم کو نماز پڑھاتا ہوں پس جس وقت مینہ (برستا) ہوتا ہے تو وہ میدان جو میرے اور ان کے درمیان میں ہے بہنے لگتا ہے کہ میں ان کی مسجد میں جا نہیں سکتا تاکہ میں انہیں نماز پڑھاؤں اور یا رسول اللہ میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے پاس تشریف لائیں اور میرے گھر میں نماز پڑھیں تاکہ میں اسی مقام کو مصلے بناؤں عتبان کہتے ہیں کہ ان سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں انشاء اللہ عنقریب (ایسا ہی) کروں گا عتبان کہتے ہیں کہ دوسرے دن جب دن چڑھ گیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر میرے پاس آئے پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (اندر آنے کی) اجازت طلب فرمائی تو میں نے آپ کو اجازت دی جس وقت آپ گھر میں داخل ہوئے بیٹھے بھی نہیں اور فرمایا کہ تم اپنے گھر میں سے کس مقام میں چاہتے ہو کہ میں نماز پڑھوں عتبان کہتے ہیں کہ میں نے گھر کے ایک مقام کی طرف آپ کو اشارہ کیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (وہاں) کھڑے ہوگئے اور تکبیر کہی اور ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی پس آپ نے دو رکعت نماز پڑھی بعد اس کے سلام پھیر دیا عتبان کہتے ہیں کہ ہم نے آپ کو خزیرہ (کھانے کے لئے) روک لیا جو آپ کے لئے ہم نے تیار کیا تھا عتبان کہتے ہیں کہ محلہ والوں میں سے کئی لوگ گھر میں جمع ہوگئے اور ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ مالک بن دخیشن کہاں ہے یا دخشن کہا کہ ابن دخشن (کہاں ہے) تو ان میں سے کسی نے کہا کہ وہ منافق ہے اللہ اور اس کے رسول کو دوست نہیں رکھتا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ نہ کہو کیا تم نے اسے نہیں دیکھا کہ اس نے اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے لا الہ الا اللہ کہا ہے وہ شخص بولا کہ اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے اس نے کہا کہ ہم نے اس کی توجہ اور اس کی خیر خواہی منافقوں کے حق میں دیکھی ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ بزرگ و برتر نے اس شخص پر آگ کو حرام کر دیا ہے جو لا الہ الا اللہ کہدے اور اس سے اللہ کی رضامندی اس سے مقصود ہو (ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ پھر میں نے حصین بن محمد انصاری سے جو بنی سالم میں سے ایک شخص بلکہ ان کے سرداروں میں سے ہیں محمود بن ربیع کی حدیث کی بابت پوچھا تو انہوں نے اس حدیث میں تصدیق کی)

باب مسجد وغیرہ کے اندر داخل ہونے میں داہنی طرف سے ابتدا کرنا (مسنون) ہے اور ابن عمر جب مسجد میں جاتے تو اپنا داہنا پیر پہلے رکھتے اور جب نکلتے تو اپنا بایاں پیر پہلے رکھتے۔

(۴۰۵) حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جہاں تک کر سکتے تھے اپنے کاموں میں داہنی جانب سے ابتدا کرنے کو دوست رکھتے تھے اپنی طہارت میں اور اپنی کنگھی کرنے میں اور اپنی جوتی پہننے میں۔

باب کیا جائز ہے کہ زمانہ جاہلیت کے مشرکوں کی قبریں کھود ڈالی جائیں اور ان مقامات کی مسجدیں بنالی جائیں بدلیل قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ یہود پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنالیا اور (کیا) قبروں میں نماز کا مکروہ ہونا (صحیح ہے) اور عمر بن خطاب نے انس بن مالک کو ایک قبر کے پاس نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا کہ قبر قبر اور انہیں (نماز کے) اعادہ کا حکم نہیں دیا۔

(۴۰۶) حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ ام حبیبہ اور ام سلمہ نے ایک گرجا حبش میں دیکھا تھا اس میں تصویریں تھیں تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں میں جب کوئی نیک مرد ہوتا اور وہ مر جاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے اور اس میں یہ تصویریں بنا دیتے یہ لوگ اللہ کے نزدیک قیامت کے دن بدترین خلق ہیں۔

(۴۰۷) انس بن مالک کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں (ہجرت کر کے) تشریف لائے تو مدینہ کی بلندی پر ایک قبیلہ میں جسے بنی عمرو بن عوف کہتے ہیں اترے اور ان لوگوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چوبیس شب قیام فرمایا پھر آپ نے بنی نجار کو بلا بھیجا تو وہ تلواریں لٹکائے ہوئے آ پہنچے اب گویا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ آپ اپنی سواری پر ہیں اور ابو بکر آپ کے ہمردیف[لہ] ہیں اور بنی نجار کی جماعت آپ کے گرد ہے یہانتک کہ آپ نے ابو ایوب کے مکان میں (اپنا اسباب) اتارا اور آپ دوست رکھتے تھے کہ جس جگہ نماز کا وقت آجائے وہیں نماز پڑھ لیں اور آپ بکریوں کی رہنے کی جگہ میں بھی نماز پڑھ لیتے تھے اور آپ نے مسجد کی تعمیر کرنے کا حکم دیا پھر بنی نجار کے لوگوں کو آپ نے بلا بھیجا اور فرمایا کہ اے بنی نجار اپنا یہ باغ تم میرے ہاتھ بیچ ڈالو انہوں نے عرض کیا کہ خدا کی قسم ہم اس کی قیمت نہ لیں گے مگر اللہ بزرگ و برتر سے انس کہتے ہیں اس (باغ) میں وہ چیزیں تھیں جو میں تم سے کہتا ہوں یعنی مشرکوں کی قبریں اور اس میں ویرانہ تھا اور اس میں چھوارے کے درخت تھے تو نبی صلی اللہ علیہ (وسلم) نے مشرکوں کی قبروں کو حکم دیا کہ وہ کھود ڈالی گئیں پھر ویرانہ کو حکم دیا گیا وہ برابر کر دیا گیا اور درختوں کو حکم دیا وہ کاٹ ڈالے گئے پھر چھوارے کے درخت مسجد کی (جانب) قبلہ میں نصب کر دیئے اور ان کی بندش پتھروں سے کی اور صحابہ پتھر لانے لگے اور وہ رجز پڑھتے جاتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہمراہ تھے اور آپ فرماتے تھے اللهم لا خیر الا خیر الآخرة فانصر[ٹہ] الانصار والمهاجرة۔

باب بکریوں کے بندھنے کی جگہ نماز پڑھنا درست ہے۔

(۴۰۸) انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بکریوں کے بندھنے کی جگہ میں نماز پڑھ لیتے تھے (ابو التیاح راوی اس حدیث کے کہتے ہیں) پھر میں نے انہیں (یعنی انس کو) یہ کہتے ہوئے سنا کہ آپ بکریوں کے بندھنے کی جگہ میں مسجد کی تعمیر سے پہلے نماز پڑھتے تھے۔

لہ جو دو آدمی ایک جانور پر سوار ہوں انہیں سے ہر ایک کو دوسرے کا ردیف کہتے ہیں۔

ٹہ یہ شعر ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چند اشعار کا پڑھنا مروی ہے لیکن آپ شعر کو وزن توڑ کر پڑھا کرتے تھے ترجمہ اس کا یہ ہے کہ اللہ بھلائی تو آخرت ہی کی بھلائی ہے پس تو بہتر اصحاب انصار اور مہاجرین کو بخشدے ۱۲

مقالات غوث الاعظم

(بسلسلہ گذشتہ)

المقالة السادسة عشر

فی التوکل ومقاماته

والموافق لکل خیر والرزق بیده تارة یواصلك بطریق الخلق علی وجه المسئلة لهم فی حالة الابتداء والریاضة او بعد سوالك له عز وجل واخری بطریق الکسب معاوضة واخری من فضله مبادا لا من غیر ان تری الواسطة و السبب فرجعت الیه واستطرحت بین یدیه عز وجل رفع الحجاب بینك وبین فضله وباداك وغداك بفضله عند کل حاجة علی قدر ما یوافق حالك کفعل الطبیب الشفیق الرفیق الحبیب للمریض حمایة منه عز وجل وتنزیها لك عن المیل الی من سواه ویرضیك بفضله فاذا انقطع عن قلبك کل ارادة وکل شهوة ولذة ومطلب فلا یبقی فی قلبك سوی ارادته عز وجل فاذا اراد ان یسوق الیك قسمك الذی لا بد لك من تناوله ولیس هو رزقا لاحد من خلقه سواك اوجد عندك شهوة ذلك القسم وساقه الیك فیواصلك به عند الحاجة ثم یوفقك لشکره ویعرفك الله منه وهو سائقه الیك ورازقه لك فتشکره وتعرف وتعلم فیزیدك خروجا من الخلق

مقالہ سولہواں

(توکل اور اس کے مقامات)

سبب رزق عطا کرنے سے تجھے محجوب رکھے گا پھر جب تو نے اس شرک خفی سے بھی توبہ کرلی اور اس شرک کو بھی درمیان سے دور کر دیا اور حق جل وعلا کی قدرت سے تیری ٹیک جاتی رہی اور تو نے جان لیا کہ وہی اللہ رزق دینے والا اور مسبب الاسباب ہے اور وہی آسانی کرنیوالا ہے اور وہی کسب پر قدرت دینے والا اور ہر کار خیر کی توفیق عطا فرمانے والا ہے اور رزق اسی کے ہاتھ میں ہے اور وہ تجھے رزق پہنچاتا ہے اور کبھی تو ابتلاء وریاضت کی حالت میں مخلوق سے تیرے سوال کرنے کے راستہ سے اور کبھی اللہ عزوجل سے سوال کرنے کی راہ سے کبھی کسب کے واسطے سے بطور معاوضہ (بدلہ ہونے (کسب) کے اور کبھی بے واسطہ بلا سوال اور بغیر کسب محض اپنے فضل کی راہ سے پس جب تو اسباب انعم بغدی سے علیحدہ ہو کر اللہ کی جانب رجوع کرے اور اپنے آپ کو اس کے آگے ڈالدے اس وقت اللہ تیرے اور اپنے فضل کے درمیان سے پردہ اٹھا لیگا اور اپنے فضل سے تیری ہر حاجت کے وقت تیرے حال کے اندازہ کے موافق تجھے بے واسطہ اور بے سبب بخشیگا اور دیگا جیسے کہ ایک طبیب رفیق مہربان [illegible] کو اس کے حسب حال کھانا اور غذا دیتا ہے اور یہ ایک حمایت ہوتی ہے تیرے لئے اللہ عزوجل کی طرف سے اور وہ تجھے اپنے ماسوا کی طرف مائل ہونے سے [illegible] پاک کرتا ہے اور اپنے فضل سے تجھے راضی کرتا ہے [illegible] تیرے قلب سے ہر ارادہ اور ہر خواہش اور لذت اور مطلب اور تمام رغبت بتدریج منقطع ہو جائینگی اور تیرے قلب میں الہام الٰہی کے سوا اور کسی کو بھی قیام نہ ہوگی تو اللہ عزوجل جب چاہیگا تجھے تیرا مقسوم بھیجے گا اور وہ ضرور تجھے پہنچ کر رہے گا اور وہ تیرے سوا کسی دوسری مخلوق کا حصہ نہ ہوگا صرف تجھ ہی کو ملیگا اور تجھ میں اس حصہ کی خواہش پیدا کر دیگا اور پہنچا دیگا اسے تیری طرف جبکہ تیری حاجت کا وقت ہوگا پھر تجھے

وبعدا من الانام وخلو الباطن مما سواه ثم اذا قوی علمك ویقینك وشرح صدرك ونور قلبك وزاد قربك من مولاك ومکانك لدیه وامانتك عنده واهلیتك لحفظ الاسرار علمت متی یاتیك قسمك قبل حین کرامة لك واجلالا لحرمتك فضلا منه ومنة وهدایة قال الله تعالی وجعلنا منهم ائمة یهدون بامرنا لما صبروا وکانوا بایاتنا یوقنون وقال تعالی والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا وقال الله عز وجل واتقوا الله ویعلمکم الله ثم یرد علیك التکوین فتکون بالاذن الصریح الذی لا غبار علیه والدلائل اللائحة کالشمس المنیرة وبکلام لذیذ الذ من کل لذیذ والهام صدق من غیر تلبیس مصفی من هواجس النفس ووساوس الشیطان اللعین قال الله تعالی فی بعض کتبه یا ابن ادم انا الله لا اله الا انا اقول للشیء کن فیکون واطعنی اجعلك تقول للشیء کن فیکون وقد فعل ذلك بکثیر من انبیائه واولیائه وخواصه من بنی ادم

—————

اس کے ادائے شکر کی توفیق دیگا اور اس کا تجھے عرفان دیگا کہ یہ حصہ (جو تجھے پہنچا) اسی کی طرف سے ہے اور وہی بھیجنے والا ہے اور وہی دینے والا ہے پس تو اس کا شکر کریگا اور جان اور پہچان لیگا پھر یہ معاملہ خلق سے تیرے خروج اور لوگوں سے تیرے ابعاد اور ماسوا اللہ سے تیرے باطن کے خلو (خالی ہو جانے) میں زیادتی کر دیگا پھر جب تیرا یقین اور علم قوی ہو جائے گا اور تیرا شرح صدر ہو جائیگا اور تیرا قلب نور سے منور اور تیرا قرب اپنے مولیٰ سے زیادہ اور تیری قدر اور تیرا مرتبہ اس کے نزدیک بلند ہو جائیگا اور اسرار خداوندی کی حفاظت کرنے میں تیری امانت واہلیت زیادہ ہو جائے گی تو پھر اس کے فضل وکرم اور ہدایت سے تیرے اجلال اور تیری کرامت کے سبب تجھے جتا دیا جائیگا کہ وہ تیرا حصہ کب آئیگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے بنی اسرائیل میں سے ائمہ بنائے کہ ہمارے امر کی ہدایت کریں جب ان لوگوں نے صبر کیا اور ہماری نشانیوں پر یقین کرنے والے ہوئے اور یہ بھی فرمایا کہ جو لوگ ہماری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں ضرور ہم انھیں اپنا راستہ دکھا دیتے ہیں اور اللہ عزوجل نے فرمایا اللہ سے ڈرو وہ تمہیں کچھ دیگا پھر تجھے تکوین سپرد کی جائے گی پھر تو کائنات میں تصرف کرے گا اذن صریح اجازت [illegible] جس پر کسی قسم کا غبار نہیں اور دلائل واضحہ آفتاب کی طرح منور ہیں اور ایسے کلام کے ساتھ جو ہر لذت سے زیادہ لذیذ ہے اور الہام صدق کے ساتھ جس میں تلبیس نہیں ہے وہ جو نفسانی خطرات اور شیطان لعین کے وسوسوں سے محفوظ اور صاف ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں فرمایا اے فرزند آدم! میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے میں جس چیز کو کہتا ہوں ہو جا وہ ہو جاتی ہے میری فرمانبرداری کر میں تجھے بھی ایسا بنا دوں گا کہ تو جس چیز کو کہیگا ہو جا بس وہ ہو جائے گی اور بیشک اللہ نے اپنے کثیر انبیا اور اولیا اور خواص بنی آدم کو ایسا ہی بنا دیا ہے

اسلام کی امتیازی معاشرت

ایک مسلسل کتاب جو خاص مولوی کے لئے لکھی جا رہی ہے

(گذشتہ سے پیوستہ)

(از جناب مولوی شریف احمد صاحب مراد آبادی)

میاں بیوی کے حقوق

رسول کریمؐ کی بعثت سے پیشتر عورتوں کی حالت بالخصوص بہت ہی بدتر تھی جاتی تھی: اولیائے فرنگ عورت کو ذریت شیطان جانتے اور اسے سانپ اور بچھو سے بھی زیادہ مہلک سمجھتے تھے عیسائی عورت اپنی جائداد کی مالک نہ ہو سکتی تھی نہ کوئی معاہدہ کر سکتی تھی اسے خدا کی قربت سے دور رکھنے والی ہستی خیال کیا جاتا تھا اس لئے عیسائیوں کے دلوں میں کوئی وقعت حاصل نہ تھی روم اور یونان اس دور کی نہایت مہذب اور شائستہ حکومتیں تھیں اور دنیا میں ان کا غلغلہ تھا۔ مگر وہاں بھی یہ حالت یہ تھی کہ ایک رومی خاوند اپنی عورت پر ایک جابر حاکم کی طرح حکومت کرتا اور اسے محض افزائش نسل کا ذریعہ سمجھتا تھا یونانیوں کے نزدیک بھی اس کی کوئی وقعت نہ تھی اور انسانوں کے اس طبقہ کو علم و فضل کے حصول سے محروم رکھا جاتا تھا لوگ انھیں اپنی جائداد منقولہ کیا بلکہ مسروقہ خیال کرتے تھے انتہا یہ ہے کہ اپنی عورت کو عاریتاً بھی کسی کو دیدینا خاوند کے اختیار کی بات ہوتی تھی۔

ہندوستان میں بھی عورت کو گیان کے راستہ میں روک سمجھا جاتا اور خاوند کی موت پر عورت کا اس کے ساتھ زندہ جل جانا معیار شرافت سمجھا جاتا تھا بیراگیوں کی بھی ستیاں وہ زندہ درگور ہوتی تھیں عرب کے لوگ بھی صنف نازک کی تحقیر میں کم نہ تھے عورتوں سے علانیہ بدکاری کراتے تھے اور اس کی آمدنی کو اپنا جائز حق تصور کرتے تھے باپ کے مرنے کے بعد بھیڑ بکریوں کے گلوں کی طرح اس کی عورتوں کو بیٹے باہم تقسیم کر لیتے تھے اسلام نے اس کی مستقل حیثیت کو تسلیم کیا اور اسے اس کے واجبی حقوق دلائے آپ ذرا کس کے مشہور مورخ موسیو لیبان کی شہادت ملاحظہ کریں وہ کہتا ہے کہ:-

اسلام ہی وہ اولین مذہب ہے جس نے عورت کی حالت کو درست کیا اسلام سے پیشتر دنیا میں عورت کی حالت نہایت بدتر تھی تمدن اسلام میں عورت کو مساوات کا درجہ عطا کیا گیا چنانچہ ہمیشہ ہی مشرقی عورت مغربی عورت سے تعلیم و تربیت میں فائق رہی ہے"

اسی طرح ڈاکٹر ہیلی اپنی کتاب تاریخ اسپین میں لکھتے ہیں کہ:-

"عرب ہر انسان سپاہیانہ اخلاق میں عورت کے احترام کا جز سمجھا جاتا تھا یہاں تک کہ میدان کارزار میں ادنیٰ سپاہی بھی معمولی عورت کے ساتھ عزت سے پیش آتا تھا اور مرد اپنی عورت کے ساتھ نہایت ہی اخلاق اور شرافت کا برتاؤ کرتا تھا اور ماں کی تعظیم تو پرستش کی حد تک ہوتی تھی"

موسیو لوسن اور پروفیسر اسکاٹ جیسے اعلیٰ پایہ کے مدبران فرنگ نے بھی اسی قسم کی آراء کا اظہار کیا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے بارہ میں تین قسم کی اصلاحات نافذ کیں اول معاشری جس میں مردوں کو عورتوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی تاکید کی گئی دوم تمدنی جس میں عورتوں کے اخلاق کو وسیع کیا سوم روحانی جس میں عورتوں کو اپنے نفس و قلب کی اصلاح اور قیام و بقائے عزت کے گر سکھائے۔

روحانیت کے متعلق فرمایا کہ اے عورتو! تمہاری روح کا بھی خدائے قدوس کے ساتھ ویسا ہی تعلق ہے جیسا کہ مردوں کی روح کا ہے ایک عورت بھی اعمال صالحہ کی پابندی سے ویسی ہی مقرب بارگاہ بن سکتی ہے جیسا کہ مرد متقی عورت اور مرد کا درجہ یکساں ہے مردوں عورتوں دونوں پر طلب علم فرض ہے مردوں کو حکم دیا گیا ہے کہ تم اپنے اہل و عیال کے لئے چرواہوں کے مانند ہو اور اس فرض کی ادائیگی کے متعلق تم سے ضرور بازپرس کی جائے گی۔

باپوں کو بیٹیوں کے متعلق فرمایا کہ جس کے دو لڑکیاں ہوں اور وہ ان کی تعلیم و تربیت پر اسی طرح خرچ کرے جس طرح بیٹوں کی تعلیم و تربیت پر خرچ کرتا ہے تو وہ بڑے اجر کا مستحق ہوگا رسول کریمؐ نے اپنی پیاری بیٹی فاطمہؓ کی تعلیم و تربیت کی خود بہترین نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ تمدنی حقوق میں بھی اسلام نے عورتوں کو بہت نوازا۔ سب سے پہلی مرتبہ انھیں وراثت کی حصہ دار قرار دیا اور اپنے باپ بیٹے خاوند کے ترکہ کا حقدار بنایا عورت کو اپنے مال کا حقدار قرار دیا اور اجازت دی کہ وہ ہر قسم کا معاہدہ بطور خود کر سکتی ہے ہبہ و شرا کے بھی وہی اختیارات عطا کئے جو مرد کو حاصل تھے انتہا یہ ہے کہ انھیں اپنے مال کی حفاظت اور بذریعہ تجارت اسے بڑھانے کا اختیار بھی دیدیا۔

معاشری امور میں بھی اس کا درجہ بہت بلند کر دیا اور حکم دیا کہ جس طرح تمہارے حقوق تمہاری عورتوں پر ہیں اسی طرح تمہاری عورتوں کے حقوق تم پر ہیں ان کی پوری پوری نگہداشت کرو ان کے مصارف کے کفیل رہو ان کی جائز خواہشات پوری کرتے رہو جب باہر جاؤ تو ان کے لئے تحفہ لاؤ جو خود کھاؤ وہ انھیں کھلاؤ اور جو خود پہنو وہ انھیں پہناؤ تم شرافت و نجابت کا کتنا ہی دعویٰ کرو لیکن حقیقت میں شریف وہی ہے جس کا برتاؤ اپنی بیوی کے ساتھ شریفانہ ہو۔

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے جو حکم دیا اس کے لئے خود کو بطور ایک نمونہ بنا کر دوسروں کے سامنے پیش کیا آپ کی یہ حالت تھی کہ حضرت خدیجہؓ کے انتقال کے بعد بھی ان کی سہیلیوں اور عزیزوں کو برابر تحفے تحائف بھیجتے رہے اور ان کے ساتھ احسان کے ساتھ پیش آتے رہے ماؤں کے بارہ میں فرما دیا کہ تمہاری جنت تمہاری ماں کے پاؤں تلے ہے۔ مردوں کو عورتوں کے ساتھ مختلف صورتوں۔۔۔ رشتوں میں رہنا اور سلوک ہونا پڑتا ہے عورت

اس کی ماں بھی ہے بہن بھی ہے بیٹی بھی ہے اور غیر بھی سب کے سلوک کے متعلق اسلام میں تفصیلی احکام اوامر موجود ہیں لیکن سب سے بڑا اور سب سے اہم رشتہ زوجیت کا ہے۔

جس طرح انسان کے اندر کھانے پینے اور پہننے کی خواہشات ودیعت کی گئی ہیں اسی طرح بقائے نسل اور تسکین جذبات کی فطری خواہش بھی اُسے تفویض کی گئی ہے اور جس طرح کھانا اور پہننا فطری خواہشات ہیں اسی طرح ایک عورت کے ساتھ مل کر بھی زندگی بسر کرنا ایک فطری جذبہ ہے اس سے قدرت کے پیش نظر دو مقصد تھے اولاً یہ کہ انسانی نسل کا سلسلہ قائم رہے اور دوسرے دونوں مل کر ایک پر سکون اور مسرور زندگی بسر کریں قدرت چاہتی تو اس کا کوئی اور انتظام بھی کر سکتی تھی لیکن نہیں اس نے وہی صورت اختیار کی جو بہترین صورت تھی ایک کو مرد بنایا اور دوسرے کو مادہ! دونوں کی تخمیر ایک ہی مادہ سے کی دونوں میں ایک قدرتی کشش اور دونوں کے قلوب میں ایک دوسرے کے لئے ایک جذبہ پیدا کر دیا تاکہ دونوں محبت و اخلاص سے مل کر رہیں کوئی اپنی تنہائی سے نہ گھبرائے اور ایک کی امداد کے لئے دوسرا موجود رہے۔

اگر جنس کا یہ امتیاز نہ ہوتا تو دنیا ویران نظر آتی اکیلا اور تنہا انسان جہاں چاہتا پڑ رہتا نہ کوئی گھر بناتا نہ یہ آبادیاں اور نہ شہر قائم ہوتے ایک کو دوسرے سے کوئی سروکار نہ ہوتا اور تنہائی میں طبیعت گھبرا جاتی دیکھئے حضرت آدم کو جنت میں ہر نعمت اور ہر ممکن آسائش میسر تھی لیکن ان کی طبیعت گھبرا اٹھی اور ایک ساتھی اور ایک رفیق عمل کی ضرورت داعی ہوئی جس وقت حضرت بی بی حوا پیدا ہو گئیں اس وقت ان کی طبیعت کو سکون ہوا اور جنت جنت معلوم ہوئی انسان کے پاس خواہ وہ مرد ہو خواہ عورت کتنی ہی دولت ہو اسے کتنی ہی آسائش میسر ہو لیکن اگر وہ تنہا ہے تو اسے کوئی راحت نہیں اور یہ تمام آسائشیں اور راحتیں اس کے لئے بیکار ہیں وہیں تو دنیا آباد ہے اس محبت و اتحاد کے دوام و استحکام ہی کے لئے دونوں میں جذبات کی رنگینی اور ان سے سازگار مادہ بھی پیدا کیا تاکہ ایک طرف تو سلسلہ نسل قائم رہے اور دوسری طرف دونوں حظ و نشاط بھی حاصل کرتے اور ایک دوسرے کی ضرورت بھی محسوس کرتے رہیں۔

دیکھئے قدرت نے اپنے مقاصد کی تکمیل اور بقائے نسل کے لئے کیسے کیسے اہتمام کئے اور کس طرح یہ سعی کی کہ یہ نر و مادہ اور یہ مرد و عورت دونوں محبت و اخلاص کے ساتھ رہیں ان کی مسرت اور اس کی دنیا کی رونق و آبادی ترقی کرے یہ بھی خوش رہیں اور دنیا بھی معمور رہے جانوروں میں عقل نہیں ہے دماغ کی قوتوں سے محروم ہیں لیکن اس بے عقلی اور بے دماغی پر بھی آپ نے کبھی نہ دیکھا ہو گا کہ شیر شیرنی پر سانپ سانپنی پر اور بھیڑیا اپنی مادہ پر غرا رہا ہے یا ستا رہا ہے اگر ایسا کبھی ہو بھی جائے تو چند منٹ نہیں چند سیکنڈ کے اندر معاملہ ختم ہو جائے گا اور پھر دونوں میں سے کسی کو یاد بھی نہ ہو گا کہ کس نے کس کے ساتھ کیا زیادتی کی تھی اور دونوں اسی طرح مل جل کر خلوص سے زندگی بسر کرتے نظر آئیں گے شیر اپنی قریب جنگل میں کسی اور شیر کو نہ رہنے دیگا لیکن شیرنی ہر وقت اس کے ساتھ رہے گی اور دونوں ہر وقت مل کر زندگی بسر کرتے اور جنگل کی ہوا کھاتے نظر آئیں گے شیرنی بچوں کو بیٹھی دودھ پلا رہی ہو گی یا ان کی نگرانی کر رہی ہو گی اور شیر شکار و رزق کی تلاش میں ادھر ادھر گھوم رہا ہو گا اور جب اُسے کچھ مل جائے گا تو دونوں اسے مل کر کھالیں گے اور آرام سے لیٹ کر سو جائیں گے بچے بڑے ہو جاتے ہیں تو دونوں ساتھ ساتھ ہی شکار کو نکل بیٹھتے ہیں اور ہر حالت میں ایک دوسرے کا مونس و معاون بنا رہتا ہے چونکہ قدرت نے انھیں ان کی ضروریات کے مطابق ناپ تول کر عقل عطا کر دی ہے اس لئے انھیں اپنے فرائض میں کسی کی رہنمائی اور کسی کے سکھانے کی ضرورت داعی نہیں ہوتی لیکن انسان کی حالت ان سے جداگانہ ہے اس میں عقل اور ترقی کا مادہ موجود ہے وہ اچھی تعلیم سے اچھا انسان اور بری تعلیم سے برا انسان بن جاتا ہے اس لئے اس کی رہنمائی کے لئے خالق اکبر نے آئین اور اوامر و مناہی کے دستور مرتب کر کے بھیجے اور اس کے رسولوں اور اس کے فضلائے فرزانہ نے بھی نوع انسان کی بہتری و بہبود کے لئے نصائح کے دفتر سیاہ کر ڈالے۔

لیکن ظاہر ہے کہ خدائی تعلیم ہی انسان کے لئے بہترین تعلیم ہو سکتی ہے اور اس تعلیم کی مکمل صورت اسلام اور تعلیمات اسلام ہیں دیکھنا یہ ہے کہ اسلام نے ان دونوں کی زندگی کی رہنمائی کے لئے کیا تدابیر عمل واضح کیں اور کونسی ہدایات اس نے بتا دیں خدائے برتر و توانا نے عقد و نکاح کا مقصد ان الفاظ میں ظاہر کیا ہے ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیہا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں اس لئے کہ تمہیں ان سے پورا سکون اور راحت نصیب ہو ساتھ ہی تم دونوں کے خمیر میں اخلاص اور پیار بھی پیدا کیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے من استطاع الباءۃ فلیتزوج فانہ اغض للبصر واحصن للفرج کے الفاظ میں اس کی تشریح کی یعنی تم میں جو شخص نکاح کی استطاعت رکھتا ہو وہ نکاح کرے اس لئے کہ نکاح سے شرمگاہ کی حفاظت بھی رہتی ہے اور نگاہیں بھی منتشر نہیں ہوتیں بلکہ نیچی رہتی ہیں۔

اس سے چند امور مستنبط ہوتے ہیں کہ مرد و عورت دونوں کا ضمیر مایہ ایک ہی ہے اور متاہلانہ زندگی کا مقصد اولین سکون و راحت کی زندگی بسر کرنا ہے اس سے انسان نفس کی شرارتوں سے بھی بچا رہتا ہے اور زور جذبات سے اس کی نگاہیں بھی ادھر ادھر نہیں بھٹکتیں بلکہ وہ جھکی ہوئی رہتی ہیں اور فتنے اٹھنے کا امکان معدوم ہو جاتا ہے آگے چل کر یہیں عورت و مرد کا درجہ بھی بتا دیا گیا ہے اور صاف بتایا ہے کہ ھن لباس لکم وانتم لباس لھن عورت و مرد دونوں ایک دوسرے کے لئے لباس کا درجہ رکھتے ہیں مرد عورت کا لباس ہے اور عورت مرد کا یعنی ایک کے لئے دوسرے کی وہی اہمیت ہے جو جسم کے لئے لباس کی ہے لباس کی عدم موجودگی سے یہی نہیں کہ انسان بالکل برہنہ اور وحشی معلوم ہوتا ہے بلکہ اسی سے اس کی زینت و آرائش اور آرام و آسائش بھی عبارت ہے لباس نہ ہو تو انسان سردی اور گرمی دونوں کی تکلیف بھی اٹھائے گا وحشی بھی کہلائے گا اور معیوب بھی ہو گا۔

آپ خود سوچئے کہ اس نص قرآنی میں عورت و مرد کی کوئی ذرہ برابر بھی تخصیص نظر آتی ہے نہیں اور ہرگز نہیں دونوں کو ایک دوسرے کے مساوی قرار دیا ہے اور صاف طور پر واضح کر دیا ہے کہ دونوں کی راحت دونوں پر منحصر ہے اور ایک دوسرے کے بغیر کوئی اہمیت نہیں رکھتا انسان کی تحقیر کا باعث اس کی مالی کمزوری اور دوسروں کی دست نگری ہی ہے اس لئے اسلام نے عورت کی اقتصادی پوزیشن کو اس طرح مضبوط کیا کہ ایک طرف تو شادی کے وقت بطور مہر ایک معقول رقم دلائی اور دوسری طرف ہر مرد رشتہ دار کے ترکہ میں اس کا حصہ مقرر کیا۔ گو

عورتوں کو الرجال قوامون علی النساء (مرد عورتوں کے نگراں اور سردار ہیں)
کا حکم سنایا جاتا ہے تو دوسری طرف مردوں کو وعاشروھن بالمعروف (اپنی
بیبیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو) حکم دیا جاتا ہے گویا دونوں پر دونوں کے حقوق
قائم کر دیئے اور کسی کو اس شکوہ کا موقعہ نہ دیا کہ ہمیں ہی دبا دیا گیا ہے۔

ہندوؤں، یونانیوں، یہودیوں اور ایرانیوں میں نہ عورت کا کوئی حق ہی نہ تھا نہ مہر نہ ورثہ اور نہ حسن سلوک کی سکہ۔ اسلام ہی ہے جس نے قدم قدم پر عورت کے حقوق کا بھی خیال کیا اور مردوں کے بھی ظاہر ہے کہ جس کے حقوق ہی نہ ہوں اس کی عزت ہی کیا ہو سکتی ہے جب مرد سمجھے گا کہ عورت گو کمزور ہے لیکن وہ ہندو دستور کے خلاف سخت ظلم کی صورت میں علیحدگی بھی اختیار کر سکتی ہے اور مغربی آئین کے خلاف نہ وراثت میں کبھی شریک ہو سکتی اور ایرانی طریقہ کے خلاف مہر کی بھی حقدار ہے تو یقیناً نہ اس کے جذبات کا احترام کرے گا وہ اسے کنیز نہ سمجھیگا جس کے کوئی حقوق ہی نہ ہوں بلکہ وہ اسے انسانیت کا ایک ایسا عنصر خیال کرے گا جو اسی جیسے حقوق کی سزاوار ہے۔

جہاں عورتوں پر واضح کیا گیا ہے کہ فالصالحات قانتات حافظات للغیب بما حفظ اللہ (نیک بیویاں مردوں کا کہنا مانتی ہیں اور ان کے پس غیب میں ان کے مال و اسباب کی حفاظت کرتی ہیں) وہاں مردوں کے لئے بھی یہ سخت تاکیدی حکم نازل ہوا کہ واحل لکم ما وراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین (ترجمہ جو عورتیں حرام کر دی گئی ہیں ان کے سوا اور تمام عورتیں تم پر حلال ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ تمہارا مقصد ان سے محض شہوت رانی اور جذبات نفسانی کی غیر ضروری تکمیل نہ ہو بلکہ تم اسلئے انھیں بذریعہ مہر اپنے عقد میں لاکر جائز طریق پر ان کے ساتھ زندگی بسر کرو) لوگوں کا عام عمل تھا کہ محض ہوس رانی کے لئے شادیاں پر شادیاں کرتے چلے جاتے تھے اور جب چاہتے انھیں چھوڑ دیتے تھے اور وہ اف نہ کر سکتی تھیں اس سے انھیں بتاکید کے ساتھ روک دیا گیا اور کہہ دیا گیا کہ مہر دو اور نکاح کرو۔ مگر ہوسرانی کیلئے نہیں بلکہ سنت اور ضرورت کے لئے

شوہروں عورتوں کے متعلق رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا حکم ہے کہ خدا کسی اور کے لئے سجدے کا حکم دیتا تو وہ حکم عورتوں کو ہوتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدے کیا کریں لیکن دوسری طرف مردوں کو بھی یہ کہہ کر ان کی اہمیت جتا دی کہ "نماز اور خوشبو کی طرح مجھے عورت بھی محبوب ہے" جو چیز کائنات انسانی کی اس سب سے بزرگ ہستی کو محبوب ہو کون مسلمان ہو جو اس سے بیزاری اور اس کی تحقیر کا ارتکاب کر سکے ابھی یہ بات ختم نہ جائیے یہ عیسائیت ہندوئیت اور یہودیت کے لوگ نہیں ہو بہت بڑی حد تک بطور فدیوں ایک طرف صنف نسوانی کے علاوہ ارتقا کے لئے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما گئے ہیں کہ جس شخص نے تین بیٹیوں یا تین بہنوں یا دو بیٹیوں اور دو بہنوں کی پرورش کی اور انھیں پڑھا لکھا کر سلیقہ سکھایا اور ان کے ساتھ سلوک بھی اچھا کرتا رہا اور خود ہی ان کی شادی کر دی تو وہ جنتی ہو گیا دوسری طرف مرد کو عورت کے نزدیک اہم موقع بنانے کے لئے حکم دیا گیا کہ جو عورت اس حالت میں مرتی کہ اس کا شوہر اس سے ناخوش تھا تو وہ یقیناً دوزخ میں جائے گی اور اگر شوہر کو خوش چھوڑا تو اسے جنت ملنی یقینی ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف طور پر فرمایا ہے کہ بیشک تمہارا حق عورتوں پر ہے اور تمہاری عورتوں کا بھی تم پر حق ہے عورتوں پر تو تمہارا حق یہ ہے کہ وہ ان لوگوں اور عورتوں کو گھروں میں نہ آنے دیں اور نہ فرش پر بیٹھنے دیں جن کو تم اور عورتوں سے بات نہیں کرنا پسند نا گوار گذرتا ہے اور عورتوں کا حق تم پر یہ ہے کہ انھیں اچھا کھلاؤ اور اچھا پہناؤ۔ نسائی کی ایک حدیث ہے کہ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای النساء خیر قال التی تسرہ اذا نظر و تطیعہ اذا امر ولا تخالفہ فی نفسھا ولا فی مالھا بما یکرہ

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ سب سے اچھی عورت کونسی ہے فرمایا وہ کہ جب مرد اس کی طرف دیکھے تو وہ اسے خوش اور مسرور کرے اور مرد کوئی حکم دے تو وہ اسے بجا لائے اور اپنی جان اور مال میں کسی ایسی بات کے متعلق اس کی مخالفت نہ کیا کرے جو اسے ناگوار ہو۔

غور کیجئے کہ یہ حدیث اور یہ ارشاد کتنا بلیغ ہے ذرا تصور کی آنکھیں بند کر داور سوچو کہ وہ واقعی ایک خوش مزاج خوش خلق اور فرمانبردار عورت سے بہتر بھی کوئی عورت ہو سکتی ہے۔ اگر خوش قسمتی سے ایسی بیوی نصیب ہو جائے جس کی سلیقہ مندی اور بشاش چہرہ دیکھتے ہی تم مسرور ہو جاؤ اور وہ کسی امر میں تمہاری مخالفت بھی نہ کرے اور تمہارا پوری طرح حکم مانے اور جو کہو وہی کرے تو تمہیں کس درجہ خوشی نصیب ہوگی اور تم اسے اپنی سب سے بہتر اور برترین دولت نہ سمجھو گے یہ ایک حقیقت ہے کہ گھر میں سکون اسی حالت میں قائم رہ سکتا ہے جبکہ بیوی خوش مزاج اور فرمانبردار ہو مرد ہزار بدمزاج ہو جب کسی بات میں اسکی مخالفت ہی نہ کی جائیگی اور وہ جو کہے گا وہ کیا جاتا رہے گا تو پھر جنگ و جدال اور لڑائی کی وجہ کیا پیدا ہوگی گھر کے فسادات کی وجہ ہی یہ ہے کہ مرد جو کچھ چاہتا ہے وہ نہیں ہوتا یا اس کی مخالفت ہوتی ہے یا اس کا مقابلہ کیا جاتا ہے مرد کی فطرت یہ ہے کہ وہ ہر حالت میں اپنا حکم چلانا اور منوانا چاہتا ہے نہ صرف عورت سے بلکہ اپنے ماتحت مردوں سے بھی عقلمند عورت اس کی فطرت کے اس مخفی اور پوشیدہ رجحان کو سمجھتی ہے اس لئے وہ اسے خوش بھی رکھتی ہے اور اس کا کہنا بھی مانتی ہے رفتہ رفتہ مرد کے جذبات سکون پذیر ہو جاتے ہیں اور یہ حالت ہو جاتی ہے کہ آئندہ پھر اپنا حکم منوانے میں کوئی لذت باقی نہیں رہتی اس پر اتنا اعتماد ہو جاتا ہے کہ وہ سب کچھ اسی پر چھوڑ دیتا ہے اور ایک وقت ایسا آجاتا ہے کہ مرد خود اس کا حکم ماننے اور اس کے اشاروں پر چلنے لگتا ہے چونکہ اسلام ایک فطری مذہب ہے اس لئے ایسی عقیل اور مرد کی فطرت کے راز کو پہنچ جانے والی عورت کے لئے یہ کہہ دیا گیا کہ یہ عورت بہترین عورت ہے۔

یہ تو رہی گھر کے سکون کی کیفیت ورنہ دنیا کا سکون اس کا بھی یہ حالت رہی ہے کہ عورت ہی کی خاطر قبائل کے قبائل قومیں کی قومیں اور سلطنتیں کی سلطنتیں جاتی اور آگ اور خون کی کھیل کھیلتی رہتی ہیں اور خانوں میں تو جنگ و جدال کا سبب اولین عورت ہی ہوتی ہے۔

رفتہ رفتہ زمین باعث انتشار عالم مشہور ہیں اس آگ کی پہلی چنگاری ایک گھر اور ایک گھر سے ہی نہیں روشن ہوتی ہے یا عورت مرد کا کہنا نہیں مانتی یا از خود یا مرد کی سختی پر وہ مقابل ہو جاتی ہے۔ بیوقوف اور غیر مآل اندیش اعزا و اقارب اس کی حمایت کرنے میں نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ تعلقات ناخوشگوار ہو جاتے ہیں عورت میکے میں آ جاتی ہے اور دونوں کے تکدر بڑھتے اور پھیلتے چلے جاتے ہیں یہی صورت روز ازل سے زنانیوں میں پیش آتی ہے کبھی عورت پر جبراً قبضہ کی کوشش بھی باعث شر و فساد اور وجہ جنگ و جدال بن جاتی ہے۔

اکثر یہ بھی ہوتا ہے کہ عورت ماہ پیکر اور برق جمال ہو اس پر کسی خاندان والے یا غیر خاندان والے کی نگاہ پڑ گئی اس کے حصول کی ہر جائز و ناجائز سعی شروع ہو گئی اور اس نے خطرناک نہیں بلکہ ہولناک صورت اختیار کر لی اور شعلے بھڑک اٹھے ازمنہ قدیم میں تو حکومتیں بھی الجھ پڑتی تھیں اور حسن و جمال کی محض شہرت ملک کے خرمن امن و امان کو خاکستر بنا کر رکھ دیتی تھیں وہ سلسلہ تو بڑی حد تک ختم ہو چکا لیکن قبیلوں اور خاندانوں کے جھگڑوں اور تنازعوں کا سلسلہ ہنوز جاری ہے اور ہر ملک میں آئے دن ایسے الناک واقعات برابر ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں۔

اسلام اگر اس بنائے فساد کو نہ روکتا اور اس جھگڑے اور فساد کے سرچشمہ پر بند نہ باندھتا تو واقعی تمدنی حیثیت سے ایک بڑی خامی باقی رہ جاتی لیکن اسلام پھر اسلام ہے اس نے انسانی فطرت کے اس رجحان کو بھانپ لیا گھر کے اسباب فساد پر تو دونوں کو دونوں کے حقوق کا احساس کرا کر اور دونوں کے جداگانہ حقوق قائم کر کے اس نقص اور اس سبب کا خاتمہ کیا اور باہر کے فسادات کے لئے یہ کیا کہ عورت کو پردہ میں رکھنے اور مرد کی سوسائٹی سے بالکل علیحدہ رہنے کا حکم دیا اور صاف حکم دیدیا کہ دونوں کا خلا ملا تو ایک طرف ایک کا دوسرے کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا بھی گناہ اور معصیت قرار دیا کیونکہ ان کی نہ نگاہ بڑھے گی اور نہ دل میں کوئی تحریک پیدا ہوگی عورتوں کو یہ حکم دیا گیا کہ راستے میں ادھر ادھر نگاہیں ڈالتی نہ چلا کریں نہ اپنی زینت کسی کو دکھائیں اور مردوں کو یہ حکم دیا کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھو اور تنہائی میں کسی عورت کے ساتھ ہرگز بات نہ کرو۔ مرد و عورت ایک دوسرے کی طرف تو ضرور کھینچتے ہیں اور اس لئے کھنچتے ہیں کہ دونوں کا خمیر مایہ ایک ہے اور دونوں ایک ہی جسم کے دو ٹکڑے ہیں ایسی صورت میں دو ہی صورتیں ہیں یا تو عورت باعث جنگ و نزاع بنے گی یا اسکی حیا و عصمت کا جوہر نذر خزاں ہو کر رہ جائے گا کہنے کو تو دنیا کہہ دیتی ہے کہ عورت کو پردہ میں رکھنا ظلم ہے لیکن ذرا حقیقت پر نظر ڈالئے اور مرد و عورت کے فرائض پر نظر ڈالئے عورت فطرتاً نازک ہے اور نازک کاموں ہی کے لئے مخلوق کی گئی ہے اس کا ہرگز یہ کام نہیں کہ وہ دفتروں میں نوکری کرتی پھرے اور ہوائی جہازوں میں اڑتی سینماؤں میں تفریح کرتی اور شاہراہوں پر ٹہلتی پھرے اگر وہ ایسا کرے تو حمل کے ایام میں اسکی تکالیف بڑھ جائیں گی بچوں کی نگہداشت نہ کر سکے گی اگر امیر ہے تو گھر کا کاروبار محض نوکروں پر چھوڑنا پڑے گا اور اگر وہ غریب ہے تو گھر کا کام کرنے کے لئے ملازم کہاں سے آئیگا۔

مرد و عورت دونوں لازم و ملزوم چیز ہیں اور ان دونوں ہی سے گھر آباد ہے باہر کے کام مرد کے سپرد ہیں اور گھر کے عورت کے جس طرح مرد دفتر دکان یا کارخانے سے علیحدہ رہکر فائدہ نہیں اٹھا سکتا اسی طرح عورت گھر سے جدا رہکر کوئی نفع خیز کام نہیں کر سکتی مرد باہر رہے اور کما کر لائے عورت گھر میں خرچ کا انتظام کرے گھر کے کام انجام دے اور بچوں کی نگہداشت کرتی رہے اس کے یہ وظائف حیات اور قدرتی مدارج اسے اجازت ہی کب دیتے ہیں کہ وہ باہر نکلے۔ نکلیگی تو اولاد بگڑے گی خانہ داری کے کام میں فرق پڑے گا اور اس کی صحت خراب ہو کر رہ جائیگی یورپ نے پردہ کا مذاق اڑایا اور اسے ٹھکرایا نتیجہ یہ ہے کہ وہ خانگی مسرتوں سے محروم ہو گئی ہوٹلوں کی افسردہ زندگی بسر کرنی شروع کی اور تاہل کی زندگی خطرہ میں پڑ گئی اس کے علاوہ حیا و عصمت میں بھی کسی نہ کسی نہج سے رخنے پڑ گئے وہ مرد بننے کی سعی میں نسائیت کو بھی کھو بیٹھی ضبط تولید کی مساعی شروع ہوئی مقابلہ کا جذبہ پیدا ہوا اور بات بات پر طلاق دیجانے لگی اگر وہ فطرت کے راز کو سمجھتا تو اس کی زندگی کہیں زیادہ مسرت بخش اور عیش آلود ہوتی جو شخص دونوں کی فطرت پر غور کرے گا وہ ہرگز عورت کی بے پردگی اور علانیہ باہر گھومنے کو استحسان کی نظر سے نہ دیکھیگا اسلام نے جو پردہ جائز رکھا ہے وہ صرف اتنا ہی ہے کہ مردوں اور عورتوں کی سوسائٹی علیحدہ رہے اور ایک دوسرے کی کشش اور جذب حسن کسی کو متاثر نہ کرنے پائے اور دوسرے عورت سکون کے ساتھ گھر میں بیٹھی انتظام خانہ داری میں مصروف رہے۔

تیرہ صدیوں سے اسلام پر شدومد کے ساتھ یہ اعتراض کیا جاتا رہا ہے کہ اس نے طلاق و تعدد ازدواج کی اجازت دیکر عورتوں پر ظلم کیا ہے لیکن اب یورپ کے بعد ہندو ریاستیں بھی طلاق کا قانون منظور کرتی جا رہی ہیں اور عورتوں کے خلع کے متعلق بھی تحریکات شروع ہو گئی ہیں انسان بہرحال انسان ہے اگر نباہ کی کوئی صورت ہی باقی نہ رہے یا مرد حد سے زیادہ ظلم پر آمادہ ہو تو دونوں ایک دوسرے سے قطع تعلق کر سکتے ہیں ہندوؤں اور عیسائیوں میں مرد عورت پر کتنا ہی ظلم کرے لیکن عورت کے لئے کوئی صورت مفر اور راہ نجات نہیں بجائے اس کے کہ وہ عمر بھر اپنی قسمت کو روتی رہے کثرت کو روکنے کے لئے ان دونوں چیزوں کو عام حالت میں نہایت مبغوض بھی قرار دیا لیکن نباہ کی کوئی صورت ہی نہ ہو تو فضول مبتلائے مصائب رہنا کسی طرح درست نہیں قرار دیا جا سکتا۔ اسی طرح اگر جنگ و جدال میں مرد کٹ جائیں یا عورت ذالاطرفین ہو یا فطرت و حرارت نے اس کی خواہشات کو بڑھا دیا ہو یا بالخصوص نفس شہوانی کے زمانہ میں صبر غیر ممکن نظر آتا ہو تو ایسی صورت میں بجائے اس کے کہ مرد تسکین جذبات کے ناجائز طریقے اختیار کرے اسے اجازت دیدی گئی ہے کہ وہ چار تک شادیاں کر کے اپنی خواہشات کی تکمیل کا سامان فراہم کر سکتا ہے اگر اسلام ایسی مخصوص صورتوں میں یہ رعایت روا نہ رکھتا تو دنیا میں فواحش کی گرم بازاری ہو جاتی پھر بھی مرد کے ساتھ یہ رعایت ملحوظ رکھتے ہوئے عورت کے حقوق کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا اور حکم دیدیا گیا کہ اگر بیویوں کے درمیان جملہ امور میں پورا عدل کر سکو تو مزید شادیاں کرو ورنہ ہرگز نہیں۔ بہرحال یہی کیا ہے محض اتنی سی رعایت سے مرد کو ناجائز استفادہ اور صریحاً قانون شکنی کی برائی سے روک لیا۔ اس سے واضح ہو گیا کہ اسلام نے زندگی کے اس سب سے بڑے اور اہم رشتہ میں انسانی فطرت کو آخری حد تک محفوظ رکھا ہے اور کوئی موقعہ ایسا نہیں دیا کہ انسان معاصی و مناہی یا قانون شکنی پر آمادہ ہو سکے اور معاشرتی اور تمدنی حد بندیوں سے تجاوز کر سکے یورپ میں مرد و عورت کی جو جنگ و قوع پذیر ہے وہ فطرت کے اصول سے انحراف ہی کا نتیجہ ہے وہاں عورت کے حقوق پر بھی دست دراز یاں ہوئیں اور اسے انتہا سے زیادہ آزاد اور بے لگام بھی بنا دیا گیا نتیجہ جو ہونا چاہیئے تھا وہی ہو رہا ہے اور وہاں کی گھریلو زندگی اور خانگی مسرت برباد ہو کر رہ گئی ہے اسلام کا مقصد یہ ہے کہ عورت مرد کو خوش رکھنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرے اور مرد عورت کو زیادہ سے زیادہ محبوب رکھے دونوں کے حقوق اور دونوں کے مفاد اور دونوں کی راہیں معین بھی ہیں اور مشترک بھی ان کی رہنمائی کے لئے خدائی قانون موجود ہے جہاں اور جب منزل پر کوئی مانع کار رونما ہو اور کوئی تھمر سامنے آ جائے اس کی تدبیر واضح صورت میں مل جائیگی سارا دعوی ہے کہ اگر آج دنیا اسلام کے قانون کو اپنا دستور العمل بنا لے تو اس کی زندگی کے گلشن میں بہار آ جائے اور یورپ کی طرح کسی کو پریشان ہونے اور کسی ایک فریق کو بھی غیر ضروری تکلیف اٹھانے کی ذرہ برابر امکان نہ رہے۔

تاریخ اسلام

(خاص مولوی کے لئے سلسلہ گذشتہ)

(از جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب پھلواری)

قومی ہمدردی

عرب قبائل کی اصلاح و ترقی کا خیال آپکو بچپن ہی سے تھا اور آپ عرب کو اوج کمال پر دیکھنے کے خواہشمند رہتے تھے مگر جب ان کی بری عادتوں اور خصلتوں کو دیکھتے تو آپ کو بہت زیادہ صدمہ ہوتا علاوہ دیگر حرکتوں کے جب وہ حج کے لئے جمع ہوتے تو بالکل ننگے ہوجاتے تھے دیوانوں کی طرح اچھلتے سیٹیاں بجاتے بتوں کے سامنے باجہ بجاتے اور عورتیں بتوں کے سامنے ناچتیں آپ یہ اخلاق سوز رسمیں، بیہودہ حرکتیں اور حیوانی افعال دیکھکر افسردہ رہتے اور ان کے افعال شنیعہ سے سخت نفرت پیدا ہوتی ایکدن آپکو اتنا صدمہ پیدا ہوا کہ غلاف کعبہ پکڑ کر یہ دعا مانگی کہ اے اللہ میری قوم کو عقل و سمجھ دے کہ وہ یہ سب بری عادتیں چھوڑ دیں اور مجکو ہمت و توفیق دے کہ میں ان کی اصلاح کرسکوں بعض اوقات آپ کو ان کی حیوانی حرکتیں دیکھکر اتنا صدمہ ہوتا کہ اپنی بے بسی دیکھکر رونا آجاتا تھا۔ ایکدن آپ بازار سے گھر آئے تو رونے لگے حضرت خدیجہؓ نے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ عرب کی افسوسناک حالت دیکھکر مجھے رونا آتا ہے اور اس پر قیصر و کسریٰ کی حرص حکومت ان کو غلام بنانے کی رغبت اور غیروں کی نفرت و ملامت اور بھی میرا دل پاش پاش کئے دیتی ہے۔

عرب کے سوداگر تجارتی اغراض کے لئے روم و ایران میں جاتے تھے قیصر و کسریٰ کے رعب و داب اور ان کے طرز تمدن کو دیکھ دیکھ کر اثر پذیر ہوتے رہتے تھے وہ جب آپس میں جمع ہوتے تو ان کی ترقی کی داستانوں سے دل بہلاتے اور ان کے حالات مزے لے لیکر دوسروں کو سنایا کرتے تھے جیسا کہ آجکل یورپ کی ترقی یافتہ قوموں کی ترقیات کو دیکھکر مسلمانوں کے منہ میں پانی بھر آتا ہے اور ان کی ترقی کی داستانیں کو سنایا جاتا ہے ایک مرتبہ چند سوداگروں میں اسی قسم کی گفتگو ہو رہی تھی حضور بھی تشریف لے آئے یہ ذلت آمیز اور غلامانہ گفتگو سنکر آپ نے فرمایا "وہ دن کی چیز جو ہمارے سامنے ہو ہمیں خوش نہیں کرسکتی تم اپنی قوم کا حال دیکھو"

سبحان اللہ کیسی اعلیٰ تعلیم اور کیسا شاندار تخیل ہے ان مختصر جملوں میں حضور نے جذبات اور ترقی و اصلاح کی وہ روح بھردی ہے جس کو کوئی مقرر لمبی چوڑی تقریروں سے نہیں سمجھا سکتا۔

کاش مسلمان حضور کے ان ارشادات عالیہ سے سبق حاصل کریں دوسروں کی ترقیات سے خوش ہونا یا حسد کرنا چھوڑ دیں بلکہ اپنی قوم کی ترقی و اصلاح کی طرف تمام توجہ مبذول کردیں۔

اسی طرح ایک روز چند لوگ روم و ایران کے خزانوں اور سونے چاندی و جواہرات کا ذکر کررہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "دوسروں کے روپے کا ذکر فضول ہے تم اپنی قوم کی مفلسی کا حال بیان کرو تاکہ قوم کی مفلسی اور تکلیف دور ہو کیونکہ اپنی اصلاح بڑا خزانہ ہے۔" حضور کا یہ آخری جملہ اس لائق ہے کہ ہر مسلمان اس کو آویزہ گوش بنالے۔

یا اللہ کیا تیرے پیارے حبیب کی امت جسکو تونے خیر الامم قرار دیا ہے وہ اپنے نبی کی ایسی اعلیٰ تعلیم کی موجودگی میں اور اپنی اصلاح و ترقی کا ایسا عمدہ ذریعہ اور محرک رکھتے ہوئے یونہی ذلیل اور خوار اور غیروں کی ٹھوکروں سے پامال رہیں گے ان کو آنکھ کان دل اور عقل دے کہ وہ تیرے حبیب پاک کی حیات طیبہ کو دیکھیں، سنیں، دل میں جگہ دیں اور عقل و سمجھ سے کام لیکر اس پر عمل پیرا ہوں اور کماحقہ استفادہ حاصل کریں۔

حضور کا رحم و شفقت

حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بھتیجے حکیم بن حزام کہیں سے ایک غلام خرید کر لائے تھے جس کا نام زید بن حارثہ تھا یہ ایک عیسائی خاندان کا لڑکا تھا اس غلام کو انہوں نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی نذر کردیا تھا اور انھوں نے سردار دو جہان صلعم کو دیدیا اور آپکی خدمت کرنے لگے اور بڑا مرتبہ پایا جب زید کے والد حارثؓ اور چچا کو جب کہ معلوم ہوا کہ زید مکہ میں بطور غلام کے زندگی بسر کرتے ہیں تو وہ دونوں مکہ میں آئے اور آنحضرت صلعم کی خدمت میں درخواست پیش کی کہ زید کو آزاد کرکے ہمارے ساتھ کردیجئے حضور نے اس درخواست کو منظور فرمالیا اور زید سے کہا کہ تمہارے والد اور چچا تمہیں لیجانا چاہتے ہیں میری طرف سے تمہیں اجازت ہے کہ ان کے ہمراہ چلے جاؤ مگر چونکہ زید آپ کے غلام ہی نہیں بلکہ عاشق بن چکے تھے اور آپکے قدموں سے جدا ہونا نہیں چاہتے تھے اس سے انہوں نے یہ بات منظور نہ کی کہ اپنے والد کے ہمراہ چلے جائیں اور کہا کہ میں آپ کی غلامی کو بادشاہی پر ترجیح دیتا ہوں اور نہیں چاہتا کہ آپ سے جدا ہوں غرض اس طرح اپنے والد اور کنبہ کی مفارقت و جدائی منظور کرلی مگر آپ کی مفارقت گوارا نہ کی۔

آنحضرت صلعم نے جب زیدؓ کا یہ جاں نثارانہ اور وفادارانہ جواب سنا تو زید کو ہمراہ لیکر خانہ کعبہ میں پہنچے اور باآواز بلند فرمایا کہ لوگو گواہ رہو کہ آج سے میں زید کو آزاد کرتا اور اپنا بیٹا بناتا ہوں یہ میرا وارث ہوگا اور میں اس کا وارث ہوں گا۔ خلق و مروت کا یہ سحور کن منظر دیکھکر زید کے والد اور چچا نہایت خوش ہوئے اور بخوشی زید کو آپ کے پاس چھوڑ گئے اسی روز سے بجائے زید بن حارث کے زید بن محمد پکارے جانے لگے مگر قرآن کریم میں جب یہ حکم نازل ہوا کہ منہ بولا بیٹا بنانا جائز نہیں تو پھر زید بن حارث کے نام سے پکارے جانے لگے۔

آپ ایک دفعہ بازار میں سے گذر رہے تھے اتفاقاً ایک اندھی عورت ٹھوکر کھاکر گر پڑی اور بازار کے لوگ ہنسنے لگے مگر آپ اس کی یہ قابل رحم حالت دیکھکر دوڑ پڑے اس کو اٹھایا اور ہاتھ پکڑ کر اس کے گھر تک پہنچا آئے پھر روز اس کو کھانا پہنچایا کرتے تھے ایک روز آپ نے دیکھا کہ ایک مزدور عورت لکڑیاں سر پر رکھے ہوئے بازار میں جارہی ہے اور بازار کے لوگ اسے چھیڑ رہے ہیں آپ نے ان کو ڈانٹا اور فرمایا کہ تم کو شرم نہیں آتی کہ بجائے اس کی مدد کرنے کے اسے ستارہے ہو۔ لونڈی غلاموں سے آپ کو بہت ہمدردی تھی ان کے ساتھ حقیقی اولاد کا سا برتاؤ کرتے اور دوسروں کو بھی یہی نصیحت اور تاکید کرتے تھے اگر کسی لونڈی غلام پر کوئی ظلم ہوتے ہوئے دیکھتے تو اس کے آقا کو نہایت نرمی سے دلنشیں پیرایہ میں روک دیتے

اور حتی الامکان لونڈی غلاموں کی مدد کرتے۔

ایک غلام کو آپ نے دیکھا چکی پیس رہا ہے اور روتا جاتا ہے یہ دیکھکر آپکا دل بیچین ہوگیا دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہے مگر ظالم آقا کا حکم اُسے مجبور کررہا ہے کہ وہ بہرحال اس کے حکم کی تعمیل کرے یہ سنکر اور بھی زیادہ رقت طاری ہوگئی اور آپ اس کو اٹھا کر خود اسکی جگہ چکی پیسنے لگے اور سارا آٹا پیس دیا صرف یہی فوری امداد نہیں کی بلکہ فرمایا کہ جب کبھی ضرورت ہوا کرے مجھے بلا لیا کرو میں آکر پیس دیا کروں گا۔

ابو سفیان کا غلام بیمار تھا جب آپکو معلوم ہوا کہ اس کا تیماردار اور خبر گیراں کوئی نہیں تو آپ اُس کے پاس پہنچے تمام رات اس کی خدمت کرتے رہے اور فرماتے رہے گھبرا مت محمدؐ تیرے پاس ہے۔

بنی امیہ کا ایک امیر اپنی لونڈی کو مار رہا تھا آپ نے اس امیر کو اس ظلم سے منع کیا تو وہ کہنے لگا کہ آپ کو میری لونڈی کے معاملہ میں دخل دینے کا کیا حق ہے آپ نے فرمایا کیوں نہیں ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ مظلوموں اور بیکسوں کی دستگیری اور امداد کرے

اس قسم کے بیشمار واقعات ہیں صرف مذکورہ بالا واقعات پر اکتفا کیا جاتا ہے غرض بعثت سے پہلے کی زندگی جو اخلاقی عظمت و فضیلت پیش کرتی ہے اور انسانی ہمدردی کے جو اعلےٰ نمونے آپ کی زندگی میں ملتے ہیں ان کی مثال تاریخ عالم میں ڈھونڈنا ایک خیال خام ہے۔ مختصر یہ کہ آپ کسی یتیم بچہ کو دیکھتے تو گود میں اٹھا لیتے اور پیار کرتے کسی مزدور کو سر پر بوجھ اٹھائے ہوئے دیکھتے تو خود اس کا بوجھ منزل مقصود پر پہنچا آتے بیماروں کی عیادت میں رات رات بھر جاگتے اور ہر طرح کی خدمت کرتے کسی عورت۔ بچے۔ لونڈی اور غلام پر کوئی ظلم ہوتے ہوئے دیکھتے تو لوگوں کو حسن سلوک اور رحمدلی کی تعلیم دیتے غرض آپ کی ذات اقدس غریبوں۔ بیکسوں مظلوموں یتیموں اور بیواؤں کے لئے ایک رحمت عام تھی علامہ حالی مرحوم فرماتے ہیں ؎

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا	مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا	وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

یہ تھی فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے پہلے کی زندگی جو اتنی پاکیزہ بلند مرتبہ اور عالی منزلت تھی کہ جس پر نہ کبھی کسی قسم کی نکتہ چینی ہوئی اور نہ آئندہ قیامت تک ہوسکتی ہے آپ کی زندگی کا آئینہ اس قدر مجلیٰ اور مصفیٰ ہے کہ مخالف کو تاب نظارہ نہیں ہوسکتی نقشہ حیرت بنا دیتا ہے یوں اعتراض اور نکتہ چینی کرنے کو تو خدا کی ذات بھی نہیں بچی کفار مکہ جنہوں نے آئندہ چل کر بانئے اسلام کی مخالفت میں ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگا دیا شدید سے شدید نکتہ چینیاں کیں مگر آپ کی نبوت سے پہلے کی زندگی پر کسی قسم کا اعتراض اور نکتہ چینی نہ کرسکے اور پاکیزگی و پارسائی کے آفتاب پر خاک نہ ڈال سکے اگر آپ کی زندگی میں کوئی اخلاقی نقص ہوتا تو مخالفین جو دن رات آپ کی تاک میں رہتے تھے ضرور ظاہر کرتے مگر اسلام کی آئیں اور غیروں کی لکھی ہوئی تاریخیں دیکھ جاؤ مگر مخالفین کا آپ کی زندگی پر کوئی اخلاقی اعتراض نظر نہیں آتا۔ اب اگر کوئی بصارت و بصیرت سے بے بہرہ انسان آپ کی ذات کو مورد الزام ٹھیرائے تو وہ جھک مارتا ہے اپنے داغی گندگی کو باہر پھینکتا ہے حقیقت کا منہ چڑاتا ہے اور اپنے تعصب و عناد کو ظاہر کرتا ہے۔

توجہ الی اللہ اور خلوت گزینی

جس وقت آپ کی عمر مبارک ۴۰ سال کی ہوئی اور زمانہ نبوت قریب آنے لگا تو عبادت و ریاضت اور خلوت گزینی شروع کردی کہ معظمہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک غار تھا جس کو حرا کہتے ہیں مہینوں آپ اسی میں قیام فرماتے اور مراقبہ فرماتے کھانے پینے کا سامان ساتھ لیجاتے جب وہ ختم ہو جاتا تو گھر آتے اور لیجاتے۔ تنہائی میں قدرت الٰہیہ پر غور و فکر کیا کرتے تھے ان سوالوں پر غور فرمایا کرتے کہ یہ کیا ہے اور یہ غیر متناہی عالم کیا ہے اور میں کن کن چیزوں کا اعتقاد کروں اکثر وقت تحمید و تقدیس خداوندی میں بسر کرتے اسی دوران میں آپ کو ایک روشنی اور چمک سی نظر آیا کرتی تھی جسکو دیکھکر آپ نہایت مسرور اور خوش ہوتے۔

نبوت کا دیباچہ اور وحی الٰہی کی ابتدا یہ تھی کہ جو آپ جو خواب دیکھتے وہ سچا ثابت ہوتا سچے خواب کثرت سے آپ کو آتے اور طرح طرح کے اسرار منکشف ہوتے۔

آفتاب نبوت کا طلوع

ایک دن آپ غار حرا میں مراقبہ میں مصروف تھے کہ ناگاہ فرشتہ غیب نظر آیا اور آپ سے کہا اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ؕ یعنی پڑھ اس خدا کے نام سے جس نے کائنات کو پیدا کیا جس نے آدمی کو گوشت کے لوتھڑے سے پیدا کیا پڑھ تیرا خدا کریم ہے وہ جس نے انسان کو قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا وہ جس نے انسان کو وہ باتیں سکھائیں جو اسے معلوم نہ تھیں۔

یہ کہکر فرشتہ تو غائب ہوگیا آپ پر خوف طاری ہوگیا اور آپ گھبرائے ہوئے گھر تشریف لائے حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے کہا کہ مجھے کمبل اڑھا دو مجھے کمبل اڑھا دو حضرت خدیجہ یہ خوف و ہراس کی حالت دیکھکر گھبرا گئیں جب آپ کو کچھ سکون ہوا تو حضرت خدیجہ سے غار حرا کی تمام کیفیت بیان کی اور فرمایا کہ مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔ حضرت خدیجہ نے فرمایا کہ نہیں نہیں آپ کو خوش ہونا چاہئے۔ واللہ خدا آپ کو کبھی ضائع اور رسوا نہ کریگا کیونکہ آپ ہمیشہ صلہ رحمی کرتے ہیں ہمیشہ سچ بولتے ہیں اور دوسروں کے اخراجات برداشت کرتے ہیں آپ میں وہ تمام اخلاقی خوبیاں موجود ہیں جو دوسرے لوگوں میں نہیں آپ مہمان نواز ہیں اور حق باتوں و نیک کاموں کے سبب اگر کسی پر کوئی مصیبت آئے تو آپ اس کے مددگار بنجاتے ہیں۔

اس تسلی و تشفی کے بعد حضرت خدیجہ آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لیگئیں جو عبرانی زبان جانتے تھے توراۃ و انجیل کے ماہر تھے اور کتب الہامیہ میں آپ کی پیشنگوئیاں بغور پڑھ چکے تھے ورقہ نے آپ کو دیکھتے ہی نبوت کی تصدیق کی اور واقعہ حرا کی کیفیت سنکر کہا کہ یہ وہی ناموس ہے جو موسیٰ پر اترا تھا۔

آپ کا تردد

واقعہ حرا سے آپ پر جو خوف و ہراس طاری ہوا تھا اور فرمایا تھا کہ مجھے اپنی جان کا خوف ہے اس کی وجہ آپ کی نظری کمزوری اور اوہام پرستی نہ تھی بلکہ یہ اس جلال الٰہی اور انوار نبوت کا تاثر تھا جسکو دیکھکر حضرت موسیٰ کلیم اللہ بے ہوش ہوگئے تھے اور نبوت کی بارگراں کی عظمت و جبروت کا تخیل تھا!

شعبان المعظم کی فضیلت

(از حضرت مولانا سید نذیر الحق صاحب لائل پوری)

مسلمانوں کا جماعتی حافظہ

شریعت اسلامیہ کا کون حکم اور کون واقعہ ہے جو ہماری یادداشت سے دور اور ہمارے دل کی عبرت اندوزیوں اور اثر پذیریوں سے مہجور نہیں ہو گیا اور ہمارے قوائے عملیہ بیس اور بیکار ہو کر نہیں رہ گئے حالانکہ کبھی مسلمان سراپا عمل اور مجسمہ ایثار و فداکاری تھے انہوں نے اسلام کی پہلی آواز پر اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر دیا تھا خدا اور اس کے رسول کے احکام پر ہنس ہنس کر جانیں فدا کرنا ان کا وہ طرۂ امتیاز تھا جس نے انھیں دین و دنیا میں سربلند و سرفراز اور فائز المرام کیا وہ کلی طور پر خدا کے ہو گئے تھے ان کی جد و جہد کی علمی و عملی طاقتیں صرف خدا کے لئے تھیں اور خدا کے احکام کی تعمیل سے جان چرانے اور حیل و حجت کرنے کو وہ منافی اسلام سمجھتے تھے یہی تو جان سپارانہ جوش عمل اور جذبۂ صداقت تھا جس نے قیصر و کسریٰ کے تختے الٹ دیئے تھے اور وہ ہماری طرح احکام اسلام کی پابندی سے گریز کرتے اور ان کے اعمال و افعال اسوۂ حسنہ کے مطابق نہ ہوتے شاید اسلام عرب سے ایک انچ بھی آگے نہ بڑھتا ایک تو وہ تھے اور ایک ہم ہیں کہ صدائے حق پر جانیں تو کیا خاک فدا کریں گے ارکان خمسہ اسلامی اور دیگر فرائض و واجبات کی بھی پوری طرح پابندی اور تعمیل نہیں کر سکتے جن کی پابندی اور تعمیل سے کوئی بالغ عاقل اور سمجھدار مسلمان کسی حالت میں بھی مستغنی اور معذور نہیں قرار دیا جا سکتا۔

جب ہم نے بڑے بڑے اسلامی احکام کو فراموش کر رکھا ہے اور ان کو پس پشت ڈال رکھا ہے تو ہم شعبان المعظم کے مسنون اعمال و عبادت کو کیسے یاد رکھتے اور کیسے امید کی جا سکتی ہے کہ احکام الٰہی سے نفور اور شریعت حقہ سے مہجور مسلمان اس ماہ مبارک کی فضیلتوں سے بہرہ ور اور اثر پذیر ہوں گے۔

کتنے مسلمان ہیں جو پنجوقتہ نماز با جماعت التزام کے ساتھ ادا کرتے ہیں کتنے مومن ہیں جو پورے ماہ رمضان المبارک کو صائم و ذاکر رہ کر گذارتے ہیں اور کتنے خدا کے بندے ہیں جو اس کے دیئے ہوئے مال کی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور حج کے فرض سے سبکدوش ہوتے ہیں حقیقی ایمان اور سچی عبدیت کا تقاضا تو یہ تھا کہ عالم اسلام میں ایک بھی بے نمازی مسلمان نہ ہوتا۔ رمضان کے مہینہ میں ایک بے روزہ دار مسلمان نظر نہ آتا اور ایک مالدار مسلمان بھی تارک حج و زکوٰۃ نہ ہوتا ہماری مسجدیں ویران ہیں نمازی نہ رہے۔ ماہ رمضان ہر سال مسلمانوں کی بے عملی بے بصیرتی اور غفلت و تساہل پر ماتم کرتے ہوئے گذر جاتا ہے کہ اس کا ادب و احترام کرنے والے مسلمان دنیا میں تھوڑے رہ گئے باقی سب پیٹ کے کتے اور ایسے نافرمان و ناہنجار مسلمان رہ گئے جو ایک جابر کی بیان پر رمضان المبارک کی حرمت کو قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتے اور جو احکم الحاکمین خدا سے منہ موڑ کر اپنے سفید آقاؤں کی رضامندی کا پروانہ حاصل کر لیتے ہیں۔

فقدان تنظیم و اتحاد کے بجلنے تشتت و افتراق نے ہماری اساسی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیا اور ہم مالی کمزوری کی وجہ سے دین حقہ کی حفاظت کا بھی کماحقہ حق نہیں ادا کر سکتے۔ اس لئے کہ زکوٰۃ دینے والے اور حج کرنے والے تھوڑے رہ گئے غرض مسلمانوں کی اکثریت نے احکام اسلامی کو اٹھا کر طاق نسیاں پر دھر دیا ہے صرف لفظ اسلام کی ہمہمی اور رسمی پوجا باقی رہ گئی ہے۔

اگر مسلمان شریعت حقہ اور اسوۂ حسنہ سے روگردانی نہ کرتے اور ہر مسلمان جملہ احکام اسلامی پر عامل ہوتا تو ان کی پستی اور ذلت و خواری کی یہ حالت نہ ہوتی جو اب ہے اگر ہم صحیح معنوں میں خدا کے عبادت گذار اور فرمان بردار بندے ہوتے ہماری گردنوں میں صرف خدا کی غلامی کا طوق "عبودیت" ہوتا تو ہم انگریزوں اور ہندوؤں کے غلام نہ بنتے اور ان کی نظروں میں ذلیل و خوار نہ ہوتے اور اگر ہم عبدیت کے دائرہ سے نہ نکلتے تو کونین کی دولتیں اور سرفرازیاں ہمارے ہی حصہ میں آتیں کیونکہ اللہ پاک نے آج سے تیرہ سو سال پہلے اپنے پیارے حبیب کی معرفت ہمیں کہدیا تھا کہ؎

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں ۔۔۔ یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اس بے عملی اور شریعت اسلامیہ سے دوری کی حالت میں کیا امید ہو سکتی ہے کہ وہ شعبان المعظم کی خیر و برکت اور سعادت و فضیلت سے بہرہ ور ہوں گے اس مبارک و مسعود موقعہ پر اپنے دامن عمل کو عبادت و استغفار سے بھر لیں گے اور ہلال شعبان سے اکتساب نور کریں گے۔

ماہ شعبان میں علمائے کرام اور ہمدردان ملت بذریعہ تجاویز و تقاریر مسلمانوں کے سامنے اسوۂ حسنہ نبوی رکھتے ہیں اور ان کو ہر طرح اعمال صالحہ کی بجا آوری کی ترغیب و تحریص دلاتے ہیں مگر یہ ایسے نیکیوں پر حریص اور سعادت مند مسلمان کہاں ہیں جو ان کی آوازوں پر کان دھریں نتیجہ وہی "ڈھاک کے تین پات" ہوتا ہے ان کی عملی حالت اور اثر پذیری میں کوئی نمایاں فرق محسوس نہیں ہوتا اگر چہ اثر ہوتا ہے تو یہ کہ ماہ شعبان اسی طرح بدمستیوں اور سیاہ کاریوں میں گذر جاتا ہے اور اس کی پندرھویں رات کو جو ہزار مہینوں کی راتوں سے بہتر اور افضل ہے ناعاقبت اندیشی لہو و لعب اور گھر پھونک تماشے میں کھو دیتے ہیں۔

اس غفلت اور جمود اور بے اثری کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کا حافظہ اور دماغ ہی بگڑ گیا ہے ان کے حافظہ میں کسی کارآمد مفید اور نیک بات یاد رکھنے کی جگہ ہی باقی نہیں رہی اور نہ کسی نیک صلاح اور آواز کو پکڑتا ہی نہیں اور ان کے دماغ میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ہی نہیں رہی کیونکہ ان کے اندر حصول سعادت کا جذبہ اور عمل کی آمادگی ہی سرے سے نہیں جو منکرات کی تلاش ہو کسی نیک مشورہ پر دھیان دیں اور کام کی بات پر کان لگائیں یہ قوم کے ادبار و تنزل اور جمود آرامیوں کی سب سے بڑی اور ہلاکت انگیز نشانی ہے۔

جب کسی قوم کے ذلیل ہونے اور مٹنے کا وقت آتا ہے تو یہی خرابی پیدا ہو جاتی ہے اس کا دماغ بیکار ہو جاتا ہے اور حافظہ کا مزاج الٹ جاتا ہے جو باتیں یاد رکھنی چاہئیں وہ بھلا دی جاتی ہیں کہ بار بار یاد دلانے پر یاد نہیں آتیں اور جو باتیں بھلا دینی چاہئیں وہ یاد رکھی جاتی ہیں بلکہ ان کی یادآوریوں کا اہتمام کیا جاتا ہے نیز جو باتیں سمجھ میں آنی چاہئیں وہ دماغ میں نہیں گھستیں مگر الٹی

اور بہت سی باتیں بخوبی سمجھ میں آجاتی ہیں

کس قدر افسوس اور سر پھوڑنے کا مقام ہے کہ جو چیزیں قومی زندگی کے لئے اور اصلاح کے واسطے عبرت و موعظت کی ہیں وہ وہم و گمان میں بھی کبھی نہیں گذریں اور ان سے سراسر غفلت و اعراض ہے اور جو مسخر آمیز اعمال اور رسوم و افعال ہیں اخلاقی اور مذہبی حیثیت سے سراسر اسلام سے گراتی ہیں اسلامی شان کو بٹہ لگاتی ہیں ان کی طرف دنیا بہی کی طرف لپکاتی ہیں ان کے لئے ہر طرح کی آمادگی اور مستعدی ہے اسلامی تہوار یوں تفریح یا یادگار ہیں اور اجتماعوں کے محاسن و فضائل اور ان کی اہمیت سے متعلق نظر اور عمل نہیں بلکہ ان میں اسلامی تعلیم سے دوری اور گمراہی سے ان کے محاسن پہ پردہ ڈال کر اور الشان کو فواحشات و شبہات کا منظر بنا لیا ہے اور اس طرح صدر اول کا دل و دماغ اور روح عمل کھوکر اپنے انسانیت نور پاکیزہ اور فطری مذہب کو مجموعۂ خرافات و اوہام بنالیا۔

اس افسوس کن جمود و تعطل کو دیکھتے ہوئے اور ایک حقیقت ثابتہ کی مرثیہ خوانی کے بعد بجز اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کے سامنے کوئی علمی اور خیر و برکت الٰہی پیش کرنا ہے کہ وہ سمجھ جائیں کہ اسلامی آداب میں صحرا اثابت ہوتی ہیں وہاں یہ تعلیم ان کی بیداری اور تغافل ہوگی مگر فرض منصبی مجبور ہی کرتا ہے کہ خواہ کچھ بھی ہو مردوں اور عورتوں پر اتمام حجت کر ہی دے اور بار بار انھیں احکام شرعیہ سے روشناس کراتا رہے۔ وما علینا الا البلاغ

ہلال شعبان کا پیغام

بادۂ غفلت کے متوالو اور روح عمل کھو دینے والے مسلمانو جاگتے ہی رہو کہ شب قدر میں نور ہدایت ہے اس کی روشنی کو ان اندھی نگاہوں کے لئے علم میں ہے جو سمجھ نہیں سکتے کس طرح انسانیت کے بدن میں آیا کرتا ہے۔ ... اور آنے والے ایام کو یاد کرتا ہے دیکھو ہلال شعبان تمہارے لئے مغفرت اور رحمت کا پیغام لایا ہے اور اس کو تم اپنے دلوں میں جگہ دو اسی کو سن کر تو بہ کرو اور سنو کہ کیا کہتا ہے۔

گناہگار انسان کی زندگی میں انسان کو جو کچھ ہوتا ہے اس کی روح خدا تعالیٰ سے دور ہوتی ہے اور بدکاری کی خاک دھول سے اس کا آئینہ قلب مکدر ہو جاتا ہے مسلمانوں کی نظروں میں گناہ ان کے حلوے نظر آتے ہیں پس اے معصیت شعار اور گناہوں میں ڈوبے ہوئے انسان تیار رہ جاؤ کہ مجھ میں ایک ایسی انوار و تجلیات اور خیر و برکت سے بھری ہوئی رات ہے جس میں حسن کائنات سے آفتاب ہو گا یعنی کائنات تمام مخلوقات پر نورانی بارش کرے گا اور خدائے رحمان و رحیم کی رحمت ستار العیوب غفار الذنوب اور شفقت و مہربانی گناہگاروں کو اپنی ردائے مغفرت میں ڈھانپ لیگی لہٰذا نیکی اور سعادت کی طرف دوڑو پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی ہم تو معصیت میں غرق گناہوں کی تاریکیوں میں بھٹکنے والو اور اپنی عمر عزیز کو پست بستیوں اور سیاہ کاریوں میں کھو دینے والو اگر تمہارے سینہ میں دل اور دل میں نور ایمان ہے تو اٹھو اور اس ماہ مبارک کا کچھ حق ادا کر جاؤ بھلا اگر تم نے اس سنہرے موقع کو بھی ناعاقبت اندیشیوں اور بد اعمالیوں میں کھو دیا اس کی ہزار مہینوں کی راتوں سے بہتر اور افضل پندرہویں رات کو بھی تم لہو و لعب اور خرافات و اختلافات میں ضائع کر دیا اور اس ماہ میں بہ مقدور نیکی اور دعا کی رہنمائی کو اپنی سیاہ مستیوں سے سنسان کر دیا اور راتوں کی ... ... اور بہت سے مسکین اور بہت سے مریضوں کو سیال آتش کی بلند و شعلوں کی ... ... سنتے ہو گے ... ان میں آپ نے دیکھا ... تمہاری آنکھوں ... ...

تمہاری دل کی بصیرت چھین لیگا تمہارے قوائے عملیہ پر بدی کا شیطان قبضہ کر لیگا اور پھر تم اس طرح قیامت کی نیند سوتے رہو گے کہ صور اسرافیل کی جگر شگاف اور ہولناک آواز ہی تمہیں بیدار کرے گی۔

فضائل شعبان

تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں شعبان شہری و رمضان شہر اللہ یعنی شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ تعالیٰ کا جس کے معنی یہ ہوئے کہ رمضان کے بعد سب سے زیادہ بابرکت اور فضیلت والا مہینہ شعبان المعظم ہے مومنین قانتین کے لئے تو بس یہ فضیلت بہت بڑی اور جذبات عملیہ برانگیختہ کرنے کے لئے کافی سے زیادہ ہے کیونکہ جب حضور نے اس مہینہ کو اپنی طرف منسوب فرمایا ہے تو اب جس مسلمان کے دل میں محبت رسول کا ادنیٰ سا بھی جذبہ ہوگا وہ اسکی عزت و تکریم اور اسوہ نبوی کی تعمیل کو اپنا دین و ایمان سمجھے گا۔ محبوب کا تو کتا بھی پیارا ہوتا ہے پھر محبان رسول کو یہ مہینہ کیوں نہ پیارا ہو۔

رسول خدا صلعم کا ارشاد ہے کہ شعبان رجب اور رمضان کے مابین ایک مبارک مہینہ ہے جس کی فضیلت اور عظمت سے لوگ غافل اور بےخبر ہیں اور یہ خاص بزرگی و عظمت اس مہینہ کو یہ ہے کہ اس ماہ میں بندوں کے اعمال حضرت حق جل علی شانہ کی طرف اٹھائے جاتے ہیں سو میں اس امر کو دوست رکھتا ہوں کہ میرے اعمال بارگاہ رب العزت میں ایسی حالت میں پیش ہوں کہ میں روزہ دار ہوں۔

شعبان المعظم اور حضور کا اسوۂ حسنہ

اس مہینہ کی فضیلت و بزرگی مذکورہ بالا دو حدیثوں سے بخوبی ثابت ہوگئی اب یہ امر باقی رہ گیا ہے اس مہینہ کے متعلق کیا پیش نظر رکھنا چاہئے اور حضور کا اسوۂ حسنہ کیا تھا سو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہینہ کو روزوں کے لئے مخصوص فرمایا تھا اور اس لئے کہ اس میں بندوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں آپ قریب قریب تمام شعبان روزوں میں گذارتے تھے اور لوگوں سے ارشاد فرمایا کرتے تھے خذوا من العمل ما تطیقون فان اللہ لا یمل حتی تملوا یعنی اس مہینہ میں حسب استطاعت عمل کرو اپنی طاقت سے زیادہ عمل نہ کرو کہ باد نہ سکو اور تھک جاؤ کہ اللہ پاک تو ثواب دینے سے نہیں تھکتا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور کی عادت یہ تھی کہ آپ بکثرت نفلی روزے رکھا کرتے تھے جب آپ روزے رکھنے شروع کر دیتے تھے تو لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ آپ زندگی بھر روزے رکھیں گے اور جب آپ افطار کرتے تھے تو گمان ہوتا تھا کہ شاید بالکل ہی ترک کر دیئے گئے غرض رمضان میں پورے مہینہ کے روزے اور شعبان میں بکثرت رکھا کرتے تھے۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے ابی داؤد قالت کان احب الشہور الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یصومہ شعبان ثم یصلہ برمضان سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک روزے رکھنے کے لئے محبوب ترین مہینہ شعبان کا تھا یہاں تک کہ آپ شعبان کے روزوں کو رمضان سے ملا دیا کرتے تھے۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب رجب کا مہینہ آتا تو سرکار فرماتے اللہم بارک لنا فی رجب و شعبان و بلغنا رمضان ... رجب ... ...

عطا فرما اور ہم کو عافیت کے ساتھ رمضان تک پہنچا دے نیز حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ حضور کو سوائے شعبان اور رمضان کے کسی اور مہینے میں متواتر اور پے در پے روزے رکھتے نہیں دیکھا ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ تمام سال کے صرف دو مہینے شعبان اور رمضان ایسے تھے جن میں حضور پورے مہینے کے روزے رکھتے تھے۔

شعبان میں روزے رکھنے کی وجہ

حضرت اسامہ نے حضور سے شعبان میں بکثرت روزے رکھنے کی وجہ دریافت فرمائی تو حضور نے ارشاد فرمایا ذالک شھر یغفل الناس عنہ بین رجب ورمضان وھو شھر یرفع فیہ الاعمال الی رب العالمین فاحب ان یرفع عملی وانا صائم۔ اے اسامہ یہ مہینہ رجب اور رمضان کے درمیان ہے لوگ اس سے غافل ہیں حالانکہ اس مہینہ میں بندوں کے اعمال درگاہ خداوندی میں پیش کئے جاتے ہیں سو میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال ایسی حالت میں پیش ہوں کہ میں روزہ دار ہوں ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینہ میں بکثرت اس وجہ سے روزے رکھا کرتے تھے کہ اس میں سال بھر میں مرنے والوں کے نام لکھے جاتے ہیں سو حضور اس امر کو پسند فرماتے تھے کہ آپ کی موت روزہ داروں میں شمار ہو اب ہم مسلمانوں کا بھی یہی فرض ہونا چاہئے کہ جو بات حضور پسند فرماتے تھے وہی ہم بھی پسند کریں جب حضور باوجود باعث ایجاد عالم محبوب رب العالمین گناہوں سے معصوم ہونے کے اعمال پر اس درجہ حریص تھے تو ہم گنہگاروں کا فرض نہیں کہ اس مہینہ میں نیک اعمال بجا لائیں۔

شعبان کی پندرہویں شب

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ینزل اللہ تعالیٰ الی سماء الدنیا لیلۃ النصف من شعبان فیغفر لکل شیٔ الا رجل مشرک او فی قلبہ شحناء یعنی شعبان کی پندرہویں شب کو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر اپنی توجہ خاص مبذول فرماتے ہیں اور مشرک و کینہ ور کے علاوہ سب گنہگاروں کی مغفرت فرماتے ہیں حضرت ابو موسیٰ فرماتے ہیں کہ شب قدر کے بعد اس رات کا مرتبہ تمام راتوں سے افضل ہے۔

اس رات میں اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر توجہ خاص مبذول فرماتے ہیں اور تمام گنہگاروں کی مغفرت فرماتے ہیں سوائے مشرک کینہ ور کے اور قاطع رحم کے حضرت علی کی مرفوع روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شعبان کی پندرہویں شب میں عبادت کرو اور صبح کو روزہ رکھو اللہ تعالیٰ اس رات میں سورج ڈوبتے ہی آسمان دنیا پر نزول فرماتے اور اپنے بندوں کو اس طرح خطاب کرتا ہے الا من مستغفر فاغفر لہ الا من مسترزق فارزقہ الا من مبتلی فاعافیہ الا کذا الا کذا حتی یطلع الفجر ہے کوئی استغفار مانگنے والا بندہ کہ میں اس کے گناہ بخش دوں ہے کوئی رزق طلب کرنے والا بندہ کہ میں اس کو رزق عطا کروں اور ہے کوئی مصیبت زدہ بندہ کہ میں اس کو صحت و عافیت مرحمت کروں اللہ پاک صبح صادق تک اپنے بندوں کو یوں ہی خطاب فرماتے رہتے ہیں۔

اس رات کے متعلق حضور کا اسوہ

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ شعبان کی پندرہویں شب کو رسول اللہ صلعم میرے پاس تھے قریباً نصف شب کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ آپ کہیں تشریف لے گئے آپ کو حجرہ میں موجود نہ پا کر میرا خیال ہوا کہ شاید آپ کسی دوسری بیوی کے پاس تشریف لے گئے ہیں سو میں تمام بیویوں کے حجروں میں آپ کو تلاش کرتی رہی مگر کہیں نہ پایا جب سب جگہ سے پھر پھرا کر واپس آئی تو حضور کو سجدہ کی حالت میں موجود پایا اور آپ یہ کلمات عرض کر رہے تھے سَجَدَ لَکَ خَیَالِیْ وَسَوَادِیْ وَاٰمَنَ بِکَ فُؤَادِیْ ھٰذِہٖ یَدِیْ وَمَا جَنَیْتُ بِھَا عَلٰی نَفْسِیْ یَا عَظِیْمُ یُرْجٰی لِکُلِّ عَظِیْمٍ اِغْفِرِ الذَّنْبَ الْعَظِیْمَ سَجَدَ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَہٗ وَصَوَّرَہٗ وَشَقَّ سَمْعَہٗ وَبَصَرَہٗ یہ فرمانے کے بعد آپ نے سر مبارک اٹھایا اور دوسرے سجدے میں حسب ذیل کلمات پڑھے اَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَاَعُوْذُ بِعَفْوِکَ مِنْ عِقَابِکَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ وَاَقُوْلُ کَمَا قَالَ اَخِیْ دَاؤدُ اَعْفِرُ وَجْھِیْ فِی التُّرَابِ لِسَیِّدِیْ وَحَقٌّ لَہٗ اَنْ تَسْجُدَ پھر آپ نے سجدے سے سر اٹھا کر یہ دعا مانگی اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ قَلْبًا تَقِیًّا مِنَ الشَّرِّ نَقِیًّا لَا فَاجِرًا وَلَا شَقِیًّا ان دعاؤں سے فارغ ہو کر حضور میرے پاس تشریف لائے تو دیکھا میرا سانس پھولا ہوا تھا آپ آہستہ آہستہ میرے گھٹنے دبانے لگے اور فرمایا اے عائشہ یہ کیا حال ہے میں نے تمام واقعہ سنایا اور کہا حضور آپ خدا کے کام میں مشغول تھے اور میں اپنے نفس کے وسوسہ میں مبتلا تھی آپ نے فرمایا ہائے یہ دونوں گھٹنے کس کام میں تھک گئے اے عائشہ یہ رات شعبان کی پندرہویں شب ہے اس رات اللہ پاک آسمان دنیا پر نازل ہوتا ہے اور تمام گنہگاروں کو سوائے مشرک اور کینہ ور کے بخش دیتا ہے۔

اس رات کے محرومین مغفرت

محرومین مغفرت کی تعداد میں اختلاف ہے لیکن صحیح تعداد ۱۴ ہے جو اس رات میں خدا کی رحمت و مغفرت سے محروم رہتے ہیں:-

(۱) مشرک (۲) کینہ ور جس نے بغض و عناد کی وجہ سے کسی مسلمان سے ملاقات اور سلام علیک بند کر دی ہو (۳) جادوگر (۴) منجم (۵) بخیل (۶) ماں باپ کو تکلیف دینے والا (۷) شرابی (۸) قاطع رحم متعلقین اور قریبی رشتہ داروں کے حقوق نہ ادا کرنے والا (۹) فاعل و مفعول فعل لوطی کرنے والا (۱۰) عشار یعنی محصول کرنے میں سختی کرنے والا (۱۱) جلاد (۱۲) بادشاہوں کا نقیب یعنی چپراسی جو لوگوں پر ظلم کرتا ہو اور ان سے رشوتیں لیتا ہو (۱۳) شطرنج اور تاش وغیرہ کھیل کھیلنے والے (۱۴) ڈھولک اور طبلہ بجانے والے۔

ہمیں ان محرومین مغفرت کے افعال شنیعہ پر غور کرنا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے ... ... کہ کہیں ہمارے اندر تو وہ خرابی پیدا نہیں ہو گئی جو ہمیں خدا کی رحمت و مغفرت سے محروم رکھے اگر خدانخواستہ اپنے اندر ان خرابیوں اور گناہوں میں سے کوئی گناہ پائیں تو فوراً تائب ہو جائیں اور اس مبارک رات میں استغفار کریں۔

ماہ مبارک میں ہمیں کیا کرنا چاہیئے

مذکورہ بالا تمام احادیث کا مطلب اور مفاد یہ ہوا کہ ہمیں اس مہینہ میں حسب ذیل پروگرام پر عمل پیرا ہونا چاہیئے۔

(۱) جہاں تک ہو سکے روزے رکھنے چاہئیں کم از کم پندرہویں تاریخ کو تو ضرور رہی

روزہ رکھنا چاہیے۔ (۲) اپنی اپنی زندگیوں کا احتساب کرنا چاہیے اور حتی الامکان عبادات وطاعات میں مشغول رہنا چاہیے (۳) اپنے گناہوں سے توبہ اور استغفار کرنا چاہیے (۴) پندرھویں شب کو عبادت میں گذاریں اور خدا سے دعا اور مغفرت مانگیں اور دن کو روزہ رکھیں۔ بس یہی باتیں مسنون اور مشروع ہیں ان کے علاوہ جو امور کیے جاتے ہیں وہ سب بے اصل اور شیطانی افعال ہیں کتنے مسلمان ہیں جو اس ماہ مبارک میں اس پروگرام پر عمل کرتے ہیں۔

شعبان میں ہم کیا کرتے ہیں

مسلمانوں کی خدا اور اس کے رسول کے ساتھ غداری، ضد، ہٹ دھرمی اور شوخ چشمی ملاحظہ ہو کہ ماہ شعبان میں جو باتیں کرنیکی ہیں ان کا وہم و گمان تک نہیں اور جو باتیں جہنم میں لیجانیوالی اور ان کو رسوا کرنے والی ہیں ان میں انہماک ہے اگر مسلمان باعتبار رسمیہ کے سچے امتی ہوتے اور ان کے دل میں محبت ذات رسولؐ کا ایک ذرہ بھی ہوتا تو وہ وہی کرتے جو اس مہینہ کے متعلق حضورؐ کا طرز عمل تھا مگر یہ کیا غضب اور شریعت اسلامیہ کے ساتھ تمسخر ہے کہ اس مہینہ کو خواب غفلت اور بدعت وخرافات میں کھو دیتے ہیں اور اس کی مسعود و مبارک رات کو لہو ولعب اور حلوا خوری میں گذار دیتے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ آتشبازی اور حلوا خوری کو شب برات سے کیا تعلق ہے اور کس بدنام کنندہ اسلام نے ان فضولیات و لغویات کو مسلمانوں میں رائج کر کے شب برات کے حسنات کو سیئات میں تبدیل کر دیا اور اس نے یہ سمجھا کہ کسی مہینہ کا ادب و احترام عبادت و ذکر الٰہی اور عبرت و موعظت سے ہوتا ہے نہ کہ خرافات و منہیات کی وجہ سے مسلمانوں کا دین کے پردہ میں لہو ولعب اس قدر ترقی کر گیا ہے اور وہ بدعت نوازی اور خرافات پسندی سے اس درجہ مدہوش و غافل ہو گئے ہیں کہ ان سے قبولیت حق اور اثر پذیری کا مادہ ہی جاتا رہا ان کو اگر کسی بات سے روکا جائے اور احکام شریعت پر پابند رہنے کی تاکید کی جائے تو جھٹ اس کو لا مذہب اور خدا جانے کیا کیا کہہ ڈالتے ہیں مسلمانوں کو صرف خدا کی مرضی کا تابع اور مطیع ہونا چاہیے اور اسے خدا کے حکم کے سامنے اپنی مرضی اور خواہش کو پہاڑ میں جھونک دینا چاہیے مگر یہ بیسویں صدی کے مسلمان ہیں کہ اپنے نفس کے بندے بن گئے جو جی میں آیا بیدھڑک کر ڈالا اور جس اسلامی حکم کی جاہی بیدھڑک گمراہ کن تاویل کر ڈالی اگر مقدس مذہب ان پر شاق گذرتی ہے اگر وہ عبدیت الٰہی کے دائرے میں نہیں رہ سکتے اور اگر وہ صحیح معنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اور تابعدار نہیں بن سکتے تو کیا ضرور ہے کہ وہ خواہ مخواہ رسمی مسلمان بنے رہیں اور ایک پاکیزہ فطری مذہب کی رسوائی کا باعث بنے رہیں وہ شوق سے آریہ یا عیسائی ہو جائیں خدا کو اس کی مطلق پرواہ نہیں ان جیسا ہی وہ بکثرت مخلوق پیدا کر سکتا ہے اگر وہ چاہے تم کو فنا کر کے دوسری مخلوق لے آئے جو اس کے احکام کی تعمیل بسر و چشم کرے۔

شب برات کا جہنمی فعل آتشبازی

سوچنے کی بات ہے کہ آتشبازی کے طفلانہ اور ہلاکت آفریں فعل میں کونسا دینی یا دنیوی فائدہ ہے اگر مسلمان بلا سوچے سمجھے ہر سال اپنی دولت کو آگ لگا کر گھر پھونک تماشہ دیکھتے ہیں تو ان کو اپنی عقل و دانش پر ماتم کرنا چاہیے کیونکہ اگر انسان سے افعال فہم و دانش کے ماتحت سرزد نہ ہوں تو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ بے عقل انسان انسانیت کے درجے سے گر کر حیوانیت میں آگیا ہے۔ کیا مسلمانوں میں اتنی بھی سمجھ نہیں رہی کہ وہ تھوڑی دیر کے خطرناک آتشی کھیل کے لئے اپنی دولت برباد کریں مسلمان ہو کر آگ سے دل بہلانا اور انار پٹاخوں کی شعاعوں پر آہا ہا کرنا دوزخ کے انگاروں اور سانپوں سے کھیلنا ہے شعبان کے مہینہ میں آگ اچھال کر آتش پرستوں کو گمراہ بتاتے ہوئے تمہیں شرم محسوس نہیں ہوتی کیا تم خود آتش پرست نہیں جبھی تو خدا اور اس کے رسول کے احکامات کو پس پشت ڈال کر اسلام دشمنی کا ہر سال مظاہرہ کرتے ہو۔

تمہیں آتشبازی پر اصرار کیوں ہے اگر تمہارے پاس اس کے جواز کی کوئی عقلی یا شرعی دلیل ہے تو پیش کرو ورنہ اپنے اس جہنمی فعل سے باز آجاؤ۔ خدارا ہوش کرو تم میں اتنی سکت ہی کہاں ہے کہ ہر سال ہزاروں لاکھوں روپے انار پٹاخوں کی نذر کر دو تم سود در سود کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہو سودی قرض نے تمہارا انجر پنجر نکال دیا ہے اور تمہیں ہندو ساہوکاروں کے رحم پر چھوڑ دیا ہے یہ پیسہ جو تم آتشبازی میں خرچ کرتے ہو اگر یہ کسی قومی کام میں صرف ہو تو کتنا فائدہ ہو مگر تم تو عقل کے ایسے دشمن ہو کہ اپنا فائدہ اور نقصان سوچتے ہی نہیں اگر تبلیغ اسلام، قومی مدارس اور انجمنوں کے لئے تم سے چندہ مانگا جاتا ہے تو جھٹ ناداری اور مفلسی کا عذر کر دیتے ہو مگر دوزخ کی آگ بنانے اور دولت پھونکنے کے لئے روپیہ کہاں سے نکل آتا ہے یاد رکھو آتشبازی فضول خرچی ہے اور فضول خرچی کی ممانعت اس طرح کیگئی ہے ولا تبذر تبذیرا فضول خرچی نہ کرو اس لئے کہ فضول خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں بس شب برات میں آتشبازی کا کھیل کھیل کر شیطان کے بھائی نہ بنو اور یا عبادت اور ذکر الٰہی کر کے رحمان کے بندے۔

شب برات کی بدعات کا باعث پیشہ ور جاہل واعظ اور ملا ہیں

آج مسلمانوں میں جسقدر بھی بدعات و رسومات ہیں اور جاہل مسلمانوں نے ان کو مذہب کا جزو سمجھ لیا ہے وہ سب پیشہ ور جاہل واعظوں اور مسجدوں کے کٹھ ملاؤں کا ڈھونگ ہے کیونکہ بدعات و رسومات سے ان کے پیٹ کا دھندا چلتا ہے ورنہ اگر مسلمان ان کا فریب سمجھ جائیں تو پھر ان کی دکانیں بند ہو جائیں اگر وہ جہلاء کی ہمت افزائی اور تبلیغ اسلام میں سکوت اختیار نہ کریں تو آج مسلمانوں کی اصلاح ہو سکتی ہے ضرورت ہے کہ پہلے ملاؤں اور واعظوں کی اصلاح کی جائے اور ان کو کسی کالی پانی یا پنجرے میں بند کیا جائے اگر ان کی اصلاح ہو گئی تو پھر مسلمانوں کی اصلاح ہو گئی ورنہ جب تک یہ آزاد اور مادر پدر بے مہار ہیں گے احکام شرع میں یونہی گمراہ کن تاویلات و تحریفات کرتے رہیں گے تو مسلمان قیامت تک بھی نہیں سدھر سکتے۔ انہوں نے مسلمانوں کو اس طرح بیباک جری کر دیا ہے کہ علمائے راسخین کی آوازوں سے تو کیا خدائی آواز سے بھی مرعوب نہیں ہوتے

علمائے راسخین کا فرض

اگر علمائے کرام کا مقدس گروہ دین حق کے سرچشمہ کو بدعات و رسومات کے خس و خاشاک سے پاک کرنیکا تہیہ کر لے اور ان کو مٹانے کے درپے ہو جائے تو خدا کے فضل و کرم سے بہت جلد ماہ شعبان کو اسلامی دنیا اپنے اصلی رنگ میں دیکھ لے اور عوام الناس کا پنجہ در جاہل نا عاقبت اندیشوں سے چھوٹ جائے۔ اگر حضرات علمائے کرام نے اپنے فرض منصبی کو سمجھا ہوتا اور اس کی بجا آوری کی کما حقہ تعمیل کرتے تو آج مسلمانوں کی گمراہی و جہالت کا یہ عالم ہرگز نہ ہوتا اور شکم پرست علماء اور ریاکار مشائخ ان پر بری طرح مسلط ہو کر ان کی اصلاح و ترقی میں روڑے نہ بنتے خدائے قدوس و کارساز علمائے کرام کو ہمت و توفیق عطا فرمائے کہ وہ دین حق کی حمایت و حفاظت میں کمربستہ ہو جائیں تاکہ شریعت اسلامیہ سے دور و مہجور مسلمانوں کے سامنے حقیقت اسلام آجائے اور وہ صحیح معنوں میں مسلمان بنجائیں۔ آمین ثم آمین

شھر رمضان الذی أنزل فیه القرآن

(از حضرت مولانا عبد الماجد صاحب قبلہ ناظم جمعیۃ علمائے دہلی وصدر جمعیت ... مولوی ... کتاب السلام)

مہ رمضان مبارک عنقریب آنے کو ہے | درد عصیاں کیلئے اپنے طبیب آنے کو ہے
اے گنہگاران امت شکر حق لاؤ بجا | اب تمہاری تربیت کو اک ادیب آنے کو ہے

... سکھلا میں رحمت پروردگار آئی | مسلمانوں کے گھر حل کر خدا کا لطف عام آیا
... انکا بالطبع آدم کو سونے سے | حیات جاوداں کا ابن آدم کو پیام آیا
مبارک ہیں وہ انسان جنکی خاطر اس مہینے میں | کلام اللہ لیکر دولت صبح و سلام آیا

مسلمانو یہ ہے نزول قرآن کے منانے کو
عرب کا اور عجم کا مسند عالی مقام آیا

الحمد للہ رب العلمین احمدہ و استعینہ و نسئالہ الکرامۃ فیما بعد الموت فانہ قد دنا اجلی و اجلکم و اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و ان محمدا عبدہ و رسولہ ارسلہ بالحق بشیرا و نذیرا۔ قال اللہ تبارک و تعالیٰ یا ایہا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ ایاما معدودات فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر و علی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین فمن تطوع خیرا فھو خیر لہ و ان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون۔

اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں کہ اے ایمان والو تم پر رمضان کے روزے فرض کر دیے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر بھی فرض کئے جا چکے ہیں تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ اور وہ بھی بہت تھوڑے چند روز یعنی سال میں ایک مہینہ پھر اس میں بھی یہ رعایت ہے کہ جو کوئی تم میں سے مریض یا مسافر ہو تو روزے معاف بعد میں جب چاہے رکھ لے اور جو روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو فدیہ دیدے اگر روزہ رکھ لے تو اچھا ہے اگر تم جانتے ہو۔

برادران اسلام! ان آیات بینات میں اللہ پاک نے روزے کی فرضیت کا بیان فرمایا ہے کہ اے ایمان والو تم پر رمضان کے روزے فرض کئے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلی امتوں پر بھی فرض کئے گئے تھے یہ اسلئے فرمایا کہ چونکہ روزے رکھنا بظاہر ایک سخت عبادت ہے جو نفس پرست پر بہت شاق گذرتی ہے کیونکہ اس کو خواہشات سے رکنا پڑتا ہے اس لئے عابدوں کی تسلی و تشفی کے لئے فرمایا کہ یہ محنت شاقہ صرف تم پر ہی عائد نہیں کی گئی بلکہ کوئی امت بھی اس عبادت سے آزاد نہیں تو یہ نہ کہو ... کہ اور امتوں کی ... نہیں تو اس نعمت عظمیٰ اور روحانی تربیت سے بہرہ ور ہوں اور تم خیر الامم ہو کر بھی اس سے محروم رہو یعنی جب آدم علیہ السلام سے لیکر نبی آخر الزمان تک کوئی امت ایسی نہیں گذری جو اس عبادت سے مستثنیٰ رہی ہو تو ... تم پر خیر الامم ہونے کے لحاظ سے رمضان کے روزے بدرجہ اولیٰ فرض ہونا چاہئیں یعنی اس حکم کی تکمیل کا خاص اہتمام کرنا چاہئے اور اس فرض کو ذوق و شوق سے بجا لانا چاہئے اور غفلت اور ... سے ہرگز ہرگز کام نہیں لینا چاہئے

مزید تسلی اور تشفی ... کیلئے ...

بلا وجہ اور زبردستی نہیں دیا ہے اور نہ ہی اس سے ہمارا کوئی ذاتی نفع ہے بلکہ اس کی اصلی اور حقیقی وجہ یہ ہے کہ تم متقی بن جاؤ یہ صرف تمہارے متقی بنانے اور جنت میں داخل کرنے کی ایک تجویز ہے پس اس سے گریز کرنا ایسا ہے جیسے متقی بننے اور جنت میں داخل ہونے سے انکار کرنا کیا تم مومن ہو کر یہ گوارا کرو گے ہرگز نہیں بلکہ تمہیں تو چاہئے کہ جنت کے حصول کی بیش از بیش جد و جہد اور کوشش کرو۔

نیز فرمایا روزوں کی عبادت سے جہاں سراسر تمہارا ہی فائدہ ہے وہاں تمہاری استعداد یا استطاعت کو بھی مد نظر رکھا گیا ہے تمہاری طاقت سے زیادہ نہیں ہوئی کہ نہیں دیا گیا جس کو تم نباہ نہ سکو یہ تو گنتی کے چند ایام ہیں یعنی ... گیارہ مہینہ تک ہماری دی ہوئی نعمتیں کھاتے رہنا اور صرف ایک مہینہ نفس کو روک کر ... اس ... ہو گا ... اس کو شکر گذار بننا کچھ بھی بڑی بات نہیں اور پھر یہ بھی تو دیکھو ... تمہاری مجبوری و معذوری کا کتنا لحاظ رکھا ہے کہ مریض اور مسافر کو رخصت دیدی کہ وہ روزہ نہ رکھے بلکہ عذر اور مجبوری زائل ہونے کے بعد پھر رکھ لے کیا یہ بھی جو اتنی سہولتوں اور آسانیوں کے اب بھی روزے رکھنے سے جی چراؤ گے اور خدا کے نافرمان بنو گے اگر تم علم و عقل رکھتے ہو نفس پرست اور ... نہیں ہو تو ہرگز ایسا نہ کرو گے۔

ان آیات میں دو باتیں بیان ہوئی ہیں جو ذرا تفصیل طلب ہیں اول یہ کہ رمضان کے روزے صرف تم پر ہی فرض نہیں کئے گئے بلکہ تم سے پہلی امتوں پر بھی فرض تھے دوسرے یہ کہ روزوں کا مقصد تمہیں متقی بنانا ہے ان دونوں امر کو میں ذرا تصریح سے بیان کرتا ہوں۔

روزوں کی ابتدا

حضرت آدمؑ سے لیکر نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم تک کوئی امت روزوں کی فرضیت سے مستثنیٰ نہیں ... آدم ایام بیض یعنی ہر ماہ کی تیرہویں چودھویں اور پندرہویں تاریخ کو روزہ ... کرتے تھے یہود ... کے لئے یوم عاشورا ... کا دن اور بعض دوسرے ایام مخصوص تھے ... نصاریٰ یعنی عیسائیوں پر بھی ہماری طرح رمضان کے روزے فرض تھے لیکن ان کے علماء نے جہاں دین الٰہی کے احکام میں حسب منشا تبدیل کیا ... ان کو بھی چھوڑا ... قال جماعۃ من اہل العلم ان صیام رمضان کان واجبا علی النصاریٰ کما فرض علینا فربما کان یقع فی الحر الشدید او البرد الشدید فیشق علیھم ... فی السفر ... فیشق علیھم ... فاجتمع علماؤھم فجعلوہ فی الربیع وزادوا فیہ عشرۃ ایام کفارۃ لما صنعوا فصار اربعین ثم اشتکی ملکھم فجعل اللہ علیہ ان بریٔ من مرضہ ان یزید فی صومھم اسبوعا ... (تفسیر مظہری)

یعنی نصاریٰ پر بھی ہماری طرح رمضان کے روزے فرض تھے مگر کبھی تو روزے سخت گرمی میں پڑتے ... کی وجہ سے ان پر سخت ناگوار گذرتے اور کبھی سخت جاڑے ... جب ... دو بھر ہو جاتے تو ان کے علماء جمع ہوئے اور انہوں نے

اپنی سہولت اور آسانی کے لئے روزوں کو معتدل اور بہار کے دنوں میں تبدیل کرلیا اور اس نافرمانی پر کفارہ کے طور پر دس روزے اپنی طرف سے بڑھا لئے تو پورے چالیس ہوگئے پھر مدت کے بعد ان کا بادشاہ بیمار ہوا تو انہوں نے منت مانی کہ اگر یہ اچھا ہوگیا تو ایک ہفتہ کے روزے اور بڑھا دیئے جائینگے وہ تندرست ہوگیا اور ایک ہفتہ اور زائد کرلیا۔

ہندو بھی برت رکھتے ہیں آتش پرستوں کے یہاں بھی روزہ تھا قریب قریب تمام قوموں میں روزے کی عبادت پائی جاتی ہے اور اس کی ہمہ گیری سے کوئی قوم و ملت محروم نہیں البتہ یہ دوسری بات ہے کہ وہ روزے کی تعریف و حقیقت سے ناواقف اور اس کے فائدہ سے محروم اور ناواقف ہوں۔

تقویٰ نیکی اور دارین کی بھلائیوں کا خزانہ ہے

تقویٰ ایک ایسی اہم بات اور جامع خصلت ہے جس نے اس کو حاصل کر لیا گویا دنیا جہان کی خوبیاں اور بھلائیاں جمع کرلیں تقویٰ اعمال صالحہ کا خزانہ اور روحانی تربیت کا اعلیٰ ذریعہ ہے اور اس کی تعریف و توصیف سے قرآن و حدیث مملو ہیں صرف وہ بارہ باتیں جو تقویٰ سے حاصل ہوتی ہیں اور جو حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب سراج السالکین میں بیان کی ہیں وہ بیان کی جاتی ہیں۔

(۱) وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ط
یعنی اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو یقیناً وہ بڑے کاموں میں سے ہے یعنی تقویٰ ایسے کاموں میں سے ہے جس کا ارادہ کرنا تمہارے لئے ضروری ہے۔ اس آیت میں صبر اور تقویٰ دونوں کی مدح کی گئی ہے اور اس کے حصول کی طرف رغبت دلائی گئی ہے۔

(۲) وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا ط اگر تم صبر اور تقویٰ پر عمل کرو تو دشمنان اسلام کا مکر تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔
یعنی اگر مسلمانوں کو دشمنان اسلام پر فتح پانی ہے ان کی ایذا رسانی اور مکر و فریب سے محفوظ رہنا ہے اور ان کے ارادوں کو ملیامیٹ کرنا ہے تو صبر و تقویٰ اختیار کرو یہ باتیں حاصل ہوجائینگی اور تم دشمنوں سے ہر طرح مامون و مصئون ہوجاؤ گے کاش اگر مسلمان اس فرمودہ خداوندی پر عمل کریں تو ان کے مصائب و آلام آج ختم ہو جائیں۔ معلوم ہوا کہ تقویٰ دشمنوں سے حفاظت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

(۳) خدا تعالیٰ کی طرف سے متقی کو مدد ملتی ہے قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ط اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اور نیک کام کریں۔ اس آیت میں ساتھ ہونا معنی امداد و اعانت کے ہے۔

(۴) تنگیوں سے نجات ملتی ہے اور رزق حلال ہوتا ہے قولہ تعالیٰ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ
جو تقویٰ کرے خدا تعالیٰ اس کو سب تنگیوں سے نجات دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے کہ جہاں گمان بھی نہ ہو۔

(۵) اچھے عمل کی درستی حاصل ہوتی ہے قولہ تعالیٰ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ط اے ایمان والو تقویٰ اختیار کرو اور سچی بات کہو تاکہ خدا تعالیٰ تمہارے عملوں کو درست کردے۔ اسی آیت میں آگے فرمایا کہ اصلاح عمل کے علاوہ تقویٰ کا یہ بھی فائدہ ہے کہ تمہارے گناہ بخش دیئے جائینگے۔

(۶) خدا سے قرب کی محبت حاصل ہوتی ہے قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ اللہ پاک متقیوں کو دوست رکھتا ہے۔

(۷) ساتویں عبادت قبول ہوتی ہے قولہ تعالیٰ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ اللہ تعالیٰ متقیوں کے علاوہ کسی کی عبادت قبول نہیں کرتا یعنی اللہ جل جلالہ کی بارگاہ میں کوئی بڑا ہو یا معمولی بزرگیوں اور مال و نسب وغیرہ کی بنا پر ایک مطلق ذرا برابر پوچھ نہیں بلکہ وہ تو صرف تقویٰ قبول کرتا ہے اسی کی پوچھ ہوتی اور متقی ہی کو خدا کے ہاں بزرگی اور بڑائی حاصل ہے۔

(۸) خدا کے نزدیک بزرگی حاصل ہوتی ہے قولہ تعالیٰ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ خدا کے نزدیک تم میں سے بزرگ وہ ہے جو متقی ہو۔

(۹) دونوں جہان کی خوشخبری ملتی ہے قولہ تعالیٰ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ط جو لوگ ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیا ان کو دنیا اور آخرت دونوں میں خوشخبری ملتی ہے دنیا کی خوشخبری سے مراد آرام و آسائش عزت و حشمت اور دولت و حکومت ہے آج مسلمان دنیا میں اسی وجہ سے ذلیل و رسوا ہیں کہ انہوں نے شعار تقویٰ کو خیرباد کہہ دیا ہے۔

(۱۰) دوزخ کی آگ سے نجات ملتی ہے قولہ تعالیٰ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا دوزخ پر جب سب لوگ گذریں گے ہم متقیوں کو بچا لیں گے۔

(۱۱) ہمیشہ بہشت میں رہیں گے قولہ تعالیٰ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ اور بہشت صرف متقیوں کے لئے بنائی گئی ہے۔

(۱۲) خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کو تقویٰ کی وصیت کی ہے قولہ تعالیٰ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ہم نے ان لوگوں کو بھی وصیت کی تھی جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی اور تم کو بھی وصیت کی جاتی ہے کہ تقویٰ اختیار کرو۔

ظاہر ہے کہ خدا سب سے زیادہ اپنے بندوں کی بہتری جانتے ہیں اور سب سے زیادہ خیرخواہ اور مہربان ہیں تو اگر تقویٰ سے زیادہ کوئی عمل محبوب عند اللہ جامع جمیع کمالات اور خیر و برکت والا ہوتا تو ضرور اس کی وصیت فرماتے اپنے بندوں کو تقویٰ کی وصیت فرمانا ثابت کرتا ہے کہ یہ صفت دنیا و آخرت کی تمام خوبیوں کو جامع اور عبادت کے بلند مرتبوں پر پہنچانے والی ہے اور مدار کار عبادت کی قبولیت کا تقویٰ پر ہے اسی وجہ سے حضرت عائشہؓ فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی کوئی چیز خوش نہ آتی تھی جبکہ متقی آدمی خوش معلوم ہوتا تھا۔

حضرت قتادہ کہا کرتے ہیں کہ توریت میں لکھا ہے کہ اے فرزند آدم تقویٰ کر اور جس جگہ چاہے سو رہ۔ یعنی تقویٰ ایسی چیز ہے جس نے اس کو حاصل کرلیا گویا اس نے تمام خوبیاں جمع کرلیں سب تردد رفع ہوگیا اور فلاح و نجاح حاصل کرلی اب وہ جہاں چاہے آرام سے سو رہے۔

حضرت عامر بن قیس رات دن میں ہزار رکعتیں نماز کی ادا فرمایا کرتے تھے جس وقت بستر پر آتے تو اپنے نفس سے کہتے کہ اے سب برائیوں کے گھر خدا کی قسم

میں ایک پل میں کسی بندے سے راضی نہیں ہوتا جب تک تو تقویٰ نہ کرے جب ان کا وقت اخیر ہوا تو رونے لگے لوگوں نے پوچھا آپ کیوں روتے ہیں فرمایا خدا تعالیٰ کا یہ فرمان مجھے رلاتا ہے إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ یعنے متقیوں کے سوا کسی کا عمل قبول نہ ہوگا۔

تقوے کے معنے

قرآن شریف میں تقویٰ کے تین معنے آئے ہیں خدا تعالیٰ کا خوف اور ہیبت جیسا کہ ارشاد ہے قولہ تعالیٰ وَإِيَّايَ فَاتَّقُونِ یعنی مجھ ہی سے ڈرو (۲) اطاعت اور عبادت کے معنوں میں قولہ تعالیٰ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ یعنی اے ایمان والو خدا کی اطاعت کرو جیسا کہ اس کا حق ہے (۳) دل کا گناہوں سے پاک کرنا یہی تقویٰ کے حقیقی اور اصلی معنے ہیں قولہ تعالیٰ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ جس نے خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کی خدا تعالیٰ سے ڈرا اور پرہیزگاری کی وہی کامیاب ہونے والا ہے۔

تقویٰ کے درجے

تقویٰ کے تین درجے ہیں شرک سے بچنا یعنی خدا کی ذات و صفات مخصوصہ میں کسی کو شریک کرنا (۲) بدعت سے بچنا یعنی ایسی بات جو رسول اللہ صلعم و تابعین کے زمانہ میں نہ ہو بعد میں دین میں ایجاد کی جائے کوئی بات پیدا کی گئی ہو (۳) صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے بچنا ان تینوں درجوں کو حضرت علامہ غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت میں بیان کیا ہے قولہ تعالیٰ لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوا وَّآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوا وَّآمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوا وَّأَحْسَنُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ یعنی ان لوگوں پر کوئی گناہ نہیں جو ایمان لائے اور نیک کام کئے ان چیزوں میں جو کھاتے ہیں جبکہ تقویٰ کریں اور ایمان لاتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں تقویٰ کیا اور ایمان لائے تقویٰ کیا اور نیکی کی اور خدا تعالیٰ نیک کام کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

حضرت امام غزالی فرماتے ہیں پہلی جگہ تقویٰ شرک سے ہے اور ایمان کو جو اس کے ساتھ ذکر کیا ہے اس سے مراد سنت و جماعت کے اقرار سے ہے۔ تیسری جگہ تقویٰ فرعی گناہوں سے ہے چنانچہ اس پر اقتصار کیا ہے اس نے اس کو احسان کے مقابل کہا اور احسان کے معنے طاعت کرنا اور تقویٰ پر ٹھہرنا ہیں یعنی اس آیت میں تین مرتبہ بیان ہوئے ہیں مرتبہ ایمان، مرتبہ سنت اور مرتبہ استقامت۔

خلاصہ کلام یہ کہ روزہ انسان کو متقی بناتا ہے اور تقویٰ دنیا اور عقبیٰ کی سعادتوں کا ذریعہ ہے پس نتیجہ نکل آیا کہ روزہ ایک نہایت ہی بہتر بالشان عبادت ہے اور اس سے محروم رہنا ایسا ہے کہ جیسا اپنے آپ کو جہنم کا کندہ بنانا۔

فلسفۂ صیام

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے اور اس کی رفعت و عظمت کے سامنے جن و ملک سرنگوں اور خس بدندان ہیں لیکن یہ بات بہت ہی کم لوگ جانتے ہیں کہ انسان کے اس شرف و اعزاز کا معیار کیا ہے اسی معیار کی تعیین اور سمجھ انسان کا مقدم فرض ہے جس سے کمال انسانیت کا ظہور ہوتا ہے جب انسان نے اس معیار کو بھول جانا اور اس پر پورا اترنے کی کوشش نہیں کی تو اس میں اور حیوان مطلق میں کوئی فرق و امتیاز نہیں بلکہ ایسی حالت میں تو وحوش و طیور بھی بعض باتوں میں حضرت انسان سے بڑھ چڑھ کر نکلیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ صرف اسلام نے دنیا میں انسانیت اور اس کے شرف و اعزاز کا معیار قائم کیا اور بنی نوع انسان کو اخلاق و روحانیت کے اعلیٰ سبق پڑھائے ورنہ اسلام سے پہلے "انسانیت" حیوانوں اور چرندوں کے سامنے ذلیل و خوار ہو رہی تھی اسلام نے بتایا قولہ تعالیٰ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ہم نے جنوں اور انسانوں کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے نیز معیار کمال احسن عمل کو قرار دیا فرمایا قولہ تعالیٰ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا یعنی اے انسانو! ہم نے تمہیں پیدا کیا اور دار العمل میں اس لئے بھیجا ہے تاکہ ہم تمہیں آزمائش میں ڈالیں اور دیکھیں کہ تم میں کون نیک عمل کرتا ہے۔

ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ حقیقی اور مرتبہ دار الانسان وہ ہے جو فرض عبادت بجا لائے اور اپنا منشائے تخلیق پورا کرے۔ عبد و معبود کے درمیان امتیاز حاصل کر کے تقرب الٰہی و رضائے خداوندی کی تلاش و جستجو کرے مزرعۂ آخرت کو سرسبز و شاداب کرے آخرت میں معبود حقیقی کے سامنے سرفرو ہونے کا کام کرے اور احکام الٰہی کی تعمیل و تکمیل میں اپنے آپ کو خدا کے حوالے کر دے بس انسانیت کا یہی معیار کمال ہے جو انسان کو جمیع مخلوقات پر فضیلت و بزرگی دیتا ہے۔

اسلام اور معرفت و تقرب الٰہی کے وسائل

اسلام نے جو نماز روزہ اور حج زکوٰۃ وغیرہ احکام کی تعمیل مسلمانوں پر فرض قرار دی ہے اور جس پر زیادہ زور دیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ سب کے سب تحصیل معرفت الٰہی اور رضائے خداوندی حاصل کرنے کے وسائل و ذرائع اور مختلف اقسام ہیں کوئی بدنی عبادت ہے کوئی روحانی اور کوئی مالی عبادت ہے تو کوئی جانی اسلام نے جو عبادت و عبودیت کے اعلےٰ طریقے اور نرالے ڈھنگ بتلائے ہیں وہ اپنے مختلف مظاہر کے لحاظ سے ایک عجیب و دلکش منظر پیش کرتے ہیں کبھی تو ایک مسلمان نماز کی حالت میں فرش زمین پر گر کر انتہائی تذلل و انکسار کا اظہار کرتا ہے اور اپنی پیشانی پر تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا کا آفتاب و ماہتاب کو شرمندہ و خجل کرنے والا درخشاں داغ لیکر اٹھتا ہے اور کبھی فقیرانہ لباس زیب تن کئے وارفتہ کی سی وادیوں میں لبیک اللھم لبیک کے نعرے بلند کر کے محبوب حقیقی سے اظہار عشق کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

سرمایہ داری کی حالت میں جب دیکھتا ہے کہ دولت کی اندھی محبت اور اسکو زیادہ سے زیادہ کرنے کی حرص مجھے معرفت و عبادت الٰہی کے راستوں سے روکتی ہے اور محبوب حقیقی کی محبت و اطاعت میں مخل ہوتی ہے تو اس ناپاک مال کی محبت کم کرنے اور اس کا اثر زائل کرنے کے لئے اس کا چالیسواں حصہ دیکر تزکیہ نفس کرتا ہے غرض اسی طرح تمام احکام اسلام اظہار عبودیت کی مختلف دلکش اور روح پرور صورتیں ہیں اسلام جہاں اپنی نوعیت اور بیشمار خوبیوں کے لحاظ سے جملہ مذاہب عالم سے فائق رہے وہاں اس کے احکام و فرائض اور طریقہ عبادت و ریاضت بھی تمام ادیان و ملل کی پوجا اور پرستش سے فائق و اعلیٰ ہے مذہب اسلام کی عبادت ہی دنیا میں سلامتی کا باعث اور آخرت میں نجات کا واحد ذریعہ ہے پس سہ

سرمایۂ سعادت دنیا عبادت است ۔۔۔ پیرایۂ کرامت عقبیٰ عبادت است

مذکورہ بالا تفصیل سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ انسان کا اعلیٰ کمال خدا تعالیٰ کا وصال ہے اور اس کی زندگی کا اصلی مدعا یہی ہو کہ اس کے دل میں صرف خدا ہی کی محبت رہے اب وہ بہترین طریقے جن سے معرفت و محبت الٰہی

میں رکاوٹ بنتی ہے اور جو اس راہ کا قوی تر دشمن اور رہزن ہے۔

راہِ عبادت و معرفت کا رہزن

انسان کی تکوین میں قدرت کاملہ نے دو متناقض اور متضاد قوتیں رکھی ہیں قوت خیر اور قوت شر یعنی نیکی اور بدی کا مادہ جن کو اصطلاح شرع میں داعی الی الخیر (نیکی کی طرف لیجانے والا جذبہ) اور داعی الی الشر (بدی کی طرف لیجانے والی قوت) کہتے ہیں یہ دو متناقض قوتیں انسانی خمیر میں اسلئے رکھی گئی ہیں کہ ان دونوں کے تصادم و تقابل سے کمال انسانیت کا ظہور ہو کیونکہ کل شئی یعرف باضدادھا ہر ایک چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے جس طرح دن کی قدر رات سے ہے ظلمت کی روشنی سے صحت کی مرض سے سفید کی سیاہ سے اور میٹھی کی کھٹے اور ترش و تلخ سے اسی طرح نیکی کی قدر بدی سے ہے اگر نیکی کے مقابلہ میں بدی کی قوت نہ رکھی جاتی تو فرشتوں کی موجودگی میں بنی آدم کو پیدا کرنا ہی فضول اور بیکار تھا پھر اگر انسان اپنے خدا کی عبادت بلا روک ٹوک کے اور محبوب حقیقی تک بلا رکاوٹ ہی پہنچ جائے تو کونسا بڑا کمال ہے کمال اور خوبی تو یہی ہے کہ انسان باوجود خیالات کے تزاحم و تصادم، مخالف جذبات و خواہشات اور نفس کی کشمکش کے جذبات و خواہشات کو پامال اور نفس سرکش کو رام کر کے پھر خدا کی طرف جھکے یہ بات فرشتوں میں نہیں وہ خیر محض ہیں اور نفس و عقل کی کشمکش ان میں نہیں اس لئے انسان کو ان پر بھی فضیلت دی گئی ورنہ کجا وہ نوری مخلوق جس کی شان لا یعصون ما امر اللہ ہے اور کجا یہ خاکی انسان جس کی کلاہ افتخار کا ایک پر اگر "احسن تقویم" ہے تو دوسرا "اسفل سافلین" یہی وجہ ہے بھلا یہ شیطان کا بھی استاد بنجانے والا انسان ان کے مقابلہ میں کیونکر بازی لیجا سکتا۔

علاوہ ازیں اگر انسان کو یہ دو مختلف قوتیں نہ دیجاتیں تو قدرت کی بہرہ جلیلہ کی شان تخلیق کی ایک شق ہی ناتمام رہی جاتی تہی یعنی خیر محض کے مظاہر فرشتے موجود تھے اور شر محض کے مظاہر جن تھے اب خیر محض اور شر محض کی موجودگی میں اگر ضرورت تہی تو خیر و شر کے مجموعہ کی ہر چیز کے جوہر افراط اور تفریط کی حد سے نکل کر حد اعتدال میں آنے سے کھلتے ہیں سو یہ شق حضرت انسان کی پیدائش سے پوری ہوگئی اور اور ساتھ ہی اس کے اعتدال پر آنے کے جوہر بھی کھل گئے اس تفصیل سے شیطان کی پیدائش کا اعتراض سراسر باطل ہوگیا۔

اب ہم آزادی کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ تقرب الٰہی اور عبادت خداوندی سے روکنے والا رہزن اور ڈاکو شیطان ہے جو کسی صورت میں یہ نہیں چاہتا کہ کوئی خدا کا بندہ خدا کو پہچانے اور اس کا بنے وہ نیکی کے راستے سے الگ ہٹا کر بدی کی راہیں سجھاتا ہے عبادت در یاضت سے دور رکھتا ہے اور انسان کو دوزخ کی طرف لیجاتا ہے مگر شیطان یہ کام بذات خود نہیں کرتا اور نہ ہی اسے گمراہی کا کوئی اختیار حاصل ہے بلکہ وہ نفس کے ذریعہ تو اسے عملیہ پر اپنا اثر ڈالتا ہے یعنے شیطان اسٹیم ہے اور نفس ٹرکٹور شیطان انسان کو شہوانیت و حیوانیت کا مظہر اتم بناتا ہے اور عبد کو معبود سے جدا کرتا ہے۔

نفس سرکش سے بچنا لازم ہے

انسان کی گمراہی کا باعث اول تو شیطان ہے اور دوسرے نمبر پر نفس سرکش پس طالب عبادت کو نفس سے بھی بچنا لازم ہے جو ہر وقت انسان کو گمراہی اور خرابی کی طرف بلاتا ہے اس کی شرارت اور دشمنی شیطان سے بھی زیادہ خوفناک ہے کیونکہ یہ دشمن اپنے اندر کا ہے اور گھر کے چور سے ہوشیار رہنا اور بچنا ذرا دشوار ہے دوسرے یہ کہ یہ دشمن انسان کا محبوب ہے اور محبوب کا عیب معلوم نہیں ہوا کرتا اپنے نفس کی سب خرابیاں اور گمراہیاں سب بہتر اور اچھی معلوم ہوتی ہیں تیسرے یہ کہ نفس آدمی سے بہت نزدیک ہے اس سبب سے اس کا عیب معلوم نہیں ہوتا اپنی آنکھ کی چیز نظر نہیں آتی غرض اگر غور کیا جائے تو یہی نفس امارہ سب فتنوں کی اصل ہے اگر نفس قابو میں ہو تو شیطان کا اثر بھی کالعدم ہے چوری کا میاب اور کامل وہی ہوتی ہے جو جس گھر کا بھیدی بھی شریک ہو شیطان ایمان و عرفان کا چور ہے اور نفس گھر کا بھیدی پس انسان کی بہتری اور دارین کی سعادت اسی میں ہے کہ نفس کو تقویٰ کی لگام لگادے۔

نفس نافرمان کو تابع اور رام کرنے کے لئے تین چیزوں کی ضرورت ہے اول یہ کہ نفس کو تمام شہوتوں اور لذتوں سے روک رکھے کیونکہ جب سرکش گھوڑے کو دانہ گھاس نہ ملے تو وہ تابع ہو جاتا ہے دوسرے یہ کہ اس پر عبادت کا بہت سا بوجھ لادے جس جانور کو دانہ گھاس کم ملے اور اس پر بوجھ بھی ہو تو وہ نرم ہو جاتا ہے تیسرے یہ کہ ہر وقت خدا تعالیٰ سے مدد چاہے اور یہی تین باتیں روزے میں متحقق ہیں لہذا نفس کی قوت توڑنے کیلئے روزہ رکھنے کا حکم ہوا تو چونکہ روزہ میں کسر شہوات و تقلیل الغذا ہے کیونکہ روزہ دار صاحب تقویٰ ہو جاتا ہے۔

انسان صبح کو جب سو کر اٹھتا ہے تو وہ نہایت تازہ ہوتا ہے اور اس کے حواس و خواہشات پہلے سے تیز ہوتے ہیں اور پھر مجلس میں اختلاط اور دنیاوی کاروبار سے دل ہوا و ہوس کی طرف فوراً راغب ہو جاتا ہے اس وجہ سے دن کو روزہ رکھنے کا حکم ہوا اور کھانے پینے اور جماع سے ممانعت کی گئی کیونکہ یہ چیزیں نفس کو بہت مرغوب ہیں غرض دن کو تین ممانعت سے نفس کی قوت توڑنے کا حکم دیا گیا اور رات کو نفل باتوں سے محفوظ رکھنے کے لئے تراویح کی مشغولی کا حکم دیا گیا علاوہ ازیں اس مبارک مہینے میں یہ فرمایا کہ اس میں نفل کا ثواب فرض کی برابر ہے مسلمانوں کو عبادت کی ترغیب و تحریص دلا کر نفس پر عبادت کا بوجھ بھی لاد دیا گیا مذکورہ بالا تفصیلات سے بدلائل ثابت ہوگیا کہ روزہ سے شیطان کی تعدی و طغیان نفس کی شرارت و سرکشی فرو ہو جاتی ہے اور انسان رفتہ رفتہ معاصی و گناہوں سے پاک و صاف ہو کر فرشتہ خصلت بنجاتا ہے غرض اکتساب فضائل کا بہترین مہینہ رمضان اور نفس و شیطان کو مغلوب کرنیکا روزہ بہترین ذریعہ ہے۔ باقی

بغیر استاد کے فارسی سکھلانیوالی کتاب

فارسی بول چال

جس کی مدد سے آپ چند ہی دن میں فارسی زبان کی پوری مہارت اور لیاقت پیدا کر سکیں گے ہر قسم کی بول چال کے فقرے اور ہر قسم کی خط و کتابت اور کاروباری رقعہ جات کے نمونے گفتگو کے طریقے ہزاروں اور لاکھوں ایسے الفاظ جو پرانی فارسی میں غیر زبانوں کے شامل ہو گئے ہیں ان سب کی تشریح اور ساتھ ہی ایک فرہنگ غرضکہ فارسی زبان حاصل کرنے کے لئے بہتر اور عمدہ کتاب ہے

قیمت صرف ایک روپیہ محصول ڈاک ۲ / کل عہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

عالمِ اسلام کی دو متضاد ذہنیتیں

(نوشتۂ علامہ شیخ عزیز الحق قادری)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَرْسَلَ الْاَنْبِیَاءَ وَالْمُرْسَلِیْنَ مُبَشِّرِیْنَ وَ منذرین ہ واوضح لنا سبیل المومنین المخلصین وطریق الضالین الھالکین والصلوۃ والسلام علی سیدنا ومولانا محمد النبی الامی الذی ارسلہ اللہ رحمۃ للعالمین وجعلہ خاتم النبیین وسید المرسلین وعلی الہ واصحابہ اجمعین

اما بعد۔ موجودہ دور ترقی سے زیادہ انسانی نشو ونما دارتقا میں کوئی ایسا دور نہیں گذرا جس میں ہمارے دور سے زیادہ تغیرات و انقلابات واقع ہوئے ہوں موجودہ زمانہ کے علمی وصنعتی اکتشافات نے نئے حالات پیدا کر دیئے ہیں جن سے تمام دینی سیاسی اور اجتماعی معتقدات ہل گئے ہیں۔ قدیمی خیالات افکار اور اعتقادات میں ایک عظیم الشان تغیر اور اضطراب برپا ہے تمام پرستیدہ خیالات اور آراء کی اقدار رفتہ رفتہ زائل ہو رہے ہیں اور اقوامِ عالم میں ایک عام ہیجان واضطراب ہے دنیائے

ایسے اضطراب انگیز زمانہ میں ناممکن تھا کہ مسلمان تغیرات و انقلابات سے محفوظ رہتے بالآخر حیرت انگیز علمی اکتشافات اور مادی علوم کے تصادم و اختلاف نے ان کو چونکا دیا اور جدید افکار اور آراء کا بازار ان میں بھی گرم ہو گیا دنیائے اسلام کا کوئی خطہ اور گوشہ ایسا نہیں جہاں عقل و نقل کی باہمی کشمکش نزاع و پیکار اور جنگ و جدل جاری نہ ہو "تجدد و تقدم" کا خوفناک نزاع ہر طرف برپا ہے جہاں دیکھو اہلِ شریعت اور اہلِ عقل کا جھگڑا اور روز و شب زوروں پر ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں گروہ افراط و تفریط میں پڑ کر حقیقت حال اور اپنی حد سے دور جا پڑے ہیں اعتدال و توازن مفقود ہو گیا ہے اور اس طرح یہ "تجدد و تقدم" کی ترقی خیز تعمیری و تخریبی قوتیں بجائے اصلاح و ترقی کے مزید ان تباہی پیدا کر رہی ہیں۔

سلطنتِ عثمانیہ کیوں ایک عرصہ تک خانہ جنگیوں اور بغاوتوں کی جولانگاہ بنی رہی اور ترک موجودہ دور تمدن میں جہد للحیات اور اصلاح و انقلاب کی نشاۃ کو دوائر المراسیوں سے محروم رہے صرف اس لئے کہ مدعیانِ علم و عقل اور مقتدایانِ مذہب کی باہمی کشمکش اور تصادم نے عوام الناس کے دماغوں میں فتنہ و جنگی اور بغاوت کا مواد بھر دیا تھا جس نے مشتعل ہو کر عرصہ تک ترکوں کی توجہ کو اپنی طرف منعطف کیا اور وہ اپنے مستقبل کو سنوارنے اور بنانے کی فکر و اہتمام سے مجبور رہے ایران میں بھی یہی خوفناک نزاع عرصہ تک قائم رہی اور آج بھی تازہ ہے مصر کے تعلیم یافتہ طبقے اور قدامت پسندوں میں بھی یہی کشمکش جاری ہے۔ اور سلطنت افغانستان کی تباہی و بربادی کا باعث بھی یہی "تجدد و تقدم" کی جنگ ہوئی اور قدامت پسند اور دین کے اندھے مقلدوں کے ہاتھوں ایک نئی بنائی سلطنت جہل و اوہام کی نظر ہو گئی۔

عقل و نقل کا یہ جھگڑا آج سے نہیں بلکہ قدیم سے چلا آرہا ہے کوئی زمانہ ایسا نہیں گذرا جس میں دونوں طرح کے خیالات والے لوگ نہ پائے جاتے ہوں بعض لوگ اپنی عقل کے ایسے پابند اور خیال اندیش ایسے محکوم ہو جاتے ہیں اور جن چیزوں کو ان کی عقل و ادراک سے ماوراء غور و فکر میں نظر نہ آتی اس کا سرے سے انکار ہی کر دیا۔

اپنی عقل نارسا پر اتنا اعتماد اور بھروسہ کیا کہ دین اور مذہب کے معاملہ میں خود مدعی اور ساز بن گئے اور انبیائے کرام کی تعلیمات کا مضحکہ اڑاتے رہے ہر گستاخی اور بے ادبی اور عقل کے پرستار اتنا نہ سمجھے کہ دین کا معاملہ تمام تر عقل پر مبنی ہوتا تو الہامی کتب اور پیغمبروں کے سلسلہ کی ضرورت ہی کیا تھی ہر گز ہمیشہ اہلِ نقل کو سادہ لوح کم عقل اور دینی توقف سمجھتے رہے برخلاف اس کے بعضوں کی یہ عادت رہتی ہے اور ہے کہ جب وہ اپنے کسی بزرگ اور مذہبی مقتدا سے کوئی بات سن لیں خواہ وہ کتنی ہی بے سرو پا اور خلاف عقل ہو مگر ان کے حکم پر بے چون و چرا ان کر نہ شعور کو جواب دے بیٹھتے ہیں یہ لوگ مدعیانِ عقل کو بے ادب مغرور نافرمان ملحد اور بے دین قرار دیتے رہے اور اس طرح دونوں فریق میں قدیم سے ہی یہ نزاع اور اختلاف چلا آرہا ہے۔

اگر مدعیانِ عقل کو قوت اور اقتدار حاصل ہوا تو مقتدایانِ مذہب کا تمسخر اڑایا۔ دار پر کھینچا اور ہر طرح استیصال کیا اور اگر اہلِ نقل کا بس چلا تو اہلِ عقل پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے اور ان کے خون سے ہولی کھیلی۔

عہدِ عباسیہ میں عقل پرستوں کا بول بالا ہوا اور پھر آہستہ آہستہ متشرعین نے ان پر غلبہ پایا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بغداد کی تباہی پر باہمی چپقلش ختم ہوئی اور بغداد کی تباہی کے ساتھ ہی تدریج اسلام کی دنیا ان کا مرکز درہم برہم ہوتا گیا۔

صرف اہلِ اسلام کو ہی اس کشمکش اور باہمی جنگ و جدل کا سامنا نہیں ہوا اور یہ نقصان و فتنہ صرف مسلمانوں کی تاریخ سے ہی مخصوص نہیں بلکہ قدیم ستے قوموں روایات کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نزاع ہر دور اور زمانہ میں کسی ایک قوم ایک ملک اور ایک مذہب کے ساتھ مخصوص نہیں رہی انسانی آبادی کے ہر حصہ اور ہر طبقہ میں دونوں قسم کی طبیعتیں مصروفِ پیکار اور سرگرمِ عمل رہیں کیونکہ عام خاص عالم و جاہل اور دولتمند ہر ملک و قوم اور ہر زمانہ میں رہے ہیں اور رہیں گے۔

کیا فی الحقیقت علم اور دین کی طبائع باہم متضاد ہیں

اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ جو علمی دنیا اور قدامت پسندوں کے حلقے میں شور برپا ہے کہ دین اور علم میں نزاع قائم ہے دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں اور دونوں میں عداوت و تنافر کی بنیاد پیدا ہو گئی ہے کیا واقعی ایسا ہی ہے سو اس سوال کے حل کرنے کیلئے ہمیں دور جانے کی ضرورت نہیں صرف اتنی ہی بات ہی سمجھ لینا کافی ہے کہ اگر علم و دین میں کوئی نزاع اور مخالفت ہوتی تو چاہیئے تھا کہ اب تک دونوں فریق میں سے کسی فریق کے حق میں فیصلہ ہو جاتا اور ایک دنیا کسی ایک نتیجہ پر پہنچ جاتی مگر اب نہیں ہوا اور نہ آئندہ ہوگا صدیوں سے یہ دونوں نام نہاد حریف پہلو بہ پہلو چلے آرہے ہیں اور انسانیت کی تاریخ اس کا کوئی فیصلہ نہیں کر سکی۔

جہاں مادی علوم کا دائرہ نہایت تنگ تھا ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ فکر و عمل کا ہاتھ آ گیا ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ بھی پورے طور پر منضبط ہوئے۔

کے ساتھ قائم ہے اور مذہب کا آفتاب پوری درخشانی کے ساتھ ضوفشاں ہے بلکہ جوں جوں "مادیت" کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں یقین و ایمان کا قصر متزلزل جاذبہ قلوب میں زیادہ راسخ اور استوار ہو رہا ہے خارج میں دین کی آواز خواہ کتنی ہی پست کیوں نہ سمجھی جائے اور مادیت کے شور و غوغے میں "نقار خانے میں طوطی کی صدا" کا مصداق ہو لیکن یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ روح انسانی کے اندر اسکی بنیادیں استوار اور جاگزیں ہیں اور جب مادیت کا دباؤ اکبر جاتا ہے تو نوا یہی اور پوری قوت اور روشنی کے ساتھ جاگ اٹھتی ہے لطف یہ ہے کہ خود مادیت کے حلقہ سے ہی روحانیت کی صدائیں وقتاً فوقتاً بلند ہو کر اس دعوی کی تائید و توثیق کرتی رہتی ہیں بس علم و دین کا صدیوں سے پہلو بہ پہلو چلتے رہنا کوئی فیصلہ نہ ہونا اور دونوں متضاد قوتوں کا قائم و برقرار رہنا اس بات کا زندہ ثبوت ہے کہ علم و دین میں شروع سے کوئی جنگ ہی نہیں حقیقت یہ ہے کہ انسانی ذہن و عمل میں دونوں اپنے اپنے لئے علیحدہ علیحدہ جگہ الگ الگ میدان رکھتے ہیں اور فکر انسانی کے دو جدا جدا مظہر ہیں اس لئے عقل سلیم اور مذہب حقہ میں نہ کبھی تصادم ہوا اور نہ اب ہے اور نہ آئندہ ہوگا بلکہ ایک دوسرے کے لئے باہم مدد و معاون ہیں جیسا کہ میں آگے چل کر بیان کروں گا۔

جب یہ ثابت ہے تو یہ علم و دین کی جنگ کا شور و غوغا کیسا سو اس کا جواب یہ ہے کہ جو تصادم یا جنگ کا میدان پہلے اور اب ہے وہ اس دین و علم میں ہے جو نام نہاد خود غرض اور کوتہ نظر دینی پیشواؤں کا مبیع ہے اور مدعیان عقل کا کج اندیش اور غلط بیں علم ہے جس کے نتیجہ کے ہولناک اور تباہ کن واقعات و مشاہدات آئے دن ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں۔

کیا مسلمانوں کو مکمل خدائی دستور العمل چھوڑ کر کسی اور چیز کی ضرورت ہے

چونکہ مقدس مذہب اسلام کے تمام احکام "فطرت سلیم اور عقل کامل" کے مطابق ہیں اور اسلام علم و تمدن کی ترقیات کے ساتھ ساتھ چلتا ہے اس لئے مسلمانوں میں تو عقل و نقل کا تصادم کبھی ہو ہی نہیں سکتا اور نہ ان کو ضرورت ہے کہ وہ قرآن مجید کی رہنمائی اور پیروی کو چھوڑ کر عقل انسانی اور کسی اور تمدن و معاشرت کی تقلید اور پیروی کریں جبکہ موجودہ علمی و تمدنی ترقی انہی کے مذہب کی رہنمائی میں ہو رہی ہے اور اگر وہ اپنے علم و تمدن کو نہیں بلکہ ... زمانہ کا ساتھ دینا اور ترقی کرنا چاہیں گے تو قیامت تک ترقی نہیں کر سکتے اور اسی طرح ذلیل و خوار اور تباہ و برباد ہوتے رہیں گے کیونکہ ان کا قانون حیات اور ضابطۂ نشو و ارتقاء وہ نہیں جو دنیا کی دیگر اقوام متمدنہ کا ہے بلکہ ان کی جد و جہد اور زندگی و ترقی کا معیار ہی اور ہے جیسے اب میں یہ دکھاتا ہوں کہ اسلام کیا کچھ نہیں جو یورپ کی تقلید کی ضرورت پیش آئے اور عقل و نقل کی جنگ کا میدان کارزار گرم کر دیا جائے۔

اسلام دین و دنیا دونوں کی ترقی چاہتا ہے

موجودہ دور ترقی میں دولت و حکومت اور علوم و فنون کو معیار ترقی سمجھا جاتا ہے یعنی جو حکمران قوم سب سے زیادہ دولت و سرمایہ رکھتی ہے جس کے افراد میں علمی شغف اور تحقیق و تدقیق کا مادہ ہے اور اس کا فکر و عمل راز کائنات دریافت کر لینے میں سب سے زیادہ بڑھا ہوا ہے وہی قوم آج مہذب اور ترقی یافتہ خیال کی جاتی ہے بدقسمتی سے مسلمان اس معیار پر پورے نہیں اترتے اس لئے حقیقت اسلام سے بے بہرہ لوگ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ قصور مذہب کا ہے اور اسلامی تعلیمات میں یہ صلاحیت ہی نہیں کہ وہ زمانہ کی ترقیات کے ساتھ ساتھ چل سکیں حالانکہ ایسا ہرگز نہیں کہ مذہب اور پیروان مذہب دو مختلف چیزیں ہیں اور اسلام کی تعلیمی حیثیت کی جستجو اور تلاش ہے تو وہ صرف اسکے حقیقی ذخیرہ اور تعلیمی مصادر قرآن و احادیث میں نظر آ سکتی ہے نہ کہ پیروان مذہب کے فہم و عمل میں یعنی اسلام کی تعلیم کے متعلق کوئی رائے قائم کرنے سے پہلے لازم ہے تعلیمی مصادر کا مطالعہ لازمی ہے ورنہ بہت ہی بنیادی اور اصولی غلطی ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں میں بھی عقل و نقل کی جنگ کی نوبت آئی ورنہ اسلام نے ہرگز ہرگز کسی ایسی چیز سے نہیں روکا کہ اس سے قیام دولت و حکومت ہو اور شریعت اسلام اسکو ناجائز و ممنوع قرار دیتی ہو پس ضروری ہے کہ عروج و ارتقاء کے متعلق اسلام کی تعلیم پیش کر دی جائے تاکہ ہر شخص اندازہ لگا لے کہ واقعی اسلام ترقیات زمانہ کے ساتھ ساتھ چلتا ہے یا نہیں۔

اسلام اور مال و زر

واضح ہو کہ دنیا تہذیب و تمدن کے مختلف ادوار سے گزرتی رہی اور ہر زمانہ اور عالم ہر دور میں ایک مخصوص معیار قابلیت مانتی رہی ہے جو رفتار زمانہ کے ساتھ ساتھ بدلتا رہا بالآخر اب سرمایہ داری کا دور دورہ ہوا تو مستقل طور پر دولت کو معیار قرار دے لیا گیا اور اب اسی معیار کے ماتحت تمام ترقیات کا سلسلہ جاری ہے جو قوم اس معیار سے گر جائے وہ دن بدن قعر مذلت میں گرتی ہی جائے گی اور جو قوم اس معیار پر پوری اترے گی وہی عزت کی زندگی بسر کر سکے گی قرآن کریم نے تو مال و زر کو اس سے بھی زیادہ اہمیت دی ہے اور اپنے متبعین کو حصول دولت کی طرف خاص توجہ دلائی ہے مگر کچھ عرصہ سے مسلمانوں کا فہم و عقل قرآنی معیار سے گر گیا ہے ان کے فہم و استعداد پر تغیرات و حوادث کی تہہ بہ تہہ ... گزر چکی ہیں اور تعلیمی حقائق پر غلط استدلال اور و خیالات اور غلط بینی و کج اندیشی کے موٹے موٹے پردے ڈال دیئے گئے ہیں اس لئے ترقی کی دوسری چیزوں کی طرح مال و زر کو بھی برا کہا جانے لگا ورنہ حقیقت اس کے برخلاف ہے۔

قرآن کریم کی بیشمار آیات ہیں جن میں اللہ پاک نے اپنے مومن بندوں سے جہاد بالمال اور جہاد بالنفس کا مطالبہ کیا ہے اور اس کو حصول سعادت اور دینی و دنیوی ترقی کا باعث بتلایا ہے سب جانتے ہیں کہ جہاد اسلام کی روح رواں اور عبادت ہے اب اگر اللہ پاک ہم کو حصول دولت سے روکتے ہیں تو پھر ہم سے جہاد بالمال کا مطالبہ ہی کیوں کرتے ہیں۔

اسلام کے پانچ ارکان میں سے دو رکن حج اور زکوۃ ایسے رکن ہیں جن کی ادائیگی صرف مالدار ہی کر سکتے ہیں نہ کہ اگر مال و دولت بری چیز ہے تو پھر زکوۃ کس کی دی جائے اور حج کیسے کیا جائے۔

علاوہ ازیں اسلامی عبادات و طاعات کا بیشتر حصہ مثلاً صدقات و خیرات ہدی و قربانی یتیموں بیواؤں مسکینوں مسافروں غرباء غریب انسانوں اور درویشوں کی امداد و دستگیری جو اخلاق اسلامی اور اخوت انسانی کا بہترین کمال ہیں اور اعمال صالح ہیں یہ فضائل اور مکارم اخلاق صرف مالدار ہی حاصل کر سکتے ہیں مومن کی صفت بتاتے ہوئے قرآن کریم میں أُولَٰئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ

مقدم آیا ہے اور جن کی شان میں حضور علیہ التحیۃ والتسلیم فرماتے ہیں الید العلیا خیر من ید السفلیٰ یعنی صاحب سخاوت و عطا کا ہاتھ دستِ فقیر سوال کنندہ سے بہتر اور افضل ہے غرض خویش و اقارب اور عام پڑوسیوں اور درماندہ انسانوں کی امداد و اعانت اور حق اسی کا تقاضا ہے کہ اسلامی زندگی کے لئے مال و زر لازمی چیز ہے اور یہ سب فضائل سرمایہ داری سے متعلق ہیں شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

توانگراں را بفضلت دہند دہقانی زکوٰۃ و فطرہ و اعتاق و ہدی و قربانی

تو کے بدولت ایشاں رسی کہ نتوانی جز ایں دو رکعت وانہم بصد پریشانی

نیز انسان کا مقصد پیدائش ازروئے قرآن عبادت ہے اور قوت و یکسوئی عبادت و طاعت تونگروں ہی کو میسر آسکتی ہے کیونکہ مال مزکی و جامہ پاک، متاع مصئون اور دل فارغ، لاد ہی رکھتے ہیں جو عبادت کے اہم رکن و شرائط ہیں بس قوت سجود و عبادت تونگروں کے ساتھ ہی مخصوص ہے نہ کہ نادہندوں اور مفلسوں کے ساتھ کیونکہ خالی معدہ عبادت تو کیا زندگی ہی قائم نہیں رہ سکتی بہتر ین اور خالص ترین عبادت وہی ہے جو لقمۂ حلال اور جامۂ پاک کی حالت میں ہو ظاہر ہے کہ یہ چیزیں بغیر مال کے نفیروں کو میسر نہیں آسکتیں کیونکہ

حاصل اندر روزی کجی مشتغل پراگندہ روزی پراگندہ دل

یہی وجہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے الفقر سواد الوجہ فی الدارین یعنی فقیری اور مفلسی دونوں جہان کی روسیاہی ہے یہ اس لئے کہ بغیر مال و زر کے دین و دنیا کا کوئی کام سرانجام نہیں پاسکتا مفلسی کی حالت میں حضور خداوندی اور مجلسوں میں سوائے شرمندگی اور ندامت کے اور کیا حاصل ہوسکتا ہے۔

جملہ معائب کی جڑ افلاس ہے

مالی اور اقتصادی تنزل اور افلاس جس میں آج مسلمان مبتلا ہیں بناہ بخدا ایک ایسی بلائے عظیم ہے جو جملہ مصائب و معائب کی جڑ ہے۔ اس کا بُرا اثر ہر شعبۂ زندگی پر پڑتا ہے روحانیت جاتی رہتی ہے اخلاق فنا ہو جاتے ہیں تمدن و معاشرت کی جڑیں کھوکھلی ہو جاتی ہیں دماغی اور جسمانی نشو و نما میں خلل پڑ جاتا ہے ہمتیں ٹوٹ جاتی ہیں حوصلے پست ہو جاتے ہیں غیرت و حمیت اور امانت و دیانت میں فرق آ جاتا ہے اور قومی اساسی بنیادوں کو اندر ہی اندر کھوکھلا کر دیتا ہے۔

سورہ نساء کی ایک آیت مال و زر کی حقیقت اور مذکورہ بالا اہمیت کو خوب واضح کرتی ہے ولا تؤتوا السفہاء اموالکم التی جعل اللہ لکم قیاما بیوقوفوں کے مال ان کے قبضہ میں نہ دو کہ مال ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے کھڑے ہونے کا ذریعہ بنایا ہے یعنی مال و زر سے تم میں کھڑے رہ سکتے ہو، چونکہ مال و زر قیمتی شے ہے اس لئے اس کی حفاظت کا بھی ساتھ ہی اہتمام فرمایا ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔

ترقی دولت کے ذرائع اور قرآن

وسائل معاش اور ترقی دولت کے ذرائع عموماً تین ہیں تجارت زراعت اور صنعت و حرفت سرمایہ دار قومیں انہی ذرائع پر عمل کرنے کی بدولت دنیا میں پھل پھول رہی ہیں خصوصاً تجارت کو اس وقت اس قدر اہمیت حاصل ہے کہ یورپ کی بڑی بڑی سلطنتیں امریکہ جرمنی اور برطانیہ تجارت کے بل بوتے پر قائم ہیں خود ہندوستان میں برادران وطن تجارت کی وجہ سے سونے چاندی میں کھیل رہے ہیں۔ اگر مسلمان قرآن پاک پر غور کریں تو انہیں معلوم ہو کہ اس چیز کو اللہ تعالیٰ نے فضل اور خیر کے لفظ سے یاد فرمایا ہے اور خصوصیت کے ساتھ اس طرف توجہ دلائی ہے فرمایا جب جمعہ کی نماز کا وقت ہو جائے تو اپنے اپنے کاروبار چھوڑ کر مسجدوں کی طرف آ جاؤ اور جب نماز پڑھ چکو تو فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ پھر منتشر ہو جاؤ اور اپنے اپنے کاروبار میں مصروف ہو کر مال و زر کماؤ بحری تجارت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا قولہ تعالیٰ وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝

(ترجمہ) اللہ وہ بڑی ذات ہے جس نے تمہارے لئے بحر کو تابعدار کر دیا ہے کہ تم اس سے تر و تازہ گوشت کھاؤ اس سے زینت کی چیزیں مثلاً موتی وغیرہ نکالو اور ان کو پہنو اور تم دیکھتے ہو کشتیاں کس طرح دریا کو پھاڑتی چلی جاتی ہیں گویا مست ہاتھی اپنے جوش میں دوڑا جاتا ہے اور یہ اس لئے کہ تم تجارت کے ذریعہ سے رزق طلب کرو۔ اللہ کا احسان جانو اور شکر کرو۔

ایک دوسری جگہ فرمایا قولہ تعالےٰ

اللَّهُ الَّذِي سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝

(ترجمہ) اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے دریا کو تابع کر دیا کہ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں جاری ہوں اور تاکہ تم ان کی بدولت رزق اور مال و زر کماؤ اور اللہ کا شکر کرو۔

مذکورہ بالا آیات بینات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کس طرح اللہ پاک نے ہمیں بری اور بحری تجارت کی طرف رغبت دلائی ہے اگر مسلمان پھر بھی تجارت کے ذریعہ مال و زر حاصل نہ کریں اور محض گدایانہ حیثیت سے ملازمت ہی کو اپنی ترقی کا ذریعہ سمجھے رہیں تو تعجب سے اپنی تقدیر کو پھوڑیں حیرانی ہے کہ ایسی صاف و صریح تعلیم کے ہوتے ہوئے انہوں نے کیوں تجارت کو ذریعہ معاش نہیں بنایا اگر قرآن سے نہ دور تھے اور اس کے معانی و مطالب پر غور کرنے کو گناہ سمجھتے تھے تو کم از کم یہ تو ہر مسلمان کو معلوم تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے تجارت ہی کو اپنی معاش کا ذریعہ بنایا تھا اسی سے سبق حاصل کرتے اور اپنے نبی کی سنت پر عمل پیرا ہوتے مگر یہ تو جب ہوتا کہ ان کے دہ مولود سے مولویوں نے انہیں میلاد کی مٹھائیوں خنور کر جیوں اور نیم میلاد پر نزلے جھگڑنے سے فرصت دی ہوتی آہ ان کمبختوں نے تو اپنے نبی کے ذکر کو بھی ایک رسمی چیز بنا لیا اور دین اپنی دین اور دنیا دونوں تباہ کر لیں جہاں بہت سی اور چیزوں کو فراموش کیا وہاں محبوب و مرغوب عند اللہ تجارت کو بھی بھلا دیا اس پر طرہ یہ ہے کہ اگر کوئی خیر خواہ ہمدرد ملت مسلمانوں کو یہ مشورہ دے کہ تجارت اپنے ہاتھ میں لو تو کہا جاتا ہے "تو کیا ہم یہ بنیے والا کام اختیار کریں" سبحان اللہ کیا ذہنیت ہے خدا ہی حافظ ہے اس قوم کا جس کی سمجھ اور ذہنیت کا یہ عالم ہو جو اپنے عروج کے وسائل کو اختیار کرنے میں میں اپنی ذلت و رسوائی سمجھتی ہو۔ اور چند ٹکوں کی ملازمت اور غلامی کو باعث عزت سمجھتی ہو۔ مسلمانو ! سوچو اور غور کرو کہ جو کام تمہارے رسول نے کیا ہو وہ تمہارے لئے کس طرح باعث ذلت ہو سکتا ہے بلکہ اس کی پیروی تو تمہارے لئے دارین کی فلاح و بہبودی کی کھلی ضمانت ہے۔ (باقی)

فلسفہ صلوٰۃ

(از جناب خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام)

کوئی قوم جب انحطاط کی طرف جاتی ہے تو وہ حقائق سے منہ موڑ کر لفظ پرست ہو جاتی ہے پھر آہستہ آہستہ لفظ پرستی بھی چھٹ جاتی ہے اور اس طرح وہ اصل حقیقت بالکل خاک میں مل کر رہ جاتی ہے یہی حالت درود شریف پڑھنے کی ہے اصول کے لحاظ سے تو یہ مقدس شغل میرے نزدیک نماز سے کچھ ہی کم درجہ رکھتا ہے لیکن لوگوں نے جو درت سے صرف تکرار لفظی پر اکتفا کر رکھی تھی اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج بہت سے لوگ نہ صرف ان الفاظ ہی کو چھوڑنے پر آمادہ ہو گئے ہیں بلکہ ان پر معترض بھی ہیں کہا جاتا ہے کہ جب درود شریف ایک دعا ہے جس میں ہم خدا تعالیٰ سے آنحضرت صلعم کی ازدیاد ترقی چاہتے ہیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کے درجات کی ابھی تکمیل نہیں ہوئی: یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مرتبہ ضرور آنحضرت سے زیادہ ہوگا کیونکہ جس ترقی کی درخواست سرور کائنات کے لئے کی جاتی ہے وہ ترقی بطور مثال حضرت ابراہیمؑ کی طرف منسوب کی گئی ہے

اس اعتراض کا کسی آریہ کی زبان سے سن لینا تو ایک معمولی بات تھی لیکن آج اچھے طبقہ کے مسلم بھی درود شریف کے متعلق اگر معترض نہیں تو متامل ضرور ہیں یہ ساری مصیبتیں لفظ پرستی کا نتیجہ ہیں کوئی بھی تھوڑی دیر کے لئے تکلیف تحقیق کو گوارا نہیں کرتا۔

صلوٰۃ کے معنی

یوں تو ہر زبان میں لفظوں کے معنے کئی کئی ہوتے ہیں لیکن عربی الفاظ حقائق و معارف کا خزانہ ہیں اس کا ایک ایک لفظ مختلف معانی کا حامل ہوتا ہے۔ لفظ کا محل وقوع ہی بتلا سکتا ہے کہ کسی خاص مقام پر کسی لفظ کے کیا معنے ہونے چاہئیں یہ حقیقت مسلم ہے۔

لفظ صلوٰۃ کا ماخذ "صلی" ہے اس کے ایک معنے ہیں خدا تعالیٰ سے رحمت و ترقی کی دعا مانگنا' اور دوسرے معنے ہیں نبات خود ترقی کامیابی' رفعت اور مقصد کا پورا ہونا' اور تیسرے معنے ہیں ایسے افعال و اسباب کا جمع کرنا جن کے ذریعہ سے ہم سرسبز اور کامیاب ہوتے ہیں' یہ تینوں معانی مختلف کتب لغت میں موجود ہیں صاحب تاج العروس نے یہ بھی لکھا ہے کہ جب یہ لفظ آنحضرت صلعم کے متعلق استعمال ہو تو اس کے مخصوص معنے آپکے فرض زندگی یعنی اشاعت و تبلیغ اسلام کی کامیابی کے ہوتے ہیں۔

صلوٰۃ الٰہی کی تفسیر

یہ چاروں معانی مسلم ہیں اب دیکھنا یہ ہے کہ اس لفظ کے معنے کسی خاص مقام پر کیا ہوتے ہیں! یہ امر ظاہر ہے کہ درود شریف پڑھنے کی بنیاد قرآن کریم کی یہ آیت ہے ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں لے مومنین تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو اب فرض کیجئے کہ "صلی" کے معنے دعا کے ہیں اس صورت میں یہ صحیح ہوگا کہ انسان اور فرشتے دعا مانگ سکتے ہیں لیکن آیت تو کہتی ہے کہ خدا تعالیٰ بھی صلوٰۃ بھیجتا ہے اب اگر صلوٰۃ کے معنے صرف دعا کے ہیں تو سوال پیدا ہوگا کہ خدا جو قادر مطلق ہے کس طرح دعا مانگتا ہے لہذا تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس لفظ کے معنے اس موقع پر دعا کے نہیں ہیں اب اگر دوسرے معنوں کی طرف توجہ کی جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ بالکل صاف ہیں آیت شریف کے معنے یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ہمیشہ اس قسم کے اسباب مہیا کرتے رہتے ہیں جس سے آنحضرت صلعم کا مقصد زندگی تکمیل کو پہنچے اور آپ کا نام بلند اور آپکے مشن کی ترقی ہو اور اس موقع پر یہ بھی ہدایت کی گئی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے یہ عمل کر رہے ہیں تو اے مسلمانو تم بھی یہی عمل کرو تم بھی ان کاموں میں مصروف ہو جاؤ جن سے حسب تشریح صاحب تاج العروس اشاعت اسلام کی ترقی و تکمیل ہو۔

صلوٰۃ الٰہی کا عملی نتیجہ

تاریخ اس امر پر شاہد ہے کہ اول تو اسلام روز افزوں ترقی کرتا رہا لیکن وہ باتیں جنھیں ہم خدا اور اس کے فرشتوں کی طرف منسوب کر سکتے ہیں وہ خود بخود لوگوں کا ان اصولوں کی طرف رجوع کرنا ہے جو نہ صرف اسلام ہی کی روح رواں ہیں بلکہ وہ معرکۃ الآرا باتیں ہیں جنہوں نے مذاہب دیگرہ کو اسلام سے جدا کیا اس امر کے ثبوت میں تاریخ کی ورق گردانی کرنا نہیں چاہتا جو آج ہمارے سامنے ہو رہا ہے وہ اس آیت شریف کی ایک کامل تشریح ہے یہ تو آج دنیا نہ صرف ظاہر اسلام سے منہ موڑ رہی ہے بلکہ مذہب کو ہی خیرباد

جواب دے رہی ہے لوگ نہ صرف علی الاعلان اپنے اپنے مذہب سے علیحدہ ہو رہے ہیں بلکہ ضرورت مذہب ہی کے منکر ہیں ہاں تعلیم مذہب کی جگہ انہوں نے چند اصول زندگی اختیار کر رکھے ہیں جن پر وہ بطور مذہب چلنا چاہتے ہیں اب اگر ان اصولوں کو غور سے دیکھا جائے تو وہ سب کے سب اسلام کے بنیادی اصول ہیں ہمارا زمانہ کچھ اس قسم کا مبارک زمانہ واقعہ ہوا ہے کہ ہمیں تبلیغ و اشاعت میں صرف اسی قدر کہہ دینا ہے کہ جن جن امور کی خاطر دوسرے مذہب والوں نے اپنے مذہب کو چھوڑ رکھا ہے وہ خالصۃً اسلامی نہیں اور ہمیں ان دوستوں کو صرف اسی قدر بتلانا ہے کہ جن اصولوں کے تم اس قدر دلدادہ ہو رہے ہو قرآن نے ان کا نام اسلام رکھا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ تبعی کیفیت اور مذہبی ذہنیت کس نے پیدا کی ہماری حالت جمود تو ظاہر ہے اور جس طرح ہم اس فریضہ حقہ سے الگ ہو چکے ہیں یہ بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے پھر کس نے امور سلطنت میں دنیا کو جمہوریت کا دلدادہ کر دیا ہے؟ کس نے مساوات انسانی کی روح پھونکی ہے؟ کس نے ذات پات اور رسمی تعزز کو ملیامیٹ کر دیا ہے؟ وہ کون سے اسباب ہیں جنہوں نے ہندوستان جیسی قدامت پسند اور چار دیواری میں رہنے والی قوم کو شدھی سنگٹھن جیسے مفید اصولوں پر عامل کرا دیا ہے؟ کیوں ہندو احباب آج بیوہ نسواں پر زور دے رہے ہیں اور اس قبیل از دواج بیوگان، طلاق وغیرہ کے مسائل بھی ہیں دوسری طرف فلسفہ حیات کے لئے اگر کل دنیا مغرب کو دیکھتی ہے تو مغرب میں ذیل کے مضبوط اصول کس سلطان نے جاری کئے ہیں؟ توحید مساوات انسانی عالمگیر اخوت انسان کی سرشت کا کامل اور بے عیب بنا دینا یعنی ادراک کا مادہ پر غالب رہنا وغیرہ وغیرہ یہ اصول اور بیسیوں اور مسائل کل کے کل اسلامی ہیں لیکن اگر آج یورپ ان پر

[illegible] انشا اب ہماری کوششوں کا نتیجہ نہیں ہے یہ تو آیت زیر بحث کا [illegible] اور جملاً تعجب ہے [illegible] تعالیٰ ہمیں فرماتے ہیں کہ میں اور میرے فرشتے تو [illegible] اصول اسلام کی طرف رغبت پیدا کر رہے ہیں ہم [illegible] تو رات دن [illegible] ہیں لیکن مسلمانو تم بھی کچھ کام کرو ہم تو دنیا کے لوگوں کو قرآنی اصولوں کی طرف لا چکے ہیں لیکن تمہارا کام انہیں اطلاع دو کہ ان اصولوں کا نام اسلام ہے

محض لفظی ترجمہ ہی کافی ہو معترض اب غور کرے کہ آیت کے یہ معنے کسی تکلف کے محتاج نہیں ایک طرف ان معانی کی [illegible] لغت عرب ہے اور دوسری طرف واقعات عالم اس کی تصدیق کرتے [illegible] اگر کوئی [illegible] اس کو ضرورت تو [illegible] جن کا نام مسلمانوں ہے حسن تقدیر [illegible] کی تعریف ہوتی ہے کہ تم محمد صلی اللہ علیہ پر درود بھیجو ہم نے [illegible] میں تو صد کروڑی ہو نہی کسی کی زبان پر آنحضرت کا مبارک نام آیا [illegible] اللھم صل علی محمد کا شور بلند ہو گیا لیکن کسی ایک نے بھی اس پر غور [illegible] متقصد یہ [illegible] غرض تو یہ تھی کہ جس وقت آپ کا نام زبان پر آئے [illegible] آپ کے مشن کی اشاعت کا خیال ہو۔

[illegible] کے اگر معنے دعا کے [illegible] جائیں تو یہ دعا کی حقیقت تو قرآن [illegible] ہے کہ جو [illegible] سے [illegible] چاہتے تو اس کے پیدا کرنے کے اسباب پیدا [illegible] ہم کوشش میں اپنی طرف سے کوئی کمی نہ چھوڑیں اور تکمیل کے [illegible] تو رات [illegible] ایک بات ہے کہ درود شریف میں تو ہم خدا سے [illegible] آنحضرت صلعم کی [illegible] ہمارے [illegible] افعال [illegible] باعث ننگ ہوں یہ دعا نہیں بلکہ خدا تعالیٰ سے مضحکہ اور مذاق کرنا ہے [illegible] درود شریف تو اس لحاظ سے اصلاح اخلاق کا بہترین ذریعہ تھا اگر درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے اور کسی شخص کی تعلیم کی کامیابی کا بڑا بھاری ثبوت یہ ہوتا ہے کہ اس معلم کے پیرو اس تعلیم پر عامل ہوں تو محمد عربی کی رفعت ذکر اور آپ کو کامیابی کا ثبوت اس زمانہ میں ہمارے افعال سے ہونا چاہیئے تو پھر درود شریف پڑھنے سے پہلے ہمیں اصلاح اعمال کی فکر کرنی چاہیئے اور گویا ہم یہ کہنے کے قابل ہو جائیں کہ جہاں تک اصلاح اعمال میں ہم سے جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہم کر گزرے اور آگے خدا کا کام ہے۔ اسی طرح لفظ درود [illegible] معانی پر غور کرنے سے اور تشریحات بھی ہو سکتی ہیں۔

دوسرے اعتراض کا جواب

خدا تعالیٰ نے درود شریف میں کامیابی کا ایک نمونہ جناب ابراہیم کو پیش کیا ہے اور ہمیں اسے نصب العین بنانے کے لئے متوجہ کیا ہے دراصل اس سے مراد وہی ہے جو میں لکھ چکا ہوں جناب ابراہیم سے جو برکت درخت کا وعدہ تھا وہ اس کی اولاد کے ذریعہ ہونا تھا اگر جناب اسمٰعیل بھی آپ کی اولاد میں سے ہیں اور آنحضرت صلعم اسی باغ کے ایک گل سر سبز ہیں تو جس قدر اسلام کی اشاعت ہوگی وہ اسی برکت کی افزائش ہے جو جناب ابراہیم کو عطا ہوئی جناب ابراہیم اپنی اولاد کے لئے برکت کی دعا مانگتے ہیں خدا تعالیٰ اس دعا کو منظور فرماتے ہیں اور حضرت نبی کریم اپنے آپ کو ابراہیم کی دعا ظاہر کرتے ہیں ہم درود شریف میں خدا تعالیٰ کو اس وعدہ یاد دلاتے ہیں کہ تو نے جس طرح جناب ابراہیم سے برکت کا وعدہ کیا تھا اسکی اجرا جناب اسمٰعیل کی اولاد سے ہوتی ہو اس برکت کے آج ہم وارث ہیں لہذا ہمیں وہ توفیق پیدا کر جس کے ذریعہ ہم اس برکت کے وارث ہو جائیں جو تو نے جناب ابراہیم کو عطا فرمائی آپ کی اسرائیلی نسل تو باغ روحانیت سے کٹ چکی ہے اب دوسری شاخ کے ذریعہ وہ وعدہ کردہ برکت جاری ہے اس کا ظہور آنحضرت کی ذات پاک سے ہوا جس کے نام لیوا آج ہم ہیں

محبت وہ بلا ہے جس کو سنگ جی دہل جائے

سرکش محبوب کو سرنگوں کرنیکے عمل

عمل نمبر ۱ [illegible] عمل نمبر ۲ علوی صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص ہو کامل بیس سال کا تجربہ کبھی سر خطا نہیں گئے [illegible] اب میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اور گواہ بنا کر دو کا سن قلیل ہدیہ پر ان کا اعلان کرتا ہوں تاکہ سب امیر و غریب فائدہ اٹھا سکیں جن بھائیوں کو میری گذشتہ [illegible] اس اقرار کا ارسال کریں کہ اپنی ذات کے سوا کسی دوسرے کو نہ بتائیں گے طلب فرمائیں

عمل نمبر ۱ اس عمل [illegible] میں پندرہ منٹ صرف ہوتے ہیں اس کا عامل ایک سال اس پر قابض رہتا ہے دوسرے سال کے لئے دوبارہ پندرہ منٹ صرف کر کے عمل پڑھنا ہوتا ہے [illegible] مطلوب کو تابعدار بنایا جاسکتا ہے ہدیہ رعایتی تین روپے **عمل نمبر ۲** یہ ایک آیت قرآنی با موکل کا عمل ہے [illegible] آگ میں جلائی جاتی ہے اور مرتبہ آگ میں جلائی جاتی ہیں سات دن میں انشاء اللہ مطلوب آپ کے آگے سرنگوں ہو گا ہدیہ دو روپے

عمل نمبر ۳ برائے ترقی روزگار یہ عمل ترقی تجارت و ترقی معاش و ملازمت اور اس کی ترقی کے لئے عجیب و غریب ہے ہفتہ میں صرف چہار شنبہ کو پڑھا جاتا ہے پڑھنے میں [illegible] منٹ صرف ہوتا ہے اس کی برکت سے روزی روزگار میں اس قدر ترقی ہوتی ہے کہ اللہ کی قدرت کا کرشمہ نظر آتا ہے ایک روپیہ چار آنے نذرانہ ہے [illegible] آدمی [illegible] ان تینوں عملیات کے پڑھنے میں کسی قسم کا خوف و خطر نہ اپنے مکان سے کہیں باہر جانے کی ضرورت نہ کسی قسم کا پرہیز جو صاحب عمل نمبر ۱ و ۲ ایک [illegible] دونوں کا ہدیہ صرف چار روپے لیا جائے گا اگر بذریعہ منی آرڈر روپیہ روانہ کریں تو محصول ڈاک معاف لفافہ میں عمل روانہ کئے جاتے ہیں۔

عمل عداوت یہ عمل دو شخصوں کے درمیان عداوت ڈلوانے کے لئے نہایت مجرب ہے صرف پندرہ منٹ کی پڑھائی سات یوم میں کامیابی ہوتی ہے جائز ضرورت کے [illegible] **عمل تباہی دشمن** یہ عمل تباہی و بربادی دشمن کے لئے بہترین عمل ہے [illegible] گھنٹہ یومیہ محنت کی پڑھائی ہے جائز ضرورت کے [illegible] طلب کیا جائے ہدیہ ایک روپیہ چار آنے

سب عملوں کے ملنے کا پتہ :-

مہر فضل شاہ عامل پوسٹ بکس نمبر ۵۴ دہلی

مکافاتِ عمل

(از نوشتہ حضرت مولانا مولوی نذیر الحق صاحب قریشی)

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

مسلمان جب واقعی اور سچے مسلمان تھے تو دنیا کی تمام قوموں سے زندگی کے ہر شعبہ میں اعلیٰ اور ارفع تھے اور عروج و ارتقا کی ایک بلند سطح پر تھے نہ صرف یہ کہ وہ خود سربلند و سرفراز تھے بلکہ دنیا کی دیگر پست اور ذلیل اقوام کے لئے سرچ لائٹ کا کام دیتے تھے۔

وہ دنیا کی قوموں میں ایسے تھے جیسے محفل انجم میں ماہتاب یا جیسے کنکروں میں جواہر ریزے وہ دیگر اقوام میں ایسے ممتاز تھے جیسے عام ہرنوں میں نافہ مشک رکھنے والا ہرن۔ ان کے علم و اخلاق کی نکہت سے تمام عالم معطر تھا اور وہ دنیا کی آنکھ کا تارا تھے۔

مگر آہ آج وہی مسلمان ہر جگہ ذلیل و خوار اور گری ہوئی حالت میں ہیں اب یقین بھی نہیں کیا جا سکتا کہ یہ وہی مسلمان ہیں جو چند صدیوں پہلے تھے اب تو ہمارے لئے اسلاف کرام کی بزرگی اور عظمت و افتخار کے گیت گانا اور ان کی عظمت پارینہ سے تھوڑی دیر کے لئے دل بہلا لینا بھی باعث شرم و ندامت ہے۔

مسلمانوں کی گزشتہ اور موجودہ حالت کا موازنہ کرنا میرے نزدیک ایک شاعرانہ طرز بیان ہے مختصراً کہا جا سکتا ہے کہ وہ پہلے جتنے بلند تھے اب اتنے ہی پست ہیں جو حالت سے ظاہر ہے کہنے اور جتلانے کی ضرورت نہیں اب سوال یہ ہے کہ یہ انقلاب اور افسوسناک تغیر کیوں ہوا اس سوال کا جواب اور اس کا صحیح حل آج سے نہیں بلکہ نصف صدی سے نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام بلاد اسلامیہ میں بحث طلب بنا ہوا ہے مگر اس کا صحیح حل آج تک لاینحل ہے اور لمبا غور و فکر کرنے والا مضمون ہے۔

ہر مسلمان پر یہ امر اچھی طرح واضح ہے کہ مسلمان ایک عرصہ دراز سے انحطاط پذیر ہیں اور یہ بھی کہ ان کے علاج معالجہ کی کثرت کے ساتھ جد و جہد جاری ہے مگر نتیجہ برعکس برآمد ہو رہا ہے اور کچھ عرصہ اور یہی کشمکش باقی رہی اور یہ سوال یونہی لاینحل رہا تو آئندہ کے لئے بھی بہتری کی کوئی ضمانت نہیں پس جب حال یہ ہے تو اس چیز کی تلاش کرنی چاہئے جس کی نحوست نے یہ روز بد دکھایا ہے۔

اس سوال کے مختلف النوع اور متعدد جواب دیئے جا چکے ہیں لیکن اگر میرا قیاس غلطی پر مبنی نہیں تو کہا جا سکتا ہے کہ اب تک کوئی تسلی بخش اور واقعی جواب نہیں دیا گیا نمونتہً چند جوابات نقل کئے دیتا ہوں ناظرین ان کی واقعیت کی نسبت خود اندازہ لگا سکتے ہیں۔ بعض مدبرین ملت فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کی عیش پسندی ان کے زوال کا باعث ہوئی اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ بات تجربہ اور مشاہدہ کے خلاف نظر آتی ہے اور صداقت کی کسوٹی پر غلط اترتی ہے کیونکہ یہ ایک مانی ہوئی بات ہے کہ عیش پسندی جو لازمہ دولت ہے قومی ترقیات اور جد و جہد عملیات کی ضد تو ہے مگر باعث زوال نہیں اگر یہ بات صحیح ہوتی تو سب سے پہلے یورپ کو تخت رفعت سے خاک مذلت پر گرنا چاہئے تھا کیونکہ جس قدر عیش پسند یورپ ہے اس کا عشر عشیر نہ مسلمان بادشاہوں اور امراء میں تھا اور نہ اب ہے۔ لندن، فرانس اور پیرس وغیرہ کے ایک انگریز کی موجودہ عیش پسندی اور سامان تعیش و فراغت کو ایک پلڑے میں اور محمد شاہ رنگیلے اور واجد علی شاہ کے سامان عشرت کو دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو یقیناً یورپ کا پلڑا بھاری ہوگا سو اب اگر عیش پسندی مسلمانوں کے زوال کا باعث مانی جائے تو چاہئے تھا کہ یورپ بر سر تنزل ہوتا حالانکہ وہ بتدریج بام ترقی پر چڑھا چلا جا رہا ہے۔

البتہ یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ یورپ کی عیش پسندی اور مسلمان بادشاہوں اور امراء کی عیش پسندیوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ یورپ باوجود عیش پسندی کے غافل خود اختیاری اور جد و جہد عملیات میں اقوام عالم سے بڑھا ہوا ہے اور محمد شاہ رنگیلے اور نواب واجد علی شاہ وغیرہ دشمن کے سر پر آ پہنچنے تک بھی مشغول عیش و نشاط رہے مگر یہ دوسری بات ہے اس کو نفس عیش پسندی سے کوئی تعلق نہیں اس میں یورپ اور مسلمان برابر کے شریک ہیں صرف چند خصوصیات کا فرق ہے۔ پس یہ جواب بھی مسلمانوں کی تباہی اور ان کے زوال کا باعث نہیں ہو سکتا۔

مفلسی اور مسلمان

بعض مبصرین کا خیال ہے کہ مسلمان نادار اور قلاش ہیں اس لئے تباہ حال ہیں مگر یہ بات بھی غلط ہے کیونکہ مفلسی بذات خود کوئی چیز نہیں یورپ کی تاریخ اٹھا کر دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ ان کے بیشتر افراد مفلس اور نادار تھے مگر دولتمندی میں بادشاہوں سے بازی لے گئے اور مفلسی ان کو ترقی کرنے سے نہیں روک سکی۔

اگر ہندوستان کے مسلمان مفلسی کی وجہ سے تنزل پذیر ہیں تو جو ممالک اسلامیہ آزاد ہیں اور ترقی دولت کے ذرائع رکھتے ہیں وہ کیوں گری ہوئی حالت میں ہیں پس یہ چیز بھی قابل اعتنا نہیں۔

اخلاقِ حسنہ اور مسلمان

کہا جاتا ہے کہ مسلمان اخلاق حسنہ سے محروم ہیں اور حرکات شنیعہ میں دوسری قوموں سے بازی لے گئے ہیں بجائے حسنات و فضائل کے سیئات و رذائل ان کا ذریعہ امتیاز ہے تو چونکہ وہ اخلاقی قوت اپنے پاس نہیں رکھتے اس لئے اخلاق مذمومہ کی کمزوری انھیں خاک مذلت سے اٹھنے نہیں دیتی مگر یہ جواب بھی صحیح نہیں کیونکہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ یورپ باوجود ادعائے تہذیب و تمدن کے حیوانی زندگی بسر کر رہا ہے وہ افعال شیطانی جن کا وجود انسانی تہذیب و شرافت کے لئے زہر ہلاہل ہے ان کو تہذیب نو کے غازہ سے خوب چمکا دیا ہے اور ان کو فرحت و انبساط کا ایک ذریعہ بنا لیا گیا ہے لہٰذا یہ بات بھی قرین صواب معلوم نہیں ہوتی۔

کہا جاتا ہے کہ مسلمان غفلت شعار اور آرام طلب ہیں اس لئے ذلیل اور پست ہیں یہ بات بھی قابل قبول نہیں کیونکہ آج جس قدر بھی محنت اور جفاکشی کے کام ہیں ان میں مسلمان کاریگروں اور مزدوروں کی تعداد نسبتاً زیادہ ہے برخلاف دیگر اقوام کے کہ وہ ایسے ذرائع معاش رکھتے ہیں جن سے غفلت شعاری اور آرام طلبی

پیدا ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ مسلمان جسمی طاقت میں دوسری قوموں سے ممتاز ہیں لیکن معلوم ہوا کہ یہ بات بھی غلط ہے۔

خانہ جنگی اور قومی زوال

بعض ہمدردان ملت فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کی نا اتفاقیوں اور خانہ جنگیوں نے اس حالت تک پہنچایا مسلمان فرقہ بند ہو گئے رشتہ اخوت کو ہاتھ سے چھوڑ دیا اور قومی اتفاق و اتحاد کو نفاق و شقاق سے تار تار کر دیا یہ بات بھی اطمینان بخش اور مبنی بر حقیقت نظر نہیں آتی۔

اس میں کلام نہیں کہ نا اتفاقی اور خانہ جنگی حیات اجتماعیہ کے لئے جو مسلمانوں کا مرغوب طرۂ امتیاز ہے ملک الموت اور زہر قاتل ہے اور مسلمانوں کی تباہی میں ایک حد تک نا اتفاقیوں اور خانہ جنگیوں کا ہاتھ نمایاں طور پر نظر آتا ہے مگر صرف نفاق ہی کسی قوم کی تباہی اور زوال کا باعث نہیں ٹھیرایا جا سکتا دیکھئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشینگوئی فرمائی تھی کہ حضرت عثمان غنیؓ باغیوں کے ہاتھوں جام شہادت نوش فرمائیں گے ان کا مقدس خون آیت فسیکفیکہم اللہ پر گرے گا اور ان کی شہادت سے ایک فتنہ پیدا ہو جائے گا اس پیشینگوئی کے مطابق ایسا ہی ہوا اور واقعی اس وقت سے فتنہ نفاق کا دروازہ کچھ ایسا کھلا کہ اب تک بند نہ ہوا اور مسلم کی تیغ بیدریغ گلوئے مسلم پر آج تک برابر چل رہی ہے۔

حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت سے نفاق اور خانہ جنگی شروع ہوئی جس سے بیشمار اور بے اندازہ قومی نقصانات پہنچے مگر اسی وقت سے مسلمانوں کا عروج و کمال بھی شروع ہوا ان کا رعب و داب اور تسلط و اقتدار برابر قائم رہا اور ان کا شیرازہ پراگندہ نہ ہونے پایا۔ جنگ جمل اور صفین نے اگرچہ مسلمانوں کو نقصان عظیم پہنچایا مگر ان کی ہیبت اور قومی آن بان میں ذرا فرق نہ آیا ایک نمونہ ملاحظہ ہو۔

صحابۂ کرام کا اختلاف اور قومی وقار

جس وقت حضرت امیر معاویہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے برسر پیکار تھے اور حضرت امیر معاویہ کی صحبت و تربیت رسالت سے دوری رنگ لا رہی تھی تو اس خانہ جنگی سے فائدہ اٹھانے کے لئے قیصر نے ارادہ کیا کہ میں آگے بڑھکر سرحد پر قبضہ کر لوں اس کوتاہ اندیش نے ان کو قومی عزت و وقار سے غافل تصور کر لیا اور سمجھ بیٹھا کہ یہ بھی خدا نخواستہ تیرہویں صدی کے مسلمان ہیں کہ قومیت متحدہ کے جہاز کو گرداب فنا میں پھنسا دیں گے مگر ذرا ٹس سے مس نہ ہوں گے۔

جس وقت اس پیش قدمی کا علم حضرت امیر معاویہ کو ہوا تو آپ نے ایک زبردست اور زلزلہ انگیز عتاب نامہ روانہ کیا اور اسے تنبیہ کی کہ اے قیصر ہم شاکر کہ تو اسلامی سرحد پر پیشقدمی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اگر یہ ٹھیک ہے تو کان کھول کر سن لے اور یاد رکھ کہ اگر تو نے ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو سب سے پہلا شخص جو حضرت علی کے دست حق پرست پر بیعت کر کے تیرا استقبال کرنے کے لئے تیرا مقابل ہوگا وہ امیر معاویہ ہوگا۔ اس جذبہ خودداری اور عظمت اسلام کے جوش کو دیکھ کر اس کے ارادوں پر اوس پڑ گئی اور پیش قدمی کی جرأت نہ کر سکا۔

اس حیرت افزا اور ولولہ انگیز واقعہ سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ باوجود شدید اختلاف اور خانہ جنگی کے ان کا قومی عزت و وقار بحال رہا باوجود آپس کے اختلاف کے وہ مائل بہ پستی نہ ہوئے اور دشمنوں کو برابر نیچا دکھاتے رہے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی خاص جذبہ اور اسپرٹ ان میں ایسی تھی جس نے ان کو گرنے سے روکا اور وہ برسر اقتدار رہے جو ہم میں نہیں۔

یہ چند اسباب اور جوابات بطور نمونہ تحریر کئے گئے ہیں اسی طرح اور بہت سے اسباب قرار دیئے جاتے ہیں مگر سب کے سب واقعیت سے کوسوں دور ہیں اور کوئی بھی اطمینان بخش نہیں ہے۔

خواہ مسلمانوں کے تنزل کا کوئی سبب قرار دیا جائے اس کے متعلق یہی سوال ہو سکتا ہے کہ ایسا کیوں ہے یعنی جب تک ان کے زوال کی کوئی علت العلل نہ معلوم کی جائے اس وقت تک تشفی بخش جواب نہیں ہو سکتا معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے کوئی ایسی جامع اور مانع چیز جاتی رہی جس کی کمی سے تمام خرابیاں اور کمزوریاں ٹوٹ پڑیں ان کے امراض کا کوئی منبع ہے جس سے سینکڑوں امراض پیدا ہو گئے ہیں وہ کسی ایسے رہنما کی تربیت اور رہنمائی سے محروم ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے وہ برسر عروج تھے۔

بیشک یہ صحیح ہے کہ مذکورہ بالا کمزوریاں اور خرابیاں مسلمانوں میں حد سے زیادہ ہیں اور ذلت و پستی کی علامتیں ہیں مگر تنہا مسلمان ہی ان خرابیوں میں مبتلا نہیں بلکہ دنیا کی تمام متمدن و غیر متمدن قومیں کم و بیش اپنے اندر یہ خرابیاں رکھتی ہیں۔

تو چونکہ مسلمانوں کے مرض کی ابھی تک صحیح تشخیص نہیں ہوئی اسی وجہ سے علاج معالجہ کا نتیجہ برعکس برآمد ہو رہا ہے بلکہ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ تمام دوڑ دھوپ بیکار، جد و جہد لاحاصل اور چیخ پکار بے نتیجہ ہے اور یہ حوصلہ شکن مایوسی کا سامنا اس لئے ہوا کہ ہمدردان قوم اور نبض شناسان ملت نے اپنی اپنی معلومات اور خود ساختہ معیاروں پر ان کی تشخیص و تعیین کی اور قومی تنزل و ترقی کے معیار خود مقرر کر لئے حالانکہ وہ اپنے پاس ایک ایسا قانونی دستور العمل رکھتے تھے جس کی شان "تفصیلا لکل شیء" ہے۔

پس جب مسلمانوں کے زوال کے صحیح حل میں دنیا کے تمام بہترین دماغ مختلف ہیں اور اس گتھی کو سلجھانے سے انسانی عقلیں قاصر ہیں کسی ایک حقیقت پر فضلائے امت اور رہبرین ملت متفق نہیں تو آئیے اب خدا کی مقدس کتاب قرآن مجید کی طرف رجوع کریں اور دیکھیں کہ یہ کتاب ہمیں ہماری پستی و ذلت کی کیا وجہ قرار دیتی ہے جو یقیناً اطمینان بخش ہوگی اور اس لائق کہ تمام تر توجہ اس کی اصلاح پر مرکوز کر دی جائے۔

(باقی آئندہ)

شرطیہ ڈھائی مہینہ میں انگریزی آجائیگی

اگر آپ مرسن صاحب کی انگلش ٹیچر کا ایک سبق روزانہ سمجھکر پڑھ لیں گے صرف ایک گھنٹہ روزانہ محنت کی ضرورت ہے اور کسی استاد کی حاجت نہیں یہی وہ کتاب ہے جو دو سال میں تیس ہزار فروخت ہو گئی اس سے بہتر انگریزی سکھانے والی کتاب آجتک نہیں لکھی گئی ضخامت تقریباً ۳۲۴ صفحات

قیمت صرف ایک روپیہ محصول ۶ر کل عہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

یقین

(از جناب مولانا عبدالرحمٰن صاحب بلگرامی)

تاریخ اسلام کے اس زمانہ پر نگاہ ڈالنے سے جو نہ صرف تاریخ اسلام میں بلکہ تاریخ عالم میں اپنی پاکیزگی کے لئے کوئی نظیر نہیں رکھتا اور جسے ایک تاریخی واقعہ کی حیثیت سے خیر القرون کا لقب دیا گیا ہے یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ خدا کے چند بندے جو تعداد میں تھوڑے سروسامان کے لحاظ سے بالکل بے حیثیت، اٹھتے ہیں اور ایک عالم کی کایا پلٹ دیتے ہیں صرف سلطنتوں ہی کو نہیں بلکہ مخلوق کے دلوں اور روحوں تک میں عظیم الشان تبدیلی پیدا کر دیتے ہیں برائی مٹ کر بھلائی آجاتی ہے اور ظلم کی جگہ انصاف قائم ہوتا ہے اس زمانہ کا کوئی دانشمند اس پاک گروہ کے حالات پر جب غور کرے گا ان کی لڑائیوں کے سروسامان کی فہرست تاریخ کے ورقوں میں دیکھیگا ان کے جنگ کے اطوار دعوت اور تبلیغ کے طریقے معلوم کرے گا تو یقیناً اسے اچنبا ہوگا کوئی بڑا عالم النفس کا ماہر اپنے فن کے اعتبار سے کچھ باتیں نکال کر ان کی کامیابی کے اسباب گنانا شروع کرے گا لیکن حقیقت کچھ اور ہے اور ان کی کامیابی کا راز اور ان کی تاثیر کے اس قدر جلد اور مضبوطی کے ساتھ پھیلنے کا بھید نہ تو قوت امادی کی باضابطہ اور باقاعدہ مشق میں اور نہ سروسامان کی بہتات اور زیادتی میں یہ چیزیں تو ان کہاں اور کب تھیں ایک ہی چیز تھی جس نے ان سب مادی چیزوں کی قائم مقامی کی تھی اور اسی کے جوش کے یہ سب کرشمے تھے وہ خدا اور اس کے پاک رسول کی باتوں کا یقین تھا یقین انسان میں طاقت پیدا کر دیتا ہے اسی سے ہمتیں بندھتی ہیں حوصلے پیدا ہوتے ہیں ارادے پورے ہوتے ہیں کسی کام کو شروع کرنے سے پیشتر اگر اس کے انجام کی کامیابی کا پوری گہرائی کے ساتھ یقین ہو تو پھر اس کام کے پورا کرنے میں کوئی بڑی سے بڑی رکاوٹ نہیں بن سکتی یقین رکھنے والا آدمی ہر مشکل پر غالب آسکتا ہے اور ہر دشواری کو اپنے راستہ سے ہٹا سکتا ہے۔ یقین ہی کا پھل تھا کہ نبی کے پاک ساتھی اسلام کی راہ میں کانٹوں کو بھول جاتے تھے ثواب آخرت کی امید ان کو ہر قسم کی قربانی کے لئے آگے بڑھاتی تھی اور نہ بے جھجک اپنے جان و مال کو نچھاور کرتے تھے عذاب کا خوف حساب کتاب کا کھٹکا ان کی زندگی کے ہر ہر لمحہ کو نیکی اور بھلائی میں صرف کراتا تھا۔ مایوسیوں کے بادل اور ناامیدیوں کی کالی گھنگھور گھٹائیں ان کے یقین کی روشنی سے چھٹ جاتی تھیں اور بالآخر کامیابی کی صورت ان کے سامنے ہوتی غربت ان کو روک نہ سکتی بے زوری مانع نہ ہوتی کسی کا ڈر دور یہ حائل نہ ہوتا کیوں کہ انھیں اپنے مالک کے وعدوں کا یقین تھا آج بھی خدا کا وعدہ موجود ہے اس کا فرمان ہمارے پاس ہے اور کہنے کو ہم اس کے بندے اور فرمانبردار ہیں لیکن سچ یہ ہے کہ اس کی باتوں کا یقین نہیں۔ یقین کا نہ ہونا ہی تمام مصیبتوں کی جڑ اور ساری بیماریوں کی بنیاد ہے ہم کو اقرار سب باتوں کا ہے اس کی خدائی کا بھی اسکی یکتائی کا بھی مسبب الاسباب ہونے کا بھی حشر نشر کا بھی حساب کتاب کا بھی لیکن کیا یقین، پختگی اور مضبوطی ان باتوں پر ہے؟ اس کا جواب ہم میں سے ہر ایک کو اپنی پوری دلی حالت کے ٹٹولنے کے بعد دینا چاہیے۔

ہم اس کی راہ میں اپنی پونجی نہیں خرچ کر سکتے کیونکہ مستقبل کا کھٹکا لگا ہوا ہے، جان نہیں دے سکتے اس لئے کہ جان پیاری ہے، عیش و آرام ترک نہیں کر سکتے کہ وہ محبوب ہے ان تمام چیزوں کے بدلہ میں جو کچھ آخرت میں ملنے والا ہے اس کی طرف ایک ہلکا سا خیال تو ضرور رہتا ہے لیکن ان کے ملنے نہ ملنے پر دل کو دبدھا ضرور ہے اور جب تک یہ دبدھا مٹ کر یقین سے نہ بدلیگا خدا کے وہ وعدے بھی ہم پر پورے نہیں ہوسکتے۔ غور کرنے کی بات ہے کہ ایک پرانی وضع کا ہندوستانی شریف اپنے پہناوے اپنے اٹھنے بیٹھنے کے ہر لمحہ میں محفل کے آداب اور مجالس کے آئین کا کیا لحاظ رکھتا ہے کیونکہ لوگوں کی انگشت نمائی کا خطرہ ہے اور اسی طرح ایک حاکم کا ملازم کوئی بات اپنے افسر کے خلاف نہیں کر سکتا اس لئے کہ اسے ہر دم سوسائٹی کی گرفت کا اندیشہ ہے دونوں اپنی اپنی جگہ محض اندیشہ اور خطرہ کی بنا پر بندھے بندھائے اور پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہیں لیکن ہم مدعی اسلام و ایمان جنھیں اپنی زندگی کے ہر لمحہ کا حساب دینا ہے اور وہ بھی ایسے مالک کے روبرو جو ہر کھلی چھپی بات سے آگاہ ہے پھر بھی ہم برائیوں کے کرنے میں شیر اور گناہگاریوں میں دلیر ہیں اسلام کی عزت کو ابھارنے اور کلمۃ اللہ کو اونچا کرنے کے لئے آگے بڑھتے ہیں مصیبتیں ہمارا آگا روک لیتی ہیں اور مشکلیں ہمیں پیچھے ہٹا دیتی ہیں ہم قرآن کریم میں پڑھتے ہیں ان اللّٰہ لا یخلف المیعاد خدا اپنے وعدہ کو پیچھے نہیں کرتا لیکن دل اس پر یقین نہیں کرتا اس لئے قدم آگے بڑھنے سے رک جاتے ہیں ہندوستان میں آزادی کی تحریک اٹھی ہزاروں آدمی اس جنگ میں آگے بڑھے اور پیچھے ہٹ گئے کیونکہ وہ اپنی کامیابی کے یقین سے خالی تھے یقین رکھنے والی تھوڑی سی فوج ان بہتیروں کے مقابلہ میں کامیاب ہوگی جو خود اپنی طرف سے اپنے اندر شبہ رکھتی ہے یقین کامیابی کا پیش خیمہ ہے اور شک ناکامی و نامرادی کی نشانی کامیابی چاہتے ہو تو یقین پیدا کرو وانتم الاعلون ان کنتم مومنین اگر یقین رکھتے ہو تو تم ہی سرفراز ہو۔

حیات سلطان صلاح الدین اعظم

جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ کس طرح عیسائیوں نے مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا عزم بالجزم کیا ہوا تھا اور کس طرح صلاح الدین غازی نے مٹھی بھر بے سروسامان دشمنان اسلام عیسائیوں کی جمعیت کو تباہ کر کے ان کی آرزوؤں کو خاک میں ملا دیا کتاب کو پڑھتے پڑھتے مسلمانوں کی بہادری اور عیسائیوں کی سفاکی و نامرادی کی وہ سین آپ کی آنکھوں میں آئینگے کہ جس سے آپ کا مجاہدانہ خون جو مدتوں سے سرد ہو چکا ہے فی الفور گرم ہو جائے گا اور آپ میں مذہبیت و آزادی کا ایک خاص ولولہ پیدا ہو جائیگا کتاب کے شروع میں سلطان کا عکسی فوٹو دیا گیا ہے قیمت صرف (درو روپے) محصولڈاک علاوہ ... (منیجر جمیعۃ پریس دلی سے منگائیے)

قلت و کثرت

(از مولانا عبدالرحمٰن صاحب نگرامی)

اس وقت ہندوستان کی آب وہوا میں جو ناسد جراثیم پیدا ہو گئے ہیں اور اس کی وجہ سے طرح طرح کے جو امراض ہمارے قومی جسم میں سرایت کر گئے ہیں ان میں سے ایک مسلمانوں کی تعداد اور گنتی کی کمی زیادتی کا سوال بھی ہے۔ یہ سوال آجکل ہمارے اچھے اچھے دماغ رکھنے والوں کو پریشان کئے ہوئے ہے اور یہی خطرہ اور ڈر ہے جو ہمارے بڑے بڑے کاموں اور خصوصاً ملکی آزادی کے کام میں رکاوٹ ڈال رہی ہے بظاہر یہ خطرہ معلوم بھی سخت ہوتا ہے اس لئے کہ ساتھ اور اکیس کے جھگڑے میں کون نہ کہیگا کہ جیت اکیس کی ہونی چاہیئے۔ سب اپنے حصے کو بڑھانے کے دنیا میں سب ہی خواہشمند ہوتے ہیں البتہ اس خواہش کے نیچے جو ڈر اور خوف چھپا ہوا ہے وہ سچ تو یہ ہے ایمان رکھنے والا اور قرآن کی تعلیموں کو جاننے والا اس کا ہر وقت انکار کرے گا میدان جیتنے کے لئے گنتی کہاں کام آتی ہے۔ گنتی اس لئے بڑا بازو کریں۔ اگر کوئی ماننے والی جماعت بڑی ہے اس لئے نہیں کہ انہوں نے کوئی لڑائی فتح کر لی تاریخ بتاتی ہے جب کبھی لڑکر تھوڑے آدمیوں نے جو کام کئے وہ بہتوں سے نہ بن سکے۔ خدا کے چند بندوں نے جو تبدیلی پیدا کی وہ بعد کو ہزاروں لاکھوں سے نہ ہو سکی بلکہ کبھی کبھی تو کثرت نے نقصان ہی پہنچایا ہے کثرت کا خیال غرور اور لاپرواہی پیدا کر دیتا ہے حنین کی لڑائی میں جو ہوا قرآن کریم نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اذ اعجبتکم کثرتکم یعنی تمہاری تعداد کی زیادتی نے تم میں گھمنڈ پیدا کر دیا تو پروردگار نے پہلے شکست دی کہ اس گھمنڈ کا بدلہ ہو اور تب اس کی مہربانی نے فتح دلائی حوصلہ اونچا ہو ہمت بلند ہو ایمان موجود ہو اور خدا کی تائید اور امداد کی امید ہو جو کسی طرح بھی توڑے نہ ٹوٹے تو یہ شمار اور گنتی کی کوئی پرواہ نہیں۔ ہم جب اخباروں میں پڑھتے یا کبھی اپنے کانوں سے سنتے ہیں کہ کثرت تعداد رکھنے والی ہماری ہمسایہ قوم کے بہت سے نامی اور سنجیدہ رہنما کیسے خوف اور ڈر کا اظہار کرتے ہیں اور طرح طرح کی تدبیریں بتا کر اپنی قوم کو بہادری کی دعوت دیتے ہیں تو ایک طرف ہمیں اس پر افسوس آتا ہے کہ یہ لوگ بزدلی کی اصل جڑ غلامی کو کھودتے ہوئے تو بچے جی نہیں ڈر ان کی یہ پکار کیسے کامیاب ہو سکتی ہے دوسری طرف ان کی حالت دیکھکر تعجب ہونا ضرور ہے اول ہنسی آتی ہے کہ وہ کثرت کے اس چلتے پھرتے سبق کو کیوں نہیں دیکھتے اور یہ سمجھ کیوں نہیں حاصل کر لیتے کیا تماشا ہے کہ قلت کثرت سے خوف کھائے اور کثرت قلت سے سہمی ہوئی ہے دونوں کے دل کمزوری اور بزدلی سے بھرے ہوئے ہیں نہیں تو ہندو اور مسلمان ایک دوسرے سے مطمئن ہو کر تیسری طاقت سے جو صرف ان کے جسموں پر نہیں بلکہ دلوں پر مسلط ہے چھٹکارا حاصل کرتے ہندو بھائی بھی ہماری بات پر کان دھریں اور مسلمانوں کو تو پورے زور سے ہم کہتے ہیں کہ اپنے جی سے ڈر اور خوف ہٹائیں ہمارے ایمان پر ایک دھبہ ہے ہم سب کو کمزوری کی اصل بنیاد تک پہنچنا چاہیئے ایک تو یہی غلامی ہے اور دوسرے اپنے اندر کا اضمحلال اور خود اپنی طاقت پر اعتماد نہ ہونا۔ مذہبی حیثیت سے دیکھا جائے تو ایمان کا صحیح نہ پایا جانا ہے ہم مسلمانوں کو ان لوگوں کی باتوں پر دھیان نہ دینا چاہیئے جو ان کے خلاف اپنے آدمیوں کو اکساتے رہتے ہیں ہم کو اپنا کام اور وقت کا سب سے مقدم کام کرنا چاہیئے اگر کوئی قوم اپنی ترقی کی فکر میں لگی ہے اپنے کو بڑا بنا کر سچائی کے ساتھ نوع انسانی کی خدمت کرنا چاہتی ہے تو ہمارے لئے اس میں کوئی رنج کی بات نہیں اور اگر کچھ لوگ عقلمندی سے اپنی قوم کی بھلائی ہماری برائی میں جانتے ہیں تو ہم بڑی خوشی سے انہیں ایسا کرنے کی اجازت دیتے ہیں کیونکہ اول تو ہم جانتے ہیں کہ ہندوستان کے دیس میں کوئی قوم ہمارا برا چاہکر اپنی بھلائی نہیں پا سکتی دوسری بات یہ ہے کہ ہم اپنی جگہ اگر اچھے اور مضبوط کام کرنے والے ہیں تو بہت مشکل ہے کہ ہمیں کوئی نقصان پہنچا سکے گا ہم یہ بات صاف دیکھ رہے ہیں کہ قلت قلت کی پکار ہمارے دلوں میں کیسا برا اثر کر رہی ہے اور واقعتاً یہ احساس دن پر دن ہمارے دلوں میں اس طرح گھر کرتا جاتا ہے کہ اس سے ہماری قوتوں کو سخت صدمہ پہنچنے کا اندیشہ ہوا ہے ایک بزرگ مولانا مسعود علی ندوی کی یہ بات ہم کو بہت پسند آئی کہ لوگ اس لئے روتے ہیں کہ ہم ہندوستان میں صرف سات کروڑ ہیں اور میں غم کرتا ہوں کہ افسوس مسلمان سات کروڑ ہیں اگر وہ سات لاکھ ہوتے تو اچھے ہوتے کہ وہ منظم ہوتے ان کا جوش ضائع نہ ہوتا اور ان کی قوت عمل برباد نہ ہوتی یہ ایک بڑی تاریخی حقیقت ہے اور اسلامی شان و دبدبہ کی بات ہو تو لکھو کھا ناسپروں کو خوف کے تاسنے سے بہتر ہے عالم کے واقعات نے بارہا اس کا ثبوت دیا ہے مسلمانوں کا ماضی اس پر گواہ ہے اور مستقبل اس کی گواہی کے لئے تیار ہے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ مستقبل کو بہتر بنانے کے لئے ہمارے حال کی درستی مقدم ہے اور حال کی درستی کا غلامی کے بندھنوں کو توڑے بغیر کیا امکان ہے، احکام الٰہی کی واقفی اور سچی تعلیم کے ماتحت اضافہ کی خواہش بالکل دوسری چیز اور خوف کھا کر اپنے کو دوگنا چوگنا کرنے کی آرزو بالکل الگ ہے۔ افسوس ہے کہ جماعت علما جس کو اس خطرہ سے سب کے مقابلہ میں کم اثر لینا چاہیئے تھا وہی اس سے زیادہ متاثر نظر آتی ہو اور یہ بھی ہماری بدبختیوں میں سے ایک بدبختی ہو۔

سلسلہ خلافت اسلامیہ

یعنی عورتوں اور لڑکیوں کے لئے خلفائے راشدین کی سوانح عمریاں

یہ چار سادہ کتابیں جن کو محترمہ عزیز بیگم صاحبہ نے حال ہی میں عورتوں اور لڑکیوں کے لے بطرز سوال وجواب نہایت سلیس اردو میں لکھا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ کی مقدس زندگیوں اور ان کے عہد خلافت کے حالات پر مشتمل ہیں بچوں اور لڑکیوں کو صحابہ کرامؓ کے حالات پڑھانے کے لئے نہایت مفید کتابیں ہیں

قیمت عہ محصول ڈاک ۵ کل عہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

زبردست مقابلہ

(از جناب مولانا عبدالماجد صاحب بی۔اے)

کہا جاتا ہے کہ ہندوؤں نے مسلمانوں پر عرصۂ زندگی تنگ کر رکھا ہے ہر طرح وہ انہیں پامال کر رہے ہیں اور مسلمان بالکل مجبور ہو گئے ہیں کہ اپنی حفاظت کے لئے میدان جنگ میں اتریں اور زور شور کے ساتھ اپنی اس ہمسایہ قوم کے ساتھ مصروف پیکار ہو جائیں۔

صورت حال بے شبہ ایسی ہو گئی ہے کہ مقابلہ، پرزور مقابلہ اور پوری ہمت و قوت کے ساتھ مقابلہ ہونا چاہئے مسلمانوں کو اپنی جوانمردی پر ناز ہے وقت آگیا ہے کہ اس کا ثبوت عمل سے دیا جائے طبل جنگ پر چوٹ پڑ چکی مہلت کی آخری گھڑی ختم ہو چکی، فرصت و انتظار کے آخری لمحے گزر چکے۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ مقابلہ ہو کس صورت سے؟ کیا ہمیں اس کے لئے فوج کشی کی ضرورت پڑے گی؟ کیا اس کے لئے ہمیں توپوں اور طیاروں کو فراہم کرنا ہوگا؟ کیا اس کے لئے ہمیں سیاسی چالوں کا ماہر ہونا چاہئے؟ ظاہر ہے کہ جنگ میں ہمیں کامیاب ہونے کے لئے ضرورت صرف ان اسلحہ کی ہے جن کی بنا پر حریف کو قوت حاصل ہے اگر ٹھیک اسی قسم کے آلات و اسلحہ جو حریف کو حاصل ہیں ہم اس سے زائد قوت کے تیار کر سکیں، تو ہماری فتح یقینی ہے غنیم کے پاس اگر کوئی توپ دس میل کی مار کی ہے تو ہمارے پاس بیس میل کی مار کی توپ ہونا چاہئیے۔

تجربہ بتاتا ہے کہ حریف کے پاس سب سے بڑی توپ لوہے اور فولاد کی نہیں بلکہ اس کے اندرونی انتظام، اس کی باہمی تنظیم اس کی آپس کی شیرازہ بندی، اس کی جماعتی ڈسپلن کی ہی اور صرف یہی وہ شئے ہے جو ہندو قوم کا اقبال ہے اور جو ہندو قوم کی زندگی ہے ٹھیک اسی کے مقابل اسی شئے کے قحط و نایابی نے مسلمانوں کو کمزور و ناتوان بنا دیا ہے مغلوب و ذلیل کر رکھا ہے اور ان کی قومی زندگی پر موت کی غشی طاری کر رکھی ہے۔

ہندو قوم صحیح معنوں میں "قوم" کہی ہی نہیں جا سکتی اصلاً "قوام"، و شیرازہ بندی کی کوئی چیز اس کے پاس نہیں، وید مقدس کا الہامی ماننا ہر ہندو کے لئے لازمی نہیں، گیتا پر ایمان رکھنا ہندو ہونے کے لئے ضروری نہیں پورانوں کے انکار کے بعد بھی بہ آسانی ہندو رہنا ممکن ہے کسی ایک اوتار پر سب ہندوؤں کا اتفاق نہیں کوئی ایک طریقہ عبادت سب ہندوؤں میں مشترک نہیں کوئی ایک عقیدہ سب ہندوؤں کے لئے لازمی نہیں

کسی ایک تیرتھ یا زیارتگاہ کا تقدس سب ہندوؤں کے نزدیک مسلم نہیں حد یہ ہے کہ شاید خدا کا قائل ہونا بھی ہندو ہونے کے لئے ضروری نہیں۔

لیکن بلحاظ عمل حالت یہ ہے کہ اپنے فرقہ وارانہ اختلاف کے باوجود اہم قومی و جماعتی مسائل میں تمام ہندو ایک مرکزی نقطہ پر آکر جمع ہو جاتے ہیں کل ہندوؤں کی آواز ایک ہو جاتی ہے اور کثرت وحدت میں تبدیل ہو جاتی ہے آریہ سماجیسٹ اور سناتن دھرمیوں کے عقائد ایک دوسرے سے زمین و آسمان کا فاصلہ رکھتے ہیں لیکن ہندو قوم کی فلاح و بہبود میں مالوی جی اور سوامی شردھانند ایک پلیٹ فارم پر خلوص و یگانگت کے ساتھ مل کر کام کرتے نظر آتے ہیں سیاسی اختلافات ہر بڑی جماعت کے درمیان پیدا ہونے لازمی ہیں ان کے درمیان بھی ہیں باایں ہمہ ہر پارٹی کے اخبارات، درسگاہیں اور دوسرے نظامات کامل ترقی کے ساتھ اپنی اپنی زندگی کا ثبوت دے رہے ہیں سب سے بڑھکر گائے کی حفاظت کا ایک ایسا مرکزی نقطہ انہوں نے پیدا کر لیا ہے جس پر کم و بیش ہر طبقہ و عقیدہ کے ہندو متحد ہو جاتے ہیں۔

خدا نے اسی نعمت کا سب سے بڑا حصہ مسلمانوں کو بنایا تھا کوئی مسلمان کسی فرقہ اور کسی ملک کا ہو تمام عالم کے مسلمانوں کے ساتھ ایک بڑی حد تک اپنی مشترک زندگی بسر کرنے پر مجبور ہے تمام عالم کے مسلمانوں کے لئے عقیدۂ توحید لازمی ہے تمام مسلمانوں کے لئے رسول خدا صلعم کے ساتھ نسبت لازمی ہے، تمام مسلمانوں کو قرآن پاک پر ایمان رکھنا لازمی ہے، تمام مسلمانوں پر کعبہ کو اپنا قبلۂ عبادت ماننا لازمی ہے تمام مسلمانوں کا طریق عبادت ایک عبادت ہے تمام مسلمان بحکم مذہب ایک دوسرے کو بھائی سمجھنے پر مجبور ہیں غرض اس طرح تمام عالم کے مسلمانوں میں رشتۂ اتحاد و اشتراک پیدا کرنے والی ایک نہیں متعدد چیزیں موجود ہیں۔

یہ تعلیم تھی لیکن عمل کیا ہے؟ عمل یہ ہے کہ شیعہ و سنی، صوفی و عالم، مقلد و غیر مقلد، اہل حدیث و اہل قرآن لاہوری و قادیانی، دیوبندی و بدایونی، فرنگی محلی و بریلوی شاید ایک دوسرے سے دست و گریبان رہنا ہی اپنی سب سے بڑی عبادت خیال کرتے ہیں اور اسلامی اخبارات کے نزدیک شاید کسی مسلمان معاصر کو بدنام و رسوا کر دینا ہی سب سے بڑی قومی خدمت ہے روشن خیال و تعلیم یافتہ گروہ کی ساری کوشش یہ ہے کہ علماء کو ہر میدان میں زبردست شکست دے اور علمائے کرام اس فکر میں لگے ہوئے ہیں کہ انگریزی خوانوں کے وجود سے تمام قومی مجلسوں کو پاک کر کے خود ان پر قبضہ کر لیا جائے ہر بڑی انجمن، ہر مشہور مجلس گویا اس امر کو اپنا ایک مقصد بنائے ہوئے ہے کہ دوسری اسلامی انجمنوں اور مجلسوں کو زیادہ سے زیادہ نقصان کر کے کم مدت میں بٹھا دیا جائے۔

یہ ہے ہندوؤں اور مسلمانوں کے موجودہ حالات کی کیفیت اور اس پر ہماری شکایت فلک کجرفتار سے ہے کہ اس کی گردش ہمیں کیوں پیسے ڈالتی ہے۔ الزام خالق کون و مکان پر ہے کہ اس نے اپنوں اور یگانوں کو چھوڑ کر بیگانوں کو سرافراز کرنا شروع کر دیا ہے۔ فریاد اپنے رسول برحق سے ہے کہ امت کی دستگیری ترک فرما دی گئی ہے کیا ہمارے بزرگوں اور عزیزوں نے کبھی یہ سوچا ہے کہ ہماری اس حرمان و بدنصیبی اس ذلت و خواری میں خود ہمارے قصوروں کا بھی کچھ حاصل شامل ہے؟ غصہ ہم ہندوؤں پر کرتے ہیں کیا ہمارے نفوس خود اس غصہ کے مستحق نہیں؟ بدلہ ہم ہندوؤں سے لینا چاہتے ہیں کیا زیادہ قرین انصاف نہ ہوگا کہ اس کی ابتدا ہم خود اپنی جانوں سے کریں؟

ہم چند مسلمان جہاں ایک ساتھ مل کر بیٹھتے ہیں تو قومی و اجتماعی زندگی سے متعلق ہمارا سب سے زیادہ دلچسپ مشغلہ کیا ہوتا ہے؟ یہ کہ فلاں فلاں لیڈر

رد یہ کہا گئے فلاں فلاں اشخاص بے ایمان اور غدار ثابت ہوئے فلاں فلاں اشخاص سے اتنی غلطیاں صادر ہوئیں وقس علی ہذا۔ نتیجہ یہ لازمی طور پر نکلا کہ اس وقت مسلمانوں میں زیادہ سے زیادہ ایثار اور بڑی سے بڑی خدمت کرنے والا کوئی فرد بھی ایسا نہیں جو انتہائی بدگمانیوں کا شکار نہ ہو اور جس کی شہرت و نیک نامی کو صدمہ پہنچانے والے بدتر سے بدتر قصے و افسانے عام طور پر مشہور نہ ہوں یہ اس قوم کا طرز عمل ہے جس کو بدگمانی سے بچنے غلط افواہوں کے باور کرنے اور غیبت و بدگوئی سے الگ رہنے کی خاص طور پر تاکید ہوئی تھی کیا ہندو قوم کا بھی برتاؤ علی العموم اپنے خادموں اور کارکنوں کے ساتھ ایسا ہی دلشکن و تکلیف دہ ہے؟

اخبارات روزانہ و ہفتہ وار، انگریزی و اردو دونوں اس وقت مسلمانوں کے ہاتھ میں اچھے خاصے موجود ہیں، لیکن ان میں سے کسی ایک کی بھی حالت قابل اطمینان ہے؟ علمی و ادبی رسائل مسلمانوں کے ہاتھ میں متعدد ہیں کتنوں کی اشاعت معقول ہے؟ تصانیف اردو زبان میں (جسے مسلمان اپنی زبان کہتے اور سمجھتے ہیں) ہر سال مفید و بلند پایہ نکلتی رہتی ہیں ان کی طرف مسلمان قوم کو کس حد تک توجہ ہے؟ کیا یہی برتاؤ ہندوؤں کا اپنے اخبارات، اپنے رسائل اور ہندی زبان کی تصانیف کے ساتھ بھی ہے؟

اسلامی انجمنیں، اسلامی درسگاہیں کس کثرت سے اس وقت موجود ہیں اور سب ایک ہی طرز و نمونے کی نہیں بلکہ بالکل مختلف مقاصد کے ساتھ بالکل مختلف کارکنوں کے ہاتھ میں ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی ایسی ہے جو سرکاری امداد بغیر کسی رئیس کی سرپرستی کے محض قوم کی توجہ و ہمدردی کے سہارے پر چل رہی ہو؟ تعلیم، تبلیغ، خلافت، تنظیم کتنے کاموں کا ہم نے اعلان کیا مگر کسی شعبے کے متعلق بھی ہم اپنی سرگرمی کو قائم رکھ سکے؟ کسی شعبے کو ہم اندرونی نزاعات سے محفوظ رکھ سکے؟ علیگڈھ، دیوبند، ندوہ، جامعہ، ان میں سے کسی کو خارجی اعانت سے قطع نظر کرکے محض اپنی توجہ و ہمدردی سے زندہ رکھ سکے ہیں؟

پھر کیا ہندوؤں کا بھی یہی برتاؤ اپنی درسگاہوں اپنی انجمنوں، اپنی سبھاؤں اور اپنے گئوشالوں کے ساتھ ہے!

کس قدر عبرت کا مقام ہے کہ جس قوم کو سب سے پہلا سبق انما المومنون اخوۃ کا ملا تھا جو امت دنیا کو اتفاق و یکجہتی کا درس دینے آئی تھی جس ملت کا طغرائے امتیاز رحماء بینہم تھا وہی آج تفریق و انتشار کی انتہائی گہرائی میں پڑی ہوئی ہے اور اس حد تک مسخ ہو چکی ہے کہ اپنی اس پستی کا بھی احساس نہیں رکھتی اور بجائے اپنے تئیں ملزم قرار دینے کے دوسروں پر الزامات رکھنے میں ذرا نہیں شرماتی ایک شور برپا ہے کہ ہندو مسلمانوں کو مٹائے ڈالتے ہیں کوئی ان غیرتمند بھائیوں کو سمجھائے کہ محض ہندو کیا معنی اگر ساری دنیا بھی متحد ہو کر انھیں مٹانا چاہے تو نہیں مٹا سکتی جو شے ان کی مٹانے والی ہے وہ خود ان کی نفسانیت و خودغرضی اور باہمی رشک و حسد ہے جس روز اپنے اس بڑے اندرونی دشمن کو انہوں نے زیر کر لیا دنیا کی کوئی قوت ان پر فتح نہیں پا سکتی۔

———— (۰) ————

رسالہ تعلیم الاسلام

بعض اہل خیر مدت سے اس خیال میں تھے کہ ابتدائی مذہبی تعلیم کے لئے کوئی بہترین رسالہ ایسا ہو جس سے بچوں کی تعلیمی استعداد و ترقی کے ساتھ مسائل دینیہ بھی ذہن نشین ہوتے جائیں تالیف کئے جائیں انہوں نے حضرت فاضل علامہ مولانا مولوی مفتی کفایت اللہ صاحب صدر مدرس مدرسہ امینیہ دہلی کی خدمت میں اپنا خیال ظاہر کیا حضرت ممدوح نے مسلمان بچوں کی تعلیمی ضرورت کا لحاظ فرما کر تعلیم الاسلام کے نام سے مذہبی تعلیم کے لئے ایک بہترین نصاب تیار فرمانا شروع کیا۔ مولانا ممدوح ایک فاضل مفتی اور جمعیۃ علمائے ہند کے صدر ہیں مسائل فقہیہ میں آپ کی مہارت تمام ہندوستان میں مشہور و معروف ہے بچوں کی حالت اور تعلیمی ضرورت سے بھی آپ پورے طور پر واقف ہیں تعلیم الاسلام میں عبارت کی آسانی اور مضامین کی ترتیب کا خاص طور سے لحاظ رکھا گیا ہے بچوں کے اخلاق و عادات پر برا اثر ڈالنے والے الفاظ سے احتراز کیا گیا ہے اسی طرح مسائل بھی تدریجی طور پر مختلف نمبروں میں بیان کئے گئے ہیں تاکہ بچوں کے ذہن آسانی کے ساتھ قبول کرتے جائیں طریقہ بیان بطور سوال و جواب کے رکھا گیا ہے تاکہ بچوں کا دل لگ جائے اور اچھی طرح یاد کر لیں۔

ان رسالوں سے پہلے پڑھانے کے لئے ایک قاعدہ بھی مفتی صاحب نے مرتب فرمایا ہے بہرحال مذہبی تعلیم کے لئے یہ سلسلہ بہت مفید اور معتبر ہے جس کی خوبیاں دیکھنے اور تجربہ کرنے سے معلوم ہونگی۔

اب تک اس سلسلہ کے رسالوں کی مجموعی تعداد دو لاکھ انتیس ہزار چھپ چکی ہے اور اب تک مدارس اسلامیہ اور قومی اسکولوں کے درس میں داخل کر لیا گیا ہے برہما بنگال۔ یوپی۔ پنجاب۔ گجرات میں خصوصیت کے ساتھ پسند کیا گیا ہے اور بیرون ہند افریقہ وغیرہ میں برابر جا رہا ہے ان رسالوں کی گجراتی۔ بنگالی۔ برہمی۔ اور مرہٹی زبانوں میں بھی ترجمہ ہو گیا ہے۔ بعض اہل خیر کا یہ خیال بھی ہو رہا ہے کہ انگریزی میں بھی ترجمہ کرایا جائے یہ مقبولیت عامہ کی کھلی اور روشن دلیل ہے

قاعدہ کے علاوہ چار نمبر اب تک تیار ہو چکے ہیں ان چاروں نمبروں میں عقائد اور مسائل کا کافی ذخیرہ آ گیا ہے۔ طہارت نماز روزہ اور زکوٰۃ تک کے مسائل اور عقائد میں توحید۔ کتب آسمانی ملائکہ جنت و دوزخ عذاب و ثواب معجزات رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مکمل و مفصل بیان و تشریح صحابہ کرام اور اولیاء اللہ اور کرامات اولیاء اللہ کا ذکر اور اس کا ثبوت۔ قیامت کے متعلق علامات و معلومات کا ذخیرہ اور مسئلہ تقدیر کے متعلق بیان عام فہم جو بچوں اور عورتوں کے ذہن میں جلد آسکے نہایت خوش اسلوب طریقہ سے بیان کیا گیا ہے اعمال صالحہ کا حال اور کفر و شرک بدعات وغیرہ کا مفصل بیان کیا گیا ہے قیمت بہت کم رکھی گئی ہے یعنی

کامل سٹ پانچ حصے ۱۰؍ مجلد ۱۲؍ علاوہ محصولڈاک

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

ترکی جمہوریہ میں چند روز

(ایک سیاح کے قلم سے)

ترکی بالکل بدل گئی لیکن قسطنطنیہ کی ظاہری شکل و صورت میں کوئی فرق نہیں۔ جب میرا جہاز شاخ زریں میں داخل ہوا تو قسطنطنیہ ویسا ہی دلفریب نظر آتا تھا جیسا سلطان عبدالحمید خاں ثانی کے عہد میں۔ وہی شاندار محلات تھے وہی خوشنما عمارتیں تھیں اور وہی مساجد کے دلکش گنبد۔ جب میں قسطنطنیہ کی سڑکوں پر سے گذرا تو مجھ کو انقلاب کی جھلک نظر آئی۔ مصطفےٰ کمال پاشا نے قسطنطنیہ یا استامبول کو مستقر حکومت ہونے کے شرف سے محروم کر دیا ہے لیکن وہ قسطنطنیہ کی جاذبیت میں کوئی کمی نہ کر سکے۔ قسطنطنیہ کا منظر آج بھی ویسا ہی پرکیف ہے اور اس میں مشرقی شان امارت کے دلکش نظارے اب بھی اسی طرح نظر آتے ہیں۔

ترک صدیوں سے یورپ میں رہتے ہیں، یورپین معاشرت ان کے لئے کوئی نئی چیز نہیں ہے اور چونکہ قسطنطنیہ تہذیب و تمدن کا مرکز رہا ہے اس لئے یہاں پوشاک کی تبدیلی کچھ زیادہ نمایاں نظر نہیں آتی ہے۔ سیاحوں کو فرق صرف یہ نظر آتا ہے کہ پہلے مردوں کے سر پر خوشنما لال ٹوپی ہوتی تھی اب وہ "ہاسٹر" لین قسم کی چھجہ دار مغربی ٹوپی پہنتے ہیں۔ ہاں ترکی عورتوں میں زیادہ انقلاب نظر آتا ہے۔ ترکی عورتیں آزادی کے ساتھ باہر تو پہلے بھی نکلتی تھیں لیکن ان کے چہروں پر آنکھوں کے نیچے ایک باریک نقاب ہوتا تھا لیکن اب اس نقاب نے جو پہلے آنکھوں کے نیچے رہتا تھا اب چہرے سے بھی نیچے سرک کر شانوں پر ایک وارمر شیٹ کی حیثیت اختیار کر لی ہے۔ عورتوں کی پوشاک میں اب مغربی انداز زیادہ نمایاں ہے لیکن وہ میموں کی طرح مغربی ٹوپی اب بھی استعمال نہیں کرتی ہیں ان کے سروں پر ایک خوشنما لیسدار ٹوپی ہوتی ہے۔

ترکوں کے الحاد کی داستانیں بالکل فرضی ہیں۔ یورپین ممالک نے جو صدیوں سے ترکی قوم کے دشمن رہے ہیں انھیں اسلامی ہمدردی سے محروم کرنے کے لئے یہ جھوٹا پروپیگنڈا کیا ہے۔ جس طرح ہمارے ہندوستان میں بعض دولتمند اور تعلیم یافتہ مسلمان مذہبی فرائض کی پابندی نہیں کرتے اور منہیات شرعی میں مبتلا رہتے ہیں یہی ترک امراء و ثروت کا بھی حال ہے انھیں بھی ہمارے ہندوستانی رئیسوں کی طرح شاہد پرستی و بادہ گساری سے فرصت نہیں ملتی۔ باقی ترک عوام اسی طرح پابند مذہب اور پکے مسلمان ہیں جس طرح ہمارے ہندوستان کے وہ مسلمان جو ترکوں کو محض اس الزام میں بدنام کرتے ہیں کہ انھوں نے برائے نام خلافت کا مرکز توڑ دیا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ چونکہ ترکوں میں تعلیم مقابلتاً زیادہ ہے اور ان کی رگوں میں غلامی کے جراثیم پیوست نہیں ہوئے اس لئے وہ عام ہندوستانی مسلمانوں کی طرح تنگ خیال، متعصب اور کوتاہ نظر نہیں۔ اگر اسلام کی اصل روشنی میں دیکھا جائے تو ایک ترک ایک ہندوستانی سے زیادہ سچا اور مخلص مسلمان ہے۔ اوقات نماز میں مسجدیں آج بھی اسی طرح بھری نظر آتی ہیں جیسی کہ سلطان عبدالحمید خاں کے عہد میں۔ پھر ترکی قوم سوٹ بوش ہے۔ ہمارے ہندوستان میں بھلا کتنے سوٹ بوش نوجوان اذان کی آواز سنکر مسجدوں میں جاتے ہیں۔ صرف اسی ایک بات سے موازنہ کرنا چاہئے کہ ترک زیادہ مخلص مسلمان ہیں یا زبانی جمع خرچ بگھارنے والے ہندوستانی۔

میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ نماز مغرب کے وقت قسطنطنیہ کی سڑکیں سونی ہو جاتی ہیں۔ ہر سوٹ بوش اور ہیٹ لگائے ترک مسجد کی طرف بھاگتا ہے۔ تعلیم یافتہ فیشن ایبل خواتین اپنا لباس سنبھالتی ہوئی فریضۂ مغرب ادا کرنے کے لئے تیار ہو جاتی ہیں۔ مغربی پوشاک میں ملبس ان عورتوں اور مردوں کو خدا واحد قہار کی بارگاہ میں سربسجود ہوتے دیکھکر جو دل پر گہرا اثر پڑتا ہے وہ ہندوستان کی مساجد میں چند لمبی داڑھی والے مولویوں اور چند غرباء اہل حرفہ کو دیکھکر نہیں پڑ سکتا۔ افسوس ہے کہ ان تنگ خیال مسلمانوں کی نگاہ میں جو اپنے آپ کو اسلام کا واحد ٹھیکیدار سمجھتے ہیں ترک پھر بھی ملحد بے دین اور کافر ہیں۔

قسطنطنیہ سے جب میں انگورا کی جانب روانہ ہوا تو مجھے انقلاب کی جھلک زیادہ گہری نظر آئی۔ شہروں میں تو ترک پہلے بھی سوائے ہیٹ کے مغربی پوشاک پہنتے تھے لیکن دیہاتوں میں پتلون نما شلوار یا شلوار نما پتلون کا زیادہ رواج اور ترک کاشتکاروں کے لباس میں مشرقیت غالب تھی لیکن اب دیہاتوں میں بھی مغربی پوشاک کا رواج بڑھ رہا ہے۔ ترکی ٹوپی تو بہت ہی کم نظر آتی ہے۔ اندرونی علاقوں میں تاربرقی، ٹیلیگرافی، ریلوے لائن اور مشینریوں کے رواج سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ایشیائی حصہ کے قالب میں مغربی روح کس طرح حلول کر رہی ہے۔ دس بارہ سال پیشتر کون خیال کر سکتا تھا کہ قونیہ، اسکی شہر یا انگورہ میں مغربی تمدن کے آثار نظر آئیں گے۔

ترکی جمہوریہ کا پایۂ تخت انگورہ مغربی انداز کا خوشنما شہر ہے۔ صرف چند برسوں ہی کے اندر اس کی از سر نو تعمیر ہوئی ہے۔ انگورہ کی آبادی بڑھتی جا رہی ہے۔ وزارتہائے حکومت کے علاوہ غیر ملکی سفارتخانوں کی عمارتیں بھی خوشنما ہیں۔

انگورہ میں سب سے زیادہ شاندار سڑک "شارع غازی" ہے۔ اسی سڑک پر ترکی قوم کے مایۂ ناز ہیرو مصطفےٰ کمال پاشا کا مجسمہ نصب ہے۔ شام کے وقت شارع غازی پر بہت چہل پہل رہتی ہے۔ یہ سڑک اپنی صفائی اور نفاست میں لندن اور پیرس کے مشہور صاف ستھرے بازاروں کا مقابلہ کرتی ہے۔ ٹریفک بہت زیادہ ہوتا ہے لیکن دور دور کنارے کہیں گرد و غبار کا بھی نام نہیں ہوتا۔ ترک سگرٹ نوشی کے بہت عادی ہوتے ہیں۔ سگرٹ کے بچے ہوئے حصوں کو پھینکنے کے لئے جابجا رنگین ٹب ہوتے ہیں۔ اگر کوئی شخص اپنی موٹر سے سگرٹ پھینک دے تو صاف کرنے والے فوراً اس کو اٹھا لیتے ہیں۔ شارع غازی کے کنارے پر ایک خوشنما نو تعمیر مسجد ہے جس کے چاروں طرف بہت پر رونق میدان ہے۔ یہاں لوگ جمع ہو کر قہوہ نوشی کرتے ہیں۔ ان دکانوں پر اعلیٰ درجہ کی پیسٹریاں دستیاب ہوتی ہیں۔

سرکاری ملازمین کے لئے انگورہ کی موجودہ آبادی سے باہر خوشنما کوارٹر بنے ہوئے ہیں اور اس حصہ کو "ینی شہر" یا نیا شہر کہتے ہیں۔ شام کو

پانچ بجے سرکاری ملازمین دفتروں سے فرصت پاکر اپنے گھروں میں جاتے ہیں اور "شارع غازی" پر ان کی موٹروں کا ہجوم ہوتا ہے۔

انگورہ میں پہاڑی کے اوپر غازی مصطفےٰ کمال پاشا صدر جمہوریہ کی سرکاری قیام گاہ ہے عمارت بہت سادہ مگر دلکش ہے میں ایک دن اس پہاڑی کے اوپر بھی گیا پھاٹک پر مسلح سنتریوں کا پہرہ تھا دفعتاً سنتریوں نے رائفلیں سنبھالیں اور مؤدبانہ فوجی انداز میں کھڑے ہو گئے میں نے اوپر نگاہ اٹھائی غازی مصطفےٰ کمال پاشا اوپر چھجے پر کھڑے ہوئے تھے ایک درخت کے نیچے کھڑے ہوکر ترکی قوم کے اس نجات دہندہ کو دیکھتا رہا غازی موصوف چند منٹ تک پھاٹک کی جانب دیکھتے رہے ان کی نظر مجھ پر نہیں پڑی اس کے بعد ٹہلنے لگے اتنے میں چند ترک کاشتکار پھلوں کی ٹوکریاں لئے ہوئے آئے وہ پھاٹک کے اندر داخل ہونا چاہتے تھے لیکن مسلح سپاہیوں نے ان کا راستہ روک دیا تھا۔

کاشتکاروں نے اندر جاکر اپنے غازی کی زیارت کے لئے اصرار کیا لیکن سپاہیوں نے پھاٹک کے اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں دی اتفاق سے غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی نظر ان پر پڑ گئی انہوں نے سپاہیوں کو اشارہ کیا وہ ایک جانب ہٹ گئے ترک کاشتکاروں کے چہرے مسرت سے کھل اٹھے اور وہ اندر داخل ہو گئے۔

میں نے دیکھا کہ غازی مصطفےٰ اپنی رعایا کو دیکھکر مسکرا رہے تھے کاشتکاروں نے قدیم ترکی انداز پر غازی کو سلام کیا غازی نے بآواز بلند ان کے سلام کا جواب دیا اور ایک ایک کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا میرے خیال میں یہ غریب کاشتکار اپنے محبوب غازی کی خدمت میں نذر کرنے کے لئے پھلوں کی ٹوکریاں لائے تھے اس نظارہ سے مجھے یہ اندازہ ہوا کہ ترکی قوم کو اپنے غازی سے محبت ہے اور غازی مصطفےٰ کمال پاشا بھی ان لوگوں پر جو ان کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیں زیادہ پابندیاں عائد نہیں کرتے۔

انگورہ سے قونیہ گیا یہاں اول الذکر کے مقابلہ میں مشرقیت زیادہ غالب ہے غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے مذہبی پیشواؤں کو مغربی لباس سے مستثنےٰ قرار دیا ہے اور چونکہ قونیہ کو ایک مذہبی مرکز ہونے کا شرف حاصل ہے اس لئے یہاں لمبے چغے اور رنگین عمامے بکثرت نظر آتے ہیں قونیہ کے چاروں طرف انگوروں کے خوشنما باغات میں انگور یہاں بکثرت پیدا ہوتے ہیں اور اس کی تجارت فروغ پذیر ہے قونیہ کے ایک ممتاز بازار میں غازی مصطفےٰ کمال پاشا کا مجسمہ نصب ہے اس شہر کی بھی توسیع ہو رہی ہے جو جدید حصہ آباد ہوا ہے اس میں مغربی جھلک ہے اسی شہر میں اساتذہ ٹریننگ کالج گورنمنٹ ہاؤس اور اٹومن (عثمانی) بنک کی شاندار عمارتیں ہیں ایک بہت شاندار مسجد بھی زیر تعمیر ہے شہر کے قدیم حصہ میں جامع عزیز الدین بہت مشہور عمارت ہے اس میں دنیائے اسلام کے مشہور صوفی بزرگ حضرت مولانا جلال الدین رومی کا مزار ہے جس کی زیارت کے لئے ہر حصہ ملک کی زائرین آتے ہیں۔

ٹرکی آنے سے بیشتر میں نے سنا تھا کہ غازی مصطفےٰ کمال نے اپنے شوق تجدد میں قونیہ کی مسجد و خانقاہ کو مقفل کرکے درویشوں کو نکال دیا ہے لیکن یہاں آکر یہ اطلاع بالکل غلط ثابت ہوئی ہاں کچھ عرصہ ہوا قونیہ کے چند درویشوں نے حکومت کے خلاف بغاوت میں نمایاں حصہ لیا تھا اسی سلسلہ میں ترکی حکومت نے چند درویشوں کو پھانسیاں دیں اور چند کو خارج البلد کر دیا اس کے علاوہ انہوں نے خانقاہ سے کسی قسم کا تعارض نہیں کیا درویشوں کا مستانہ وار رقص آج بھی قونیہ میں ہوتا ہے اور زمانہ قیام میں مجھے خود ایک مرتبہ یہ رقص دیکھنے کا اتفاق ہوا۔

میں جہاں کہیں بھی گیا میں نے ترکوں کو بدرجہ غایت خلیق اور مہمان نواز پایا سیاحوں کے ساتھ بالخصوص محبت کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ ترکوں کو غازی مصطفےٰ کمال پاشا سے غیر معمولی محبت و عقیدت ہے ان کے خلاف وہ کوئی بات بھی سننا گوارا نہیں کرتے ملک میں ہر طرف ترقی کے آثار نظر آرہے ہیں تعلیم کی عام رواج بڑھ رہا ہے چونکہ مسلسل جنگ کی وجہ سے ٹرکی نے شدید نقصانات برداشت کئے ہیں اس لئے ان کی تلافی کے لئے بہت زیادہ روپے کی ضرورت ہے یونانیوں نے حملہ کے وقت تو شہر ویران کر دئیے ان کی از سر نو تعمیر ہو رہی ہے ٹرکی میں غیر ممالک کا سرمایہ ضرور لگ رہا ہے لیکن مصطفےٰ کمال پاشا حتی الامکان اپنے ملک کو غیر ملکی سرمایہ کے دام اور قرض کے عذاب سے بچانا چاہتے ہیں اس لئے حکومت زیادہ ٹیکس لگانے پر مجبور ہے دوسرے ممالک کے مقابلہ میں ٹرکی ٹیکس ناقابل برداشت ہیں سڑکوں پر جو لوگ چیزیں فروخت کرتے ہیں حکومت ان سے بھی ٹیکس وصول کر لیتی ہے ٹیکس کی یہ شدت لوگوں کے لئے تکلیف دہ تو ضرور ہے لیکن حکومت کی مجبوری اور خود اپنے مستقل قومی فائدہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے ترک عاشقان وطن اس گرانباری کو بخوشی برداشت کرتے ہیں۔

ترکوں کو آزادی سے جس قدر محبت ہے وہ کسی مزید صراحت کی محتاج نہیں اپنی آزادی کو قائم رکھنے کے لئے انہوں نے صدیوں اپنا خون پانی کی طرح بہایا ہے تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ ترکوں کو چند سال بھی کبھی امن و عافیت کے ساتھ بیٹھنا نصیب نہ ہوا ان پر دشمنوں کی ہمیشہ یورش رہی مخالفوں نے ان کی آزادی کو پامال کرنا چاہا لیکن انہوں نے اس بیش قیمت چیز کو بچانے کے لئے ایک ایک انچ زمین پر جنگ کی جنگ یورپ کے اختتام پر جب سلطنت عثمانیہ پارہ پارہ ہو چکی تھی کون کہہ سکتا تھا کہ ایسی حالت میں جبکہ یورپ کی بڑی بڑی سلطنتیں جنگ سے تھک کر بیدم ہو چکی ہیں کمزور اور مغلوب ترک پھر ایک تلوار نیام سے نکالیں گے لیکن حریت پرستی کے جذبہ نے ترکوں کے تھکے ہوئے قالب میں ایک نئی روح پھونک دی اور جب انھیں معلوم ہوا کہ ان کی آزادی کا سورج ہمیشہ کے لئے غروب ہو رہا ہے تو انہوں نے غلامی کی ابدی زندگی پر آزادی کے چند لمحوں کو ترجیح دی اور سر سے کفن باندھکر پھر شاہد حریت کا ناموس بچانے کے لئے بہر سب ان جنگ میں آگئے جو قومیں خوش تھیں کہ ہم نے ترکوں کا نام صفحہ ہستی سے مٹا دیا ان کی نگاہیں ترکوں کی برش شمشیر سے پھر خیرہ ہو گئیں یہی ترکوں کا جذبۂ حریت پرستی تھا جس نے مغلوب ترکوں کو فاتح کی حیثیت سے پھر آزاد قوموں کے دوش بدوش لا کھڑا کر دیا۔

جو ترک آزادی کے لئے اپنی جان تک کی پرواہ نہ کرتے ہوں ان سے یہ کس طرح امید کی جا سکتی ہے کہ وہ اس کے تحفظ کے لئے روپیہ خرچ کرنے سے دریغ کرینگے ترک مالدار قوم نہیں ہے مختلف اقتصادی دشواریاں رہتی ہیں لیکن چونکہ وہ جانتی ہے کہ آزادی قومی حکومت کے قیام و بقا کے لئے اس وقت روپیہ کی ضرورت ہے اس لئے وہ گرانبار ٹیکسوں کو بخوشی ادا کرتے ہیں اور اگر ان کی حکومت کو روپیہ بھی زیادہ روپیہ کی ضرورت ہوتی تو ترکی قوم شاید اپنے جسم کے کپڑے بھی فروخت کرکے آزادی وطن کے

اپنے آپ پر ایک نظر

(از جناب مولینا سید محمد یوسف صاحب قادری، ہوشیار پوری)

موجودہ زمانہ اسلامی ہند کے لئے انتہائی ابتلا کا زمانہ ہے برادرانِ وطن عہد ہائے طویل کی غلامی میں رہنے کے باوجود تمام وہ منازل ارتقا طے کر چکے ہیں جن کی طرف مسلمان اب گامزن ہوا ہے، انہوں نے اپنی مالی حالت کو مضبوط سے مضبوط تر کر کے اپنی جسمانی مذہبی اور سیاسی قوت کا ایسا شاندار مظاہرہ کیا ہے کہ ان کا ہر ایک حریف غش غش بنا اور ہراساں و پریشان ہے، اور ان کی غیر معمولی مجموعی ترقی کو نہایت بدگمانی سے دیکھ رہا ہے۔

برادرانِ وطن کا ارتقا

برادرانِ وطن نے اپنی ایک ایک کمزوری کو تاڑ لیا اور نہایت تن دہی سے اس کے علاج میں مصروف ہو گئے ان میں مذہبی اختلاف آرا شدید تھا لیکن صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے انھوں نے اپنے آپ کو اس قدر سنبھال لیا ہے کہ مختلف الخیال ہونے کے باوجود وہ ایک خاص نصب العین کے لے کوشش کر سکتے ہیں انہوں نے اپنے سپاہیوں کو بآواز بلند کہہ دیا ہے کہ لڑائی کے میدان میں ہم یہ نہیں دیکھیں گے کہ تمہارے خیالات کیا ہیں بلکہ ہم کو صرف یہی دیکھنا ہے کہ تمہاری بندوقوں کے منہ کس طرف ہیں۔

تکمیلِ جسمانیت

برادرانِ وطن کو اپنی بدنی طاقت کا بڑا کھٹکا تھا انھیں اندیشہ تھا کہ ہم سارا کھیل نہیں غیروں کے لئے ہی نہ کھیلتے ہوں اس خیال کا دل میں آنا تھا کہ اصلاح کی فکر دل میں ہونے لگیں چند سال ہی میں انہوں نے اس قدر جرأت حوصلہ اور زور بازو پیدا کر لیا ہے اب وہ تمام وعیدار طاقتوں کو زور آزمائی کا کھلا چیلنج دے رہے ہیں اگر ان کی طاقت کے متعلق ابھی تک کسی کو شک ہے تو وہ کانپور بنارس آگرہ مرزا پور وغیرہ کے واقعات پر نظر ڈال لے۔

تعداد کا فکر

ملک کے بعض حصوں میں انھیں آبادی کے گھٹ جانے کا اندیشہ تھا لیکن اس کمی کو رفع کرنے کے لئے ہی انہوں نے شدھی کا دروازہ کھولدیا اور دیگر اقوام کو بڑی تیزی سے اپنے پھاٹک کے اندر داخل کر رہے ہیں انہوں نے یہ فعل کوئی وقتی ہیجان کے ماتحت نہیں کیا بلکہ ایک مستقل پالیسی اور عاقلانہ دور اندیشی کے ماتحت کیا ہے ملک میں انقلابات کی آندھیاں آئیں بگولے اٹھے لیکن وہ جماعت جو کہ تقسیم عمل کے زرین اصول کے ماتحت ایک اند محض اسی ایک کام کے لئے وقف ہو گئی ہے شہرت و نام آوری یا کسی ہنگامی جذبہ کے ماتحت اپنے مورچہ سے ایک منٹ کے لئے بھی نہیں ہٹے گی اور وہ اپنے کام میں مصروف رہے گی۔

یا تن رسد بجاناں یا جاں ز تن برآید

حالت کا امتحان

جب دور اندیش ہندو لیڈروں نے دیکھا کہ ہمسایہ قوموں کی جسمانی قوت کا ہوا ان کے ہمقوموں کو بہت خائف کئے ہوئے ہے اور ان کو اپنی صحیح حالت کا اندازہ نہیں کرنے دیتا تو انہوں نے اس خوف کو دور کرنے کے لئے ان کو ان مسلمانوں سے لڑوا دیا جن سے کہ یہ خائف تھے وہ لوگ جنہوں نے کبھی خون کی ایک بوند بھی نہیں دیکھی تھی خون کی ندیاں بہادیں اور جب ان ندیوں میں ان تیس ارخانوں کو جن سے وہ اس قدر خائف تھے تیرتے ہوئے دیکھ لیا تو وہ سمجھ گئے اور خوب سمجھ گئے کہ ہم احمق تھے کہ سامنے سے ہی ڈرتے رہے آج ان کے لئے یہ خونی مناظر کچھ زیادہ بھیانک نہیں رہے وہ انھیں نہایت معمولی بات خیال کرتے ہیں۔ آج انھیں اڑے وقتوں میں اپنے ہی دست و بازو پر نگاہ ڈالنے کی عادت ہو گئی ہے آج انہیں بڑے سے بڑے حریف کے ساتھ بھی نبرد آزما ہونے کے لئے غیر کی امداد کی حاجت نہیں رہی مبارک ہے وہ قوم اور قابل صد تحسین ہیں وہ لیڈر جنہوں نے دلوں کی بھولی بھٹکی مری مرائی قوم کو نہ صرف راہ راست پر ڈال دیا بلکہ لیلائے مقصود کی صحیح آرامگاہ بھی دکھا دی اور اس کے جمال جہاں آرا کی جھلک دکھا کر راہ طلب کے مجنونوں کی آتش شوق کو اور بھی بھڑکا دیا۔

مسلمانوں پر نظر

اے مصفیرانِ چمن آؤ ذرا اس چمن کی نوحہ خوانی بھی کرلیں جو کبھی بہار کی شادابیوں کا سرچشمہ تھا اور آج سراپا خزاں ہے۔

آؤ آج تمہیں غازیانِ عرب و عجم کے اخلاف کی ایک مختصر سی گر پردرد داستان سنائیں کہ وہ کس حال میں ہیں اور بنی امی کی غلامی کا حق کہاں تک بجا لا رہے ہیں! دنیا کے انقلابات کو اتنی فرصت کہاں کہ وہ فلاں ابن فلاں کے حقوق و مطالبات کی نگہداشت یا کسی خاندان قدیم کے حق الخدمت کی بجا آوری میں اپنی قوت ضائع کرے۔ ع

اندریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

یہاں تو عام اعلان ہو چکا ہے کہ قسمتیں رونے سے نہیں بنا کرتیں منزلیں کہنے سے طے نہیں ہوا کرتیں کتوں کی آوازیں رزق گدا یا فراخ نہیں ہو سکتیں تنازع للبقا کا میدان موجود ہے، گو و چوگان ہم سے لو اور قسمت آزمائی کر دیکھو۔

خود اعتمادی کہاں ہے

سلطنت کھو کر مسلمان بڑے عرصہ تک ادھر ادھر بھٹکتے رہے۔ بڑے بڑے دستگیروں کو یاد کیا بڑے بڑے پیچ و تاب کھائے کبھی ہندو کے چرن پکڑے کبھی انگریز کی بارگاہ میں سیس نوایا کبھی کانگرسی داتاؤں کے جان و مال کو دعائیں دیں اور اب تک کبھی اس در پر بیٹھا ہے ہیں کبھی اس در پر، آہ کہ ایسی حوصلہ مند دلیر اور غیر اللہ کے سامنے کبھی نہ جھکنے والی قوم کچھ ایسی سٹھیا گئی ہے کہ اب اسے وہ اصول بھی یاد نہیں جو اس نے خود دنیا کو سکھائے تھے کیا یہ صحیح نہیں کہ اس سے قبل مسلمان نے ساری کامرانیاں محض اپنے اوپر ہی بھروسہ کر کے حاصل کی تھیں اور اقبال کے الفاظ میں ہمیشہ ہر ملک خدا کو اپنی ذاتی ملکیت سمجھا تھا اور زمین کے ہر گوشے میں ہر دوسرے سہارے سے بے نیاز رہ کر زندگی بسر کی تھی!

اسلام کی فطرتی نصرت و کامرانی کی وہ سادہ مگر پر رنگ تصویر جو علامہ اقبال نے طارق اعظم کے الفاظ میں کھینچی ہے، مسلمان کی جانبازی اور خدائے یکتا پر اعتماد کلی کی یکتا تصویر ہے سے

طارق چو بر کنارۂ اندلس سفینہ سوخت گفتند کار تو بنگاہ خرد خطا ست

دوریم از سواد وطن بر رہبوں رسیم — ترک سبب زدندٔ شریعت کجا رواست
خندید دوست خویش بشمشیر بردہ گفت — ہر ملک ملک ماست کہ ملک خدائے ماست

ایک کسوٹی دنیا کا یہ عام اور اٹل طریقہ ہے کہ وہ کبھی تہ پر نظر نہیں ڈالتی وہ نتیجے منونہ از خروارے کی قائل ہے کسی تعلیم کے حاملین سے ہی اس تعلیم کے حق و باطل کا اندازہ لگا لیا کرتی ہے آج اگر ایک بھنگی یا ملیک جی کی بلندی و برتری کا راگ دیگر اقوام کے سامنے الاپ کر ان کو اپنی طرف مائل کرنا چاہے تو اس کی یہ ندا صدا بصحرا ثابت ہوگی اس لئے کہ ان کے داعی کی قوم اپنا تدلی وقار بالکل کھو چکی ہے کوئی طاقتور ایک منٹ کے لئے بھی یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ وہ ایک ایسی سوسائٹی میں شریک ہو جہاں جاکر اس کی عزت ذلت سے بدل جائے گی ہر ایک انسان اپنے درجہ کو بلند کرنے کا خواہشمند ہے وہ اپنے سے اچھے کے ساتھ رابطۂ اتحاد پیدا کرنے کا متمنی رہے گا یہاں ہم مسلمانوں کو اس کسوٹی پر پرکھنے کی کوشش کرینگے۔

ہمارے مشترک معائب پنجاب میں مسلم آبادی مجموعی آبادی کے نصف سے کچھ زیادہ ہے اور یہاں کے مسلمان اسلامی ہند کے گنہ گار خیال کئے جاتے ہیں لیکن چونکہ سب مسلمان ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں اور ایک ہی درخت کے پھل ہیں اس لئے محاسن میں گو یہ یکساں نہ ہوں لیکن معائب میں موافقت ضرور ہے۔

عام حالت یہ ہے کہ ہر مسلمان خواہ وہ شریف ہو یا رذیل ایک اعلیٰ تنخواہ دار افسر ہو یا ایک ادنیٰ پیشہ ور ہر ایک قرضدار سود کی لعنت میں گرفتار ہے اور اسراف بیجا کا شکار ہے جسے دیکھیں حد سے گزرا ہوا ہے اس کے روزانہ اخراجات اس کی روزانہ آمدنی کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہیں جس سے کہ وہ بیحد پریشان ناامیدیوں کا پتلا اور حسرت و ارمان کا مجسمہ بنا ہوا ہے نہ صرف یہ کہ وہ جدید ذرائع آمدنی سے ناآشنا ہے بلکہ وہ اپنے آباؤ اجداد کے ترکہ کو بھی باوجود بڑے احساس کے سنبھال نہیں سکتا جس کی وجہ سے مجموعی حالت یہ ہے کہ مسلمان آبادی نہایت مضطرب حالت میں ہمسایہ قوموں کا قلیل عرصہ میں ہی ان سے بڑھ جانا اور اپنی کمزوری کا احساس ان کو بہت پریشان کئے ہوئے ہے لیڈران قوم کی باہمی خانہ جنگی اور کسی باعمل اور بے ریا لیڈر کا فقدان اور اسلامی تحریکوں کی ناکامی ان کے اضطرار میں اضافہ کئے ہوئے ہے مساجد بے رونق ہیں اولیائے کرام کے مزارات جو کہ سرچشمہ فیوض و برکات تھے عام طور پر فسق و فجور کے مرکز بنے ہوئے ہیں۔

تجارت کی حالت تجارت میں مسلمانوں کا حصہ اس قدر کم ہے کہ اگر کوئی نو وارد کسی شہر کے بازاروں میں گھوم کر مسلمانوں کی مالی معاشرتی و تمدنی حالت کا اندازہ لگانا چاہے تو اس کو سخت مایوسی کا سامنا ہوگا اس کی آنکھیں ہر دکان کے سائن بورڈ پر کسی اسلامی نسبت رکھنے والے نام کی متلاشی ہوں گی لیکن بہت کم اس کی یہ خواہش پوری ہوسکیگی البتہ شہر کے مشہور و معروف چوکوں اور بازاروں کو چھوڑ کر اگر وہ کسی غیر معروف سے حصہ میں داخل ہو جائے تو چند مسلمان نانبائیوں کی غلیظ بدنما اور سڑی ہوئی دکانیں دیکھ لیگا جن کے گرد نحوست و نکبت منڈلاتی ہوئی نظر آنے گی اور دکانداروں کی شور بختی اور گاہکوں کی انتہائی زبوں حالی ہویدا ہوگی اس کے بعد بھی اسے اگر مسلمانوں کی مزید تجارتی سرگرمیوں کا اندازہ کرنے کا شوق ہو تو وہ چند مٹی کے برتن بیچنے والوں تمباکو فروشوں یا اسی قسم کے اور ادنیٰ پیشہ والوں کی دکانیں دیکھ سکیگا خاص مقاموں کو چھوڑ کر عام حالت یہی ہے۔

بس اسی پر ہی مسلمانوں کی تجارت کا خاتمہ سمجھئے اور یہی وہ حصہ ہے جو مسلمان دکاندار شہر کی رونق، تجارتی فروغ اور قومی مال کی نمائش میں لیتے ہیں۔

اسلامی محلے اس کے بعد اگر اسلامی محلوں کے اندر جانے کا اتفاق ہو تو وہاں کی حالت اور بھی زبوں نظر آئیگی اسلامی محلوں پر یہی گمان ہوگا کہ شاید اچھوتوں کی آبادی ہے مسلمانوں کے مقبوضہ مکانات میں سے بھی بڑا حصہ ایسا ہوگا جو کہ کہیں رہن ہوگا یا سرمایہ داروں کے کسی پیچ میں ہوگا۔

واقف کار لوگوں کا خیال ہے کہ شہر کے اندرونی حصوں میں مسلمانوں کی جائداد بُری طرح اغیار کے ہاتھوں میں جارہی ہیں اور جوں جوں سرمایہ دار اپنی شاندار عمارات بنا اور بڑھا رہے ہیں مسلمان آبادی کو شہر کے باہر دھکیلا جا رہا ہے۔

شہر میں چکر لگاتے ہوئے اکثر ایسی جگہ مسجدیں کھڑی نظر آتی ہیں جن کے اردگرد آبادی سب غیر قوموں کی ہے یہ کیفیت دیکھکر اکثر اوقات ایک اجنبی شخص کشمکش میں پڑ جاتا ہے کہ یہ کیا ماجرا ہے تحقیق کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ چند سال قبل یہ اسلامی محلے تھے لیکن آہستہ آہستہ ان کے مکانات ہندوؤں کے ہاتھ میں چلے گئے ہیں اور اب اسلامی تمدن کی یادگار یہ مسجدیں ہی ہیں جن میں موذن پانچوں وقت اذان کہکر نہایت بانوحہ لیتا ہے ان مسجدوں سے اذان کی آواز ایسی جگہ پاش ہوتی ہیں کہ حساس آدمی مسلمانوں کی بے کسی اور اسلام کی یتیمی پر آنسو بہائے بغیر نہیں رہ سکتا۔

اسلامی دیہات پنجاب میں چونکہ اسلامی آبادی قدرے زیادہ ہے اس لئے یوپی اور دیگر صوبجات کے برخلاف یہاں عموماً خالص اسلامی آبادی والے دیہات ملتے ہیں لیکن ان میں سے اکثر کی حالت نہایت ناگفتہ بہ ہے خواہ ساری آبادی مسلمان کیوں نہ ہو چند گھر ساہوکاروں کے ضرور ملیں گے جو کہ تمام گاؤں کے اصلی منافع کے مالک ہوں گے اور گاؤں میں پختہ مکانات اور آسودہ حالی انھیں کو حاصل ہوگی، باقی زمیندار آبادی عموماً پارٹی بازی مقدمہ بازی اور طرح طرح کے فسق و فجور میں مبتلا پائی جاتی ہے اخلاقی اور جہالت کی یہ کیفیت ہے کہ اکثر اوقات تمام گاؤں میں کوئی مسلمان خواندہ نہیں ملے گا اس لئے ہندو وکلاء اور ساہوکاروں کے لئے اپنا اقتدار قائم کرنے کے لئے ہر وقت موقع حاصل ہے۔

مخلوط آبادی کے دیہات چونکہ پنجاب کے مسلمان انھیں اقوام سے ہیں جن کا کچھ حصہ تو نعمت اسلام سے مالا مال ہوگیا اور کچھ اپنے قدیم مذہب پر قائم ہے اس لئے بعض دیہات ایک ہی کی برادری کی نصف مسلم و نصف غیر مسلم آبادی رکھتے ہیں لیکن مسلمان اپنی غربت جہالت بدنی کمزوری اور زبوں حالی کی وجہ سے نہایت آسانی سے پہچان لئے جائینگے چونکہ ایسے دیہات میں غیر اقوام تعلیم یافتہ اور خوب بیدار ہیں اس لئے مسلمانوں کی جائدادیں ان کے ہاتھ لگ رہی ہیں ایک اور بات یہ ہے کہ اکثر مقامات پر غیر مسلم زمیندار ساہوکارہ کرتے ہیں یہ لوگ ساہوکارہ یا

سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہو رہے ہیں کیونکہ زراعت پیشہ ہونے کے باعث بیج وغیرہ میں انھیں کوئی دقت نہیں ہوتی۔

تمدنی لحاظ سے بھی ایسے دیہات کے مسلمان زمیندار اپنے آپ کو غیر مسلم زمینداروں سے گھٹیا سمجھتے ہیں اور کسی قسم کی برابری کرتے ہوئے ہچکچاتے ہیں ان دیہات میں مسلمان عورتوں کی آبرو بھی عموماً خطرے میں ہوتی ہے جو کہ غربت کے باعث اکثر غیر مسلم اوباشوں کے ہتھے چڑھ جاتی ہیں۔

پنجاب کے کمین

پنجاب میں مسلمانوں کا تناسب آبادی اور اقوام سے زیادہ ہے اور اس میں بڑا حصہ ان لوگوں کا ہے جو کہ زمیندار ہیں اور جن کو دیہات میں کمین کے نام سے پکارا جاتا ہے یہ لوگ ہر قوم کے دیہات میں تھوڑی بہت تعداد میں آباد ہوتے ہیں اور بڑی دبی ہوئی حالت میں بسر اوقات کرتے ہیں اگرچہ یہ لوگ طرح طرح کے مظالم کے شکار رہیں لیکن پھر بھی ان میں زندگی کے آثار پائے جانے لگے ہیں باوجود ہر قسم کے دباؤ کے یہ لوگ دینی کاموں میں حصہ لیتے ہیں اکثر دیہات میں جہاں پہلے مساجد نہیں تھیں یا زمینداروں کی جہالت کے باعث اذان کی بندش تھی وہاں یہ ہر قسم کا جانی اور مالی ایثار کر رہے ہیں اور اپنے جائز حقوق کے لئے سینہ سپر ہیں کاش ان لوگوں کی تعلیم کا انتظام مسلمان کر سکتے۔

علاج

اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اسلامی آبادی کی زبوں حالی کا باعث صرف دو چیزیں ہیں ایک لاعلمی اور دوسرے مفلسی مفلسی لاعلمی کا ایک لازمی نتیجہ ہے اس وقت بھی مسلمانوں کے لئے جس چیز کی اشد ضرورت ہے وہ تعلیم ہی ہے لیکن یہ دیکھا جا رہا ہے کہ مسلمان ابھی تک بھی تعلیم کی طرف سے غفلت برت رہے ہیں۔ تعلیم خواہ بری بھی ہو وہ جہالت سے بہرحال بہتر ہے اسی ناقص تعلیم نے ہی ہندو قوم میں گاندھی۔ داس جواہر لال جیسے بلند انسان پیدا کر دیئے۔ مسلمانوں کو ابھی نہایت بلند آہنگی سے تعلیم کی طرف متوجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اکثر اسلامی مدارس کی حالت نہایت ردی ہے جس سے مسلمانوں کی بے توجہی کا ثبوت ملتا ہے اگر ان مدارس کی اصلاح کی جائے تو مسلمانوں کی آئندہ نسلوں پر نہایت مفید اثر پڑنے کی توقع ہو سکتی ہے جبکہ مسلمان انگریزی علوم کے ساتھ ساتھ اسلامیات سے بھی آگاہ کئے جائیں اس مقصد کے لئے اسلامیہ کالجوں اور سکولوں میں ایک نہایت ہی قلیل تنخواہ پر کوئی معلم دینیات رکھ لیا جاتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ بجائے مفید ہونے کے اس کا نہایت مضر اثر پڑتا ہے مدرس دینیات کی روش زمانہ اور انگریزی تعلیم سے ناآشنا ہونے کے باعث دینیات کا یہ گھنٹہ اچھی خاصی خوش گپیوں میں صرف ہوتا ہے اور طلبہ طرح طرح سے مسائل دینیہ کی تضحیک کرتے ہیں اس لئے ضرورت ہے کہ ان اسامیوں پر ایسے اشخاص مقرر کئے جائیں جو کہ انگریزی اور علوم اسلامیہ سے ناحقہ واقف ہوں اور طلبہ کو صحیح اسلامی تعلیم سے آگاہ کر سکیں اگر ایسا کیا جائے تو انشاءاللہ تھوڑی ہی مدت میں نہایت شاندار نتائج نکل سکتے ہیں۔

اپنے بچوں کو غلط تعلیم کے برے اثرات سے بچائیے اور قاعدہ نوایجاد

اسہل القرآن

پڑھائیے یہ قاعدہ مولانا علاء الدین صاحب نیرنگ ہاشمی جہلمی کا ایجاد ہے اس کے ذریعہ سے چار برس کا بچہ چھ مہینے میں صرف دو تین گھنٹے کی محنت سے قرآن شریف اور اردو کی کتابیں پڑھ سکتا ہے اس قاعدہ میں طوطے کی طرح رٹنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ حروف کو ذہن نشین کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں ابتدا میں حروف تہجی کے لحاظ سے پچاس اشیاء کی رنگین تصاویر ہیں اس کے بعد الف بائے اردو اور عربی دونوں خطوں میں ہیں تاکہ دو حرفی اور سہ حرفی الفاظ پر عبور ہو جائے پھر دو حرفی اور سہ حرفی عربی الفاظ اور ان کے معانی درج ہیں تاکہ الفاظ کے ذہن نشین ہونے کے ساتھ ان کے معانی بھی معلوم ہوتے جائیں اور اس طرح سے تقریباً تین ہزار الفاظ جمع ہو گئے جن میں حروف شناسی کے ساتھ ان کے معنی بھی معلوم ہوتے جائیں اردو عربی دونوں میں اچھی خاصی مہارت ہو جائے۔

آخر میں قرآن شریف کی چھوٹی چھوٹی آیتیں اور معانی ہیں اس طرح بچہ ضروری آیات اور ان کے معانی سے بہرہ اندوز ہو جاتا ہے۔

پھر آخر میں عربی کی گنتی اور اردو کی گنتی حروف کے اخراج یعنی قرات کے ابتدائی اصول بھی درج ہیں الغرض یہ کہ یہ قاعدہ نہ صرف نو ایجاد ہے بلکہ استفادہ اور ضرورت تعلیم کے لحاظ سے فی الحقیقت بے مثل ہے

ضخامت ۴۸ صفحے۔ قیمت صرف چار آنے

ایک روپے کی پانچ جلدیں۔ پانچ روپے کی تیس جلدیں۔ محصول ایک قاعدہ پانچ آنے ۵ پانچ جلدوں پر آٹھ آنے ہے۔ اور تیس جلدوں پر ایک روپیہ چار آنے ۱عہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

بہترین استاد

معلم موٹر

اس میں موٹر کار مشین کے تمام پرزوں کی تصویریں بمع مشین کے سیکڑوں مرکب اس طرح سمجھایا گیا ہے کہ معمولی سمجھ کے آدمی بلا امداد غیرے آسانی سے سمجھ جاتے اور موٹر مشین کی حقیقت کو جان لیتے ہیں قیمت ۱۲ علاوہ محصولڈاک

اتالیق موٹر

اس کتاب میں موٹر مشین کے تمام نقائص بتلا کر ان کو درست کرنے کی آسان اور سہل ترکیبیں بتلائی گئی ہیں جس سے ہر شخص مشین کے تمام نقائص کو سمجھ کر ان کے درست کرنے کی قابلیت آجاتی ہے قیمت صرف عہ علاوہ محصولڈاک اگر دونوں ساتھ منگائیں تو ۱ محصول معاف

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

سلطنتِ مغلیہ کا عروج و زوال

(جناب مولانا سردار علی صاحب صابری کانپوری)

سلطنت مغلیہ کے عروج و زوال کی داستان کے لئے دفاتر کی ضرورت ہے تین چار صفحات میں اس کی تفصیل کیا ہو سکتی ہے وہ آغاز کی عظیم الشان کیفیت اور عہد اخیرہ کی تنزلی و تنزل کا باضابطہ ذکر دفتروں میں بمشکل ختم ہو گا اختصار و ایجاز میں جہاں تک جامعیت کو دخل ہو سکتا ہے ضروری ترتیب کو ملحوظ رکھکر بیان کیا جاتا ہے کہ داستان پارینہ کو یاد کرکے داغہائے سینہ کی تازگی کچھ اس طرح ہو سکتی ہے۔

مغل حکومت کی داغ بیل کس طرح پڑی اس کے بیان کی تمہید میں ابراہیم لودی کا ذکر کرنا ضروری ہے یعنی دہلی کے لودی خاندان کے اولوالعزم بادشاہ سلطان سکندر لودی نے وفات پائی تو اس کا بیٹا ابراہیم لودی ۱۵۱۷ء میں تخت نشین ہوا ابراہیم کی عادات و خصائل نے سلطنت کی مستحکم بنیادوں کو کمزور کردیا جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ باجگزار ریاستیں خودمختاری کی مدعی ہو گئیں امرائے سلطنت میں سے کسی نے تو اپنی جاگیروں میں بیٹھکر ادھر ادھر کا ملک دبانا شروع کیا اور کچھ نے سلطنت کو الٹ دینے کی سازشیں کیں لیکن بدقسمت انسان اپنی تباہی کے سازوسامان سے بے خبر رہتا ہے اس کو کچھ اطلاع نہیں ہوتی کہ کیا اور کس طرح پردۂ تقدیر سے ظہور پذیر ہونے والے واقعات پر جہاں تک ظاہر ہو جائیں گے اور وہ منہ دیکھتا رہ جائے گا اپنی بے بسی و بیچارگی پر کف افسوس ملنے کی مہلت بھی نہ مل سکے گی۔ دولت خاں گورنر پنجاب نے بابر کو مدعو کیا یعنی تازہ ترین حالات حاضرہ سے اس کو مطلع کرکے چاہا کہ ہندوستان کے حالات سے فائدہ اٹھائے اور وہ سب یہاں مل کر اس کی طرفداری آمادہ ہوں گے اور اس زرین موقع سے فائدہ حاصل کریں گے گویا وہ اپنے دل میں یہ سمجھے ہوئے تھا کہ بابر ہندوستان میں آکر لوٹ مار کرکے اس خیرخواہی کے صلہ میں ہندوستان کی حکومت پر اس کو نائب مقرر کرکے خود واپس چلا جائے گا۔

محمد ظہیر الدین بابر جسے ایک زمانہ تک گردش قسمت نے ریگستانوں میں سرگرداں رکھا تھا کہ کہیں درخانہ کا تاج اس کے سر پر ہے تو کہیں کسی پہاڑی کے دامن میں پناہ گیر جس کی زندگی شروع ہی سے مہمات و سیاسیات کا ایک پیچ در پیچ سلسلہ تھی اور جسکو بڑی کوششوں کے بعد ابراہیم کی تخت نشینی سے قندھار و خیبر کے درمیان کی سرزمین اطمینان سے تحت تصرف میں لاکر بیٹھنے کو مل گئی تھی ان بدنظمیوں سے موقعہ کا متلاشی تھا کہ کب آگے بڑھکر ہاتھ مارنے کا وقت آتا ہے

دولت خاں کے پیام پر وہ ۱۵۲۴ء میں تیز دستی سے ہندوستان پہنچا لیکن خوشگوار ایام کے منتظر عیار دولت خاں کی غیر جانبدارانہ کارروائی نے اس کو واپس ہونے پر مجبور کردیا جس پر مایوس و مجبور ہو کر دولت خاں نے خود ہی خودمختاری کا اعلان کر دیا ادھر بدنظمیوں کا سد باب قطعاً نہ ہو سکا تھا بلکہ وہ روز افزوں تھیں سلطنت کا شیرازہ بکھرتا جا رہا تھا اور اس کو جمع کرنے والا اس کے بالکل منتشر ہو جانے کی راہ دیکھ رہا تھا خودپرست ابراہیم نے اپنے سست مشاغل سے کوئی کروٹ لینا گوارا نہ کی اور خواب غفلت کے نشہ میں بدستور ہی رہا آخر وہی پیش آئی جو پیشانی میں تھی کہ دو سال بعد موقع کا منتظر بابر ۱۵۲۶ء میں پانی پت کے فیصلہ کن میدان میں آکر خیمہ زن ہو گیا اور دہلی کے شہنشاہ ابراہیم لودی کو دعوت مبارزت دی۔

ابراہیم تقریباً ایک لاکھ کی جمعیت سے صف آرا ہوا لیکن ہنر آزما بابر کی جنگی قابلیت توپوں اور بندوقوں کی اصلی ترتیب سپاہ کا بہتر اہتمام یہ خصوصیات خاصہ تھیں کہ ابراہیم کو اپنی مقتول فوج کے ساتھ میدان جنگ ہی میں کھیت ہو جانا پڑا اور شکست خوردہ و ہزیمت زدہ لشکر پسپائی پر مجبور ہوا۔

اب بابر دہلی اور آگرہ کا بادشاہ تھا اس نے کسی کو نائب سلطنت بنا کر خود لوٹ مار پر اکتفا کرنا گوارا نہ کیا اس کو ہر جگہ اکثر ریاستوں سے مقابلہ کرنا تھا جو اگرچہ اس کے لئے نہایت صبر آزما تو تھیں لیکن پریشان کن و حوصلہ شکن کبھی ثابت نہ ہوئیں اور وہ مرد منتظم انسان اپنی اولوالعزمی اور صبر و استقلال سے کام لیکر اکثر مظفر و منصور ہوا گوالیار اور قرب و جوار کے کئی راجگان نے بغیر مجادلہ و مقابلہ کے ہی اطاعت قبول کرلی رانا سانگا تمام راجپوتانہ کو ایک جھنڈے کے نیچے جمع کرکے آگرہ کی سمت اس نووارد بادشاہ سے مقابلہ کرنے بڑھا اور ۱۵۲۷ء میں دو لاکھ افواج سے آگرہ کے قریب ان بارہ ہزار مغلوں سے مقابلہ کیا نتیجہ وہی ہوا جو ابراہیم لودی کے مقابلہ کا ہوا تھا یعنی مغل مظفر و منصور ہوئے اور تمام راجپوتانہ پر ان کی دلیری کا سکہ بیٹھ گیا ہمایوں و بابر کے بعض کو بہار میں لودھیوں نے قلعہ چنار میں محصور کر رکھا تھا بابر اس طرف بڑھا اور فتح کے بعد نصرت شاہ والئے بنگال سے صلح کرلی اس طرح مغل سلطنت کا قیام و استحکام عمل میں آگیا۔

یعنی یہ سلطنت مغلیہ کی بنیاد تھی جو بابر کی دلیری اور اولوالعزمی سے قائم ہوئی اور اس کی وفات پر سلطنت مغلیہ پنجاب سے بہار تک اور شمالی پہاڑوں سے مالوہ تک پھیل چکی تھی۔

بابر کے بعد ہمایوں ۱۵۳۰ء میں تخت نشین ہوا لیکن یہ دور سلطنت کے لئے ہمایوں و مبارک ثابت ہونے کے بجائے منحوس ہی ظاہر ہوا دوسری قوتوں کی کشمکش و زور آزمائی کے ساتھ ساتھ ہمایوں کو اپنے بھائیوں سے سخت اذیتیں پہنچیں ان کی مخالفانہ کارروائیاں اور سازشیں ایک لمحہ کے لئے بھی ختم نہ ہوئیں اور وہ برابر ان کی محبت و شفقت سے مجبور رہکر درگزر کرتا رہا۔

آخر اس دور کشمکش میں ہمایوں نے ۱۵۵۶ء میں وفات پائی اکبر اس وقت تیرہ سال نو ماہ کا تھا باپ کی بےوقت وفات کی خبر اس کو کلانور میں ملی بیرم خاں اتالیق اس کے ہمراہ تھا جس نے فوراً اس کی تاج پوشی کا تمام انتظام کیا ملک کی حالت بابر کی وفات پر اس قدر نازک تھی نہ ملک میں اس قدر بدامنی تھی کیونکہ بابر نے اس قلیل عرصہ میں بہت کچھ انتظام سنبھال لیا تھا مگر اس وقت جبکہ ہمایوں نے وفات پائی ہے ہر طرف خودمختاری کے دعویدار موجود تھے جو ہر ایک بجائے

خود اپنی اپنی طاقتوں کو یکجا کئے ہوئے مقابلہ وقسمت آزمائی کے لئے تلے بیٹھے تھے لیکن بیرم خاں کا تدبر اور نوجوان بادشاہ اکبر کی خداداد دلیری واولوالعزمی بروئے کار آئی اور تمام مشکلات برفابو حاصل کر لیا گیا آخر نتیجہ یہ ہوا کہ اکبر، اکبر اعظم کے لقب سے ملقب ہوا اور رموز جہانبانی سے واقف وآشنا ہوکر اپنی خداداد ذہانت وجرأت اور عزم وثبات کے وہ وہ ثبوت دکھائے کہ ملک میں اس کے نام کا ایسا سکہ جما کہ اس کے مٹ جانے پر بھی قائم رہا اور باقی ہے ۱۵۵۶ء میں اکبر نے سب سے پہلے ہیمو بقال کا مقابلہ کیا اور نہایت شاندار فتح پائی بعد ازاں مختلف ومتعدد مجادلوں اور مقابلوں کے بعد ۱۵۶۸ء میں چتوڑ فتح کیا اور اس وقت سے مغلیہ سرحد گجرات کی سرحد سے مل گئی ۱۵۷۲ء میں اس نے گجرات پر فوج کشی کی اور مظفر شاہ نے بغیر جنگ کے تاج وتخت بادشاہ کے حوالہ کر دیا۔

بنگالہ پایہ تخت سے دور تھا اس لئے بابر وہمایوں یہاں تک نہ پہنچ سکے تھے علاوہ ازیں انھیں شمالی ہند کی کشمکشوں اور انقلابات سے بھی فرصت نہ مل سکی تھی کہ ادھر متوجہ ہو سکتے لیکن اکبر اعظم نے ۱۵۷۴ء میں بنگال پر پوری کوشش وتوجہ سے فوج کشی کی داؤد خاں شاہ بنگال عیش پرست حکمران تھا اس حملہ کی تاب کہاں لاتا پہلے تو اس نے مقابلہ سے جان چرائی اور آخر مغل فوج کے تمام بنگال پر قابض ہو جانے پر وہ اڑیسہ کو روانہ ہو گیا بعد ازاں ۱۵۸۶ء میں کشمیر فتح ہوا اور ۱۵۹۴ء میں قندھار وسندھ بھی سلطنت مغلیہ میں شامل ہو گئے جس کے بعد عام طور پر امن بھی قائم ہو گیا۔ اکبر نہایت اولوالعزم اور باوصف شہنشاہ اعظم تھا باوجود اس کے کہ وہ جاہل محض تھا پڑھنے لکھنے سے بالکل ناواقف مگر علم وفضل کا بے انتہا شائق اور قدر دان تھا ارباب کمال کی اس کے عہد میں بے انتہا قدر ہوئی اور اس کی آزاد ومرنجان مرنج پالیسی نے بلا امتیاز مذہب وملت تمام ہندوستانیوں کو مطیع ومخلص بنا لیا تھا اس کے عہد میں بہت سے آئین مالگذاری وغیرہ کے وضع ہوئے پیمائش وغیرہ کی ترتیب اسی وقت ہوئی اور نہایت امن وامان وخوشحالی سے رعایا نے بسر کی اکبر اعظم کا دور سلطنت مغلیہ کا زرین دور کہا جاتا ہے اکبر کو آخری ایام میں ملکی مصائب وکشمکش سے نجات تھی اگرچہ شہزادہ سلیم (بعدہ جہانگیر) کی حرکات وسکنات سے مطمئن بھی نہ تھا جو اکبر کی طویل عہد حکومت سے ہوس تخت گیری سے تنگ آگیا تھا آخر اکبر اعظم نے سلطنت مغلیہ کی جڑیں مستحکم کرکے عظیم الشان مغلیہ عمارت قائم کرنے کے بعد ۱۶۰۵ء میں نہایت آرام وسکون سے وفات پائی۔

اس کے بعد ۱۶۰۵ء میں نورالدین جہانگیر اس کا جانشین ہوا جہانگیر درحقیقت برائے نام بادشاہ تھا سلطنت کے کاروبار اس کی محبوب بیگم نورجہاں نے سنبھالے اور اپنی تدبیر وانتظام سے بہت کچھ انجام دیا لیکن شہزادہ خرم جو بعد میں شاہجہاں کے نام سے سریرآرائے سلطنت ہوا شروع ہی سے اپنے باپ جہانگیر کے درپے آزار اور تخت گیری کے لالچ میں ہر ممکن ومخالف سازش مرتب کرنے میں مصروف تھا برابر اس دھن میں رہا نورجہاں نے اپنی ذہانت وتدبر سے سلطنت کو بہت کچھ بنایا اور بادشاہ جہانگیر کی حفاظت کرتی رہی لیکن تابکے ان خانہ جنگیوں کی بدولت بہت بددل اور پریشان ہو گیا تھا ایک بار مناسب جان کر اس کو سازشوں سے گرفتار بھی ہونا پڑا تھا اور نورجہاں کی حسن تدبیر سے باغیوں کے ہاتھ سے رہائی ہوئی تھی آخر ۱۶۲۷ء میں مرض ضیق النفس میں مبتلا ہوکر پریشان کن حالت میں وفات پائی یعنی اب شہزادہ خرم کی مراد پوری ہوئی اور وہ ۱۶۲۸ء میں محمد شہاب الدین شاہجہاں کے نام سے تخت نشین ہوکر علمبردار سلطنت مغلیہ ہوا۔ شاہجہاں اپنے عہد کا نہایت اقبالمند بادشاہ ہوا وہ اپنی عالیشان عمارات اور درباری زرق وبرق واحتشام کے لحاظ سے شاہان مغلیہ میں خاص شہرت ووقعت کا مالک ہوا۔

اس عہد میں بھی جنگ وپیکار، قتل وغارت ورقابت کے بازار جو سلطنت وحکومت کا خاصہ ہیں خوب خوب گرم رہے خان جہاں موصلی اور آصف خاں اس زمانہ میں سلطنت کے خاص امراء وخاص افسر تھے اور یہی اکثر مہمات میں پیش پیش رہے، یہ دور بھی سلطنت مغلیہ کے لئے خاص اہمیت رکھتا ہے اس دور میں بلخ وبدخشاں کی فتوحات بھی ہوئیں لیکن انجام نہایت دردناک ہوا یعنی وہی خانہ جنگی جو مغلیہ سلطنت کا خاصہ کہنا چاہئے اس دور میں بھی ہوئیں اور نہایت پریشان کن رہیں شہزادہ اورنگزیب نے باپ (شاہجہاں) کو نظربند کیا اور بھائیوں میں خوب کشت وخون کے بازار گرم رہے آخر شاہجہاں نے عالم اسیری میں زندگی کے بے کیف ایام گزار کر ثمن برج آگرہ میں وفات پائی اور اپنی پیاری اور محبوب بیوی کے آغوش میں بمقام تاج محل آرام پایا۔ بھائیوں کی خانہ جنگی کا حشر یہ ہوا کہ اورنگزیب نے فتح پائی اور محمد محی الدین اورنگزیب کے نام سے جولائی ۱۶۵۸ء میں بھائیوں کو قتل وقید کر کے پایہ تخت دہلی میں اپنی بادشاہی کا اعلان کر دیا یہ عہد سلطنت مغلیہ کیلئے عالمگیر عہد تھا یعنی اکبر اعظم کے زمانہ کے بعد عہد عالمگیری میں بہت زیادہ فتوحات ہوئیں خصوصیت سے دکن کی فتح اس عہد کا زرین کارنامہ تھا اور سلطنت مغلیہ میں کافی توسیع ہوئی اس وقت گویا آفتاب مغلیہ نصف النہار پر پہنچا تھا لیکن اس دور کے بعد ہی زوال کی علامات نہایت ظاہر طور پر شروع ہو گئیں اور کچھ زیادہ مدت صرف نہونے پائی کہ یہ آفتاب غروب ہو گیا

شہنشاہ عالمگیر کی وفات پر مغلیہ سلطنت پر شاہزادہ معظم خانہ جنگی کے بعد تخت نشین ہوا جس نے بہادر شاہ اول کا لقب اختیار کیا مگر دوران حکومت میں سوائے ضعف پیدا ہونے کے کوئی کارنمایاں انجام نہ پا سکا اس کے بعد بہادر شاہ اول کا بیٹا جہاندار شاہ ۱۷۱۲ء میں تخت نشین ہوا اب پہلے سے بہت زیادہ خانہ جنگیاں ہو رہی تھیں عیش پرستی عام تھی سلطنت روز بروز کمزور ہوتی جارہی تھی آخر ۱۷۳۹ء میں جبکہ محمد شاہ برائے نام سریرآرائے سلطنت تھا اور چاروں طرف بدامنی تھی نادر شاہ نے اس بدنظمی کا اندازہ کرکے ایران سے براہ کابل وسندھ حملہ کیا اور وہاں سے فتح پاتا ہوا لاہور پہنچا محمد شاہ غفلت ولاپرواہی سے عیش وعشرت میں مصروف تھا نتیجہ یہ ہوا کہ برہان الملک سعادت خاں صوبہ دار اودھ نے نادر شاہ درانی سے سازش کی اور اس غداری کے ذریعہ محمد شاہ بغیر کسی جنگ وجدال کے نظربند کر لیا گیا نادر شاہ نے خوب دہلی کو تاخت وتاراج کیا اور لوٹ مار کے بعد نادر شاہ ایران واپس چلا گیا مگر سلطنت مغلیہ بے جان ہو گئی کچھ عرصہ بعد محمد شاہ نے بھی وفات پائی اور بعد ازاں نادر شاہ کے بعد اس کے جانشین احمد شاہ ابدالی نے سابقہ روایات کا لحاظ کرکے ہند پر حملہ کیا اس وقت سلطنت مغلیہ کا بجھتا ہوا چراغ ٹمٹما رہا تھا اور جہاندار شاہ کا بیٹا عالمگیر ثانی برسر حکومت تھا ایک مرتبہ پھر دہلی اجاڑی گئی لیکن احمد شاہ کے حملوں نے آفتاب لب بام کو ابر زوال سے چھپا نیکی کوشش کی ادھر انگریزوں کے قدم جمتے جارہے تھے مرہٹے بھی اسی تگ ودو میں لگے ہوئے تھے عالمگیر ثانی کی وفات پر اس کا بیٹا اکبر شاہ ثانی اور پھر پوتا بہادر شاہ ثانی تخت نشین ہوئے اور برائے نام ان تاجداران مغلیہ نے زحمت تخت نشینی اختیار کر کے ڈوبتے ستارہ کی جھلملاہٹ ظاہر کی اور آخر ۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد وظیفہ خواری اور قلعہ کی چہار دیواری کی حکمرانی بھی ختم ہوئی اور یہ ریاست مغلیہ کی بہار غدر کی لوٹ میں بالکل اجڑ گئی اور اجڑے ہوئے چمن کا مرجھایا ہوا پھول بہادر شاہ بعد غدر رنگون میں انگریزوں کی نظربندی میں دار فانی سے رخصت ہوا گویا یہ تھا بابری رنبہ کا عبرتناک مرقعہ اور دلدوز انجام اور دلسوز داستان کی درد۔

مقالات مشاہیر

شب برات آگئی. گھر گھر حلوے کے سامان ہو رہے ہوں گے اور جن کے پاس روپیہ نہ ہوگا وہ قرض لیکر اس کی فکر کر رہے ہوں گے. میدہ. گھی. شکر وغیرہ کی خریداری دل کھول کر ہو رہی ہوگی. آتشبازی الگ بڑے پیمانہ پر تیار ہو رہی ہوگی آتشباز خوش ہو رہے ہوں گے کہ ایکی انار، پھلجھڑی، پٹاخے، چھچھوندر کی خوب بکری ہوگی. یہ تیاریاں کہاں ہو رہی ہوں گی ان کے ہاں جو اپنے تئیں مسلمان کہتے اور سمجھتے ہیں جو امداد اسکے رسول کا کلمہ پڑھتے ہیں جن کے لئے خدا نے اسراف کو حرام قرار دیا ہے جن کے رسول کی زندگی کا دامن اس قسم کی تمام لغویات سے یکسر پاک تھا اور جن کے عقاید میں شب برات کے یہ تمام مراسم جواز کا کوئی پہلو ہی نہیں رکھتے.

کتنے مسلمان ہیں جو حج نہ کرنے کا عذر اپنی ناداری کو بتاتے ہیں جو زکوٰۃ نہ ادا کرنے کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ ضروریات زندگی سے اتنی رقم بچتی ہی نہیں باقی اور جو اپنے عزیزوں میں زکوٰۃ کی شرعی تقسیم بھی محض اسی خوف سے نہیں کرتے کہ خود مفلس رہ جائینگے ان سے جب کہا جاتا ہے کہ اپنی قوم کے یتیموں، مسکینوں اور اپاہجوں کی بسر اوقات کا انتظام کرو تو مفلسی کا عذر پیش کیا جاتا ہے. جب کہا جاتا ہے کہ اپنی قوم کی تعلیم و تنظیم کے لئے سرمایہ جمع کرو تو پھر ناداری ہی کے عذر کو دوہرایا جاتا ہے. تحفظ اسلام کے لئے مالی امداد کی ضرورت ہے تو ایک دفعہ پھر عذر افلاس ہی کو پیش کر کے اپنے تئیں بچایا جاتا ہے، لیکن شب برات کے آتے ہی اسی مفلس قوم کے مفلس اشخاص یک بیک زردار ہو جاتے ہیں. ہر گھر میں حلوا تیار ہونے لگتا ہے ہر گھر میں آتشبازی چھوٹنے لگتی ہے اور ہر گھر میں یہ تہوار پوری چہل پہل اور صورت جشن پیدا کر دیتا ہے.

آپ نے کبھی یہ سوچا ہے کہ ہر سال سارے ہندوستان میں کتنی کثیر دولت مسلمان گندھک اور پٹاس پر پھونک کر خدا کے سامنے گنہگار ہوتے ہیں؟ آپ نے کبھی اس کا اندازہ کیا ہے کہ ہر سال آتشبازی سے کتنی جانیں ضایع ہوتی ہیں آپ نے کبھی اس کا حساب لگایا ہے کہ ہر سال کتنے اشخاص اس سے زخمی ہوتے ہیں اور کتنوں کی صحت کو اس کا دھواں نقصان پہنچاتا ہے؟ یہ سب پہلو اس کی تردید و لغویت کے ظاہر و روشن ہیں لیکن کیا کوئی دلیل عقلی و نقلی ان مراسم کی تائید میں بھی پیش کی جاسکتی ہے؟ خدا ہم کو آپ کو سب کو توفیق دے کہ اپنے امکان بھر تمام مسلمانوں کو عذاب آخرت و نقصان مایہ کے اس سودے سے باز رکھ سکیں.

بہت سے ناواقف بھائی اس خیال میں ہیں کہ شب برات کی تقریب بھی کوئی مذہبی رسم ہے اور اس کا تعلق کسی اہم مذہبی واقعہ یا شخصیت سے ہے لیکن یہ خیال محض ان کی ناواقفیت کا نتیجہ ہے. رسول خدا صلعم کے دندان مبارک کا شہید ہونا یا حضرت حمزہؓ کا میدان جنگ میں شہید ہونا وغیرہ جو بعض روایات مشہور ہیں سو اس قسم کا کوئی واقعہ ہم اتباع کو کیا معنی سرے سے اس مہینہ ہی میں واقع نہیں ہوا. شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی اس دور آخر میں ایک بڑے مشہور بزرگ گزرے ہیں جو غیر مقلد نہیں بلکہ پختہ حنفی اور بڑے خوش عقیدہ صوفی مشرب تھے انہوں نے اپنے رسالہ ما ثبت بالسنہ میں اس تقریب شب برات پر ... کو "بدعت شنیعہ" سے تعبیر کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ بہت ہی بری رسم غالباً ہندوؤں کی دیوالی کی جوڑ پر ایجاد ہوئی ہے جس کی سند میں کوئی ضعیف بلکہ موضوع حدیث تک بھی نہیں پیش کی جاسکتی ہے ورنہ جس کی تائید کسی معتبر و غیر معتبر کتاب سے نکلتی ہے. حضرت شیخ کی تصریحات کے بعد عالم و صوفی حنفی و غیر مقلد سب کو اس رسم کے مٹانے پر کمربستہ ہو جانا چاہیے اور کسی گروہ طبقہ کو اس کوشش میں شریک ہونے سے الگ نہ رہنا چاہیے. (مولانا عبدالماجد)

شعبان کا مہینہ

مسلمانوں کی جنتری میں اس مبارک مہینہ کا نام شعبان ہے اسے مبارک اس لئے کہا گیا ہے کہ رسول خدا صلعم نے اسے ایک خاص عبادت روزہ کے لئے چن لیا تھا. صحیح حدیثوں میں اس مہینہ کے روزوں کی بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں اور بعض میں آیا ہے کہ بعد رمضان کے فرض روزوں کے رسول خدا صلعم جس ماہ میں سب سے زیادہ روزہ رکھتے تھے وہ یہی ماہ شعبان ہے اسی ماہ کے وسط میں ایک رات ایسی آتی ہے جس کی بابت یہ روایت آئی ہے کہ آپ اس میں اٹھکر قبرستان تشریف لیجاتے اور مردہ مسلمانوں کے حق میں دعائے مغفرت فرماتے تھے.

یہ عمل تھا رسول خدا کا، یہ تعلیم تھی ہمارے سب سے بڑے پیشوا کی لیکن آج اس رسولؐ کی امت کا، اس کے نام کا کلمہ پڑھنے والوں کا، اس کی محبت کے دعویداروں کا کیا حال ہے؟ کتنے مسلمان ایسے ہیں جو اس ماہ میں خدا کی خوشنودی کے لئے دن بھر کھانے پینے اور دیگر خواہشات نفس سے اپنے تئیں روکے رہتے ہیں؟ کتنے ایسے ہیں جو اپنے اور دوسرے مسلمانوں کے حق میں دعائے خیر و استغفار کرتے رہتے ہیں؟ . . . .

. . . . خیر یہ بھی نہ سہی تو کتنے ایسے ہیں جو اپنا روپیہ آگ میں پھونکنے آتشبازی دیکھنے اور حلوے وغیرہ میں اسراف کرنے سے باز رہتے ہیں. کیا رسول خدا صلعم ۱۴ شعبان کے دن حلوا نوش فرماتے اور اس کی تقسیم میں صرف فرماتے؟ کیا صحابہ کرام (نعوذ باللہ) یہ رات آتشبازی کے تماشوں میں بسر کرتے تھے کیا اسلام نے اس ناداتی کو، ان فضولیات کو، اس اسراف کو کسی صورت میں بھی جائز رکھا ہے؟ کیا ائمہ فقہ، و اکابر طریقت کی کسی تعلیم سے "شبرات" کی موجودہ رسموں کی تائید میں کوئی دلیل پیش کی جاسکتی ہے؟

کیا آپ اس خیال میں پڑے ہوئے ہیں کہ ان فضولیات میں آپ جو کچھ صرف کر رہے ہیں اس کی بابت آپ سے سوال نہ ہوگا؟ کیا خدا نے آپ کو روپیہ پیسہ انھیں چیزوں پر صرف کرنے کے لئے عنایت کیا ہے کیا آپ نے کبھی یہ سوچا ہے کہ آپ کی بستی میں کل کتنا روپیہ شبرات کے دو ایک دن کے اندر اڑ جاتا ہے؟ کیا یہی روپیہ اگر مقامی اسلامی ضروریات کے کام آتا، مسجدوں کی مرمت میں لگایا جاتا مسجدوں کی رونق و آبادی میں اس سے مدد لیجاتی محتاجوں اور ناداروں کے کام آتا، بھوکوں کے کھانے، پیاسوں کے پانی اور ننگوں کے کپڑے میں صرف ہوتا تو آپ کو خدا کے ہاں بیحد و بے حساب اجر نہ ملتا؟ کیا اس مبارک مہینے کی مبارک تاریخوں میں روپیہ برباد کرنا، اور آتشبازی سے تندرستی اور جان دونوں کو خطرہ میں ڈالنا کسی پہلو سے بھی کوئی عقل کی بات ہے؟ پچھلی غلطیاں جو کچھ ہونی تھیں

ہو چکیں، کیا یہ ممکن نہیں کہ اب ہی آپ اپنے گردو پیش اپنے خاندان، اپنی بستی اپنے محلہ کی اصلاح پر آمادہ ہو جائیں اور جہانتک ممکن ہو اپنے بھائیوں کو دین و دنیا دونوں کی بربادی میں پڑنے سے بچائیں۔ (مولانا عبد الماجد)

سچا مسلمان

اگر آپ اپنے تئیں مسلمان کہتے اور سمجھتے ہیں تو اس لفظ کا مطلب بھی سمجھ لیجئے۔ مسلمان وہ ہے جو خدا کا اور صرف خدا کا فرمانبردار ہو۔ کسی مسلمان کے گھر میں پیدا ہو جانے یا مسلمانوں کا سا نام رکھ لینے سے کوئی مسلمان نہیں ہو جاتا۔ خدا کے حکم وہ ہیں جو قرآن پاک کے ذریعہ سے ہم تک پہنچے ہیں اور جن کو پوری طرح برت کر رسول خدا صلعم نے اپنی زندگی میں دکھا دیا بس مسلمان وہی ہے جو خدا کے راستے پر چلے اور جو خدا نے راستہ اس کو بتلا دیا ہے اس کے خلاف نہ چلے۔ اس کے جاننے کے ذریعہ صرف دو ہیں۔ ایک قرآن پاک کے الفاظ دوسرے رسول کا عمل اپنی زندگی کی ہر بات کو اسی معیار پر پرکھئے۔ اسی میزان پر تولئے اور اسی روشنی میں جانچئے۔

یہ کیسے اچنبھے کی بات ہے کہ آپ مسلمان کہلاتے ہیں لیکن بجائے خدا کے ڈرنے کے انسانی حکومتوں سے ڈرتے ہیں۔ انسان کے بنائے ہوئے قاعدے قانون سے لرزتے ہیں اپنے بھائی بندوں کی ریت رسم کے خلاف زبان کھولتے ہوئے خوف کھاتے ہیں اور اپنی ذات برادری کے دباؤ سے اپنے آپ کو کچلے ڈالتے ہیں! آپ خوب سمجھ چکے ہیں کہ آپ کے خدا کو فضول خرچی ناپسند ہے لیکن پھر بھی آپ لوگوں کی واہ واہ کی خاطر اپنی کتنی دولت بیکار کاموں میں اڑا ڈالتے ہیں آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ شب برات میں آتشبازی چھڑانا، محرم میں تعزیہ داری کرنا، شادی بیاہ میں دھوم دھام کرنا، یہ سب چیزیں آپ کے پاک مذہب میں ناجائز اور خدا کی ناخوشی کا باعث ہیں لیکن آپ یہ سب کچھ جاننے پر بھی خاموش رہتے ہیں اور اپنی آنکھوں کے سامنے ان کو ہوتے دیکھتے ہیں محض اس خوف سے کہ لوگ آپ "وہابی" یا ایسے ہی کسی دوسرے لقب سے نہ یاد کرنے لگیں۔

مسلمانوں کو ڈرنا صرف خدا سے چاہیئے انسانوں کی ناخوشی سے اسے بالکل بے پرواہ رہنا چاہیئے اس کی ہدایت کے لئے اس کی کتاب آسمانی کافی ہے زمانہ کے رسم و رواج کی قید اس کے لئے بالکل بے معنی ہے اگر آپ کو اسلام سے کچھ بھی محبت ہے آپ کو اپنے اسلام کی اگر کچھ بھی عزت منظور ہے تو برائے خدا مستعد ہو جائیے اور اسی وقت سے عہد کر لیجئے کہ آئندہ بجز خوف خدا کے کوئی شے آپکے راہ عمل میں حائل نہ ہو سکے گی تمام دنیا بلکہ سارے ملک کی بھی اصلاح ہرگز آپ کے ذمہ نہیں لیکن خود اپنی ذات اور اپنے زیر اثر حلقہ کی اصلاح اور درستی یقیناً آپ کے ذمہ ہے پہلے خود اپنے تئیں احکام اسلام کا پابند بنائیے اور پھر اپنا نمونہ اپنی بیوی اپنے بچوں اور اپنے خاندان اور اپنے محلہ کے سامنے پیش کیجئے آپ میں اگر سچائی اور خلوص ہے تو خدا ضرور آپ کی کوششوں میں برکت دے گا اور دنیوی کامیابی کے علاوہ آخرت میں بھی آپ کو اجر حساب عطا کرے گا اگر آپ حق کے ساتھی ہیں تو حق بھی آپ کا رفیق اور ساتھی ہے اس کی مدد سے آپ یقیناً فتح و نصرت کے حصہ دار ہوں گے مسلمان دنیا سے مرعوب نہیں ہوتا بلکہ اپنی سچائی کی شعاعوں سے گوشہ گوشہ کو روشن و پر نور کرتا رہتا ہے۔ (حضرت ماجد)

عبدیت کامل

سیرت نبوی کے متعلق کوئی سی کتاب اٹھا لیجئے اور اس کے مطالعہ کے بعد یہ سوچئے کہ رسول خدا صلعم کی زندگی کا مرکزی نقطہ کیا تھا؟ سب سے زیادہ عزیز حضورؐ کو کونسی شے تھی سب سے زیادہ محبوب مشغلہ حضور کا کیا تھا؟ اس کے جواب میں صرف ایک شے آپ کو ملیگی "عبادت الٰہی"، شب و روز میں کتنی زاید نمازیں آپ پڑھتے تھے رات کو کس ذوق و شوق کے ساتھ بار بار بیدار ہو کر آپ نماز و مناجات میں مصروف ہو جاتے تھے ہر سال ہر مہینے کتنے روزے آپ لگاتار رکھا کرتے تھے صدقات و خیرات دینے پر آپ ہر وقت کیسے آمادہ و مستعد رہتے تھے، حج و عمرہ کی برکتیں آپ کو کس قدر عزیز تھیں اٹھتے بیٹھتے کھانے پینے سونے جاگتے چلتے پھرنے اور اس طرح کی چھوٹی بڑی تمام بشری ضروریات کے شروع و آخر میں آپ کس طرح دعا و ذکر الٰہی کا اہتمام رکھتے تھے۔ خدمت خلق پر آپ کس درجہ حریص تھے خوف خدا سے آپ کس بڑی حد تک لرزاں و ترساں رہتے تھے تقویٰ و ایثار سے ذات مبارک کیسی لبریز تھی یہ تمام خصوصیات آپ کو سیرت اقدس کے ہر ہر جزئیہ میں نظر آئیں گے۔

یہ نہ تھا کہ آپ کی زندگی دنیا سے بالکل گوشہ نشینی کی ہو۔ آپ کے سر تو اس قدر کام رہتے تھے کہ بڑے سے بڑے کاروباری شخص کے پاس بھی اس سے زائد کام نہیں ہو سکتے۔ ایک نہیں متعدد بیویاں تھیں، کئی کئی اولادیں تھیں دوستوں اور دشمنوں دونوں کی بہت بڑی تعداد سے ہر وقت سابقہ رہتا تھا فوج کے انتظامات کرنا ہوتے تھے مالی معاملات کا انصرام کرنا ہوتا تھا۔ غیر قوموں اور سلطنتوں کے ہاں سے قاصدوں کی آمد و رفت رہتی تھی بڑے بڑے سفر کرنے ہوتے تھے غرض جو کام بہت سے لوگوں کی ایک جماعت مل کر انجام دے سکتی ہے وہ بنفس نفیس حضورؐ اپنی ذات سے انجام دیتے تھے لیکن بایں ہمہ عبادات الٰہی میں کبھی فرق نہیں پڑنے پاتا تھا، ذوق و شوق شغف و انہماک کی شے وہی یاد الٰہی رہتی تھی بلکہ کہنا چاہیئے کہ سفر و حضر خلوت و جلوت کے تمام مشغلوں ساری مصروفیتوں اور کل کاروبار کی اصلی کنجی صرف طاعت باری و یاد خدا تھی۔ رسول خدا صلعم کی حیات مبارک اس عبدیت کی کامل ترین مظہر تھی باقی صحابہ کرام اور دیگر بزرگان امت کی زندگیاں ہر زمانہ میں کم و بیش اسی نمونہ کے مطابق رہی ہیں۔

اس کے بعد آپ اپنی زندگی پر غور فرمایئے آپ کی رغبت دلچسپی آپ کے ذوق شوق آپ کی توجہ و کوشش کی مرکز کونسی چیزیں ہیں؟ خوشنما کپڑے، لذیذ کھانا آراستہ مکان بیوی، اولاد، بڑی تنخواہ، نام و نمود و دھوم دھام کے جلسے، نوکر چاکر سازو سامان بس یہی یا دہ چیزیں جو اسی قبیل سے ہیں۔ ہم میں سے ایک بہت بڑی تعداد تو ایسی ہے جو عبادت کو سرے سے غیر ضروری ہی سمجھے ہوئے ہیں لیکن جو لوگ بظاہر نماز روزہ کے پابند ہیں وہ بھی اپنی جگہ پر سوچیں کہ آیا ان فرائض کو ادا کرنا اپنے سر سے محض ایک بار کا اتارنا خیال کرتے ہیں یا ان اعمال کو دلی ذوق و شوق سے بھی ادا کرتے ہیں؟ کھانا رسول اللہ بھی نوش فرماتے تھے مگر محض اسلئے اور اس لحاظ سے کہ بغیر غذا کے جسم انسانی زیادہ عرصہ تک قائم نہیں رہ سکتا آپ کی اصلی رغبت اور ... کی شے آپکی آنکھ کی ٹھنڈک نماز تھی ہم لوگوں نے اس ترتیب کو بالکل الٹ ... ہم اگر نماز پڑھتے بھی ہیں تو گویا دل پر جبر کر کے اور اس کی ادائی میں زیادہ سے زیادہ آسانیاں تلاش کر کے اور ہماری اصلی جی لگنے کی چیزیں دنیوی کاروبار میں پھر جب ہم اسلامی زندگی کے صحیح مرکز سے اس قدر دور جا پڑے ہیں جب ہم نے خدا کی بتائی ہوئی ترتیب زندگی کو اس قدر الٹ دیا ہے جب بجائے عبادت کے تعیشات مادی کو اپنا مقصد زندگی قرار دے لیا ہے تو ایسی حالت میں اگر ہم اسلام کی دینا و دنیوی دونوں قسم کی برکتوں سے محروم ہوئے جا رہے ہیں ...

موت کے بعد کیا ہوا

ازجناب مولانا سید ابوالرحمہ صاحب حسنی مجاہدپوری

(۱)

گرمی اور سخت گرمی کا موسم تھا آب و خور کی کشش نے گھر سے نکالا ایک دیہات نشین دوست کے یہاں مہمان ہوا۔ دیہات کی آبادی شہر کی آبادی سے بالکل مختلف ہوتی ہے آسمان و زمین کے درمیان کوئی شے حائل نہیں ہوتی مطلع صاف۔ فضا کشادہ سطح زمین فراخ لطیف سے لطیف ہوا کی نقل و حرکت حواس کو فوراً محسوس ہوتی ہے لیکن بدقسمتی سے موسم ایسا کا زمانہ ہوتا ہے تو آگ کے ان براہ راست حملوں کا برداشت کرنا بھی آسان نہیں صبح کی دلکشائی اور نسیم کی روح افزائی میں اضافہ ہوا تھا لیکن سورج کے بلند ہوتے ہی محسوس ہوا کہ دنیا آگ کے شعلوں سے بھر گئی میرے دوست کے پاس خس کی ٹٹیاں اور بجلی کے پنکھے نہ تھے تاہم انہوں نے میری راحت رسانی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اور مجھے اتنا پڑا کہ جو سکھ کچے مکانوں میں ہوتا ہے اور پہنچ سکتا ہے وہ شہروں کے سربفلک پختہ محلوں سے ناممکن ہے ایک خام کوٹھری میں شام تک میں بستر پر پڑا رہا اور بہاتی ملازم دستی پنکھوں سے میرے مسامات کی تواضع کرتے رہے شام کے بعد مکان میں حبس شدید تھا اور اس لئے میں ایک چارپائی بچھا کر اس صحن میں جا بیٹھا جو مکان سے چند قدم کے فاصلہ پر واقع تھا اس صحن میں کھرنی کا ایک بڑا درخت تھا اس کے نیچے ایک پختہ قبر تھی اس درخت اور اس قبر کے چاروں طرف آٹھ آٹھ دس دس گز کا عریض صاف و ستھرا صحن تھا۔

مغرب کے بعد ہوا میں کسی قدر خنکی پیدا ہو گئی تھی اور میں اپنے دل میں سوچ رہا تھا کہ مکان کے اندر جاؤں گا۔ اگر رات اسی صحن میں بسر کی جائے تو زیادہ مناسب ہے چنانچہ خور و نوش کے بعد میرے دوست نے ملازم کو اشارہ کیا کہ بستر بچھا دیا جائے نوکر بستر بچھا رہا تھا اور میرے دوست نے چاہا کہ میرے پلنگ کے پاس اپنا پلنگ بچھا لے لیکن میں نے اس کی تکلیف اور اس کے متعلقین کی حق تلفی پسند نہیں کی اور شب کو میں تنہا اس صحن میں رہا۔

(۲)

میں دس بجے تنہا ہو گیا تھا غالباً ایک گھنٹہ کے بعد غافل ہو کر سو گیا چند گھنٹے کے بعد ایسی شدید خنکی پیدا ہوئی کہ میری آنکھ کھل گئی میں نے چادر اوڑھی کروٹیں لیں لیکن پھر نیند نہ آئی چاندنی پھیلی ہوئی تھی فضا پر خاموشی طاری تھی اور ایک سناٹا تھا کہ میں یہ سمجھ رہا تھا کہ اس صحن ہی میں تنہا نہیں ہوں بلکہ ساری دنیا میں تنہا ہوں مختلف خیالات دماغ میں پیدا ہو رہے تھے اور رات کی تنہائیوں میں جو وسوسے دل میں گذرتے ہیں ان کا سلسلہ جاری تھا میں نے قبر کی طرف کروٹ بدلی چاند کی پوری روشنی اس کے تعویذ پر پڑ رہی تھی میرے دل میں خطرہ گذرا کہ خدا جانے کون اس گلی خواب گاہ میں سو رہا ہے بات سے بات پیدا ہوتی ہے اس خیال کے ساتھ ہی دنیا کی بے ثباتی اور کائنات کے زوال و فنا کا تصور بندھنے لگا میں نے اکثر دیکھا ہے کہ جب دل و دماغ کی صدود سے تفکر گذر کر حد کمال تک پہنچتا ہے تو ایسے امور پیش آنے لگتے ہیں جو اس مادی دنیا میں بالکل خلاف عقل سمجھے جاتے ہیں اور اس وقت بھی کچھ اسی طرح کا ایک واقعہ پیش آیا میں قبر کی طرف دیکھ رہا تھا کہ یکایک مجھے اس تعویذ میں جنبش نظر آئی اور میں غور کرنے لگا شاید کسی کیڑے وغیرہ نے اس طرح تعویذ میں حرکت ہوئی ذرا دیر کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ زمین شق ہوئی اور ایک مرد اُس کے اندر سے برآمد ہوا چاندنی خوب پھیلی ہوئی تھی باریک سے باریک شے نظر آ رہی تھی یہ شخص جسے میں نے قبر سے نکلتے دیکھا تھا آگے بڑھا اور میں خوف سے اپنے بستر پر کانپنے لگا وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا میرے پلنگ کے پاس چلا آیا اور جو کرسی پلنگ کے پاس پڑی ہوئی تھی اس پر بیٹھ گیا اس کا سر برہنہ تھا بدن کفن میں چھپا ہوا تھا دونوں ہاتھ باہر نکلے ہوئے تھے یہ عالم دیکھ کر میرے خوف کی کچھ انتہا نہ رہی اس وقت آنکھیں بھی میرے قابو میں نہ تھیں کہ ان کو بند کر کے اس نظارے سے مخلصی حاصل کرتا

(۳)

میں لرزہ براندام ہو رہا تھا کہ اس نے مسکرا کر کہا کیوں تم مجھے دیکھ کر اس قدر خوف زدہ کیوں ہو تم اس مخلوق سے ڈرتے ہو جس میں تمہیں ایک دن شامل ہونا ہے تم ان باتوں سے ڈرتے ہو جو ناگزیر طور پر تمہیں ایک دن پیش آنی ہیں خوب یاد رکھو کہ موت سے مفر نہیں اور کبھی فراموش نہ کرو کہ میں جس حالت میں ہوں ایک دن تم بھی اس حالت میں ہو گے پس اس چیز سے کیا ڈرنا جس سے مفر کی کوئی صورت نہیں اور اس حالت سے کیا وحشت زدہ ہونا جو ایک دن اپنے اوپر طاری ہونے والی ہے اس مرد زندہ نما کی یہ تقریر بڑی مؤثر ثابت ہوئی اور میری وحشت بالکل نہیں تو کسی قدر ضرور کم ہو گئی اب میں نے دیکھا کہ میری ساکن آنکھوں کو بھی جنبش ہوتی تھی اور میں نے اندازہ کیا کہ میری زبان کے عضلات بھی درست ہو گئے تھے کام دینے لگے تھے پس میں نے دبی زبان سے کہا کہ آپ کون ہیں؟ یہ مختصر سا سوال ایک بڑے افسانہ کا باعث ہو گیا اس مجسمہ بدن نے میرا سوال سنکر ایک آہ کھینچی اور پھر کہنا شروع کیا

"میں کون ہوں" میں تمہاری طرح ایک انسان ہوں اور دہلی کے خاندان کا ایک ممبر تھا اور اس سے زیادہ یہ کہ اس گاؤں کے قریب جو شہر ہے اس کا رہنے والا ہوں لیکن یہ چالیس سال پہلے کا قصہ ہے اب نوبت آدمی بالخصوص نئی نسلیں میرے نام سے بھی واقف نہیں میں جب اس فانی دنیا میں تھا میرا نام عبدالعزیز تھا عدالت کچھ دنوں بعد میں پیدا ہوا میری عمر ابھی پانچ سال کی تھی کہ والد نے انتقال کیا ایک ماموں کے سوا میرا کوئی سرپرست نہ تھا وہ ایک رئیس کی سرکار میں ملازم تھے خرید و فروخت کی خدمت ان کے سپرد تھی پانچ روپے ماہوار تنخواہ تھی لیکن حالت یہ تھی کہ ہم بانی جان ہو لے میں لدی ہوئی تھیں گھر میں دو بھینسیں تھیں ڈیوڑھی میں ایک نوکر تھا جب میں نے ہوش سنبھالا تو پانچ روپے مہینہ کی آمد اور پچاس روپے ماہانہ کا خرچ دیکھ کر حیران ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہے میں بھی ایک جگہ پانچ روپے ماہوار کا نوکر تھا اور حالت یہ تھی کہ اس رقم میں ہم دونوں ماں بیٹے بڑی تکلیف سے بسر کرتے تھے اور ہمیشہ ماموں جان کے دست نگر رہتے تھے آخر غور و تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ میرے ماموں کی آمدنی کے ذرائع تنخواہ کے علاوہ کچھ اور بھی تھے وہ خرید و فروخت میں کئی روپے کی رقم روزانہ کا نٹ چھانٹ کر حاصل کر لیتے تھے وہ بڑی صفائی سے چوری کرتے اور ان کے مالکوں کو ان کی دیانت پر ذرہ برابر شبہ کا موقع ملتا تھا۔

(۴)

ماموں کے متعلق یہ حالات معلوم کرکے میرے دل میں بھی بےایمانی کا جذبہ پیدا ہوا اور میں بیچ حصول زر کی تدابیر پر غور کرنے لگا لیکن بدقسمتی سے میری ملازمت مطلق زرخیز نہ تھی اور فتوحات کی تمام کوششیں بیکار تھیں آخر میں نے تہذیب اور غیر تہذیب چوری میں محض لفظی ہیر پھیر سمجھکر یہ فیصلہ کیا کہ اگر چالاکی اور ہوشمندی کے بغیر شخص سادگی کے ساتھ اگر کچھ رقم پا سکوں تو چرا لوں اس خیال کے بعد میں برابر تاک میں رہا اور آخر ایکدن بخت و اتفاق نے یاوری کی اور میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا اس دن میرا آقا کچھ گھبرایا ہوا تھا وہ اپنے بکس میں چابیاں لگا کر بھول گیا اس کے جانے کے بعد موقع پاکر میں نے بکس کا جائزہ لیا ایک خانہ میں اشرفیاں رکھی ہوئی تھیں ایک بڑا خانہ روپیوں سے بھرا ہوا تھا میں نے روپیوں کو ہاتھ نہیں لگایا لیکن اشرفیاں نکال کر اور ایک کاغذ میں لپیٹ کر مکان میں کسی مخفی جگہ رکھدیں اور صندوقچہ کو بدستور رہنے دیا شام کو جب میرا آقا واپس آیا اور اس نے کسی ضرورت سے صندوقچہ کھولا تو یہ راز فاش ہوا اور تفتیش شروع ہوئی گھر میں ایک قیامت برپا تھی مجھ سے بھی کافی باز پرس کی گئی پولیس بلائی گئی سب کچھ ہوا لیکن کچھ سراغ نہ چلا کہ اشرفیاں کیا ہوئیں آخر کار ساڑھے سات سو کی رقم مجھے ہضم ہو گئی چند روز کے بعد میں نے موجودہ ملازمت چھوڑ کر ایک بیگم کی ملازمت اختیار کی رفتہ رفتہ بیگم مجھپر بہت مہربان ہو گئیں اور مجھے دانشمندانہ چوریوں کے بہت سے مواقع حاصل ہوئے جن کی بنا پر چند سال میں ہزار ہا روپیہ میرے ہاتھ آ گیا کچھ دنوں کے بعد بیگم صاحبہ نے انتقال کیا ان کی بہو مجھپر کامل اعتماد رکھتی تھیں انہوں نے مخفی طور پر بیگم مرحومہ کا ایک صندوقچہ مجھے دیا کہ میں ان کے میکے پہنچا دوں میں یہ صندوقچہ اپنے گھر لایا اور اس کے تمام زیورات نکال کر خالی صندوقچہ مقفل کر کے پہنچا دیا صندوقچہ کے زیورات نے مجھے دنیوی فکر سے بالکل آزاد کر دیا ان کی قیمت پچاس ہزار سے زیادہ وصول ہوئی میں نے اپنے لئے ایک خوبصورت مکان تعمیر کرایا اور آرام سے زندگی بسر کرنے لگا۔

(۵)

روپیہ کی ایک بڑی مقدار ہاتھ آتے ہی میری دماغی حالت بدل گئی اب میں پہلے سے زیادہ عقلمند ہو گیا اور اب پہلے سے بڑھکر میری عقل اپنی پرواز دکھانے لگی تھی میں نے خیال کیا کہ روپے کی بڑی سے بڑی مقدار بھی اگر اسے ترقی دینے کی کوشش نہ کی جائے تو ایک دن ختم ہو سکتی ہے اس لئے میں نے سودی لین دین شروع کیا میں زیادہ تر ان لوگوں کو سودی روپے دیتا تھا جن سے روپیہ کی واپسی کی بہت کم امید ہوتی تھی اور اس طرح رفتہ رفتہ لوگوں کی جائدادیں منتقل ہوتی تھیں میری طرف منتقل ہونے لگیں آسائش و اطمینان کا اس قدر انتظام کر لینے کے بعد مجھے شادی بیاہ کا خیال پیدا ہوا جس کا عمل میں آنا کچھ دشوار نہ تھا ایک اکلوتی بیٹی ایک دولتمند باپ کی میرے نکاح میں آئی دس سال تک میری بیوی زندہ رہی اور اس سے تین لڑکے پیدا ہوئے چونکہ میں نے خود تعلیم حاصل نہیں کی تھی یا کسی خاص محنت یا جدوجہد کے بغیر میں دولتمند بن گیا تھا اس لئے میں نے اپنے بچوں کی تعلیم کا بھی جنداں خیال نہیں کیا لیکن یہ میری غلطی تھی میں سمجھتا تھا کہ ملازمت اور حصول زر ہی کے لئے تعلیم کی ضرورت ہے حالانکہ حصول زر سے بڑھکر دماغ اور کیرکٹر کی اصلاح کے لئے تعلیم ضروری ہے چنانچہ میری اس غفلت کا نتیجہ یہ ہوا کہ بچوں کے عادات و خصائل خراب ہو گئے اور جس حد تک وہ عمر کی منزل میں آگے بڑھتے گئے اسی حد تک ان کی اخلاقی حالت ناگفتہ بہ ہوتی ہو گئی بیوی کے انتقال کے بعد مجھے چنداں ضرورت نہ تھی کہ میں دوسری شادی کر دں لیکن اولاد کی نالائقی اور شب و روز طرح طرح کی تکالیف اور بدنظمی کا سامنا کرکے میں دوسری شادی پر مجبور ہوا دوسری شادی سے بھی کوئی خوشگوار نتیجہ برآمد نہیں ہوا شادی سے میں نے یہ فائدہ سوچا تھا کہ گھر بچوں کی دست برد سے محفوظ رہے گا اس مقصد میں بڑی حد تک کامیابی ہوئی لیکن بچوں سے جو کچھ بچ سکا وہ دوسری بیوی کے میکے کی طرف منتقل ہو گیا اور میں نے محسوس کیا کہ جس خیال سے میں نے غریب کنبہ سے رشتہ کیا تھا وہ غلط ثابت ہو رہا ہے، یہ پہلا موقع تھا کہ مجھے اپنی خوش نصیبی میں شبہ ناقع ہونے لگا۔

(۶)

اب میں کسی قدر ملول رہنے لگا کیونکہ کبھی کبھی اس زمانہ کا تصور میرے دل میں چٹکیاں لینے لگا جو میرے بعد آنے والا تھا میری جائداد لاکھوں روپے سے متجاوز تھی اور مجھے اطمینان نہ تھا کہ میری زندگی کے بعد وہ باقی رہے گی بہر حال دولت بڑھ رہی تھی عمر گھٹ رہی تھی اور میں اسی دہم کی کشمکش میں مبتلا زندگی بسر کر رہا تھا ایک دن میں کسی ضرورت سے اس گاؤں میں آیا ہوا تھا کھیتوں میں پھر رہا تھا کہ پاؤں پر ایک چھوٹا سا کیڑا آکر بیٹھا اور اڑ گیا کچھ سوزش سی معلوم ہوئی اور تھوڑی دیر میں ایک آبلہ نمودار ہوا ایک گھنٹہ میں پاؤں سوج گیا رفتہ رفتہ سارے بدن میں زہر پھیل گیا فوراً میرے گھر پر اطلاع دی گئی میں نقل و حرکت کے قابل نہ تھا اسلئے حکیموں اور ڈاکٹروں کو اسی جگہ مجتمع کیا گیا غیر معمولی کوشش ہوئی لیکن میری آنکھیں ایسی بند ہوئی تھیں کہ پھر نہ کھلیں اور میرے حواس ایسے رخصت ہوئے کہ پھر واپس نہ آئے آخر کار مجھپر وہ حالت طاری ہوئی جسے موت سے تعبیر کیا جاتا ہے اب میری روح اور میرا جسم دو علحدہ چیزیں تھیں میری روح کو میرے جسم سے اسی قدر تعلق تھا جس قدر ایک اتارے ہوئے لباس سے ہو سکتا ہے تاہم میری دلچسپیاں اس مادی قفس سے باقی تھیں جس میں عرصہ دراز تک میں محبوس و مقید رہا تھا اس حادثہ کے بعد سب کی صلاح ہوئی کہ مجھے اس میدان میں جو میری ذاتی ملکیت تھا دفن کر کے ایک جشن لگا دیا جائے چنانچہ مجھے اس جگہ سپرد خاک کر دیا گیا جہاں تم میری قبر دیکھتے ہو اور میرے اہل و عیال تین روز کے بعد گھر کو واپس ہو گئے ان کا خیال تھا کہ میں اس قبر میں سو رہا ہوں لیکن درحقیقت میری روح جو آج موج ہوا کی طرح آزاد تھی ان کے ہمراہ تھی دنیا کی کوئی بات مجھ سے پوشیدہ نہ تھی اور جسمانی کثافتوں کی وجہ سے جو حجابات میرے اور غیب کے درمیان حائل تھے وہ سب اٹھ چکے تھے میں جہاں چاہتا جا سکتا تھا لیکن مجھے سب سے زیادہ اپنے گھر سے دلچسپی تھی اور میں یہ معلوم کرنے کا بہت شائق تھا کہ میرے بعد میرے متعلقین اور ان کے ورثہ میں آنے والی دولت کا کیا حشر ہوتا ہے۔

(۷)

میرے بعد سب سے پہلا خطرناک واقعہ یہ پیش آیا کہ میری بیوی اور میرے بچوں کے درمیان شدید جنگ واقع ہوئی آخرکار بیوی نے مہر کا دعویٰ کیا اور اس کے بعد حق زوجیت کی درخواست کی اور ان دونوں صورتوں میں تقریباً نصف جائداد اس کے قبضہ میں آ گئی ان جھگڑوں اور مناقشوں کی وجہ سے میرے ایصال ثواب کی طرف کسی نے بھی توجہ نہیں کی اور اس بے توجہی سے مجھے جن شدائد و تکالیف میں مبتلا ہونا پڑا

طلسمات میں مقید ہیں بہر حال میری وابستگی بدستور قائم تھی اور میں اپنے گھر کے حالات کی دیکھ بھال میں مصروف رہتا تھا بیوی سے جس قدر جائداد بچی وہ بچوں میں تقسیم ہوگئی بدقسمتی سے ہر ایک لڑکا آوارہ اور بدچلن ثابت ہوا وہ جائداد جو کئی پشت کے لئے کافی تھی میری اولاد نے چند روز میں پانی کی طرح بہادی بالکل مفلس ہو جانے کے بعد فاقہ کشی کرنے لگے تو نوکری کی جستجو ہوئی چونکہ تعلیم یافتہ نہ تھے اس لئے کوئی معقول نوکری نہ مل سکتی تھی افلاس نے انہیں جرائم اور بددیانتی پر مجبور کیا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ میرا ایک نور چشم کالے پانی کی وحشت ناک سرزمین پر زندگی کے دن پورے کر رہا ہے ایک آگرہ کے سنٹرل جیل میں ہے ایک شہر میں ایک طوائف کے ہاں جلیس بھرنے کی خدمت پر مامور ہے مجھے دنیا بدترین الفاظ سے یاد کرتی ہے اگرچہ زمانہ دراز گذر چکا ہے لیکن میری بددیانتی کے افسانے ہنوز تازہ ہیں۔

(۸)

جب میری موت پر ایک سال گذر گیا تو مجھے دنیوی آزادیوں سے محروم کر دیا گیا اور اس برزخی زندان میں مقید کیا گیا جو بد اعمال روحوں کے لئے بنایا گیا ہے مجھے اس بند قید اور عذاب و تکلیف کی چنداں پرواہ نہ تھی لیکن ہیں اس بات سے جد ملول رہتا تھا کہ اپنے گھر کے حالات سے بیخبر تھا آخر میں نے ان فرشتوں سے جو میری اور دوسری روحوں پر مامور تھے نہایت لجاجت کے ساتھ عرض کیا کہ مجھے پردہ دنیا پر جانے کی اجازت تک جائے فرشتوں کو میری اس پر ندر درخواست پر رحم آیا اور انہوں نے بالادست ہستیوں سے اس شرط پر مجھے اجازت دلوائی کہ ایک صدی تک مجھ پر عذاب کی مقدار دگنی کر دی جائے گی۔ آہ میں اپنی بیوی کے ایکدفعہ دیکھنے کا اس قدر مشتاق ہو رہا تھا کہ میں نے اس شرط کو بڑی خوشی کے ساتھ قبول کر لیا دو فرشتے دائیں بائیں میرے ساتھ ہوئے اور میں عالم جذب و شوق میں اس برزخی زندان سے نکل کر پردہ دنیا کی طرف روانہ ہوا یہ شاید رات کے بارہ بجے کا وقت تھا میں بڑی تیک روی کے ساتھ اپنے مکان کی طرف بڑھا اور مجھے اس وقت تک چین نہ آیا جب تک میں اپنی خوابگاہ تک پہنچ نہ گیا میرا یہ خیال صحیح نکلا کہ میری بیوی نے محبت کی بنا پر اب تک اس کمرے میں اپنی بود و باش قائم رکھی ہوگی ہاں وہ اس کمرہ میں موجود تھی لیکن کس حالت ایک پُر تکلف پلنگ پر وہ محو راحت تھی اس کے پہلو میں ایک شخص تھا جس سے اس نے میرے بعد نکاح کر لیا تھا یہ کون شخص تھا میرا ایک جانی دشمن جس کے نام سے مجھے نفرت تھی اور جس نے مجھے تمام عمر مصائب و مشکلات میں مبتلا رکھا تھا میں یہ منظر دیکھ کر تاب نہ لاسکا اور الٹے پاؤں برزخی میدان کی طرف روانہ ہوا اور میں اے فانی دوست تم سے سچ کہتا ہوں کہ اس نظارہ سے مجھے جو تکلیف پہنچی اس کے مقابلہ میں وہ عذاب ہیچ ہے جو عرصہ دراز سے مجھ پر جاری ہے

کام شروع کرنے سے پہلے انجام معلوم کرو

ہر کام شروع کرنے سے پہلے مسنون طریقہ یہ ہے کہ استخارہ کر لیا جائے اگر اس کام کا انجام اچھا ہو تو اسے شروع کیا جائے ورنہ ترک کر دیا جائے بزرگان دین نے محض اس خیال سے کہ مسلمان نجومیوں رمالوں اور کاہنوں کے پھندے میں پھنس کر اپنے ایمان کو خراب نہ کریں ایسے ایسے صحیح فالنامے لکھے ہیں کہ جن سے ہر کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے ان بزرگوں میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی جو بڑے پایہ کے صوفی عالم گذرے ہیں انہوں نے ایک فالنامہ بنام استخارہ قرآنیہ عربی میں لکھا تھا جس سے ہر کام کا انجام قرآن مجید کی آیت سے معلوم ہو سکتا ہے ہم نے اس کا ترجمہ کر کے اس کے ساتھ قرعۃ الانبیاء یعنی فالنامہ پیغمبران اور فالنامہ اولیائے کرام فالنامہ حضرت غوث الاعظم فالنامہ دیوان حافظ و دیگر فالنامے ایسی اعلیٰ اور مستند شامل کر دیئے ہیں یہ فالنامے ایسے صحیح ہیں کہ ان سے ہر ایک کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے اس فالنامہ کا نام **فالنامہ ناصری** ہے ہماری دعویٰ ہے کہ ایسی اعلیٰ اور مستند فالناموں کی کتاب اس سے پیشتر شائع نہیں ہوئی لکھائی چھپائی کاغذ اعلیٰ ٹائٹل رنگین قیمت ۸؍ **حمیدیہ پریس دہلی** سے منگائیے

زنانہ بستہ

جس کو ہر لڑکی پانچ سال کی عمر سے پچیس سال کی عمر تک پڑھے اور اس کے مضامین پر عمل کرلے تو تمام عمر عیش و آرام سے زندگی گذار سکتی ہے یہ دس علمی پھولوں کا گجرا ہے جسکو گلدستہ بہار زندگی ہی کہتے ہیں اس میں بچوں اور بڑی لڑکیوں کے پڑھنے کے ایسے ایسے عمدہ قاعدے بتائے گئے ہیں کہ الف بے تے سے لیکر اردو فارسی پڑھنا اور قرآن شریف پڑھنا بہت جلد سیکھ جاتی ہیں، شادی بیاہ تک، تمام قاعدے جہیز کی تیاری ساس نندوں کے برتاؤ بتائے گئے ہیں اب یہ حسن مرتبہ بڑی تقطیع پر شائع ہوا ہے کتابیں یہ ہیں (۱) بسم اللہ کی کتاب (۲) کہانیوں کی کتاب (۳) کپڑوں کی کتاب (۴) لکھنے کی کتاب (۵) سنگار کی کتاب (۶) کھانا پکانے کی کتاب (۷) تندرستی کی کتاب (۸) تہذیب کی کتاب (۹) پردے کی کتاب (۱۰) دلہن کا اصلی جہیز جو کتاب جس مضمون پر لکھی گئی ہے اسکو مکمل کر دیا گیا ہے اپنی بچی کو ضرور اس کی تعلیم دیجئے تاکہ وہ گھرداری کے تمام کام مثلاً کھانا پکانا سینا پرونا اور لکھنے پڑھنے کے متعلق پوری واقفیت حاصل کرلیں۔ قیمت مجموعہ مجلد ایک روپیہ

ملنے کا پتہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

ساوتری

ایک ہندو خاندان کا تبلیغی مقاصد کیلئے بہترین فسانہ

جس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ ایک اجودھیا کا ہندو خاندان اسلام کی حقانیت سے متاثر ہوکر کس طرح مسلمان ہوگیا اور کفر و شرک کے مقابلہ میں ایک نومسلم خاتون نے کس طرح ہزاروں مصیبتیں برداشت کیں اور باوجود دیکھ لینے سے واسطے جانے کے آخر وقت تک مسلمان رہی یہ افسانہ تمام ہندوستان میں مقبول ہو چکا ہے اور معاصر معارف اعظم گڑھ اور الجمعیۃ دہلی نے خاص طور پر اچھی تنقیدیں لکھی ہیں ان اہل خیر حضرات کے لئے جو اس افسانہ کو تبلیغ کے مقاصد کیلئے منگانا چاہتے ہیں اور ایک بڑی تعداد نا واقف مسلمانوں میں مفت تقسیم کر کے ثواب دارین حاصل کرنے کے متمنی ہیں ان کے لئے مخصوص رعایت کا اعلان کیا جاتا ہے ان کو ساوتری کی ۵۰ جلدیں ۴؍ فی جلد کمیشن کے حساب سے دی جائیں گی صاحب ثروت مسلمانوں کو جلد توجہ کرنی چاہیئے ایک جلد کے خریدار کے لئے قیمت ۸؍ محصول ۵؍

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

اس محسن اعظم، اس کارساز حقیقی اس سب سے بڑی شان والے رب قدیر کی کارسازیاں اور بندہ نوازیاں دیکھتا ہوں اور سوچتا ہوں کہ مولا اپنا کام لینے کے لیئے کچھ نہیں دیکھتے کہ کون ہے یا کیا ہے، میں اپنی ہی طرف نظر ڈالتا ہوں تو حیرت ہوجاتی ہے، کہ ایک ایسی ادنیٰ تر ہستی سے کیا کام لیا ہے اور مولوی کو کیا شہرت بخشی ہے کہ ہندوستان کا چپہ چپہ مولوی سے آشنا ہوگیا، اور پورے اس برِ اعظم میں ایک بھی ماہوار پرچہ اتنی اشاعت کا نہیں ہے، یہ تو کام ہے، اور کاریگر کو دیکھئے، تو ایک کندۂ ناتراش، ایک مزدور محض جس نے برسوں ایسی زندگی بسر کی جب کہ اس کا کوئی نگراں کار ہی نہ تھا، اور جس نے ایام گذاری کے لیئے پریس کی ادنیٰ ترین ملازمت سے اس لائن میں قدم رکھا، اور کوئی بھی اس سلسلہ کی مزدوری ایسی نہ تھی جو اپنے ہاتھ سے نہ کی ہو، خدا داماری صاحب قبلہ تاحیات فائز المرام رکھے جنہوں نے اپنی شفقت سے میری تربیت کی اور میں بہیں سے خوشنویس اور پھر منتظم پریس، پھر مالک پریس اور اس کے بعد ہندوستان کے سب سے بڑے پرچے کا مہتمم و مالک ہوگیا،

میں سنتا ہوں کہ بڑے بڑے پرانے کام کرنے والے جن کی مستقل شہرت ہے اور جو دائمی ترقی کے اہل ہیں مجھ سے مشورہ کرتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ مولوی کی اتنی اشاعت کیونکر ہوگئی، میں جانتا ہوں تو بتاؤں، جب فقط مولا کا نوازنا ہی ٹھہرا تو اس کے لیئے دلیل کیا، جو اسباب کے قائل ہیں وہ یہ سمجھ لیں کہ مولوی کے ناظرین کو خدا نے وہ جوش عمل دیا ہے کہ وہ سب کچھ کردیتے ہیں، اور سہرا بندھتا ہے خواہ مخواہ مجھ جیسے فرد مایہ کے سر اور بھائی واقعہ تو یہ ہے کہ مولوی کے ناظرین تو پھر اس کے حمد اس کے معاون ہیں اور دیکھ ہی رہے ہیں کہ جتنا گڑ ڈالتے جاتے ہیں اتنا ہی میٹھا ہوتا جاتا ہے، انکی اعانت تو ان کے ذوق کے ساتھ ہے لیکن مولائی کریمی کا اندازہ ہوتا ہے جب "عدو شرو سبب خیر" دیکھتا ہوں بس یہی کہنا پڑتا ہے کہ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

روداد ماہ گذشتہ

ساری دنیا بے چین ہے، حکومت تک دیوالیہ ہے مولوی بے چارہ قرضدار ہوجائے تو تعجب ہی کیا ہے۔ گھر گھر ہی پریشانی ہے، جانتا ہوں کہ مولوی کے ہزار ہا ناظرین بھی اس عالمگیر ابتلاء سے متاثر ہونگے، لیکن ضروریات بہرحال پوری کرنی ہی پڑتی ہیں، دنیا کے ساتھ دینی ضرورت بھی پیش نظر رکھئے، اور عزم صمیم کرلیجئے کہ مولوی اور اپنی حیات تک اس کو اپنے سے وابستہ رکھیں گے بڑا ہی قلق ہوتا ہے جب کوئی بھائی مولوی سے علیحدگی اختیار کرلیتے ہیں، خدا معلوم ان کے مطالعہ میں جب سلسلہ مضامین منقطع ہوتا ہے تو وہ اسے کیوں محسوس نہیں کرتے،

جدید خریداروں کی فراہمی

کے لیئے ضرور اب دشواریاں لاحق ہونگی، کیونکہ موجودہ پریشانیوں کے سلسلہ میں ترغیب خریداری کے لیئے زیادہ محنت کرنی پڑے گی، اس لیئے زیادہ توجہ سے کام لیجئے اور زیادہ محنت کیجئے آج کل کچھ مطمئن طبقہ ملازمت پیشہ بھائیوں کا ہے ان کو خاص طور سے توجہ کرنی چاہئے اس مہینے میں میں نے تقریباً دو سو بھائیوں کو قلمی خط بہت خصوصیت سے روانہ کیئے ہیں اور بہت ہی توقع کے ساتھ ان کی کوشش کا خواہاں ہوا ہوں خدا کرے کہ ان کی کامیابی کی تمام دشواریاں مٹ جائیں، ساڑھے پندرہ ہزار خریدار بہت ہوتے ہیں، بشرطیکہ وہ مستقل رہ جائیں تو پھر کسی اپیل کی ضرورت نہیں رہے لیکن ہمارے تقریباً نصف بھائی ہر سال سلسلہ اعانت منقطع کردیتے ہیں، اور صاحب خیر دوسرے بھائی اپنی محنت سے اس گڑھے کو بھر دیتے ہیں، اور یہی وجہ ہے کہ ہر مہینے جدید خریداروں کے لیئے بلکنا پڑتا ہے

ماہ رسول

یہ مہینہ رسول کریم کا مہینہ ہے، یہ مہینہ ہی خیر و سعادت کا گنجینہ ہے اور شیدایان رسول اس مہینے میں بہت خیرات کرتے ہیں، آپ کی خیرات اس مہینے میں سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ آپ زیادہ سے زیادہ مولوی کے خریدار فراہم کریں، کیونکہ تبلیغ اسلام سب سے بڑی خیرات ہے، اور مولوی کا خریدار بنا دینا گویا اوامر و نواہی اسلام کا دوسرے بھائی تک پہنچانا ہے اور یہی تبلیغ دین ہے، اور اس کا اجر خدا کے نزدیک بہت بلند ہے،

قرآن شریف

اس مہینے میں لوگ اکثر منگاتے ہیں اس لیئے کہ قرآن شریف خصوصاً مترجم قرآن شریف کی تفہیم بھی تبلیغ اسلام کا اہم جزو ہے، بلکہ اصلی تبلیغ ہے اس کا اجر بھی خدا ہی جانتا ہے کہ کتنا عظیم ہے مولوی کے دفتر میں سب قسم کے قرآن شریف موجود ہیں جیسا کہ اشتہارات سے معلوم ہوگا، اس لیئے مترجم قرآن شریف منگا کر پڑھیئے اور لوگوں کو پڑھنے کے لیئے دیجئے مگر صرف مولوی کے دفتر سے منگانے میں دوہرا ثواب ہے اعانت تبلیغ اسلام بھی اور اعانت تبلیغ قرآن بھی، اور جب قیمت بھی مولوی کے دفتر میں سب سے ارزان ہو تو پھر کسی اور طرف توجہ کرنا اور کہیں سے منگانا قطعی غلط ہے،

اب ذرا ان بھائیوں سے بھی مل لیجئے

آپ جانتے ہیں یہ کون ہیں، یہ وہ ہیں جو اسلام کے فداکار ہیں، یہ وہ ہیں جو ہر صدائے اسلام پر لبیک کہتے ہیں، یہ وہ ہیں جو اپنی ضروریات دنیوی کے ساتھ ضروریات دینی کو محسوس کرتے ہیں، یہ وہ ہیں جو احکام اسلام دوسرے بھائیوں تک پہنچاتے ہیں یہ وہ ہیں جو سرکار رسالت کا پیام مسلمانوں کو دیتے ہیں، یہ وہ ہیں جو اولیائے کرام کے مقدس مقالات سے دوسروں کو بہرہ اندوز کرتے ہیں، یہ وہ ہیں جو مسلمانوں کو صحیح ملکی و سیاسی تعلیم دیتے ہیں یعنی یہ وہ ہیں جو ہر وقت مولوی کی ترقی اشاعت میں کوشاں، اور اس کی اعانت میں مصروف ہیں، فجزاھم اللہ احسن الجزا۔ اللھم حقق مرادھم بالخیر، اللھم نور قلوبھم بنور معرفتک ومحبتک ابدا اللھم اجرھم من خزی الدنیا وعذاب الآخرۃ۔ ربنا تقبل منی انک سمیع الدعا۔

نام معاونین	تعداد	نام معاونین	تعداد
جناب محمد یعقوب بیگ صاحب بھیکی	۳	جناب محمد بشیر صاحب احمد پور	۲
" شبیر احمد صاحب دلدار نگر	۳	" منشی محمد ابراہیم صاحب لشکر	۲
" محمد عظمت اللہ صاحب لگنڈہ	۳	" منشی ابراہیم صاحب کورچکلہ	۲
" محمد عبدالغنی صاحب جک منگلور	۱	" ابراہیم یوسف بردچہ صاحب لمین	۲
" ظفرالدین احمد صاحب بستی ستھو	۱	" سید امداد علی صاحب جالا پور گوالیار	۱
" محمد نصیر صاحب فتحپور	۱	" صدر دفتر اسلامیہ گھگی خیل	۱
" نثار احمد صاحب حسام پور	۱	" ایف، سی، حکیم صاحب احمد آباد	۲
" ایم محمد رفیق صاحب خوشاب	۱	" محمد یار خاں صاحب محمود آباد	۱
" صوفی تصدق حسین صاحب بلدوانی	۲	" رحیم اللہ صاحب حیدرآباد دکن	۱
" چودہری اشتیاق احمد صاحب دہلی	۲	" محمد ابراہیم صاحب بستی پور	۳
" عبدالمجید صاحب حیدرآباد	۴	" محمد شفیع صاحب بمبئی نمبر ۸	۲

اسمار معاونین	تعداد	اسمار معاونین	تعداد	اسمار معاونین	تعداد	اسمار معاونین	تعداد
جناب سید ابراہیم صاحب بمبئی	۱	چودھری رحمت علی صاحب ڈپٹی کلکٹر	۱	جناب عثمان صاحب صحرادار	۲	جناب حامد علی صاحب سلیکشن ہیڈ کلاسکنج	۲
" عبدالرحمن صاحب بھٹن کوٹ	۲	جناب احتشام احمد صاحب اسد سیلو	۲	" میر مقبول علی صاحب بانکلہ	۱	" کفایت حسین صاحب پورنیہ	۲
" عبدالکریم صاحب چوہٹہ	۲	" شیخ احمد شیخ حسن صاحب قرقرے	۱	" سید خونذیر صاحب حیدرآباد	۱	" سراج الدین صاحب الہ آباد	۱
" محمد قدیر صاحب طالبعلم حیدرآباد	۸	" ایم تراب علی صاحب حیدرآباد دکن	۱	" ایم محمد حسین صاحب زمیندار شادیوال	۲	" سید اسماعیل صاحب ڈسکہ	۱
" ایم جی ایم اینڈ سنز کوئمبٹور	۲	" عبدالستار صاحب منڈی میسور	۱	" گل محمد محمد یوسف صاحب اورنگ آباد	۴	" مولوی نذیر احمد صاحب جودھپور	۲
" محمد منصور صاحب رسال پور	۱	" عبدالوحید صاحب بمبئی نمبر ۹	۲	" محمد خواجہ صاحب حیدرآباد دکن	۲	" حوالدار سیلان خان صاحب باندی کوئی	۲
" ایم عبدالرحمن ایوب صاحب سردار شہر	۳	" منیر الحسن صاحب گوالیار	۱	" محمد عبدالخالق صاحب گندربل	۳	" محمود علی صاحب پٹواری راویر	۲
" عبدالشکور صاحب رائے پور سی پی	۵	" محمد اطاعت علی صاحب بھاجپور	۳	" شاہ علی صاحب قادری نقل نویس	۲	" سمیع اللہ صاحب جاورہ	۴
" معلم محمد خلیل صاحب وانیاڑی	۲	" عبدالرحمن صاحب ڈیرہ اسماعیل خان	۲	" محمد رضا صاحب محرر پولیس لائن انڈ	۲	" محمد غوث صاحب اور سیر بالچور	۳
" محمد اسلم صاحب راولپنڈی	۱	" عبدالغفار صاحب میاں چنوں	۱	" علاء حسین صاحب چھاؤنی سیالکوٹ	۲	" محمد حسین صاحب بنگہ جالندھر	۲
" انتصار اللہ خاں صاحب لکھنؤ	۱	" مولوی بابو شہاب خان صاحب سوپور	۷	" جناب محمد اصغر صاحب قریشی پنج پیر	۸	" صادق علی صاحب حک تراش	۱
" جناب مظہر احمد صاحب پورن پور	۳	" قاضی عبدالمجید صاحب راولپنڈی	۳	" شجاعت حسین صاحب اکبرآبادی	۳	" محمد بیت صاحب اسسٹنٹ ویٹنری اسسٹنٹ	۲
" ایم عبدالرحیم صاحب چیتور	۱	" ایم اقبال حسین صاحب فردوسی	۱	" چودھری سید محمد یاسین صاحب باغ	۲	" سید محی الدین صاحب گملہ رانچی	۳
" شجاع الدین صاحب کوٹہ اسٹیٹ	۲	" سید عزیز احمد صاحب سید پور ناز	۳	" خان بہادر شیخ مہدی حسن صاحب فیض آباد	۴	" شیر دل خان صاحب گنجولی	۱
" ابوالبشیر عبدالقیوم صاحب ڈل نادون	۳	" عبدالصمد صاحب پٹنہ	۳	" مولوی نجم الدین صاحب وکیل ترولی	۶	" مولوی عبدالاحد صاحب گندربل	۱
" مولوی نورحسن صاحب جاجپور	۱	" ایم آئی سعید صاحب حیدرآباد	۲	" مسعود الزماں خانصاحب جوناگڑھ	۴	" محمد حسین صاحب انصاری خلیل نگر	۱
" حکیم عبدالنور صاحب نگر نوشہرہ	۳	" شاہ عبدالعزیز صاحب سکندرآباد	۳	" حاجی کریم، کریم بخش صاحب رزک	۲	" محمد عباس خان صاحب پونچھ	۲
" مولوی نذیر الحق صاحب چک نمبر ۳۵	۳	" کفایت اللہ صاحب انگول	۱	" مقبول احمد صاحب ہیڈ ماسٹر ملین	۳	" محمد حنیف صاحب ٹاٹانگر	۴
" عبدالعزیز رضوان اللہ صاحب احمد آباد	۱۰	" سید امین الدین صاحب ہیڈ ماسٹر	۷	" برکت علی صاحب شہر سیالکوٹ	۴	" دین محمد صاحب پشاور شہر	۲
" عبدالحکیم صاحب اعوان سرگودہ	۱	" شیخ غلام محی الدین صاحب منڈ دارہ	۸	" محمد ابراہیم صاحب ہزاروی ماہی کنڈ	۲	" عبدالعزیز صاحب دھول پور	۲
" خواجہ حمید اللہ صاحب بنارس	۵	" عبدالرب صاحب تحصیلدار ایل ۱۲	۲	" محمد ذکی صاحب ٹاٹانگر	۳	" ایم ایم عبدالحمید صاحب ہتر	۱
" محمد فاروق صاحب سیونی	۱	" رشید الرحمن صاحب کوئٹہ	۳	" ایم غلام حسین صاحب میسور	۲	" مولوی اکبر حسین صاحب جالنہ	۱
" محمد سلیم صاحب مبلیا باغ جبل پور	۲	" ایم قمرالحق صاحب سرانڈی	۳	" محمد امین صاحب دوسوجیہ ساگری	۱	" شیخ چاند صاحب ایجنٹ سکندرآباد	۸
منشی غلام رسول صاحب نظام الدین منکاک	۲	" ملا عظیم الدین صاحب جبوین ڈاہیل	۳	" مولوی ضیاء الحق صاحب وکیل جھنگ	۱۰	" حافظ رحیم بخش صاحب سیہور	۲
" عبدالرزاق صاحب تاجر پارچہ مدن پلی	۱	" حاجی محمد ابراہیم صاحب جوناگڑھ	۳	" مولوی شمیم حیدر صاحب بھوپال	۲	" رحیم بخش صاحب ٹھیکہ دار کانا	۴
" ڈاکٹر محراب خان صاحب دلکشا لکھنؤ	۲۰	" خواجہ خان جیداگر گوہن	۱	" محمد اسماعیل خان صاحب ریوان	۲	" محمد امیر علی صاحب سیلدار	۲
" غلام حسین صاحب پوٹین سیالکوٹ	۱	" عبدالکریم صاحب پٹواری گھریالی	۱	" عبدالکریم صاحب محبوب نگر	۱	" سید محمد حسن صاحب جائس	۲
" خواجہ عبدالرحمن صاحب سوداگر نادور	۵	محمد حسین خانصاحب وکیل اجمیر	۱	" قاضی محبوب شاہ صاحب پترول	۱	" ایم عبدالعزیز صاحب کالا باغ	۳
" اے ایم ملک صاحب نسوانی دھارواڑ	۳	" سید محمود حسن صاحب کلکری ہمیرپور	۱	" ایس آر یتی صاحب تھاہون برما	۱	" عبدالوہاب محمد سلطان صاحب مظفرپور	۳
" عبدالرحمن صاحب جنگ پہ	۳	" عبدالصمد صاحب بردوان	۱	" محمد خان صاحب اجمیر	۱	" محمد اسحاق صاحب ہاوڑہ	۵
" محمد عبداللہ خاں صاحب جھن جھنو	۲	" سید عظیم الدین صاحب بڑودہ	۲	" محمد بشیر صاحب چشتی عبداللہ پور	۱	" اللہ داد صاحب لاہور	۲
" محمد بشیر صاحب سب انسپکٹر پونچھ	۲	" سید سردار شاہ صاحب صلحدار مجیب	۱	" شیخ سعد اسد صاحب تلی جیری	۱	" قاضی سید حفیظ الدین صاحب ناڑ	۲
" امیراللہ صاحب کیمنی	۲	" عبدالعزیز صاحب اکولہ	۱	" محمد اسحاق صاحب انصاری جونپور	۱	" سید عبدالغفور صاحب منزل کنشہ	۲
" عبدالعزیز صاحب کوٹ ملتانیہ	۲	" فضل احمد صاحب پنڈدادنخان	۱	" محمد سعید خان صاحب سیہور	۲	" محمد عمر صاحب لکھنؤ	۲
عبدالحی صاحب تارہ زو	۲	" مولوی ریاست علی صاحب کیمبری	۴	" قیس محمد خان صاحب گارڈ کالا باغ	۲	" آل حسن صاحب فتح پور	۲
" کے عبدالرحیم صاحب موڈیگرہ	۲	" میرزا صدیق بیگ صاحب پٹنی	۴	" عبدالحلیم صاحب منگلاد	۱	" جناب حبیب اللہ صاحب جہو	۳
مولوی جمال الدین برنیڈ	۱	" ابراہیم یوسف صاحب ہولین دوا	۲	" نوش علی خان صاحب جون پور	۳	" شاہ رشید احمد صاحب	۲
" نظیر الدین صاحب تمیل میبا	۱	" غلام محی الدین صاحب حیدرآباد	۲	" محمد ذکی مہسا صاحب بنگلور	۴	باقی: ۸۰ خریداروں کے نام درج ہوئے	

اکیاون خوبیوں والے قران کا ۵ ۱ ۴۲ کچھ کم ایک صفحہ قیمت فی جلد مجلد چرمی چار روپے محصول ڈاک ایک روپیہ کل صہ
ترجمہ اول مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی ترجمہ دوم حضرت مولانا مولوی اشرف علی صاحب حاشیہ مخلص از بیان القران
یہ وہی قران شریف ہے جس کا بار ہا اشتہار آپ نے پڑھا ہے ملنے کا پتہ
حمیدیہ پریس دہلی

وَمَن يَقْنُتْ

الجزء الثانی والعشرون ۲۲

سورۃ الاحزاب

تفسیر صفحہ ھذا

ومن یقنت منکن للہ ورسولہ اس آیت شریفہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کو خطاب فرمایا گیا ہے کہ تمہاری عزت وعظمت اللہ کے نزدیک اور مستورات مومنین سے زیادہ ہے تمہیں بھی اسی قدر باعزوقار رہنا چاہیے کلام میں نرمی ہونے کے یہ معنی ہیں کہ وقار وعظمت اور تمکنت اور رعب باتوں میں ہو اور جب منہ سے بات نکلے تو معقول بات نبی کی عظمت اور وقار قائم کرنے کے لیے نکلے اور یہ بھی ضرور ہے کہ مثل زمانہ جاہلیت کے باہر نہ پھرو بلکہ اپنے گھروں میں بیٹھی رہو تاکہ تمہاری شان میں کہ تم امہات المومنین ہو کچھ فرق نہ آئے زکوۃ دو نماز پڑھو اور اللہ ورسول کی اطاعت کرو تمہارے لیے یہی بس ہے، خداوند کریم کی یہی مرضی ہے کہ زمانہ جاہلیت کی جتنی عادتیں جو درحقیقت ناپاک ہیں تم میں سے جاتی رہیں اور جو کچھ ہم نے بتایا ہے اگر اس پر تم عمل پیرا ہو گی تو تمہیں کیسی بزرگی اور تقدس حاصل ہوتا ہے تمہیں جو خداوند تعالیٰ نے دیا ہے اوروں کو کب نصیب ہے تمہارے ہی گھروں میں ہماری روشن آیتیں پڑھی جاتی ہیں، پھر تم ہی خیال کرو کہ تم سے بہتر اور کون ہو سکتا ہے بعض علما تحریر فرماتے ہیں، کہ اس آیت میں علت اس تضعیف اجر اور اسی طرح عذاب کی جو اس کے قبل ارشاد ہے شرف زوجیت نبی کریم ہے، کیونکہ اہل خصوصیت کا عصیان بھی اوروں کے عصیان سے اشد ہوتا ہے، اسی طرح انکی اطاعت بھی اوروں کی اطاعت سے زیادہ بڑھی ہوئی ہوتی ہے، پس وعدہ اور وعید دونوں میں وہ دوسروں سے ممتاز ہیں اور حضور کا سقام کلام میں یہ کہنا ممکن ہے کہ حضرت امہات المومنین کی خدمت واطاعت کا صدور حضور کے قلب کے لیے باعث راحت ہوتا تھا ۱۲ منہ

وَمَن يَقْنُتْ

اور جو کوئی فرمانبرداری کرے

اور جو کوئی تم میں اللہ کی

مِنكُنَّ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَتَعْمَلْ صَالِحًا

تم میں سے واسطے اللہ کے اور رسول اس کے کے اور عمل کرے اچھے

اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گی اور نیک کام کرے گی

نُّؤْتِهَا أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَأَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيمًا ۝

دیوینگے ہم ثواب اس کا دوبار اور تیار کیا ہم نے واسطے اس کے رزق اچھا

تو ہم اس کو اس کا ثواب دوہرا دیں گے، اور ہم نے اس کے لیے ایک عمدہ روزی طیار کر رکھی ہے

يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ ۚ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ

اے بی بیو نبی کی نہیں تم مانند ہر ایک کے عورتوں سے اگر پرہیزگاری کرو تم

اے نبی کی بیبیوں تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم تقوی اختیار کرو، تو تم

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَ

پس مت نرمی کرو بات میں پس طمع کرے وہ شخص کہ بیچ دل اس کے کے بیماری ہے اور

(نامحرم مرد سے بولنے میں (جب کہ بضرورت بولنا پڑے) نزاکت مت کرو اس سے، (ایسے شخص کو طبعاً) خیال (فاسد پیدا) ہونے لگتا ہے جس کے

قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۝ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ

اور کہو بات سیدھی اور اٹکی رہو بیچ گھروں اپنے کے اور مت بناؤ کرو بناؤ

قلب میں خرابی ہے اور قاعدہ عفت کے موافق بات کہو اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم زمانہ جاہلیت کے

الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ ۖ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَ

جاہلیت پہلی کا اور قایم کیا کرو نماز کو اور دیا کرو زکوٰۃ کو اور

دستور کے موافق مت پھرو اور تم نمازوں کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور

أَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ

فرمانبرداری کرو اللہ کی اور رسول اسکے کی سوائے اس کے نہیں کہ ارادہ کرتا ہے اللہ تو کہ دور کرے

اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانو، تو اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ اے گھر والو تم سے آلودگی کو دور رکھے

ہر شخص حیرت میں ہے کہ عمدہ مترجم اور مجلد مشتہ حمائلی قرآن کیونکر مل سکتا ہے

ادر ترجمہ بھی مولوی اشرف علی صاحب کا تفسیر بھی بیان القرآن کی، کاغذ بھی سفید اور گلیزڈ اور ابتدا میں ایک بسیط مقدمہ بھی ہو

دیکھا نہ سنا

یہ سب حمیدیہ پریس دہلی کا مفید کارنامہ ہے

اس عالمگیر کساد بازاری اور بے روزگاری میں جبکہ ہزاروں بھائی قوت لایموت کے ساتھ دین کا دامن بھی تھامے ہوئے ہیں، با ترجمہ قرآن شریف کے خواہاں تھے لیکن زیادہ قیمتوں کی بنا پر مجبوراً خرید نہ سکتے تھے **حمیدیہ پریس دہلی ہی کی اولیت** ہے کہ اس نے ایسا قرآن شریف ناظرین کے سامنے پیش کر دیا جو ترجمہ والا بھی ہو اور سستا بھی، ترجمہ بھی مولوی اشرف علی صاحب کا ہو اور تفسیر بھی بیان القرآن مولوی اشرف علی صاحب سے ماخوذ، تقطیع بھی کلاں ہو، غرضکہ تمام وہ سامان ہو جس کا ایک مسلمان والہ و خواہاں ہو سکتا ہے، اور لطف یہ کہ ابتدا میں **ایک بسیط مقدمہ** بھی ہے جس میں قرآن شریف کے متعلق مزید ضروریات کا حل ہو، اور مجلد بھی کپڑے کا ہو،

تیار ہے۔ اور اس کا نام ۲۸ خوبیوں والا یا غریبوں کا مترجم قرآن ہے صد ہا روز جا رہا ہے

اور حسب ذیل ۲۸ خوبیاں ہیں (۱) تعداد سورہ ہائے قرآن شریف و ترتیب نزول و ترتیب تلاوت (۲) تلاوت قرآن شریف اور دوسری عبادتوں کا موازنہ اور تلاوت مع ترجمہ کی ترغیب (۳) قرآن شریف کا نزول کیونکر ہوا، اور جبرئیل کیونکر آیات قرآنی لاتے تھے۔ احادیث صحیحہ سے اقتباس ہے (۴) ترتیب نزول اور ترتیب تلاوت میں فرق کیوں ہے (۵) تعلیم قرآنی کے فوائد اور اس کے اثرات و برکات (۶) تلاوت قرآن کا ثواب بصورت مختلفہ، مثلاً نماز میں تراویح میں، مسجد میں، دن رات دن میں وغیرہ (۷) تلاوت کے آداب (۸) قرآن شریف کی فضیلت دوسری کتب سماوی پر (۹) اعوذ باللہ کے فضائل اور ان کے اعمال (۱۰) بیان فضائل سورۂ فاتحہ (۱۱) بیان فضائل سورۂ بقر (۱۲) فضائل سورۂ انعام مع قبولیت (۱۳) بیان آیۃ الکرسی مع فضائل و اعمال (۱۴) سورۂ کہف اور اس کی آیات کا اثر مع قصہ اصحاب کہف (۱۵) سورۂ یاسین کے فضائل و اعمال (۱۶) فضیلت سورۂ فتح اور اس کے اعمال (۱۸) فضیلت سورۂ ملک اور اس کے اعمال (۱۹) فضائل سورۂ اخلاص مع اعمال (۲۰) فضائل سورۂ واقعہ مع اعمال، رفع گرانی و باران رحمت (۲۱) سورۂ عم سیپارہ کے خواص اور دفع بلیات کے اعمال (۲۲) فضائل معوذتین (۲۳) رسول کریم کی زیارت خواب میں ہو سکتی ہے، بہت تھوڑی سی محنت کے بعد اور فضائل درود شریف (۲۵) رموز اوقات (۲۶) سوانح عمری رسول کریم (۲۷) فہرست ترتیب سورہ و آیات (۲۸) دعائے ختم القرآن مع فضائل **ضخامت ۱۰۴۰ صفحے** مع مقدمہ

کاغذ سفید دبیز، ولایتی ساخت **چھپائی** خوب روشن سیاہ **مجلد** جزو بستہ **کتابت** وغیرہ کا ایک سرسری اندازہ اس نمونہ سے کر لیجئے **ہدیہ مجلد ڈیڑھ روپیہ** محصولڈاک اب بڑھ گیا ہے اس لئے ۱۵ار کل عا میں جہاں چاہے منگالیجئے، **ایک منگایئے یا سو** رعایت مطلق نہیں، ریل کے ذریعہ کم از کم چار قرآن شریف منگائیے ورنہ کوئی خاص فائدہ نہ ہوگا، ریل کے ذریعہ منگانے والے پیشگی قیمت بھیجیں ورنہ تعمیل نہ ہوگی، یہ بھی نوٹ کر لیجئے کہ ہر اس پارسل پر جو ریل کے ذریعہ منگایا جائے ۱۲ار تو بیان ہی خرچ ہو جاتے ہیں، اب کی مرتبہ جلد ہی سے ہی طلب فرمایئے، کیونکہ رسالہ مولوی کے تمام نقصانات کی تلافی بہت ہی اعلیٰ درجہ کی خاص طور سے ہوائی ہے۔ اور اسلامی احکام کی تبلیغ قرآن شریف کی ہی آمدنی سے ہوتی ہے۔

منیجر رسالہ مولوی کوچہ چیلان دہلی

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ

وہ پاک ذات ہے جو اپنے بندے کو شب کے وقت مسجد حرام سے مسجد

الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ

اقصیٰ تک جس کے گردا گرد ہم نے برکتیں کر رکھی ہیں لے گیا تاکہ ہم ان کو اپنے کچھ عجائبات قدرت دکھلا دیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ بڑے

وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَجَعَلْنٰہُ ھُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا

سننے والے بڑے دیکھنے والے ہیں۔ اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور ہم نے اسے بنی اسرائیل کے لئے ہدایت بنایا۔ کہ تم میرے سوا کوئی کارساز

مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا ذُرِّیَّۃَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ اِنَّہٗ کَانَ عَبْدًا

قرار دو۔ اے ان لوگوں کی نسل جنکو ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا۔ بے شک وہ

دو ترجمہ والا خوشنما پارہ سورہ معہ اوراد وغیرہ

ترجمہ اول زیر متن حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دوم از حکیم الامۃ

حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب مدظلہ، ذاکر اللہ والوں کو اور ایسے مصروف کاروباری آدمیوں کے لیے جن کو وقت کم ملتا ہے یہ پارہ سورہ ایک نعمت غیر مترقبہ ہے اس میں حسب ذیل سورتیں ہیں (۱) سورہ یاسین (۲) سورہ فتح (۳) الرحمن (۴) سورہ واقعہ (۵) سورہ ملک (۶) سورہ مزمل (۷) سورہ نوح (۸) سورہ جن (۹) سورہ القیامۃ (۱۰) سورہ کہف (۱۱) سورہ فلق (۱۲) والناس اور ہفت ہیکل معہ اسناد اور فوائد بشتش تعل معہ فضائل دعائے گنج العرش معہ خواص و فضائل استخارہ عود و نام باری تعالیٰ معہ خواص و فضائل اسمائے مقدسہ رسول کریم، فوائد دعائے حبیب معہ فوائد درود تاج مترجم معہ اسناد و صلوٰۃ تنجینا معہ شجرہ چشتیہ نظامیہ معہ تاریخی حالات و تاریخ وفات، و شجرہ سلسلہ قادریہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین اور سعد اکبر از سیدنا غوث الاعظم ہر سورہ کا نقش معہ فوائد ہر سورۃ کے ساتھ درج ہے قیمت فی جلد مجلد پارچہ نقرئی کار صرف ۸ محصول ،، کل ۱۵ از حمیدیہ پریس دہلی

سُوْرَةُ الْمُلْكِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ ملک مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی تیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

کلماتہا ۳۳۵ حروفہا ۱۳۵۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ

بہت برکت والا ہے وہ شخص کہ بیچ ہاتھ اس کے ہے بادشاہی اور وہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے

وہ ذات بڑا عالیشان ہے جس کے قبضہ میں تمام سلطنت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ

جس نے پیدا کیا موت کو اور زندگی کو تو کہ آزمائے تم کو کون سا تم میں سے بہتر ہے

جس نے موت اور حیات کو پیدا کیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون شخص

عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ

عمل میں اور وہ ہے غالب بخشنے والا وہ جس نے پیدا کیا ہے سات

عمل میں زیادہ اچھا ہے اور وہ زبردست اور بخشنے والا ہے جس نے سات آسمان اوپر تلے

سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ

آسمانوں کو اوپر تلے نہ دیکھے گا تو بیچ پیدائش رحمن کے کچھ تفاوت

پیدا کیے تو خدا کی اس صنعت میں کوئی خلل نہ دیکھے گا

فضائل سورت

(۱) حضرت مولانا مفتی اور ابن حبان، حاکم حضرت ابو ہریرہ رض سے حدیث نقل کرتے ہیں، کہ قرآن مجید میں ایک ایسی سورت ہے جس کی تیس آیتیں ہیں۔ قیامت کے دن وہ پڑھنے والے کی برابر شفاعت کرتی رہیگی یہاں تک کہ وہ بخشدیا جائیگا۔ اور وہ سورہ سورہ تبارک الذی بیدہ الملک ہے (۲) امام ترمذی حضرت ابن عباس سے حدیث نقل کرتے ہیں کہ سورہ تبارک الذی عذاب کو روکنے والی اور نجات دلانے والی ہے اپنے پڑھنے والے کو عذاب قبر سے نجات دلائیگی (۳) حاکم حضرت ابن عباس سے حدیث نقل کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں میں یہ بات پسند کرتا ہوں کہ ہر مسلمان کے دل میں تبارک الذی بیدہ الملک ہو (۴) امام نسائی حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث نقل کرتے ہیں، کہ جو شخص رات کو یہ سورہ شریف پڑھیگا اللہ تعالیٰ اسے عذاب قبر سے نجات دیگا تنبیہ نقصان۔

تِلْكَ الرُّسُلُ ۳ ۵۹ البقرۃ ۲

تِلْكَ الرُّسُلُ
فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ
مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ
دَرَجٰتٍ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ
وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا
اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ
الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ
كَفَرَ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ
مَا يُرِيْدُ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ
مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا
خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ
الظّٰلِمُوْنَ ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا
هُوَ الْحَيُّ

خوشنما معری حمائل کا ریکارڈ

بالکل ابھی چھپ کر پہلی مرتبہ پریس سے آئی ہے

اسے دیکھتے ہی لوٹ گیا، سبحان اللہ کیا کتابت ہے، اور کیا چھپائی ہے، واللہ العظیم اتنی اچھی چھپی اور لکھی ہوئی حمائل میں نے تو آج تک دیکھی نہیں، اس لیے فی الفور خریداران مولوی لئے میں نے ایک ہزار خرید لی ہیں، اب اس نمونہ سے ہی اس کی کتابت اور خوشنمائی کا اندازہ کر لیجیے، حالانکہ اصل اور نقل میں جسقدر فرق ہوتا ہے وہی اس اشتہار اور اصل حمائل میں فرق ہے، اس کی کتابت کی کشادگی اور اعراب کی برجائی ایسی عجیب و مرغوب ہے کہ باوجود قلم خفی ہونے کے ذرا بھی اس کے پڑھنے میں تکلف نہیں ہوتا، یہ حمائل بھی منشی صلاح الدین صاحب کی لکھی ہوئی ہے جو اپنی خوبی کتابت میں یگانہ ہندوستان ہیں، اس حمائل کا پارہ پارہ جدا ہے، اور ہر پارہ کا اول و آخر بہت خوشنما گلکاری سے مزین ہے، چونکہ یہ جیبی حمائل ہے اس لیے اس کے لیے خاص طور سے بنک پیپر خریدا گیا ہے تاکہ پتلا اور مضبوط رہے اور حمائل شریف زیادہ موٹی نہ ہو جائے جو جیب میں تکلیف دے، جلدیں بھی خاص طور سے جزبندی کی بنوائی گئی ہیں اور بہت کافی مضبوط ہیں، خدا کاتب صاحب کو اجر عظیم عطا فرمائے کہ انہوں نے ایسی نایاب چیز مہیا کی فی الحقیقت اگر آپ کے پاس یہ حمائل نہیں ہے تو بہت بڑی کمی ہے، پندرہ ہزار خریداروں میں ایک ہزار حمائل کیا معلوم ہوگی

ہدیہ ایک جلد مجلد چرمی پائدار سوا روپیہ عہ پانچ جلد ۔صہ دس جلد دس روپیہ محصولڈاک ایک جلد ۵ جلد ۱۲ اور دس جلد ۔صہ، بہت جلدی منگالیجیے

ملنے کا پتہ مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

اس مضان شریف

کا سب سے محبوب تحفہ

جو حمیدیہ پریس دہلی کی طرف سے پیش ہوگا

وہ

اعجاز نما مترجم حمائل شریف ہے

جس کے ایک پورے صفحہ کا نمونہ زیر ملاحظہ ہے، اس نقط حاشیہ کی تفسیر، ترجمہ کی سلاست اور قلم کا انداز کر لیجیے کاغذ اصل حمائل کا ایسا ہے جیسا مولوی کا ٹائیٹل کتابت صاف ہے چھپائی بہت اعلیٰ ہے یہ ابھی چھپ رہی ہے، جب تک یہ اشتہار آپ کے زیر مطالعہ ہوگا اسوقت انشاءاللہ تیار ہوگی، یا شاید آپ کی فرمائش کی تعمیل میں دو چار روز کی دیر ہو جائے بہرحال تاجران جن کو نمونہ روانہ کیا گیا ہے بہت ہی ذوق و کثرت سے آرڈر وصول ہو رہے ہیں، افسوس کہ قلت روپیہ کی وجہ سے صرف ایک ہزار چھپوا سکا ہوں اب یہ ہدیہ ہونے کے بعد دوسرا اڈیشن انشاءاللہ بہت زیادہ ہوگا۔ اس لیئے فی الفور طلب فرمالیجیے

حمیدیہ پریس دہلی کی خصوصیت اسمیں بھی عیاں ہے اور ہدیہ کے اعتبار سے بہت ہی ارزاں ہے میرا خیال ہے کہ اتنی خوبیوں والی حمائل اس قیمت میں اور کہیں نہ مل سکے گی۔

ہدیہ مجلد چرمی نقرئی کا صرف ڈہائی روپے، عہ پانچ جلدیں بارہ ۱۲ روپے دس جلد بائیس ۲۲ روپے

اسمیں ذیل کی خوبیاں اور دیکھیے

قال الملاء ۔۔۔ ۲۹۷ ۔۔۔ الاعراف

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي
جس سے توقع ہے کہ تم متقی بن جاؤ اور جبکہ آپکے رب نے اولاد آدم (علیہ السلام) کی پشت سے
آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ
انکی اولاد کو نکالا اور (سب کو سمجھ عطا کر کے) ان سے انہی کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا
عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ شَهِدْنَا
رب نہیں ہوں سب نے جواب دیا کہ کیوں نہیں ہم سب اس واقعہ کے گواہ بنتے ہیں تاکہ تم لوگ قیامت
أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَٰذَا
کے روز یوں کہنے لگو کہ ہم تو اس (توحید) سے محض بے خبر تھے یا یوں کہنے لگو (اصل) شرک تو ہمارے
غَافِلِينَ ۝ أَوْ تَقُولُوا إِنَّمَا أَشْرَكَ آبَاؤُنَا مِنْ
بڑوں نے کیا تھا، اور ہم تو ان کے بعد ان کی نسل میں ہوئے۔ سو کیا ان غلط راہ (نکالنے)
قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِنْ بَعْدِهِمْ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا
والوں کے فعل پر آپ ہم کو ہلاکت میں ڈالے دیتے ہیں اور ہم اسی طرح
فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ ۝ وَكَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ
آیات کو صاف صاف بیان کرتے ہیں، اور تاکہ وہ باز آجائیں اور ان لوگوں کو اس
وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي
شخص کا حال پڑھ کر سنائیے کہ اس کو ہم نے اپنی آیتیں دیں پھر وہ ان
آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَأَتْبَعَهُ الشَّيْطَانُ
سے بالکل ہی نکل گیا، پھر شیطان اس کے پیچھے لگ گیا، سو وہ گمراہ لوگوں میں داخل
فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا
ہوگیا، اور اگر ہم چاہتے تو اس کو ان آیتوں کی بدولت بلند مرتبہ کر دیتے
وَلَٰكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ
لیکن وہ تو دنیا کی طرف مائل ہوگیا، اور اپنی نفسانی خواہشیں کی پیروی کرنے لگا

(۱) کتابت دہلی کے قدیم ترین کاتب مولوی محمد یحییٰ صاحب نے کی ہے (۲) ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب کا آخری نظر ثانی شدہ ہے، اور چونکہ متن سے ترجمہ کی سطر بڑی ہے اس لیئے ترجمہ صاف اور واضح ہے (۳) تفسیر موضح القرآن، بیان القرآن، تفسیر حسینی اور چند عربی کتابوں سے ماخوذ ہے اور کئی مستند مولویوں کی ضمانت ہے (۴) صحت کے لحاظ سے آخر صفحہ کی مہروں سے اندازہ ہو سکتا ہے (۵) ابتدا میں ایک بسیط مقدمہ ہے جو مولوی عاشق الٰہی صاحب محدث میرٹھی کا لکھا ہوا ہے۔ اور اس کے چند مضامین کے عنوان یہ ہیں۔ دیباچہ، آداب تلاوت قرآن، کلام اللہ شریف میں ۲۵ انبیاء کا جو اجمالاً ذکر ہے ان کا نام بنام حال، (۶) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبسوط تبلیغی حیات (۷) ان تمام فرشتوں کا حال جنکا قرآن میں ذکر ہے (۸) وہ کفار جنکا قرآن میں ذکر ہے فرداً فرداً حال (۹) وہ قبائل جن کا قرآن میں ذکر ہے بالتفصیل (۱۰) وہ مقامات جنکا قرآن میں ذکر ہے بالتفصیل (۱۱) آخرت کے مکان جن کا قرآن میں ذکر ہے (۱۲) سیارے جن کا ذکر قرآن میں ہے (۱۳) رموز اوقاف قرآن شریف، غرضکہ اس ہدیہ میں ایسے عمدہ کاغذ ایسے ترجمہ، اور ایسی تفسیر کی حمائل نہ آجتک ملی اور نہ آئندہ مل سکتی ہے، اس کی خصوصیات بہت طویل ہو سکتی ہیں لیکن گنجائش کی کمی کی وجہ سے مجبور ہے۔ **سب سے بڑی** خوبی یہ ہے کہ اگر ناپسند ہو تو واپس بھیجدیجیے اور بغیر ایک منٹ کی تاخیر کے اپنا روپیہ واپس لے لیجیے۔

ہدیہ مجلد چرمی نقرئی کا ڈہائی روپے محصول ۱۲ار

مینیجر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمائیے

(دستخط)

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ
السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا
شَجَرَهَا ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ۝ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ
قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ
الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اَمَّنْ
يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ
الْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ
ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ
ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ
يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ
قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ
فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ
يُبْعَثُوْنَ ۝ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ
بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا

حضرت خواجہ حسن نظامی کی عام فہم تفسیر القرآن میں پہلی مرتبہ رعایت

یہ وہی تفسیر ہے جو ہزارہا ہدیہ ہوگئی ہے اور اس کا ہر پارہ علیحدہ ہے، اب تک ایسی کوئی تفسیر نہیں چھپی۔ جو ہندوستان کے ہر طبقہ میں آسانی سے پڑھی اور سمجھی جاسکے، ہر وہ مرد یا عورت جو ذرا سی اردو سمجھ سکتے ہیں اس تفسیر کے ذریعہ پورے قرآن شریف کا مطلب بآسانی سمجھ لیتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ یہ پنجاب اور یو۔پی سے زیادہ بنگال، مدراس، برما، بمبئی، سندھ وغیرہ میں رائج ہے۔ یہ ہر پارہ علیحدہ ہی فروخت ہوتی ہے لیکن ہر پارہ کی قیمت ۸ر پوری تفسیر منگانے والوں کو دس روپے میں ملتی ہے، حمیدیہ پریس دہلی نے رمضان کے آخر تک یہ رعایت رکھی ہے کہ کامل تفسیر منگانے والوں کو تین جلدیں مجلد چرمی ۔۔۔ دی جائے گی۔ گویا ہر جلد کی قیمت نہیں لی جائے گی، اور مجلد چرمی کامل دس روپے میں ملے گی، محصولڈاک ۱۲ر اس کے علاوہ ہے، نمونہ کے لئے ۹ر کے ٹکٹ روانہ کرکے پارہ عم منگا کر دیکھ لیجئے، لیکن یہ پارہ تفسیر کامل منگانے والوں کے لئے زائد ہی رہیگا، یہ پہلا رعایتی اعلان ہے اس سے پہلے اس تفسیر پر کبھی ایک پیسہ بھی رعایت نہیں کی

ملنے کا پتہ، مینیجر رسالہ مولوی وحمیدیہ پریس دہلی۔ کوچہ چیلان

دو یادگار قرآن شریف دیکھیے تو خوشنما پڑھیئے تو شفاف اور رکھیئے تو تاریخی تحفہ

جرمنی قرآن شریف

دیکھنے دکھانے کے قابل نایاب صاف چھپا ہوا ہے کہ دیکھ کر جی خوش ہو جاتا ہے، ایک ایک حرف موتی کی طرح خوشنما، کاغذ نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا سفید اور اس قدر کرارہ اور مضبوط کہ شکن سے بھی نہیں پھٹتا ہے، یہ وہی قرآن شریف ہے، جو افریقہ، سماٹرا، جاوا، سمالی لینڈ، اور ایران میں بالکلیہ رائج ہے، ہندوستان میں سوائے حمیدیہ پریس دہلی کے اور کہیں نہیں ملتا ہے اور جس قدر موجود ہے بس یہی ہے اب نہ جرمنی سے منگانے کی ہمت ہے اور نہ ان داموں یہاں پہنچ سکتا ہے۔

پچھلے سال پانچ پیٹیاں بمشکل تمام آسکی تھیں، ان میں سے جس قدر باقی ہیں، ان پر رمضان مبارک کے سلسلہ میں بڑی رعایت دی جارہی ہے یہ حمائل معری ہے ترجمہ نہیں ہے مولوی کے صفحہ سے نصف تقطیع ہے، جلد جرمنی کی ہی بنی ہوئی ہے یہاں نہیں بن سکتی، ہدیہ مع جلد تین روپے

رعایتی قیمت موجودگی صرف ۲ر محصولڈاک ۱۲ر کل ڈھائی روپے

عکسی قرآن شریف

نوشتہ غازی اورنگ زیب شہنشاہ عالمگیر نور اللہ مرقدہ

یہ قرآن شریف ریاست رامپور میں خاص غازی عالمگیر کا لکھا ہوا اور انہی کا دیا ہوا موجود ہے، حضرت خواجہ صاحب سات ہزار روپے لگا کر اس کے فوٹو بلاک بنوائے اور اب یہ تاریخی نعمت عام ہوگئی ہے، کہاں غازی شہنشاہ اور کہاں ہم لوگ، زندہ قومیں اپنے مشاہیر کی یادگاریں آنکھوں سے لگاتی ہیں، بڑی سے بڑی قیمت دے کر حاصل کرتی ہیں، اور ان کو ورثہ میں چھوڑنا اپنا قومی فخر خیال کرتی ہیں دیکھنا یہ ہے کہ مسلمان جیسی غیور قوم اس یادگار عالم تحفہ کی کہاں تک پذیرائی کرتی ہے

اس کا کاغذ وہی ہے جو فوٹو میں لگتا ہے یعنی آرٹ پیپر چھپائی ویسی ہے جیسی فوٹو کی تصاویر کی ہوتی ہے، جلد ولایتی طرز کی ٹین کی بجائے ریشمی فیتہ ہزارہا روپے میں بھی یہ چیز میسر نہیں آسکتی تھی، ہدیہ اصلی پانچ روپے رعایتی خاص صرف ڈھائی روپے، تقطیع مولوی کے صفحہ سے نصف محصولڈاک ۱۲ر کل ۳ر

ملنے کا پتہ :- مینیجر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی

ختم القواعد کا دوسرا ایڈیشن پھر چھپ کر آگیا۔ اب بچوں کی پڑھائی کا انشاء اللہ حرج نہ ہوگا۔

یہ عربی کا وہ طلسمی قاعدہ جس میں الف، بے، تے پڑھ لینے کے بعد مرکبات صرف ایک مرتبہ بچے کے ذہن نشین کرانے پڑتے ہیں، اور آگے بچہ خود بخود پڑھنے لگتا ہے۔ مولف نے کچھ ایسی سمجھانے اور پڑھانے کی کنجی اس میں رکھی ہے، اور کچھ ایسے گر بتائے ہیں، کہ نہ استاد کو تکان نہ شاگرد کو، اب شاید ہی کوئی بچہ ایک دفعہ اس میں پڑھ لینے کے بعد دوسرے کسی قاعدے میں پڑھنا گوارا کرے۔ اس لئے خدارا اپنے بچوں کی ابتدائی دماغی نشوونما کو برباد نہ کیجیے اور بجائے رٹائی کے بوجھ ڈالنے کے ہلکی سی سمجھ اور آسان سے غور کرکے پڑھنے کا عادی بنائیے، مولف بیست سالہ تجربہ کے بعد بچوں کی ذہنیت سے متعارف ہوکر اس میدان میں آئے، اور اب یہ قاعدہ مقبول عام ہوگیا۔ اب تک بھی ۲۰۰۰ ہزار چھپا ہے، ایک روپے کے ۱۶ اور پانچ روپے کے سو ملتے ہیں، ایک روپے کے قاعدوں پر محصولڈاک خرچ ہوتا ہے، ایک روپے سے کم کے منگانے ہوں تو اور کتابوں کے ساتھ منگائیے، ملنے کا پتہ:- مینیجر رسالہ مولوی وحمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

۱۵ شعبان المکرم سے یہ رعایتی سلسلہ جاری ہوتا ہے تاکہ خریدار مناسب وقت میں گھڑیاں منگا کر شروع رمضان المبارک سے کام میں لاسکیں

فائدہ اٹھانے کا

رعایت کا مُبارک مہینہ

شاذ و نادر موقعہ

جو سال میں ایک ہی بار آتا ہے اس سے ضرور فائدہ اُٹھایئے

گیارہ ماہ گذرنے کے بعد خدا کے فضل و کرم سے پھر ہم کو اور آپ کو رمضان المبارک کا مہینہ نصیب ہوتا ہے یہ بھلائیوں و نیکیوں کا مہینہ ہے اسلئے ہم نے بھی یہی مہینہ اپنے خریداروں کو فائدہ پہنچانے کیلئے انتخاب کر رکھا ہے۔ لہٰذا حسب معمول اعلان کیا جاتا ہے کہ مندرجہ ذیل گھڑیوں و ٹایم پیسوں کی قیمت میں بیحد رعایت کر دیگئی ہے اس رعایت سے ہر شخص خواہ کسی مذہب و ملت کے ہوں فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ جلد سے جلد فرمایش بھیجئے ورنہ یہ زرین موقعہ پھر ایک سال بعد آئے گا۔ راقم منیجر

خوشنما چھوٹے سائز کی رسٹ واچ

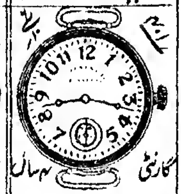

گارنٹی ۴ سال

یہ گھڑی نکل سلور کیس کی خوبصورت شیپ سلنڈر مشین قبضہ دار کنڈل کی ہے۔ پرزوں کی مضبوط اور ٹایم بتانے کی سچی ہے۔ رعایتی قیمت معہ استراپ چھ روپے دس آنہ

اسکوائر گولڈن رسٹ واچ

گارنٹی ۴ سال

یہ رسٹ واچ نہایت خوشنما مختلف شکلوں میں سنہری کیس کی بنی ہوئی ہے پرزے اسکے پختہ و پالشدار ہیں وقت سچا بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ استراپ چھ روپے پانچ آنہ

اصلی ریلوے ریگولیٹر واچ

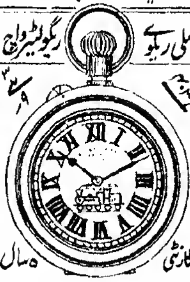

گارنٹی ۵ سال

شاید ہی کوئی شخص ایسا ہو جو اس پائیدار اور سچا وقت بتانیوالی اصلی انجن مارک ریلوے لیور گھڑی کے نام سے واقف نہ ہو اسکی تعریف لکھنا فضول ہے۔ رعایتی قیمت تین روپے نو آنہ۔

نکل سلور کیس فینسی رسٹ واچ

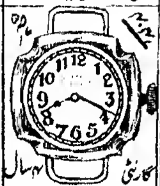

گارنٹی ۴ سال

اس گھڑی کا کیس سفید اور ڈیزائن مختلف خوبصورت و خوشنما ہیں اور ٹایم صحیح بتاتی ہے پرزے پختہ و پالش دار ہیں رعایتی قیمت معہ استراپ پانچ روپے سات آنہ

خوشنما و پائیدار رسٹ واچ

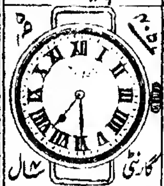

گارنٹی ۴ سال

یہ گھڑی نہایت خوشنما اور پائیدار بنی ہوئی ہے اکثر جنٹلمین و دیگر شائقین اس گھڑی کو پسند کرتے ہیں وقت بتانے کی سچی پرزوں کی مضبوط ہے رعایتی قیمت معہ استراپ پانچ روپے

دس جوئل والی لیور رسٹ واچ

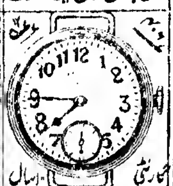

گارنٹی ۱۰ سال

اس گھڑی کی مشین لیور اور دس جوئل دار ایسی مضبوط ہے کہ دوڑ بھاگ وغیرہ میں بھی خراب نہیں ہوتی ٹایم نہایت صحیح بتاتی ہے اس کے علاوہ ڈائل یعنی منہ لگا ہوا دیکھنے میں بھی خوبصورت ہے۔ رعایتی قیمت معہ استراپ بارہ روپے

رولڈ گولڈ کیس فینسی رسٹ واچ

گارنٹی ۱۵ سال

یہ لیور گھڑی رولڈ گولڈ کیس کی نہایت خوشنما و پائیدار بنی ہوئی ہے اسکی مشین میں پندرہ جوئل یاقوت لگے ہوئے ہیں جنکے باعث دوڑ بھاگ میں بھی خراب نہیں ہوتی ٹایم نہایت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ ستره روپے بارہ آنہ

سوتے کو جگانیوالا الارم دار ٹایم پیس

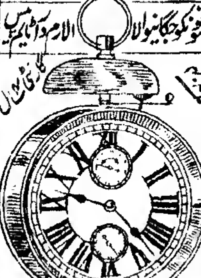

گارنٹی ۵ سال

نکل سلور کیس خوشنما۔ پائیدار ٹایم کا نہایت سچا ٹایم پیس ہے الارم لگا ہوا ہے وہ آپ کو ایک چوکیدار کا کام دیگا۔ شب کو جس ٹایم پر آپ جاگنا چاہیں ٹھیک اسی ٹایم پر زوردار الارم بجا کر آپ کو جگا دے گا رعایتی قیمت تین روپے پانچ آنہ

نیو فیشن گولڈن رسٹ واچ

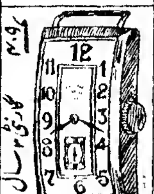

گارنٹی ۸ سال

یہ گھڑی بالکل نئے فیشن کی نہایت خوشنما وضع بنی ہوئی ہے اس کا کیس سنہری چمکدار بنا ہوا ہے پرزے پختہ و پالش دار ہیں ٹایم نہایت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ نو روپے چار آنہ

خوبصورت گیس والی رسٹ واچ

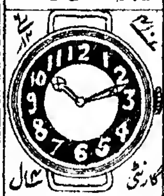

گارنٹی ۴ سال

اس گھڑی کے ہندسے و سوئیاں ریڈیم والی ہیں جن سے دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی ٹایم معلوم ہوتا ہے اسکا کیس نکل سلور کا ہے پرزے مضبوط اور پالشدار ہیں ٹایم صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ چھ روپے بارہ آنہ

تمام گھڑیاں و ٹایم پیس ملنے کا پتہ ایس۔ ایم عثمان اینڈ کمپنی واچ کلاک مرچنٹس بازار چاندنی چوک ۱۲ دہلی۔ تار کا رجسٹرڈ پتہ واچ دہلی

خوشنا فینسی ڈائل کی لیور پاکٹ واچ

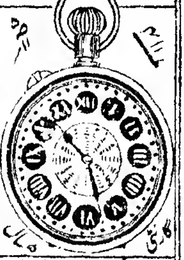

یہ گھڑی سنہری کیس کی نہایت خوبصورت پرزونکی مضبوط اور لیور مشین کی ٹائم صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت پانچروپے گیارہ آنہ

نکل سلور کیس کی کیس ہنٹنگ پاکٹ واچ

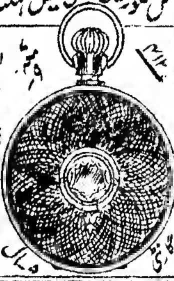

اس گھڑیکے ٹائم کیطرف شیشے کی حفاظت کیلئے بھی ڈھکنا لگا ہوا ہے ٹائم کی سچی اور پرزونکی مضبوط ہے رعایتی قیمت سات روپے نو آنے

کار آمد شب چراغ لیور پاکٹ واچ

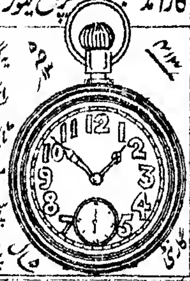

یہ گھڑی دن کے علاوہ راتکو اندھیرے میں بھی ٹایم بتاتی ہے پرزونکی مضبوط اور ٹایم کی سچی ہے رعایتی قیمت پانچروپے تیرہ آنے

موٹے گلاس کی پائیدار اسٹواچ

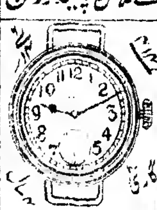

یہ گھڑی سنہری کیس کی خوشنما و پائیدار بنی ہوئی ہے اسپر گلاس ڈبل بہت وزنی لگا ہوا ہے پرزے بھی پختہ و پائیدار ہیں ٹایم صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ چھہ روپے چودہ آنہ

قابل دید گولڈن رسٹواچ

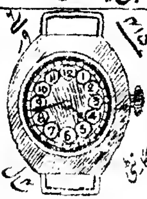

یہ رسٹواچ نہایت خوبصورت سنہری کیس کی مختلف شکل و فینسی ڈائل کی بنی ہوئی ہے پرزے پختہ و پائیدار ہیں ٹایم صحیح بتاتی ہے اور سوئس میڈ ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ چھہ روپے نو آنہ

ریلوے پاکٹ

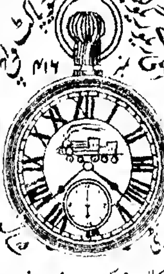

اسکی تعریف کی چنداں ضرورت نہیں ہر شخص اسکے نام سے واقف ہے پائیداری اور درستی ٹایم کے باعث تمام دنیا میں مشہور و مقبول ہے رعایتی قیمت چار روپے پانچ آنہ

رولڈ گولڈ کیس کی رسٹواچ

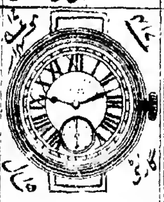

اسکے طلائی رنگ قائم رہنے کی گارنٹی دس سال کی اسکے کیس پر کندہ ہے مشین میں پندرہ جویل یاقوت لگے ہوئے ہیں بید مضبوط اور ٹایم سچا بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ ستر روپے چودہ آنہ

شاندار سنہری کیس کی رسٹواچ

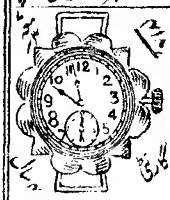

یہ گھڑی بیحد خوبصورت مختلف وضع کی ہے اکثر شادیوں اور تحفہ جات میں دیجاتی ہے پرزے اسکے پختہ و پائیدار ہیں ٹایم صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ سات روپے تین آنہ

فل جویل رولڈ گولڈ رسٹواچ

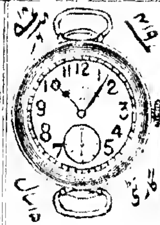

اسکے طلائی رنگ قائم رہنے کی گارنٹی دس سال کی اسکے کیس پر کندہ ہے مشین میں پندرہ جویل یاقوت لگے ہوئے ہیں پرزے پختہ و پائیدار ہیں ٹایم نہایت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ اٹھارہ روپے چھہ آنے

کار آمد ریڈیم رسٹ واچ

اس گھڑی کا ڈائل و سوئیاں ریڈیم ہیں جو اندھیرے میں مثل ستاروں کے چمکتی ہیں جس سے دن کے علاوہ راتکو اندھیرے میں بھی وقت معلوم ہو جاتا ہے پرزونکی مضبوط اور ٹایم بتانیکی سچی ہے کیس نکل سلور کا ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ چھہ روپے بارہ آنہ

ڈبل بیل الارم ٹایم پیس

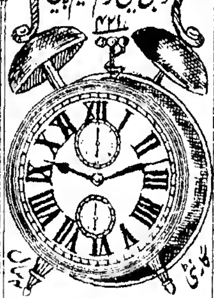

یہ ٹایم پیس نکل کیس کا خوشنما پرزوں کا مضبوط اور ٹایم بتانیکا سچا ہے دو گھنٹی کے باعث الارم بلند آواز سے بجا کر سوتے کو بیدار کرکے ایک چوکیدار کا کام دیتا ہے رعایتی قیمت چار روپے ایک آنہ

کیس والی کار آمد خوشنما رسٹواچ

اس رسٹواچ کا کیس نکل سلور کا ہے اسکا ڈائل و سوئیاں ریڈیم ہیں جن سے شب کو بھی مثل دن کے اندھیرے میں وقت معلوم ہو جاتا ہے اور پرزے اس گھڑی کے پختہ و پائیدار ہیں ٹایم صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ سات روپے دو آنہ

رولڈ گولڈ کیس کی فینسی رسٹواچ

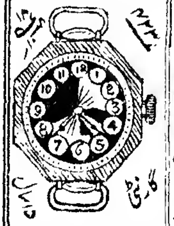

یہ گھڑی بیحد خوبصورت اور پائیدار بنی ہوتی ہے اسکا کیس اصلی رولڈ گولڈ دس سالہ گارنٹی کا ہے مشین میں پندرہ جویل یاقوت لگے ہوئے ہیں ٹایم نہایت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ اٹھارہ روپے دس آنہ

ملنے کا پتہ ایس۔ اے رشید اینڈ کمپنی واچ کلاک مرچنٹس بازار چاندنی چوک ۱۲ شہر دہلی۔ تار کا رجسٹرڈ پتہ واچ دہلی

کیا آپکو نماز پڑھنی آتی ہے

ضرور آتی ہوگی کیونکہ آپ مسلمان ہیں اور نماز اسلام کا سب سے زیادہ ضروری فرض ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ آپ نماز کی حقیقت سے ناواقف ہوں آپ نماز کے فرائض واجبات و سنن یاد نہ ہوں نیز یہ نہ معلوم ہو کہ نماز کس قدر تاکید کی گئی ہے اور عاشقان الٰہی کی نماز کیسی ہوتی تھی اگر یہ سب باتیں آپ کو معلوم ہو جائیں تو آپ نماز کے پابند ہی نہیں بلکہ نماز کے عاشق ہو جائینگے اس ضرورت کے لئے حسب ذیل کتابیں منگائیے انشاء اللہ ان کو پڑھ لینے کے بعد آپ نماز قضا کرنے کی جرات نہ کرینگے کتابیں حسب ذیل ہیں۔

نماز کی حقیقت

پہلے تو یہ معلوم کیجئے کہ نماز ہے کیا چیز اس کتاب میں نماز کی حقیقت اور فلسفہ کا بیان ہے کہ پڑھنے والے پر اس قدر اثر پڑتا ہے کہ بہت متاثر ہو جاتا ہے اور خود بخود نماز پڑھنے کا شائق ہو جاتا ہے۔ قیمت ۲ر

ترغیب نماز

نماز کی حقیقت پڑھنے کے بعد اول تو آپ کو خود شوق ہوگا اس پر مزید تاکید حق جل وعلا کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے اور ... دیکھئے تو سبحان اللہ ایک ایک نماز کے بدلہ میں ہزار ہزار نیکیاں اور غیر پابند کی وعیدیں الغلظ اللہ عذاب سنکر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تاکید نماز کے لئے یہ دو کتابیں پڑھنے کے بعد ترک نماز کی مجال نہیں رہتی قیمت ۲ر

نمازوں کا بیان

جب نماز پڑھنے کا دل شائق ہو جائے گا اور اللہ کی وعید ... دل لرزاں ہو پھر نماز کی ترکیب پڑھیئے اور بچوں کو پڑھائیے جسکو پڑھانے پڑھنے کو بھائیے تاکہ ... نمازی ہو جائے قیمت ۳ر

اعمال بخشش

جب نماز پڑھنے لگیں تو اسکے چھوٹے چھوٹے مسائل بھی معلوم کیجئے اکثر بعض دفعہ بہت تھوڑی سی لغزش سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اس کتاب میں طہارت اور نماز کے قریب قریب تمام مسائل لکھدیئے ہیں تاکہ دوسرے ارکان سے بھی واقفیت ہو جائے بہت عمدہ کتاب ہے قیمت ۲ر

نمازیوں کی کہانیاں

نماز تو پڑھتے ہیں لیکن ساتھ ہی یہ بھی دیکھئے کہ اللہ والوں کی نماز کیسی ہوتی تھی سبحان اللہ نماز میں انکی محویت اور دنیا کی بربری دیتی تھیں دین ہی نہیں بلکہ ... یہ کتاب عورتوں کو ضرور پڑھا دیجئے کیونکہ اس میں ... ان سے عورتیں اور بچے ان کو شوق سے پڑھیں گے قیمت ۲ر

سب کتابیں اگر ایک ہی دفعہ منگائیں ... اور جلد کی قیمت نہیں لیجائیگی قیمت پانچوں مجلد عہ ر

یہ سب کتابیں ... ملنے کا پتہ

بالکل آسان اردو میں وعظ کی بے نظیر تازہ کتاب

بارہ مجالس

یہ وعظ و مجالس کی طلسمی کتاب ابھی حال میں تمہید برقی پریس دہلی نے شائع کی ہے اور یہ دعویٰ ہے کہ اس موضوع پر یہ کتاب اپنی نظیر آپ ہے چونکہ وعظ کی مجالس ہندوستان کے ہر حصہ میں محرم ربیع الاول ربیع الثانی اور رجب میں منعقد ہوتی ہیں اور ان میں خاص طور پر پیرزادگان کے وعظ بمشکل فراہم کئے جاتے ہیں اس لئے یہ کتاب بہت ہی سہل اردو میں تیار کرائی ہے تاکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں آسانی سے پڑھی جائے اور اپنی مجالس میں پڑھی جائے اس کی نمونہ ایک مجلس پڑھ دیکھئے اور اس میں ... اجر آخرت کے پڑھنے والا خاصہ اچھا مقرر اور شیریں زبان واعظ ہو سکتا ہے ... باب حسب ذیل اسماء مجالس ہیں۔

پہلی مجلس ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت۔ یہ وعظ بہت ضروری ہے تاکہ عوام صرف لفظاً تو واحد ... نہ مانیں بلکہ خدا کی ہستی کو خوب سمجھ کر اور ... ہو کر ایمان لائیں۔

دوسری مجلس توحید الٰہی۔ ... اسلام ... مذہب ہے اور عقلی دلائل سے ثابت ہے کہ خدا ایک ہی ہے ... ہے اس مجلس میں ... باپ بیٹا روح القدس اور ... ہونے کی تہمت سے خدا پاک ہے۔

تیسری مجلس ... یہ مجلس بہت جوش انگیز اور ولولہ خیز ہے اس کے ذریعہ سے روح مسلم میں تازگی پیدا ہوتی ہے اور موجودہ اسلاف کے کارنامے معلوم ہوتے ہیں

چوتھی مجلس ... رسالت۔ اس میں نبوت و رسالت کی تحقیق کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ... نبوت اور دنیا کا آخری مصلح ثابت کیا ہے۔

پانچویں مجلس ختم نبوت۔ اس میں ہزارہا دلیلوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ رسول کریم کے ساتھ ... پیامبر رسانی کا سلسلہ دنیا میں ختم ہو گیا الیوم اکملت لکم کی تفسیر بھی ہے۔

چھٹی مجلس فضائل رسول۔ اس میں رسول اعظم کا تفوق تمام انبیاء پر بتلایا ہے اور ثابت کیا ہے کہ ... تو تنہا داری۔

ساتویں مجلس ... رسول محترم بحیثیت انسان کے جس قدر مکمل تھے اس کی ... اسی کی تشریح اس مجلس میں ہے۔

آٹھویں مجلس ... رسول۔ اس میں محبت رسول کے ہزارہا واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ... مسلمان کی نجات بھی رسول کی اطاعت و محبت میں ہے۔

نویں مجلس فضائل اخلاق اور حسن معاشرت اس میں ہر ایک عنوان پر بہت ہی عجیب انداز میں ایک مسلمان کی زندگی کا نقشہ کھینچا گیا ہے جو ہر مدعی ایمان کیلئے قابل تقلید ہے۔

دسویں مجلس ... وحدت و مساوات۔ اس میں دوسرے تمام مذاہب اسلام کی وحدت و مساوات کا موازنہ بہت لطیف اور مؤثر پیرایہ میں ہے۔

گیارہویں مجلس اسلام میں عورت کے حقوق۔ ... مدعی تہذیب جو عورتوں کے حقوق کے ... اسلام میں عورتوں کے حقوق کیا ہیں معلوم کریں۔

بارہویں مجلس واقعات کربلا یہ مجلس بہت ہی دردناک انداز میں مرتب کی گئی ہے واقعات شہادت ... کیسے لکھے گئے ہیں گویا سارے واقعات آنکھوں کے سامنے ... کوئی شخص بلا آنسو بہائے دو سطریں نہیں پڑھ سکتا۔

جو صاحب مدارس میں مفت تقسیم کرنا چاہیں تو ان کے لئے مخصوص رعایت ہے کتاب ... صفحات ... قیمت ... محصول ... کل عہ

منیجر ... پریس دہلی سے منگائیے

تفسیر سورہ فاتحہ

یہ کتاب اگرچہ بظاہر سورۂ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن فی الحقیقت مذہب اسلام کے متعلق ایک جامع تصنیف ہے اور اس میں حسب ذیل مضامین ہیں۔ نئی روشنی میں قرآن کی تفسیر شیطان اور سائنس۔ خدا کی ہستی کے عقلی دلائل اسلامی عقائد کی روشنی میں۔ ملائکہ اور جنات انسان قادر بھی ہے اور مجبور بھی۔ انبیائے کرام کی فطری طاقتیں عذاب قبر کا عقلی ثبوت۔ مرنے کے بعد زندہ ہونا۔ وحی اور سائنس۔ وحی کی حقیقت۔ نجات کا راستہ صداقت رسول۔ قرآن مجید آجتک کیوں محفوظ ہے بسم اللہ کی تفسیر خدا پر بھروسہ۔ زمانہ گذشتہ کے علماء اور صوفیہ اسلام اور وحدت۔ جہاد کی غرض و غایت رسول عربی کا حسن کرم تفسیر سورہ فاتحہ۔ قرآن مجید کا خلاصہ۔ بعض اسرار و معارف۔ وحدت و محبت کی تعلیم آجکل کے مسلمانوں کا امتیازی شعار اسلام کا مقصد اولین۔ تمدن کا مرکز اسلام ہے۔ مرتبہ عبودیت۔ صراط مستقیم سے گمراہی کے اسباب باقی اصل کتاب میں دیکھئے قیمت دس آنے محصول ۵ / کل ۱۵ /

پتہ:۔ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

تفسیر سورہ یاسین

یہ تفسیر اس زمانہ میں لکھی گئی ہے جبکہ بغاوت و طغیان کا زور ہے اور قدم قدم پر مذہب کے لئے عقلی دلائل مانگے جاتے ہیں یہ تفسیر اس لحاظ سے بہت شاندار ہے کہ ہر بات کو معقول طریقہ پر لکھا گیا ہے۔ یہ تفسیر علامہ عبدہ مصری کی تفسیر القرآن سے مستنبط ہے اور ایسے عجیب و غریب پیرایہ میں مذہب کے اعمال کو ذہن نشین کیا گیا ہے کہ بالآخر ملحد بھی ایمان لے آتا ہے صرف تفسیر کے لحاظ سے بھی یہ تفسیر بہت اہم اور مفصل ہے ایک ایک واقعہ کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے گویا بہت سی تفاسیر کا عطر ہے اس کے ساتھ اس کتاب میں تفسیر و سائنس پر بہت پر نور بحث اور دلچسپ ہے۔

غرضکہ یہ کتاب اپنی نوعیت کے لحاظ سے اپنی آپ نظیر ہے ایسی لاجواب تفسیر آپ کی نظر سے ابتک نہ گذری ہوگی چھپائی لکھائی بہت صاف ہے کاغذ بہت اعلیٰ ہے اور قیمت ۸ / ہے محصول ڈاک ۵ / کل (۱۳ /)

پتہ:۔ منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی

تفسیر حقانی اردو

آٹھ جلدوں میں کامل و مکمل

از شمس المحدثین والعلماء حضرت مولانا مولوی عبد الحق صاحب محدث دہلوی یہ وہ ضخیم تفسیر پورے قرآن شریف کی ہے جو صرف دو سال نہ چھپ سکنے کے باعث نایاب رہی اور پچاس روپے تک ہدیہ ہوگئی اب نیا اڈیشن چھپ کر تیار ہوا ہے اس کا کاغذ بہت اعلیٰ ہے پہلی جلد میں صرف مقدمہ ہے اور یہ مقدمہ بھی اتنا اہم ہے کہ اس کے پڑھ لینے کے بعد قرآن پاک کے عرفان سے قلوب منور ہوجاتا ہے باقی سات جلدوں میں قرآن پاک کی تفسیر ہے جلد اول کی قیمت دو روپے اور باقی ساتوں کی فی جلد چار روپے ہے گویا اس طرح کامل تیس روپے کی ہے محصول ڈاک چار روپے خرچ ہوتا ہے کامل تفسیر طلب کرنے والوں کے لئے پانچ روپے کی کفایت ہے یعنی ۲۵ روپے میں مل سکتی ہے ریل کے ذریعہ منگانے میں فائدہ ہے ریل سے منگانے والے لائن اور ریلوے اسٹیشن انگریزی میں ضرور لکھیں۔

پتہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

نماز کے پورے پورے مسائل

آپ کو ایک ہی جگہ اگر کسی کتاب میں مل سکتے ہیں تو وہ صرف کتاب

ہے جس کے پڑھنے سے نماز کی ذرہ ذرہ کیفیت معلوم ہو جاتی ہے کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے جس کا حل اس کتاب میں نہ ہو فاضل مصنف نے ایک خوبی اس کتاب میں یہ اور رکھی ہے کہ تمام مسائل سوال و جواب کی صورت میں لکھے ہیں اور اس طرح ہر وہ سوال جو کسی انسان کے ذہن میں مشکل سے آسکتا ہے اس کتاب میں موجود ہے غرض یہ کہ نماز پڑھنی ہے تو یہ کتاب بھی منگانا ہے ایک مرتبہ یہ کتاب پڑھ لینے کے بعد نماز کے متعلق ایک بھی بات ایسی نہ ہوگی جو معلوم نہ ہو سکے کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ہر سال دس ہزار چھپتی ہے ضخامت تقریباً دو سو صفحات قیمت اصل ۸ / آنے محصول ڈاک ۸ / کل ایک روپیہ ۸ /

ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس دہلی

بہشتی زیور کامل ۱۱ حصے

یہ کتاب عورتوں کے لئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے لکھی ہے اور گویا فقہ حنفیہ کا مکمل نصاب ہے اس کا بیان حسب ذیل ہے:

حصہ اول۔ الف بے سے خط لکھنے تک اور کچھ عقائد کا بیان

حصہ دوم۔ وضو طہارت حیض و نفاس کے احکام نماز کے مسائل

حصہ سوم۔ روزہ حج زکوٰۃ قربانی حج منت وغیرہ کے مسائل

حصہ چہارم۔ طلاق نکاح مہر ولی عدت وغیرہ کے مسائل

حصہ پنجم۔ معاملات حقوق معاشرت زوجین اور قواعد تجوید

حصہ ششم۔ اصلاح باطن و تہذیب اخلاق ذکر قیامت و جنت

حصہ ہفتم۔ اصلاح رسوم مروجہ شادی و غمی میلاد عرس تیجہ وغیرہ

حصہ ہشتم۔ نیک بیویوں کی حکایتیں سیرت اخلاق نبوی

حصہ نہم۔ طبی ضروری اور مفید علاج و معالجے اور نسخے

حصہ دہم۔ دنیا کی باتیں اور ضروری باتیں حساب وغیرہ

حصہ یازدہم۔ بہشتی گوہر یہ گیارہواں حصہ صرف مردوں کے لئے مسائل نماز وغیرہ کا ہے ہر حصہ کی قیمت ۵ / ہے اور گیارہویں حصہ کی ۱۲ / لیکن کامل سٹ کا رعایتی ہدیہ نصف ہے یعنی کامل گیارہ حصے صرف دو روپے محصول ۱۲ / کل ۲/۱۲

پتہ:۔ حمیدیہ پریس۔ دہلی

معجز نما پنج سورہ مجلد

جدید اڈیشن معہ ہفت احزاب چشت

یہ نیا اڈیشن ابھی تیار ہوا ہے پہلا مجموعہ ۲۴۰ صفحہ کا تھا لیکن اب ۳۴۲ صفحہ کا ہے اس میں ہفت روزہ مناجات خاندان چشت کے علاوہ اور بہت سی مجرب و مفید دعائیں شامل ہوئی ہیں۔ ترجمہ لفظی حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب اور خواص و فضائل اعمال سورۃ ہائے قرآن و شان نزول و ربط آیات و تفسیر کامل از حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی سے ماخوذ ہے چھپائی کاغذ خاص بہت اعلیٰ اس میں حسب ذیل دس سورتیں ہیں۔

سورہ یاسین سورہ رحمٰن سورہ فتح سورہ واقعہ سورہ ملک سورہ مزمل سورہ جن سورہ کہف سورہ فلق سورہ ناس اس کے علاوہ ہفت ہیکل معہ اسناد سہ کش قفل معہ اسناد دعائے گنج العرش مع اسمائے حسنیٰ ۹۹ نام اسم اعظم معہ اسناد شجرہ خاندان چشتیہ شجرہ قادریہ درود کبیر از حضرت غوث الاعظم اس کے تمام حواشی جو طغرے ہیں جو اس مجموعہ کے لئے مخصوص ہیں قیمت اب ۱۲ / محصول ڈاک ۵ / کل ۱/۱

پتہ:۔ حمیدیہ پریس دہلی

قرانی دعائیں

آپ کی دعا کیوں قبول نہیں ہوتی اس لئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں اس لئے کہ آپ خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعا نہیں مانگتے اس لئے کہ آپ کو فضیلت دعا کا حال معلوم نہیں اور قبولیت دعا کے اوقات سے آپ کو واقفیت نہیں یہی وجہ ہے کہ ابتک آپکی دعائیں بے اثر رہیں لہذا ضرورت ہے کہ پہلے آپ دعا مانگنے اور مرادیں پوری ہونے کے طریقے معلوم کیجئے اور خدا اور اسکے رسول کے بتائے ہوئے راستوں کے موافق دعا مانگئے پھر دیکھئے کہ اگر آپ بے اولاد ہیں تو صاحب اولاد ہو جائینگے اور اگر مفلس ہیں تو زر دار ہو جائینگے مقدمات کی پریشانی ہے تو بامراد ہو جائینگے اور آپکی ہر پریشانی رفع ہو جائے گی غرض کہ آپکی ہر مراد کی کنجی **قرانی دعائیں** ہیں جن میں دعا مانگنے اور مرادیں بر آنے کے تمام طریقے کلام اللہ کی آیات سے درج ہیں ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر آپ قرانی عامل کے مذکورہ طریقوں کے مطابق دعائیں مانگیں گے تو آپ کی دعا کی مقبولیت یقینی ہے لکھائی چھپائی بہت اعلیٰ

قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر منیجر حمیدیہ پریس دہلی

دعائے مقبول

دعا کے متعلق کسی خاص تفصیل کی ضرورت نہیں رسول اللہ کا فرمان ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے پر متوجہ خدا سے مانگو گے وہ دیگا لیکن جو دعائیں قرآن شریف یا حدیث میں ہیں یا بزرگان دین سے منسوب ہیں وہ ضرور مستجاب ہوتی ہیں دعائے مقبول ان سب کی جامع ہے اور حسب ذیل ۵ حصے ہیں

صلوٰۃ الرسول اللہ کے قریب پہنچانیوالی دعائیں سب عربی میں قرآن شریف سے لی گئی ہیں ترجمہ و تفسیر مولوی اشرف علی صاحب کا ہے

مناجات مقبول دیباچہ مولوی اشرف علی صاحب کا ہے بہت ہی پر اثر سات روز کی مناجاتیں ہیں جن سے حضور قلب پیدا ہوتا ہے

ہفت احزاب از حضرت مولانا اشرف علی صاحب اس میں کوئی ضرورت ایسی نہیں ہے جس کیلئے دعا نہ ہو اور مولانا نے

تتمہ دعائے مقبول اس کے مانگنے کا طریقہ بتلایا ہے ہفت احزاب میں مولانا روم کی لکھی ہوئی ہفت روزہ بہت موثر مناجاتیں ہیں۔

حزب البحر دعائے مترجم معہ اعمال از حضرت مولوی اشرف علی صاحب کامل پانچوں جز مجلد خوشنما قیمت عہ محصولڈاک ۲ر کل عہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

رسول کی دعائیں

اس کتاب میں قرآن شریف و رسول کی دعائیں اور سلف اور بزرگان دین کے مستند و تجربہ معمولات سے پر اثر وظائف لکھے ہیں جن کے مقبول ہونے میں آج تک کسی کو شک پیدا نہ ہوگا اس میں وہ دعائیں ہیں جن کو خود باری تعالیٰ نے اپنے رسول اور نیک بندوں کو تعلیم فرمائی یا وہ دعائیں ہیں جو آنحضرت نے مانگیں اور صحابہ خاندان کو حضور نے تلقین فرمائیں اور اپنے رسولوں کو تعلیم کی ہوئی دعائیں حضور کے صحابہ کو پہنچائے ہوئے سینہ بسینہ وظائف اور بزرگان کے خاص وظائف اپنے اور اثر جلد ہی رکھیں تھوڑا ہے ایک مختصر فہرست مضامین یہ ہے فضیلت دعا آداب دعا حضور کی دعائیں عائشہ صدیقہ فاطمۃ الزہرا ابوبکر صدیق ام سلمہ قتیبہ ابو درداء ابراہیم خلیل اللہ عیسیٰ خضر معروف کرخی عتبہ آدم علی وغیرہ ہم بزرگان دین کی دعائیں احادیث و عسہ ہی دعاؤں پر صحیح اعراب ہیں ضخامت ۱۰۴ صفحات

قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

ملنے کا پتہ

(منیجر حمیدیہ پریس پوسٹ بکس ۲۶ دہلی)

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں خواہ وہ کسی کا ہو مرد کا ہو عورت کا ہو طالب زر کا ہو ہیری کا ہو حاکم کا ہو محکمہ کا ہو دوست کا ہو آشنا کا ہو چھوٹے کا ہو یا بڑے کا ہو ہم دعوےٰ کرتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کرلیں گے اگر آپ ہم سے **تسخیر القلوب** منگا کر جو اس میں لکھا ہے اس کے عامل بن جائیں احباب کو مسخر کرنا زن و مرد کو مطیع کرنا حاکم افسر پر قابو پانا مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کے لئے معمولی بات ہے یہ ایک نہایت عجیب اور عجیب و غریب کتاب ہے اس کے دو حصے ہیں پہلے حصہ میں تسخیر کا فن بتایا ہے یہ فن ایسا تیر بہدف ہے کہ سو فیصدی کارگر ہوتا ہے اس کے عامل کے لئے ناکامی کا امکان ہی نہیں دوسرا اعمال اوراد کا ہے اس میں صدہا سینہ بسینہ مجرب اعمال و وظائف درج ہیں یہی وہ کتاب ہے جس کے تعلق یہ سنا ہی نہیں کہ اس کا عامل ناکام ہوا۔ قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

حمیدیہ پریس دہلی

صحیفہ قدسی

اسی کتاب کے ذریعہ اسم اعظم معلوم ہوگیا

اسم اعظم خدا کا وہ گرامی نام ہے جس کے ذریعہ ایک دنیا مسخر ہو سکتی ہے اور اس کا عامل وہ عامل ہے جس کے زیر حکم کائنات ہوجاتی ہے اور اس کا عامل **جو بھی چاہے وہ کرسکتا ہے** یہ وہ اسم پاک ہے جس نے ہزاروں کی مصیبتیں ٹال دیں جس نے غیب سے مارے ہوئے مقدمات جتوا دیئے جس نے سینکڑوں ناکام تمنا عاشقوں کو آغوش مراد سے ملا دیا جس نے سیبوں سخت سخت حاکموں کو دم بھر میں پانی کر دیا جس نے ہزاروں لا دوا مریضوں کا علاج کیا۔ تو نقد فائدہ ہیں اب قرض کے فائدے سن لیجئے۔ اس کتاب کا عامل جنت الفردوس کا وارث ہوتا ہے حوران بہشتی کا مالک ہوتا ہے رضائے الٰہی سے سرفراز ہوتا ہے اور شفاعت رسول کا مستحق ہوجاتا ہے یہ سورۂ آیت الکرسی کی تفسیر بھی ہے اس کتاب کے ذریعہ اسم اعظم کا عامل چند روز میں ہر مسلمان بن سکتا ہے

قیمت ۸ر محصول ۶ر کل ۱۴ر

حمیدیہ پریس۔ دہلی

زیارت رسول

ناصدار مدینہ کی موہنی صورت دیکھنے کا کون مشتاق ہے جو شیدا نہ ہوگا بہت ہی کم وہ لوگ ہیں جو زیارت حبیب اللہ سے بہرہ ور ہو چکے ہوں گے خوش نصیب وہ ہے طالع حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیت علمائے ہند کو خدا جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے زیارت رسول کا طریقہ عام کر دیا اور درود شریف کے وہ اوراد و فضائل بتلائے ہیں جس سے زیارت حبیب اللہ لازمی ہوجاتی ہے۔

چنانچہ اسی نام سے حضرت ممدوح کی کتاب شائع ہوئی ہے جس میں درود شریف کی برکات و سعادات اس کے فضائل بجمع احادیث کے بیان فرمائے ہیں اولیائے عظام کے مقالات درج ہیں اور حضرت رسول کریم کی زیارت جن جن طریقوں سے ہوئی ہے مصنف کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ یہ نعمت ہر خاص و عام کے لئے ہو کہ کوئی محروم زیارت حبیب نہ رہ جائے

قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

اوراد وظائف مخدوم جہانیاں جہاں گشت

جب سب طرف سے مایوسی ہو جائے اور دنیا کے اسباب شکستہ ہو جائیں انسانی ہمت دو مجبور ہو کر بیٹھ جائے راحت و اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہو جائیں تو یہ انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اس کا نام اوراد و ظائف ہے یہی دنیا وی تہس کا آخری زینہ ہے یہیں سے وہ شاہراہ ملتی ہے جس میں مجبور انسان د شہنشاہ و زمان سب اپنی حاجات میں ہوتے ہیں فقرا کی کرامات انہی اوراد میں مضمر ہے ان میں بہت خصوصیت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے وظائف و اوراد کو ہے کیونکہ آپ نے ایک عالم کا چکر لگا کر یہ خزانہ مہیا کیا یہ خزانہ کس سلسلہ سے ہم تک اس کا مجموعہ کتاب میں موجود ہے ایک ایک عمل ایسا لیا گیا ہے جو صد ہا اصلحاء کا آزمودہ اور مجرب ہے اس کتاب کے انداز قبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ایک سال میں دو ایڈیشن نکل جانے ہیں ہر وہ شخص جس نے یہ اوراد اپنے معمول میں رکھے ہمیشہ فائز المرام ہوا انسانی میں انسانی ضرورت ایک بھی ایسی نہیں جس کے لئے تیر بہدف وظیفہ یا نقش نہ موجود ہو حاضرہ میں اس سے مستند اور مجرب اور زود اثر ایک کتاب بھی نہیں ہے قیمت دس آنہ محصول علاوہ کل ۱۰ منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

اعمال کی چھ کتابیں

یہ وہ اعمال ہیں جن کو اکابرین مشائخ نے پسند فرمایا ہے بلکہ بہت لوگ ان سے استفادہ کر رہے ہیں حضرت خواجہ حسن نظامی نے بھی ان کو اپنے مریدین کے لئے مخصوص فرمایا ہے جو حسب ذیل ہیں۔

اعمال سورۃ الفاتحہ یعنی الحمد شریف کے وہ عملیات جو حضرت ابن عربی علامہ بونی جیسی بزرگ ہستیوں کے مجرب ہیں معہ زکوۃ و موکل ۴ ر

اعمال آیۃ الکرسی معہ اسناد و خواص و اعمال آیۃ الکرسی کے جو مجرب اعمال اس میں درج ہیں معہ موکل و زکوۃ ۳ ر

اعمال سورہ مزمل معہ موکل و طریقہ زکوۃ جس میں سورہ مزمل کے پڑھنے کے مستند اور مجرب اعمال ہیں قیمت ۲ ر

اعمال سورہ یاسین معہ موکل و طریقہ زکوۃ فقرا کے لئے اس سے بہتر کوئی عمل نہیں ہے بہت مجرب ہے قیمت ۲ ر

اعمال سورہ اخلاص با موکل و طریقہ زکوۃ و خواص از حضرت معین الدین چشتی مجرب اور سب کا خاص عمل ہے ۴ ر

اعمال سورہ والشمس با موکل معہ طریقہ زکوۃ حب و جنس کے صد ہا عملیات و نقوش و اوراد و وظائف مجرب ۲ ر

ہر کتاب جو علیحدہ علیحدہ پانچ آنے محصول خرچ ہوتا ہے سب پر صرف ۴ ر خرچ ہوں گے حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

دوائیں دعائیں

فقط تعویذ اور گنڈے اس وقت تک اپنی تاثیر کامیابی کے ساتھ نہیں دکھا سکتے جب تک بیرونی معالجات سے مرض دفع نہ کیا جائے اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ بچہ ہونے کیلئے آپ ہیری کو بچہ ہے تعویذ کو بناویں لیکن بغیر قربت ہر تعویذ بیکار رہے گا ان لوگوں کے لئے جو فقط بیرونی کے عمل پر رہ کر خارجی حالت سے بے نیاز ہو جاتے ہیں اور ان لوگوں کے لئے جو فقط دواؤں کے قائل ہیں دعاؤں سے شاذ و نادر ہیں انہا کے مذکورہ بالا کتاب تیار کی گئی ہے اس کے دو حصے ہیں جو دو ماہرین فن کی تیار کردہ ہیں اگر آپ ایک کی ہدایتوں کے زیر نظر کامیابی نہ ہو تو دوسرے کے نسخے پر عمل کرنے سے فوائد انشاء اللہ ضرور ہی ظاہر ہوں گے اس کا نام دوائیں اور دعائیں اور دافع الامراض ہے ان کتابوں میں سر سے لیکر پاؤں تک بیماریوں کے نسخے تعویذات اور دعائیں سب درج ہیں اور یہ یقین سے کہا جا سکتا ہے ہر نسخہ اتنا موثر ہے کہ سوائے موت کے اور کوئی مرض ایسا نہیں جس کا تحقیقی علاج ان کتابوں میں نہ موجود ہو دوا سے آرام نہ ہوگا دعا سے ہوگا دعا سے نہ ہوگا نقوش سے ہوگا یا سب کو ملا کر ہوگا قیمت کامل مع محصول کل ۱۵ ر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

تعزیرات دوزخ

مرنا ضرور پڑے گا اور مرنے کے بعد ہر بات کا حساب دینا ہوگا اس لئے بہتر ہوگا تعزیرات دوزخ پڑھو تاکہ ہر گناہ کرنے کے ساتھ یہ بھی معلوم ہو جائے کہ اس کے عوض میں یہ سزا ملے گی حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ العلماء جن کو خدا بے حساب جنت میں لے جائے اور یہاں بھی ان کی عمر دراز کرے کہ انہوں نے اعمال سیئہ کی فہرست بنا دی ہر ہر گناہ کی پاداش بھی بتلا دی یہ تعزیرات دوزخ ہے جس میں گناہوں کی تفصیلی سزائیں شرک ریا ... ظلم ... غضب کینہ حسد غیبت ... بدعت ... اہل امر سے عداوت ... بغض ... امانت میں خیانت فحش ... قرآن ... نماز سے غفلت غسل جنبی کی فروگذاشتیں ... بے جماعتی ... بے پروائی سفر اور مخالفت غیر شرعی زینت ... نوحہ ... قبروں کا احترام زکوٰۃ صدقہ نفقہ ... روزہ کی فروگذاشتیں حج اور اس کے متعلقات جانور ... وغیرہ وغیرہ اس طرح کے مضامین ہیں آخر میں ... بیان ہے قیمت علاوہ محصول ۷ ر کل ۱۲

پتہ :۔ حمیدیہ پریس دہلی

دوزخ سے نجات

... ایک ... ہے کہ انسان جب گناہوں سے بچنا ... کرے اور پچھلی خطاؤں کی معافی مانگے اسی کا نام توبہ ہے توبہ کی تحقیق اور توبہ کے فضائل و فوائد کے متعلق ابھی تک اردو زبان میں کوئی کتاب نہیں حمیدیہ پریس نے حال ہی میں ایک کتاب توبہ کے نام سے شائع کی ہے جس کے چند مضامین یہ ہیں :۔ توبہ کے معنی اور ... مناجات توبہ توبہ کی حقیقت ... ثواب ... طریقہ ... گناہ صغیرہ و کبیرہ ... قرآن ... کی ... معافی کے ... گناہوں سے ... اور ... مولا کی بندہ نوازی ... عبادت ... میں ... گناہوں سے نیکیوں کی ... گناہوں سے ... اس کے علاوہ بہت مضامین ہیں۔

قیمت ... ۲ ر کل ۸ ر

ملنے کا پتہ

پتہ :۔ حمیدیہ پریس دہلی

مرنے کے بعد

کیا ہوتا ہے یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا حل معلوم کرنے کیلئے ہر ایک انسان بے چین رہتا ہے اس سلسلہ میں سب سے زیادہ صحیح معلومات اسی کتاب میں ہیں اور مختصر فہرست مضامین یہ ہے فلسفہ روح انسانی روح کا دخول عہد میثاق روح حیوانی روح انسانی تناسخ و آواگون حقیقت موت عبادت ... موت ... روح کا انقطاع حضرت آدم کی وفات دیگر رسولوں کی وفات ایمان و کفر ... ملعون اور ... خاتمہ بری ... قبر ... سوال و جواب منکر نکیر عالم برزخ عذاب قبر ... تجہیز و تکفین نماز جنازہ ... مسائل دفن ... اور مسائل فاتحہ درود تلاوت قرآن کا ثواب قبرستان زیارت قبور تعزیت و تسلی کھانا کھلانا نجات اخروی مردوں کو کیا چیز پہنچتی ہے دوسرے حصہ میں ۳۳ اصحاب کرام و اولیائے عظام کے ... صادقہ کے احوال ہیں جنہوں نے ... مرنے کے بعد اپنے احباب کو دوسری دنیا کے حالات بتلائے قیمت ۱۲ ر

پتہ :۔ حمیدیہ پریس دہلی

خواب نامہ صدیقی

آپ کے خواب کی تعبیر کیا ہے

دریافت کرنے کے لئے آپ کس قدر مشوش رہتے ہیں جب آپ کے گرد وپیش کوئی صحیح تعبیر بتانے والا نہیں ملتا بلکہ تو لاکھوں میں سے ایک آدھ ایسا کامل ہو جو صحیح تعبیر کرسکے یا خواب کے مفر و مفید اثرات سے اطلاع دے سکے عام طور پر اس علم سے بے بہرہ لوگوں سے تعبیر لیکر خواہ مخواہ تشویش بڑھتی ہے اب اگر آپ کو اپنے خواب کے صحیح اثرات معلوم کرنے ہیں تو **خواب نامہ صدیقی** کو منگا کر ساتھ رکھئے جس میں اس کے مؤلف نے تعبیر خواب کی پرانی اردو یا عربی کتابوں کی مدد سے ہر ایک قسم کا خواب کو مفصل بیان کرکے بتلایا ہے کہ کس قسم کے خواب قابل تعبیر ہوتے ہیں اور کون سے خواب قابل تعبیر نہیں ہوتے فراموش خواب کیسے یاد آتے ہیں اور ان کے کس طرح اسما مہینے کے کس دن اور کس تاریخ کا خواب قابل تعبیر ہوتا ہے شروع میں خلاصہ خواب پر ایک ... مضمون ہے اور آخر میں علم قیافہ اور ... سیکھنے کے علم نہایت نایاب ضمیمہ ہے قیمت ... محصول ...

حمیدیہ پریس - دہلی

گھر کا مولوی

علماء اور واعظین کو بشارت ملک کی موجودہ فرقہ وارانہ تحریکات نے مسلمانوں کے لئے تبلیغ اسلام کو ایک اہم فرض بنا دیا ہے ہر مسلمان کے لئے یہ ضروری ہوگیا ہے کہ دوسرے مسلمانوں کو فتنۂ ارتداد سے بچانے میں پوری کوشش کرے لیکن مسلمانوں میں مبلغین کی اس قدر قلت ہے کہ وہ ہر موقع پر اس معاملہ میں پیچھے رہتے ہیں اس اہم ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے **حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب** نے اثر رسعید کتاب تالیف کی ہے جس کی ہر دو جلد شائع ہو چکی ہیں اس کتاب میں واعظوں کے لئے ایسی ترتیب قائم کی گئی ہے تاکہ انہیں آسانی ہو اس کتاب کے ایک دفعہ مطالعہ کر لینے کے بعد معمولی اردو خواں بھی بہترین تبلیغی خدمات انجام دے سکتا ہے اس میں تمام ان احکامات کا بیان ہے جو آیات قرآن مجید و احادیث میں مذکور ہیں اور حکایات صالحین سے بیان کو عام فہم کیا گیا ہے اور جس سے لطف دوبالا ہوگیا ہے ... تقریر رہے ہیں پہلی جلد ... ۰ صفحات دوسری جلد کے ۸۰ صفحات قیمت ... مجلد ... محصول ڈاک ۹ر کل ...

حمیدیہ پریس - دہلی

شہید کربلا

رسول پاک کی روح مقدس کا کیا حال ہوگا جب خاندان نبوی کربلا کے تپتے ہوئے میدان میں سر دپا برہنہ بیمار مثل جانوروں کی طرح گھسیٹے جا رہے تھے اگر ان حالات المناک کو صحیح الفاظ میں پڑھنا اور دیکھنا چاہیں تو کتاب دردناک **شہید کربلا** منگائیے اس میں شہادت کے سچے واقعات نہایت تحقیق و تدقیق کے بعد درج کئے گئے ہیں اور ابتدا سے لیکر انتہا تک اس دردناک تاریخ کو نہایت ترتیب کے ساتھ بیان کیا گیا ہے یزید کی تخت نشینی حضرت امام حسین کو زہر دیا جانا ترک وطن امام مظلوم کی مکہ کو روانگی کوفیوں کی غداری ظالموں کا معصوموں تک کو تہ تیغ کر جام شہادت پلانا اہلبیت پر مظالم یہ کتاب کربلا کی نہایت دردناک انگیز تاریخ ہے جگہ بجگہ میر انیس کے مرثیے بھی دئے گئے ہیں اور آخر میں تو حضرت خواجہ حسن نظامی کے نثر کے مرثیے اس قدر المناک ہیں کہ ہچکی بندھ جاتی ہے دور حاضرہ کی سب سے موثر اور دردناک کتاب ہے اور لطف یہ ہے کہ ایک ادنیٰ سا واقعہ بھی غیر مستند یا موضوع نہیں۔ قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

میاں بیوی کے فرائض

آپ کا گھر جنت کا نمونہ بن سکتا ہے اگر آپ کی بیوی سلیقہ شعار اور اطاعت گذار ہو آپ کا گھر فردوس بریں بن سکتا ہے اگر آپ بیوی کے ساتھ حسن سلوک برتنے لگیں لیکن دشواری یہ ہے کہ ہر گھر میں افراط و تفریط ہے کہیں میاں ہیں تو اپنے گھر کے مختار کل اور بیوی کی کوئی حیثیت ہی نہیں کہیں بیوی صاحب تو مساوات کی علمبردار ہر بات میں اور ہر انداز میں اپنا تفوق جتانے والی یہی وجہ ہے کہ گھر دوزخ بنا جاتا ہے اسی چیز کو مد نظر رکھکر حمیدیہ پریس نے کتاب **میاں بیوی کے فرائض** شائع کی ہے اور قرآن و احادیث کے احکام میاں اور بیوی دونوں کو بتلائے ہیں بہت سلیس اردو میں عورت کو سمجھایا گیا ہے کہ انہیں کس طرح مردوں کی اطاعت کرنی چاہئے اور مردوں کو بتلایا ہے کہ بدسلوکی کی دلشکنی کس طرح گھر کو خراب اور رسول کریم کو ناراض کرتی ہے فرمان رسالت ہے خیر کم خیر کم لاھلی یہ کتاب میاں بیوی دونوں کو محبت کی شاہراہ پر لیجائیگی یہ کتاب اور ... دونوں کو یکجان کر دے گی قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

تاریخ القرآن

قرآن شریف پڑھنے کے ساتھ ہی تاریخ القرآن پڑھئے تاکہ قرآن شریف کی تاریخ اور اس کی تمام باتوں سے واقفیت ہوجائے اس میں حسب ذیل بیانات ہیں۔

نزول قرآن، قرآن کی تاریخی حکمتیں وحی کی قسمیں ... آیات (۵) منسوخات قرآنی (۶) جمع و ترتیب قرآن (۷) سورۃ اور آیات کی ترتیب (۸) صحابہ کرام کے عہد میں قرآن کی حالت (۹) رسم الخط قرآن (۱۰) علامات قرآنی (۱۱) اوقاف قرآن (۱۲) وقف اور وصل کی علامتیں (۱۳) اختلاف قرأت (۱۴) قراء کا بیان (۱۵) سات قرأت کی تحقیق (۱۶) قرآن پاک کا اعجاز (۱۷) قرآن مجید کے فضائل (۱۹) سورتوں کے فضائل (۲۰) فضیلت قرآن کی چالیس حدیثیں صحاح ستہ سے (۲۱) آداب تلاوت (۲۲) قرآن پاک کے آداب اور مسائل ضروریہ۔

یہ وہ کتاب ہے جو تقریباً ہر قرآن شریف کے ساتھ فروخت ہوتی ہے ۱۴۴ صفحہ کی ضخامت قیمت صرف ۸ر محصول ڈاک ۵ر کل ۱۳ر

پتہ حمیدیہ پریس دہلی

شوہر کی تسخیر کا مجرب عمل

آپ کو عملیات کی کتابوں میں نہیں ملیگا کیونکہ مرد کو مسخر کرنے کے لئے سب سے مجرب عمل کفایت شعاری سلیقہ مندی گھر کی درستی اور اچھا کھانا پکانا ہے اور یہ سب باتیں باحسن وجوہ آپ کو کتاب

دہلی کا باورچی خانہ

منگانے سے حاصل ہوسکتی ہیں اس کتاب میں گھر داری کے اصول اور سلیقہ مندی کی ہدایات اور صفائی ستھرائی گھر رکھنے کے علاوہ ہزار ہا قسم کے کھانوں کے پکانے کے طریقے بتائے گئے ہیں اور ہر چیز کے لئے ایسے مناسب اجزا تجویز ہوئے ہیں کہ وہ تھوڑے صرف سے اعلیٰ سے اعلیٰ کھانا ہوسکے ہر عورت اس کتاب کے ذریعہ اپنے گھر والے کو موہ سکتی ہے اور ہر خاوند اس کتاب کی عامل بیوی کا غلام ہوسکتا ہے کیونکہ یہی وہ کتاب ہے جو مرد کی کمائی کو بہترین طریقہ پر صرف کرنا سکھاتی ہے ضخامت ۱۴۰ صفحات ... قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس۔ دہلی

عورت

پھولوں کی سیج پر حسن کی رعنائیاں

دیکھنے سے پہلے مجسمہ ناز کے تمام پوشیدہ رازوں سے واقف ہوجائیے اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب آپ کتاب عورت پڑھ لیں اس کتاب میں یورپ وامریکہ کی بہترین صنفی کتابوں کا عطر کھینچا گیا ہے عورت کی نسوانی زندگی کا مکمل نمونہ ہے عورت کے پوشیدہ اعضائے جسم عورت کی نظرت عورت کی تربیت عورت کے باغ حسن کی خوشہ چینی غرضکہ عورت کی زندگی کے متعلق کوئی پوشیدہ بات بھی ایسی نہیں جو آپ کو عورت میں نہ مل سکے یہ کتاب حقیقتاً عورتوں کی انسائیکلوپیڈیا ہے اس کتاب کو پڑھکر آپ ہر قسم کے کوک شاستروں سے بے نیاز ہوجائینگے اس کتاب میں اپنی مرضی کے مطابق اولاد پیدا کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں اس کتاب میں دو سو کے رنگین فوٹو بلاک ہیں اور قلمی تصویریں بھی ہیں تقریباً ایک سو کاغذ لکھائی چھپائی بہت ہی اعلیٰ ہے ضخامت ۱۹۰ صفحات قیمت دو روپے محصول ۷ر کل (۲؍۷)

پتہ حمیدیہ پریس دہلی

کیف مواصلت

دنیائے لطف و مسرت اور لذت و کیف میں انتہائی حیرت انگیز مرد اور جوان مرد کے لئے عورت سے مواصلت ہے اور یہی وہ کیف افزا سرور ہے جس پر دنیا کی بقا کا دارومدار ہے یوں تو نطرت کی بسیط دنیا میں ہزاروں ہستیاں ایسی ہیں جو صرف قانونی طریق پر دنیا کی آبادی میں اضافہ کرتے کرتے چل بستے ہیں لیکن یہ زندگی تو جانور بھی گذار لیتے ہیں بات تو یہ ہے کہ اس کیف پرور شعبہ حیات سے اس وجہ تمتع حاصل کیا جائے جو دوسرے ذی حیات عالم سے مابہ الامتیاز ہو کتاب کیف مواصلت مواصلت کے اس درجہ پر پہنچا دیتی ہے جہاں لطف ہی لطف اور لذت ہی لذت ہے کتاب کے جزئیات سے تعارف اتنے مختصر اشتہار میں ناممکن ہے صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ یہ کتاب سید سردار علی صاحب صابری ماہر علم صنفیات کی سب سے زیادہ کیف انگیز اور آخری تصنیف ہے اور نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول کی مصداق ہے ۲۰۰ صفحات کی ضخامت ہے ابتداء قلمی تصاویر اندرونی اعضائے جسمانی اور فوٹو بلاک بھی ہیں قیمت عہ محصول ۶ کل عہ

پتہ حمیدیہ پریس دہلی

شاہی کوک شاستر

شاہان بغداد و ترکی نے جہانبانی کے سب مراحل طے کرنے کے بعد جب تعیش ذاتی کی وادی میں قدم رکھا تو ارباب ہنر نے لذت کے سرچشمہ عورت کو ایسے ایسے انداز میں پیش کیا کہ نہ لذتیں اور خوبیاں جو ایک جوان آدمی عورت سے متعلق کرسکتا ہے شاید وہ اس کے بالکل ہی نہوں جوان ارباب مفتش نے عورت کے روئیں روئیں سے تلاش کیں اور اسی طرح مرد کی قوت نہانی کی وہ وہ کہانیاں بیان کیں کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان بظاہر ضعیف البنیان اور بہ باطن بڑی طاقتوں کا حامل ہے اور اس کی حیثیت بالکل ایک انجن کی ہے جو ذرا سی ترکیب اور ہلش کے بعد ہزاروں ہارس پاور کی طاقت نمایاں کردیتا ہے اور ایک دو نہیں صدہا ترکیبیں ایسی ہیں جو ایک نہیں چار چار راتوں کو سحر کرسکتا ہے چٹکلے سے ایک بات اور سن لیجئے اس کتاب میں مفتشین اور ارباب کمال نے اپنی مجربہ وہ وہ ترکیبیں بیان کی ہیں کہ صد ہا معجزے ایک طرف اور ایک حکایت کے سننے کا اثر ایک طرف غرض عورت مرد کی مواصلت کی انسائیکلوپیڈیا ہے ۲۰۰ صفحات قیمت غیر محصول ۷ر کل ۱۵ر

ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس دہلی

شب نامچہ عروسی

اس کتاب میں نہایت دل آویز اور پرکیف طریقہ پر ازدواجی زندگی کے تمام پوشیدہ رازوں اور رازداروں کو نہایت وضاحت اور متانت کے ساتھ بیان کئے ہیں عورت کی ازدواجی مسرتوں کا راز اسی میں پوشیدہ ہے کہ وہ شادی کے متعلق تمام امور سے واقف ہوجائے ہندوستانی گھروں میں بدنصیب لڑکیاں بیویوں کی زندگیاں جو عذاب میں کٹتی ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ عورت کو شادی سے پیشتر اپنی آئندہ زندگی کے متعلق ذرا بھی علم نہیں ہوتا اسی خیال کو پیش نظر رکھکر یہ کتاب بصد ہا مغربی کتابوں کی ورق گردانی کے بعد لکھی گئی ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ نوعمر عورتوں کی صنفی تعلیم کے لئے ہندوستان میں یہ سب سے پہلی کتاب ہے ایسی صنفی طبی معاشرتی اور اخلاقی کتاب آجتک ہندوستان کی کسی زبان میں شائع نہیں ہوئی کتاب کا ایک ایک حرف رنگینی و معلومات کا چھلکتا ہوا ساغر ہے شب نامچہ عروسی میں گیارہ اعلیٰ درجہ کی فوٹو بلاک کی تصویریں دی گئی ہیں کاغذ لکھائی چھپائی بہترین ضخامت ۲۶۴ صفحات قیمت صرف عہ محصول ۶ر کل (عہ)

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

ایرانی کوک شاستر

شباب جاودانی کی جستجو ہو تو لذت شباب یعنی ایرانی کوک شاستر کا مطالعہ کیجئے جس کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ شباب کو عرصہ دراز تک کس طرح قائم رکھ سکتے ہیں عورت کے تاثرات کیا ہیں حسن کی ملکہ سے کس طرح لطف اندوز ہونا چاہیے گا رشباب کس طرح وقف خزاں ہوتا ہے شباب کی رد ہی ہوئی دولت کس طرح ملتی ہے عورت اگر عورت سے اور مرد اگر مرد سے اپنی خواہش پوری کرتے کیسے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں لذت شباب میں سرتاج شباب کو حیات تازہ بخشنے کے لئے تاجداران بنگال اودھ اور رامپور کے درباری طبیبوں کے سینکڑوں بہا نسخے صدری مجربات ہیں جو متلاشیوں کو لاکھوں روپیہ خرچ کرنے پر بھی اور کہیں سے دستیاب نہیں ہوسکتے لذت شباب کے مطالعہ میں عمر خضر اور شباب جاوداں کا راز پوشیدہ ہے ضخامت تقریباً پونے دو سو صفحات آٹھ نہایت بہترین بلاک کی تصاویر اور قیمت صرف ایک روپیہ فہرست مضامین اصل کتاب سے معلوم کیجئے محصول ۶ر کل عہ

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

طلوع شباب

پیکر حسن کا جب شباب طلوع ہوتا ہے وہ کیفیات ایسی کیف و ستم آفریں ہوتی ہیں کہ مردان کے خیال ہی سے محو لذت ہو جاتا ہے اور جب کبھی یہ شباب ہرا ہوا اکھا ہوجاتا ہے تو فطرت کی رنگینیاں دماغ و دل میں تہ بہ تہ بہار گلکاریاں کرتی ہے کہ عمر آئندہ ان لذتوں کو یاد کرتی اور رہتی ہے۔

یہاں اس کی ضرورت ہے کہ سیلاب چمنستان بہار آئیں تفریح سے واقف ہو یہ کیفیت شادی سے قبل یا بعد ہی ہوتی ہے طلوع شباب مستان شباب کی روداد کیف ہے طلوع شباب مواصلات کا آئینہ ہے طلوع شباب گلچینی باغ نسوانیت کی کلید ہے طلوع شباب فطرت کی اس مجسمہ رعنائی کی کنہ ہے طلوع شباب مستانی ہے مناظرہ ہے دلالہ ہے طبیب ہے دایہ ہے اور آخر بچوں کی آیا بھی ہے غرضکہ طلوع شباب میں وہ سب کچھ ہے جو ایسی کتاب میں ہونا چاہیے

قیمت ایک روپیہ رعایتی ۱۰ر محصول ۶ر کل عہ

ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس دہلی

۴۸۶

منھ میں سانپ

اگر تمہارے مسوڑھوں سے پیپ نکلتی ہے تو تمہارے مسوڑھے اب مسوڑھے نہیں رہے ہیں بلکہ تم نے اپنے منہ میں سانپ پال رکھے ہیں مسوڑھوں کی پیپ کو سانپ کے زہر سے کم نہ سمجھو۔ یہ پیپ کھانے اور پینے کی ہر چیز کے ساتھ معدہ میں اُترتی ہے اور معدہ کو خراب کر دیتی ہے اور تم نے جا بجا پڑھا ہوگا اور سنا ہوگا کہ معدہ کی خرابی تمام بیماریوں کی جڑ ہے۔ مگر باخبر لوگ جانتے ہیں کہ دانتوں کی خرابی تمام بیماریوں کی جڑ ہے کیونکہ معدہ جو ہے عموماً دانتوں کی خرابی سے خراب ہوا کرتا ہے۔

واحدی صاحب کا منجن

اکسیر دنداں

اس سانپ کے زہر کا تریاق ہے۔ اللہ کے فضل سے یہ منجن دانتوں کی ہر ہر خرابی کو دور کر دیتا ہے مسوڑھوں سے پیپ نکلنے سے بڑھ کر تو کوئی خرابی نہیں ہے۔ پیپ نکلتے نکلتے دانت ہلنے بھی لگے ہوں تو انشاء اللہ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں انہیں جوڑ دیگا منجن اکسیر دنداں کا نسخہ واحدی صاحب کو حضرت مسیح الملک حکیم **محمد اجمل خاں** رحمۃ اللہ علیہ نے دیا تھا سنہ ۱۹۱۲ء میں جبکہ واحدی صاحب اخبار طبیب کے اڈیٹر تھے۔

جو لوگ پائیریا یعنی دانتوں سے پیپ نکلنے کے مریض ہوں وہ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں تھوڑا سا ہر وقت پاس رکھیں اور جب کھانا یا پھل وغیرہ کھانے لگیں تو پہلے اسے ملکر دانتوں اور مسوڑھوں کو صاف کر لیں۔ اس طرح شاید پانچ چھ دفعہ انہیں منجن استعمال کرنے کی زحمت اٹھانی پڑیگی۔ لیکن یہ زحمت ان کی اپنی بے پرواہی کا نتیجہ ہے اور اسے انہیں برداشت کرنا چاہیئے۔ اس برداشت کا فائدہ وہ فوراً محسوس کریں گے۔ ورنہ مزید بے پرواہی ایسی سے بہت بڑی بڑی زحمتوں میں مبتلا کر دیگی۔ کھانے کے بعد منجن ملنا ضروری نہیں ہے ویسے ہی انگلی اور پانی سے صفائی کر لینی کافی ہوگی۔ جن لوگوں کو ابھی پائیریا نہیں ہوا ہے۔ یعنی جن کے دانتوں سے پیپ نہیں نکلتی البتہ خون نکلتا ہے تو ان کے لئے واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں صرف صبح بیدار ہوکر اور شام کو سوتے وقت ملنا ضروری ہے۔ باقاعدہ دونوں وقت وہ منجن نہیں ملیں گے تو پھر پانچ چھ وقت ملنے پر مجبور ہو جائیں گے جنہیں اتفاقیہ کوئی شکایت ہو جاتی ہے مثلاً بادی سے مسوڑھے پھول گئے ہوں دانتوں میں درد ہونے لگا ہو تو وہ حسب ضرورت جتنی دفعہ چاہیں اس منجن کو استعمال کر سکتے ہیں اور جنہیں ابھی کوئی خفیف سی تکلیف بھی دانتوں کی نہیں ہے وہ ایک دفعہ صبح بس اس منجن کو مل لیا کریں اللہ سے امید ہے کہ کبھی انہیں دانتوں کی کوئی تکلیف ہوگی ہی نہیں۔ ایک احتیاط واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں استعمال کرنے والے لازمی طور سے کریں۔ خواہ وہ مریض ہوں یا تندرست کہ پان یا پھل کھا کر بھی ہمیشہ پانی اور انگلی سے دانتوں اور مسوڑھوں کو صاف کرتے رہیں جس طرح کھانا کھا کر کرتے ہیں۔ دانتوں اور مسوڑھوں کو غلاظت کسی قسم کی زیادہ دیر تک لگی رہنی اچھی نہیں۔ پان کو ڈاکٹر مضر بنایا کرتے ہیں۔ حقیقتاً تمباکو کے سوا پان کا کوئی جز بھی مضر نہیں ہے۔ ہاں پان ہر وقت چبانے سے لعاب دہن ضائع ہوتا ہے یہ بڑی نقصان رساں بات ہے۔ دوسرے پان کھا کر لوگ دانت صاف نہیں کرتے اور ہر وقت کے پان کھانیوالے بھلا کیسے دانت صاف کر سکتے ہیں تو پان کی کثرت سے پرہیز کرنا چاہیئے مفصل ترکیب استعمال منجن کے ساتھ عرض کی جائیگی۔ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں شیشی میں بھیجا جاتا ہے قیمت فی شیشی صرف ۸ر (آٹھ آنے) علاوہ محصولڈاک۔ محصول ایک شیشی پر ۵ر لگتا ہے اور دو شیشیوں پر ۶ر

ملنے کا پتہ:- احمد مجتبیٰ منیجر رسالہ نظام المشائخ ۱۷ کوچہ چیلان دہلی

پانچ ترجمہ والا قرآن معہ تفسیر کامل احسن التفاسیر مجلد جرمنی

جس کو اعلیٰ حضرت حضور نظام نے دوران قیام دہلی میں نہ صرف پسند فرمایا بلکہ اس کی تفسیر کی وجہ سے اپنی تلاوت کے لئے مخصوص فرمایا، کیونکہ اس کی تفسیر حضرت علامہ شاہ محمود حسن صاحب قبلہ محدث نور اللہ مرقدہٗ کی جانکاہ محنت سے تیار ہوئی تھی اور کتابی صورت میں ایک روپیہ پارہ کے حساب سے اسی سال میں ہدیہ ہوگئی اور وہ اب بالکل نایاب و عنقا تھی اس قرآن شریف کے حاشیہ اور ضمیموں میں پوری احسن التفاسیر موجود ہے

جرمنی کے بہترین سفید کاغذ پر اب نیا اڈیشن چھپا ہے

یہ تیسرا اڈیشن ہے

ہر سال خدا کے فضل سے ایک اڈیشن ختم ہو جاتا ہے اس سے قبل دو مرتبہ دیسی کاغذ پر چھپا تھا کیونکہ بلاد اسلامیہ ایران و افغانستان میں دہ کاغذ بہت پسند ہے لیکن ہندوستانی ضعیف البصر سفید کاغذ خاص طور کے متلاشی رہے چنانچہ پہلے اڈیشن میں صرف سو جلدیں جو سفید کاغذ کی تھیں وہ گذشتہ سے پیوستہ رمضان میں مجلد تیس روپے میں ہدیہ ہوئیں اور سو مانگنے والوں میں سے مشکل دس کو مل سکیں، اس لیئے یہ اڈیشن خاص جرمنی میڈ ۲۹×۲۲، ۳۲ پونڈ وزنی کا غذ پر چھاپا گیا۔ اور چھپائی زعفرانی اور ارغوانی کرائی گئی اس تیسرے اڈیشن کا ہدیہ بھی تمام سال پندرہ روپے فی جلد رہا ہے لیکن حمیدیہ پریس دہلی سال در سال اس کے ہدیہ میں کمی کرانے کے لیئے کوشاں رہتا ہے، چنانچہ خدا کے فضل سے اس سال بھی کامیابی ہوئی۔ اس کا احسان ہوا اور اعلان کرتا ہوں کہ **اب جرمنی کے بنے ہوئے نہایت اعلیٰ کاغذ پر چھپے ہوئے خاشدہ اعلیٰ مجلد قرآن شریف کا ہدیہ صرف ساڑھے بارہ روپے ہے** صرف ... قرآن شریف باقی ہیں غالباً رمضان شریف میں ختم ہو جائیں گے۔ اور اگر چوتھا اڈیشن نہ چھپ سکا تو پھر یہ بھی قرآن شریف حیرت نما، شاہانہ قرآن شریف کی طرح نایاب ہوگا اور کسی ہدیہ پر بھی نہ مل سکے گا اس لیئے جو بھائی بھی اس کو خرید سکتے ہوں وہ جلد منگا لیں

مملکت حضور نظام کا ہر وفادار عید کے تحائف میں افسران کو یہ قرآن شریف

ہدیہ دے تو سب سے بہتر احسن و مقبول تحفہ ہے اس سے خدا بھی خوش، رسول بھی خوش، بادشاہ بھی خوش اور حاکم بھی خوش، بھلا اس سے بہتر اور کوئی ہدیہ ہو سکتا ہے اور پھر اس قدر تھوڑی سی قیمت میں خدا کے فضل سے اس قرآن شریف کی برکت سے آپ فائز المرام بلند مرتبہ ہو جائیں گے

اس میں حسب ذیل پانچ ترجمے ہیں پہلا ترجمہ فارسی از حضرت مولانا شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی، دوسرا ترجمہ فارسی از حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی، تیسرا ترجمہ لفظی اردو حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی، چوتھا ترجمہ اردو بامحاورہ حضرت مولانا شاہ عبد القادر دہلوی اور پانچواں ترجمہ مقبول عوام و خواص حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب محدث تھانوی کا ہے، علاوہ سینکڑوں خصوصیات کے جن کا تذکرہ اس مختصر اشتہار میں نہیں ہو سکتا۔ سب سے بڑی اور قیمتی چیز اس قرآن شریف کی کامل **احسن التفاسیر** ہے اور یہ ایسے جید عالم کی ہے جس کے نام سے ہندوستان کا ہر فرد واقف ہے اور اپنی سلاست بیانی و استناد کے لحاظ سے ایسی بے بہا چیز ہے کہ تفسیروں میں اس سے بہتر تفسیر موجود نہیں ہے

رعایت یہ حیرت انگیز ہے کہ اتنے موٹے کاغذ کا قرآن شریف اتنے ترجمہ والا قرآن شریف اور پورے تیس روپے کی تفسیر والا قرآن شریف اور جس کی ضخامت بھی نو سو صفحات کے قریب ہو جس کی تقطیع بھی مولوی کے دو صفحوں کے برابر ہو اور جس کی جلد بھی اعلیٰ درجہ کی ہو اور پھر بھی وہ صرف **ساڑھے بارہ روپے** میں مل جائے بس حد ہے، کیا اب بھی کوئی ایسا مسلمان ہے جو باوجود استطاعت کے اس کے مطالعہ سے محروم رہے۔

مینجر رسالہ مولوی و حمیدیہ پریس دہلی

مدیر مسئول۔ عبدالمجید محمد خان

یہی وہ مہینہ ہے

جس میں ہر نیکی ستر نیکیوں کا ثواب رکھتی ہے ایک خریدار دیجیے اور ستر کا ثواب لیجیے
رسالہ مولوی کے دفتر سے قرآن شریف خریدیے اس کی آمدنی سے مولوی کا نقصان پورا ہوگا
یہ بھی خریدار کی نیکیوں میں درج ہوگا، دنیاوی نفع یہ ہے کہ مولوی کے دفتر میں دہلی بھر
سے سستے قرآن شریف ملتے ہیں اور اس مہینہ کا اعلان تو یہ ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی اس سے
کم کا اعلان دیکھیں اس کا حوالہ دیجیے اور اس سے ارکم محصول ڈاک بذریعہ منی آرڈر بھیج دیجیے
دہلی بھر سے اچھی چیز گھر بیٹھے فی الفور لیجیے ذالک حسنۃ الدنیا والآخرۃ۔

منیجر رسالہ مولوی ... دہلی

JAS 21.30

انتباہ:۔ آپ کا نمبر خریداری آپ کے پتہ کے شروع میں درج ہے اس کے حوالہ کے بغیر کسی شکایت کی تعمیل نہیں ہو سکتی۔ منیجر

۱۵ شعبان المکرم سے یہ رعایتی سلسلہ جاری ہوتا ہے تاکہ خریدار مناسب وقت میں گھڑیاں منگا کر شروع رمضان المبارک سے کام میں لا سکیں

فائدہ اٹھائیے — شاذ و نادر موقعہ

رعایت کا مبارک مہینہ

جو سال میں ایک ہی بار آتا ہے اس سے ضرور فائدہ اٹھائیے

گیارہ ماہ گذرنے کے بعد خدا کے فضل و کرم سے پھر ہم کو اور آپ کو رمضان المبارک کا مہینہ نصیب ہوتا ہے یہ بھلائیوں و نیکیوں کا مہینہ ہے اسلئے ہم نے بھی یہی مہینہ اپنے خریداروں کو فائدہ پہنچانے کیلئے انتخاب کر رکھا ہے۔ لہٰذا حسب معمول اعلان کیا جاتا ہے کہ مندرجہ ذیل گھڑیوں ٹایم پیسوں کی قیمت میں بیحد رعایت کر دیگئی ہے اس رعایت سے ہر شخص خواہ کسی مذہب و ملت کے ہوں فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ جلد سے جلد فرمایش بھیجئے ورنہ یہ زریں موقعہ پھر ایک سال بعد آئیگا راقم منیجر

خوشنما چھوٹے سائز کی رسٹ واچ

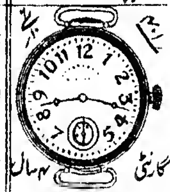

گارنٹی ۴ سال

یہ گھڑی نکل سلور کیس کی خوبصورت شیپ سلنڈر مشین قبضہ دار کنڈوں کی ہے۔ پرزوں کی مضبوط اور ٹایم بتانیکی سچی ہے۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ چھ روپے دس آنہ

اسکوائر گولڈن رسٹ واچ

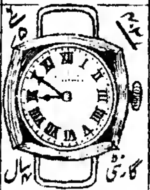

گارنٹی ۴ سال

یہ رسٹ واچ نہایت خوشنما مختلف شکلوں میں سنہری کیس کی بنی ہوئی ہے پرزے اسکے پختہ و پالشدار ہیں وقت سچا بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ چھ روپے پانچ آنہ

اصلی ریلوے رگولیٹر واچ

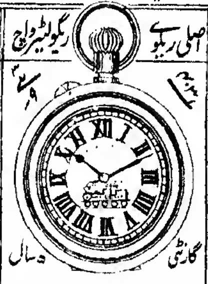

گارنٹی ۵ سال

شاید ہی کوئی شخص ایسا ہو جو اس پایدار اور سچا وقت بتانیوالی اصلی انجن مارک ریلوے لیور گھڑی کے نام سے واقف نہ ہو اسکی تعریف لکھنا فضول ہے۔ رعایتی قیمت تین روپے نو آنہ۔

نکل سلور کیس فینسی رسٹ واچ

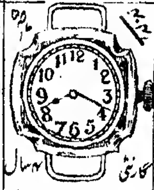

گارنٹی ۴ سال

اس گھڑی کا کیس سفید اور ڈیزائن مختلف خوبصورت و خوشنما ہیں اور ٹایم صحیح بتاتی ہے پرزے پختہ و پالش دار ہیں رعایتی قیمت معہ اسٹراپ پانچ روپے سات آنہ

خوشنما و پایدار رسٹ واچ

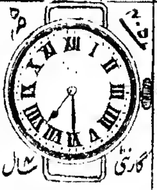

گارنٹی ۳ سال

یہ گھڑی نہایت خوشنما اور پایدار بنی ہوئی ہے اکثر جنٹلمین و دیگر شائقین اس گھڑی کو پسند کرتے ہیں وقت بتانیکی سچی پرزوں کی مضبوط ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ پانچ روپے

دس جوئل والی لیور رسٹ واچ

گارنٹی ۱۰ سال

اس گھڑی کی مشین لیور اور دس جوئل دار ایسی مضبوط ہے کہ دوڑ بھاگ وغیرہ میں بھی خراب نہیں ہوتی ٹایم نہایت صحیح بتاتی ہے اس پر گلاس ڈبل یعنی موٹا لگا ہوا ہے دیکھنے میں بھی خوبصورت ہے۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ بارہ روپے

رولڈ گولڈ کیس فینسی رسٹ واچ

گارنٹی ۱۰ سال

یہ لیور گھڑی رولڈ گولڈ کیس کی نہایت خوشنما و پایدار بنی ہوئی ہے اسکی مشین میں پندرہ جوئل یاقوت لگے ہوئے ہیں جنکے باعث دوڑ بھاگ میں بھی خراب نہیں ہوتی ٹایم نہایت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ سترہ روپے آٹھ آنہ

سوتوں کو جگانیوالا الارم ٹایم پیس

نکل سلور کیس خوشنما پایدار ٹایم کا نہایت سچا اسمیں الارم لگا ہوا ہے وہ آپ کو ایک چوکیدار کا کام دیگا یعنی شب کو جس ٹایم پر آپ جاگنا چاہیں وہ ٹھیک ٹایم پر زور دار الارم بجا کر آپ کو جگا دیگا

رعایتی قیمت تین روپے پانچ آنہ

نیو فیشن گولڈن رسٹ واچ

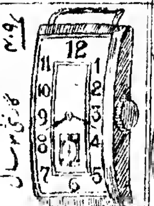

گارنٹی ۵ سال

یہ گھڑی بالکل نئے فیشن کی نہایت خوشنما بنی ہوئی ہے اس کا کیس سنہری چمکدار بنا ہوا ہے پرزے پختہ و پالش دار ہیں ٹایم نہایت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ نو روپے چار آنہ

خوبصورت گیس والی رسٹ واچ

گارنٹی ۴ سال

اس گھڑی کے ہندسے و سوئیاں ریڈیم والی ہیں جن سے دن کے علاوہ اندھیرے میں بھی ٹایم معلوم ہوتا ہے اسکا کیس نکل سلور کا ہے پرزے مضبوط اور پالشدار ہیں ٹایم صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ نو روپے بارہ آنہ

تمام گھڑیاں و ٹایم پیس ملنے کا پتہ۔ ایس۔ ایم عثمان اینڈ کمپنی واچ کلاک مرچنٹس بازار چاندنی چوک ۱۲۲ دہلی۔ تار کا پتہ ریسٹ واچ دہلی

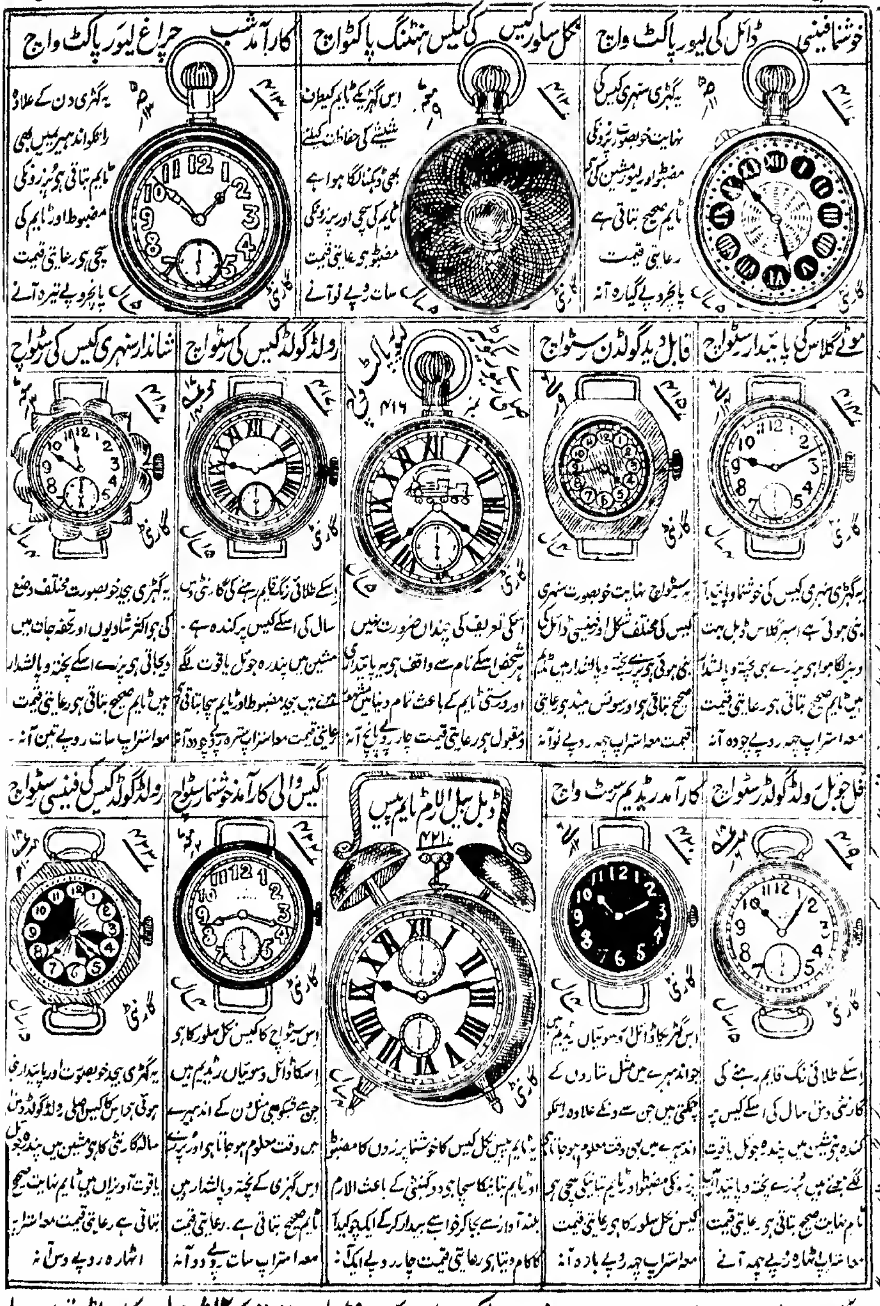
خوشنما فینسی ڈائل کی لیور پاکٹ واچ
یہ گھڑی سنہری کیس کی نہایت خوبصورت پرزونکی مضبوط اور لیور مشین کی ٹایم صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت پانچ روپے گیارہ آنہ
نکل سلور کیس کی کیلس ہنٹنگ پاکٹ واچ
اس گھڑی کے ٹایم کیطرف شیشے کی حفاظت کیلئے بھی ڈھکنا لگا ہوا ہے ٹایم کی سچی اور پرزونکی مضبوط ہے رعایتی قیمت سات روپے نو آنے
کارآمد شب چراغ لیور پاکٹ واچ
یہ گھڑی دن کے علاوہ راتکو اندھیرے میں بھی ٹایم بتاتی ہے پرزونکی مضبوط اور ٹایم کی سچی ہے رعایتی قیمت پانچ روپے تیرہ آنے
موٹے گلاس کی پایدار سٹواچ
یہ گھڑی سنہری کیس کی خوشنما و پایدار بنی ہوئی ہے اسپر گلاس ڈبل بہت وزنی لگا ہوا ہے پرزے بھی پختہ و پائدار ہیں ٹایم صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ چھ روپے چودہ آنہ
قابل دید گولڈن سٹواچ
یہ سٹواچ نہایت خوبصورت سنہری کیس کی مختلف شکل اور فینسی ڈائل کی بنی ہوئی ہے پرزے پختہ و پائدار ہیں ٹایم صحیح بتاتی ہے اور سوئس میڈ ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ چھ روپے نو آنہ
اسکی تعریف کی چنداں ضرورت نہیں ہر شخص اسکے نام سے واقف ہے یہ پایداری اور درستی ٹایم کے باعث تمام دنیا میں مشہور و مقبول ہے رعایتی قیمت چار روپے پانچ آنہ
رولڈ گولڈ کیس کی سٹواچ
اسکے طلائی رنگ قایم رہنے کی گارنٹی دس سال کی اسکے کیس پر کندہ ہے۔ مشین میں پندرہ جویل یاقوت لگے ہوئے ہیں جو مضبوط اور ٹایم سچا بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ سترہ روپے چودہ آنہ
شاندار سنہری کیس کی سٹواچ
یہ گھڑی بہت خوبصورت مختلف وضع کی ہے اکثر شادیوں اور تحفہ جات میں دیجاتی ہے پرزے اسکے پختہ و پائدار ہیں ٹایم صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ سات روپے تین آنہ۔
فل جوبل رولڈ گولڈ سٹواچ
اسکے طلائی رنگ قایم رہنے کی گارنٹی دس سال کی اسکے کیس پر کندہ ہے مشین میں پندرہ جویل یاقوت لگے ہوئے ہیں پرزے پختہ و پایدار ہیں ٹایم نہایت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ اٹھارہ روپے چھ آنے
کارآمد ریڈیم رسٹ واچ
اس گھڑی کا ڈائل و سوئیاں ریڈیم کی ہیں جو اندھیرے میں مثل ستاروں کے چمکتی ہیں جن سے دن کے علاوہ راتکو اندھیرے میں بھی وقت معلوم ہو جاتا ہے پرزے مضبوط اور ٹایم بتانے میں سچی ہے کیس نکل سلور کا ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ چھ روپے بارہ آنہ
ڈبل بیل الارم ٹایم پیس
یہ ٹایم پیس نکل کیس کا خوشنما پرزوں کا مضبوط اور ٹایم بتانیکا سچا ہے دو گھنٹی کے باعث الارم بلند آواز سے بجا کر خواب سے بیدار کرکے ایک چوکیدار کا کام دیتا ہے رعایتی قیمت چار روپے ایک آنہ
کیس والی کارآمد خوشنما سٹواچ
اس سٹواچ کا کیس نکل سلور کا ہے اسکا ڈائل و سوئیاں ریڈیم کی ہیں جن سے شبکو مثل دن کے اندھیرے میں وقت معلوم ہو جاتا ہے اور پرزے اس گھڑی کے پختہ و پائدار ہیں ٹایم صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ سات روپے دو آنہ
رولڈ گولڈ کیس کی فینسی سٹواچ
یہ گھڑی بہت خوبصورت اور پایدار ہوتی ہے اسکا کیس اصلی رولڈ گولڈ دس سالہ گارنٹی کا ہے مشین میں پندرہ جویل یاقوت آویزاں ہیں ٹایم نہایت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ اٹھارہ روپے دس آنہ
تمام گھڑیاں و ٹایم پیس ملنے کا پتہ ایس۔ ایم۔ عثمان اینڈ کمپنی واچ کلاک مرچنٹس بازار چاندنی چوک ۱۲۷۲ شہر دہلی۔ تار کا پتہ رجسٹرڈ ... واچ دہلی

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ
السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا
شَجَرَهَا ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ○ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ
قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ
الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ اَمَّنْ
يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ
الْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ○ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ
ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ
ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ
يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ
قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ
فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ
يُبْعَثُوْنَ ○ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ
بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا

حضرت خواجہ حسن نظامی کی عام فہم تفسیر القرآن میں پہلی مرتبہ رعایت

یہ وہی تفسیر ہے جو ہزارہا ہدیہ ہوگئی ہے اور اس کا ہر پارہ علیحدہ ہے، ابتک ایسی کوئی تفسیر نہیں چھپی. جو ہندوستان کے ہر طبقہ میں آسانی سے پڑھی اور سمجھی جا سکے. ہر وہ مرد یا عورت جو ذراسی اردو سمجھ سکتے ہیں اس تفسیر کے ذریعہ پورے قرآن شریف کا مطلب بآسانی سمجھ لیتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ یہ پنجاب اور یو. پی سے زیادہ بنگال، مدراس، برما، بمبئی، سندھ وغیرہ میں رائج ہے، یہ ہر پارہ علیحدہ بھی فروخت ہوتی ہے لیکن ہر پارہ کی قیمت ۸ پوری تفسیر منگانے والوں کو دس روپے میں ملتی ہے، حمیدیہ پریس دہلی نے رمضان کے آخر تک یہ رعایت رکھی ہے کہ کامل تفسیر منگانے والوں کو تین جلد میں مجلّد چرمی منقش دی جائے گی. گویا ۱۲ جلد کی قیمت نہیں لی جائے گی. اور مجلد چرمی کامل دس روپے میں ملے گی، محصولڈاک عہ اس کے علاوہ ہے، نمونہ کے لیئے ۹ کے ٹکٹ روانہ کرکے پارہ عم منگا کر دیکھ لیجئے، لیکن یہ پارہ تفسیر کامل منگانے والوں کے لیئے زائد ہی رہیگا، یہ پہلا رعایتی اعلان ہے اس سے پہلے اس تفسیر پر کبھی ایک پیسہ بھی رعایت نہیں کی

ملنے کا پتہ، منیجر رسالہ مولوی و حمیدیہ پریس دہلی. کوچہ چیلان

دو یادگار قرآن شریف دیکھیئے تو خوشنما پڑہیئے تو شفاف اور رکھیئے تو تاریخی تحفہ

جرمنی قرآن شریف

دیکھنے دکہانے کے قابل ایسا نایاب صاف چھپا ہوا ہے کہ دیکھ کر جی خوش ہو جاتا ہے. ایک ایک حروف موتی کی طرح خوشنما، کاغذ نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا سفید اور اس قدر کرارہ اور مضبوط کہ شکن سے بھی نہیں پھٹتا ہے، یہ وہی قرآن شریف ہے، جو افریقہ، سماترا، جاوا، سمالی لینڈ، اور ایران میں بالکلیہ رائج ہے، ہندوستان میں سوائے حمیدیہ پریس دہلی کے اور کہیں نہیں ملتا ہے اور جس قدر موجود ہے بس یہی ہے اب نہ جرمنی سے منگانے کی ہمت ہے اور نہ ان داموں یہاں پہنچ سکتا ہے،

پچھلے سال پانچ پیٹیاں بمشکل تمام آسکی تھیں ان میں سے جس قدر باقی ہیں، ان پر رمضان مبارک کے سلسلہ میں بڑی رعایت دی جارہی ہے یہ حمائل عربی ہے ترجمہ نہیں ہے مولوی کے صفحہ سے نصف تقطیع ہے، جلد جرمنی کی بنی ہوئی ہے یہاں نہیں بن سکتی، ہدیہ مجلد تین روپے

رعایتی بشرط موجودگی صرف ۲ؔ محصولڈاک ۱۲ کل ڈھائی روپے

عکسی قرآن شریف

نوشتہ غازی اورنگ زیب شہنشاہ عالمگیر نوراللہ مرقدہٗ

یہ قرآن شریف ریاست اناداد میں خاص غازی عالمگیر کا لکھا ہوا اور انہی کا دیا ہوا موجود ہے، حضرت خواجہ صاحب سات ہزار روپے لگا کر اس کے فوٹو بلاک بنوائے اور اب یہ تاریخی نعمت عام ہوگئی ہے، کہاں غازی شہنشاہ اور کہاں ہم لوگ، زندہ قومیں اپنے مشاہیر کی یادگاریں آنکھوں سے لگاتی ہیں، بڑی سے بڑی قیمت دے کر حاصل کرتی ہیں، اور ان کو ورثہ میں چھوڑنا اپنا قومی فخر خیال کرتی ہیں دیکھنا یہ ہے کہ مسلمان جیسی غیور قوم اس یادگار عالم تحفہ کی کہاں تک پذیرائی کرتی ہے

اس کا کاغذ وہی ہے، جو فوٹو میں لگتا ہے یعنی آرٹ پیپر چھپائی ویسی ہے جیسی فوٹو کی تصاویر کی ہوتی ہے، جلد ولایتی طرز کی بنی کی بجائے ریشمی فیتہ ہزارہا روپے میں بھی یہ چیز میسر نہیں آسکتی تھی، ہدیہ اصلی پانچ روپے رعایتی خاص صرف ڈہائی روپے، تقطیع مولوی کے صفحہ سے نصف محصولڈاک ۱۲ کل ۳ ؔ

ملنے کا پتہ :- منیجر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی

ختم القواعد کا دوسرا اڈیشن پھر چھپ کر آگیا اب بچوں کی پڑھائی کا انشاء اللہ حرج نہ ہوگا۔

یہ عربی کا وہ طلسمی قاعدہ جسمیں الف، بے، تے پڑھ لینے کے بعد مرکبات صرف ایک مرتبہ بچے کے ذہن نشین کرانے پڑتے ہیں، اور آگے بچہ خود بخود پڑھنے لگتا ہے۔ مولف نے کچھ ایسی سمجھانے اور پڑھانے کی کنجی اسمیں رکھی ہے، اور کچھ ایسے گر بتائے ہیں، کہ نہ استاد کو تکان نہ شاگرد کو، اب شاید ہی کوئی بچہ ایک دفعہ اسمیں پڑھ لینے کے بعد دوسرے کسی قاعدے میں پڑھنا گوارا کرے اس لیئے خدارا اپنے بچوں کی ابتدائی دماغی نشو و نما کو برباد نہ کیجئے اور بجائے رٹائی کے بوجھ ڈالنے کے ہلکی سی سمجھ اور آسان سے غور کیساتھ پڑھنے کا عادی بنائیے، مولف بست سالہ تجربہ کے بعد بچوں کی ذہنیت سے متعارف ہو کر اس میدان میں آئے، اور آج یہ قاعدہ مقبول عام ہوگیا۔ اب کے بھی ۰۰۰۰ ۴ ہزار چھپا ہے، ایک روپیہ کے ۱۲ اور پانچ روپیہ کے سو ملتے ہیں، ایک روپیہ کے قاعدوں پر محصول ڈاک خرچ ہوتا ہے، ایک روپیہ سے کم کے منگانے ہوں تو اور کتابوں کے ساتھ منگائیے، ملنے کا پتہ:- منیجر رسالہ مولوی و حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

(۱) حضرت مولانا نصر علی ارجو ابن جان ، حاکم حضرت ابو ہریرہؓ سے حدیث نقل کرتے ہیں ، کہ قرآن مجید میں ایک ایسی سورت ہے جس کی تیس آیتیں ہیں . قیامت کے دن وہ اپنے پڑھنے والے کی برابر شفاعت کرتی رہیگی یہانتک کہ وہ بخشدیا جائیگا . اور وہ سورہ سورۂ تبارک الذی بیدہ الملک ہے

(۲) امام ترمذی حضرت ابن عباسؓ سے حدیث نقل کرتے ہیں کہ سورۂ تبارک الذی عذاب کو روکنے والی اور نجات دلانے والی ہے اپنے پڑھنے والے کو عذاب قبر سے نجات دلائیگی

(۳) حاکم حضرت ابن عباسؓ سے حدیث نقل کرتے ہیں ، وہ فرماتے ہیں میں یہ بات پسند کرتا ہوں کہ ہر مسلمان کے دل میں تبارک الذی بیدہ الملک ہو (۴)

امام نسائی حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث نقل کرتے ہیں اگر جو شخص رات کو یہ سورہ شریف پڑھیگا اللہ تعالیٰ اسے عذاب قبر سے نجات دیگا

دو ترجمہ والا خوشنما پارہ ۱۲ سورہ معہ اوراد وغیرہ

ترجمہ اول زیر متن حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحبؒ دوم از حکیم الامۃ

حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب مدظلہ ، ذاکر اللہ والوں کو اور ایسے مصروف کاروباری آدمیوں کے لیے جن کو وقت کم ملتا ہے یہ بارہ سورہ ایک نعمت غیر مترقبہ ہے اس میں حسب ذیل سورتیں ہیں (۱) سورہ یاسین (۲) سورہ فتح (۳) الرحمٰن (۴) سورہ واقعہ (۵) سورہ ملک (۶) سورہ مزمل (۷) سورہ نوح (۸) سورہ جن (۹) سورہ القیامۃ (۱۰) سورہ کہف (۱۱) سورہ فلق (۱۲) والناس ، وہفت ہیکل معہ اسناد اور فوائد شش قفل معہ فضائل دعائے گنج العرش معہ خواص وفضائل اسمائے حسنیٰ نودونہ نام باری تعالیٰ معہ خواص وفضائل اسمائے مقدسہ رسول کریم ، دعائے جیب معہ فوائد درود تاج مترجم معہ اسناد وصلوٰۃ تنجینا معہ شجرۂ چشتیہ نظامیہ معہ تاریخی حالات وتاریخ وفات ، وشجرہ سلسلہ قادریہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین اور درود اکبر از سیدنا غوث الاعظم ہر سورہ کا نقش معہ فوائد ہر سورۃ کے ساتھ دیے ہیں قیمت فی جلد مجلد . پارچہ نقرئی کار صرف ۸ محصول ، کل ۱۵ ؍ حمیدیہ پریس دہلی

سُورَةُ الْمُلْكِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثُونَ اٰيَةً وَفِيهَا رُكُوعَانِ
سورہ ملک مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی تیس آیتیں اور دو رکوع ہیں
کلماتہا ۳۳۵ حروفہا ۱۳۵۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ○
شروع ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے
شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

تَبٰرَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ○
بہت برکت والا ہے وہ شخص کہ بیچ ہاتھ اس کے ہے بادشاہی اور وہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے
وہ (خدا) بڑا عالیشان ہے جس کے قبضہ میں تمام سلطنت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ
جس نے پیدا کیا موت کو اور زندگی کو تو کہ آزمائے تم کو کون سا بہت اچھا ہے
جس نے موت اور حیات کو پیدا کیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون شخص

عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ ○ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ
عمل میں اور وہ ہے غالب بخشنے والا وہ جس نے پیدا کیا ہے سات
عمل میں زیادہ اچھا ہے ، اور وہ زبردست اور بخشنے والا ہے . جس نے سات آسمان اوپر تلے

سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا مَا تَرٰى فِي خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ
آسمانوں کو اوپر تلے دیکھیگا تو بیچ پیدائش رحمٰن کے کچھ فرق
پیدا کیے . خدا کی اس صفت میں کوئی خلل نہ دیکھیگا

تلك الرسل ۳ ۵۹ البقرۃ ۲

تِلْكَ الرُّسُلُ
فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ
مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ
دَرَجٰتٍ وَاٰتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ
وَأَيَّدْنٰهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا
اقْتَتَلَ الَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ
الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوا فَمِنْهُمْ مَنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَنْ
كَفَرَ وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ
مَا يُرِيدُ ○ يٰأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا أَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ
مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا
خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ وَالْكٰفِرُونَ هُمُ
الظّٰلِمُونَ ○ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا
هُوَ الْحَيُّ

خوشنما معری ۳۳ ع ۵ حمائل شریف کا بجنسہ صفحہ

خوشنما معری حمائل کا رڈ سائز

بالکل ابھی چھپ کر پہلی مرتبہ پریس سے آئی ہے

میں تو دیکھتے ہی لوٹ گیا سبحان اللہ کیا کتابت ہے ، اور کیا چھپائی ہے ، واللہ العظیم اتنی اچھی چھپی اور لکھی ہوئی حمائل میں نے تو آج تک دیکھی نہیں . اس لیے فی الفور خریداران مولوی کے لیے میں نے ایک ہزار خرید لی ہیں ، اب اس نمونہ سے ہی اس کی کتابت اور خوشنمائی کا اندازہ کر لیجئے ، حالانکہ اصل اور نقل میں جس قدر فرق ہوتا ہے وہی اس اشتہار اور اصل حمائل میں فرق ہے ، اس کی کتابت کی کشادگی اور اعراب کی برجائی ایسی عجیب وغریب ہے کہ باوجود قلم خفی ہونے کے ذرا بھی اس کے پڑھنے میں تکلف نہیں ہوتا ، یہ حمائل بھی منشی صلاح الدین صاحب کی لکھی ہوئی ہے جو اپنی خوبی کتابت میں یگانہ ہندوستان ہیں ، اس حمائل کا پارہ پارہ جدا ہے ، اور ہر پارہ کا اول و آخر بہت خوشنما گلکاری سے مزین ہے ، چونکہ یہ جیبی حمائل ہے اس لیے اس کے لیے خاص طور سے بنک پیپر خریدا گیا ہے تاکہ پتلا اور مضبوط رہے اور حمائل شریف زیادہ موٹی نہ ہو جائے جو جیب میں تکلیف دے ، جلدیں بھی خاص طور سے جزبندی کی بنوائی گئی ہیں ، جو بہت کافی مضبوط ہیں ، خدا کاتب صاحب کو اجر عظیم عطا فرمائے کہ انہوں نے ایسی نایاب چیز بنی کی فی الحقیقت اگر آپ کے پاس یہ حمائل نہیں ہے تو بہت بڑی کمی ہے ، پندرہ ہزار خریداروں میں ایک ہزار حمائل کیا معلوم ہوگی

ہدیہ ایک جلد مجلد چرمی پائدار سوا روپیہ ۱۲؍ پانچ جلد ۶ ؍ دس جلد دس روپیے محصول ڈاک ایک جلد ۵؍ ۵ جلد ۱۲؍ اور دس جلد ۲؍ ، بہت جلدی منگائیے

ملنے کا پتہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

اس رمضان شریف

کا سب سے محبوب تحفہ

جو حمیدیہ پریس دہلی کی طرف سے پیش ہوگا

وہ

اعجاز نما مترجم حمائل شریف ہے

جس کے ایک پورے صفحہ کا نمونہ زیر ملاحظہ ہے، اس سے فقط حاشیہ کی تفسیر، ترجمہ کی سلاست اور قلم کا انداز کر لیجئے کاغذ اصل حمائل کا ایسا ہے جیسا مولوی کا ٹائٹل کتابت صاف ہے چھپائی بہت اعلیٰ ہے، یہ وہ حمائل ہے جو ایکدم ہی تصبہ میں اس قدر مقبول ہوئی ہے کہ شاید کوئی بھی قرآن اتنا اور اس قدر جلد ہدیہ نہ ہوا تھا۔

تاجران جن کو نمونہ روانہ کیا گیا ہے بہت ہی ذوق و کثرت سے آرڈر دے رہے ہیں، افسوس کہ قلت روپیہ کی وجہ سے صرف ایک ہزار چھپا سکا ہوں اب یہ ہدیہ ہونے کے بعد دوسرا اڈیشن انشاء اللہ بہت زیادہ ہوگا۔ اس لیئے فی الفور طلب فرمالیجئے

حمیدیہ پریس دہلی کی خصوصیت اسمیں بھی عیان ہے اور ہدیہ کے اعتبار سے بہت ہی ارزان ہے میرا خیال ہے کہ اتنی خوبیوں والی حمائل اس قیمت میں اور کہیں نہ مل سکے گی۔

ہدیہ مجلد چرمی نقرئی کار صرف ڈہائی روپے، ؏۸ پانچ جلدیں بارہ ۱۲ روپے دس جلد بائیس ۲۲ روپے

اسمیں ذیل کی خوبیاں اور دیکھئے

قال الملاء ۲۹۷ الاعراف

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيٓ

میں سے تو تعجب ہی کہ تم متقی بن جاؤ، اور جبکہ آپ کے رب نے اولاد آدم (علیہ السلام) کی پشت سے

اٰدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ

انکی اولاد کو نکالا اور (سب کو سمجھ عطا کر کے) ان سے انہی کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا

عَلٰىٓ أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا

رب نہیں ہوں سب نے جواب دیا کہ کیوں نہیں ہم سب اس واقعہ کے گواہ بنتے ہیں، کہ تم لوگ قیامت

أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا

کے روز یوں کہنے لگو، کہ ہم تو اس (توحید) سے محض بے خبر تھے یا یوں کہنے لگو (اصل) شرک تو ہمارے

غٰفِلِيْنَ ۝ أَوْ تَقُولُوٓا إِنَّمَآ أَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ

بڑوں نے کیا تھا، اور ہم تو ان کے بعد ان کی نسل میں ہوئے، سو کیا ان غلط راہ (نکالنے)

قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْ بَعْدِهِمْ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا

والوں کے فعل پر آپ ہم کو ہلاکت میں ڈالے دیتے ہیں ف۱ اور ہم اسی طرح

فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ

آیات کو صاف صاف بیان کرتے ہیں، اور تاکہ وہ باز آجائیں ف۲ اور ان لوگوں کو اس

وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيٓ

شخص کا حال پڑھ کر سنایئے کہ اس کو ہم نے اپنی آیتیں دیں، پھر وہ ان لوگوں

اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ

سے بالکل ہی نکل گیا، پھر شیطان اس کے پیچھے لگ گیا، سو وہ گمراہ لوگوں میں داخل

فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا

ہوگیا، اور اگر ہم چاہتے تو اس کو ان آیتوں کی بدولت بلند مرتبہ کر دیتے

وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ

لیکن وہ تو دنیا کی طرف مائل ہو گیا، اور اپنی نفسانی خواہشوں کی پیروی کرنے

منزل ۲

(۱) کتابت دہلی کے قدیم زرین کاتب مولوی محمد یحییٰ صاحب کی ہے (۲) ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب کا آخری نظر ثانی شدہ ہے، اور چونکہ متن سے ترجمہ کی سطر بڑی ہے اس لیئے ترجمہ صاف اور واضح ہے (۳) تفسیر موضح القرآن، بیان القرآن، تفسیر حسینی اور چند عربی کتابوں سے ماخوذ ہے اور کئی مستند مولویوں کی ضمانت ہے (۴) صحت کے لحاظ سے آخر صفحہ کی مہروں سے اندازہ ہوسکتا ہے (۵) ابتداء میں ایک بسیط مقدمہ ہے جو مولوی عاشق الٰہی صاحب محدث میرٹھی کا لکھا ہوا ہے۔ اور اس کے چند مضامین کے عنوان یہ ہیں، دیباچہ، آداب تلاوت قرآن، کلام اللہ شریف میں ۲۵ انبیاء کا مختصر ذکر ہے ان کا نام بنام حال، (۶) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبسوط تبلیغی حیات (۷) ان تمام فرشتوں کا حال جنکا قرآن میں ذکر ہے (۸) وہ کفار جنکا قرآن میں ذکر ہے فرداً فرداً حال (۹) وہ قبائل جن کا قرآن میں ذکر ہے بالتفصیل (۱۰) وہ مقامات جنکا قرآن میں ذکر ہے بالتفصیل (۱۱) آخرت کے مکان جن کا قرآن میں ذکر ہے (۱۲) سیارے جن کا ذکر قرآن میں ہے (۱۳) رموز و اوقات قرآن شریف، غرضکہ اس ہدیہ میں ایسے عمدہ کاغذ ایسے ترجمہ، اور ایسی تفسیر کی حمائل نہ آجتک ملی اور نہ آیندہ مل سکتی ہے، اس کی خصوصیات بہت طویل ہوسکتی ہیں لیکن گنجائش کی کمی کی وجہ سے مجبوری ہے، سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اگر ناپسند ہو تو واپس بھیجدیجئے اور بغیر ایک منٹ کی تاخیر کے اپنا روپیہ واپس لے لیجئے،

ھدیہ مجلد چرمی نقرئی کار ڈہائی روپے محصول ۱۲؍ منیجر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمایئے

اکیاون خوبیوں والے قرآن کا ۵۴۷ کچھ کم ایک صفحہ قیمت فی جلد مجلد چرمی چار روپے محصول
ڈاک ایک روپیہ کل حصہ
ترجمہ اول مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی ترجمہ دوم حضرت مولانا مولوی اشرف علی صاحب، حاشیہ ملخص از بیان القرآن
یہ وہی قرآن شریف ہے جس کا بارہا اشتہار آپ نے پڑھا ہے ملنے کا پتہ
حمیدیہ پریس دہلی

ومن یقنت ۲۲ | الجزء الثانی والعشرون | سورة الاحزاب ۳۳

وَمَنْ يَقْنُتْ
اور جو کوئی فرمانبرداری کرے
اور جو کوئی تم میں اللہ کی

مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا
تم میں سے واسطے اللہ کے اور رسول اس کے کے اور عمل کرے اچھے
اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گی اور نیک کام کرے گی

نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ۝
دیوینگے ہم ثواب اس کا دوبار اور تیار کیا ہم نے واسطے اس کے رزق اچھا
تو ہم اس کو اس کا ثواب دوہرا دیں گے۔ اور ہم نے اس کے لیے ایک عمدہ روزی طیار کر رکھی ہے

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ
اے بی بیو نبی کی نہیں ہو تم مانند ہر ایک کے عورتوں سے اگر پرہیزگاری کرو تم
اے نبی کی بیویوں تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم تقویٰ اختیار کرو۔ تو تم

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ
پس مت نرمی کرو بات میں پس طمع کرے وہ شخص کہ بیچ دل اس کے کے بیماری ہے اور
(نامحرم مرد سے بولنے میں (جب کہ بضرورت بولنا پڑے) نزاکت مت کرو اس سے) ایسے شخص کو طبعاً خیال (فاسد پیدا) ہونے لگتا ہے جس

قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ
اور کہو بات سیدھی اور ٹکی رہو بیچ گھروں اپنے کے اور مت بناؤ کرو بناؤ
قلب میں خرابی ہے اور قاعدہ عفت کے موافق بات کہو اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم زمانہ جاہلیت کے

الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ
جاہلیت پہلی کا اور قایم کیا کرو نماز کو اور دیا کرو زکوٰۃ کو اور
دستور کے موافق مت پھرو اور تم نمازوں کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور

اَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ
فرمانبرداری کرو اللہ کی اور رسول اس کے کی سوائے اس کے نہیں کہ ارادہ کرتا ہے اللہ کو دور کرے
اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانو۔ تو اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ اے گھر والو ... سے آلودگی کو دور رکھے

تفسیر صفحہ ھذا

ومن یقنت منکن للہ ورسولہ اس آیت شریفہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کو خطاب فرمایا گیا ہے کہ تمہاری عزت وعظمت اللہ کے نزدیک اور مستورات مومنین سے زیادہ ہے تمہیں بھی اسی قدر باعز ووقار رہنا چاہئے کلام میں نرمی ہونے کے یہ معنی ہیں کہ وقار وعظمت اور تمکنت اور رعب باتوں میں ہو اور جب منہ سے بات نکلے تو معقول بات نبی کی عظمت اور ہی وقار قایم کرنے کے لیئے نکلے اور یہ بھی مراد ہے کہ مثل زمانہ جاہلیت کے باہر نہ پھرو بلکہ اپنے گھروں میں بیٹھی رہو تاکہ تمہاری شان میں کہ تم امہات المومنین ہو کچھ فرق نہ آئے زکوٰۃ دو۔ نماز پڑھو اور اللہ ورسول کی اطاعت کرو تمہارے لیے یہی بس ہے۔ خداوند کریم کی یہی مرضی ہے کہ زمانہ جاہلیت کی جتنی عادتیں جو درحقیقت ناپاک ہیں تم میں سے جاتی رہیں اور جو کچھ ہم نے بتایا ہے اگر اس پر تم عمل پیرا ہو گی تو تمہیں کیسی بزرگی اور تقدس حاصل ہوتا ہے تمہیں جو خداوند تعالیٰ نے دیا ہے اوروں کو کب نصیب ہے تمہارے ہی گھروں میں ہماری روشن آیتیں پڑھی جاتی ہیں، پھر تم ہی خیال کرو کہ تم سے بہتر اور کون ہو سکتا ہے بعض علما تحریر فرماتے ہیں، کہ اس آیت میں علت اس تضعیف اجر اور اسی طرح عذاب کی جو اس کے قبل ارشاد ہے شرف زوجیت نبی کریم ہے، کیونکہ اہل خصوصیت کا عصیان بھی اوروں کے عصیان سے اشد ہوتا ہے، اسی طرح انکی اطاعت بھی اوروں کی اطاعت سے زیادہ مقبول ہوتی ہے، پس وعدہ اور وعید دونو میں وہ دوسروں سے ممتاز ہیں اور حضور کا مقام کلام میں یہ کہنا ممکن ہے کہ حضرت امہات المومنین کی معصیت واطاعت کا صدور حضور کے قلب کے لیے باعث راحت ہوتا تھا ۱۲

ہر شخص حیرت میں ہے کہ عمدہ مترجم اور مجلد چرمی قرآن کیونکر مل سکتا ہے

اور ترجمہ بھی مولوی اشرف علی صاحب کا تفسیر بھی بیان القرآن کی، کاغذ بھی سفید اور گلیز اور ابتدا میں ایک بسیط مقدمہ بھی ہو

نہ دیکھا نہ سنا

یہ بس حمیدیہ پریس دہلی کا مفید کارنامہ ہے

اس عالمگیر کساد بازاری اور بے روزگاری میں جبکہ ہزاروں بھائی قوت لایموت کے ساتھ دین کا دامن بھی تھامے ہوئے ہیں، مترجم قرآن شریف کے خواہاں تھے، لیکن زیادہ قیمتوں کی بنا پر مجبوراً خرید نہ سکتے تھے حمیدیہ پریس دہلی ہی کی اولیت ہے کہ اس نے ایسا قرآن شریف ناظرین کے سامنے پیش کر دیا جو ترجمہ والا بھی ہو اور سستا بھی، ترجمہ بھی مولوی اشرف علی صاحب کا ہو اور تفسیر بھی بیان القرآن مولوی اشرف علی صاحب سے ماخوذ، تقطیع بھی کلاں ہو، غرضکہ تمام وہ سامان ہو جس کا ایک مسلمان دل دادہ خواہاں ہو سکتا ہے، اور لطف یہ کہ ابتدا میں ایک بسیط مقدمہ بھی ہے جس میں قرآن شریف کے متعلق مزید ضروریات کا حل ہو، اور مجلد بھی چمڑے کا ہو،

تیار ہے۔ اور اس کا نام ۲۸ خوبیوں والا یا غریبوں کا مترجم قرآن ہی صد ہا روز جا رہا ہے

اور حسب ذیل ۲۸ خوبیاں ہیں (۱) تعداد سورہ ہائے قرآن مع آیات، ترتیب نزول و ترتیب تلاوت (۲) تلاوت قرآن شریف اور دوسری عبادتوں کا موازنہ اور تلاوت مع ترجمہ کی ترجیح (۳) قرآن شریف کا نزول کیونکر ہوا، اور جبرئیل کیونکر آیات قرآنی لاتے تھے، احادیث صحیحہ سے اقتباس ہے (۴) ترتیب نزول اور ترتیب تلاوت میں فرق کیوں ہے (۵) تعلیم قرآنی کے فوائد اور اس کے اثرات و برکات (۶) تلاوت قرآن کا ثواب بصورت مختلفہ، مثلاً نماز میں یا تراویح میں، مسجد میں، یا رات دن میں وغیرہ (۷) تلاوت کے آداب (۸) قرآن شریف کی فضیلت دیگر کتب سماوی پر (۹) اعوذ باللہ کے فضائل اور ان کے اعمال (۱۰) بیان فضائل سورۂ فاتحہ (۱۱) بیان فضائل سورۂ بقر (۱۲) فضائل سورۂ انعام مع قبولیت (۱۳) بیان آیۃ الکرسی مع فضائل و اعمال (۱۴) سورۂ کہف اور اس کی آیات کا اثر مع قصہ اصحاب کہف (۱۵) سورۂ یاسین کے فضائل و اعمال (۱۶) فضیلت سورۂ فتح اور اس کے اعمال (۱۷) فضیلت سورۂ ملک اور اس کے اعمال (۱۸) فضائل سورۂ اخلاص مع اعمال (۱۹) فضائل سورۂ واقعہ مع اعمال، رفع گرانی و باران رحمت (۲۰) سورۂ عم یتساءلون کے خواص اور دفع بلیات کے اعمال (۲۲) فضائل مع فرق (۲۳) رسول کریم کی زیارت خواب میں ہو سکتی ہے، بہت تھوڑی سی محنت کے بعد اور فضائل درود شریف (۲۵) رموز اوقات (۲۶) سوانح عمری رسول کریم (۲۷) فہرست ترتیب سورہ و آیات (۲۸) دعائے ختم القرآن مع فضائل **ضخامت ۴۰۰ صفحے** مع مقدمہ

کاغذ سفید دبیز، ولایتی ساخت **چھپائی** خوب روشن سیاہ **مجلد** بمع پشتہ **کتابت** وغیرہ کا ایک سرسری اندازہ اس نمونہ سے کر لیجئے **ہدیہ مجلد ڈیڑھ روپیہ** محصول ڈاک اب بڑھ گیا ہے اس لئے ۱۵ ار کل ہی میں جہاں چاہے منگا لیجئے **ایک منگایئے یا سو** رعایت مطلق نہیں، ریل کے ذریعہ کم از کم چار قرآن شریف منگائیے ورنہ کوئی خاص فائدہ نہ ہوگا، ریل کے ذریعہ منگانے والے پیشگی قیمت بھیجیں ورنہ تعمیل نہ ہوگی، یہ بھی نوٹ کر لیجئے کہ ہر اس پارسل پر جو ریل کے ذریعہ منگایا جائے ۱۲ ار تو یہاں ہی خرچ ہو جاتے ہیں، اب کی مرتبہ طلب ہی طلب فرمایئے، کیونکہ رسالہ مولوی کے تمام نقصانات کی تلافی بہت ہی اعلیٰ درجہ کی خاص طور سے ہو رہی ہیں اور اسلامی احکام کی تبلیغ قرآن شریف کی ہی آمدنی سے ہوتی ہے۔

مینیجر رسالہ مولوی کوچہ چیلان دہلی

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ

وہ پاک ذات ہے جو اپنے بندے کو شب کے وقت مسجد حرام سے مسجد

الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ

اقصیٰ تک جس کے گرد اگرد ہم نے برکتیں کر رکھی ہیں لے گیا تاکہ ہم ان کو اپنے کچھ عجائبات قدرت دکھلاویں، بیشک اللہ تعالیٰ بڑے

وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا

سننے والے بڑے دیکھنے والے ہیں۔ اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور ہم نے اسے بنی اسرائیل کے لئے ہدایت بنایا کہ تم میرے سوا کوئی کارساز مت

مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ اِنَّهٗ کَانَ عَبْدًا

قرار دو اے ان لوگوں کی نسل جنکو ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا، بیشک وہ

ربنا لا تؤاخذنا ان نسينا او اخطانا

مولوی

جو ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ کو حمیدیہ پریس دہلی کوچہ چیلاں سے شائع ہوتا ہے

جلد چودہ | بابت ماہ رمضان المبارک ۱۳۵۰ ہجری | نمبر ۳ تین

رمضان شریف کا خطبہ

الحمد لله الذی قال فی القرآن العظیم شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن وفرض علینا الصیام وسن رسول الله للمسلمین قیامه والصلوٰة والسلام علی محمد واله وصحبه الی یوم القیام

اما بعد یا معشر المسلمین۔ اس خدائے کارساز کا شکر و سپاس ادا کرو جس نے رمضان المبارک میں روزہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائی اور دعا کرو کہ وہ نکتہ نواز ان روزوں پر وہی اجر و ثواب مرتب فرمائے جس کا بعض شرائط کے ساتھ اس نے وعدہ فرمایا ہے اور کوشش کرو کہ اس ماہ مبارک کے بقیہ ایام ویسے ہی گذریں جیسے گذرنے چاہئیں اور ہم ویسے ہی روزے رکھ سکیں جن کے متعلق وعدہ ہے کہ غفر له ما تقدم من ذنبه لیکن اگر ان شرائط کی ہم نے پابندی نہ کی جس کے ساتھ الصوم لی وانا اجزی به مشروط ہے تو ہماری روزہ داری فاقہ کشی سے زیادہ کوئی معنی نہ رکھیگی اس لئے ابھی جبکہ ماہ مقدس رمضان کا بڑا حصہ باقی ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی راتوں اور اپنے دنوں کی مصروفیتوں اور مشغولیتوں کا محاسبہ کریں اور جو لمحہ بھی اس ماہ مغفرت و غفران میں بسر کریں اس کا جائزہ لیں کہ کس طرح گذرا خدا نے کس طرح گذارنے کا حکم دیا تھا اور ہم نے کس طرح گذارا اور اس ماہ مبارک کے ساعات خیر و برکت کو نفس و شیطان کی پیروی میں بسر کیا یا خدا اور اس کے رسول کی اطاعت میں۔

برادران اسلام! زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔ بقول شخصے آدمی بلبلہ ہے پانی کا کون کہہ سکتا ہے کہ آج ہم کو جو مہلت ملی ہوئی ہے اور خدا نے جو فرصت عطا کر رکھی ہے وہ کب ختم ہو جائے گی بہت ممکن ہے کہ اس رمضان کے بعد پھر دوسرا رمضان دیکھنے کی ہمیں مہلت نہ ملے بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ اس جمعہ کے بعد دوسرا جمعہ ہم دیکھ سکیں اور پیام اجل آپہنچے اس لئے نہ زندگی پر ہمارا قابو ہے اور نہ موت پر دسترس مگر افسوس اس حقیقت کا یقین ہو لینے کے بعد بھی کہ موت کا آنا یقینی ہے پھر بھی خواب غفلت سے ہماری آنکھیں نہیں کھلتیں روزانہ صبح سے شام تک نہ جانے کتنی موتیں ہوتی ہیں اور کتنے آدمی مرتے ہیں مگر اپنی موت کی طرف سے ہمارا دھیان نہیں جاتا حالانکہ سینکڑوں ایسے آدمی بھی مرتے ہیں جن کی حالت ہم سے بہتر ہوتی ہے اور جو اپنی صحت و قویٰ کی مضبوطی اور علاج معالجہ کی آسانی کے اعتبار سے ہم سے کہیں بہتر حالت میں ہوتے ہیں مگر صحت و قویٰ کی مضبوطی اور روپیہ اور دولت کی افراط اور بہترین علاج معالجہ کچھ کام نہیں آتا یہ سب چیزیں یونہی کی یونہی دھری رہ جاتی ہیں اور انتہائی بیچارگی و بیکسی کے عالم میں انسان فرشتہ اجل کی ایک ہی ضرب سے راہی ملک عدم ہو جاتا ہے بہترین ڈاکٹر اور حاذق طبیب منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں اور تمام احتیاطیں ہر قسم کا علاج اور ہر طرح کی نگہداشت فضول اور بیکار ثابت ہوتی ہے ایسی ناپائدار زندگی پر سوائے ایک غافل اور نادان انسان کے کون بھروسہ کر سکتا ہے اگر یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ ہم زیادہ سے زیادہ دنوں تک زندہ رہیں گے اور دنیا کی بہاریں اچھی طرح دیکھنے کے بعد پیام اجل کے شکار ہونگے تب بھی انجام

موت سے کس کو رستگاری ہے آج وہ کل ہماری باری ہے

موت ہی ایک ایسا برحق مسئلہ ہے جس سے کسی سرکش سے سرکش بادشاہ کو بھی انکار کی جرات آج تک نہیں ہو سکی شاہ و گدا امیر و فقیر عالم و جاہل پیر و پیغمبر سب اس کے آگے مجبور و لاچار ہیں "کل نفس ذائقة الموت" پر سب کا ایمان ہے "کل من علیها فان" سے کسی کو انکار نہیں فرعون جس نے خدائی کا دعویٰ کیا نمرود جس نے ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا شداد جس نے آسمانی بہشت کا جواب بنایا بالآخر سب کو موت کے ہاتھ سے خاک میں ملنا پڑا دوسری طرف خدا کے محبوب اور پیارے نبی و رسول آدم و نوح ابراہیم موسیٰ عیسیٰ اور حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کرنا پڑا۔ موت کا بیرحم ہاتھ نہ جوان کو چھوڑتا ہے نہ بچوں پر ترس کھاتا ہے نہ اس کو بوڑھوں پر رحم آتا ہے وہ سب کو ایک ہی لکڑی سے ہانکتا ہے نہ وہ یتیم بنانے سے جھجکتا ہے نہ چوتھی کی دلہن کو بیوہ کرنے سے ڈرتا ہے نہ اسے بڑھیا ماں کی بیکسی پر رحم آتا ہے نہ ننھے بچوں کی بے بسی پر۔ برادران عزیز جب اس دنیائے فانی کا یہ حال ہے تو سوچو کہ جو فرصت و مہلت ہمیں اور تمہیں ملی ہوتی ہے کیا ہمارا یہ فرض نہیں ہے کہ اس زندگی کے ایک ایک لمحہ پر نگاہ رکھیں اور اسے بیکار ضائع ہونے سے بچائیں۔

اس وقت جو حضرات یہاں مسجد میں موجود ہیں اور خدا کے حضور میں رکوع و سجود کے لئے حاضر ہوئے ہیں امید ہے کہ وہ سب روزہ دار ہوں گے خدا سے دعا ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ ان کے روزے قبول فرمائے مگر ساتھ ہی ہم سب کا فرض ہے کہ اب تک جتنے روزے رکھے جا چکے ہیں ان کی نسبت خالی الذہن ہو کر سوچیں کہ کیسے روزے رکھے کیا روزے کی سب شرطیں ہم نے پوری کیں اور ایسا روزہ رکھا جس کا حکم ملا ہے اور جو انسانی روح کو آلائش معصیت سے پاک و صاف کر دیتا ہے اور انسانی قلوب کو مزکی کر کے تعلیم تقویٰ کا ضبط و مصدر بنا دیتا ہے اگر اب تک معمولی طور سے ہم نے روزے رکھے ہیں اور دل و دماغ اور روح اور نفس کو اور جملہ اعضائے و جوارح کو برے کاموں سے نہیں روکا تو آئندہ کے لئے تہیہ کر لیں کہ جتنے دن اس مبارک مہینے کے باقی ہیں انہیں ضروریات آداب و شرائط شرعیہ کی پابندی کے ساتھ بسر کرینگے اور ایسا ہی روزہ رکھیں گے جس کا حکم ملا ہے روزہ کو فاقہ کشی کا مرادف نہ بنائینگے یعنی زبان ہاتھ پاؤں دل و دماغ سب کو برائی سے بچائینگے اور ہر ایک عضو کا روزہ رکھکر روزہ رمضان کی تکمیل کریں گے اور آپ اپنے اس ارادہ میں اسی وقت کامیاب ہونگے

جب آپ موت کو یقینی سمجھ لیں گے اور یہ بھی یقین کر لیں گے کہ موت کی جو گرم بازاری ہے وہ آپ کی شمع حیات کو بھی گل کر کے رہے گی اگر موت کا تخیل اور صحیح تخیل قائم ہو جائے اور یوم آخرت اور عذاب قبر کا یقین ہو جائے تو نا ممکن ہے کہ صحیح طریقہ پر آپ اعمال مذہبی کو انجام نہ دیں۔

برادران عزیز رمضان المبارک میں پہلی چیز یہی ہے کہ روزہ صحیح طریقہ پر تمام آداب و شرائط کے ساتھ رکھا جائے۔ دوسری چیز قیام لیل ہے جس کا پہلا جزو تو تراویح ہے جو سنت مؤکدہ ہے مگر برکات و حسنات کے لحاظ سے تہجد کی فضیلت بھی کچھ کم نہیں اور اگر اللہ توفیق دے تو تہجد کی برکات کا کوئی بدل نہیں ہو سکتا کیونکہ جو خشوع اور خضوع اور جو لذت گریہ وزاری تہجد کے وقت حاصل ہوتی ہے وہ کسی دوسرے وقت حاصل نہیں ہوتی خصوصاً ماہ مقدس رمضان میں تہجد کی نماز میں جو لذت و راحت نصیب ہوتی ہے اس کا اندازہ صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کو توفیق ملی ہے یہی وہ وقت مسعود و مبارک ہے جس کی نسبت حدیث میں آیا ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ آسمان اول پر نزول فرماتے ہیں اور ندا فرماتے ہیں کہ ہے کوئی گنہگار جو مغفرت چاہے ہے کوئی مریض جو شفا چاہے ہے کوئی مانگنے والا جسے دیا جائے اس وقت اللہ اپنے بندوں کی سنتا ہے جو کچھ وہ طلب کرتے ہیں عطا کرتا ہے اور جو دعا مانگی جائے وہ قبول ہوتی ہے اور یہی وہ وقت ہے جس کی نسبت ارشاد ہے من تقرب الی شبرا تقربت الیہ ذراعا۔ یعنی جو ایک بالشت خدا کی طرف بڑھتا ہے خدا اس کی طرف ہاتھ بھر بڑھتا ہے۔

اسی ماہ مقدس میں وہ شب خیر من الف شہر ہے جس شب میں قرآن حکیم نازل ہوا اور جو ہزار مہینوں سے زیادہ مقدس و مبارک ہے کیا شب قدر بھی ایسی چیز نہیں ہے کہ اس کے لئے تم اپنا تھوڑا سا وقت اور تھوڑا سا آرام کھو دو۔ شب قدر کے متعلق بزرگان دین کا عام اتفاق اس امر پر ہے کہ وہ رمضان المبارک کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہے اور زیادہ امکان عشرہ آخر کی طاق راتوں ہیں بالخصوص ستائیسویں شب کے متعلق گمان غالب ہے۔

اس کے علاوہ آخری رمضان کا اعتکاف نہایت اہم چیز ہے اور یہ اس لئے ہے کہ اگر پورا رمضان کوئی شخص ہمہ تن یاد الٰہی و عبادت خداوندی میں نہ گزار سکے تو کم از کم چند دن تو ایسے مل جائیں جس میں کامل یکسوئی اور پورے انہماک کے ساتھ خدائے قدوس کی طرف لو لگا کر عبادت و ریاضت کر سکے۔

بہر حال برادران عزیز چند روزہ زندگی پر اس قدر مغرور نہ ہونا چاہیئے اور جو لمحات خیر و برکت میسر آ جائیں ان کو غنیمت سمجھ کر عاقبت کے سنوارنے کی فکر میں مشغول ہونا چاہیئے اور رمضان المبارک کے لمحات خیر و برکت سے بہتر کوئی دوسرا زمانہ میسر نہیں آ سکتا اس لئے اس عبادت و فرصت سے فائدہ نہ اٹھانا انتہائی نادانی ہوگی اور رمضانی برکات سے محروم ہونے کے یہی معنی ہیں کہ جملہ آداب و شرائط کے ساتھ روزے رکھے جائیں اور ایمان و احتساب کے ساتھ تراویح و تہجد کی نمازیں ادا کی جائیں اور لیلۃ القدر و اعتکاف کا اہتمام کے ساتھ بندوبست کیا جائے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان شہر افترض اللہ صیامہ و انی سننت للمسلمین قیامہ فمن صامہ وقامہ ایمانا و احتسابا خرج من الذنوب کیوم ولدتہ امہ یعنی رمضان کے روزے اللہ نے فرض کئے ہیں اور اس کا قیام یعنی تراویح میں نے مسلمانوں کے لئے مسنون کیا ہے پس جو ایمان و احتساب کے ساتھ روزے رکھے اور قیام کرے وہ گناہوں سے ایسا پاک و صاف ہو جائے گا جس طرح بچہ پیدا ہونے کے وقت گناہ سے پاک و صاف ہوتا ہے اعتکاف کی فضیلت میں ایک حدیث وارد ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ اعتکاف میں دو حج اور عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔

برادران اسلام! کیا ہم میں سے کوئی ایسا ہے جو اپنی زندگی پر اس قدر بھروسہ رکھتا ہو کہ مرنے کا کوئی اندیشہ نہ ہو اور اس زعم میں وہ رمضان اور اس کے متعلقات کے برکات و فضائل کی پرواہ نہ کرے وہ تمام فرزندان اسلام جو اس مسجد میں مجتمع ہیں خواہ وہ بوڑھے ہوں یا جوان اس حقیقت سے بیگانہ نہیں ہیں کہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں بلکہ جو سانس اندر سے باہر آتا ہے اس کا ہر تار نفس اس قدر بے ثبات ہے کہ اس سے زیادہ بے ثبات مٹی کا ایک کھلونا بھی نہیں ہوتا ہمارے ہر تار نفس کے متعلق یہ امکان ہے کہ اندر سے باہر آنے کے بعد پھر اندر واپس نہ جائے اور اس طرح آن واحد میں رشتہ حیات منقطع ہو جائے یہ صرف امکان عقلی ہی نہیں ہے بلکہ روزمرہ کا تجربہ ہے کہ سینکڑوں ہٹے کٹے نوجوان جن کے جسم مضبوط اور قویٰ مستحکم ہوتے ہیں بغیر کسی بیماری کے آن کی آن میں قلب کی حرکت بند ہو جانے سے فوت ہو جاتے ہیں موت صرف بوڑھوں کے لئے مخصوص نہیں ہے بلکہ اس کا زبردست ہاتھ نوجوانوں کے گریبان میں بھی بلا تکلف پہنچتا ہے جب انسان کی زندگی اس قدر غیر یقینی اور بے ثبات ہو تو آج سے چشم پوشی کرنا اور کل کے انتظار میں حال کی طرف سے غافل رہنا کس قدر احمق پن ہے خدا نے اپنے لطف و کرم سے اس رمضان میں کسب سعادت کا موقع عطا فرمایا ہے حالانکہ ہمارے اعمال تو اس قسم کے ہیں کہ اگر زمین ہم پر تنگ کر دی جائے، آسمان ہم پر ٹوٹ پڑے اور بہاڑ ہم کو روند ڈالیں اور ہماری ہڈیوں کو آٹے کی طرح پیس کر رکھ دیں تو یہ بھی بالکل انصاف ہوگا لیکن اس کی بجائے اس رحمن و رحیم خدائے قدوس نے ہم کو تلافی کی مہلت دی ہے پھر بھی ہم سرکشی و غفلت سے باز نہ آئیں تو اس سے زیادہ بدبختی و بدنصیبی اور کیا ہو سکتی ہے۔

برادران عزیز! اس ماہ مقدس رمضان کے جتنے دن اور جس قدر لمحات خیر و برکت کے باقی رہ گئے ہیں ان کی قدر کرو اور اپنی بے ثباتی کو پیش نظر جس قدر نیکی سمیٹ سکو سمیٹو تو کیا خبر کہ دوسرے رمضان تک تمہیں مہلت ملے یا نہ ملے۔

ابھی جو کچھ کہا گیا وہ عبادت بدنی کے متعلق تھا جس میں تھوڑی سی راحت و آرام ترک کرنے کے سوا اور کوئی دقت نہیں ہے لیکن اس کے علاوہ دوسرے طریقے بھی ہیں جن کے ذریعہ ہم اپنے دامن مستاع خیر سے بھر سکتے ہیں مجملہ ان کے صدقات و خیرات ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ ایثار جان کے بعد ایثار مال کسب خیر و حسنات کا بہترین ذریعہ ہے بدن انسانی کی تھوڑی سی اذیت سے ہم جو نیکیاں حاصل کر سکتے ہیں اس کا تعلق ہم سے گزر کر دوسروں پر نہیں پڑتا اس کے برخلاف ایثار مال کا اثر دوسروں پر پڑتا ہے اور ہمارے صدقات و خیرات سے دوسروں کو فائدہ پہنچتا ہے اس کے علاوہ مال ہی وہ چیز ہے جو جان اور عزت کے بعد سب سے زیادہ عزیز و محبوب رکھا جاتا ہے اور خداوند برحق کا ارشاد ہے لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون جب تک محبوب و عزیز چیز اللہ کے راستے میں قربان نہ کرو گے اس وقت تک نیکی کا وہ درجہ حاصل نہ ہو گا جس کو بر کہا گیا ہے اس لئے عبادت بدنی کے علاوہ ہمیں کسب خیر و حصول نیکی کے دوسرے ذرائع بھی اختیار کرنے چاہییں خصوصاً ان کو جن کو خدا نے اپنے خزانہ احسان و رحمت سے مالا مال کر دیا ہے ان کے لئے تو ضروری ہے کہ وہ اس میں سے اللہ کے راستے میں خرچ کریں۔

برادران عزیز ایثار و انفاق مال کی بھی دو قسمیں ہیں ایک تو فرض ہے اور وہ زکوٰۃ ہے اور دوسرا وہ جو فرض نہیں ہے زکوٰۃ کا نصاب پورا ہونے اور نصاب پر ایک سال گزر جانے کے بعد مال کا چالیسواں حصہ اللہ کے راستے میں خرچ کرنا واجب ہو جاتا ہے خدا کا شکر

ہے کہ مسلمانوں میں فی سبیل اللہ خرچ کرنے کا ذوق اب تک باقی ہے لیکن دو باتیں ایسی ہیں جن میں اصلاح کی سخت ضرورت ہے۔ اول زکوٰۃ کی نیت نہ کرنی اور یا تا علیحدہ حساب کرکے زکوٰۃ نہ ادا کرنا حالانکہ خیرات وغیرہ کی سب رقم اگر جوڑ لی جائے تو زکوٰۃ واجب الادا سے زیادہ رقم ہو جائے گی اس سے یہ نقصان ہے کہ فرض بلا وجہ باقی رہ جاتا ہے دوسرے زکوٰۃ ہو یا خیرات اس کو برمحل اور صحیح موقع پر نہ صرف کرنا اس سے اجر و ثواب آدھا رہ جاتا ہے اس لئے زکوٰۃ باقاعدہ ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے اور خیرات زکوٰۃ دونوں کا مصرف ایسا تلاش کرنا چاہیئے جس سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو نفع پہنچ سکے کیونکہ جس خیرات سے جس قدر زیادہ نفع لوگوں کو پہنچے گا اسی قدر اجر و ثواب میں زیادتی ہو گی رمضان میں زیادہ سے زیادہ صدقات و خیرات اس لئے کرنا چاہیئے کہ معمولی ایام کی نسبت رمضان میں زیادہ ثواب ملتا ہے۔

بہرحال برادران اسلام! خدا سے ڈرو۔ تقویٰ اختیار کرو اور اس مقدس و مبارک مہینہ سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کی سعی کرو تاکہ کل جب تمہاری روح اس قفس عنصری سے نکل کر اپنے پروردگار کے حضور میں حاضر ہو تو شرمندہ نہ ہو اور اس کی مجھولی متاع نیک سے خالی نہ ہو اور سب دعا کرو کہ رمضان المبارک کے جتنے دن باقی رہ گئے ہیں ان کو اپنی مرضی کے مطابق بسر کرنے کی ہم سب کو توفیق عطا فرمائے وما توفیقی الا باللہ وھو الموفق والمعین۔ بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم ونفعنا وایاکم بالآیات والذکر الحکیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف رحیم

خطبہ

الحمد للہ نحمدہ حمدا کثیرا طیبا والصلوٰۃ والسلام علی محمد والہ واصحابہ وبارک وسلم درود و سلام بھیجو خواجہ کائنات مفخر موجودات افضل انبیاء و رسل ہادی سبل حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر جن کے طفیل اور صدقہ میں ہم اور آپ دین اسلام کی نعمت سے مشرف ہوئے اور جن کی بدولت رمضان مقدس کی برکات و فضائل سے ہمیں آگاہی ہوئی اور جنہوں نے اپنے طرز عمل سے نمونہ بنکر ہمیں بتلا دیا کہ رمضان المبارک میں ہمیں کیسی زندگی بسر کرنی چاہیئے۔

اور درود و سلام بھیجو حضرت خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی اور حضرت علی مرتضیٰ پر جو انبیاء کے بعد تمام خلق سے افضل اور بہتر تھے اور جن کو یہ شرف اس لئے حاصل ہوا کہ رسول کریم کے ارشاد کی حرف بحرف تکمیل و تعمیل اور آپ کے اسوہ حسنہ کی قدم بقدم پیروی کرتے تھے خصوصاً ماہ مقدس رمضان میں اعمال خیر کا اس قدر اہتمام کرتے تھے گویا اس رمضان کے بعد دوسرا رمضان ان کو نہیں ملیگا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ خدا نے قدوس نے اپنے افضال و عطیات اور اپنی رحمت و برکات سے ان کو ڈھانک لیا اور انبیاء کرام کے بعد تمام خلق پر ان کو فضیلت و برتری عطا فرمائی۔

اور درود و سلام بھیجو حضرت کی ازواج مطہرات خصوصاً حضرت خدیجہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ پر جو رمضان میں پورے آداب و شرائط کے ساتھ روزے رکھتی تھیں شب تراویح و تسابیح میں مشغول ہوتی تھیں اور آخر عشرہ میں معتکف ہوتی تھیں اور خوب جی کھول کر خیرات کرتی تھیں اور جن کے توسل سے رمضان کے مسائل ہمیں معلوم ہوئے۔

اور درود و سلام بھیجو حضرت فاطمہ زہرا پر جو رسول اللہ کی چہیتی اور لاڈلی بیٹی تھیں اور جن کا زہد و تقویٰ مشہور ہے اور جو اپنے ہاتھ سے چکی پیسنے اور گھر کا سارا کام کاج کرنے اور مشکیں بھرنے کے باوجود پورے شرائط کے ساتھ روزہ رکھتی تھیں اور تراویح بھی پڑھتی تھیں۔

اور درود و سلام بھیجو حضرت امام حسن و حضرت امام حسین پر جو اپنے نانا جان کے نقش قدم سے سرمو تجاوز نہیں کرتے تھے جو رمضان میں سارا وقت خدا کی عبادت میں صرف فرماتے تھے۔ اور بے انتہا فیاض اور سخی ہو جاتے تھے۔

اور درود و سلام بھیجو حضرت کے چچاؤں حضرت حمزہ حضرت عباس پر جو رمضان کے برکات کے حصول کی پوری کوشش فرماتے تھے۔

اور درود و سلام بھیجو بقیہ اصحاب عشرہ مبشرہ رسول اللہ پر جو سب کے سب رمضان میں اسکی مرضی کے متلاشی رہتے تھے پورے آداب و شرائط کے ساتھ روزہ رکھتے تھے اور عبادات الٰہی میں مصروف رہتے تھے ایسے ہی کی موالی کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جنتی ہونے کی بشارت دی۔

اور درود و سلام حضرات ائمہ اہل بیت حضرت امام زین العابدین حضرت امام محمد باقر حضرت امام جعفر صادق حضرت امام موسیٰ کاظم حضرت امام محمد رضا حضرت امام علی نقی حضرت امام محمد تقی حضرت امام حسن عسکری پر جو سب کے سب اللہ کے محبوب بندے تھے اس کی رضا و خوشنودی کے جویاں رہتے اور اس کی عبادت میں مشغول رہتے تھے۔

اور سلام بھیجو ائمہ اربعہ حضرت امام ابو حنیفہ حضرت امام مالک حضرت امام شافعی حضرت امام احمد بن حنبل پر جن کی ساری عمر خدا اور اس کے رسول کی خوشنودی اور تبلیغ و اشاعت میں بسر ہوئی۔

اور سلام بھیجو غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی اور حضرت خواجہ معین الدین اجمیری پر جو اس بلند مرتبہ پر اس لئے پہنچے کہ ہر لحہ موت کو سامنے رکھکر خدا کی عبادت میں بسر کیا اور رمضان میں بیش از بیش عبادت میں مشغول رہے۔

اور سلام بھیجو شعرائے اسلام حضرت مولانا روم۔ مولانا سعدی مولانا حافظ امیر خسرو اور مولانا جامی پر جو متقی و پرہیزگار شاعر تھے۔

اور اے اللہ رحمت نازل کر ان سلاطین و سپہ سالاران عظام پر جن کی سعی و کوشش سے ہندوستان میں اسلام پھیلا اور آج یہاں اللہ کے نام لیوا مسلم نفوس نظر آتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کا نام لینے میں خصوصاً محمد بن قاسم فاتح سندھ سلطان محمود غزنوی سلطان شہاب الدین غوری۔ سلطان اورنگ زیب غازی احمد شاہ ابدالی سلطان ٹیپو شہید پر جو متبع شریعت تھے

اور اے اللہ مدد کر شاہ غازی نادر خاں کی جو ہر وقت اللہ کی خوشنودی کے طالب رہتے ہیں اسلام کے لئے زندہ ہیں اور شریعت کی پوری پوری پابندی کرتے ہیں باقاعدہ نماز پڑھتے ہیں اور آداب و شرائط کے ساتھ روزے رکھتے اور تراویح پڑھتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ مدد کر اے اللہ غازی مصطفیٰ کمال پاشا سلطان ابن سعود بادشاہ ایران جملہ امراء اسلام کو توفیق دے کہ وہ خود نمونہ بنکر مسلمانوں کو شریعت کا پابند بنادیں عباد اللہ اتقوا اللہ فان التقوی مخ الصیام ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر ولذکر اللہ تعالیٰ اعلیٰ واولیٰ واکبر

شذرات

سول نافرمانی کا فیصلہ

گول میز کانفرنس کے دوران میں یہ اندیشہ پیدا ہو چلا تھا کہ اس دفعہ ہندوستان میں پھر جنگ چھڑے گی اور ملک کو ایک مرتبہ اور دریائے مصائب میں کودنا پڑے گا۔ ایک طرف کانگریس کی طرف سے تیاریاں شروع تھیں اور دوسری طرف تشدد پرستوں کے برسر اقتدار آ جانے اور مسٹر ویجووڈ بن کانفرنس کے دست گریبان ہو جانے سے حکومت کے حوصلے بہت بڑھ گئے تھے۔ بعض سیاسیین کا تو یہ خیال تھا کہ گاندھی جی ساحل پر قدم رکھتے ہی گرفتار کر لئے جائیں گے اور بعض کی رائے یہ تھی کہ حکومت ان کے رویہ پر نگاہ رکھے گی۔ بہر کیف ۲۸ دسمبر کو گاندھی جی تشریف لے آئے اس وقت ملک کی حالت یہ تھی کہ بنگال میں دہشت انگیز تحریک کے لئے ایک آرڈی ننس نافذ ہو چکا تھا صوبہ متحدہ میں عدم ادائیگی لگان کی تحریک سے نپٹنے کے لئے ایک مذہبی آرڈیننس شرف صدور حاصل کر چکا تھا سرحد میں بھی آرڈی ننسوں کا غلغلہ شروع ہو گیا تھا گاندھی جی آئے اور کانگریس کی مجلس عاملہ کا اجلاس شروع ہوا یہی آرڈیننس پیش نظر تھے غلطی یہ ہوئی کہ ملک کے صحیح حالات کا اندازہ کئے بغیر مجلس عاملہ نے سول نافرمانی کے آغاز کا فیصلہ کر دیا ادھر فضا تیرہ و تار ہو کر رہ گئی اب گاندھی جی نے وائسرائے کو ملاقات کی اجازت کے لئے لکھا مگر افسوس کہ وہ منظور نہ ہوئی۔ اگر ملاقات کی یہ استدعا رد نہ کی جاتی تو ممکن تھا کہ اس کا کوئی اچھا نتیجہ مرتب ہوتا لیکن لارڈ ولنگڈن کے سامنے جب یہ درخواست ملاقات پیش ہوئے تو صورت یہ تھی کہ ایک تو مستقبل سول نافرمانی کا رزولیوشن کانگریس کی مجلس عاملہ نے پاس کر دیا تھا دوسرے مجلس عاملہ کانگریس کے بعض عناصر بہت سخت روش برت رہے تھے آپ نے اس صورت میں ملاقات کو فضول و بے سود سمجھکر جواب صاف دیدیا اور صاف لکھدیا کہ اگر کوئی امن شکن قدم اٹھایا گیا تو حکومت مقابلہ میں اپنے ذرائع و وسائل سے کام لیگی صورت حالات بد سے بدتر صورت اختیار کرتی چلی جا رہی تھی اس لئے چار اور آرڈی ننس نافذ کر دیئے گئے اور شب کے سناٹے میں گاندھی جی اور پٹیل کو گرفتار کر کے یروڈہ جیل میں بند کر دیا گیا یہ اقدام عمل ملک کے لئے ایک پیغام ولولہ تھا اس کے ساتھ تمام ہندوستان میں دارو گیر کا بازار گرم ہو گیا ہمیں ذاتی حیثیت سے تو ان گرفتاریوں کا رنج ہے اور ہونا چاہئے لیکن یہ ضرور کہیں گے کہ مجلس عاملہ کانگریس کی طرف سے عجلت کی گئی اور اس لئے جو فیصلہ کیا وہ حالات و واقعات سے بے خبری کا ایک اندوہناک نظارہ تھا۔

آرڈی ننسوں کی حکومت

اس وقت ہندوستان میں معمولی قوانین و آئین کی نہیں آرڈی ننسوں کی حکومت ہے ایک دو نہیں بلکہ متعدد آرڈی ننس نافذ ہیں کوئی بھی خواہ وطن تو ایک طرف کوئی معتدل پالیسی کا انسان بھی اس حالت کو بہ نظر استحسان نہیں دیکھ سکتا کہ اس کا وطن آرڈی ننسوں کا تختہ مشق ہو اور وہ شدید شکنجہ کے اندر پڑا ہو کراہ رہا ہو تاہم یا تو رفتار حالات اس کی مقتضی تھی یا حکومت ہی اس درجہ مجبور ہو گئی تھی کہ اس کو اپنا نظام حکومت قائم کرنے کے لئے اس سے کم آرڈی ننسوں کے بغیر چارہ ہی نہ تھا اور ابھی جبکہ تحریک کشمکش شروع بھی نہیں ہوئی تھی

اس نے اپنی شکوہ و سطوت کا بے تحاشا مظاہرہ شروع کر دیا یہ بھی ضرور ہے کہ ملک کی فضا اور ہندوستان کی حالت اس امر کی مقتضی نہ تھی کہ اس وقت سول نافرمانی کا فیصلہ کیا جاتا اس سے بھی زیادہ مصیبت خیز امر تحریک عدم ادائیگی لگان کا مسئلہ تھا عام اس سے کہ اس کی ضرورت کیسی داعی تھی ظاہر ہے کہ کوئی حکومت بھی برداشت نہ کر سکتی تھی کہ اس کے خزانہ پر یلغار کی جائے اور وہ خاموش رہے کسانوں میں جہل و جہالت کا دور دورہ ہے ان کے دل و دماغ تربیت یافتہ نہیں وہ انجام پر بھی غور نہیں کر سکتے اس تحریک کا بہلا ثمرہ مختلف اضلاع میں زمینداروں کے قتل و نہب کی صورت میں برآمد ہوا حکومت معافی دے سکتی تھی لگان میں تخفیف کر سکتی تھی لیکن اتنی وسیع الاثر شورش زرعی کے مقابلہ میں سکوت کی توقع اس سے ہرگز نہ کی جا سکتی تھی۔

آزادی پسند اقوام اپنی حریت پرستی کا مظاہرہ ضرور کرتی ہیں لیکن حالات اور فضا کو دیکھکر اگر مختلف اقوام ہند میں کامل یکجہتی پیدا ہو گئی ہوتی کساد بازاری اور افلاس و بیروزگاری نے ملک کو پریشان و سراسیمہ نہ بنا رکھا ہوتا تو ایک بات بھی تھی لیکن یہاں تو جو کچھ کیا گیا اس میں جوش کے سوا عقل اور دور اندیشی کا بہت کم حصہ تھا یہی وجہ ہے کہ حکومت پوری طاقت اور پورے جوش کے ساتھ میدان میں آ گئی اور اس نے حالات سے فائدہ اٹھایا اور اپنی پوری قانونی مشنری کو حرکت میں لے آئی زرعی شورش کے انسداد سیاسی انجمنوں کے سد باب خلاف قانون ترغیبات کو روکنے جرائد و مطابع پر قابو حاصل کرنے پکٹنگ اور مقاطعہ کی تحریک کو دبانے غرض ہر مطلوبہ مقصد کے حصول کے لئے اس وقت ملک میں ایک ایک آرڈیننس نافذ ہے ہم حکومت کو کیا مطعون کیا جائے تو بہر غیر ملکی ہے جبکہ ہمیں خود یہ تحریکیں بحالت موجودہ نقصان رساں نظر آ رہی ہیں اس وقت تو ہم ان امور پر افسوس و رنج کے اظہار کے سوا اور کوئی تبصرہ کرنے سے قاصر ہیں۔

ہندوستان بھر میں گرفتاریاں

بدبخت ہندوستان جب کبھی برباد ہوا ہے جب قائدین قوم عقل سے زیادہ جوش سے کام لیتے ہیں تو اس کا نتیجہ یہی ہوا کرتا ہے کہ قوم و ملک پر برا اثر پڑتا ہے نتیجہ استعمار سخت ہو جاتا ہے اور حکومت پورے تشدد پر اتر آتی ہے حکومتوں اور فرمانرواؤں کو تو اپنی سلطنت و فرمانروائی کی بقا کے لئے سب کچھ کرنا ہی پڑتا ہے یہ کام تو قائدین قوم کا ہے کہ وہ ہوشمندی کے ساتھ قدم اٹھائیں اور حالات و فضا دیکھکر کام کریں بلاشبہ کانگریس ملک کی ایک معتمد اور نیابتی انجمن ہے اور اس نے حریت وطن کے لئے گرانقدر خدمات انجام دی ہیں لیکن اس موقعہ پر کہ اس کے غالب عنصر نے ملک کی حالت کا بغور مطالعہ کئے بغیر جس طرز عمل کا اظہار کیا وہ ملک کے لئے پر خطر تھا اور ظاہر ہے کہ جب حکومت ابتدا ہی سے اس کے کچلنے کا ارادہ کر چکی ہو تو ملک کو جس قدر تشدد کا سامنا کرنا پڑے کم ہے چنانچہ آج ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ ملک بھر میں دارو گیر کا بازار گرم ہے۔

کانگریس کا پورا نظام تمام نوجوان بھارت سبھائیں اور اسی قسم کی دیگر سیاسی

اداروں کے خلاف قانون قرار دیئے جا چکے ہیں علاوہ ازیں چند بڑے بڑے قائد اور نام و نمود کے حامل رہنما پابند سلاسل کئے جا چکے ہیں گاندھی جی، پنڈت جی، پنڈت نہرو، ٹی پرکاشم، جے رام دولت رام، راجندر پرشاد سابق صدر، آچاریہ شیروانی، ٹنڈن، ڈاکٹر انصاری، مولانا عارف وغیرہ جیسے رہبران قوم اس وقت زندان فرنگ میں پڑے ہوئے ہیں۔ سرحد سے خان عبدالغفار خاں اور ان کے کئی ہزار ممبر بھی گرفتار ہو چکے ہیں اور ابھی یہ سلسلہ شدت کے ساتھ جاری ہے۔

حکومت نے سول نافرمانی کی تحریک کو فنا کرنے کے لئے تمام امکانی ذرائع و وسائل سے کام لینا شروع کر دیا ہے انتہا یہ ہے کہ اس نے بمبئی میں کانگریس کے لاکھوں روپے پر قبضہ کر لیا ہے اور ہر جگہ اس کے "فنڈوں" کو ضبط کرنے کی ساعی عمل میں لائی جا رہی ہیں۔ تلاشیوں اور گرفتاریوں کا زور ہے تاجروں پر بھی دباؤ ڈالا جا رہا ہے جس سے حکومت کا پلہ بھاری ہو گیا ہے اور اس دفعہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کانگریس کے مقابلہ میں کامیاب ہو جائے گی۔ کانگریس کی طرف سے بھی اگلا سا جوش نظر نہیں آتا دیکھئے کیا نتیجہ ہوتا ہے۔

سر شفیع کا انتقال پر ملال

کم و بیش ایک سال کے اندر ملت اسلامیہ کے تین جلیل القدر اور گرانمایہ فرزندوں کا اٹھ جانا اور ملت کو ان کی دائمی مفارقت میں ماتم گسار رہنا ایک ایسا دلدوز اور المناک حادثہ ہے جس نے قلوب پاش پاش اور جگر مجروح کر دیئے ہیں اور اس وقت سات کروڑ آنکھیں ان کے غم میں اشکبار ہیں۔ مولانا محمد علی جیسے بلند پایہ قائد اور مولانا عبدالماجد جیسے سرگرم اور خطیب کی المناک موت پر ابھی آنکھیں خونبار ہی تھیں کہ نہال قوم کا ایک اور ثمر دست اجل نے توڑ لیا اور مسلمان تڑپ کر رہ گئے۔ سر شفیع کی پالیسی سے ہمیں ہمیشہ اختلاف رہا لیکن اس کے باوجود ہم کیا ایک دنیا ان کی دماغی قابلیتوں اور ذہنی لیاقتوں کی معترف تھی۔

اخلاق خوبیوں کا یہ کتنا شاندار مظاہرہ تھا کہ پوری ہندو دنیا ان کی حقوق طلب سرگرمیوں پر مضطرب تھی لیکن اس کے باوجود اسی دنیا میں ہزارہا انسان ان سے بصمیم قلب محبت کرنے والے موجود تھے جس وقت لاہور میں اس نوشاہ ملت کا جنازہ نکلا ہے اس وقت اسی نیلگوں آسمان اور اسی روز طلوع ہونے والے آفتاب نے یہ نظارہ کہ نہ صرف مسلمان دیدہ بین بلکہ بلا مبالغہ ہزارہا ہنود بادیدہ پرنم ان کے ساتھ موجود تھے اور آخر تک موجود رہے کیوں موجود رہے اس لئے کہ مرنے والا بھی اپنے اندر ایک فراخ دل رکھتا تھا اور سب کے لئے اس میں عزت اور خلوص کا جذبہ موجود تھا وہ سب سے محبت کرتا تھا اس لئے سب اس کے بھی والہ و شیدا تھے۔

ہندوستان بھر میں ان کی قانونی اور دماغی لیاقت مسلمہ تھی زندگی میں انہوں نے بلند سے بلند مراتب حاصل کئے وائسرائے کی اگزیکٹیو کونسل کے رکن بنے لاکھوں روپیہ پیدا کیا بڑی سے بڑی عزت جو ایک انسان حاصل کر سکتا ہے وہ حاصل کی لیکن کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اس بلندی نے ان کی طبیعت میں غرور و نخوت پیدا کی یا انھوں نے اپنے آپ کو "ملائے اعلیٰ" کی مخلوق سمجھنا شروع کر دیا حقیقت یہ ہے کہ آپ کی عمر جتنی بڑھتی گئی آپ جتنے بلند ہوتے گئے اتنی ہی انکساری اور ایثار پیدا ہوتا گیا معاشری اور اجتماعی تعلقات بہت خوشگوار تھے اور ہر کہہ و مہ سے اس کشادہ دلی اور محبت کے ساتھ ملتے تھے کہ وہ آپ کے گرویدہ ہو جاتے تھے۔

بہت کم لوگوں کو یہ معلوم ہوگا کہ سر شفیع کی ذات سے صدہا یتیم اور بیوائیں فیض پاتی تھیں اور انہوں نے اپنے اثر و اقتدار سے بیشمار انسانوں کو بڑے بڑے عہدوں پر فائز کرا دیا مسلمانوں کی تعلیم اور ان کے ملی حقوق سے انھیں بے حد دلچسپی تھی اور اس میں انہوں نے اپنی قیمتی زندگی کے گرانبہا لمحے صرف کئے گول میز کانفرنس میں بھی آپ نے اپنی لیاقت اور سیاست دانی کا شاندار مظاہرہ کیا انھیں حکومت اور عوام دونوں میں مکمل رسوخ حاصل تھا۔ ان خوبیوں اور کمالات کے رہنما کا مر جانا ملت و ملک کے لئے ایک مصیبت عظمیٰ ہے خدائے قدوس انھیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کی قوم اور متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

اچھوتوں اور ہندوؤں میں تصادم

کچھ عرصہ سے ارض ہند کی منکوب اور صدیوں سے مغلوب و پسماندہ رہنے والی مخلوق اچھوتوں میں ایک عالمگیر بیداری پیدا ہوتی چلی جا رہی ہے اور انھیں اپنے حقوق کا زبردست احساس پیدا ہو گیا ہے کانگریس ان کے حقوق تسلیم کرتی ہے اور نہ آریہ سماجی ان کی حمایت اور غمخوارش بنا ہی کے مدعی ہیں لیکن سناتنیوں اور اعلیٰ ذات کے ہنود میں ان سے تنفر کا جذبہ ابتک جوں کا توں موجود ہے اور یہ اسی کا ایک کرشمہ اور گھناؤنا مظاہرہ ہے کہ نہ یہ اعلیٰ ذات کے ہنود کے اسکولوں میں پڑھ سکتے ہیں اور نہ بعض سڑکوں پر چل پھر سکتے ہیں کنوؤں سے پانی انہیں نہیں بھرنے دیا جاتا اور مندروں میں بھی انھیں قدم رکھنے کی اجازت نہیں۔ نام کے ہندو ہیں مگر عملاً انھیں ہنود سے اتنا بھی تعلق نہیں جتنا ہندوستان کیا دنیا کی اور کسی قوم سے ہے۔

گذشتہ دنوں بڑودہ میں محض اس جرم پر ان کی فصلیں جلا ڈالی گئیں اور ان کے کنوؤں میں تیزاب ڈالدیا گیا کہ ان کے لڑکوں کو اعلیٰ ذات کے ہنود کے اسکولوں میں تعلیم پانے کی اجازت حاصل ہو گئی تھی ان کے حامیوں پر بھی پتھر کیا گیا اب ناسک سے ایک شدید فساد کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں اچھوت یہ بھی کہتے تھے کہ جب ہم بھی ہندو ہیں تو ہمیں مندر میں داخل ہونے اور مورتی پوجا کی اجازت دی جائے یا صاف کہا جائے کہ ہم ہندو نہیں ہیں۔ اس لئے انھوں نے کالارام کے مندر میں داخل ہونے کے لئے ستیہ گرہ شروع کر دی ہے لیکن جو اچھوت کسی طرح مندر میں داخل ہو گئے اور جو باہر دھرنا دیئے بیٹھے تھے انھیں بری طرح مارا پیٹا گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ باہم سخت فساد ہو گیا جس میں کئی نفوس ہلاک اور متعدد مجروح ہوئے۔

ہم اپنے سناتنی بھائیوں اور اعلیٰ ذات کے تنگدل ہنود سے استدعا کرینگے کہ یہ زمانہ تہذیب و روشنی کا زمانہ ہے یا تو وہ انھیں بھی انسانی حقوق سے متمتع ہونے کا موقع بہم پہنچائیں یا انھیں اپنے سے علیحدہ کر دیں اب یہ ناممکن ہے کہ پرانے جابرانہ اصول زیادہ عرصہ تک جاری رہ سکیں اسلام کے نزدیک یہ فرق مراتب کوئی چیز نہیں یہاں محض سیرت اور کیرکٹر وجہ امتیاز ہے شاہ و گدا سب خدائے قدوس کے دربار میں دوش بدوش کھڑے ہو سکتے ہیں اگر یہ صورت مزید عرصہ تک جاری رہی تو یقیناً ہنود سے اچھوت علیحدہ ہو جائینگے اور انھیں

اپنی اس تنگدلی کا نتیجہ بھگتنا ہوگا۔

رمضان المبارک

رمضان المبارک کا سعادت بار مہینہ شروع ہوگیا اس ماہ کی عظمت و تقدیس کے متعلق احادیث و نصوص آپ اسی رسالہ کے دوسرے صفحات میں ملاحظہ فرمائینگے۔ یہاں ہمیں مسلمانوں اور ملت بیضائے اسلامیہ کے فرزندوں کو یہ بتانا ہے کہ وہ ذرا روزہ کے فلسفہ اور احکام اسلامی کے مصالح پر نظر کریں مسلمانوں کی پستی کا واحد سبب یہ ہے کہ انہوں نے اپنے مذہبی احکام کو پس پشت ڈال دیا ہے اور خدا اور اس کے رسول کی وقعت ان کے قلوب میں باقی نہیں رہی ہے اگر وہ ان کی اہمیت سمجھتے اور خدا کا خوف ان کے دلوں میں جلوہ گر ہوتا تو آج وہ عزت و سربلندی کے شہ نشین پر فائز ہوتے اور پوری دنیا ان کا لوہا مانتی جس طرح پہلے مانتی رہی ہے۔

دنیا جانتی ہے کہ بہت سے مسلمانوں نے روزہ کی پابندی میں بھی ریا کا پہلو پیدا کر لیا ہے اور وہ اس لئے نہیں کہ یہ خدا کا حکم ہے بلکہ محض اس لئے روزہ رکھتے ہیں کہ دنیا ان کی مذہبیت کی معترف ہو اور لوگ ان کی عزت کریں روزہ رکھتے ہیں پھر یہ روزہ ایک فاقہ سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا اس لئے کہ روزہ دار روزہ کی حالت میں دیگر منہیات شرعی جھوٹ غیبت غصہ اور بد دیانتی وغیرہ سے بچنے کی سعی نہیں کرتے رمضان درحقیقت مسلمانوں کی تربیت قلب کا مہینہ تھا ظاہر ہے کہ اگر تمام مسلمان تیس دن تک عبادت و صلوٰۃ میں مصروف رہیں اور تمام منہیات سے اجتناب کرتے رہیں تو رفتہ رفتہ وہ اس کے عادی ہو جائینگے اور پورا سال ان کا اسی عادت میں گذرے گا۔

واقعی اگر مسلمان اس مہینہ کی عظمت کو سمجھیں اور اس مدت میں اپنی زندگی کو شرعی قالب میں ڈھالنے کی کوشش کریں تو ان کے کیرکٹر اور ان کی حالت میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو جائے اور وہ ترقی کی شاہراہ پر چل پڑیں کیا مسلمان اس نکتہ پر غور کرینگے اور اپنی دنیا و عاقبت کو سنوارنے کی پوری سعی کرینگے۔

عالمگیر کساد بازاری کے نتائج

اس وقت اقتصادی کساد بازاری نے دنیا کے بازاروں پر بہت ناگوار اثر ڈالا ہے اور بیروزگاری کی وبا برابر بڑھتی چلی جا رہی ہے مغربی ممالک میں کوئی حکومت، جو بیروزگاروں اور بیکاروں کو کس مپرسی کے عالم میں نہیں چھوڑتی ان کے متعلق اعداد و شمار بہم رسانی کے لئے ایک جداگانہ محکمہ قائم ہے جو حکومت کو تفصیلات و حالات سے برابر مطلع کرتا رہتا ہے حکومت ہی ان کے لئے روزگار کا انتظام کرتی ہے اور بیکاری کے زمانہ میں ان کے لئے جسم و جان کی یکجائی کے سامان فراہم کرنے کی کفیل ہوتی ہے اس لئے ان بیکاروں اور بیروزگاروں کو کیا معلوم ہے کہ ہندوستان کے بیروزگاروں کے لیل و نہار کس طرح گذرتے ہیں اور بیچ موت میں ان کی زندگی کا عنوان کیا ہوتا ہے۔ یوں تو ہندوستان میں ہمیشہ افلاس و عسرت ہی کا دور دورہ رہتا ہے اور خوشحالی و سکون کے زمانہ میں بھی اس ملک کے دس کروڑ باشندے ہر وقت نیم فاقہ کشی کی حالت میں رہتے ہیں اور اس کے سوا ان کا کوئی خبر لینے والا نہیں ہوتا لیکن اس زمانہ میں تو حالت نے انتہائی نازک صورت اختیار کر لی ہے۔ بیروزگاری کی لہر یورپ سے لیکر امریکہ اور امریکہ سے لیکر ایشیا تک دوڑ رہی ہے ریاستہائے متحدہ امریکہ میں نوے لاکھ جنوبی امریکہ میں چالیس لاکھ بیکار موجود ہیں ساٹھ ہزار سوئزرلینڈ میں ایک لاکھ اور فرانس میں دس لاکھ بیکار موجود ہیں پھر یہ تعداد صرف مزدوروں پر مشتمل ہے یورپ و امریکہ کے متعلق جدید ترین اعداد و شمار ہیں کہ جہاں ۱۹۳۰ء کے آغاز میں بیکاروں کی تعداد ایک کروڑ ستر لاکھ تھی وہاں ۱۹۳۲ء کے اواخر میں یہ تعداد ساڑھے تین کروڑ تک پہنچ گئی تھی ۱۹۳۳ء کے صحیح اعداد و شمار ابھی فراہم نہیں ہوسکے ظاہر ہے کہ یہ سال پوری دنیا کا ایک سخت سال ہے اور اس سال میں یہ تعداد لازماً آٹھ کروڑ سے بھی متجاوز ہوگئی ہوگی۔

پھر یہ اعداد و شمار صرف مزدوروں کے متعلق ہیں اگر ان میں دیہات کے بیکاروں کی تعداد بھی شامل کر لی جائے تو یقیناً کافی اضافہ ہوگا لیکن نہ اتنا جتنا ایک تنہا ہندوستان میں متعین۔ یورپ و امریکہ اپنے ساڑھے تین کروڑ بیکاروں کو لئے اپنی تنگدستی و تہی دستی کا ڈھنڈورہ دنیا بھر میں پیٹتے پھرتے ہیں اگر ان پر ہندوستان کے افلاس کی صحیح حالت واضح ہو جائے تو یقیناً یہ اپنی مصیبتیں کو بھول جائیں یورپ و امریکہ دونوں صنعتی ممالک ہیں اور تہذیب و ترقی میں دنیا کا کوئی ملک ان کی ہمسری نہیں کر سکتا لیکن پھر بھی انھیں اطمینان میسر نہیں اور اب تک یہ اتنا بھی نہیں کر سکے کہ اپنی تمام آبادیوں کے لئے کار بہم پہنچا سکیں یہ سب خرابیاں ہیں مشین کے رواج کی جب سے یہ مشینیں چلی ہیں دنیا کا اطمینان غارت ہوگیا ہے انہوں نے بلا مبالغہ لاکھوں انسانوں کا رزق چھین لیا ہے اور پہلے جس کام کو ایک لاکھ آدمی کرتے تھے اب ہزار پانچسو آدمی مشینوں کے ذریعہ سے کرکے رکھدیتے ہیں دیہات اجڑ کر شہر آباد ہوگئے ہیں اور شہروں میں اتنا کام ملتا نہیں دیکھئے یہ مشین کا رواج آئندہ چل کر دنیا میں کیا کیا مصیبتیں ڈھاتا ہے اور اس سے کتنی تباہی پھیلتی ہے بلاشبہ ان سے فائدہ بھی پہنچا لیکن نقصان کا اندازہ بہت زیادہ ہے اور اتنا زیادہ جس کی تلافی غیر ممکن ہے۔

احرار اسلام کی مساعی

تقریباً چھبیس ہزار فرزندان ملت اسلامیہ مجاہدہ کشمیر کے سلسلہ میں اسیر زندان ہو چکے ہیں پھر بھی نہ حکومت ہنوز ٹس سے مس ہوئی ہے اور نہ احرار اسلام کے حوصلوں میں پستی کے کوئی آثار نمایاں ہیں جتنے قید ہوتے ہیں ان سے دس گنے شوق قربانی میں آگے نکل آتے ہیں اور جوش و اشتیاق کا سمندر اسی شان کے ساتھ برابر ٹھاٹھیں مارتا ہوا چلا جا رہا ہے حضرت مولانا کفایت اللہ اور مولانا احمد سعید کی وساطت سے بورسٹل جیل میں رہنمایان احرار کے ساتھ جو گفت و شنید مصالحت شروع ہوئی تھی اسکی کامیابی اور بار آوری کے متعلق ابھی دنیا کو گونہ نا امیدی پیدا ہوگئی اب صورت حالات یہ ہے کہ کشمیر آرڈیننس کو مزید چار ماہ کے لئے توسیع دیدی گئی ہے ریاست کشمیر میں ڈلٹن کمیٹی اور گلینسی کمیشن اپنے کام میں مصروف ہیں باقی ہر طرف وہی جبر و جور اور وہی زور و شور نظر آتا ہے گورہ افواج بھی داخل ہیں اور معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ابھی حکومت کو احرار کے حوصلوں کا مزید امتحان لینا ہے اگر یہ صورت نہ ہوتی اور مسلمانوں کے سوا کسی اور قوم کے اتنے سرفروش زندان فرنگ میں محبوس ہو چکے ہوتے تو حکومت کبھی کی ان کے سامنے سر جھکا چکی ہوتی حکومت تو اپنے وقار کی خاطر جہاں تک ممکن ہوتا ہے کھینچی ہی رہتی ہے ریاست کا مفاد بھی اسی میں ہے

کہ مسلمان سر اٹھانے کے قابل نہ رہیں اور ان کا یہ مجاہرہ (خدانا کردہ) ناکام ہو جائے ہندوؤں نے مسلمانوں کے خلاف جو ایک محاذ قائم کر دیا ہے اور وہ کشمیر کی حمایت میں شب و روز پروپیگنڈا کرتے اور اسلامی ریاستوں کے خلاف انتہائی شورش برپا کرنے کے اعلان کرتے رہتے ہیں اس سے ان دونوں کے حوصلے بڑھ گئے ہیں اور مسلمانوں کی طرف سے انہوں نے ایک خاموشی اختیار کر رکھی ہے لیکن ہمارا خیال ہے یہ خاموشی قائم نہ رہے گی اور احرار اسلام کی یہ غیر معمولی قربانیاں ضرور رنگ لائینگی اس وقت حکومت کو چاہیئے تھا کہ وہ ریاست کو مجبور کر کے مسلمانوں کے مطالبات منظور کراتی اور کراز کم رعایائے کشمیر کو وہ حقوق تو عطا کرانے کی سعی کرتی جو برطانوی رعایا کو حاصل ہیں کیا لارڈ ولنگڈن اب اس طرف توجہ کرینگے اور مسلمانوں کے منصفانہ مطالبات کو منظور کرانے کی کوشش کرنے کی تکلیف گوارا فرمائینگے۔

جائدادوں کے تحفظ کے لئے ایک اہم تجویز

غلہ کی ارزانی اور عام کساد بازاری نے ملک کی اسی فی صدی آبادی کو بری طرح مبتلا ئے مصیبت بنا رکھا ہے اور غریب کسانوں کو پیداوار سے اتنا بھی نہیں ملتا کہ ان کی لاگت بھی نکل آئے ایک طرف تو یہ مصیبت زمین سے برق قرار کے لئے برق بنی ہوئی تھی دوسری طرف مہاجنی قرضہ نے انھیں پریشان کر رکھا ہے اس کا زمینداروں اور مالکان اراضی پر بڑا برا اثر پڑ رہا ہے جب کاشتکاروں کو خود ہی کچھ حاصل نہ ہوگا تو وہ زمینداروں کو کیا دیں گے ہزاروں زمیندار ایسے ہیں کہ ان کی جائداد کی قیمت نصف اور چوتھائی رہ گئی اور انھوں نے اس سال گھر کے زیورات فروخت کر کے مالگذاریاں ادا کیں اور اگر یہی صورت باقی رہی تو وہ وقت دور نظر نہیں آتا کہ زمیندار اپنی زمینداریوں سے بھی دست بردار ہو جائینگے اور ملک کی مصیبت میں اور اضافہ ہو جائے گا۔

اس صورت حالات کا سب سے زیادہ افسوسناک پہلو یہ تھا کہ حکومت کسی نہ کسی حد تک معافی کا اعلان تو برابر کر رہی تھی لیکن اس نے مہاجنی قرضہ کی تلافی کی طرف کوئی توجہ مبذول نہ کی تھی جن جائدادوں کی قیمت پہلے چالیس ہزار تھی اور اس پر بیس ہزار قرضہ تھا اس کی قیمت تو پندرہ بیس ہزار رہ گئی مگر قرضہ جوں کا توں رہا اس موقع پر اگر مہاجن چاہیں تو ایک نالش میں انھیں نیلام کرا کے زمینداروں کو روٹیوں کا محتاج کر سکتے ہیں جو کبھی اقتدار و عظمت کے مالک تھے اور جنھوں نے قرضے اس وقت لئے تھے جبکہ جائدادوں کی قیمت بڑھی ہوئی تھی۔

حکومت کا فرض تھا کہ جس نسبت سے جائدادوں کی قیمت کم ہو گئی تھی اسی نسبت سے قرض کے بار کو بھی گھٹانے کی سعی کرتی لیکن ایک عرصہ تک اس ضمن میں کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا ہاں اب ہمیں یہ معلوم کر کے مسرت ہوئی ہے کہ صوبہ متحدہ کی کونسل میں مسٹر بلنٹ نے اسی قسم کی ایک اہم تجویز پیش کر کے منظور کرالی ہے اور ایک کمیٹی کا تقرر عمل میں آگیا ہے اگر حکومت نے کسی قانون کی رو سے جائدادوں کا تحفظ کر دیا اور قرضوں کو اسی نسبت سے گھٹا دیا تو اس کا اثر بہت اچھا پڑے گا ہم حکومت سے امید کرینگے کہ ساتھ ہی وہ تحدید سود کا مسودہ قانون کو بھی کونسل میں پیش کرے اور ان کاشتکاروں کو بھی ساہوکاروں کے چنگل سے بچائے جو زندگی بھر سود کے مصائب میں پھنسے رہتے ہیں اور حکومت کے مالیہ سے زیادہ ہر سال مہاجنوں کو محض سود ادا کرتے ہیں

مسٹر لینسبری کا نعرۂ حق

انگلستان پر بلوں اور ڈائروں ہی کا ملک نہیں یہاں قدامت پرست آزادی ہند کے معاند ہی نہیں بستے بلکہ شریف اور انصاف دوست انگریز بھی آباد ہیں۔ اسی انگلستان نے برک اور برائٹ بھی پیدا کئے جن کا نام رہتی دنیا تک یادگار رہے گا اور آج بھی یہاں کی فضا جارج لینسبری جیسے نیک طبیعت انسانوں کی کمی نہیں آپ نے گاندھی جی کی گرفتاری کی خبر سنکر ایک جلسہ میں فرمایا اور بڑے طمطراق کے ساتھ فرمایا کہ:۔

"گاندھی جی کی گرفتاری اور کانگریس کی مجلس عاملہ کو خلاف آئین قرار دینا ایک مصیبت عظمیٰ ہے تشدد اور سخت گیری کی پالیسی ایک مرتبہ ضرور کامیاب ہو سکتی ہے لیکن اس سے دائمی واساسی کامیابی ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی اگر برطانیہ اپنی تلوار کو بے نیام کئے بغیر ملک پر حکومت نہیں کر سکتا تو اسے حکومت کرنے کا خیال ہی سرے سے ترک کر دینا چاہیئے"

یہ خیالات کتنے صحیح اور کس قدر درست ہیں بادی النظر میں تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر جارج لینسبری کے ان الفاظ میں ارض ہند کے باشندوں کی ہمدردی و بہی خواہی کا جذبہ کام کر رہا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس سے انگریزوں کی بہی خواہی ہی مقصود ہے وہ جانتے ہیں اور خوب جانتے ہیں کہ ہندوستان میں چند لاکھ نہیں چند کروڑ نہیں پینتیس کروڑ انسان آباد ہیں اور ان کے مجاہدانہ عزم کی رو کو ارض عالم کی کوئی قوت روک نہیں سکتی جبر و تشدد سے قلوب میں ایک ضد اور ہم نہ مانیں کہنے کو تیار ہیں کہ ایک قسم کا تنفر پیدا ہوتا ہے آپ سمجھتے ہیں کہ ہندوستان ارتقائی منازل طے کر رہا ہے اور اگر آج نہیں تو کل ملک ضرور آزاد ہو کر رہے گا اگر اس آزادی کے وقت ملک والوں کے دلوں میں کوئی تلخ یاد باقی رہ گئی تو اس سے دونوں کے تعلقات ہمیشہ کے لئے منقطع ہو جائینگے بخلاف ازیں اگر نرمی و رواداری سے کام لیا گیا تو ہر دو ممالک میں روابط اتحاد قائم رہیں گے اور یہ اتحاد ہندوستان اور انگلستان دونوں کے مفاد کے لئے مفید ہوگا کاش حکومت اپنے ایک مدبر اور سیاست داں کے اس مشورہ پر مہربانی سے غور کرے۔

نام نہاد مسلم کانفرنس کا وفد

نام نہاد آل انڈیا مسلم کانفرنس کی نام نہاد مجلس عاملہ کی طرف سے ایک وفد آزادانہ تحقیقات اور تشویش انگیز حالات سرحد کی اصلاح کی غرض سے عازم پشاور ہوا ہے مقصد یہ ہے کہ یہ وفد باشندگان سرحد کو موجودہ مصائب سے نکال کر نجات و رستگاری کا راستہ دکھائے جس پر وہ [illegible] جس وفد میں مولانا مظہر الدین بالقابہ مولانا شفیع داؤدی اور ڈاکٹر اقبال شریک ہوں اس کی کامیابی و فائز المرامی میں کس کافر کو بھی اشتباہ ہو سکتا ہے آخر تو آل انڈیا لیڈر ہیں پوری عمر دشت سیاست میں گذار کر اب یہ بزرگان قوم اصلاح کی غرض سے راہ نجات دکھانے کی غرض سے مسلمان ہونے چلے ہیں اور بڑے طمطراق کے ساتھ چلے ہیں

"راہ نجات" تو کیا دکھلائینگے البتہ آستانہ فرنگ پر جبہ سائی کا سبق ضرور

بڑھانیں گے اگر آج مولانا کفایت اللہ اور مولانا احمد سعید نے رخت سفر باندھا ہوتا تو بہرکیف توقعات بھی وابستہ کر سکتے تھے اور تیرہ و تار افق میں چند سنہری کرنیں بھی نظر آسکتی تھیں ان کی باطل شکن زبانوں سے آپ بہت جلد یہی سن لیں گے کہ سرحدیوں کو کانگریسوں نے بہکا لیا تھا حکومت نے بہتر آمجھا یا یہ نہ مانے اور خدا نہ چاہے انہوں تباہ و برباد ہوئے ان کی مشکلات کی ذمہ دار کانگریس ہیں یا خود ان کی غلط روی۔ لیکن یہ دونوں مرشد نا اگر جاتے تو صاف صاف اور سیدھی باتیں بتاتے اور بلا رو رعایت جو کہنا تھا کہہ جاتے خدا جانے مسلمان کب تک ان گرگ دہ راہ و رہنما دں" اور اس کانفرنس کے جال میں پھنسے رہیں گے حریت وطن اور استقلال ملک کے راستہ میں جو رکاوٹیں پیدا ہوئیں وہ انہی غرضمندوں اور خدائی خوجداؤں کی مجاہدانہ "عزیمت کا ثمرہ ہے اگر حکومت واقعی مسلمانوں کو مطمئن کرنا اور آزاد تحقیقات کرانا چاہتی ہے تو ان اکابر کو سرحد جانے کی اجازت دے جو مسلمانوں کے اعتماد کے حامل ہیں ان کا بھیجنا تو مزید اشتباہات کی تولید و تخلیق کا باعث ہوگا۔

ملکی مصنوعات کے خلاف جہاد

اس وقت اور جو کچھ ہو رہا ہے وہ تو ہو ہی رہا ہے نہ اس پر ہم تبصرہ کرنا چاہتے ہیں اور نہ کر سکتے ہیں اس لئے کہ حق نگاری اور حق گوئی اس جہاد میں حق قبیل جرائم ہے اور ان تو باتوں کے لئے تو زبان ترس گئی ہے تاہم چلتے چلاتے ہم ہز ایکسیلنسی لارڈ ولنگڈن سے یہ استفسار کر لینا چاہتے ہیں کہ آپ کے گورنروں نے مختلف صوبوں میں تاجروں اور سوداگروں کو دم دلاسے کی جو بہرشہ دی ہے وہ کہاں تک حق بجانب ہے ہم تو آرڈی ننسوں اور ہنگامی قانون کی تفصیلات کے مطالعہ سے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہ سب کچھ سول نافرمانی کی تحریک کو روکنے اور بے آئینی کے جذبے کو دبانے کے لئے معرض عمل میں آرہا ہے اس سے یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ ملکی صنعت و حرفت کے فروغ کو مخدوش بنایا جائے اور خود ذمہ دار حکام بیرونی تجارت اور بیرونی مال کے کاروبار کی تقویت کا ذریعہ بنیں۔

اس وقت خوف و دہشت کا زمانہ ہے اور دار و گیر کا بازار گرم ہے۔ کس نے انھیں یہ اجازت دی ہے کہ وہ اس زہریلی فضا سے ناجائز استفادہ کریں اور تاجروں سے کہیں کہ آپ شوق سے بیرون ہند آرڈر دیں باہر سے مال منگائیں اور گذشتہ دور میں جو لوگ ملکی کپڑا پہننے کے خوگر ہو چکے ہیں انھیں پھر بیرونی اسی راستہ پر ڈالیں جو ملک کے افلاس کو بڑھانے اور ملک کی صنعت کو تباہ کرنے والا ہے ہندوستان کے خزانہ سے تنخواہیں پانے والے کس آئین کی رو سے ملک کی تجارت و صنعت کی بربادی کی تدبیریں کر رہے ہیں اور وہ کیوں از خود جا بجا تاجروں کو بلا کر ان کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں بیرونی مال کی تجارت کی فروغ ہندوستان ہی کے لئے نہیں ہر ملک کے لئے تباہ کن ہے یہ زمانہ تو نا دہ اور لفع کا زمانہ ہے تاجر لوگ ہنگامی نفع کے لئے پولیس کی حمایت اور حکومت کی سرپرستی کے زعم میں ملکی مصنوعات کے فروغ کے بجائے بیرونجات کے مال کو منگانے اور ترقی دینے پر آمادہ ہو جائیںگے لیکن اس جوش کے بعد سکون کے زمانہ میں ان تاجروں کا نام تاریخ حریت ملک میں کس فہرست کے اندر لکھا جائے گا اور یہ گورنر اپنے اس فعل و عمل کی کیا توجیہ کریں گے۔

(م)

اعجاز نما حمائل

جس کے ایک صفحہ کا نمونہ اسی پرچہ کے ابتدائی صفحہ ۶ پر ہے سب سے زیادہ مقبول حمائل ہے۔ ہاتھوں ہاتھ بک رہی اگر آپ نے ابتک نہ منگائی ہو تو ایک جلد ضرور منگا لیجئے۔

۲۵۔ شعبان کو پریس سے آئی تھی اس لئے بہت سے بھائیوں کے خطوط کی تعمیل نہ ہو سکی اس کی ضخامت گیارہ سو ۱۱۰۰ صفحہ ہے۔ ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب کا آخری نظر ثانی شدہ ہے۔ کاغذ نہایت اعلیٰ چکنا گلیز لگا ہے گویا ۳۱ء کے تمام قرآنوں سے اچھا کاغذ ہے حاشیہ ہے۔ جلد مجلد کامل چرمی۔ جز بندی معہ شیرازہ ہے اور تفسیر کا اندازہ تو نمونہ سے کر لیجئے کس قدر بلند پایہ اور مفصل ہے۔

اتنی سستی، اتنی اچھی، اتنی مفسر اتنی دیدہ زیب اس وقت اور کوئی حمائل ہندوستان بھر میں نہیں ہے ہدیہ مجلد چرمی کامل اعلیٰ صرف عہ محصولڈاک ۱۲ ر کل ۴ ہے۔ پانچ جلدیں لعہ دس جلدیں عہ ۲۲ تقطیع مولوی کے نصف صفحہ کے برابر ہے

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

بے اولاد حضرات بارہ آنے کے ٹکٹ بھیجکر ہم سے دوا منگا لیں اور حلفیہ تحریر ساتھ بھیجیں کہ اولاد ہونے پر مبلغ پانچ روپے ادا کریں گے | مینیجر امدادیہ دواخانہ پوسٹ بکس نمبر ۱۴۳ - دہلی

کتاب الاسلام

باب الصّلوٰۃ

(بسلسلۂ گذشتہ)

سجدہ تلاوت کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کلام مجید کی کوئی ایسی آیت پڑھی جاتی ہے جس کو سن کر اور پڑھ کر سجدہ کرنا واجب ہے اور مسلمان اس کو سن کر اور پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان اپنے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور بصد افسوس یہ کہتا ہے کہ ہائے میری بدبختی میں یہ دیکھتا ہوں کہ ابن آدم کو سجدہ کا حکم ہوا اور وہ نہایت اطاعت شعاری کے ساتھ اس حکم کی تعمیل سے انکار کیا اس لئے میرے لئے دوزخ ہے۔

اور امام شیخ عبادہ اپنی کتاب "الفضیلۃ الصادقہ" میں سجدہ تلاوت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ:-

سجدہ خواہ کسی قسم کا ہو لیکن اظہارِ عبدیت کا آخری درجہ ہے یہ وہ مقام ہے جبکہ انسان اپنی روح اور اپنے دل سے اور اپنی تمام قوتوں اور اپنے تمام جذبات اور اپنی تمام خواہشوں کے ساتھ حق سبحانہ وتعالیٰ کے آگے جھک جاتا ہے اور وہ سر جسے اُس نے بلند کیا اس کی ہر مخلوق کے آگے بلند ہو کر اسی کے حضور میں جھکایا جاتا ہے زیادہ عام فہم انداز میں یوں سمجھئے کہ اگر کسی عاجز بندہ نے سجدہ کیا تو گویا وہ اپنے رب کے حضور میں اپنی عاجزی ظاہر کر رہا ہے اور اس کی عظمت و جلالت تسلیم کر رہا ہے۔ ذرا غور کیجئے کہ اس انداز میں کیسی شانِ عبودیت ہے جس وقت بندہ کا سر سجود ہوتا ہے تو حق تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوتا ہے کہ اے بندے تیرا یہ انداز ہمیں پسند ہے۔ مجھے عارفِ کامل جنید بغدادی کا واقعہ یاد ہے کہ جب اُن سے کسی نے پوچھا کہ نماز میں سجدے کے شرائط کیا ہیں تو فرمایا کہ تمہارے لئے تو یہ کہ پیشانی اور ناک زمین سے مس ہو جائے اور ہمارے لئے یہ کہ جب ایک بار سجدہ میں سر گر جائے تو پھر دوبارہ زمین سے نہ اٹھے۔ اللہ اکبر کس قدر عبودیت کا اظہار ہے۔

میں جہاں تک سجدہ کی حقیقت پر غور کرتا ہوں میرے نزدیک اظہار اطاعت کا یہ بہترین درجہ ہے اور میں صداقت کے ساتھ کہتا ہوں کہ اسلام کے معنی اطاعت حق کے سوا اور کچھ نہیں ہیں اسلام کا زبانی دعویٰ ہیچ اور بے قدر ہے جب تک عمل سے اطاعت ثابت نہ ہو میں اسلام کا دعویٰ کرنے والوں سے کہتا ہوں کہ اگر حقیقت میں تمہارا دعویٰ صحیح ہے تو اس کا عملی ثبوت دینا چاہیئے اور وہ یہی ہو سکتا ہے کہ ہر کام میں حق تعالیٰ کی رضامندی کو سامنے رکھا جائے اگر ہمارے طرزِ عمل سے یہ بات ثابت نہیں ہے تو ہمیں یقین کرنا چاہیئے کہ ہمارا دعویٰ بے حقیقت ہے اور ہم اس دعویٰ کے ساتھ کامیاب نہیں ہو سکتے میں اس مضمون کے پڑھنے والوں سے کہتا ہوں کہ جب تم اپنی پیشانی کو زمین پر جھکا دو یعنی جب سجدہ کرو تو سجدہ کی حقیقت کو ذہن نشین کر لو کہ یہی کامیابی کا راز ہے ؎

جبہ ساقی کے سوا سجدہ نہ کیں ہو جائے گا
بے ریا ہو گا تو مقبول خدا ہو جائے گا

سجدے کی آیتیں

سجدہ کی چودہ آیتیں ہیں اور وہ یہ ہیں۔ سورۂ اعراف کی آخری آیت:-

إِنَّ الَّذِينَ عِندَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيُسَبِّحُونَهُ وَلَهُ يَسْجُدُونَ

اور سورہ رعد کی یہ آیت:- وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَظِلَالُهُم بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ ۩

اور سورۂ نحل کی یہ آیت وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِن دَابَّةٍ وَالْمَلَائِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ۔

اور سورۂ بنی اسرائیل کی یہ آیت إِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مِن قَبْلِهِ إِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ سُجَّدًا ۝ وَيَقُولُونَ سُبْحَانَ رَبِّنَا إِن كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا ۝ وَيَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا ۝

اور سورۂ مریم کی یہ آیت إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَٰنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا ۝

اور سورۂ حج کی یہ آیت أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ ۖ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۗ وَمَن يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن مُّكْرِمٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ۔

اور سورۂ فرقان کی یہ آیت وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا لِلرَّحْمَٰنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمَٰنُ أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا ۝

اور سورۂ نمل کی آیت أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ۝ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ۔

اور سورۂ الم تنزیل کی یہ آیت إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ

اور سورۂ ص کی یہ آیت فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ ۝ فَغَفَرْنَا لَهُ ذَٰلِكَ ۖ وَإِنَّ لَهُ عِندَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَآبٍ ۝

اور سورۂ حم السجدہ کی یہ آیت وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۚ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ۝ فَإِنِ اسْتَكْبَرُوا فَالَّذِينَ عِندَ رَبِّكَ يُسَبِّحُونَ لَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْأَمُونَ ۝

اور سورۂ نجم کی یہ آیت فَاسْجُدُوا لِلَّهِ وَاعْبُدُوا ۝

اور سورہ انشقاق کی یہ آیت فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ۔

اور سورہ اقراء کی یہ آیت وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ یہ چودہ آیتیں ہیں جن کو پڑھنے اور سننے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ قرأت اتنی آواز سے ہو کہ اگر کوئی عذر نہ ہو تو خود سن سکے۔

اور سجدے کی آیت سنکر اور پڑھکر ہر حال میں سجدہ واجب ہو جاتا ہے خواہ قصداً سُنے یا بلا قصد۔ اور سجدہ واجب ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ پوری آیت پڑھی جائے بلکہ وہ صرف وہ لفظ جس میں سجدہ کا مادہ موجود ہے اور اس کے ساتھ قبل یا بعد کا کوئی لفظ ملاکر پڑھنا کافی ہے اور اگر کسی نے اتنی آواز سے آیت پڑھی کہ سننے میں کوئی تکلیف نہیں ہو سکتی مگر شور و غل کی وجہ سے یا بہرے ہونے کی وجہ سے آواز نہیں آئی اور کسی دوسرے آدمی نے یہ کہا کہ یہ سجدہ کی آیت ہے تو سجدہ واجب ہو گیا اور اگر محض ہونٹ ملے اور آواز پیدا نہیں ہوئی تو سجدہ واجب نہیں ہوا اور اگر کسی قاری نے سجدے کی آیت پڑھی لیکن کسی دوسرے نے نہیں سنی تو سجدہ واجب نہیں ہوا۔ . . . .

. . . . اور اگر امام نے سجدہ کی آیت پڑھی اور سجدہ نہیں کیا تو مقتدی کو بھی سجدہ نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ امام کی متابعت ضروری ہے اگرچہ صاف طور پر سجدہ کی آیت سنی ہو۔

اور جو شخص نماز میں نہیں ہے اس نے اگر سجدہ کی آیت پڑھی اور ایک شخص جو نماز پڑھ رہا ہے اُس نے بھی آواز سُنی تو سجدہ واجب ہو گیا اسے چاہیئے کہ نماز سے فارغ ہو کر سجدہ کرے اور اگر اس نے نماز ہی میں سجدہ کر لیا تو وہ کافی نہ ہوگا نماز کے بعد اُسے پھر کرنا ہوگا مگر نماز فاسد نہیں ہوگی اور اگر اس نے تلاوت کرنے والے کے ساتھ سجدہ کیا اور اتباع کا بھی ارادہ کیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائیگی اور جو شخص نماز میں نہیں تھا وہ سجدہ کی آیت پڑھکر نماز میں شامل ہو گیا تو اس پر سے سجدہ ساقط ہو گیا اور اگر کسی نے رکوع یا سجود میں سجدہ کی آیت پڑھی تو سجدہ واجب ہو گیا اور اسی رکوع یا سجود سے ادا بھی ہو گیا اور اگر تشہد میں سجدہ کی آیت پڑھی تو سجدہ واجب ہو گیا اسے سجدہ کرنا چاہیئے۔ اور سجدہ کی آیت پڑھنے والے پر اس وقت سجدہ واجب ہوتا ہے جبکہ وہ نماز کا اہل ہو اور اگر وہ اہل نہیں ہے تو اس پر سجدہ بھی واجب نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ اگر کافر یا مجنون یا نابالغ یا حیض و نفاس والی عورت نے سجدہ کی آیت پڑھی تو اس پر سجدہ واجب نہیں ہے اور اگر مسلمان عاقل اہل نماز نے اُن سے آیت سنی تو اس پر سجدہ واجب ہو گیا اور اگر بے وضو شخص یا جس پر غسل واجب ہے اس نے پڑھی یا سنی تو اُس پر سجدہ واجب ہے وضو یا غسل کے بعد سجدہ کرنا چاہیئے

اور اگر کسی عورت نے نماز میں سجدے کی آیت پڑھی اور سجدہ نہیں کیا تھا کہ حیض جاری ہو گیا تو اب اُس پر سے سجدہ ساقط ہو گیا یعنی اب اسے سجدہ کرنے کی ضرورت نہیں اور اگر کسی نے فارسی یا اُردو یا انگریزی یا کسی اور زبان میں سجدے کی آیت کا ترجمہ پڑھا تو پڑھنے والے اور سننے والے پر سجدہ واجب ہو گیا۔ اور اگر کوئی شخص کسی زبان سے واقف نہیں تھا اور وہ نہیں سمجھ سکا کہ یہ سجدے کی آیت کا ترجمہ پڑھا گیا ہے تو اس پر سجدہ واجب نہیں اور اگر کسی نے اسے بتا دیا کہ یہ سجدہ کی آیت کا ترجمہ ہے تو اُس پر سجدہ واجب ہو گیا۔

اور اگر کسی طالب علم نے سجدہ کی آیت کے ہجے کئے تو ہجے کرنے یا سننے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا اور اگر کسی پرندے کو آیت یاد کرا دی جائے تو اس کے پڑھنے سے بھی سجدہ واجب نہیں ہوتا۔ اور اگر کوئی شخص سجدہ کی آیت پڑھنے کے بعد معاذ اللہ مرتد ہو گیا اور پھر مسلمان ہوا تو اُس پر سجدہ واجب نہیں رہا اور سجدہ کی آیت لکھنے یا اس کی طرف دیکھنے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا اور سجدۂ تلاوت کے لئے سوائے تکبیر تحریمہ کے باقی وہ تمام شرطیں لازمی ہیں جو نماز کے لئے ضروری ہیں۔ مثلاً طہارت قبلہ کی طرف منہ ہونا اور نیت کرنا وغیرہ۔

اور سجدہ کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدے میں جائے اور کم سے کم تین دفعہ سبحان ربی الاعلیٰ کہے اور پھر اللہ اکبر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے اور پہلے اور پیچھے دونوں بار اللہ اکبر کہنا سنت ہے۔ اور مستحب یہ ہے کہ تلاوت کرنے والا آگے اور سننے والے اس کے پیچھے صف باندھکر سجدہ کریں اور یہ بھی مستحب ہے کہ سامعین قاری سے پہلے سر نہ اٹھائیں اور اگر کسی نے اس کے خلاف کیا مثلاً قاری کی متابعت نہیں کی اور اپنی جگہ پر سجدہ کر لیا تو اس میں بھی کوئی ہرج نہیں بہرحال سجدہ ادا ہو گیا۔ اور اگر کسی شخص نے بیٹھکر سجدہ کر لیا یعنی قیام نہیں کیا اور اللہ اکبر بھی نہیں کہا اور سبحان ربی الاعلیٰ بھی نہیں پڑھا تب بھی سجدہ ہو جائے گا مگر ایسا کرنا نہیں چاہیئے کیونکہ یہ طریقہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خلاف ہے۔ اور اگر کوئی شخص تنہا سجدہ کرے تو سنت یہ ہے کہ تکبیر اتنی آواز سے کہے کہ خود سن لے اور دوسرے بھی سن سکیں اور اگر تکبیر آہستہ سے کہی تب بھی سجدہ ہو جائے گا۔

اور اگر کسی شخص نے نماز سے باہر سجدے کی آیت پڑھی تو فوراً سجدہ کرنا واجب نہیں کچھ دیر کے بعد بھی سجدہ کر سکتا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ فوراً سجدہ کر لے تاکہ بھول نہ جائے اور اگر وضو نہ ہو یا کوئی ضروری کام درپیش ہو یا غسل کی حاجت ہو یا کوئی سبب ہو تو کسی دوسرے وقت سجدہ کرے۔

اور اگر سجدے کی آیت سننے کے بعد کوئی شخص فی الفور سجدہ نہ کر سکے تو تلاوت کرنے والے کو اور سننے والے کو یہ کہہ لینا مستحب ہے سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ

اور اگر نماز میں سجدہ کی آیت پڑھی تو اس نماز میں اس کا سجدہ واجب ہے بیرون نماز نہیں ہو سکتا اور اگر قصداً نہیں کیا تو وہ شخص گنہگار ہوا اسے توبہ کر لینی چاہیئے بشرطیکہ سجدہ کی آیت کے بعد فوراً رکوع یا سجود نہ کیا ہو اور اگر نماز میں سجدہ کی آیت پڑھی اور سجدہ نہیں کیا اور نماز فاسد ہو گئی تو بیرون نماز سجدہ کر لے۔

اور اگر سجدہ کی آیت پڑھنے کے بعد فوراً نماز کا سجدہ کر لیا تو اگرچہ سجدہ تلاوت کی نیت نہ کی ہو لیکن سجدہ ہو گیا اور اگر سجدہ کی آیت بیچ سورت میں ہو تو افضل یہ ہے کہ اسے پڑھکر سجدہ کرے اور اگر سجدہ پر سورت ختم ہے اور آیت سجدہ پڑھکر سجدہ کیا تو سجدہ سے اٹھنے کے بعد دوسری سورت کی کچھ آیتیں پڑھکر رکوع کرے اور اگر بغیر پڑھے ہوئے رکوع کیا تب بھی جائز ہے کوئی ہرج نہیں۔

اور اگر سجدہ کی آیت کے بعد سورت کے ختم ہونے میں دو تین آیتیں باقی ہیں تو چاہے فوراً رکوع کرے یا سورت ختم کرنے کے بعد کرے دونوں طرح جائز ہے اور اگر تلاوت کے بعد امام رکوع میں گیا اور سجدہ کی نیت کر لی مگر مقتدیوں نے نہیں کی تو ان کا سجدہ ادا نہیں ہوا لہٰذا امام جب سلام پھیرے تو مقتدی سجدہ کرکے قعدہ کریں اور سلام پھیر لیں اور اس قعدہ میں تشہد واجب ہے اور اگر قعدہ

نہیں کیا تو نماز فاسد ہو گئی لیکن یہ واضح رہے کہ یہ حکم جہری نماز کے متعلق ہے سری نماز میں چونکہ مقتدی کو علم نہیں ہوتا لہذا وہ معذور ہے۔ اور اگر امام نے رکوع سے سجدۂ تلاوت کی نیت نہیں کی تو اسی سجدۂ نماز سے مقتدیوں کا بھی سجدۂ تلاوت ادا ہو گیا اگرچہ نیت نہ ہو لہذا امام کو چاہیئے کہ رکوع میں سجدے کی نیت نہ کرے کیونکہ اگر مقتدیوں نے نیت نہیں کی تو ان کا سجدہ ادا نہیں ہوگا۔

اور اگر جہری نماز میں امام نے سجدہ کی آیت پڑھی تو سجدہ کرنا بہتر ہوگا اور سری نماز میں رکوع کرنا مناسب ہے۔ تاکہ مقتدیوں کو غلط فہمی نہ ہو۔

اور اگر امام نے سجدۂ تلاوت کیا اور مقتدیوں کو رکوع کا گمان ہوا اور وہ رکوع میں گئے تو رکوع توڑ کر سجدہ کریں اور جس نے رکوع کیا اور ایک سجدہ کیا تب بھی کوئی حرج نہیں اور اگر رکوع کے بعد دو سجدے کئے تو اس کی نماز فاسد ہو گئی اسے از سر نو نماز پڑھنی چاہیئے۔

اور اگر کوئی مصلی سجدۂ تلاوت بھول گیا اور رکوع یا سجدہ یا قعدے میں آ کے یاد آیا تو بہتر یہ ہے کہ فوراً سجدہ کرے اور وہ جس رکن میں تھا اس کی طرف عود کرے مثلاً اگر وہ رکوع میں تھا تو سجدہ کرنے کے بعد پھر رکوع کرے اور اسی طرح دوسرے ارکان میں بھی کرنا چاہیئے اور اگر رکن کا اعادہ نہیں کیا تب بھی نماز ہو گئی مگر بہتر یہ ہے کہ رکن کا اعادہ کر لیا جائے۔

اگر کسی شخص نے ایک مجلس میں سجدہ کی آیت کو کئی دفعہ پڑھا یا سنا تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا اگرچہ اس مجلس میں کئی آدمیوں سے اس آیت کو سنا ہو۔

اور اگر پڑھنے والے نے کئی مجلسوں میں ایک آیت بار بار پڑھی اور سننے والے کی مجلس نہ بدلی تو پڑھنے والا جتنی مجلسوں میں پڑھے گا اس پر اتنے ہی سجدے واجب ہوں گے اور سننے والے پر صرف ایک سجدہ واجب ہے اور سننے والے پر اتنے سجدے واجب ہیں جتنی مجلسوں میں انہوں نے سجدہ کی آیت کو سنا۔

اور اگر کسی شخص نے مجلس میں آیت پڑھی یا سنی اور سجدہ کر لیا اور پھر اسی مجلس میں وہی آیت پڑھی یا سنی تو وہی پہلا سجدہ کافی ہے۔

اور اگر ایک مجلس میں چند بار آیت پڑھی یا سنی اور آخر میں اتنی ہی دفعہ سجدے کرنا چاہے تو یہ خلاف مستحب ہے بہتر صورت یہ ہے کہ صرف ایک دفعہ سجدہ کرے۔

مجلس کس طرح بدلتی ہے

اس سے پہلے یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ اگر کسی شخص نے ایک مجلس میں سجدہ کی آیت کو کئی دفعہ پڑھا یا سنا تو اس پر ایک سجدۂ تلاوت واجب ہوگا اور اگر پڑھنے والے نے کئی مجلسوں میں بار بار ایک آیت کو پڑھا اور سننے والے کی مجلس نہ بدلی تو پڑھنے والا جتنی مجلسوں میں پڑھے گا اس پر اتنے ہی سجدے واجب ہوں گے اور سننے والے پر صرف ایک سجدہ واجب ہوگا اور اگر پڑھنے والا ایک مجلس میں بار بار پڑھتا رہا اور سننے والے کی مجلس بدلتی رہی تو پڑھنے والے پر ایک سجدہ واجب ہوگا اور سننے والے پر کئی سجدے واجب ہوں گے اب ذرا اس بات کو بھی سمجھ لیجئے کہ مجلس کس طرح بدلتی ہے؟ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دو لقمہ کھا لے، یا ایک دو گھونٹ پینے یا کھڑے ہونے یا ایک دو قدم چلنے یا سلام کا جواب دینے یا بات چیت کرنے یا مکان کے ایک گوشے سے دوسرے گوشے میں چلے جانے سے مجلس نہیں بدلتی بلکہ اہم تغیر کی ضرورت ہے۔ مثلاً ایک شاہی محل ہے اس کے ایک گوشے سے دوسرے گوشے میں چلے جانے سے مجلس بدل جائیگی اور اگر معمولی مکان ہے تو اس حرکت سے مجلس نہیں بدلے گی۔ اور اگر معمولی مکان ہے تو اس حرکت سے مجلس نہیں بدلے گی اور اگر کوئی شخص کشتی میں سفر کر رہا ہے اور کشتی چل رہی ہے تو مجلس نہیں بدلے گی (میرے خیال میں ریل کے متعلق بھی یہی حکم ہونا چاہیئے مؤلف)

اور اگر کوئی شخص جانور پر سوار ہے اور وہ چل رہا ہے تو مجلس بدل رہی ہے اور تین لقمے کھانے اور تین گھونٹ پینے اور تین کلمے بولنے اور تین قدم میدان میں چلنے اور کچھ خرید و فروخت کرنے اور کچھ دیر لیٹ کر سو جانے سے مجلس بدل جائے گی اور اگر کوئی شخص سواری پر نماز پڑھ رہا ہے اور کوئی دوسرا آدمی اس کے ساتھ چل رہا ہے یا وہ بھی سواری پر ہے مگر نماز میں مشغول نہیں ہے تو ایسی حالت میں اگر سجدے کی آیت بار بار پڑھی تو اس سے پڑھنے والے پر ایک سجدہ واجب ہے اور ساتھ چلنے والے پر اتنے سجدے واجب ہیں جتنی دفعہ اس نے سجدہ کی آیت کو سنا۔ اور کسی مجلس میں دیر تک بیٹھنے اور تسبیح و تقدیس اور درس و تدریس اور وعظ و تلقین میں مشغول ہونے سے مجلس نہیں بدلتی ہاں اس عرصہ میں اگر کوئی دنیا کا کام کیا مثلاً کوئی شخص کپڑا سینے میں مشغول ہو گیا تو مجلس بدل گئی۔

اسی طرح اگر کوئی عورت کچھ دیر تک تسبیح و تقدیس میں مشغول رہی اور پھر اس نے اپنے بچے کو دودھ پلایا تو مجلس بدل گئی۔ اور اگر کسی شخص نے نماز سے باہر سجدے کی آیت تلاوت کی اور سجدہ کرنے کے بعد پھر نماز شروع کی اور نماز میں پھر وہی آیت پڑھی تو اس کے لئے دوبارہ سجدہ کرنا چاہیئے۔ اور اگر پہلے سجدہ نہیں کیا تھا تو یہ سجدہ اس کا بھی قائم مقام ہو گیا بشرطیکہ آیت پڑھنے اور نماز کے درمیان کوئی اجنبی فعل حائل نہ ہو اور اگر پہلے بھی سجدہ نہیں کیا تھا اور اب بھی نہیں کیا یعنی نماز میں بھی سجدہ تلاوت نہیں کیا تو اب دونوں ساقط ہو گئے جس نے کوتاہی کی وہ گنہگار ہوگا اور اسے توبہ کرنی چاہیئے۔ اور اگر کسی شخص نے ایک رکعت میں بار بار سجدہ کی آیت پڑھی تو اس کے لئے ایک ہی سجدہ کافی ہے خواہ کئی دفعہ پڑھ کر سجدہ کیا یا صرف ایک دفعہ پڑھ کر سجدہ کیا۔ اور اگر کسی شخص نے ایک نماز کی تمام رکعتوں میں وہ آیت پڑھی تو سب کے لئے ایک سجدہ کافی ہے۔ اور اگر کسی شخص نے نماز میں سجدہ کی آیت پڑھی اور سجدہ کر لیا اور سلام پھیرنے کے بعد اسی مجلس میں پھر وہ آیت پڑھی گئی تو اگر کلام نہیں کیا تھا تو وہی نماز والا اس کا قائم مقام ہے اور اگر کلام کر لیا تھا تو دوبارہ سجدہ کرنا چاہیئے اور اگر نماز میں سجدہ نہیں کیا تھا اور سلام پھیرنے کے بعد پھر وہی آیت پڑھی تو اندرون نماز کا سجدہ ساقط ہو گیا یعنی صرف ایک سجدہ کرنا چاہیئے اور اگر کسی مجلس میں سجدہ کی چند آیتیں پڑھی گئیں تو اتنے ہی سجدے کرنے چاہیئں ایک سجدہ کافی نہیں۔ اور جو اشخاص یہ کہتے ہیں کہ جب سجدہ سے مقصود یہ ہے کہ انسان اپنی روح اور اپنے دل اور اپنی تمام قوتوں اور اپنے تمام جذبات اور اپنی تمام خواہشوں کے ساتھ حق سبحانہ وتعالیٰ کے حضور میں جھک جائے اور اتنا جھک جائے کہ بے اختیار زمین پر گر پڑے اور اپنی بلند پیشانی کو خاک پر رکھ دے تو یہ مقصد صرف ایک سجدے سے بھی پورا ہو جاتا ہے بار بار سربسجود ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جو شخص اپنے رب کا سچا وفادار اور اطاعت شعار ہے اور جو غفلت اور سرکشی سے کنارہ کش ہو چکا ہے اور جس نے اپنے رب کے حضور میں عہد و اقرار کر لیا ہے کہ وہ اس کی مرضیات کے خلاف قدم نہیں اٹھائیگا اور وہ حقیقت میں اپنی روح اور اپنے دل اور اپنی طاقتوں اور اپنے جذبات اور تمام خواہشوں کے ساتھ حق سبحانہ وتعالیٰ کا پرستار ہے وہ کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ بار بار سربسجود ہونے کی کیا ضرورت ہے۔

معارف القرآن

بسلسلہ گذشتہ

لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ ۚ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ دَرَجَاتٍ مِنْهُ وَمَغْفِرَةً وَرَحْمَةً ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ ۖ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ۚ فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝ إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ۝ فَأُولَٰئِكَ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَعْفُوَ عَنْهُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا ۝

(ترجمہ) برابر نہیں ہو سکتے جہاد سے بیٹھ رہنے والے مسلمان جو غیر معذور ہیں اور وہ مسلمان جو اللہ کی راہ میں اپنی مال و جان سے کوشش کرتے ہیں خدا تعالیٰ نے مال و جان سے کوشش کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر مرتبہ میں فضیلت دی ہے اور سب سے خدا نے بھلائی کا وعدہ کیا ہے مگر جہاد کرنے والوں کے ثواب عظیم میں بیٹھ رہنے والوں سے بہت زیادہ کیا ہے اپنی طرف سے بہت سے درجات اور بخشش و رحمت عطا کی ہے اور خدا بخشنے والا مہربان ہے وہ لوگ کہ جن کی فرشتے ایسی حالت میں جان نکالتے ہیں کہ وہ خود اپنے اوپر ظلم کر رہے تھے فرشتے کہتے ہیں تم کس حالت میں تھے ...... وہ کہتے ہیں کہ ہم اس زمین پر مغلوب تھے فرشتے کہتے ہیں کیا خدا کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں کسی طرف کو ہجرت کر جاتے لہذا ایسے لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے ہاں جو مرد عورت بچے واقع میں مغلوب ہیں کوئی تدبیر نہیں کر سکتے اور نہ کوئی راستہ جانتے ہیں ایسے لوگوں کی امید ہے کہ خدا معاف کر دے اور خدا معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔

تحقیقات لفظیہ غیر اولی الضرر۔ القاعدون کی صفت یا اس سے بدل ہے اور ضرر سے مراد کوئی عذر جسمانی ہے۔ الحسنیٰ صفت ہے موصوف محذوف ہے یعنی المثوبۃ الحسنیٰ مراد جنت ہے۔ مستضعفین سے مراد صاحب البحر نے عاجزین لی ہے اور اکثر تفاسیر میں مغلوبین کے معنے بیان کئے ہیں۔

تفسیر نقلی شروع میں جب آیت لا یستوی القاعدون نازل ہوئی تو غیر اولی الضرر کا لفظ نہ تھا یہ آیت سنکر حضرت ابن ام مکتوم نابینا رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ حضور میری آنکھیں ہوتیں تو میں بھی جہاد کر کے بلند درجے حاصل کرتا اسی وقت "غیر اولی الضرر" نازل ہوئی اور ابن ام مکتوم کو بوجہ معذوری مستثنیٰ کیا گیا۔

ان الذین توفاھم الملائکۃ الخ یہ آیت قیس بن فاکہ بن مغیرہ اور قیس بن ولید بن مغیرہ وغیرہ کے بارہ میں نازل ہوئی واقعہ یہ ہوا کہ جب حضور نے مدینہ کو ہجرت کی تو بہت سے مسلمانوں نے جن میں یہ دو قیس بھی تھے ہجرت نہ کی اور باوجودیکہ ہجرت کرنے کی ان میں استطاعت اور قدرت تھی مگر کفار کے خوف سے مکہ ہی میں رہ پڑے جب جنگ بدر ہوئی تو کفار نے تعاون لشکر بڑھانے کے لئے ان کو بھی ساتھ لیا چونکہ ان کا ایمان مخفی تھا اس لئے مجبورا ساتھ جانا پڑا اور نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کے تیروں سے ہلاک ہوئے مسلمانوں کو معلوم ہوا تو بہت رنج ہوا اور توبہ و استغفار کرنے لگے لیکن بروایت مسلم و بخاری چونکہ فتح مکہ سے پہلے ہر مسلمان پر ہجرت فرض تھی فتح مکہ کے بعد حضور نے اعلان فرمایا تھا کہ اب ہجرت کی ضرورت نہیں صرف جہاد و نیت جہاد کافی ہے اس لئے ان مقتولین کا اسلام مقبول نہ ہوا اور آیت مذکورہ نازل ہوئی۔

مقصود بیان - ان آیات میں چند احکام بیان فرمائے ہیں۔
(۱) ترک جہاد پر وعید اور مجاہدین کے لئے وعدے (۲) ضعیف و مغلوب مسلمانوں کو اعداء کے ہاتھوں سے رہائی دلانے کی ترغیب (۳) بزدلی، جبن اور جہاد مالی و جانی نہ کرنے والوں کی مذمت (۴) موت سے انسانوں کی فطری خوف (۵) اگر مسلمانوں کو اعداء کے ممالک میں کوئی یار و مددگار نہ ملے اور کسی طرح گلو خلاصی ممکن نہ ہو تو ترک وطن کا حکم وغیرہ۔

وَمَنْ يُهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُرَاغَمًا كَثِيرًا وَسَعَةً ۚ وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا

(ترجمہ) اور جو شخص راہ خدا میں ترک وطن کرے گا اس کو زمین میں بہت جگہ اور کشائش مل جائے گی اور جو شخص اپنے گھر سے اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کر کے نکلے پھر اسکو موت آ جائے (اور منزل مقصود تک نہ پہنچ سکے) تو اس کا ثواب اس کے ذمہ ثابت ہو چکا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے"

تفسیر نقلی - حضرت جندب بن ضمرہ نے جب پہلی آیت سنی اور ہجرت نہ کرنے والوں کے متعلق وعید سخت کا ان کو علم ہوا تو اپنے اہل و عیال کو بلا کر کہا کہ میں اگرچہ بیمار ناتوان ہوں مریض ہوں کمزور ہوں تاہم راستہ سے واقف ہوں اور مختلف تدبیر اور حیلے میرے پیش نظر ہیں اس لئے ان مشرکین کی زمین میں میں آج رات

تک بھی رہنا پسند نہیں کرتا مبادا مجھکو موت آجائے اور عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جاؤں مجھکو ابھی پلنگ پر لٹا کر کسی جگہ پر اٹھا کر مدینہ لیچلو بیٹوں نے فوراً حکم کی تعمیل کی اور بیمار باپ کو پلنگ پر ڈال کر مدینہ لیچلے جب منزل تنعیم میں پہنچے تو فرشتہ اجل آپہنچا حضرت جندب نے بحالت نزع میں ہاتھ پر ہاتھ رکھکر کہا الٰہی یہ تیرا شہر ہے اور یہ تیرے رسول کا میں ان تمام امور پر تیری بیعت کرتا ہوں جن پر تیرے رسول نے بیعت کی ہے اس کے بعد روح جنت کو سدہاری اور یہ آیت نازل ہوئی۔ بعض مفسرین کے نزدیک یہ آیت ابن العیص خزاعی کے بارہ میں نازل ہوئی۔

مقصود بیان۔ ان آیات سے نتائج ذیل مستنبط ہوتے ہیں:۔
۱ ہجرت فی سبیل اللہ کی ترغیب ۲ مہاجر کو مایوس نہ ہونا چاہیئے اس کو بہت آسائش اور راحت بخش مقامات ملیں گے ۳ اگر مہاجر کو ترک وطن کے بعد کہیں راستہ میں موت آجائے اور منزل مقصود تک نہ پہنچ سکے تب بھی اس کی مغفرت ضرور ہوگی اور جنت اس کے لئے یقینی ہے

تحقیقات لفظیہ۔ مراغم کے معنی مٹی ہیں۔ رغم سے مشتق ہے مراد مقام انتقال اور دار ہجرت ہے سعۃ سے مراد وسعت رزق اور وسعت اظہار دین ہے وقع بمعنی وجب وثبت ہے یعنی اس کا ثواب محقق ہوگیا۔

وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا
مِنَ الصَّلٰوةِ

(ترجمہ) اگر تم ملک میں سفر کرو تو تم پر کچھ گناہ نہیں ہے کہ نماز میں کسی قدر حصہ کم کردو"

تحقیقات لفظیہ۔ ضربتم بمعنی سافرتم ہے یعنی جب تم زمین پر چلنا شروع کرو۔ "لیس علیکم جناح" ایک شبہ کے ازالہ کے لئے بیان کیا گیا ہے شبہ یہ ہو سکتا تھا کہ حالت سفر میں نماز قصر کرنے سے ثواب میں کچھ کمی ہو جائے تو فرمادیا گیا کہ قصر میں نہ کوئی گناہ ہے نہ کوئی حرج۔

تفسیر نقلی۔ ایک مرتبہ بنی نجار نے چند لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ تجارت وغیرہ کے لئے سفر کرنے کا اتفاق ہم کو اکثر ہوتا ہے اس حالت میں ہم کو کس طرح نماز پڑھنی چاہیئے اس وقت مذکورہ آیت نازل ہوئی اور قصر کا حکم ہوا۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک رباعی نمازوں (ظہر۔ عصر۔ عشا) میں قصر ضروری ہے امام صاحب کے مسلک کی تائید حضرت عمر اور حضرت عائشہ صدیقہ کے اقوال سے ہوتی ہے حضرت عمر فرماتے ہیں کہ مسافر کی نماز دو رکعتیں ہیں اور یہ نماز بالکل مکمل ہے رسول اللہ کا یہی فرمان ہے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ شروع شروع میں نماز دو دو رکعتیں فرض ہوئی تھیں سفر میں وہی رہی اور حالت اقامت میں زیادہ کردیگئی۔

قصر نماز میں علماء کے اقوال ۱ حضرت ابن عباس ابن عمر جابر بن عبد اللہ سدی ابو حنیفہ رح کے نزدیک صلوۃ مسافر دو رکعتیں بالکل مکمل ہیں اس میں رکوع وسجود کی تخفیف ہے چار پڑھنی جائز نہیں ۲ مجاہد طاؤس ۳ شافعی رح اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک مسافر کی نماز یعنی دو رکعتیں جائز ہیں مگر غیر مکمل اولیٰ تکمیل ہے ۳ ابو حنیفہ اور سفیان ثوری کے نزدیک ہر سفر میں قصر جائز ہے خواہ سفر مباح ہو اور سفر طاعت ہو جس طرح کہ طلب علم طلب رزق حلال یا حج کے لئے سفر ہو یا سفر معصیت ہو جیسا کہ شراب خواری قمار بازی اور مسلمانوں میں باہم فساد انگیزی کے لئے سفر ہو ۴ شافعی مالک اور احمد بن حنبل کے نزدیک سفر طاعت میں قصر جائز ہے سفر معصیت میں نہیں۔

سفر قصر کی کیا مقدار ہونی چاہیئے ۱ داؤد ظاہری اور تمام اہل ظاہر کہتے ہیں کہ قصر ہر چھوٹے بڑے سفر میں ہونا چاہیئے ۲ اوزاعی کہتے ہیں کہ قصر کے لئے کم از کم ایک روز کی راہ ہونی چاہیئے ۳ حسن اور زہری کے نزدیک کم از کم دو روز کی مسافت ہونی چاہیئے یعنی ۴۸ میل اور ہر میل چھ ہزار گز اور ہر گز ۲۴ انگل متوسط ۵ ابو حنیفہ اور سفیان ثوری کہتے ہیں کہ تین روز کم مسافت میں قصر نہیں۔

مقصود بیان مسلمانوں کے لئے سفر کی حالت میں عبادت ضروریہ کے اجزاء میں تخفیف کردی گئی تاکہ حالت سفر میں تکلیف اٹھانی نہ پڑے اور ہر طرح کی سہولت کے ساتھ اپنا کاروبار کرسکیں۔

إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ إِنَّ الْكَافِرِينَ كَانُوا
لَكُمْ عَدُوًّا مُبِينًا ٥ وَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ
فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا
سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِنْ وَرَائِكُمْ وَلْتَأْتِ طَائِفَةٌ أُخْرَىٰ لَمْ
يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ
وَدَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيلُونَ
عَلَيْكُمْ مَيْلَةً وَاحِدَةً ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى
مِنْ مَطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَنْ تَضَعُوا أَسْلِحَتَكُمْ ۖ وَخُذُوا حِذْرَكُمْ
إِنَّ اللّٰهَ أَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا ٥ فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ
فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ ۚ فَإِذَا اطْمَأْنَنْتُمْ
فَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ ۚ إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا
مَوْقُوتًا ٥

(ترجمہ) اگر تم کو ڈر ہو کہ کافر تمہیں ستائیں گے کافر یقیناً تمہارے کھلے دشمن ہیں اور جب (اے محمد) تم ان میں موجود ہو اور ان کو نماز پڑھاؤ تو ان کی ایک جماعت تمہارے ساتھ کھڑی ہو جائے اور اپنے ہتھیار لئے رہے جب سجدہ کرچکیں تو یہ لوگ پیچھے ہٹ جائیں اور وہ دوسری جماعت آجائے جس نے ابھی تک نماز نہیں پڑھی ہے اب یہ تمہارے ساتھ نماز پڑھیں اور اپنے بچاؤ اور ہتھیاروں کو لئے رہیں کافر چاہتے ہیں کہ اگر تم اپنے ہتھیاروں اور ساز و سامان سے غافل ہو جاؤ تو یکبارگی تم پر ٹوٹ پڑیں اور اگر بارش کی وجہ سے تم کو کچھ تکلیف ہو یا تم لوگ مریض ہو تو اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے ہتھیار اتار دو اور اپنا بچاؤ (کا موقعہ) لئے رہو خداوند تعالیٰ نے

کافروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے پھر جب نماز پوری کر چکو تو پھر کھڑے بیٹھے اور لیٹے خدا کی یاد کرو اور جب تمہاری خاطر جمع ہو جائے تو باقاعدہ پوری نماز پڑھو کیونکہ نماز مسلمانوں پر مقررہ اوقات میں فرض ہے۔

تحقیقات لفظیہ۔ حذرہم یعنی اپنے بچاؤ کو پیش رکھو فاقیموا الصلوٰۃ یعنی نماز باقاعدہ ادا کرو صلوٰۃ خوف نہ پڑھو۔ اگر سفر کی حالت باقی رہے تو باقاعدہ قصر کے ساتھ ادا کرو اور سفر باقی نہ رہے تو پوری نماز پڑھو۔

تفسیر نقلی۔ ان خفتم سے آخر آیات تک گذشتہ آیت قصر سے ایک سال بعد نازل ہوئی شان یہ ہے کہ آیت قصر سے ایک سال بعد حضور کو جہاد پر جانے کا اتفاق ہوا اور میدان جنگ میں حضور نے ظہر کی نماز پڑھائی اتنے وقت تک جنگ نہ ہوئی اس جنگ میں مشرکین کے حاکم خالد ابن ولید تھے مشرک کہنے لگے افسوس آج موقع ہمارے ہاتھ سے جاتا رہا اگر نماز کی حالت میں حملہ کر دیتے تو مسلمانوں کو بالکل نیست و نابود کر دیتے دوسروں نے کہا کہ خیر کیا حرج ہے دوسری نماز کا وقت بھی قریب ہے دیکھا جائیگا اسی وقت حملہ کریں گے اتنے میں صلوٰۃ خوف کے متعلق مذکورہ آیات نازل ہوئیں اور کفار کے تمام منصوبے خاک میں مل گئے صلوٰۃ خوف کی مختلف صورتیں ہیں۔

نمبر۱ حضور اکرمؐ نے موضع ذات الرقاع میں صلوٰۃ خوف اس طرح پڑھی کہ پہلے ایک جماعت کو ایک رکعت پڑھا دی پھر خاموش کھڑے رہے جب یہ لوگ اپنی بقیہ رکعت علیحدہ علیحدہ پڑھ کر چلے گئے اور دوسری جماعت آئی تو اس جماعت کو ایک رکعت پڑھا دی لیکن سلام پھیرنے سے قبل بیٹھے رہے جب یہ جماعت بقیہ رکعت پڑھ کر فارغ ہوئی تو اس کے ساتھ سلام پھیر دیا۔

نمبر۲ موضع بطن النخل میں حضور اکرم صلعم نے ہر جماعت کے ساتھ علیحدہ علیحدہ پوری نماز قصر پڑھی گویا حضور نے ایک وقت میں دو مرتبہ نماز پڑھی۔

نمبر۳ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس کی یہ صورت ہونی چاہیئے کہ امام ایک جماعت کو ایک رکعت پڑھا دے اور یہ جماعت بغیر تکمیل کے دشمن کے مقابل جا کر کھڑی ہو جائے اور دوسری جماعت آجائے امام اس کو بھی ایک رکعت پڑھا دے اور یہ جماعت چلی جائے اس کے بعد پہلی جماعت واپس آجائے اور نماز کو بغیر قرأت کے مکمل کر کے چلی جائے پھر دوسری جماعت واپس آئے اور نماز مع قرأت کے مکمل کرے۔

صلوٰۃ خوف میں علماء کا باہم اختلاف

امام ابو یوسفؒ حسنؒ اور زیادؒ کے نزدیک صلوٰۃ خوف صرف نبی کریم صلعم کے ساتھ مخصوص تھی کسی دوسرے شخص کے لئے جائز نہیں ہوتی۔ مزنیؒ کا قول ہے کہ جائز تو اوروں کے لئے بھی تھی لیکن اجازت منسوخ ہو گئی۔ حضرت علیؓ حضرت ابو موسیٰؓ حضرت حذیفہؓ وغیرہم نے صلوٰۃ خوف پہلی بار لیلۃ الہریر (جنگ جمل) میں ادا کی پھر دوسری بار جنگ طبرستان میں اور بکثرت صحابی بھی موجود تھے لیکن کسی نے مخالفت نہ کی لہٰذا اجازت ثابت ہو گئی امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کا یہی مذہب ہے۔

چونکہ مفسرہ بالا آیات میں جہاد کا خصوصی ذکر آیا ہے لہٰذا ہم جہاد کے متعلق کسی قدر تفصیلی بحث کرنی چاہتے ہیں اور بتانا چاہتے ہیں کہ حکم جہاد میں کیا کیا مصالح پوشیدہ ہیں اور اس سے کیا کیا نتائج حاصل ہوئے اور کن کن مواقع پر کن کن وجوہات کے باعث جہاد کا حکم ہوا۔

جمال قرآن

نظام عالم اور نظام انسانی

خداوند تعالیٰ نے تمام عالم اور موجودات عالم کو تقریباً ایک جیسا اور بہت سے احوال و صفات میں ایک دوسرے کے مشابہ اور باہم شریک پیدا کیا ہے دیکھیئے پتھر اینٹ ڈیلا اور دیگر جمادات میں جب تک رطوبت اور نرمی ہو اس وقت تک کسی شکل اور کسی ہیئت کو قبول کرنے کی ان میں استعداد و صلاحیت نہیں ہوتی یہی وجہ ہے کہ جس قدر نرم اور سیال چیزیں ہیں ان میں ہر طرح کی شکل پذیری کی زیادہ قابلیت ہے اور ہر طرح کی شکل کو یہ آسانی سے قبول کر لیتی ہیں پانی ہوا وغیرہ اسی قسم کی سیال چیزیں جو بہت جلد مختلف اشکال میں تبدیل ہو سکتی ہیں لیکن چونکہ ان میں گرمی اور خشکی نہیں ہوتی اس لیے بہت جلد کسی شکل کو قبول کر کے اس کو چھوڑ بھی دیتی ہیں لیکن پتھر اینٹ وغیرہ پر جب آفتاب کی چمکتی ہوئی شعاعیں پڑتی ہیں یا آگ کی حرارت ان کو پہنچتی ہے تو ان کی رطوبت اور نمی خشک ہو جاتی ہے اور ان کی شکل خاص خواہ مثلث ہو مربع ہو گول ہو لمبوتری ہو جیسی بھی ہو اپنی موجودہ ہیئت پر باقی رہ جاتی ہے معلوم ہوا کہ موجودات عالم رطوبت کی وجہ سے کسی شکل کو قبول کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور خشکی کی وجہ سے اس شکل کو باقی رکھتے ہیں اب اس سے ذرا آگے بڑھ کر دیکھو تو معلوم ہوگا کہ تمام حیوانات میں ایک شہوانی قوت ہے جس کی وجہ سے حیوانات غذا کی طلب اور اپنے ہم جنس مادہ کی جستجو کرتے ہیں اور یہ صرف اس لئے کہ شخص حیوان یا نوع حیوان باقی رہے اور بالکل فنا نہ ہو جائے اس کے علاوہ تمام حیوانات میں ایک اور قوت غضبی بھی ہے جس کی وجہ سے حیوانات اپنے دشمن کو تمام قوت شجاعت کے ساتھ دفع کر کے اپنی ہستی کو برقرار رکھ سکتے ہیں اس سے ذرا اور اونچی نظر کر کے دیکھیں تو حضرت انسان کا بھی یہی حال معلوم ہوتا ہے نفوس انسانیہ میں محبت اور رقت و رحمت کا مادہ مدفون ہے اگر یہ مادہ نہ ہو تو غذا اور صنف ضعیف کی جستجو کیوں ہو اور بقاء شخص و نسل کس طرح ہو پھر ان کے اندر قوت غضبی ہے تاکہ اس کے ذریعہ دشمنوں کو دفع کیا جا سکے اور انسانی ہستی ان سے محفوظ رہ سکے معلوم ہوا کہ جس طرح تمام اجسام میں رطوبت کی وجہ سے مختلف شکلیں پیدا ہونے کی قابلیت ہوتی ہے اسی طرح حیوان و انسان میں قوت شہوانی کی وجہ سے بقاء شخصی اور نوعی کا سرمایہ بہم پہنچتا ہے اسی وجہ سے انسان کھاتا اور پیتا ہے اور بدن کے تحلیل شدہ اجزا کا بدل پیدا کرتا ہے اور اسی کی وجہ سے نسل انسانی بڑھتی رہتی ہے اور نوع انسان دنیا میں باقی رہتی ہے اور جس طرح جمادات میں خشکی کی وجہ سے مختلف شکلیں باقی رہتی ہیں اور کسی ارضی و سماوی آفت سے ان کی موجودہ صورت آسانی کے ساتھ متغیر نہیں ہو جاتی اسی طرح حیوان و انسان میں قوت غضبی کی وجہ سے مختلف دشمنوں سے حفاظت اور بچاؤ ہوتا ہے اور زندہ اجسام ضرورت کے وقت اپنی شجاعت سے کام لیکر دشمن کو دفع کر سکتے ہیں لیکن اگرچہ حیوان و انسان اس قوت غضبی کے اعتبار سے باہم مشابہ ہیں پھر بھی دشمنوں کے دفع کرنے کے اسباب و ذرائع ہر ایک کے دوسرے سے مختلف ہیں حیوانات کے سینگ پنجے ناخن لمبے دانت سونڈ سخت بدن پر کانٹے وغیرہ وغیرہ طرح طرح کے اسباب دفع ہوتے ہیں اور یہی قوت غضبی کے ہتھیار ہیں اور انسانوں نے دشمن کو فنا کرنے کے لئے ہوائی جہاز اسٹیمر بم گولا توپ بندوق زہریلے گیس تری و خشکی کی مسلح فوج وغیرہ

اسباب فراہم کئے۔

اس تقریر سے ثابت ہوتا ہے کہ انسانوں کے اندر بھی فطرتاً مادۂ شجاعت مخزون ہے اور ہر انسان کو قوت دفاع کا ایک ضروری حصہ ملا ہے جس کو ہر شخص موقع بموقع جائز و ناجائز طور پر استعمال کرتا ہے اور دنیا میں اپنی ہستی برقرار رکھنی چاہتا ہے اقوام عالم نے اس مادہ کو کس نظر سے دیکھا اور اپنی زندگی و بقا کا اس کو کس قدر اہم جزو سمجھا ہے اس کے سمجھنے کے لئے مختلف ممالک اقوام اور اشخاص کے حالات پڑھو دیکھو وحشی سپارٹانی اقوام میں رواج تھا کہ جب کوئی شخص کسی لڑکی سے عقد کرنے کا خواستگار ہوتا اور لڑکی کے والدین کو پیام بھیجتا تو لڑکی کے والدین اور سرپرست لڑکے کو بلاتے تھے اور علی الاعلان لوگوں کے سامنے ہاتھ پاؤں باندھ کر اس قدر مارتے تھے کہ اس کے بدن سے خون بہتا اور جب وہ انتہائی تکلیف کے باوجود اُف نہ کرتا تو پھر اس کے ساتھ عقد کر دیا جاتا تھا۔ اہل اسپارٹا کے ہاں تربیت اولاد کا یہ طریقہ تھا کہ روزانہ لڑکوں کو کوڑے سے پیٹا جاتا تھا اور رفتہ رفتہ ایک ایک کوڑا بڑھایا جاتا تا کہ لڑکے خوب مضبوط ہو جائیں جو لڑکا زیادہ ضرب سوط برداشت کر سکتا وہ زیادہ بہادر اور نامور خیال کیا جاتا تھا۔ نارمنستہ یورپ میں بہت زمانہ تک یہ قانون نافذ رہا کہ بستر پر دم دینا یا اپنی موت سے مرنا جرم ہے جنگ میں مارا جانا ضروری ہے اگر کسی حاکم امیر یا قومی پیشوا کو جنگی شہادت کا موقع نہ ملتا اور وہ لب دم ہوتا تو کشتی میں رکھکر اس کو آگ لگا دیتے تھے اور پھر دریا میں ڈبو دیتے تھے عیسائی مذہب کو دیکھئے کہ چونکہ ان کی مذہبی تعلیم فطری حفاظت خود اختیاری کے خلاف تھی اور وہ مجبور تھے کہ اس کی خلاف ورزی کریں اس لئے انہوں نے مذہبی ہدایات کو پس پشت ڈال دیا اور اس کے برخلاف اپنی ہستی باقی رکھنے اور دنیا کو فنا کرنے کے لئے کیسے کیسے آلات حرب و ضرب ایجاد کئے بہرحال انسانی قوت دفاع کے مختلف ذرائع اور طریقے ہیں یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم فارابی کی کتاب "مدارار اہل المدینۃ الفاضلۃ" کا کسی قدر اقتباس درج کریں تاکہ موضوع کی کافی توضیح ہو سکے فارابی کہتا ہے کہ بقاء تمدن کے لئے بہترین تمدن پسند انسانوں کی چھ رائیں ہیں:۔

(۱) ایک فرقہ کہتا ہے کہ ہم اپنی شہوانی اور بہیمی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے جبراً دنیا پر غلبہ حاصل کرینگے اور زبردستی ان پر چھا جائینگے۔

(۲) دوسرا گروہ قائل ہے کہ ہم اپنی عزت نفس اور عظمت و وقار قائم رکھنے کے لئے دنیا کو تہ و بالا کر ڈالیں گے اور تمام لوگوں پر جبراً قبضہ حاصل کرینگے۔

(۳) تیسری جماعت کہتی ہے کہ ہم عزت نفس کی بقا اور شہوانی خواہشات کا حصول چاہتے ہیں اس لئے ہم ان دونوں اغراض کے لئے دنیا کو زبردستی مسخر و مغلوب کرینگے۔

(۴) چوتھا فرقہ کہتا ہے کہ ہم کسی پر جبر و غلبہ کرنا نہیں چاہتے ہاں جو کوئی ہم سے لڑے گا ہم بھی لڑیں گے جو ہمیں مارے گا ہم بھی اس کو ماریں گے اپنا بچاؤ کرنے کے لئے مختلف ذرائع اختیار کرینگے جنگ کرینگے عورتوں کی تجارت کریں گے اور ان کے مردوں کو مار کر بھگا دیں گے یہ فرقہ صلح پسند وطن والا کہلاتا ہے۔

(۵) پانچواں گروہ قائل ہے کہ ہم لوگوں کو غلام بنا لینگے تاکہ دوسری آئندہ جنگ کے لئے تیار ہو جائیں اور زندہ رہ سکیں۔

(۶) چھٹا فرقہ کہتا ہے ہم دنیا سے معاہدے کریں گے اور معاہدے کر کے ایک قوم کو دوسری سے لڑا دیں اور اس طرح ان کی طاقت صرف کرا کے خود محفوظ رہیں گے۔

اب ذرا اس پر غور کیجئے کہ قرآن نے حفاظت شخصی حفاظت وطن حفاظت مذہب اور عزت نفس کی بقا کے لئے کیا پیرایہ اختیار کیا اور کس قسم کی جنگ کی اجازت دی اس مقصد کے لئے ذیل کا مقالہ پڑھیئے۔

عزت نفس مذہب اور وطن کی حفاظت کے متعلق قرآنی تعلیم

(۱) کمزوری کی حالت میں ہتھیار اٹھانے کی اجازت نہیں جس طرح ہجرت سے پہلے قیام مکہ کے زمانہ میں حضور نے کیا۔

(۲) لڑانے والوں سے لڑو اور جان و مال اور وطن پر حملہ کرنے والوں کو مار بھگاؤ جس طرح حضور نے غزوۂ بدر و احد وغیرہ میں کیا اہل مکہ نے مسلمانوں کو وطن سے نکالا ذلیل کیا طرح طرح کی تکلیفیں دیں تیرہ سال آپ دانہ بند کر رکھا مجبوراً مسلمانوں نے وطن اور عزت کے لئے ہتھیار اٹھائے اور جنگ بدر واقع ہوئی پھر کفار نے مسلمانوں کے وطن ثانی یعنی مدینہ طیبہ پر چڑھائی کی اور مسلمانوں کو تباہ کرنا چاہا حضور نے لوگوں سے مشورہ کیا ایک گروہ نے مدینہ میں رہکر دشمنوں کو دفع کرنے کی صلاح دی دوسرے گروہ نے مدینہ سے باہر نکل کر لڑنے کا مشورہ دیا مؤخر الذکر فرقہ کی رائے پسند کی گئی اور جنگ احد واقع ہوئی۔

(۳) مشرکین کو جہاں پاؤ قتل کرو مار ڈالو اسے ہم اس کی کسی قدر توضیح کرنی چاہتے ہیں۔

درحقیقت یہ درس مساوات ہے اس سے مدعا یہ ہے کہ گمراہ اقوام طاقت اور ان کی دولت و حشمت کی بڑی ہو سکیں خدا نے فرما دیا ہے سب انسان برابر ہیں کسی کو کسی پر بجز پرہیزگاری کے فضیلت نہیں خلقکم من نفس واحدۃ گویا غرض یہ ہے کہ پست اقوام ترقی کر کے اونچی طبقہ کے برابر آ جائیں اسلام کہتا ہے کہ مشرکین کو مارو ان سے لڑو تاکہ دنیا میں صلح امن عام اور مساوات پیدا ہو جائے جاہل عالم بن جائیں مفلس مالدار کے ہم پلہ ہو جائیں فضیلت قومی مٹ جائے صرف پرہیزگاری اور تقویٰ کی فضیلت باقی رہے قرآن کہتا ہے کہ حقوق انسانی غصب کرنے والوں کو ملیامیٹ کر دو تاکہ وحشی مہذب بنجائیں کم عزت طبقہ کو ایسی عزت حاصل ہو جائے کہ ان کے اسلاف نے خواب بھی نہ دیکھی ہو یہی مطلب جنگ کے موقع پر گرفتار کرکے پھر آزاد کرکے تعلیم دلوانے کا ہے دیکھو کس قدر غلام صرف علم و اتقا اور بردباری کی وجہ سے سرداران اسلام ہوئے کون نہیں جانتا کہ حضرت اسامہ بن زید کو حضور نے سردار لشکر بنایا حضرت ابوبکر نے بھی انکو باقی رکھا بڑے بڑے نامور سرداران عرب ان کی کمان کے نیچے رہے کیا اسامہ غلام نہ تھے کیا یہ درس مساوات نہیں کافور اخشیدی مدت تک احرار مصر پر حکومت کرتا رہا غلاموں کی حکومت مصر پر مدتوں ہی اکثاری جماعت نے برسوں تک شریف ترکوں کو زیر نگیں رکھا کیا سبکتگین التمش اور قطب الدین ایبک غلام نہ تھے جن کا نام نامی اب تک مسلمانوں کے ان عظمت کے ساتھ لیتے ہیں غلاموں کی سلطنت ہندوستان میں کتنے زمانہ تک رہی اور مسلمانوں نے بخوشی کتنی مدت تک ان کو اپنا تاجدار تسلیم کیا دغیرہ مختصر یہ ہے کہ درس قتال صرف اسلئے ہے کہ جاہلوں کو عالم ذلیلوں کو باعزت اور ناداروں کو دولتمند بنا دیا جائے مشرکوں نے جو امتیاز قومی اور مالی قائم کر رکھا ہے اس کے قصر کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے اور تمام دنیا میں مساوات ہو جائے مومن کو قتل کرنے کی دوامی سزا جہنم کیوں مقرر ہوئی خواہ غلام حبشی ہو یا سید السادات اس حکم میں مومن برابر کیوں ہوئے اس لئے کہ مومن کا قتل فطری اور قرآنی تعلیم کے خلاف ہے قتال تو ان لوگوں کے لئے ہے جو مساوات انسانی کے دشمن ہیں اور فطرت کے برخلاف امتیازی حیثیت قائم رکھنا چاہتے ہیں جبکہ مومن فطری تعلیم کا دلدادہ ہے پھر اس کا

قتل کس طرح جائز ہو سکتا ہے اور مشرکین کے قتل کے عدم جواز کی کیا دلیل ہو بہرحال یہ درس مساوات ہے اور توازن نوعی کا ایک اہم ستون ہے۔

صحیح بخاری اردو

نوشتہ حضرت مولانا سید حامد بخاری دہلوی،

(بسلسلہ گزشتہ)

۴۰۹۔ باب۔ جہاں اونٹ بندھتے ہوں وہاں نماز پڑھنی ناجائز نہیں ہے۔

(حضرت) نافع سے مروی ہے کہ میں نے (حضرت عبداللہ) ابن عمرؓ کو اپنے اونٹ کی طرف رخ کرکے، نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

اور حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کا قول ہے کہ میں نے (جناب) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی، اس طرح (نماز ادا) کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

۴۱۰۔ باب جو شخص نماز ایسی صورت میں پڑھے کہ اس کے منہ کے سامنے تنور یا آگ یا کوئی ایسی چیز ہو کہ جسے پوجا جاتا ہے (جیسے ہیکل بت وغیرہ) لیکن (ان چیزوں کو) اس (نمازی) نے (اپنا معبود و مسجود نہ سمجھا ہو یا ذریعہ عتاب ایزدی انہیں خیال کرکے ان کی طرف منہ نہ کیا ہو بلکہ اپنی اس (نماز) سے اصرف اللہ عزوجل کی خوشنودی کا قصد کیا ہو اور وہ اشیاء اتفاقیہ طور پر یا مجبوراً اس کے سامنے واقع ہوگئی ہوں تو اس کی نماز ادا ہوجائے گی فاسد نہ ہوگی۔

حضرت انس بن مالکؓ کا بیان ہے کہ (جناب) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے سامنے (عین) حالت نماز میں (دوزخ کی) آگ لائی گئی۔

۴۱۱۔ (حضرت) عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ (ایک بار) سورج گہن میں آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز (خسوف) پڑھی (جب آپؐ نماز پڑھ چکے تو) پھر آپؐ نے فرمایا مجھے (اس نماز میں دوزخ کی) دہکتی ہوئی آگ دکھائی گئی میں نے ایسا ہولناک منظر جیسا آج دیکھا کبھی نہیں دیکھا۔

۴۱۲۔ باب۔ مقابر میں نماز کی کراہیت۔

(حضرت) ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ (جناب) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم اپنی نماز میں سے کچھ (نوافل یا سنن) اپنے گھروں میں بھی پڑھو اور انھیں قبریں نہ بناؤ۔

۴۱۳۔ باب مقامات خسف و عذاب میں (یعنی جہاں کسی چیز کو بحکم الٰہی دھنسا یا گیا ہو یا کوئی اور عذاب نازل ہوا ہو وہاں، نماز (مکروہ ہے یا نہیں)

بیان کیا جاتا ہے کہ (امیر المومنین حضرت مولیٰ علی (کرم اللہ وجہہ) نے خسف (شہر) بابل میں (جہاں نمرود پر عذاب آیا تھا اور اس کی بنائی ہوئی عمارت کو دھنسا یا گیا تھا) نماز (پڑھنے) کو مکروہ (اور ناجائز) سمجھا۔

(حضرت) عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جن (لوگوں) کو عذاب دیا گیا ہے ان (کی بستیوں) پر نہ جاؤ لیکن ایسی حالت میں اگر جاؤ تو مضائقہ نہیں (جبکہ تم (وہاں جاکر خدا کے عذاب) سے ڈرتے اور ان کی عبرتناک بربادی پر آنسو بہاؤ۔

اور اگر تم (اپنے قلب میں درشتی محسوس کرو کہ ان کے اندوہناک انجام سے متاثر نہ ہو اور وہاں جاکر خدا کے خوف سے ترساں اور لرزاں اور گریاں نہ ہو تو ان کی بستیوں پر نہ جاؤ تاکہ جو دکھ (انہیں پہنچ چکا ہے وہ تمہیں نہ پہنچے (اور تم بھی ان کی طرح مستحق عذاب و عقاب نہ قرار پاؤ)

۴۱۴۔ باب۔ گرجا میں نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں۔

(حضرت) عمر (فاروق رضی اللہ عنہ) نے (ایک موقع پر نصرانیوں سے) فرمایا ہم تمہارے گرجاؤں میں ان مورتوں کی وجہ سے داخل نہیں ہوتے جن میں صورتیں (بنی ہوئی) ہوتی ہیں۔

(حضرت) ابن عباسؓ گرجا میں نماز پڑھتے تھے لیکن اس گرجا میں نہیں جس میں مورتیں (بنی ہوئی) ہوتی تھیں۔

(حضرت) عائشہ (صدیقہ رضی اللہ عنہا) سے مروی ہے کہ (حضرت) ام سلمہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس گرجا کا تذکرہ کیا جو آپ نے زمین حبشہ میں دیکھا تھا (اور) جسے ماریہ کہا جاتا تھا اور ان تصویروں کا بھی آنحضرتؐ سے ذکر کیا جو آپ نے اس گرجا میں دیکھی تھیں اس پر خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ (نصرانی) وہ لوگ ہیں کہ جب ان میں کوئی بندہ نیک یا مرد نیک مرجاتا ہے تو یہ اس کی قبر پر ایک سجدہ گاہ بنا لیتے ہیں اور اس میں (اپنے) ان (اہل اللہ) نیک کی صورتوں کو (بطریق بت) بنا کر لگا دیتے ہیں (دراصل) یہ لوگ (اپنے ان کرتوں کے باعث) اللہ کے نزدیک بدترین خلائق ہیں۔

۴۱۵۔ باب (تتمہ باب سابق)

(حضرت) عائشہ (صدیقہؓ) اور (حضرت) عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر (ساعت آخر یعنی موت) نازل کی گئی تو آپ اپنی چادر اپنے چہرۂ (اقدس) پر ڈال لیتے جاتے تھے اور جب اس سے (گرمی وغیرہ کی) تکلیف محسوس فرماتے تھے تو اسے اپنے چہرہ سے ہٹا لیتے تھے اور اسی حالت (کرب) میں آپ فرماتے تھے کہ یہود و نصاریٰ پر خدا کی پھٹکار ہو کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنا لیا (یعنی آپ (اس حالت میں بھی) یہود و نصاریٰ کے کرتوتوں سے ڈراتے تھے (اور صحیح وحدت پرستی کی تبلیغ فرما رہے تھے۔

۴۱۶۔ (حضرت) ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہود کو خدا غارت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنا لیا (اور خالق کی پرستش کو چھوڑ کر مخلوق کی پوجا کرنے لگے۔

۴۱۷۔ باب۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ زمین کو میرے لئے قابل سجدہ اور سبب (حصول) طہارت کر دیا گیا۔

جابر بن عبداللہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے قبل انبیاء میں سے ایک کو بھی نہیں دی گئیں مجھے ایک مہینہ کی مسافت پر (محض) رعب کی وجہ سے (فتح و) نصرت ملی اور میرے لئے (ہر پاک جگہ کی) زمین کو قابل سجدہ اور

اور سبب (حصول) طہارت (یعنی لائق تیمم) کردیا گیا۔

۴۱۷ (ب) اور (یہ اختیار دیا گیا کہ) میری امت کے ہر شخص کو (جس سرزمین پر) نماز کا وقت آجائے وہ (وہیں) نماز پڑھ لے بشرطیکہ وہ زمین ناپاک نہ ہو اور مورتیوں اور تصویروں سے مبرا ہو) اور میرے واسطے اموال غنیمت حلال کردئے گئے اور (مجھ سے پہلے) نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا لیکن میں (بلا تخصیص مذہب و ملت، تمام (روئے زمین کے) انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہوں میری تبلیغ و تعلیم ہر فرد جن و بشر کے لئے عام ہے) اور مجھے (منصب) شفاعت دیا گیا ہے (یعنی میدان محشر میں گنہگاروں کی سفارش کے لئے صرف مجھے مخصوص کیا گیا ہے)

۴۱۸۔ باب۔ مسجد میں عورت کا سونا (ناجائز نہیں ہے)

(حضرت) عائشہ (صدیقہ) سے مروی ہے کہ عرب کے ایک قبیلہ کی ایک سیاہ فام لونڈی تھی ان لوگوں نے اسے آزاد کر دیا تھا اس پر بھی وہ انھیں کے ہمراہ (رہتی) تھی اس نے کہا (ایک بار میرے اثنائے بود و باش میں) ان لوگوں کی ایک لڑکی تالاب پر نہانے کی غرض سے اپنے گھر سے نکلی اس پر (یعنی اس کے گلے میں) سرخ تسموں (فیتوں) کا ایک (قیمتی) ہار تھا۔ اس (لونڈی) نے کہا (نہ معلوم) اس (ہار) کو لڑکی نے (کہیں) رکھدیا یا وہ اس سے گر پڑا بہرحال اس (ہار) کے پاس سے ایک چیل گذری ہار (جو زمین پر) پڑا ہوا تھا وہ (چیل) اسے گوشت (کا لوتھڑا) سمجھی اور اس نے اُسے اچک لیا۔ اس (لونڈی) نے کہا (لڑکی نے اپنے گھر والوں سے (جاکر کہا) انہوں نے اسے بہتیرا) ڈھونڈا لیکن وہ انہوں نے نہ پایا۔ اس (لونڈی) نے کہا اس پر انہوں نے اس (ہار کی چوری) کا چرچا مجھ پر لگایا اور میری تلاشی لینے لگے حتیٰ کہ انہوں نے میری شرمگاہ بھی ٹٹولی اس (لونڈی) نے بیان کیا خدا کی قسم میں ان کے ساتھ (پریشان) کھڑی تھی کہ اچانک وہ چیل گذری اور (وہ ہار) اس نے ڈالدیا۔ اس (لونڈی) نے کہا وہ (ہار) ان کے بیچ میں آگرا (لونڈی کا بیان ہے پھر) میں نے (ان لوگوں سے) کہا تم نے اسی (ہار) کا مجھ پر چرچا اٹھایا تھا۔ تم نے گمان کیا تھا کہ (ہار) میں نے چرالیا، حالانکہ میں اس (گمان بد) سے پاک ہوں اور وہ (ہار) یہ ہے (جو تمہاری نظروں کے سامنے چیل نے پھینکا ہے) اس نے بیان کیا کہ پھر (اس نے ان کے ہاں کی بود و باش چھوڑ دی اور) وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور مسلمان ہوگئی۔

(حضرت) عائشہ (صدیقہ) کہتی ہیں پھر اس کے (رہنے کے) لئے مسجد میں ایک خیمہ یا حجرہ (مخصوص کر دیا گیا) تھا۔ (حضرت) صدیقہؓ نے فرمایا وہ میرے پاس آتی تھی اور باتیں کیا کرتی تھی (حضرت صدیقہؓ نے) فرمایا وہ جب کبھی میرے پاس (آکر) بیٹھتی اس نے (یہ شعر ضرور) پڑھا۔ وہ اور ہار کا دن ہمارے پروردگار کے عجائبات (قدرت) میں سے ہے۔ سنو (بہنو!) اسی دن نے مجھے شہر کفر سے نجات بخشی ہے (حضرت) عائشہؓ نے فرمایا (ایک دفعہ) میں نے اس سے پوچھا کیا بات ہے جب کبھی تم میرے پاس بیٹھتی ہو تو یہ (شعر) ضرور پڑھتی ہو (حضرت صدیقہؓ نے) فرمایا اس پر اس نے مجھے اپنا یہ قصہ سنایا تھا:۔

۴۱۹ باب۔ مسجد میں مردوں کا سونا (بھی جائز ہے):۔

(حضرت) انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ (قبیلہ) عکل کی ایک جماعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور یہ آنے والے اصحاب صفہ میں سے تھے اور عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ فرماتے ہیں کہ اصحاب صفہ (فقراء تھے (جو مسجد میں رہتے تھے)

۴۲۰۔ (حضرت) نافع فرماتے ہیں کہ (حضرت) عبداللہ بن عمرؓ نے مجھے بتایا کہ میں مسجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سویا کرتا تھا حالانکہ میں ایک غیر شادی شدہ نوجوان تھا میری بیوی نہ تھی۔

۴۲۱۔ (حضرت) سہل بن سعد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ایک دفعہ اپنی بیٹی حضرت) فاطمہؓ کے گھر میں آئے تو (آپ کے شوہر حضرت مولیٰ) علی کو (وہاں معمول) گھر میں نہ پایا اس پر آنحضرتؐ نے (دریافت) فرمایا (فاطمہؓ) تمہارے چچا کے بیٹے کہاں (گئے) ہیں (حضرت فاطمہؓ نے) عرض کیا میرے ان کے مابین (ناچاقی) کچھ بات ہوگئی جس پر وہ مجھ سے ناراض ہوگئے اور (گھر سے) نکل گئے اور میرے پاس قیلولہ ہی نہیں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے کہا دیکھو وہ (یعنی حضرت علی) کہاں ہیں۔ وہ (مسجد میں گیا اور دیکھ کر آیا اور کہا یارسول اللہؐ وہ مسجد میں سو رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مسجد میں) آئے اور (حضرت مولیٰ) علی لیٹے ہوئے تھے ان کے پہلو سے ان کی چادر ہٹ گئی تھی اور ان کے مٹی لگ گئی تھی یہ دیکھکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان (کے بدن) سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمانے لگے ابوتراب اٹھو (اٹھو!) ابوتراب:۔

۴۲۲۔ (حضرت) ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اصحاب صفہ میں سے ستر آدمی دیکھے ان میں سے ایک شخص بھی ایسا نہ تھا کہ جس کے پاس چادر ہو جس کے ساتھ عام طور سے تہبند بھی ہوتا ہے تاکہ بالائی حصہ جسم کے لئے چادر کافی ہو اور زیریں حصہ جسم کے ڈھکنے کے لئے تہبند کام آئے ان میں سے ہر ایک کے پاس) یا تو ایک تہبند تھا یا ایک کمل کہ جسے وہ اپنی گردنوں میں باندھ لیتے تھے۔ ان (دونوں کپڑوں) میں سے کوئی کپڑا نصف پنڈلیوں تک پہنچتا تھا اور کوئی ٹخنوں تک پہنچتا تھا اور وہ (یعنی ان میں کا ہر شخص اس کپڑے کو اپنے ہاتھ سے سمیٹے رہتا تھا اس ڈر سے کہ کہیں ستر پر (کسی کی) نظر نہ پڑ جائے:۔

۴۲۳ باب۔ جب سفر سے کوئی واپس آئے تو نماز (پڑھکر گھر جائے) کعب بن مالک فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس آتے تھے تو (گھر جانے سے) پہلے مسجد میں تشریف لاتے تھے اور نماز پڑھتے تھے۔

جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ (ایک دفعہ سفر سے واپس آنے کے بعد) میں سیدنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ (اس وقت) مسجد میں تھے (راوی حدیث مسعر) کہتے ہیں مجھے خیال ہوتا ہے کہ جابر بن عبداللہ نے (اپنی حاضری کا وقت) چاشت بیان کیا تھا غرض آنحضرتؐ نے مجھے دیکھکر فرمایا کہ دو رکعتیں (نماز کی) پڑھ لو اور میرا کچھ روپیہ آپ پر قرض تھا آپ نے مجھے ادا کر دیا اور (حساب سے از راہ عنایت) مجھے (کچھ روپیہ) زائد دیا۔

۴۲۴۔ باب جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو وہ (مسجد میں) بیٹھنے سے قبل دو رکعتیں پڑھے!۔

ابوقتادہ سلمی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے (مسلمانو!) جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو وہ (مسجد میں) بیٹھنے سے قبل دو رکعتیں پڑھ لے۔

۴۲۵۔ باب۔ مسجد میں بے وضو ہونا۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

کہ یا رب! ملائکہ تم (مسلمانوں) میں سے ہر شخص کے لئے دعا مانگتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ اپنے اس مصلے پر رہتا ہے جس پر کہ اس نے نماز پڑھی ہے تا آنکہ وہ بے وضو ہو (اور) ملائکہ دعا مانگتے وقت) کہتے ہیں کہ خدایا اس شخص کے گناہ معاف کر دے خدایا اس پر رحم کر۔

۲۶۴- باب - مسجد (نبوی) کی تعمیر (کا ذکر) ابو سعید فرماتے ہیں کہ (ابتدا میں، مسجد نبوی) کی چھت کھجور کی شاخوں کی تھی۔

(حضرت) عمر رضؓ نے مسجد (نبوی) کی تعمیر کا (ایک معمار کو) حکم دیا اور اس سے فرمایا تو لوگوں کو بارش سے محفوظ رکھ اور سرخ و زرد رنگ کرنے سے پرہیز کر تاکہ لوگوں کو (عبادت سے ہٹا کر عبادتگاہ کے آراستہ کرنے کے) فتنہ میں نہ ڈالے (حضرت) انسؓ فرماتے ہیں کہ (مسجد میں رنگ کرنے کی ممانعت حضرت عمرؓ نے اس لئے کی کہ، لوگ اس آراستگی پر فخر کرنے لگیں گے (اور اسی کو کافی سمجھیں گے)، پھر اسے (اللہ کے ذکر و شغل سے) بہت کم آباد کریں گے۔

(حضرت) ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ (ایک زمانہ میں مسلمانو!) تم (اپنی) مساجد کو ایسا ہی آراستہ کرو گے جیسا کہ یہود و نصاریٰ (اپنے معبد) کو آراستہ کرتے ہیں (اور اسی آراستگی کو کافی سمجھو گے یاد الٰہی اور فرائض خداوندی کی ادائیگی کا اتنا خیال نہیں رہے گا)

(حضرت) عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ مسجد نبوی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کچی اینٹوں کی بنی ہوئی تھی اور اس کی چھت کھجور کی شاخوں کی تھی اور اس کے ستون کھجور کی لکڑی کے تھے اس میں (حضرت) ابوبکرؓ نے کوئی اضافہ نہیں کیا اور اور زیادہ کیا۔ مگر مستحکم لیکن اپنے عہد خلافت میں حضرت) عمرؓ نے اس (کے طول و عرض) میں اضافہ کیا اور (باقی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے زمانہ کی عمارت کے مطابق کچی اینٹوں (سے اس کی دیواریں) اور کھجور کی شاخوں سے (اس کی چھت) تعمیر کی اور اس کے ستون (بھی) پھر لکڑیوں کے لگائے (لیکن) بعد میں (حضرت) عثمانؓ نے (اپنے دور میں) اسے (بالکل) بدل دیا اور اس میں بہت سی ترمیم کر دی اس کی دیواریں منقش پتھروں اور چونے کی بنائیں اور چھت ساگوان (کی لکڑی) سے باٹی۔

۲۷۴- باب تعمیر مسجد میں (مسلمانوں کا) باہم ایک دوسرے کی مدد کرنا اور اللہ عزوجل کا (یہ) ارشاد کہ مساجد اللہ کی تعمیر مشرکوں کے لئے نفع بخش نہیں ہے (بلکہ یہ مسلمانوں کا کام ہے)

عکرمہ فرماتے ہیں کہ (حضرت) ابن عباسؓ نے مجھ سے اور اپنے بیٹے (سمی) علی سے ایک روز کہا تم دونوں ابو سعید (خدری) کے پاس جاؤ اور ان کی کوئی حدیث سنو چنانچہ ہم گئے تو ہم نے دیکھا کہ وہ ایک باغ میں ہیں (اور) اسے ٹھیک کر رہے ہیں پھر جب انہوں نے ہمیں دیکھا تو اپنی چادر لی اور (اس سے) اوڑھ کر بیٹھ گئے پھر ہمیں حدیث سنانے لگے یہانتک کہ مسجد (نبویؐ) کی تعمیر کے بیان پر (جب) آئے تو فرمایا (مسجد نبویؐ کی تعمیر کے وقت) ہم ایک ایک اینٹ اٹھا کر لاتے تھے اور عمارؓ دو دو اینٹیں پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں دیکھا اور (ازراہ شفقت) ان پر سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمانے لگے عمار (بن یاسر) پر (رحم) افسوس ہے کہ (ایک زمانہ میں) انھیں ایک باغی جماعت قتل کر دے گی[1] حالانکہ یہ انھیں جنت (کے کاموں) کی دعوت دیں گے اور وہ انھیں دوزخ (کے کاموں) کی طرف بلائیگی (یہ سنکر حضرت) عمارؓ نے کہا خداوندا! میں (دنیا کے ہر قسم کے) فتنوں سے (محفوظ رہنے کے لئے تجھ سے) پناہ مانگتا ہوں ۔

[1] جنگ صفین میں حضورؐ کی یہ پیشگوئی حرف بحرف پوری اتری حضرت عمارؓ حضرت علی کی طرف سے لڑتے

سلسلہ تعلیم الاسلام

بعض اہل خبرت سے اس خیال میں تھے کہ ابتدائی مذہبی تعلیم کے لئے کوئی بہترین رسالہ ایسا جن سے بچوں کی تعلیمی استعداد ترقی کے ساتھ مسائل دینیہ بھی ذہن نشین ہوتے جاتے ہیں تالیف کئے جائیں انہوں نے حضرت اجل علامہ مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب صدر مدرس مدرسہ امینیہ دہلی کی خدمت میں اپنا خیال پیش کیا حضرت ممدوح نے مسلمان بچوں کی تعلیمی ضرورت کا لحاظ فرما کر تعلیم الاسلام کے نام سے مذہبی تعلیم کے لئے ایک بہترین نصاب تیار فرمانا شروع کیا مولانا ممدوح ایک فاضل مفتی اور جمعیۃ علمائے ہند کے صدر ہیں مسائل فقہیہ میں آپکی مہارت تمام ہندوستان میں مشہور و معروف ہے بچوں کی حالت اور تعلیمی ضرورت سے آپ پورے طور پر واقف ہیں تعلیم الاسلام میں عبارت کی آسانی اور مضامین کی ترتیب کا خاص طور سے لحاظ رکھا گیا ہے بچوں کے اخلاق و عادات پر برے اثر ڈالنے والے الفاظ سے احتراز کیا گیا ہے اسی طرح مسائل بھی تدریجی طور پر مختلف نمبروں میں بیان کئے گئے ہیں تاکہ بچوں کے ذہن آسانی کے ساتھ قبول کرتے جائیں طریقہ بیان بطور سوال و جواب کے رکھا گیا ہے تاکہ بچوں کا دل لگ جائے اور اچھی طرح یاد کر لیں۔

ان رسالوں سے پہلے پڑھانے کے لئے ایک قاعدہ بھی مفتی صاحب نے مرتب فرمایا ہے۔ بہرحال مذہبی تعلیم کے لئے یہ سلسلہ بہت مفید اور معتبر ہے جس کی خوبیاں دیکھنے اور تجربہ کرنے سے معلوم ہوں گی۔

اب تک ان رسالوں کی مجموعی تعداد دو لاکھ انتیس ہزار چھپ چکی ہے اور اب تک مدارس اسلامیہ اور قومی اسکولوں کے درس میں داخل کر لیا گیا ہے۔ بہار بنگال یوپی، پنجاب گجرات میں خصوصیت کے ساتھ پسند کیا گیا ہے اور بیرون ہند افریقہ وغیرہ میں برابر جا رہا ہے۔ ان رسالوں کی گجراتی، بنگالی، برہمی، اردو، مرہٹی زبان میں بھی ترجمہ ہو گیا ہے۔ بعض اہل خیر کا یہ خیال بھی ہو رہا ہے کہ انگریزی میں بھی ترجمہ کرایا جائے یہ مقبولیت عامہ کی کھلی اور روشن دلیل ہے۔

قاعدہ کے علاوہ چار نمبر اب تک تیار ہو چکے ہیں ان چاروں نمبروں میں عقائد اور مسائل کا کافی ذخیرہ آگیا ہے طہارت نماز، روزہ اور زکوٰۃ تک کے مسائل اور عقائد میں توحید، کتب آسمانی، ملائکہ، جنت، دوزخ، عذاب، ثواب عذاب معجزات رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کمل (مفصل) بیان و تشریح صحابہ کرام اور اولیا اور کرامات اولیاء اللہ کا ذخیرہ اور اس کا ثبوت اور مسئلہ تقدیر کے متعلق بیان عام فہم جو بچوں اور عورتوں کے ذہن میں جلد آسکے نہایت خوش اسلوب طریقہ سے بیان کیا گیا ہے۔ اعمال صالحہ کا حال اور کفر و شرک، بدعات وغیرہ کا مفصل بیان لکھا گیا ہے قیمت بہت کم رکھی گئی ہے یعنی کامل سٹ ۵ حصے عہ مجلد عمہ علاوہ محصول

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مقالات غوث الاعظم

(بسلسلہ گذشتہ)

المقالة السابعة عشر

(في كيفية الوصول الى الله)

قال رض اذا وصلت الى الله قربت منه بتقريبه وتوفيقه ومعنى الوصول الى الله عز وجل خروجك عن الخلق والهوى والارادة والمنى والثبوت مع فعله وارادته من غير ان يكون منك حركة فيك ولا في خلقه بك بل بحكمه وفعله وامره فهي حالة الفناء يعبر منها بالوصول فالوصول الى الله عز وجل ليس كالوصول الى احد من خلقه المعقول المعهود ليس كمثله شئ وهو السميع البصير جل الخالق ان يشبه بمخلوقاته او يقاس على مصنوعه فالوصول اليه معروف عند اهل الوصول بتعريفه لهم كل واحد بحكمه لا يشاركه فيه غيره له عز وجل مع كل واحد من رسله وانبيائه واوليائه سر من حيث لا يطلع على ذلك احد غيره حتى انه قد يكون للمريد سر لا يطلع عليه شيخه وللشيخ سر لا يطلع عليه مريده الذي قد دنى سيره الى عتبة باب حالة شيخه فاذا بلغ المريد حالة شيخه افرد عن الشيخ وقطع عنه فيتولاه الحق فيقطعه عن الخلق فيكون الشيخ كالظئر والداية لا رضاع بعد الحولين لا خلق بعد زوال الهوى والارادة الشيخ

مقالہ سترہواں

(وصول الی اللہ کے معنے)

جب تجھ کو وصول الی اللہ ہو پس اس وقت تو اللہ کی تقریب و توفیق سے اس کا مقرب بنا اور وصول الی اللہ (اللہ تک پہنچنے) کے معنے یہ ہیں کہ تیرا مخلوق سے اور خواہش و ارادہ اور آرزو سے باہر نکل آنا اور اس کے فعل و ارادہ میں ثابت رہنا بغیر اس کے کہ تجھ سے کوئی حرکت ہو، نہ تیرے اندر پائی جائے نہ اس کی مخلوق کے اندر بلکہ تجھ سے جو کچھ پایا جائے وہ اسی کے حکم و فعل اور امر سے ہی پایا جائے پس یہ (حالت) حالت فنا ہے جسے وصول الی اللہ سے تعبیر کیا گیا ہے اللہ تک پہنچنا کسی مخلوق کی طرف معقول اور معروف پہنچنے کی طرح نہیں ہے کیونکہ (لیس کمثلہ شئ) اس کی مثل کوئی شئ نہیں حالانکہ وہ سمیع و بصیر (سننے والا اور دیکھنے والا ہے) اور خالق پیدا کرنے والا اس سے پاک اور اعلیٰ ہے کہ اس کی تشبیہ اس کی پیدا کی ہوئی چیز سے دی جائے اور اس کے مصنوع پر اسے قیاس کیا جائے اور وصول الی اللہ اہل وصول کے نزدیک معروف ہے جو اولیاء اللہ خدا تک پہنچ گئے ہیں وہی وصول الی اللہ کو، اللہ تعالیٰ کے شناسا کرنے سے جانتے ہیں، اور ہر ایک واصل باللہ کا مشرب ایسا جدا ہے جس میں دوسرا شریک نہیں ہو اور اللہ تعالیٰ کا سر (بھید) اپنے تمام رسل و انبیاء و اولیاء میں سے ہر ایک کے ساتھ ایسا جدا ہے کہ ایک کے راز پر دوسرے کو سوائے خدا کے اطلاع نہیں ہو یہانتک کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مرید کے لئے خدا کے ساتھ جو سر ہے اس پر اس کے شیخ (پیر) کو بھی آگاہی نہیں ہوتی اور کبھی شیخ کے راز سے وہ مرید (بھی) آگاہ نہیں ہوتا جس کی سیر "حالت شیخ" کے دروازہ کی چوکھٹ تک پہنچ گئی ہے اور جب ایسا ہوتا ہے، کہ مرید اپنے شیخ کی حالت پر پہنچ جاتا ہے تو اُسے شیخ سے جدا کر دیا جاتا ہے اس وقت اس کا والی حق سبحانہ

يحتاج اليه ما دام ثمه هوى وارادة لكسرهما واما بعد زوالهما فلا لانه لا كدورة ولا نقصان فاذا وصلت الى الحق على ما بينا فكن آمنا ابدا ممن سواه فلا ترى لغيره وجودا البتة قطعا لا في الضر ولا في النفع ولا في العطاء ولا في المنع ولا في خوف ولا في رجاء بل هو عز وجل اهل التقوى واهل المغفرة فكن ابدا ناظرا الى فعله ومترقبا لامره مشتغلا بطاعته مبائنا عن جميع خلقه دنيا واخرى لا تعلق قلبك بشئ من خلقه واجعل الخليقة اجمع كرجل كتفه سلطان عظيم ملكه شديد امره مهولة صولته وسطوته ثم جعل الغل في رقبته مع رجليه ثم صلبه على شجرة الاترن على شاطئ نهر عظيم موجه فسيح عرضه عميق غوره شديد جريه ثم جلس السلطان على كرسي عظيم قدره عال سماؤه بعيد مرامه ووصوله وترك الى جنبه احمالا من السهام والرماح والنبل وانواع السلاح والقسي مما لا يبلغ قدرها غيره فجعل يرمي الى المصلوب بما شاء من ذلك السلاح فهل يحسن لمن رأى ذلك ان يترك النظر الى السلطان ويترك الخوف منه والرجاء له ويخاف من المصلوب ويرجوا منه اليس من فعل ذلك

ہو جاتا ہے پھر وہ سب مخلوق سے بھی اُسے جدا کر لیتا ہے پھر شیخ اس کے حق میں اس دایہ کے مانند ہو جاتا ہے جس کے بچہ نے دو سال کے بعد دودھ پینا چھوڑ دیا ہو اور زوال خواہش کے بعد ایسا ہی اس کا علاقہ مخلوق سے بھی منقطع ہو جاتا ہے پس جب تک مرید میں خواہش و ارادہ باقی ہے اسے توڑنے کے لئے شیخ کی احتیاج ہے لیکن زوال خواہش و ارادہ کے بعد (ظاہراً) شیخ کی حاجت نہیں ہو اور یہ اس لئے کہ اب مرید میں کدورت (تیرگی) اور نقصان باقی نہیں رہا اور اسے اپنے مولا کا قرب نصیب ہوا پس جب تو حق کی طرف پہنچ گیا (واصل بحق ہوا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے) تو پھر تو ہمیشہ کیلئے اس (حق سبحانہ و تعالیٰ) کے ماسوا سے بے خوف ہو جا کہ تو خدا کے سوا غیر کو نفع اور نقصان میں عطا اور منع میں خوف و رجا میں یقیناً (ہرگز) موجود نہ دیکھے بلکہ اسی سے ڈرنا اور اسی سے امید مغفرت رکھنا تجھے لائق و سزاوار ہے اور جب تو ایسا ہو جائے، تو پھر تو ابداً اللہ ہی کی طرف نظر رکھ اور تمام مخلوق سے دنیا و آخرت میں جدا رہ تیرے قلب کا تعلق کسی چیز سے نہ ہو اور تمام مخلوق کو اس شخص کی طرح بے بس اور عاجز سمجھ جو ایک بڑی سلطنت والے اور ایک بڑے صاحب صولت و سطوت اور شدید الحکم سلطان کی حراست و حفاظت میں ہو اور اس کی گردن میں طوق اور پاؤں میں بیڑیاں ہوں اور ایک بڑی نہر مواج کے کنارے پر جس نہر کی موجیں تیز اور طوفان خیز جس کا پھیلاؤ وسیع اور جس کی گہرائی بڑی ہو اس بادشاہ نے درخت صنوبر پر اس شخص کو صلیب (پھانسی) دے دی ہو اور سلطان ایک نہایت بلند تخت پر جلوس فرما ہو جس پر عرش عظیم پر جانا اور پہنچنا نہایت ہی دشوار ہو پہلو میں نیزوں اور کمانوں کا ایسا انبار لگا رکھا ہو جس کا اندازہ بادشاہ کے سوا کوئی نہیں کر سکتا اور یہ بادشاہ اس شخص مصلوب پر جس ہتھیار کو چاہے پھینک رہا ہو تو کیا یہ نا روا

اسلام کی امتیازی معاشرت

(ایک مسلسل کتاب جو مولوی کیلئے لکھی جارہی ہے)

(نوشتہ مولانا مراد مارہروی)

اولاد کے حقوق

مرد کو عورت کی اور عورت کو مرد کی فطری خواہش لاحق ہوتی ہے اسی لئے نہیں کہ دونوں ایک دوسرے کا حصہ ہیں بلکہ اس لئے بھی کہ دونوں مل کر زندگی بسر کریں اور دنیا آباد رہے اسی طرح جب شادی ہو چکتی ہے اور دونوں کے بڑھتے ہوئے شباب آلود جذبات سکون پذیر ہوتے ہیں تو ان کے دلوں میں قدرتی طور پر اولاد کی خواہش پیدا ہوتی ہے اور بڑھتے بڑھتے یہ نوبت پہنچتی ہے کہ مرد و عورت اس شے کے لئے جادو ٹونے اور ٹوٹکوں تک سے گریز نہیں کرتے اور اس مقصد کے حصول کے لئے ہر ممکن سعی سے کام لیتے ہیں کہ گھر کی رونق بڑھے اور کوئی ننھا پیدا ہو کر ایک طرف محبت باہمی کی ریشمی ڈورے کو استوار کر دے اور دوسری طرف ان کی مسرتوں میں اضافہ ہو ان کا نام بھی چلے نسل بھی باقی رہے اور یہ انھیں لائق و سعادتمند بنا کر سنت کا ایک لازوال ذخیرہ اپنے لئے اکٹھا کر لیں۔

چونکہ قدرت کو ابھی دنیا کی آبادی منظور ہے اس لئے اس نے مرد و عورت میں بھی باہمی کشش پیدا کی اور پھر ان کے قلب میں اولاد کی بیتاب تمنائیں بھی ودیعت کر دیں ایک طرف ان کی مسرتوں میں اضافہ ہوتا ہے اور دوسری طرف دنیا کی رونق بڑھتی اور یہ محفل بھی آب و رنگ کے ساتھ قائم رہتی ہے اولاد کے لئے انسان کیا کیا تکالیف برداشت کرتا ہے ماں باپ کن کن مصیبتوں سے بچوں کو پالتے اور پروان چڑھاتے ہیں ایک ماں ان کے لئے اپنی جان، اپنا حسن اور اپنا آرام سب کچھ غارت کر دیتی ہے اور اپنی دولت اور اپنے آرام کی بے دریغ قربانی کر کے اسے پرورش کرتی ہے۔

جہاں ماں باپ کی محبت ایک مسلم حقیقت ہے وہاں اکثر ایسی مثالیں بھی دیکھنے میں آتی ہیں کہ انسان اپنے عیش و آرام میں اولاد کی پرورش کی مقتضیات کی طرف سے غافل ہو جاتا ہے انسان تو بڑے ہی حضرت ہیں نیکی کی طرف مائل ہوئے تو فرشتوں پر فوق حاصل کر گئے اور برائی کی طرف رغبت ہوئی تو شیطان کو بھی سو قدم پیچھے چھوڑ دیا گو اس قسم کی اولاد کی طرف سے بے پروائی کی مثالیں کم ہیں مگر ہیں ضرور۔ کم از کم اولاد کو سعادتمند اور لائق بنانے کی طرف تو بہت کم توجہ کی جاتی ہے اور ان کو خدا ترس اور خدا شناس بنانے کی تو اس زمانہ میں بالکل توجہ نہیں کی جاتی پڑھا لکھا کے بھی تو زیادہ سے زیادہ گریجویٹ بنا دیں گے تمام اولاد کی تعلیم کی طرف کچھ توجہ ہو تو ہو مگر اس کی تربیت کی طرف توجہ ہی نہیں کی جاتی اور جنگل کے درخت کی طرح اسے بڑھنے اور پھیلنے کا موقعہ دیا جاتا ہے استاد نے پڑھا دیا وہ پڑھ گیا ماں باپ کو اس طرف چنداں توجہ مبذول کرنے کی چنداں ضرورت نہیں سمجھی جاتی مرد اپنے کاموں میں مصروف رہتا ہے اور عورت اپنے کام میں بچے کو کھلا دیا بچے کو پہنا دیا اور مکتب بھیج دیا اس کے بعد اس کی اصلاح اور اس میں اخلاقیات کی طرف کوئی خاص توجہ مرکوز نہیں کی جاتی جس طرح قدرت انھیں بڑھاتی ہے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ وجہ یہی ہے کہ تربیت میں ذرا زیادہ قربانی کرنی پڑتی ہے اس لئے کہ تربیت کے لئے ضرورت ہوتی ہے کہ ماں باپ خود نمونہ بن کر ان کے سامنے آئیں صوم و صلوٰۃ کے پابند رہیں اخلاق عالیہ کا نمونہ ان کے سامنے پیش کریں۔ حسد، کبر و غرور، شرارت اور بری باتوں سے روکیں اور ہمہ وقت ان کی نگاہیں بچوں کی حرکات و سکنات پر رہیں بعض بدبخت تو بالکل ہی غافل ہو جاتے ہیں کچھ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی ماں کے ساتھ انھیں بھی بھول بیٹھتے ہیں یا ماں کے مرنے پر دوسری شادی کر کے دوسری عورت کی محبت میں اولاد کی طرف سے بالکل غافل ہو جاتے ہیں اور انھیں ان کی برائی بھلائی کی طرف بالکل توجہ نہیں ہوتی۔

بادی النظر میں یہ باتیں معمولی معلوم ہوتی ہیں لیکن اگر بغور دیکھا جائے تو ان کی یہ غفلت سوسائٹی مذہب قانون اور دنیا کے لئے بڑے بڑے مفاسد کا باعث بنی رہتی ہے غیر تربیت یافتہ اولاد تو پتھر کا ایک ناتراشیدہ کندہ ہوتی ہے اس میں کبر، حسد، عجب و غضب کا مادہ، درشتی، بد اخلاقی و بداطواری تمام عیوب اکٹھے ہو جاتے ہیں مذہب کی عظمت بزرگوں کے ادب اور چھوٹوں پر شفقت سے انھیں کوئی سروکار نہیں ہوتا بڑے گھرانے میں پیدا ہوں گے تو چھوٹوں اور غریبوں کے لئے مصیبت بنے رہیں گے ہمہ عزیز و اقارب اور اہل محلہ سے بدسلوکی ان کا شعار ہوگا غریب ہوں گے تو جوا کھیلیں گے لڑائیں بھڑینگے اور بڑھیں گے تو چوریاں کرینگے اور ڈاکے ڈالیں گے اور دنیا کا امن اور فطرت کا مقتضا ان کی حرکتوں اور ان کے فعلوں سے برباد ہوتا رہے گا اور روز بروز ابتری پیدا ہوتی جائیگی دیکھئے کہ اگلے لوگ کس اخلاق کے بزرگ تھے اپنے تو اپنے غیروں پر بھی لطف کی نگاہ رکھتے تھے لیکن آج تک غیر تو غیر اپنوں کی بھی پرواہ نہیں ہوتی تو نہ ہندو ہیں اور نہ مسلمان نہ انگریز ہیں اور نہ یہودی مشاغل بڑھ گئے مصروفیتیں زیادہ ہو گئیں مذہب کی گرفت ڈھیل ہو چکی کسی کو اتنی فکر ہی نہیں کہ اولاد کی تربیت کی طرف توجہ کرے بچہ شرارت کرے، بری صحبتوں میں بیٹھیں تو کہدیا جاتا ہے کہ کیا کریں زمانہ ہی ایسا ہے اس دور کی اولاد اور اس صدی کے بچے باپ ماں کو خاطر ہی میں کب لاتے ہیں بزرگوں کا ادب اٹھ گیا کوئی ان کو نہ اور لوگوں سے پوچھے کہ آپ نے اولاد کو تربیت ہی کب دی مذہب کی وقعت ہی ان کے قلوب میں کہاں قائم کی ان کو ادب و تکریم کا سبق ہی کب سکھایا جو آج ان کی شکایت کی جا رہی ہے۔ ان کی غیر سعادتمندی یا فطرت کا قصور نہیں بلکہ آپ کی غفلت اور بے توجہی کا ثمرہ تلخ ہے۔

اس لئے اسلام نے ماں باپ کو ان کی محبت کے مسلمات کے باوجود اولاد کے متعلق خاص توجہ برتنے کے احکام دیئے ہیں اور اولاد کے حقوق بھی ماں باپ پر عائد کئے ہیں ابوداؤد اور نسائی میں مذکور ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرد آدمی کے لئے یہی گناہ کافی ہے کہ جن کی پرورش اور خبرگیری اس کے ذمے ہے ان کی خبر نہ لے اور ان کو ضائع کر دے۔ بخاری کی ایک اور حدیث میں لکھا ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ تم سب کے سب نگہبان ہو اور تم سے قیامت میں تمہاری رعایا کے متعلق سوال ہوگا مرد اپنے اہل و عیال اور گھر والوں کا ذمہ دار ہے اور عورت

اپنے خاوند کے مال کی ذمہ دار ہے۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ اگر اولاد خراب ہوگئی اور اس میں بُری عادتیں رائج ہوگئیں تو اس کے متعلق بھی قیامت میں ماں باپ سے باز پرس کی جائیگی نگہبانی سے مقصد ہی یہ ہے کہ مربی اپنی اولاد کو بگڑنے نہ دے۔

بچوں کی تعلیم و تربیت کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مانحل والد ولدا من نحل افضل من ادب (حسن ترمذی) یعنی باپ کا کوئی عطیہ بیٹے کے لئے اس سے بڑھکر نہیں ہے کہ وہ اس کی تعلیم و تربیت اچھی طرح کرے ایک دوسری روایت میں ہے کہ بیٹے کی تعلیم و تربیت صدقہ و خیرات سے بھی بہتر ہے ارشاد ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان یؤدب الرجل ولدہ خیر له من ان یتصدق بصاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کا اپنی اولاد کو ادب دینا ایک صاع خیرات کرنے سے بہتر ہے۔ لوگوں کو نہ بچوں کے حکم کا علم ہی نہیں عام طور پر یہی سمجھا جاتا ہے کہ ماں باپ پر صرف اتنا ہی فرض ہے کہ وہ بچوں کو پرورش کر دیں پرورش تو محبت کے ہیجان میں منہ ہی جاتی ہے حقیقی مفاد کی چیز تعلیم و تربیت ہے اور ان میں بھی سب سے ضروری شئے تربیت ہے اور اسی کی طرف کم توجہ کی جاتی ہے۔

تعلیم سے مقصد آدمی کو مکمل انسان بنانا ہے لیکن اچھی سے اچھی تعلیم سے بھی اس مقصد کے حاصل نہ ہونے کی وجہ یہ اور صرف یہ ہے کہ اس کے ضروری حصہ تربیت پر کوئی توجہ مرکوز نہیں کی جاتی۔ حدیث میں اولاد کو باقیات الصالحات میں قرار دیا گیا ہے اگر اولاد بنی نوع انسان کے فائدہ کے کاموں میں مصروف رہے نیکی اور نیکوکاری کے مسلک پر کاربند رہے مذہب اور صوم و صلوٰۃ میں پختہ رہے تو ماں باپ کی روح کو بھی برابر اس کا ثواب پہنچتا رہے گا اور ان کا نام بھی روشن رہے گا چونکہ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم انسانی فطرت کی سہل انگاریوں اور غفلت کی ریوں کے راز سے آشنا تھے اس لئے آپ نے اولاد کی تعلیم و تربیت کو بھی مذہب کا جزء قرار دیکر باعث ثواب بتایا اتنا کہ اسے صدقہ و خیرات کے ثواب سے بھی برتر قرار دیا واقعی اس سے بہتر صدقہ اور خیرات ہو بھی کیا سکتا تھا دیگر صدقات کی حدود تو بہت آگے نہیں بڑھتیں لیکن اولاد کی تعلیم و تربیت کی بنا پر ہونے والی نیکیاں دوامی صورت اختیار کر لیتی ہیں اور نسلاً بعد نسل اس کا ثواب حاصل ہوتا رہتا ہے۔

قرون اول میں تو یہ حالت تھی کہ ایک صحابی غربت نکاح کی آرزو رکھتا ہے مہر کی استطاعت نہیں آپ حکم دیتے ہیں کہ مہر میں اپنی بیوی کو قرآن پڑھا دے اور اس کی تعلیم میں خاص توجہ سے کام لے مہر ادا ہو جائے گا خود خداوند برتر و توانا قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ اپنے اہل وعیال کو آتش دوزخ سے بچا و قوا انفسکم واھلیکم نارا اس سے بھی یہی مقصد ہے کہ انھیں تعلیم و تربیت سے اس قابل بنا دو کہ وہ نیک و بد میں تمیز کر سکیں اور معاصی و مناہی کے ارتکاب میں خدا سے ڈرتے رہیں اور بداعمالیوں کی پاداش میں جہنم کا ایندھن نہ بنیں یہ حکم ہے اور حکم بھی خدا کا جس کی تعمیل بندوں کے لئے اشد ضروری اور لازمی ہے۔

تمام دیگر مذاہب اولاد کے حقوق کے متعلق خاموش ہیں لیکن اسلام چونکہ تمام انسانی ضروریات کا کفیل ہے اس لئے اس نے کسی شعبہ میں بھی انسان کو تشنہ ہدایت نہیں رہنے دیا حضرت عمرؓ سے ایک باپ نے اپنے بیٹے کی شکایت کی آپ نے ڈانٹ بتائی تو بیٹے نے کہا امیر المومنین آخر اولاد کا بھی کوئی حق ہے یا سب حقوق ماں باپ ہی کے حصہ میں آگئے ہیں آپ نے جواب دیا نہیں ایسا نہیں ہے باپ پر بیٹے کا یہ حق ہے کہ وہ اس کا نام اچھا رکھے شریف عورت سے شادی کرے تاکہ اولاد کو اس کی ہمنشینی کی بنا پر شرمندہ نہ ہونا پڑے اور اس کی تعلیم و تربیت کا بہترین اہتمام کرے۔ بیٹا کہنے لگا نام انہوں نے میرا بُرا رکھا۔ میری ماں ایک کم نسب لونڈی ہے پڑھایا لکھایا مجھے نہیں حضرت عمر اس باپ پر بہت ناراض ہوئے اور فرمانے لگے کہ جب تو نے اولاد کا کوئی حق ادا نہیں کیا تو تجھے شکایت کا کوئی حق حاصل نہیں۔

دیکھیے آخر اولاد کی زبان پر بھی حقوق کا ذکر آ ہی گیا اسلام کے اندر اس کا جواب موجود تھا لیکن ہندویت یہودیت اور عیسائیت کا کاسہ اس ضمن میں خالی ہے ان کے ان حقوق کی تصریح تو ایک طرف حفظ نفس کے لئے ہولناک طریقے ایجاد ہوگئے ہیں لیکن ضبط تولید کی ساعی ہیں اور کہیں اولاد کو زندہ درگور کیا جاتا ہے اور محض حفظ نفس کے لئے کیا جا رہا ہے عیسائیت ہندویت اور یہودیت میں رہبانیت اور ترک دنیا کی عام تعلیم موجود ہے جو اسلام میں حرام ہے حالانکہ تزوج کا مقصد تو یہ تھا کہ اس کی دنیا کی رونق قائم رہے انسان کی نسلیں بڑھتی اور پھیلتی رہیں لیکن عیسائیت تو حضرت بی بی مریمؑ کے نام پر کنوارے اور کنواریوں کی ایک امت پیدا کر دی اسی طرح ہندویت نے کنواریوں کو مندروں پر بھینٹ چڑھا کر ایک مذہبی رسم کی بنا ڈالدی آج بھی ہندوستان میں صدہا کنواریاں دیوداسی کے نام سے مشہور مندروں کی خدمت میں تاحین حیات زندگی سے بیزار نظر آئینگی ان کی بدوضعی اور بداعمالی کی داستانیں اتنی عام اور مشہور ہوئیں کہ اب بعض ریاستوں میں انسدادی قانون وضع ہوا ہے یہی یورپ میں ہوا اور ہو رہا ہے آپ کو ہندوستان اور یورپ میں آج بھی ہزاروں کنوارے اور کنواریاں مندروں اور گرجوں کے ضمن میں نظر آتی اور اپنے حسن و جمال کی نمائش کرتی ملیں گی سدا با صاحب اور سادھو اور سرادیہ گھومتے پھرتے ہیں اور تماشا یہ ہے کہ ان میں مذہبی تقدس کا درجہ حاصل ہو اسلئے ان لالہ والی تو لاکھوں میں چند ہی نکلتی ہیں بالعموم ان کی زندگی کے دامن کے سائے میں بڑی بڑی ہولناک بدکاریاں ہوتی ہیں اور ناجائز اولاد گرجوں کے صحن اور مندروں کے قرب میں دفن کر دی جاتی ہے۔

ضبط تولید قتل اولاد نہیں تو اور کیا ہے بیسویں صدی میں تو ضبط اولاد اور بن بیاہ رہنے کی رسم ایک مستقل فن کی صورت اختیار کرتی چلی جارہی ہے ہزارہا انسان گھروں میں چھپے اور عورتوں کی نازائیوں اور مصارف کی گرانباریوں کی زد میں غیر شادی شدہ زندگی بسر کر رہے ہیں ہوٹلوں میں کھاتے اور سوتے ہیں جہاں جذبات کی تسکین کے لئے انھیں عورتوں کے انبوہ بھی مل جاتے ہیں ان سے جو بچے پیدا ہوتے ہیں وہ مختلف طریق پر یا تو ٹھکانے لگا دیئے جاتے ہیں یا پہلے ان کی زچگیوں کے ذریعہ مار دی جاتی ہے بیمار بچے ہسپتال پہنچا دیئے گئے موت آگئی تو وہیں کسی خیراتی ادارہ نے اپنے انتظام سے انھیں ٹھکانے لگا دیا نہ کوئی رونے والا اور نہ ماتم کرنے والا جانوروں کی طرح پیدا ہوئے اور کیڑے مکوڑوں کی طرح مر گئے۔

ضبط تولید کی تحریک تو اونچے اونچے گھرانوں میں بھی پہنچ گئی ہے عورتیں اپنے صحت و حسن کے قیام اور ذمہ داریوں سے سبکدوشی اور مرد مالی زیرباری کے خیال سے ضبط تولید کے مختلف طریقوں پر آئے دن کاربند ہوتے رہتے ہیں غضب یہ ہے کہ یورپ کے بڑے بڑے عقلاء مثلاً اکثر مختلف نظریئے پیش کر کے ضبط تولید

کی نہ صرف حمایت کرے بلکہ اس تحریک کو وسعت دینے کے لئے ہر ممکن سعی سے کام لیتے رہتے ہیں کبھی کہا جاتا ہے کہ مردہ، بیمار، پست دماغ اور بدصورت اولاد پیدا کرنے سے بہتر یہ ہے کہ ایک دو ذہین اور خوبصورت بچے پیدا کر لئے جائیں کبھی کہا جاتا ہے کہ اولاد زیادہ ہوگئی تو ان کی پرورش اور تعلیم و تربیت کے لئے روپیہ کہاں سے لایا جائے گا۔ کون بچوں کی ہیر کی ہیر کے لئے اپنی دولت اپنا دماغ اور اپنی صحت تباہ کرے۔

یہ تمام عذرات فضول اور لایعنی ہیں اولاد کی خوبصورتی و بدصورتی اور ذہانت و کند طبعی بھی انسان کے اختیار کی بات نہیں یہ قدرت کا کرشمہ ہے وہ جاہل کے یہاں ذہین پیدا کرسکتا ہے دوسرے خوبصورتی کوئی مستقل چیز نہیں نہ دنیا کو اس سے کوئی خاص فائدہ پہنچتا ہے کہ اس کے لئے قدرت سے مقابلہ کیا جائے ہمارے نزدیک اگر والدین صفائی و سلیقہ کے ساتھ رہنا سہنا شروع کریں اور بداخلاقیوں اور برے کاموں میں پڑ کر اپنی صحت تباہ نہ کریں تندرستی قائم رکھنے کی سعی کرتے ہیں تو اولاد خود بخود اچھی اور تندرست پیدا ہونے لگے گی جب ہم خود تو احتیاط سے کام نہ لیں اور اپنی صحت کو آپ اپنے ہاتھوں برباد کرتے رہیں تو قدرت پر اس کا کیا الزام ہے۔ اسی دنیا میں گورے بھی بستے ہیں اور کالے بھی، اچھے خدوخال والے بھی رہتے ہیں اور زرد رنگ بھی، ان میں ذہین بھی ہوتے ہیں تندرست بھی ہوتے ہیں اور جاہل دماغ بھی دنیا کی نعمتیں خوبصورتوں ہی کے لئے نہیں سینو، کلوپطرا، جون آف آرک، ہیلن، کرشنا کماری اور لطیفہ خانم کی زندگی کو حسن نے کونسی مسرت عطا کردی۔

یہ سب توہمات ہیں ضرورت صرف صحت و صفائی کے اہتمام کی ہے اور اسی پر انسان کی مسرتوں اور شادمانیوں کا انحصار ہے۔ صحت اچھی ہو طریقہ معاشرت بہتر ہے تو حسن آپ پیدا ہو جائے گا ہاں مالی دشواریوں کا عذر بھی اپنی کاہلی و سست کاری اور اپنے اسراف و تبذیر کی پردہ پوشی ہے جب انسان میں قدرت کی طرف سے ترقی کرنے اور مراتب ارتقاء کے طے کرنے کی استعداد ودیعت کر دی گئی ہے تو کیا ضرور ہے کہ وہ کولھو کا بیل بنا رہا اور اگر آج اس کی آمدنی پچاس روپے ماہوار ہے تو دس برس بعد بھی اس کی آمدنی یہی ہے یا وہ اپنی محنت کی کمائی کو جو نسل انسانی کی پرورش اور تعلیم و تربیت جیسے ضروری اور اہم امور پر خرچ ہونی چاہیے تھی فضولیات و لغویات میں اڑائیں اور ضائع کریں انسانی بچے مرغیوں کے بچوں کی طرح چند روز میں تو برابر ہو نہیں جاتے نہ ایک مرتبہ چار چار اور پانچ پانچ کی صورت میں پیدا ہوتے ہیں کہ ان سے گھبراہٹ اور اضطراب پیدا ہو اور پرورش و تعلیم میں مشکلات پیدا ہوں۔ انسانی بچے بہرکیف ایک کافی وقفہ کے بعد پیدا ہوتے اور آہستہ آہستہ بڑھتے اور کہیں آٹھ دس برس کے بعد اس قابل ہوتے ہیں کہ ماں باپ پر ان کا کچھ بار پڑے اور اسکے تین چار سال تو ایسے ہوتے ہیں کہ ان پر برائے نام خرچ کرنا پڑتا ہے دولت اور امیری کے جو چونچلے اور سبھات کی قیود سے تو ہمیں مطلب نہیں کہ یہ انسان کی خود پیدا کردہ مشکلات ہیں اہمیت یہی ہے کہ اس مدت میں ان کے لئے انھیں کسی حقیقی اور گراں بار خرچ سے زیر بار نہیں ہونا پڑتا پھر غربا کے بچے تو ہوش سنبھالتے ہی محنت نوکری اور مزدوری سے کچھ نہ کچھ کمانا اور اپنا خرچ آپ نکالنا شروع کر دیتے ہیں رہے امیر ان کے پاس دولت کی پہلے ہی کمی نہیں ہوتی اگر چار پانچ بچے ہو بھی گئے تو اس دوران سے دو نہیں تو ایک اپنا خرچ آپ سنبھالنے کے قابل ہو جائے گا اور چند سال کے بعد دوسرا بھی۔

پھر کسے علم نہیں کہ اس زمانہ میں تقریباً تمام مہذب ممالک میں پندرہ سال کی عمر تک مفت اور جبریہ تعلیم کا انتظام ہو چکا ہے اور مغرب میں امریکہ کی حالت تو یہ ہے کہ یہاں کے طلبا اپنے ماں باپ پر اپنی تعلیم کا بار بالکل نہیں ڈالتے ہم نے امریکی جرائد میں پڑھا ہے کہ وہاں کے گورنروں تک کے بیٹے یہی طریقہ عمل اختیار کرتے ہیں۔ گھروں میں سفیدی کرنا باغوں میں پھل توڑنا اور کھیتوں کی نگرانی کرنا ان کے عام مشاغل ہیں اس سے وہ اپنی تعلیم کے مصارف نکالتے ہیں اور جوان ہو کر ماں باپ کو ایک پیسہ کے لئے بھی پریشان نہیں ہونے دیتے اچھا یہ بھی سہی انسان کماتا اس لئے ہے اگر اس کا پیسہ اور اسکی دولت انسانوں ہی کے کام نہ آئے تو بیکار ہے غیر تو پھر غیر ہیں اولاد تو اپنی ہے اس سے اپنا نام چلتا ہے اپنی نسل قائم رہتی ہے اس پر جتنا روپیہ بھی خرچ کیا جائے گا وہ ہرگز بیکار نہ جائے گا۔

انسان دنیا میں عیش اڑانے کے لئے ہرگز نہیں آیا جتنی مسرتوں اور تفریحوں کی اسے ضرورت ہے قدرت نے اس کا انتظام اس کے لئے بطور خود کر دیا ہے جب ایک باپ فرط محبت سے اپنے بھولے بھالے بچہ کا منہ چومتا ہے یا دفتر سے تھکا ماندہ آکر اور کھانا کھا کر لیٹتا اور اپنے پیارے بچہ سے کھیلتا ہے تو اسے جو چند ساعتیں وہ لطف دے جاتی ہیں اور اسے وہ روحانی کیف حاصل ہوتا ہے جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی مسرت نہیں کر سکتی اپنے بچوں پر نگاہ پڑتے ہی طبیعت بشاش ہو جاتی ہے دنیا اپنی گمراہی کے زعم میں سمجھے یا نہ سمجھے لیکن انسان کے لئے سب سے زیادہ نشاط افروز اور سب سے زیادہ لطف انگیز مسرتیں وہی ہیں جو وہ اپنے گھر کے اندر اپنے اہل و عیال کے ساتھ اٹھاتا ہے۔ یہ سینما یہ تھیٹر اور یہ رقص خانے تو انسان کی روح کو مردہ کرنے والے ہیں چند منٹ کے لئے توجہ کی تقسیم یا مناظر کی بوقلمونیاں اسے اپنے حال سے بےخبر بنا دیں یہ اور بات ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ چیزیں خانگی مسرتوں کی عدم موجودگی کی صورت میں قلب کو اور افسردہ بنا دیتی ہیں اور انسان برابر پژمردہ ہوتا چلا جاتا ہے۔

اولاد کی پرورش میں ایک نکتہ اور بھی ہے وہ یہ کہ انسان میں قناعت پرستی پیدا نہ ہو جائے اور وہ حصول ترقی کے لئے پوری محنت، ذہانت اور سوجھ بوجھ سے کام لے اور ترقی کے ذرائع سوچے جب وہ سمجھے گا کہ میں صاحب اولاد ہوں اور خدا جانے ابھی کتنی روحوں اور زندگیوں کی پرورش کا بار مجھ پر ہوگا تو لامحالہ اسے اپنی اصلاح حال اور ترقی مزید کی ایک خوشگوار فکر لاحق ہو جاتی ہے وہ خوب محنت کرتا اور ترقی کی منازل طے کرتا چلا جاتا ہے اور محض ایک یہی خیال اس کی عظمت و شہرت کو چار چاند لگا دیتا ہے اگر یہ خیال اسے دامنگیر نہ ہوتا تو نہ محنت اور تدابیر ترقی پر غور سے دل چراتا اور جہاں تھا وہیں پڑا رہتا اور گمنامی کی زندگی بسر کر کے دنیا سے کوچ کرتا لیکن اولاد کی پرورش اور تعلیم کا خیال اس کی خفتہ اور پوشیدہ قوتوں کو بیدار کر دیتا ہے اور وہ ایک عظیم الشان درجہ اور شہرت حاصل کر کے آخری سانس لیتا ہے پھر وہ فضول خرچی اور اسراف و تبذیر سے بھی بچتا ہے یہ عادتیں یہی نہیں کہ دولت و ثروت کی اضاعت کا باعث ہوتی ہیں بلکہ انسانی نعمت انسانی قلب اور انسانی روح پر بھی ایک اخلاقی موت طاری کر دیتی ہیں وہ فواحشات اور بداطواریوں کی نذر ہو کر اپنا سب کچھ کھو بیٹھتا ہے نہ دولت رہتی

ہے اور صحت اور ترقی کی مسرتیں اور شہرتیں اُسے نصیب ہوتی ہیں ۔ دیکھئے ایک اولاد کی پرورش و تعلیم کا خیال کس طرح انسان کو دولت ، اخلاق کی اصلاح اور صحت و مسرت کی بربادی سے محفوظ رکھتا ہے یہ محض انسان کی توہم پرستی اور گمراہی ہے کہ وہ اولاد جیسی نعمت کو اپنے لئے مصیبت سمجھ بیٹھے غضب کیا کریں ۔ انسانی دماغ فطرت کے بھید کو پا نہیں سکتا اور ان کا مذہب ان کی رہنمائی کے لئے مکمل نہیں مذہب اسلام کی طرف تعصب اُن کی نگاہیں اٹھنے نہیں دیتا ۔

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو بچوں کے ساتھ بے حد محبت تھی اپنے نواسوں سے بہت انس تھا اور فرمایا کرتے تھے بچوں کی محبت ایمان کا ایک جزو ہے ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کے پاس کسی صوبے کا کوئی گورنر سلام کرنے کے لئے حاضر ہوا آپ باہر تشریف لائے تو بچہ گود میں تھا اور آپ فرطِ محبت سے اُسے برابر پیار کرتے اور اس کا منہ چومتے تھے گورنر کہنے لگا کہ امیر المومنین میرے دس بچے ہیں لیکن میں کسی سے بھی اتنی محبت نہیں کرتا حضرت عمرؓ کو یہ سنکر غصہ آگیا اور فرمانے لگے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا تھا کہ ریح الولد من ریح الجنۃ (بچے کی خوشبو جنت کی خوشبو ہے) اور تو اس سے بے پرواہ ہے جب ایسی پیاری اور محبوب چیز کے متعلق تیرا یہ رویہ ہے تو تو رعایا کے ساتھ کب بہتر سلوک کر سکتا ہے جا میں نے تجھے معطل کیا اور حکم دیتا ہوں کہ سال بھر تک فلاں میدان میں بکریاں چرایا کر ۔

سال بھر کے بعد یہ گورنر پھر حاضر خدمت ہوا آپ نے پوچھا کہو اب کیا عالم ہے فرمانے لگے امیر المومنین اب تو میری حالت میں ایک انقلاب عظیم واقع ہو گیا ہے جہاں پہلے یہ حالت تھی کہ گھر میں گھستے ہی بچے الگ چھپ جاتے تھے اور بیوی جل بھن کر رہ جاتی تھی ۔ ہاں اب یہ حال ہے کہ ادھر میں نے گھر میں قدم رکھا اور گویا نئی بہار آگئی بیوی ایک طرف بشاش ہو گئی اور دوسری طرف بچے مجھے ابا ابا کہکر چمٹ گئے کوئی گود میں بیٹھ گیا اور کوئی کندھے پر سوار ہو گیا واقعی یہ صورت پہلی حالت سے ہزار درجہ پر لطف اور مسرت انگیز ہے آپ نے فرمایا ٹھیک ہے اب انسانیت سے روشناس ہوئے جاؤ اپنی جگہ پہنچکر گورنری کرو ۔

ڈاکٹر مسز اینی بیسنٹ بھی بچوں کی محبت کو نبوت کی علامت بتاتی ہیں لکھتی ہیں رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جب باہر نکلتے تھے تو بچے آپ کی ٹانگوں سے لپٹ جاتے تھے اور آپ سب کو پیار کرتے تھے جس انسان کو عزیز بچوں کے ساتھ اتنی محبت ہو وہ یقیناً نبی ہی ہو سکتا ہے اس محبت اور پیار اور اس کی مسرتوں کا صحیح اندازہ کچھ وہی ہستیاں کر سکتی ہیں جن کی روح سعید اور قلب سلیم ہے اور اس دولت سے مالا مال ہیں ۔

مغرب کے گمراہ یا ہندوستان کے مسخ فطرت لوگ اس لطف و مسرت کو نہیں سمجھ سکتے حیرت ہے کہ جنگل کے بھیڑیے اور ریچھوں کے کیڑے تک بچوں پر جان دیں اور انسان ان سے گھبرائے اور نہ صرف گھبرائے بلکہ اس نعمت کو ٹھکرائے اور اس سے نکلنے کی سعی کرے حقیقت یہ ہے کہ مغرب مادیت میں پڑ کر حقیقی لطف حیات سے محروم ہو گیا ہے اور وہ اصلی لذاتِ حیات سے محروم و بیگانہ ہو کر اضافی و نمائشی لذات کے پیچھے پڑا ہوا ہے قدیم عرب وحشت کی یہ حالت تھی کہ آج مغرب جن حرکات کا ارتکاب اقتصادی عذرات کی آڑ میں کر رہا ہے وہی کام یہاں ناجائز اور غیر مناسب غیرت و حمیت کے پردے میں ہوتا تھا لوگ اپنی لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دیتے تھے سکھوں میں بھی آج سے پچاس ساٹھ سال قبل یہی طریقہ مروج تھا اسلام نے لڑکیوں کو جنت کی خوشبو اور ان کی تعلیم و تربیت کو صدقہ و خیرات سے بہتر بتا کر ان کی اہمیت دنیا پر واضح کی اور صاف اور غیر مشتبہ الفاظ میں حکم دیا ولا تقتلوا اولادکم خشیۃ املاق نحن نرزقھم وایاکم ان قتلھم کان خطئاً کبیرا " غریبی اور عسرت کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کیا کرو ہم تمہیں ہی نہیں انھیں بھی روزی دیتے ہیں اولاد کا قتل کرنا بہت بڑی غلطی اور گناہ ہے ۔

ایک اور جگہ حکم دیا قد خسر الذین قتلوا اولادھم سفھا بغیر علم وحرموا ما رزقھم اللہ افتراءً علی اللہ قد ضلوا وما کانوا مھتدین بلاشبہ وہ لوگ سخت نقصان اور خسارے میں ہیں جنہوں نے اپنی حماقت اور جہالت سے اپنے بچوں کو قتل کر ڈالا اور جو روزی اللہ نے انھیں دی تھی اسے خدا پر جھوٹے بہتان باندھ باندھ کر اپنے لئے حرام کر لیا بیشک یہ لوگ سیدھے راستے سے بھٹک گئے اور یہ سیدھے راستے پر آنے والے تھے بھی نہیں آخر یہ حماقت و جہالت نہیں تو اور کیا ہے کہ وہ محبوب شئے جو ان کے لطف و مسرت کی بڑھانے والی نام روشن کرنے والی اور انھیں صدہا مالی اور اخلاقی خرابیوں سے بچانے والی ہے اس کی قدر نہ کی جائے صاحب عیال انسان کی محلہ میں کس قدر وقعت ہوتی ہے وہ کتنا بھاری بھر کم خیال کیا جاتا ہے محض اولاد ہی کا خیال انھیں سینکڑوں بد اخلاقیوں اور بد اعمالیوں سے روکتا اور زیادہ سے زیادہ محنت کر کے زیادہ سے زیادہ کمانے پر آمادہ کرتا ہے ایسے شخص کو آوارگی و بد اطواری میں بھی شرم آتی ہے اس کے تعلقات بڑھتے اور دوسروں کے اغراض اس کے ساتھ اور دوسروں کے ساتھ وابستہ ہو کر اس کا وقار و اثر بڑھتا رہتا ہے قوت و شوکت میں اضافہ ہوتا ہے اور خاندان کی وجاہت و بزرگی قائم رہتی ہے اکیلے اور تنہا انسان کو کون پوچھتا ہے ۔ بیماری اور مصیبت میں کوئی اس کی طرف نظریں اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا اور صاحب اولاد والے کے تعلقات کے پھیلنے کے باعث سو غمخوار اور خدمتگار پیدا ہو جاتے ہیں ۔

اولاد سے شفقت اور محبت کے متعلق خود رسول کریمؐ کا اسوۂ حسنہ ملاحظہ ہو حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من لا یرحم لا یرحم (بخاری) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کے صاحبزادے جناب حسنؓ کو پیار کیا اس موقع پر اقرعؓ بھی موجود تھا اس نے کہا کہ میرے دس بچے ہیں مگر میں نے تو کبھی ان میں سے ایک کو بھی پیار نہیں کیا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ جو شخص کسی پر مہربانی نہیں کرتا اس پر خدا بھی مہربانی نہیں کرتا ۔

دیکھا آپ نے بچوں کی محبت کے متعلق دنیا کا بزرگترین انسان کیا فرماتا ہے ۔

بخاری شریف میں حضرت عائشہؓ سے یہ حدیث مروی ہے کہ ایک عورت میرے پاس کچھ مانگنے آئی اس کے ساتھ اس کی دو لڑکیاں بھی تھیں اس وقت میرے پاس ایک کھجور کے سوا اور کچھ نہ تھا میں نے وہی کھجور اسے اٹھا کر دیدی اس نے دونوں لڑکیوں کو آدھی آدھی کھجور اٹھا کر دیدی ۔ اور اس میں سے خود کچھ بھی نہ کھایا میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا جو شخص لڑکیوں کے لئے تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے تو یہ لڑکیاں اس کے لئے دوزخ کی آگ سے ڈھال اور پردہ ہو جائینگی ۔

ایک اور حدیث ہے اگر کسی شخص کے گھر لڑکی پیدا ہو اور وہ اسے زندہ دفن نہ کرے اور نہ اسے ذلیل خیال کرے اور نہ لڑکوں کے مقابلہ میں حقیر جانے وہ جنت میں داخل ہوگا ۔ اولاد ماں باپ سے دشمنی بھی کرتی ہے اور تاریخ کی کتب ایسی

مصیبتوں سے بھری پڑی ہے ایسی صورت میں ماں باپ کا کیا فرض ہے کہ وہ عفو اور درگذر سے کام لیں قرآن کریم میں خدائے قدوس فرماتا ہے کہ:۔

یا ایھا الذین امنوا ان من ازواجکم واولادکم عدوا لکم فاحذروھم وان تعفوا وتصفحوا وتغفروا فان اللہ غفور الرحیم (اے مسلمانو! تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں تو ان سے احتیاط کرتے رہو۔ اور اگر تم ان کا قصور معاف کر دو ان سے درگزر کرو اور انھیں بخشدو تو اللہ بھی بخشنے والا مہربان ہے)

چونکہ اولاد ایک محبوب اور عزیز چیز ہے اس لئے اس کی مدافعت پر احتیاط کے ساتھ عفو تقصیر اور درگزر کا حکم دیا اور اس لئے دیا کہ بہرکیف یہ ناتجربہ کار ہوتی ہے۔ حرص اور لوگوں کی ترغیب اسے برباد کر دیتی ہے اس سے نام روشن ہوتا ہے یہ نہ کرو کہ انھیں ہی اس غلطی کی سزا دیدو اور تمہاری نسل مٹ جائے یا معاشر کا جذبہ اور تیز ہو جائے بلکہ اسے معاف کردو تاکہ ان پر ندامت ہو اور شرمندگی انھیں راہِ راست پر لے آئے یہاں بھی فطرت ہی کی نبض پر ہاتھ رکھا گیا ہے۔

جوان اولاد کے متعلق حکم ہے کہ اسے ڈانٹ ڈپٹ نہیں اسے جھڑکیاں نہ دو بلکہ اس کے ساتھ ایسا سلوک کرو جیسا کہ احباب کے ساتھ کیا جاتا ہے اس سے مطلب یہی ہے کہ ان کے پُرشباب جذبات کو ٹھیس نہ لگے اور باپ کی حقیقی شفقت کا حظ انھیں حاصل ہو سکے۔ تمام مذاہب کی تعلیمات اٹھا کر دیکھ لو کہیں آپ کو یہ نور اور یہ لمعانیاں نظر نہ آئینگی اول تو ماں باپ کے حقوق کا تذکرہ ہر جگہ ملیگا اور اولاد کے متعلق دیگر مذاہب کی تمام کتابیں خاموش نظر آئینگی اور اگر چار لفظ بھی نظر آگئے تو وہ کچھ اہم نہ ہوں گے یہ اسلام اور محض اسلام ہی ہے جو تمام تمدنی اور منزلی ضروریات کا خیال کرتا اور سب کے حقوق معین کرتا چلا جاتا ہے تاکہ کسی کو کوئی بے اطمینانی پیدا نہ ہو اور جھگڑے اور فساد کے محرکات دنیا سے ناپید ہو جائیں۔

حمائل شریف مترجم نئی شان کی اکتالیس خوبیوں والی تیرہ قسم کی نہایت خوشنما

کارڈ سائز صفحات تقریباً بارہ سو چمڑے کی نقرئی جلد

نمونہ اکتالیس خوبیوں والی تیرہ قسم کی نئی شان کی حمائل شریف مترجم

وقال الذین ۶۹۸ النمل ۲۷
راته حسبته لجة وكشفت عن ساقيها
قال انه صرح ممرد من قوارير قالت رب
اني ظلمت نفسي واسلمت مع سليمن لله
رب العلمين ولقد ارسلنا الى ثمود اخاهم
صلحا ان اعبدوا الله فاذا هم فريقن يختصمون
قال يقوم لم تستعجلون بالسيئة قبل الحسنة
لولا تستغفرون الله لعلكم ترحمون
قالوا اطيرنا بك وبمن معك قال طئركم
عند الله بل انتم قوم تفتنون وكان في
المدينة تسعة رهط يفسدون في الارض

ہندوستان کے سب سے بڑے خوشنویس حاجی عبد الغنی صاحب دہلوی کی لکھی ہوئی مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا مقبول عام سلیس اردو ترجمہ حاشیہ پر پورے صفحہ کے مطالب کا خلاصہ بصورت تفسیر چھپائی صاف کاغذ سفید۔ سفر حضر میں تلاوت کے لئے بہتر یک خوشنما ہر سورت کی بسم اللہ نئے انداز کی لکھی ہوئی ہر صفحہ پر جدید عنوان سے ایک مختصر سا مضمون حمائل شریف کے شروع میں ایک مکمل دیباچہ جس میں حسب ذیل مضامین درج کئے گئے ہیں:۔

(۱) فضائل قرآن پاک (۲) قرآن کے ظاہری آداب (۳) قرآن کے باطنی آداب (۴) نزول قرآن (۵) حقیقت وحی جبریل علیہ السلام (۶) کیفیت وحی (۷) وحی کیونکر محفوظ رہی (۸) سب سے پہلے قرآن شریف کس نے جمع کیا (۹) آیات (۱۰) اوقات کا بیان (۱۱) علامات اوقات (۱۲) علم تجوید (۱۳) قرآن مجید کے معجزہ ہونیکا بیان (۱۴) حضرت آدمؑ کا بیان (۱۵) حضرت حواؑ کا بیان پیدائش (۱۶) حضرت آدمؑ کی پیدائش (۱۷) حضرت آدمؑ کے مشاغل (۱۸) حضرت شیثؑ کے حالات (۱۹) حضرت ادریسؑ کے حالات (۲۰) حضرت نوحؑ کے حالات (۲۱) حضرت ہودؑ کے حالات (۲۲) حضرت صالحؑ (۲۳) حضرت ابراہیمؑ کے حالات (۲۴) حضرت موسیٰؑ کے حالات (۲۵) حضرت عیسیٰؑ کے حالات (۲۶) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمری مع نسب نامہ (۲۷) حضورؐ کی دنیا میں آمد (۲۸) تاریخ حروف کا بیان (۲۹) قرآن پاک کے کتاب الٰہی ہونے کا ثبوت (۳۰) اس کا ثبوت کہ قرآن پاک جملہ کتب الٰہی کا جامع ہے (۳۱) علوم دینیہ کی قرآن مجید میں (۳۲) بت پرستی اور اسلام (۳۳) اسلام کی بنیاد (۳۴) اسلام سے پہلے عرب کی حالت (۳۵) قرآنی مسائل (۳۶) قرآن مجید کے عملیات (۳۷) قرآن مجید کی آیات کی خاصیت (۳۸) تعویذات قرآنی۔ یہ حمائل شریف اپنی جدید وضع اور فوائد کے لحاظ سے پہلی حمائل شریف ہے۔ نہایت مقبول ہوئی ہے اور ہاتھوں ہاتھ ہدیہ ہو رہی ہے آپ فوراً طلب کریں۔ زر ہدیہ لاگت کے قریب رکھا گیا ہے۔

یعنی صرف دو روپے آٹھ آنے ۲/۸ محصولڈاک ۸ ر کل تین روپے

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

تاریخ اسلام

(بسلسلۂ گذشتہ)

پہلی وحی اور اسلام کی علمی فضیلت

عالم قدس کی پہلی آواز جو دنیا کے کان میں پڑی انوارِ نبوت کی پہلی تجلی جو ظلمت کدۂ عالم پر ضیا ریز ہوئی اور عبد و معبود کے درمیان جو پہلا سلسلۂ کلام شروع ہوا وہ یہ تھا کہ "پڑھ اس خدا کے نام سے جس نے کائنات کو پیدا کیا" الخ اس آیت مبارکہ میں تین چیزیں قابل غور ہیں ربوبیت، خالقیت اور علم و حکمت مگر یہاں صرف "علم" کی تشریح کرنا اور توجہ دلانا مقصود ہے۔

اس آیت کا مطلب اور ماحصل یہ ہے کہ اے دنیا والو! اگر گوش شنوا رکھتے ہو تو کان کھول کر سن لو، اکتساب نور کی صلاحیت پیدا کرو اور حیات انسانی کے لئے مستعد اور تیار ہو جاؤ اب انسان، انسان کو ذلت اور پستی سے نکال کر کرم بنانا چاہتا ہے عالم کے لبست و کشاد و انتظام و انصرام کی کنجیاں سپرد کرنا چاہتا ہے اور انسان کو یہ عظمت و تکریم و توقیر یعنی لکھنے پڑھنے کی اشاعت و علم بالقلم اور ان علوم کے حصول سے وابستہ ہوگی جن سے اس وقت دنیا ناواقف ہے (علم الانسان مالم یعلم) عالم بالا کا یہ پہلا پیغام تھا جس نے ایک امی محض کے ذریعہ ایسے وقت میں دنیا کو علمی فضیلت انکشاف حقائق اور حصول علوم جدید کا پیغام سنایا جبکہ انسان جہالت اور بے علمی کی ظلمت میں مبتلا تھی انسانی دماغ کا ہر حالت میں تھا اور قوائے ذہنی ماؤف ہو چکے تھے۔

یہ اسلام کا کس قدر شاندار اور حیرتناک منظر تھا کہ ایک امی محض خود تو لکھنا پڑھنا نہیں جانتا تھا مگر دنیا کو بتلا رہا تھا کہ انسان کی عظمت و کرامت لکھنے پڑھنے اور علم کی نشر و اشاعت پر منحصر ہے کون نہیں جانتا کہ نوع انسان کو محض علمی فضیلت ہی کے سبب تمام دوسری مخلوقات پر حکمرانی اور فرمانروائی کی قوت حاصل ہے۔ آج دنیائے سائنس نے جن عجائب و غرائب چیزوں سے روشناس کرایا ہے وہ سب وسعت علم ہی کے کرشمے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا پر کتنا بڑا احسان ہے کہ آپ نے علمی فضیلت پر توجہ دلا کر متلاشیان حقائق علوم کے ہاتھوں میں ایک مشعل راہ دیدی اور تہذیب و تمدن، علوم و فنون اور ایجادات و ترقیات کی بنیاد رکھدی جس کے صدقہ میں دنیا تمدن و ترقی کے اس مرحلے پر پہنچ چکی ہے اور ابھی نہیں کہا جا سکتا کہ اسلام کی یہ نکتہ آگاہی اور قرآنی صداقت اور کیا کیا گل کھلائے گی۔ اور ترقی و تمدن کو کس بلند مقام پر پہنچائے گی۔

اگر قرآن مقدس علمی فضیلت کی یہ بشارت عظمیٰ نہ لاتا۔ انسان کے قوائے مضمرہ کو نشو و نما دینے کی ہدایت نہ کرتا حقائق اشیاء پر غور و فکر و تدبر کی تعلیم نہ دیتا اور انسانی عظمت و کرامت کے لئے حصول علم اس کی نشر و اشاعت اور علمی اکتشافات کی ضرورت و اہمیت نہ جتلاتا تو انسان مظاہر فطرت کو کام میں لانے اور ان کو خادم بنانے کے بجائے ان کے سامنے خود سر بسجود رہتا اور دنیا پر جہالت اور لاعلمی کا پردہ پڑا رہتا۔

قبل اسلام دنیا کی علمی حالت

قبل ظہور اسلام اگرچہ دنیا سے علم مفقود نہ تھا بلکہ مذہبی لوگوں کی مخصوص جائداد بنا ہوا تھا علم کا مفہوم یہ نہ تھا جو اب ہے مغرب میں علم و فضیلت کی راہیں مسدود تھیں "علم" اور "دین" کو علیحدہ علیحدہ تصور کیا جاتا تھا ان میں عداوت و منافرت کی بنیادیں پڑی ہوئی تھیں اور صدیوں سے یہ دونوں نام نہاد حریف ایک دوسرے کے خلاف صف آرا تھے۔

علم اور کلیسا کی معرکہ آرائی

وہ یورپ جس کے علمی اکتشافات، علوم و فنون، تحقیق و تدقیق دماغی کنج کاویوں اور علمی روشنیوں سے دنیا کا چپہ چپہ جگمگا اٹھا ہے اور جس کی علمی و عملی ترقیوں کو دیکھ دیکھ کر نہ صرف دیگر قومیں دریائے حیرت میں غرق ہیں بلکہ خود مسلمان بھی انگشت بدنداں اور شرم و ندامت سے سرنگوں ہیں جنہوں نے دنیا میں علوم جدیدہ کی بنیاد ڈالی اور جو سب سے پہلے حقائق اشیاء کی طرف توجہ دلانے والے ہیں اس یورپ کے جہل و جمود کی یہ حالت تھی کہ کلیسا نے دماغی تجسس اور علم و فضیلت کی کوششوں کو معیوب اور ملحدانہ حرکت قرار دیا تھا۔ قدیم علوم کی کتابیں کلیسی خزانوں میں بند پڑی تھیں اور مورد نفرت و حقارت تھیں۔ عامۃ الناس کی بھلائی اور خیر اسی میں تھی کہ وہ جہالت اور تاریکی ہی میں مبتلا رہیں اگر کوئی علمی اکتشاف کی طرف توجہ کرتا اور دنیا کے سامنے کوئی نیا اور اچھوتا نظریہ پیش کرتا تو مذہبی پیشواؤں کا غیض و غضب بھڑک اٹھتا تھا اور اس کو طرح طرح کے شکنجہ عذاب میں کھینچا جاتا تھا جب کبھی بھی مغرب میں علم و تمدن کی لہر اٹھی تو فوراً اس کو کلیسا نے دبا دیا۔

مسلمانوں کیلئے ایک قابل غور حقیقت

کہاں ہیں وہ علم کے دشمن اور علوم و فنون کو دنیا کی آلائشیں سمجھنے والے مولوی اور شور بازاری ذہنیت کے ملا جو اسلام کو "علم جامد" اور "اندھی تقلید" کا مظہر اور دنیوی ترقی کے مانع سمجھتے ہیں اور موجودہ علمی و صنعتی اکتشافات کو مذہب کا دشمن بتلاتے ہیں وہ غار حرا کی پہلی وحی کے اسرار و نکات پر غور کریں اور انصاف سے بتلائیں کہ کیا موجودہ علم و تمدن کی بنیاد قرآن نے نہیں رکھی اور کیا فخر موجودات محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علمی فضیلت و بزرگی نہیں دیگئی۔ اور اگر دیگئی ہے اور یقیناً دیگئی ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ وہ علوم مادیہ کو متبعین اسلام کے احاطۂ علم سے خارج کئے دیتے ہیں جبکہ اسلام کی تعلیم کی رو سے دین و دنیا میں خط تمیز کھینچنا مشکل ہے ان کا تو فرض تھا اور اسلام کا عطا کردہ منصب تھا کہ وہ جہاں الٰہیات اور روحانیات میں اپنی رفعت و عظمت کا جھنڈا گاڑے ہوئے ہیں وہاں علوم مادہ میں بھی ترقی کر کے اپنی علوم پروری کا ثبوت دیتے اور مادیت کو روحانیت میں رنگ دیتے نہ کہ اپنے شاگرد یورپ کے ذہنی ارتقا کے سامنے سپر انداز ہو کر اپنی شان خودداری کو بٹہ لگاتے۔

مسلمانوں کو یہ خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ انہوں نے اپنے زمانہ عروج میں اپنے دماغی تجسس اور علمی شغف سے موجودہ علمی ترقیات کے سامان بہم پہنچائے اور اپنی تحقیق و تدقیق سے یورپ کے لئے ایک کافی مواد چھوڑ گئے اگر کچھ فرق ہے تو یہ کہ مسلمانوں نے بنیادیں رکھیں اور یورپ نے ان پر عمارتیں بلند

گیں علم و تمدن کے راز سمجھنے اصول اور نظریئے قائم کرنے والے اور تبلانیوالے مسلمان اور ان کو علمی جامہ پہنانے والے اور تجربات و مشاہدات کی کسوٹی پر پرکھنے والا یورپ۔

اسد اسد اس قوم کا یہ کیسا حسرتناک انجام اور خود فراموشی کا کیسا جگر خراش اور عبرت انگیز منظر ہے کہ جس نے یونان کے مردہ علوم میں جان ڈالدی ہو جس کا تمدن دنیا کے تمدنوں پر چھا گیا ہو اور جس کے فلسفہ تمدن و معاشرت کے سامنے تمام دنیا کے فلاسفر سائنسدان اور ریفارمر سرنگوں ہو گئے ہوں وہ خود جہالت و لاعلمی کی تاریکی میں مبتلا ہو جہل و جمود اور اندھی تقلید میں گرفتار ہو اور اپنا آبائی شرف خاک میں ملا رہی ہو۔

تاریخ اسلام کا سرسری نظر سے مطالعہ کرلے والا اور اس کو بھی ایک رسمی چیز سمجھنے والا یہ کیا ہے کہ تم اپنی شاندار تاریخ سے کوئی علمی سبق حاصل نہیں کرتے تمہاری دماغی کدورت دور نہیں ہوتی تمہارے قوائے فطریہ بیدار نہیں ہوتے اور علمی جذبات برانگیختہ نہیں ہوتے کیا یہ شرم کا مقام نہیں ہے کہ تمہاری ۹۰ فیصدی اکثریت جاہل مطلق ہو یاد رکھیئے انسانی عظمت و کرامت معقول علم میں ہے جس کے بغیر دنیا میں کسی قسم کا شرف و امتیاز حاصل نہیں ہو سکتا۔ پس اگر دنیا میں عزت و عظمت کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہو تو علم حاصل کر و جہالت کی تاریکی دور کرو ذات اسلامی علوم کی مدد اور روحانیت سے علوم جدیدہ کو تاریک۔ و خلاف دین پہلو بھی روشن کردو اور ثابت کردو کہ ہم یورپ کے شاگرد نہیں بلکہ استاد ہیں۔

زمانہ فترت واقعہ غار حرا کے بعد آپ بدستور وہاں جاتے رہے اور انوار تجلیات کا مشاہدہ کرتے رہے چونکہ نبوت ایک بار گران اور امر عظیم ہے اس لئے اسرار نبوت سچے خوابوں سے منکشف ہونے شروع ہوئے کیونکہ دفعتاً اس کا تحمل نہیں ہو سکتا تھا پہلے سچے خوابوں اور پھر انوار و مشاہدات کے ذریعہ مانوس کیا گیا اور جب فرشتہ نظر آیا تو آپ اقتضائے بشریت سے خوفزدہ ہو گئے چند روز تک جب وحی رکی رہی جسکو زمانہ فترہ کہتے ہیں تو آپ حالت یاس و ناامیدی میں پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جاتے اور اپنے آپ کو گرا دینے کی کوشش کرتے ناگاہ حضرت جبرائیل نمایاں ہوئے اور آپ کو تسکین دیتے کہ یقیناً آپ خدا کے پیغمبر ہیں یہ وجہ کہ سلسلہ بار بار سلسلہ رک جاتا تھا کہ آپ رفتہ رفتہ اس کی برداشت کے قابل ہو جائیں۔

فرض نبوت کی ادائیگی فرض نبوت کی ادائیگی دنیا کا سخت مشکل سوال تھا کیونکہ آپ کو ایک ایسی گمراہ اور جاہل اور وحشی قوم سے واسطہ پڑا تھا جو صلاح و اکتساب کی صلاحیت ہی کھو چکی تھی اور جن کے دماغوں پر آبائی تقلید نے پوری طرح قبضہ کر لیا تھا ایکو تزکیہ نفس کے لئے ایک ایسی بگڑی ہوئی قوم ملی تھی جو اب سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملی تھی آپ کے سامنے نہ صرف عرب کی اصلاح تھی بلکہ آپ کا عادات اور دشمن یہ تہا کہ سارا عالم ہو تو تاریخ اسلام سے منور کردیں اس لئے آپکو نہایت حزم و احتیاط نہایت تدبر و تحمل سے کام لینا پڑا۔

ایک روز آپ غار حرا سے نکل کر مکان کو تشریف لارہے تھے تو پھر وہی فرشتہ نظر آیا اور آپ گھبرائے ہوئے گھر پہنچے اور چادر اوڑھ لی پھر جلالی آواز آئی یا ایہا المدثر قم فانذر و ربک فکبر و ثیابک فطہر والرجز فاہجر یعنی اے چادر میں لپیٹے

ہوئے اٹھو اور لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈراؤ اپنے رب کی بڑائی اور کبریائی بیان کر پاکیزگی اور پاک دامنی اختیار کر اور نجاست ظاہری و باطنی یعنی شرک و بدی سے جدائی اختیار کر۔ اس کے بعد سلسلہ وحی جاری رہا ایکدن جبرائیل نے آپ کو طریقہ وضو سکھلایا اور نماز پڑھائی۔

سب سے پہلے راز نبوت ظاہر کرنے کے لئے آپنے اپنے گھر والوں اور صحبت یافتہ لوگوں کو منتخب فرمایا جو آپ کے اخلاق و عادات اور ایک ایک حرکات و سکنات سے بخوبی واقف تھے آپ کے دعویٰ کا قطعی فیصلہ کرسکتے تھے اور برسوں سے فیضیاب خدمت تھے آپنے سب سے پہلے حضرت خدیجہ کو جو آپ کی بہترین رفیق اور شریک زندگی تھیں پیغام الٰہی سنایا اور وہ سنتے ہی مومنہ صادقہ بن گئیں پھر حضرت علی جو آپ کی آغوش تربیت میں پلے تھے زید جو آپ کے آزاد کردہ غلام اور متبنیٰ خاص تھے اور حضرت ابوبکر صدیق کی باری آئی اور یہ سب مومن اور ہمہ تن اعتقاد بن گئے۔

سابقین اولین حضرت ابوبکر صاحب اثر و اقتدار و دولتمند صائب الرائے اور فیاض تھے معززین مکہ میں شمار کئے جاتے تھے قریش ہر بات میں ان سے مشورہ لیتے تھے اور بہت سے کبار صحابہ رضی مثلاً حضرت عثمان حضرت زبیر رضی حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی حضرت سعد وقاص رضی اور حضرت طلحہ رضی انہی کی ترغیب اور ہدایت سے اسلام لائے۔ یہ حضرات چونکہ عرب میں اثر و رسوخ رکھتے تھے اسلئے ان کی وجہ سے رفتہ رفتہ مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہو گیا سابقین اولین میں یہ حضرات ممتاز ہیں عمار رضی خباب بن الارت ارقم رضی سعد بن زید رضی عبدالرحمن بن مسعود رضی عثمان بن مظعون رضی عبیدہ اور صہیب رومی رضی یہ وہ پاکیزہ نفوس اور قدسی صفات حضرات ہیں جنہوں نے اسلام کی پہلی ہی آواز پر بلا پس و پیش اپنے آبائی اور ملکی خیالات کو قربان اور پامال کردیا کسی قسم کی حیل و حجت نہ کی اور حضور کی پہلی ہی نظر میں مس خام سے کندن بن گئے

تاریخ اسلام کا یہ سب سے زیادہ اہم اور تاریخی اور تبلیغی پہلو ہے اور مخالفین کے اس اعتراض کا کہ "اسلام تلوار کے زور سے پھیلا" ایک مسکت اور قاطع جواب ہے اگر اس بے بنیاد الزام اور مہمل اعتراض کے جواب میں تاریخ اسلام کا یہ ابتدائی واقعہ پیش کردیا جائے تو کافی اور بس ہے کیونکہ ایسے حضرات سابقین اولین کا جو فطرتاً نیک طبع پاکیزہ اخلاق صادق و دیانت میں مشہور فہیم و ذکی اور حضور کی حرکات و سکنات اور اخلاق و عادات کو سب سے زیادہ جاننے والے اور حقیقت شناس بلکہ سمجھے اسلام میں داخل ہونا اپنے جان و مال سے ہاتھ دھونا تھا نیز ایسی حالت میں جبکہ زمانہ عالمہ پیغام اسلام کے لئے قطعاً ناساز گار تھی اس قسم کی شخصیت کے لوگوں کا ایمان لانا اس بات کی قطعی ثبوت ہے کہ اسلام اپنی مقناطیسیت جاذبیت اور للّٰہی تاثیر سے اشاعت پذیر ہوا۔

تین سال تک اسلام کی تبلیغ چپکے چپکے اندر ہی اندر ہوتی رہی آہستہ آہستہ اور اندر ہی اندر مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت تیار ہو گئی لیکن جو کچھ ہوا پوشیدہ طور پر ہوا جب نماز کا وقت آتا تو آنحضرت صلعم کسی پہاڑ کی گھاٹی میں نماز ادا کر لیتے صرف چاشت کی نماز حرم ہی میں ادا کرتے رہتے تھے کیونکہ یہ نماز قریش کے ہاں بھی جائز تھی۔

ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کسی گھاٹی میں نماز پڑھ رہے تھے کہ اتفاقاً ادھر سے ابوطالب کا گذر ہوا آپ ٹھہرے ہوئے خاموشی کے ساتھ قدسی نظارہ دیکھتے رہے جب حضرت علی نماز سے فارغ ہو گئے تو پوچھا یہ کونسا دین ہے جس کی عبادت تم نے ادا کی فرمایا ہمارے دادا

ابراہیم کا دین۔ یہ سب تمام سنکر ابوطالب نے کہا کہ میں یہ مذہب قبول تو نہیں کر سکتا البتہ تمہیں اجازت ہے اور تمہارا کوئی مزاحم نہ ہو سکے گا۔

شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن

(نوشتہ مولوی سید نذیر الحق صاحب قادری)

روزے کے روحانی و جسمانی فوائد

روزہ کا سب سے بڑا فائدہ اسی عنوان کے تحت میں گذشتہ مولوی میں آپ پڑھ چکے ہیں اب ضرورت تو کچھ نہیں کہ اس کے علاوہ اور بھی کچھ فائدے بتلائیں جائیں مگر مسلمانوں کی حیثیت ایسی نہیں ہی جو ایک بات سے ملدم ہو جائے اور ان کے مردہ جذبات میں ایک یا دو دلیلوں سے ہیجان پیدا نہیں ہوتا کیونکہ وہ سراسر تخیل پسند بن گئے ہیں اس لئے کچھ اور فائدے بھی بتلائے جاتے ہیں۔

(۱) فرشتے کھانے اور پینے سے پاک ہیں اور ایسا ہی اللہ کھانے پینے سے منزہ اور پاک ہی سو انسان روزہ رکھنے سے ملکی صفات سے متصف اور متخلق باخلاق اللہ ہو جاتا ہے۔

(۲) انسان کا کمال قوت بہیمیہ کے زور کو گھٹانے، شہوانی اور حیوانی قوتوں کو اعتدال پر لانے اور ان کو اخلاق و روحانیت کا رنگ دینے میں ہے اور یہی بات روزہ سے حاصل ہوتی ہے۔

(۳) تکلیفات گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہیں سو بھوک پیاس کی تکلیف گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔

(۴) کبھی کبھی فاقہ کرنے سے معدہ کی زائل شدہ قوت اور صفائی حاصل ہوتی ہے جس سے دماغ صاف، جسم ہلکا اور صحت اچھی رہتی ہے اور اگر کبھی معدہ کو ویسٹ ہی نہ دیا جائے تو معدہ کی غلاظت اور خرابی کا سب سے زیادہ اثر دماغ پر ہوتا ہے لہذا روزہ رکھنے سے دماغی قوی کا نشو و ارتقا ہوتا ہے۔

(۵) بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی اور غربا و فقرا کی امداد و دست گیری انسانیت کا فرض ہے اسلام نے اخوت قومی کے علاوہ اخوت انسانی کی پر زور تعلیم دی ہے اور اس پاکیزہ جذبہ کو حد سے زیادہ اہمیت دی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے خیر الناس من ینفع الناس تم میں سب سے بہتر انسان وہ ہے جو مخلوق خدا کو نفع پہنچائے کسی مصیبت زدہ شخص سے سچی ہمدردی اسی وقت ہو سکتی ہے جبکہ اس مصیبت میں وہ خود بھی مبتلا رہ چکا ہو پس روزہ کی بھوک پیاس کی تکلیف غربا کی حالت کا اندازہ کراتی اور ان کا سچا ہمدرد بناتی ہے۔

(۶) صبر و استقلال اور مصائب و شدائد میں قوت برداشت ایسی چیزیں ہیں جو قوموں کو مسابقت اقوام میں بازی لیجانے اور قوت و اقتدار حاصل کرانے میں ممد و معاون ہوتی ہیں سو روزے سے پورے ایک ماہ کی مشق کرنے سے انسان جفا، مشقت اور ریاضات کا عادی ہو جاتا ہے۔

(۷) خلوئے معدہ سے صفائی قلب اور معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے نور ایمان دل میں چمکتا ہے عبادتوں میں مزہ ملتا ہے نیکیوں کی رغبت اور گناہوں سے نفرت ہوتی ہے اور یہ سب باتیں روزے ہی سے حاصل ہوتی ہیں۔

(۸) خدا نے قدوس اپنے کلام مبارک میں فرماتا ہے وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى یعنی جس نے اللہ سے ڈر کر اپنے نفس کو ہوائے نفسانی سے بچالیا وہ جنت میں داخل ہو گیا

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جنت کا داخلہ دو باتوں پر منحصر ہے خدا تعالیٰ سے ڈرنا اور اپنے نفس کو ہوائے نفسانی سے بچانا یہ دونوں امر روزے میں پائے جاتے ہیں پس روزہ جنت دلانے کا ضامن ہے۔

صوم کی تعریف

صوم کے لغوی معنے کھانے، کلام کرنے اور چلنے سے رک جانے کے ہیں: هو فی اللغة الامساك عن الفعل مطلقا كان اكلا او شربا او مشيا وفی الشريعة الاكل والشرب بالحركات والوطی ای كف النفس عن هذه الافعال قصدا۔

یعنی لغت میں صوم کے معنے کھانے، کلام کرنے اور چلنے سے رک جانے کے ہیں اور شریعت میں کھانے پینے اور جماع کو ترک کر دینے یعنی نفس کو ان افعال سے قصداً روک رکھنے کے ہیں۔ مراد یہ کہ صوم لغت میں ہر ایک فعل سے رک جانے اور شریعت میں صبح صادق سے تا غروب آفتاب کھانے پینے اور جماع کرنے سے رکے رہنے کا نام روزہ ہے۔

سبب فرضیت صوم

روزے کی فرضیت کا سبب ماہ رمضان کا ہر دن ہے اور رمضان چاند دیکھنے یا شعبان کے پورے تیس دن ہو جانے سے ثابت ہو جاتا ہے یعنی روزہ بسبب چاند دیکھنے کے لازم آجاتا ہے اور پھر اس کی ادائیگی ہر مسلمان بالغ اور عاقل بالوجوب پر فرض عین ہے یہ چار شرطیں جس میں جمع ہوں اسے بلا عذر شرعی روزہ ترک کرنا خدا کی نافرمانی ہے اور عبدیت کے دائرے سے نکلنا ہے اس کی ادائیگی کے لئے تین شرطیں ہیں تندرست ہونا، حیض و نفاس سے پاک ہونا، اور مفسدات صوم سے بچے رہنا۔

مسائل رویت ہلال

شعبان کی ۲۹ تاریخ کو رمضان کا چاند دیکھنا مسلمانوں پر واجب کفایہ ہے اگر کسی بستی کے ایک مسلمان نے بھی چاند دیکھنے کی کوشش کی تو چاند دیکھنے کا حکم سب کی طرف سے ادا ہو جائے گا ۲۹ تاریخ کو اگر گرد و غبار کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو پھر شعبان کے پورے تیس دن گن کر روزہ رکھ لینا چاہیے۔

اگر شعبان کی ۲۹ تاریخ کو گرد و غبار کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو شعبان کی ۳۰ تاریخ کو شک کی حالت میں روزہ نہیں رکھنا چاہیے روزہ شک کا روزہ امام شافعی کے نزدیک ممنوع ہے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی شک کے روز روزہ رکھیگا وہ پیغمبر کی نافرمانی کرے گا اور امام احمد کے نزدیک اس روز کا روزہ واجب ہے اور حنفیہ [illegible] نفل کی نیت سے روزہ رکھنا جائز ہے مگر رمضان کی نیت سے ناجائز [illegible] اگر کل رمضان ہے تو روزہ رکھو گا [illegible] کیونکہ حدیثوں میں رمضان کا چاند دیکھنے اور شعبان کے تیس دن پورے کرنے [illegible] روزہ [illegible] رکھنے کی ممانعت آئی ہے [illegible] میں ہے کہ قاضی مفتی اور خاص لوگ شک والے دن نفل کی نیت سے روزہ رکھیں مگر عوام کو روزہ رکھنے کا حکم نہ دیں۔

رویت ہلال کی گواہی

آسمان پر ابر و غبار کی وجہ سے [illegible]

عادل کی گواہی مقبول ہے عادل کی تعریف بعض فقہار نے یہ کی ہے کہ جو برائیوں کی نسبت نیکیاں زیادہ کرتا ہو وہ عادل ہے اگر آسمان غبار آلود نہ ہو اور مطلع صاف نہ ہو تو رمضان اور شوال دونوں میں بڑی جماعت کی شہادت معتبر ہوگی بڑی جماعت کے لئے پچاس آدمیوں کی تعداد مقرر کی گئی ہو (کنز الدقائق)

اگر کوئی رمضان کا چاند دیکھے اور اس کی گواہی قبول نہ کی جائے تو اس کو روزہ رکھنا چاہئیے اگر نہ رکھیگا تو اس پر قضا بلا کفارہ لازم آئیگی کسی جگہ حاکم شرعی نہ ہو تو رویت ہلال کی گواہی مسجد میں لوگوں کے سامنے دینی چاہئیے۔

اور لوگوں کو اس ایک عادل شخص کے قول پر اعتبار کر کے روزہ رکھنا چاہئے اگر اس کی شہادت قبول کی گئی اور لوگوں نے اس کے کہنے پر روزہ رکھ لیا مگر خود نہ رکھا تو اس پر کفارہ لازم آئے گا۔ (جامع الرموز)

روزہ کی نیت

آٹھ قسمیں ہیں فرض، واجب، سنت، نفل، مکروہ اور حرام ان میں سے فرض اور واجب کی دو دو قسمیں ہیں۔ فرض معین۔ فرض غیر معین۔ رمضان شریف کے روزے فرض معین کہلاتے ہیں اگر کسی شرعی عذر کی وجہ سے چھوٹ جائیں تو اس کی قضا یعنی ایک روزہ کے بدلہ میں ایک روزہ رکھنے کو فرض غیر معین۔ کسی کام کے پورا ہو جانے پر خاص دن یا خاص تاریخ میں روزہ رکھنے کی منت ماننے کو واجب معین یا نذر معین کہا جاتا ہے اور بلا تعیین تاریخ اور بلا تخصیص دن کسی منت پر روزہ رکھنا واجب غیر معین ہے۔

جو روزے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھے اور یا جن کی بابت آپ نے اپنی امت کو ترغیب و تحریص دلائی ان روزوں کو مسنون یا سنت کہا جاتا ہے مثلاً ایام بیض کے روزے۔ عاشورہ اور عرفہ کا روزہ ان کے علاوہ جو روزے ہیں مثلاً دوشنبہ کا روزہ پنجشنبہ کا روزہ اور شوال کے چھ روزے یہ سب نفل روزے کہلاتے ہیں۔

شوہر کی بلا اجازت روزہ رکھنا اور یا بلا افطار دو دن کا روزہ رکھنا یہ روزے مکروہ ہیں اور عیدین کے دو روزے اور ایام تشریق کے تین روزے یہ حرام ہیں۔

ان روزوں میں سے فرض واجب اور نفل روزہ کے لئے رات سے لیکر دوپہر تک اگر نیت کر لی جائے تو درست ہے ان تینوں قسموں کے سوا اور روزوں کے لئے رات سے ہی نیت کرے تو درست ہوں گے۔ امام نجم الدین نسفی فرماتے ہیں کہ رمضان شریف کے ایام میں سحری کھا لینا ہی روزہ کی نیت ہے۔ روزہ کی نیت کا دھیان خواہ دل میں رہے یا زبان سے یہ الفاظ کہے بصوم غد نویت من شہر رمضان یعنی کل کے لئے میں رمضان شریف کا روزہ رکھنے کی نیت کرتا ہوں۔

سحری کھانا

سحری کھانا سنت ہے اور حدیث شریف میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے آپ فرماتے ہیں "یہود و نصاریٰ اور ہمارے روزوں میں صرف سحری کا فرق ہے" یعنی یہود و نصاریٰ سحری نہیں کھاتے اور ہم کھاتے ہیں

سحری میں تاخیر کرنا بھی سنت ہے حضرت ابن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کھائی اور پھر صبح کی نماز کے لئے کھڑے ہو گئے حضرت بلال موذن رسول وقت سے ذرا پہلے ہی اذان دیدیا کرتے تھے تو حضور صلعم فرماتے کہ بلال تو رات رہے ہی اذان دیدیا کرتے ہیں تم ابن ام مکتوم کی اذان تک سحری کھایا کرو یہ نابینا تھے ان سے جب بار بار کہا جاتا تو پھر کہیں اذان دیا کرتے تھے۔

سحری کھانے میں تاخیر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جب تک صبح صادق کا یقین نہو اس وقت تک کھاتے پیتے رہنا چاہئیے اور جب صبح صادق نمودار ہو جائے تو پھر کھانا پینا ترک کر دینا چاہئیے۔ صبح صادق کی پہچان یہ ہے کہ جب صبح صادق نمودار ہوتی ہے تو مشرق میں سیاہی اور روشنی کی دو دو دھاریاں نمایاں ہوتی ہیں اور پھر روشنی غالب آکر تاریکی ہٹ جاتی ہے یہی صبح صادق ہے۔

سحری کھانے کی سنت ادا ہونے کے لئے یہ کچھ ضروری نہیں کہ پیٹ بھر کر کھایا جائے بلکہ اگر ایک دو لقمے یا ایک گھونٹ پانی کا ہی پی لیا جائے تو سنت ادا ہو جاتی ہے۔

اگر سحری کے وقت آنکھ نہ کھلے اور صبح صادق نمودار ہو جائے تو بغیر سحری کھائے ہی روزہ رکھ لینا چاہئیے روزہ میں کچھ حرج واقع نہ ہوگا۔

کسی نے اس خیال سے کہ ابھی رات باقی ہے کچھ کھا پی لیا بعد میں معلوم ہوا کہ صبح ہو چکی تھی یا اسی طرح سورج غروب ہو جانے کے گمان سے روزہ افطار کر لیا بعد میں معلوم ہوا کہ ابھی دن باقی تھا تو ان دونوں صورتوں میں روزہ نہ ہوگا مگر دن بھر کھانے پینے سے بوجہ حرمت رمضان رکے رہنا چاہئیے اور اس روزہ کی صرف قضا دینی پڑے گی۔

روزے کے آداب

محض منہ بند کر لینے اور جماع سے رکے رہنے ہی کا نام روزہ نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر قسم کی بداخلاقیوں اور لغویات و فضولیات سے کلی طور پر احتراز کیا جائے کیونکہ روزہ کا مقصد اعلیٰ تادیب نفس ہے سو اگر نفس کھانے پینے کے علاوہ اور دنیاوی جھگڑوں اور برائیوں میں پڑا رہا تو روزہ کا کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا اسلئے لڑائی جھگڑے، غیظ و غضب، سب و شتم، غیبت و چغلخوری اور گالی گلوچ سے روزہ دار کو بچے رہنا چاہئیے۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فریب کی بات کرنا اور کہنا چھوڑے تو خدا تعالیٰ کو اس کے کھانے پینے چھوڑ دینے کی کچھ خواہش نہیں نیز بخاری شریف میں ہے فلا یرفث ولا یجھل فان امرء قاتله او شاتمه فلیقل انی صائم یعنی روزے کی حالت میں فحش نہ بکے اور جہالت کی باتیں نہ کرے اگر کوئی اس سے لڑائی دنگہ اور گالی گلوچ کرے تو خود بھی ایسی باتوں پر نہ اتر آئے بلکہ اس سے کہدے کہ بھائی میں روزہ سے ہوں۔ ان باتوں سے روزہ کا ثواب جاتا رہتا ہے بخاری شریف میں ہے من لم یدع قول الزور والعمل به فلیس لله حاجة ان یدع طعامه وشرابه یعنی جو شخص باطل باتوں اور برے کاموں سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑ دینے کی کوئی حاجت نہیں غرض یہ کہ روزے کی حالت میں تمام اعضا و جوارح کو اپنے قابو میں رکھنا چاہئیے خلاف شرع امور سے اجتناب کرنا چاہئیے اور نماز، یاد الٰہی، تلاوت قرآن، نوافل اور نیک کاموں میں ہمہ وقت مشغول رہنا چاہئیے تاکہ روزہ کامل ہو اور اس کا فائدہ مترتب ہو۔

حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں آنکھ کا روزہ یہ ہے کہ اس سے کسی بری چیز کو نہ دیکھے کسی نامحرم پر نظر نہ ڈالے بلکہ قرآن شریف اور دینی کتابیں پڑھتا رہے۔ کانوں کا روزہ یہ ہے کہ ان سے بیہودہ اور فحش کلام نہ سنے بلکہ ان سے وعظ و نصیحت اور خدا کے احکام سنتا رہے۔ زبان کا روزہ یہ ہے کہ اس سے گالی اور فحش نہ بکے غیبت اور چغلی نہ کرے بلکہ ذکر الٰہی جاری رکھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجے کلام اللہ کی تلاوت کرے بدگوئی سے زبان کو آلودہ نہ کرے اور فضول باتیں نہ کرے۔ ہاتھوں کا روزہ یہ ہے کہ ان سے کوئی خلاف شرع کام سرزد نہ ہونے دے اور کوئی گناہ کا کام نہ کرے مثلاً کسی کو ناحق مارنا وغیرہ بلکہ ان سے صدقات

وخیرات کرے اور اندھوں یتیموں اور بیواؤں کی امداد و اعانت کرنے۔ پاؤں کا روزہ یہ ہے کہ ان سے کسی لہو و لعب اور گناہ کی جگہ نہ جائے بلکہ نماز با جماعت وعظ و نصیحت سننے کے لئے جائے اور کسی بزرگ سے ملنے یا مزار پر جائے یعنی قدم خیر اور نیکی کی طرف اٹھیں نہ کہ شر اور بدی کی طرف اور تمام جسم کا روزہ یہ ہے کہ اسے اس کی راہ میں فنا کر دے اور اپنے وجود کی علمی و عملی طاقتیں خدا کو سونپ دے۔

جن باتوں سے روزہ فاسد نہیں ہوتا

نہ قریب قریب ۲۴ ہیں جو یہ ہیں۔ بھول کر کچھ کھا پی لینا اور یا جماع کر لینا۔ خواب میں احتلام ہو جانا اور یا شہوت سے دیکھنے کے باعث منی کا اخراج۔ تیل ملنا۔ پچھنے لگوانا۔ سرمہ لگانا۔ بوسہ لینا جبکہ انزال ہونے یا جماع کر بیٹھنے کا اندیشہ نہ ہو۔ روزہ نہ رکھنے کی نیت کر کے پھر رکھ لینا۔ حلق میں دھواں یا غبار یا آٹے کا چلا جانا۔ مکھی کا منہ میں چلے جانا۔ حلق میں دوا کا اثر پہنچ جانا۔ بحالت جنب صبح ہو جانا۔ خواہ سورج ہی نکل آئے۔ سوراخ ذکر میں پانی یا دوا ڈالنا۔ نہر یا حوض میں غوطہ مارنے کے سبب ناک یا کان میں پانی چلا جانا۔ کان کے کھجانے یا لکڑی کرنے سے پیپ نکل آنا۔ ناک میں بتی ڈال کر چھینک قے کا ہو جانا بشرطیکہ منہ بھر کر نہ ہو۔ دانت میں اٹکی ہوئی چیز کا نگل لینا بشرطیکہ گیہوں کے دانہ سے کم ہو۔ ان سب باتوں سے روزہ فاسد نہیں ہوتا (نور الایضاح)

مفسدات صوم

جن سے قضا اور کفارہ دونوں لازم آتے ہیں (قبل یاد بر میں) عمداً جماع کرنا فاعل اور مفعول دونوں پر۔ جان بوجھ کر کچھ کھانا پینا کچا یا پکا اور یا خشک شدہ گوشت کھا لینا اور یا اپنی زوجہ یا دوست کا تھوک نگل لینا۔ مختصر یہ کہ جو شخص جان بوجھ کر کچھ کھا پی لے یا زن و شوہر کے تعلقات پورے کرے تو ان سب صورتوں میں قضا اور کفارہ دونوں دینے پڑتے ہیں۔

مفسدات روزہ

جن سے صرف قضا دینی واجب ہوتی ہے (۱) زبردستی روزہ دار کے منہ میں کوئی چیز ڈالی گئی اور وہ حلق سے اتر گئی (۲) روزہ یاد تھا مگر کلی کرتے وقت بلا قصد حلق میں پانی چلا گیا (۳) آئی ہوئی قے قصداً حلق میں لوٹا لی (۴) قصداً منہ بھر کے قے کر ڈالی (۵) کنکری یا پتھر یا مٹی یا کاغذ قصداً نگل گیا (۶) دانتوں میں اٹکی ہوئی چنے کی برابر کوئی چیز نگل گیا (۷) کان میں تیل ڈالنے یا عمل پچکاری سے دوا پیٹ میں پہنچ گئی (۸) نسوار سونگھ لی (۹) دانتوں سے نکلے ہوئے خون کو نگل گیا (۱۰) بھولے سے کچھ کھا پی گیا اور یہ سمجھ کر کہ روزہ ٹوٹ گیا قصداً کچھ کھایا پیا (۱۱) یہ سمجھ کر ابھی صبح صادق نہیں ہوئی سحری کھالی پھر معلوم ہوا کہ صبح صادق ہو چکی تھی (۱۲) ابر و غبار کی وجہ سے یہ سمجھ کر آفتاب غروب ہو گیا روزہ افطار کر لیا پھر معلوم ہوا کہ ابھی دن باقی تھا تو ان سب صورتوں میں قضا دینی پڑے گی۔ (تعلیم الاسلام)

قضا اور کفارہ کی تعریف

جس شخص کا روزہ کسی مجبوری یا غلطی یا کسی کی زبردستی سے رہ گیا یا ٹوٹ گیا تو اسے صرف ایک روزہ کے بدلے میں ایک ہی روزہ دینا پڑے گا اسی کو قضا کہتے ہیں یہ قضا روزے پورے کرنے میں اختیار ہے جب چاہے اور جس طرح چاہے اپنے قضا روزے پورے کرے پے در پے اور لگاتار رکھنے کی کوئی شرط نہیں۔

روزہ کا کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے اگر اتنی استطاعت نہ ہو تو دو مہینے کے پے در پے روزے رکھے درمیان میں ترک کر دے گا تو پھر نئے سرے سے رکھنے پڑیں گے اگر اس کی بھی قدرت نہ رکھتا ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلا دینا چاہیئے۔ یا ہر فقیر کو نصف صاع گیہوں کا آٹا یا ستو دیدے۔

مریض اور مسافر کیلئے رخصت

ہے کہ وہ حالت سفر اور مرض میں روزہ نہ رکھیں کیونکہ اگر ایسی حالت میں بھی ان کو روزہ کا حکم دیا جاتا تو یہ ان پر سخت مشقت تھی اللہ پاک اپنے بندوں کو ان کی طاقت سے زیادہ کوئی حکم دینا نہیں چاہتے لہذا ان کو رخصت دی قولہ تعالیٰ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۚ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ ۖ اور جو کوئی تم میں سے مریض یا مسافر ہو تو چاہیئے کہ روزہ نہ رکھے۔ دوسرے دنوں میں قضا کر کے ان کا شمار پورا کر لے اور جن کو روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو وہ ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ دیدیں۔

اس آیت میں مریض سے مراد ایسا مریض ہے جس کو روزہ رکھنے سے مرض بڑھ جانے کا یقین ہو یا مسلم ڈاکٹروں اور حکیموں نے مشورہ دیا ہو کہ اگر تم نے روزہ رکھا تو مرض بڑھ جائے گا اور مسافر سے مراد ایسا مسافر ہے جس کے سفر کی مقدار مسافت نماز قصر یعنی قریباً ۴۶ میل کے برابر ہو اور پیدل یا کسی سواری پر ہو جس میں مشقت اور تکلیف ہو پس معمولی مرض کی حالت میں اور بلا یقینی خطرہ کے روزہ نہ رکھنا جائز نہیں۔ اسی طرح ریل میں سفر کرنا اس رخصت سے فائدہ اٹھانے کا سبب نہیں بن سکتا کیونکہ ریل کے سفر میں چنداں تکلیف اور دقت نہیں ہوتی لہذا ریل میں سفر کرنے والوں کے لئے بہتر اور افضل ہے کہ وہ روزہ رکھیں۔ البتہ اگر سخت گرمیوں کی وجہ سے یا سفر کی طوالت اور بھیڑ بھاڑ کی وجہ سے تکلیف کا اندیشہ ہو تو ایسی حالت میں رخصت ہے۔ حضرت امام اعظم فرماتے ہیں کہ سفر خود مشقت ہے لہذا روزہ نہ رکھنا بھی جائز ہے۔

اس آیت سے مسافر اور مریض کو جہد و تعب کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے جس میں کسی کو اختلاف نہیں البتہ اس امر میں اختلاف ہے کہ مسافر اور مریض پر بحالت افطار فدیہ مع قضا کے واجب ہے یا نہیں سو ہمارے امام ابو حنیفہ فرماتے کہ ان دونوں پر فدیہ مع قضا کے واجب نہیں یعنی جب مسافر مقیم ہو گیا اور مرض جاتا رہا تو وہ صرف بقیہ روزوں کی قضا دیں گے چونکہ مریض کے مرض جاتے رہنے اور مسافر کے مقیم ہو جانے سے سفر اور مرض کی مشقت زائل ہو جاتی ہے اس سے ان کو قضا کا حکم ملا لیکن شیخ فانی اور بوڑھوں کے لئے یہ رعایت اور اجازت ہو کہ وہ ایک روزہ کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں۔

اب اس امر میں بھی اختلاف ہے کہ بوڑھا شخص جو روزے رکھنے سے معذور ہے اس پر فدیہ واجب ہے یا نہیں حضرت امام شافعی کا قول ہے کہ اس پر فدیہ واجب نہیں مگر حضرت امام ابو حنیفہ کا قول ہے اور یہی صحیح ہے کہ وہ فدیہ دے حضرت امام بخاری کا بھی یہی مذہب ہے چنانچہ حضرت انس نے بعد بوڑھے ہو جانے کے ایک یا دو سال ہر روزے کے عوض مسکین کو گوشت روٹی کا کھانا دیا تھا۔

ابتدا اسلام میں مریض اور مسافر کو بھی فدیہ دینے کا اختیار رکھا تھا لیکن جس وقت یہ آیت فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ نازل ہوئی تو یہ اختیار ان سے سلب ہو گیا صرف روزہ رکھنے یا قضا کرنے کا حکم باقی رہا یعنی اس آیت سے پہلے

مسافر اور مریض کو تین امور کا اختیار رہتا ہے روزہ رکھیں چاہے نہ رکھیں یا چاہیں تو فدیہ دیدیں مگر اس آیت میں صرف دو امور کا اختیار باقی رہ گیا خواہ روزہ رکھیں خواہ قضا کریں مگر صرف یوڑھے کو فدیہ دینے کا اختیار باقی ہے (تفسیر مظہری)

حاملہ اور دودھ پلانیوالی عورتوں کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے حاملہ اور مرضعہ عورتیں بھی اس رخصت میں بوڑھے کے حکم میں ہیں یعنی جب ان دونوں کو اپنی یا اپنے بچے کی جان کا خوف ہو تو ان کو اجازت ہے کہ وہ روزہ نہ رکھیں فقہا میں اس بات پر اختلاف ہے کہ اگر یہ دونوں روزہ نہ رکھیں تو فدیہ دیدیں یا قضا کریں بعضوں نے کہا ہے کہ صرف فدیہ دیں قضا نہ کریں اور بعضے کہتے ہیں کہ صرف قضا کریں فدیہ نہ دیں علمائے حنفیہ کا بھی یہی قول اور مسلک ہے۔

مکروہات صوم جن باتوں سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے وہ یہ ہیں کسی چیز کا ذائقہ چکھنا کسی چیز کا مثلاً مصطگی وغیرہ بلا مجبوری کے چبانا بوسہ لینا اور اختلاط کرنا جبکہ نفس پر پوری طرح قدرت حاصل نہ ہو اور انزال ہو جانے یا جماع کر بیٹھنے کا اندیشہ ہو۔ اور تھوک کا منہ میں جمع کر کے نگل جانا۔ روزہ دار کو مذکورہ بالا باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے تاکہ روزہ مکروہ نہ ہو۔

ان باتوں سے روزہ مکروہ نہیں ہوتا نفس پر قابو ہونے کی حالت میں بوسہ لینا اور اختلاط کرنا تیل ملنا۔ سرمہ ڈالنا۔ پچھنے لگوانا۔ ظہر کے بعد مسواک کرنا خواہ تر ہو خواہ خشک وضو کے علاوہ کلی کرنا نہانا اور بدن پر بھیگا ہوا کپڑا لپیٹنا۔

تنبیہ بعض لوگ روزہ ٹوٹ جانے کی وجہ سے یہ سمجھ کر کہ اب ہمارا روزہ تو رہا ہی نہیں کھاتے پیتے رہتے ہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ جس کا روزہ ٹوٹ جائے یا وہ عورت جس کو حیض آ جائے اور یا مسافر مقیم ہو جائے تو ان سب صورتوں میں حرمت رمضان کی وجہ سے تمام دن کھانے پینے سے رکے رہنا چاہیے

افطار کے مسائل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روزہ افطار کرنے میں جلدی کرنی چاہیے اور افطار میں جلدی کرنے والے بندے خدا کو بہت پیارے ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب تک مسلمان روزہ افطار کرنے میں جلدی کرتے رہیں گے دین کو غلبہ رہے گا۔ افطار میں جلدی کرنے کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ دن ابھی نہ چھپنے دیا جائے اور روزہ افطار کر لیا جائے بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب آفتاب کا غروب ہو جانا متحقق اور یقینی ہو جائے تو پھر افطار میں دیر نہ کرنی چاہیے۔ روزہ کھولنے کی دعا یہ ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ لَکَ صُمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ یعنی اے اللہ میں نے تیرے ہی لئے روزہ رکھا، تجھی پر ایمان لایا اور تیرے ہی رزق سے افطار کیا۔

افطار کرنے میں حرام اور مشتبہ چیزوں سے بچے صرف اپنی کمائی کی حلال روزی سے افطار کرے۔ چھوہارے یا کھجور سے روزہ افطار کرنا سنت اور باعث ثواب ہے اگر یہ میسر نہ آئیں تو پھر پانی ہی بہتر ہے اگر دودھ، شربت یا اور کسی چیز سے روزہ افطار کیا جائے تو کوئی حرج نہیں اور نہ ہی روزہ کا ثواب کم ہوتا ہے۔

نمک کی کنکری سے روزہ افطار کرنے کو ثواب سمجھنا یہ خود ساختہ اور غلط عقیدہ ہے بعضے جاہلوں کا گمان ہے کہ اگر کسی کی دی ہوئی چیز سے روزہ کھولا جائے تو ثواب کم ہو جاتا ہے بلکہ بعضے تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ روزہ کھلوانے والے ہی کو ثواب مل جاتا ہے یہ عقیدہ بھی بالکل غلط اور گمراہ کن ہے۔

روزہ کھلوانے کا ثواب حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر کوئی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے تو اس کے صغیرہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اس کو دوزخ کی آگ سے نجات ملتی ہے اور اسکو اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا روزہ دار کو روزہ رکھنے کا اس پر مزید لطف اور خدا تعالیٰ کا احسان یہ ہے کہ روزہ دار کے ثواب میں کچھ کمی نہیں ہوتی۔

صحابہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ حضور اگر کسی میں روزہ افطار کرانے کی گنجائش نہ ہو تو وہ کیسے اس ثواب کو حاصل کرے آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص دودھ کے ایک گھونٹ یا چھوہارے کے ایک ٹکڑے یا پانی کے ایک گھونٹ سے بھی کسی کا روزہ کھلوا دیگا تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی وہی ثواب عطا فرمائے گا اور اگر کوئی ہمت اور گنجائش والا پیٹ بھر کر روزہ دار کو کھانا کھلا دیگا تو اللہ تعالیٰ اس کو خاص میرے حوض سے پانی پلائے گا جس کی ایک ادنیٰ تاثیر یہ ہوگی کہ پھر اس کو کبھی پیاس نہ لگے گی یہاں تک کہ جنت میں جا داخل ہو۔

دعوت عمل مسلمانو! تم عبادت روزہ کی تمام تفصیلات اور اہمیت سے واقف ہو چکے اب اگر تمہارے دلوں کی گہرائیوں میں ایمان و عرفان اور احکام خداوندی کی تعمیل و تکمیل کا کوئی ولولہ باقی ہے تو اس عبادت کو کما حقہ بجا لاؤ تمہارے دلوں پر سخت پھیلائی ہوئی ہے اور تم شیطان و نفس کے پھندوں میں پھنسے ہو اگر ان دونوں دشمنوں سے چھٹکارا چاہتے ہو اور تزکیہ باطن حاصل کرنا چاہتے ہو تو روزے رکھو اور ماہ رمضان کو ذکر الٰہی میں گذار دو۔ یا اللہ مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ تیرے احکام کی تعمیل اور اسوہ نبی کی پیروی میں فنا ہو جائیں آمین یارب آمین۔

بہترین استاد معلم موٹر

اس میں موٹر کار سینا کے تمام پرزوں کی تصویریں اور دیگر مشین کے میکزم کو اس طرح سمجھایا گیا ہے کہ معمولی سمجھ کے آدمی بلا امداد غیرے آسانی سے سمجھ جاتے اور موٹر مشین کی حقیقت کو جان لیتے ہیں۔ قیمت ۲ علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

اتالیق موٹر

اس کتاب میں موٹر مشین کے تمام نقائص بتلا کر ان کو درست کرنے کی آسان اور سہل ترکیبیں بتلائی گئی ہیں جس سے ہر شخص مشین کے تمام نقائص کو سمجھ کر ان کے درست کرنے کی قابلیت آجاتی ہے قیمت صرف عہ علاوہ محصول ڈاک اگر معلم موٹر اور اتالیق موٹر ایک ساتھ طلب کریں تو محصول نہیں لگایا جائے گا۔

پتہ: منیجر حمیدیہ پریس دہلی

اسلامی روزہ کی فلاسفی

(از جناب مولانا محمد ریاست علی صاحب قادری قدوائی خیرآبادی)

قال اللہ تبارک وتعالیٰ فی القرآن القدیم اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۙ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ

برادران اسلام! اس میں کچھ شک وشبہ نہیں کہ خدائی حکم کے سامنے سرِ نیاز خم کردینا ایک ایسی بے نظیر عبادت تھی جسے انسان جیسے اسیر ہوا وہوس کو انجام دینا بہت ہی مشکل تھا لیکن اس استاد ازل کی کیا داد دیجئے جس کے علم سرمدی میں اوس کی دشواریاں اور بندہ کا ضعف دونوں موجود تھے اس لئے اس نے سمجھایا اور ایسے دلنشیں انداز میں سمجھایا کہ پست طبائع عالی ہمت بن گئیں انحراف تسلیم سے بدل گیا اور تکلیف عروس اشتیاق بنکر مومن کے محمل قلب میں جا بیٹھی یا تو وہ زمانہ تھا جبکہ رمضان المبارک کی آمد پیام موت تھی اس کا ایک ایک دن پہاڑ تھا یا اب وہ وقت ہے جبکہ اس ماہ مقدس کے انتظار میں گیارہ ماہ گیارہ برس معلوم ہوتے ہیں اور اس کے تیس دن تیس گھڑیاں بھی نظر نہیں آتیں۔

چونکہ انسان اپنی فطرت سے ہر اس بار کا متحمل ہو جاتا ہے جو ہمیشہ سے اس کے باپ دادا کی گردنوں پر رہتا چلا آیا ہے اور ایک لمحہ کے لئے بھی وہ اپنے نفس کو ایسی جدید قیود اور ذمہ داریوں کا پابند دیکھنا پسند نہیں کرتا جو ابتداءً اس پر عاید کی گئی ہوں اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن حکیم میں اس کے اس فطری تقضا کا لحاظ رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ (اے مسلمانو! جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر روزے فرض کئے گئے تھے اسی طرح تم پر بھی فرض کئے گئے ہیں (یہ فرضیت صوم کوئی نئی بات نہیں ہے کہ تم اس کے ادا کرنے میں گھبرا جاؤ اور اس کے فرض کرنیکی وجہ یہ ہے) کہ تم گناہوں سے بچو یعنی متقی ہو جاؤ اور وہ بھی گنتی کے چند دن ہیں زیادہ دن بھی تو نہیں ہیں یعنی صرف ایک مہینہ جس میں کبھی ۲۹ دن ہوتے ہیں اور کبھی پورے تیس دن پھر کوئی وجہ نہیں کہ تمہیں اس فریضہ خداوندی کے ادا کرنے میں کسی قسم کا انحراف یا پریشانی ہو۔ پارہ ۲ سورہ بقر۔

صاحب تفسیر خازن نے اپنی اسی تفسیر میں اس آیت کے تحت میں لکھا ہے کہ۔

”روزہ ایک پرانی عبادت ہے خدا نے کوئی امت ایسی نہیں چھوڑی کہ جس پر یہ عبادت (روزہ) فرض نہ کی ہو جیسا کہ اے مسلمانو! تم پر فرض کی ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ روزہ ایک مشکل عبادت تھی لیکن مشکل چیز بھی جب عام ہو جاتی ہے تو آسان ہو جاتی ہے۔

برادران ملت! یہ وہ بات ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بندوں کو مانوس کرنے کے واسطے پہلے ہی ان کے سامنے پیش کیا پھر آگے چل کر لعلکم تتقون سے اس کی حکمت کی طرف بھی اشارہ کر دیا کہ تم روزے رکھو تاکہ گناہوں سے بچتے رہو اور اس طرح پر تم متقی اور پرہیزگار بن جاؤ ظاہر ہے کہ انسان اسی وقت متقی اور پرہیزگار بن سکتا ہے کہ جب وہ سراپا اطاعت اور انقیاد کا مجسمہ بنجائے اور خدائی فرامین وارشادات کے تابع کر دے۔

برادران اس موقع پر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ میں تقوٰی نیز متقین کی حقیقت اور اوصاف کا اظہار کرتا مگر بخوف طوالت آیات ذیل پر اکتفا کرتا ہوں جو ایک حد تک ارباب تقوٰی کے اوصاف کو جامع ہے چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن پاک کی سورہ بقر کے بالکل شروع میں ارشاد فرماتا ہے هدًى للمتقين الذين يؤمنون بالغيب ويقيمون الصلوٰة ومما رزقنٰهم ينفقون ۝ والذين يؤمنون بما انزل اليك وما انزل من قبلك وبالاخرة هم يوقنون۔ یعنی یہ قرآن پاک متقین کے واسطے مشعل ہدایت ہے جو بغیر دیکھے ہوئے اپنے معبود برحق اور اسکی بتائی ہوئی تمام چیزوں مثلاً ملائکہ جنت ودوزخ پر ایمان لاتے ہیں اور نماز پڑھتے رہتے ہیں اور ہماری عطا کی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے (یعنی زکوٰۃ وصدقات دیتے رہتے) ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو اس وحی پر جو (اے ہمارے رسول ہماری طرف سے) آپ پر اتاری گئی ہے اور اس وحی پر بھی جو آپ سے پہلے پیغمبروں پر نازل کی گئی ہو ایمان لائے ہیں اور قیامت (کے دن) کا (جس دن تمام مردے حساب کتاب کے واسطے زندہ کئے جائینگے) یقین رکھتے ہیں۔

ان اوصاف کے حاصل کرنے کے لئے صفت بہیمیت کا جو ہر ایک انسان کے اندر موجود ہے مغلوب کرنا عقلاً اور شرعاً ضروری سمجھا گیا ہے بس اسی کی تکمیل کے لئے مولائے کریم نے روزہ فرض کیا ہے اور یہی ”لعلکم تتقون“ کا اصل مطلب ومفہوم ہے۔

تفسیر خازن میں ہے کہ وہ جو چیزیں روزہ کی حالت میں تم پر حرام کردی گئی ہیں وہ اس لئے حرام کی گئی ہیں کہ روزہ تقوٰی کے حاصل ہونے کا ذریعہ ہے کیونکہ اس میں نفس کو کمزور کرنا اور شہوات کو ترک کرنا پڑتا ہے۔

یہ تو سب ظاہری اور کھلی ہوئی باتیں ہیں اس کے علاوہ خداوند قدوس جلیکر کی اس اندرونی حکمت کو بھی ذرا ملاحظہ فرمائیے کہ اگر اس نے ایک طرف قوت بہیمیت کو شکست دینے کے لئے آپ پر روزے فرض کئے ہیں تو دوسری طرف آپ کی امداد کے لئے چند اندرونی اعانتوں کا سلسلہ شروع کر دیا ہے جسکے متعلق بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب رمضان المبارک کی پہلی شب ہوتی ہے تو شیطان اور سرکش اجنا قید کر دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں یہانتک کہ کوئی بھی دروازہ کھلا نہیں رہتا اور جنت کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ایک منادی ندا کرتا ہے کہ اے طالب خیر جلدی کر (بھلائی حاصل کرنے میں) اور اے طالب شر (اپنی شرارتوں سے) باز آ [illegible] بندا کے لئے بہت سے لوگ دوزخ کے عذاب سے آزاد ہوتے ہیں اور یہی رات شروع (یعنی پہلی شب سے آخر ماہ تک) ہر شب میں رہتی ہے۔

پھر جب رمضان شریف کے دو عشرے (یعنی بیس دن) گذر جاتے ہیں تو روزہ داروں کی فطرت ملائکہ سے ایک قسم کی مشابہت پیدا کر لیتی ہے اس وقت ملائکہ میں ان کی مقبولیت کا ایک غلغلہ اور ملاقات کا ایک خاص جذبہ پیدا ہوتا ہے یہانتک کہ اسی اشتیاق میں وہ تیسرے عشرہ کی ایک مقررہ شب میں جس کو کہ شب قدر کے نام سے موسوم کرتے ہیں آسمان سے اترتے ہیں اور صبح تک ارواح انسانی سے ان کا اتصال رہتا ہے اور اس اتصال کا ہی یہ ثمرہ ہے کہ اس ایک شب کی عبادت ہزار ما

شب کی عبادات سے زیادہ قدر و قیمت رکھتی ہو کیونکہ جس قدر ملکیت ترقی کرے گی اسی قدر بارگاہ قدس میں قرب نصیب ہوگا اور اعمال و عبادات میں قبولیت نمودار ہوگی بس یہی وہ صفت ہے جس کا اشارہ "لعلکم تتقون" میں کیا گیا ہے۔

مگر برادران اسلام! ایک سطحی نظر رکھنے والے شخص کے لئے یہ امر یقیناً تعجب خیز ہے کہ روزہ رکھنے سے تقوی اور طہارت حاصل ہوتی ہے لیکن حقیقت بیں نظریں دیکھتی ہیں اور کنہ رس دماغ جانتے ہیں کہ روزہ کی بھوک و پیاس اور سختی و تعب ہی میں عرفان اور غفران اور تقوی اور طہارت کا کبھی نہ فراموش ہونے والا درس موجود ہے۔

اور سنئے! دنیا کے تمام فلسفی یہ بات مانے ہوئے ہیں اور اب بھی تسلیم کرتے ہیں کہ انسان کو بقائے شخصی کے واسطے کھانا پینا اور بقائے خلقت انسانی کے لئے جماع کی ایسی سخت ضرورت ہو کہ جسے کبھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا مگر کیسے لطف اور مزے کی بات ہو کہ اصطلاح شریعت اسلام میں روزہ انھیں تینوں چیزوں یعنی کھانے پینے اور جماع سے رُکے رہنے کا نام ہے مطلب یہ کہ جو شخص لذات نفسانی سے تمام دن یعنی طلوع فجر سے لیکر غروب آفتاب تک رکا رہے وہی صائم یا روزہ دار کہا جاتا ہے۔

میرے مسلمان بھائیو! جہاں تک میں سمجھتا ہوں یہ ممانعت محض اس لئے ہے کہ جب انسان اپنے نفس کو ایسی چیزوں سے روک سکیگا جن کی ایسی شدید حاجت بھی ہے اور وہ اس کے واسطے قطعاً جائز اور حلال بھی ہیں تو پھر وہ شخص نہایت ہی آسانی کے ساتھ ان تمام چیزوں سے بھی بچ جائے گا جو اس کے واسطے حرام اور مذموم ہیں۔ اصطلاح شرع میں منہیات سے بچنے اور رکے رہنے ہی کو تقوی سے تعبیر کیا گیا ہے اس تقوی کا حصول جس خوبی اور آسانی کے ساتھ روزہ ہی سے ہو سکتا ہے کسی دوسرے ذرائع سے ممکن ہی نہیں انقیاد و اطاعت کی تکمیل کا اگر کوئی ذریعہ ہو سکتا ہے تو وہ صرف روزہ ہی ہے اس کے سوا اور کوئی ذریعہ نہیں۔

انسان کی تخلیق کا جو مقصد ہے اس کے متعلق حکما کا یہ قول ہے کہ انسان کو مرضیات الٰہی پر اپنی ہستی قربان کر دینا چاہیئے اور عبودیت و بندگی کا حق ادا کرتے رہنا چاہیئے خود اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کے پیدا کرنے کی غرض جو قرآن پاک میں بیان فرمائی ہے اس کا بھی یہی مطلب ہے اور اس کا بھی یہی مطلب ہے وہ ارشاد خداوندی یہ ہے کہ "ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون" یعنی جن اور انسان کو ہم نے اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ وہ ہماری اطاعت و عبادت میں اپنی ہستی کو فنا کر دیں۔

یہ ہے وہ اصل حکمت فرضیت روزہ کی جس کے واسطے ماہ رمضان المبارک کے روزے فرض کئے گئے ہیں لیکن اے برادران من حکما نے روزہ کی اور بھی بہت سی جزوی حکمتیں بیان کی ہیں مثلاً روزہ رکھنے سے قوائے شہوانی اور غضبی اعتدال پر آجاتے ہیں جس کا اثر اخلاقیات پر بہت ہی اچھا پڑتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت صحابہ کبار رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جب بہار اور غزوات میں شرکت کی وجہ سے اپنے اہل و عیال سے زیادہ عرصہ تک جدا رہتے یا غیر شادی شدہ ہوتے تو جوش شہوانی کے دبانے کے واسطے اکثر روزہ رکھا کرتے تھے اس عمل کا یہ بہترین نتیجہ تھا کہ وہ اخلاق فاضلہ کے مجسمے اور تقوی و طہارت کے پیکر تھے۔

چونکہ روزہ دار مصائب اور تکالیف کے برداشت کرنے کا عادی ہو جاتا ہے اسلئے اس میں صبر و ضبط کے گراں بہا جوہر پیدا ہو جاتے ہیں اور وہ نزول حوادث کے وقت پورے عزم و ثبات کا مظاہرہ کرتا ہے یہ کتنی اچھی صفت روزہ رکھنے سے انسان میں پیدا ہو جاتی ہے۔ برادران اسلام یہ امر مسلمہ ہے کہ انسان جب تک خود کسی تکلیف اور مصیبت میں مبتلا نہیں ہوتا اسے دوسروں کی مصیبت اور تکلیف کا بھی احساس نہیں ہوتا روزہ ایک دولتمند خوشحال اور صاحب ثروت مسلمان میں یہ جذبہ پیدا کر دیتا ہے کہ وہ اپنے غریب اور محتاج بھائیوں پر رحم کرے اور ان کی تنگدستی اور مصیبت کے وقت مدد کرے کیونکہ روزہ رکھنے کی وجہ سے اسے بھوک و پیاس کی شدت اور تکلیف کا اندازہ ہو جاتا ہے چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ مسلمان خاصکر متمول مسلمان رمضان شریف کے مبارک مہینہ میں معمول سے کہیں زیادہ غربا و مساکین کی امداد کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ روزہ سینکڑوں امراض کے دفعیہ کا واحد علاج ہے جسم انسانی میں جس قدر رطوبات ردیہ پیدا ہوتی ہیں روزہ ان سب کا قلع قمع کر دیتا ہے روزہ رکھنے والے کی بھوک معتدل ہو جاتی ہے قوت ہضم درست رہتی ہے جو کچھ کھایا جاتا ہے خوب انگ لگتا ہے اور تمام قوائے جسمانی اپنا فعل ٹھیک انجام دیتے ہیں اور اب تو یورپ کے بڑے بڑے ڈاکٹر صاحبان بھی بہت سی تحقیق و تدقیق کے بعد اس نتیجہ پر پہنچ گئے ہیں کہ روزہ بہت سے امراض کا تیر بہدف علاج ہے۔

معزز برادران ملت! روزہ کی مختصر فلاسفی تو آپ سن چکے اب ذرا ان انعامات اور اکرام و مراحم کو بھی سن لیجئے جن کا وعدہ بزبان حضرت مخبر صادق القول جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنایا گیا ہے انسان کو نماز پڑھنے زکوٰۃ دینے اور حج کرنے کے بدلہ میں جنت الفردوس کی خوشخبری اور دوزخ سے نجات کا مژدہ سنایا گیا ہے لیکن یہ مرتبہ صرف رمضان المبارک کے روزوں ہی کو حاصل ہو کہ ان کا بدلہ الصوم لی وانا اجزی بہ ہے۔

بخاری شریف میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہو کہ "مومن کے نیک عمل کا ثواب دس گنے سے لیکر ستر گنے تک بڑھا دیا جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ روزہ کے متعلق فرماتا ہے چونکہ روزہ خاص میرے لئے ہوتا ہے اس لئے میں خود ہی اس کا ثواب عطا کرتا ہوں کیونکہ روزہ دار روزہ میں میری وجہ سے اپنی خواہشات شہوانی اور کھانے پینے کو مطلق چھوڑ دیتا ہے۔

اور فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ روزہ دار کے واسطے دو خوشیاں ہیں جن میں سے ایک تو روزہ کھولنے کے وقت حاصل ہوتی ہے اور دوسرے قیامت کے دن خدائے رحمٰن کے دیدار سے بہرہ اندوز ہونے کے وقت حاصل ہوگی" ایک اور جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک و زعفران کی خوشبو سے بدرجہا اولیٰ اور پسندیدہ ہے"۔

برادران اسلام! روزہ کو یہ عظمت اور بزرگی کیوں حاصل ہوئی اس کی وجہ کے متعلق میری سمجھ میں تو یہ آتا ہے کہ اس میں جہاں انقیاد و اطاعت کی تکمیل ہے وہیں عشق و محبت و وارفتگی و شیفتگی کی ایک نہایت خوبصورت اور پاکیزہ تصویر بھی نظر آتی ہو یعنی جس طرح ایک عاشق صادق بھوک و پیاس سے آزاد و بےخبر ہو کر اپنے ایک مجازی معشوق کی طلب میں از خود رفتہ رہتا ہے بالکل اسی طرح بلکہ اس سے بھی کچھ بڑھ چڑھ کر ایک سچا روزہ دار اپنے حقیقی محبوب یعنی خدائے قدوس کی رضا جوئی میں علائق و اسباب سے بےخبر اور خواہشات نفسانیہ سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ وہ حقیقی محبوب چاہتا ہے کہ بھوک و پیاس کی شدت سے تمہارے ہونٹوں پر خشکی ہو تمہاری قوت شہوانیہ و جسمانیہ مضمحل ہو جائے "تاکہ تمہاری روح میں نور عرفان کے ذرات جگمگا اٹھیں" اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو توفیق دے کہ روزے رکھکر اس بابرکت مہینہ میں نور عرفان حاصل کریں۔

تہجد

(از جناب مولوی فاضل محمد عبد الرب صاحب کوکب حیدرآباد دکن)

نماز تہجد ان نمازوں میں سے ہے جو نفل ہیں لیکن یہ ایسی نفل نماز ہے کہ فرض نمازوں کے بعد اگر کسی نماز کو فضیلت کا درجہ حاصل ہے تو وہ یہی ہے اگر یہ رعایت پیش نظر نہ ہوتی کہ امت پر اس نماز کی پابندی بہت گراں گزرے گی اور مشقت سے خالی نہ ہوگی تو نبی علیہ الصلوۃ والسلام دوسری فرض اور واجب نمازوں کی طرح اس کو بھی ضروری قرار دیتے۔ لیکن یہ رحمۃ للعالمین کی رحمت کا اقتضا تھا کہ اس نماز کو فرض نہیں قرار دیا گیا۔ نفس نماز ایسی چیز ہے کہ جس وقت بھی پڑھی جائے خدا کو مقبول ہے جو بندہ نماز میں ہوتا ہے وہ اپنے کو کچھ وقت کے لئے بالکل خدا سے وابستہ کر دیتا ہے۔ انسان جن چیزوں پر قابض ہو یا جن چیزوں سے وہ لطف اندوز ہوتا ہے وہ یہی حواس خمسہ ظاہریہ و خمسہ باطنیہ ہیں لیکن جب ایک مصلی اپنی نماز کے لئے تکبیر کہہ چکتا ہے تو خدا کی راہ میں وہ اپنے تمام حواس کو لٹا دیتا ہے وہ کسی کی سنتا نہیں یعنی اگرچہ آواز اس کے کانوں میں گونجتی ہے لیکن وہ اس طرف اپنے کان نہیں لگاتا اور دھیان نہیں رکھتا۔ نماز میں اس سے کبھی نہیں ہو سکیگا کہ وہ کسی سے بات کرے یا کچھ کھائے پیے یا چکھے۔ نماز میں اس کی آنکھیں اگرچہ کھلی رہتی ہیں لیکن گویا ساری دنیا کی طرف سے وہ اپنی آنکھیں بند کئے ہوئے ہے اس کی نظر کو نظر آتا جو رخ مل گیا ہے بس اس سے ہٹتی نہیں نہ اس میں نظر کسی قسم کا تکلف کرتی ہے اس لئے کہ تکلف خواہ وہ کتنا ہی تھوڑا کیوں نہ ہو توجہ کو ہٹا دینے کا سبب بنتا ہے چنانچہ جب مصلی کھڑا ہوتا ہے تو اس کی نظر کا اقتضا یہ ہے کہ سامنے کی طرف میں اس جگہ پر گرے جو سجدہ کی جگہ بن سکتی ہو۔ رکوع میں نظر آتار لنظر پاؤں پر پڑے گا اس لئے اس وقت نظر کا یہی فعل ہے بیٹھنے کے وقت اگر آغوش کے سوا کسی جگہ پر نظر قائم رکھنے کا حکم ہوتا تو نظر کے لئے یہ تکلف سے خالی نہیں ہوتا سلام پھیرنے کے وقت شانوں پر مصلی کی نظر رہنا بھی از قبیل ہے ارشاد باری تعالیٰ وَالَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ کا یہی اقتضا ہے کہ ہر حال میں نظر نیچی رہے اور ادھر ادھر نہ دیکھے غرض کسی بات میں تکلف و تصنع کو بار پانے نہیں دیا گیا نماز میں مصلی نہ قوت شامہ سے فائدہ اٹھاتا ہے نہ اپنی قوت لامسہ سے کیونکہ نہ وہ لیٹا ہوا آرام سے بیٹھا ہوا ہے نہ نرم نرم گدیلوں سے اس کے جسم اور قوت لامسہ کو راحت پہنچ رہی ہے غرض بوقت نماز اس راہ میں اس نے سب کچھ قربان کر دیا یہ پانچ چیزیں کہ صرف انھیں کے ذریعہ لطف اٹھایا جا سکتا ہے جب یاد خدا میں نثار کر دی گئیں تو بتلائیے کہ انسان کے لئے کونسی جسمانی ذاتی راحت باقی رہی اور جب ہر قسم کی راحت اور ہر قوت سے استفادہ کی نفی ہو گئی تو ایسا شخص کیوں خدا کی راہ میں وقف شدہ نہ سمجھا جائے گا۔ یعنی ایک نمازی سر سے پاؤں تک توجہ الی اللہ کی ایک مثال بنا ہوا ہے۔ رمضان میں اکثر آپ حضرات کو اعتکاف کرنے کا موقع ملا ہوگا اعتکاف کی فضیلت آپ جانتے ہیں اعتکاف کس قدر ثواب کی چیز ہے لیکن اعتکاف کی تعریف اور اس کی خصوصیت اس سے بڑھکر نہیں ہے کہ مسلمان اپنے وقت کو خدا کی راہ میں وقف کر دیتا ہے وہ اپنے پر لازم کر لیتا ہے کہ وہ مقام خود مسجد (مرد کیلئے) یا گھر کا ایک حجرہ (عورت کے لئے) کتنے دن یا کتنے وقت مقرر

کے لئے اپنا ٹھکانا کرے اور اپنی وقت گزاری وہیں کرے۔ لیکن وہ بات کرنے سے روکا نہیں گیا ہے ہر شخص سے بات کر سکتا ہے کھانے پینے کے لئے گھر نہیں جا سکتا۔ البتہ رفع حاجت کے لئے نکل سکتا ہے۔ اس ضرورت کے لئے مسجد کو چھوڑ سکتا ہے بیع و شری کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ چیز وہاں نہ لائی جا سکے اعتکاف میں کوئی ایسی رکاوٹ نہیں کہ کوئی کام نہ کرنے سے اس کا کوئی حرج ہو باوجود اس کے وہ اس وقت صرف اس لئے خدا کا مقبول اور برگزیدہ بندہ بنجاتا ہے کہ اس نے اپنے وقت کو خدا کی راہ میں بیچ دیا اس نے کہدیا کہ میرا وقت اب خدا کی راہ میں ہے اور یہی وجہ ہے کہ اعتکاف کی بڑی فضیلت ہے حتی کہ وہ رمضان شریف کے عشرۂ اخیر میں سنت کفایہ قرار دیا دیا گیا کہ اگر شہر کی مسجد میں ماہ رمضان میں ایک شخص ہی اعتکاف کر لے تو یہ سنت سب کی طرف سے ادا ہو گئی لیکن اگر کوئی مسلمان اعتکاف نہ کرے تو شہر کے سارے مسلمان ترک سنت کے الزام میں گرفتار ہوں گے اور اس کی جوابدہی سب کے ذمے ہوگی اعتکاف کو یہ فضیلت اور سنت کفایہ بننے کا شرف کس چیز نے دیا؟ صرف اس بات نے کہ اس میں انسان اپنے وقت کو اللہ کی راہ میں وقف کر دیتا ہے جو لوازم انسانیت سے ایک چیز ہے لیکن وہ شئے ہے کہ اس میں مصلی نہ صرف اپنی ایک چیز یعنی وقت کو راہ خدا میں وقف کر دیتا ہے جو لوازم انسانیت سے ایک چیز ہے۔ لیکن نماز وہ شئے ہے کہ اس میں مصلی نہ صرف اپنی ایک چیز یعنی وقت کو راہ خدا میں وقف کرتا ہے بلکہ اللہ نے اس کو جتنی چیزوں کا بھی مالک بنایا ہے ان سب سے وہ حالت نماز میں گزر جاتا ہے اس کو اپنی جان کی پرواہ نہیں ہوتی مال کی اسکو فکر نہیں ہوتی اس کی نماز پر کوئی ہنسی اڑائے تو اس کو اپنی آبرو کی فکر نہیں ہوتی حالت نماز میں خدا کی راہ میں ساری چیزوں کو وقف کر دینا یہی وہ شئے ہے جس نے نماز کو عباد اللہ کا سب سے بڑا ذریعہ قرار دیا اور سب سے زیادہ فضیلت اسی عبادت کی ادائی میں قرار دی گئی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ایمان کے بعد سب سے پہلے مسلمانوں کو جو کام کرنا چاہیے وہ نماز ہے بچہ پیدا ہوتا ہے تو پیدائش کے ساتھ ہی اس کے ایک کان میں اذان اور دوسرے میں اقامت کہکے . . . . دعوت نماز دیدی جاتی ہے مسلمانوں کے بچوں کو سب سے پہلے نماز کا حکم دیا جاتا ہے نماز کے لئے تنبیہ کی جاتی ہے اور اخیر تک اس کی اہمیت اور اولیت قائم رہتی ہے حتی کہ سب سے پہلے میدان حشر میں بھی اسی عبادت کی بابت پرسش ہوگی کہ ہاں تم نے سب کیا ہوگا لیکن بتاؤ کیا وہ عبادت بھی کرتے رہے ہو جو سب عبادتوں میں چوٹی کی عبادت ہے اور جس میں ہر طرح سے انسان کا خدا کے لئے وقف ہونا لازم آتا ہے اور جس سے بڑھکر خدا کو کوئی عبادت پیاری نہیں . . . . . . حتی کہ معراج المومنین اسی کو قرار دیا گیا ہے۔ غرض یہ اصلی وجہ ہے کہ نماز خواہ وہ کسی وقت بھی پڑھی جائے اللہ پاک کو نہایت پسند ہو بہ نسبت دوسری عبادتوں کے نماز کا خدا کو زیادہ پسند ہونا اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ دوسری عبادتیں عمر میں ایک بار (جیسے حج) یا سال میں ایک بار (جیسے زکوٰۃ اور صیام) رکھی گئی ہیں لیکن نماز سال میں ایک بار یا مہینے میں ایک بار یا دن میں ایک بار نہیں رکھی گئی بلکہ ہر دن میں ایک چھوڑ پانچ مرتبہ ضروری قرار دی گئی ہے یہ نمازیں فرض ہیں واجب نمازیں سنت

نماز یں نفل نماز یں اس کے سوا ہیں مطلب یہ ہے کہ بندہ ہمیشہ نماز میں رہے چنانچہ ارشاد ہے وَالَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ دَائِمُوْنَ "پرہیزگار وہ لوگ ہیں جو ہمیشہ نماز ہی میں رہتے ہیں" اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ بندہ کا نماز پڑھنا خدا کو کس قدر پسند ہے اور وہ کس قدر چاہتا ہے کہ بندہ جہانتک ہو سکے یہی عبادت کرتا رہے حتی کہ دوسری عبادتوں کو بھی نماز کی وجہ سے فضیلت دیدی گئی تلاوت کلام مجید اگر دیسے کی جاتی ہے تو اس تلاوت کا ثواب دس حصہ قرار دیا گیا ہے یعنی کسی نہ کسی طرح نماز زیادہ پڑھنے کی ترغیب دیگئی تاکہ تلاوت کا ثواب دس حصے زیادہ لینے کے شوق میں بندہ نماز میں مشغول ہو جائے جس سے اصل غرض یہ تھی کہ وہ نماز میں مشغول رہے ورنہ تلاوت تو اس وقت بھی ہو رہی تھی اور اب بھی ہو رہی ہے۔

ہم یہ کہہ رہے تھے کہ نماز ایسی چیز ہے کہ جس وقت بھی پڑھی جائے خدا کو مقبول ہو لیکن اس نماز کا درجہ مقبولیت کس قدر بڑھ جائے گا جو ایسے وقت میں پڑھی جائے جبکہ بالکل خاموشی ہو سارا عالم سوتا ہو سکون طاری ہو آدمی دن بھر کی محنت و مشقت کے بعد سو کر راحت پا چکا ہو اب وہ تازہ دم ہو اس کے جسم میں توانائی ہو اس کی طبیعت میں فرحت ہو اس کے مزاج میں شگفتگی ہو دنیا کے افکار اس وقت اس کو نہ ستاتے ہوں وہ ساری پریشانیوں سے نجات اور آزاد ہو ایسے وقت یعنی جبکہ کم و بیش رات کا نصف حصہ گزر جاتا ہو یا ثلث اخیر باقی رہجاتا ہو خدا کی طرف رخ کرنے والا ایک خوش نصیب بندہ جاگتا ہے اور اٹھتا ہے کلمہ تمجید پڑھتا ہوا کھڑا ہوتا ہے وہ رفع حوائج کے لئے جاتا ہے وضو کرتا ہے اس کا ہر فعل عبادت بنجاتا ہے اب وہ مصلے بچھا کر خدا کو پکارتا ہے خدا اس کی آواز کو سنتا ہے اور اس سے مناجات کرتا ہے گھر کے ہی لوگ سوئے ہوتے ہیں انھیں بھی خبر نہیں سوا خدا کے اس کی عبادت کے راز سے کوئی واقف نہیں بس وہ ہی ہیں عبد اور معبود کیسی راحت والی عبادت ہے اور عبادت گزار کو کیسی راحت حاصل ہے اگر دو غبار سے ایسی پاک عبادت کیوں خدا کو مقبول نہوگی پہلے تو یہ کہ دوسری اور کوئی عبادت نہیں بلکہ نماز اور نماز بھی کسی اور وقت میں نہیں جبکہ شور و شغب ہو اور دنیا کے افکار اور تلاش معاش کی فکریں ستاتی ہوں بلکہ ایسے وقت کے اندر جس میں سکون و خاموشی کی ایک دنیا بسی ہوئی ہے جس نے خشوع و خضوع کے قائم رکھنے میں بڑی مدد پہنچائی ہے جو اس قدر خلوص اور خشوع و خضوع سے پڑھی گئی ہو وہ کیوں مقبول بارگاہ الٰہی نہو جبکہ نماز پڑھنے والے نے نیند سے اٹھکر اپنا آرام طاق میں رکھدیا ہو اہل و عیال کا لطف انگیز ساتھ چھوڑ دیا ہو سب الگ ہو کر خدا کی طرف آگیا یہ بات دوسری نمازوں میں کہاں دوسری نمازوں کے وقت وہ بیدار رہتا تھا اس کو نماز کا ارادہ کرنے کے لئے کسی خاص راحت سے دست کش ہونے کی ضرورت نہیں تھی حتی کہ صبح کی نماز کے لئے بھی نہیں کیونکہ انسان پر اگر صبح کی نماز فرض بھی نہ ہوتی تو بھی اسکو دنیا کے کاروبار میں سویرے ہی سے لگ جانے کے لئے ہر حالت میں تڑکے اٹھنے کی ضرورت ہے غرض دوسری نمازوں میں وہ مشقت کہاں جو نماز تہجد میں ہے پھر تہجد کی نماز اللہ پاک کے پاس خصوصیت کے ساتھ . . . مقبولیت کا شرف کیوں نہ رکھے خوب یاد رکھئے کہ کوئی نماز خواہ وہ فرض ہو یا نفل اگر خیال ہو گئی تو کیا کہنے ہیں ایسی فرض نماز سے آپ کو کچھ حاصل نہیں ہو سکتا جس کو آپ نے خدا کی مقبولیت کے قابل نہ بنایا ہو اور جو قبول کی ہی نہ گئی ہو آپ کی وہ نفل نماز ایسی سب دلی سے پڑھی ہوئی فرض نماز سے بہتر ہے جس کو آپ نے جی لگا کر پڑھا ہے خشوع و خضوع کے ساتھ اس کو پورا کیا ہے اور خدا کی بارگاہ میں قبول ہونے کے قابل بنا دیا ہے نماز کو اس قابل جانتے ہیں آپ سب سے زیادہ کامیاب تہجد کی نماز کے بارے میں ہو سکتے ہیں کیونکہ اس میں فطرۃً قابلیت قبولیت کی ہے مسلمانوں کو تہجد کی اس قابلیت سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور جہاں فرض نمازیں پڑھتے ہیں وہاں یہ نفل نماز بھی ضرور پڑھنی چاہئے اس لئے کہ خدا معاف فرمائے ہماری پنجوقتہ نمازیں جو ہوتی ہیں وہ بے اطمینانی اور دساوس بیدلی اور کسلمندی کے عنار سے عموماً اٹی ہوئی ہوتی ہیں کیونکہ ہمارے تعلقات دنیاوی ہمارے قلب کو بے غل و غش اور مطمئن نہیں رہنے دیتے اب اگر کسی نماز میں ان اطمینان خاطر حاصل رکھنے کی کامیاب کوشش کر سکتے ہیں تو وہ تہجد ہی کی نماز ہے۔

تہجد کا اصل مادہ ہجود ہے ہجود کے معنے نوم کے ہیں تہجد ترک نوم کو کہتے ہیں ترک نوم یا تہجد سے دو سونا مراد نہیں ہے بلکہ سوتے سوتے جاگ اٹھنا اور عمداً نیند کو توڑ کر پوری نہ ہونے دینا مراد ہے۔

قیام لیل نماز تہجد کے معنے میں ہے اس شخص کو قائم اللیل کہتے ہیں جو تہجد گزار ہو جیسے اللہ پاک نے نبی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا ہے کہ يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّيْلَ یعنی اے کملی اوڑھے ہوئے نبی رات کو اٹھکر نماز پڑھا کرو دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ یعنی رات کو نماز یا نماز میں قرآن پڑھنے کے لئے بیدار ہو جایا کرو یہ عبادت پانچ وقت کی عبادتوں پر اضافہ ہے۔

تہجد کی نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فرض تھی یا نفل اس میں اختلاف ہے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہماری طرح نبی علیہ السلام کے لئے یہ نماز نفل تھی وہ نافلۃ لک کو نفل سے لیتے ہیں جس کے معنے زیادتی کے ہیں اور جو فرض کہتے ہیں وہ یوں مراد لیتے ہیں کہ اے نبی یہ نماز تہجد پڑھنا خاص تمہارے لئے ایک مزید فرض ہے جو ہم نے زیادہ کر دیا ہے اس لئے اگر یہ نفل کے معنے میں ہوتا تو نافلۃ لک کے الفاظ نہ استعمال کئے جاتے یعنی آنحضرت ہی کے ساتھ اس کی تخصیص نہ کی جاتی کیونکہ ظاہر ہے کہ نفل تو ساری امت کے لئے ہے اگر حضرت کے لئے نفل ہو اور ساری امت کے لئے بھی نفل ہو تو تخاطب کا فائدہ ضائع ہو جاتا ہے اس لئے ضرور ہے کہ نافلۃ کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اے نبی تمہارے لئے ہی نفل ہے اور عبادت فرض کے علاوہ ایک دوسری قسم کی مزید عبادت ہے بلکہ یہ معنی ہیں کہ یہ نماز تمہارے لئے فرض نمازوں پر ایک مزید فرض ہے لیکن بعض کہتے ہیں کہ یہاں زیادتی سے مراد زیادتی درجات ہے اس لئے کہ نبی علیہ السلام تو مغفور مطلق اور معصوم برحق تھے آپ پر کوئی مزید عبادت بطور فرض کیونکر قرار دی جا سکتی ہے ایسی عبادت جو امت کے لئے بھی جو نہ معصوم ہے اور نہ مغفور مطلق ہے فرض نہیں قرار دیگئی اس صورت میں نبی معصوم کے لئے کیونکر فرض کی جا سکتی ہے آپ گناہگار نہ تھے معصوم تھے اس لئے یہ عبادت آپ کے رفع درجات کی خدمت انجام دیتی تھی اور امت کے لئے یہی عبادت ثواب اور کفارۂ گناہ کا سبب ہے کیونکہ وہ معصوم نہیں لیکن باوجود اس کے نبی علیہ السلام سفر اور حضر کسی حالت میں بھی قیام شب یعنی نماز تہجد کو نہ چھوڑتے اور اگر علالت کی وجہ سے یا اتفاقاً غلبہ خواب کی وجہ سے کسی روز نماز تہجد فوت ہو جاتی تو آپ دن میں اس کی قضا کر لیتے اور زوال آفتاب سے پہلے آٹھ رکعتیں پڑھ لیتے ویسے تو آپ نفل نمازیں بہت پڑھا کرتے فرض نمازوں کے پہلے اور بعد بھی عموماً نفل نمازیں پڑھا کرتے لیکن یہ نفل نمازیں اگر کسی روز پڑھنے کا موقع نہ ہوتا تو دوسرے وقت ان نفلوں کی قضا نہ کرتے لیکن آپ یہ عادت شریف نماز تہجد ہی کے بارے

میں تھی کہ اگر قضا ہو جاتی تو دوسرے وقت اس کی ادا کی جاتی اور اگر امت سے یہ نماز کبھی چھوٹ جاتی تو اس کی قضا پڑھنے کی ہدایت نہ کی جاتی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ امت کے حق میں تو اس کو واجب نہیں سمجھتے تھے لیکن اپنے حق میں ضرور واجب جانتے تھے۔

تہجد کی نماز میں آپ قرآن پڑھتے ہوئے اتنی دیر تک کھڑے رہتے کہ ایک ہی حالت پر سارے جسم کا بار ان پر بوجھ پڑنے کی وجہ سے پائے مبارک بھاری ہو جاتے تھے ان پر ورم آجاتا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نماز تہجد میں گھنٹوں کھڑے رہنے کی وجہ سے آپ کے قدم شق ہو جاتے تھے اوپر ذکر کیا جا چکا ہے کہ قیام لیل سے نماز تہجد مراد ہے۔ سورہ مزمل میں قیام لیل کی جو ہدایت ہے جمہور مفسرین کہتے ہیں کہ اس سے نماز تہجد کا وجوب ثابت ہوتا ہے یٰاَیُّہَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا نِصْفَہٗ اَوِ انْقُصْ مِنْہُ قَلِیْلًا اَوْ زِدْ عَلَیْہِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْکَ قَوْلًا ثَقِیْلًا اِنَّ نَاشِئَۃَ اللَّیْلِ ہِیَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِیْلًا (ترجمہ) اے چادر لپیٹ کر لیٹے ہوئے پیغمبر اٹھو۔ رات کے وقت نماز میں کھڑے رہا کرو ساری رات نہیں بلکہ ساری رات سے کم یا آدھی رات سے کچھ گھٹا دیا کرو اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو ہم عنقریب تم پر ایک بڑے بھاری حکم یعنی تبلیغ رسالت کا بوجھ ڈالنے والے ہیں اس لئے اپنے کو ریاضت کا خوگر بناؤ رات کا اٹھنا نفس کو خوب زیر کرتا ہے اور اسی وقت دعا ٹھیک دل سے نکلتی ہے چنانچہ اس حکم کی بنا پر حضرت نبی علیہ السلام اور آپ کے صحابہ کرام تہجد کی نماز پابندی سے پڑھا کرتے حتیٰ کہ ایک سال تک یہی عمل رہا پھر جب ذیل آیت شریف نازل ہوئی۔

اِنَّ رَبَّکَ یَعْلَمُ اَنَّکَ تَقُوْمُ اَدْنٰی مِنْ ثُلُثَیِ اللَّیْلِ وَنِصْفَہٗ وَثُلُثَہٗ وَطَآئِفَۃٌ مِّنَ الَّذِیْنَ مَعَکَ وَاللّٰہُ یُقَدِّرُ اللَّیْلَ وَالنَّہَارَ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْہُ فَتَابَ عَلَیْکُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

تمہارا پروردگار جانتا ہے کہ تم اور چند لوگ جو تمہارے ساتھ ہیں کبھی تہائی رات کے قریب اور کبھی آدھی رات اور کبھی تہائی رات نماز میں کھڑے رہتے ہو اور رات دن کا ٹھیک اندازہ اسی کو ہوسکتا ہے اس کو معلوم ہے کہ تم ٹھیک طور پر نہیں جان سکتے کہ کتنی رات آئی اور کتنی گئی۔ چنانچہ اس نے تمہارے حال پر رحم کیا اور وقت کی قید اٹھا دی تو اب تہجد میں جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جائے پڑھ لیا کرو۔"

یہ آیت گویا ناسخ تھی وجوب تہجد کے لئے لیکن اس میں اختلاف ہے کہ تہجد کی نماز صرف امت کے لئے منسوخ ہوئی یا آنحضرت علیہ السلام کے لئے بھی اس کا وجوب ساقط ہو گیا۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تہجد کی نماز آٹھ رکعت ادا فرماتے تھے یعنی چار دوگانے پڑھتے پھر تین رکعت وتر کے پڑھ لیتے۔ اس طرح گیارہ ہوتے اور کبھی دو رکعت سنت فجر بھی پڑھ لیتے تو تیرہ رکعتیں ہو جاتیں کبھی وتر کی ایک ہی رکعت پڑھتے اور کبھی تین۔ امام شافعی وتر کی ایک رکعت کے قائل ہیں اور امام ابوحنیفہؒ کے پاس وتر کی تین رکعتیں ہیں لیکن درحقیقت دونوں کے پاس تین ہی رکعات ہیں فرق صرف یہ ہے کہ امام شافعی کے پاس ایک رکعت جو پڑھی جاتی ہے اس سے پہلے دو رکعتیں ضرور پڑھی جاتی ہیں، اور سلام پھیرنے کے بعد پھر ایک رکعت اور پڑھی جاتی ہے اس طرح دو سلاموں میں تین رکعتیں ہوتی ہیں لیکن ہمارے امام صاحب کے پاس یہی تین رکعتیں جنکو امام شافعی بھی ادا کرتے ہیں دو سلاموں کی بجائے ایک سلام میں ادا کی جاتی ہیں، نبی علیہ السلام نے نماز بتیرا سے منع فرمایا ہے یعنی ایسی نماز جو دم بریدہ ہو یعنی اکیلی اور تنہا ہو اور یہی وجہ ہے کہ وتر کی نماز جو نماز عشاء سے الگ چیز ہے امام شافعی بھی ایک رکعت ادا نہیں کرتے تاکہ اس سے پہلے دو رکعتیں ادا کر چکے ہوں اگر اس سے پہلے دو رکعتیں نہ پڑھی ہوں اور وتر کی صرف ایک ہی پڑھی جائے تو امام شافعی بھی ایسی وتر نماز کے دم بریدہ ہونے کے قائل ہیں اور اس کی ممانعت فرمائی ہے اختلاف صرف دو سلاموں یا ایک سلام کا ہے مقصود دونوں اماموں کا ایک ہی ہے۔

مختلف احادیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رات کی نماز جس کو تہجد کہتے ہیں تیرہ رکعتیں تھیں اس کی تقسیم یوں تھی کہ آٹھ رکعت تہجد عموماً طور پر چار سلاموں کے ساتھ۔ پھر اس کے بعد تین رکعتیں ایک سلام کے ساتھ خواہ دو سلاموں کے ساتھ اس کے بعد دو دو رکعتیں سنت جو نماز فجر سے پہلے پڑھی جاتی ہیں۔ کیونکہ یہ دو رکعتیں بھی بالکل اول وقت ادا ہوتے مگر جب فجر کی یہ دو رکعتیں بھی پڑھ لیتے تو سیدھے پہلو پر تھوڑی دیر استراحت فرماتے جب بلال رضی اللہ عنہ صبح کی اذان کہہ دیتے تو مسجد میں تشریف لاکر فریضہ صبح ادا فرماتے۔

آپ رات کی نماز و تہجد کی نماز عموماً کھڑے ہو کر پڑھتے اور بہ نسبت دوسری فرض نمازوں کے اس نماز میں بہت لمبی لمبی سورتیں قرأت فرماتے چنانچہ ایک رکعت تہجد میں سورۂ بقر اور دوسری میں سورۂ آل عمران اور تیسری میں نساء اور چوتھی میں مائدہ جن میں سے ہر ایک کم و بیش دو دو پاروں کی سورتیں ہیں پھر اگر کسی آیت میں رحمت کا بیان ہوتا تو آپ اس کے لئے دعا کرتے اور اس کی درخواست فرماتے اور اگر آیت عذاب ہوتی تو اللہ کی پناہ مانگتے اس نماز میں بعض وقت آپ آیتوں کو مکرر پڑھنے لگتے چنانچہ ایک بار آپ اس آیت شریف پر پہنچے جس میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعا کی حکایت فرمائی گئی ہے اِنْ تُعَذِّبْہُمْ فَاِنَّہُمْ عِبَادُکَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَہُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔

ترجمہ اے اللہ اگر تو ان پر عذاب کرے تو تیری مرضی وہ تو تیرے بندے ہیں ہر طرح تیرے محکوم ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے اور گناہوں کو معاف کر دے تو تو عزت اور غلبہ والا ہے تجھکو اس کی قدرت حاصل ہے یہ تیرے ہاتھ کی بات ہے اور تو حکمت والا ہے" تو بار بار اس کو دہراتے رہتے۔

تہجد کی ہر دوسری رکعت کو جس پر سلام پھیرا جاتا ہے آپ خفیف تر ادا فرماتے۔ اسی طرح ہر دوگانہ کو سابقہ دوگانہ کی بہ نسبت خفیف تر کرتے جاتے پھر یہ بھی عادت شریفہ تھی کہ نماز میں جس قدر آپ کا قیام طویل ہوتا رکوع و سجود بھی اسی مناسبت سے ہوتا چنانچہ ان نمازوں میں رکوع و سجود میں تسبیحات بھی لمبی لمبی پڑھی جاتی تھیں آخر عمر شریف میں آپ تہجد کی نماز بیٹھ کر پڑھنے لگے کیونکہ دو چار گھڑی تک کھڑے رہکر پڑھنے سے پائے شریف ماؤف و متورم ہو جاتے تھے اور جب آپ بیٹھکر پڑھتے اور جب وہ قریب الختم ہوتی تو ایستادہ ہو جاتے اور پھر آخری قرآن پاک کی بحالت قیام پڑھتے تاکہ نماز میں قیام کے ثواب سے بھی بہرہ اندوز ہوں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ کی آخر عمر شریف میں

جبکہ مشقت آپ پر بار ہو گئی تو آپ کے نوافل اکثر بیٹھکر ہوا کرتے تھے۔ یہ بیٹھنا عموماً اس طرح ہوتا تھا جیسے تشہد پڑھتے وقت بیٹھتے ہیں اور یوں بھی روا ہوتا ہے کہ چار زانو ہی بیٹھتے تھے غرض یہ ہے کہ بحالت عذر جس طرح چاہیں بیٹھ سکتے ہیں لیکن کسی حال میں نماز ناقص نہیں ہوتی تھی آپ کی وہ نفل نماز جو بیٹھکر ہوتی زیادہ دراز ہوتی اور زیادہ ترتیل کے ساتھ ہوتی۔ اس نماز کی بہ نسبت جو قیام کے ساتھ ہوتی تاکہ زیادہ دیر تک پڑھنے اور زیادہ عمدگی کے ساتھ انجام دینے سے اس ثواب کی کمی کی تلافی ہو جائے جو ترک قیام کے سبب لاحق رہی۔

حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام وتر کی نماز کبھی اول شب میں ادا فرماتے اور کبھی آخر شب میں۔ لیکن اول شب میں وتر کو آپ نے بہت کم ادا فرمایا ہے عموماً آپ کی عادت شریف یہ تھی کہ عشاء کی نماز پڑھکر سو جاتے اور تہجد کی نماز کے ساتھ وتر کی نماز بھی پڑھتے چنانچہ آپ کی وتر کی نماز اکثر آخر شب میں ہوا کرتی۔

مسلم اور ترمذی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ آخر شب میں وہ تہجد کی نماز کے لئے نہ اٹھ سکیگا تو اس کو چاہیئے کہ وہ وتر کی نماز کو تہجد کے ساتھ پڑھنے کے لئے اٹھا نہ رکھے بلکہ عشاء کی نماز کے بعد وتر بھی پڑھ لیا کرے اور جسکو یہ امید ہو کہ وہ تہجد کے لئے اٹھیگا تو اس کے لئے یہ مناسب ہے کہ وتر کو بھی آخر شب میں تہجد کے ساتھ ادا کرے کیونکہ بعد از نصف شب کی نمازیں بڑی فضیلت رکھتی ہیں اور مقام رفیع اور قرب الٰہی حاصل ہونے کے اسباب ہیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وتر کو بعد از عشاء اول شب میں ادا کرتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ آخر شب میں ادا فرماتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ معلوم کر کے فرمایا کہ ابوبکر اخذ ھذا بالحزم و عمر اخذ ھذا بالقوۃ یعنی ابوبکر کو چونکہ نہایت محتاط آدمی ہیں اس لئے امر احتیاط کو اختیار کیا اور عمر چونکہ بڑی قدرت والے ہیں اس لئے وہ امر اختیار کیا جس پر جبراً قائم رہ سکتے ہیں۔

لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غالب احوال یہ تھے کہ وتر کو صبح کے قریب قریب بالکل آخر شب میں ادا فرماتے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف تھی کہ وتر کے بعد دو رکعت بیٹھکے ادا فرماتے یعنی ضم سورہ میں "اذا زلزلت الارض" یا "قل یا ایہا الکافرون" پڑھتے اور وتر کی رکعت اولیٰ میں "سبح اسم ربک الاعلیٰ" اور رکعت دوم میں "قل یا ایہا الکافرون" اور تیسری رکعت میں "قل ھو اللہ احد" تلاوت فرماتے۔ یا آخری رکعت میں تینوں آخری سورتیں تلاوت فرماتے اور جب وتر کے بعد سلام پھیرتے تو تین بار "سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ" ضرور فرمایا کرتے تیسری بار کی تسبیح کو ذرا آواز بلند سے اور کشش حروف کے ساتھ ادا فرماتے اور اس کے بعد فرماتے رَبِّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد و علیٰ سیدنا محمد و علیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

برحمتک یا ارحم الراحمین

کیا آپ کو نماز پڑھنی آتی ہے

ضرور آتی ہوگی کیونکہ آپ مسلمان ہیں اور نماز اسلام کا سب سے زیادہ ضروری فرض ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ آپ نماز کی حقیقت سے ناواقف ہوں آپ کو نماز کے فرائض و واجبات و سنن یاد نہوں نیز یہ معلوم نہ ہو کہ نماز کی کس قدر تاکید کی گئی ہے اور پہلے زمانہ کے اہل اللہ کی نماز کیسی ہوتی تھی اگر یہ سب باتیں آپ کو معلوم ہو جائیں تو آپ نماز کے پابند ہی نہیں بلکہ نماز کے عاشق ہو جائینگے اس ضرورت کے لئے حسب ذیل کتابیں منگائیے انشاء اللہ ان کو پڑھ لینے کے بعد آپ نماز قضا نہ کریں گے۔

نماز کی حقیقت

پہلے تو یہ معلوم کیجئے کہ نماز ہے کیا چیز اس کتاب میں نماز کی حقیقت اور فلسفہ کا بیان کیا ہے کہ پڑھنے والے پر اس قدر اثر پڑتا ہے کہ بہوت ہو جاتا ہے۔ قیمت ۲

ترغیب نماز

نماز کی حقیقت پڑھنے کے بعد اول تو آپ کو خود شوق ہوگا اس پر مزید تائید حق جل وعلا کی طرف سے اور نہ بھی ایسی کہ فضائل کو دیکھئے تو سبحان اللہ ایک ایک نماز کے بدلہ میں ہزار ہزار نیکیاں اور غیر پابندی کی وعید یا الغفلۃ بلند عذاب سنکر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تاکید نماز کے لئے یہ دو کتابیں پڑھنے کے بعد ترک نماز کی مجال نہیں۔ ہتی قیمت صرف تین آنے۔ ۳

نمازوں کا بیان

جب نماز پڑھنے کا دل شائق ہو جائے گا اور خدا کی وعیدوں سے دل لرزاں ہو پھر نماز کی ترکیب پڑھئے اور بچوں کو پڑھائیے بیوی کو پڑھائیے بڑوں کو سمجھائیے تاکہ گھر کا گھر نمازی ہو جائے اس کتاب میں نماز پڑھنے کی پوری ترکیب ہے قیمت ۳

اعمال بخشش

جب نماز پڑھنے لگیں تو اس کے چھوٹے چھوٹے مسائل بھی معلوم کیجئے اس لئے کہ بعض اوقات بہت تھوڑی سی لغزش سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اس کتاب میں طہارت اور نماز کے قریب قریب تمام مسائل بھی لکھدیئے ہیں تاکہ دوسرے ارکان سے بھی واقفیت ہو جائے بہت عمدہ کتاب ہے۔ قیمت ۲

نمازیوں کی کہانیاں

نماز تو پڑھتے ہیں اس کے مسائل بھی معلوم ہو گیا لیکن ذرا یہ تو دیکھئے کہ اللہ والوں کی نماز کیسی ہوتی تھی سبحان اللہ نمازیں ان کی تھیں اور وہ نمازیں دین و دنیا کو برتری دیتی تھیں دین ہی نہیں دنیا کے بھی ہزاروں فائدے اس میں مضمر ہیں۔ یہ کتاب عورتوں کو ضرور پڑھانا چاہیئے کیونکہ اس میں کہانیاں ہیں اس لئے عورتیں اور بچے اس کو شوق سے پڑھیں گے قیمت ۶

سب کتابیں اگر ایک ہی وقت منگائیں تو مجلد اور جلد کی قیمت نہیں لی جائے گی قیمت پانچوں کتابیں مجلد ایک روپیہ ۱۰

سب کتابوں کے ملنے کا :- حمیدیہ پریس - دہلی

لیلۃ القدر خیر من الف شہر

(از جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب قادری)

برادران اسلام! یہ رمضان کا مبارک مہینہ ہے جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت انسان کی دینی ودنیوی فلاح وبہبود کے لئے نازل فرمایا اور وہ کتاب مقدس بھی جس کی شان تبیاناً لکل شیئ ہے جس کی پیروی مدارج علیا اور کمالات روحانی کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور جو تمام بنی نوع انسان کے لئے قیامت تک حجت ہے۔

اس مہینہ میں دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں شیاطین مقید ہو جاتے ہیں جنت کو آراستہ وپیراستہ کیا جاتا ہے خدا کی بخشش ورحمت کے خزانے کھل جاتے ہیں اور خدائے کریم کی مغفرت گلا پھاڑ پھاڑ کر پکارتی ہے اور معصیت شعاروں کو مژدہ سناتی ہے کہ جس کو جنت میں داخل ہونا ہو وہ اس کی طرف قدم بڑھائے اگر قدم نہ بڑھا سکے تو ہاتھ بڑھائے ہم اس کی دستگیری کرینگے اور اسے جنت کے دروازے پر لا کھڑا کرینگے۔

اس مہینہ کے فرض دوسرے مہینوں کے ستر فرضوں کے برابر ہیں اور اس مہینہ کے نوافل دوسرے مہینہ کے فرائض کے برابر ہیں اور اس مہینہ میں خدا تعالیٰ کے ساتھ قربت حاصل ہوتی ہے۔

رمضان شریف میں پندرہ رحمتیں نازل ہوتی ہیں

اول رزق کی فراخی۔ دوسرے زیادتی زر ومال تیسرے کھانا پینا سب عبادت میں لکھا جاتا ہے چوتھے کل نیک اعمال قائم ہو جاتے ہیں پانچویں روزہ دار کے لئے زمین وآسمان کے فرشتے بخشش مانگتے ہیں چھٹے شیاطین بند ہو جاتے ہیں ساتویں جنت کے دروازے کشادہ ہو جاتے ہیں آٹھویں جنت کے دروازے کھولدیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے بند کئے جاتے ہیں نویں ہر رات میں سات لاکھ گناہگار دوزخ سے آزاد کئے جاتے ہیں دسویں ہر جمعہ کی رات میں اس قدر دوزخی دوزخ سے آزاد ہوتے ہیں جتنے سات دن میں ہوئے یعنی ۴۹ لاکھ گیارہویں آخر رات میں روزہ داروں کے تمام گناہ بخشے جاتے ہیں۔ بارہویں ہر روز بہشت کو سنوارا جاتا ہے۔ تیرہویں روزہ داروں کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ چودھویں روزہ داروں کا تمام بدن گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ پندرہویں روزہ داروں کو اللہ پاک کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔

غرض رمضان المبارک کا مہینہ مجموعہ حسنات وبرکات ہے جس کا ایک ایک لمحہ سعادت اندوزی کے لئے بیش قیمت اور قابل قدر ہے اس کا اول، اوسط اور آخر سب مبارک وقت ہیں اور انوار وتجلیات سے معمور ہے دن اور راتیں برکتوں اور سعادتوں سے مالا مال اور بیشمار فوائد رکھتے ہیں اس کا پہلا عشرہ اللہ کی نعمتوں سے معمور ہے درمیانی عشرہ اللہ کی بخشش اور مغفرت سے بھرپور ہے اور آخری عشرہ عذاب جہنم سے آزادی عطا کرنیوالا کہ معصیت وشقاوت کے شیطانی جذبات وتخیلات پر موت طاری ہو جاتی ہے گناہوں کی قوت مضمحل ہو جاتی ہے نفس سرکش کے منہ میں تقویٰ کی لگام دیدی جاتی ہے اور نور ہدایت کی فضا میں پھیلنے والی روشنی کائنات کے ہر ذرے اور عالم کی ہر چیز کو منور کر دیتی ہے۔

انسان کے غرور وانانیت کا ایوان یکایک دھم سے گر جاتا ہے بدبختی کا منگا

قرہ ہو جاتا ہے ناپاک روحیں اور بد باطن طبعیتیں بدستور گناہوں میں ملوث رہتی ہیں اور خدا کے نافرمان بندے عبدیت کی قیود سے آزاد رہتے ہیں۔ اکڑتے ہیں غراتے ہیں اور حیوانی خصلتوں کا اظہار کرتے رہتے ہیں لیکن سعید روحیں خدا کی عبادت اور فرمانبرداری سے سکینت وطمانیت پاتی ہیں ان کی عملی قوتیں دن ورات نیک عمل کمانے اور اپنی عاقبت کو سنوارنے میں پہلے سے زیادہ سرگرم رہتی ہیں اور نیک سرشت انسان اپنے جزئی محاسن واوصاف میں اضافہ کرتے رہتے ہیں۔

مومنوں کو پیغام عمل

رمضان کے مبارک ومسعود مہینہ میں شوقین بصیرتوں کے سامنے روحانی کمالات وتجلیات کا ایک بہت بڑا میدان ہوتا ہے اور وہ روحانی منافع کا عظیم الشان عظیم القدر ذخیرہ پاتے ہیں جو یہاں ہے رمضان کی خداوندی رحمتوں اور برکتوں کے دریچہائے کمال میں جھلکنے خود ان سے فائدہ اٹھائے اور دوسروں کو مستفید ہونے کا موقعہ دے جو دروازہ کھٹکھٹائے گا اس کے لئے کھولا جائے گا جو نیکی کی طرف بڑھے گا بڑھایا جائیگا اور جو باب رحمت ومغفرت کی کنڈی نہ ہلائے گا اس کو سوائے حسرت وحرمان کے اور کچھ نصیب نہوگا۔

جو گوش شنوا عقل رسا، قلب سلیم اور اپنے دل کی گہرائیوں میں نیک عمل کی خواہش اور سچی تڑپ رکھتا ہو وہ سن لے کہ اس عظمت وبزرگی والے ماہ کی ہر ساعت مومنوں کو پیغام دیتی ہے اور مژدہ جنت سناتی ہے کہ اگر تمہیں کوئی ثواب حاصل کرنا اور کوئی نیکی کمانا ہے تو اٹھو اور کمربستہ ہو جاؤ کہ ؎

یہ فردوس میں گھر بنانے کے دن ہیں ۔۔۔ یہ بگڑا مقدر بنانے کے دن ہیں
یہ ذرہ کو اختر بنانے کے دن ہیں ۔۔۔ یہ قطرہ کو گوہر بنانے کے دن ہیں

یہ دن وہ ہیں دنیا کو ہے ناز جن پر
ہے قربان جنت کا ہر ساز جن پر

برادران ذی الاحترام! اس مہینہ کی بے انتہا فضیلتیں اور غیر محدود برکات ہیں اور بیشک یہ مہینہ بڑی برکتوں والا ہے جتنے دن اس مبارک ماہ کے تم نے غفلتوں میں گذارے ہیں اور تم کوئی نیکی نہیں کما سکے ان پر ماتم وافسوس کرو اور جتنے دن باقی رہ گئے ہیں ان کو غنیمت جانو اور تلافی مافات کے لئے مستعد ہو جاؤ کیونکہ ابھی رمضان کا آخری حصہ جس میں ہزار مہینوں کی راتوں سے بہتر وافضل رات باقی ہے۔

شب قدر

رمضان شریف کی جملہ مقدس راتوں میں سے ایک بابرکت رات ہے جو شب قدر اور لیلۃ القدر کے نام سے موسوم ہے اور وہ غالباً رمضان کی ستائیسویں شب ہے اس رات کو شام سے لیکر صبح تک تجلی الٰہی کا نزول ہوتا ہے اس رات میں عبادت کرنا ایک ہزار مہینہ کی عبادت وریاضت سے افضل ہے اس رات کی عبادت سے جو حلاوت اور کیفیت حاصل ہوتی ہے وہ دوسری راتوں میں حاصل نہیں ہوتی اسی مقدس رات میں فرشتوں کی پیدائش ہوئی اور اسی رات میں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا مادہ جمع کیا گیا ہے۔

شب قدر میں شب بیداری کا بڑا ثواب ہے اس رات میں جو جاگتا ہے اور عبادت میں مصروف رہتا ہے اس کے پاس فرشتے آنے میں مصافحہ کرتے ہیں اور دعا مانگتے

وقت آمین کہتے ہیں پھر کیوں نہ اس رات میں ہر دعا مقبول ہوگی اور کیوں اس مبارک موقعہ کو غفلت کی نیند میں کھویا جائے۔

بزرگان دین نے فرشتوں کے مصافحہ کرنے کی یہ علامت لکھی ہے کہ جس وقت فرشتے مصافحہ کرتے ہیں تو یکایک دل میں ایک رقت پیدا ہو جاتی ہے قلب پھڑکنے لگتا ہے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے اور عابد وہ کیفیت اور لذت و سرور حاصل کرتا ہے جو لفظوں میں بیان نہیں ہو سکتی لہذا جو شخص شب قدر میں عبادت کرنے سے محروم رہا وہ گویا ہر نیکی سے محروم رہا اور نیکی سے محروم رہنے والا بدنصیب ہوتا ہے۔

شب قدر کی خصوصیات

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس رات کو لیلۃ القدر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ سال آئندہ کے لئے بارش موت زندگی اور رزق وغیرہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ نے اسی رات میں مقدر فرماتا ہے نیز لفظ قدر عظمت و بزرگی کے معنے میں بھی مستعمل ہے چونکہ لیلۃ القدر اپنا اندر بیشمار برکات اور شرف و بزرگی رکھتی ہے اس لئے اس کو شب قدر کہا جاتا ہے۔

دوسری خصوصیت یہ ہے کہ شب قدر میں بنی نوع انسان کی ہدایت و رہبری کے لئے وہ کتاب مقدس نازل ہوئی جو دینی و دنیاوی فائز المرامیوں و شادکامیوں کی ضامن ہے۔ قولہ تعالیٰ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر یعنی ہم نے شب قدر میں قرآن شریف کو نازل کیا سبحان اللہ شب قدر کتنی بڑی خصوصیت اور عظمت و بزرگی ہے اور اس رات کو کتنے اعزاز و احترام کا مستحق بنائی ہے۔ تیسری خصوصیت یہ ہے کہ اس رات میں آسمان سے فرشتے نازل ہوتے ہیں جیسا کہ ارشاد ہے۔ تنزل الملائکۃ والروح فیھا باذن ربھم یعنی اس میں فرشتے اور جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے نازل ہوتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب لیلۃ القدر ہوتی ہے تو رب العزت حضرت جبرئیل امین کو حکم دیتا ہے کہ وہ زمین پر جائیں اور فرشتوں کو لیکر ہمارے بندوں کی زیارت کریں سو سدرۃ المنتہیٰ کے ستر ہزار فرشتے نورانی علم لئے ہوئے زمین پر اترتے ہیں اور ان چار متبرک مقامات پر جھنڈے نصب کر دیتے ہیں وہ مقامات یہ ہیں مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، مسجد بیت المقدس اور مسجد طور سینا۔ پھر جبرئیل امین فرشتوں کو زمین پر منتشر ہو جانے کا حکم دیتے ہیں امت محمدی کا کوئی گھر ایسا نہیں جس میں یہ داخل ہوتے ہوں سوائے ان پانچ گھروں کے اول جس گھر میں کتا ہو۔ دوسرے جس گھر میں سور ہو۔ تیسرے جس گھر میں شراب ہو۔ چوتھے جس گھر میں زانی ہو اور پانچویں جس گھر میں تصاویر ہوں۔

یہ فرشتے کیا کرتے ہیں

مومنوں کے گھروں میں جا کر تسبیح و تقدیس کرتے ہیں اور امت محمدیہ کے لئے دعا و استغفار میں مشغول رہتے ہیں جب صبح ہوتی ہے تو آسمان پر چڑھ جاتے ہیں آسمان کے دوسرے فرشتے ان کا شاندار استقبال کرتے ہیں اور دریافت کرتے ہیں کہ آج کی رات تم کہاں رہے وہ جواب دیتے ہیں کہ آج کی رات ہم نے امت محمدیہ کے ساتھ بسر کی کیونکہ آج شب قدر تھی پھر آسمان دنیا کے فرشتے سوال کرتے ہیں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے اس رات میں عبادت کرنے والوں کی ضروریات اور حاجتوں کو پورا کر دیا وہ جواب میں کہتے ہیں کہ خدائے قدوس نے نیک لوگوں کی مغفرت فرمائی اور برے لوگوں کے حق میں نیکوں کی سفارش قبول فرمائی یہ سوال و جواب ہونے کے بعد فرشتے رب العزت کی حمد و ثنا اور تسبیح و تقدیس بیان کرتے ہیں اور آواز بلند کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو مغفرت اور رضوان عطا فرمایا۔

شب قدر کی چوتھی خصوصیت

شب قدر کو "سلام" کے ساتھ بھی وصف کیا گیا ہے یعنی فرشتے بندوں پر خدا کا سلام پہنچاتے ہیں جیسے آتش نمرود سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ پاک نے محفوظ رکھا تھا اور آتش کو گلزار بنا دیا تھا اسی طرح امت محمدیہ پر اللہ اس رات میں عبادت کرنے والوں پر بھی آتش دوزخ حرام ہوگی اور جہنم کے عذاب سے محفوظ رہیں گے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حضور مجھے وہ دعا تعلیم فرمائیے جو میں شب قدر میں پڑھوں آپ نے فرمایا کہ اے عائشہؓ یہ دعا پڑھا کرو

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ اے اللہ تیرا نام عفو اور کریم ہے تو معافی اور بخشش کو دوست رکھتا ہے سو اپنے کرم سے مجھے بخش دے

حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ اس رات کی دعا اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے یہ برکت و سلامتی اور امن و امان والی رات ہے نیز ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے من قام لیلۃ القدر ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ جو شخص ثواب کی نیت اور ایمان و احتساب کے خیال سے شب قدر میں بیدار رہے گا تو اس کے تمام گناہ بخش دیے جائیں گے۔

لیلۃ القدر اور مسلمانوں کا طرز عمل

مذکورہ بالا تفصیلات سے ناظرین کرام کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ اس رات کے متعلق ہمارا طرز عمل یہ ہونا چاہیئے تھا کہ ہم اسکو شب بیداری و عبادت گذاری توبہ و استغفار اور دعا و مغفرت کے لئے مخصوص کرتے مگر ہوتا یہ ہے کہ عوام الناس کا سارا زور صرف مسجدوں کی آرائش و زیبائش اور مٹھائی کی تقسیم پر صرف ہو جاتا ہے صرف چند متبرک نفوس ہوتے ہیں جو عبادت گذاری میں گذارتے ہیں۔ کاش ہم مسجد کی روشنی اور آراستگی کے ساتھ ضیائے قلب اور تنویر قبر کا بھی سامان کرتے آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی روشنی کے ساتھ ایمان کو جلا دینے کا بھی اہتمام کرتے اور شیرینیوں کی لذت چشیدگی کے ساتھ عبادت کے لطف و سرور سے بھی مسرت اندوز ہوتے۔ مسلمانو! نہیں کیا ہوا کہ تمہارا ہر عمل معیار سنت سے گرا ہوا ہے تمہاری ہر بات منہاج شریعت سے دور ہے تمہاری کوئی کل ہی سیدھی نہیں اور تم ہر عمل کو رسم اور لغویت کا لباس پہنا دیتے ہو تمہارا ہر قول و فعل فہم و دانش کے مطابق کیوں نہیں ہوتا اگر تمہیں عقل و شعور اس روشنی کے زمانہ میں بھی نہیں آتا تو اور کب آئیگا غور کرو اور اچھی باتیں تمہارے حافظہ سے کیوں دور ہیں اور تمہارا دماغ نیک باتوں کو کیوں نہیں پکڑتا حالانکہ بیکار اور بری باتیں یاد رکھتے ہو بد اخلاقیوں اور گناہوں کے کاموں کے ارتکاب کے لئے ہر وقت مستعد رہتے ہو اور دوزخ میں لیجانے والے کاموں کی طرف دیوانہ وار دوڑتے ہو۔ یہ کیا مصیبت ہے کہ تم سب سے زیادہ نفس اور روح سے زیادہ جسم کے پرستار ہو بھلا تم ہزار چاہتے ہو مگر تم تلاش نہیں کرتے یعنی جنت میں جانا اور رضائے خدا نیکی کا عمل کرنا تو چاہتے ہو مگر جنت کے کاموں اور نیک عملوں پر حریص نہیں ہو تم کو کس طرح اور کس عنوان سے سمجھایا جائے بس اب یہی طریقہ باقی ہے کہ تم کو دوزخ میں جانے کی اجازت دیدی جائے مذہبی کتابیں اور رسائل اس مہینہ اور شب قدر کی فضیلتوں سے لبریز ہو کر ہر سال نہایت شان و اہتمام کے ساتھ نکلتے ہیں اور دنیا جان جاتی ہے کہ بیشک یہ مہینہ اور لیلۃ القدر کا گرامی عظمت کا سنہری موقع بڑا نایاب اور برکتوں والا ہے مگر پھر بھی تمہاری مسجدیں شب قدر میں شب بیداروں اور عبادت گذاروں سے آباد نظر نہیں آتیں۔

مسجد کی زیبائش اور روشنی بیشک ظاہری آبادی اور رونق ہے مگر جیسا اہتمام ظاہری آبادی کا کرتے ہو باطنی آبادی کا بھی تو اہتمام کرو مسجد کی حقیقی آبادی اللہ کے ذکر اور عبادت و ریاضت سے ہے بس رمضان کی ستائیسویں شب کا واقعی احترام کرو شب قدر اس طرح مناؤ کہ ہر مسجد ہر گھر اور ہر حجرہ سے اللہ کے ذکر کی آوازیں بلند ہوں اور فضائے آسمانی لاہوتی نغموں سے گونج اٹھے آسمان سے نور کی بارش ہو اور زمین تمہارے لئے اپنے دفینے اگل دے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

علم اور دین کی معرکہ آرائی

(بسلسلۂ گذشتہ)

زراعت

تجارت سے دوسرے نمبر پر زراعت ہے۔ زراعت ایک ایسا فائدہ بخش ذریعۂ معاش ہے جسے امیر و غریب اور ہر کس و ناکس کو یکساں واسطہ اور تعلق ہے اگر علم زراعت حاصل کیا جائے نئے نئے تجربات حاصل کئے جائیں نئے نئے آلات کشاورزی ایجاد کئے جائیں اور خداداد عقل و شعور سے کام لیا جائے تو زمین سونا اگل سکتی ہے۔ یورپ کی عقلمند اور سمجھدار زمیں اپنی عقل سے کام لیکر اور نت نئے تجربات حاصل کر کے تھوڑے وقت اور کم محنت میں کثیر منافع حاصل کر رہی ہیں اور مٹی میں ہاتھ ڈال کر لعل و جواہر بٹور رہی ہیں اگر ہمارے ہندوستانی ہیں کہ وہی بابا آدم کے زمانہ کے آلات اور وہی دقیانوسی طریقۂ کاشت اس لئے وہ مٹی کے ساتھ مٹی ہوکر بھی بجز ایک گلاس لسی اور ستھری دھوتی کے اور کچھ حاصل نہیں کر سکتے۔

قرآن مجید فن زراعت کی شاندار الفاظ میں تعریف کرتا ہے قوله تعالیٰ۔

كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ جیسے کھیتی کہ اس نے اپنی سوئی نکالی پھر اس نے اسکو قوی کیا پھر وہ کھیتی اور موٹی ہوئی پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہو گئی کہ کسانوں کو بھلی معلوم ہونے لگی۔"

علم الارض وہ شریف اور مفید علم ہے جس میں یورپ نے کمال پیدا کر کے دنیا کو ہی اپنے لئے جنت بنا لیا ہے اس علم کی طرف قرآن پاک نے مختلف عنوانوں سے توجہ اور ترغیب دلائی ہے اگر قرآن مقدس کے ان اصولی نکتوں پر مزید غور کیا جائے تو علم طبقات الارض مدون ہو سکتا ہے۔

سطح زمین پر جو جسم بھی مرکب ہے وہ زمین کے جاذب وانجذاب سے مرکب ہوتا ہے قدرت کاملہ نے اس میں جاذب کی ایسی قوی قوت رکھی ہے کہ ترکیب کے بغیر کسی چیز کو چھوڑتی ہی نہیں جیسے معدنیات نباتات اور حیوانات زمین کے قطعات مختلف ہیں کوئی نرم ہے اور کوئی سخت کوئی شور ہے اور کوئی میٹھا کوئی ریتلا ہے اور کوئی چکنا کوئی سنگریزہ ہے تو کوئی صاف جنانچہ اللہ پاک فرماتے ہیں : فی الارض قطع متجورات

صنعت و حرفت

قرآن پاک میں ہر قسم کی صنعت و حرفت کا مختلف عنوانوں سے ذکر آیا ہے کہیں حدادی کا کہیں خیاطی کا اور کہیں کپڑا بننے اور سوت کاتنے کا مثلاً ایک جگہ لوہے کے متعلق فرمایا کہ ہم نے اس میں لوگوں کے لئے بہت سے منافع رکھے ہیں اس میں کیا کلام ہو سکتا ہے ہر شخص دیکھ رہا ہے کہ آج آہنی سڑکوں، آہنی پلوں، آہنی جہازوں اور دیگر آہنی مشینوں سے نسل انسانی کو کس قدر فائدہ پہنچ رہے ہیں اور ان دھات نے صنعت و حرفت کو کہاں سے کہاں پہنچا رکھا ہے غرض قرآن کریم نے معاش اور وسائل معاش کی تمام چیزوں کو کہیں بالاجمال اور کہیں بالتفصیل بیان کر کے ضروریات انسانی کی طرف رہنمائی کر دی ہے۔

مذکورہ بالا تفصیلات سے واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ اسلام نے دولت دسرمایہ کو حاصل کرنے اس کو جمع رکھنے اور ترقی دینے کی تعلیم دی ہے مگر ستیاناس ہو بے تعصبی اور نام نہاد رہبری کا کہ نا سمجھ اور خود غرض مفاد پرست علما اور ریاکار مشائخ نے اس تعلیم کے برخلاف مال و زر اور دنیا کی دیگر چیزوں سے ایسی نفرت دلائی اور ان کی برائی کے اتنے دھواں دھار وعظ و تقریریں کیں کہ مسلمانوں کے دماغوں میں یہ بات کالنقش فی الحجر ہو گئی کہ واقعی دنیا گوشت نی وگذاشتنی ہے اور روپیہ پیسہ ہاتھ کا میل ہے مگر لطف یہ ہے کہ قوم کو تو روپے پیسے سے نفرت دلائی مگر خود اپنی جیبیں بھر لیں اور اپنے یہاں دنیا کا انبار لگا لیا۔

دنیا کا مفہوم

قرآن پاک میں دنیا اور مال و متاع دنیا کی بیشک مذمت کی گئی ہے اور نہایت سختی و تکرار کے ساتھ نیز بزرگان دین کی تحریروں میں بھی دنیا کی مذمت پائی جاتی ہے سو قرآن پاک اور بزرگان دین کے اقوال پر ادنیٰ غور و فکر کرنے سے یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ قرآن پاک نے جہاں کہیں دنیا اور اس کے اسباب کی برائی کی ہے وہ صرف اس صورت میں کہ یہ چیزیں اللہ تعالیٰ سے دور کرنے والی ہوں غفلت اور تساہل اور فسق و عصیان کا باعث ہوں اور دنیا کے لئے دین کو بھلا دیا جائے یعنی دنیا سونے چاندی روپے پیسے اور دنیا کے مال و متاع کا نام نہیں بلکہ جو چیز قرآن کریم نے جائز قرار دی ہے وہ دین ہے اور جن چیزوں اور جن باتوں سے روکا ہے وہ دنیا ہے مولانا روم فرماتے ہیں ؎

چیست دنیا از خدا غافل بدن نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

اسلام نے دولت جمع کرنے کو تو کہا ہے مگر دولت کی اندھی محبت سرمایہ پرستی اور لالچ ہی جس نے آج دنیا کو جہنم کدہ بنا رکھا ہے کلی طور پر نکتی اور مذمت کی ہے اسلام کہتا ہے کہ دنیا حاصل کرو مگر دین کے لئے ماديات کی ضرورت روحانیات میں مدد پہنچانے کیلئے ہے فی نفسہ ماديت مقصود نہیں دنیا کی زندگی اس لئے اختیار کرو کہ دین حاصل ہو اور دین کا پہلو ہمیشہ اور ہر حالت میں غالب رکھو گویا مسلمان کی دنیا بھی سراسر دین ہی ہے سچے دیندار کے لئے دین و دنیا میں خط تمیز کھینچنا ناممکنات سے ہے بانی اسلام صلعم کا ارشاد ہے کہ "دنیا آخرت کی کھیتی ہے" بس روحانیت کے رنگ میں رنگی ہوئی دنیا عین دین ہے اور اس کا حاصل نہ کرنا خدا کی ناشکری ہے لہٰذا زمین پر رہکر زمین کی چیزوں سے فائدہ نہ اٹھانا نادانی اور کفران نعمت ہے اب حکومت و جہانبانی کے متعلق اسلام کی تعلیم ملاحظہ ہو۔

اسلام اپنے متبعین کو حکومت بھی عطا کرتا ھے

حکومت و آزادی ایک ایسی بیش قیمت نعمت ہے جسے مردہ صفت قومیں زندہ ہوتی ہیں صرف معنوی ہی نہیں بلکہ مادی زندگی بھی حاصل ہوتی ہے مذہب و اخلاق کی عملی قوتیں چمکتی ہیں اور جب کوئی قوم اپنی غفلت و بزدلی کی وجہ سے حکومت و آزادی سے محروم ہو جاتی ہے تو ذلت و مسکنت سے اس کے جسمانی و معنوی قوی معطل اور بیکار ہو جاتے ہیں۔

اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو اپنے پیرووں کو دونوں جہان کی فتح و کامرانی عطا کرتا ہے اور لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ کے شیریں الفاظ ان کے

گوش گذار کرتا ہے اور بتلاتا ہے کہ تحمل اور عقل و شعور سے اس دنیا کی زندگی کو شاندار اور معزز زندگی بناؤ اور اس دنیا کو بھی جنت بناؤ آخرت میں تو جنت تمہارے لئے ہے ہی فرمایا: إِنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ۔ زمین کی وراثت بھی ہم اپنے صالح بندوں کو عطا کرینگے۔

اسلام کا اعلیٰ تخیل حکومت و آزادی کے سایہ میں پرورش پاتا ہے اور ایک مسلمان اپنی زندگی کے مقصد کو پورا کر سکتا ہے اسلام دنیا میں آیا ہی اسلئے ہے کہ وہ اپنے ماننے والے کو حکومت و جہانبانی عطا کرکے ان کے ذریعہ پسماندہ اور کمزور قوموں کو ابھارے ان کو آزادی دلائے ان کی ہر طرح امداد و دستگیری کرے مسلمان سوائے خدا کے کسی کا غلام نہیں ہو سکتا ؎

ما سوی اللہ را مسلمان بندہ نیست | پیش فرعونے سرش افگندہ نیست

قرآن پاک نے حکومت و جہانبانی کے بہترین اصول بتلائے ہیں اور مومنین سے زمین پر بادشاہت دینے کا وعدہ فرمایا ہے قولہ تعالیٰ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ (ترجمہ) اللہ پاک نے وعدہ فرمایا ہے کہ ایمان و یقین والوں اور صالحوں کو خلافت کا منصب حقیقی عطا فرمایا جائیگا۔

غرض اسلام قرآن والی قوم کے لئے دین و دنیوی وجاہت و ثروت اور قوت اسکا قبضہ اختیار میں رکھنا لازمی قرار دیتا ہے اور ملت کے لئے اس چیز کو موت و حیات کا باعث گردانتا ہے۔

قرآن اور علوم و فنون

تیسری چیز جو آج عروج و ارتقا کا معیار اور ذریعہ مانی جاتی ہے وہ علم اور صناعی علم ہی دینی و دنیوی ترقیوں کا ضامن اور کفیل ہے یہ علم ہی کی طاقت کا ادنیٰ کرشمہ ہے کہ انسان اس کی بدولت دریاؤں سمندروں ہواؤں اور بجلیوں پر حاکمانہ قبضہ و تصرف رکھتا ہے سو قرآن کریم علوم اولین و آخرین کا مخزن اور رہبر ہے اور انسانی شرف و کرامت کی بنیاد ہی علم پر رکھی ہے جیسا کہ ارشاد ہے قولہ تعالیٰ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس پروردگار کے نام پر پڑھئے جو انسان کو علم حاضر (علم بالقلم) اور علوم جدیدہ (مالم یعلم) کے ذریعہ عزت و کرامت اور بزرگی عطا فرمانے والا ہے۔

قرآن مجید میں ہے خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا زمین میں جو کچھ ہے اے انسان وہ صرف تیرے ہی لئے پیدا کیا گیا ہے ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا: وَسَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا زمین میں جو کچھ ہے وہ ہم نے تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ مادی کائنات کی ہر چیز انسان کے لئے اور انسان اپنے خدا کے لئے اور منشائے خداوندی اس دنیا میں یہ ہے کہ قرآن کریم کی ماننے والی قوم کارخانہ عالم کی ہر چیز کو مسخر کرے اور ان سے مستفید ہو اور کائنات معلومہ کے پہاڑوں کے سینے چیر کر ان کا اندوختہ حاصل کرے دریاؤں اور سمندروں کی تہوں کو کھنگال ڈالے۔ آگ اور پانی سے صرف کھانا پکانے اور پیاس بجھانے کا کام نہ لے بلکہ ان کی ماہیتوں اور خاصیتوں سے واقفیت بہم پہنچا کر اسٹیم تیار کرے آسمان کی بجلی کو پکڑ کر ایک چھوٹی سی ڈبیہ میں بند کرے اور ہواؤں کو مسخر کرکے فضائے آسمانی میں پرواز کرے مگر اس شرط کے ساتھ کہ ان کے دل کا کنکشن خدا ہی کے ساتھ رہے اور ہر ہر قدم پر خدا کے سامنے سجدہ ریز ہو کر "تبارک اللہ احسن الخالقین" کے نعرے بلند کرے۔

جہاں خدائے قرآن نے آسمانی اشاروں میں اپنے شکرگزار اور مطیع بندوں کی ارتقاء و اکتشاف کی طرف رہنمائی کی ہے اور انسان کے کمالات کا یہ معیار قرار دیا ہے کہ اس کی قوت فکریہ مادے کے نامعلوم اسرار و نوامیس کے ساتھ متعلق رہے نئے نئے انکشافات و غوامض کا اعلان کرتی رہے آئے دن محیر العقول ایجادات کا غلغلہ بلند کرتی رہے اور ہوا، بادل، آفتاب، اور اس کی گیس اور تمام سیارات کو اپنے منافع کے کارآمد بنانے کی کوشش میں مصروف رہے وہاں ساتھ ہی اشیاء عالم سے مستفید ہونے کا مادہ بھی ازل سے تفویض فرمادیا ہے۔

چونکہ قرآن کریم کائنات ارضی کو مسخر کرنے کی ہدایت کرتا ہے اس لئے حقائق کائنات سے واقفیت بہم پہنچانے ان پر حاکمانہ و متصرفانہ قبضہ و اقتدار رکھنے اور ان کو مسخر کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ان کے متعلق پہلے ہی سے کچھ معلومات ہوں یہی وہ راز ترقی ہے جس کو یورپ لے اڑا اور قرآن والی قوم تقلید و جمود اور غلط بینی و کوتاہ نظری کی کیچڑ میں دھنس کر رہ گئی۔

قصہ آدم اور علم الاشیاء

مسلمانوں کی تمام خرابیوں مصیبتوں اور پسماندگیوں کا واحد سبب یہ ہے کہ وہ قرآن پاک کے معانی و مطالب سے ناواقف ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کے اعمال و افعال میں حقیقی اسلامی شان جلوہ گر نہیں آج دنیاوی ترقی کو دنیا پرستی اور بوالہوسی کہا جاتا ہے اور عوام الناس کے دماغوں میں یہ بات جمادی گئی ہے کہ اگر ایمان کی دولت محفوظ ہے تو ان کو صرف ذلت و مسکنت اور فقر و فاقہ پر ہی قناعت کئے رہنا چاہیئے اگر اور قومیں ترقی کرتی ہیں تو کیا کریں مسلمان کے لئے تو جنت ہی بس ہے اسے تو صرف اوراد پڑھتے رہنا چاہیئے لیکن مسلمان یہ سنکر حیران ہوں گے اور بے بصیرت مولویوں کی آنکھیں کھلیں گی کہ خدا نے انسان کو پیدا ہی ترقی کے لئے کیا ہے اور انسان کو جو فرشتوں کے مقابلہ میں ترجیح دی گئی ہے وہ اس کا سائنسداں ہونا ہے۔ اگر مسلمان حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے قصے پر غور کرتے اور سورہ بقرہ کے اس رکوع کا ہی بغور مطالعہ کرتے جس میں حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ بیان ہوا ہے تو وہ اس حقیقت تک پہنچ جاتے کہ اخلاق و روحانیت کے رنگ میں دنیوی ترقی اسلام کا منتہائے کمال ہے۔

اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں پر اپنا یہ ارادہ ظاہر کیا کہ میں آدم کو پیدا کرنے لگا ہوں تو انہوں نے آدم کی پیدائش پر اعتراض کیا قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۔ اے اللہ تو ایسی مخلوق کو پیدا کرنے لگا ہے جو زمین میں فساد اور خونریزی برپا کرے گی کیا ہم تیری تحمید و تقدیس کے لئے تھوڑے ہیں ان کو جواب ملا إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ تم ہماری مصلحتوں اور حکمتوں کو نہیں جانتے کہ ہم انسان کو علاوہ تحمید و تقدیس کے کس غرض کے لئے پیدا کر رہے ہیں چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت آدم کو پیدا کیا وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ان کو علم حقائق الاشیاء مرحمت فرمایا یعنی انسان کے اندر اشیاء عالم کی ماہیت اور خاصیت جاننے کی صلاحیت رکھدی پھر ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَٰؤُلَاءِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ انسان کی قوت و استعداد ظاہر کرکے اور فرشتوں کو انسان بنانے کی پیدائش کا مقصد جتلانے کے لئے فرمایا کہ تم نے جو آدم کی پیدائش پر اعتراض کیا تھا اور اس کی شان گھٹائی تھی اب اگر تم اپنے دعوے

میں سچے ہو تو ان چیزوں کے نام بتاؤ جو آدم کو بتائے گئے ہیں۔ بس پھر کیا تھا آدم سجدہ ہو گئے اور تسلیم کر لیا کہ ہمیں حقائق اشیاء کا علم حاصل نہیں اور ان پر روشن ہو گیا کہ خلافت الٰہی کا حامل انسان ہی ہو سکتا ہے اور یہی اس کی پیدائش کی غرض ہے۔

اس قصہ میں یہ نکتہ قابل غور ہے کہ آدم کے پیدا کرنے کی غرض محض تحمید و تقدیس نہ تھی بلکہ خلافت الٰہیہ کو سونپنا تھا اگر خلیفہ بننے کے لئے صرف تحمید و تقدیس اور تسبیح رتجانہ ہی کافی ہوتا تو پھر فرشتوں کو چھوڑ کر انسان کے پیدا کرنے کی کیا ضرورت تھی یہی وجہ ہے کہ اس قصہ سے پہلے کہا گیا هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا اس قصہ کو بیان کرنے کے بعد فرمایا گیا تاکہ مقصد حیات واضح ہو وَلَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ تمہارے لئے زمین میں ایک عرصہ تک ٹھہرنے کی جگہ اور زندگی بسر کرنے کا سامان موجود ہے ساتھ ہی یہ بھی تاکید کر دی کہ اگر تم نے اپنے اس مقصد حیات کو فراموش کر دیا دنیا اور اسکی متاع سے استفادہ حاصل نہ کیا اور دنیا کی جو نعمتیں تم کو عطا کی گئی ہیں ان کو صحیح استعمال نہ کیا تو تم سے ضرور اس فروگذاشت کی بازپرس ہوگی۔ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ پھر تم سے بازپرس ہوگی کہ تم نے خدا کی نعمتوں کا استعمال کیا یا نہیں۔ ان حقائق قرآنیہ اور آیات بینات کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ ہمیں دنیا کی نعمتوں سے تہی دامن اور دنیا سے اور ناتا سے کنارہ کش رہنا چاہیئے اسلام کے فہم و عمل سے کتنا بعد عظیم اور صریح ظلم ہے۔ دنیاوی ترقی و ترفع میں اس سے بڑھکر اور کیا تعلیم ہو سکتی ہے

مذہب و سائنس

آج معرکۂ مذہب و سائنس کا بازار گرم ہے اور کہا جا رہا ہے کہ چونکہ علوم جدیدہ اور فلسفہ نے مذاہب کی بنیاد متزلزل کر دی ہے لہٰذا سائنس و ایجادات دنیا کی آلائشیں اور دنیاوی ترک نجاستیں ہیں لیکن یہ غلط خیال مذہب اسلام کے تعلیمی حقائق سے ناواقفی کا نتیجہ ہے کہ علمی دنیا میں جس چیز کی بنیاد اسلام نے رکھی اور انسانی قوت فکر... کے لئے میدان ارتقاء و انکشاف پیش کیا اس کا انکار کر کے اسلامی فہم و عمل اور قرآن دانی کا مسلمان خود اپنے ہاتھوں بھانڈا پھوڑ رہے ہیں بلکہ اسلام کو بدنام و رسوا کر رہے ہیں بلکہ اس کی شان حقیقی پر پردہ ڈال رہے ہیں کیونکہ علاوہ دیگر دلائل و شواہد کے جو بیان ہوئے اور آئندہ دکھائے جائیں گے مذکورہ بالا قصہ آدم اس دعویٰ کے ثبوت میں کافی ہے جس میں قصہ کے رنگ میں مسلمانوں کو سائنس و ایجادات کی تعلیم دی ہے اور مسلمانوں کو عملی فلسفی اور سائنسداں بننے کی تائید فرمائی ہے

اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ مذہب اسلام ایک فطری مذہب ہے کائنات کا ہر ذرہ ایک فطرت اور ایک خاصہ رکھتا ہے اور مذکورہ بالا تفصیلات سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ خالق السموات والارض نے فطرت انسانی میں یہ مادہ ازل ہی سے تفویض فرمایا ہے کہ وہ اشیاء کے نام اور ان کے خواص کا پتہ چلائے ان کے فوائد و مضار کو ابنائے جنس کے سامنے عملی طور پر پیش کرے اور اسی کا نام سائنس ہے جس کو قرآن کریم نے حکمت کے نام سے تعبیر کیا ہے ارشاد ہے وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِىَ خَيْرًا كَثِيْرًا جس کو حکمت و دانائی دی گئی اس کو خیر کثیر عطا ہوا نیز قرآن پاک نے اس چیز کو اس قدر اہمیت دی ہے کہ رحمۃ للعالمین باعث ایجاد عالم محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد ہی کتاب و حکمت کی تعلیم قرار دیا ہے

هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ (ترجمہ) اللہ وہ ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول مبعوث کیا جو ان پر قرآن کی آیتیں پڑھتا ہے پاک کرتا ہے ان کو اور سکھلاتا ہے ان کو کتاب و حکمت۔

اس آیت مقدسہ میں کتاب و حکمت کی تعلیم سے پہلے تزکیہ نفس کو رکھا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ علوم نقلیہ و عقلیہ کی ضرورت و حاجت کے لئے ہے کہ بالذات یا کہ جن علوم میں نفسانیت اور بےعملی شریک ہوتی ہے اور اخلاق رذیلہ سے انسان کو پاک نہیں کرتے وہ علم نہیں جہل ہے جیسا کہ یورپ کا علم ہے نیز ایک اور قابل غور امر ہے وہ یہ کہ کتاب کو مقدم کیا ہے حکمت پر کتاب سے مراد علم الٰہیات یا علوم نقلیہ لئے جا سکتے ہیں اور حکمت سے علوم عقلیہ مثلاً سائنس و ایجادات وغیرہ تعبیر کئے جا سکتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ حکمت و دانائی وہی معتبر ہے جو کتاب اللہ کے ماتحت ہو ورنہ لامحالہ انسان کے تمام کمالات اور کائنات کے انکشافات گمراہی اور کفر و طغیان کا پیش خیمہ ثابت ہوں گے یا بالفاظ دیگر یہ کہ جو فکر و عمل کی جد و جہد صرف حواس خمسہ کی مدد سے بغیر باطنی قوٰی اور مخفی طاقتوں کی اعانت کے ہوگی وہ کفر و الحاد اور رہبانیت پر منتج ہوگی لہٰذا انسان اور کائنات کے کمالات و انکشافات کا مقصد معرفت الٰہی ہونا چاہیئے تاکہ انسان کی قوت فکریہ قدرت قاہرہ جلیلہ فیاضہ کا مظہر اور آئینہ ہو اور رہا ہے یہ ہو سہ

فرق نیاز فرش زمین پر دھرا ہوا ہمت کا پاؤں عرش بریں پر گڑا ہوا

یہ قرآن پاک کی اسی انسانیت و تمدن نواز تعلیم و تربیت کا نتیجہ تھا کہ کچھ ہی عرصہ میں تمام دنیا کے حکما و فضلا صدیوں کے رہبر اول آقائے عرب نے بدوؤں کی جنگلی قوم میں کایا پلٹ کر دی سہ

سکھائے معیشت کے آداب ان کو	پڑھائے تمدن کے سب باب ان کو
کہیں حفظ صحت کے آئین سکھائے	سفر کے کہیں شوق ان کو دلائے
مفاد ان کو سوداگری کے سجھائے	اصول ان کو زراعت ہی کے بتائے
نشان راہ و منزل کا اک اک دکھایا	بنی نوع کا ان کو رہبر بنایا
وہ خطہ جو تھا ایک ڈھوروں کا گلہ	گراں کر دیا اس کا عالم سے پلہ

مذہب کی اصلی غرض و غایت یہ ہے کہ مخلوق اپنے خالق کو پہچانے عبد اپنے معبود کو جانے اور انسان معرفت الٰہی سے بہرہ ور ہو اور حصول معرفت کا ذریعہ استدلالی ہی ہو سکتا ہے نہ کہ مشاہدہ سے کیونکہ خدائے بیچون و بیچگون کا مشاہدہ ان ظاہری آنکھوں سے محال اور حواس خمسہ کے ادراک کی دسترس سے باہر ہے۔

وجود سبب علت سے وجود مسبب و معلول پر استدلال کرنے کو استدلال لمی کہتے ہیں مثلاً کیچڑ سے بارش اور دھوئیں سے آگ پر استدلال کرنا مخلوق کو دیکھ کر خالق اور صنعت کو دیکھ کر صانع کو دریافت کر لیا سو معرفت الٰہی کے حاصل کرنے کے لئے ہی زمین و آسمان کے پر اسرار عجائبات و غرائب کا رخانے ہیں آسمان کا ہر تارہ زمین کا ہر ذرہ دریا کا ہر قطرہ ہوا کا ہر جھونکا جمادات کا ہر جز اور نباتات کا ہر ہر پتہ وجود صانع پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے قولہ تعالیٰ

اِنَّ فِىْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِى الْاَلْبَابِ بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات کے تغیر و تبدل میں عقلمندوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں کہ قرآن کریم کا مقصود اصلی یہ ہے کہ قلوب و ارواح کی توجہ کو مخلوق کی طرف سے ہٹا کر انھیں خدا کی معرفت میں

مستند تو کر سے پس جب خدا انسانی احکام بیان کرچکا اور دلائل باطل کے شبہات کے جواب بھی دے چکا تو اب بالخصوص تمام عقلمندوں کو مخاطب کرتے ہوئے اُن چیزوں کا ذکر فرمایا اس کی توحید الوہیت کبریائی اور عظمت وجلال پر دلالت کرتی ہیں تاکہ ان پر غور کرنے سے دلوں میں نور پیدا ہو مطلب آیت کا ظاہر ہے۔

خلاصہ یہ کہ آسمان وزمین کی پیدائش اور رات دن کے تغیر و تبدل میں عقلمندوں کے لئے ہماری قدرت الوہیت وحدانیت کبریائی عظمت وجبروت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور ان کے اپنے دعوی میں سچا ہونے کی بہت نشانیاں ہیں کیونکہ عالم اور نظام عالم خود زبان حال سے پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ لوگو میرا وجود اور نظام ہر چیز حکمت وثبات میرے اپنے ارادے اور اختیار سے نہیں اور مجھے اس اسلوب بدیع پر چلانے والا ایک ایسی ذات ہے جو اپنی ذات وصفات اور تمام اوصاف وکمال میں یکتا ہے نہ اس کا کوئی شریک ہے اور نہ کوئی اس کے حکم کو ٹالنے والا۔ اس سے آگے فرمایا اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِهِمْ یعنی عقلمند لوگ (جو زمین وآسمان کی پیدائش میں غور کرتے ہیں) وہ ہیں جو کھڑے بیٹھے اور کروٹوں کے بل ہر وقت خدا کو یاد کرتے ہیں۔

عقل کے ساتھ یاد الٰہی کی قید کا مطلب

اس آیت میں قابل غور نکتہ یہ ہے کہ عقل کے ساتھ ذکر الٰہی کی قید لگائی گئی ہے یہ اس لئے کہ جو لوگ اپنے دل میں خدا کا ایمان نہیں رکھتے اور نور نبوت سے مستنیر نہیں ہوتے وہ خواہ کتنے ہی عاقل کیوں نہ ہوں ان پر زمین وآسمان سے خدا کی خالقیت وحدانیت اور حکمت وقدرت کی نشانیاں کبھی ظاہر نہیں ہوسکتیں بلکہ وہ میدان ضلالت و گمراہی میں ہی ظلمت زدہ ہو کر سرگرداں رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہزاروں اور لاکھوں عالم فاضل اور عاقل ہر زمانہ میں ایسے گذرے ہیں جن کی عمریں کواکب وسیارات کے طلوع وغروب ان کے نظام کو دیکھنے میں بسر کر دی گئیں لیکن ہم ان پر خدا کی کمال قدرت وحکمت کی وہ نشانیاں ظاہر نہیں ہوئیں جو مومن ذاکرین پر ہوئی ہیں بلکہ وہ تو ہمیشہ خدا کے وجود کے ہی منکر رہے ان کا باعث یہ ہے کہ وہ صرف مجرد عقل سے ہی حقائق کائنات کی چھان بین میں لگے رہے اور اپنے نفس کے تبع رہے ان کو عقل نفس سے ہی نہیں بلکہ قلب سلیم سے بھی کام لینا تھا حالانکہ اس راہ میں جب تک محض ذکر سے ایک مومن آیات الٰہی کے اسرار وغوامض کی طرف راہ نہیں پا سکتا اسی طرح صرف فکر بھی کافی نہیں۔ ذکر بلا فکر کا نتیجہ تقلید، جمود

تعطل بیکاری اور ناحقیقت شناسی ہے اور بدون فکر بلا تزکیہ نفس اور روحانیت کا نتیجہ الحاد و زندقہ ہے۔

خدا کی معرفت صرف علم وفہم ہی سے حاصل ہوسکتی ہے

آیت مذکورہ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا کی معرفت صرف انہی لوگوں کو حاصل ہوسکتی ہے جو خدا کی یاد میں مشغول اور اس کی مصنوعات میں غور وفکر کرنے میں مصروف رہتے ہیں جو لوگ صرف فطرت اور اس کے خواص معلوم کرنے میں لگے رہتے ہیں اور عالم کے خالق اور اس کی قدرت قاہرہ کاملہ سے غافل رہتے ہیں وہ اگرچہ انگریزوں کی طرح اس دنیا میں اپنے علم سے فائدہ اٹھانے میں لیکن ان کی روحیں خدا کی معرفت سے محروم ہی رہتی ہیں اور آخرت میں ان کا علم ان کو کچھ فائدہ نہ دیگا اسی طرح وہ لوگ بھی جو یاد الٰہی میں مصروف رہتے ہیں مگر کائنات کی قدرت وحکمت کا کھوج نہیں لگاتے ان کا مرتبہ اگرچہ خالی فکر سے بڑھا ہوا ہے اور ذکر خدا دین ودنیا دونوں میں مفید اور نجات اخروی کا ذریعہ ہے مگر جب تک ذکر کے ساتھ فکر شامل نہ ہو اس کا فائدہ بھی کامل نہیں خلاصہ یہ کہ سائنس وفلسفہ معرفت الٰہی کا سبب ہے جس سے ایمان وایقان کی بنیادیں متزلزل نہیں بلکہ مستحکم ہوتی ہیں۔

اب بلا خوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ جو شخص اشیاء عالم کو مسخر کرنے کی جتنی زیادہ صلاحیت واستعداد کا مالک ہوگا اور جس قدر حقائق اشیاء کا صحیح علم رکھتا ہوگا اتنا ہی عارف باللہ ہوگا خالق اشیاء کی ہستی کا معترف ہوگا جیسے اور ظاہری انعامات الٰہی سے متمتع ہوکر اپنے پیدا کرنے والے کا شکر گذار بندہ ہوگا اور یہ وہ چیز ہے جس کو لسان شریعت میں فکری عبادت کہا گیا ہے اس عبادت کی بابت حضرت امام غزالی فرماتے ہیں فکری عبادت میں ایک لحظہ بسر کرنا بہتر ہے ایک سال عبادت کرنے سے عارف باللہ کی اس تعریف کے مطابق کہا جا سکتا ہے زمین کے طبقات بجلی کی قوت نور کی رفتار ہوا کا وزن عناصر کی تعداد اور پانی کا مختلف چیزوں سے مرکب ہونا جو عقل کی زور آزمائی کا میدان ہے بظاہر ان کا مذہب کوئی تعلق اور لگاؤ نہیں لیکن چونکہ قرآن کریم نے انہی چیزوں پر غور وفکر کرنے کے لئے کہا ہے لہذا صاحب بصیرت دیندار کے لئے یہی چیزیں معرفت الٰہی کا مقصود بالذات اور ایجاد واختراع کا باقی ذریعہ ہیں پس سائنس ومذہب دو جداگانہ چیزیں نہیں ایک ہی ہیں یعنی تدبر وتفکر کے لحاظ سے کی چیزوں کے فوائد سے متمتع ہونا سچے دیندار کی عبادت ہے گویا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ قرآن نے خالی وہم کا ہوا، بانی بجلی بھاپ جو تجربہ اور مشاہدہ کی بنا پر قطعی اور یقینی ثابت ہوں اور

مرقاۃ العربیہ

ایک عرصہ سے یہ غلط خیال قائم ہوگیا ہے کہ عربی کا حاصل کرنا مشکل ہے مرقاۃ العربیہ اسی خیال کو دور کرنے کے لئے لکھی گئی ہے لائق مصنف نے مضامین کی ترتیب اس خوبی سے قائم کی ہے کہ

سمجھدار آدمی استاد کے بغیر مرقاۃ العربیہ سے عربی سیکھ سکتا ہے

تمام کتاب میں کوئی بات ایسی نہ ملیگی جس کے متعلق پہلے کچھ نہ بتادیا گیا ہو ہر نئے عنوان کے لئے پہلے ایک نہایت صاف اور سہل الفاظ میں قاعدہ کا ذکر ہے اور سبق میں بہت سی مثالوں سے اس قاعدہ کی تشریح ہے غرضکہ آدمی کوشش کرے تو چھ ماہ کے اندر مہارت پیدا کرسکتا ہے۔ قیمت ہر سہ حصص ۱۲؍

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

شان و شوکت کے اظہار کا دن

(نوشتہ عبد الحمید خاں)

عید منائیں عید
مسلمان
عید منائیں عید

عید خدا کے پیاروں کی ہے — یعنی روزہ داروں کی ہے
بیت گیا رمضان کا مہینہ — بابرکت ذی شان مہینہ
ہر طاعت منظور ہوئی ہے — ہر کوشش مشکور ہوئی ہے
فرض ادا ابندوں کے سر سے — داد ملی اللہ کے در سے

بر آئی امید
مسلمان
عید منائیں عید

تمام اقوام میں ایک یا ایک سے زیادہ دن زمانہ قدیم سے ایسے چلے آئے ہیں جن میں حسب استطاعت عمدہ لباس زیب تن کیا جاتا ہے عمدہ سے عمدہ غذائیں فراہم کی جاتی ہیں تماشہ کا سوار بند دیکھکر تفریحی کھیلوں اور رنگ رلیوں میں سارا دن گذارا جاتا ہے اور اپنی شان و شوکت محبت و یگانگی اور اجتماعی حیثیت کا اظہار کیا جاتا ہے ایسا مسرت اور خوشی کا دن مقرر کرنے میں ہر قوم کے تہذیب تمدن اخلاقی، دماغی اور روحانی حیثیت اور استعداد کے مطابق بہت سے وجوہ ہیں بعض قومیں "ظہور نعمت" کی وجہ سے عید مناتی ہیں، بعض "رفع مصیبت" کے سبب، بعض اپنے قومی افتخار کو قائم رکھنے کے لئے اور بعض محض تفریحی دلچسپیوں کے لئے۔ بہرحال ہر قوم اپنے یہاں کسی نہ کسی وجہ سے ایک دن ایسا ضرور رکھتی ہے جس میں خوشیاں منائی جاتی ہیں۔

دنیا کی سب سے پہلی عید

اولاد قابیل میں سے ایک شخص بال نامی نے منائی جس نے قوم میں خاص اثر و اقتدار حاصل کر لیا تھا جب سے پہلے فرزند آدمؑ قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کا خون کیا اور زمین کو ایک بے گناہ کے خون سے لالہ زار بنایا تو قابیل اپنے اس وحشیانہ اور سفاکانہ فعل سے نادم اور شرمندہ ہو کر اپنی اولاد کو لیکر حضرت آدمؑ کی دوسری اولاد سے جدا ہو گیا اور یہ لوگ بعد وفات حضرت آدم و شیث علیہما السلام آگ کی عزت کرنے لگے بال نے اس بے سری سے فائدہ اٹھا کر خونی قوم کی قیادت حاصل کر لی اس بدبخت اور گمراہ شخص نے ان کو طرح طرح کی لغویات و خرافات میں منہمک کر دیا۔

قبل بعثت حضرت نوح علیہ السلام حضرت آدمؑ کی بقیہ اولاد جو اس خونی اور مغضوب گروہ سے الگ رہتی تھی اسمیں ایک شخص یارد بن مہلائیل برسر اقتدار آگیا یہ شخص حضرت آدمؑ کا پانچواں وصی اور خلیفہ اور حضرت ادریس علیہ السلام کا دادا تھا اس گروہ کو خونی گروہ سے الگ سکونت اختیار کرنے اور علیحدہ رہنے کی بزرگوں کی طرف سے ہدایت تھی اس نصیحت پر کچھ عرصہ تک تو یہ لوگ کاربند رہے لیکن کچھ دنوں کے بعد دونوں خاندانوں کے لوگوں نے اپنے بزرگوں کی وصیت کے خلاف صلح کی کوششیں شروع کر دیں نتیجہ یہ ہوا کہ یارد کی اصلاحی و تبلیغی کوششوں کے باوجود چند نادان لوگ اس خونی گروہ سے جا ملے اور اس ناجائز اجتماع کو خوشی کا دن مقرر کر لیا گیا اس دن دل بھر کر خدا کے احکام کی نافرمانی کی گئی زناکاری ہوئی شراب کے دور چلے اور اخلاق، لغویات اور ناشائستہ حرکات سے اخلاق و روحانیت کا دب خوب ستیاناس کیا گیا یہ سب سے پہلی عید تھی نوع انسان میں یہی منائی گئی۔

قوم ابراہیمؑ کی عید

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد میں بھی مختلف ممالک میں متعدد عیدیں منائی جاتی تھیں خود حضرت ابراہیمؑ کی بت پرست قوم خوب زور شور سے عید مناتی تھی سارا دن کھیل کود اور باطل پرستیوں میں گذارتی اور سارا زور بت پرستی پر صرف ہوتا تھا آپ کی قوم نے حضرت ابراہیمؑ کو بھی اس عید میں شمولیت کی دعوت دی مگر آپ نے کسی بہانہ سے انکار کیا نیز آپ نے یہ موقعہ پاکر بت شکنی کا وہ جہاد کیا جس کا ذکر قرآن کریم سورہ انبیاء میں آیا ہے یعنی جب آپ کی قوم عید منانے کے لئے شہر سے باہر چلی گئی تو آپ سب سے بڑے بتخانہ میں پہنچے کسی بت کے ہاتھ کاٹ ڈالے کسی کی ٹانگیں اڑا دیں کسی کی ناک صاف کر دی کسی کے کان قطع کر دیئے اور کسی کا سر قلم کر دیا بتوں کا یہ قتل عام کرکے بڑے بت کے کندھے پر وہ باطل شکن تیشہ رکھ دیا جس سے یہ مجاہدانہ کام سر انجام دیا تھا

مصریوں کی عید

مصریوں میں سال میں کئی مرتبہ عیدیں منائی جاتی تھیں لیکن عید نوروز کا خاص اہتمام کیا جاتا تھا اس کی صورت یہ تھی کہ ایک میلہ لگا کرتا تھا جس میں دور دور سے لوگ آکر جمع ہوتے تھے خصوصاً عورتوں کا بن سنور کر آنا عید نوروز کی خصوصیت تھی عورتیں باریک اور زرق برق لباس پہنکر آتیں اور مردوں کو اپنی طرف مائل کرکے عصمت فروشیاں کرتیں بس مصریوں کی یہی عید ہوتی تھی۔

بنی اسرائیل کی عید

یہودی یوم عاشورا کو جشن مسرت اور عید مناتے تھے جس کی بنا حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ نجات سے پڑ چکی تھی اس دن یعنی ماہ محرم کی دسویں تاریخ کو اللہ جل جلالہ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے مقابلہ میں فتح دی تھی اور بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے آزاد کیا تھا اس وجہ سے یہودیوں کے یہاں اس دن کو خاص اہمیت اور عظمت حاصل تھی اس روز وہ روزہ رکھا کرتے تھے اور عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ میں تشریف آوری تک یہ عید منائی جاتی تھی۔

ہندوؤں کی عید

ہندوؤں کے یہاں ہولی کو بطور عید منایا جاتا ہے اسکی ابتدا کے متعلق ہندوستان کے مختلف گوشوں اور ہندوؤں کے مختلف فرقوں میں متعدد روایتیں پائی جاتی ہیں اور اس کے متعلق متضاد عقائد ہیں اس میں سے صرف ایک مشہور روایت پیش کی جاتی ہے۔

ایک مشہور روایت اور عقیدہ یہ ہے ہولیکا نامی ایک دیوی تھی اس نے تمین ... والے دیوتا شیوجی کی خوب پوجا پاٹ کی تھی اس عقیدت و پرستش کے صلہ میں اس نے شیوجی سے یہ بچن لیا تھا کہ اس کو کبھی کسی موسم میں اور کسی ہتھیار سے بھی کوئی نہ مار سکے البتہ ایک خاص مہینہ کے خاص دن جب چاہے مار سکیں اس دیوی نے اپنی موت کا یہ انتظام کرکے ہر کچھ کو بگاڑ کر مارنا شروع کیا اگر ہیں ان کے سب ...

موت واقع نہ ہو جائے۔ لیکن بچوں کی شرارت اور چلبلے پن سے جس سے شیطان بھی کوسوں بھاگتا ہے۔ ایک دن پی دیونی صاحبہ کو دھر پکڑا۔ خوب گت بنائی اور پھر لکڑیوں اور اپلوں میں دھر کر جلا دیا۔

ایک دوسری روایت یہ ہے کہ ایک راکھشس بادشاہ کا لڑکا پرہلاد بچپن ہی سے کرشن جی مہاراج کا بھگت تھا اور آپ کی پوجا کیا کرتا تھا لڑکے کی یہ حرکت باپ کو بری معلوم ہوتی تھی چنانچہ لڑکے کو اس حرکت سے باز رکھنے کے لیے پہاڑ پر سے لڑھکوا دیا دریا میں ڈلوا دیا ہاتھی کے پاؤں تلے روند وایا اور بھی طرح طرح کے جتن کئے مگر پرہلاد کرشن جی کی بھگتی سے کسی طرح باز نہ آیا اور پھر مرتبہ کرشن جی کا نام جپ کر بچ جاتا تھا۔ ایک دن پرہلاد کی پھوپھی نے اُسے مارنے کا بیڑا اٹھایا اور اُسے اپنے بازوؤں میں اٹھا کر آگ کے الاؤ میں ڈال دیا لیکن لوگ حیران رہ گئے کہ لڑکا تو بھلا چنگا رہا اور وہ خود آگ میں جل کر خاک ہوگئی ہولی اسی موقعہ کی یادگار ہے ہولی میں جو کچھ ہوتا ہے وہ سب کو معلوم ہے لہٰذا اس کے بیان کی کوئی ضرورت نہیں۔

عیسائیوں کی عید

عیسائیوں کے یہاں بڑے دلوں میں عید کی خوشیاں منائی جاتی ہیں یہ دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے اعزاز میں منایا جاتا ہے اور سارا زور لہو و لعب اور شراب نوشی پر صرف کیا جاتا ہے ایام کرسمس میں جو جو حرکتیں اور جو جو افعال عیسائی کرتے ہیں اور جس خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں وہ سب کو معلوم ہیں۔

اسلامی عید

آپ مختلف ممالک اور قوموں کے جشن ہائے مسرت اور عید ین سن چکے ہیں اب اسلامی عید بھی ملاحظہ ہو جو ذکرِ بالا بیہودہ اور شیطانی بیہودہ فضول و لغو حرکتوں اور عیاشیوں سے پاک اور اخلاقی روحانی پاکیزگی اور عظمت و برتری کا ایک بہترین منظر ہے۔

عید الفطر کے روز اس بات کی خوشی منائی جاتی ہے کہ رمضان المبارک کو اللہ پاک نے بخیر و خوبی گزار دیا اور مومنین قانتین نے سارا ماہ روزوں میں گزارا۔ غرض عید کی خوشی ایک نہایت بلند و پاکیزہ تخیل پر مبنی ہے اسلام کی دیگر خوبیوں اور تفوق و برتریوں کے علاوہ یہ موقعہ بھی دین حقہ کی عظمت و برتری کے اظہار کا موقعہ ہوتا ہے اس جشن مسرت کو مسلمان دیگر اقوام کی طرح لہو و لعب اور لغویات و خرافات میں نہیں گزارتے بلکہ احکام خداوندی کی بجا آوری کے شکریہ میں سارے شہر اور قرب و جوار کے مسلمان ایک مرکز پر جمع ہو کر اور ایک امام کے پیچھے اپنے معبود حقیقی کے سامنے سر نیاز جھکا دیتے ہیں سب کا ایک ہی رخ ہوتا ہے ایک ہی جذبہ دلوں میں موجزن ہوتا ہے اور سب للہیت و عبودیت کے نشہ سے سرشار ہوتے ہیں۔ حضور علیہ التحیہ والتسلیم جب مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے تو وہاں کے لوگ چھوٹے چھوٹے تہواروں کے علاوہ نوروز اور مہرجان کے تہوار بھی مناتے تھے اور سارا وقت فضولیات و لغویات میں کھوتے تھے آپ نے ان تہواروں کی جگہ عید الفطر اور عید الضحیٰ کا دن مقرر فرمایا۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ عید کے دن حضرت ابوبکرؓ آپ کے پاس آئے اور ان کے ہمراہ دو لونڈیاں تھیں جو دف بجا بجا کر اشعار گا رہی تھیں حضرت ابوبکرؓ نے لڑکیوں کو اس حرکت پر ڈانٹا حضور کپڑا اوڑھے ہوئے تھے منہ کھول کر فرمایا۔ اے ابوبکرؓ انھیں چھوڑ دے یہ عید کے دن ہیں حقیقی ہر قوم کے لئے عید ہے اور یہ ہماری عید ہے۔ نیز حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جب رسول کریم صلعم مدینہ میں تشریف لائے تو مدینہ والے نوروز اور مہرجان کے دنوں میں خوب کھیلتے اور فضول و لغو حرکتیں کرتے تھے آپ نے پوچھا یہ کیسے دن ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا حضور ہم خود ایام جاہلیت میں یہی حرکتیں کیا کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ اللہ پاک نے ان سے بہتر تمہیں دو دن عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے عطا فرمائے ہیں۔

عید کے امتیازی نشان

قرآن کریم نے عید کے امتیازی نشان صرف دو بتلائے ہیں یوم الزینۃ و ان یحشر الناس ضحیٰ یعنی زیب و زینت اور اجتماع۔ یہی دو چیزیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ میں پائی جاتی ہیں عید کے دن آپ عمدہ لباس پہنکر عیدگاہ میں تشریف لیجایا کرتے تھے اور دوسروں کو عمدہ لباس پہننے کی ترغیب دیا کرتے تھے۔

عہد نبوت میں عید کی ایک خصوصیت

حضور صلعم کے مبارک زمانہ میں بڑے بڑے قومی امور عیدگاہ میں ہی طے کئے جاتے تھے مثلاً جہاد کے لئے کسی گروہ کے بھیجنے کا فیصلہ اسی موقع پر ہوا کرتا تھا اور دیگر اہم کاموں کی ہدایت وہاں دی جاتی تھی غرض کے خاص خاص کھیل جن سے ہمت و شجاعت اور فوجی و جنگی اسپرٹ پیدا ہوتی تھی اسی موقعہ پر ہوتے تھے خود حضور مجاہدانہ کھیل ملاحظہ فرما کر مجاہدین کی ہمتیں بڑھاتے تھے غرض قومی کاموں کی سرانجام دہی اور اصلاح و تربیت کے لئے حضور نے اس اجتماع ملی کو مخصوص فرما لیا تھا۔

ہماری عید

عہد نبوت میں تو عید اس شان و اہتمام سے منائی جاتی تھی مگر ہم بدقسمت اور نااہل مسلمان عید اس طرح مناتے ہیں کہ ہماری عقل و تدبر، عاقبت اندیشی و دوربینی اور پیروی سنت کا دیوالہ نکل جاتا ہے اور عید کا امتیازی نشان صرف جینیت سے زیادہ زرق برق کپڑے اور سیویوں کو سمجھ لیا گیا ہے اور ایک مفید اجتماع کو چند رسمیات اور فضولیات میں ضایع کر دیا جاتا ہے عید کے اجتماع کا مقصد دو بڑے بڑے امور تھے قومی عظمت و شوکت کا اظہار اور نظم و اتحاد دوسرے محبت و یگانگت کے جذبات کی تربیت مگر ہماری کور باطنی اور ناسمجھی ملاحظہ ہو کہ علاوہ ازیں اور کاموں کی سرانجام دہی کے لئے لوگوں نے عید کے اجتماع کو غنیمت سمجھنے لگے تھے لہٰذا اللہ یوم زینت و اجتماع کو متعرضیت کے اظہار کا ذریعہ اور رسم افزائی بنا لیا۔ جہاں ذرا کسی سے بات پر آن بن ہوئی جہاں جی میں آیا نماز پڑھ ڈالی اور رامست کر دو اڑا دی۔

عید منانے کا مسنون طریقہ

عیدین کی نماز حضرت امام اعظم کے نزدیک واجب ہے اور اعلائے کلمۃ الحق کے لئے جمعہ کے خطبہ کی طرح عید کا خطبہ بھی لازمی ہے اور بعد نماز اس کا سننا ضروری ہے۔ عید الفطر کے روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ جانے سے قبل کوئی میٹھی چیز تناول فرمایا کرتے تھے ایک راستہ سے جاتے اور دوسرے سے واپس آتے تھے یہ اس لئے کہ اس اجتماع کا ایک مقصد دوسری متمدن اور طاقتور قوموں پر اپنی شوکت قائم کرنی اپنی جمعیت اور توسل سے مخالفین کو مرعوب کرنا اور اپنی حیثیت کو دیگر اقوام پر واضح کرنا ہے اس لئے آنے جانے کے دو راستے مقرر کئے گئے حضور نے اپنی پیروی کرنے والوں کو اس کی ہدایت کی اور خود وفات تک یہی عمل جاری رکھا ہمیں بھی چاہیئے کہ ان دونوں باتوں کی پیروی کریں

حدیث شریف میں آیا ہے کہ روزہ داروں کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک تو روزہ افطار کرتے وقت اور دوسری دیدار الٰہی کے وقت۔ سو روزہ داروں کو ایک خوشی تو

روزانہ افطاری کے وقت حاصل ہوتی ہے مگر مکمل خوشی اور حقیقی مسرت عید ہی کے روز حاصل ہوتی ہے مگر ان کو جو سنت رسولؐ کے مطابق اس کے تمام آداب و لوازمات بجالاتے ہیں مسنون طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے اپنی اور اپنے بیوی بچوں کی طرف سے صدقۂ فطر فی کس پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت غربا اور مساکین کو دیدیں تاکہ غربا کی بھی عید ہو جائے اور وہ بھی اس خوشی میں شامل ہو جائیں پھر نہا دھوکر حسب استطاعت پاکیزہ اور قیمتی لباس پہنیں خوشبو لگائیں اور کوئی میٹھی چیز کھائیں پھر عیدگاہ میں جائیں راستہ میں آہستہ آہستہ تکبیر پڑھتے جائیں بیہودہ مذاق اور لہو و لعب کے مرتکب نہ ہوں وہاں پہنچکر بھی اللہ کا ذکر کرتے رہیں جب جماعت کھڑی ہو تو امام کے پیچھے صف بستہ کھڑے ہو جائیں اور جیسے دیگر نمازیں پڑھتے اسی طرح عیدالفطر کی دو رکعت نماز ادا کریں فرق صرف اتنا ہے کہ عیدین کی نمازوں میں چھ تکبیریں زائد ہوتی ہیں پہلی رکعت میں قبل از فاتحہ تین تکبیریں زائد اور دوسری میں بعد از قرات قبل از رکوع تین زائد تکبیریں کہیں ان تکبیروں میں ہاتھ چھوڑے رکھنے چاہئیں نماز سے فارغ ہو کر خطبہ سنیں پھر واپسی میں دوسرے راستہ سے گھر کو واپس جائیں

امرا کی عید

بڑے ناز نخرے اور ٹھاٹ باٹ سے ہوتی ہے اور عید والے روز یہ امراجن میں زیادہ تعداد "مغرب زدہ" وکلا بیرسٹر، افسر اور طلبہ کی ہوتی ہے اس روز اسلامی آداب و معاشرت اور مشرقی تہذیب سے دوری اور نفرت کا خوب خوب اظہار کرتے ہیں اور انگریزی وضع قطع کا پورا پورا اہتمام کرتے ہیں عید کے کپڑے سینکڑوں روپے کی لاگت کے ہونے میں جب تک پیر میں بوٹ جوتا اور ریشمی موزے کمر میں ریشمی ازار بند اور پورا اعورت پن جیب میں نیوی کٹ سگریٹ اور سول یا ڈیلی میل اخبار سر پر جاد کیپ یا ٹوپ ہاتھ میں خوبصورت اور نازک چھڑی کلائی پر ویلیسٹ اینڈ واچ کمپنی کی ستر روپے والی رسٹ واچ فرانس کے لیونڈر یا سینٹ سے معطر کپڑے اور انگریزوں کی طرح پورے طور پر بوٹ سوٹڈ نہ ہوں اس وقت تک عید کا مزہ ہی نہیں آتا۔ ادہر تو ان امرا کی دولت کی یہ ضد یا اور انگریزیت کے مظاہرے ہوتے ہیں ادہر ان کی وہ عورتیں ہیں جن کی شجاعت و بسالت اور سلوگی "فتوح شام" میں بڑے بڑے معرکے سر کرتی تھی کسی طرح اپنے مردوں سے کم نہیں رہتیں ایک مہینہ پہلے ہی عید کے شاہانہ مصارف کا بجٹ تیار ہو جاتا ہے۔ سیاہ یوپ بنارس کی ساڑہی پیرس کے کلپ کلائی کی گھڑی اور تمام اعضا کے لئے زیور کے تقاضے شروع ہو جاتے ہیں اب میاں حیران ہیں کہ کیا کریں مالی حالت اتنی اجازت نہیں دیتی کہ بیوی کا بجٹ پورا کریں تخفیف کی تحریک پیش کی جاتی ہے مگر بیوی کونسل صاحبہ کیا مجال جو تخفیف کی کوئی تحریک بھی پاس ہونے دیں طرح طرح کے حیلے بہانے کئے جاتے ہیں اور بہلایا پھسلایا جاتا ہے مگر وہ زمین جنبد نہ جنبد گل محمد والی ذہنیت کچھ پیش نہیں جانے دیتی بالآخر بیوی کے مطالبات پورے ہی کرنے پڑتے ہیں اور ریشم و اطلس کے تھانوں اور زیب و زینت کے دیگر سامانوں پر بیدریغ دولت صرف کی جاتی ہے یہ تو عید کی تیاری اور ٹھسے کا حال تھا اب یہ بھی سن لیجئے کہ عیدگاہ کیسے جاتے ہیں۔

نماز کے لئے پیدل جانا اور سنت رسولؐ کی پیروی کرنا تو اولڈ فیشن والے مولویوں اور غریب جہلا کا کام ہے اس لئے یہ کسی شاندار سواری پر عیدگاہ جاتے ہیں بخالیا ٹمٹم ہوتی ہے یا موٹر عیدگاہ جانے کا تو یہ کروفر ہوتا ہے گویا خدا کے سامنے روزہ کے فرض سے سبکدوش ہو کر سرخرو ہو کے جا رہے ہیں مگر حالت یہ ہوتی ہے کہ رمضان میں تمام دن تو پارٹیوں یا تاش و چوسر وغیرہ کھیلوں میں گذار دیتے ہیں اور ایک بھی روزہ نہیں رکھتے مگر عیدگاہ میں سب سے آگے جگہ حاصل کرتے ہیں یا دی جاتی ہے اور یا دیدی جاتی ہے۔

راستے میں قوم کے بھک منگوں اور غریب افراد کے پھٹے پرانے کپڑوں کو حقارت و نفرت کی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے ایسے گذر جاتے ہیں جیسے ان کی آنکھوں نے کچھ دیکھا ہی نہیں یا اگر دیکھا ہے تو ان کا کچھ فرض ہی نہیں اور یا ان کے دلوں میں غربا کی ہمدردی اور امداد و دستگیری کا کوئی جذبہ ہی نہیں ان کا بس نہیں چلتا ورنہ اپنی عیدگاہ بھی غریبوں کی عیدگاہ سے الگ بنا ڈالیں مگر برا ہو اس اسلامی تعلیم اور اخوت و مساوات کا کہ ان کو چار و ناچار غریبوں کی صف میں لا ہی کھڑا کرتی ہے۔

جب تک نماز نہیں ہو چکتی جب تک یہ کوٹ پتلون والے اور دولت کے نشہ میں چور ہندوستانی اپنی حیثیت کے دوستوں کلاس فیلوں اور افسروں سے ملنے اور پرجوش معانقہ کرنے اور میز پر دہرے ہوئے تھیلی کے سگریٹ کے کش اور اخبار پائنیر و سول" کے مطالعہ کا شوق انھیں رشتہ خطی بنائے رکھتا ہے خدا خدا کرکے جب نماز ختم ہوتی ہے تو فوراً بلا مزید انتظار کے عیدگاہ سے "نو دو گیارہ" ہو جانے کی ٹھہراتے ہیں واپسی اس شان اور ساکرطے سے ہوتی ہے کہ کیا مجال جو ذرا اسلامی انکسار و تواضع اور خوش خلقی پیدا ہو جائے۔

گھر آتے ہی انگریزی وضع کے برتنوں میں میز کرسیوں پر کھلانا شروع کر دیتے ہیں نوشی سلام حضرت سلامت کے دروازے غربا و فقرا کی اللہ سلامت رکھے آوازیں دوستوں ملازموں اور عہدہ داروں کی گرماگرم ملاقاتیں شروع ہو جاتی ہیں مگر ان ملاقاتوں، معانقوں اور سلاموں میں اس بات کا محکمہ چونگی کی طرح خاص خیال رکھا جاتا ہے کہ کہیں ان کی حیثیت کم اور غریب مسلمان کا سلام اور ملاقات نہ ہو جائے اور اس مہذب سوسائٹی کا سارا لطف ہی کرکرا ہو جائے ملاحظہ فرمائی آپ نے ہمارے علما کی عید جبھی تو ہمارے شیخ جی کہا کرتے تھے کہ بھائی اب اس نئی روشنی کے زمانہ میں شرعی باتوں اور مشرقی آداب میں دہرا ہی کیا ہے یہ تو سب شہر بازاری ملانوں کے دوزخ سے ڈرانے کے ڈھکوسلے ہیں اور ابھی کیا ہے ذرا ان مغربی اثر سے ماؤف دماغوں کو حضرت قبلہ مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب اور حکیم الامۃ مولانا شاہ اشرف علی صاحب مدظلہ العالی وغیرہ کی ڈانٹ سے خوف اور ان کے اثر و اقتدار سے آزاد ہو جانے دو پھر دیکھنا اگر مسلمانوں کے تمدن و معاشرت میں ایک بھی مشرقی بات رہ گئی تو ہمارا ذمہ انہی لوگوں کی شان میں تو کہا تھا حضرت اکبر الہ آبادی نے ؎

شیخ صاحب چل بسے کالج کے لوگ ابھرے ہیں اب
اونٹ رخصت ہو گئے پود کے گھوڑے رہ گئے

ادہر تو ہمارے یہ مغرب زدہ امرا ہیں جن کی مشرقیت کیا معنے کہ اسلامیت عید کے خالص اسلامی جشن میں بھی ظاہر نہیں ہوتی اور غربا و مساکین کی ہمدردی و امداد و دستگیری کے جذبات بیدار نہیں ہوتے ادہر یہ ہمارے لنگوٹ بند مہاتما گاندہی جی ہیں کہ ان کی مشرقیت عرف مہاتمائیت لندن کی کایا پلٹ آب و ہوا اور قوم و وطن کو بھول جانے والی سرزمین میں بھی تبدیل نہیں ہوتی اور وہاں کے شاہانہ استقبال میں بھی اپنے وطن کے بھوکے ننگوں کو نہیں بھولتے اسی طرح بنارت الوی کی تختہ زناری ملاحظہ ہو کہ انگلستان میں بھی دریائے گنگا کا پانی منگا کر پیتے ہیں اور لنگوٹی باندہ کر ہاتھ سے پرتشعۂ گنگا کر خود ہی بنا تا قیمہ کھانا کھاتے ہیں مگر ہماری قوم کے روشنخیال کہلانے والوں اور افسروں کا یہ حال ہے کہ عید کے اجتماع اور خوشی میں بھی اسلامی آداب کی

پاسداری کرتے اور سنت رسولؐ کی پیروی کرتے ہوئے شرم آتی ہے خدایا کیوں نہ بیدا کر دیا تو نے ان کو فندان ہی میں کہ تیرے احکام اور تیرے رسولؐ کے طریقہ کی پیروی سے ان کا پیچھا چھوٹ جاتا سچ کہا ہے کسی ہم جیسے کہنے والے نے ؎

ہم ہوا بندر تو وہ میمون انسان ہو گیا

مسلمانو! اور خاص کر امیرو! کان کھول کر سن لو کہ اگر تم عید کے موقعہ پر بھی انسانی خلوص، محبت، یگانگت، مساوات، رواداری اور اسلامی احکام کی تعمیل و تنظیم کا ثبوت نہ دو تو تمہاری عید کی خوشی اور تمام شور و غل ہیچ اور فضول ہو۔

غربا کی عید

اگر آج اس دور آزادی میں اسلامی احکام کی تعمیل و تنظیم کچھ باقی ہے تو ان غربا میں جن سے ہاتھ ملانا اور اظہار ہمدردی کرنا امرا کی تہذیب و سوسائٹی کے قانون میں ایک بہت بڑا جرم ہے عید پر ان کی اسلامیت تو ظاہر ہوتی ہے مگر اس کے ساتھ یہ تلخ لگی ہوئی ہے کہ عید انکو مقروض اور پریشان کر جاتی ہے عید کیا آتی ہے ان غریبوں پر اچھی خاصی مصیبت آجاتی ہے کیونکہ عید کے لوازمات ہی کچھ اس قسم کے سمجھ لئے گئے ہیں جن سے عید کا لطف کرکرا ہو جاتا ہے۔

جب تک بیوی بچوں اور اپنے کپڑے حیثیت سے زیادہ قیمتی نہ ہوں عید ہی نہیں ہوتی خواہ مہاجن کا قرض ہو جائے سود در سود کا چکر ان کی عقل کو چرخ کرنے اور گھر تک نیلام ہو جانے مگر عید کے کپڑے قیمتی اور ولایتی ضرور ہوں اللہ سلامت رکھے ان ماسٹر اور نکلا شائر تیا رے جولاہوں کو جن کے طفیل غریب مسلمانوں کو فوق البھڑک اور قیمتی کپڑے میسر آجاتے ہیں اور ان کی ولایتی عید بن جاتی ہے ورنہ ان کی عید ہی سنڈری رہتی اگر ہمیں کانگریس والوں کی جیخ و پکار سے آزادی مل گئی تو سب سے بڑی پریشانی یہ درپیش ہوگی کہ ان کو ریشم اور ململ کے کپڑے پہننے کو کہاں سے ملیں گے اور عید کیسے منائی جایا کرے گی۔

عید آتی ہے مگر غریبوں کے یہاں سوگ چھا جاتا ہے کبھی بیوی کے پاس اچھے کپڑے اور پورا زیور نہ ہونے کا خیال اندر ہی اندر گھن کی طرح کھاتا ہے کبھی بچوں کے پاس معمولی اور سادے کپڑے ہونیکا غم کھائے جاتا ہے کبھی بہنوں اور بھائیوں کے پاس زیور اور بوٹ جوتا نہ ہونے پر خون کے آنسو بہائے جاتے ہیں اور کبھی نئی اماں کے پرانے کپڑوں پر جی بھر آتا ہے اور یہ سارا غم و تردد اس لئے ہوتا ہے کہ نہ تو ان میں موٹا سادہ ناپنے والی ذہنیت چین نہیں لینے دیتی یہ سب نتیجہ ہے حد سے اور حیثیت سے زیادہ بڑھے ہوئے اخراجات نام و نمود کی جھوٹی خواہش اور ہندوانہ رسم و رواج کی جکڑ بندیوں اور محلہ کی مسجد کے پیش اماموں اور مولویوں کی قوم کی اصلاح و تربیت سے تغافل اور قصے کہانیوں والے وعظوں کا اگر یہ لوگ ذرا اول کرا کر کے اور ہمدردی کا تذکرہ کر کے اپنے محلہ کے لوگوں سے یہ کہدیتے کہ اگر عید قرض لیکر منائی اور ہندوانہ اخراجات برداشت کئے تو شیطان کے بھائی بنجاؤ گے اور پھر ہم تمھیں مسجدوں میں نہ گھسنے دیں گے مگر ہاں شیطانوں کی کیا کام تو مسلمانوں کی عید صحیح معنوں میں عید ہو جاتی ان کی ناکوں میں تفریق کی نکیل نہ ہوتی اور وہ اس درجہ مفلس اور غریب نہ ہوتے مگر ان کو فاتحہ درود اور مولود کے قیام پر جھگڑنے سے اتنی فرصت ہی کہاں جو قوم کی اصلاح کے لئے وقت نکالیں۔

تم تو یہ ہے کہ مسلمان قطعی ہی خیال کرنا اور سادہ زندگی بسر کرنا ہی نہیں جانتے ہر دنی اور مخوبی کام اور مذہبی تہوار کو واجد علی شاہی دماغ اور رنگیلے شاہ کی آنکھ سے دیکھتے ہیں اگر ان کا بڑا مولوی اندوق اسراف اور شاہانہ ٹھاٹ باٹ ذرا اجازت دے اور فتاوی عالمگیری کی طرح آج بھی کوئی فقہ کی کتاب مدون ہونے لگے تو یہ نام نہاد کے ہو کے مسلمان اپنے عمل ہی پر زور ڈال کر کم از کم اس شرط کا تو ضرور ہی اضافہ کرنا دیں کہ ولایتی اور قیمتی کپڑوں اور خاطر خواہ زیوروں کے بغیر عید ہی نہ ہو۔

مسلمانو! عید پر ضرور خوشی مناؤ اس کو شان و شوکت کے اظہار کا دن بناؤ اور حیثیت کے مطابق زیب و زینت کو ختم کر دو مگر اس کا خیال رکھو کہ جو کچھ سامان میسر ہو اسی میں عید مناؤ پیراہنے بھی پیار و صحن چادر ہو یہ نہ ہو کہ چادر تو لٹکی تک ہو اور تم پیر پھار دو لنکا شائر اور مانچسٹر تک یعنی طبیعت میں نمود و نمائش اور تصنع و تکلف کو دخل نہ ہونے دو۔

عید اور غربا کی ہمدردی کا سبق

انسانوں کے آپس کے برتاؤ کے متعلق اسلام کی تعلیم کا لب لباب اور خلاصہ یہ ہے کہ امیروں کے دل میں غریبوں کی ہمدردی کا خیال پیدا ہو انھیں اپنے ہی جیسا انسان سمجھیں ان کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھیں ان کی خوشی کو اپنی خوشی تصور کریں اور ہر خوشی کے موقع پر ان کی خوشی ضرور حاصل کریں اور امیروں کو معلوم ہو کہ اسکی نگاہ میں امیر و غریب سب برابر ہیں اور سرمایہ داروں کو مزدوروں پر کوئی فوقیت حاصل نہیں یہی وجہ ہے کہ رمضان شریف کے مہینہ میں روزہ رکھنے کا حکم دیکر غریبوں کی بھوک پیاس کی تکلیف کا احساس کرایا اور صدقہ فطر واجب کر کے غریبوں کو بھی عید کی خوشی کا موقعہ دیا کاش ہم اس راز کو سمجھ لیں اور اس تعلیم پر کاربند ہوں۔

اسلام تمام قوموں میں مساوات قائم کرانا چاہتا ہے اور امیروں کو غریبوں کا ہمدرد بنانا چاہتا ہے مگر امرا کی یہ حالت ہے کہ وہ اچھا کھاتے پہنتے ہیں عیش و آرام کی زندگی بسر کرتے ہیں عید پر سینکڑوں روپے کی لاگت کے کپڑے تیار کرتے ہیں اور اپنی دولت خوب دل کھول کر لٹاتے ہیں مگر ان کو یہ خبر تک نہیں ہوتی کہ ان کے پڑوس میں اور خاص ان کی دیوار کے تلے بیوائیں اور بہت سے یتیم بچے ایسے پڑے ہیں جنھیں پہننے کو ایک جھپڑا اور کھانے کو ایک لقمہ تک میسر نہیں آتا ان کی حالت کا سوال تو کجا نہیں ہوتا اور ان کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ان کی دولت میں ان غریبوں کا بھی کچھ حصہ ہے وہ اپنے دوستوں کی دعوتوں اور ملاقاتوں پر تو بیدریغ روپیہ صرف کرتے ہیں اور ملازموں کو انعام سے مالا مال کرتے ہیں لیکن اگر ان کے دروازے پر کوئی بھوکا ننگا آکر سوال کرے تو اسے غصہ سے دھتکار دیتے ہیں اور اگر زیادہ تاؤ میں آگئے تو اپنے نوکروں سے دھکے دیکر نکلوا دیتے ہیں۔

آہ قوم کے امیروں کو کون بتلائے کہ ہماری قوم کے نصف افراد کو پیٹ بھر کر ایک وقت بھی روٹی نصیب نہیں ہوتی سینکڑوں خاندان تباہی اور افلاس کے غار میں گرتے چلے جا رہے ہیں زمینیں اور جائدادیں ان کے ہاتھوں سے نکل نکل کر مہاجنوں کے یہاں چلی جا رہی ہیں اور روز بروز بھوکے ننگوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے مگر ہماری قوم کی یہ حالت ہے کہ ہر شخص اپنی مستی اور ذات سے ہی تعلق رکھتا ہے دوسروں سے کوئی واسطہ ہی نہیں سنا ہے کہ قیامت میں نفسی نفسی ہو گی مگر یہاں تو قیامت سے پہلے ہی نفسی نفسی شروع ہو گئی یاد رکھئے زندگی اور خوش حالی اس کا نام ہے کہ ہماری قوم زندہ اور خوش حال ہو اگر قوم تباہ و برباد اور ذلیل ہو چکی ہے تو اس میں کوئی شخص بادشاہ بنکر بھی عزت و وقعت حاصل نہیں کر سکتا زندہ اور عقلمند

قومیں دیتی ہیں جو قوم کو زندہ رکھنے اور خوش حال بنانے کے لیے سب کچھ قربان کردیتی ہیں پس ہمیں چاہیے کہ عید کے موقع پر پڑوسیوں رشتہ داروں اور غریبوں کی ہمدردی اور خوشی بھی حاصل کرلیا کریں اور اپنا دستر خوان وسیع اور جیبیں فراخ کردیا کریں۔

عید منانے والوں سے خطاب

محترم برادران السلام علیکم آپ کو خوب معلوم ہے کہ قوم دن بدن تباہ و برباد ہو رہی ہے اور غلامی ومحکومی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہے قرض کے پھندوں میں پھنسی ہوئی ہے اور جہالت وفلاکت کے دیمک سے مسلم قوم کے جسم پر لگے ہوئے ہیں جو اندر ہی اندر قوم کی اساسی بنیادوں کو کھوکھلا کررہے ہیں کیا ایسی حالت میں ہم غلاموں کو عید کی حقیقی خوشی حاصل ہوسکتی ہے ہرگز نہیں جب تک قوم آزاد اور خوش حال نہ ہو ہماری تمام خوشیاں ہیچ ہیں آزادی ہی ایک ایسی نعمت ہے جو قوموں کو زندہ اور ہر طرح خوش حال وفارغ البال کرتی ہے مگر افسوس کہ ہمیں آزادی کی کچھ قدر معلوم نہیں اس کے حصول کی کوئی تڑپ نہیں اور ایثار وقربانی کے ولولے نہیں۔

محترم بھائیو کیا ہمارے لئے یہ شرم کا مقام نہیں کہ ہمارے ہندو بھائی آزادی کی خاطر سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہوں اور ایثار وفداکاری کا ثبوت دیں حتی کہ ہماری ہندو بہنیں تک سروں پر ہوشی سے لاٹھیاں کھائیں اور زبان سے اُف تک نہ کریں قومی جھنڈا ہاتھ سے اس وقت تک نہ چھوڑیں جب تک لاٹھیاں کھاتے کھاتے بیہوش نہ ہو جائیں اور بڑے بڑے گھرانوں کی معزز عورتیں جو قیمتی سے قیمتی ریشمی کپڑا پہنتی تھیں اپنے ملکی بھائیوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے موٹا کھدر پہنیں مگر ہم مسلمان کہلا کر ولایتی کپڑے کا استعمال کرکے اپنی بے غیرتی اور وطن دشمنی کا ثبوت دیں جب ہمارے ملکی بھائی قوم اور وطن کی خاطر بڑی بڑی قربانیاں کریں اور ان کی عورتیں تک سخت سے سخت مصائب برداشت کریں تو کیا آپ اپنے ملک اور اپنی قوم کو فائدہ پہنچانے کے لئے کھدر تک کا استعمال نہیں کر سکتے جس سے خدا بھی خوش ہو اسلام کی سادگی کی شان بھی ظاہر ہو سنت رسول بھی ادا ہو۔ قرض کی زیر باری بھی نہ ہو اور قوم کی خدمت بھی ہو۔

خدارا کچھ تو غور کیجئے اور اپنی عقل وشعور سے کام لیجئے کہ عید پر آرائش وزیبائش کے سامان اور کپڑوں پر جو روپیہ آپ صرف کرتے ہیں وہ آپ کی غریب قوم کی جیب سے نکل کر بیرونی سرمایہ داروں کی جیبوں میں چلا جاتا ہے کیا اچھا ہو کہ یہ کروڑوں روپے تمہارے مسلمان جولاہوں کے گھر پہنچے جس سے ان کے فاقہ مست بچوں اور کنبے کی پرورش ہو اور سینکڑوں مسلمانوں کے ویران گھر آباد ہوں تمہاری دولت تمہاری ہی قوم کے کام آئے یہ بھی کوئی عید ہے کہ تمہاری دولت غیروں کو سامان راحت بہم پہنچائے مگر اپنے بھوکے ہی مرتے رہیں کیا غضب ہے کہ تم اپنے دشمنوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے تو رستم اور حاتم ہو مگر اپنی قوم کے لیے کنجوس۔ کیا یہی تمہاری اسلامیت ہے جس پر یہ غرہ اور ناز کہ بس ہمیں جنت میں جائینگے یہ اسلامیت تو کیا انسانیت بھی نہیں۔ تمہیں ہندوؤں سے ہی سبق حاصل کرنا چاہیے کہ وہ کیسے اپنے ملک اور قوم پرور ہیں خلاصہ کلام یہ کہ ہماری اسلامیت اور انسانیت کا تقاضا ہے کہ عید کے موقعہ پر اپنا ہر ہر پیسہ اپنی ملکی مصنوعات پر خرچ کریں اور خصوصاً عید کے تمام کپڑے کھدر کے بنوائیں تاکہ دین ودنیا میں سرخرو ہوں۔

(وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب)

کلامِ خُدا کا اثر دیکھ لینا ⁂ وہ آئینگے تھامے جگر دیکھ لینا

محبت کے عمل

عمل ۱ اسفلی ہر مذہب والا عامل بن سکتا ہے مسلمانوں کے لئے مناسب نہیں عمل ۲ علوی صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص ہے کامل بیس سال کا تجربہ کبھی سر مو خطا نہیں گیا تلاش میں ہزاروں روپے برباد کئے اب میں خدا کو حاضر وناظر جانکر اور گواہ بناکر کہتا ہوں کہ یہ عمل مدیر پیران کا اعلان کرتا ہوں تاکہ سب ناواقف بھائی فائدہ اٹھائیں جن بھائیوں کو میری گذارش پر اعتبار ہو اور ساتھ ہی ایک حلف نامہ اس اقرار کا ارسال کریں کہ اپنی ذات کے سوا کسی دوسرے کو نہ بتائینگے طلب فرمائیں۔

عمل ۱ اس عمل کے پڑھنے میں پندرہ منٹ صرف ہوتے ہیں اس کا عامل ایک سال اس پر قابض رہتا ہے دوسرے سال کے لئے دوبارہ پندرہ منٹ صرف کرکے عمل پڑھنا ہوتا ہے اس کے بعد انشاءاللہ صرف تین منٹ میں تین مرتبہ پڑھکر مطلوب کو تابعدار بنایا جا سکتا ہے ہدیہ رعایتی تین روپے۔

عمل ۲ یہ ایک آیت قرآنی باموکل کا عمل ہے اکتالیس سیاہ مرچوں پر اکتالیس اکتالیس مرتبہ پڑھی جاتی ہے اور مرچیں آگ میں جلائی جاتی ہیں اور ہر مرچ جیسے جلتی ہیں اور محبوب کے دل میں آتش محبت بھڑک اُٹھتی ہے سات دن میں انشاءاللہ محبوب آپ کے آگے سرنگوں ہوگا ہدیہ دو روپے۔

عمل ۳ برائے ترقی روزگار

یہ عمل ترقی تجارت وترقی معاش وملازمت اور اس کی ترقی کے لئے عجیب ومجرب ہے ہفتہ میں صرف چہار شنبہ کو پڑھا جاتا ہے پڑھنے میں آدھ گھنٹہ صرف ہوتا ہے اس کی برکت سے معمولی روزگار میں اس قدر ترقی ہوتی ہے کہ اللہ کی قدرت کا کرشمہ نظر آتا ہے ایک روپیہ چار آنہ نذرانہ ہے ہر عمل میں دس آدمی پڑھنے کی اجازت لے سکتے ہیں ان تینوں عملیات کے پڑھنے میں نہ کسی قسم کا خوف وخطرہ اپنے مکان سے کہیں باہر جانے کی ضرورت نہ کسی قسم کا پرہیز جو صاحب عمل ۱ و ۲ ایک ساتھ طلب فرمائینگے ان سے دونوں کا ہدیہ صرف چار روپے لیا جائے گا اگر بذریعہ منی آرڈر روپیہ روانہ کریں تو محصول ڈاک معاف عمل بلفافہ روانہ کئے جاتے ہیں

عمل عداوت

یہ عمل دو شخصوں کے درمیان عداوت ودشمنی ڈلوانے کے لئے نہایت مجرب ہے صرف پندرہ منٹ کی پڑھائی سات یوم میں کامیابی ہوتی ہے جائز ضرورت کے لئے طلب کیا جائے ورنہ گناہگار رہوں گے نذرانہ عہ

عمل تباہی دشمن

یہ عمل تباہی وبربادی دشمن کے لئے بہترین عمل ہے آدھ گھنٹہ یومیہ محنت کی پڑھائی ہے جائز ضرورت کے لئے طلب کیا جائے ہدیہ ایک روپیہ چار آنہ عہ

سب عملوں کے ملنے کا پتہ ہے۔ فضل شاہ عامل پوسٹ بکس نمبر ۴/۵ دہلی

زکوٰۃ

(از جناب سید محمد احمد صاحب اندر)

مذہب اسلام کے عظیم الشان ارکان میں سے زکوٰۃ نہایت ہی دقیق مسئلہ ہے اس کی خوبیاں کچھ انہیں حضرات کو نظر آ سکتی ہیں جو چشم حقیقت بیں و ذہن رسا رکھتے ہیں۔ ہم جیسے کج فہم اس پر ہرگز ہرگز لب کشائی نہیں کر سکتے لیکن چونکہ اس قادر مطلق نے فرمایا لیس للانسان الا ما سعیٰ اس لئے کوشش کرنا ہمارا فرض ہے۔

مذہب اسلام نے مساوات قائم کر دی ہے لیکن الحق ایام کی نیرنگی مساوات کو قائم نہیں رکھ سکتی وہ کسی کو مالدار بناتی ہے کسی کو غریب نفس پرست و خود غرض امراء کو غریبوں کی مطلق پروا نہیں رہتی۔ ان کو اپنی عشرت پرستیوں سے اتنی فرصت نہیں ملتی کہ وہ تھوڑی دیر کے لئے بھی غریبوں کی دردناک حالت کا اندازہ کر سکیں۔ لیکن اسلام نے اس واسطے کہ امراء اپنی عشرت پرستیوں میں مبتلا ہو کر غریبی کی مصیبت کو نہ بھول جائیں زکوٰۃ کا حکم دیا امراء پر فرض کر دیا کہ وہ سو روپے پر ڈھائی روپیہ سالانہ خیرات کر دیا کریں اسی طرح کی ایک اور تعداد سونے چاندی پر اور جانوروں کے گلوں پر بھی مقرر کی گئی ہے۔ زکوٰۃ کی ماہیت ہے اب اس کے دوسرے پہلو پر نظر ڈالتے ہیں۔

زکوٰۃ کے مستحق علاوہ دیگر محتاجوں کے زکوٰۃ دینے والے کے نادار رشتہ دار بھی ہیں یتیموں کی پرورش تعلیم و تربیت کرنا بھوکوں کو کھانا کھلانا قرض داروں کو قرض سے رہائی دلانا غلاموں کو آزاد کرانا سب زکوٰۃ میں داخل ہے زکوٰۃ دو طرح سے دی جا سکتی ہے ایک تو یہ کہ خود زکوٰۃ دینے والا جس کسی کو مستحق پائے دیدے اور دوسرے یہ کہ اگر اسلامی حکومت ہو تو عمال حکومت کو جو اس کام کے لئے مقرر کر دیئے گئے ہوں دیدے۔ زکوٰۃ کا مقصد اولیٰ غریبوں کی امداد ہے ان کی مدد کرنا کہ جن کو گردش زمانہ نے قعر مصیبت کے گڑھے میں لا ڈالا ہے اپنے لئے بہشت میں جگہ کرنا ہے ایسے طبقہ کی مدد کرنا جن کی دردناک آہیں جب کبھی دستے فلک پر دراز کرتی ہیں تو اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید۔ یوں تو دنیا میں فلاح و بہبود کا باعث ہو سکتا ہے لیکن کم عقل انسان بذات خود کبھی اس طرف مائل نہیں ہو سکتا اس لئے اس قادر مطلق نے زکوٰۃ کا حکم دیدیا تاکہ انسان اگر بذات خود غریبوں کی امداد پر آمادہ نہ ہو تو اس کو احکام ربانی سے مجبور ہو کر ہونا پڑے لیکن زکوٰۃ سے جو غریبوں کی امداد مد نظر ہے اس میں بھی ایک بہت بڑا فائدہ پنہاں ہے جو کہ اس قیوم ازلی کی حکمت بالغہ کا ایک بین ثبوت ہے۔

تاریخ داں حضرات جانتے ہوں گے کہ خانہ جنگی کیسی بری چیز ہے اور اس کے مہلک نتائج سے بھی بخوبی آگاہ ہوں گے کہ اس نے کیسی کیسی زبردست سلطنتیں آن واحد میں مٹا دیں۔ ان کا نام و نشان بھی باقی نہ رکھا لیکن بیشتر خانہ جنگیاں محض امیروں اور غریبوں کی باہم کشیدگی سے عالم ظہور میں آتی ہیں جب امیروں کی بے اعتدالیاں غریبوں کی کشت صبر پر برق بن کر گرتی ہیں جب امراء بجائے دلدہی و دستگیری کے غرباء کی دل آزاری و دل شکنی کرتے ہیں جب ان کے زخم دل پر بجائے مرہم رکھنے کے وہ نمک پاشی کرتے ہیں تو ان کا پیمانہ صبر چھلک جاتا ہے اور وہ ان کے مقابلہ کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اس وقت ان کے سامنے سوائے زندگی و موت کے کچھ نہیں ہوتا اور اس کا نتیجہ امیروں کی اور ان کے مال و زر کی تباہی کی صورت میں نکلتا ہے تھوڑے ہی عرصہ کا واقعہ ہے روس کو دیکھئے کتنی بڑی سلطنت تھی مگر آج کیا حالت ہے وہ بڑے بڑے امراء جو غریبوں کو حقیر سمجھتے تھے آج کہاں ہیں اس کا وہ زبردست تاجدار جس کا سکہ تمام وسط یورپ پر بیٹھا ہوا تھا آج کہاں ہے! ہاں یہ اور وہ سب خانہ جنگی کی نذر ہو گئے اور وہی لوگ جو حقیر سمجھے جاتے تھے آج ملک پر قابض ہیں آپ نے دیکھ لیا کہ زکوٰۃ نہ ہونے کی وجہ سے کتنی بڑی مصیبت سے دوچار ہونا پڑتا ہے حکم زکوٰۃ نہ ہونے کی صورت میں اسلام پر بھی ایسی ہی مصیبت سے دوچار ہونا پڑتا ہے حکم زکوٰۃ نہ ہونے کی صورت میں اسلام پر بھی ایسی ہی مصیبت آ سکتی تھی لیکن اس خالق دو جہاں نے اپنے محبوب کی امت کو زکوٰۃ کا حکم دیکر ایک بہت بڑی آفت سے بچا لیا۔

پیروان اسلام کو خدائے اسلام نے یہ حکم تو دے دیا کہ اپنی ضرورت سے زیادہ جو کچھ تمہارے پاس ہو وہ سب خدا کی راہ میں صرف کر ڈالو یعنی خیرات کر دو لیکن زکوٰۃ کی اہمیت اور زیادہ کرنے کے لئے صاف لفظوں سے فرما دیا کہ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون یعنی تم اس وقت تک نیکی نہیں حاصل کر سکتے جب تک کہ اپنی محبوب چیز میں سے خدا کی راہ میں صرف نہ کرو اس ارشاد باری تعالیٰ نے زکوٰۃ کی قدر و منزلت کو بہت بڑھا دیا ہے کیونکہ دنیا میں اگر کوئی محبوب چیز انسان کی ہے تو وہ زر ہے انسان کو دنیا میں عیش و آرام کے لئے غرض کہ ہر چیز کے لئے روپیہ ضروری ہے اور جب وہ ایسی محبوب ترین چیز میں سے خدا کی راہ میں کچھ صرف کرے گا تو اس کا اجر اظہر من الشمس ہے بلکہ میں یہاں تک کہتا ہوں کہ زکوٰۃ رضا جوئی الٰہی کے لئے ایک ذریعہ ہے مبارک ہو وہ شخص جو کہ خدا کے حکم سے زکوٰۃ دیتا ہے۔

روپیہ چونکہ انسان کی محبوب ترین چیز ہے وہ بسا اوقات اسی محبوب کے ہاتھوں گمراہ ہو کر آلودہ دنیا ہو جاتا ہے وہ اپنی افزائش مال و زر میں ایسا حیران ہو کر خدائے حقیقی کو بھی بھول جاتا ہے اور عیش و عشرت میں ایسا منہمک ہو جاتا ہے کہ اسے روز قیامت تک کا بھی خیال نہیں رہتا دنیا کی دلچسپیاں اس کو اپنی طرف ایسا محو کر لیتی ہیں کہ کبھی اس کو خیال کی بھی فرصت نہیں دیتیں لیکن ایک زکوٰۃ دینے والا شخص کبھی ان خرافات میں مبتلا نہیں ہو سکتا جب وہ اپنا روپیہ بلا دھڑک خیرات کرے گا تو اس کو روپے سے مطلق محبت نہیں رہے گی اور روپے سے محبت نہ ہونے سے وہ آلودہ دنیا بھی نہ ہو سکے گا اور ہر وقت خدا سے ڈرتا رہے گا زکوٰۃ انسان کو گمراہ ہونے سے بھی بچاتی ہے۔

زکوٰۃ سے ایک چھوٹا سا فائدہ اور بھی ہے وہ یہ کہ حضرت انسان جو بعض اوقات اپنی بیجا فیاضیوں سے اخوان الشیاطین کا لقب حاصل کر لیتے ہیں کسی وقت ایسے کفایت شعار ہو جاتے ہیں کہ ایک پیسہ خرچ کرنا حرام سمجھتے ہیں لیکن زکوٰۃ ان کو اس تکلیف سے رہائی دلا سکتی ہے بشرطیکہ وہ اسے اختیار کریں اور ان کی کفایت شعاری پر جو خلق طعنہ زنی کرتی ہے وہ بھی پھر نہ ہونے پائے گی۔

لرزہ خیز پیغام

از جناب محمد اسرائیل خان صاحب کوٹہ

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

اللہ تبارک تعالیٰ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا یہانتک کہ قوم خود اپنی حالت کو بدلے

یہ امر مسلم ہے اور تاریخ بھی اس پر شاہد ہے کہ دنیا میں ہر ایک قوم اسی وقت زندہ اور برسر اقتدار رہی جب تک اپنے اصول کی پابندی اور مذہبی شعار کو احترام کی نگاہ سے دیکھنا اس کا نصب العین رہا اسی کی اشاعت نفوس انسانی کی اصلاح اور مقاصد تخلیق عالم کے اظہار کے لئے انبیاء کرام کی بعثت ہوتی رہی اور جب تک یہ محرم اسرار لوگ اس دنیا میں رہے ان رموز کو برملا کہتے رہے سولی پر چڑھا دئیے گئے رسوا ہوکر آلام و مصائب کے نشانہ بن کر خلق خدا کو آمادہ عمل کرتے رہے۔

لیکن جب کبھی امتداد زمانہ یا سرکشی کے باعث لوگ اس سے برگشتہ اور اصول و قوانین کی قیود سے آزاد ہو کر شتر بے مہار ہوئے جبار حقیقی کی گرفت نے اپنے حصار میں لیا۔

بنی اسرائیل کو یوم شنبہ میں شکار کی ممانعت اور اس کے بعض مفسد اور ناعاقبت اندیش افراد کی سرگردانی اور اس پر قہر ربانی کا متحرک ہونا اور کُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ دھتکارے ہوئے بندر ہو جاؤ، کا مستحکم اور لاٹل حکم اسی کا نمونہ ہے۔

موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم دیا جاتا ہے کہ قوم عمالقہ سے جنگ کرو حسب الحکم قوم کو لیکر روانہ ہوتے ہیں جب قوم ان کی ضخامت اور قوت سے باخبر ہوتی ہے صاف انکار کر دیتی ہے اور کہتی ہے فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ یعنی اے موسیٰ ہم ان سے جنگ کرنے کی قوت نہیں رکھتے اگر یہ امر ربی ہے، تو تم اور تمہارا خدا جاکر لڑو ہم یہیں بیٹھے ہیں۔

غرض قوم صاف جواب دیدیتی ہے موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام معہ برادر ہارون علیہ السلام جنگ کر کے ظفر مند نا پس ہوتے ہیں اور اس ناسپاس اور نافرمان قوم پر عتاب ہوتا ہے کہ چالیس سال تک اس لق و دق میدان تیہ میں بھٹکتے رہیں۔

کیا اس قہر ربانی کا باعث انحراف احکام الٰہی نہ تھا علاوہ ازیں قوم لوط پر پتھر برسانے میں کیا رموز تھے۔ قوم ہود کی بربادی کن وجوہ سے ہوئی کس جرم کی پاداش میں نعمت دارین سے محروم رکھے گئے۔ نمرود شداد فرعون وغیرہ ہم کو تاج و تخت سے محروم اور نیست و نابود کرنے والے اسباب کیا تھے وہی خالق اکبر کے لرزہ خیز اور ہیبت انگیز احکام کی مخالفت۔

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم اللہ تبارک و تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا یہانتک کہ قوم خود اپنی حالت بدلڈالے اور اپنے اندر اس قسم کے اسباب پیدا کرے۔

ایک حقیقت شناس اور نتیجہ رس طبیعت معمولی غور و تامل کے بعد بآسانی اس نظریہ کو حل کر سکتی ہے کہ اسلام کی حقیقت کیا ہے اس کو کن خدمات کے انجام دہی کی غرض سے دنیا میں بھیجا گیا لفظ اسلام کا حقیقی موضوع موجودہ عام حالت اسلامی ہے کیا مسلمانوں کو اسی ذلت و مسکنت نکبت و افلاس کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں اسلام عالم کائنات کیلئے آخری مکمل دستور رب العالمین کا فرمان عالیشان ان الدین عند اللہ الاسلام اگر اللہ رب العزت کے نزدیک کوئی سچا دین ہے تو مذہب اسلام ہے اسلام وہ ہے جس کے لئے رب کا آخری اولوالعزم پیغمبر بول اٹھا کہ اگر سورج میرے ایک ہاتھ میں اور چاند دوسرے ہاتھ میں رکھدیا جائے تو میں اپنی بات سے باز نہ آؤں گا اسلام عالم کی رہنمائی اور عالمگیر ظلمت و تاریکی سے نکال کر شریعت غرہ کا راستہ بتانے کو آیا مسلمانوں سے وعدہ کیا گیا اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ تمہیں بلند و برتر رہو گے تمہارے لئے غلبہ و نصرت ہوگی بشرطیکہ تم مومن رہے۔ اصول ملت کے پابند رہو اور تصنع کجروی و خود پرستانی سے ہٹ کر صفات اسلامی کے امین رہے تمہیں تو تجھے انتم الاعلون کے سرمایہ داروں میں تمہاری اس ریا کا جام گردش نہ ہوتا چنانچہ جب تک مسلمان اپنے صفات سے متصف رہے اکرام الٰہی سے بہرہ اندوز تھے ان کی سطوت و جلالت اور عظمت و ہیبت کے ناقابل انکار واقعات شرمندہ بیان نہیں شاہان جہاں کے تاج ان کے پیروں سے ٹھکراتے تھے بڑے بڑے جبروت والے بادشاہوں کے تخت الٹ دیئے قیصر و کسریٰ کے محل میں انھیں کے نعرہائے تکبیر نے زلزلہ ڈالدیا جدھر رخ کرتے تھے فتح و نصرت ساتھ تھی۔

لیکن صد آہ اگر آج تیرہ سو سال کے بعد اسلام کا لہلہاتا ہوا چمن بادِ حوادث اور سموم اختلاف کی وجہ سے پژمردہ ہو رہا ہے اگر اس کی پرورش بربادی کے سپرد اور ہر گوشہ مایوسی اور شکست کا ماتم بن گیا ہے۔

اگر آج اس کی بربادی اور خستہ حالی کے افسانے دشمنوں کے قلوب کو مسرور کر رہے ہیں، اگر آج اس کی عبرت خیز اور غیرت انگیز خانہ ویرانی اور بےحرمتی اس کے متبعین کے جذبات کو برانگیختہ نہیں کرتیں اگر ان کے بیکانہ سجدے اور دعائیں غیر متاثر ثابت ہو رہی ہیں۔ ان کی جگر سوز اور دلفگار آہیں خداوندکریم کی غیرت اور شان عفو کو متحرک نہیں کر سکتیں۔ اگر ان کے بخت خوابیدہ رحمت رحمۃ للعالمین سے محروم ہو رہے ہیں اگر ساقی اور ساغر بلا میں ہر طرف سے ان کے اجڑے ہوئے جھونپڑوں کو ڈھونڈ ڈھونڈھکر ویران کر رہی ہیں۔ تو اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ مسلمان اصول ملت بیضا سے ناآشنا اور احکام شریعت غرہ سے برگشتہ ہو رہے ہیں۔

شرطیہ ڈھائی مہینے میں انگریزی آجائیگی

اگر آپ مومن صاحب کی انگلش ٹیچر کا ایک سبق سمجھکر روزانہ پڑھ لیں گے صرف ایک گھنٹہ روزانہ محنت کی ضرورت ہے اور کسی استاد کی حاجت نہیں یہی وہ کتاب ہے جو دو سال میں تین ہزار فروخت ہوگئی اس سے بہتر انگریزی سکھانے والی کتاب آجتک نہیں لکھی گئی ضخامت تقریباً ۳۰۰ صفحات قیمت صرف ایک روپیہ محصول ۶ کل ۱۶ عمر

(منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے)

بنیادکار

(از جناب مولوی عبدالماجد صاحب دریابادی)

اصلاح کی آوازیں مدت سے ہر طرف سے آرہی ہیں لیکن یہ گتھی ابھی تک نہیں سلجھ سکی ہے کہ اصلاح کیونکر ہو؟ کوئی کہتا ہے کہ اصلاح کا اصلی ذریعہ انگریزی تعلیم ہے کسی کی رائے ہے کہ تجارت و حرفت، کسی کا کہنا ہے کہ مغربی تمدن کا اختیار کرلینا اور کسی کا خیال ہے کہ وطنی جذبہ کو ترقی دینا غرض جتنے منہ اتنی باتیں ہیں اور کوئی وجہ نہیں کہ انسانی دماغ، طریق کار اور طریق اصلاح کے بارے میں ایک نقطہ پر جمع ہونے والے مشکل ہی سے ملیں گے۔

الجھاؤ اور پیچیدگی انسانی دماغ اور بشری عقل کا لازمی خاصہ ہے جس بات کو چند انسان محض اپنی عقل کے سہارے پر سوچیں گے اس میں ضروری ہے کہ ایسی ہی الجھنیں پڑتی رہیں صفائی اور سلجھاؤ صرف خدائی کلام کے ساتھ مخصوص ہے ہر قوم کی اصلاح جیسا اہم مسئلہ ہے سب پر ظاہر ہے نا ممکن تھا کہ اتنی بڑی اور اتنی ضروری چیز کے لئے کوئی صاف اور کھلی ہوئی ہدایت مسلمانوں کو اپنے خدائی ہدایت نامہ میں نہ ملے مسلمان رہنماؤں کی اب تک بڑی بھول یہی رہی ہے کہ اصلاح کی صاف اور سیدھی راہ کو اس ہدایت نامہ میں تلاش کرنے کے بجائے اپنی عقل اور قیاس سے اب تک کام لیتے رہے ہیں۔

خدائے پاک کے کلام پاک کا ایک ہی مجموعہ اس وقت تک محفوظ حالت میں ہے جس میں کوئی انسان کوئی ہلکی سی تبدیلی بھی نہیں کر سکتا ہے اور اس کا نام قرآن ہے اس میں نیک بندوں کے بہت سے طبقے قرار دیئے ہیں صالحین اولیا، عابدین، شہدا، متقین صادقین، مومنین، مہتدین، صدیقین، محسنین وغیرہ اور سب کی شناختوں اور سب کے الگ الگ درجوں کو کھول کر بیان کیا ہے ان سب گروہوں کے علاوہ ایک خاص گروہ کا نام اس نے مصلحین یعنی اصلاح کرنے والے رکھا ہے اور اس طبقہ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے والذین یمسکون بالکتاب واقاموا الصلوٰۃ انا لا نضیع اجر المصلحین اور جو لوگ کتاب الٰہی کو مضبوط تھامے رہتے ہیں، ہم مصلحوں کے ثواب کو ضائع نہیں کرینگے۔"

بعض مفسرین نے مصلحین سے مراد محض نیک کاروں سے لی ہے لیکن ظاہر ہے کہ محض نیک کاری کے مفہوم کو ادا کرنے کے لئے عربی میں بہت سے دوسرے الفاظ ہیں اور قرآن میں بار بار وہی استعمال ہوئے ہیں "مصلحین" سے کھلی ہوئی بشارت ان لوگوں کے لئے نکلتی ہے جو اپنی ذاتی نیک کرداری و نیکی کے علاوہ دوسروں کی فلاح و بہبود ترقی و اصلاح کی فکر میں بھی رہتے ہیں اور ان کی دو شناختیں یہاں بیان فرمادی ہیں۔

(۱) ایک یہ کہ یہ لوگ تمسک بالکتاب کرتے رہتے ہیں یعنی اپنے ہر قول و عمل کے لئے سند کتاب الٰہی سے تلاش کرتے ہیں قرآن ہی سے ہدایت و بصیرت حاصل کرتے ہیں اور اپنی ساری زندگی کا رشتہ قرآن ہی سے جوڑے رہتے ہیں۔

(۲) دوسرے یہ کہ یہ لوگ نہ صرف نماز پڑھتے ہیں بلکہ اقامت صلوٰۃ کرتے رہتے ہیں یعنی نماز کو کبھی کبھی اور بلا قید جماعت اور غیر اہم سمجھ کر نہیں پڑھ ڈالتے بلکہ ذوق و شوق سے اسے اپنا سب سے بڑا اور پہلا فرض سمجھ کر وقت و جماعت و صحت ارکان کے شرائط و قیود کے ساتھ بہ اہتمام ادا کرتے رہتے ہیں۔ اب مسئلہ بالکل صاف ہوگیا خدا کی بتائی ہوئی سیدھی سیدھی اور بے خطر شاہراہ مل گئی اس کو چھوڑ کر انسانی وہم و قیاس، ظن و گمان کی اٹکل اور اندازوں کی بنائی ہوئی پگڈنڈیوں پر چلنا کسی مسلمان، کسی ہوشمند و صاحب دانش انسان کا کام نہیں ہوسکتا ہے۔

ترقی و اصلاح کا ہنگامہ ایک مدت سے برپا ہے لیکن اب تک جیسے عمل کی کامیابی نہیں ہوئی ہے اس کا سبب یہی اور شاید صرف یہی ہے کہ ہم بنیاد کار کی طرف سے غافل و بے پرواہ ہو کر ساری توجہ دیواروں کے نقش و نگار اور چھت کی کڑیوں اور شہتیروں پر صرف کرتے رہے ہیں ہمارے انگریزی تعلیم یافتہ بھائی اس دھن میں پڑے رہتے ہیں کہ قوم کے سامنے مغرب کی ترقی یافتہ قوموں کا نمونہ رکھیں اور انگلستان و فرانس جرمنی و امریکہ کی دولت و ثروت علم و تعلیم و تہذیب و شائستگی کو اپنے لئے دلیل راہ بنائیں گروہ علما، و صوفیہ و مشائخ نے اپنے اپنے عقیدہ کے مطابق کسی بزرگ یا شیخ وقت کے بعض اصلی یا فرضی طریقوں کو سختی کے ساتھ پکڑ رکھا ہے اور اسی پر قائم رہنا شاید وسیلہ نجات اخروی و فلاح دنیوی سمجھے ہوئے ہیں عام مسلمانوں کے سامنے راستہ اور بھی دھندلا اور منزل مقصود گم ہے وہ بیچارے ہر قسم کے غیر اسلامی خیالات و اوہام کا شکار ہو رہے ہیں۔ ان سب گروہوں میں جو مخلص اور نیک نیت اشخاص ہیں انھیں اپنی نیک نیتی کا اجر یقیناً ملیگا لیکن اس سوال کی جوابدہی ہم سب کو کرنا ہوگی کہ ہم نے خدا کی بتائی ہوئی شاہراہ یعنی تمسک بالکتاب کو ہمارے ہر جھگڑے کو چکانے والی ہمارے ہر اختلاف کا فیصلہ کرنے والی ہمیں ہر معاملہ میں راہ ہدایت دکھلانے والی ہمارے ہر اختلاف کا فیصلہ کرنے والی صرف کتاب الٰہی ہونی چاہیئے قانون سرکاری کی دفعات مغربی سائنس کی تحقیقات ارسطو اور افلاطون کی عقلی آرائی اسپنسر و برگسان کی فلسفہ تراشی ہمارے لئے سب بیکار ہے کسی فقیہ اور کسی صوفی کا قال یا حال ہمارے لئے ہر صورت میں دلیل قطعی کا حکم نہیں رکھ سکتا ہمارا اصلی حاکم حقیقی ہادی اکیلا رہبر ہر حال میں اور ہر صورت میں ہر موقع اور ہر محل پر ہر ملک اور ہر زمانہ میں صرف کلام ربانی ہے۔

اس عقیدہ صحیح کے حصول اور سرچشمہ ہدایت کی شناخت کے بعد عملی زندگی میں ہمارا سب سے پہلا اور سب سے بڑا فرض نماز اور اس کی اقامت ہے نماز اگر اپنے شرائط و قیود کے ساتھ ٹھیک وقت پر جماعت کے ساتھ مسجدوں کے اندر طہارت جسم و طہارت قلب کے لحاظ رکھ کر نیک نفس اماموں کے پیچھے ادا کی جانے لگی تو دیکھتے دیکھتے ساری قوم کی کایا پلٹ ہوسکتی ہے وقت کی پابندی خیال مساوات فرقتی صفائی جسم آپس میں ہمدردی یکجہتی ایک دوسرے کی ضروریات سے باخبری وغیرہ بیشمار فائدوں اور برکتوں کا ظہور اسی دنیا میں نمایاں طور پر ہوسکتا ہے اور وہ کام جو سالہا سال کی کمیٹیوں اور جلسوں تقریروں اور لکچروں، چندوں اور رزولیوشنوں سے انجام نہ پاسکا بہت ہی تھوڑی مدت میں پورا ہوسکتا ہے حضرات صحابہ کے حالات پڑھو پڑھ کر ہم آپ نہیں بیگانہ اور اغیار بھی دنگ رہ جاتے اور جس تیزی کے ساتھ انہوں نے ہر شعبہ میں کامیابی حاصل کرلی تھی اس پر خود اہل مغرب بھی حیرت کرتے ہیں ان کی اس حیرت انگیز کامیابی کا سارا راز یہی تھا کہ علم قرآن کی زبان سے سن کر اور اس کے فیض صحبت سے فائدہ اٹھا کر انہوں نے قرآن کو اپنا نان و حال دونوں بنا لیا تھا ان کا علم ان کی شائستگی ان کا تمدن ان کا اخلاق ان کا فلسفہ ان کی فقہ ان کا تصوف جو کچھ تھا قرآن ہی تھا اور نماز کے وہ عاشقوں میں سے تھے جس شمع کے وہ پروانے

[illegible]

بڑا دھوکا

(از جناب مولوی عبدالماجد صاحب دریاآبادی)

کہا جاتا ہے کہ زمانہ بدل گیا ہے زمانہ کے حالات بدل گئے ہیں جن طریقوں سے رسول خدا اور ان کے صحابیوں نے اپنے وقت میں کامیابی حاصل کی تھی وہ اس موجودہ زمانہ کے لئے (نعوذ باللہ) ناکافی، ناموزوں، بلکہ مضر ہیں اس لئے انھیں چھوڑ کر ہمیں انگلستان امریکہ کی ریس پر چلنا چاہیے جاپان کا نمونہ پیش نظر رکھنا چاہیے یا ہندوستان کی دوسری قوموں کا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے۔

یہی وہ بڑا دہوکا ہے جس میں پڑ کر ہمارے لاکھوں کروڑوں بھائی راہِ راست سے دور جا پڑے ہیں انگریزی خوانوں کا ذکر نہیں بہت سے خاندانی مولوی مشائخ اور پیرزادے بھی یہی بولی بولنے لگے ہیں لیکن ذرا سمجھ سے کام لیا جائے تو یہ دہوکہ کھلا کرتا ہے۔

کہتے ہیں کہ زمانہ بدل گیا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ زمانہ کس حیثیت سے اور کس معنی میں بدل گیا ہے؟ اور اس تبدیلی کی شہادتیں آخر کون سی ہیں اور کہاں ہیں؟ کیا اشیاء کے خواص طبعی وکیمیاوی کچھ سے کچھ ہو گئے؟ کیا پہلے آگ جلاتی تھی اور اب نہیں جلاتی کیا پہلے پانی ڈبوتا تھا اور اب نہیں ڈبوتا۔ کیا اب آفتاب روشن ہو گیا ہے اس وقت نہ تھا؟ کیا قدرتی تقسیم سال، مہینہ، ہفتہ دن اور رات میں پہلے نہ تھی کیا دواؤں اور غذاؤں کی تاثیریں اب بدل گئی ہیں، گرمی سردی خشکی تری خاک اور پانی، ہوا اور آگ، وزن ومسافت، روشنی وکشش غرض کائنات مادی جسمانی کے جو اصول، قانون اور ضابطے آج سے تیرہ چودہ سو برس اُدہر تھے کیا ان میں سے کسی میں ایک ذرہ بھی فرق ہوا ہے؟

پھر کیا کوئی فرق اخلاق نفسیات وروحانیات کی دنیا کے آئین ونظام میں واقع ہو گیا ہے؟ کیا غصہ، رنج اور خوشی کے جذبات سے اس زمانہ کے لوگ ناآشنا ہوتے تھے کیا نفاق وعداوت کا وجود اس زمانہ میں نہ تھا؟ کیا جھوٹ اور مکر سے اخلاق مفسدہ اس وقت پیدا نہیں ہوتی نہیں کیا دلکہ سکہہ لذات والم کا احساس اس وقت نفس انسان کو نہ تھا کیا بدی کے انجام بد اور نیکی کے انجام نیک کا جو دستور فطرت آج ہے وہ پیشتر نہ تھا کیا جزا وسزا ومکافات عمل کے قانون اس وقت معطل تھے غرض روحانی وجسمانی اخلاقی ومادی نفسی وجسمی ہر حیثیت سے موجودات کا سارا نظام اور سارا آئین ٹھیک انھیں قاعدوں اور ضابطوں کے ماتحت چل رہا ہے جن کے ماتحت ہمیشہ سے چلا آرہا ہے فرق جو کچھ ہوا ہے وہ جزئیات وتفصیلات میں ہوا ہے پہلے ایک قسم کی غذا پسند کی جاتی تھی اب دوسری پسند کی جانے لگی ہے پہلے مسافت بہت دیر میں طے ہوتی تھی اب اس کے لئے نہایت تیز سواریاں نکل آئی ہیں پیشتر باہمی میل جول کے جو آداب وطریقے تھے اب ان سے بدلے ہوئے نظر آتے ہیں وقس علی ہذا۔

لیکن اس قسم کی تبدیلیاں تو ایک ہی وقت میں دنیا کے مختلف ملکوں بلکہ ایک ہی ملک کے مختلف حصوں اور ایک ہی آبادی کے مختلف ٹکڑوں اور گروہوں بلکہ ایک ہی خاندان کے مختلف فردوں میں نظر آتی رہتی ہیں تفصیلات وجزئیات کی یہ گوناگونی لازمہ بشریت ہے اور ان حدود کے اندر انسان کو اس کے ہمہ داں پروردگار نے آزاد وخود مختار چھوڑ دیا ہے لیکن جہانتک عام اصول اور کلیوں کا تعلق ہے دنیا آج ہر حیثیت سے ٹھیک اسی نقطہ پر ہے جہاں اپنے آغاز سے قائم رہی ہے اور جہاں اپنے انجام تک قائم رہے گی۔

بس اس لئے لازمی ہے کہ سچا مذہب اپنے احکام وتعلیمات کے دو مختلف حصے کردے ایک وہ جو دائمی صداقتوں، ابدی حقیقتوں اور نہ بدلنے والی سچائیوں پر مشتمل ہو اور دوسرا وہ جو گرد وپیش کے جزئی حالات کے ساتھ ملک، جماعت وفرد کے لئے برابر بدلتا رہتا ہے چنانچہ اسلام نے بھی کیا پہلا جزو وہ ہے جسکی لفظی تعلیم رسول نے دی ان تعلیمات کے مجموعہ کا نام کتاب اللہ وسنت رسول ہے جس کا ہر ہر حرف ہر ملک اور ہر زمانہ کے لئے ہے دوسرے جزو کا کام فقہ ودیگر علوم مذہبی ہے جو اسلام میں بطور اصل کے نہیں بلکہ بطور فرع کے ہے اور جس میں ضروریات وقت وملک کے مطابق قیاس، اجماع وغیرہ کے ذریعہ سے تبدیلی ہر وقت ممکن ہے۔

کلام پاک کی بعض آیات میں اس تفریق کو بالکل صاف کر دیا ہے مثلاً آیۂ ذیل:-

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول	کہنا مانو اللہ کا اور رسول کا اور اپنے میں سے
واولی الامر منکم فان تنازعتم	حاکم کا لیکن اگر اس سے کسی بات میں اختلاف
فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول	ہو تو خدا اور رسول کے احکام اصلی کی طرف رجوع کرو

اولی الامر سے خواہ مسلمان حکام مراد لئے جائیں خواہ علماء، خواہ مرشدان طریقت غرض جو کوئی بھی ہوں انسان ہی ہوں گے ان کے احکام سے عام مسلمانوں کا اختلاف اسلام الکل جائز رکھتا ہے اور ایسی صورت میں مذ بیر یہ بتاتا ہے کہ اصل اصول یعنی خدا ورسول کی جانب رجوع کرنا چاہیے جن کے احکام قطعیت کا مرتبہ رکھتے ہیں۔

آج مسلمان تبلیغ وخلافت، علیگڈھ وندوہ ودیوبند، کانگرس ولیگ، جمعیتہ العلماء وبزم صوفیہ کے قضیوں میں الجھے ہوئے ہیں اور اس کو بھولے ہوئے ہیں کہ زندگی صرف اسی صورت میں قائم رہ سکتی ہے کہ اپنا رشتہ حیات حی وقیوم سے جوڑ لیا جائے خطرات سے حفاظت صرف اسی حالت میں ممکن ہے کہ محافظ حقیقی کے دامن میں پناہ لی جائے علم وتعلیم میں ترقی صرف اسی وقت ممکن ہے جب عالم الغیب والشہادۃ کی درسگاہ میں زانوئے شاگردی تہ کیا جائے کہ بجز اس ایک ملجا وماویٰ کے کہیں اس دنیا میں نصیب نہیں ہو سکتی سے ہیچ کنجے بے دد و

بقیہ [illegible]

ساوتری

ایک ہندو خاندان کا تبلیغی مقاصد کیلئے بہترین فسانہ جس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ ایک اجودھیا کا ہندو خاندان اسلام کی حقانیت کر متاثر ہو کر کس طرح مسلمان ہو گیا اور کفر وشرک کے مقابلہ میں ایک نومسلم خاتون نے کس طرح ہزار ہا مصائب برداشت کر کے اور باوجودیکہ لوہے سے داغی جانے کے آخر وقت تک مسلمان رہی یہ افسانہ سارے ہندوستان میں مقبول ہو چکا ہے اور مصر معارف اعظم گڈھ اور الجمعیتہ دہلی نے خاص طور پر اچھی تنقید لکھی ہے ان اہل خیر حضرات کے لئے جو اس فسانہ کو تبلیغ کے مقاصد کے لئے منگانا چاہیں اور ایک بڑی تعداد ناواقف مسلمانوں میں مفت تقسیم کرکے ثواب دارین حاصل کرنے کے متمنی ہیں ان کے لئے مخصوص رعایت کا اعلان کیا جاتا ہے ان کو ساوتری کی ۲۵ جلدیں ۴ ر فی روپیہ کمیشن کے حساب سے دی جائینگی صاحب ثروت مسلمانوں کو جلد توجہ کرنی چاہیئے ایک جلد کے خریدار کے لئے قیمت ۸ر محصول ۶ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مُصلح اور مُفسد کی پہچان

(از مولوی عبدالرزاق صاحب ملیح آبادی)

گذشتہ تیس سال سے یہ جملہ اس قدر بولا جارہا ہے کہ سنتے سنتے کان پک گئے مگر عملاً ذرا بھی اصلاح نہ ہوئی مسلمان جیسے گرے ہوئے کل تھے آج بھی ہیں آخر اس کی وجہ؟ وجہ یہ ہے کہ اکثر ”اصلاح“، ”اصلاح“ چلانے والے اصلاح سے ناآشنا ہیں بہت سے لوگ یہ لفظ تقلیداً بولتے ہیں لوگوں کو کہتے سنا خود بھی کہنے لگے بہت سے فیشن کے طور پر بولتے اور سمجھتے ہیں یہ بڑا ہے اچھے آدمی کے لئے اس لفظ کی تکرار ضروری ہے اور بہت سے ایسے بھی ہیں جو اپنے فساد کی گولیاں اس شکر میں لپیٹ کر مسلمانوں کو کھلاتے ہیں اور اس خوشنما ٹٹی کی آڑ میں کامیاب شکار کھیلتے ہیں غریب مسلمان ان جاہل مقلدوں، نمائشیوں اور فسادیوں کے ہاتھ میں گیند ہو رہے ہیں جسے ہر ایک اچھالتا اور گوجتا ہے۔

ناظرین سوال کرینگے کہ جب حالت یہ ہے تو ہم کھرے کو کھوٹے سے مصلح کو مفسد سے کیونکر پہچانیں؟ سوال معقول ہے جواب ذیل میں ملاحظہ ہو:-

سب سے پہلے ”اصلاح“ کے معنی سمجھ لینا چاہئیے جب یہ لفظ بولا جاتا ہے تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ خرابی موجود ہے جسے دور کرنا ہے ساتھ ہی خرابی کی جگہ اچھائی قائم کرنا ہے بس مسلمانوں کی اصلاح کا مطلب یہ ہوا کہ مسلمانوں میں خرابی آگئی ہے جسے دور کر کے ان میں اچھائی پیدا کرنا ہے یہ بات سمجھ لینے کے بعد کھرے کھوٹے کی پرکھ آسان ہو جاتی ہے جب کوئی اصلاح کا دعویٰ لیکر سامنے آئے تو اس سے پوچھو تم ہمارے لئے کیا کرنا چاہتے ہو؟ پہلے ہماری بیماری ہمیں بتاؤ پھر وہ دوا بتاؤ جو ہمیں پلاؤ گے اس سوال ہی سے پتہ چل جائیگا کہ ہمارا طبیب واقعی حکیم ہے یا خطرۂ جان۔

اس وقت اصلاح کے مدعی بہت ہیں مگر قوم میں کوئی تبدیلی نہیں چاہتے ایک طرف وہ ہمارے کہتے ہیں ”قوم بیمار ہے“ دوسری طرف اسے ہر طرح کی ناجائز کے استعمال اور تبدیل آب و ہوا سے منع کرتے ہیں نہیں بلکہ وہی پرانے نسخے کے پیالے پلائے جاتے ہیں جنہوں نے بیمار کو اس حالت پر پہنچا دیا ہے زیادہ صاف لفظوں میں یہ کہ وہ مسلمانوں کے نقص اور خرابی کے تو قائل ہیں مگر ان کی موجودہ مذہبی، اخلاقی، اجتماعی، سیاسی حالتوں میں ذرا بھی تبدیلی گوارا نہیں کرتے بلکہ اور زیادہ جمود اور موجودہ حالت کو اور زیادہ بدتر بنانے کی دعوت دیتے ہیں ظاہر ہے کہ ایسے لوگ مصلح نہیں ہو سکتے کیونکہ اگر مصلح ہوتے اور اصلاح کے حامی ہوتے تو موجودہ خراب حالت کی تبدیلی کے ضرور خواہاں ہوتے ایسے لوگوں سے مسلمانوں کو کہنا اور صاف کہدینا چاہئیے کہ تم مصلح نہیں جامد ہو اگر موجودہ حالت درست ہے اس کی تبدیلی ضروری نہیں ہے تو پھر اصلاح کس چیز کی چاہتے ہو؟ مبہم اور گول لفظوں میں نہیں صاف صاف بتاؤ ہم کیا کریں؟ گن کر ایک، دو، تین میں کہو تم کیا چاہتے ہو اگر یہی موجودہ تنگ خیالی زید، عمرو، بکر کی پیروی، شعبدے ڈھکوسلے خرافات خزعبلات تمہاری جھولی میں بھرے ہیں تو ہمیں ان سے معاف رکھو کیونکہ انھیں چیزوں نے ہمیں مارا ہے انھیں ہری بھری ہوئی چھریوں سے تمہارے اگلوں نے ہمیں ذبح کیا ہے۔

ہم نہیں جانتے یہ مدعیان اصلاح ان باتوں کا کیا جواب دیں گے وہ کہیں گے دیکھو انگریزیت تمہاری بیماری ہے مغربی تمدن نے جال ڈال کر تمہیں پھانس اور جکڑ باندھ کر دیا ہے تم پھڑ پھڑا کر اس جال سے نکل آؤ اور اپنے مذہب کا سرمہ چشم بینا لگاؤ، آنکھوں میں نور دل میں سرور پیدا ہوگا دلیل میں وہ مسلمانوں کے پچھلے کارنامے پیش کر کے کہیں گے کہ مسلمانوں کو یہ عروج اپنے مذہب کی پیروی سے حاصل ہوا تھا اور یہ پستی صرف مذہب سے دوری کا نتیجہ ہے۔

یہ جواب بہت عام اور مسلمانان ملک میں صد درجہ مقبول ہو رہا ہے ہر کوئی اصلاح کا جعلی جھنڈا اسے کر اٹھتا ہے اور یہ خوشنما جملے بول کر مسلمانوں کی توجہ اور ہمدردی حاصل کر لیتا ہے لیکن اس کی تہ میں بھی ایک نہیں دو بڑے دھوکے موجود ہیں جن کی پردہ دری نہ کی گئی تو مسلمان یوں ہی ہمیشہ ”اصلاح، اصلاح“ پکارتے رہیں گے اور اصلاح کبھی بھی نہ ہوگی وہ دھوکے کیا ہیں؟

پہلا دھوکہ یہ ہے کہ انگریزیت یا مغربیت ہماری بیماری نہیں ہے بلاشبہ وہ اپنی جگہ پر ایک مہلک طاعون ہے مگر ان نیم حکیموں نے ہمارے جسموں میں اس کی موجودگی کی غلط تشخیص کی ہے کیونکہ اس وبا کے شروع ہونے سے بہت پہلے ہم بیمار ہو چکے تھے اگر اس کے جراثیم کہیں کہیں دکھائی دیتے ہیں تو اس وجہ سے نہیں کہ ہم اس طاعون میں مبتلا ہیں بلکہ اس وجہ سے ہیں کہ ہم پہلے سے بیمار تھے بیشمار امراض ہمیں لاحق تھے جسم میں مقابلہ کی قوت باقی نہ رہی تھی اس لئے چند جراثیم اس بیماری کے بھی آگئے ہیں۔ مگر ہماری اصلی بیماری مغربیت نہیں ہے بلکہ کوئی اور ہی ہے جو اسی مشرق کی پیداوار ہے۔

دوسرا دھوکہ زیادہ باریک اور ذرا غور سے نظر آئے گا۔ ہمیں اس سے اختلاف نہیں کہ ہمارا عروج مذہب سے ہوا تھا اور زوال ترک مذہب سے ہوا ہے نیز یہ بھی مسلم ہے کہ دوبارہ ترقی مذہب کی پیروی سے ہوگی بظاہر معلوم ہوتا ہے اس باب میں ہمارے اور مدعیان اصلاح کے درمیان کوئی اختلاف نہیں لیکن نہیں اس اجمالی اتفاق کے بعد ہی اختلاف شروع ہوتا ہے بلکہ ہماری اور ان کی راہیں بالکل الگ الگ ہو جاتی ہیں کیونکہ ان کا بڑا دھوکہ اسی جگہ چھپا ہوا ہے ہمارا ان سے سوال ہے کہ مذہب سے تمہاری کیا مراد ہے؟ کس مذہب نے مسلمانوں کو دنیا و آخرت کی سعادتیں بخشی تھیں۔ کس مذہب نے ان کو اس بلندی سے گرا کر اس پستی میں ڈھکیلا ہے مدعیان اصلاح کو ان باتوں کا جواب دینا چاہئیے اپنے جواب ان سے وہ پرکھے جائینگے۔

اگر وہ کہیں وہ مذہب یہی موجودہ مذہب ہے جو عوام میں مقبول ہے تو فوراً سمجھ لینا چاہئیے کہ وہ مصلح نہیں جاہل یا مفسد ہیں اور ان سے بیدھڑک کہدینا چاہئیے کہ ہمیں اس مذہب کی ضرورت نہیں کیونکہ صدیوں سے ہم اس مذہب پر قائم ہیں مگر ترقی کے بجائے برابر گر رہے ہیں اگر یہ مذہب ترقی کا ذریعہ ہوتا ہم کیوں گرتے ترقی کیوں نہ کرتے؟ ایک ہی چیز دو مختلف نتیجے پیدا نہیں کر سکتی اگر ہمارے اور پرانے مسلمانوں کا مذہب یہی مذہب تھا جو آج ہمارا ہے تو ان کی وہ حالت

اور ہماری یہ حالت نہ ہوتی ضرور ہے ان کا مذہب کچھ اور ہوگا جس نے انھیں اس بلندی پر پہنچایا تھا اور ہمارا یہ مذہب کچھ اور ہے جس نے ہمیں اس گڑھے میں گرایا ہے اگر تم وہ پُرانا مذہب جانتے ہو تو ہمیں بتاؤ۔

مسلمانوں نے مذہب سے ترقی کی تھی اور مذہب ہی سے تنزل کیا ہے اس کے کیا معنی ہیں کہ جب مسلمان اس مذہب پر قائم تھے جو اللہ کا دین خالص تھا جو کتاب اللہ کا دین تھا جو رسول اللہ کا دین تھا تو برابر اٹھتے اور بلند ہوتے رہے مگر جب انہوں نے اس دین الٰہی سے منہ پھیر لیا اور بدعات و خرافات کو دین ٹھیرا لیا کتاب اللہ کو پس پشت ڈالا سنت رسول اللہ کو نظر انداز کر دیا زید، عمر، بکر، کو اربابا من دون اللہ بنا لیا، حبل المتین کو چھوڑ دیا، عروۃ الوثقیٰ سے ہاتھ کھینچ لیا، ظنون واوہام کو اپنا قبلہ بنایا تو گرے اور ایسے گرے کہ اب تک اٹھنے کا نام نہ لیا اور اس وقت تک ہرگز نہ اٹھیں گے جب تک کہ اپنی موجودہ کجروی پر قائم اور اس لیکھ پر گامزن ہیں جو شیطان نے اپنی منحوس انگلی سے ہلاکت کے اندھیرے گھپ غار تک کھینچ دی ہے۔ مسلمانوں کا دین صرف وہ دین ہے جو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ میں موجود ہے اس کے علاوہ ان کا اور کوئی دین نہیں کیونکہ جو دین اس کے علاوہ ہے خدا کی نظر میں ضلالت ہے گمراہی ہے زیغ ہے اتباع طاغوت ہے۔

اس روشن نکتہ کے سمجھ لینے کے بعد اصلاح و افساد مصلح و مفسد کی شناخت آسان ہو جاتی ہے جو موجودہ دین سے بیزار ہو کر کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کی طرف بلائے مصلح ہے جو موجودہ مذہب ہی کو درست اور کتاب و سنت رسول اللہ کے مطابق بتائے سمجھ لو جاہل ہے یا مفسد۔ کیا مسلمان اس بے خطا کسوٹی پر اپنے موجودہ پیشواؤں کو پرکھیں گے؟ اگر ایسا کریں گے تو آدھے فتنوں سے بچ جائیں گے اور اصلاح کا مبارک دروازہ کھل جائے گا۔

کام شروع کرنے سے پہلے انجام معلوم کرو

ہر کام شروع کرنے سے پہلے مسنون طریقہ یہ ہے کہ استخارہ کر لیا جائے اگر اس کام کا انجام اچھا ہو تو اسے شروع کیا جائے ورنہ ترک کر دیا جائے بزرگان دین نے محض اس خیال سے کہ مسلمان نجومیوں رمالوں اور کاہنوں کے پھندے میں پھنسکر اپنے ایمان کو خراب نہ کریں ایسے ایسے صحیح فالنامے لکھے ہیں کہ جن سے ہر کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے ان بزرگوں میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی جو بڑے پایہ کے صوفی عالم گذرے ہیں انہوں نے ایک فالنامہ بنام استخارہ قرآنیہ عربی میں لکھا تھا جس سے ہر کام کا انجام قرآن مجید کی آیت سے معلوم ہو سکتا ہے ہم نے اس کا ترجمہ کر کے اس کے ساتھ قرعۃ الانبیا یعنی فالنامہ پیغمبران اور فالنامہ اولیاء کرام فالنامہ حضرت غوث الاعظم فالنامہ دیوان حافظ و دیگر فالنامے ایسے اعلیٰ اور مستند شامل کر دیئے ہیں یہ فالنامے ایسے صحیح ہیں کہ ان سے ہر ایک کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے اس فالنامہ کا نام

فالنامہ ناصری

ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ ایسی اعلیٰ اور مستند فالناموں کی کتاب اس سے پیشتر شائع نہیں ہوئی لکھائی چھپائی کاغذ اعلیٰ ٹائیٹل رنگین قیمت ۸/

ملنے کا پتہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

لیلۃ القدر کی دُعا

(از جناب مولانا عارف صاحب ہسوی)

اے کائنات عالم کے خالق۔ اے دن رات کے مالک اور اے چاند سورج تاریکی و روشنی کے پروردگار اور اے وہ ذات مقدس جو ظلمت کو نور سے تاریکی کو اجالے سے خزاں کو بہار سے اور یاس کو امید سے بدلنے پر قادر و مختار ہے ایک عاجز و درماندہ بندہ دل کی شکستگی اور روح کی فتادگی کے ساتھ تیرے حضور میں حاضر ہوا ہے تاکہ اپنی درماندگی و درمستگی کا مداوا تیرے فضل و احسان کے خزانہ عام سے طلب کرے۔

اے عاجز نواز بے نیاز تیری مقدس ذات بے نواؤں کا سہارا اور تیری مقدس ہستی دکھیاروں کی جائے پناہ ہے۔ تو سب کی سنتا اور سب کی مرادیں بر لاتا ہے۔ تو ہر ایک پرواہ رب ہے ہر کا رازق و محافظ و روزی رساں ہے اور ہر ایک کے درد اور دکھ کا مداوا تیرے ہی پاس ہے جب طوفانی سمندروں میں شکستہ اور بوسیدہ کشتیاں گھر جاتی ہیں اور ایک ایک لہر موج اجل بنکر مسافروں کو گھیر لیتی ہے جب پانی پہاڑ بنکر ان کے سروں پر لوٹ پڑتا ہے اور جب کشتی اور جہاز کے تختے مسافروں کے خلاف سازش کر کے منفرق اور منتشر ہو جاتے ہیں اور جب مخالف ہوائیں بادبانوں کے چونکے بجاتے ہیں اس وقت اے خالق بحر امواج تو ہی ہوتا ہے جو ان مصیبت کے مارے مسافروں کو طوفان خیز سمندر کی تہا موجوں سے نکال کر ان کو ساحل مراد پر لاتا اور پھر از سر نو دوبارہ زندگی بخشتا ہے۔ اور اے قادر ذوالجلال تو ہی ہے جو بھٹکے ہوئے مسافروں کو راہ دکھاتا نا امید مریضوں کو صحت بخشتا اور گم کردہ راہ قافلوں کو منزل پر پہنچاتا ہے تو نا امیدی کو امید سے اور نامرادی کو مراد سے اور مایوسی کو آس سے بدل دیتا ہے تو ناممکن کو ممکن اور محال کو آسان کر دیتا ہے وہ جو خشک زمین سے ہرے بھرے پودے اگاتا ریتیلے میدانوں میں دریا بہاتا اور پتھروں سے ٹھنڈے پانی کے چشمے جاری کرتا ہے وہ تیری ہی قادر و قیوم ذات ہے تو سوکھے کھیتوں کو پل میں ہرا اور خشک ڈالیوں کو دم میں سرسبز کرتا ہے تیرے پاس کسی چیز کی کمی نہیں سب تیرے محتاج اور تو سب کی حاجت روا ہے تو بے آسوں کی آس ہے اور سوتے جاگتے سب کے پاس ہے تو نیک اور بد اچھے اور برے متقی و بدکار غرضکہ اے میرے پروردگار سب کا غمخوار اور سارے سنسار کا والی و مددگار ہے میں بھی تیرا ایک گنہگار بندہ ہوں اور سوا تیرے در کے کوئی دوسرا سہارا نہیں رکھتا تیری ہی ذات پر بھروسہ اور تیری ہی رحمت کا آسرا ہے اگرچہ میں بالکل خالی ہاتھ اور حسن عمل سے تہی دامن ہوں بلکہ دامن ہستی کا ایک ایک تار گناہ اور معصیت کی گندگی میں لپا ہوا ہے اور سارے ایام زندگی تیرے احکام سے سرتابی اور تجھ سے سرکشی میں گذری مگر اے غفور و رحیم خدا تیری بندہ نوازی اور ستاری و غفاری کے بھروسہ سے میرا دل کبھی خالی نہیں ہوا بلکہ ہمیشہ میری معصیت شعاری اور گناہ کی جرأت سکار شستہ تیری انابت پذیری و عفو و درگذری کے ساتھ جڑا رہا ہے میں نے تجھ سے نڈر ہو کر معصیت پر کبھی اصرار نہیں کیا اور رنج و راحت غم و خوشی اور دکھ اور سکھ ہر حال میں تیرا دھیان رہا اور تیرے ہی نام کا پاس مجھے ذرا بندھا رہی اور تیری ثنا و ستائش میرے عیبوں پر پردہ ڈالتی

رہی اب بھی تیرے سوا نہ کسی پر بھروسہ ہے نہ کسی کا سہارا اور آسرا تیری ہی چوکھٹ اور تیرا ہی دروازہ ہے جس پر پہنچکر بالآخر سہارا ملتا ہے اور پھر پھر کر تیرے ہی آستانہ مغفرت پر داغ معصیت کے مٹنے کی امید بندھتی ہے کیونکہ تو عاجز نواز اور فتادگی و نیاز کو پسند کرتا ہے اور تیری سرکار میں دردمندی و مسکینی کو ٹھکرایا نہیں جاتا بلکہ انھیں دلوں کو تو پیار کرتا ہے جو سوز شکستگی و درماندگی سے معمور ہوتے ہیں پھر اے میرے مولا میرا دامن اگرچہ حسن عمل سے خالی ہے مگر دل دولت عجز و درماندگی سے مالامال ہے اور گو آج میں تیرے حضور میں تقویٰ و طہارت سے خالی ہاتھ آیا ہوں مگر پیشانی عرق آلود ندامت، آنکھیں خونبار خجالت اور دل درد آگین حسرت ہے یہ سچ ہے کہ میری جھولی متاع نیک سے خالی ہے مگر میرا دردمند دل تیرے خوف اور تیری رحمت و رافت کی امید سے خالی نہیں ہے یہ شکستہ دلی کی پونجی لیکر تیری بارگاہ مغفرت پناہ میں آیا ہوں اور جانتا ہوں کہ جو مسکین اور غم کا مارا عجز و نیاز کے ساتھ تیرے آستان مغفرت پر حاضر ہوتا ہے تو اس کو دھتکارتا نہیں ہے جب دل میں تیرا خوف ہوتا ہے اور جو آنکھیں اپنی ناہنجاری پر اشکبار ہوتی ہیں اور جو روحیں اپنی بداعمالی سے مضطر اور بےچین ہوتی ہیں تو انھیں آغوش عفو و درگذر میں جگہ دیتا ہے تو مضطر اور دردمندوں کی پکار کو سنتا اور ان کو شرف قبولیت عطا کرتا ہے تو خود ہی فرما چکا ہے امن یجیب المضطر اذا دعاہ و یکشف السوء پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ تیرے حضور میں کوئی درماندہ حاضر ہو، تیری درگاہ میں کوئی بےچین روح آئے اور تو اسے نامراد و مایوس واپس کردے تیرا تو ارشاد یہ ہے کہ من تقرب الی شبرا تقربت الیه ذراعا جو تیری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے تو اس کی طرف ایک گز بڑھتا ہے کیا میں ہی ایسا بدنصیب اور قسمت کا کھوٹا ہوں کہ تیری مسکین نوازی و مغفرت پناہی سے محروم رہوں گا خصوصاً اس ماہ رحمت و مغفرت میں جس کو تو نے اپنا مہینہ فرمایا ہے اور علی الخصوص اس ماہ مقدس کی اس مبارک و مقدس رات میں جس کی نسبت تیرا ارشاد خیر من الف شہر ہے۔ بارالٰہا میں اگرچہ گناہوں کے بوجھ سے لدا ہوا ہوں مگر میرا دل مایوس نہیں ہے مجھے غفور و رحیم یقین کرتا ہوں اور تیری ذرہ نوازی پر میرا ایمان ہے اور جانتا ہوں کہ جو کوئی شرم و ندامت کے آنسو لیکر آتا ہے تو اس کو اپنے در سے نا امید نہیں پھیرتا اور اگر تو ہی اپنے گنہگار بندوں سے منہ موڑے تو پھر وہ کدھر جائیں اور کہاں کس آستانہ سے اپنا سر ٹکرائیں تیری رحمت ہمارے کام نہ آئی تو کیا وہ متقیوں ہی کے لئے ہے۔ خداوندا تو اپنے نیک بندوں ہی کا خدا نہیں ہے بلکہ گنہگار بھی تجھی کو اپنا پروردگار اور اپنے جرموں کا آمرزگار سمجھتے ہیں۔

رب العالمین تو نے آدم کی توبہ قبول کرلی تو نے یونس کی فریاد سن لی تو نے نوح کو طوفان سے نجات دیدی تو نے ابراہیم پر آگ گلزار کردی مگر یہ سب تیرے پیارے اور محبوب بندے تھے لیکن تو نے برے بندوں کی فریادوں کو بھی سنا ہے تو نے بدکاروں کی پکار کو بھی پیار کیا ہے اور تو اچھے اور برے سب کے بیڑے پار لگاتا سب کی سنتا اور ہر ایک کے درد دل کا مداوا کرتا ہے پھر مجھے کیوں مایوسی و نامرادی کا غم سہنا پڑے کیا تو صرف نیکوں کا ہی خدا ہے؟ اے معبود گو میری عمر درد و غم میں گذری اور رنج والم نے کبھی ساتھ نہ چھوڑا مگر تجھ سے دولت کے انبار تخت و تاج کا کر و فر امارت و ریاست کا خدم و حشم طلب نہیں کرتا اگرچہ تیرے ہاں کسی بات کی کمی نہیں اور تو گدا سے بینوا کو بھی دم میں تخت شہنشاہی دیدیتا ہے لیکن میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ تو میرے دل کی بےکلی اور میری روح کی بےچینی کو دور کرکے سکون و اطمینان عطا فرمادے ایسا سکون اور ایسا اطمینان جس میں نہ افلاس و تنگ دستی سے خلل پڑے و بیماری و علالت سے نہ کسی کی دشمنی و عداوت اس کو زائل کرے نہ دوستی و محبت اور ایسا سکون اور ایسا اطمینان صرف اسی وقت حاصل ہوسکتا ہے جب تو اپنے ذکر کی توفیق عطا کرے کیونکہ تیرا ہی ذکر ہے جو انسانی قلوب کو ایسا اطمینان بخشتا ہے جس کے بعد دنیا کی کوئی سختی کسی قسم کی مصیبت اور کسی طرح کے آفات اس اطمینان کو بے اطمینانی و آشفتہ خاطری سے بدل نہیں سکتے نہ سمندروں کا طوفان دل کی اس کشتی کو ڈبو سکتا ہے نہ آگ کے شعلے اس کے تختوں کو جلا سکتے ہیں نہ ہوا کے تند و تیز جھونکے اس کو زیر و بالا کرسکتے ہیں بس ایسے ہی اطمینان اور ایسی قسم کے سکون کا میں طلبگار ہوں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

اپنے بچوں کو غلط تعلیم کے برے اثرات سے بچایئے اور قاعدہ نو ایجاد

اسہل القرآن

پڑھایئے یہ قاعدہ مولانا علاء الدین صاحب نیرنگ انجمی بھوپالی کا ایجاد ہے اس کے ذریعہ سے چار برس کا بچہ چھ مہینے میں صرف دو تین گھنٹے کی محنت سے قرآن شریف اور اردو کی کتابیں پڑھ سکتا ہے اس قاعدہ میں طوطے کی طرح رٹنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ حروف کو ذہن نشین کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں ابتدا میں حروف تہجی کے لحاظ سے پچاس اشیاء کی رنگین تصاویر ہیں اس کے بعد الف بائے اردو اور عربی دونوں میں لکھے گئے ہیں تاکہ دونوں زبانیں بچوں کو آسکیں اس کے بعد ترتیب وار مفرد اور مرکب الفاظ اردو عربی دونوں خطوں میں ہیں تاکہ دو حرفی اور سہ حرفی الفاظ بخوبی ذہن نشین ہوجائیں پھر دو حرفی اور سہ حرفی عربی الفاظ اور ان کے معانی درج ہیں تاکہ الفاظ کے ذہن نشین ہونے کے ساتھ ان کے معنی بھی معلوم ہو جائیں اور اس طرح سے تقریباً تین ہزار الفاظ جمع ہوگئے ہیں جن میں حروف شناسی کے ساتھ ساتھ ان کے معنی بھی معلوم ہوتے جائیں اردو عربی دونوں میں اچھی خاصی مہارت ہوجائے۔

آخر میں قرآن شریف کی چھوٹی چھوٹی آیتیں اور معانی ہیں اس طرح بچہ ضروری آیات اور ان کے معانی سے بہرہ اندوز ہوجاتا ہے پھر بالکل آخر میں گنتی اردو گنتی حروف کے اخراج یعنی قرات کے ابتدائی اصول بھی درج ہیں الغرض یہ قاعدہ نہ صرف یہ کہ نو ایجاد ہے بلکہ استفادہ اور ضرورت تعلیم کے لحاظ سے فی الحقیقت بے مثل ہے ضخامت ۴۸ صفحات قیمت چار آنے ایک روپے کی پانچ جلدیں اور پانچ روپے کی ۳۰ جلدیں محصول ڈاک ایک قاعدہ پر ۲ اور پانچ جلدوں پر ۳ آنے ہے اور تیس جلدوں پر ۱۲

پتہ:- مینیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی

ماہِ مبارک کا سب سے بہتر کام

یہ ہے کہ جہانتک ممکن ہو، اپنے بھائیوں کو خدا اور اس کے رسول کے احکام پہنچایئے، اور یقین کیجئے کہ ایک مسلمان کا سب سے بہتر کام اور سب سے مقدس نیکی تبلیغ اسلام ہی ہے، اور یہ وہ اسوۂ حسنہ ہے جو نبی کریم نے اپنے پیروؤں کے لئے خاص طور سے متعین فرمایا ہے، اور یہ ایسا بے زر، بے خرچ ثواب کا کام ہے جو ہر مسلمان آسانی سے کرسکتا ہے۔

اگر آپ ملی امداد، عزیا دستیابی کی نہیں کرسکتے تو نہ کیجئے، اگر قرآن مجید، مکاتب کو نہیں دے سکتے تو نہ دیجئے، لیکن جو کام آپ کرسکتے ہیں وہ تو کردیجئے۔ ایسا کام بتاتا ہوں جس میں محنت کم، خرچ کچھ نہیں اور ثواب سب سے زیادہ، بشرطیکہ آپ اسی یقین اور اسی مستعدی سے کریں جس کا وہ مستوجب ہو۔

آپ میں سے کون نہیں جانتا، کہ مولوی رسالہ ہندوستان کا تنہا مذہبی جریدہ ہے جو تبلیغ اسلام کا سب سے بڑا علم بردار ہے، جس کی افادت دینی سے آج ہندوستان کا چپہ چپہ مستفید ہے، اس کی ترقی اشاعت، قرآن کی اشاعت ہے، خدا کے فرمان کی اشاعت ہے، رسول کے اخلاق کی اشاعت ہے اوامر دین کی اشاعت ہے، مقالات اولیا کی اشاعت ہے اور مسلمانوں کو دنیا میں زندہ اور باعزت رہنے کے درس کی اشاعت ہے، اور یہی وہ چیزیں ہیں جنکو مسلمانوں تک پہنچانا، اسلام کا، دین کا، دنیا سب سے اہم کام ہے پھر کتنے ایسے بھائی ہیں جنہوں نے اس اہم فریضہ کو ادا کیا، اس میں تو پیسہ کا بھی خرچ نہیں ہے جو دنیا کی محبوب ترین چیز ہے، اور یہ تو وہ سہل کام ہے کہ چند قدم چلنے اور چند ترغیبی جملوں کا نتیجہ کا ہے اور ثواب اس قدر بلند و اہم ہے کہ اس پایہ کا دوسرا اجر ہی نہیں۔

یقین کیجئے کہ آپ کے ذریعہ سے بنا ہوا ایک خریدار بھی اگر اوامر و احکام اسلام سے متاثر ہوکر ان پر کاربند ہوگیا، تو آپ کے لئے جنت کی ضمانت ہوگئی، رضائے الٰہی حاصل ہوگئی، رضائے حبیب مل گئی ہے، کتنا سستا اور کتنا اہم نفع ہے۔

رمضان کا مہینہ صدقات و خیرات کا مہینہ، حسنات و خیرات کا خزینہ ہے، نفل کا ثواب فرائض کے برابر اور فرائض کا اجر ستر گنا ہوجاتا ہے۔ اس مہینہ کی سب سے بڑی خیرات یہی ہے، کہ جہانتک ہوسکے آپ مولوی کے خریدار بڑھایئے اور روپیہ خرچ کرسکتے ہوں تو اپنے پاس سے مساجد کے ائمہ کے نام اس کا اجرا کرایئے تاکہ ایک ہی پرچہ سے بیسیوں بھائی مستفید ہوسکیں۔

برکت و سعادت کے چند دن ہیں، ان میں جو کچھ سمیٹنا ہے سمیٹ لیجئے اور پندرہ ہزار بھائی اگر صرف دو دو مزید خریدار بھی بنادیں یا دو ائمہ مساجد کے نام مولوی اپنے نام سے جاری کرادیں تو میں یقین دلاتا ہوں کہ دین کا اجر تو درکنار وہ دنیا میں ہی اس کا بدلہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے، ان کے دل مسرتوں سے معمور ہوجائیں گے ان کی اجڑی ہوئی معیشت درست ہوجائیں گی، ان کے رزق میں فراخی ہوگی، ان کے مدارج میں ترقی ہوگی، ان کے نام کی ہندوستان کے چپہ چپہ میں عزت ہوگی، اب کے رمضان میں اس کا تجربہ کرلیں۔ اگر ان کو مذکورہ چیزوں میں سے کوئی نعمت بھی نہ ملے تو آئندہ کوشش نہ کریں، اس سے زیادہ اور کیا ضمانت ہوسکتی ہے۔

۳۰ ہزار اشاعت ہوجانے کے بعد مولوی کی موجودہ پوزیشن میں کیا ترقی ہوگی اسکا جواب مجھ سے نہ لیجئے، آپ خود ہی بتادیجئے کہ دو ہزار اشاعت تھی تو ۴۸ صفحہ کا پرچہ تھا، جب ۴ ہزار ہوئی تو ۵۶ صفحہ کا ہوا جب ۸ ہزار ہوئی تو ۶۴ صفحہ کا ہوا، اور دس ہزار تک تو ۸۴ صفحہ کا ہوا جب بارہ ہزار ہوئی تو ۱۰۰ صفحہ کا ہوا اور اب ساڑھے پندرہ ہزار ہے تو ۱۲۰ صفحہ کا ہے اور چندہ وہی جو ۴۸ صفحہ کی حالت میں ایک روپیہ تھا، آج بھی وہی ایک روپیہ ہے، اور روپیہ جب بھی ۱۶ آنہ کا تھا، اور آج بھی سولہ آنے کا ہے، اب جب آپ اس کی اشاعت ۳۰ ہزار کردیں گے تو پھر اس کو کچھ اور ہی پائیں گے، میں غلط اور دور از قیاس وعدے نہیں کرتا جو کام کرنا چاہتا ہوں اور خدا کے فضل سے اب تک کرتا ہی رہا ہوں، اور خدا کا فضل شامل حال ہے تو آپ دیکھیں گے کہ ترقی اشاعت کے ساتھ مولوی کی صوری اور معنوی خوبیاں کہاں سے کہاں پہنچ جاتی ہیں۔

جو نیک کام کرتے ہیں وہ نام آوری نہیں چاہتے

لیکن دنیا ان کا نام جپتی ہے، قدرت ان کا نام بلند کرتی ہے، سوسائٹی ان کے نام عزت سے لیتی ہے اور ہم چشموں میں ان کی وجاہت بڑھتی ہے یہ ثمرہ ہے خاموش حسنات کا ذیل کے بھائیوں کو دیکھ لیجئے، کہ جب انہوں نے مولوی کی اشاعت کی کوشش فرمائی ان کے ذہن میں بھی یہ چیز نہیں تھی کہ ان کا نام ہندوستان کے ہر قریہ ہر بلدہ ہر صوبہ میں روشن ہوجائیگا، اور مولوی کے پندرہ ساڑھے پندرہ ہزار بھائی ان کا نام عزت سے لیں گے اور مسرت سے پڑھیں گے، اس مہینہ میں ان لوگوں نے مولوی کی ترقی اشاعت میں کوشش فرمائی، جزاہم اللہ خیر الجزاء اللہم نور قلوبہم، اللہم حصل مرادہم بالخیر

نام خریدار دینے والوں کے	تعداد	اسماء معطیان	تعداد
جناب محمد طفیل صاحب سندیلہ	۱	حبیب خاں صاحب نڈیاڈ	۱
” شیخ علی خاں صاحب رلک برلی	۲	سید سردار علی صاحب دھرم پور	۱
” خاوند ڈینہ صاحب مرتو ڈیرہ	۲	” مولوی عبداللہ صاحب اورنگ آباد	۴
” احمد محمد ڈکروت صاحب سورت	۲	احمد علی صاحب دھدنی پور	۱
” مفتی محمد مشتاق صاحب بہاولپور	۲	” مولوی علی محمد صاحب اُنخی جاپیور	۱
” عبدالرحمن صاحب ساگر سی پی	۱	” کمال الدین صاحب بھاگل پور	۱
” شیخ علی اکبر صاحب انصاری غازیپور	۴	” محمد خادم علی صاحب جہانسی	۲
” شیخ عبدالوہاب صاحب کتا	۲	” مولوی محمد حسن صاحب شیروان	۲
” محمد ابراہیم صاحب پرلاکی میڈ	۲	” عبدالستار صاحب پورن پور	۱
” محمد صدیق صاحب ریوا	۲	” سید اختر حسین صاحب پیلی بھیت	۱
” محمد امانت اللہ صاحب بستی	۲	” سید حسین ولد سید عبدالقادر سونگیر	۳
” سید رفاقت حسین صاحب اترانا	۲	” فہیم الدین صاحب ڈرائیور بھوپال	۱
” مہدی حسن صاحب غازی پور	۴	” جمعدار محمد شاہ صاحب بڈبیڑ	۲
” محمد ضیاء الدین صاحب مونگیر	۲	” عبدالستار صاحب چھپا	۲
” نجم الدین صاحب ایلیس لین سورت	۲	” محمد صفی الدین صاحب ٹاٹا نگر	۱
” محمد صدیق صاحب محیلری آگرہ	۳	” امیر الدین صاحب ٹھیکیدار گنبدٹر	۲
” ایم غلام نبی صاحب کاشمیری گوجرانوالہ	۲	” قاضی محمد نعیم صاحب کنبلڑہ	۲
” ایم عبدالرب صاحب پشاور	۴	” مولوی غلام نبی صاحب بیتوکی	۱
” محی الدین صاحب گریڈیہ	۱	” ایم انوار الحق صاحب قریشی	۲
” خدابخش صاحب دیوریا	۱	” شیخ بالا بھائی صاحب ستارہ	۲
” ڈی بی بابا نذیت صاحب رابلسن	۳	” ڈاکٹر مقصود عالم صاحب نگر نہسہ	۲
سید افضل صاحب نظامی نواں شہر	۱	” احمد علی صاحب دیوا اس	۲
محمد احسان صاحب نواں شہر	۱	ڈرائیور امداد حسین صاحب کلکتہ	۲

جناب ایم ظہیر الدین صاحب	۲
،، ابوالبشیر عبدالقیوم صاحب ڈل ٹاؤن	۴
،، عبدالرحمٰن صاحب مروت بی اے	۳
،، احمد علی صاحب حلقہ چوڑ کھتری	۲
،، ولی محمد صاحب ماسٹر دہرمیدی	۱
،، چودھری رحمت علی صاحب بکریان	۲
،، شیخ غلام محی الدین زرگر سنہڈ واڑہ	۴
،، ڈی۔ جی۔ سید قاسم صاحب جنہدوبڑ	۲
،، یوسف محی الدین صاحب کپل	۲
،، محمد بشیر الدین صاحب بنارس	۲
،، فضل کریم صاحب ٹھیکیدار سندرہ	۲
،، میاں خاں کالو خاں صاحب	۱
،، مسعود الزماں صاحب جوناگڑھ	۳
،، مولوی تاج محمد صاحب ستارا	۲
،، محمد اسمٰعیل صاحب لکھنؤ	۲
،، شیخ حبیب الٰہی صاحب جالندھر	۲
شیخ لال محمد صاحب قریشی اجمیر	۱
،، عبدالعزیز رضوان اللہ صاحب اعظم گڑھ	۵
،، حاجی احمد اسمٰعیل بمبئی	۱
،، ایس ظہور الحق صاحب آرہ	۴
،، حکیم انور خاں صاحب کاٹھیاواڑ	۲
،، سید ظہور محمد صاحب ننکانہ	۲
،، حکیم سراج الدین صاحب امرتسر	۳
،، سردار محمد خاں صاحب شیخوپورہ	۴
،، محمد حکیم علی صاحب تحصیلدار خنگایہ	۲
،، ایس عبدالرحمٰن صاحب حیدرآباد	۳
،، محمد یعقوب صاحب صراف کڈپہ	۱
،، سید عبدالرؤف صاحب	۱
،، معصوم علی صاحب حصار	۱
،، محمد حنیف صاحب ٹاٹا نگر	۱
،، علی شیر خاں صاحب تھانہ کیلیا	۳
،، محمد اسحاق علی صاحب بونڈی	۱۰
،، ڈاکٹر صبغۃ اللہ صاحب بنگلور	۲
،، وصی رضا صاحب اناؤ	۱
شمس اللہ صاحب سکرٹری دربھنگہ	۲
،، معرفت شاہ صاحب نوشہرہ کلاں	۲
،، محمد خاں صاحب حوالدار گونہ	۱
،، محمد شفیع صاحب بھوانی ضلع حصار	۲
،، مولوی غلام محی الدین قریشی سرگودھا	۲

جناب مولوی حسین علی صاحب نواب گنج	۲
،، حبیب اللہ صاحب ادیبی صالح گڑھ	۱
،، منشی عبدالغفار صاحب سیہور بھوپال	۳
،، حاجی میاں محمد صاحب پشاور	۳
،، کفایت اللہ خاں صاحب آگرہ	۳
،، اسد اللہ صاحب جہرونی	۲
،، مولوی محمد عمر صاحب چوک لکھنؤ	۱
،، عبدالقیوم صاحب قریشی جہلم	۲
،، عبدالاحد صاحب برہیٹی الہ آباد	۲
،، نذر حسین صاحب رابہ سانسی	۲
،، عبداللہ بانکی صاحب بمبئی	۲
،، ڈاکٹر احمد علی صاحب رنگون	۲
،، محمد اشرف صاحب خانپور سیداں	۳
،، حاجی حقداد صاحب موہن پور	۲
،، نیاز احمد صاحب ملاکنڈ	۲
،، مولوی فضل حق صاحب رانچی	۲
،، خواجہ عبدالرحمان صاحب نیازبیگ	۲
،، ایم اے رشید صاحب ردولی	۳
،، حافظ سعید اللہ صاحب بمبئی	۳
،، مولوی عبداللہ صاحب سید محبس اورنگ آباد	۲۱
،، جناب سید نذیر احمد صاحب منٹگمری	۲
،، جناب میرزا محمد صاحب پنج سیر	۲
،، شیخ من صاحب بنارس	۲
،، عبدالقیوم خاں صاحب بھوپال	۲
،، ایم افتخار علی صاحب تلہر	۲
،، محمد ادریس صاحب سب انسپکٹر ڈاک	۲
،، مولوی مختار احمد صاحب گہانم پور	۳
،، صوبیدار بادل خان صاحب سلطانپور	۳
،، محمد بخش صاحب وزیر احمد صاحب کانگنج	۲
،، شمس الدین صاحب مہوری گیا	۲
،، فیدار ایاز محمد صاحب جوناگڑھ	۴
،، شیخ احمد علی صاحب برہنی	۱
،، اے خلیل صاحب مظفرپور	۲
،، الٰہی بخش صاحب کہنائی بلوچستان	۳
،، محمد عزیز خاں صاحب سیتاسو	۲
،، حفیظ اللہ صاحب ٹانڈہ	۳
،، حاجی عبدالکریم صاحب سیالکوٹ	۱
،، محمد اصغر صاحب کپور تھلہ ہاؤس لاہور	۲
،، محمد شاہ صاحب میرزا آباد	۲

مولوی شبیر علی صاحب مرضع ستران	۲
،، عبدالقدیر صاحب کوراوہ	ایک
،، درازمیر خاں صاحب لورالائی	۱
،، شیخ محمد یعقوب صاحب سکندرآباد	۳
،، پیر شاہ صاحب نقشہ نویس مظفرگڑھ	۲
،، شیخ عبدالحلیم صاحب قاضی بل اکیاب	۱
،، خیر النساء بیگم صاحبہ حیدرآباد دکن	۴
،، مولوی عبداللطیف صاحب منصف خانپور	۳
،، عزیز الرحمٰن صاحب اندور	۱
،، صلاح الدین صاحب فاروقی نیم کا تھانہ	۱
،، نظیر محمد محمد یوسف صاحب زرگران	۲
،، حکیم عبدالقادر صاحب صدیقی بروزپور	۳
،، خریدار نمبر ۴۸۰۵۹ بھوپال	۱
،، عبدالغنی صاحب ریوار بیٹ پونہ	۲
،، نوازش کریم صاحب بھرتی مظفرپور	۱
،، غلام محی الدین صاحب کبیری	۲
،، سید عبدالحمید صاحب ریواڑی	۱
،، فقیر محمد صاحب مجگاؤں بمبئی	۲
،، غوث محمد صاحب گومو	۲
،، مولوی محمد بخش صاحب تونسہ شریف	۳
،، ماسٹر عبدالجبار صاحب مظفرپور	۲
،، عبدالخالق صاحب عقیل بیدر	۱
،، حکیم میر محمد امین صاحب انتی پورہ	۳
،، ڈاکٹر عبداللطیف صاحب بلارم	۲
ملک فضل الرحمٰن صاحب ڈھکی سرحد	۳
،، مولوی عبدالشکور صاحب مجسٹریٹ بنارس	۴
،، خانصاحب صوبہ خان صاحب کوٹ وصیلی	۲
،، مولوی اکبر علی صاحب وکیل پٹن	۱
،، شجاعت حسین صاحب آگرہ	۱
،، شیخ عبداللہ بن ابوبکر صاحب ٹانڈہ	۱
زبدۃ الحکماء مولوی حکیم نور احمد صاحب	۵
عبدالرزاق صاحب بنگلور	۲
،، معرفت شاہ صاحب نوشہرہ کلاں	۲
،، محمد حنیف صاحب بکیہ دربھنگہ	۱
،، مولوی بدرالحسن صاحب حیدرآباد	۲
،، محمد فصیح حسین صاحب امین	۲
،، محمد اسمٰعیل شریف صاحب جام	۱۰
،، سربلند خاں صاحب ہوشیارپور	۳۰
،، حکیم نظام الدین صاحب امرتسر	۰۲

جناب حکیم مسیح الدین صاحب ملیح آباد	۳
،، بابو حبیب اللہ صاحب برداساگر	۲
،، بابو بشیر احمد صاحب کہیوڑہ	۴
،، ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب احمدپور	۱
،، حسن محمد نور محمد صاحب شیاپور	۱
،، میرزا محمد اول صاحب پنج سیر	۱
،، حافظ محمد یوسف صاحب خیرآباد	۹
،، انتظام علی صاحب ترلوکیہ پلیا	۵
،، اعظم علی خاں صاحب منول	۲
،، قاضی بدیع الدین صاحب بدنیرہ	۱
،، منشی عبدالرزاق صاحب حیدرآباد	۱
،، فتح خاں صاحب سبازہ	۲
،، اوصاف علی صاحب اندور	۱
،، ماسٹر محمد عمر صاحب ویراول	۲
،، ابوالحسن صاحب مختار گنج پٹیالہ	۱
نذر قریشی صاحب رابہ سانسی	۱
،، عبدالرحمٰن صاحب احمدنگر	۳
،، محمد قاسم صاحب رائچور دکن	۳
،، محمد عبدالسلام صاحب قرولی کیمپ	۲
ایچ۔ ایم۔ ذاکر حسین صاحب کلکتہ	۱
اکبر حسین صاحب ٹانا	۱
حاجی محمد برکت علی صاحب پشاور	۵
مخدومہ حسن آرا بیگم صاحبہ جادرہ	۱
،، مولوی شریف الدین گنگاپور	۴
،، عبدالغفور صاحب دارجیلنگ	۲
،، علیم الدین صاحب جہلم	۲
،، ڈاکٹر عزیز الرحمٰن صاحب اندور	۴
،، دادا بھائی حاجی محمد سعید بمبئی	۴
،، ایس کے آدم صاحب جمشید پور	۱
سید فضل احمد صاحب گوتی	۱
،، غلام محمد صاحب سند گجرات	۲
،، ننھے خانصاحب لکھنؤ	۱
،، ہدایت النبی خانصاحب رینی	۲
،، میرزا اکرم علی صاحب حیدرآباد	۱
چنگیری سید پیر بادشاہ صاحب	۱
،، محمد زماں خانصاحب فرخ آباد	۱
دائم خانصاحب ہڈبٹر پشاور	۲
،، حسین علی صاحب فیتر اگرلم	۱
باقی یہ نام ۱۵ دسمبر تک کے آئے ہیں	

۷۸۶

منھ میں سانپ

اگر تمہارے مسوڑھوں سے پیپ نکلتی ہے تو تمہارے مسوڑھے اب مسوڑھے نہیں رہے ہیں بلکہ تم نے اپنے منہ میں سانپ پال رکھے ہیں مسوڑھوں کی پیپ کو سانپ کے زہر سے کم نہ سمجھو۔ یہ پیپ کھانے اور پینے کی ہر چیز کے ساتھ معدے میں اترتی ہے اور معدہ کو خراب کر دیتی ہے اور تم نے جاہل دیہاتیوں تک سے سنا ہوگا کہ معدہ کی خرابی تمام بیماریوں کی جڑ ہے۔ مگر باخبر لوگ جانتے ہیں کہ دانتوں کی خرابی تمام بیماریوں کی جڑ ہے۔ کیونکہ معدہ خود عموماً دانتوں کی خرابی سے خراب ہوا کرتا ہے۔

واحدی صاحب کا منجن

اکسیر دنداں

اس سانپ کے زہر کا تریاق ہے۔ اللہ کے فضل سے یہ منجن دانتوں کی ہر ہر خرابی کو دور کر دیتا ہے۔ مسوڑھوں سے پیپ نکلنے سے بڑھ کر تو کوئی خرابی نہیں ہے۔ پیپ نکلتے نکلتے دانت ہلنے بھی لگے ہوں تو انشاء اللہ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں انہیں جوڑ دیگا۔ منجن اکسیر دنداں کا نسخہ واحدی صاحب کو حضرت مسیح الملک حکیم **محمد اجمل خاں** رحمۃ اللہ علیہ نے دیا تھا۔ سنہ ۱۹۱۴ء میں جبکہ واحدی صاحب اخبار طبیب کے اڈیٹر تھے۔

جو لوگ پائیریا یعنی دانتوں سے پیپ نکلنے کے مریض ہوں وہ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں تھوڑا سا ہر وقت پاس رکھیں اور جب کھانا یا پھل وغیرہ کھانے لگیں تو پہلے اسے ملکر دانتوں اور مسوڑھوں کو صاف کر لیں۔ اس طرح شاید پانچ چھ دفعہ انہیں منجن استعمال کرنے کی زحمت اٹھانی پڑیگی۔ لیکن یہ زحمت اُن کی اپنی بے پرواہی کا نتیجہ ہے اور اسے انہیں برداشت کرنا چاہیئے۔ اس برداشت کا فائدہ وہ فوراً محسوس کریں گے۔ ورنہ مزید بے پرواہی ایس سے بہت بڑی بڑی زحمتوں میں مبتلا کر دیگی۔ کھانے کے بعد منجن ملنا ضروری نہیں ہے ویسے ہی انگلی اور پانی سے صفائی کر لینی کافی ہوگی۔ جن لوگوں کو ابھی پائیریا نہیں ہوا ہے۔ یعنی جن کے دانتوں سے پیپ نہیں نکلتی البتہ خون نکلتا ہے تو اُن کے لئے واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں صرف صبح بیدار ہو کر اور شام کو سوتے وقت ملنا ضروری ہے۔ باقاعدہ دو وقت وہ منجن نہیں ملیں گے تو پھر پانچ چھ وقت ملنے پر مجبور ہو جائیں گے جنہیں اتفاقیہ کوئی شکایت ہو جاتی ہے۔ مثلاً بادی سے مسوڑھے پھول گئے ہوں دانتوں میں درد ہونے لگا ہو تو وہ حسب ضرورت جتنی دفعہ چاہیں اس منجن کو استعمال کر سکتے ہیں اور جنہیں ابھی کوئی خفیف سی تکلیف بھی دانتوں کی نہیں ہے وہ ایک دفعہ صبح بس اس منجن کو مل لیا کریں اللہ سے امید ہے کہ کبھی انہیں دانتوں کی کوئی تکلیف ہوگی ہی نہیں۔ ایک احتیاط واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں استعمال کرنے والے لازمی طور سے کریں۔ خواہ وہ مریض ہوں یا تندرست کہ پان یا پھل کھا کر بھی ہمیشہ پانی اور انگلی سے دانتوں اور مسوڑھوں کو صاف کرتے رہیں جس طرح کھانا کھا کر کرتے ہیں۔ دانتوں اور مسوڑھوں کو غلاظت کسی قسم کی زیادہ دیر تک لگی رہنی اچھی نہیں۔ پان کو ڈاکٹر مضر بتایا کرتے ہیں۔ حقیقتاً تمباکو کے سوا پان کا کوئی جز بھی مضر نہیں ہے۔ ہاں پان ہر وقت چبانے سے لعاب دہن ضائع ہوتا ہے۔ یہ بڑی نقصان رساں بات ہے۔ دوسرے پان کھا کر لوگ دانت صاف نہیں کرتے اور ہر وقت کے پان کھانیوالے بھلا کیسے دانت صاف رکھ سکتے ہیں تو پان کی کثرت سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ مفصل ترکیب استعمال منجن کے ساتھ عرض کی جائیگی۔ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں شیشی میں بھیجا جاتا ہے قیمت فی شیشی صرف ۸؍ (آٹھ آنے) علاوہ محصولڈاک۔ محصول ایک شیشی پر ۵؍ لگتا ہے اور دو شیشیوں پر ۶؍

ملنے کا پتہ:۔ احمد مجتبیٰ منیجر رسالہ نظام المشائخ ۱۷ کوچہ چیلان دہلی

جو فقط بادشاہوں کے لئے تھا

وہ اب

غریبوں

کے لئے ہے

طبی کمپنی دہلی نے خلیفہ ہارون رشید عباسی کے پینے کی **نبیذ** کا جو اصلی نسخہ حاصل کر کے نبیذ تیار کی ہے وہ ایسا شربت ہے جو صرف بادشاہوں کیلئے مخصوص تھا مگر فقط دو روپے خرچ کر سکنے والے غریب بھی اس کو روزمرہ استعمال کر سکتے ہیں۔ نبیذ مقوی اعصاب ہے۔ مقوی دماغ ہے۔ مفرح قلب ہے۔ نیند لانیوالی ہے اسکے اثر سے انسان چوگنا کام کرنے لگتا ہے۔ امتحاناً صرف ایک بوتل آپ خریدئے اور استعمال کیجئے آپکو معلوم ہو جائیگا کہ اشتہار میں مبالغہ ہے یا سچائی نبیذ کے نسخہ کے اجزا حسب ذیل ہیں:- فولاد۔ کشتہ طلا۔ فاسفورس۔ مشک۔ عنبر۔ عرق انگور۔ انار۔ بہی۔ پالک۔ لیموں۔

قیمت دو روپے محصول ایک روپیہ

طبی کمپنی دہلی سے خریدیئے

خواب نامہ صدیقی

آپ کے خواب کی تعبیر کیا ہے

دریافت کرنے کے لئے آپ کس قدر مشوش رہتے ہیں جب آپ کے گرد و پیش کوئی صحیح تعبیر بتانے والا نہیں ملتا بلکہ لاکھوں میں سے ایک آدھ ایسا کامل ہو جو صحیح تعبیر کرے یا خواب کے مضر و مفید اثرات سے اطلاع دے سکے عام طور پر اس علم سے بے بہرہ لوگوں سے تعبیر لیکر خواہ مخواہ تشویش بڑھتی ہے۔ اب اگر آپ کو اپنے خواب کے صحیح اثرات معلوم کرنے ہوں تو **خواب نامہ صدیقی** کو منگاکر ساتھ رکھئے جس میں اس کے مؤلف نے تعبیر خواب کی پرانی اور نایاب عربی کتابوں کی مدد سے ہر ایک قسم کے خواب کو مفصل بیان کرکے بتلایا ہے کہ کس قسم کے خواب قابل تعبیر ہوتے ہیں اور کس قسم کے خواب قابل تعبیر نہیں ہوتے فراموش خواب کیسے یاد آتے ہیں اور دن کے کس حصہ یا مہینے کے کس دن اور کس تاریخ کو قابل تعبیر ہوتا ہے شروع میں فلسفہ خواب پر ایک مفصل مضمون ہے اور آخر میں علم قیافہ اور ہاتھ دیکھنے کے علم پر نہایت نایاب ضمیمہ ہے قیمت ۱۲؍ مجلد عہ؍ محصول ۶؍ زیور

حمیدیہ پریس۔ دہلی

گھر کا مولوی

منادوں اور واعظین کو بکثرت ملک کی موجودہ فرقہ وارانہ تحریکات نے مسلمانوں کے لئے تبلیغ اسلام کو ایک اہم فرض بنا دیا ہے ہر مسلمان کے لئے یہ ضروری ہوگیا ہے کہ دوسرے مسلمانوں کو فتنہ ارتداد سے بچانے میں پوری کوشش کرے لیکن مسلمانوں میں مبلغین کی اس قدر قلت ہے کہ وہ ہر موقع پر اس معاملہ میں پیچھے رہتے ہیں اس اہم ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے **حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب** نے آثار سعید کتاب تالیف کی ہے جس کی ہر دو جلد شایع ہوچکی ہیں اس کتاب میں واعظوں کے لئے ایسی ترتیب قائم کی گئی ہے تاکہ انھیں آسانی ہو اس کتاب کے ایک دفعہ مطالعہ کرلینے کے بعد معمولی اردو خواں بھی بہترین تبلیغی خدمات انجام دے سکتا ہے اس میں تمام ان احکامات کا بیان ہے جو آیات قرآن مجید و احادیث میں مذکور ہیں اور حکایات صالحین سے بیان کو عام فہم کیا گیا ہے اور جس سے لطف دوبالا ہوگیا ہے لوگ ہاتھوں ہاتھ خرید رہے ہیں پہلی جلد کے بڑے ۸۰ صفحات دوسری جلد کے ۴۸ صفحات قیمت ہر دو مجلد ۳؍ محصول ڈاک ۹؍ کل ۹؍

حمیدیہ پریس۔ دہلی

شہید کربلا

رسول پاک کی روح مقدس کا کیا حال ہوگا جب خاندان نبوی کربلا کے تپتے ہوئے میدان میں سر و پا برہنہ بیل بکریوں جانوروں کی طرح گھسیٹے جا رہے تھے اگر ان حالات المناک کو صحیح الفاظ میں پڑھنا اور دیکھنا چاہیں تو کتاب دردناک **شہید کربلا** منگائیے اس میں شہادت کے سچے واقعات نہایت تحقیق و تدقیق کے بعد درج کئے گئے ہیں اور ابتدا سے لیکر انتہا تک اس دردناک تاریخ کو نہایت ترتیب کے ساتھ بیان کیا گیا ہے یزید کی تخت نشینی حضرت امام حسین کو زہر دیا جانا ترک وطن امام مظلوم کی مکہ کو روانگی کوفیوں کی شرارت ظالموں کا معصوموں تک کو چن چن کر جام شہادت پلانا اہلبیت پر مظالم یہ کتاب کربلا کی نہایت دردانگیز تاریخ ہے جگہ بجگہ میر انیس کے مرثیے بھی دئے گئے ہیں اور آخر میں تو حضرت خواجہ حسن نظامی کے نثر کے مرثیے اس قدر المناک ہیں کہ ہچکی بندھ جاتی ہے دور حاضرہ کی سب سے موثر اور دردناک کتاب ہے اور لطف یہ ہے کہ ایک ادنی سا واقعہ بھی غیر مستند یا موضوع نہیں۔ قیمت ۸؍ محصول ۵؍ کل ۱۳؍

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

میاں بیوی کے فرائض

آپ کا گھر جنت کا نمونہ بن سکتا ہے اگر آپ کی بیوی سلیقہ شعار اور اطاعت گذار ہو آپ کا گھر فردوس بن سکتا ہے اگر آپ بیوی کے باحسن پورے کرنے لگیں لیکن دشواری یہ ہے کہ ہر گھر میں افراط و تفریط ہے کہیں میاں ہیں تو اپنے گھر کے مختار کل اور بیوی کی کوئی حیثیت ہی نہیں کہیں بیوی ہیں تو مساوات کی علمبردار ہر بات میں اور ہر انداز میں اپنا فوق جتانے والی یہی وجہ ہے ہر گھر دوزخ بنا ہوا ہے اسی چیز کو مد نظر رکھکر حمیدیہ پریس نے کتاب **میاں بیوی کے فرائض** شائع کی ہے اور قرآن و احادیث کے احکام میاں اور بیوی دونوں کو بتلائے ہیں بہت سلیس اردو میں عورت کو سمجھایا گیا ہے کہ انھیں کس طرح مردوں کی اطاعت کرنی چاہیے اور مردوں کو بتلایا ہے کہ عورتوں کی دلشکنی کس طرح گھر کو خراب اور رسول کریم کو ناراض کرتی ہے فرمان رسالت ہے خیرکم خیرکم لاہلی یہ کتاب میاں بیوی دونوں کو محبت کی شاہراہ پر لیجائیگی یہ کتاب آزردہ اور کبیدہ دلوں کو یکجان کردے گی قیمت ۸؍ محصول ۵؍ کل ۱۳؍

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

تاریخ القرآن

قرآن شریف پڑھنے کے ساتھ ہی تاریخ القرآن پڑھئیے تاکہ قرآن شریف کی تاریخ اور اس کی تمام باتوں سے واقفیت ہوجائے اس میں حسب ذیل بیانات ہیں۔

نزول قرآن، قرآن کی تاریخی حکمتیں: وحی کی قسمیں (۵) ناسخ آیات (۵) منسوخات قرآنی (۶) جمع و ترتیب قرآن (۷) سورۃ اور آیات کی ترتیب (۸) صحابہ کرام کے عہد میں قرآن کی حالت (۹) رسم الخط قرآن (۱۰) علامات قرآنی (۱۱) اوقاف قرآن (۱۲) وقف اور وصل کی علامتیں (۱۳) اختلاف قرات (۱۴) قراء کا بیان (۱۵) سات قرات کی تحقیق (۱۶) قرآن پاک کا اعجاز (۱۷) قرآن مجید کے فضائل (۱۹) سورتوں کے فضائل (۲۰) فضیلت قرآن کی چالیس حدیثیں صحاح ستہ سے (۲۱) آداب تلاوت (۲۲) قرآن پاک کے آداب مع مسائل ضروریہ۔

یہ وہ کتاب ہے جو تقریباً ہر قرآن شریف کے ساتھ فروخت ہوتی ہے ۱۴۴ صفحہ کی ضخامت قیمت صرف ۸؍ محصول ڈاک ۵؍ کل ۱۳؍

پتہ: حمیدیہ پریس دہلی

شوہر کی تسخیر کا مجرب عمل

آپ کو عملیات کی کتابوں میں نہیں ملیگا کیونکہ مرد کو مسخر کرنے کے لئے سب سے مجرب عمل کفایت شعاری سلیقہ مندی گھر کی درستی اور اچھا کھانا پکانا ہے اور یہ سب باتیں حاصل ہوسکتی ہیں آپ کو کتاب

دہلی کا باورچی خانہ

منگانے سے حاصل ہوسکتی ہیں اس کتاب میں گھرداری کے اصول اور سلیقہ مندی کی ہدایات اور صاف ستھرا گھر رکھنے کے علاوہ ہزار ہا قسم کے کھانوں کے پکانے کے طریقے بتائے گئے ہیں اور ہر چیز کے لئے ایسے مناسب اجزا تجویز ہوئے ہیں کہ وہ تھوڑے صرف سے اعلی سے اعلی کھانا ہوسکے ہر عورت اس کتاب کے ذریعہ اپنے گھر والے کو خوش کرسکتی ہے اور ہر خاوند اس کتاب کی عامل بیوی کا غلام ہوسکتا ہے کیونکہ یہی وہ کتاب ہے جو مرد کی کمائی کو بہترین طریقہ پر صرف کرنا سکھاتی ہے صفحات ۲۰۰ صفحات دعایتی قیمت ۸؍ محصول ۵؍ کل ۱۳؍

ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس۔ دہلی

عورت

پھولوں کی سیج پر حسن کی رعنائیاں

دیکھنے سے پہلے مجسمہ ناز کے تمام پوشیدہ رازوں سے واقف ہو جائیے اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب آپ کتاب عورت پڑھ لیں اس کتاب میں یورپ و امریکہ کی بہترین صنفی کتابوں کا عطر کھینچا گیا ہے عورت کی نسوانی زندگی کا مکمل فوٹو ہے عورت کے پوشیدہ اعضائے جسم عورت کی فطرت عورت کی تربیت عورت کے باغ حسن کی خوشہ چینی غرضکہ عورت کی زندگی کے متعلق کوئی پوشیدہ بات بھی ایسی نہیں جو آپ کو عورت میں نہ مل سکے یہ کتاب حقیقتاً عورتوں کی انسائیکلو پیڈیا ہے اس کتاب کو پڑھکر آپ ہر قسم کے کوک شاستروں سے بے نیاز ہو جائیں گے اس کتاب میں اپنی مرضی کے مطابق اولاد پیدا کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں اس کتاب میں دو سو رنگین فوٹو بلاک ہیں اور قلمی تصویریں بھی ہیں تقریباً ایک سو کاغذ لکھائی چھپائی بہت ہی اعلیٰ ہے ضخامت ۲۰۰ صفحات قیمت دو روپے محصول ۷ر کل (۲۷؍)

پتہ حمیدیہ پریس دہلی

کیف مواصلت

دنیائے لطف و مسرت اور لذت و کیف میں انتہائی چیز ایک مرد اور جوان مرد کے لئے عورت سے مواصلت ہے اور یہی وہ کیف افزا سرور ہے جس پر دنیا کی بقا کا دارو مدار ہے یوں تو فطرت کی بسیط دنیا میں ہزاروں ہستیاں ایسی ہیں جو صرف قانونی طریق پر دنیا کی آبادی میں اضافہ کرتے کرتے چل بستے ہیں لیکن یہ زندگی تو جانور بھی گذار لیتے ہیں بات تو یہ ہے کہ اس کیف پرور شعبہ حیات سے اس درجہ تمتع حاصل کیا جائے جو دوسرے ذی حیات عالم سے مابہ الامتیاز ہو کتاب کیف مواصلت مواصلت کے اس درجہ پر پہنچا دیتی ہے جہاں لطف ہی لطف اور لذت ہی لذت ہے کتاب کے جزئیات سے تعارف اتنے مختصر اشتہار میں ناممکن ہے صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ یہ کتاب سید سردار علی صاحب صابری ماہر علوم صنفیات کی سب سے زیادہ کیف انگیز اور آخری تصنیف ہے اور نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول کی مصداق ہے ۲۰۰ صفحات کی ضخامت ہے اور متعدد نقلی نقشہ اندرونی اعضائے جسمانی اور فوٹو بلاک بھی ہیں قیمت عہ محصول ۶ر کل عہ؍

پتہ حمیدیہ پریس دہلی

شاہی کوک شاستر

شاہان بغداد و ترکی نے حیات انسانی کے سب مراحل طے کرنے کے بعد جب تعیش ذاتی کی وادی میں قدم رکھا تو ارباب ہنر نے لذت کے سرچشمہ عورت کو ایسے ایسے انداز میں پیش کیا کہ وہ لذتیں اور خوبیاں جو ایک جوان آدمی عورت سے متعلق کر سکتا ہے شاید وہ اس کے بالنگ بھی نہوں جوان ارباب مفتش نے عورت کے رد میں رہیں سے تلاش کیں اور اسی طرح مرد کی قوت نہانی کی وہ وہ کہانیاں بیان کیں کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان بظاہر ضعیف البنیان اور یہ باطن بڑی طاقتوں کا حامل ہے اور اس کی حیثیت بالکل ایک انجن کی ہے جو ذرا سی ترکیب و جنبش کے بعد ہزاروں ہارس پاور کی طاقت نمایاں کر دیتا ہے اور ایک دو نہیں صدہا ترکیبیں ایسی ہیں جو ایک نہیں چار چار عورتوں کو مسخر کر سکتا ہے چھپکے سے ایک بات اور سن لیجئے اس کتاب میں مفتشین اور ارباب کمال نے اپنی مجربہ وہ وہ حکایتیں بیان کی ہیں کہ صدہا تجویزیں ایک طرف اور ایک حکایت کے سننے کا اثر ایک طرف غرض عورت مرد کی مواصلت کی انسائیکلو پیڈیا ہے ۲۵۰ صفحات قیمت عیہ محصول ۷ر کل ۱۵؍

ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس دہلی

شب نامچہ عروسی

اس کتاب میں نہایت دل آویز اور پر کیف طریقہ پر ازدواجی زندگی کے تمام پوشیدہ رازوں اور رازوں کو نہایت وضاحت اور شائستگی کے ساتھ بیان کئے ہیں عورت کی ازدواجی مسرتوں کا راز اسی میں پوشیدہ ہے کہ وہ شادی کے متعلق تمام امور سے واقف ہو جائے ہندوستانی گھروں میں بدنصیب لڑکیاں بیویوں کی زندگیاں جو عذاب میں کٹتی ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ عورت کو شادی سے پہلے اپنی آئندہ زندگی کے متعلق ذرا بھی علم نہیں ہوتا اسی خیال کو پیش نظر رکھکر یہ کتاب صدہا مغربی کتابوں کی ورق گردانی کے بعد لکھی گئی ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ نوعمر عورتوں کی صنفی تعلیم کے لئے ہندوستان میں یہ سب سے پہلی کتاب ہے ایسی صنفی طبی معاشرتی اور اخلاقی کتاب آج تک ہندوستان کی کسی زبان میں شائع نہیں ہوئی کتاب کا ایک ایک حرف رنگینی و معلومات کا چھلکتا ہوا ساغر ہے شب نامچہ عروسی میں گیارہ اعلیٰ درجہ کی فوٹو بلاک کی تصویریں دی گئی ہیں کاغذ لکھائی چھپائی بہترین ضخامت ۱۶۴ صفحات قیمت صرف عہ محصول ۶ر کل (عہ؍)

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

ایرانی کوک شاستر

شباب جاودانی کی جستجو ہو تو لذت شباب یعنی ایرانی کوک شاستر کا مطالعہ کیجئے جس کے مطالعہ سے آپکو معلوم ہو گا کہ شباب کو عرصہ دراز تک کس طرح قائم رکھ سکتے ہیں عورت کے تماشے کیا ہیں حسن کی ملکہ سے کس طرح لطف اندوز ہونا چاہیئے گلزار شباب کس طرح نذر خزاں ہوتا ہے شباب کی مدہوشی مہوشی کس طرح ملتی ہے عورت اگر عورت سے اور مرد اگر مرد سے اپنی خواہش پوری کرتے کیسے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں لذت شباب میں مسرت شباب و حیات تازہ بخشنے کے لئے تاجداران بنگال اودھ اور رامپور کے درباری طبیبوں کے سینکڑوں بے بہا اکسیر صدری مجربات ہیں جو متلاشیوں کو لاکھوں روپیہ خرچ کرنے پر بھی اور کہیں سے دستیاب نہیں ہو سکتے لذت شباب کے مطالعہ میں عمر خضر اور شباب جاوداں کا راز پوشیدہ ہے ضخامت تقریباً پونے دو سو صفحات آٹھ نہایت بہترین بلاک کی تصاویر اور قیمت صرف ایک روپیہ فہرست مضامین اصل کتاب سے معلوم کیجئے محصول ۶ر کل عہ؍

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

طلوع شباب

پیکر حسن کا جب شباب طلوع ہوتا ہے وہ کیفیات انتہائی کشش جسم ستم آفریں ہوتی ہیں کہ مردان کے خیال ہی سے محو لذت ہو جاتا ہے اور جب کبھی یہ شباب بھرا جوڑا یکجا ہو جاتا ہے تو فطرت کی رنگینیاں دماغ و دل میں وہ وہ پر بہار گلکاریاں کرتی ہے کہ عمر آئندہ ان لذتوں کو یاد کرتی اور رہتی ہے۔

یہاں اس کی ضرورت ہے کہ سیلاب چمنستان بہار آئیں افروز سے واقف ہو یہ کیفیت شادی سے قبل یا بعد ہی ہوتی ہے طلوع شباب مستان شباب کی روداد کیف ہے۔ طلوع شباب مواصلت کا آئین ہے طلوع شباب گلچینی باغ نسوانیت کی کلید ہے۔ طلوع شباب فطرت کی اس مجسمہ رعنائی کی کنہ ہے طلوع شباب سناتی ہے مشاطہ ہے دلالہ ہے طبیب ہے دایہ ہے اور آخر بچوں کی آیا بھی ہے غرضکہ طلوع شباب میں وہ سب کچھ ہے جو ایسی کتاب میں ہونا چاہیئے

قیمت ایکروپیہ رعایتی ۱۰ر محصول ۶ر کل عہ؍

ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس دھلی

قرآنی دعائیں

آپ کی دعا کیوں قبول نہیں ہوتی اس لئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں اس لئے کہ آپ خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعا نہیں مانگتے اس لئے کہ آپ کو فضیلت دعا کا حال معلوم نہیں اور قبولیت دعا کے اوقات سے آپ کو واقفیت نہیں یہی وجہ ہے کہ ابتک آپکی دعائیں بے اثر رہیں لہذا ضرورت ہے کہ پہلے آپ دعا مانگنے اور مرادیں پوری ہونے کے طریقے معلوم کیجئے اور خدا اور اسکے رسول کے بتائے ہوئے راستوں کے مطابق دعا مانگئے پھر دیکھئے کہ اگر آپ بے اولاد ہیں تو صاحب اولاد ہو جائینگے اور اگر مفلس ہیں تو زردار ہو جائینگے مقدمات کی پریشانی ہے تو بامراد ہو جائینگے اور آپکی ہر پریشانی رفع ہو جائے گی غرض کہ آپکی ہر مراد کی کنجی **قرآنی دعائیں** ہیں جن میں دعا مانگنے اور مرادیں بر آنے کے تمام طریقے کلام اللہ کی آیات سے درج ہیں ہمارا دعوی ہے کہ اگر آپ قرآنی دعائیں کے مذکورہ طریقوں کے مطابق دعائیں مانگیں گے تو آپ کی دعا کی مقبولیت یقینی ہے لکھائی چھپائی بہت اعلی

قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر منیجر حمیدیہ پریس دہلی

دعائے مقبول

دعا کے متعلق کسی خاص تفصیل کی ضرورت نہیں رسول اللہ کا فرمان ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے بتوجہ خدا سے مانگو گے وہ دیگا لیکن جو دعائیں قرآن شریف یا حدیث میں ہیں یا بزرگان دین سے منسوب ہیں وہ ضرور مستجاب ہوتی ہیں دعائے مقبول ان سب کی جامع ہے اور حسب ذیل ۵ حصے ہیں

صلوۃ الرسول اس کے قریب پہنچا ہوا الی دعائیں سب عربی میں قرآن شریف سے لی گئی ہیں ترجمہ و تفسیر مولوی اشرفعلی صاحب کا ہے

مناجات مقبول دیباچہ مولوی اشرفعلی صاحب کا ہے بہت ہی موثر سات روز کی مناجاتیں ہیں جن سے حضور قلب پیدا ہوتا ہے

ہفت احزاب از حضرت مولانا اشرفعلی صاحب اس میں کوئی ضرورت ایسی نہیں ہے جس کیلئے دعا نہ ہو اور مولانا نے

تتمہ دعائے مقبول اس کے مانگنے کا طریقہ نہ بتلایا ہو ہفت احزاب میں مولانا روم کی لکھی ہوئی ہفت روزہ بہت موثر مناجاتیں ہیں۔

حزب البحر دعائے مترجم مع اعمال از حضرت مولوی اشرفعلی صاحب کا ل پانچوں جز مجلد حاشیہ قیمت عہ

محصولڈاک ۶ر کل عہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

رسول کی دعائیں

اس کتاب میں قرآن شریف سے رسول کی دعائیں آثار سلف اور بزرگان دین کے مستند و مجرب معمولات سے پر اثر دعائیں لکھے ہیں جن کے مقبول ہونے میں آجتک کسی کو شک ہوا نہ ہوگا اس میں وہ دعائیں ہیں جن کو خود باری تعالی نے اپنے رسول اور نیک بندوں کو تعلیم فرمائی یا وہ دعائیں ہیں جو آنحضرت نے مانگیں اور صحابہ وازواج کو حضور نے تلقین فرمائیں خدا کی اپنے رسولوں کو تعلیم کی ہوئی دعائیں حضور کے صحابہ کو مرحمت ہوئے سینہ بسینہ وظائف اور بزرگان کے خاص وظائف اپنے اندر اثر جتنا ہی رکھیں تھوڑا ہے ایک مختصر فہرست مضامین یہ ہے فضیلت دعا۔ آداب دعا۔ حضور کی دعائیں عائشہ صدیقہ فاطمۃ الزہرا۔ ابوبکر صدیق۔ بریدہ سلمہ حفصہ ابو درداء ابراہیم خلیل اللہ عیسی خضر معروف کرخی عتبہ آدم۔ علی وغیرہ ہم بزرگان دین کی دعائیں احادیث و عربی دعاؤں پر صحیح اعراب ہیں ضخامت ۲۰۰ صفحات

قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

ملنے کا پتہ

(منیجر حمیدیہ پریس پوسٹ بکس ۶۲ دہلی)

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں خواہ وہ کسی کا ہو مرد کا ہو۔ عورت کا ہو طالب زر کا ہو بیوی کا ہو حاکم کا ہو حاکم کا ہو دوست کا ہو آشنا کا ہو چھوٹے کا ہو یا بڑے کا ہو ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کرلیں گے اگر آپ ہم سے **تسخیر القلوب** منگا کر جو اس میں لکھا ہے اس کے عامل بن جائیں احباب کو مسخر کرنا مرد کو مطیع کرنا آقا و افسر پر قابو پانا مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کے لئے معمولی بات ہے یہ ایک نہایت نادر عجیب و غریب کتاب ہے اس کے دو حصے ہیں پہلے حصہ میں تسخیر کا فن بتایا ہے یہ فن ایسا تیر بہدف ہے کہ سو فیصدی کارگر ہوتا ہے اس کے عامل کے لئے ناکامی کا امکان ہی نہیں دوسرا اعمال و اوراد کا ہے اس میں صدہا سینہ بسینہ مجرب اعمال و وظائف درج ہیں یہی وہ کتاب ہے جس کے متعلق یہ سنا ہی نہیں کہ اس کا عامل ناکام ہوا۔ قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

حمیدیہ پریس۔ دہلی

صحیفہ قدسی

اسی کتاب کے ذریعہ اسم اعظم معلوم ہو گیا

اسم اعظم خدا کا وہ گرامی نام ہے جس کے ذریعہ ایک دنیا مسخر ہو سکتی ہے اور اس کا عامل وہ عامل ہے جس کے زیر حکم کائنات ہو جاتی ہے اور اس کا عامل

جو بھی چاہے وہ کر سکتا ہے یہ وہ اسم پاک ہے جس نے ہزاروں مصیبتیں ٹال دیں جس نے غیب سے بارے بڑے مقدمات جتوا دیئے جس نے سینکڑوں ناکام تمنا عاشقوں کو آغوش مراد سے ملا دیا جس نے بیسیوں سخت سے سخت حاکموں کو دم بھر میں پانی کر دیا جس نے ہزاروں مایوس مریضوں کا علاج کیا۔ تو نقد فائدہ ہیں اب قرض کے فائدے سن لیجئے۔ اس کتاب کا عامل جنت الفردوس کا وارث ہوتا ہے حوران بہشتی کا مالک ہوتا ہے رضائے الہی سے سرور ہوتا ہے اور شفاعت رسول کا مستحق ہو جاتا ہے یہ سورۂ آیت الکرسی کی تفسیر بھی ہے اس کتاب کے ذریعہ اسم اعظم کا عامل چند روز میں ہر مسلمان بن سکتا ہے

قیمت ۸ر محصول ۶ر کل ۱۴ر

حمیدیہ پریس۔ دہلی

زیارت رسول

تاجدار مدینہ کی موہنی صورت دیکھنے کا کون مشتاق ہے جو شیدا نہ ہوگا بہت ہی کم وہ لوگ ہیں جو زیارت حبیب اللہ سے بہرہ در ہو چکے ہوں گے خوش نصیب وہ ہے طالع حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیتہ علمائے ہند کو خدا اجر خاص عطا فرمائے کہ انہوں نے زیارت رسول رسول کا طریقہ عام کر دیا اور درود شریف کے وہ اوراد و فضائل بتلائے ہیں جس سے زیارت حبیب اللہ لازمی ہو جاتی ہے۔

چنانچہ اسی نام سے حضرت ممدوح کی ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس میں درود شریف کی برکات و سعادات اور اس کے فضائل صحیح احادیث سے بیان فرمائے ہیں اس کے علاوہ اولیائے عظام کے مقالات رقم کئے ہیں جنہوں نے حضرت رسول کریم کی زیارت جن جن طریقوں سے کی حضرت ممدوح کا یہ بہت ہی بڑا احسان ہے کہ یہ نعمت بے بہا عام ہو گئی اب بھی کوئی محروم زیارت حبیب رہ جائے تو اس کی مرضی۔

قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

حمیدیہ پریس۔ دہلی

اوراد و وظائف مخدوم جہانیاں جہاں گشت

جب سب طرف سے مایوسی ہو جائے اور دنیا کے اسباب ٹکستہ ہو جائیں انسانی کوششیں مجبور ہو کر بیٹھ جائیں راحت و اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہو جائیں تو یہ انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اس کا نام اوراد و وظائف ہے یہی دنیا دین کا آخری زینہ ہے یہیں سے وہ شاہراہ ملتی ہے جس میں بجز انسان و شہنشاہ و زن سب ایک حالت میں ہوتے ہیں فقراکی کرامات انہی اوراد میں مضمر ہے ان میں بہت خصوصیت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے وظائف و اوراد کو ہے کیونکہ آپ نے ایک عالم کا چکر لگا کر یہ خزانہ مہیا کیا یہ خزانہ کس سلسلہ سے ہم کو ملا اس کا تجرہ کتاب میں موجود ہے ایک ایک عمل ایسا لیا گیا ہے جو صدہا صلحاء کا آزمودہ اور مجرب ہے اس کتاب کے اثر و مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ایک سال میں دو ایڈیشن نکل جانے ہیں ہر وہ شخص جس نے یہ اوراد اپنے معمول میں رکھے ہمیشہ فائز المرام ہوا انسانی ضرورت ایک بھی ایسی نہیں چھوڑی ہے جس کے لئے نیر بہدف وظیفہ یا نقش نہ موجود ہو حاضرہ میں اس سے مستند اور مجرب اور زود اثر ایک کتاب بھی نہیں ہے قیمت دس آنے محصول ۴ر کل ۱۴ر منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

اعمال کی چھ کتابیں

یہ وہ اعمال ہیں جن کو اکابر بزرگان نے پسند فرمایا ہے ملک بہت لوگ ان سے استفادہ کر رہے ہیں حضرت خواجہ حسن نظامی نے بھی ان کو اپنے مریدین کے لئے مخصوص فرمایا ہے جو حسب ذیل ہیں۔

اعمال سورہ فاتحہ یعنی الحمد شریف کے وہ عملیات جو حضرت ابن عربی علامہ بونی حنفی شاذلی کے مجربہ ہیں معہ زکوٰۃ و موکل ۳ر

اعمال آیۃ الکرسی معہ اسناد و خواص :اعمال آیۃ الکرسی کے صدہا مجرب اعمال اس میں درج ہیں معہ موکل و زکوٰۃ ۴ر

اعمال سورہ مزمل معہ موکل و طریقہ ہائے زکوٰۃ جس میں سورہ مزمل کے بڑے مستند اور مجرب اعمال ہیں۔ قیمت ۶ر

اعمال سورہ یاسین معہ موکل و طریقہ ہائے زکوٰۃ دفع اعدا کے لئے اس سے بہتر کوئی عمل نہیں ہے بہت مجرب ہے قیمت ۸ر

اعمال سورہ اخلاص با موکل و طریقہائے زکوٰۃ و خواص از حضرت عبدالقادر جیلانی ہر عمل مجرب اور حب کا خاص عمل ہے ۳ر

اعمال سورہ والشمس با موکل معہ طریقہ زکوٰۃ حب و بغض کے صدہا جلالی و جمالی نقوش اوراد اور وظائف مجرب ۶ر

ہر کتاب پر علیحدہ علیحدہ پانچ آنے محصول خرچ ہوتا ہے اور سب پر صرف ۶ر خرچ ہوں گے۔ حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

دوائیں و دعائیں

فقط تعویذ اور گنڈے اس وقت تک اپنی تاثیر کامیابی کے ساتھ نہیں دکھا سکتے جب تک بیرونی معالجات سے مرض دفع نہ کیا جائے اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ بچہ ہونے کیلئے آپ بیری کو جا کے تعویذ کر دیں بنا دیں لیکن بغیر قربت ہر تعویذ بیکار رہے گا ان لوگوں کے لئے جو فقط بیرونی عمل پر رکھ خارجی معالجہ سے بے نیاز ہو جاتے ہیں اور ان لوگوں کے لئے جو فقط دواؤں کے قائل ہیں دعاؤں سے فائدہ نہیں اٹھاتے مذکورہ بالا کتابیں طیار کی گئی ہیں اس کے دو حصے ہیں جو دو ماہران فن کی طیار کردہ ہیں اگر آپ ایک کی ہدایتوں کے زیر اثر کامیاب نہ ہوں تو دوسرے کے لکھنے پر عمل کرنے سے تو انشاء اللہ ضرور ہی فائدہ ہوگا ان کا نام دوائیں اور دعائیں اور دافع الامراض ہے ان کتابوں میں سر سے لیکر پاؤں تک بیماریوں کے نسخے تعویذات اور دعائیں سب درج ہیں اور یہ یقین سے دعویٰ ہے کہ ہر نسخہ اتنا موثر ہے کہ سوائے موت کے اور کوئی مرض ایسا نہیں ہے جس کا یقینی علاج ان کتابوں میں نہ ہو دوا سے آرام نہ ہوگا دعا سے ہوگا دعا سے نہ ہوگا نقوش سے ہوگا یا سب کو ملا کر ہوگا۔ قیمت کامل ۱ر محصول ۵ر کل ۱۵ر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

تعزیرات دوزخ

مرنا ضرور ہی پڑے گا اور مرنے کے بعد ہر بات کا حساب دینا ہوگا اس کا یقین ہو تو تعزیرات دوزخ پڑھو تاکہ ہر گناہ کرنے سے پہلے یہ بھی معلوم ہو جائے کہ اس جرم میں یہ سزا ملے گی حضرت مولانا سید صاحب نے ترجمہ کیا ہے کہ عذاب و حساب جنت میں بھیجا جائے اور یہاں بھی ان کی عمر دراز کرے کہ انہوں نے اعمال سیئہ کی فہرست بنا دی ہے ہر گناہ کی پاداش بھی بتلا دی ہے تعزیرات دوزخ میں حسب ذیل گناہوں کی تفصیلی سزا ہے ترک دنیا، سود، زنا، ظلم، غیبت، کینہ، حسد، تکبر، جھوٹ، چغلی، بدعت، نماز بے عمل، تقدیر کا انکار، اہل بیت سے عداوت، اصحاب سے بغض، بد عہدی اور امانت میں خیانت، فحش اور بغو کلامی، قرآن و حدیث سے استغنا، دل دہانی سے غفلت، وضو غسل حیض کی فروگذاشتیں، نماز بے جماعت اور جمعہ سے بے پروائی، سفر اور بدعتی غیر شرعی زینت، زکوٰۃ، ترک جہاد، سوگ اور قبروں کا احترام، زکوٰۃ، صدقہ، نفقہ، سوال اور بخل، روزہ کی فروگذاشتیں، حج اور اس کے متعلقات، جانوروں سے بدسلوکی، غیرہ اس طرح ۱۲ مضامین میں آخرت کی سزا کا بیان ہے۔ قیمت ۸ر محصول ۶ر کل ۱۴ر

پتہ:- حمیدیہ پریس دہلی

دوزخ سے نجات

پانے کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ انسان اپنے گناہوں سے اجتناب کرے اور پچھلی خطاؤں سے معافی مانگے اسی کا نام توبہ ہے توبہ کی تحقیق اور توبہ کے فضائل و اثرات کے متعلق اب تک اردو زبان میں کوئی کتاب نہ تھی حمیدیہ پریس نے حال ہی میں ایک کتاب **توبہ** کے ہی نام سے شائع کی ہے جس کے چند مضامین یہ ہیں: توبہ کے معنے از روئے لغت، مناجات توبہ، توبہ کی حقیقت، فضیلت توبہ، سرور دو عالم کے ارشادات، ارباب طریقت کی توبہ دیکھئے، توبہ ترک گناہ، حقیقت گناہ صغیرہ و کبیرہ، توبہ کا ذکر قرآن میں، گناہوں کی لذت، گناہ کا خیال، معافی کے ذرائع، صغیرہ گناہ بھی کبیرہ بنتا ہے، گناہوں سے بچنے کا بہتر علاج، گناہ سے بچنے کی دعائیں اور حکایتیں، مولا کی بندہ نوازی، بڑا ہو استغفار، عبادت دلی امید، ہم عبد و معبود میں راز و نیاز، گناہوں سے نیکیوں کی بربادی، خوری ماخذہ، سب فکری گناہوں سے نقصانات، نسخہ دافع مرض گناہ، اس کے علاوہ بہت مضامین ہیں۔

قیمت ۱۰ر محصول ۶ر کل ۱ے ۰ر

ملنے کا پتہ

پتہ:- حمیدیہ پریس دہلی

مرنے کے بعد

کیا ہوتا ہے یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا حل معلوم کرنے کیلئے ہر ایک انسان بے چین رہتا ہے اس سلسلہ میں سب سے زیادہ صحیح معلومات اسی کتاب میں ہیں اور مختصر فہرست مضامین یہ ہے: فلسفہ روح انسانی، روح کا دخول، عہد میثاق، روح حیوانی روح انسانی، تناسخ و آواگون، حقیقت موت، عبارت سکرات موت، تلقین، جسم سے روح کا انقطاع، حضرت آدم کی وفات، دیگر رسولوں کی وفات، ایمان و کفر، نیک روحیں علیین، ابرار متقی، برا خاتمہ، بری روحیں سجین، کفار کی ارواح، سوال و جواب منکر نکیر، عالم برزخ، عذاب قبر، فلسفہ قبر، کاغذ، تجہیز و تکفین، نماز جنازہ، جنازہ کے نام مسائل، دفن کے طریقے اور مسائل، فاتحہ درود و تلاوت قرآن کا ثواب، قبرستان زیارت قبور، تعزیت و تسلی، کھانا کھلانا، نجات اخروی، مردوں کو کیا چیز پہنچتی ہے، دوسرے حصہ میں ۲۳ اصحاب کرام اولیائے عظام و محدثین صادقہ کے احوال ہیں جنہوں نے حسب وعدہ مرنے کے بعد اپنے احباب کو دوسری دنیا کے حالات بتلائے۔ قیمت ۱۲ر

پتہ:- حمیدیہ پریس دہلی

کیا آپکو نماز پڑھنی آتی ہے

ضرور آتی ہوگی کیونکہ آپ مسلمان ہیں اور نماز اسلام کا سب سے زیادہ ضروری فرض ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ آپ نماز کی حقیقت سے ناواقف ہوں آپ نماز کے فرائض واجبات و سنن یاد نہ ہوں نیز یہ نہ معلوم ہو کہ نماز کی کس قدر تاکید کی گئی ہے اور عاشقان الٰہی کی نماز کیسی ہوتی تھی اگر یہ سب باتیں آپ کو معلوم ہو جائیں تو آپ نماز کے پابند ہی نہیں بلکہ نماز کے عاشق ہو جائینگے اس ضرورت کے لئے حسب ذیل کتابیں منگائیے انشاء اللہ ان کو پڑھ لینے کے بعد آپ نماز قضا کرنے کی جرأت نہ کرینگے کتابیں حسب ذیل ہیں :-

نماز کی حقیقت

پہلے تو یہ معلوم کیجئے کہ نماز ہے کیا چیز اس کتاب میں نماز کی حقیقت اور فلسفہ کا بیان ہو کہ پڑھنے والے پر اس قدر اثر پڑتا ہے کہ مبہوت ہو جاتا ہے اور خود بخود نماز پڑھنے کا شائق ہو جاتا ہے۔ قیمت ۲ر

ترغیب نماز

نماز کی حقیقت پڑھنے کے بعد اول تو آپ کو خود شوق ہوگا اس پر مزید تائید حق جل وعلا کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے اور وہ بھی ایسی کہ فضائل کو دیکھئے تو سبحان اللہ ایک ایک نماز کے بدلہ میں ہزار ہزار نیکیاں اور غیر پابندی کی وعیدیں لعنت اور عذاب۔ منکر بد نجئے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں تاکید نماز کے لئے یہ دو کتابیں پڑھنے کے بعد ترک نماز کی مجال نہیں رہتی قیمت ۲ر

نمازوں کا بیان

جب نماز پڑھنے کا دل شائق ہو جائے گا اور خدا کی وعیدوں سے دل لرزاں ہو پھر نماز کی ترکیب پڑھیے اور بچوں کو پڑھائیے بیبی کو پڑھائیے بڑوں کو سمجھائیے تاکہ گھر کا ہر نمازی ہو جائے قیمت ۳ر

اعمال بخشش

جب نماز پڑھنے لگیں تو اسکے چھوٹے چھوٹے مسائل بھی معلوم کیجئے اس سے بعض دفعہ بہت تھوڑی سی لغزش سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اس کتاب میں طہارت اور نماز کے ترتیب ترجمہ تمام مسائل لکھدیئے ہیں تاکہ دوسرے ارکان سے بھی واقفیت ہو جائے بہت عمدہ کتاب ہے۔ قیمت ۲ر

نمازیوں کی کہانیاں

نماز تو پڑھتے ہیں اسکے مسائل پر بھی عبور ہو گیا لیکن ذرا یہ تو دیکھئے کہ اللہ والوں کی نماز کیسی ہوتی تھی سبحان اللہ نمازیں انکی تھیں اور وہ نمازیں دین و دنیا کی برتری دیتی تھیں دین ہی نہیں دنیا کے بھی ہزاروں فائدہ اس میں مضمر ہیں یہ کتاب عورتوں کو ضرور پڑھائیے کیونکہ اس میں کہانیاں ہیں اس لئے عورتیں اور بچے اس کو شوق سے پڑھیں گے۔ قیمت ۶ر

سب کتابیں اگر ایک ہی وقت منگائیں تو مجلد اور جلد کی قیمت نہیں لیجائیگی قیمت پانچوں مجلد عہ ر

یہ سب کتابیں حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

بالکل آسان اردو میں وعظ کی بے نظیر تازہ کتاب

بارہ مجالس

یہ وعظ مجالس کی طلسمی کتاب ابھی حال ہی میں حمیدیہ پریس دہلی نے شائع کی ہے اور یہ دعویٰ ہے کہ اس موضوع پر یہ کتاب اپنی نظیر آپ ہے چونکہ وعظ کی مجالس ہندوستان کے ہر حصہ میں محرم ربیع الاول ربیع الثانی اور رجب میں منعقد ہوتی ہیں اور ان میں خاص طور پر پیر و نجات کے وعظ بمشکل فراہم کیے جاتے ہیں اس لئے یہ کتاب بہت ہی سہل اردو میں تیار کرائی ہے تاکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں بآسانی سمجھی جائے اور اپنی اپنی مجالس میں ہر بھائی اس کی روزانہ ایک مجلس پڑھ دیا کرے اور اس طرح علاوہ اجر آخرت کے ہر پڑھنے والا خاصہ اچھا مقرر اور شیریں زبان واعظ ہو سکتا ہے اس کتاب میں حسب ذیل بارہ مجالس ہیں :-

پہلی مجلس ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت۔ یہ وعظ بہت ضروری ہے تاکہ عوام صرف لفظاً "امنا باللہ" ہی نہ مانیں بلکہ خدا کی ہستی کو خوب سمجھ کر اور مجبور ہو کر ایمان لائیں۔

دوسری مجلس توحید الٰہی۔ یہ ہی بحث اسلام کا مابہ الامتیاز ہے اور عقلی دلائل سے ثابت ہے کہ خدا ایک ہی ہو سکتا ہے اہرمن و یزدان باپ بیٹا روح القدس اور تیس کروڑ دیوتاؤں کی جھنجھٹ سے خدا پاک ہے۔

تیسری مجلس شمع توحید کے پروانے یہ مجلس بہت جوش انگیز اور ولولہ خیز ہے اس کے ذریعہ سے روح مسلم میں تازگی پیدا ہوتی ہے اور سوئے اسلاف کے کارنامے معلوم ہوتے ہیں

چوتھی مجلس نبوت و رسالت۔ اس میں نبوت و رسالت کی تحقیق کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین اور دنیا کا آخری مصلح ثابت کیا ہے۔

پانچویں مجلس ختم نبوت۔ اس میں ہزارہا دلیلوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ رسول کریم کے ساتھ خدا کی پیغام رسانی کا سلسلہ دنیا میں ختم ہو گیا الیوم اکملت لکم کی تفسیر بھی ہے۔

چھٹی مجلس فضائل رسول اس میں رسول اعظم کا تفوق دیگر انبیاء پر بتلایا ہے اور ثابت کیا ہے کہ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری۔

ساتویں مجلس اسوۂ حسنہ رسول محترم بحیثیت انسان کے جس قدر مکمل تھے اس کی پیروی ہر امت پر واجب ہے اسی کی تشریح اس مجلس میں ہے۔

آٹھویں مجلس محبت رسول۔ اس میں محبت رسول کے ہزارہا واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسلمان کی نجات بھی رسول کی اطاعت و محبت میں ہے۔

نویں مجلس فضائل اخلاق اور حسن معاشرت اس میں ہر دو عنوان پر بہت ہی عجیب انداز میں ایک مسلمان کی زندگی کا نقشہ کھینچا گیا ہے جو ہر مدعی ایمان کیلئے قابل تقلید ہے۔

دسویں مجلس اسلامی وحدت اور اسلامی مساوات اس میں دوسرے تمام مذاہب سے اسلام کی وحدت و مساوات کا موازنہ بہت لطیف اور موثر پیرایہ میں ہے۔

گیارہویں مجلس اسلام میں عورت کے حقوق۔ وہ مدعی تہذیب جو عورتوں کے حقوق کے سب سے بڑے علمبردار ہیں اسلام میں عورتوں کے حقوق کیا ہیں معلوم کریں۔

بارہویں مجلس واقعات کربلا۔ یہ مجلس بہت ہی دردناک انداز میں مرتب کی گئی ہے واقعات شہادت نہایت صحت کیساتھ لئے گئے ہیں گویا سارے واقعات آنکھوں کے سامنے ہو رہے ہیں کوئی شخص بلا آنسو بہائے دو سطریں نہیں پڑھ سکتا۔

جو صاحب مدارس میں مفت تقسیم کرنا چاہیں تو ان کے لئے مخصوص رعایت ہے کتاب ۔۔۔ صفحات مجلد ہے اور قیمت صرف ۔۔۔ علاوہ محصول ۔۔۔

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

تفسیر سورہ فاتحہ

یہ کتاب اگرچہ بظاہر سورۂ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن فی الحقیقت مذہب اسلام کے متعلق ایک جامع تصنیف ہے اور اس میں حسب ذیل مضامین ہیں۔ نئی روشنی میں قرآن کی تفسیر، شیطان اور سائنس، خدا کی ہستی کے عقلی دلائل، اسلامی عقائد کی روشنی میں، ملائکہ اور جنات، انسان قادر بھی ہے اور مجبور بھی، انبیائے کرام کی فطری طاقتیں، عذاب قبر کا عقلی ثبوت، مرنے کے بعد زندہ ہونا، وحی اور سائنس، وحی کی حقیقت، نجات کا راستہ، صداقت رسول، قرآن مجید آجتک کیوں محفوظ ہے، بسم اللہ کی تفسیر، خدا ہر جگہ ہے، زمانہ گذشتہ کے علما اور صوفیہ اسلام اور وحدت، جہاد کی غرض و غایت، رسول عربی کا رحم و کرم، تفسیر سورہ فاتحہ، قرآن مجید کا خلاصہ، بعض اسرار و معارف، وحدت و محبت کی تعلیم، آجکل کے مسلمانوں کا امتیازی شعار، اسلام کا مقصد اولین، تمناؤں کا مرکز اسلام ہے، مرتبہ عبودیت، صراط مستقیم سے گمراہی کے اسباب باقی اصل کتاب میں دیکھئے قیمت دس آنے محصول ۵ ر کل ۱۵ ر

پتہ :- منیجر حمیدیہ پریس دہلی

تفسیر سورہ یاسین

یہ تفسیر اس زمانہ میں لکھی گئی ہے جبکہ بغاوت و طغیان کا زمانہ ہے اور قدم قدم پر مذہب کے لئے عقلی دلائل مانگے جاتے ہیں یہ تفسیر اس لحاظ سے بہت شاندار ہے کہ ہر بات کو معقول طریقہ پر سمجھایا ہے، یہ تفسیر علامہ عبدہ مصری کی تفسیر القرآن سے مستنبط ہے اور ایسے عجیب و غریب پیرایہ میں مذہب کے اعمال کو ذہن نشین کیا گیا ہے کہ بالآخر ملحد بھی ایمان لے آتا ہے صرف تفسیر کے لحاظ سے ہی یہ تفسیر بہت اہم اور مفصل ہے ایک ایک واقعہ کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے گویا بہت سی تفاسیر کا عطر ہے اس کے ساتھ اس کتاب میں نفس رسالت پر بہت پر نور بحث اور دلچسپ ہے۔

غرضکہ یہ کتاب اپنی نوعیت کے لحاظ سے اپنی آپ نظیر ہے ایسی لاجواب تفسیر آپ کی نظر سے ابتک نہ گذری ہوگی چھپائی لکھائی بہت صاف ہے کاغذ بہت اعلیٰ ہے اور قیمت ۸ ر ہے محصولڈاک ۵ ر کل (۱۳ ر)

پتہ :- منیجر حمیدیہ پریس - دہلی

تفسیر حقانی اردو

آٹھ جلدوں میں کامل و مکمل

از شمس المحدثین والعلماء حضرت مولانا مولوی عبدالحق صاحب محدث دہلوی یہ وہ ضخیم تفسیر پورے قرآن شریف کی ہے جو صرف دو سال نہ چھپ سکنے کے باعث بچاس روپے اور پچاس روپے تک ہدیہ ہوگئی اب نیا اڈیشن چھپ کر طیار ہوا ہے اس کا کاغذ بہت اعلیٰ ہے پہلی جلد میں صرف مقدمہ ہے اور یہ مقدمہ بھی اتنا اہم ہے کہ اس کے پڑھ لینے کے بعد قرآن پاک کے عرفان سے قلوب منور ہوجاتا ہے باقی سات جلدوں میں قرآن پاک کی تفسیر ہے جلد اول کی قیمت دو روپے اور باقی ساتوں کی فی جلد چار روپے ہے گویا اس طرح کامل تیس روپے کی ہے محصولڈاک چار روپے خرچ ہوتا ہے کامل تفسیر طلب کرنے والوں کے لئے پانچ کی کفایت ہے یعنی ۲۵ روپے میں مل سکتی ہے ریل کے ذریعہ منگانے میں فائدہ ہے ریل سے منگانے والے لائن اور ریلوے اسٹیشن انگریزی میں ضرور لکھیں۔ پتہ منیجر حمیدیہ پریس - دہلی

نماز کے پورے پورے مسائل

آپ کو ایک ہی جگہ اگر کسی کتاب میں مل سکتے ہیں تو وہ صرف کتاب

ہے جس کے پڑھنے سے نماز کی ذرہ ذرہ کیفیت معلوم ہوجاتی ہے اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے جس کا حل اس کتاب میں نہ ہو فاضل مصنف نے ایک خوبی اس کتاب میں یہ اور رکھی ہے کہ تمام مسائل سوال و جواب کی صورت میں لکھے ہیں اور اس طرح ہر وہ سوال جو کسی انسان کے ذہن میں مشکل سے آسکتا ہے اس کتاب میں موجود ہے غرض یہ کہ نماز پڑھنی ہے تو یہ کتاب بھی منگائیے ایک مرتبہ یہ کتاب پڑھ لینے کے بعد نماز کے متعلق ایک بھی بات ایسی نہ ہوگی جو معلوم نہ ہوسکے کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ہر سال دس ہزار بکتی ہے ضخامت تقریباً دو سو صفحات قیمت اصل عہ رعایتی ۱۰ ر محصول ڈاک ۶ ر کل ایک روپیہ عہ

ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس دہلی

بہشتی زیور کامل اچھے

یہ کتاب عورتوں کے لئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے لکھی ہے اور گویا فقہ حنفیہ کا مکمل نصاب ہے اس کے بعد اس کے حصے یہ ہیں

حصہ اول۔ الف بے سے خط لکھنے تک اور کچھ عقائد کا بیان

حصہ دوم۔ وضو طہارت حیض و نفاس کے احکام نماز مسائل

حصہ سوم۔ روزہ حج زکوٰۃ قربانی حج منت وغیرہ کے مسائل

حصہ چہارم۔ طلاق نکاح مہر ولی عدت وغیرہ کے مسائل

حصہ پنجم۔ معاملات حقوق معاشرت زوجین اور قواعد تجوید

حصہ ششم۔ اصلاح باطن و تہذیب اخلاق ذکر قیامت و جنت

حصہ ہفتم۔ اصلاح رسوم مروجہ شادی و غمی میلاد عرس تیجہ وغیرہ

حصہ ہشتم۔ نیک بیویوں کی حکایتیں و سیرت اخلاق نبوی

حصہ نہم۔ طب ضروری اور مفید علاج و معالجے اور نسخے بچوں اور عورتوں کے

حصہ دہم۔ دنیاوی ہدایتیں اور ضروری باتیں حساب وغیرہ

حصہ یازدہم بہشتی گوہر یہ گیارھواں حصہ خاص مردوں کے لئے مسائل معالجات اور نسخوں کا ہے ہر حصہ کی قیمت ۵ ر ہے اور گیارھویں حصہ کی ۱۲ ر لیکن کامل سٹ کا رعایتی ہدیہ نصف ہے یعنی کامل گیارہ حصے صرف دو روپے محصول ۱۲ ر کل عہ ۱۲ ر

پتہ :- حمیدیہ پریس - دہلی

معجز نما پنج سورہ مجلد

جدید اڈیشن معہ ہفت احزاب چشت

یہ نیا اڈیشن ابھی تیار ہوا ہے پہلا پنجسورہ ۲۶۴ صفحہ کا تھا لیکن اب ۴۴۲ صفحہ کا ہے اس میں ہفت روزہ مناجات خاندان چشت کے علاوہ اور بہت سی مجرب وظیفے و دعائیں شامل ہوئی ہیں۔ ترجمہ لفظی حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب اور خواص و فضائل اعمال سورۂ ہائے قرآن و شان نزول و ربط آیات و تفسیر کامل از حضرت مولانا اشرفعلی صاحب تھانوی مدظلہ۔ چھپائی کاغذ بہت اعلیٰ اس میں حسب ذیل دس سورتیں ہیں۔

سورہ یاسین، سورہ رحمٰن، سورہ فتح، سورہ واقعہ، سورہ ملک، سورہ مزمل، سورہ جن، سورہ کہف، سورہ فلق، سورہ ناس اس کے علاوہ ہفت ہیکل معہ اسناد معہ ششش قفل معہ اسناد، دعائے گنج العرش مع اسمائے حسنیٰ ۹۹ نام اسمائے رسول معہ اسناد شجرہ خاندان چشتیہ شجرہ قادریہ درود کبیر از حضرت غوث الاعظم اس کے تمام حواشی میں جو خواص پنجسورہ کے لئے مخصوص ہیں قیمت اب ۱۲ ر رہی ہے محصولڈاک ۶ ر کل عہ ۲ ر

پتہ :- حمیدیہ پریس دہلی

میری رائے مانیں تو اس رمضان شریف میں ایک یہ قرآن شریف ضرور ہی منگا لیں!

نورانی قرآن شریف

میں وہ سب خوبیاں موجود ہیں جو ایک اچھے مترجم قرآن میں ہونی چاہئیں
اول کتابت یہ قرآن شریف کی سب سے بڑی خوبی ہے اس کی کتابت
اس شخص نے کی ہے جس کا ثانی حد یہ ہے کہ مصر میں بھی نہیں ہے
عیاں را چہ بیان نیچے کے نمونہ سے اندازہ فرمائیے۔

دوسری خوبی ترجمہ کی ہے۔ ترجمہ باعتبار کتابت ایسا ہو کہ ٹھیک حروف کے نیچے ہو جس سے عربی الفاظ کے معنی معلوم ہوتے رہیں، محاورہ کے لحاظ سے ایسا ہو کہ گویا صاف عام فہم اردو میں قرآن شریف پڑھا جا رہا ہے اور ایک لفظ بھی ایسا نہیں ہے جس سے مطلب برادری میں ذرا بھی الجھاؤ ہو، پھر چھپائی ایسی صاف ہو کہ بے تامل پڑھا جائے، چونکہ ترجمہ عربی سے زیادہ جگہ چاہتا ہے اس لیئے اس کی سطر متن سے بڑی ہو، خدا کے فضل سے یہ سب باتیں اس قرآن شریف میں موجود ہیں، ترجمہ بھی مولوی اشرف علی صاحب کا ہے جو اپنے عام فہم ہونے کے لحاظ سے ہندوستان میں سب سے زیادہ مقبول ہے۔ ترجمہ کی کتابت و نیچے کی [illegible]

تیسری خوبی یہ ہونی چاہئے کہ بہت صحیح ہو صحت کے لیئے کتابت کی کشادگی بہت لازمی ہے، اس قرآن شریف کا انداز تحریر بہت فراخ ہے اس لیے اعراب بھی حروف پر لگے ہوئے ہیں، اور ایسی کتابت میں غلطی کا ویسے ہی بہت کم امکان باقی رہ جاتا ہے اور چار پانچ مستند حافظوں، قاریوں اور مصححین نے اس کی تصحیح کی ہو تو ظاہر ہے کہ صحت کتنی بلند پایہ ہوگی، چوتھی خوبی چھپائی ہے، اس قرآن شریف کے متعلق عام شہرت ہے کہ اس کی چھپائی ۱۹۲۱ء کے تمام قرآنوں سے افضل ہے، اور یہ بات اس نمونہ سے کیونکر معلوم ہو سکتی ہے، جب تک کہ پورا قرآن شریف پیش نظر نہ ہو، اس قرآن شریف کی چھپائی کی خصوصیت یہ ہے کہ اول سے آخر تک بالکل یکساں چھپا ہوا ہے یہ بات نہیں ہے کہ کوئی صفحہ خوب روشن ہو اور کوئی صفحہ کم صاف، اخباری اور اشتہاری مبالغہ اس درجہ پہنچ گیا ہے کہ اگر بلا مبالغہ اشتہار کیا جائے تو وہ مقبول نہیں ہوتا، اس مرتبہ آپ بلا مبالغہ اشتہار کا مع بے حد مبالغہ کے یقین فرمائیے اسی سے آپ کو حمیدیہ پریس کے اشتہارات کا اندازہ بھی ہو جائے گا، سب سے زیادہ حیرت انگیز تو اس کا ہدیہ ہے، یعنی مجلد چرمی پشتہ اعلیٰ مجلد صرف سوا دو روپے محصول ڈاک [illegible] رہ گئے کل [illegible] میں گھر بیٹھے منگا لیجے، ۵ جلد منگانے میں [illegible] کا فائدہ ہے، ۵ جلد کا ہدیہ دس روپے ہے ۵ جلدیں ریل کے ذریعہ منگائیے تو فائدہ رہے محصول ڈاک پر تین روپے اور خرچ ہونگے، ریل کے پارسل پر ۱۲ علاوہ کرایہ ریل یہاں اور خرچ ہوتے ہیں، **مینیجر رسالہ مولوی حمیدیہ بک ڈپو دہلی سے منگائیے**

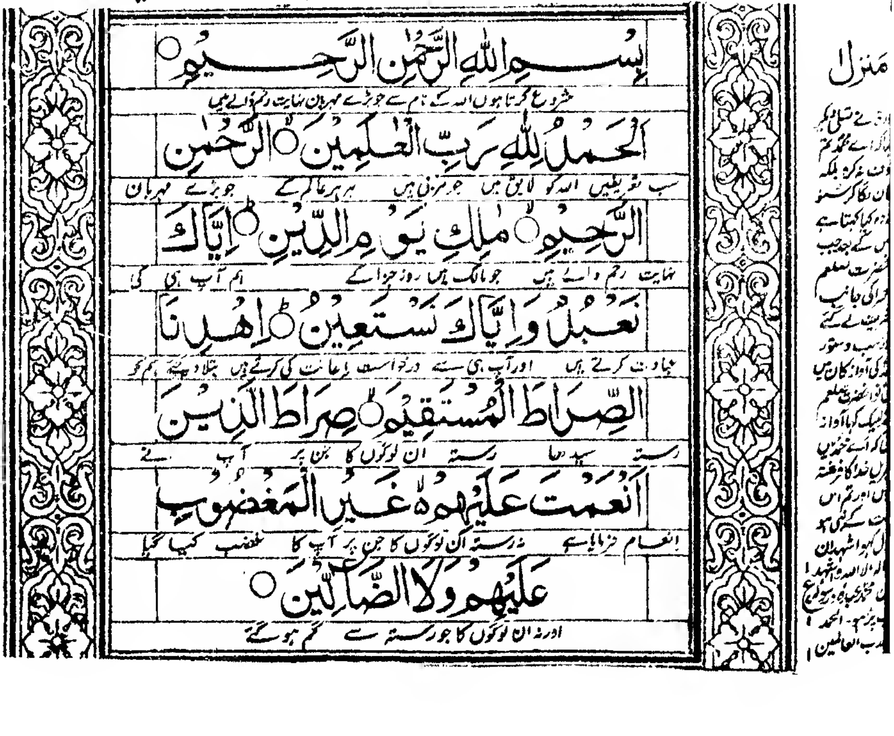
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ
سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے جو بڑے مہربان
الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ
نہایت رحم والے ہیں جو مالک ہیں روز جزا کے ہم آپ ہی کی
نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا
عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں بتلا دیجئے ہم کو
الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ
رستہ سیدھا رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ نے
اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ
انعام فرمایا ہے نہ رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا
عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝
اور نہ ان لوگوں کا جو رستہ سے گم ہو گئے

اردو لٹریچر میں حیرت انگیز اضافہ

ایک زبردست اسلامی انسائیکلوپیڈیا

جس میں دس ہزار سے زائد وہ تمام باتیں ہیں جن کی ہر متمدن انسان کو ضرورت ہے جس میں ایک دنیادار اور ایک دیندار کی دنیاوی اور دینی ضرورت کی کوئی ایسی معلومات نہیں ہے جو موجود نہ ہو۔

یہ کتاب پورے ایک اسلامی کتب خانہ کی برابر ہے

ہر اس شخص کے لیے جو دین دار ہے اور ہر اس شخص کے لیے جو دنیادار ہے اور ہر اس شخص کے لیے جو دینی اور دنیاوی ترقی چاہتا ہے

فلاح دین و دنیا

[illegible] مطالعہ اتنا ہی ضروری ہے جتنی کہ انسان کے لیے ہوا اور غذا کی ضرورت ہے [illegible] ایک ہزار سال [illegible] کتابوں سے [illegible] کی تمام [illegible] رہنماؤں کی روح ہے۔ اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس [illegible] ہندوستان جیسے غریب ملک میں [illegible] ہزار روپیہ کی فروخت ہو چکی ہے اس میں نہایت [illegible] اور دنیاوی [illegible] اخلاق کی تعلیم ہے اس میں معاشرت کا درس ہے اس میں موت اور زندگی کی [illegible] [illegible] اس کے مسائل [illegible] سنت کے طریقے ہیں اس میں تمام [illegible]

خلاصہ یہ ہے کہ اس میں وہ سب کچھ ہے جس کی ہر مسلمان کو بلکہ ہر متمدن انسان کو ضرورت ہے جس گھر میں یہ کتاب ہے اس گھر میں گویا ایک زبردست [illegible] ایک زبردست دنیادار [illegible] ایک بہترین مشیر ہے ایک طبیب حاذق ہے اور ایک [illegible] جہاندیدہ شخص ہے جس کو ہزار سال کے تجربات حاصل ہیں۔ یہ کتاب درحقیقت ایک پوری اسلامی لائبریری ہے۔ اس کتاب کی فہرست مضامین چونکہ بہت طویل ہے اس لیے [illegible] چند عنوانات اختصار کے ساتھ درج کیے جاتے ہیں تاکہ کتاب کا خاکہ ذہن نشین ہو سکے قیمت اصلی [illegible] رعایتی [illegible] تین روپیہ آٹھ آنے محصولڈاک ۸ کل چار روپیہ میں گھر بیٹھے منگا لیجیے۔

مختصر فہرست مضامین فلاح دین و دنیا

باب اول
عقائد
ذات و صفات الٰہی [illegible]
[illegible] وقائع آسمان
[illegible] فرشتے احکام
[illegible] قبر کے حالات
[illegible] منکرین نکیرین
تمہیدات سوال
[illegible] حضرت امام مہدی
[illegible]
[illegible] نزول
یاجوج ماجوج
[illegible]
[illegible]
دابۃ الارض
علامات صغریٰ
علامات کبریٰ
[illegible] کتاب
[illegible]
[illegible] کا حساب

حور اور میدان حشر
کتاب، پلصراط، حوض
کوثر، دوزخ اور [illegible]
[illegible]
[illegible] کے حالات
جنت کی نعمت
[illegible] کرامت
[illegible]
[illegible]
[illegible] حالات
[illegible] اولیاء کے
حالات [illegible]
طریقت، ایصال ثواب
اولیا، صلحین سے استعانت
میلاد مبارک کا جواز
باب دوم
عبادات
وضو کا مکمل بیان
غسل کے طریقے
پانی کے مسائل

[illegible] روزہ
[illegible]
[illegible]
نماز کے اوقات [illegible]
[illegible] نماز
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
نماز [illegible]
[illegible]
عیدین کے [illegible]
احکام عیدالاضحٰی
قربانی
سورج گہن کی نماز
نماز [illegible]
صلوٰۃ التسبیح

نماز اشراق
[illegible]
نماز قبل الزوال
[illegible]
نماز [illegible] تراویح
[illegible]
[illegible] اور رمضان
[illegible] روزہ کا بیان
[illegible]
زکوٰۃ کا بیان
[illegible] زکوٰۃ
[illegible]
[illegible] کی شرائط
حج کے واجبات
باب سوم
[illegible] مہینوں کی وجہ تسمیہ
اوراد کے وظائف
فضائل [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
تمام مہینوں کی وجہ تسمیہ
اعمال و وظائف اور ان کی [illegible]
[illegible] کے حالات
[illegible]
جنہوں نے اس ماہ میں
ولادت یا وفات پائی
باب چہارم
حلال و حرام جانور
[illegible]
[illegible] کا مفصل بیان

[illegible]
[illegible]
باب پنجم
حقوق
حقوق [illegible]
حقوق [illegible]
حقوق [illegible]
حقوق [illegible]
حقوق [illegible]
حقوق [illegible]
حقوق الوالدین
حقوق [illegible]
خاوند کے حقوق عورت پر
آقا کے حقوق ملازم پر
زوجہ کے حقوق شوہر پر
غلام کے حقوق آقا پر
ہمسایہ، مسافر [illegible]
[illegible] کے حقوق

[illegible]
[illegible]
بیان [illegible]
[illegible]
[illegible]
باب ششم
معاشرت
کھانا کھانے کے آداب
پانی پینے کے آداب
سونے کے آداب
آداب لباس
[illegible]
[illegible]
[illegible] کی حقیقت
حضور کے لباس مبارک
حضور کا عمامہ مبارک
حضور کا حلیہ مبارک
[illegible] حلال و حرام [illegible]
پہننا چاہیے [illegible]
عبادت قبول نہیں ہوتی

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
باب [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کی باتیں اور [illegible]
باب [illegible]
اصول حفظان صحت
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

مینیجر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مدیر مسئول عبد الحمید خان

ساڑھے چار ہزار خریدار اور درکار ہیں

آج کل مولوی ساڑھے پندرہ ہزار چھپتا ہے۔ جس قدر اشاعت بڑھتی ہے۔ اتنا
ہی پرچہ بہتر ہو رہا ہے۔ پہلے یہ پرچہ ۲۴ صفحہ کا تھا اور اب ۴۸ صفحہ کا ہے۔ چندہ
سالانہ پہلے بھی ایک روپیہ تھا اور اب بھی ایک روپیہ ہے۔ ۲۰۰۰۰ خریدار ہو
جائیں تو بیس ہزار اشاعت ہو جائے گی اسوقت انشاء اللہ ... ظاہری و ...
خوبیوں میں اور اضافہ ہوگا، یا تو کاغذ چکنا لگایا جائے گا یا مقامات مقدسہ کے
فوٹو ہر ماہ کے پرچے کے ساتھ بھیجے جائیں گے۔ ایک خریدار آپ صرف ...

رسالہ مولوی پوسٹ بکس نمبر ۶۰ دہلی

نقشہ:- آپ کا نمبر خریداری آپ کے پتہ کے شروع میں درج ہے اسکے حوالہ کے بغیر کسی شکایت کی تعمیل نہ ہو سکے گی ... منیجر

عورت

پھولوں کی سیج پر حسن کی رعنائیاں دیکھنے سے پہلے مجسمہ نازکے تمام پوشیدہ رازوں سے واقف ہو جائیے اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب آپ شب عروسی کا دوسرا حصہ عورت پڑھیں
اس کتاب میں یورپ اور امریکہ کی بہترین صنفی کتابوں کا عطر کھینچا گیا ہے۔ عورت جنسواتی زندگی کا مکمل فوٹو ہے عورت کے پوشیدہ اعضا کی رسم عورت کی فطرت عورت کی تربیت عورت کے باغ حسن کی خوشہ چینی
غرضکہ عورت کی زندگی کے متعلق کوئی پوشیدہ سے پوشیدہ بات بھی ایسی نہیں ہے جو آپ کو عورت میں نہ مل سکے۔ یہ کتاب حقیقتاً عورتوں کی انسائیکلوپیڈیا ہے۔ اس کتاب کو پڑھ کر آپ ہر قسم کے کوکشاستروں سے بے نیاز ہو جائیں گے
اس کتاب میں اپنی مرضی کے مطابق اولاد پیدا کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں۔ اس کتاب میں دو سو کے قریب رنگین اور نوٹو بلاک کی تصویریں ہیں۔ کاغذ لکھائی چھپائی اپنی نظیر آپ۔ ضخامت ۲۰۰ صفحات۔ قیمت عرف

فہرست نقشہ جات و فوٹو بلاک
اس میں حسب ذیل رنگین تصاویر فوٹو بلاک کی ہیں
(۱) فرانس کی بہترین حسینہ دوشیزہ
(۲) دوشیزہ وحشی
(۳) سوئٹزرلینڈ کی عورت
(۴) جرمنی کی عورت
(۵) انگلینڈ کی عورت
(۶) اٹلی کی عورت
(۷) حبشی عورت
(۸) مصر کی عورت
(۹) لیتھونیا کی عورت
(۱۰) منگولیا کی عورت
(۱۱) مڈغاسکر کی عورت
(۱۲) منگولیا کی عورت
(۱۳) یونان کی عورت
(۱۴) اندونیشیا کی عورت
(۱۵) سیام کی عورت
(۱۶) فارس کی عورت
(۱۷) البانیا کی عورت
(۱۸) میکسیکو کی عورت
(۱۹) کرین لینڈ کی عورت
(۲۰) روما کی عورت
(۲۱) جزائر غرب الہند کی عورت
(۲۲) روس کی عورت
(۲۳) پولینڈ کی عورت
(۲۴) سویڈن کی عورت
(۲۵) چین کی عورت

(۲۶) ملایا کی عورت
(۲۷) پرتگال کی عورت
(۲۸) کاکا ڈی کی عورت
(۲۹) ملایا کی عورت
(۳۰) عرب کی عورت
(۳۱) جاپان کی عورت
(۳۲) ترکی کی عورت
(۳۳) شام کی عورت
(۳۴) لیک ان بیٹان کی عورت
(۳۵) مارواڑ کی عورت
(۳۶) دمشق کی عورت
(۳۷) نیپال کی عورت
(۳۸) آئرلینڈ کی عورت
(۳۹) فلپائن کی عورت
(۴۰) ہنگری کی عورت
(۴۱) یوگنڈا کی عورت
(۴۲) فرانس کی رقاصہ
(۴۳) انگریز خواتین ساحل سمندر پر
(۴۴) ترکی رقاصہ
(۴۵) بنگال کی رقاصہ
(۴۶) لندن میں مقابلہ حسن
(۴۷) پیرس کی رقاصہ
(۴۸) مصری رقص
(۴۹) ہندوستانی رقص
(۵۰) کمرہ میں دو نظمیں
(۵۱) سالوی
(۵۲) دو رقص
توروپین رقص

(۵۳) دوشیزہ کوہستان
(۵۴) ریاست سکم کی عورت
(۵۵) ترکی عورت جب جوان ہوتی ہیں
(۵۶) کوہستانی عورت
(۵۷) لمبے بالوں والی عورت
(۵۸) نوخیال
(۵۹) عالم تنہا
(۶۰) ...
(۶۱) ...
فہرست قلمی تصاویر
...
ہندوستانی عورتوں کی تصویریں
عورت کی ...
عورت کی ... تصویریں
مغربی فیشن کی عورت کی تصویریں
مغربی ورزش کی تصویریں

فہرست مضامین
مقصد کے متعلق ابتدائی معلومات
...
عورت کیا ہے
عورت کی تربیت
عورت کے تعلقات
مغربی عورت
عورت کی تجارتی شادی

عورت کیسے مرد کو پسند کرتی ہے
عورت کی ذمہ داریاں
کن کن شہروں میں کیا ہوتا ہے
سنسکرت کا کوک شاستر

پہلا باب
... زندگی عورت کی ...
... عورت کی ... زندگی
... عورت ...
عورت ... ہے
توتی ترقی کا ... پر
شوہر کی ... عجب عمل
...
... شادی کی ...
... وطین
... مرض
... ملنا
عورت کی ... کا ... پر
محبت شادی کا ...
خوش مزاجی کا ... تصویر
خوش مزاجی سب سے ... ہے
ناکام ازدواجی زندگی
... عورت
تعلیم میں ... واسطہ
... عورت ... پرحیائی نقاب
شان ... کا ... نظارہ
طلاق ترجیت کے ... لیے

دوسرا باب
ازدواجی زندگی کا سانچہ
... عورت سے ...
عورت کی معصومیت
عورت عورت ... کی ...
عورت کے لباس میں ترقی
عورت کی تالیف کا مقصد
... عورتیں
... اشاعت
عورت کی جاذبیت
عورت کی ...
عورت کی ... فطرت
عورت کے قدموں پر ...
عورت ... ہے
... کی ضرورت
عورت کی ... کہانیاں
جاذبیت ... کا نمونہ عورت ...
جذبہ محبت کی ...
... کی ...
... کے ... نوٹ
خانہ بربادی کا ... منظر
... کی ... ناکامی
... ماں چاند
ایک شب ... کا زاویہ نگاہ

پہلی شب اور ... شرم
قبل از وقت ... نتیجہ
عورتوں کی ...
... شرارت
... داغ
... کے ... فوری
نظام آفرینش کا انحصار
لڑکیوں کے لئے ورزش
ورزش کے لئے بہترین ...
... کی عادت
... بے ...

تیسرا باب
مجسمہ دوشیزگی ... شباب میں
عہد شباب کی ... منزل شباب
... سے ...
... سے ... دوری
عاقبت اندیشی کا فرض ...
قانون کامیاب زندگی

چوتھا باب
جبر ... کا مقصد
اظہار محبت ...
عضو تناسل سے ناواقفیت
جنس ... خوشی
محراب جلال کی صفائی

اس کتاب میں ... مضامین ... عورت سے ... کہیں ... کے علاوہ ... بچہ کی پرورش ... لیے ... ایسا ... جس میں ... مرد عورت کی ... قیمت صرف دو روپے

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس پوسٹ بکس ۲۱ دہلی

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا

مولوی

جو ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ کو جمعیہ پریس دہلی کوچہ چیلاں سے شائع ہوتا ہے

جلد ۱۴ ‖ بابت ماہ شوال المکرم سنہ ۱۳۵۰ ہجری ‖ نمبر ۲

خُطبَہ

الحمد للہ ذی الملک والملکوت والعزۃ والہیبۃ والجبروت واشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ شہادۃ من امن باللہ وکفر بالجبت والطاغوت واشہد ان سیدنا ونبینا ومولانا محمدًا عبدہ ورسولہ نبی بمکارم الاخلاق موصوف وبکمال الاوصاف منعوت صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم قال اللہ تعالیٰ وتبارک فی القرآن المبارک اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا وَّاَنَّکُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝ وقال النبی صلی اللہ وسلم ان اللہ لا یستجیب الدعاء عن قلب لاہٍ

فرزندان اسلام! خدائے حی وقیوم اپنے کلام معجز نظام میں اپنے بندوں کی غفلت کو دور کرنے اور جس غرض وغایت کے لئے ان کو پیدا کیا ہے اس کی طرف متوجہ کرنے کے لئے بندوں کو مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ کیا تم گمان کرتے ہو کہ ہم نے تم کو یونہی بیکار پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے اور اسی غفلت کو دور کرنے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ غافل قلب کی دعا قبول نہیں فرماتا۔

آیت اور حدیث دونوں سے ازالہ غفلت انسانی کا مفہوم مستفاد ہوتا ہے کمال ربانی میں کمال بلاغت واعجاز کے انداز میں خود بندوں سے دریافت کیا گیا ہے کہ کیا تم کو یونہی بیکار اور عبث پیدا کر دیا گیا ہے یعنی کیا تمہارے پیدا کرنے کا کوئی مقصود نہیں ہے اور تم دوبارہ لوٹ کر اپنے پروردگار کے حضور میں نہ جاؤ گے اور تم سے تمہارے اعمال وافعال کا کوئی حساب کتاب نہیں لیا جائے گا مطلب یہ ہے کہ تم بیکار اور عبث نہیں پیدا کئے گئے اور تمہیں ضرور خدا کے حضور میں حاضر ہو کر اپنی زندگی کے اعمال کا حساب دینا پڑے گا تم اس دھوکہ میں نہ ہو کہ تمہارے پیدا کرنے کا کوئی مقصد نہیں ہے اور تم سے کوئی بازپرس نہ ہوگی تمہیں بازپرس ضرور ہوگی اور تم سے پوچھا جائے گا کہ جس مقصد سے خدا نے تم کو پیدا کیا تھا کیا تم نے اس کو پورا کیا کس مقصد سے انسان کو پیدا کیا گیا ہے اس کی تصریح اس آیت میں نہیں کی گئی اگرچہ جو مقدمات اس آیت میں بیان کئے گئے ہیں ان سے بطور نتیجہ کے انسانی خلقت کی غرض وغایت بھی معلوم ہو جاتی ہے تاہم صاف اور واضح الفاظ میں دوسرے مقامات پر انسان کے پیدا کرنے کی غایت بھی بیان کر دی گئی ہے چنانچہ ارشاد ہوا ہے کہ:۔

ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنی جن وانس سب کو عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور جن وانس پر کیا موقوف ہے کائنات عالم کا ذرہ ذرہ خدا کی حمد وثنا اور تسبیح وتہلیل میں مصروف ومشغول ہے جس کا ثبوت قرآن اور احادیث سے بکثرت ملتا ہے

ہر گیاہے کہ از زمیں روید　　　　وحدہ لا شریک لہ گوید

بہرحال اس آیہ کریمہ میں خدا نے اپنے بندوں کو متنبہ فرمایا ہے کہ تم کو ایک خاص غرض اور خاص مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس کی طرف سے غافل اور بے پرواہ نہ ہو اور یہ نہ سمجھو کہ یونہی بلا وجہ اور بلا سبب تم کو پیدا کر دیا گیا ہے اور تمہارے پیدا کرنے کا کوئی مقصد نہیں مقصد یہ ہے کہ تم اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور اس دھوکہ میں نہ رہو کہ اب یہاں سے لوٹ کر خدا کے پاس نہیں جانا نہیں اس کے پاس ضرور جانا پڑے گا اس لئے غفلت اور اعراض کے پردے اپنی آنکھوں سے ہٹا دو اور جس غرض کے لئے پیدا کئے گئے ہو اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا بھی منشا یہی ہے کہ غفلت کو ترک کر دو کیونکہ غفلت اس مقصد کو پورا نہیں ہونے دیتی جس کے لئے خدا نے انسان کو پیدا کیا ہے یعنی خدا غافل قلب کی دعا قبول نہیں کرتا اب جب دعا ہی قبول نہ ہوئی تو عبادت کس طرح قبول ہو سکتی ہے کیونکہ دعا تو عبادت کا مغز ہے حدیث میں آیا ہے الدعاء مخ العبادۃ یعنی دعا مغز عبادت ہے اور مغز عبادت کا یہ حال ہے تو پوست کا درجہ تو بعد میں آتا ہے اس کے علاوہ خود لفظ دعا قرآن میں متعدد مقامات پر عبادت کے معنے میں استعمال ہوا ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس حدیث میں بھی دعا کے معنے عبادت کے ہوں اس وقت حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ خدا غافل قلب کی عبادت قبول نہیں کرتا اور عبادت ہی قبول نہ ہوئی تو انسان کی پیدائش کا مقصد فوت ہو گیا۔

برادران اسلام! اب آیت اور حدیث کا مطلب اچھی طرح آپ کے ذہن نشین ہو گیا ہوگا اور معلوم ہو گیا ہوگا کہ آیت اور حدیث دونوں کے اندر ازالہ غفلت کی تاکید کی گئی ہے اور متنبہ کیا گیا ہے کہ غفلت کو ترک کرکے اپنی آفرینش کی غرض وغایت کی طرف متوجہ ہوں۔

اب ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ اس آیت وحدیث کے مصداق کہیں ہم ہی تو نہیں ہیں اور جس غفلت واعراض کی طرف آیت میں اشارہ کیا گیا ہے اور جس کا یہ نتیجہ بتلایا گیا ہے کہ غافل دل کی دعا اور عبادت قبول نہیں ہوتی اس غفلت واعراض میں ہم تو مبتلا نہیں ہیں ہمیں اپنے ظاہر کو دیکھنا اور اپنے باطن کو ٹٹولنا چاہیے اگر کہیں اس موذی مرض غفلت کا سراغ ملے اور پتہ چلے تو فورًا اس کا علاج کرنا چاہیے کیونکہ یہ کیفیت تو مقصد حیات ہی پر ڈاکہ ڈالتا ہے اور بندہ کا خدا سے تعلق منقطع کر دیتا ہے اس لئے ہر ایک انسان کو عمومًا اور ہر ایک مومن ومسلم کو خصوصیت کے ساتھ اس مرض مہلک کی طرف سے ہوشیار رہنا چاہیے مبادا ہمارے ظاہر یا باطن پر اس کا قبضہ ہو جائے اور ہلاکت وبربادی کی دائمی موت ہم پر طاری ہو جائے

کیونکہ حقیقتاً اگر مقصد زندگی کو ہم بھول جائیں اور زندگی کو عبث سمجھ لیں تو اس سے زیادہ خسارہ اور اس سے زیادہ گھاٹا اور کیا ہو سکتا ہے اس لیے جس قدر جلد ممکن ہو سکے ہر ایک مومن مسلم کا فرض ہے کہ مرض مزمن کا پتہ چلائے اور پھر اس کا علاج کرے تاکہ اصلی حالت عود کر آئے اور ہماری آفرینش کی جو غرض ہے اس کی تکمیل کی طرف ہم توجہ کر سکیں۔

برادران اسلام جس مرض کی طرف مذکورالصدر آیت و حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے وہ نہایت سخت اور اسی کے ساتھ نہایت مشکل مرض ہے اور تشخیص بھی ذرا مشکل سے ہوتا ہے سخت اور مہلک تو اس لئے ہے کہ تعلق مع اللہ کا قاطع ہے اور مشکل اس لئے ہے کہ تشخیص بہت مشکل سے ہوتا ہے تاہم نہ تشخیص محال ہے اور نہ علاج ناممکن ہے جس ذریعہ سے اس مرض کی تشخیص ہوتی ہے اسی سے اس کا علاج بھی ہو جاتا ہے

برادران اسلام! اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ غفلت کی ضد یاد ہے اگر غفلت آپ پر مسلط اور مستولی ہوگی تو یاد اپنا تعلق منقطع کر لے گی اور یاد آپ کے ساتھ ہے تو غفلت کا کوسوں پتہ نہ ہوگا پس اسی سے آپ کو اور ہم کو اپنے مرض کا پتہ لگانا چاہیئے اگر تعلق مع اللہ قائم ہے اور خدا کی یاد باقی ہے تو سمجھنا چاہیئے کہ غفلت کا قبضہ نہیں ہوا اور اگر تعلق مع اللہ نہیں ہا اور خدا کی یاد کی جگہ کسی دوسری چیز نے لے رکھی ہے یعنی ماسوا اللہ کے ساتھ تعلق قائم ہو گیا ہے تو یقین کر لینا چاہیئے کہ غفلت مستولی ہو چکی ہے لیکن تشخیص کا یہی وہ نازک موقع ہے جہاں پر نفس اور شیطان دھوکہ دے جاتا ہے اور ہم غلطی سے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ ہم پر غفلت کا قبضہ نہیں ہے حالانکہ واقعتہً غفلت مسلط ہوتی ہے دھوکہ یہ ہوتا ہے کہ ہم معمولی امور کو دیکھکر یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ ہم خدا کی یاد سے غافل نہیں ہیں مثلاً ظاہری شکل و صورت مسلمانوں کی سی بنالی نماز روزہ بھی ترک نہیں کیا حالانکہ غفلت کے لئے یہ ضروری نہیں کہ ظاہری آداب کو بھی ترک کر دیا جائے یعنی یہ ممکن ہے کہ ایک انسان نماز وغیرہ بھی پڑھ لیتا ہو روزہ بھی رکھ لیتا ہو وضع قطع بھی مسلمانوں کی سی بنائے رکھتا ہو مگر اس کے باوجود اس کو تعلق مع اللہ نہ ہو اور غفلت اس پر مسلط اور مستولی ہو چنانچہ ان اللہ لا یستجیب الدعاء عن قلب لاہ کے ارشاد نبوی سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قلب غافل میں بھی انسان دعاء عبادت کر سکتا ہے جو قبول نہیں ہوتی اصل یہ ہے کہ جس طرح یاد فعل قلب ہے اسی طرح غفلت بھی محل قلب ہے اس لئے دیکھنا چاہیئے کہ قلب خدا کی یاد سے غافل ہے یا نہیں اگر قلب غافل ہے تو نماز روزہ حج زکوٰۃ سے کوئی فائدہ نہیں کیونکہ غافل قلب کی دعا اور عبادت قبول ہی نہیں ہوتی۔

برادران اسلام آپ سوال کریں گے کہ جب ہم نماز روزہ اور حج و زکوٰۃ وغیرہ ادا کرتے ہیں تو پھر یاد الٰہی اور ذکر اللہ کی اور کیا تعریف ہے سو قلب کی غفلت کا اندازہ اس طرح کرنا چاہیئے کہ تمام بیداری میں زیادہ وقت قلب کا کس شغل میں گذرتا ہے یعنی ان اوقات کو چھوڑ کر جن میں ہم کسی ضروری دنیاوی کام میں مشغول رہتے ہیں بقیہ اوقات میں ہمارا دل کس شغل میں رہتا ہے اور خود نماز روزہ ادا کرتے وقت کس قسم کے خیالات بھرے ہوتے اور دل و دماغ میں چکر لگاتے رہتے ہیں اگر آپ غور کرینگے تو ماننا پڑے گا کہ بیداری کا تقریباً سارا وقت غیر اللہ اور ماسوی اللہ کے ذکر و فکر اور خیال میں گذرتا ہے اور اللہ کی یاد بھی بھول کر بھی نہیں آتی بلکہ ظاہری عبادت کے اوقات میں بھی غیر اللہ کے خیالات سے دل و دماغ معمور رہتا ہے بس اسی کا نام غفلت ہے چاہیئے تو یہ تھا کہ دنیاوی کاموں کے وقت بھی دل ذکر الٰہی میں مصروف ہوتا اور دل بیار دست بکار کے مصداق زندگی گذرتی مگر یہاں کیفیت اس کے برعکس ہے یعنی وہ وقت جو بالکل خالی گذر رہا ہے

اور کسی کام میں ہم مشغول نہیں ہوتے اس وقت بھی سودائے خام سے دل خالی نہیں ہوتا اور یاد الٰہی کے لئے گنجائش نہیں نکلتی یہ غفلت تمام خرابیوں اور جملہ برائیوں کی جڑ ہے کیونکہ یہ تعلق مع اللہ کے راستہ میں مانع اور سنگ گراں ہے اور جملہ محاسن کا منبع تعلق مع اللہ ہے جب تعلق مع اللہ میں کمی واقع ہوئی تو اخلاق فاضلہ اور مکارم و محاسن حسنات کا رشتہ رفتہ رفتہ ٹوٹ جاتا ہے اور یہ دل کی موت ہے اور روح کے لئے برق اجل کا کام دیتی ہے

برادران اسلام غور کیجئے اگر آپ کو کسی سے محبت ہو جاتی ہے تو آپ کا سارا وقت اسی کی یاد میں صرف ہوتا ہے اور خواہ آپ کوئی سا کام کرتے ہوں مگر دل آپ کا آپ کے محبوب ہی کے پاس ہوگا جب مخلوق کے ساتھ آپ کا یہ حال ہے تو خالق کے ساتھ اس سے بھی زیادہ ہونا چاہیئے مگر معاملہ اس کے برعکس ہے۔ معاملہ برعکس کیوں ہے اس کی وجہ وہی غفلت ہے اور یہ غفلت ہماری خود پیدا کردہ ہے اور اگر ہم کوشش کریں تو یہ دور ہو سکتی ہے شاید آپ میں سے کوئی اعتراض کرے کہ دل و دماغ میں لغو اور فضول خیالات میں غلطاں و پیچاں رہتا ہے اس کے دور کرنے اور ایسے خیال نہ آنے دینے پر کوئی قادر نہیں ہے اور جس پر قدرت ہی نہ ہو اس سے منع کرنا یا اس کو جرم قرار دینا تکلیف مالایطاق ہے اور خدا کا صاف فرمان موجود ہے کہ "لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا" یعنی وسعت و اختیار سے باہر انسان کو خدا نے مکلف نہیں بنایا لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ ہم خود فضول اور لغو خیالات اور باطل توہمات کی چاٹ دل کو لگاتے ہیں اور سودائے خام پکانے میں دل کو مشغول دیکھکر خوش ہوتے ہیں اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ خود قلب کو ایسے فضول مشاغل میں ایک قسم کی لذت ملنے لگتی ہے اور دل کے اندر ایسے خیالات کی چاہ پیدا ہو جاتی ہے اور رفتہ رفتہ دل اس شغلہ کا ایسا عادی اور خوگر ہو جاتا ہے کہ بغیر اس مشغلہ کے ایک لحہ بھی بسر نہیں کر سکتا۔ اور گرد و پیش سے تلاش کر کے ایسے خیالات اپنے اندر جمع کر لیتا ہے جو تعلق مع اللہ کے لئے سد سکندری بنجاتے ہیں برادران اسلام اب یہ امر متحقق ہو گیا ہے کہ تعلق مع اللہ کے مانع وہ فاسد اور فضول خیالات ہیں جو بلاوجہ ہمارے دل کی غذا بن گئے ہیں اور جنہوں نے ہمارے دل کو غافل کر دیا ہے۔

اس کے بعد ہمیں اس کی اصلاح اور علاج کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے اور علاج بالضد ہوا کرتا ہے یعنی اگر مرض گرمی سے ہوا ہے تو ٹھنڈی دوائیں استعمال کرائی جاتی ہیں اگر سردی سے ہوا ہے تو گرم دوائیں استعمال کرانی چاہئیں اسی طرح قلبی اور روحانی امراض کا حال ہے چونکہ غفلت تعلق مع اللہ کے لئے مانع بنی ہے اس لئے اس کی ضد یعنی یاد ہی کے ذریعہ اس کا علاج ہو سکتا ہے اور اسی ذریعہ سے اس مرض کی اصلاح ہو سکتی ہے یعنی جس وقت غفلت کے اسباب یعنی فاسد و باطل خیالات ہجوم کر کے ہمارے دل پر چھاپا ماریں اسی وقت یاد الٰہی کے پاسبان کے ذریعہ ان کے روکنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہیئے ابتدا میں بڑی سخت کشمکش ہوگی اور زیادہ تر غلبہ اور بظاہر فتح اس جنگ میں فاسد خیالات ہی کو ہوگی لیکن اگر ہم نے ہمت نہ ہاری اور ہر وقت اور ہر موقع اس حربہ کو استعمال کر کے ان کو دل کے اندر گھسنے سے روکنے کی سعی کی تو رفتہ رفتہ ان کا زور ٹوٹ جائے گا اور ہر لمحہ اور ہر گھڑی کی حملہ آوری میں کمی واقع ہو جائے گی اور اگر مزاحمت کا یہ سلسلہ جاری رہا تو بالآخر یاد الٰہی کو غلبہ حاصل ہو جائے گا اور کمال آسانی کے ساتھ ان کی غفلت معدوم ہو جائے گی۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جونہی نفس شیطان دل کو اپنی طرف مشغول کرے فوراً تصور کی قوت سے دل کو اس مصیبت سے چھڑا کر تصور ہی کے قلم سے دل کے چاروں طرف

اسم اللہ مجید بنا چاہئے اور یہ خیال قائم کرنا چاہئے کہ دل کے قلعہ پر چاروں طرف توپیں چڑھا دی گئی ہیں اور اب دشمن حملہ نہ کر سکے گا اگر پھر فاسد خیالات حملہ اور ہجوم کر کے آئیں تو پھر اسی طرح عمل کرنا چاہئے اس عمل کی مداومت غفلت کو دور کرنے میں بہت مدد دے سکتی ہے۔

پھر غفلت کا علاج مقصود ہے اور یہ اسی وقت دور ہو گی جب اس کے اسباب کا قلع قمع کر دیا جائے اور ازالہ غفلت کے بعد لازمی طور پر تعلق مع اللہ قائم ہو جائے گا اور اللہ کے ساتھ تعلق قائم ہونے کے معنے مقصد حیات میں کامیابی حاصل ہونے کے ہیں مگر جب تک غفلت ہم پر مستولی رہے گی اس وقت تک نہ تو ہمارے ظاہر کا تعلق اللہ سے قائم ہو سکتا ہے اور نہ ہمارے باطن کا تعلق استوار ہو سکتا ہے اور اصلاح ظاہر سے مقدم باطن کی اصلاح ہے ورنہ "برزباں تسبیح و در دل گاؤ خر" سے کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا اصل کی اصلاح سے فرع کی اصلاح خود بخود ہو جاتی ہے جڑ کو پانی دینے سے شاخیں اور پتیاں سب سرسبز و شاداب ہو جاتی ہیں اور بنیاد اگر مستحکم ہو جائے تو در و دیوار بھی مضبوط ہوتے ہیں اسی واسطے خداوند حکیم نے افحسبتم انما خلقناکم عبثا وانکم الینا لا ترجعون کے تنبیہی ارشاد میں ہماری توجہ ازالہ غفلت کی طرف مبذول فرمائی ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غفلت کو ایسا سخت و شدید مرض فرمایا ہے کہ اس کی موجودگی میں تمام اعمال اکارت جاتے ہیں اس لئے اے برادران اسلام ہم سب کا فرض مقدم یہ ہے کہ اس غفلت کے پنجہ سے آزادی حاصل کریں اور اس ہلاکت آفریں اور مقصد حیات سے دور و لاپرواہ کرنے والے مرض سے چھٹکارا پانے کی سعی کریں تاکہ ہماری دنیا اور دین دونوں درست ہوں اور خدا سے ہمارا تعلق قائم ہو جائے جس کے بعد دین کی سرفرازیاں اور دنیا کی سربلندیاں ہماری کنیزیں بن جائیں گی۔

عباد اللہ من اراد الاخرۃ وسعی لها سعیها وهو مومن فاولئک کان سعیهم مشکورا اللهم اغفر ذنوبنا واکتم عیوبنا وکن لنا معینا وظهیرا

خطبہ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد والہ وصحبہ اجمعین۔ اما بعد۔ برادران اسلام! درود و سلام بھیجو سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ پر جن کے صدقہ اور طفیل میں ہمیں یہ معلوم ہو گیا کہ خدا نے ہمیں کس غرض و غایت کیلئے پیدا کیا ہے اور اس دنیا میں ہمیں کیسی زندگی بسر کرنی چاہئے اور جنہوں نے ہمیں اس حقیقت سے آگاہ فرما دیا کہ غافل قلب کی دعا اور عبادت کچھ بھی قبول نہیں ہوتی تاکہ ہم غفلت کو دور کریں اور مقصد حیات کی تکمیل کی سعی کریں۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آل۔ اصحاب اور صلحائے امت خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی حضرت علی شیر خدا اور دیگر اصحاب عشرہ مبشرہ حضرت طلحہ حضرت زبیر حضرت سعد حضرت سعید حضرت عبدالرحمن اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح پر جو سب کے سب حق آگاہ تھے اور جن کے دل غفلت سے پاک اور یاد الٰہی سے منور تھے اور جو مقصد حیات سے پوری طرح واقف تھے اور سارا وقت اسی کے حاصل کرنے میں صرف کرتے تھے۔

اور درود و سلام بھیجو حضرت امام حسن امام حسین اور آپ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ زہرا پر جن کے قلوب ظلمت و غفلت سے ناآشنا اور یاد الٰہی کے نور سے روشن تھے اور درود سلام بھیجو آنحضرت کی ازواج مطہرات خصوصاً حضرت خدیجہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ پر جو اپنے دلوں کو غفلت کی کدورت سے پاک رکھتی تھیں اور یاد الٰہی سے معمور۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کے محترم چچاؤں حضرت حمزہ اور حضرت عباس پر جن کے پہلو میں غافل دل نہ تھے بلکہ یاد الٰہی سے آباد تھے۔

اور درود و سلام بھیجو حضرات ائمہ اہلبیت امام زین العابدین امام محمد باقر امام جعفر صادق امام موسیٰ کاظم امام علی رضا امام علی التقی امام محمد نقی امام حسن عسکری پر جو غفلت کو کبھی اپنے دلوں کے پاس بھی نہ آنے دیتے تھے اور جن کے دل ذکر الٰہی اور یاد الٰہی سے معمور و منور رہتے تھے اور جو انسانی زندگی کے مقصد یعنی عبادت خداوندی سے آگاہ تھے۔

اور درود و سلام بھیجو حضرت امام ابو حنیفہ امام مالک امام شافعی امام احمد حنبل پر جو قرآن اور حدیث اور شریعت کے اسرار و احکام کی وضاحت کر کے ہمیں یہ بتلا گئے کہ خدا نے کیوں اور کس غرض سے ہمیں پیدا کیا ہے اور یہ کہ غفلت ایسی بری چیز ہے کہ اس مقصد کے حصول سے انسان باز رہتا ہے جو خود بھی غافل دل کے مالک نہ تھے بلکہ خدا آگاہ قلب پہلو میں رکھتے تھے۔

اور سلام بھیجو حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی اور حضرت خواجہ بزرگ خواجہ معین الدین اجمیری پر جو اسی وجہ سے خدا کا تقرب حاصل کر سکے کہ غفلت کو ایک لمحہ کے لئے اپنے دل میں جگہ نہیں دی اور یاد الٰہی سے ایک لحظہ کے لئے غافل نہیں ہوئے

اور اے اللہ رحمت نازل کر فاتحین ہند خصوصاً محمد بن قاسم سلطان محمود غزنوی سلطان شہاب الدین غوری اور شہنشاہ اورنگ زیب غازی پر جو اللہ کی یاد سے غافل نہ رہتے تھے اور ان کے دل پر غفلت مستولی نہ ہوتی تھی بلکہ معرکہ ہائے جہاد میں بھی دل اور زبان ذکر حق سے غافل نہ رہتی تھی اور یہی وجہ تھی کہ ہر اک معرکہ کفر و اسلام میں غالب رہتے تھے۔

اور اے اللہ مدد کر حضرت سلطان غازی امیر نادر خاں کی جو تیری یاد سے غافل نہیں رہتے اور تیرے حکم پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اور اے اللہ تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ تیرے ساتھ اپنی عبودیت کا رشتہ جوڑ لیں اور اپنے دلوں سے زنگ غفلت کو دور کر کے تیری عبادت اور تیرے ذکر سے اپنے قلوب کو آراستہ اور منور کر لیں۔

عباد اللہ رحمکم اللہ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینهی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون اذکروا اللہ یذکرکم وادعوہ یستجب لکم ولذکر اللہ تعالی اعلی واولی واعز واجل واهم واعظم واکبر۔

سلسلہ خلافت اسلامیہ

یعنی عورتوں اور لڑکیوں کے لئے خلفائے راشدین کی سوانح عمریاں یہ چار رنگ کتابیں جن کو محترمہ عزیز بیگم صاحبہ نے حال ہی میں عورتوں اور لڑکیوں کے لئے بطور سوال و جواب نہایت سلیس اردو میں لکھا ہے حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی اور حضرت علی کی مقدس زندگیوں اور ان کے عہد خلافت کے حالات پر مشتمل ہیں قیمت عہ محصول ڈاک در کل عہ

(منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے)

شذرات

افق کشمیر کی خونابہ فشانی

اس وقت کشمیر میں قیامت صغریٰ قائم ہے اور اس کی ساری فضا مظلومیت کی آہوں اور ہچکیوں کی فریادوں سے لبریز نظر آرہی ہے مسلمانوں پر جو قیامت خیز مظالم برپا کئے جارہے ہیں انھیں سنکر کلیجہ منہ کو آتا ہے اور جسم میں خون کھولنے لگتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ڈوگرہ درندوں کو آزادی دیدی گئی ہے کہ وہ فرزندان توحید پر جس قدر مظالم چاہیں توڑیں اور جتنا دل چاہے ستائیں۔ مسلمان راجوری میں نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے مجتمع ہوئے ابھی انہوں نے ادائے نماز کے لئے میدان میں صفیں باندھی تھیں کہ عین حالت نماز میں ڈوگروں نے ان پر گھوڑے دوڑائے اور اس کے بعد بلا تصور و بلا اشتعال ان پر گولیاں چلادیں معلوم ہوا ہے کہ بیشمار مسلمان شہید ہوئے صحیح تعداد تو ہنوز معلوم نہیں ہوئی لیکن اتنا علم ہو سکا ہے کہ سات مسلمانوں کے جنازے کی نماز سرکاری طور پر ادا کی گئی۔ تھانہ سیدی میں بھی دو مسلمان شہید کر دیئے گئے سکھ چین پور میں آگ لگادی گئی کوٹلی میں مسلمانوں کا ایک محلہ کا محلہ جلاکر خاکستر کر دیا گیا ایک مسجد بھی شعلوں کی لپیٹ میں آگئی۔ کوٹلی میں دوبارہ بھی گولی چلی۔

یہ تو تھی صوبہ جموں کی حالت اب کشمیر کی سنئے بارہ مولا میں جو مسلمان نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے جمع ہوئے تھے ان پر بھی جامع مسجد کے اندر گولیاں چلائی گئیں ایک طرف تو یہ حشر انگیزیاں ہورہی ہیں اور دوسری طرف شدت و تواتر کے ساتھ یہ پروپیگنڈا کیا جارہا ہے کہ راجوری کوٹلی اور میرپور میں مسلمانوں نے بغاوت کر دی وہ ہندوؤں اور سکھوں کے گھر جلارہے ہیں بارہ گاؤں انہوں نے جلاکر راکھ کے ڈھیر کر دیئے بارہ گوردوارے جلادیئے پانچ پولیس والوں کو ہلاک کر ڈالا کئی تھانوں کو آگ لگادی اور صرف اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ انہوں نے ہندوؤں کو زبردستی مسلمان بنانا بھی شروع کر دیا ہے نہ کسی ہندو کی عزت محفوظ ہے اور نہ مال: ہم حیران تھے کہ آخر یہ کیا ماجرا ہے جو مسلمان صدیوں سے پنجہ استبداد کی گرفت میں تڑپ رہے ہیں اور جنہوں نے نازک سے نازک اوقات میں بھی دامن ضبط و تحمل ہاتھ سے نہیں چھوڑا ہے ان پر یکایک کونسا جنون سوار ہوگیا اور کونسا عفریت ان کے جسموں میں حلول کر گیا ہے کہ وہ یک بیک جامۂ انسانیت کو تار تار کرکے بادۂ کشی پر اتر آئے حالانکہ ان کی جنگ ہندوؤں اور ریاست سے نہیں بلکہ نظام حکومت کے خلاف تھی لیکن ہماری اس حیرت کا دامن اسٹیٹسمین کے نامہ نگار خصوصی نے تار تار کر دیا اس نے صاف اور غیر مشتبہ الفاظ میں لکھا ہے کہ کشمیر کے متعلق جو اطلاعات تواتر و تسلسل کے ساتھ موصول ہو رہی ہیں وہ ننانوے فیصدی غلط اور بے بنیاد ہیں بارہ گوردوارہ میں صرف ایک گوردوارہ جلا ہے اور وہ بھی اس طرح کہ یہ ایک جلنے والے مکان کے قریب ہی واقع تھا پولیس والوں کو جلانے کی خبریں بھی بے بنیاد ہیں حقیقت یہ ہے کہ حکام کشمیر جن میں غالب عنصر ہندو اور متعصب کیش ہندو کا ہے وہ مسلمانوں کے حقوق طلبی کے داعیہ کو دیکھکر انگاروں پر لوٹ رہے تھے گر حوادث و واقعات کی بے پناہ رو نے انھیں گلینسی کمیشن کے تقرر پر مجبور کر دیا تھا لیکن وہ در پردہ ان اصلاحی اور امن پسندانہ مساعی کو بے اثر کرنے میں سرگرمی کے ساتھ مصروف تھے ایک طرف انہوں نے ہندوؤں کو اس سے بے تعلق رکھا اور دوسری طرف اپنی ریشہ دوانیوں سے نازک حالات پیدا کرکے آرڈیننس نافذ کرادیئے۔

ہم تسلیم کئے لیتے ہیں کہ میرپور اور راجوری میں سول نافرمانی اور عدم ادائے محاصل کی تحریک شروع ہو گئی تھیں لیکن انہوں نے بغاوت کی صورت کیوں اختیار کرلی یہ سمجھ نہیں بتایا گیا تھا اور ہنگامے پیدا کرانا کونسا مشکل ہے جس جس ہندو ذیل کو شہ دیدی ان کا مقابلہ ہوا تو فوج پہنچ گئی اور تمام دنیا میں محکمہ نشر و اشاعت نے ڈھنڈورا پیٹ دیا اچھا یہ بھی سہی کشمیر کے صوبہ میں تو کوئی تحریک نہ تھی وہاں شیخ عبداللہ صاحب کے رفقا کی گرفتاریاں کیوں معرض عمل میں آئیں بارہ مولا میں گولیاں کیوں چلیں اور یہاں آرڈیننس کا نفاذ کیوں کیا گیا محض اس لئے کہ گلینسی کمیشن ناکام ہو مسلمانوں کو ان کے حقوق نہ ملنے پائیں ان کی تمام جدوجہد بغاوت کے ہنگاموں میں ڈوب کر رہ جائے اور اس طرح مسلمانوں کے کلی استیصال کا موقع مل جائے لیکن ہم اس برخود غلط اور عواقب ناشناس حکومت کو متنبہ کر دینا چاہتے ہیں کہ اگر وہ اسی طرح اپنی ستمگری کو حرکت میں لاتی رہی تو اسے بہت جلد اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا بلکہ وہ دنیا بھر میں نااہل ہی مشہور ہو کر رسوا ہوگی اور یہ موجودہ اقتدار بھی قائم نہ رہے گا۔

مظلومین کشمیر کے خلاف خوفناک پروپیگنڈا

اندرونی حالات کی تباہی خیزیوں کا تو یہ عالم ہے۔ بیرونی صورت یہ ہے کہ مہاسبھا عفریت بھی پوری طرح خونخواری پر آمادہ ہوگیا ہے ۱۴ فروری کو ہندوستان بھر میں یوم کشمیر منایا جارہا ہے ایک ہندو اور سکھ وفد والسرائے سے ملاقات کرنے والا ہے اور اس سبھا کی طرف سے نہ صرف یہ کہ رضاکاروں کے دستے بھیجے جانیکا اہتمام ہو رہا ہے بلکہ مہاراجہ صاحب بہادر کو مزید تشدد پر ابھارا جارہا ہے اور صاف طور پر کہا جارہا ہے کہ یہ سب کچھ مہاراجہ صاحب کے ترحم و نرمی کا ثمرہ ہے اس کی اور اس کے مؤید پریس اور صحافت کی طرف سے کشمیریوں کی بغاوت کا خوفناک پروپیگنڈا کیا جارہا ہے اور تمام مسلمانوں کو پولیس اور فوج سے نکال کر ان کی جگہ ہی راجپوتوں اور ڈوگروں کو بھرتی کرنے کے مشورے شدت کے ساتھ دیئے جارہے ہیں مقصد وہی ہے کہ کشمیر کے مسلمان سانس نہ لینے پائیں اور ہندو اقتدار وہاں اپنی پوری ستم ظریفیوں اور استبداد و تشدد آرائیوں کے ساتھ قائم رہے کشمیر کے فسادات اگر ان کی کچھ اصلیت ہے دنیا میں کوئی نئی چیز نہیں لیکن چونکہ کشمیر اس وقت ہندو خچگل میں پھنسا ہوا ہے اور حقوق طلب کرنے والے مسلمان ہیں اس لئے ان کے مقابلہ میں ہر تشدد اور ہر سختی جائز ہے۔

ہندوستان میں آرڈیننس نافذ ہوتے ہیں تو پورا ہندوستان اس کے خلاف سراپا اضطراب بن جاتا ہے یہاں سول نافرمانی اور عدم ادائے محاصل کی تحریک جاری ہوئی ہے تو بڑے بڑے مدبر اور امن پسند لوگ اسے حق بجانب سمجھتے ہیں بمبئی میں منظم تشدد کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور اس وسیع و عریض ملک میں اگر رضاکاروں کی پولیس سے کہیں مڈھبیڑ ہو جاتی ہے تو اسے خفیہ پولیس والوں کی ریشہ دوانی یا چند کانگریسی ناعاقبت اندیشوں کی ذہنی شرارت یا سرکاری اشتعال کا نتیجہ قرار دیا جاتا ہے لارڈ ولنگڈن سول نافرمانی کی تحریک کے مقابلہ کے لئے کمربستہ ہوتے ہیں تو نام جرأت پیکر احتجاج بنجاتے ہیں۔

جسے دیکھو وہ حکومت کے تشدد کی مذمت کرتا نظر آتا ہے حالانکہ اس شدت سے پہلے

ذرا بھی تشدد ہوا ہے اور نہ گولیاں چلی ہیں ابھی یہاں کسی مقدس جگہ گولیاں چل جائیں اور کسی بہت بڑے پرامن اجتماع پر بلا اشتعال گولیاں چلا دی جائیں تو ایک محشر برپا ہو جاتا لیکن جو کچھ ہندوستان میں متفقہ طور پر ناجائز ہے وہ ارض کشمیر میں بالکل درست اور حق بجانب ہے اس لئے کہ یہاں غیر کی حکومت ہے اور اپنی اس وقت کشمیر میں جتنی مرتبہ اور جس کثرت سے گولیاں چلیں اور جس طرح اور جن مواقع پر چلیں دنیا کے کسی حصہ پر بھی چلیتیں تو ایک حشر برپا ہو گیا ہوتا لیکن خدا معلوم ان مہاسبھائیوں کے سینے میں گوشت اور خون کے دل ہیں یا پتھر کے ٹکڑے کہ کشمیریوں کے مصائب پر ان کے اندر ہمدردی کا کوئی جذبہ پیدا نہیں ہوتا بلکہ پورے زور کے ساتھ مزید تشدد کے مطالبے کئے جا رہے ہیں حوادث معذگار کسی قوم کا خاص حصہ نہیں ممکن ہے کہ آج جو سیاست مسلمانوں پر گند رہی ہے کل یہی حشر ہندوؤں پر گذرے مظلوموں کی فریادوں پر سنگدلی کا اظہار اور سرد مہری کے مظاہر نے اس بری ذہنیت کو بے نقاب کر دیا ہے اور مسلمانوں کے دل خون ہو کر رہ گئے ہیں یاد رکھئے کہ مہاراجہ صاحب کشمیر کے ساتھ جس رنگ میں اظہار ہمدردی و معاونت کیا جا رہا ہے یہ ہمدردی نہیں بلکہ کھلی ہوئی معاندت ہے اس بغاوت کے پروپیگنڈا سے اور حکام و مہاراجہ صاحب کی کمزوری کے المنشرح کرنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مہاراجہ صاحب کی حکومت انگریزوں کی نگاہوں میں نااہل ثابت ہوگی وہاں انگریز حکام بھیج دیئے جائینگے اور مہاراجہ صاحب بے اختیار زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیئے جائینگے مسلمانوں سے ہماری استدعا یہ ہے کہ مسلمانان کشمیر کے کلی استیصال کی مساعی پوری شدت کے ساتھ شروع کر دیگئی ہیں پروپیگنڈے اور تشدد کا سیلاب امنڈ رہا ہے ضرورت ہے کہ اس وقت مسلمان پورے اتحاد و اتفاق ہوشمندی سے کام لیں اور کشمیریوں کی حمایت میں وہ جو کچھ کر سکتے ہیں کریں اور اسی وقت کریں۔

صوبہ سرحد میں تشویشناک صورت حالات

دوسرا حصہ ملاحظہ

دقت ارڈیننسوں کی حکومت ہے اور وہاں اس وقت جس عافیت سوز تشدد اور جبر و ستم کے جن بے پناہ حربوں سے کام لیا گیا ہے اس پر تمام ملک میں اضطراب کی برقی لہریں دوڑ رہی ہیں اور ہر ملک کے ہر طبقہ و خیال کے افراد اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کر رہے ہیں لیکن خدا معلوم وہاں کے حکام کی عقل و فرزانگی کو کس کی نظر لگ گئی ہے کہ ان پر کوئی اثر ہی نہیں ہوتا اور وہ وہاں برابر ہنگامہ دار و گیر قائم کئے ہوئے ہیں اس سے زیادہ بے دانشی کا مظاہرہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ حکومت کے بڑے بڑے وفادار اور کہن سال کاسہ لیس تک اس پر چیخ اٹھے ہیں لیکن حکومت اپنے رعب و وقار کی قسم کھا کر تمام مشوروں سے بے نیاز اور نرمی و اصلاح کے ہر طریقہ سے بے نیاز و مستغنی ہو گئی ہے پھر یہ کتنی مجبرانہ اور خود سوز حکمت عملی ہے کہ ایک طرف تو اس صوبہ کے باشندوں کے لئے اصلاحات کا خاکہ عجلت و سرعت کے ساتھ تیار کیا جا رہا ہے اور دوسری طرف حکومت کے برق و عتاب کی بجلیاں کوند رہی ہیں کون کہہ سکتا ہے کہ ایسی کدر فضا میں کہ پورے صوبے کے اندر مصائب و نوائب کے شعلے بھڑک رہے ہوں اور فضا مکدر ہو رہی ہو اصلاحات کامیاب ہو سکتی ہیں اگر اصلاحات کا دعطا اس لئے کیا جا رہا ہے کہ باشندے مطمئن ہو جائیں تو ہمیں بتایا جائے کہ وہ کونسا محیر العقول طریقہ ہے کہ یہ مظلوم و مصیبت زدہ یک بیک اپنے نوائب و تکالیف کو بھول کر حکومت سے تعاون کے لئے تیار ہو جائینگے آرڈیننس کی مہینہ رہنے والی

چیز نہیں ان کے بل پر کب تک لوگوں کو مرعوب اور مبتلائے اذیت بنایا جاتا رہے گا اور اس تشدد کی تلخ یاد کو بھولنے کے لئے کتنا عرصہ درکار ہوگا ہمیں سب سے زیادہ حیرت اس امر پر ہے کہ حکام سرحد طیش و غضب میں اپنا توازن دماغی اور عقل بھی کھو بیٹھے اور انہوں نے وہ حرکتیں شروع کر دی ہیں جو حکومت ہند ہی نہیں بلکہ حکومت برطانیہ کے لئے بھی رسوائی عام کا باعث ثابت ہوں گی۔ اس سے زیادہ اور کیا ہے کہ مولانا شفیع داؤدی جیسے وفادار سرکاری کو بھی اسمبلی میں یہ کہنا پڑا کہ سرحد میں جو سلوک لوگوں کے ساتھ کیا جا رہا ہے وہ وحشیانہ سلوک ہے مسلمان ارڈیننسوں اور وقتی اقتضار کی رعایت سے پہلے پہل خاموش رہے لیکن جب پیہم عافیت سوز اور جگر خراش اطلاعات موصول ہوئیں تو بلا استثنا سب کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا اور طول و عرض ہند میں یوم سرحد پورے جوش کے ساتھ منایا گیا اگر حکومت نے اپنے اس بے پناہ تشدد کی رو کو جلد نہ روکا اور ذمہ دار حکام کو جنہوں نے ہزارہا فرزندان توحید کو چند دنوں میں جیل کے اندر ٹھونس دیا فوراً تبدیل نہ کیا گیا تو بہت ممکن ہے کہ یہ آگ دور تک پھیل جائے اور حکومت کو اپنے حکام کی بے دانشی کی بدولت گوناگوں دشواریوں سے دو چار ہونا پڑے۔ ارڈیننس سرحال ختم ہو گئے اچھا ہو کہ حکومت وقت سے پہلے ان کو واپس لیلے تو مسلمانوں کی ہمدردی حاصل ہو

اصلاحات سرحد کی حقیقت

وزیر اعظم کے اعلان کے مطابق صوبہ سرحد کو جو اصلاحات دی جا رہی ہیں ان کی حیثیت ایک کھلونے سے زیادہ نہیں یہ اصلاحات مسٹر ہیلیگو کی مرتب کردہ اسکیم کے مطابق عطا کی گئی ہیں لیکن یہ اسکیم وہی اسکیم ہے جس کی مذمت وہاں کی سائمن کمیشن اور حکومت ہند کے علاوہ ہندوستان کے تمام مدبر اور اہل الرائے کر چکے ہیں ایسی اسکیم جس کی مذمت اس درجہ عالمگیر نوعیت کی ہو ظاہر ہے کہ سرحدیوں کے نزدیک کبھی مقبول نہیں ہو سکتی اور نہ ہونی چاہئے سائمن کمیشن کے سامنے جن بزرگوں نے .... اس اسکیم کی مذمت میں شہادتیں دیں آخر وہ بھی تو تعاون پسند ہی تھے کچھ کانگریسی نہ تھے ہم تو یہ دیکھ رہے ہیں کہ اس وقت وہ جو اب بھی جو حکومت کے ہر عطیہ کو نعمت آسمانی سمجھ کر آنکھوں پر رکھتے ہیں وہ بھی اس کی مذمت کسی نہ کسی ضمن میں برابر کر رہے ہیں ستم ظریفی یہ ہے کہ جس اسکیم کی بنا پر سرحدی اصلاحات کا خاکہ مرتب کیا جا رہا ہے یہ اصلاحات اس سے بھی کم ہیں اور اسپیشل حقوق خصوصی کے علاوہ ان میں "خاص حالات" کی بھی بھر تی ہوئی ہے جو ان کی ناکامی کی ضامن ہے۔ تفصیلات میں بھی صدہا خامیاں ہیں تمام صوبجات ہند کے آئین خصوصی کے علی الرغم یہاں کی کونسل کا صدر بھی اسپیشل اغراض کا ایک آلہ کار خصوصی ہوگا اس لئے کہ وہ کونسل کا منتخب کردہ نہ ہوگا بلکہ اسے حکومت مقرر کرے گی اور کوئی تجویز ملامت اس لاٹ صاحب "کو اپنی جگہ سے نہ ہلا سکے گی۔

بظاہر یہ ایک معمولی سی چیز معلوم ہوتی ہے لیکن اس کے اندر پوری "مدبرانہ دانشمندانہ ہوشیاریاں" ہیں بہت سے بہتر قوانین و آئین صرف صدر کی ایک للکار پر رد ہو کر رہ جایا کرینگے گورنر حق استرداد و تصدیق کی بدنامی سے بچ جائینگے ممبروں کی تعداد مقابلتہً کم تو نہیں اور اہلیت رائے دہندگی بھی قابل اعتراض نظر نہیں آتی لیکن تماشا یہ ہے کہ ۴۰ ممبروں میں انتخابی عنصر صرف ۲۸ ہوگا اور پھر یہ اٹھائیس بھی کچھ عجیب معجون مرکب ہوں گے۔ بیس نشستیں مسلمانوں کو دو ہندوؤں کو پانچ ہندوؤں کو اور ایک سکھوں کو دیگئی ہیں اور مسلم اکثریت کو محض اعدادی اکثریت

دی گئی ہے تاکہ ان کا کوئی اقتدار قائم نہ ہو سکے اور حکومت آئینی طور پر ہر نا پسند تحریک کو مسترد کرا سکے ۹۵ فیصدی آبادی کو اتنی قلیل اکثریت میں رکھنا ایک مضحکہ خیز امر نہیں تو اور کیا ہے بہر کیف ہمارے نزدیک یہ اصلاحات محض ایک ڈھونگ ہیں اور ہم اس اقدام عمل پر حکومت کو ہرگز مبارکباد نہیں دے سکتے۔

سندھ کی مالی کمیٹی کی رپورٹ

ہم کسی فرقہ وارانہ بنا پر نہیں بلکہ جغرافیائی اور لسانی اصول پر سندھ کے زبردست حامی رہے ہیں اور لہرو رپورٹ ہی میں اس مسلم مطالبہ کی صداقت کو تسلیم نہیں کیا گیا بلکہ کانگریس بعد کو بھی اسے تسلیم کر چکے ہیں لیکن یہ امر افسوسناک ہے کہ سندھ کی علیحدگی کا معاملہ اصولاً تسلیم ہو کر بھی مالی الجھنوں میں پھنس گیا ہے اور اس کا دو ٹوک جواب تو یہی ہو سکتا ہے کہ جب اس وقت صوبہ بمبئی کے گلے میں اس پتھر کا بندھے رہنا قابل اعتراض نہیں تو مرکزی حکومت پر اس کے بار کا پڑ جانا کیوں موجب اعتراض قرار دیا جائے اگر ہندوستان کا یہ ایک ٹکڑا غریب ہے تو بمبئی ہی نے کوئی تصور کیا ہے کہ وہ تمامتر اس کا بار برداشت کرتا ہے سارا ہندوستان مل کر کیوں اس کا متحمل ہو آخر بمبئی ہی کا یہ کوئی جزو لاینفک تو نہیں ہے لیکن اسے مذہبی مانا جائے تو یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ جب سندھ غریب ہو تو اس کے مصارف بھی غریبانہ رکھے جائیں پاؤں چادر دیکھ کر کیوں نہ پھیلائے جائیں عام طور پر کہا جا رہا ہے کہ سندھ اپنے مصارف آپ برداشت نہیں کر سکتا یہ ایک عیارانہ مغالطہ ہے جس میں آج تک بڑے بڑے مدبر پھنسے ہوئے ہیں اور یہ مغالطہ مہاسبھائی عناصر کا دیا ہوا ہے انہوں نے اسے ایک خالص مسلم مطالبہ سمجھا اور اس کی علیحدگی کے عمل کو معرض تاخیر میں ڈالنے کے لئے مختلف عذرات تراشنے لگے حالانکہ علیحدگی کی حمایت میں سب سے پہلی آواز جو بلند ہوئی تھی وہ ہندو آواز تھی۔

عام طور پر جو یہ کہا جا رہا ہے اور مالی کمیٹی بھی رپورٹ کر چکی ہے کہ سندھ اپنے مصارف خود برداشت نہیں کر سکتا دیکھنا یہ ہے کہ اس میں صداقت کہاں تک ہے ذیل میں ہم ایک نقشہ پیش کرتے ہیں جس سے یہ معلوم ہو سکے گا کہ سندھ کے مصارف دوسرے صوبوں کے مصارف سے کہاں تک مطابقت رکھتے ہیں:۔

نام صوبہ	عام نظم و نسق	عدالت	پولیس	طبابت	تعلیم
بمبئی	۱۱۵۲ روپیہ	۶۲۲ روپیہ	۸۶۸	۳۶۷	۱۰۵۰
صوبجات متوسط	۴۷۴	۳۰۲	۴۲۴	۱۴۷	۴۰۲
مدراس	۵۳۹	۳۰۳	۴۴۲	۲۵۳	۵۱۰
پنجاب	۵۳۱	۴۳۹	۵۳۶	۳۲۷	۷۵۲
صوبہ متحدہ	۲۸۷	۲۳۴	۴۱۴	۱۳۲	۳۷۷
بنگال	۲۴	۳۱۵	۴۱۳	۲۰۷	۳۰۷
آسام	۳۸۱	۱۸۴	۴۱۶	۳۱۶	۳۸۸
بہار	۳۱۳	۱۷۰	۱۴۴	۱۳۲	۲۵۵

یہ مصارف فی کس نہیں فی ہزار ہیں اس نقشہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ صوبہ بمبئی کا نظام ہندوستان کے تمام صوبوں سے گرانبار ہے اور رپورٹ کرنے والے جب رپورٹ کرتے اور سوچتے ہیں تو وہ بمبئی کے نظام مصارف کو سامنے رکھتے ہیں اب اگر بہار عام نظم و نسق ۳۱۳ روپے میں چلا سکتا ہے تو سندھ پر کونسی مصیبت پڑی ہے کہ اسے ۱۱۵۲ ہی روپیہ خرچ کرنے پر مجبور کیا جائے ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ بہار و آسام نہ سہی اگر پنجاب کے نظام کا معیار مصارف بھی اختیار کیا جائے تو سندھ بآسانی اپنے مصارف پورے کر سکتا ہے اسے بمبئی کے گرانبار مصارف کی پیروی کی ہرگز ضرورت نہیں ہے مگر مالی کمیٹی نے اپنی سفارشات اور اخذ نتائج کی بنیاد بمبئی کے مصارف کے مطابق رکھی ہے اسلئے آئے خسارہ نظر آیا مسلم زعماء کا فرض ہے کہ وہ ان حقائق پر حکومت کو متوجہ کریں اگر اس پہلو پر نظر ڈالی گئی تو یہ معاملہ بھی سلجھ جائے گا اور ایک بڑی دشواری بھی دور ہو جائیگی۔

ہندوؤں کے دھارمک آئین کی خامیاں

مسٹر ہربلاس شاردا نے اسمبلی میں ہندو بیواؤں کے مصائب دور کرنے کیلئے جو مسودہ قانون پیش کیا ہے اور جس کا منشا یہ ہے کہ ہندو بیوہ کو بھی خاندان کی مشترکہ جائداد سے اس کے خاوند کا حصہ ضرور ملنا چاہیئے اس پر دیگر ہندو جرائد نے جو تبصرے کئے وہ تو کئے ہی ہیں لیکن ملاپ کو اس پر بہت ندامت ہوئی اور اس نے لکھا "میں شرمندہ ہوں کہ یہ ہندو گھروں کی شامت گھریلو زندگی کی نہایت سیاہ تصویر ہے جو اسمبلی میں پیش ہو رہی ہے اگر ہندو بیواؤں کے ساتھ انصاف کرتے تو آج اسمبلی میں ان کے دھارمک قانون کی دھجیاں اڑانے کی ضرورت کیوں پیش ہوتی" آگے چل کر مہاشے خرسند نے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ مجھے حکومت کے رویہ کو دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ وہ کس طرح ضروری اور مبنی بر انصاف بل کی حمایت کرنے سے کترا رہی ہے" ذرا یہ منطق تو ملاحظہ فرمائیے کہ خود ہی اُسے مسودہ قانون کو "ہندو کے دھارمک قانون کی دھجیاں اڑانے" سے موسوم کیا جا رہا ہے اور خود ہی اس بنا پر حکومت پر عتاب نازل ہو رہا ہے کہ وہ ہندوؤں کے "دھارمک قانون" کی دھجیاں اڑانے سے کیوں کترا رہی ہے۔

ہندو آئے دن اپنے مذہبی قانون کی خامیاں محسوس کرتے اور قدم قدم پر مشکلات سے دوچار ہوتے ہیں بیواؤں کے عقد ثانی طلاق کی اجازت، سمندری سفر بیواؤں کے حقوق کی تسلیم کے قانون برابر منظور کرائے جاتے ہیں اور اپنے دھرم کے قانون کی دھجیاں اڑائی اور اڑوائی جاتی ہیں پھر بھی آنکھیں نہیں کھلتیں۔ اسلام اور فقط اسلام ہی فطری مذہب ہے جس کے آئین دوام ہر دور اور ہر زمانہ میں بنی نوع انسان کی ہر ضرورت کے ضامن رہے اور غیر اقوام بھی شدید مذہبی اختلافات کے باوجود انہیں اسلام سے اخذ کرنے پر مجبور ہیں اگر ہم لکھ دیتے کہ ہندوؤں کی گھریلو زندگی کی تصویر نہایت سیاہ ہے اور ان کے دھارمک قانون کی دھجیاں فضائے آسمانی میں اڑا کر بکھیرنے کے قابل ہیں یا خود حکومت کی طرف سے کوئی ایسا اقدام ہوتا پوری ہندو دنیا ایک محشر احتجاج بن جاتی لیکن آج خود اپنی زبان سے اپنے دھرم کی خامیوں کا اقرار ہو رہا ہے اور نہ صرف اقرار ہو رہا ہے بلکہ حکومت تک کو پر زور طریقہ سے دعوت دی جا رہی ہے کہ ہمارے مذہبی قوانین میں مداخلت کرو اور اس کی دھجیاں اڑا کر پھینکدو افسوس کہ مسلمانوں نے تبلیغی جدوجہد ترک کر دی اگر وہ اس کے لئے مصروف عمل رہتے تو آج عیسائیت یہودیت اور ہندوئیت سب اسلام کے سامنے اپنا سر جھکا دیتیں۔

وفد سرحد کا پول

مسلم کانگریسیوں کو تعصب کیش مہاسبھائیوں کا آلۂ کار بنکر ان کی ضیافت کا اعتراف

بھدی ڈھٹائی کے ساتھ کر دیا جاتا ہے لیکن یہ کیا ہے کہ نام نہاد اور مزعومہ زعماء جو مسلم ہمدردی و دلسوزی کے عنوان سے نکارنے میں اپنے دعاوی کے مطابق انگاروں کے بستر پر لوٹتے ہیں اور بہی خواہی ملت میں رات کی نیند اور دن کا آرام حرام کئے ہونے کے مدعی ہیں وہاں بھی جہاں خالص اسلامی مسائل اور اسلامی معاملات کا تعلق ہے اول درجہ کے غرض مند اور پرستار شہرت ثابت ہوتے ہیں ہم نے ابتدا ہی میں ظاہر کیا تھا کہ دہلی سے مسلم کانفرنس کی مجلس عاملہ کی اجازت کے سایہ میں جو نام نہاد "فرقہ آزاد تحقیقات" کے لئے آزادی کے ادعا کے ساتھ سرحد جا رہا ہے اسکی حیثیت ایک سرکاری وفد سے زیادہ نہیں ہے اور ارکان وفد کے قلوب میں مسلم بھائیوں کے درد کی کوئی تڑپ نہیں بلکہ وفاداری سرکار کا داعیہ اور سیر و سیاحت کا رنگین جذبہ بحود بنا کران لوگوں کو سرحد لیجا رہا ہے ملت اسلامیہ کے ان بلند بانگ ہمدردانِ امت نے بڑے بڑے دعاوی کئے طویل و عریض اعلانات کئے گئے کہ آزاد رو ارکان کی "آزادانہ رپورٹ" مترتب ہو رہی ہے بلاشبہ یہ رپورٹ مرتب ہوکر پیش ہوئی لیکن سرحد کے غیر نمائندوں نے بھرے اجلاس میں اس کی شدت کے ساتھ مخالفت کی جس پر یہ مسترد ہوگئی۔ مولانا شفیع داؤدی کی سنسنہ انہ نگاہوں کی استدعا اور مولانا منظر الدین کی ملتجی نظروں کے التماس پر کارروائی سے رپورٹ کا لفظ اڑا دیا گیا اور صرف بیانات رہ گئے چونکہ اس رپورٹ کے واقعات اس درجہ متبذل اور اس قدر گرے درجہ کے تھے کہ کوئی سرکاری بیان بھی آنا بکطرفہ نہیں ہوسکتا اس لئے اس نحوست بار رپورٹ کا ذکر بھی مجلس عاملہ نے اپنی کارروائی میں نہ رکھا اب سوال یہ ہے کہ اگر وفد چیف کمشنر صاحب کا مدعو کردہ نہیں تھا اور آزاد تھا تو اس کی اشاعت سے کیوں گریز کیا گیا اور اب تک اس کے حواشی و متن پردہ خفا میں کیوں روپوش ہیں خدائے قدوس فرزندانِ توحید کے ایسے ہمدردانِ ملت کے گزشتہ چشم التفات کی صید انگلیوں سے معصون و مامون رکھے جو اپنے بنکرا بھائیوں کو تباہ کرنے کے درپے ہیں اور جن کے پیش نظر مفاد ملت نہیں، مفاد ذاتی ہے ان بزرگوں نے آزاد تحقیقات کا فریب دیکر مسلمانوں کے جذبات سے شرمناک کھیل کیا اور یہ بھی نہ سوچا کہ بھائیوں کے خون سے تو ہمیں اپنی شہرت کا قصر تعمیر نہیں کرنا چاہیئے یہ ہیں ملت بیضائے اسلامیہ کے سرداران آزادگان اسلام کے رہنما اگر دوستی و مودت اسی کا نام ہے تو خدا جانے معاندت اور اسلام دشمنی کسے کہتے ہیں۔

لکھنؤ کا ملی اجتماع

سلیم پور ہاؤس لکھنؤ میں گذشتہ دنوں مسلمانوں کا جو اجتماع ہوا وہ بلاشبہ مسلمانوں کا سب سے زیادہ نمائندہ اجتماع تھا جس میں ہر طبقہ خیال کے کانگریسی اور غیر کانگریسی مسلمان شریک تھے جہاں مولانا ابوالکلام آزاد مولانا ظفر علی خاں، چودھری خلیق الزماں مولانا قطب الدین عبدالوالی حضرت مفتی کفایت اللہ مولانا حسرت موہانی نواب اسمٰعیل خاں مولوی شاہ مسعود الحسن راجہ صاحب سلیم پور جیسے ارکان ملت مجتمع ہوں کوئی سلیم العقل اور صحیح الدماغ انسان بہ ثبات عقل و ہوش اسے غیر نمائندہ یا کانگریسی خیال کے مسلمانوں کا اجتماع نہیں کہہ سکتا۔ بلاشبہ جناب نون اور حضرت مولانا منظر الدین نے اس اجلاس کی اہمیت کے استخفاف میں حد سے زیادہ زور لگایا لیکن چند دیوانگان ملت کے متحدہ طور پر چاند کی طرف دھول اچھالنے سے چاند کا چہرہ مکدر نہیں ہو سکتا اس اجلاس میں ایک کمیٹی مسلمانوں کے مختلف الخیال عناصر کو ایک مرکز پر لانے کے ذرائع و تدابیر سوچنے کے لئے مرتب ہوئی

ہے اس کے علاوہ اس میں سرحدی مسلمانوں کے ارتفاع مصائب کے لئے جو تدابیر سوچی گئیں اور سوانح سرحد پر مسلم غم و اضطراب کا جو اظہار کیا گیا وہ مسلم جذبات کی ترجمانی کا صحیح مظاہرہ تھا وقت کی سب سے اہم ضرورت یہی ہے کہ اس وقت ملت اسلامیہ کے مختلف عناصر ایک مرکز پر آجائیں اور ان میں اتحاد و اشتراک عمل کی حقیقی روح پیدا ہو جائے سب سے بڑی مصیبت تو یہی ہے کہ برادرانِ وطن کی طرح مختلف خیال کے مسلم زعماء مل کر باہم تبادلۂ خیالات نہیں کرتے اور ان کا اختلاف عناد کی صورت اختیار کر جاتا ہے یہی وہ چیز ہے جو جسم ملت کے لئے گھن بنی ہوئی ہے اگر مسلمان نیک دلی اور نیک نیتی کے ساتھ باہم تبادلۂ خیالات کریں تو اختلافات کے سنگ راہ کا درمیان سے اٹھ جانا کوئی مستبعد نہیں۔

سول نافرمانی کی جنگ

راعی و رعایا کی جنگ اس وقت پورے زور پر ہے اور اب تک کسی سمت بھی کوئی کمزوری وضعف کے آثار نمایاں نظر نہیں آتے کانگریسیوں نے زندان بھرنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور حکومت اس تحریک کو کچل کر رکھ دینے کا فیصلہ کئے ہوئے معلوم ہوتی ہے۔ آرڈیننس پر آرڈیننس نافذ ہو رہا ہے اور سختیوں پر سختیاں بڑھتی چلی جاتی ہیں انتہا یہ ہے کہ اس مختصر وقفہ مدت ہی میں بائیس ہزار افراد قوم جیلوں کو آباد کر چکے ہیں۔ مختلف اکابر ملک نے مصالحت کی مساعی بھی کیں لیکن ان کا کوئی نتیجہ مرتب نہیں ہوا۔ حکومت کا پارۂ عتاب برابر چڑھتا ہی چلا جاتا ہے ہز ایکسیلنسی وائسرائے نے جو تقریر ارشاد فرمائی اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ اس وقت تک کوئی گفتگوئے مصالحت شروع کرنے پر آمادہ نہیں جب تک کانگریس اپنی ہزیمت کے اعتراف پر تحریک سول نافرمانی کے بند کرنے کا اعلان نہ کر دیں اسی طرح سر سیموئیل ہور نے بھی اپنی آتشبار تقریر میں کانگریسیوں کو للکارا ہے بلکہ آپ تو فرط جوش میں بعض ایسے الفاظ بھی کہہ گئے ہیں جن پر "ایک برجراحت" کا مقولہ صادق آتا ہے آپ نے غیر مشتبہ الفاظ میں فرمایا کہ:-

"کتے بھونکتے ہی رہتے ہیں اور کارواں گذر جاتا ہے"

جس کا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں کہ کانگریسی یا بالفاظ دیگر اہل ملک کے ہیں یہ کتنے ہی چلائیں، حکومت ذرہ برابر پرواہ نہیں کرے گی اور تحریک کو کچلنے کی مہم برابر جاری رکھے گی۔ بلاشبہ یہ الفاظ سر سیموئیل ہور یا آپ کی قوم کے لئے ہرگز قابل فخر نہیں ہو سکتے اور دنیا کی ایک بہت بڑی قوم کے لئے جو اتفاق سے اس وقت ان کی محکوم و اسیر ہی کیوں نہ ہو ایسے رکیک الفاظ کا استعمال بہت قابل اعتراض ہے۔ ان دونوں ذمہ دار افسروں نے ساتھ ہی میں یہ بھی یقین دلایا ہے کہ ہم آئین و دستور کی ترتیب میں بھی مصروف ہیں لیکن ظاہر ہے کہ اس زمانہ دارو گیر میں آئین سازی کے لئے کتنی ہی مخلصانہ مساعی کیوں نہ کی جائیں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتیں سختی مرض کا علاج ہرگز نہیں اور اس طرح یہ تحریک دبے گی اور دب بھی گئی تو یہ محض عارضی سکون ہوگا گذشتہ ماہ میں اسمبلی کے انتہا پسندوں نے نہیں اعتدال پسندوں نے حکومت کی تشدد دانہ پالیسی کی مذمت میں جو تقریریں کیں ان سے حکومت کو متنبہ ہونا چاہیئے تھا ہمارے نزدیک مناسب یہی ہے کہ حکومت اس تشدد کی بے پناہ رو کو روکے اور آئندہ دستور کی کامیابی کے لئے وہ کانگریسیوں سے گفت و شنید مصالحت شروع کردے کہ ذہانت و عقل کا اقتضا یہی ہے۔

ذخیرۂ طلائی کی برآمد

عالمگیر کساد بازاری نے اس وقت دنیا کے توازن مالی کو درہم برہم کر دیا ہے اور ہر ملک اپنی جگہ پریشان و سراسیمہ ہے محاربۂ عظیم برطانیہ کروڑوں روپیہ امریکہ سے قرض لیکر اتحادیوں کو فراخدلی سے تقسیم کیا اسکی کی مالی حالت گرتے دیکھکر لوگوں نے بھی بنکوں سے روپیہ نکلوانا شروع کیا. حکومت نے ایک آرڈیننس کے ذریعہ ذخیرہ طلا کی نکاسی کو روکا لیکن اب ایک اور مصیبت پیش آئی کہ امریکہ کی طرف سے شدت کے ساتھ اپنے قرض کا مطالبہ پیش ہوا اور حکومت نے اپنی ساکھ کے قیام کے لئے اسے فوراً ادا کرنے کا تہیہ کر لیا سونے کی کمی اور اس پر پابندی نے اس کی قیمت بڑھادی اور حکومت نے اس صورت حالات سے فائدہ اٹھا کر ہندوستان کے ذخیرہ طلا پر دستبرد شروع کر دی سونے کے تاجروں کو پانچ روپے فی تولہ نفع کا سبز باغ دکہایا گیا ان کی آنکھوں میں سرسوں پھول گئی اور انہوں نے اس گرانقدر نفع کی امید میں نہ صرف اپنے ذخائر فروخت کرنے شروع کر دیئے بلکہ اپنے ایجنٹ چھوڑ کر گرد و نواح سے بھی سونے کی خریداری شروع کر دی اور تین ماہ کے اندر ۵۴ کروڑ کا سونا فروخت کر کے اس کے عوض میں کاغذ لے لیا دلایت کا انگریزی جریدہ ڈیلی ٹیلیگراف لکھتا ہے کہ ہندوستان سے اتنی مقدار میں سونا فروخت کیا جا رہا ہے جتنا دنیا بھر کی کانوں سے سال بھر میں نکلتا ہے سونے کی سالانہ پیداوار دو کروڑ اونس ہے اسی سونے کو خرید کر برطانیہ اپنا قرضہ ادا کر رہا ہے افسوس کہ ملک دیوالیہ ہو رہا ہے اور اب سونے کے بجائے ملک میں نوٹ رہ گئے ہیں اب ملک کو کچھ کچھ احساس ہوا ہے لیکن اسے مشتے بعد از جنگ کے سوا کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

شہریار دکن کا ورود مسعود

اعلیٰ حضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ پورے تزک و احتشام کے ساتھ دہلی تشریف لے آئے اور قصر شاہی میں فروکش ہوئے. یمین السلطنت مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر صدر اعظم نواب عثمان یار الدولہ بہادر کمانڈر انچیف نواب مہدی یار جنگ بہادر صدر المہام سیاسیات نواب سر امین جنگ بہادر چیف سکرٹری اور نواب سر حیدر نواز جنگ بہادر صدر المہام مالیات وغیرہ امرائے دکن شہزادہ اعظم جاہ بہادر ولیعہد شاہزادہ معظم جاہ بہادر شہزادی شہوار، شہزادی نیلوفر اور عساکر آصفجاہی کا ایک دستہ بھی ساتھ آیا ہے. جس وقت آپ کا اسپیشل نئی دہلی کے اسٹیشن پر آیا قلعہ سے ۲۱ توپوں کی سلامی دیگئی اعلیٰ حکام کی طرف سے پرجوش استقبال کیا گیا سڑک کے دورویہ مشتاقان زیارت کا بڑا ہجوم تھا آپ کی تشریف آوری سے قصر شاہی اور اس کے اطراف میں بڑی رونق اور چہل پہل شروع ہو گئی ہے اس کے چاروں طرف عساکر آصفجاہی کے سپاہی مسلح کھڑے رہتے ہیں جن کی وردیاں اور دکھنی چہرے خواص و عوام کے دلوں کو کھینچتے رہتے ہیں انگریزی پولیس کا بھی کافی انتظام ہے معلوم ہوا ہے کہ لارڈ ولنگڈن سے آپ کی ملاقات بہت دوستانہ رہی اور قدیم مراسم محبت کی تجدید ہوئی۔

مسلمانوں میں آپ کی تشریف آوری پر عقیدت و محبت کے جذبات شدت کے ساتھ پیدا ہو رہے ہیں اور قصر شاہی کے گرد ایک ہجوم لگا رہتا ہے یہ دہلی کی خوش قسمتی ہے کہ اس وقت یہاں فرمانروائے دکن کے علاوہ تمام محتشم امیر اور ترکی شہزادیاں بھی فروکش ہیں جن کی شادیاں حال ہی میں شاہزادگان نظام کے ساتھ ہوئی ہیں ان میں سے شہزادہ اعظم جاہ بہادر کی رفیقہ حیات شاہزادی دُرشہوار علم و فضل سعوف، سیرت اور نیکی یا تقدس میں بڑا شہرہ رکھتی ہیں آپ ۲۲ زبانوں کی ماہر ہیں

اور قرآن کریم کے سائے میں سوتی ہیں ہم دست بدعا ہیں کہ خدائے قدوس ان نایاب اور محترم ہستیوں کو عمر نوح عطا فرمائے اور یہ اپنے مقاصد میں کامیاب و فائز المرام ہوں۔

سر شاہ محمد سلیمان چیف جج مقرر ہوئے

یہ خبر طول و عرض ہند میں انتہائی مسرت و ابتہاج کے ساتھ سنی گئی کہ ملک معظم نے آنریبل سر شاہ محمد سلیمان جیسی عدل گستر روشنخیال اور بیدار مغز ہستی کو الہ آباد ہائیکورٹ کا مستقل چیف جج مقرر فرمایا یہ انتخاب واقعی بہت بہتر اور مناسب ہوا آپ سے زیادہ اس عہدہ کا اس صوبہ میں اور کوئی اہل نہ تھا اس لئے آپ کے تبحر علمی و انصاف پسندی اور رواداری و مسئلہ قانون دانی کا ہر کہہ و مہ کو اعتراف تھا آپ کے ذہن و ذکا اور قابلیت و دانشمندی کا شہرہ آپ کی طالب علمی، انصاف پسندی اور رواداری و مسئلہ قانون دانی کا ہر کہہ و مہ کو اعتراف تھا آپ کے ذہن و ذکا اور قابلیت و دانشمندی کا شہرہ آپ کی طالبعلمی ہی کے زمانہ سے ہو چکا تھا انٹرنس میں آپ چوتھے نمبر پر پاس ہوئے. ایف اے کے امتحان میں دوئم نمبر رہے اور بی اے کے امتحان میں ساری یونیورسٹی میں اول نمبر رہے اس کے بعد ولایت سے بیرسٹری پاس کر کے الہ آباد میں وکالت شروع کر دی چونکہ قدرت نے آپ کو ایک نکتہ رس اور دقیقہ شناس دماغ عطا فرمایا تھا اور پوری محنت و سرگرمی سے کام کرتے تھے اس لئے آپ کو بہت جلد عظیم شہرت نصیب ہو گئی اور دس برس کی مدت منقضی ہونے کے بعد ہی آپ کو ہائیکورٹ کی ججی میسر ہو گئی چیف جج صاحب کے رخصت پر جانے کے زمانہ میں آپ تین مرتبہ عارضی طور پر چیف جج بھی رہ چکے تھے یہ آپ کی لیاقت و کارفرمائی ہی کا شاندار مظاہرہ ہے کہ آپ اس عمر میں چیف ججی کے اعلیٰ عہدے سے سرفراز ہو گئے۔

ملک کی کسی ہائیکورٹ میں آپ کی عمر کا کوئی چیف جج موجود نہیں آپ گوناگوں محاسن و خصائص کے بزرگ ہیں آپ کے عادلانہ و فاضلانہ فیصلوں نے صوبہ متحدہ کے ہندو مسلمانوں دونوں کے قلوب میں آپ کی عزت و احترام کے گہرے نقوش قائم کر دیئے ہیں اور سرکاری و غیر سرکاری حلقوں میں آپ کو بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے آپ کے دل میں ملت کا بھی درد ہے اور مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی دور کرنے کے لئے آپ نے گرانقدر خدمات انجام دی ہیں علیگڈھ یونیورسٹی کو بھی آپ کی ذات سے بیحد فائدہ پہنچ رہا ہے. علاوہ ازیں آپ بیحد منکسر المزاج خلیق نیک سیرت. متواضع اور صاحب ذوق انسان ہیں. ذوق کی سائنٹفک تحقیق پر آپ نے ایک جامع اور مفید کتاب تصنیف کی ہے. انگریزی. عربی. اور فارسی تینوں زبانوں میں درجہ تبحر رکھتے ہیں ان حسنات و صفات کے بزرگ کے تقرر سے مسلمانوں کو جو مسرت ہو سکتی ہے وہ ظاہر ہے ہم سر موصوف کو اس تقرر پر صمیم قلب سے مبارکباد پیش کرتے ہیں

حیات سلطان صلاح الدین اعظم

جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ کس طرح عیسائیوں نے مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا عزم بالجزم کیا ہوا تھا اور کس طرح صلاح الدین غازی نے مٹھی بھر مجاہدوں کے ساتھ ان دشمنان اسلام عیسائیوں کو نیست و نابود کر کے ان کی آرزوؤں کو خاک میں ملا دیا کتاب کو پڑھنے سے مسلمانوں کی بہادری اور عیسائیوں کی سفاکی کے مناظر آپ کی آنکھوں میں آ جائینگے جن سے آپ کا مجاہدانہ خون جو مدتوں سے سرد ہو چکا ہے فی الفور گرم ہو جائےگا شروع میں سلطان کا فوٹو بھی دیا گیا ہے قیمت صرف ۱۲؍ محصولڈاک ۴؍ کل ۱۲؎۔ منیجر مہسر برقی پریس دہلی سے منگائیے۔

کتاب الاسلام

باب الصلوٰۃ

(بسلسلہ گذشتہ)

سجدۂ تلاوت

اور قرآن مجید کی پوری سورت پڑھنا اور سجدہ کی آیت کو چھوڑ دینا مکروہ تحریمی ہے اور سامعین اگر کسی کام میں مشغول نہ ہوں اور سجدۂ تلاوت کے لئے آمادہ ہوں تو سجدے کی آیت کو بلند آواز سے پڑھنا بہتر ہے ورنہ آہستہ پڑھنا مناسب ہے" اور اگر کسی جگہ سجدہ کی آیت پڑھی گئی اور کوئی شخص کام میں مشغول ہو اس مشغولیت کی وجہ سے اس نے نہیں سنی تو امام اعظم کا قول یہ ہے کہ اس پر سجدہ واجب نہیں اور بعض فقہا یہ کہتے ہیں کہ اگرچہ اس نے آواز نہ سنی ہو مگر اس پر سجدۂ تلاوت واجب ہو گیا۔

مسافر کی نماز

حق سبحانہ وتعالےٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا۔ جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر اس کا کچھ گناہ نہیں کہ نماز میں قصر کرو اگرچہ یہ خوف ہو کہ کافر تمھیں فتنہ میں ڈالیں گے،، اس آیت سے سفر کی حالت میں قصر کی اجازت ثابت ہے۔

اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ کہا کہ جس زمانہ میں آیہ کریمہ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ نازل ہوئی تھی وہ ایک ہولناک وقت تھا ہر طرف ظلمت و تاریکی کی گھٹا چھا رہی تھی مخالفت کے شرارے بلند تھے بت پرستی کو ایک عظیم الشان سعادت خیال کیا جاتا تھا پتھر کے ٹکڑوں کی نسبت لوگوں کا یہ اعتقاد تھا کہ ان میں غیر معمولی طاقتیں مخفی ہیں خدا کے کارخانے میں ان کو کچھ خاص اختیارات حاصل ہوتے ہیں اور جزا و سزا میں ان کو دخل ہوتا ہے اور قسمتوں کے فیصلے ان کی رائے اور مرضی سے بدلتے ہیں اور نفع و ضرر پر ان کا اقتدار ہوتا ہے اور خیر و شر کے وہ مالک ہوتے ہیں اور کائنات کی تمام قوتیں ان کے تابع ہیں ان خیالات کی بنا پر وہ بتوں کی پرستش کرتے تھے لیکن حضور سرور عالم نے جلوہ افروز ہو کر ان عقائد فاسدہ میں سے ایک ایک کی تردید کر دی اور صاف طور پر اعلان کیا کہ بتوں کا خدائی طاقتوں اور خدائی کاموں میں ذرہ برابر کوئی اختیار نہیں ہے اس اعلان کو سن کر اہل کفر ناراض ہو گئے اور انہوں نے مخالفت کا طوفان برپا کیا غرض وہ نہایت ہی ہولناک وقت تھا اور اس زمانہ میں اطمینان کے ساتھ نماز پڑھنا اگر محال نہیں تو دشوار ضرور تھا لیکن اب وہ حال نہیں ہے اور اب اطمینان و سکون ہے کیا اب بھی قصر کی ضرورت ہے کیا اس تقریر کو سنکر حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا اے نعمان تمہاری طرح مجھے بھی ایک دفعہ شک ہوا تھا اور میں نے اپنا یہ شک حضور سرور عالم پر ظاہر کیا تو حضور نے فرمایا کہ سفر کی حالت میں قصر کی اجازت حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ایک مہربانی اور آسانی اور رعایت ہے بس تمہیں چاہئے کہ اس مہربانی کا شکریہ ادا کرو اور اس رعایت سے فائدہ حاصل کرو، جب تم سفر میں جاؤ تو قصر نماز پڑھو۔

اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اکثر سفر و حضر میں حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پانچوں وقت کی نمازیں پڑھی ہیں مجھے خوب یاد ہے کہ جب حضور اقدس سفر میں جاتے تھے اور سفر تین منزل کا ہوتا تھا تو قصر پڑھا کرتے تھے یعنی ظہر اور عصر اور عشا کی نماز میں بجائے چار رکعت کے دو رکعت پڑھتے تھے اور فجر و مغرب کی نماز پوری پڑھتے تھے۔

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک دن حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہا کہ جب آیت قصر نازل ہوئی تھی تو وہ خطرناک وقت تھا اس وقت مسلمان پریشان تھے کافروں کا غلبہ تھا ہر طرف آتش فساد کے شرارے بلند تھے ہم ایک وقت کی نماز بھی اطمینان سے نہیں پڑھ سکتے تھے اسی وجہ سے شاید ہمارے پروردگار نے ہم پر رحم کیا اور سفر کی حالت میں ہمیں قصر کی اجازت مرحمت فرمائی لیکن اب وہ حال نہیں ہے آج خدا کی مہربانی سے امن و امان ہے کافر درماندہ اور پریشان ہیں اور اسلام غالب ہے کیا آج بھی ہم سفر میں قصر پڑھ سکتے ہیں اس کے جواب میں حضور نے فرمایا یہ خدا کی اجازت تمہارے رب کی طرف سے ایک رعایت اور احسان ہے تم اس کا شکریہ ادا کرو اور فائدہ حاصل کرو اور حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ہم نے ایک ایسا زمانہ بھی دیکھا ہے جب خدا کی زمین پر فتنہ و فساد کا طوفان برپا تھا اخلاق اور تمدنی نظامات درہم برہم ہو گئے تھے بے حیائی اور بے انصافی کا دور تھا نسل انسانی حق پرستی سے محروم ہو گئی تھی ظالموں کی تلواریں خدا پرستوں کو مٹانے کے لئے وقف تھیں عرب کے رہنے والے عدل و انصاف اور رحم و کرم سے ناآشنا تھے قتل و خونریزی ان کا دلچسپ مشغلہ تھا ہمارے جاہل بھائیوں نے خدا پرستی کو فراموش کر دیا تھا اور وہ پتھر کے ٹکڑوں کو پوج رہے تھے اس نازک وقت میں خدا کا نام لینا اور خدا کی عبادت کرنا ایک جرم سمجھا جاتا تھا ہم نماز پڑھتے تھے لیکن کافروں سے چھپکر ان حالات میں ہمارے رب نے ہمارے لئے آسانیاں پیدا کیں اور ہمیں یہ حکم ملا کہ جب تم سفر اختیار کرو تو قصر پڑھ سکتے ہو ہمارا یہ خیال تھا کہ جب امن و امان قائم ہو جائے گا تو یہ حکم منسوخ ہو جائے گا لیکن ہمارے رب نے یہ رعایت قائم رکھی اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے حضور سرور عالم کی زبانی حضر میں ہم پر چار رکعتیں فرض کیں اور سفر میں دو اور ایک روایت میں ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سفر کی حالت میں ہمارے لئے دو رکعتیں مقرر کیں اور ان میں اجر و ثواب کامل ہے یعنی بظاہر یہ دو رکعتیں کم معلوم ہوتی ہیں مگر ثواب میں یہ چار رکعتوں کی برابر ہیں اور یہ امت محمدیہ کی خصوصیت ہے کہ حق تعالیٰ نے اس کے ساتھ رعایتیں کیں اور اس کے قلیل اعمال کو کثیر کا درجہ مرحمت فرمایا۔

———(✧)———

مسافر کون ہے؟

شرعی نقطۂ نظر سے مسافر وہ شخص ہے جو تین دن کی راہ تک جانے کے ارادے سے بستی سے باہر جائے اور دن سے مراد سال کا سب سے چھوٹا دن ہے اور تین دن کی راہ سے یہ مراد نہیں ہے کہ کوئی شخص صبح سے شام تک چلے بلکہ اس میں کھانے پینے اور نماز پڑھنے اور دیگر ضروریات کا وقت شامل ہے اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسافر وہ ہے جو صبح صادق سے دو پہر ڈھلنے تک چلتا رہا پھر کسی جگہ مقیم ہوا پھر دوسرے اور تیسرے دن اسی طرح سفر کرتا رہا ایسا شخص شرعی حیثیت سے مسافر ہے۔

اور شرعی مسائل کے نفاذ میں کوس کا اعتبار نہیں اس لئے کہ کوس کہیں چھوٹے ہوتے ہیں کہیں بڑے بلکہ اعتبار تین منزلوں کا ہے اور انگریزی میل کے حساب سے اس کی مقدار ۴۸ میل ہے۔ اگر کوئی شخص تین دن کے راستے کو کسی تیز سواری پر دو دن میں یا اس سے بھی کم وقت میں طے کرے تو وہ مسافر ہی ہے۔ اور محض سفر کا ارادہ کرنے سے کوئی شخص مسافر نہیں سمجھا جا سکتا بلکہ مسافر اس وقت ہے جبکہ وہ شہر سے باہر ہو جائے اور شہر سے باہر ہونے سے مراد یہ ہے کہ آبادی . . . .
. . . . سے دور نکل جائے اگر ریلوے اسٹیشن آبادی سے دور ہے تو وہاں پہنچنے کے بعد وہ شخص مسافر ہو جائے گا اور اگر نماز کا وقت ہے تو قصر پڑھے گا۔ اور سفر کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ جہاں سے روانہ ہوا ہے وہاں سے تین دن کی راہ کا ارادہ ہو۔ اور اگر کوئی شخص دو دن کی راہ کے ارادہ سے نکلا اور وہاں پہنچنے کے بعد اس نے پھر دوسری جگہ کا ارادہ کیا اور جہاں کا ارادہ کیا ہے وہ بھی تین دن سے کم کا راستہ ہے تو وہ مسافر نہیں سمجھا جائے گا اگرچہ وہ ساری دنیا کے سفر سے فارغ ہو جائے۔

مسافر کیلئے قصر ضروری ہے

شروع میں جو حدیثیں بیان کی گئی ہیں ان سے یہ ثابت ہے کہ سفر کی حالت میں قصر کی اجازت حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ایک احسان ہے پس ہر شخص کے لئے احسان شناسی ضروری ہے اور اسی لئے فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ تین منزل کا سفر اختیار کرنے والے پر واجب ہے کہ نماز میں قصر کرے یعنی چار رکعت والے فرض دو پڑھے مسافر کے لئے ان دو رکعتوں کا ثواب چار رکعتوں کی برابر ہے اور اگر تین منزل کا سفر اختیار کرنے کے بعد کسی نے قصداً چار رکعتیں پڑھیں اور دو رکعت کے بعد قعدہ کیا تو فرض ادا ہو گئے اور پچھلی دو رکعتیں نفل ہوئیں مگر وہ گنہگار ہوا کیونکہ اس نے ایک احسان کو ٹھکرایا اور واجب کو ترک کیا لہٰذا اسے توبہ کرنی چاہیئے اور اگر سفر کی حالت میں اسے قصر کا خیال نہیں رہا اور چار رکعتیں پڑھ لیں تو کوئی حرج نہیں۔

اور اگر غیر مسلم تین دن کی راہ کے ارادہ سے نکلا اور دو دن کے بعد مسلمان ہو گیا تو اس کے لئے قصر کی اجازت ہے اور سنتوں میں قصر کی اجازت نہیں بلکہ پوری پڑھی جائیں اور اگر راستے میں کوئی خوف ہو یا بے اطمینانی ہو تو معاف ہیں۔

اور سفر کرنے والا اس وقت تک مسافر ہے جب تک وہ اپنی بستی میں نہ پہنچ جائے یا آبادی میں پورے پندرہ دن تک ٹھہرنے کی نیت نہ کرے یہ حکم اس وقت ہے جبکہ تین دن کی راہ چل چکا ہو اور اگر تین منزل پر پہنچنے سے پیشتر جانے کا ارادہ کر لیا تو مسافر نہیں رہا اور اقامت کی نیت صحیح ہونے کے لئے چند شرطیں ہیں سفر کرلے : اور چلنا ترک کرے اگر چلنے کی حالت میں اقامت کی نیت کی تو مقیم نہیں ہو سکتا اور جس جگہ قیام کا ارادہ ہو وہ جگہ اقامت کی صلاحیت رکھتی ہو اگر جنگل میں اقامت کی نیت کی تو مقیم نہیں سمجھا جائے گا اور پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ ہو اگر اس سے کم ٹھہرنے کی نیت کی تو مقیم نہیں سمجھا جائے گا اور یہ بھی لازمی ہے کہ یہ نیت ایک ہی مقام پر ٹھہرنے کی ہو اگر دو شہروں میں پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ کیا مثلاً ایک شہر میں دس دن اور دوسرے شہر میں پانچ دن تو اس صورت میں مقیم نہیں سمجھا جائے گا اور جو لوگ کہ عام طور پر جنگل خیمے نصب کر کے رہتے ہیں وہ اگر کسی جنگل میں پندرہ دن کی نیت سے ٹھہریں تو مقیم سمجھے جائینگے اور اگر کسی شخص نے اقامت کی نیت کی مگر اس کی حالت سے ظاہر ہے کہ وہ پندرہ دن قیام نہیں کر سکتا تو اس کی نیت صحیح نہیں مثلاً ایک شخص حج کے ارادہ سے شروع ذوالحجہ میں مکہ معظمہ پہنچا اور وہاں پہنچکر اس نے پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ کیا تو یہ نیت بیکار ہے اس لئے کہ جب وہ حج کے ارادہ سے گیا ہے تو عرفات اور منیٰ میں جانا ضروری ہے پھر دو ہفتہ تک کیونکر مکہ معظمہ میں کس طرح ٹھہر سکتا ہے۔ اسی لئے فقہا لکھتے ہیں کہ جو شخص حج کے ارادہ سے شروع ذوالحجہ میں مکہ معظمہ جائے وہ قیام کا ارادہ نہ کرے بلکہ عرفات اور منیٰ کے سفر سے فارغ ہو کر ارادہ کرے تاکہ وہ مقیم سمجھا جائے۔

اور اگر کوئی شخص کسی مقام پر گیا اور وہاں پندرہ دن قیام کرنے کا ارادہ نہیں لیکن قافلہ کے ساتھ جانے کا قصد ہے اور یہ معلوم ہے کہ قافلہ پندرہ دن کے بعد جائیگا تو وہ مقیم ہے اگرچہ اس نے اقامت کی نیت نہیں کی۔

اور اگر کوئی مسافر کسی مقام پر دو چار دن یا دس بارہ دن کے لئے قیام پذیر ہوا اور کسی کام کی وجہ سے روانہ نہ ہو سکا اور اسی طرح اسے بہت دن گذر گئے (یعنی اس نے کسی وقت پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ نہیں کیا) تب بھی وہ مسافر ہے اسے قصر پڑھنی چاہیئے۔

کیا مسافر امام یا مقتدی ہوسکتا ہے

ادا اور قضا دونوں طرح کی نمازوں میں مقیم مسافر کی اقتدا کر سکتا ہے اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی باقی دو رکعتیں پوری کر سکتا ہے ان باقی دو رکعتوں میں قرأت کی ضرورت نہیں بلکہ جتنی دیر میں فاتحہ پڑھی جاتی ہے اتنی دیر خاموش کھڑا رہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایکدفعہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر میں گیا وہ سفر تین منزل کا تھا میں نے یہ دیکھا کہ ایک مقام پر حضور نے نماز پڑھی اور آپ کے ساتھ مقیم آدمیوں نے بھی پڑھی جب حضور دو رکعت پڑھ چکے تو آپ نے سلام پھیر دیا اور مقتدیوں نے اپنی باقی دو رکعتیں پوری کیں۔

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بھی ایک دفعہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھا اور یہ سفر تین منزل سے کچھ زیادہ تھا میں اور حضور اقدس قصر پڑھتے تھے ایک مقام پر حضور نے عصر کی

نماز پڑھی اور وہاں کے آدمیوں نے اقتدا کی حضور نے دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا اور مقتدیوں نے اپنی باقی نماز پوری کر کے سلام پھیرا۔

اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں بیت المقدس گیا تو سفر کی وجہ سے قصر پڑھتا تھا خدا کی مہربانی سے وہاں کچھ آدمی اسلام میں داخل ہوئے اور وہ میری اقتدا میں نماز پڑھتے تھے میرا یہ معمول تھا کہ میں جب چار رکعت کی نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا تو یہ اعلان کرتا تھا کہ میں مسافر ہوں۔ قصر پڑھوں گا تمہیں چاہیئے کہ جب میں دو رکعت نماز پڑھ کر سلام پھیر دوں تو تم کھڑے ہو جاؤ اور اپنی باقی دو رکعتیں پوری کرو اور ان رکعتوں میں قرأت نہ کرو بلکہ جتنی دیر میں فاتحہ پڑھتے ہیں اتنی دیر خاموش کھڑے رہو اور دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دو۔ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب میں شام کے علاقہ میں تھا تو اکثر آدمی مسائل دریافت کرنے کے لئے میرے پاس آتے تھے ایک شخص نے مجھ سے پوچھا کہ تین منزل کا سفر طے کرنے کے بعد قصر پڑھنا کیوں واجب ہے میں نے کہا یہ تمہارے رب کی طرف سے مہربانی ہے نہیں چاہیئے کہ شکریہ ادا کرو اور ایک شخص نے پوچھا کہ کیا کوئی مقیم کسی مسافر کی اقتدا کر سکتا ہے تو میں نے جواب دیا کہ ہاں مقیم مسافر کی اقتدا کر سکتا ہے اور جب کوئی مقیم کسی مسافر کی اقتدا میں نماز پڑھے تو اسے چاہیئے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی باقی دو رکعتیں پوری کرے اور ان دو رکعتوں میں قرأت نہ کرے اور بقدر فاتحہ پڑھنے کے خاموش کھڑا رہے۔

اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی مسافر نماز پڑھائے تو اسے چاہیئے کہ نماز شروع کرتے وقت اپنا مسافر ہونا ظاہر کر دے اور شروع میں اس نے اعلان نہیں کیا تو نماز کے بعد یہ کہدے کہ میں مسافر ہوں تم اپنی نماز پوری کر لو۔ اور اگر مسافر نے مقیم کے پیچھے نماز شروع کی اور وہ فاسد ہوگئی تو اب اسے دو ہی پڑھنی چاہئیں یعنی جبکہ تنہا پڑھے یا کسی مسافر کی اقتدا کرے اور اگر مقیم کی اقتدا کی تو چار پڑھے۔

عارضی وطن اور مستقل وطن کا فرق

وطن کی دو قسمیں ہیں ایک اصلی وطن اور دوسرا عارضی وطن اصلی وطن وہ ہے جہاں اس کی پیدائش ہے یا اس کے گھر کے آدمی رہتے ہیں یا وہاں مستقل سکونت اختیار کر لی ہے اور یہ ارادہ کر لیا ہے کہ اب یہاں سے نہیں جائینگے۔ اور وطن اقامت وہ ہے جہاں مسافر نے پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھیرنے کا ارادہ کیا ہے۔

اور اگر مسافر نے کسی جگہ شادی کر لی اور وہاں پندرہ دن ٹھیرنے کا ارادہ نہیں ہے تب بھی وہ مقیم ہوگیا اور اگر دو شہروں میں اس کی دو عورتیں رہتی ہیں تو دونوں جگہ پہنچتے ہی مقیم ہو جائے گا۔

اور ایک جگہ آدمی کا اصلی وطن ہے اور دوسری جگہ اس نے مستقل سکونت اختیار کی تو اس صورت میں یہ حکم ہے کہ اگر پہلی جگہ بال بچے موجود ہیں تو دونوں مقامات وطن ہیں ورنہ پہلا مقام وطن نہیں رہا۔

اور اگر بالغ اور سمجھدار آدمی کے والدین کسی شہر میں رہتے ہیں اور وہ شہر اس کی جائے ولادت نہیں اور نہ وہاں اس کے بال بچے رہتے ہیں تو وہ جگہ اس کے لئے وطن نہیں۔

اور جس وقت کوئی مسافر اپنے وطن کو پہنچ جاتا ہے خواہ وہ اقامت کی نیت کرے یا نہ کرے وہ مقیم سمجھا جائے گا اب وہ چار رکعت کی بجائے دو رکعت نہیں پڑھ سکتا۔

اور اگر کوئی عورت شادی ہونے کے بعد سسرال گئی اور وہاں مستقل طور پر رہنے لگی تو اس کا میکا اس کے لئے اصلی وطن نہیں رہا مطلب یہ ہے کہ اگر سسرال تین منزل پر ہے اور وہ وہاں سے میکے آئی اور اس نے پندرہ دن ٹھیرنے کی نیت نہیں کی تو قصر پڑھے اور اگر شادی ہونے کے بعد اس نے میکے میں رہنا نہیں چھوڑا اور وہ کبھی کبھی سسرال جاتی ہے تو اپنے میکے میں پوری نماز پڑھے۔

اور حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میرا اصلی وطن مدینہ طیبہ سے تین منزل پر تھا اور میرے شوہر مدینے کے رہنے والے تھے جب میری شادی ہوئی تو میں نے مستقل طور پر مدینہ میں رہنا اختیار کیا۔ ایک دن میں نے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ یا حضرت جب سے میری شادی ہوئی ہے میں نے مستقل طور پر مدینہ میں رہنا اختیار کیا ہے تو اب میرا میکہ اصلی وطن ہے یا نہیں، ارشاد ہوا کہ جب کوئی عورت شادی ہونے کے بعد سسرال جائے اور وہیں مستقل طور پر رہنے لگے تو اس کا میکا اس کے لئے اصلی وطن نہیں رہا جب وہ اپنے میکے جائے اور اس کا میکہ سسرال سے تین منزل پر ہو اور وہاں پہنچنے کے بعد وہ پندرہ دن ٹھیرنے کا ارادہ نہ کرے تو اسے چاہیئے کہ قصر پڑھے اور اگر پندرہ دن ٹھیرنے کا ارادہ ہو تو قصر نہ پڑھے۔

مرقاۃ العربیہ

ایک عرصہ سے یہ غلط خیال قائم ہوگیا ہے کہ عربی کا حاصل کرنا مشکل ہے مرقاۃ العربیہ اسی خیال کو دور کرنے کے لئے لکھی گئی ہے لائق مصنف نے مضامین کی ترتیب اس خوبی سے قائم کی ہے کہ

سمجھدار آدمی استاد کے بغیر مرقاۃ العربیہ سے عربی سیکھ سکتا ہے

تمام کتاب میں کوئی بات ایسی نہ ملیگی جس کے متعلق پہلے کچھ نہ بتا دیا گیا ہو ہر نئے عنوان کے لئے پہلے ایک نہایت صاف اور سہل الفاظ میں قاعدہ کا ذکر ہے اور سبق میں بہت سی مثالوں سے اس قاعدہ کی تشریح ہے غرضکہ آدمی کوشش کرے تو چھ ماہ کے اندر مہارت پیدا کر سکتا ہے

قیمت سہ حصص عہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

معارف القرآن

(گذشتہ سے پیوستہ)

وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ ۖ إِنْ تَكُونُوا تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ
يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ ۖ وَتَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ مَا لَا يَرْجُونَ ۗ
وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝

(ترجمہ) اور ہمت مت ہارو اس مخالف قوم کے تعاقب کرنے میں اگر تم الم رسیدہ ہو تو وہ بھی الم رسیدہ ہیں جیسے تم الم رسیدہ ہو اور تم اللہ تعالیٰ سے ایسی ایسی چیزوں کی امید رکھتے ہو کہ وہ نہیں رکھتے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے ہیں بڑے حکمت والے ہیں۔

تفسیر: جب مجاہدین اسلام جنگ احد سے واپس ہوئے اور ابوسفیان مع اپنے ہمراہیوں کے مکہ کو چل دیا تو ان کے تعاقب کے لئے حضور اکرم ؐ نے مسلمانوں کا ایک دستہ روانہ کرنا چاہا اس پر بعض لوگوں نے زخموں کی تکالیف اور جنگ کی وجہ سے تھک جانے کا عذر پیش کیا اور جانے میں کچھ تامل کیا اس وقت مذکورہ آیت نازل ہوئی مطلب کا خلاصہ یہ ہے کہ تم کو جہاد کے ثواب کی خداوند تعالیٰ سے امید ہے اور کفار کو جنگ میں مقتول ہونے سے جزا کی امید بالکل نہیں ہے رہا احساس تکلیف تو اس میں تم اور کفار دونوں برابر کے شریک ہو پھر تم کفار کے مقابلہ سے کیوں ہمت ہارتے ہو تم کو جہاد میں سستی نہ کرنی چاہیے اور تکالیف جہاد بخوشی اور بامید ثواب برداشت کرنی چاہئیں۔

مقصود بیان: مسلمانوں کو کفار کے تعاقب پر برانگیختہ کرنا۔ جہاد کی فضیلت بات بالکل بیان کرنا۔ مسلمانوں کو ثواب کا امیدوار کرنا۔ حق و باطل میں بظاہر مساوات اور درحقیقت باطل پر حق کی ترجیح وغیرہ۔

إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا
أَرَاكَ اللَّهُ ۚ وَلَا تَكُنْ لِلْخَائِنِينَ خَصِيمًا ۝ وَاسْتَغْفِرِ
اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ۝ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِينَ يَخْتَانُونَ
أَنْفُسَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا أَثِيمًا ۝ يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ
وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا يَرْضَىٰ
مِنَ الْقَوْلِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا ۝ هَا أَنْتُمْ هَٰؤُلَاءِ
جَادَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَمَنْ يُجَادِلُ اللَّهَ عَنْهُمْ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَمْ مَنْ يَكُونُ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ۝ وَمَنْ يَعْمَلْ
سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَحِيمًا ۝
وَمَنْ يَكْسِبْ إِثْمًا فَإِنَّمَا يَكْسِبُهُ عَلَىٰ نَفْسِهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ
عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ وَمَنْ يَكْسِبْ خَطِيئَةً أَوْ إِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهِ بَرِيئًا
فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ
وَرَحْمَتُهُ لَهَمَّتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ أَنْ يُضِلُّوكَ وَمَا يُضِلُّونَ
إِلَّا أَنْفُسَهُمْ ۖ وَمَا يَضُرُّونَكَ مِنْ شَيْءٍ ۚ وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ
الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۚ وَكَانَ
فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ۝

(ترجمہ) بیشک ہم نے آپ کے پاس یہ نوشتہ بھیجا ہے واقع کے موافق تاکہ آپ ان لوگوں کے درمیان اس کے موافق فیصلہ کریں جو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتلا دیا ہے اور آپ ان خائنوں کی طرفداری کی بات نہ کیجئے اور آپ استغفار فرمائیے بیشک بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت کرنے والے بڑے رحمت والے ہیں اور آپ ان لوگوں کی طرف سے کوئی جوابدہی کی بات نہ کیجئے جو کہ اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو نہیں چاہتے جو بڑا خیانت کرنے والا بڑا گناہ کرنے والا ہو جن لوگوں کی یہ کیفیت ہے کہ آدمیوں سے تو چھپاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے نہیں شرماتے حالانکہ وہ اس وقت ان کے پاس ہے جبکہ وہ خلاف مرضی الٰہی گفتگو کے متعلق تدبیریں کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے سب اعمال کو اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہیں ہاں تم ایسے ہو کہ تم نے دنیوی زندگی میں ان کی طرف سے جوابدہی کی باتیں کر لیں سو خدا تعالیٰ کے روبرو قیامت کے روز ان کی طرف سے کون جوابدہی کریگا یا وہ کون شخص ہوگا جو ان کا کام بنانے والا ہوگا۔ اور جو شخص کوئی برائی کرے یا اپنی جان کا ضرر کرے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو بڑی رحمت والا اور بڑی مغفرت والا پاوے گا اور جو شخص گناہ کا کام کرتا ہے تو وہ فقط اپنی ذات پر اس کا اثر پہنچاتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے ہیں بڑی حکمت والے ہیں۔ جو شخص کوئی چھوٹا گناہ کرے یا بڑا گناہ پھر اس کی تہمت کسی بے گناہ پر لگا دے سو اس نے تو بڑا بھاری بہتان اور صریح گناہ اپنے اوپر لادا اور اگر آپ پر اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہو تو ان لوگوں میں سے ایک گروہ نے تو آپ کو غلطی میں ڈال دینے کا ارادہ کر دیا تھا اور غلطی میں نہیں ڈال سکتے مگر اپنی جانوں کو اور آپ کو ذرہ برابر ضرر نہیں پہنچا سکتے اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور علم کی باتیں نازل فرمائیں اور آپ کو وہ وہ باتیں بتلائی ہیں جو آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔

تفسیر: امام بغوی اور ثعلبی کہتے ہیں بشیر نامی منافق نے قتادہ بن نعمان انصاری کے چچا رفاعہ بن زید کے گھر نقب لگایا اور دو زرہیں اور کچھ آٹا چرا کر لے گیا اور زید بن سمین یہودی کے پاس جا کر رہن رکھدیے لیکن زرہ کا ایک کنارہ پھٹا ہوا تھا آٹا جو زرہ کے اندر بھرا ہوا تھا اس پھٹے ہوئے کنارہ سے گرتا گیا اور یہودی کے مکان تک برابر اس کا نشان بن گیا حضرت رفاعہ نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام قصہ بیان کیا حضور نے بشیر کو بلا کر دریافت فرمایا بشیر صاف انکار کر گیا

اور قسم کھا گیا اور حضرت لبید بن سہل پر اس چوری کی تہمت لگائی لبید اپنی قوم میں نہایت باوقعت اور شریف آدمی تھے اس جھوٹے الزام سے ان کی بڑی توہین ہوئی لیکن صبر کرکے چپ ہو رہے اس کے بعد بشیر کی قوم والے یعنی بنو ابیرق حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور رفاعہ اور اس کے بھتیجے قتادہ نے ہماری قوم کے ایک آدمی پر خواہ مخواہ چوری کی تہمت لگائی اور بلا گواہ و ثبوت کسی پر چوری کی تہمت لگانا ٹھیک نہیں ہے اس سے غرض یہ تھی کہ آنحضرت ان کے طرفدار بن جائیں اور بشیر چوری کے الزام سے بری ہو جائے حضور نے ان کی طرفداری تو نہ کی لیکن صرف اتنا کیا کہ جب قتادہ خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نے فرمایا قتادہ تم ایسے لوگوں پر کیوں تہمت لگاتے ہو حضرت قتادہ نے کوئی جواب نہیں دیا اور اپنے چچا حضرت رفاعہ سے کل ماجرا اور حضور کا فرمان جاکر عرض کر دیا حضرت رفاعہ یہ سنکر خاموش ہو گئے اور خدا کے بھروسہ پر صبر کر لیا اس وقت یہ آیات دو رکوع کے قریب تک نازل ہوئیں اور ان میں بشیر کی تکذیب اور رفاعہ کی برأت کا اظہار کیا گیا جب بشیر کی چوری کھل گئی اور مال مسروقہ برآمد کرکے اصل مالک کو دلوایا اور اس پر حد سرقہ جاری کرنے کا حکم ہوا تو بشیر بھاگ کر مکہ چلا گیا اور مرتد ہو گیا اور مکہ میں سلافہ بنت سعد کے پاس پناہ گزین ہو کر رہنے لگا۔

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ محمد تم کو بشیر اور اس کی قوم کا طرفدار نہ بننا چاہیئے یہ دغاباز اور غدار ہیں لوگوں سے شرما کر اور چھپ کر نقب لگاتے ہیں مگر خدا سے نہیں شرماتے حالانکہ خدا سے چھپنا ممکن ہی نہیں ہے خدا کو ان کی تمام شبینہ تدابیر کا بخوبی علم ہے وہ خوب جانتا ہے کہ بنو ابیرق نے تمہارے سامنے بشیر کو بری ثابت کرنے کے لئے رات کو کیا کیا جھوٹے مشورے کئے تھے اور کیسی کیسی باتیں گانٹھی تھیں اس کے بعد بشیر کی قوم والوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ دنیا میں تو تم بشیر کی حمایت کرنے کے لئے جمع ہو کر آ گئے اور اس کی طرفداری بھی کر لی لیکن جب خدا تعالیٰ کے سامنے قیامت کے دن اس خائن کا مقدمہ پیش ہوگا تو وہاں کون حمایت کرے گا اور کس میں ہمت ہے کہ وہاں وکالت کر سکے۔ بعض مفسرین آیات بالا کا شان نزول اس طرح بیان کرتے ہیں کہ طعمہ بن ابیرق نے حضرت رفاعہ کے گھر میں نقب لگا کر کچھ آٹا چرایا تھا اور زید بن سمین یہودی کے پاس گرو رکھا تھا اور چونکہ آٹے کے گرنے کا نشان یہودی کے مکان تک برابر راستہ میں موجود تھا اس لئے اس چوری میں یہودی کو ماخوذ کیا گیا یہودی نے کہا کہ طعمہ نے میرے پاس گرو رکھا ہے مگر چونکہ ثبوت شرعی نہ تھا اس لئے حضور نے یہودی کا ہاتھ کاٹنے کا ارادہ کیا اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں اور ان میں یہودی کی طرفداری کی گئی حضور کو یہودی پر حد سرقہ جاری کرنے سے روکا گیا اور چونکہ حضور نے اس پر حد سرقہ جاری کرنے کا تہیہ پہلے ہی کر لیا تھا اس لئے عتاب آمیز خطاب کیا گیا اور استغفار کا حکم دیا گیا۔ طعمہ کی چوری جب آیات سے واضح ہو گئی تو وہ مرتد ہو کر مکہ چلا گیا اور وہاں حجاج بن علاط کے مکان میں نقب لگا کر کچھ مال چرایا جب صبح ہوئی اور لوگوں کو اطلاع ہوئی اور طعمہ پر سرقہ ثابت ہو گیا تو اہل مکہ نے اس کو خارج البلد کر دیا یہ راستہ میں ادھر ادھر بھٹک رہا تھا اتفاقاً سواروں کا ایک دستہ آتا ہوا ملا سواروں نے دریافت کیا تم کون ہو کہاں جانا چاہتے ہو اس ریگستان میں پیادہ کیوں پھر رہے ہو طعمہ نے کہا مسافر ہوں مجبور ہوں سواری نہیں ہے پیادہ چل رہا ہوں سواروں نے رحم کھا کر طعمہ کو اپنے ساتھ اونٹ پر سوار کر لیا دن بھر چل کر جب شام کو ایک جگہ منزل کی اور سب لوگ سو گئے تو طعمہ اٹھا اور ان کا مال چرا کر چل دیا لوگ صبح کو سوار ہو کر طعمہ کے تعاقب میں چلے ایک جگہ راستے میں گرفتار کر لیا اور اتنے پتھر مارے کہ طعمہ مر گیا بہرحال آیات طعمہ کے بارہ میں نازل ہوئیں یا بشیر کے متعلق مذکورہ بالا آیات میں ذیل کے مقاصد کا بیان ہے

مقصود بیان مساوات انسانی کی تعلیم عدل و انصاف پر کاربند رہنے کا حکم معاملہ باہم مسلمانوں کا ہو یا مشرکین داخل اسلام کا بہرصورت انصاف کو پیش نظر رکھنا اور کسی کی جنبہ داری نہ کرنا ظاہر کی طرح چھپ کر گناہ کرنے سے بھی لوگوں کو روکنا۔ گناہگاروں کو توبہ کی ترغیب اور معافی کا امیدوار بنانا و عایضمرونک من شیء سے نبی کی عصمت اور پاکدامنی کی تصریح قرآن کا تمام لوگوں کے واسطے سوشل پولیٹکل اور نظامی قانون ہونا اور سب لوگوں کو اس پر وجوبی عمل کرنے کی تعلیم وغیرہ۔

لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ۝

(ترجمہ) عام لوگوں کی سرگوشیوں میں خیر نہیں ہوتی ہاں مگر جو لوگ ایسے کہ خیرات کی اور کسی نیک کام کی یا لوگوں میں باہم اصلاح کر دینے کی ترغیب دیتے ہیں اور جو شخص یہ کام کرے گا حق تعالیٰ کی رضاجوئی کے واسطے سو ہم اس کو عنقریب اجر عظیم عطا فرمائیں گے

تفسیر یہ آیت درحقیقت سابقہ آیات کا تکملہ ہے جب بشیر یا طعمہ کی قوم والوں نے رات کو بیٹھ کر مشورہ کیا کہ صبح کو حضور کی خدمت میں جاکر یہ عرض کریں گے اور یہ عرض کرینگے اور اپنے آدمی کی برأت کی بہرصورت کوشش کرینگے تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اس آیت میں باہمی مشورہ اور سرگوشیوں کی دو قسمیں قرار دی گئی ہیں ایک خیر کا مشورہ دوسرا شر کا مشورہ اول مشورہ کی تین قسمیں بیان کی ہیں خیرات اور صدقات وہ امور جو شرعاً واجب العمل ہیں اور عقل بھی ان کے خلاف نہیں ہے لوگوں میں باہم ملاپ اور اصلاح کرانا اور فساد و نفاق کو دور کرنا اس کے بعد یہ حکم ہوا ہے کہ یہ تمام چیزیں اگر دکھاوٹ کے واسطے ہیں اور ان سے مقصود صرف ریاکاری ہے تو بالکل بے سود ہے ہاں اگر ان سے خداوند تعالیٰ کی رضاجوئی مطلوب ہے تو خداوند تعالیٰ ان کا ضرور اجر عظیم عطا فرمائیگا گویا پہلی آیات میں نفاق و ظلم سے ترہیب تھی اور یہاں عدل و مساوات و اتحاد کی طرف ترغیب ہے۔ معروف صدقہ سے عام ہے واقع میں یہ باہمی اتحاد و اتفاق قائم کرنے کی مختلف صورتیں ہیں۔ مال خرچ کرکے یتیموں اور مسکینوں کی ہمدردی کرنا۔ صرف زبان اور دیگر امکانی کوششوں سے ان کی ہمدردی کرنا اگر لوگوں میں فساد ہوتا ہو یا کوئی باہمی اختلاف ہو تو اس کو عمدگی کے ساتھ دفع کرنا۔

مقصود بیان فساد پیدا کرنے سے ممانعت اور رفع فساد کی کوشش کرنے کی طرف ترغیب غریبوں اور فقیروں کو کچھ دینا دلانا ہر نیک کام میں نیت کی ضرورت تمام عبادات اور معاملات میں مرضی مولیٰ کی طلب وغیرہ۔

وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ

وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ○

ترجمہ:- اور جو شخص رسول کی مخالفت کرے گا بعد اس کے کہ اس کو امر حق ظاہر ہو چکا تھا اور مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ پر ہو لیا تو ہم اس کو جو کچھ وہ کرتا ہے کرنے دیں گے اور اسکو جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بُری جگہ ہے جانے کی

تفسیر یہ بھی آیات بالا کا تتمہ ہے جب بشیر کی چوری اور حضرت لبید کی برات گذشتہ آیات سے ظاہر ہو گئی اور حضرت رفاعہ کا مال دلوا دیا گیا اور بشیر بھاگ کر مکہ چلا گیا تو وہاں بیٹھکر بشیر نے حضور اکرم صلعم اور صحابہ کی ہجو شروع کی اور مکہ میں بیٹھکر بھی اپنی ریشہ دوانیوں سے باز نہیں آیا اور ہر طرح مسلمانوں کو بدنام کرنا اور ان کی عیب جینی کرنی شروع کی تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی حضرت حسان بن ثابت رض نے بشیر کی ہجو کے جوابات خوب دیئے ہیں جو ان کے دیوان میں موجود ہیں خلاصہ آیت یہ ہے کہ بشیر کو راہِ راست مل گئی مگر اس نے کجروی اختیار کی راہ اسلام چھوڑ کر دوسرے راستہ پر چلنا شروع کیا اسلام چھوڑ کر مرتد ہو گیا لہذا اب ہم بھی اس کو اسی راستہ پر چلائے جائیں گے اور آخر میں اس کو جہنم میں جھونک دیں گے۔

مقصود بیان اگر کوئی شخص دیدہ و دانستہ حکم خدا اور فرمان رسول سے سرتابی کرے تو خدا اس کو ہدایت نہیں کرتا ہے کیونکہ یہ شخص دیدہ و دانستہ اسلام کو چھوڑ کر کفر کو اختیار کرتا ہے لامحالہ دوزخ میں جائے گا اور خدا اس کو کبھی ہدایت نصیب نہیں کرے گا اس آیت سے ایک بات یہ بھی نکلتی ہے کہ تنق و شق ہو جانا یعنی باہم تفرقہ کرنا سخت گناہ ہے پہلی آیات میں مساوات اتحاد کی تعلیم، اتفاق کی طرف رغبت اور باہم ملاپ کرانے کی درج تھی اس آیت میں مخالفت و نفاق کی مذمت ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ○

(ترجمہ) بیشک اللہ تعالیٰ اس بات کو نہ بخشیں گے کہ ان کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا جاوے اور اس کے سوا جتنے گناہ ہیں جس کے لئے منظور ہوگا وہ گناہ بخشدیں گے اور جو شخص اللہ تعالٰے کے ساتھ شریک ٹھیراتا ہے وہ بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

تفسیر ایک بوڑھے شخص (بروایت ضعیف حضرت ابوبکر رض تھے) نے حضور اکرم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے ساری عمر گناہوں میں برباد کی لیکن شرک کبھی نہیں کیا اب گور میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہوں دیکھئے میرا کیا حال ہوگا۔ صورت نجات ہو جائے گی اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اس سے پہلے کی آیات میں عدل و انصاف اور مساوات اسلامی کا بیان تھا یہ آیت اسی کی تکمیل ہے چونکہ اتحاد افراد و اتفاق اقوام بغیر اتحاد اغراض و مقاصد کے نہیں ہو سکتا اور اتحاد اغراض کا دارومدار اتحاد آراء و عقائد پر ہے مقاصد میں یگانگت بغیر وحدت عقیدہ کے ناممکن ہے اس لئے اعلان ہوتا ہے کہ مشرک کی مغفرت نہیں ہو سکتی باقی دیگر اشخاص قابل مغفرت ہیں خدا جس کو چاہے گا بخشدیگا کیونکہ عقیدہ بنیاد ہے بنیاد گر جانے سے تعمیر گر جاتی ہے اور تعمیر کے کسی حصہ کے گر جانے سے چنداں نقصان نہیں ہوتا اس لئے اعمالی غلطیاں معاف ہو سکتی ہیں اور شرک فی العقیدہ کسی طرح معاف نہیں کیا جا سکتا

مقصود بیان مسلمانوں کے آراء و عقائد کا اتحاد ۔ وحدت کی تعلیم، مشرکین کی عدم مغفرت کا دلیل حکم جس کی طرف ضلالاً بعیداً سے اشارہ ہے غیر مشرک کو امیدوار رہنا وغیرہ۔

کیا آپکو نماز پڑھنی آتی ہے

ضرور آتی ہوگی کیونکہ آپ مسلمان ہیں اور نماز اسلام کا سب سے زیادہ ضروری فرض ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ آپ نماز کی حقیقت سے ناواقف ہوں آپ کو نماز کے فرائض و سنن یاد نہوں نیز یہ معلوم نہ ہو کہ نماز کی کس قدر تاکید کی گئی ہے اور عاشقان الٰہی کی نماز کیسی ہوتی تھی اگر یہ سب باتیں آپ کو معلوم ہو جائیں تو آپ نماز کے پابند ہی نہیں بلکہ عاشق ہو جائینگے اس ضرورت کے لئے حسب ذیل کتابیں منگا لیجئے انشاء اللہ ان کو پڑھ لینے کے بعد آپ نصف نماز کریں گے۔

نماز کی حقیقت پہلے تو یہ معلوم کیجئے کہ نماز ہے کیا چیز اس کتاب میں نماز کی حقیقت اور فلسفہ کا بیان کیا ہے کہ پڑھنے والے پر اس قدر اثر پڑتا ہے کہ محو ہو جاتا ہے قیمت ۲ر

ترغیب نماز نماز کی حقیقت پڑھنے کے بعد اول تو آپ کو خود شوق ہوگا اس پر مزید تائید حق جل و علا کی طرف سے اور وہ بھی ایسی کہ فضائل کو دیکھئے تو سبحان اللہ ایک ایک نماز کے بدلہ میں ہزار ہزار نیکیاں اور غیر پابندی کی وعیدیں العظمۃ للہ عذاب سنکر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تاکید نماز کیلئے یہ دو کتابیں پڑھنے کے بعد ترک نماز کا

نمازوں کا بیان جب نماز پڑھنے کا دل شائق ہو جائے گا اور خدا کی وعیدوں سے دل لرزاں ہو پھر نماز کی ترکیب پڑھیے اور بچوں کو پڑھائیے، بیوی کو پڑھا لیجئے بڑوں کو سکھائیے تاکہ گھر کا گھر نمازی ہو جائے اس کتاب میں نماز پڑھنے کی پوری ترکیب ہے۔ قیمت ۳ر

اعمال بخشش جب نماز پڑھنے لگیں تو اس کے چھوٹے چھوٹے مسائل بھی معلوم کیجئے اس لئے کہ بعض اوقات بہت تھوڑی سی لغزش سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اس کتاب میں طہارت اور نماز کے تو قریب قریب تمام مسائل ہی لکھدیئے ہیں تاکہ دوسرے ارکان سے بھی واقفیت ہو جائے بہت عمدہ کتاب ہے قیمت ۲ر

نمازیوں کی کہانیاں نماز تو پڑھنے ہیں اس کے مسائل پر بھی عبور ہو گیا ہے لیکن ذرا یہ تو دیکھئے کہ اللہ والوں کی نماز کیسی ہوتی تھی سبحان اللہ نمازیں ان کی تھیں اور وہ نمازیں دین و دنیا کو برتری دیتی تھیں دین ہی نہیں دنیا کے بھی ہزاروں فائدے اس میں مضمر ہیں۔ یہ کتاب عورتوں کو ضرور پڑھائیے کیونکہ اس میں کہانیاں ہیں اس لئے عورتیں اور بچے اس کو شوق سے پڑھیں گے۔ قیمت ۲ر

سب کتابیں اگر ایک ہی وقت منگائیں تو مجلد اور جلد کی قیمت نہیں لی جائے گی۔ قیمت پانچوں کتابیں مجلد ایک روپیہ ۸ر محصول ۴ر کل عہ

سب کتابیں منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے۔

صحیح بخاری شریف اردو

(بسلسلہ گذشتہ)

(نوشتہ حضرت مولانا سید حامد بخاری)

۴۲۸۔ باب مسجد (کی تعمیر) اور منبر کی لکڑیوں (کو خوبصورت منبر کرنے میں) بڑھئی اور دیگر کاریگروں کی مدد حاصل کرنا (ناجائز نہیں)

سہل ابن سعد ساعدی، فرماتے ہیں کہ خدا کے رسول (محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) (ایک مرتبہ) ایک عورت کے پاس (ایک آدمی کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ اپنے غلام کو جو بڑھئی ہے حکم دے کہ میرے لئے (چند) لکڑیاں (خوبصورت منبر تیار کر دے تاکہ میں (خطبہ پڑھتے وقت) ان پر بیٹھوں

۴۲۹ (نیز) جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ایک عورت نے عرض کیا اے خدا کے رسول (خطبہ و وعظ کے وقت حضور کو کھڑا رہنا پڑتا ہے) کیا میں آپ کے لئے کوئی ایسی چیز نہ تیار کرا دوں کہ جس پر آپ بیٹھ سکیں (مجھے اس میں کچھ وقت نہ ہوگی) کیونکہ میرا ایک غلام ہے جو بڑھئی ہے (اس پر) آپ نے فرمایا (اور کہلا کر بھیجا تھا) کہ اگر تو چاہے تو میرے لئے ایک منبر بنوا دے۔

۴۲۹۔ باب جو مسجد بنائے (اسے بڑا ثواب ہوگا)

عبیداللہ خولانی سے مروی ہے کہ میں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو (تعمیر) مسجد کے بارہ میں لوگوں کی چہ میگوئی کے وقت فرماتے سنا ہے (یعنی) جبکہ آپ نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو (از سر نو) تعمیر کرایا (اور لوگ طرح طرح کی چہ میگوئیاں کرنے لگے تو اس وقت آپ نے ان سے کہا بھائیو!) تم نے (تعمیر مسجد کی مخالفت میں) بہت زیادتی سے کام لیا حالانکہ میں نے (اپنے کانوں سے) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو (یہ) ارشاد فرماتے سنا ہے کہ جو (مسلمان) خالص اللہ کی رضا جوئی کے لئے (اس دنیا میں) ایک مسجد بنائے گا تو اللہ عزوجل اس کے لئے جنت میں ایسا ہی (ایک محل) آراستہ کرے گا۔

۴۳۱۔ باب جب کوئی شخص مسجد میں سے گذرے (اور اس کے پاس تیر ہوں، تو وہ تیروں (کی آن) کے پھل (کی طرف سے) پکڑے۔

جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ (ایک دفعہ) مسجد میں سے ایک شخص گذرا اس کے پاس کچھ تیر تھے اس سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ان کو) ان کے پھل (کی طرف سے پکڑ اور اچھی طرح) قبضہ میں کر (تاکہ آس پاس کے گذرنے والے محفوظ رہیں۔

۴۳۲ باب مسجد میں سے گذرنا (کیسا ہے)

ابو بردہ اپنے والد (عبداللہ بن قیس یعنی ابو موسیٰ اشعری کے حوالہ) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص تیر لیکر کسی رہ گذر (عام و خاص) سے گذرے خواہ ہماری مسجدیں ہوں یا بازار تو اسے ان کے پھل اچھی طرح سے گرفت میں کر لینے چاہئیں تاکہ وہ اپنے ہاتھ سے اپنے کسی مسلمان بھائی کو زخمی نہ کرے۔

۴۳۳۔ باب (کیا) مسجد میں شعر (خوانی جائز ہے؟)

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ میں نے حسان بن ثابت کو ابو ہریرہ سے (ایک) گواہی طلب کرتے ہوئے (یعنی یہ فرماتے ہوئے) سنا ہے کہ (اے ابو ہریرہ) میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں (اور بحلف تم سے دریافت کرتا ہوں) کیا تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو (مجھ سے یہ) ارشاد فرماتے ہوئے نہیں سنا؟ اے حسان خدا کے رسول کی طرف سے (ان کفار کی ہزلیات کا) جواب دو (اور پھر حضور کو میرے حق میں یہ دعا کرتے ہوئے نہیں دیکھا؟) خدایا! روح القدس (یعنی جبرائیل علیہ السلام) کے ذریعہ اس کی مدد فرما (اس پر حضرت) (ابو ہریرہ نے فرمایا) ہاں (میں نے یہ فرماتے ہوئے بھی سنا ہے اور یہ دعا کرتے ہوئے بھی دیکھا ہے)

۴۳۴۔ باب ہتھیار رکھنے والے (ہتھیار سمیت) مسجد میں (داخل ہو سکتے ہیں یا نہیں؟)

(حضرت) عائشہ فرماتی ہیں ایک دن میں نے خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حجرہ کے دروازہ پر دیکھا اس حال میں کہ (چند) حبشی مسجد میں (اپنے ہتھیاروں کے طرح طرح کے کھیل (دکھا) رہے تھے (وہ حبشی کھیل دکھا رہے تھے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی چادر اڑھا رکھی تھی (اس لئے کہ رسول اللہ کے ساتھ میں بھی ان کا کھیل دیکھ رہی تھی۔

۴۳۵۔ باب منبر پر مسجد میں خرید و فروخت (اور اس کے متعلق ضروری ہدایا) کا بیان کرنا (نا جائز نہیں)

(حضرت) عائشہ فرماتی ہیں میرے پاس بریرہ (لونڈی) آئی جو مجھ سے (زر) مکاتبت کا سوال کر رہی تھی۔ میں نے اس سوال کے جواب میں اس سے کہا (اگر) تو چاہے تو میں تیرے مالکوں کو (تیری درخواست کے مطابق تیرا زر مکاتبت) ادا کر دوں اور (تجھے آزاد کرا دوں لیکن) میراث (کا حق) میرا ہوگا اس کے مالکوں نے (آپ سے) کہا اگر آپ چاہیں تو جو زر بقیہ اس کی آزادی کی شرط کو پورا کرنے کے لئے اس کے ذمے باقی ہے آپ اسے عطا فرما دیں (تاکہ یہ ہمیں ادا کر دے) اور (آزادی حاصل کرے لیکن اس کی) میراث ہمارا حق ہوگا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے یہ واقعہ آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا تم اسے خرید لو اور (اسے آزاد کرا لو (لونڈی غلام کی) میراث صرف اسی کا حق ہے جو آزاد کرائے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا ان لوگوں (کی عقلوں) کا کیا حال ہے جو (معاملات میں) ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں ہیں (مسلمانو یاد رکھو) جو شخص (کسی معاملہ میں) ایسی شرط لگائے جو کتاب اللہ میں نہ ہو تو وہ کچھ نہیں اس کا عدم (وجود برابر) خواہ (صاحب معاملہ) سو دفعہ (ایسی لغو) شرط کیوں نہ لگائے۔

لے عنوان بالا کے ذیل میں اس روایت کا واقع ہونا نہ صرف جائز قرار دیتا ہے بلکہ ایک امر مستحسن بتاتا ہے اور امر مستحسن بھی ایسا جو خوشنودی خاطر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا موجب ہو لیکن واضح رہے کہ حضرت حسان جو تمامتر صرف نعت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے۔ عہد جاہلیت وغیرہ کی حسن و عشق کی فضول شاعری سے آپ کی ذات گرامی کا مطلق تعلق نہ تھا حسن و عشق کے فضول و لغو اشعار کا پڑھنا مسجد میں جائز ہے نہ کسی اور مقام پر جیسے حدیث میں شعر خوانی کی ممانعت ہو اس میں اسی قسم کے اشعار کا پڑھنا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

۴۳۶۔ باب مسجد میں (کسی مقروض پر) تقاضا کرنا اور (اس کے) پیچھے پڑ جانا (کیسا ہے)

کعب (بن) مالک انصاری سے مروی ہے کہ (ایک دفعہ) میں نے (عبداللہ) ابن ابی حدرد پر (اپنے) قرض کا جو میرا ان کے ذمہ (واجب) تھا مسجد میں تقاضا کیا اس جھگڑے میں ہم (دونوں کی) آوازیں بلند ہو گئیں حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں سن لیا اور آپ (اس وقت) اپنے حجرہ میں (تشریف فرما) تھے تو آپ (ہم) دونوں کی جانب (متوجہ ہوئے اور حجرہ اقدس سے) باہر آئے یہانتک کہ اپنے حجرہ کا پردہ ہٹایا اور آواز بلند فرمایا اے کعب! (میں نے) عرض کیا یا رسول اللہ حاضر (فرمایا) اپنے قرض میں سے آنا کم کردو اور اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا (یعنی دیا یا کہ) نصف (قرض چھوڑ دو میں نے) عرض کیا یا رسول اللہ بخدا میں نے (ایسا) کر دیا (یعنی ارشاد والا کی تعمیل میں اپنا نصف قرض معاف کر دیا) فرمایا (ابن ابی حدرد) کھڑے ہو اور (کعب کا باقی ماندہ قرض) ادا کر دو۔

۴۳۷۔ باب مسجد میں جھاڑو دینا (مسجد میں سے کوڑے کرکٹ کا صاف کرنا دھجیوں تنکوں اور لکڑیوں وغیرہ) کا (جو وہاں پڑی ہوں) اٹھالینا اور تمام غیر ضروری اور خراب چیزوں سے) مساجد کو پاک صاف رکھنا ثواب کا کام ہے

(حضرت) ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ ایک سیاہ فام مرد یا سیاہ فام عورت مسجد (نبوی صلی اللہ علیہ وسلم) میں جھاڑو دیتی تھی اس کا انتقال ہو گیا (بعد انتقال) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دریافت کیا لوگوں نے عرض کیا (حضور) اس کا تو انتقال ہو گیا۔ فرمایا تم نے مجھے اس (کے انتقال) کی اطلاع نہ دی! (اچھا) مجھے اس کی قبر بتاؤ پھر آپ اس کی قبر پر آئے اور اس پر آپ نے نماز پڑھی۔

۴۳۸۔ باب مسجد میں شراب کی تجارت کو حرام قرار دینا۔

(حضرت) عائشہ فرماتی ہیں جب سورہ بقر کی ان آیات کا نزول ہوا جو سود کے متعلق ہیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں آئے اور لوگوں کے سامنے ان کی تلاوت فرمائی پھر آپ نے شراب کی تجارت کو حرام قرار دیا:-

۴۳۹۔ باب مسجد کے لئے خادم (کی ضرورت حضرت) ابن عباس نے (آیہ کریمہ) نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا[1] (کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ (یہاں محررًا کے معنے یہ ہیں کہ آزاد (مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس کے لئے کیا تاکہ وہ امور دنیا سے فارغ ہو اور صرف) خدمت مسجد (اقصیٰ انجام دے

۴۳۹۔ (حضرت) ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ ایک عورت یا ایک مرد مسجد کی جھاڑو دیا کرتا تھا (راوی کا قول ہے) مجھے خیال ہے کہ مرد نہ تھا عورت ہی تھی وہی جھاڑو دیا کرتی تھی (اس کے بعد حضرت) ابو ہریرہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی (وہ) حدیث (جس کی تشریح مذکورہ بالا تشریح سے قبل مذکور ہوئی) بیان کی (اور فرمایا کہ پھر آپ نے اس کی قبر پر جاکر نماز پڑھی۔

۴۴۰۔ باب قیدی یا قرضدار کا مسجد میں باندھنا (جائز ہے یا نہیں)

(حضرت) ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جنوں میں سے) ایک جن گزشتہ رات کو مجھ پر (چڑھ) آیا (راوی کا قول ہے آنحضرت نے لفظ تفلّت

فرمایا یا اس قسم کا کوئی اور لفظ (مجھے یاد نہیں) تاکہ میری نماز توڑ دے لیکن اللہ نے مجھے اس پر غلبہ دیا (میں نے) اسے مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون میں باندھنا چاہا تاکہ (تم صبح کر دو اور) سب کے سب اُسے دیکھو مگر مجھے اپنے (بھائی پیغمبر) بھائی سلیمان کی یہ دعا یاد آ گئی کہ اے میرے پروردگار! مجھے (وہ ایسی (مضبوط) سلطنت عطا فرما جو میرے بعد بھی کسی کو (دنیا میں) نہ میسر ہو۔ (راوی حدیث) روح (بن عبادہ) نے بیان کیا کہ آپ نے اس (جن) کو ذلیل کر کے چھوڑ دیا۔

۴۴۱۔ باب اسلام قبول کرنے کے وقت غسل کرنا اور قیدی کا مسجد میں باندھنا (کیسا ہے، اور اہل کوفہ کے) قاضی شریح (جو) قیدی کو مسجد کے ستون سے باندھنے کا حکم دیا کرتے تھے (یہ جائز تھا یا نا جائز)

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف (چند سواروں کو) بھیجا (وہ بنو حنیفہ (کے قبیلہ) کے ایک آدمی کو جس کا نام ثمامہ بن اثال تھا پکڑ لائے اور مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون سے اُسے (لاکر) باندھ دیا۔ اسی اثنا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم (اپنے حجرہ سے) باہر تشریف لائے اور فرمایا ثمامہ کو چھوڑ دو ثمامہ (رہا ہوکر) مسجد کے قریب جو کھجور کے درخت تھے وہاں آئے اور غسل کیا پھر مسجد میں داخل ہوئے اور (حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور صدق دل سے) کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود (پوجنے کے قابل) نہیں اور یہ بھی (گواہی دیتا ہوں) کہ محمد اللہ کے (سچے نبی اور سچے) رسول ہیں

۴۴۲۔ باب مسجد میں مریضوں وغیرہ کے لئے خیمہ نصب کرنا (کیسا ہے)

(حضرت) عائشہ فرماتی ہیں (کہ غزوہ) خندق کے دن (حضرت) سعد کی (رگ) اکحل پر (جسے رگِ حیات بھی کہتے ہیں) ضرب آئی تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب سے ان کی عیادت کرنے کے لئے مسجد میں ایک خیمہ نصب کرایا لوگوں کو ان (کی جان) کا اندیشہ نہ ہوا (اور بنی غفار (کے قبیلہ) کے کسی شخص کا خیمہ بھی وہاں نصب تھا) مگر اس وقت جبکہ خون (ان) کے خیمہ سے بہتا ہوا بنی غفار کی جانب آگیا اور انہوں نے کہا اے خیمہ والو! یہ کیا ہے جو تمہارے پاس سے ہمارے پاس (بہ کر) آرہا ہے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ خون سعد کے زخم سے بہ رہا ہے۔ سعد نے اسی (زخم) سے وفات پائی۔

۴۴۳۔ باب مسجد میں اونٹ کا کسی خاص غرض سے داخل کرنا (جائز ہے) ابن عباس فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر (بیٹھے بیٹھے) طواف فرمایا۔

(حضرت) ام سلمہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے (موسم حج میں) اپنی بیماری کے متعلق عرض کیا آپ نے کہا تم (اونٹ پر) سوار ہوکر لوگوں (کی بیٹھ) کے پیچھے سے طواف کرلو تو میں نے (اونٹ) پر سوار ہوکر طواف کیا۔

اس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کی ایک جانب نماز پڑھ رہے تھے اور وَالطُّوْرِ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ کی تلاوت کر رہے تھے۔

۴۴۴۔ باب

(حضرت) انس سے روایت ہے کہ (ایک دفعہ) نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ میں سے دو آدمی شب تاریک میں (آنحضرت کے ساتھ نماز عشا پڑھکر مسجد سے) باہر آئے ان دو میں سے ایک عباد بن بشیر بھی تھے اور میرا گمان ہے کہ دوسرے اسید بن حضیر ان دونوں کے آگے دو چراغوں کے مانند دو نور تھے جو اس تاریکی میں روشنی دے رہے تھے اور جب یہ ہر دو بزرگ) الگ الگ ہوئے تو ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک ایک (نوری) چراغ بھی الگ الگ ہو گیا (اور ان کے ساتھ رہا) یہانتک کہ ان بزرگوں میں سے ہر ایک اپنے

[1] ترجمہ:- اے میرے پروردگار! میرے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ میں نے تیرے لئے آزاد کر دیا۔ یہ نذر حضرت مریم کی والدہ زوجہ حضرت عمران نے اس وقت مانی تھی جبکہ حضرت مریم ان کے پیٹ میں تھیں۔

مقالات غوث الاعظم

بسلسلۂ گذشتہ

المقالة السابعة عشر

(فی کیفیة الوصول الی الله تعالیٰ)

یسمی فی قضیة العقل عدیم العقل والادراك مجنونًا بهیمة غیر انسان فنعوذ بالله من العمی بعد البصیرة والقطیعة بعد الوصول والصد بعد الدنو والقرب والضلالة بعد الهدایة والکفر بعد الایمان فالدنیا کالنهر العظیم الجاری الذی ذکرناه کل یوم فی زیادة ماءها وهی شهوات بنی آدم ولذاتهم فیها التی تصیبهم منها اما السهام وانواع السلاح فالبلایا التی تجری بها التی تجری بها الاقدار الیهم فالغالب علی بنی آدم فی الدنیا البلایا والنغص والآلام والمحن وما یجدون من النعیم واللذات فمشوبة بالآفات اذا اعتبرها کل عاقل ادرك ان لا حیات له الا فی الآخرة ان کان مومنًا کما قال النبی لا عیش الا عیش الآخرة خصوصًا ذلك فی حق المومن کما قال علیه الصلوٰة والسلام الدنیا سجن المومن وجنة الکافر وقال علیه الصلوٰة والسلام التقی ملجم ومع هذه الاخبار والعیان کیف یدعی طیب عیش فی الدنیا فالراحة کل الراحة فی الانقطاع الی الله عز وجل وموافقته

مقالہ سترہواں

(وصول الی اللہ کے معنے)

دیکھنے والے کے لئے جائز ہو سکتا ہے کہ ایسے بادشاہ کی طرف نظر کرنا چھوڑ دے اور اس سے خوف نہ کرے اور اس سے امید نہ رکھے بلکہ صلیب یافتہ شخص سے ڈرے اور اس سے رکوئی امید رکھے جس کا یہ فعل ہو ایسے شخص کا نام از روئے عقل، عقل و ادراک سے خالی مجنون حیوان، اور غیر انسان ہی ہو گا پس اللہ سے پناہ مانگ بصیرت کے بعد اندھا ہونے سے اور قرب کے بعد بعد ہونے سے اور ہدایت کے بعد ضلالت سے اور ایمان کے بعد کفر سے پس دنیا جیسا ہم نے بیان کیا ایک بڑی جاری نہر کے مانند ہے اور ہر روز اس کے پانی میں زیادتی ہے اور یہ پانی بنی آدم کے شہوات و لذات ہیں جو لذات و شہوات کہ دنیا میں انھیں پہنچتے رہتے ہیں اور وہ سہام (تیر) اور انواع سلاح کیا ہیں وہ بلائیں ہیں جو قضاء و قدر سے ان پر آتی رہتی ہیں پس غالب ہیں دنیا میں بنی آدم پر بلائیں اور سختیاں اور نامرادی اور محنتیں اور بنی آدم نعیم و لذات سے جو کچھ پاتے ہیں وہ (نعمتیں اور لذتیں) آفتوں سے بھری ہوئی ہیں جب کوئی دانشمند اور عاقل نظر بصیرت سے دنیا کی لذتوں کو آخرت کی نعمتوں کے ساتھ دیکھیگا تو وہ اگر صاحب یقین ہے تو جان لیگا کہ کوئی حیات آخرت کی زندگی کے سوا نہیں ہے جیسا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، عیش آخرت کے سوا کوئی عیش نہیں ہے یہ عیش خصوصًا مومن کے لئے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت اور یہ بھی فرمایا متقی (بندہ پرہیزگار) لگام چڑھایا ہوا ہے اب ان اخبار و مشاہدات کے باوجود دنیا کا عیش کیونکر طلب کیا جائے پس راحت

والاستطراح بین یدیه فتکون بذلك خارجًا من الدنیا فحینئذ یکون الدلال والراحة واللطف والصدقة والفضل.

تمام راحتوں میں یہ ہے کہ (مخلوق) سے انقطاع کرے اور اللہ عزوجل کی طرف آئے اس کیساتھ موافقت کرے اور اس کے ارادہ کے سامنے اپنے آپ کو عاجزانہ (بلے اختیارانہ) ڈالدے پھر تو اس حالت میں دنیا سے آزاد ہو گا اور اس وقت تجھہ میں اس (سلطان حقیقی) کے لطف و مہر اور عطاء و فضل سے نازو دلار پایا جائے گا!

المقالة الثامنة عشر

(فی النهی عن الشکوی)

قال رضی الله عنه الوصیة لا تشکون الی احد مما نزل بك من ضر کائنًا من کان صدیقًا کان او عدوًا ولا تتهم الرب فیما فعل فیك وانزل بك من البلاء بل اظهر الخیر والشکر فکذب باظهار الشکر من غیر نعمة عندك خیر من صدقك فی اخبارك جلیة الحال بالشکوی من الذی خلا من نعمة الله قال الله عز وجل وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها فکم من نعمة عندك وانت لا تعرفها لا تسکن الی احد من الخلق ولا تستأنس ولا تطلع احدًا علی ما انت فیه بل یکون انسك بالله عز وجل وسکونك الیه وشکواك منه الیه لا تر ثانیًا فانه لیس الی احد ضر ولا نفع ولا جلب ولا دفع ولا عز ولا ذل ولا رفع ولا خفض ولا فقر ولا غناء ولا تحریك ولا تسکین الاشیاء کلها خلق الله وبید الله بامره واذنه جریانها کل یجری لاجل مسمی عنده وکل شیء عنده بمقدار

مقالہ اٹھارہواں

(نزول بلا پر شکایت نہ کرنی چاہیئے)

ہماری وصیت ہے کہ تجھ پر جو نقصان نازل ہو اس کی شکایت کسی سے نہ کر یہ شکایت خواہ دوست سے ہی نہ کر اور دشمن سے بھی نہ کر اور اپنے پروردگار کو متہم نہ کر اس کے اس فعل کی وجہ سے جو اس نے تیرے ساتھ کیا اور تجھ پر بلا نازل کی بلکہ خیر و شکر کا اظہار کر بس نعمت کے بغیر شکر کا اظہار کرنا اگر تیرے نزدیک جھوٹ ہے تو یہ جھوٹ، اپنے ظاہر حال کی خبریں دینے اور شکوے کرنے کے تیرے سچ سے بہتر ہے اللہ عزوجل کی نعمت سے کون خالی ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر تم اللہ کی نعمت کا شمار کرو تو تم ان کا احاطہ اور شمار نہ کر سکوگے، بس بہت نعمتیں تیرے پاس ہیں جن کو تو نہیں پہچانتا تو اب تو خلق میں سے کسی سے بھی تسکین و آرام نہ لے مخلوق میں سے کسی سے الفت نہ کر اور نہ اپنی حالت سے کسی کو اطلاع دے بلکہ تیری محبت تیرا آرام تیرا شکوہ اسی سے ہو کسی دوسرے کو نہ دیکھ اس لئے کہ نقصان اور نفع عزت و ذلت لینا اور دینا، بلندی اور پستی محتاجی اور تونگری حرکت اور سکون کسی دوسرے سے نہیں ہو یہ سب چیزیں خدا کی مخلوق ہیں اور اسی کے قبضۂ اختیار میں ہیں اور اسی کے حکم و اذن یا اجازت سے متحرک ہیں ہر چیز اللہ کے اندازہ کے مطابق رہی جاری ہے ہر شے اللہ کے نزدیک اندازہ پر ہے جس چیز کو اللہ نے موخر دا آخر کیا اس کو مقدم (اول) کرنے والا کوئی بھی نہیں۔

تاریخ اسلام

(بسلسلہ گذشتہ)

خدا کی راہ میں سب سے پہلی تلوار

شروع میں قریش نے تحریک اسلام کو کچھ زیادہ اہمیت نہ دی اور نہ کچھ خطرہ محسوس کیا صرف تمسخر و استہزا اور زبانی ایذا رسانی کو کافی سمجھتے تھے البتہ بعض ظالم و جابر قریش ایسے ضرور تھے جو موقع پاکر تا بو یافتہ مسلمانوں کو ایذائے جسمانی دیتے تھے۔ ایک مرتبہ کچھ مسلمان کسی گھاٹی میں نماز پڑھ رہے تھے چند مشرکین بھی آنکلے اور مسلمانوں کو اس نئی عبادت سے سختی و درشتی کے ساتھ روکنا چاہا اس پر سعد وقاص کو جوش آگیا اور آپ نے تلوار سے ان کا مقابلہ کیا اور ایک کافر ان کی تلوار سے ہلاک ہوا۔

اسلام غریبوں سے شروع ہوا

ابتک جو لوگ اسلام میں داخل ہوئے تھے ان میں سے سوائے حضرت ابوبکرؓ کے کوئی بھی ایسا نہ تھا جو قریش کے مناصب اعظم میں سے کوئی منصب رکھتا ہو اور دنیاوی دولت وجاہ نہیں رکھتے تھے اور یہ افلاس کفار کے نزدیک ان کی تحقیر کا سبب اور نفرت و حقارت کا باعث تھا جب آنحضرت صلعم ان دولت اسلام سے مالامال غرباء کو ساتھ لیکر حرم میں جاتے تو دولت وجاہ کے پجاری قریش ہنکر کہتے اھولاء من اللہ علیھم من بیننا یعنی یہ وہ لوگ ہیں جن پر خدا نے ہم لوگوں کو چھوڑ کر احسان کیا ہے۔

انبیا کے پیرو ہمیشہ نادار اور مفلس کیوں ہوئے

تمام انبیائے کرام جو وقتاً فوقتاً ہمارے نبی صلعم سے پہلے دنیا کی ہدایت کے لئے آتے رہے ان کے متبعین خاص ہمیشہ مفلس اور نادار ہوتے ہیں قرآن کریم میں جہاں جہاں انبیا اور ان کی امتوں کا ذکر ہے ان سے معلوم ہوتا ہے کہ سرمایہ پرست اور مالدار لوگ انبیا کا تمسخر اڑاتے رہے اور حق سے اعراض کرتے رہے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے کہا تھا کہ ہم تو بظاہر یہ دیکھتے ہیں کہ تیری پیروی انھیں لوگوں نے کی جو بظاہر رذیل ہیں اور ہم تو تم میں کوئی برتری نہیں پاتے بلکہ ہمارا تو یہ خیال ہے کہ تم سب جھوٹے ہو۔

غرض سرمایہ داروں کی لعنت ہمیشہ حق پرست غریبوں پر مسلط رہی اپنے دولت کے نشہ میں اخلاق و روحانیت کا تمسخر اڑاتی رہی دنیاوی مال و منال کو کفار فخر و غرور کا باعث سمجھتے رہے اور حق و صداقت سے اعراض کرتے رہے اس کی وجہ یہ ہے کہ دولت کی حد سے زیادہ محبت دل کو سیاہ کر دیتی ہے اور اخلاق و روحانیت کو بھسم کر دیتی ہے اور قبولیت حق کا مادہ ہی کھو دیتی ہے انقیاد حق کے راستہ میں سب سے بھاری روک یہی دولت ہے فتنہ و فساد کی جڑ دولت ہے غرض تمام برائیوں بداخلاقیوں اور فتنوں کا منبع دولتمندی ہے۔

دولتمندوں اور جاہ پسندوں کو ڈر رہتا ہے کہ اگر ہم کسی کی راستی اور سچائی کی بات مان لیں گے تو ہمارا کوئی منصب ہماراے رہیگا اسی ڈر سے تو وہ سب مکہ بت پرستی چھوڑ کر توحید پرستی اختیار نہ کرتے تھے کہ ہمارے منصب و اقتدار نہ جاتے رہیں غرض اسلام سرمایہ داری اور جاہ پسندی کا ہرگز ہمنوا نہیں اور اسلام کی پہلی ٹکر سرمایہ داری ہی سے ہوئی اس کا یہ مطلب ہی نہیں کہ وہ سرے سے حصول دولت ہی سے باز رکھتا ہے اور دولتمندی کے برخلاف ہے۔ بلکہ وہ تو صرف دولت کی اس اندھی محبت سے منع کرتا ہے جو اخلاق و روحانیت کی تباہی کا باعث ہو اور راستی و سچائی کی دشمنی پر آمادہ کرے اسلام دولت کو جمع رکھنے اور اس کی قوت و اقتدار کے بل بوتے پر غربا پر ظلم کرنے ان کا خون چوسنے اور ان پر حکومت کرنے سے روکتا ہے اور تقسیم دولت کے وہ اصول و ضوابط بتلاتا ہے جن سے دولت کی محبت کم ہو سود پیسہ بڑا اچڑا اسطرح نہ رہے بلکہ مستحق غریبوں پر اس کا کچھ حصہ خرچ ہوتا رہے تاکہ مزدور اور سرمایہ دار کی جنگ کا موقعہ نہ رہے اور انسانی سوسائٹی کامل اطمینان و سکون کے ساتھ اپنی حدود پر قائم رہے۔

کوہ صفا پر آفتاب رسالت کی ضیاریزی

جب اسلام کی چھوٹی سی مگر سرفروش جماعت میں ایثار و استقلال کا مادہ پیدا ہوگیا اسلام کی محبت عشق کے درجہ میں پہنچ گئی اور خدا کی حکمت بالغہ کو منظور ہوا تو صاف حکم آیا کہ اصدع بما تؤمر یعنی اور جو کچھ تجھکو حکم دیا گیا ہے صاف صاف کہدے نیز حکم آیا وانذر عشیرتک الاقربین اور اپنے نزدیک کے خاندانی لوگوں کو خدا سے ڈرا آپ نے ان احکام کی تعمیل اس طرح کی کہ ایک دن آپ کوہ صفا پر چڑھ گئے اور پہلا وعظ بقول علامہ حالی مرحوم یوں شروع کیا ؎

وہ فخر عرب زیب محراب و منبر | تمام اہل مکہ کو ہمراہ لیکر
گیا ایک دن حسب فرمان داور | سوئے دشت اور چڑھ کے کوہ صفا پر

یہ فرمایا سب سے کہ اے آل غالب
سمجھتے ہو تم مجکو صادق کہ کاذب

کہا سب نے قول آج تک کوئی تیرا | کبھی ہم نے جھوٹا سنا اور نہ دیکھا
کہا گر سمجھتے ہو تم مجھکو ایسا | تو باور کروگے اگر میں کہوں گا

کہ فوج گراں پشت کوہ صفا پر
پڑی ہے کہ لوٹے تمھیں گھات پاکر

کہا تیری ہر بات کا یاں یقیں ہے | کہ بچپن سے صادق ہے تو اور امیں ہے
کہا گر میری بات یہ دل نشیں ہے | تو سن لو خلاف اس میں اصلا نہیں ہے

کہ سب قافلہ یاں سے ہے جانے والا
ڈرو اس سے جو وقت ہے آنے والا

یعنی آپ نے فرمایا کہ اگر تم مجھے صادق القول اور امین سمجھتے ہو تو میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ اللہ کا عذاب بہت سخت ہے اس پر ایمان لاؤ تاکہ عذاب الہی سے بچ جاؤ یہ سنتے ہی مغرور اور منکر قریش ہنس پڑے کیونکہ ان کے نزدیک یہ ایک نامانوس صدا اور معمولی سمجھ والی آواز تھی ابولہب کو سخت طیش آیا اور کہا "تو تجھپر ہلاکت ہو کیا تو نے ہمیں اسی لئے جمع کیا تھا" لوگ منتشر ہوگئے اور ابولہب کے جاتے ہی تبت یدا نازل ہوئی حضور کی یہ پہلی باطل سوز آواز

یا تھی اک آگ اور بجلی کا کڑاکا تھا جس نے انسان کی سوئی ہوئی فطرت کو جگا
دیا۔ وہ بجلی کا کڑاکا تھا یا صوت ہادی عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی
نئی اک لگن دل میں سب کے لگا دی اک آواز میں سوتی بستی جگا دی

پڑا ہر طرف غل یہ پیغام حق سے
کہ گونج اٹھے دشت و جبل نام حق سے

ایک تبلیغی دعوت

جب دو روز کے بعد آپ نے حضرت علی سے کہا کہ دعوت کا سامان کریں یہ درحقیقت تبلیغ اسلام کا ایک ذریعہ اور پہلا موقعہ تھا غرض تمام خاندان عبد المطلب مدعو کیا گیا حاضرین کی تعداد تقریباً چالیس تھی جب سب لوگ کھانا کھا چکے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا "میں تمہارے پاس وہ چیز لیکر آیا ہوں جو دین و دنیا دونوں کی کفیل اور رہبر ہے اس بارگراں کو اٹھانے میں کون میرا ساتھ دیگا"۔ آپ کے اس پیغام حق سے ساری مجلس پر سناٹا چھا گیا مگر حضرت علی جو اس وقت آشوب چشم میں مبتلا تھے وہ اٹھے اور فرمایا کہ "گو میری ٹانگیں پتلی ہیں اور گو میں سب سے نوعمر ہوں تاہم میں آپکا ساتھ دوں گا"۔ سب نے یہ حقیقت آموز اور حیرت انگیز منظر دیکھا اور ہنسی مذاق اڑا کر چلتے بنے۔

اسلام کی راہ میں پہلا خون

اب صدائے حق سے قریش بانروختہ اور تحریک اسلام کو دبانے کے لئے ہر طرح آمادہ و مستعد ہو چکے تھے۔ ادھر رسول خدا صلعم نے عام طور پر علی الاعلان لوگوں کو توحید اور اسلام کی طرف لانا شروع کر دیا آپ لوگوں کے گھر جا جا کر ان کو توحید کی خوبیاں بتوں کی مذمت کرتے اور ان کی پوجا سے منع کرتے مجلسوں میں صحبتوں میں میلوں میں بازاروں میں اور گلی کوچوں میں آپ توحید کا وعظ کرتے ہوئے نظر آتے۔ زناکاری۔ قمار بازی، دروغگوئی، قتل و غارت اور چوری ڈاکہ زنی سے روکتے۔ بھلا یہ ایسی باتیں تھیں کہ عرب کے سر پھرے وحشی خوشی سے سن لیتے لہذا اس علانیہ سعی تبلیغ سے مسلمانوں کی مقدس اور قلیل جماعت پر مصائب و شدائد کا عام نزول شروع ہو گیا۔

آنحضرت صلعم نے ایکدن حرم کعبہ میں جاکر توحید کا اعلان کر دیا اب کیا تھا قریش کی خونخوار کیں اور جفاکاریوں کو دعوت سفاکی و ستم شعاری دینے کے لئے بس اتنی بات کافی تھی کیونکہ ان کے نزدیک حرم کی یہ سب سے بڑی توہین ہے۔ دفعۃً ہنگامہ برپا ہو گیا جاگ دوڑ پڑ گئی اور ہر طرف سے لوگ آپ پر ٹوٹ پڑے حضور اکرم صلعم حارث بن ابی ہالہ کے گھر میں تھے ان کو خبر ہوئی دوڑے ہوئے آئے اور آپ کو بچانا چاہا مگر چاروں طرف سے ان پر بھی تلواریں پڑیں اور وہ وہیں جاں بحق ہو گئے۔

قریش کی مخالفت

اس موقع پر انسب اندا دلائی ہے کہ بجائے اس کے کہ اس باب میں ہم اپنے ناچیز خیالات اور تحقیق پیش کریں علامہ شبلی مرحوم کی سیرۃ النبی کے صفحہ ۱۹۹ سے ۲۰۳ تک لفظاً بلفظہٖ عبارت نقل کر دیں جو اس ضمن میں نہایت ہی جامع مانع تحقیق ہے: وہو ہذا

پہلا سبب

نا تربیت یافتہ اور تند خو قوموں کا خاصہ ہے کہ کوئی تحریک جو ان کے آبائی رسم و عقائد کے خلاف ہو ان کو سخت برہم کر دیتی ہے اس کے ساتھ ان کی مخالفت محض زبانی مخالفت نہیں ہوتی ان کی تشنگی انتقام بجز خون کے سوا کوئی چیز بجھا نہیں سکتی آج ہندوستان اس قدر مہذب ہو گیا ہے لیکن اب بھی کسی عام مسئلہ کی مذہبی مخالفت کی جائے تو اس زمیں پر بارہا خون کا بادل برس چکا تھا۔

عرب مدت سے بت پرستی میں مبتلا تھا خلیل بت شکن کی یادگار کعبہ تین سو ساٹھ معبودوں سے مزین تھی جن میں ہبل خدائے اعظم تھا یہی بت ہر قسم کے تیر و شر کے مالک تھے پانی برساتے تھے۔ اولادیں دیتے تھے معرکہائے جنگ میں فتح دلاتے تھے خدا اگر سرے سے نہ تھا یا تھا تو وجود معطل تھا۔

اسلام کا اصل فرض اس طلسم کو دفعۃً برباد کر دینا تھا لیکن اس کے ساتھ قریش کی عظمت و اقتدار اور عالمگیر اثر کا بھی خاتمہ تھا اس لئے قریش نے شدت سے مخالفت کی اور ان میں جن لوگوں کو جس قدر زیادہ نقصان پہنچنے کا احتمال تھا اسی قدر مخالفت میں زیادہ سرگرم تھے۔

قریش کا رئیس اعظم حرب بن امیہ تھا چنانچہ حرب فجار میں وہی سپہ سالار اعظم تھا لیکن حرب کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا ابو سفیان اس منصب عظیم کے حاصل کرنے کی قابلیت نہیں رکھتا تھا اس لئے ولید بن المغیرہ نے اپنی لیاقت اور اثر سے ریاست حاصل کی ابو جہل اس کا بھتیجا تھا اور وہ بھی قریش میں امتیاز رکھتا تھا۔ ابو سفیان گو اپنے باپ کا منصب نہ حاصل کر سکا لیکن بنو امیہ کے خاندان کا سردار وہی تھا خاندان ہاشم میں سب سے زیادہ کبیر السن ابو لہب تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی چچا تھا۔

قبیلہ سہم میں سب سے زیادہ با اثر عاص بن وائل تھا جو نہایت دولتمند اور کثیر الاولاد تھا۔ قریش کی عنان حکومت انہیں رؤسا کے ہاتھ میں تھی اور یہی لوگ تھے جنہوں نے اسلام کی سخت مخالفت کی قریش اور اکابر مثلاً اسود بن مطلب۔ اسود بن عبد یغوث۔ نضر بن الحرث۔ امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط انہیں لوگوں کے زیر اثر تھے اور اس وجہ سے اعدائے اسلام میں ان کے نام ہر جگہ نمایاں نظر آتے ہیں۔

قریش کا یہ خیال تھا کہ نبوت کا منصب اعظم اگر کسی کو ملتا تو مکہ یا طائف کے کسی رئیس کو ملتا۔

وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هَٰذَا الْقُرْآنُ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ

وہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر قرآن کو اترنا تھا تو ان دو شہروں (مکہ و طائف) میں سے کسی رئیس اعظم پر اترا ہوتا (یعنی ولید بن ربیعہ یا ابو مسعود ثقفی)

عرب میں ریاست کے لئے دولت اور اولاد سب سے زیادہ اور سب سے پہلی اور ضروری شرط تھی اولاد کی نسبت اکثر وحشی قوموں میں (ہندوستان میں بھی) یہ خیال رہا ہے کہ جو شخص صاحب اولاد نہ ہو وہ عالم آخرت کی برکات سے محروم رہتا ہے۔

ہندوؤں میں بھی یہ خیال ہے کہ اولاد کے بغیر انسان کو پوری نجات نہیں مل سکتی۔ قریش میں اوصاف مذکورہ کے لحاظ سے جو لوگ ریاست کا استحقاق رکھتے تھے وہ ولید بن المغیرہ۔ امیہ بن خلف۔ عاص بن وائل سہمی اور ابو مسعود ثقفی تھے۔ رسول اللہ ان اوصاف سے بالکل خالی تھے دولت کے اعتبار سے آپ کا دامن پاک تھا اور اولاد ذکور سال دو سال سے زیادہ زندہ نہیں رہی۔

اسلام کی امتیازی معاشرت

ایک مسلسل کتاب جو خاص مولوی کے لئے لکھی جارہی ہے

(نوشتہ حضرت مراد مارہروی)

اعزاز واقارب سے برتاؤ

باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من آمن باللہ والیوم الآخر والملئکۃ والکتب والنبیین واتی المال علی حبہ ذوی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب۔

نیکی یہ نہیں کہ تم مشرق یا مغرب کی طرف منہ کرکے کھڑے ہوجاؤ بلکہ نیکی یہ ہے کہ اللہ پر آخرت پر فرشتوں پر اور پیغمبروں پر ایمان لاؤ اور اپنا مال خدا کی محبت میں اپنے رشتہ داروں، یتیموں، محتاجوں، مسافروں اور مانگنے والوں کو دو اور لوگوں کی گردنیں غلامی کے عذاب سے چھڑاؤ۔"

دوسری جگہ خدائے قدوس فرماتا ہے یسئلونک ماذا ینفقون قل ما انفقتم من خیر فللوالدین والاقربین والیتمی والمسٰکین وابن السبیل۔ اے پیغمبر لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ خدا کی راہ میں کیا خرچ کریں تم انھیں بتادو کہ نیکی اور نیکوکاری کے طور پر تم جو کچھ بھی خرچ کرو وہ تمہارے والدین رشتہ داروں، یتیموں، محتاجوں اور مسافروں کا حق ہے۔

قرآن کریم میں اسی مضمون ومطلب کی ایک اور آیت بھی موجود ہے:۔

واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا وبالوالدین احسانا وبذی القربی والیتمی والمسٰکین والجار ذی القربی والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وما ملکت ایمانکم۔ اے لوگو اللہ ہی کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک اور سہیم نہ ٹھیراؤ اور ماں باپ رشتہ داروں یتیموں محتاجوں قریب و دور کے پڑوسیوں پاس کے بیٹھنے والوں مسافروں اور اپنے لونڈی غلاموں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے رہو۔

غور کیجئے اور ان آیات کے فلسفہ کو سمجھئے کس شدت اور کس تواتر سے بنی نوع انسان کے ساتھ سلوک کرنے اور ان کی مصیبتوں میں کام آنے اور ان کی مدد کرنے کی تلقین کی جارہی ہے ساتھ ہی نہایت خوبی اور پوری حکمت و فطرت شناسی کے ساتھ یہ بھی بتادیا گیا ہے کہ خیرات کے طور پر روپیہ کس کس کو دینا چاہیے اور کس درجہ اور ترتیب کے ساتھ دینا چاہیے انسان کا سب سے پہلا اور سب سے اول تعلق ماں باپ کے ساتھ ہوتا ہے جو اسے پرورش کرتے اور کمانے کے قابل بناتے ہیں ان کے بعد اعزہ کا درجہ ہوتا ہے کوئی چچا ہے کوئی ماموں کوئی باپ کا بھائی ہے اور کوئی ماں کا کوئی خالہ ہے اور کوئی بھتیجی اسی طرح بھائی بھتیجے بہن بھانجے اور پھر ان سے ہٹکر اور بہت سے رشتہ دار ہیں جن سے انسان کو یہی نہیں کہ تعلق ہوتا ہو بلکہ یہ ہم سب کے درد دکھ میں بھی شریک ہوتے رہیں اور ہم سے ان کے ساتھ اور خصوصیات کے ساتھ محبت بھی ہوتی ہے اور وہ اس کا درد بھی محسوس کرتے ہیں اور ہم ان کا۔

ان کے بعد یتیمی کا درجہ رکھا ہے اور رکھنا چاہیے اس لئے کہ گو یہ غیر ہوتے ہیں لیکن باپ کا سایہ سر سے اٹھ جانے کے باعث ان کا کوئی والی و وارث اور کوئی ذریعہ پرورش باقی نہیں رہتا عزیزوں کے بعد ہی ان کا درجہ رکھنے کی ایک خاص وجہ یہ بھی ہے کہ یہ بالعموم کم عمر اور نابل رحم ہوتے ہیں ان کی طرف سے بے توجہی برتی جائے تو ان کے بگڑ جانے اور سوسائٹی کے نظام میں نقص آنے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے دوسرے ذرا سی توجہ سے ان کے پڑھ لکھکر ترقی کر جانے اور سوسائٹی کے ایک قابل قدر فرد ہونے کا بھی امکان اور قوی امکان ہے اس لئے اسلام نے ان کی امداد کو محتاجوں مسکینوں مسافروں، ناداروں بلکہ قید غلامی میں پھنسے ہوؤں کی امداد بھی اہم واقدم رکھا ہے غیروں میں اولین توجہ کا مرکز انھیں ہی قرار دیا ہے کیونکہ موخر الذکر کی امداد پھر ایک انفرادی اور شخصی امداد کی حیثیت رکھتی ہے مقدم الذکر کی بڑی حد تک قومی امداد کی صورت اختیار کرلیتی ہے۔

رشتہ داروں سے انسان کو قدرتی طور پر ہمدردی ہوتی ہے اور یتامیٰ کی امداد سے قوم کو فائدہ پہنچتا ہے اس کے بعد محتاجوں کا درجہ ہے جن کے پاس خود بھی کھانا ان بھی نہیں ہوتا اور کسی نہ کسی وجہ سے وہ سوسائٹی کی امداد و رعایت کے مستحق ہوتے ہیں ان کے بعد وہ لوگ ہیں جو مسافر ہوں اور پاس کچھ نہ رہا ہو ان کی حالت یہ ہوتی ہے کہ یہ کما سکتے ہیں مگر محض اتفاقات کے شکار ہوتے ہیں نیز امداد انھیں اٹھا کر کھڑا کر دیتی ہے آخر میں وہ لوگ ہیں جو نادار ہیں مگر کسی کی گرفت میں گرفتار ہوگئے ہوں یا جنگی قیدی ہوں انھیں اگر روپیہ خرچ کرکے رہا کرادیا جائے تو مصیبت وعذاب سے نجات مل جاتی ہے اور انسان کو ثواب ہوتا ہے۔

اسلام نے یہی نہیں کیا کہ وہ محض سرسری طور پر مستحقین کے درجہ بتاکر خاموش ہوگیا ہو بلکہ اس نے صاف الفاظ میں تصریح کی ہے کہ نیکی یہی نہیں کہ تم مشرق و مغرب کو منہ کرکے کھڑے ہوجاؤ یعنی نماز پڑھ لو اور سمجھ لو کہ ہم اپنے فریضہ عمل سے فارغ ہوگئے بلکہ یہ بھی ہے اور یہ نہایت اہم ہے کہ تم مستحقین کی امداد بھی کرو اور ان کی مصیبتوں میں کام آؤ اگر ایک انسان بھوک سے تڑپ رہا ہے چار پیسے خرچ کرکے تم اسے مصیبت سے نجات دلا سکتے ہو تو یہ نہایت بیرحمی اور سنگدلی ہے کہ تم خاموش رہو اور اس کے تڑپنے کا تماشا دیکھتے رہو یہ ضرور ہے کہ آجکل اہل ثروت میں ایک قسم کی سنگدلی اور بیرحمی و قساوت پیدا ہوگئی ہے اور وہ غریبوں اور غریب عزیزوں سے ملنے جلنے اور تعلق رکھنے کو اپنے لئے عار سمجھتے ہیں لیکن اسلامی انسانیت کا یہ اقتضا نہیں یہ کتنی بڑی شقاوت و سخت دلی ہے کہ جو دولت خدا نے بخشی ہے ہم اسے ذاتی عیش اور اسراف و تبذیر میں اڑائیں اور اپنے ہی جیسے انسانوں کے درد اور دکھ کی چنداں پرواہ نہ کریں جانوروں میں بھی تھوڑی بہت حس اور درد ہوتا ہے اس انسان اور پتھر میں کیا فرق ہے جو کسی کے درد دکھ کو اپنے قلب میں بالکل محسوس نہ کرے۔

اسلام نے یہ ہرگز نہیں کہا اور نہ مجبور کیا کہ تم اپنی دولت لاکر لاتعقیم کرکے

اسلام نے انسان کو اپنی دولت سے جائز استفادہ کی پوری اجازت دی ہے صرف یہ حکم دیا ہے کہ جائز مصارف کے بعد سال بھر میں جو روپیہ بچ رہے اس میں سے ڈھائی فیصدی کے حساب سے زکوٰۃ دیا کرو اور اس زکوٰۃ میں مندرجہ بالا ترتیب کو ہر وقت پیش نظر رکھو والدین کا ضرور استثنا ہے ان کو زکوٰۃ کے نام سے کچھ دینا مناسب نہیں اس لئے کہ وہ بہرکیف بزرگ ہیں اور ان کی امداد ہر حالت میں فرض ہے اس لئے جو کچھ صدقات و خیرات کے نام سے تم دینا چاہو اس میں بھی اس درجہ بندی اور اس ترتیب کو ملحوظ رکھو آخر انسان کو ایک دن مرجانا ہے اور یہ جمع کی ہوئی دولت اس کے کسی کام آنے والی نہیں لیکن اگر اس کے مستحقین اور غرباء کی امداد میں خرچ کیا جاتا رہا تو دنیا میں بھی عزت و آرام سے رہو گے اور آخرت میں بھی سرخروئی حاصل ہوگی۔

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ اگر استطاعت نہیں ہو اور ضروریات سے کچھ باقی نہیں بچتا تو ایک چھوارہ ہی اللہ کے نام پر دو "کہ یہی تمہاری قبر کو روشن کرنے کے لئے کافی ہے ہم چند ثانیوں کے لئے خیرات و انفاق کے مذہبی پہلو کو نظرانداز کر کے اس کے محض دنیوی پہلو اور فلسفہ پر نظر ڈالتے ہیں تاکہ غیر مذاہب والے غور کر سکیں کہ اسلامی تعلیمات اور اسلامی احکام کن حکمتوں اور کن مصلحتوں اور مفاد کے حامل ہیں۔ انسان مدنی الطبع ہے اور اسے جانوروں اور حیوانوں پر صرف اتنی ہی وجہ فضیلت حاصل ہے کہ یہ عقلی اعتبار سے ترقی کر سکتا اور مل جل کر رہ سکتا ہے جانور تنہائی میں گزارہ کر سکتے ہیں لیکن انسان کا کام دوسرے انسانوں کی امداد کے بغیر ہرگز نہیں چل سکتا۔ وہ کتنا ہی قوی ہیکل، تنومند اور متمول ہو اُسے ہر قدم پر دوسروں کی امداد کی ضرورت لاحق ہوتی ہے ایک انسان بیمار ہوتا ہے یا اس کے چوٹ آتی ہے کہیں گر پڑتا ہے درد ہوتا ہے یا کسی مقدمہ میں پھنستا ہے تو اس کی امداد و اعانت کا خیال سب سے پہلے جن قلوب میں پیدا ہوتا ہے وہ اس کے عزیز ہی ہوتے ہیں۔ خیال کسی کو ہو یا نہو لیکن درد عزیزوں ہی قلب میں پیدا ہوتا ہے اس کی مصیبت و علالت اور اس کے درد و کرب سے تڑپنے والے اور اس کی ہمت و فیت کو بڑھانے والے یہی عزیز ہوتے ہیں مرت ہوتی ہے تو یہی اس کے غم کو بٹاتے اور اس کے آنسوؤں کے شریک بنتے ہیں اور خوشی ہوتی ہے تو یہی اُسکی خوشی میں اضافہ کرتے اور اُسے مبارکباد دینے کے لئے تیار ہوجاتے ہیں۔

جو لوگ اس درجہ ضروری اور مصیبت و درد میں شریک ہونے والے اور اس کے رنج و راحت میں اس کے کام آنے والے ہوں کیا ناشکری نہو گی کہ یہ ان کے رنج و راحت سے بیگانہ رہے۔ وہ اگر ہاتھ پاؤں سے اس کی امداد کرتے ہیں تو یہ روپے پیسہ سے اس کے کام نہ آئے دوسرے اگر اس کے عزیز غریب ہوں گے تو اس کی اور اس کے خاندان کی سُبکی کا باعث ہوگا یہ کسی اور کے آگے ہاتھ پھیلائیں گے تو اس میں اس کی بے وقری ہوگی اگر یہ روپیہ پیسہ سے ان کی امداد کرتا رہے گا تو وہ بھی ہمدردی اور ممنونیت دونوں جذبوں سے بیک وقت مجبور ہو کر اس کی امداد و خدمت کے لئے تیار رہیں گے خاندان بڑا اور وسیع رہے گا اور دوسروں کو اُسے نقصان پہنچانے کی جرأت نہ ہوگی۔

پھر انسان کی حقیقی ضروریات اس قدر ہیں کتنی ہی وسیع ہو جائیں پھر بھی زیادہ سے زیادہ ہزار روپیہ ایک انسان کی امیرانہ زندگی کے لئے ہر طرح کافی ہے۔ لیکن فرض کرو ہو ہزار روپیہ کا اور آمدنی ہو پانچہزار کی تو ڈیڑھ ہزار زکوٰۃ بھی نکال کر ایک سال میں اُس کے پاس اٹھاون ہزار سے زیادہ روپیہ بچ جاتا ہے آخر اتنی بڑی رقم سے اُسے سوائے اس کے کہ وہ اُسے فراہم کرتا رہے اور ایک دن اس خزانہ کو چھوڑ کر چل دے کیا فائدہ پہنچتا ہے۔ مانا کہ اس کی اولاد دولتمند رہے گی لیکن اولاد کے لئے دولت چھوڑنے سے یہ کہیں بہتر ہے کہ وہ خود اُسے دولت پیدا کرنے اور روپیہ بنانے کا اہل چھوڑ کر مرے بہرکیف اسلام اس سے بھی نہیں روکتا مگر وہ یہ ضرور چاہتا ہے کہ اتنی بڑی دولت بیکار اور مقفل نہ پڑی رہے بلکہ اس میں سے کم از کم ایک مناسب حصہ ضرور ضرورتمندوں اور مستحقوں کے کام آتا رہا۔ چونکہ اپنی دولت سب کو پیاری ہوتی ہے اس لئے اسلام حکم دیتا ہے کہ البتہ اسے پیاروں ہی سے کرو اور سب سے پہلے انہی لوگوں کو دو جن سے تمہارا اخوت کا رشتہ ہے جنھیں تمہارا درد ہے اور تمھیں ان کا تمہاری اس امداد سے تمہارے عزیز اور تمہارے خاندان والے بھی سنبھلے رہیں جو ترقی کر سکتے ہیں وہ تمہاری جز دی اعانت اور تمہارے سہارے سے ترقی کر جائیں اور اپنی حالت درست کر لیں اور جو کسی قابل نہیں ہیں ان کی زندگی تمہاری امداد کی بدولت آرام و سکون سے بسر ہو جائے اور کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ فلاں امیر کے عزیز فاقے کر رہے ہیں اور مصیبت میں گرفتار ہیں۔

ان کی ضروریات سے بچے تو یتیموں کی امداد کرو تمہارے قوم کی ترقی ہو اور یہ تمہارا سہارا لیکر عزت کی زندگی بسر کرنے کے قابل ہو جائیں پھر محتاجوں، مسافروں، سائلوں اور مصیبت زدوں کی امداد کرو اس سے تمہارے بغیر چاہے تمہاری شہرت بھی بڑھے گی تمہارے اعزاز میں بھی اضافہ ہوگا ان کی مصیبت کٹ جائیگی اور آخرت میں بے انتہا ثواب کے مستحق ہو گے جو لوگ اس ربانی ترتیب اور خدائی تعلیم کو فراموش کر کے اصراف و انفاق ان جائز منافذ کو بند کر دیتے ہیں وہاں دوسرے ناجائز منافذ سامنے آجاتے ہیں کہیں عیاشیوں میں روپیہ اڑتا ہے کہیں شراب و کباب پر ہزاروں ضایع ہوتے ہیں کہیں ناچ رنگ میں بکھیر ہوتا ہے کہیں حکام کے ڈنر اور بڑے بڑے لوگوں کی ضیافتیں ہوتی ہیں اور کبھی انتخابات میں ہزار ہا روپیہ میں آگ لگ جاتی ہے اور اگر جمع ہی رکھا جائے تو باپ نہیں تو بیٹے اُس سے بھی گلچھرے اڑاتے اور بھی کو تنگ کرتے ہیں خرچ ہوتا اور بہرحال ہوتا ہے اب یہ انسان کی سعادت کہ وہ انھیں کاموں میں خرچ کرے یا اسراف و تبذیر اور عیاشیوں اور لہو و لعب میں اڑائے جائز طریق سے خرچ ہوتا رہتا ہے تو دنیا میں بھی عزت بنی رہتی ہے اور اخروی سعادت بھی نصیب ہوتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ مسرت و شادمانی کے لطف بھی حاصل ہوتے رہتے ہیں اور ناجائز طریق پر خرچ ہوتا ہے تو افکار بھی بڑھتے ہیں پریشانیاں بھی اٹھانی پڑتی ہیں اور صحت بھی برباد ہوتی ہے اور آخرت کا عذاب بھی سہنا پڑتا ہے۔

انسان نیک کاموں میں اپنی دولت خرچ کرتا ہے تو اُسے ایک ایسی لازوال مسرت حاصل ہوتی ہے جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی مسرت نہیں کر سکتی۔ راک فیلر اور فورڈ اور اینڈرسن جو لاکھوں روپیہ نہیں کروڑوں روپیہ اپنی زندگی میں خیرات کر گئے اور کرتے رہتے ہیں اس کی لذتیں اور مسرتیں تجربہ انھیں کا دل جانتا ہے ایک مصیبت زدہ کی مصیبت دور کرنے اور کسی ضرورتمند کی ضرورت رفع کر دینے میں جو مسرت ہے اس کا مقابلہ دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی مسرت و سعادت بھی نہیں کر سکتی اعماق قلب سے مسرت و انبساط کے چشمے ابلتے ہیں اور

انسان پر ایک وجدانی کیف طاری رہتا ہے۔ ہر انسان غور کر سکتا ہو اور غور کر سکتا ہے کیا اب محسوس کر رہا ہے کہ یہ سرمایہ داری اور قوم کے چند اشخاص کے پاس لاکھوں کروڑوں روپے کا اجتماع دنیا کے لئے سب سے بڑی لعنت ہے۔ ہزاروں اشخاص تو ایسے ہیں کہ ان کے پاس ان کی ضروریات زندگی کے لئے بھی سامان نہیں وہ جسم و جان کی بحالی کے لئے بھی چار پیسے کو ترستے ہیں اور چند کے پاس کروڑوں روپیہ بیکار پڑا ہے جوں جوں دنیا میں یہ احساس پیدا ہوتی جاتی ہے دولتمندوں اور سرمایہ داروں کے خلاف انسانی جذبات بھڑکتے جاتے ہیں اور اشتراکیت کا دیو سرعت کے ساتھ قدم بڑھاتا چلا آتا ہے۔

یہ نتیجہ ہے اس کا کہ انسان دولتمند ہو کر خدا اور اس کے احکام سے غفلت برت رہا ہے اپنے غریب اور نادار بھائیوں کی عسرت اور مصیبت کی کوئی پروا نہیں کرتا انتہا یہ ہے کہ انھیں حقیر سمجھا جاتا ہے اور بوڑھے ماں باپ کی امداد اور حاجتمند مریضوں کی امداد کے لئے بھی تیار نہیں ہوتا آپ مہذب دنیا اور مہذب مغرب میں یہ عالم دیکھیں گے کہ ایک امیر لڑکا اپنے ضعیف باپ اور غریب بھائی کی امداد کو ضروری نہیں سمجھتا کسی کی معذوری و مصیبت کسی مغربی امیر کو اس کی امداد پر ہرگز آمادہ نہیں کرتی بلکہ وہ امداد کرنے کے بجائے الٹا یہ فلسفہ چھانٹنے بیٹھ جاتا ہے کہ ایسے لوگوں کے زندہ رہنے ہی کی آخر کیا ضرورت ہے جو سوسائٹی پر بار ہوں اور دوسروں کی کمائی پر جن کی زندگی کا انحصار ہو۔ ایسے لوگوں، کمزوروں، ضعیفوں، معذوروں اور محتاجوں کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں مناسب یہی ہے کہ ان کا خاتمہ کر دیا جائے اور سوسائٹی کو ان کے سوالات اور ان کی امداد کے بار سے نجات دلائی جائے شخصی امداد کا رواج کم سے کمتر ہوتا چلا جاتا ہے خیراتی اداروں اور انجمنوں کو شہرت اور نمود و نمائش کے لئے لاکھوں دیدیا جاتا ہے پر ایسے کسی کی امداد نہیں کی جاتی۔

مغرب میں اپنے عزیزوں کی کوئی امداد بھی کرتا ہے تو حق سمجھکر ہرگز نہیں کرتا نہ اُسے وہ اپنا فرض سمجھتا ہے بلکہ جو دیتا ہے وہ خیرات سمجھکر دیتا ہے پھر اگر کوئی اپنے عزیز تو رہے ایک طرف اپنے بوڑھے والدین کی بھی دستگیری نہ کرے تو وہ قابل الزام نہیں یہ اس کی مرضی ہے کہ وہ کسی کو کچھ دے یا نہ دے خیال کرے یا نہ کرے۔ لطف یہ ہے کہ ماں باپ بھائی بہن اور چچا ماموں کے سوا کسی کو کوئی اپنا عزیز ہی نہیں سمجھتا اور انھیں بھی عزیز صرف اس لئے سمجھا جاتا ہے کہ وہاں کی لغت میں ان رشتہ کے الفاظ موجود ہیں۔ ایک ہی محلہ میں آپ کو بہنوئی سالا بھتیجہ، بھانجا، اور دیگر رشتہ دار رہتے ہوئے ملیں گے لیکن اسے پتہ بھی نہ ہوگا کہ وہ کہاں ہیں کون ہے اور کس طرح ان کی زندگی بسر ہوتی ہے نہ انھیں اس کا پتہ ہوگا اور نہ اسے ان کا گویا باہم کوئی تعلق ہی نہیں نہ آنا اور نہ جانا نہ ملنا نہ جلنا۔ بالکل غیروں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں کسی پر نہ کسی کا حق اور نہ کسی کی خدمت و دستگیری فرض بالکل جانوروں جیسی زندگی ہے بچے پیدا کر دیئے اور الگ ہو گئے اس کے بعد کسی سے کوئی سروکار نہیں باہم ایک دوسرے سے سلام بھی نہیں لین دین تو بڑی بات ہے ایک دوسرے کو پہچانتا بھی نہیں بلکہ وہ لوگ مشرقی خاندانوں پر اعتراض کرتے ہیں کہ انہوں نے دے دلا کر لوگوں میں کاہلی کا مادہ پیدا کر دیا ہے اور قوم میں سست اور نکمے آدمیوں کی تعداد بڑھا دی ہے

اسی بیگانگی اور بعد و تفرق نے ناخنوں سے گوشت جدا کر دیئے ہیں وہاں احباب ہی سب کچھ ہیں عزیزوں کی کوئی اہمیت نہیں جنھیں درد ہوتا ہے جن کا خون مصیبت دیکھکر انھیں جوش مارتا ہے وہ غیر ہیں اور جو کوئی تعلق نہیں رکھتے اور جنھیں شناسائی اور ظاہری محبت ہے وہ سب کچھ ہیں جب حالت یہ ہے تو کیسی امداد اور اس کا حق! اب تو حالت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ بیٹے جوان ہوئے اور ماں باپ سے بے تعلق ہو گیا اپنا پیسہ اور اپنا عیش کسی کو کسی کی محبت سے غرض نہیں کسی کو کسی کا درد نہیں عزیزوں کو کیا چھوڑا پورے حیوان بن گئے ہر شخص اپنی جگہ پر بے کاروان بنا ہوا ہے درد اور دردمندی سے کوئی سروکار نہیں آپ کنواں کھودنا ہو آپ پانی پینا جب عمر میں مستحقین ہی سے سلوک کرنے کی نوبت نہ آئے تو دوسروں کا درد کیا ہو سکتا ہے درد کی عادت ہی رفتہ رفتہ جاتی رہی ہے اور کسی مصیبت زدہ اور دردرسیدہ کو دیکھکر اُن کے دل میں کوئی جذبہ پیدا نہیں ہوتا ہمارے یہاں کے بخیلوں کو بھی چونکہ کبھی کسی کے ساتھ سلوک کرنے کا موقعہ نہیں ہوتا اور بخل انھیں ایک پیسہ بھی کسی کو دینے کی اجازت نہیں دیتا اس لئے انھیں بھی دردمندی کی عادت نہیں ہوتی اور بیرحمی و شقاوت ان کے قلوب میں بھی جاگزیں ہو جاتی ہے۔

مغرب کی یہی ہوائیں ہندوستان پہنچ رہی ہیں اور یہاں کے امراء بھی غرباء اور نادار اعزہ کی ضرورتمندیوں سے غافل ہوتے چلے جا رہے ہیں یہ اسی کا ثمرہ ہے کہ جہاں پہلے امراء غریبوں کی مصیبت میں شریک رہتے ان کی ضرورتیں پوری کرتے اور ان کے دکھ درد کے شریک رہتے تھے امیر خاندانوں کی بیویاں اپنے محلہ کی غریب عورتوں اور بیواؤں کا خیال رکھتیں اور عسرت زدہ ماؤں کی بیٹیوں کی شادی پر چپکے سے سو پچاس نکال کر دیدیتی تھیں وہاں اب یہ حالت ہے کہ امیر و غریب دونوں دو اجنبی قوموں کی صورت اختیار کر چکے ہیں ایک کو دوسرے سے کوئی تعلق نہیں رہا امیروں میں جذبہ رحم سے کام نہ لینے کے باعث بیرحمی، سرد مہری، شقاوت اور سنگدلی بڑھ گئی ہے انھیں کسی غریب سے کوئی سروکار نہیں رہا دیر دیوار کوئی غریب مر جائے کوئی رات دن تڑپ تڑپ کر فاقوں سے ایڑیاں رگڑ رہا ہے لیکن انہیں خیال ہی نہیں ہوتا غریب لوگ بھی انھیں اپنے سے ایک علیحدہ ہستی خیال کرتے اور ان سے بالکل جدا رہتے ہیں کسی ظاہری رعب کے ڈرتا اور دبتا ہے لیکن جو اثر غریبوں پر پہلے امیروں کا ہوتا تھا وہ اب کہیں دکھائی نہیں دیتا نہ وہ ہمدردی ہے اور نہ درد اور ہو بھی کیوں۔

جب باہم تعلق ہی نہیں رہا رشتے ہی ٹوٹ چکے ملنا جلنا ہی نہیں رہا تو اب ہمدردی کا ذکر کیا! اس بیرحمی اور سنگدلی نے نظام عالم کی بنیادیں ہلا کر رکھدی ہیں اور دونوں اپنی اپنی جگہ تبدیلی کی وجہ سے تکلیفیں اٹھا رہے ہیں نہ ضرورت کے وقت امیر کو غریب رشتہ داروں کے ہاتھ پاؤں کی امداد ملتی ہے اور نہ غریبوں کو ان سے روپیہ پیسہ کا کوئی سہارا ہے مادیت کا دور ہے الحاد کی ہوائیں چل رہی ہیں اور ایک کے خلاف ایک اپنے دانت تیز کر رہا ہے اور شرف انسانیت کا گلشن پڑا اجڑ رہا ہے غریب امیروں کے خلاف منظم ہو رہے ہیں اور دولت کی مساوی تقسیم اور بالشویزم کی تحریک زور پکڑتی چلی جا رہی ہے اور یہ کچھ ہونا چاہیئے آخر دولت اس لئے تو نہیں ہے کہ وہ چند امیروں کے خزانوں میں مقفل ہو کر رہ جائے چار آدمی کروڑوں کے مالک ہوں اور عیاشیوں میں لاکھوں روپیہ اڑائیں اور لاکھوں آدمی دو ٹکڑوں کو ترستے رہیں اسلام نے ہرگز ایسا نہیں کیا اس نے فطرت انسانی

کو سمجھا اور اس قسم کے جھگڑوں کے سدباب کے لئے ایسے قواعد وضوابط مرتب کئے کہ امراء کی دولت مستحقین میں تقسیم ہوتی رہے اور کسی کو کسی کے خلاف شکایت کا موقع نہ ملے۔ اسلام انسانی آسائش قومی امن ملکی مقتضیات اور انسانیت کے شرف کا لحاظ برابر رکھتا چلا گیا ہے وہ چاہتا ہے کہ انسان امن وامان کے ساتھ زندگی بسر کرے سب مل جل کر رہیں ایک دوسرے کی امداد کرتا رہے اور جو جس کی استطاعت میں ہو وہ کرے وہ اولین مستحق امداد اسی کو قرار دیتا ہے جو قرن کے رشتہ کی رو سے اس کا سب سے قریبی رشتہ دار ہے اور جس کی فارغ البالی سے اسے ہی فائدہ پہنچ سکتا ہے ہر موقعہ اور ہر حکم میں آپ کو انسانی اور قومی مصلحتیں جلوہ فرما نظر آئیں گی اس نے اس بات کو کبھی گوارا نہیں کیا کہ انسان انسان ہو کر اپنے مصیبت زدہ اور ضرورتمند عزیزوں کی امداد سے محروم ہو جائے اور یہ تو "ہل جزاء الاحسان الا الاحسان" کا معاملہ ہے کوئی کسی طرح امداد کرتا ہے اور کوئی کسی طرح۔

یہ بھی محض اتفاق ہے کہ آج ایک انسان مالدار ہے اور دوسروں کی مالی امداد کی ذمہ داریاں اس پر عائد ہو رہی ہیں بخلاف ازیں یہ غریب اور دوسرا مالدار ہوتا تو اس پر بھی یہی ذمہ داریاں عائد ہوتیں اسلام نے دولت کو بیکار رکھنے کے لئے نہیں عطا کیا اور صاف طور پر حکم دیا کہ اسے مستحقین پر خرچ کرو خود بھی کھاؤ اور دوسروں کو بھی کھلاؤ اپنی جائز ضرورتوں پر ضرور روپیہ خرچ کرو عیش کرو آرام کرو مگر جو کچھ بھی کرو وہ نمود ونمائش اور فخر وتکبر کے لئے نہ ہو بلکہ ذاتی آرام وآسائش کے لئے ہو جو انسان صرف اپنی ہی ضروریات کا خیال رکھے اور اپنی دولت سے کسی کو فائدہ نہ پہنچائے اس کے لئے سخت وعید آئی ہے۔ یورپ میں سرمایہ پرستی اور دنیا میں موجودہ ناداروں کے خلاف جو جذبہ پیدا ہو رہا ہے اس کا سبب یہی ہے کہ لوگ دیکھتے ہیں کہ ہم تو شبانہ روز محنت کر کے بھی فراغت واطمینان کی زندگی بسر کرنے سے محروم ہیں لیکن یہ سرمایہ دار ہیں کہ دن بھر پڑے اینڈتے رہتے ہیں اور ضرورت سے زیادہ روپیہ لئے بیٹھے ہیں جو نہ ان کے کام آتا ہے نہ دوسروں کے اگر اسلامی احکام کے مطابق زکوٰۃ صدقات اور صدقات کے نفاذ کے ذریعہ یہ روپیہ اپنے خزانوں سے نکلتا اور غرباء کو تقسیم ہوتا رہتا تو کبھی ان کے قلوب میں ان کے خلاف جذبہ غضب پیدا نہ ہوتا بلکہ الٹی ممنونیت کی نگاہیں ان کی طرف اٹھتیں۔

لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون کا بھی یہی مدعا ہے نماز روزے سے خدائے قدوس کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا اس سے مقصد محض یہ ہے کہ انسان کے دل ودماغ کی تربیت ہوتی رہے وہ اپنے خالق اکبر کی تسبیح وتہلیل سے اپنے نفس کو پاک کرے اس کا شکریہ ادا کرے اور اس کے سامنے سجدے میں گرے اس طرح اس کے دل میں کسی برتر واعلیٰ ہستی کی بازپرس کا خیال راسخ رہے گا اور اس خوف سے وہ خود بھی صراط مستقیم سے نہ ہٹ سکے گا اور دوسروں کی مصیبتوں کا بھی خیال رکھے گا اور اس طرح سب کو فائدہ پہنچتا رہے گا بعض لوگ صرف صوم وصلوٰۃ ہی کو بہت بڑا اور واحد نیک کام تصور کر کے بیٹھ جاتے ہیں لیکن خدائے قدوس انھیں بتاتا اور ان پر واضح کرتا ہے کہ تم اس وقت تک نیک نہیں ہو سکتے جب تک اپنی محبوبات کو خدا کی راہ میں نہ صرف کرو روپیہ کلید عیش ہے اس لئے انسان کو اس سے محبت ہوتی ہے اور اسی کے خرچ پر نیکی کی تکمیل منحصر ہوتی ہے۔

صوم وصلوٰۃ کی پابندی میں ہاتھ سے کوئی چیز نہیں جاتی لیکن محنت کی کمائی خرچ کرتے سب کو دکھ ہوتا ہے اسی لئے حکم ہے کہ روپیہ خرچ کرو اور اسے سب سے بڑی نیکی سمجھو کیونکہ اس سے دوسروں کے مصائب دنیا بھی دور ہوں گے تمہارے اندر انسانیت کا جذبہ بھی ترقی کرے گا اور جب خدا کی خوشنودی کے لئے تم اسے خرچ کرو گے اس کی عظمت بھی تمہارے قلب میں راسخ ہو گی نیز دنیا وآخرت کی نعماء تمہارے حصہ میں آئیں گی۔ قرآن کریم میں متعدد جگہ روپیہ اور دولت کے خیرات کرنے کا حکم موجود ہے اور ہر جگہ یہ تصریح موجود ہے کہ پہلے اپنے رشتہ داروں کو دو کہ رشتہ داروں کے دینے سے تمھیں بھی فائدہ پہنچے گا اور تم سمجھو گے کہ تمہارا مال تمہارے گھر ہی میں رہا تمہارے عزیزوں ہی کو ملا ان کے بعد دوسروں کے دینے کا حکم آیا ہے۔ وآت ذی القربی حقہ والمسکین وابن السبیل ولا تبذر تبذیرا (اے پیغمبر رشتہ داروں غریبوں اور مسافروں کو ان کا حق پہنچاتے رہو اور دولت کو بیجا خرچ نہ کرو)۔

ایک اور جگہ حکم ہے وآت ذی القربی حقہ والمسکین وابن السبیل ذلک خیر للذین یریدون وجہ اللہ واولئک ہم المفلحون (اے پیغمبر اپنے رشتہ داروں کو ان کا حق دیتے رہو اور محتاج اور غریبوں کو بھی جو لوگ خدا کی خوشنودی اور رضا جوئی کے آرزومند ہیں ان کے لئے یہی بہتر ہے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں)

ان آیات میں تخاطب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی طرف ضرور ہے لیکن تخصیص نہیں جس کے ثبوت میں وہ آیات بینات موجود ہیں جو ہم ابتدائے باب میں پیش کر چکے ہیں ان آخری آیات سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ امیروں کے مال میں غریبوں کا حق معلوم ہے دوسرے یہ کہ خیرات اور نیک کاموں میں بھی بیجا خرچ نہ کرنے کا حکم ہے یعنی اتنا ہی دو جتنی کہ استطاعت ہو بعض لوگ خدا پرستی کے جذبے میں اتنے سرشار ہو جاتے ہیں کہ وہ گھربار تک اللہ کی راہ میں لٹا بیٹھتے ہیں یہ درجہ عشق ہے اور یہ لوگ خدائے قدوس کے عاشق ہیں ان کا یہ جذبہ ہر طرح قابل تعریف ہے لیکن خدا چاہتا ہے کہ تم بھی آرام کرو اور دوسروں کی مصیبتیں بھی رفع ہوتی رہیں اس لئے منشا یہ ہے کہ دینے میں جہاں تک ہو سکے استطاعت کا خیال رکھو۔

انسانیت کا تقاضا یہی ہے کہ اس کے مال میں کم از کم بیشتر حصہ موصوف اتنا ہی پیٹ بھرنا اور اپنی ہی ضروریات کی نگہداشت کرنا تو جانوروں کو بھی آتا ہے کمال نیکی یہی ہے کہ انسان خود بھی کھائے اور دوسروں کو بھی کھلائے آپ بھی آرام سے رہے اور اپنے ابنائے جنس کے آرام کا بھی خیال رکھے پھر اس انفاق واصراف کو خوشنودی معبود کا خاص ذریعہ اور حصول فلاح کا خاص طریقہ بتایا جب ہم اس کے بندوں اور مجبوروں اور معذوروں کا خیال رکھیں گے تو ضرور وہ خوش ہو گا اور اس کا ثواب بھی ہمیں لازماً ملے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی رشتہ داروں اور اعزا واقربا کے ساتھ سلوک کرنے کی بہیم اور تواتر کے ساتھ ہدایت فرمائی ہے چنانچہ بخاری ومسلم میں ایک حدیث ہے عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احب ان یبسط الرزق وینسأ لہ فی اثرہ فلیصل رحمہ (حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ خدائے قدوس اس کی روزی اور اس کی عمر میں برکت وترقی عطا کرے تو اسے لازم ہے کہ وہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرتا رہے۔

حضرت عیاض بن حمار سے یہ حدیث مروی ہے اہل الجنۃ ثلثۃ ذو سلطان مقسط متصدق موفق ورجل رحیم رفیق القلب لکل ذی قربی ومسلم وعفیف متعفف ذو عیال (جنتی تین قسم کے ہوں گے

عمل پر ور بادشاہ لوگوں کے ساتھ احسان نیکی اور بھلائی کرنے والے دوسرے نرم دل اور مہربان آدمی جو ہر رشتہ دار اور ہر مسلمان کے ساتھ خلق وکرم سے پیش آتے ہوں، تیسرے وہ بال بچوں والا آدمی جو حرام سے بچتا ہو اور اپنے اظہار فقر سے شرم کرتا ہو۔

اس سے بھی زیادہ زور اور شدت ملاحظہ ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ صاف طور پر فرما دیا کہ لا یدخل الجنة قاطع رحم (جو شخص قرابت داروں سے تعلق ترک کرے وہ جنت میں داخل نہ ہوگا) ان احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اسلام نے اپنے قرابتداروں رشتہ داروں اور کنبہ والوں کے ساتھ حسن سلوک کی شدت کے ساتھ تلقین کی ہے اور کتنا زور دیا ہے اسی کو فلاح دارین اسی کو خوشنودی رب قدیر اور اسی کو روزی اور عمر میں برکت وترقی کا ذریعہ بتایا ہے اور یہ بات عقلاً بھی درست معلوم ہوتی ہے جب ہم عزیزوں اور غریبوں کا خیال رکھتے ہیں تو ہمارا خیال بھی ضرور رکھا جائے گا۔ ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ ہم دنیا میں جن کے ساتھ بھلائی کرتے ہیں وہ ہماری بھی خواہی کے لئے ہر وقت آمادہ رہتے ہیں۔ غدر کی مصیبت میں حکومت کا ساتھ جن لوگوں نے دیا حکومت کی طرف سے انھیں بڑی بڑی جاگیریں عطا ہوئیں جب دنیوی بادشاہوں کا یہ اصول عمل ہے تو وہ دین و دنیا کا شہنشاہ ہمارے ساتھ جتنا بھی کرم کرے اور جس طرح بھی ہمیں نوازے مختار ہے وہ بدلہ دیگا اور ضرور دیگا۔

بعض خدا ناترس اور خدا ناشناس کہہ دیا کرتے ہیں کہ دولت ہماری ہے روپیہ ہمارا ہے ہمیں اختیار ہے کہ ہم اسے جس طرح چاہیں خرچ کریں۔ اور جہاں چاہیں لٹائیں لیکن اگر انسان بالکل بے لگام ہو جائے اور ہر معاملہ میں اور ہر معاملہ میں اسی کی منشا کے مطابق عمل ہونے لگے تو دنیا کا سارا نظام درہم برہم ہو کر رہ جائے اور نیکی و بدی میں کوئی امتیاز ہی قائم نہ رہے۔ لواطت۔ زنا۔ خودکشی۔ عیاشی ہر چیز جائز ہو جائے وہ کہے کہ صاحب آپ کون ہیں میرا گھر ہے میں تو بیٹھ کر شراب بناتا ہوں۔ میری اولاد آپ روکنے والے ہوتے کون ہیں میں تو اس کے گلے پر چھری پھیرتا ہوں۔ میری بیوی ہے میں تو اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ڈالتا ہوں میرا جسم ہے مجھے اختیار ہے میں تو برہنہ پھرتا ہوں۔ میری زبان ہے میں تو کھڑے ہو کر ہزار گالیاں روزانہ دیتا رہوں گا۔ میرا گھر ہے میں تو اس میں آگ لگائے دیتا ہوں غالباً اس کے ان دلائل کو کوئی بھی تسلیم نہ کریگا اور خودکشی یا اپنے بچہ کو آپ قتل کر ڈالنے کی سعی کے جرم میں فوراً اس کے ہاتھ میں ہتھکڑیاں ڈال دی جائینگی وہاں "میری اچھی جان" "میرے اپنے بچہ کا عذر" مسموع نہ ہوگا ورنہ تو کہنا پڑ جائے گا کہ جب ہر انسان آپ ہی اپنی مرضی کا مالک بن بیٹھا پھر ہماری حکمرانی کی ضرورت ہی کیا رہی قومیں۔ قومیں اس طرح فنا ہو کر ختم ہو جائینگی اور دنیا میں ایک طوفان برپا ہو جائے گا جب تک تم راہ راست پر ہو جب تک خود تمہاری مرضی کو بھی کچھ دخل ہے اور جب تم اس راہ سے ہٹے اور سارے قانون کی زد میں آئے تو سیدھے سیدھے بڑے گھر بھیج دئیے جاؤ گے۔

اسی طرح دین اور دنیا دونوں کا بادشاہ ہو وہ تمہارے لئے آئین بناتا ہے اگر تم ان آئین کی خلاف ورزی کرو گے تو ضرور سزا پاؤ گے اسی طرح جس طرح کہ دنیا میں تمہیں تمہاری غلطیوں پر سزا دی جاتی ہیں جس طرح دنیا میں افراد کی جان اور افراد کا مال درحقیقت ملکیت ہے قوم کی اور قوم کے حکمران افراد کے قوانین کی پابندی اس پر لازم ہے اسی طرح ہماری جان اور ہمارے مال کا مالک حقیقی جب خدائے واحد و خلاق ہے

اس کے قوانین واحکام کی پابندی ہم پر لازم ہے ملک میں قحط پڑتا ہے یا سیلاب کے مصائب نازل ہوتے ہیں یا جنگ کے شعلے بھڑک اٹھتے ہیں تو بادشاہ وقت اپنی رعایا کے مالداروں اور جوانوں کو امداد کے لئے مجبور کرتا ہے اور سب کو روپیہ اور جان سے سلطنت وملک کی خدمت کرنی اور بلا عذر کرنی ہی پڑتی ہے اس وقت یہ عذر کام نہیں دیا کرتا کہ آپ ہیں کون ہماری دولت ہے ہم نہیں دیتے ہماری اپنی جان ہے ہم اسے ضائع کرنے پر آمادہ نہیں آپ آمادہ ہوں یا نہ ہوں لیکن آپ کو سلطنت کی مرضی کے آگے سر جھکانا ہی پڑے گا۔

بھی اور بالکل یہی صورت خدائے قدیر وتوانا کی ہے وہ ہمارا اور ہماری ہر چیز کا مالک ہے اگر وہ حکم دیتا ہے کہ تم رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرو میرے غریب بندوں کی دستگیری کرو اور مصیبت زدوں کی امداد کرتے رہو تو پھر تمہیں انکار واعتراض اور چہ میگوئی کا کوئی حق حاصل نہیں اور اگر کرو گے تو خود خسارے میں ہی رہو گے اور اس گستاخی وانکار کی سزا بھی پاؤ گے آخر انسان ہے جب یہ دیگر امور میں دوسروں کی امداد کا محتاج ہے تو یہ کیوں دوسروں کی امداد نہ کرے اور ان کے کام نہ آئے جب ہمارے پاس ہماری ضرورت سے زیادہ دولت موجود ہے تو اسے خزانوں میں بند رکھنا اور بیجا عیش پر خرچ کرنا ایک قومی جرم ہے ہم آج ایک لاکھ روپیہ قمار بازی کی نذر کر دیتے ہیں۔ بادی النظر میں تو یہ ہمارا روپیہ تھا ہم نے اڑا دیا اور کسی کو اس پر معترض ہونے کی ضرورت نہیں لیکن کیا اس سے قومی دولت کو نقصان نہ پہنچا اگر یہی روپیہ تعلیم پر خرچ ہوتا تو قوم کو کتنا فائدہ پہنچتا۔ ہماری دولت کا بہترین مصرف یہی ہے کہ وہ ہمارے کام آئے اور ہم اپنے بعد اسے اپنے رشتہ داروں پر خرچ کریں اگر اسلامی احکام کی اتباع میں ہر شخص اپنے محتاج اور معذور رشتہ داروں کی امداد کو اپنا شعار عمل بنا لے تو قوم وحکومت لاکھوں یتیموں اور محتاجوں کی پرورش کے بار سے نجات حاصل کر سکتی ہے اور انتظام میں بھی سہولت پیدا ہو سکتی ہے قوم میں سکون اور اطمینان کے جذبات بھی ترقی پذیر ہو سکتے ہیں اسلام بحالت صحت وفراغت کسی کی دستگیری کی حمایت نہیں کرتا اور وہ یہ کہتا ہے کہ ہٹے کٹے اور کمانے کے قابل لوگوں کو دیکر انھیں سست اور نکما بنایا جائے البتہ وہ ضرور اس کی تاکید کرتا ہے اور شدت کے ساتھ کرتا ہے کہ اپنے محتاجوں اور غریب رشتہ داروں کی جائز ضروریات کو ضرور پیش نظر رکھو اور انھیں بھوکا نہ سونے دو۔

اسلام کی تمام تعلیم بنی نوع انسان کے مفاد اور انسانیت کی اعلیٰ تمناؤں پر مبنی ہے غریبوں مصیبت زدوں، دردمندوں، محتاجوں، یتیموں اور غریب عزیزوں کی امداد واعانت کی جیسی عملی اور اصولی تعلیم اسلام میں دی گئی ہے ایسی کسی مذہب میں نہیں ملیگی عزیزوں اور قرابتداروں کے سلوک پر بھی بے انتہا زور دیا گیا ہے ایک حدیث قدسی کا مضمون ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا نام اللہ ہے میرا نام رحمٰن ہے میں نے رحم کو اپنے نام سے مشتق کیا ہے جو اسے ملائیگا میں اسے ملاؤں گا اور جو اسے قطع کریگا میں اسے قطع کروں گا۔ طبرانی میں ہے کہ جن لوگوں میں کوئی شخص قاطع رحم موجود ہے وہاں رحمت کے فرشتے کا گذر نہیں ہوتا اور دیکھئے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں کوئی گناہ ایسا نہیں جس کی سزا دنیا اور آخرت میں جلد ارجلد دی جائے البتہ سرکشی اور قطع رحم کی سزا دونوں جگہ جلد از جلد ملتی ہے۔ اسی طرح ایک دوسری حدیث میں ہے کہ نیکی اور صلہ رحمی کا ثواب بہت جلد عنایت کیا جاتا ہے اور سرکشی اور قطع رحمی کی سزا بھی بہت جلد ملتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ دونوں باتیں ایسی ہیں کہ اگر احکام اسلام کا اتباع کیا جائے تو ثواب بھی

عطا ازجانب عطا ہوتا ہے اور دنیا میں بھی اس کا بدلہ مل جاتا ہے اور اگر ان سے اعراض کیا جائے تو سزا بھی دنیا ہی میں مل جاتی ہے اور اسلام کی مقابلہ دوسرے مذاہب کی تعلیم سے کر کے دیکھو تو آپ پر عیاں ہو

علم اور دین کی معرکہ آرائی

(نوشتہ علامہ سید نذیر الحق صاحب قادری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

باوجود ایجاد و اختراع کے یورپ عارف باللہ کیوں نہیں

یہاں تک جو کچھ لکھا جا چکا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مذہب و سائنس ایک ہی چیز ہے اور یہ کہ سائنس یا فلسفہ معرفت الٰہی کا ذریعہ نہیں مگر یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ بات ہے تو یورپ کے ملحد اور دہریئے کیوں خدا کی ہستی کے منکر اور ننگ انسانیت ہیں اگرچہ میں سوال پر شروع ہی سے روشنی ڈالتا اور جواب دیتا چلا آیا ہوں اس لئے علیحدہ اس عنوان کی ضرورت نہ تھی لیکن میں اس عنوان کے ماتحت مزید اہتمام کے ساتھ ایک بدیہی نقص دکھانا چاہتا ہوں جس سے مسلمانوں کو بھی ایک اعلیٰ سبق ملتا ہے اس لئے اس عنوان کی ضرورت پیش آئی وھو ہذا۔

انسان کی تکوین میں قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ نے دو متناقض قوتیں شامل کئے ہیں عقل اور نفس عقل کا کام ہر بھلی بری چیز کی برائی بھلائی دریافت کرنا ہے جو حواس خمسہ سے معلوم نہیں ہو سکتی اس کا محل قلب اور بعض محققین کے نزدیک دماغ ہے۔ نفس کا کام خواہش اور ان چیزوں کی لذت حاصل کرنا ہے جس سے زندگی قائم رہتی ہے جیسے کھانا پینا اور اس کا محل جگر ہے ایک تیسری چیز جو اصل ہے جس کو قلب کہا جاتا ہے اس کا کام محبت کرنا۔ دشمنی کرنا اور ارادہ کرنا ہے ان تینوں کے کام بدون ایک دوسرے کے پورے نہیں ہوتے جس کی عقل نفس پر غالب ہوا اس کے سب کام درست ہوتے ہیں جس کا نفس غالب ہوا اس کے سب کام بگڑ جاتے ہیں اور جس کا قلب ان دونوں پر غالب ہوا تو اگر خیر کی طرف جھکا تو سبحان اللہ کیا کہنا دین و دنیا دونوں کی کامیابیوں اور فائز المرامیوں سے شاد کام ہوا اور اگر کہیں شر کی طرف جھک پڑا تو آخرت کی تمام سعادتیں گئیں غرض قلب کی بھلائی اور برائی عقل و نفس کے سبب ہوتی ہے اس لئے قلب کی حفاظت سعادت مند انسان کا سب سے پہلا اور اہم فرض ہے۔

اگر انسان عقل و نفس دونوں کو آزاد چھوڑ دے تو یہ اس کی تباہی کا باعث ہوگا اسی طرح ان دونوں کا مقید کر دینا بھی اُسے برباد کر دیگا اگر عقل کو آزاد چھوڑ دیا جائے اور نفس پر مذہب کی پابندیاں عائد کر دی جائیں تو اس سے کمال انسانیت کا ظہور ہوتا ہے لیکن جب ان دونوں کو آزاد کر دیا جائے تو دونوں کی تصادم انسانی زندگی کو حیوانی اور شہوانی کشمکش کی رزمگاہ بنا دیتا ہے نفس عقل پر ساکر انسانیت کے شرف و امتیاز کو خاک میں ملا دیتا ہے اور انسان سراسر حیوانوں کی طرح نفس کا محکوم ہو جاتا ہے۔ انسانی لذت و سرور میں منہمک ہو کر اپنی عاقبت کو برباد کر لیتا ہے۔

اسلام نفس کو ایک حد کے اندر مقید کرتا ہے اور عقل کو آزاد رکھکر اس کے نشو و نما کی حمایت کرتا ہے اور بتلاتا ہے کہ نفس انسانی تخمیر میں اس لئے شامل کیا گیا ہے کہ انسان کے لئے جوش نشاط ہو اور عقل اس لئے ودیعت کی گئی ہے کہ اسے نفسانیت کے اندر ہے لغزش اور کیف نشاط کی شورش و حرکات سے بچائے گویا عقل نفس کا محافظ ہے عقل کی نفس پر نگرانی اور حفاظت کی حیثیت ایک غیر مسلح رہنما ہادی کی ہے جب نفس سرکش عقل کی بغاوت پر آمادہ ہو جاتا ہے تو عقل اس کے راستے سے الگ ہٹ جاتی ہے۔ یورپ نے عقل و نفس دونوں کو آزاد چھوڑ دیا ہے اس لئے انکی قوت فکریہ ترقی معکوس کر رہی ہے اور اس کی "تفکیر" پر وہ نتیجہ مرتب نہیں ہوتا جو ایک مومن متفکر کو ہونا چاہئے یہی وجہ ہے کہ مغربی تمدن قوموں کی زندگی کے ساتھ موت لئے ہوئے ہے اور اس کی "سمیت" سے انسانیت کے اعضا مسموم ہو رہے ہیں۔

عقل اور نفس کے تصادم کے نتائج

مغربی تمدن حاضرہ نے چونکہ عقل و نفس دونوں کو آزاد چھوڑ دیا ہے اس لئے مغرب کی سرزمین پر مذہب اور اخلاق دونوں کا قتل عام ہو رہا ہے مغرب کی طرف سے جہاں عقل کی بدولت مفید ایجادات و انکشافات کی مدنیت نواز رو چلی آ رہی ہے وہاں ساتھ ہی آزاد نفس کے عالم آشوب دہانے سے حیوانیت و شہوانیت کا وہ ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر بھی چلا آ رہا ہے جس کی موجیں قصر اخلاق کی بنیادیں ہلا رہی ہیں اور جس میں امن عالم کا دیوتا ڈبکیاں کھا رہا ہے روح مذہب و اخلاق دنیا کو صحیح معنوں میں دار عمل بنا دینے پر مصر ہے مگر آزاد نفس اُسے ایک ایسے عشرتکدہ میں تبدیل کر رہا ہے جس میں نفس کا عریاں رقص ہر متنفس کو دعوت طرب دے رہا ہے۔

موجودہ مدنیت کے عالم افروز حسنات جہاں جہل و اوہام کی تاریکی دنیا سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر دور کر رہی ہے وہاں اس کی ظلمت آمیز روشنی کے ساتھ ساتھ اس کے سیئات بھی انسانیت کا نشہ کالا کر رہے ہیں اگر موجودہ اخلاق سوز تمدن اسی سرعت کے ساتھ ترقی کرتا رہا اور دنیا کی قومیں اندھا دھند اس کا خیر مقدم کرتی رہیں تو غالباً ایک صدی کے بعد دنیا میں ایک بھی ایسا حیوان ناطق دستیاب نہ ہوگا کہ اسکو صحیح معنوں میں انسان کہا جا سکے۔

مغربی تمدن کی تباہ کاریاں

جن سحر خوردہ مسلمانوں کی آنکھیں موجودہ تہذیب و تمدن کی ظاہری چمک دمک اور ٹیپ ٹاپ سے نور بصارت و بصیرت کھو چکی ہیں جو دن رات انگریزی طرز معاشرت کے گیت گایا کرتے ہیں اور اس کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان رہتے ہیں اور جو یورپ کے آتشدانوں سے نکلی ہوئی ناری روشنی کے سامنے یثرب کی قلوب و ارواح کو منور کرنے والی نوری روشنی کو ہیچ سمجھتے ہیں ان کو یہ عنوان ذرا آنکھیں کھول کر پڑھنا چاہیئے۔

نفس نے جو عقل پر ادھار کیا ہے اس سے دنیا چیخ اٹھی ہے انسانیت مرغ بسمل کی طرح تڑپ رہی ہے مغربی تمدن نے دنیا کو شر و فساد سے بھر کر ایک جہنم کدہ بنا دیا ہے مفاسد و فواحش کا مادہ طبیعتوں میں کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے بیہودہ اسلحہ کی ایجاد نے دلوں سے نیکی اور رحم کی جڑیں کاٹ دی ہیں یورپ کا تمدن زرد مریض

فرطِ انبساط اور سرور و نشاط سے اندھا ہو گیا ہے اور کیف و خودی نے اسے بہتر یا صفت انسان بنا دیا ہے اطراف عالم میں حسد، بغض، خود غرضی و خود نمائی، ظلم و ناانصافی اور فسق و فجور کے آتشین ذخائر میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے اور ایک انسان دوسرے انسان کے خون کا پیاسا بن رہا ہے یہ اس لئے کہ آزاد نفس عیش و عشرت کا اس قدر دلدادہ ہو گیا ہے کہ مدنی زندگی حد سے زیادہ گراں بار ہو گئی ہے اور ضروریات زندگی کے دفتر کو طویل اور عمر و عیار کی زنبیل بنا دیا ہے اگر ایک تمدن زدہ مریض کو تمام دنیا جہان کی دولت اور اسباب راحت مل جائے تو یہ بندۂ زر کبھی بس نہ کرے۔ تو چونکہ ضروریات زندگی میں اضافہ ہو گیا اور ہو رہا ہے اس لئے نفس کی تسکین اور ضروریات زندگی فراہم کرنے کے لئے تہذیب و تمدن کے پو جاریوں کو اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ رہا کہ ابنائے جنس کی آزادی سلب کر کے ان کی جائداد و املاک پر قبضہ کریں دنیا کی کمزور اور ضعیف قوموں کے پیدائشی حقوق غصب کر کے ان کی دولت اور ذرائع دولت پر ڈاکہ ڈالیں اور اپنی زندگی کے لئے درماندوں کو فنا کر دیں یا ان کو زندہ درگور رکھ کر ان پر عرصۂ حیات تنگ کر دیں مگر اپنا دہن آز اور شکم دوزخ بھر لیں لیکن پھر بھی "ہل من مزید" ہی کا نعرہ مارتے رہیں۔

تمدن جدید کی سب سے زیادہ خطرناک پیداوار عورت ہیں یعنی وہ مغرب کی عریاں عورتیں ہیں جنہوں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ مردوں کے جذبات رقیق کر کے ساری دنیا کو مخنث آبادہ بنا کر اور نسل انسانی کو فسق و فجور کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر میں غرق کر کے رہینگی۔

مغربی تمدن نے ہر بےحیائی کو ایک آرٹ بنا دیا ہے ہر برائی کو جائز اور مباح کر دیا ہے اور ہر بداخلاقی و بےشرمی کو تہذیب کا جزو قرار دیدیا ہے ہر تمدن زدہ مریض اپنی بقا اور تسکین نفس کے لئے دوسروں کے حقوق غصب کر لینے کو بہادری سمجھتا ہے۔ اپنا پیٹ بھرنے کے لئے دوسروں کی روزی چھیننے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا اور ہر طرف خانہ جنگی، غدر و بغاوت، قتل و غارت، دھوکہ فریب، چوری، ڈکیتی کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے یہ سب مغربی تمدن کے ہی برکات اور فیوض ہیں لطف یہ ہے کہ ہر بدترین اخلاقی جرم کے لئے ایک مہذب تمدنی نام تجویز کر لیا ہے یعنی نفس سرکش اصول اخلاق کی جڑیں کھوکھلی کر رہا ہے اور عقل ملمع کاری میں مصروف ہے۔

دنیا کی نعمتیں اور ساری دلچسپیاں چند سرمایہ دار افراد نے اپنے لئے مخصوص کر لی ہیں جو حریت و مساوات اور ہمدردی و دلنوازی کی چمک دار اور نظر فریب نقاب اپنے مکروہ چہرے پر ڈالے ہوئے دوسروں کے اسباب راحت پر ڈاکہ ڈال کر اپنے لئے سامان خوش عیشی جمع کرنے میں لگے ہوئے ہیں اور جہاں کوئی قوت اس امر میں مزاحم ہوتی ہے تو جھٹ اس کے سینہ میں اپنے تمدن کا چمکدار خنجر پیوست کر دیتے ہیں اور اس طرح اجتماعی زندگی فنا ہو رہی ہے۔

عقل و نفس کے ان ہولناک اثرات و نتائج اور مذہب و اخلاق کی تباہی و بربادی کا اقتضا تھا کہ موجودہ تمدن کی فلک بوس عمارتیں دھڑام سے زمین پر آ رہتیں اور معمورۂ عالم ٹکڑے ٹکڑے ہو کر کھنڈروں میں تبدیل ہو جاتا مگر چونکہ ابھی بختہ کار اور خیر و شر میں امتیاز کرنے والی عقل کا رشتہ ہے اور نفس کو پوری طرح اپنے اوپر غالب نہیں آنے دیا ہے اور تہذیب کی رقص گاہوں سے نکلنے والے سرمستانہ نغموں کے ساتھ ابھی اعماق قلب سے نکلنے والے مرثئے بھی سنائی دیتے ہیں

اس لئے قدرت قاہرہ جلیلہ نے معمورہ عالم کو فنا ہونے سے بچا رکھا ہے غرض پہلا سبب تو یورپ کی گمراہی اور بدبختی کا یہ ہے کہ اس نے عقل و نفس دونوں کو آزاد چھوڑ دیا ہے دوسرا سبب یہ ہے کہ اس نے دین سے دنیا کو علیحدہ سمجھ رکھا ہے اور مذہب کو سائنس کا دشمن سمجھ رکھا ہے اس لئے سائنس کے بڑھتے ہوئے اقتدار نے مذہب سے نفرت و دشمنی دلا کر اخلاق و روحانیت کا دشمن بنا دیا ہے اور یوں وہ عارف باللہ نہیں اب قرآنی علوم بھی ملاحظہ فرما لیجئے۔

قرآنی علوم

حسب تصریح قرآن مجید متاع زندگی اور سامان ترقی اسی دنیا میں ہے اور انسان کو کائنات کی مختلف چیزوں کو مسخر کرنا ہے اس لئے قرآن کریم نے ان تمام علوم پر بالاجمال روشنی ڈالی ہے جو انسان کی پیدائش کے مقصد کی تکمیل میں ممد و معاون ہو سکتے ہیں سو اس غرض کی تکمیل میں خلیفہ الٰہی بننے والی قوم کے لئے ضروری ہے کہ وہ پہلے علم انسان یعنی علم النفس سے واقفیت بہم پہنچائے کیونکہ جو قوم انسانی فطرت کی عالم نہیں بن سکتی وہ انسانوں پر حکومت بھی نہیں کر سکتی دوسری ضرورت علم طبعیات کی ہے تاکہ انسان اشیاء عالم کی ماہیتوں اور خاصیتوں سے واقفیت بہم پہنچا کر خدا کی عطا کردہ نعمتوں کا استعمال کر سکے اور متاع زندگی سے فیضیاب ہو۔

سلسلہ موجودات میں مواد کا اجمالی ذخیرہ

اس جسم و استخوان کی ہیکل کی تربیت و پرورش کے لئے خدائے قدوس کی حکمت بالغہ اور خالق القوی ذو القدر نے محض اپنے لطف کریم اور فضل عظیم سے انسان کے سامنے مواد کا اتنا عظیم الشان ذخیرہ پھیلا دیا ہے جس کی کوئی انتہا نہیں اس جسم کی بقا و صحت اور نشو و نما کے لئے ہر طرح کے سامان ہی ہمارے اردگرد پھیلا دیئے گئے ہیں اور اس فیاض ہستی نے اس دنیا میں انسان کی تمام ضرورتوں کا سامان وافر رکھ دیا ہے قرآن حکیم کا اعلان ہے وقدر فیھا اقواتھا سواءً للسائلین اور ہم نے زمین میں تمام ذخیرے نا پتول کر رکھ دیئے ہیں جو ہر ایک جستجو کرنے والے کے لئے برابر ہے یعنی جو ڈھونڈ ہوگا پائیگا اور جو دروازہ کھٹکھٹائیگا اس کے لئے کھولا جائیگا اسی کتاب میں کا ایک دوسری جگہ اعلان ہے ھو الذی جعل لکم الارض ذلولا فامشوا فی مناکبھا وکلوا من رزقہ اس نے تمہارے فائدہ کے لئے زمین کو تمہارے لئے بالکل رام کر دیا ہے پس اس کے کندھوں پر چلو پھرو اسی کی پیداوار کھاؤ لیکن قدرت نے ہم کو جو کچھ بھی دیا ہے محض مجمل طور پر باقی اس کی تشریح و تفصیل انسانی کوشش کے ساتھ وابستہ ہے۔

کون جانتا تھا کہ اسی زمین میں دودھ اور گھی کی نہریں بہ رہی ہیں اسی میں لڈو پیڑے اور بالوشاہی شکر پارے رسلے ملے ہیں اسی میں مرچ کی تلخی بھی ہے اور شکر کی شیرینی بھی اطلس و کمخواب اور دیبا و حریر کے تھان بھی اور تیلوں کے سرچشمے بھی ہیں اور مفرحات و مقویات بھی۔

لیکن انسان عقل و تدبیر ہوش و حواس اور ادراک و احساس کے آلات لیکر اسی زمین میں ڈوبا اور ان تمام چیزوں کو گرد و غبار سے چھان بین کر نکال لایا مگر انسان زمین کی ودیعت شدہ تمام پوشیدہ اور مستور نعمتوں اور ضرورتوں سے اس وقت مستفید ہو سکا جبکہ اس نے غور و فکر سے کام لیا اور اپنی ادراکی و تعقلی قوتوں کو اس کے اندر غرق کر دیا۔

بدبخت۔ کم عقل۔ کاہل اور نہ سوچنے والی قوموں کو اگر جسم کے ڈھانکنے کے لئے خاطر خواہ اور زرق برق لباس نہیں ملتا۔ پیٹ بھر کر کھانا نصیب نہیں ہوتا اور بیماری کی حالت میں دوا میسر نہیں آتی تو تقدیر اور قدرت کو الزام دینا سراسر نادانی اور عظیم غلطی ہے ان کو اپنی عملی قوتوں کی بیکاری فہم وادراک کی ناداری اور جمود ی طاقتوں پر رونا چاہیئے اپنی نااہلی پر ماتم کرنا چاہیئے اور اپنی عقل وشعور کو الزام دینا چاہیئے خزائن السموات والارض میں انسانی ضرورت کی کونسی چیز نہیں سب کچھ ہے اور قیامت تک نہ ختم ہونے والا لیکن اس خزانہ سے حاصل کرنے کے لئے جس سعی اور کوشش کی ضرورت ہے وہ اگر کسی میں نہ ہو تو یہ قصور تقدیر کا نہیں بلکہ خود بیوقوف اور جاہل وکاہل انسان کا ہے یہی مطلب ہے لیس للانسان الاماسعی کا جسکو قرآن آج سے تیرہ سو سال پہلے مسلمانوں کے ذہن نشین کر چکا تھا مگر آہ ان بدبختوں نے اس دین ودنیا کے رہبر اور دارین کی فائز المرامیوں کے دستور العمل کو ریشمین اور خوبصورت جزدانوں میں لپیٹ طاق نسیاں پر دہر دیا۔

جہاں فیاض قدرت نے زمین میں انسان کی ضرورت کی تمام چیزوں کو ناپ تول کر رکھدیا ہے وہاں ساتھ ہی ایسی قوتیں بھی ودیعت فرمادی ہیں جن کی رہنمائی سے انسان ان تمام چیزوں پر تسلط واقتدار حاصل کرسکتا ہے نیز ان تمام علوم کا بھی بالاجمال علم وفہم عطا فرمادیا ہے جو ہمارے اندر ادراکی اور عملی قوتوں کو ابھارتے ہیں ان علوم کو بالتفصیل بیان کرنے کی تو اس مختصر مضمون میں گنجائش نہیں مختصراً چند علوم بیان کئے جاتے ہیں۔

علم النفس

سے مراد یہ ہے کہ انسانی عادات وخصائل، واردات ذہنی، تصورات وخیالات اور جبلتوں کی حال معلوم کیا جائے بالفاظ دیگر علم النفس سے مراد انسانی فطرت کا علم اللہ پاک فرماتے ہیں فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا یعنی انسان ایک خاص فطرت کا حامل ہے انسانی جذبات وہیجانات اور فکر وعمل پر جبلت کی حکمرانی ہے ذہن کی ساری سرگرمیوں کا دارومدار جبلت پر ہے مشہور نفسیات داں پروفیسر میگڈوگل کے قول کے مطابق انسان اور حیوان میں جو جبلتیں پائی جاتی ہیں ان کو بارہ مجموعوں میں تقسیم کیا گیا ہے جو یہ ہیں۔ مدافعت۔ مزاحمت۔ اطاعت۔ ادعا۔ تحصیل۔ تعمیر حصول غذا۔ رفاقت جنس بچاؤ۔ تجسس اور انقباض ان پر قرآن پاک نے کافی روشنی ڈالی ہے فائدہ اس علم کا یہ ہے کہ انسان فطری اور معقول زندگی بسر کرکے دین ودنیوی فلاح اور سکھ چین حاصل کرے فطرت کا علم حاصل کرنے سے بیشمار دارین کی ترقیات کی راہیں کھلتی ہیں سو ہم دیکھتے ہیں کہ یہ کارخانہ عالم ایک قانون اور نظام کے ماتحت چل رہا ہے اس قانون اور نظام کو معلوم کرنا علم وبصیرت کا سب بڑا کمال ہے۔

آفتاب سے لیکر ایک ایک ذرہ تک تمام ذرات عالم ایک قانون کے مطابق چل رہے ہیں اور ایک ہی راہ عمل رکھتے ہیں ہر ذرہ کی طبیعت کے اندر موجود حقیقی نے ایک اصول کو ودیعت فرمایا ہے اور وہ اصول اصول اطاعت ہے جس کو موجودہ فلسفہ کی زبان میں "لا آف یونیفورمٹی آف نیچر" کہتے ہیں اسی کے مطابق کتاب مبین کا ارشاد ہے افغیر دین اللہ یبغون ولہ اسلم من فی السموات والارض طوعا وکرھا والیہ ترجعون۔

"کیا انسان خدا کے قائم کردہ اصولوں سے الگ ہوکر جو فطرت اور نیچر کے اندر پائے جاتے ہیں جن کا مجموعہ تمام کائنات کا حقیقی راہ عمل یا فطرت ہے کسی اور اصول کی پیروی کرسکتا ہے حالانکہ جو کچھ بھی آسمانوں اور زمینوں میں ہے وہ فطری حیثیت سے اللہ ہی کی اطاعت کرتا ہے اور بالآخر سب کا رخ اپنے اللہ ہی کی طرف ہونیوالا ہے"۔

یہ آیت کریمہ اس حقیقت پر روشنی ڈالتی ہے کہ اسلام ہی آفتاب سے لیکر ایک ایک ذرہ تک تمام ذرات عالم کی حقیقی راہ عمل اور فطرت ہے اسلام کا نام ہی دین فطرت ہے کائنات کا ہر ذرہ اسی قانون اطاعت کے ماتحت ہے فطرت کا ہر وجود اسی قانون کے سامنے سر نیاز خم کئے ہوئے ہیں اگر ذرات عالم اس قانون سے گریز کریں تو عالم کا شیرازہ بکھر جائے غرض جمیع موجودات کے اندر یہی قانون جاری وساری ہے۔

یہ قانون اطاعت بتلانے کے بعد انسان کے پیدا ہونے کی یہ غرض بتلائی ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنی ہم نے جنوں اور انسانوں کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے یعنی اس دار عمل دنیا میں فوز وکامرانی اسی کے حصہ میں آئیگی جو فطرت صحیحہ کے مطابق زندگی بسر کرے گا اور عبدیت کے دائرہ سے باہر نہ نکلے گا۔

انسان کی قوتوں اور عادات وخصائل کے متعلق فرمایا لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم رددنہ اسفل سافلین ہم نے آدمی کو ایک اچھی ترکیب اور اعلیٰ قوٰی کے ساتھ پیدا کیا اور پھر سب سے نچلے درجہ میں ہم نے اس کو لوٹا دیا یعنی خالق القوی والقدر نے انسان کو اچھی ترکیب کے ساتھ پیدا کیا ہے اس کو کائنات کی ہر چیز سے مستفید ہونے کا مادہ اور صلاحیت دیگئی ہے لیکن ساتھ ہی ایک ایسا مواد بھی انسانی فطرت میں ہے کہ اس کو اشرف المخلوقات اور "احسن تقویم" کے اعلیٰ درجہ سے گر کر تنزل وتسفل کی انتہائی گہرائیوں میں جا گرتا ہے انسان کا بغور مطالعہ کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ انسانی افراد میں ایک ایسا مادہ مشترک طور پر موجود ہے جس کے بننے بگڑنے پر انسان کے کمال اور زوال کا انحصار ہے اور وہ مادہ "جوہر عقل" ہے

اگر انسان نے اپنے اعمال وافعال کو عقل وفطرت کی روشنی میں اخلاق فاضلہ کا لباس پہنایا تو انسان آسمانوں کی اور ملائکہ کے تقرب سے بھی آگے بڑھ جاتا ہے اور اگر علم وبصیرت اور عقل وفکر کی آنکھیں بند کرکے نفس کا غلام بنجاتا ہے اور افعال رذیلہ اختیار کرلیتا ہے تو وہی اشرف المخلوق انسان تسفل ودنائت کے سب سے نچلے درجہ میں جا گرتا ہے۔

جوہر عقل کی وجہ سے انسان پر مسئولیت کا بار رکھا گیا ہے اس کو جمیع مخلوقات پر شرف بخشا ہے وہ اپنے خدا کے سامنے جوابدہ ہے اور اپنے فائدہ ونقصان کو سمجھتا ہے جسم وروح کے تعلق کی نسبت جو علم النفس کا ایک عجیب اور اہم مسئلہ ہے قرآن مجید نے بہترین مواد جمع کردیا ہے اور پہلے اگلا اسلامی تعلیم کے جوہر کھلے ہیں روح کی ماہیت کے متعلق جو لطیف خدائی راز ہے اس کے متعلق نہ قرآن پاک نے بتلایا اور نہ ہی قیامت تک دنیا کے عقلا اور فلاسفر اس کی ماہیت معلوم کرسکیں گے البتہ ارباب علم وفن وما اوتیتم من العلم الا قلیلا کے دائرہ کے اندر ضرور ہاتھ پیر مارتے رہیں گے۔

اگر اسلام دنیا میں آکر علمی دنیا میں "احسن تقویم" کا نظریہ قائم نہ کرتا اور قانون

اطاعت و تبلانا تو بجذا موجودہ تمدن اور ترقی کا نشان تک نہ ہوتا۔ انسان جو صدیوں سے سامنے پتھر کی مورتوں کے آگے اور درختوں جیوانوں کے سربسجود تھا کیا خاک ہواؤں دریاؤں اور آگ بھاپ بجلی وغیرہ کو مسخر کرتا آج دنیا میں جس قدر بھی علمی ترقی ہے یہ سب نتیجہ قرآن پاک کی تعلیم کا ہے۔

علم الابدان

علم الابدان یا فن تشریح ایک مفید اور ضروری علم ہی نہیں بلکہ خداشناسی کا ذریعہ ہے جیسی تو ارشاد ہے۔ وفی انفسکم افلا تبصرون ہم تو تمہارے نفسوں میں ہیں تم کہاں ڈھونڈھتے ہو اپنی فطرت کے آئینہ ہی میں ہمارے جمال جہاں آرا کا مشاہدہ کر سکتے ہو۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو انسان قدرت کی ایک عجیب وغریب مشنری اور حیرت انگیز طور پر خدا کی تدبیروں اور صناعیوں کا مظہر ہے قرآن مقدس نے اصولی طور پر اس کے متعلق بھی کچھ بتایا ہے قوله تعالیٰ فانا خلقنٰکم من تراب ثم من نطفة ثم علقة ثم من مضغة مخلقة وغیر مخلقة لنبین لکم ونقر فی الارحام ما نشاء الی اجل مسمی ثم نخرجکم طفلا ثم لتبلغوا اشدکم ومنکم من یتوفی ومنکم من یرد الی ارذل العمر لکیلا یعلم من بعد علم شیئا (ترجمہ) ہم نے تم کو مٹی سے پھر نطفے سے پھر خون کے لوتھڑے سے اور سڈول بے ڈول بوٹی سے پیدا کیا تاکہ تم پر اپنی قدرت ظاہر کریں پس ہم جس نطفہ کو چاہتے ہیں ایک وقت مقرر تک ٹھیرا رہنے دیتے ہیں پھر تم کو بچہ بنا کر نکالتے ہیں تاکہ تم بڑے ہو کر اپنی جوانی کو پہنچو اور تم میں سے کوئی تو عمر طبعی سے پہلے مر جاتا ہے اور کوئی سب سے زیادہ عمر کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے۔

(۲) لقد خلقنا الانسان من صلصال من حما مسنون ہم نے انسان کو متغیر مٹی سے پیدا کیا مٹی سے ایسا کامل اور مزاج انسان بنا دینا قدرت الٰہیہ کا عجیب حیرت انگیز کام ہے کجا سڑی ہوئی مٹی اور کجا یہ حیوان عقیل انسان۔

مذکورہ بالا آیت نمبر ایک میں جو تخلیق انسانی کے نو انقلاب بیان ہوئے ہیں یہی فن تشریح کے وہ اصلی نکتے ہیں جن سے یہ علم متعلق ہوا ہے اور وہ یہ ہیں (۱) پہلی حالت یہ کہ انسان مٹی سے بنا (۲) کچھ مدت نطفہ رہا (۳) پھر خون کی حالت میں رہا (۴) پھر گوشت کا مضغہ ہوا (۵) کامل پیدا ہوا یا ناقص (۶) رحم میں محفوظ رہا (۷) بچہ ہو کر نکلا (۸) جوانی کو پہنچا یا درمیان میں مرا۔ (۹) بڑھاپا پایا۔

(۳) الذی احسن کل شیء خلقه وبدا خلق الانسان من طین ثم جعل نسله من سلالة من ماء مهین ثم سواه ونفخ فیه من روحه۔ مبارک وہ ذات ہے جس نے سب چیزوں کو خوبصورت اور موزوں بنایا اور انسانوں کو مٹی سے پیدا کیا پھر اس کی اولاد کو خلاصہ پانی حقیر سے بنایا پھر اس کو درست کیا اور اس میں اپنی روح پھونکی۔

انسان کے ہر ہر عضو۔ رگ وریشہ ہڈی پٹھے اور دریدغرض بال بال میں خدا کی قدرت کے عظیم الشان جلوے موجود ہیں۔

(۴) خلق الانسان من نطفة فاذا هو خصیم مبین۔ ہم نے انسان کو نطفہ سے پیدا کیا اور اب وہ پیدا ہو کر جھگڑنے والا بن گیا یعنی اپنی اصل معلوم نہیں کرتا اپنے پیدا کرنے والے کو نہیں پہچانتا اور خدا کی حکمت اور قدرتوں میں فضول جھگڑتا ہے۔

(۵) واللہ اخرجکم من بطون امهاتکم لا تعلمون شیئا اس نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا اور تم کچھ نہ جانتے تھے یعنی تم گوشت پوست کی حالت میں شکم مادر کے اندر بے علم پڑے تھے مگر اس کی قدرت سے تم ذی روح اور عالم و دانا بن گئے پس مجاد کو عالم بنا دینے والے خدائے حکیم و بصیر کے سامنے جھک جاؤ اور علم و دانائی حاصل کرو۔

علم الاخلاق

اخلاقی زندگی نہ صرف انسانیت کا تقاضا ہے بلکہ انسانیت اور حیوانیت میں مابہ الامتیاز ہے اگر انسان اپنی حیوانی اور شہوانی قوتوں کا غلام ہے تو اس میں اور حیوان مطلق میں کوئی ذریعہ امتیاز نہیں اخلاق کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کے اقوال و افعال کا صدور موقعہ اور محل پر ہو اور اس کے تمام حرکات و سکنات اور عادات و خصائل انسانیت کے دائرے میں ہوں اور عقل و فطرت کی ترازو میں پورے اترتے ہوں قرآن مجید نے اخلاقی زندگی پر حد سے زیادہ زور دیا ہے حتیٰ کہ اخلاق کو عین ایمان قرار دیا ہے قرآن کریم میں جہاں کہیں بھی امنوا کا خطاب آیا ہے وہاں ساتھ ہی وعملوا الصلحت کو بھی بلا فصل لازمی طور پر بیان فرمایا ہے قرآن میں ایک مقام بھی ایسا نہیں جہاں صرف "امنو" آیا ہو اس تلازم کا مطلب یہ ہے کہ ایمان کا ثمر اور نتیجہ "عمل صالح" ہونا چاہیئے ایمان اور عمل صالح دونوں لازم و ملزوم ہیں عمل صالح ایک ایسا جامع و مانع لفظ ہے جو اخلاقیات کے ہر جزو کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے چونکہ انسان بنفسہ اور اس کا شرف و مجد قائم رکھنے کے لئے اخلاق فاضلہ لازمی ہیں اس لئے قرآن نے اس کو حد سے زیادہ اہمیت دی ہے چنانچہ ارشاد باری ہے

(۱) والعصر ان الانسان لفی خسر ۝ الا الذین امنوا وعملوا الصلحت وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر۔

(ترجمہ) زمانہ کی قسم بیشک سارے انسان خسارے میں ہیں مگر وہ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل بھی کئے ایک دوسرے کو دین حق کی ہدایت کرتے رہے اور ایکدوسرے کو صبر کی تلقین کرتے رہے۔

اس آیت میں ایک امر قابل غور یہ ہے کہ تواصی بالحق یعنی امر معروف یا تبلیغ سے پہلے عمل صالح کو رکھا ہے یہ اس طرف اشارہ ہے کہ مبلغ اسلام کے لئے شرط اول یہ ہے کہ وہ پہلے اخلاق فاضلہ سے مزین اور آراستہ ہو پھر دوسروں کو دین حق اور نیکی کی طرف بلائے۔ آج ہماری تبلیغی کوششیں اسی لئے بے اثر ہیں کہ ہماری تبلیغ کے ساتھ اخلاقی نمونہ نہیں سب سے بڑی تبلیغ عملی نمونہ ہے جس کے بعد پھر اسے زبان ہلانے کی بھی ضرورت نہیں بلکہ وہ خود بخود اس کی طرف کھنچیں گے۔

(۲) وهو الذی خلق الموت والحیوٰة لیبلوکم ایکم احسن عملا اللہ وہ ذات ہے جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ یہ معلوم کرے کہ تم میں اچھے عمل کون کرتا ہے۔" اس آیت مقدسہ کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ حسن عمل، زندگی ہے اور بد اخلاقی و دنارت موت ہے۔ گویا معیار زندگی نیک عمل ہے

علم الحیوانات

علم الانسان سے دوسرے درجہ پر علم الحیوانات ہے انسان کو حیوانات کی جس قدر ضرورت ہے اور حیوانات کو مدنیت میں جو دخل ہے وہ محتاج بیان نہیں ہر شخص جانتا ہے کہ زراعت میں حیوان کتنے کام آتے ہیں اور باربرداری کے فرائض بھی پورے کرتے ہیں علاوہ ازیں کسی کا گوشت کھایا جاتا ہے کسی کی ہڈی کام آتی ہے کسی کی کھال استعمال ہوتی ہے اور کوئی سواری کے کام آتے ہیں قرآن کریم نے حیوانات کی تمام قسموں اور جملہ

اللہ ہی کی ہوا میں اڑنے والے اور زمین میں لپٹنے والے اور رینگنے والے اور چلنے والے غرض ہر قسم کے متعلق مکمل علم دیا ہے اور ان کے مصرف وفوائد بتلائے گئے

(۱) وما من دابۃ فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم ما فرطنا فی الکتاب من شیئ ثم الی ربھم یحشرون

اور جو حیوانات زمین پر چلنے والے اور اپنے دونوں بازوؤں سے اڑنے والے پرند ہیں وہ بھی تمہاری طرح قومیں ہیں ہم نے کتاب میں کسی چیز کو نہیں چھوڑا پھر وہ سب اپنے رب کی طرف جمع کئے جائینگے۔

(۲) اولم یروا الی الطیر مسخرات فی جو السماء ما یمسکھن الا اللہ ان فی ذلک لآیات لقوم یومنون واللہ جعل لکم من بیوتکم سکنا وجعل لکم من جلود الانعام بیوتا تستخفونھا یوم ظعنکم ویوم اقامتکم ومن اصوافھا واوبارھا واشعارھا اثاثا ومتاعا الی حین کیا لوگوں نے پرندوں پر نظر نہیں کی جو آسمان کے درمیان ٹھیرے ہوئے ہیں اور اس سے باہر نہیں جاسکتے اور ان کو اڑتے وقت خدا ہی سنبھالتا ہے اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو ایمان رکھتے ہیں اور اللہ ہی نے تمہارے لئے گھروں کو ٹھکانا بنایا اور جو پاؤں کی کھالوں سے تمہارے لئے خیمہ وغیرہ بنائے کہ تم انھیں اپنے کوچ اور مقام کے وقت ہلکا پھلکا پاتے ہو اور ان کے بالوں سے تمہارے لئے بہت سے سامان اور کارآمد چیزیں بنائیں۔

خط کشیدہ عبارت قابل غور ہے اس آیت میں اللہ پاک نے مومنوں کا فرض منصبی بتلایا ہے کہ وہ علم الحیوانات حاصل کریں ان سے فائدہ اٹھائیں ان میں خدا کی حکمتوں اور قدرتوں کی نشانیاں تلاش کریں اس آیت مبارکہ کی تفہیم و تعمیل میں کتنے مولوی ہیں جنہوں نے اپنے درس میں علم الحیوانات کے متعلق کچھ معلومات حاصل کی ہوں اور عوام الناس کو اس کے فوائد بتلائے ہوں یہی نا سمجھی ہے جس نے مسلمانوں کو یہ روز بد دکھایا۔

(۳) والانعام خلقھا لکم فیھا دفء ومنافع ومنھا تاکلون ولکم فیھا جمال حین تریحون وحین تسرحون وتحمل اثقالکم الی بلد لم تکونوا بالغیہ الا بشق الانفس ان ربکم لرؤف الرحیم والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا وزینۃ ویخلق ما لا تعلمون۔ تمہارے چارپایوں کو پیدا کیا ان کی اون کے کپڑوں سے گرمی حاصل کرتے ہو اور ان میں اور بھی کئی فائدے ہیں بعض کا گوشت کھاتے ہو اور تمہارے لئے ان میں زینت اور وجاہت ہے جب صبح و شام جنگل چگانے لیجاتے ہو لے آتے ہو اور اپنے بوجھوں کو ان پر لاد کر ایک شہر سے دوسرے شہر لیجاتے ہو اُن بوجھوں کو اگر خود اٹھا کر لیجاؤ تو بڑی مصیبت میں پڑجاؤ مگر اللہ تعالیٰ تم پر بڑا مہربان ہے کہ تم کو مصیبتوں سے بچاتا ہے اور تمہاری ضرورتوں کو پورا کرتا ہے اور گھوڑے خچر اور گدھے کہ تمہاری سواری اور زینت کے لئے بنایا اور علاوہ ازیں بہتیری ایسی مخلوق بھی ہے جسکو تم نہیں جانتے "

اس آیت مقدسہ میں چار قسم کے حیوانوں کا ذکر ہوا ہے ایک تو وہ جن کی اون سے گرم کپڑے بنائے جاتے ہیں دوسرے وہ جن کا گوشت کھایا جاتا ہے تیسرے وہ جن سے زینت اور وجاہت حاصل ہوتی ہے جیسے ہاتھی وغیرہ اور چوتھے وہ جو باربرداری کے کام آتے ہیں یہ چاروں قسمیں اور فوائد بتلانے کے بعد فرمایا کہ ان مذکورہ بالا حیوانات کے علاوہ اور بھی بہت سی مخلوق ہے جسکو تم نہیں جانتے یہ شوق دلایا گیا ہے کہ جن جن حیوانات کو تم نہیں جانتے ان کا علم بھی حاصل کرو۔

جب تک مسلمانوں نے قرآن کے معانی و مطالب کو سمجھا اس پر عمل کیا اور اس کو اپنا رہبر بنایا اس وقت تک وہ برسر ترقی رہے اور جب اس کے برعکس معاملہ ہوا تو قعر تنزل میں گر گئے ثبوت اس کا یہ ہے کہ اس آیت کی تفہیم و تعمیل کا اب کہیں کوئی زندہ نمونہ نہیں ملتا کتنے عالم ہیں جو مکمل طور پر علم الحیوانات رکھتے ہوں اور دیگر حیوانوں کا علم حاصل کرنے میں لگے ہوئے ہوں ایک بھی نہیں الا ماشاءاللہ۔ علامہ دمیری کے علاوہ ایک بھی اس علم کا ایسا ماہر نہیں ہوا جو اس آیت کا عملی مصداق ہو علامہ موصوف نے اپنی کتاب حیوۃ الحیوان میں تمام دنیا جہان کے جانوروں کا مفصل ذکر کیا ہے اور یہ وہ قابل قدر اور لائق فخر بے نظیر تصنیف ہے جس کو ہم فخر اً یورپ کے سامنے پیش کر کے اپنے اسلاف کی علمی بلند پروازی اور عروج کمال کا سکہ بٹھا سکتے ہیں اور اس صداقت کا لوہا منوا سکتے ہیں (۴) وان لکم فی الانعام لعبرۃ نسقیکم مما فی بطونہ من بین فرث ودم لبنا خالصا سائغا للشاربین تمہارے واسطے چارپایوں میں عبرت ہے کہ ہم تم کو ان کے پیٹوں سے گوبر اور خون سے مصفا دودھ پلاتے ہیں پینے والے مزے سے پیتے ہیں۔ اس آیت مبارکہ میں خدا کی قدرت کی عجیب و غریب نشانی اور عبرت یہ ہے کہ خون ان کے اجزائے لطیفہ سے پیدا ہوتا ہے جو غذا اور فضلہ غذا میں ہیں اور دودھ خون کے اجزاء سے بنتا ہے سو غذا سے خون بنانا

اپنے بچوں کو غلط تعلیم کے برے اثرات سے بچائیے اور قاعدہ نو ایجاد

آسھل القرآن

پڑھائیے یہ قاعدہ مولانا علاء الدین صاحب نیرنگ ہاشمی مجو پالی کا ایجاد ہے اس کے ذریعہ سے چار برس کا بچہ چھ مہینے میں صرف دو تین گھنٹے کی محنت سے قرآن شریف اور اردو کی کتابیں پڑھ سکتا ہے اس قاعدہ میں طوطے کی طرح رٹنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ حروف کو ذہن نشین کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں ابتدا میں حروف تہجی کے لحاظ سے پچاس اشیاء کی رنگین تصاویر اس کے بعد الف بائے اردو اور عربی دونوں خطوط میں ہیں تاکہ دو حرفی اور سہ حرفی الفاظ پر عبور ہو جائے پھر دو حرفی اور سہ حرفی عربی الفاظ اور ان کے معانی درج ہیں تاکہ الفاظ کے ذہن نشین ہونے کے ساتھ ان کے معانی بھی معلوم ہوتے جائیں اور اس طریقہ سے تقریباً تین ہزار الفاظ کے ذہن نشین ہونے کے ساتھ ان کے معانی بھی معلوم ہو جاتے ہیں اور اردو عربی دونوں میں اچھی خاصی مہارت ہو جاتی ہے۔

آخر میں قرآن شریف کی چھوٹی چھوٹی آیتیں ہیں اور معانی ہیں اس طرح بچہ ضروری آیات اور ان کے معانی سے بہرہ اندوز ہو جاتا ہے۔

پھر آخر میں عربی کی گنتی اور اردو کی گنتی اور قرأت کے ابتدائی اصول بھی درج ہیں الغرض یہ کہ یہ قاعدہ نہ صرف نو ایجاد ہے بلکہ استفادہ اور ضرورت تعلیم کے لحاظ سے بھی مکمل ہے۔ ضخامت ۴۶ صفحے۔ قیمت صرف ۴؍ ایک روپے کی پانچ جلدیں۔ محصول ایک قاعدہ پر پانچ آنے ۵؍ پانچ جلدوں پر آٹھ آنے ہے۔

ملنے کا پتہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

مسلمانوں کا عروج و زوال

(از حضرت مولانا ابوسعید صاحب جو مرکادی)

خورشید اسلام کے طلوع ہونے سے پہلے کی تاریخہائے دنیا کا بلاشبہ ایک نہایت تیرہ و تاریک باب ہے۔ عموماً جہالت بیشمار مسخ شدہ مذاہب اور ہر مذہب کے ماتحت لاتعداد فرقہ بند جماعتیں اور ان کے متعصبانہ اختلافات۔ ذات پات کی لعنت، اس کی تفصیل اور تحقیر کے جھگڑے نیز قبائل کے متنافرانہ افتخارات شخصی حکومتیں طائف الملوکی ان کے استبداد اور ہر قسم کی بدنظمی اور باہمی نیزان مذکورہ بالا وجوہ کی بنا پر خصوصاً توہم پرستی بداخلاقی معاشرتی بے اعتدالی اور صحیح معنی میں تمدن کا بالکلیہ فقدان تھا اگر ساری دنیا ان قبیح اوصاف میں کامل تھی تو بلا مبالغہ عرب اس میں اکمل تھا۔ خونریزی، رہزنی، قزاقی شراب خوری، دختر کشی، جوا بازی اور زناکاری جیسے انگشت بدندان افعال ان کے روزمرہ کے مشغلے کے ایک ضروری اعمال تھے۔

اگرچہ سارا کا سارا جزیرہ نمائے عرب اور اس کے کروڑوں باشندے اس وقت کی متمدن دنیا کی نظروں میں ایک بے حیثیت اور بالکل بے حقیقت تھے لیکن جس وقت خاور اسلام کی صبح صادق کوہ فاران کی چوٹیوں پر نمودار ہوئی اور اس کا خوبصورت چہرہ افق بنی سے طلوع ہوا تو ایک نہایت مختصر سی میعاد میں اس کی ضوتابی کرنوں سے عرب کا گوشہ گوشہ منور ہو گیا اور اس کی ضیا باری نے وہ معجز نما منظم انقلاب عرب میں پیدا کیا کہ آج تک ماہرین سیاست اور بڑے بڑے مبصر کی چشم بصیرت کو اس حیرت زا واقعہ نے محو حیرت بنا رکھا ہے۔

اسلام نے توحید الٰہی، وحدت قومی اور اتحاد ملل کو اپنی عمارت کا خشت بنیاد قرار دیا اسلام نے تمام قدیم مذاہب اور ان کے ماتحت کل فرقوں کو تہ بالا کر کے ان کی جگہ پر صحیح اور معنی خیز عقائد موثر عبادات معتدل ریاضات۔ عمدہ اخلاق اور حسن معاشرت کے تمام اصول و فروع کو کمل اور متمم صورت میں استوار کیا۔ اسلام نے ذات پات کی لعنت اور قبائل کے متنافرانہ جذبات کو فنا کے گھاٹ اتارتے ہوئے نہ صرف ان کو شیر و شکر کر دیا بلکہ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم" فرما کر سوائے تقویٰ اور پرہیزگاری کے کسی شئے کو فخر امتیاز نہیں بخشا اسلام نے تمام طائف الملوکی اور ہر نوعیت کی شخصی اور نسبی حکومتوں کے خس و خاشاک پر پھونک مار کر ان کے بوسیدہ کھنڈرات پر ایک نئی الٰہی جمہوریت اور بہترین صورت کمل تمدن کی بنیاد رکھی جسکو آج تک متمدن سے متمدن دنیا نہایت احترام سے اسلامی تمدن جیسے پُر معنی اور ستائش خیز نقرے سے تعبیر کرتی ہے۔

مسلمانوں کا عروج

ممکن ہے کہ نور نبوت کے ظہور سے پہلے منتشر طور پر ظلمت کدہ عرب میں کچھ ایسی صاف ضمیر ہستیاں موجود ہوں جو اپنے آبائی اوہام باطلہ اور ہر قسم کے قبائلی اور ملکی افتخارات اور تشدد سے الگ تھلگ ہو کر ایک پاک مذہب کی خواہشمند اور بہتر زندگی کی دل سے متمنی ہوں مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اسلام کا آغاز قطعی طور ایک ایسے قلیل آباد خطہ ریگستان میں ہوا جہاں کے لوگ خانہ بدوش اور تاریخ کے غیر ممتاز ترین طبقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ عین اس تاریکی کے زمانہ تموج میں ورثیت کا ظہور اور وحی الٰہی کا نزول ہوتے ہوئے صدائے اسلام فضائے عربستان کے ایک گوشہ سے گونجی۔ داعی اسلام محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سیدھے سادے دین حنیف کی تعلیم دی جو کلیت اور دیگر مذاہب کی رہبانیت اور احبار یت پیچیدگیوں سے بالکل معرّا تھی اور مذہبی جوش کے ان تمام پنہاں اور بند چشموں کو جاری کیا جو انسانی فطرت کے رگ و ریشے میں قدرت کی جانب سے ودیعتہً مرکوز تھی اس فطرت الٰہیہ یعنی دستور الٰہی نے جب کہ دین قیمہ کہتے ہیں ایسی برقی لہریں دوڑائیں کہ چشم زدن میں عقائد اور خیالات عبادات اور اخلاقیات، دستور معاشرت اور اصول تمدن میں ایسا حیرت انگیز اور منظم انقلاب رونما کر دیا کہ طرفۃ العین میں سارا کا سارا عرب اپنی مذہبی قومی اور ہر قسم کی دائمی عداوتوں اور رقابتوں کو بھول کر اسلام کے نورانی تار دل لیئے توحید الٰہی، وحدت قومی اور اتحاد ملل میں منسلک ہو گیا۔

اشاعت اسلام

آغاز اسلام پر جس قدر غور کیا جائے حیرت انگیزی کا مین ثبوت ملتا ہے کیونکہ تمام دنیا کے چھوٹے بڑے مذاہب کا وجود اور ان کی ترقی اپنے اپنے عہود کے بڑے بڑے مقتدر سلاطین اور فرمانروایان ملک کی اعانت اور صیانت کے زیر بار احسان نظر آتے ہیں اور انہی سلاطین کی یاوری کا نتیجہ ہے جو اس کے باعث ہم ان مذاہب کے نام لیواؤں کو دنیا کے مختلف گوشوں میں پھیلا ہوا پاتے ہیں مگر اسلام در صرف مذاہب اسلام ہی ایک ایسا واحد سلسلہ روحانیت ہے جو محض اپنے سیدھے سادے مگر قانون قدرت اور دستور فطرت کے عجیب و غریب اصولوں کے بل پر دنیا میں کامیاب ہوا۔

اسلامی رو جب خطہ عرب سے بیرونی دنیا کی طرف باد صحرا کی طرح چلی اور مسلمانوں کی ایک مختصر سی جماعت نے نور اسلام کی مشعل ہاتھ میں لیکر تسخیر عالم کا قصد کیا تو اسوقت نہیں ان کا معین و معاون کوئی بھی نہ تھا بلکہ معاملہ برعکس ایک دنیا ان کی بیخکنی پر تلی ہوئی تھی۔

عرب کے شمال مغربی ہمسایہ بازنطینی اور مشرقی پر شوکت سلطنتیں جو ابھی پر ہیبت ماضی کی یادگار رہیں تھیں ان کے مذاہب بے معنی اور مضحکہ انگیز توہمات کے تودہ تھے ایران کا قدیم مذہب زرتشتی باطل پرستوں کا ایک بے معنی مجسمہ رہ گیا تھا اور عیسائیت تثلیث فی الوحدت اور وحدت فی التثلیث کی پیچیدگیوں اور صلیب پرستی کی زنجیروں میں نہ صرف جکڑی ہوئی بلکہ یونانی پادریوں کے ناسد عقائد کی مخترعہ مسیح کی سچی تعلیم کا ایک مسخ شدہ بدل رہ گئی تھی۔

اس کے علاوہ ان دونوں مذاہب کا شیرازہ آئے دن کی ملحدانہ بدعادات اور فرقہ بندیوں کی باہمی نزاعات سے بالکل منتشر ہو گیا تھا اس پر طرفہ یہ کہ دونوں حکومتوں کا نظام عمل نہایت درجہ کے استبداد پر مبنی تھا جس نے رعایا کے تمام قومی روحانی کو بالکل ناکارہ اور ان کے ہر قسم کے جذبات کو برباد کر دیا تھا اس لیئے روم سلطنت کے منظم فوجی دستے اور سلطنت ایران کے زرہ پوش مبارز صحرائے عرب اسلامی فہرادو کے جب مقابل آئے تو ان کا صدیوں کا نظام اور قدیمی تربیت ایک آن کی آن میں خاک میں مل گئی۔

الغرض اسلامی فتح مندی کے اس اسی سالہ قلیل مدت میں نہ صرف ہلال نور کی

شعاعیں سلسلہ کوہ چینہ سے تا بہ ہمالہ اور ریگستان وسط ایشیا سے فضاء صحراء اعظم تک پڑنے لگیں بلکہ وہ تمام قومیں جو ان اقطاع ارضی پر آباد ہیں تھوڑے ہی عرصہ میں حلقہ بگوش اسلام ہوگئیں کیونکہ ان کو اپنے مسخ شدہ مذاہب اور باطل خیالات سے اسلام کے سیدھے سادے اور عقل کے موافق عام فہم مگر قانون قدرت اور دستور فطرت کے مطابق اصول نہایت عمدہ معلوم ہونے لگے۔

رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کے عرب مسلمان ایک تازہ دم اور عالی حوصلہ قوم تھے ان کی طبیعت میں اسلامی حمیت پورا پورا گھر کر چکی تھی لیکن وہ تنگدل نہ تھے وہ اپنے مذہب کے بلاشبہ پرجوش حامی تھے مگر پرستاران غیر مذاہب اور معتقدان غیر عقائد کے تحمل ہی ضرور تھے وہ اسلام کے شدت سے پابند تھے جس کا سمجھنا ان کے لئے یا کسی دیگر انسان کے لئے کوئی مشکل امر نہ تھا کیونکہ اسلامی تعلیم کا مرکز ثقل توحید الوہیت وحدت قومی اور اتحاد دلی نیز چند ایسے عقائد پر مبنی ہے جو تمام اقوام عالم اور کل مذاہب دنیا سے صلح کے پرزور معاون اور مددگار ہیں فرائض اسلام میں مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، اخلاق میں اخلاق حسنہ اور معاملات میں حسن معاشرت اور سیاست مدن کے مختصر مگر جامع اور مانع اصول ہیں جب کہ اسلام کا جسم و جان کہنا اس کی حقیقت کو صحیح معنی میں واضح کرتا ہے بہرحال یہی وہ اسلام ہے جو دنیا کے فاتح عرب کا دین و مذہب تھا۔

مسلمانوں کی علم پروری

سب سے پہلے طبقہ اولیٰ کے اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو رسول اسلام کے کاتب وحی اور حافظ قرآن تھے پہلے قرآن مجید کو بصورت مکتوب اور اسلامی فتوحات کی وسعت کے ساتھ ساتھ اس مکتوب کے نسخوں اور اس کی تعلیم کی توسیع میں بہت زیادہ حصہ لیا۔

چونکہ وہ وقت ابتدائے اسلام کا تھا اس لئے تمام امت اسلامیہ نے عمل کو علم پر مقدم رکھتے ہوئے اصلاح حال بلاد اور اصلاح عباد کو ہر طرح ترجیح دی تھی لیکن خلافت شیخین یعنی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کے عہد رشد میں جبکہ تمام حجاز، عرب، عراق عرب، عراق عجم، شام، فلسطین، یروشلم، یرموک، مصر اور ایران وغیرہ فتح ہوئے تو اسی وقت سے اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک طبقہ نے علم کی طرف اپنی توجہ کو مبذول کرنا شروع کر دیا تھا کیونکہ قرآن مجید کی آیات مبارکہ دو قسموں میں منقسم ہے۔

(۱) ایک آیات محکمات یعنی وہ حکم و احکام بیان کرنے والی آیتیں جن پر عقائد عبادات، اخلاقیات، معاملات اور سیاست مدن اسلامیہ کا دارومدار ہے۔

(۲) دوم آیات متشابہات جو وہ غیر احکامی آیتیں جو بطور تمہید، تاکید، تائید، تمثیل، تردید، تعریض، توضیح، تشریح، تنقید، وعدہ، وعید، ترغیب اور ترہیب وغیرہ یا بطریق حجت کے یعنی دلیل برہانی، دلیل جدلی اور دلیل خطابی پیرایہ شعریہ میں نازل ہوئی ہیں جن کا تعلق ایک طرف آیات محکمات سے اور دوسری طرف تمام ان غیر مذاہب سے جو بوقت نزول احکام قرآن مجید کے مخاطب تھے ان سب میں تمیز اور ان کی تفسیر نہایت ضروری ہوئی۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم جن کے سامنے آیات قرآنیہ کا نزول ہو رہا تھا وہ ضرور ان کے مواقع اور محل نیز مخاطبین کے مسلمات اور ذہنیات سے کماحقہ واقف تھے اس لئے ان تمام آیات میں بخوبی تمیز کرتے ہوئے ان کو کسی مزید تفسیر کی ضرورت نہ تھی مگر باقی لوگوں کو چاہے وہ صحابی کیوں نہ ہوں آیات محکمات اور آیات متشابہات کے مابین تمیز اور ان کی تفسیر کی ضرورت تھی اور تا قیامت اس کی ضرورت باقی رہے گی۔

اور چونکہ کلام الٰہی کی دونوں قسموں کی آیات میں ان کل علوم و فنون ضروریہ کے دقیق نتائج مذکور ہیں جو تمام دنیا کے متمدن کے بلاواسطہ یا بواسطہ لابد اور ضروری ہیں اس لئے راسخون فی العلم علمائے اسلام نے اپنے فرض منصبی کو جو ان پر عائد ہوتا تھا ان کو خود ہی محسوس کر لیا تھا کہ ان نتائج دقیقہ کے تمام مبادیات اور مقدمات کا سراغ لگانا چاہئے جن پر ان کی تشریح اور توضیح موقوف ہے

علماء اسلام کے اقسام

(۱) ایک قسم کے وہ علماء اسلام ہیں جنہوں نے اوائل میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث قولی، حدیث فعلی اور حدیث تقریری کو روایت بالمعنی اور بے سند یعنی بغیر سلسلہ روایت کے جمع کیا تھا مگر بعد ازاں نقاد حدیث کی جماعت نے ایک بے نظیر فن یعنی اسماء الرجال میں اور راویوں کی بلا کسی رو رعایت کے جرح اور تعدیل کے اصول الروایت اور اصول الدرایت مرتب کئے اور اس امر کا اہتمام کیا کہ تابقدر احادیث کی روایت باللفظ کی جائے۔

اس فن کی بنیاد حضرت ابوبکر صدیق کے عہد مبارک میں پڑی تھی کیونکہ جناب خلیفہ اول نے اپنی ایک کتاب جس میں انہوں نے کچھ احادیث رسول اللہ جمع کی تھیں جب آپ نے اس کو ان اصولوں کے معیار پر ٹھیک نہیں پایا تو حضرت عائشہ سے لیکر اس کو جلا دیا تھا اسی تمام صحابہ کرام حدیث کے بیان کرنے اور ان کے ماخوذ کرنے میں زبردست احتیاط کا پہلو اختیار کرتے رہے تا آنکہ تابعین اور تبع تابعین کے عہد میں اس فن خاص کے معتدبہ آثار قائم ہو گئے۔

مگر اس کی تکمیل میں حضرت امام احمد بن حنبل اور امام ابن المعین وغیرہ ہم کا بہت بڑا حصہ ہے چنانچہ امام احمد کے پاس کچھ اوپر سات لاکھ حدیثیں موجود تھیں لیکن انہوں نے ان اصولوں کی بنا پر جب ان کی جانچ پرتال کی تو کل اٹھارہ ہزار ایسی حدیثیں باقی رہیں جو قابل قبول ہو سکتی تھیں اور باقی تمام روایات نامقبول ثابت ہوئیں۔

اس کے بعد ان کے شاگردوں نے اس فن کو بہت زیادہ وسعت دی اور اس وقت جو اس فن کی بنا پر اعلیٰ درجہ کی کتب احادیث تالیف ہوئیں وہ صحیحین یعنی بخاری و مسلم ہیں۔

(۲) دوسرے قسم کے وہ علماء تھے جنہوں نے حضرت عمر فاروق کے عہد میں علوم مبادیات کی طرف اپنی طبیعتوں کو متوجہ کیا یعنی علم الصرف، علم النحو، علم معانی، علم بیان، علم بدیع، علم لغات، علم تاریخ، علم علم حساب، علم جغرافیہ، علم طب، علم منطق اور بعد ازاں وہ تمام شعبہائے طبعیات، فلکیات، الہیات وغیرہ جن کے مجموعے کو فلسفہ کہتے ہیں

اگرچہ ان بعض علوم و فنون کی کتابیں یونان اور ایران کے مصنفین کی ان کو دستیاب ہوئیں مگر وہ درحقیقت مکمل نہ تھیں ان علماء اسلام نے ان علوم کے مردہ جسموں اور بوسیدہ ہڈیوں میں نئے سرے سے جان ڈالدی۔

(۳) تیسری قسم کے وہ علماء اسلام ہیں جنہوں نے ان مذکورہ بالا علوم مبادیات سے بقدر ضرورت متمتع ہو کر آیات محکمات کی طرف توجہ کی اور ان آیات اور احادیث

احکامیہ سے تفریع احکام کے اصول اور فروع مرتب کئے یعنی کتاب اللہ سنت رسول اللہ اجماع امت اور قیاس ان کے الفاظ میں حقیقت مجاز۔ صریح اور کنایہ پھر خاص، عام، ماول اور مشترک پھر ظاہر، نص مفسر اور محکم پھر خفی مشکل مجمل اور متشابہ بعد ازاں عبارات یعنی عبارت النص اشارۃ النص، دلالۃ النص اور اقتضاء النص اور ان کے ماتحت بہت بہت سے مباحث مقرر کئے اسی طرح سنت، اجماع اور قیاس کے بھی بہت سے اقسام ہیں جن سے ایک مجتہد جو مجلس آئین سازی کا ممبر ہوتا وہ انہی اصولوں کی بنا پر اسلامی احکام کی تفریع کرتا تھا اور تمام فقہ اسلام کا مدار انہی اصولوں پر مبنی اور موقوف ہیں۔

یہ امر بھی مخفی نہ رہے کہ اس فن خاص کی بنیاد حضرت عمر فاروق خلیفہ دوم کے عہد میں پڑی تھی مگر رفتہ رفتہ بتدریج اس کی تکمیل میں حضرت امام ابو حنیفہ امام مالک اور ان کے شاگردوں کے شاگردوں نے بہت زیادہ حصہ لیا ہے۔

(۴) چوتھی قسم کے علمائے اسلام نے ایک اور فن کی طرف توجہ کی یعنی عموماً دیگر مقابل مذاہب اور خصوصاً فلاسفہ کے وہ اصول و فروع مسلمہ جو اسلامی مسائل کے مخالف تھے اس میں انہوں نے تین پہلو اختیار کئے

(۱) سب سے پہلے ان علمائے کرام نے خود اپنے مسائل کو اصول و قواعد اور دلیل و برہان پر جانچا اگر ان میں کچھ کمزوری پائی تو ان کو خارج کر دیا اور جو قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ یا کم از کم ظنی الثبوت اور ظنی الدلالۃ تھے ان کو برقرار رکھا۔

(ب) پھر دوسرا پہلو یہ اختیار کیا کہ تا بمقدور جائز اور درست تاویل سے دونوں میں تطبیق دینے کی کوشش کی (ج) تیسرا طریقہ یہ اختیار کیا کہ چونکہ اسلامی مسائل قانون قدرت، انسانی فطرت اور عقل کے سر مو مخالف نہ تھے اس لئے ضروری کہ مقابل مذاہب اور فلاسفہ کے اصول و فروع ہی میں وہ نقص تھا جس کے باعث تطبیق ممکن نہ تھی لہذا ان علما نے نہایت ہوشمندی سے ان مخالفین اسلام کے اصول و فروع مسلمہ کا مدلل طریق سے ابطال کیا اور اس طرح رفتہ رفتہ علم کلام کی بنیاد پڑ گئی۔

(۵) پانچویں قسم کے علمائے اسلام نے ایک دوسرے فن کی بنیاد ڈالی یعنی بذریعہ ریاضات مجاہدات اور مکاشفات کے اسلامی حقائق حق کے اثبات کا طریقہ اختیار کیا ان واجب الاحترام بزرگوں نے بلاشبہ اسلام کے سربستہ رموز اور اسرار شریعت کا جو طریقہ اختیار کیا وہ مسلک فی الاسلام کے اطمینان قلب کا ایک نہایت بے نظیر طریقہ تھا کیونکہ عقل اور استدلال کا راستہ جو اس کے راستوں کا منتہا ہے یعنی جو بات عقل سے دریافت نہ ہو سکے اور اضطراب اور تردد طبیعتوں سے نہ جائے تو اس طریق سے قلب بہت زیادہ محظوظ ہو جاتا ہے کیونکہ اس میں سب سے زیادہ تقوی اور طہارت و بنیاد کو مضبوط اور زہد اور ترک مکروہات دنیا کو خیرباد کرنا ہوتا ہے اس لئے تقوی کی وجہ سے نفس پاک اور زہد کی وجہ سے دل صاف ہو جاتا ہے اور جب دل سے کدورات دنیا فنا ہو جاتی ہیں تو باطن کے وہ مسامات کھل جاتے ہیں جو حواسوں کی طرح عقل کے دیگر معاون و مددگار ہیں پس اس طرح سے دل کے کان سننے اور قلب کی آنکھیں دیکھنے لگتی ہیں اسی طریق عمل کو علم تصوف کہا جاتا ہے۔

الغرض یہ تمام مذکورۃ الصدر علمائے اسلام گو باہم بہت کچھ اختلاف رکھتے تھے مگر اس اختلاف الرائے کا مدار صرف تحقیقات علمیہ تک محدود تھا زمانہ سعادت تک تمام مسلمانوں کا صرف ایک ہی مذہب اسلام تھا اور چونکہ ان کے سینے عناد و حسد و دیگر قسم کی نجاست سے پاک و صاف تھے لہذا اس اختلاف الرائے کو مذہبی تفریق سے کچھ علاقہ نہ تھا۔

الحاصل یہی فطرت اللہ جو قانون قدرت اور فطرت انسانی کے مطابق عام فہم اسلامی اصول و فروع اور تمام متمدن سے متمدن دنیا کے علوم و فنون کے نتائج دقیقہ ہیں انہوں نے حریت پسند عربوں کے احساسات کو چشم زدن میں بیدار کر دیا تھا اور وہ صحرائے عرب بنجر اور سنگلاخ فضا سے باہر نکل کر ایک طرف تو وہ شمالی افریقہ سے یلغار کرتے ہوئے ہسپانیہ پہنچے جہاں اسلام کے قدم مضبوطی سے جم چکے تھے مسلمانوں کا ہسپانیہ قرطبہ مرکز تھا جہاں مسلمانوں نے ترقی علوم اور تمدن کے تمام مدارج حاصل کئے اسی طرح مشرق اور شمال کی جانب بھی متوجہ ہوئے اور بغداد کو اپنا مرکز قرار دیا یہی وہ مبارک زمانہ تھا کہ عربوں نے قدیم تمدنوں کے تمام ہواؤں کو طرفۃ العین میں تسخیر کر لیا مگر ان کے سامان عشرت کو برباد نہیں کیا بلکہ اس کا بنظر غور و تحقیق مطالعہ کیا اور ان کی مفید باتوں کو قبول کیا اور بکار آمد اسباب معیشت کی پوری تائید کی اور قدیم علوم و فنون اور ادب سے پوری طرح متمتع ہوئے عربی ذہانت اور دماغی تجسس اور ان نادرات مدنیت کے باوجود نے بے بہا مادی اور روحانی جوہر دکھائے جس کے باعث آج تمدن اسلام ایک پر معنی اور ستائش خیز جملہ ہے۔

بلاشبہ مسلمانوں کا عروج چوتھی صدی کا وہ شاندار اور درخشندہ زمانہ ہے کہ اسپین سے خلیج تاتار اور فلپائن سے مراقش تک اس کے گوشے گوشے پر مسلمانوں کا عروج آفتاب نصف النہار پر کھڑا ضیا باری کر رہا تھا۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

استعماریت کے پجاری اور جوع الارض کے بیمار یورپ کی شاطرانہ تعلیمی نگاہوں میں ہمیشہ یہ خیال رقص کناں اور اس کے ساز تعلیم کے ہر تار سے یہی ترنم سنائی دیتا ہے کہ "فاتح عرب مسلمان محض ایک بے اصول جذباتی جنگجو سپاہ تھے جو بنجر اور سنگلاخ سرزمین عرب سے قتل و غارت، لوٹ مار اور بزور شمشیر مذہب اسلام پھیلانے کے لئے نکلے تھے"

اگرچہ ہم اس کا کیسے ہی ناطرفدارانہ حیثیت سے جواب دیں مگر مخالف کے اس الزام کا ہمارے پاس کوئی جواب نہیں کہ ہم مسلمان ہیں اس لئے اس کا جواب ہم پروفیسر تھارپ سٹاڈرڈ کے الفاظ میں دینا مناسب خیال کرتے ہیں جو ایک نہایت جہاں دیدہ مستشرق انگریز ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

ہرگز نہیں عرب ان فتوحات سے بجد اپنا اور جائز فائدہ اٹھانے کا قصد کر چکے تھے اور ان کی فیاض اور ارفع اسلامی خلقت میں نہ صرف ملک گیری بلکہ ملکداری کے تمام خصائل مضمر تھے عربوں نے اپنے مفتوحہ علاقوں میں اپنے گھروں کی بنائیں ڈالیں۔ اسلامی مساوات کی پاک تعلیم کے مطابق ان قوموں سے شادی بیاہ اور بھائی چارہ کا سلسلہ قائم کیا اور اس معاشرتی اور سیاسی اتحاد سے ایک مخلوط اور بالکل جدید تمدن کا آغاز کیا جس کا نام اسلامی تمدن ہے اس تمدن میں صرف روم یونان کی بوسیدہ ہڈیوں میں جان ڈال دی بلکہ ایران اور شام کی روایات علم و فن لیں اسلامی اور عربی قومی حریت اور مستعدی کی روح پھونک دی اور اسلام کی پہلی تین صدیاں یعنی ساڑھے چھ صدی عیسوی سے اوائل دسویں صدی تک اس وقت کی دنیا کا ایک نہایت درخشاں زمانہ تھا جس میں مسلمانوں نے خوبصورت اور دلفریب عمارات شاندار مساجد اور عظیم الشان یونیورسٹیاں قائم کیں جہاں قرون وسطی کے مسیحیت پرست جہالت آب یورپ کے مقابلہ میں علوم قدیمہ اور جدیدہ کا خزانہ

عصریت اسلام

از آنریبل سید امیر علی مرحوم

(ترجمہ جناب ایم عبدالقادر صاحب متعلم پہلا جیسا ہائی اسکول میسور)

معتقدات مذہبی کی شکست وریخت اور رسمیات اخلاقی کے عام زوال پر نظر کرتے ہوئے یہ حرکت مذبوحی کہ ان معتقدات کے بعض اجزا کو لیکر ایک انتخابی مذہب کی طرح ڈالی جائے کیسی حسرتناک تصویر ہماری آنکھوں کے سامنے پیش کرتی ہے تاریخ مذاہب کے مبصر کی نظر بطلیموس کی کامیابی پر جا پڑتی ہے اسے نظر آتا ہے کہ کرشناسی عقیدے نے یونان و مصر کو ایک عرصہ دراز تک ایک رشتہ اتحاد میں منسلک کر دیا تھا اور صدیوں تک حاضرات البحر المتوسط کے ساحل پر متسلط رہا۔

بطلیموس لیجوس کو تو اپنی کوششوں میں کامیابی حاصل ہوئی مگر اکبر اعظم ناکام رہا بابر کے پوتے نے بھی کوشش کی کہ مشترکہ عقائد کے التصاق سے.........

دو اجنبی دنیاؤں کی شیرازہ بندی کی جائے مگر رسمیات قرآنی و تعلیمات ویدانتی میں مصالحت ممکن نہیں میل نہ ہو سکا یہی وجہ تھی کہ اکبر کو اپنے مقصد میں ناکامی ہوئی۔

معتقدات قدیمہ کی شکستہ باقیات کی ترتیب و ترکیب سے ایک ایسا قصر نظام تعمیر کیا جائے جو عصر جدید کے دلوں کو اپنی طرف جذب کرنے کامیاب ہوگی؟ ہمیں ڈر ہے کہ نہیں ایک وجہ تو اس کی یہ ہے کہ وہ ایک آمیزش ہوگی جو ان کیمیائی عناصر سے خالی ہوگی جو عامۃ الناس کے مردہ حسن مذہبی کو گرما کر مذہبی استحالہ پیدا کر دے دوسری وجہ تو اس کی یہ ہے کہ موجودہ دنیا کے تخیلات سے اُسے کوئی مناسبت ہی نہ ہوگی

بس ایک ہی مذہب ہے جو دنیا کو ضلالت کی تاریکی اور مادیت کی لپیٹ میں آجانے سے بچا سکتا ہے اور ساحل نجات پر پہنچا سکتا ہے آج بھی اس کے ہاتھ وہ مشعل ہدایت بلند ہے جو بنی نوع انسان کو شاہراہ روحانیت پر دلالت کرسکتی ہے جب ہم موجودہ زمانہ کی اخلاقی حالت پر نظر ڈالتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ آج بھی وہی حالت ہے جو نبی آخر الزمان روحنا فداہ کے بعثت کے زمانہ میں تھی پیروان افلاطون اور علمائے اسکندرانیین کی ایک طرف تو ساری سعی ان مسائل کے حل کرنے میں مصروف تھی کہ اس عالم کا خالق کون ہے اور علت العلل ہے کیا چیز یا مادی عقائد کے سامنے نبی ناصرہ کی تعلیمات کی تصویر صرف ایک نقطہ موہوم بن چکی تھی اور دنیا مادیت و باطل پرستی کا شکار ہو رہی تھی اور روحانی تعلیم کا سرچشمہ جو جناب مسیح کے سینہ سے ابلا تھا خشک ہو چلا تھا اور بنی آدم ایک ایسے مذہب کی جستجو میں تھے جو از سر نو ان میں حیات روحانی کو تازہ کرتا اور حیوانات کے ساتھ ہی ان فی ذمہ داریوں کے احساس کا اعتراف کراتا رسول عربی نے نہ کبھی اپنے فوق البشر ہونے کا استحقاق ظاہر کیا اور نہ کبھی ایسا دعویٰ کیا جو عقل انسانی کے منافی ہوتا اور نہ کبھی آپ نے انا المعبود کا اعلان کیا ہمیشہ آپ نے یہی ارشاد فرمایا کہ میں تم جیسا ایک انسان ہوں اور مقصد رسالت دعوت الی الحق ہے آپ کی تاریخی زندگی کو آپ کے پیرووں نے کبھی جن و پری کا افسانہ نہیں بنایا اور نہ یہ کیا کہ آپ کی ذات کو ذات باری سے جا ملایا ہو آپ کی دعوت ان گروہ لا ادریین کے لئے جو آپ کے زمانہ میں بکثرت موجود تھے اور ان مشرکین کے لئے جو دوسرے خداؤں مثلاً آفتاب اور ماہتاب نجوم

اور کواکب کو اور اپنے ہی ہاتھوں کے بنائے ہوئے بتوں کو پوجتے تھے یکساں تھی آپ کے بہت سارے معاصر موجودہ زمانہ کے مفکرین کی طرح اس بات کا یقین رکھتے تھے کہ کارخانۂ عالم ایک بے مقصد چیز ہے اور اس کا وجود خود بخود ہو گیا ہے اس میں نہ کوئی نظام ہے نہ کوئی ترتیب آپ نے متشککین سے ارشاد فرمایا کہ اس عجیب و حیرت انگیز ارتباط پر غور کریں جو موجودات عالم میں پایا جاتا ہے اپنے ہی جسمانی اور روحانی نظام کو دیکھیں اور پھر غور کریں کہ آیا اس قدرت کے پیچھے کوئی عقل کل کارفرما ہے اس معلم اعظم نے معمولی مظاہر قدرت میں اس باطنی ربط کو دیکھا جو قطعی طور پر اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ تخلیق عالم کا ایک خاص مقصد ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں رات دن کے رد و بدل میں اور مال تجارت سے لدی ہوئی کشتیوں کے سمندروں میں چلنے اور مینہ کے آسمانوں سے برسنے میں جو مردہ زمین کو پھر تازگی بخشتا ہے اور ہر طرح کی حیوانی مخلوق کے جو زمین پر چلتی ہے پیدا کرنے میں اور ہوا کے چلنے میں اور بادلوں کے آسمان اور زمین کے درمیان مسخر رہنے میں خدا کی نشانیاں ہیں دیدۂ بینا اور دل دانا کے لئے۔ وہ رات کا پردہ دن پر ڈالتا ہے جو اس کے تعاقب میں ہے اس نے پیدا کیا آفتاب کو ماہتاب کو اور نجوم کو جو اس کے حکم و قانون کے تابع ہیں کیا یہ ساری کائنات اور سلطنت اسی کی نہیں ہے؟ سبحان اللہ رب العالمین کہدے اے پیغمبر وہی خدا ہے وہی سرمدی ہے نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے اور نہ اس سے کوئی پیدا ہوتا ہے اور نہ اس کا کوئی شریک ہے۔ قسم ہے جان کی اور ذات کی جس نے تعادل قائم کیا اور آگاہ کیا نیک و بد سے رحمت ہے اس پر جس نے اسے پاک رکھا اور مفسد ہے وہ جس نے اُسے بگاڑا اس رحمان و رحیم کی خلقت میں تم کوئی نقص نہ پاسکو گے۔

آپ کے تمام مواعظ میں اپنی قوم کے بھٹکے ہوئے اور برگشتہ دلوں اس قادر مطلق اور عقل کل کی معرفت کی طرف لانے کے لئے جو مدبر عالم ہے داعی اسلام نے کبھی ان خانگی فرائض سے چشم پوشی نہیں کی آپ نے ارشاد فرمایا کہ والدین پر واجب ہے کہ اولاد کی پرورش اور تربیت اس طرح سے کریں کہ وہ قانون پسند بہترین شہری ہوں آپ نے اس بات کی تعلیم دی کہ اولاد پر بھی والدین کے حقوق ہیں آپ کے مواعظ میں آپ نے اس بات کی تاکید کی کہ وہ ہرگز ہرگز اپنے والدین کے احسان کو نہ بھولیں اور خاص کر اپنی ماں کے جس نے اس کی پرورش نہایت نرمی کے ساتھ عہد طفلی سے لیکر بڑے ہونے تک کی ہے فرائض جو آپ نے دلوں پر نقش کئے وہ بالکل صاف الفاظ میں یہ ہیں وہ اپنے رشتہ داروں خدمت گاروں، یتیموں اور مفلسوں کے ساتھ مہربانی سے پیش آئے خاکساری اور نرمی کے ساتھ ان کے لئے دعا مانگو کہ بار الہا ان پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے میری پرورش کی جبکہ میں بے بس تھا قدیم بربریت کو خون کا بدلہ لینے کو اور قتل اولاد کو ترک کر دو اور آپس میں شیر و شکر ہو جاؤ کیا تمہیں عیسیٰ ان پر چلایا جائے گا، اسیروں کا فدیہ ادا کر دو بھوکوں کو روٹی دو اپنے رشتہ داروں یتیموں

اور ان کو بھی جو خاکسار ہیں ان میں سے ہو جاؤ جو استقلال کا حکم دیتے ہیں اور دوسروں پر رحم کرتے ہیں عفو اور لطف آمیز الفاظ ان عنایتوں سے بہتر ہوتے ہیں جو دل کو دکھاتے ہیں انصاف اور سچائی کے ساتھ لوگوں پر حکم لگاؤ جذبات کے تابع نہ ہو جاؤ تاکہ وہ تمہیں راہ مولا سے برگشتہ کر دیں۔

اس عزیز بخلیم کے مربیات دوسروں کو ملیں قوان برنہ للچاؤ یتیم کے مال پر دست درازی نہ کرو اپنے عہد و میثاق کو پورا کرو اور زمین پر اترا کر نہ چلو اور اپنی بی بیوں کے ساتھ لطف و محبت سے پیش آؤ آپ نے بار بار یہی ارشاد فرمایا کہ والدین کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کرو بلکہ ان کے ساتھ تلطف و خلوص اور محبت سے بات چیت کرو اور اپنے رشتہ داروں کا حق ادا کرو اور مساکین و ابن السبیل کی خبر لو برائی کا بدلہ نیکی سے کرو پھر ارشاد ہوتا ہے کہدے رسول اے میرے بندو تم نے جو عدول حکمی کی اس میں اپنا ہی نقصان ہے اپنے رب کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ کیونکہ تمام گناہوں کا بخشنے والا وہی ہے نیک الفاظ اس کی طرف اٹھتے ہیں اور عمل نیک اسی سے سرفراز ہوتا ہے پھر آپ نے اعلان فرمایا کہ گندہ عمل منع کئے گئے ہیں چاہے وہ بظاہر کئے جائیں یا خفیہ اور یہی حال ناانصافی اور غیر واجبی تشدد کا ہے۔

آپ نے حیات بعد الممات کے متعلق ارشاد فرمایا کہ خدا کسی پر بھی اس کی طاقت سے بڑھکر بوجھ نہ ڈالیگا نیکی کا بدلہ جو اس نے کی ہے اسے ملیگا اور بدی کا بھی۔

ہم پوچھتے ہیں کہ کیا اس دشت نژاد رسول کی تعلیمات ایک وسیع تر دنیا اور سابق القدم بنی آدم کے لئے اپنی رفعت محبت کے اعتبار سے اپنی تمام جد و جہد اور طلب صادق میں خدائے قدوس و طاہر کے بھیجے کسی ایک معلم بشین کی تنبیہات سے کسی طرح قاصر ہیں

مسکین اور یتیم اور مٹی پر رہنے والا خاک بسر وہ نامراد جس کے ابتدائے زندگی ہی میں والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا ہو آپ کی عنایت اور توجہ کے مرجع ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو یتیم کی مدد کرتا ہے جو مسکینوں کی مصیبت کو دور کرتا ہے قیدیوں اور اسیروں کو آزادی دلاتا ہے وہ راہ خدا میں چلتا ہے آپ کی ہمدردی اور محبت بنی نوع انسان تک ہی محدود نہ تھی بلکہ بہائم بھی آپ کی اس ہمدردی اور محبت سے مستفیض ہوتے تھے یہانتک کہ آپ کے نزدیک پرندے اور حیوانات بلکہ شجر بھی عام نظام کائنات میں برابر کا درجہ رکھتے ہیں۔

آپ نے ایک معقول حد کے اندر اس وقت کی تمدنی حالت کا لحاظ کر کے کثیر الازدواجی کی رسم قبیح پر جو اس وقت عرب اور اطراف عرب میں رائج تھی قیود لگا دیں اس وقت مستورات کے لئے ذرائع معاش نہ تھے نہ ٹائپ رائٹنگ تھی نہ مختصر نویسی نہ تجربہ کا علم تھا نہ دکانوں میں انھیں کوئی خدمت ملتی تھی نہ خانقاہیں تھیں نہ راہبہ خانے جو ان نازک سوسائٹی کو امن کا کام دیتے۔

قبائلی جنگ انتقام خون جنہیں رسول عربی نے موقوف کرا دیا آبادی کا ایک بڑا حصہ ضایع کر دیتے تھے مشرکین عرب اپنی لڑکیوں کو زندہ دفن کر کے اس رسم قبیح کو جاری رکھکر آبادی میں یوں ہی سے ایک گونہ تعادل قائم کر لیا تھا مگر رسول عربی نے اس رسم قبیح کو یک لخت موقوف کرا دی نکاح ہی ایک ایسی چیز تھی جو مستورات کے لئے حفاظت اور معاش کی صورت پیدا کر دیتی تھی رسول اللہ نے تعدد ازدواج کی ایک مقید اجازت دی آپ نے اس اجازت پر ایسے شرائط عائد کئے کہ اقتصادی ترقی یافتہ قوموں میں اجازت بمنزلہ نفی کے ہو گئی قرآن مجید ایک، دو تین، یا چار بیبیاں کرنے کی اجازت دیتا ہے مگر جب ان کے درمیان عدل نہ کر سکو تو فرماتا ہے کہ صرف ایک پر اکتفا کرو عدل کے یہاں معنے صرف نان و نمک ملبوس و رہائش ہی کے نہیں ہیں بلکہ اس کے ساتھ میل و محبت بھی شامل ہے لہذا قیود جو عائد کئے گئے ہیں بہترین مفکرین اسلام کی نظروں میں ان لوگوں کے لئے جو اس وقت کی تمدنی و اقتصادی منازل سے آگے نکل چکے ہیں ناسخ کا حکم رکھتے ہیں

اسلام میں نکاح ایک سرد مہی ہے جو انسان کو دنیاوی گناہوں سے ہٹا کر اپنے معبود کی طرف و نگا نیکی مشق محبت بہم پہنچاتا ہے۔

دنیا کی اقتصادی حالت غلاموں کی آزادی کی اجازت نہیں دیتی اس زمانہ میں غلامی قتل عام کو روکنے کے لئے جو فتح کا تتمہ ہوتا تھا ضروری تھی اس لئے آپ نے غلامی پر قیود لگا دیئے صرف جائز جنگ کے قیدی غلام شمار ہو سکتے تھے مگر ان کے ساتھ سلوک بالکل رواداری انسانیت پر مبنی ہوتا تھا انہیں روٹی اور ملبوس ویسا ہی ملتا تھا جیسا کہ ان کے مالکوں کا ہوتا تھا اور انہیں اجازت تھی کہ جب کبھی میسر آئے فدیہ ادا کر کے آزادی حاصل کر سکیں جبکہ امریکہ کی جنوبی ریاستوں میں غلاموں کی اولاد کو کسی وقت میں بھی آزادی نصیب نہیں ہو سکتی تھی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ شیبہ یا مملوکہ کی اپنے آقا سے اولاد ہو تو وہ غلامی کے دھبے سے آزاد ہوگی اور ماں کو اسی وقت آزادی نصیب ہو جائے گی پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ دائمی جہد لقائے الٰہی کے لئے ایک ضروری شرط ہے اور جب تک انسان ترقی کرنے کے لئے جہد نہ کرے گا بنی آدم کا خاتمہ ہو جائے گا آپ نے ہدایت کی کہ علم حاصل کرو اس لئے کہ جو کوئی علم حاصل کرتا ہے راہ خدا میں عمل نیک اختیار کرتا ہے اور جو اس کا تذکرہ کرتا ہے خدا کی حمد کرتا ہے اور جو اس کی تلاش کرتا ہے خدا کی عبادت کرتا ہے اور جو تعلیم دیتا ہے خیرات کرتا ہے اور جو شخص اسے اس کے صحیح مصرف پر لگاتا ہے وہ خدا کی بندگی بجا لاتا ہے علم اس کے حامل کو ممنوعات اور غیر ممنوعات میں تمیز کرنے کی قوت بخشتا ہے اور راہ جنت کو روشن کرتا ہے وہ ہمارا رفیق ہے صحرا میں ہمارا جلیس ہے تنہائی میں اور ساتھی ہے ہمارا جب ہمارے دوست نہوں وہ ہماری حقیقی سعادت کی طرف رہبری کرتا ہے ہماری مصیبت میں کام آتا ہے وہ ہمارا زیور ہے

. . . .

ہمارے دوستوں کی انجمن میں، دشمن کے مقابلہ میں ہمیں زرہ و بکتر کا کام دیتا ہے علم کی وجہ سے خدا کا بندہ نیکی کی بلندی اور مقام شرافت پر پہنچتا ہے دنیا میں شاہوں کے ہمنشین رہتا ہے اور آخرت میں توفیق خداوندی سے کامل سعادت حاصل کرتا ہے۔

آپ کا وجود سخا اور آپ کی ہمدردی آپ کی امت تک ہی محدود نہ تھی آپ رحمۃ للعالمین تھے ایک ایسے زمانہ میں جبکہ دنیا باطل پرستی کی گہرائیوں میں ڈوب چکی تھی آپ نے کھلے الفاظ میں سحر و طلسم اور کہانت کی سخت مذمت کی اور یہ نہیں فرمایا کہ ان جادوگروں اور ساحروں و کاہنوں کو جو اس خبیث فن کی مشق کرتے تھے اور جہلا کی بہبود ضلالت اور التباس کی ذوق داری کرتے تھے جو اس زمانہ میں اب کی طرح ہر ملک میں موجود تھے زندہ جلا دیا جائے یا غرقاب کر دیا جائے عیسائی ملکوں میں حال ہی کے زمانہ تک ان بدنصیب انسانوں کو جو اس عمل شیطانی میں مشتبہ

سمجھے جاتے تھے جو جو عقوبتیں دی جاتی تھیں وہ وحشیانہ ہوتی تھیں آپنے رائج الوقت عصبیت کو جو اپنی قوم میں جاری تھی بطور تماثیل کے استعمال کیا تاکہ ان کے اخلاقی حس میں حیات تازہ آجائے مگر آپ نے کبھی عقل کے مطالبات سے چشم پوشی نہیں کی جب آپ سے پوچھا گیا کہ شیطان کہاں رہتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ انسان کے دل میں آپ کا نظریہ تکوین عالم کے متعلق یہ تھا کہ عالم متعدد ہیں آپ کا اس پر یقین نہ تھا کہ زمین جس پر انسان بود و باش کرتا ہے مرکز خلقت ہے ہمیشہ آپنے یہی ارشاد فرمایا کہ خدا رب العالمین ہے آپ کی نظر میں ساری خلقتوں میں ایک باطنی ربط پایا جاتا ہے مسئلہ ارتقا پر آپ نے جو روشنی ڈالی ہے اس کی تشریح آپ کے ایک پیرو نے کس خوبصورتی کے ساتھ کی ہے حالت جمادی سے ہم نے حالت نباتی میں ترقی کی اور نباتی سے آگے بڑھے تو شکل حیوانی میں پہنچے اور جب حالت حیوانی سے بلند ہوئے تو انسان کی صورت اختیار کی اب ہمیں کیا ڈر ہے کہ موت ہمیں اسفل کی طرح کھینچ لے جائیگی ہمارا آیندہ سفر تو ہمیں ملائکہ سے جا ملادیگا اور ملائکہ سے بلند تر ہو گئے تو کیا ہوں گے کوئی بتا نہیں سکتا ہم اسی کلیت میں جا ملیں گے جس میں کہ ہم پہلے تھے کیا ہمیں نہیں بتایا گیا کہ ہم اسی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

بنی آدم کے درمیان آپ نے بے لاگ انصاف کی تعلیم دی قبل اس کے کہ عیسائی دنیا اس لفظ کے صحیح مفہوم سے آشنا ہوتی اور جبکہ بذریعہ جنگ اور امتحان آتش عام تھے قضایا کے فیصلے منظم محکموں کے ذریعہ سنائے جاتے تھے جو آج ہی جا پہ یورپ کے عدالتی فیصلوں کے ساتھ برابری کا دعویٰ رکھتے ہیں۔

قانونی دعاوی فقہائے اسلام کا جنہیں آجکل مغربی دنیا غیر تربیت یافتہ کہتی ہے کہ نظریاتی فقہ کہتی ہے حالت موجودہ پر منطبق کرنے کے لئے کم ضرورت اصلاح و تعدیل کی پائی جاتی ہے۔

عالم اسلام کے عام جمود کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اس معلم اعظم اور آقائے نامدار کی تعلیمات کی غلط تفسیر کر لی ہے پیروان اسلام نے صرف لفظوں کو لے لیا ہے اور معنوں کو چھوڑ دیا ہے اور غیر ضروری باتوں کو لیکر آپس میں جنگ و جدال میں مشغول ہیں ضروریات کو ہم نے ترک کر دیا ہے۔

ہمارے رسول نے محنت کی فضیلت کو سراہا تھا آپ سے اسے ذلیل سمجھ رکھا ہے آپنے کفایت شعاری کا خیرات کا مصیبت زدوں اور تکلیف زدوں کو مصیبت اور تکلیف سے چھڑانے کا سبق دیا تھا آج ہم اسراف کے عادی ہیں مصیبت زدوں کے کراہنے کی آواز کو سنتے ہیں تو کانوں پر ہاتھ رکھ لیتے ہیں آپنے ارشاد فرمایا کہ علم سیکھو اگر اس کے لئے چین ہی جانا پڑے آج ہمیں اس کے سیکھنے سے انکار ہے حالانکہ وہ ہمارے دروازہ پر موجود ہے اسلام زندہ ہے مگر اس کے پیرو اس کی حقیقت سمجھنے سے قاصر ہیں اسلام اس وقت صرف اس روح کی احیاء چاہتا ہے جو آنحضرت صلعم کے زمانہ میں پائی جاتی تھی عیسائی دنیا اپنے کلیساؤں میں تجدید و اصلاح کی متمنی ہے لا غوث کرتی جدا ہی کہ یورپ میں باقی ہر بعضوں کے دل و دماغ کی خواہشوں اور شوق طلب کو تسکین و تشفی بخشتی ہے کہ بہترین مفکرین اس خالق ارض و سما اور اس عقل کل کی معرفت کا شعور چاہتے ہیں یہ مقصد تخلیق کی تصدیق کے طالب ہیں یا کائنات میں قانون نظم و ترتیب کا اعتراف کرنا چاہتے ہیں حضرت مسیح کی تعلیم کے عزل و ابطال سے نہیں بلکہ اسی کی اتباع میں کہ حیات روحانی

پھر سے دنیا میں جلوہ گر ہو جائے اور دلالت کرے اس قانون پابندی کی طرف کہ خدمت بنی آدم بہترین عبادت ہے جو مقبول بارگاہ خداوندی ہے۔

کلام خدا کا اثر دیکھ لینا ، وہ آئینگے تھامے جگر دیکھ لینا

محبت ، عداوت ، دشمن کی تباہی ، ترقی روزگار کا عمل

عمل ۱ سفلی ہر مذہب والا عامل بن سکتا ہے۔ مسلمانوں کیلئے مناسب نہیں۔ **عمل نمبر ۲** علوی صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص ہی کامل بیس سال کا تجربہ کبھی سر نیچا نہیں گے جب ملاش تھی ہزاروں روپے برباد کئے اب میں خدا کو حاضر و ناظر جانکر اور گواہ بنا کر یہ کہ دکانت قلیل ہدیہ پر ان کا اعلان کرتا ہوں تاکہ سب امیر و غریب فائدہ اٹھا سکیں جن بھائیوں کو میری گذارش پر اعتبار ہو اور ساتھ ہی ایک حلف نامہ اس اقرار کا ارسال کریں کہ اپنی ذات کے سوا کسی دوسرے کو نہ بتائینگے طلب فرمائیں۔

عمل ۱ اس عمل کے پڑھنے میں پندرہ منٹ صرف ہوتے ہیں اس کا عامل ایک سال اس پر قابض رہتا ہے دوسرے سال کے دوبارہ پندرہ منٹ صرف کر کے عمل پڑھنا ہے اس کے بعد انشاء اللہ صرف تین منٹ میں تین مرتبہ پڑھکر مطلوب کو تابعدار بنایا جا سکتا ہے ہدیہ معہ اجازت تین روپے

عمل نمبر ۲ علوی یہ ایک آیت قرآنی باموکل کا عمل ہے اکتالیس سیاہ مرچوں پر اکتالیس اکتالیس مرتبہ پڑھی جاتی ہیں اور مرچیں آگ میں ڈالی جاتی ہیں اور مرچیں جلتی ہیں اور محبوب کے دل میں آتش محبت بھڑکنے لگتی ہے سات دن میں انشاء اللہ محبوب آپکے آگے سرنگوں ہوگا۔ ہدیہ صرف دو روپے **عمل نمبر ۳ برائے ترقی روزگار** یہ عمل ترقی تجارت ترقی معاش و ملازمت اور اس کی ترقی کے لئے عجیب و غریب ہے ہفتہ میں صرف چہارشنبہ کو پڑھا جاتا ہے پڑھنے میں آدھ گھنٹہ صرف ہوتا ہے اس کی برکت سے روزی روزگار میں ترقی ہوتی ہے کہ اللہ کی قدرت کا کرشمہ نظر آتا ہے ایک روپیہ چار آنہ نذرانہ ہے عمر بھر میں دس آدمی پڑھنے کی اجازت لے سکتے ہیں۔

عمل عداوت یہ عمل دو شخصوں کے درمیان عداوت و دشمنی ڈلوانے کے لئے نہایت مجرب ہے صرف پندرہ منٹ کی پڑھائی سات یوم میں کامیابی ہوتی ہے جائز ضرورت کے لئے طلب کیا جائے ورنہ گنہگار ہوں گے۔ نذرانہ عہ **عمل تباہی دشمن** یہ عمل تباہی و بربادی دشمن کے لئے بہترین عمل ہے آدھ گھنٹہ یومیہ محنت کی پڑھائی ہے جائز ضرورت کے لئے طلب کیا جائے ورنہ گنہگار ہوں گے ہدیہ ایک روپیہ چار آنے عہ ان تمام عملیات کے پڑھنے میں نہ کسی قسم کا خوف و خطر نہ دقت نہ پرہیز نہ اپنے مکان سے باہر جانے کی ضرورت جو صاحب عمل ۱ و ۳ ایک ساتھ طلب فرمائینگے تو ان سے دونوں کا ہدیہ صرف چار روپے لیا جائیگا اگر روپیہ بذریعہ منی آرڈر روانہ کریں تو محصول ڈاک معاف۔ عمل لفافہ میں بذریعہ رجسٹری یا وی پی بھیجا جائیگا ملنے کا پتہ

فضل شاہ عامل پوسٹ بکس ۵۴ دہلی

اتباع

(از جناب مولوی محمد الدین صاحب ڈسکہ)

اتباع یعنی تابعداری کرنا انسانی صفات میں سے ایک ہے جو ہر فرد بشر میں پائی جاتی ہے خواہ وہ اپنے محل یا وقوع سے غلط ہو یا درست. فطرتاً ضعیف البنیان انسان بنوائے خلق الانسان ضعیفا بوجہ اپنی کمزوری اور اپنی محتاجی کے اس پر مجبور کیا گیا ہے دنیا میں انسان کی اعلیٰ سے اعلیٰ حالت بزعم باطل خود مصنوعی خدا بننا اور اپنے آپ کو خدا کہلانا ہے مگر اس میں انسان بوجہ اپنی جبلی کمزوری کے چونکہ دوسرے کا محتاج ہے اس لئے کسی نہ کسی پہلو میں وہ بوجہ اپنے وزرا امرا وغیرہ وغیرہ کے حسب مرضی کام کرنے کے جن کے بل پر اس کی خدائی کا مدار ہے تابعدار ہے. کبریا بڑائی یا نا تابعداری صرف ذات ربی یعنی پروردگار عالم کا حق ہے اور اسی کو سجتا ہے دنیا میں خداوند کریم نے ہر ایک انسان کو آپس میں ایک دوسرے کا محتاج بنایا ہے اور کل مخلوقات عالم نوع انسانی کی منافع پیدا کی گئی ہیں یہی وجہ ہے کہ انسان موجودات عالم کو اپنے بس میں یا اپنے قابو میں کرسکتا ہے اور ان کو اپنا تابعدار بنا سکتا ہے اور اپنے اتباع پر انہیں مجبور کرسکتا ہے اسی طرح سے موجودات عالم میں انسانی ہستی ہے جو اپنی مختلف حیثیتوں اور مختلف مدارج کے لحاظ سے ایک دوسرے کے محتاج اور ایک دوسرے کا ماتحت ہے اور جس قدر کوئی شخص اپنے اخلاق وعادات اور خو بو کے لحاظ سے دوسرے انسانوں سے فائق ہوتا ہے اس لحاظ سے وہ صدارت کی گدی پر بیٹھا ہوا اور سرداری کا منبع ہوتا ہے اور ان پر حکمران بھی یہی وہ مقام ہے جہاں سید القوم خادمہم کے معنی کھلتے ہیں اور خادم اور مخدوم کے معنوں کا بھید ظاہر ہوتا ہے.

اگرچہ ہر طرف اتباع اتباع کی پکار ہے مگر درحقیقت اتباع میں پورا اتر کر ہی انسان سید القوم کے خطاب سے مخاطب ہونے کے لائق ہوتا ہے دنیا میں جدھر دیکھو یہی چرچا ہے اور یہی دھوم دھام ہے ہر ایک شخص بظاہر نہیں تو درحقیقت ایک دوسرے کی خدمت کا جوا اٹھائے ہوئے ہے اگرچہ نیت ٹھیک نہ رکھنے کی وجہ سے وہ اس کے ثواب سے محروم ہے. کسان نے سارے جہان کے خورد و نوش اور پوشش کے متعلق جوا اپنی گردن پر رکھا ہوا ہے دکاندار اعلیٰ سے اعلیٰ اشیا دوسرے بھائیوں کے آرام و آسائش کے واسطے جمع رکھتا ہے معلم تعلیم دیتا ہے ہنرور ہنر سکھاتا ہے وغیرہ وغیرہ مگر ان کی نیت چونکہ صرف اپنے پیٹ پالنے کے لئے کام کرنا اور روپیہ کمانا ہوتی ہے اور دنیا میں عزت و مرتبہ حاصل کرنا اور نفس کو موٹا کرنا اور عیش و عشرت دنیا حاصل کرنا اور ایک دوسرے سے مال و املاک سونے چاندی وغیرہ میں بڑھنا ہوتی ہے جیسا کہ خداوند کریم کلام مجید میں فرماتے ہیں انما الحیوۃ الدنیا لعب و لهو و زینة و تفاخر بینکم و تکاثر فی الاموال و الاولاد ... الخ اور ایک جگہ سونے چاندی کے بیان کے بعد والخیل المسومۃ والانعام والحرث ذلک متاع الحیوۃ الدنیا ... الخ آتا ہے وغیرہ اس لئے ان کا یہ کام کرنا اور دوسرے بھائی کی خدمت کرنا ثواب دارین اور سعادت دارین حاصل کرنا اور خوشنودی خدا کا باعث نہیں ہوتا لہٰذا جو نیت ان کی ہوتی ہے وہیں تک ان کا ثواب یا عذاب محدود رہتا ہے اور نہ اس میں کسی کی اتباع یا تابعداری پائی جاتی ہے کہ اگر نیت نیک ہوتی تو ان کے بدلے ثواب کا کچھ حصہ بھی باقی نہیں رہتا اور اگر یہی سب کام خلق خدا کی خدمت کی نیت سے کئے جائیں اور خالص خوشنودی خدا ان کے کرنے میں مدنظر ہو تو یہ کام ہم خرما و ہم ثواب کے مصداق ہوں اور دوسرے بھائی کی خدمت اور تابعداری سب کچھ اس میں آجائے. اتباع کے مفہوم کو اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو چونکہ اتباع میں تابعداری اور محبت اور خدمت سب کچھ شامل ہے اس لئے اتباع کا لفظ ان سب امور پر حاوی ہے جو قبل ازیں بیان ہو چکا ہے پھر یہ کہ اگرچہ دنیا میں درحقیقت ہر ایک شخص دوسرے کا ظاہر اور پوشیدہ میں محتاج ہے اور محتاجی تابعداری کو چاہتی ہے مگر پھر بھی اگر حکماً دوسرے کو اپنے اتباع کے لئے مجبور کیا جائے تو دوسرے کو سوائے اکڑ بیٹھنے اور انکار تابعداری کے کوئی بات حاصل نہیں ہوتی اس صورت میں کسی کا کسی کو تابعدار ہونا یا اسکی اتباع میں رہنا پسند نہیں کرتا سوائے بادشاہ وقت یا اس کے مقرر کردہ اہلکاروں کے جو گاؤں کے چوکیدار سے لیکر اعلیٰ سے اعلیٰ گورنر یا گورنر جنرل وغیرہ تک ہوتے ہیں چونکہ ان لوگوں کو ملک کا انتظام کرنا ہوتا ہے اس لئے بعض بخوشی ان کی حکومت کے حامی و مددگار بنکر اور بعض طوعاً و کرہاً اتباع اختیار کرتے ہیں اور چونکہ مرضی خداوندی یہی ہے کہ دنیا کا انتظام بظاہر الگ الگ ٹکڑے زمین میں بادشاہوں کے متعلق ہو اس لئے خداوند کریم کی عین مرضی کے مطابق ابتدائے دنیا سے قریب قریب ایسا ہی انتظام چلا آتا ہے اگرچہ گردش زمانہ میں کبھی ایک کو بٹھا دیتی ہے اور اس کے بجائے دوسرے کو بٹھا دیتی ہے. مگر یہ سب حکماً اتباع ہے جس کا دنیا میں رواج ہے اور اس کے نہ ہونے اور قانونوں کی پیروی جو بادشاہ وقت نے جاری کیا ہو نہ کرنے والے کے لئے ہر وقت اور ہر آن تشدد بادشاہی جو پولیس خواہ فوج کے ذریعہ سے ہو تیار ہے قرآن شریف میں بھی اس کے لئے سخت تاکید آئی ہے. چنانچہ حکم ہے یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم اے ایماندارو تابعداری کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی اور جو تم میں سے صاحب حکم ہو. اب اس عام تابعداری کے بعد خواہ حکماً ہو یا بغیر تشدد و حکم کے آپس میں برادرانہ اتباع ہو. اب خاص تابعداری شیخ سعدی فرماتے ہیں ؎

پادشاہ پاسبان درویش است — گرچہ نعمت بفر دولت اوست
گوسفند از برائے چوپان است — بلکہ چوپان برائے خدمت اوست

توجہ کیجئے جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے یہ تو اظہر من الشمس ہے کہ انسان حاکم و محکوم دونوں حالتوں میں دنیا میں زندگی بسر کر رہا ہے مگر جس اتباع کا میں اب ذکر کرنے لگا ہوں حاکم و محکوم سب کے لئے واجب بلکہ فرض ہے دنیا کا کوئی فرد بشر اس اتباع سے آزاد نہیں ہر ایک کی گردن پر یہ جوا ہے اور اس جوئے کے گردن پر رکھنے اور صدق دل سے اس کو نباہنے اور اس میں پورے اترنے کا نام ہی انسانیت ہے اگرچہ بعض نافرمان فرمانبردار بننا پسند کرتے ہیں آزاد ہو کر اس جوئے کو اتار پھینکتے ہیں مگر یہ ان کا نالائق پن ہے وہ دین و دنیا میں خواری اور ذلت اٹھاتے ہیں. اس اتباع کا نام اللہ اور اس کے رسول کا اتباع ہے جس کی

ذیل میں مقبولان خدا عاشقان رسول فدایان ملت محمدیہ بھی شامل ہیں کیونکہ اس سلسلہ میں علمائے دین محمدیؐ جس کے بارے میں حدیث رسول ہے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے اتباع اور بہر رسول کے اتباع سب اتباع اور تابعداری خداوندکریم ہے کیونکہ فرمایا گیا ہے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ جس نے تابعداری کی رسول کی پس تحقیق تابعداری کی اس نے اللہ کی اور اللہ کی تابعداری کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے جیسا کہ مرقوم ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون نہیں پیدا کیا میں نے انسانوں کو اور جنوں کو مگر واسطے عبادت کے جو عین تابعداری ہے کیونکہ بدون خلوص نیت کے عبادت کا ہونا نہ ہونا برابر ہے اس سے معلوم ہوا کہ انسان کے لئے سب سے ضروری اتباع اتباع خدا و رسول ہے مگر یہ اتباع بجز محبت دلی ناممکن ہے خداوندکریم قرآن مجید میں فرماتے ہیں قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم یعنی کہدے اے اللہ کے رسول اگر تم اللہ کے ساتھ محبت کرنے کا دعویٰ کرتے ہو تو میرا اتباع کرو میرے قدم بقدم چلو میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ اور ما اتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا پر عمل کرو اس کے صلہ میں خداوندکریم تمہارے ساتھ محبت کریں گے اور تمہارے بن جائینگے اور تمہارے گناہوں کو بخشیں گے دیکھئے اس آیت شریف میں خداوندکریم نے اتباع کو محبت حاصل ہونے کا ذریعہ ٹھیرایا ہے اور محبت ہونے کا ثبوت بھی اتباع ہی سے لیا یعنی اگر تم اللہ اور اللہ کے رسول کے احکام کے پورے پورے متبع رہو اور دل وجان سے ان احکام پر فدا ہو اور ان پر عامل بھی ہو تو تمہاری محبت کا دعویٰ بھی سچا ہے ورنہ سب کچھ جھوٹا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اتباع کرنے سے خداوندکریم بھی ہمیں پیار کی نظر سے دیکھنے لگ جاتے ہیں اگرچہ پہلے بھی ہماری پرورش وغیرہ امور سب انھیں کے متعلق ہیں مگر جیسا کہ ایک شخص کی اولاد زیادہ ہو ان میں سے ان کی پرورش کا کفیل تو سب کا ہوتا ہے مگر پیار سب کے ساتھ ہونا ضروری نہیں جیسا کہ حضرت یعقوبؑ اپنے بارہ لڑکوں میں سے حضرت یوسفؑ کے ساتھ زیادہ پیار رکھتے ہیں اسی طرح سے خداوندکریم اتباع کرنے والے انسانوں کے ساتھ زیادہ پیار کرنے لگتا ہے اور ان کا بن جاتا ہے کیونکہ اتباع کرنے والے محسنین کے نام سے پکارے جاتے ہیں اور اللہ جل شانہ بحکم واللہ یحب المحسنین نیکی کرنے والوں اتباع کرنے والوں کا دوست ہے اور ان سے محبت رکھتا ہے۔ اب یہ سنو کہ خدا و رسول کی پوری اتباع حاصل ہونے کے ذرائع کیا ہیں ان میں سب سے اعلیٰ ذریعہ اپنے بدکاموں سے توبہ کرنا اور علائق دنیاوی جو گناہ یا نافرمانی خدا میں باعث کرنے والے ہیں ان سب سے ہٹ کر خدا کی طرف رجوع کرنا ہوتا ہے اور ہر وقت پاک وصاف رہنا اور ظاہری پاکیزگی کے ساتھ دل کی پاکیزگی روحانی پاکیزگی کا بھی خیال رکھنا علاوہ ازیں اوامر ونواہی خداتعالیٰ کا خیال رکھنا اور ان پر دل وجان سے عمل کرنا اتباع میں شامل ہے بغیر اوامر ونواہی کی پوری طرح خیال رکھنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کے اتباع کا دعویٰ صرف دعویٰ ہی دعویٰ ہے اور صرف زبانی جمع خرچ ہے جس میں کوئی مغز نہیں کوئی اثر نہیں کوئی فائدہ نہیں مناسب تو یہ تھا کہ نفس اتباع میں سلف صالحین کے نمونے دیتا اور ان کے اتباع کی مثالیں دیکر آپ لوگوں کے سامنے اتباع کی پوری شکل من وعن رکھدی جاتی افسوس کہ مضمون طویل ہوگیا اور اس کی گنجائش نہیں۔

کام شروع کرنیسے پہلے

انجام معلوم کرو

ہر کام شروع کرنے سے پہلے مسنون طریقہ یہ ہے کہ استخارہ کرلیا جائے اگر اس کام کا انجام اچھا ہو تو اسے شروع کیا جائے ورنہ ترک کردیا جائے۔ بزرگان دین نے محض اس خیال سے کہ مسلمان نجومیوں رمالوں اور کاہنوں کے پھندے میں پھنسکر اپنے ایمان کو خراب نہ کریں ایسے ایسے صحیح فالنامے لکھے ہیں کہ جن سے ہر کام کا انجام معلوم ہوسکتا ہے۔

ان بزرگوں میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی جو بڑے پایہ کے صوفی عالم گذرے ہیں انہوں نے ایک فالنامہ بنام استخارہ قرآنیہ عربی میں لکھا تھا جس سے ہر کام کا انجام قرآن مجید کی آیت سے معلوم ہوسکتا ہے۔ ہم نے اس کا ترجمہ کرکے اس کے ساتھ قرعۃ الانبیا یعنی فالنامہ پیغمبران اور فالنامہ اولیائے کرام فالنامہ حضرت غوث الاعظم فالنامہ دیوان حافظ ودیگر فالنامے ایسے اعلیٰ اور مستند شامل کردیئے ہیں یہ فالنامے ایسے صحیح ہیں کہ ان سے ہر ایک کام کا انجام معلوم ہوسکتا ہے۔ اس فالنامہ کا نام

فالنامہ ناصری

ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ ایسی عمدہ اور مستند فالناموں کی کتاب اس سے پیشتر شائع نہیں ہوئی لیکن چھپائی کاغذ اعلیٰ ٹائٹل رنگین قیمت آٹھ آنے (۸/)

پتہ حمیدیہ پریس - دہلی

ساوتری

ایک ہندو خاندان کا تبلیغی مقاصد کیلئے بہترین فسانہ

جس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ ایک اچھا بھلا ہندو خاندان اسلام کی حقانیت سے متاثر ہوکر کس طرح مسلمان ہوگیا اور کفر وشرک کے مقابلہ میں ایک نومسلم خاتون نے کس طرح ہزارہا مصیبتیں برداشت کرکے اور باوجود بچہ ہونے کے داغے جانے کے آخر وقت تک مسلمان رہی یہ افسانہ تمام ہندوستان میں مقبول ہوچکا ہے اور ہمعصر معارف اعظم گڈھ اور الجمعیۃ دہلی نے خاص طور پر اچھی تنقیدیں لکھی ہیں۔

ان اہل خیر حضرات کے لئے جو اس فسانہ کو تبلیغی مقاصد کے لئے منگانا چاہیں اور ایک بڑی تعداد ناواقف مسلمانوں میں مفت تقسیم کرکے ثواب دارین حاصل کرنے کے متمنی ہیں ان کے لئے مخصوص رعایت کا اعلان کیا جاتا ہے کہ ان کو

ساوتری

کی ۲۵ جلدیں چار آنے فی روپیہ کمیشن کے حساب سے دی جائینگی۔ صاحب ثروت مسلمانوں کو جلد توجہ کرنی چاہیئے۔ ایک جلد کے خریدار کے لئے قیمت آٹھ آنے اور محصول ۵/

ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس - دہلی

حسنِ ظن

(از جناب محمد عبدالبصیر عشرتی آزاد سیوہاروی "مولوی فاضل" رکن ندوۃ اشاعت عربی حیدرآباد دکن)

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید ان بعض الظن اثم بیشک بعض بدگمانیاں گناہ ہیں۔

آپ نے بہت سوں کو کہتے ہوئے سنا ہوگا کہ فلاں شخص کو فلاں شخص سے بہت حسن ظن ہے اور فلاں شخص فلاں شخص کی جانب سے بہت بدظن ہے مگر کبھی آپ نے اس پر بھی غور کیا کہ یہ حسن ظن اور سوء ظنی کیا چیز ہے اور اس کے کیا کیا منافع ہیں اور کیا کیا نقصان آؤ آج ہم اس فرصت میں اس پر کلام کریں دیکھو حسن ظن میں دو لفظ ہیں ایک حُسن جس کے معنے اچھا دوسرا ظن جس کے معنے گمان یعنی اچھا گمان اچھا خیال اسی طرح سوء ظن میں دو لفظ ہیں ایک سوء جسکے معنے بُرا دوسرا ظن جس کے معنے گمان یعنی بُرا خیال بُرا گمان۔

نیز اخلاق و عادات بھی ایسی اشیاء ہیں جن کی اچھائی بُرائی پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم فلاں کی جانب سے حسن ظن رکھتے ہیں اور فلاں کی جانب سے سوء ظنی یہی وجہ ہے کہ اگر ہم کسی کو شراب یا ایسی چیز جو کہ نشہ لاتی ہو (مثلاً سیندھی۔ تاڑی۔ افیون۔ گانجہ چرس وغیرہ وغیرہ) پیتے ہوئے دیکھتے ہیں یا مرغ۔ بٹیر۔ مینڈھے لڑاتے اور کوڑیاں۔ شطرنج۔ گنجفہ کھیلتے یا کسی امر مکروہ یا حرام میں مبتلا پاتے ہیں تو ہمارا وہ حسن ظن جو ایک زمانہ سے اس کے ساتھ وابستہ تھا فوراً رخصت ہو جاتا ہے اور ہم اسکی طرف سے اس درجہ بدظن ہو جاتے ہیں کہ اس کی صورت تو دیکھنا درکنار اپنی محفل میں اس کا ذکر تک آنا گوارا نہیں کرتے اور اپنے بال بچے اور عزیز و اقارب دوست و احباب کو انتہائی تاکید کر دیتے ہیں کہ اس کی صحبت سے بچیں غور کرنیکا مقام ہے کہ جس شخص کی تعریف کے ابھی ہم پل باندھ رہے تھے جس کی جانب ہمارا حسن ظن اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ ہم اس کو اپنا مخلص دوست سمجھتے تھے جس کی محبت سے ہمارا گوشۂ دل لبریز تھا آج کس چیز نے ہم کو اس درجہ بیزار اور نفرت کرنے والا بنا دیا کیا وہ اس کے اخلاق و عادات کا خراب ہو جانا نہیں۔

الغرض اس تمام گفتگو سے معلوم ہوا کہ ہمارے حسن ظن و سوء ظنی کا تعلق دوسروں کے اخلاق و عادات سے ہے بس اگر کسی کی یہ تمنا ہے کہ اس کی جانب لوگ حسن ظن سے پیش آئیں اور اسکی قدر و منزلت کریں تو اس کا فرض اولین ہے کہ وہ اپنے اخلاق و عادات کو سُدھارے اور شریعت کے دائرے سے باہر قدم نہ نکالے تلک حدود اللہ فلا تقربوھا یہ اللہ تعالیٰ کے حدود ہیں اس کے قریب بھی نہ جاؤ یعنی ان کی حد نہ توڑو ومن یتعد حدود اللہ فقد ظلم نفسہ یہ اللہ کی قرار دی ہوئی حدیں ہیں جو شخص ان سے باہر قدم نکالیگا وہ اپنے اوپر ظلم کریگا۔

ہاں سوء ظنی کا ایک سبب اور ہے اور وہ خود ہمارے اخلاق و عادات و اطوار کا شریعت کے خلاف ہونا ہے جیسا کہ حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص اپنے بھائی کی طرف بدگمانی نہیں کرتا مگر وہ اپنی حالت کا خود اس طرح اظہار کرتا ہے دیعنی اپنی طرح دوسروں کے بھی زانی۔ شرابی۔ جواری۔ جھوٹا۔ دغاباز۔ فریبی خیال کرتا ہے، حضرت شیخ محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ جس شخص نے دوسرے کی طرف بدگمانی کی گویا کہ اس نے اس امر کو ظاہر کر دیا کہ میں خود ایسا ہی ہوں کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے المومن مرآۃ المومن ایک مومن دوسرے مومن کے لئے مثل آئینہ کے ہے اگر آئینہ اچھا ہے تو اس میں صورت بھی اچھی نظر آئیگی اور اگر آئینہ کی پالش خراب ہے تو اس میں اچھی خاصی بھلی صورت بھی نہایت بھدی اور بُری معلوم ہوگی اس میں صورت کا کچھ قصور نہیں بلکہ آئینہ کا قصور ہے بس اگر ہماری تمنا ہے کہ سوء ظنی جیسی بُری چیز سے بچیں تو ہمارا فرض اولین ہے کہ ہم اپنے اخلاق و عادات و اطوار و طرز عمل کو بالکل شرع شریف کے موافق کریں اور اس درجہ منہیات سے اپنے آپکو بچائیں کہ معمولی سے معمولی منکر شئے (جس کو شرع شریف نے ناپسند قرار دیا ہو) کے بھی مرتکب نہوں اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے جبکہ ہم ریاضت مع مجاہدہ نفس کے کریں یعنی فرائض خمسہ روزہ۔ نماز۔ حج۔ زکوٰۃ۔ جہاد کے علاوہ عبادات نفلیہ مثلاً صلوٰۃ چاشت و اشراق و اوابین و تہجد وغیرہ وغیرہ کو پابندی سے پڑھیں اور اسی طرح ذکر خفی و جلی اور مراقبہ کریں اور صوم نوافل کو رکھتے ہوئے ہر سانس پر موت کا دھیان رکھیں اور علوم دینیہ (یعنی فقہ اصول فقہ حدیث۔ اصول حدیث تفسیر تجوید علم کلام تاریخ اسلام و کتب تصوف وغیرہ وغیرہ) سے اپنے آپ کو مزین کریں اور اخیار (یعنی علماء و صلحاء) کی صحبت کو لازم گردانیں کیونکہ اس سے حسن ظنی کا انتہائی درجہ حاصل ہوتا ہے صحبۃ الاخیار تورث حسن الظن بالاشرار (صلحاء کی صحبت اس درجہ حسن ظن کو پیدا کرتی ہے کہ اشرار کے متعلق بھی حسن ظن ہی ہونے لگتا ہے) اور صحبت اشرار (یعنی شراب خور، سیندھی خور، سود خوار، رشوت خور، زانی۔ جھوٹا۔ تارک صلوٰۃ وغیرہ وغیرہ) سے قطعی اجتناب کریں کیونکہ اس سے سوء ظنی کا مادہ انتہا درجہ تک عروج کرجاتا ہے یہانتک کہ بڑے بڑے علماء و صلحاء و صوفیائے کرام کی جانب سے سوء ظنی پیدا ہونے لگتی ہے صحبۃ الاشرار تورث سوء الظن بالاخیار برے آدمیوں کی صحبت حسن ظن کے مادہ کو اس درجہ فنا کر دیتی ہے کہ بڑے بڑے متقی و پرہیزگار اصحاب کی جانب سے سوء ظنی ہونے لگتی ہے بلکہ یہ سوء ظنی ترقی کرتے کرتے انسان کو اللہ و رسول کی جانب سے بھی (معاذاللہ) بدظن کر دیتی ہے جیسا کہ منافقین و مشرکین کے دلوں میں اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے سوء ظنی پیدا ہوگئی تھی جس کے متعلق یہ وعید آئی۔

ویعذب المنافقین والمنافقت والمشرکین والمشرکت الظانین باللہ ظن السوء علیہم دائرۃ السوء غضب اللہ علیہم ولعنہم واعد لہم جہنم وساءت مصیرا۔

اور تاکہ منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب کرے جو اللہ سے بدگمانی کرتے ہیں انہی پر بُری گردش ہو اور ان پر اللہ کا غصہ ہوا اور ان پر لعنت کی اور ان کے لئے جہنم تیار کی۔

بل ظننتم ان لن ینقلب الرسول والمومنون الی اھلیھم ابدا وزین ذلک فی قلوبکم وظننتم ظن السوء وکنتم

بلکہ تم نے یہ سمجھ لیا تھا کہ یہ پیغمبر اور ایمان والے کبھی پھر کر اپنے گھر کی طرف نہ آئیں گے اور یہ بات تمہارے دلمیں بھلی معلوم ہوتی ہے اور تم نے بدگمانی کی اور

تو مثا بوسا۔ غارت ہو جانے والے لوگ ہو

یہی سوء ظنی وہ چیز ہے جو انسان کے دل میں کبر، عجب، حسد، طلب الریاستہ علو فی الناس اور ریا کو پیدا کرتی ہے اسی سوء ظنی کا طفیل ہے کہ آج بہت سے انسان اپنے خون کے پیاسے نظر آتے ہیں اور بہت سے خاوند اپنی پیاری بیویوں کے جان لیوا دکھائی دیتے ہیں اور بہت سے باپ بیٹے اور بھائی بہن ایک دوسرے کے خون کے پیاسے معلوم ہوتے ہیں اسی سوء ظنی کا صدقہ ہے کہ بڑی بڑی سلطنتوں میں وہ وہ فوج آرائیاں اور خونریزیاں ہوئیں کہ کشتوں کے پشتے لگ گئے خون کی ندیاں بہ گئیں ہزار ہا عورتیں بیوہ ہو گئیں لکھو کھا بچے یتیم ہو گئے بہت سے گھروں کے دروازے بند ہو گئے اور لکھو کھا بستیاں ویران ہو گئیں اسی سوء ظنی کی برکات ہیں کہ بچاسوں امرا تجار مقدمات لڑا تے لڑا تے دیوالیہ اور بھیک مانگنے کے قابل ہو گئے حالانکہ اگر تحقیقات کی جائے تو معلوم ہو جائیگا کہ حقیقت حال کچھ بھی نہیں کاش ہم حسن ظن جیسی پیاری تعلیم پر عمل پیرا ہوتے جس کی تعلیم ہم کو ان پیارے الفاظ میں دی گئی تھی۔

حضرت ابو ہریرہ رض سے مروی ہے کہ عمدہ عبادات میں ایک عبادت حسن ظن ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ انسان کی عمدہ عبادات میں سے اچھی عبادت حسن ظن ہے۔ حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اس امر کو محبوب رکھتا ہو کہ اس کا خاتمہ اچھا ہو تب اس پر ضروری ہے کہ وہ آدمیوں کے ساتھ حسن ظن سے پیش آئے۔ ابوالنصر بشر الحافی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس شخص کی یہ خوشی ہو کہ وہ آفات سے محفوظ رہے اس پر لازم ہے کہ خاموشی کو اختیار کرے اور مخلوق خدا کے ساتھ حسن ظن سے پیش آئے۔ حضرات صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہے کہ اپنے بھائیوں کے روبرو اپنی طاقت کے موافق ان کے اخلاقی و عادات پر خوش اسلوبی سے تنقید کرو اور جس قدر تم سے ان کے ساتھ مجادلہ کیا جانے کرو مگر غیبت میں ان پر حملہ نہ کرو بلکہ ان کے اقوال و افعال کو حسن ظنی پر محمول کرو۔

شیخ ابو المواہب الشاذلی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص تمہارے سامنے اپنی قوم کی تعریف کرے تو اس کے انکار میں جلدی نہ کرو کیونکہ یہ علامت جہل اور سوء ظنی کی ہے بلکہ حسن ظن کو کام میں لاؤ اور گمان کرو کہ واقعی اس قوم کے افعال و اقوال عمدہ ہوں گے جب تو یہ تعریف کرتا ہے اور اس کا اپنی قوم کی تعریف کرنے سے یہ مقصد ہے کہ ہماری قوم بھی عمدہ افعال کرنے میں اس کی قوم کی اقتدا کرے تاکہ وہ بھی تعریف کی مستحق بنے۔ ظن المومنین خیرا......

تو آج ہماری یہ خستہ حالت نہ ہوتی اور اس طرح آج ہم دینی و دنیوی اعتبار سے خسارہ میں نہ ہوتے مگر ابھی وقت نہیں گیا اگر اب بھی ہم خواب غفلت سے جاگ گئے تو سمجھ لو کہ بیڑا پار ہے والسلام علی من اتبع الہدی۔

سلسلہ تعلیم الاسلام

بعض اہل خیر حضرات سے اس خیال میں کہ ابتدائی مذہبی تعلیم کے لئے کوئی بہترین رسالہ جن سے بچوں کی تعلیمی استعداد ترقی کے ساتھ مسائل دینیہ بھی ذہن نشین ہو تے جائیں تالیف کئے جائیں انہوں نے حضرت فاضل علامہ مولانا مولوی کفایت اللہ صاحب صدر مدرس مدرسہ امینیہ دہلی کی خدمت میں اپنا خیال پیش کیا حضرت ممدوح نے مسلمان بچوں کی تعلیمی ضرورت کا لحاظ فرما کر تعلیم الاسلام کے نام سے مذہبی تعلیم کے لئے بہترین نصاب تیار فرمانا شروع کیا۔ مولانا ممدوح ایک فاضل مفتی اور جمعیتہ علمائے ہند کے صدر ہیں مسائل فقہیہ میں آپ کی مہارت تمام ہندوستان میں مشہور و معروف ہے بچوں کی حالت اور ضرورت سے بھی آپ پورے طور پر واقف ہیں۔

تعلیم الاسلام میں عبارت کی آسانی اور مضامین کی ترتیب کا خاص طور سے لحاظ رکھا گیا ہے بچوں کے اخلاق و عادات پر برا اثر ڈالنے والے الفاظ سے احتراز کیا گیا ہے اسی طرح مسائل بھی تدریجی طور پر مختلف نمبروں میں بیان کئے گئے ہیں تاکہ بچوں کے ذہن آسانی کے ساتھ قبول کرتے جائیں طریقہ بیان بطور سوال و جواب کے رکھا گیا ہے تاکہ بچوں کا دل لگ جائے اور اچھی طرح یاد کر لیں۔

ان رسالوں سے پہلے پڑھانے کے لئے ایک قاعدہ بھی مفتی صاحب نے مرتب فرمایا ہے۔ بہر حال مذہبی تعلیم کے لئے یہ سلسلہ بہت مفید اور معتبر ہے جس کی خوبیاں دیکھنے اور تجربہ کرنے سے معلوم ہوں گی۔

اب تک اس سلسلہ کے رسالوں کی مجموعی تعداد دو لاکھ انتیس ہزار چھپ چکی ہے اور اب تک مدارس اسلامیہ اور قومی سکولوں کے درس میں داخل کر لیا گیا ہے۔ برما بنگال یوپی پنجاب۔ گجرات میں خصوصیت کے ساتھ پسند کیا گیا ہے اور بیرون ہند افریقہ وغیرہ میں برابر جارہا ہے ان رسالوں کی گجراتی۔ بنگالی۔ برہمی۔ اردو۔ مرہٹی زبانوں میں بھی ترجمہ ہو گیا ہے۔ بعض اہل خیر کا یہ خیال بھی ہو رہا ہے کہ انگریزی میں بھی ترجمہ کرایا جائے۔ یہ مقبولیت عامہ کی کھلی اور روشن دلیل ہے۔

قاعدہ کے علاوہ چار نمبر اب تک تیار ہو چکے ہیں ان چاروں نمبروں میں عقائد اور مسائل کا کافی ذخیرہ آگیا ہے طہارت نماز، روزہ اور زکوٰۃ تک کے مسائل اور عقائد اور مسائل کا کافی ذخیرہ آگیا ہے۔ طہارت نماز روزہ اور زکوٰۃ تک کے مسائل اور عقائد میں۔ توحید۔ کتب آسمانی ملائکہ جنت۔ دوزخ۔ عذاب و ثواب اور معجزات رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مکمل و مفصل بیان بتشریح صحابہ کرام اور اولیاء اللہ اور کرامات اولیاء اللہ کا ذکر اور اس کا ثبوت قیامت کے متعلق علامات معلوقات وغیرہ اور مسئلہ تقدیر کے متعلق بیان عام فہم جو بچوں اور عورتوں کے ذہن میں جلد آسکے نہایت خوش اسلوب طریقہ سے بیان کیا گیا ہے نیز اعمال صالحہ کا حال اور کفر و شرک بدعات وغیرہ کا مفصل بیان کیا گیا ہے قیمت بہت کم رکھی گئی ہے یعنی

کامل سٹ پانچ حصے ایک روپیہ مجلد عہ محصول ۷ کل عہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

میں کیوں مسلمان ہوا

(ایک نوجوان عیسائی مسٹر ڈورے کا اظہار خیال)

میں پیدائشی عیسائی ہوں میرے والدین ایک معزز خاندان کے ارکان تھے. میں ابھی بچہ ہی تھا جبکہ انھوں نے زنگون میں مستقل سکونت اختیار کرلی تھی جب میں گیارہ سال کا ہوا تو ہمارے ایک امیر مسلمان ہمسایہ نے میرے باپ سے مجھے اپنا متبنیٰ بنانے کی درخواست کی لیکن میرے باپ نے منظور نہ کیا شاید اس مسلمان کی دوررس نگاہوں نے میری آیندہ زندگی کا صحیح اندازہ لگا لیا تھا.

مجھے بچپن ہی میں مذہب سے بہت وابستگی تھی بزرگوں کا ادب کرنا میرا ہی فرض اولین خیال کرتا تھا اسی وجہ سے میں اپنے خاندان میں ایک ہونہار نوجوان تسلیم کیا جاتا تھا میں اپنی برادری کی ہر شادی اور غمی کی تقریب میں شامل ہوتا تھا ایک روز میرے ایک دوست کا بچہ گذر گیا میں اس کے جنازے کے ہمراہ گیا قبرستان میں بچہ کی تدفین کے وقت بہت جھگڑا ہوا اس لئے کہ بچہ کو ابھی تک بپتسمہ نہیں دیا گیا تھا پادری صاحب نے بچے کو قبرستان کی حدود میں دفنانے کی اجازت نہ دی۔

یہ واقعہ بظاہر بہت معمولی ہے لیکن اس کا اثر میرے دل پر بہت گہرا ہوا میں اس مذہبی تنگ نظری سے حیران رہ گیا میں نے اپنے بزرگوں سے اس کے متعلق کئی سوالات کئے لیکن مجھے یہی جواب ملتا رہا کہ ایک مذہبی معاملہ ہے تمہیں اس میں دخل نہیں دینا چاہئے اگرچہ اس جواب نے میری گفتگو کا سلسلہ ختم کردیا لیکن میرے خیالات میں ایک تلاطم پیدا ہوگیا اور طبیعت افسردہ ہوکر رہ گئی تھوڑے عرصہ کے بعد مسئلہ تثلیث کے متعلق میرے دل میں شکوک پیدا ہونے لگے اور میں ان کے ازالہ کے لئے مذہبی مجالس میں شریک ہونے لگا میں نے پادریوں سے مل کر خوب تحقیق کی لیکن کوئی بھی مجھے اس مسئلہ کا قائل نہ کرسکا ان کے نا تسلی بخش جوابات سے دن بدن میرے شکوک بڑھتے گئے یہ مسئلہ کسی طرح بھی میری سمجھ میں نہ آتا تھا میں نے اپنی مذہبی کتابوں کا بنظر تعمق مطالعہ کیا لیکن کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا اب میں نے اس بات کو بھول جانے کی کوشش کی لیکن اس کوشش سے اور الٹے نتائج پیدا ہوئے مجھے ہر وقت اسی کا خیال رہنے لگا میری عقل میرا مطالعہ میری مشکلات میں کئی اضافے کردیتے اب میرے لئے اس کے سوا کوئی اور چارہ نہ تھا کہ میں اپنی بے قراریوں کو دوسرے مذاہب کے سامنے پیش کردوں اور ان سے مرض کی شفا طلب کروں۔

سب سے پہلے میں نے ہندو مذہب کی طرف توجہ کی اس میں مجھے چھوت چھات بت پرستی اور شادی بیوگان اور طلاق کے متعلق کئی غیر فطری مسائل نظر آئے اور دل برداشتہ ہوگیا یہاں سے ہٹ کر میں بدھ مذہب کی طرف متوجہ ہوا اور اس کے پیرووں سے راہ و رسم پیدا کی مذہبی علما سے ملا ان کے عبادت گاہوں اور مذہبی مجالس میں شریک ہوا ان کی کتابیں پڑھیں اس مذہب میں رحم و محبت کا جذبہ ضرور کسی حد تک پایا جاتا تھا مگر اس کے عام اصول اور احکام ناقابل عمل تھے جس مذہب کے اصولوں پر انسان عمل نہ کرسکے وہ مذہب حقیقتاً سچا مذہب کہلانے کا مستحق نہیں ہوسکتا.

اس قدر پریشانی اور بیقراری کے باوجود میں اس وقت تک عیسائی تھا اور اپنے مذہب (عیسائیت) کے احکام کا پورے طور پر پابند تھا ہر اتوار کو عبادت کے لئے گرجا جاتا تھا لیکن میرے دل کی گہرائیوں سے تحقیق حق کے بے تابانہ ولولے اٹھ رہے تھے. اب آخری چارہ کار کے طور پر میں نے اسلام کی طرف رجوع کیا اگرچہ ابتدائی تعلیم اور ماحول کے اثر سے میرا دل اسلام سے سخت متنفر تھا میں متعدد بار اسلامی تعلیمات کے خلاف عام جلسوں میں پر زور تقریریں کرچکا تھا اس وقت میرے مخالفانہ خیالات کی عجیب حالت تھی اگرچہ میں اس سے پہلے بھی متعصبانہ نظروں سے ایک دو اسلامی کتب کا مطالعہ کرچکا تھا لیکن اب سچائی کی تلاش نے مجھے پھر اسی راستہ پر لا ڈالا اور میں نے ایک مسلمان دوست سے جس کے ساتھ میں کئی دفعہ پر جوش مذہبی مباحثے کرچکا تھا امداد کی درخواست کی آپ نے میرے کئی سوالوں کا تسلی بخش جواب دیا اور ساتھ ہی یہ واضح کردیا کہ سطحی مذہبی مطالعہ کافی نہیں ہے. مسلمان دوست نے میرے لئے کئی کتابیں اور رسائل مہیا کئے ان رسائل (اسلامک ریویو اور اسلامک ورلڈ) جو میری کامیابی کا پہلا زینہ ثابت ہوئے ان رسائل و کتب کے پڑھنے سے مجھے اسلام اپنے اصلی لباس میں نظر آنے لگا میرے دل سے برے اور بیہودہ خیالات زائل ہوگئے جب میرے دوست نے میرے خیالات کی رفتار پر نظر کی تو اپنی تمام اسلامی کتب کی لائبریری مطالعہ کے لئے میرے حوالہ کردی یہاں میں نے پوری دلچسپی سے اسلام کے متعلق مسلمان اور عیسائی مصنفین کی کتابیں پڑھیں اور مولانا محمد علی اور پادری سیل کے تراجم قرآن کا بغور مطالعہ کیا۔

میں نے دیکھا کہ اسلام اپنے اصولوں کی صداقت کے باعث ترقی پذیر ہے اور عیسائیت روز بروز گھٹتی چلی جارہی ہے خاص طور پر اس لئے کہ اس میں حضرت عیسیٰ کی تعلیم کا عنصر بہت کم باقی رہ گیا ہے اور اس کی پاکیزگی ہمدردی خوف خدا اور سادگی برائی اور دنیاوی جاہ و جلال کی حرص و طمع سے بدل گئی ہے اور اس تبدیلی کے باعث مسیحی دنیا روز بروز روحانیت سے بھٹک رہی ہے اور تباہی کے غار میں گر رہی ہے اور عیسائیت کے ارکین دنیاوی خیالات کو روحانی خیالات پر ترجیح دینے لگے ہیں لیکن اس کے برخلاف اسلام ایک زندہ اور عالمگیر دین ہے اس کی عظمت کا محل چند سادہ اصول پر کھڑا ہے مثلاً نماز پنجگانہ. حج. روزہ. زکوٰۃ امت مسلمہ بڑی باقاعدگی کے ساتھ ان اصولوں پر عمل پیرا ہے اور یہ اصول فی نفسہ اس قدر آسان ہیں کہ ایک معمولی فہم و فراست کا آدمی بھی انہیں بخوبی سمجھ سکتا ہے اور عمل پیرا ہوسکتا ہے یہ اصول خوف خدا کا کرشمہ ہیں یہاں عیسائیت کی سی حالت نہیں کہ ہفتہ میں ایک دن بے دلی کے ساتھ گرجے گئے اور اونگھتے ہوئے پادری کا وعظ سنا اور آخر تک دنیوی خیالات کی آلودگی میں مستغرق رہے. میں دیکھتا ہوں کہ اسلام کے اصول فطرت کے مطابق ہیں یہ عظیم الشان مذہب اخوت، مساوات، انصاف اور آزادی کے ستونوں پر قائم ہے عیسائیت مادی ترقی کے خیالات میں غرق ہے اور روحانیت کے فضائل سے عاری ہے۔

میں نے مطالعہ اسلام اور غور و فکر میں کئی سال صرف کئے جب مجھے اسلام کی صداقت اور اس کی عیسائیت پر فوقیت کا یقین ہوگیا تو میں عیسائیت سے دامن جھاڑ کر اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے ایک مسلمان دوست ڈاکٹر طلینی کی ہدایت پر مسلمان ہوگیا.

ایک دفعہ مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا شوکت علی زنگون تشریف لائے میں نے آپ سے ملاقات کی اور انہوں نے میرے متعدد سوالات کے شافی جوابات دیئے یہ حیرت انگیز بات ہے کہ میرے خیالات کے رجحان کے باوجود انہوں نے مجھے مسلمان ہونے کو نہیں کہا اور مجھ پر یہ حقیقت ہی واضح ہوگئی کہ عیسائیوں کا یہ بے سروپا افسانہ کہ مسلمان دوسروں کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کرتے ہیں اور اسلام تلوار کے بذریعہ پھیلا ہے بالکل باطل ہے. میں شہادت دیتا ہوں کہ اسلام ہی ایک سچا اور عالمگیر مذہب ہے۔ (ایاز ہاشمی)

دنیاداری کی حرص

(از جناب مولانا شریف احمد صاحب مراد آبادی)

یہ زمانہ نہایت نازک زمانہ ہے اور مسلمانوں کے لئے اس عہد پرآشوب میں سلامتی ایمان اور پختگی عمل نہایت مشکل دمحال ہو کر رہ گئی ہے ہر طرف شر و فتن کے اژدہے منہ کھولے کھڑے ملے ہیں ہر سمت ایمان و عمل کی جراحتوں کے سامان موجود ہیں مذہبیت و عقیدت کے خرمن پر ہولناک بجلیاں کوند رہی ہیں اخلاص و عمل اور ایثار کا زمانہ نہیں رہا اب تو صرف اپنا فائدہ دیکھا جاتا ہے بڑے سے بڑے نیکوکار اور متمول انسان کو اگر ایک پائی اور ایک پیسہ کا فائدہ نظر آئیگا تو وہ اس کے لئے ایک لاکھ روپیہ بھی خرچ کر ڈالنے سے دریغ نہ کرے گا، نام ہوتا ہوگا عزت بڑھنے کا امکان نظر آتا ہو اپنی تعریف و توصیف کا موقعہ دکھائی دیگا تو ہزارہا روپیہ بلاتامل اڑا دیا جائے گا لیکن خوشنودی رب قدیر اور ازالۂ تکلیف مخلوق کے لئے دو پائی بھی خرچ کرتے ہوئے دل دکھیگا۔

سنا کرتے تھے کہ قیامت میں نفسی نفسی کا عالم ہوگا اور ہر شخص کو اپنی اپنی پڑی ہوگی لیکن قیامت سے پیشتر ہی ہم نے نفسی نفسی کا عالم دیکھ لیا اور اپنی آنکھوں یہ مناظر مشاہدہ کر رہے ہیں کہ ہر شخص اپنے فائدہ اور اپنے فانی نفع کے لئے مر رہا ہے اور کسی کی مصیبت اور کسی کی تکلیف کی کسی کو پرواہ نہیں "غرض کی محبت" ہے اور غرض کی ملاقات، ایک زمانہ تھا کہ خیرات اس طرح کی جاتی تھی کہ دوسرے ہاتھ کو خبر نہ ہوتی تھی اور خدائے قدوس کے سوا کوئی نہ جانتا تھا کہ کسی نے کس کے ساتھ کیا کیا مگر آج نماز ہو یا روزہ زکوٰۃ ہو یا حج سب دکھانے کے لئے کی جاتی ہے سب کچھ جانتے ہوئے بھی پہلا خیال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دنیا ہمارے تقدس ہمارے تقوی اور ہمارے ایثار و سخاوت اور دریادلی کی تعریف کرے اور اس سے ہمارے نفس کو تقویت حاصل ہو۔

زمانہ حاضر کے متعلق مخبر صادق کا انتباہ

اسی زمانہ کے متعلق رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ایک حدیث موجود ہے جس سے مسلمانوں کو متنبہ ہو جانا چاہیے لیکن آج تو مسلمانوں کا بیشتر حصہ ختم اللہ علی قلوبھم وعلی ابصارھم غشاوۃ کا مصداق بنا ہوا ہے آنکھوں پر غفلت کے پردے پڑے ہوئے ہیں اور قلوب مومنین نے ابنائے جنس کی غمزدگیوں اور مصیبتوں پر کڑھنا ترک کر دیا ہے واقعی یہ زمانہ بڑی ابتلا کا زمانہ ہے بہر مذکورہ بالا حدیث یہ ہے:۔

"حضرت عبد اللہ بن مسعود سے ..... روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ بیشک آئندہ ایک ایسا زمانہ آنے گا کہ کسی دین والے کا دین سلامت و محفوظ نہ رہے گا وہ اپنے دین کو بچانے کے لئے ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں کو بھاگے گا ایک بلندی سے دوسری بلندی کی طرف دوڑے گا اور لومڑی کی طرح ایک سوراخ سے دوسرے سوراخ کی طرف فرار کرے گا لوگوں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ زمانہ کب آئے گا آپ نے فرمایا یہ زمانہ اس وقت آئیگا جب حلال کے ذریعہ روزی کا پہنچنا ہی محال ہو جائے گا اور معاش بلا معصیت حاصل نہ ہو سکے گی جب یہ زمانہ آئے گا اس وقت تجرد یعنی بغیر نکاح کے رہنا حلال ہو جائے گا لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکاح کرنے کا تو مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے یہ کیونکر کیا جا سکتا ہے فرمایا کہ اس زمانہ میں مرد کی موت والدین کے ہاتھوں ہوگی اور اگر والدین زندہ نہ ہوں گے تو بیوی اور بچوں کے ہاتھ ہوگی اور بیوی اور بچے نہ ہوں گے تو قرابت داروں کے ہاتھوں ہوگی لوگوں نے پھر دریافت کیا کہ یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کا کیا مطلب؟ فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ معیشت اور روزگار کی قلت ہوگی حلال کے ذریعہ روزی کمانے کے امکانات نابود ہو جائینگے لیکن والدین یا بیوی بچے یا قرابتدار اس کی اور زمانہ کی مجبوریوں کو نظر انداز کر کے اسے غیرت دلائیں گے کہ تو کچھ نہیں کرتا کچھ نہیں کماتا تو وہ اس کام پر مجبور ہو جائے گا جو اسے کرنا نہ چاہیے تھا اور وہ کرے گا جو جائز نہ ہوگا یہاں تک کہ یہی اسے معرض ہلاکت میں ڈال دیگی۔

اکل حلال سے بے نیازی

نظر عبرت وا کرو اور نگاہ بصیرت سے دیکھو اور سوچو کہ حضرت مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے جس زمانہ کی طرف اشارہ کیا ہے وہ زمانہ کیا یہی زمانہ نہیں، جنہیں اللہ نے دے رکھا ہے وہ شہرت اور نمود کے جوش میں اپنے عمل کو کھو رہے ہیں اور جنہیں کچھ میسر نہیں وہ گھر والوں کی غیرت دہی کی بنا پر ان امور پر مجبور ہو گئے ہیں جو انہیں خود معیوب و مذموم نظر آتے ہیں تنہا ہوں تو پیسے کے چنے چاب کر بھی پڑ رہیں اور ہفتہ میں ایک مرتبہ بھی ڈھونے کی مزدوری مل جائے تو اس سے اپنا گذارہ کر لیں لیکن کسی پر والدین کا بوجھ ہے کسی کو بیوی غیرت دلا رہی ہے کہ خدا نے ہاتھ پیر دیئے ہیں پھر بھی کچھ کمایا نہیں جاتا کچھ کر دو نہیں جاتا ہمارے لئے کیا کر لا؟ کسی جگہ عزیز واقربا ہیں کہ بار بار کہتے ہیں کہ میاں ہٹے کٹے ہو اور کچھ کمایا نہیں جاتا۔

کوئی ایک مرتبہ ستکر صبر کرلے دو مرتبہ خوف خدا سے لرزے لیکن جب چاروں طرف معصیت کے سامان اکٹھے ہوں ہر طرف ایمان آشوبی کے فتنے کھڑے ہوں تو انسان پھر ضعیف الحقیقت انسان ہے متاثر ہو ہی جاتا ہے اور جب وہ اپنی مختصر آمدنی میں گذر کی صورت نہیں دیکھتا تو رشوتیں لیتا ہے، جوا کھیلتا ہے سٹہ لگاتا ہے لاٹری ڈالتا ہے برا مال اچھا بتا کر فروخت کرتا ہے غرض کہ بے محنت میں آ کے جائز و ناجائز کے امتیاز کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی اس کے پیش نظر روپیہ ہوتا ہے جہاں سے اور جس طرح سے ملتا ہے وہ اسے حاصل کرتا ہے آخر وہ ورطۂ ہلاکت میں پڑ جاتا ہے اور اس کی جائداد اس کے لئے سم قاتل بنجاتی ہے کسی کو سود ہلاک کر ڈالتا ہے کوئی فریب کی نذر ہوتا ہے کسی کو اس کی سنگدلی فنا کر دیتی ہے۔ ظاہر ہے کہ جو امنیت و برکت حلال کی روزی میں ہوتی ہے وہ ناجائز روزی میں کہاں؟ رشوت استحصال بالجبر فریب اور سود وغیرہ پھر دینا اور دین دونوں میں کسی نہج پر نقصان رساں ہی ثابت ہوتے رہے ہیں۔

جب تک روزی میں ... کوئی کام ... کیا جائے اس وقت تک اس میں برکت نہ ہوگی اور نہ اس سے کوئی معتد بہ فائدہ حاصل ہوگا۔ اس زمانہ میں ہر طرف ریاء و نمود کا دور دورہ

ہے اور ہر شخص اپنے فائدہ پر مرتا ہے انتہا یہ ہے کہ ہماری عبادت بھی اس سے خالی نہیں اور جہاں اپنی دولت کی نمائش کے لئے صدہا کام کئے جاتے ہیں وہاں اپنے تقدس اپنے علم اور اپنی خدا پرستی کا پروپیگنڈا بھی پورے زور شور کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

حضرت عمرؓ ایک دفعہ مسجد میں گئے تو آپ نے دیکھا کہ حضرت معاذ رضؓ بیٹھے رو رہے ہیں آپ نے اس طرح رونے اور مصروف گریہ وزاری ہونے کا سبب پوچھا تو حضرت معاذؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ذرا سا ریا بھی شرک ہے۔ اور خدائے قدوس پوشیدہ پرہیزگاروں کو بہت دوست رکھتا ہے جو اگر غائب ہو جائیں تو انھیں کوئی نہ ڈھونڈے اور اگر موجود رہیں تو کوئی نہ پہچانے۔ دیکھیا یہ سعادت اور آپ اس روشنی میں زمانہ کی حالت کا اندازہ کریں کتنے لوگ ایسے ملیں گے جو ریا سے بچنے ہوں اور خلوص و ایثار پر عامل ہوں۔ ہمارا محدود تجربہ تو یہی ہے کہ نیک سے نیک کام بھی حصول عزت و شہرت کے لئے ہی کئے جاتے ہیں اور کسی کو یہ خیال ہی نہیں آتا کہ یہ باعث ثواب نہیں بلکہ موجب گناہ ہیں جب ریا و نمود شرک کے مترادف قرار پا گیا تو ظاہر ہے کہ مسلمانوں پر اس کا وبال پڑ گیا اور ان کے اعمال میں برکت باقی نہ رہے گی۔

اس قدر برا زمانہ ہے کہ خیرات و صدقات شادی و غمی اور غرباء و مساکین کی امداد میں بھی ریاء و نمود کا پہلو نمایاں رہتا ہے اور دل میں خدائے قدوس کی خوشنودی کے خیال سے کہیں زیادہ بندوں کے سراہنے اور اپنی تعریف کئے جانے کی خواہش و آرزو مرکوز ہوتی ہے خدائے ذوالجلال نے قرآن کریم میں فرمایا ہے یاایھا الذین امنوا لا تلھکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ ومن یفعل ذلک فاولئک ھم الخاسرون اے ایمان والو تمہارے مال اور تمہاری اولاد اسکی یاد سے تمہیں غافل نہ بنادیں جو ایسا کرینگے وہی خسارہ میں رہیں گے۔" کتنا صاف و صریح حکم ہے۔ واقعی اس عہد میں مال والوں کو مال نے خدا کی یاد سے غافل ہی بنا دیا ہے یہ غفلت نہیں تو اور کیا ہے کہ مال کے حصول کے لئے جو ذرائع اختیار کئے جاتے ہیں ان میں جائز وسائل کا ہرگز خیال نہیں کیا جاتا اور جو کچھ خرچ بھی کیا جاتا ہے وہ خوشنودی رب قدیر کے لئے نہیں بلکہ حصول شہرت و عزت کے لئے خرچ کیا جاتا ہے یہ درحقیقت اتباع شیطانی ہے حالانکہ خدائے قدوس صاف طور پر حکم دے چکا ہے لا تتبعوا خطوات الشیطان انہ لکم عدو مبین شیطان کے قدموں پر نہ چلو اس لئے کہ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے لیکن اس حکم کے باوجود شیطان کا اتباع کیا جاتا ہے شیطان کا مقصد خاص انسان کو گمراہ کرنا ہے وہ ہمیشہ دنیاوی شہرت و عزت کی طرف انسان کو مائل کرتا ہے اور جب انسان ان چیزوں کی طرف مائل ہوتا ہے تو اخلاص کی دولت اس سے چھن جاتی ہے اور عبادت و عمل میں یکسوئی باقی نہیں رہتی مسلمانوں کو قل متاع الدنیا قلیل والآخرۃ خیر لمن اتقیٰ کے حکم کو پیش نظر رکھنا چاہیئے واقعی دنیا کا فائدہ تھوڑا ہے اور متقیوں کے لئے آخرت ہی کا ذریعہ بہتر ہے اگر آخرت کا خیال ہر وقت پیش نظر رکھا جائے تو اخلاص و ایثار کی اہمیت بڑھ جاتی ہے اور یہی تمام اعمال کی روح ہے۔

تاریخ القرآن

قرآن شریف پڑھنے کے بعد ساتھ ہی میں تاریخ القرآن پڑھ لیں تاکہ قرآن شریف اور اس کی تمام باتوں سے واقفیت ہو جائے اس میں حسب ذیل بیانات ہیں۔

نزول القرآن۔ قرآن کی تاریخیں حکمتیں۔ وحی کی قسمیں۔ نسخ آیات۔ منسوخات قرآنی۔ جمع و ترتیب قرآن۔ سورہ و آیات کی ترتیب۔ صحابہ کرام کے عہد میں قرآن کی حالت رسم الخط قرآن۔ علامات قرآنی۔ اوقاف قرآن۔ وصل اور وقف کی علامتیں اختلاف قرأت قرار کا بیان۔ سات قراتوں کی تحقیق قرآن پاک کا اعجاز۔ قرآن مجید کے فضائل۔ فضیلت قرآن کی چالیس حدیثیں صحاح ستہ سے آداب تلاوت قرآن پاک کے آداب مع مسائل ضروریہ۔

یہ وہ بیش بہا نعمت ہے جو تقریباً ہر قرآن شریف کے ساتھ فروخت ہوتی ہے اور ہر مسلمان کا علم نامکمل کہلائے گا جب تک اس کو اپنی الہامی کتاب کی تاریخ سے واقفیت نہ ہوگی

ضخامت تقریباً ۲۰۰ صفحات

قیمت صرف آٹھ آنے محصولڈاک ۵ر کل ۱۳ر

منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی

بغیر استاد کے فارسی سکھلانیوالی کتاب

فارسی بول چال

جس کی مدد سے آپ چند ہی دن میں فارسی زبان کی پوری مہارت اور لیاقت پیدا کر سکیں گے ہر قسم کی بول چال کے فقرے اور ہر قسم کی خط و کتابت اور کاروباری رقعہ جات کے نمونے گفتگو کے طریقے ہزاروں اور لاکھوں ایسے الفاظ جو پرانی فارسی میں غیر زبانوں کے شامل ہو گئے ہیں ان سب کی تشریح اور ساتھ ہی ایک فرہنگ غرضکہ فارسی خواں طلباء کے لئے بہتر اور عمدہ کتاب ہے۔ قیمت صرف عہ محصولڈاک ۶ر کل عہ

شرطیہ دو ہی ماہ میں انگریزی آجائیگی

اگر آپ مومن صاحب کی انگلش ٹیچر کا ایک سبق روزانہ سمجھکر پڑھ لیں گے صرف ایک گھنٹہ روزانہ محنت کی ضرورت ہے اور کسی استاد کی حاجت نہیں رہی یہ وہ کتاب ہے جو دو سال میں تین ہزار فروخت ہوگئی اس سے بہتر انگریزی سکھانے والی کتاب آجتک نہیں لکھی گئی ضخامت تقریباً ۲۳۲ صفحات۔ قیمت صرف عہ محصول ۶ر کل عہ

دونوں کتابوں کے ملنے کا پتہ | منیجر حمیدیہ پریس دہلی

بہترین استاد

معلم موٹر

اس میں موٹر کار مشین کے تمام پرزوں کی تصویر دیگر مشین کے میکانزم کو اس طرح سمجھایا گیا ہے کہ معمولی سمجھ کے آدمی بلا امداد غیر آسانی سے سمجھ جاتے اور موٹر مشین کی حقیقت کو جان لیتے ہیں قیمت عہ علاوہ محصولڈاک

اتالیق موٹر

اس کتاب میں موٹر مشین کے تمام نقائص بتلا کر ان کو درست کرنے کی آسان اور سہل ترکیبیں بتلائی گئی ہیں جس سے ہر شخص مشین کے تمام نقائص کو سمجھکر ان کے درست کرنے کی قابلیت آجاتی ہے قیمت صرف عہر علاوہ محصولڈاک اگر دونوں ساتھ منگائیں تو آٹھ آنے محصول معاف

ملنے کا پتہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

تلوار اور اخلاق کی جلوہ باریاں

(از حضرت مولانا قریشی مدیر الیمان)

مسلمانوں کی تلوار میں بجلی کی سی چمک موجود تھی لیکن اس چمک کا حقیقی سرچشمہ ان کے اخلاق تھے۔ صحابہ کرام نے دنیا میں جس قدر بھی جنگ کے میدان گرم کئے ہیں وہاں تلوار سے زیادہ ان کے نیک اخلاق کی روشنی موجود نظر آتی ہے ہم تلوار اور اخلاق کی اس ہم آہنگی کے متعلق فتوحات مصر کے واقعات کا اعادہ کرنا چاہتے ہیں۔

فاتح مصر حضرت عمرو بن العاص

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں مصر کا فرمانروا مقوقس تھا یہ قیصر روم کا باجگزار تھا جب عراق اور شام کے میدانوں میں قیصر روم کا خاتمہ ہوگیا تو مسلمان رومی سلطنت کے دوسرے بڑے مرکز مصر کی طرف متوجہ ہوئے مصر پر فوج کشی کرنے کا خیال سب سے پہلے حضرت عمرو بن العاص نے بہت زیادہ اصرار فرمایا تو آپ رضامند ہوگئے۔

فاتح مصر کے اصرار کا سبب

مولانا شرر مرحوم نے حضرت عمرو بن العاص کے اصرار کے متعلق ایک عجیب روایت جلال الدین سیوطی کی کتاب "حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ" کے حوالہ سے بیان کی ہے آپ لکھتے ہیں کہ حضرت عمرو بن العاص کے اصرار کا ایک خاص سبب تھا۔ اور وہ یہ کہ آپ ایک مرتبہ قریش کے بعض لوگوں کے ساتھ تجارت کی غرض سے بیت المقدس کی جانب گئے تھے اتفاق سے انھیں دنوں اسکندریہ کا ایک رومی راہب زیارت کی غرض سے وہاں آیا ہوا تھا اور بیت المقدس کے گرد پہاڑوں میں پھر رہا تھا حضرت عمروؓ بھی یہاں اپنے ساتھیوں کے ساتھ اونٹ چرا رہے تھے وہ راہب پہاڑوں میں آپ کو ملا اس وقت وہ شدت پیاس سے جاں بلب ہو رہا تھا حضرت عمروؓ نے اپنے مشکیزہ سے اسے پانی پلایا اور وہ ایک درخت کے سایہ میں سو گیا اسی اثنار میں اس کے قریب ایک سوراخ میں سے ایک زہریلا سانپ نکلا اور اس راہب کی طرف چلا حضرت عمرو بن عاص کی نظر اس پر پڑ گئی اور آپ نے تیر کے نشانہ سے اسے ہلاک کر دیا۔ دیر کے بعد جب راہب بیدار ہوا تو وہ اپنے قریب مرا ہوا سانپ دیکھکر بہت گھبرایا اور حضرت عمرو بن عاص سے اس کا حال پوچھا اور تمام سرگذشت سنکر حضرت عمروؓ کی پیشانی چومی اور بولا تم نے دو دفعہ میری جان بچائی ہے ایک اس وقت جبکہ میں پیاس سے جاں بلب ہو رہا تھا اور دوسری دفعہ اس وقت جبکہ موذی سانپ میری ہلاکت کے درپے تھا اب تم یہ بتاؤ کہ یہاں کیسے آئے۔

عمرو بن عاص۔ تجارت کی غرض سے۔

راہب۔ تمہیں اس دفعہ کتنے نفع کی امید ہے؟

حضرت عمرو۔ اتنے نفع کی کہ میں ایک اونٹ خرید سکوں۔

راہب۔ تمہارے ملک میں انسان کی ایک جان کا بدلہ کیا ہے؟

عمرو۔ سو اونٹ۔

راہب۔ ہمارے یہاں اونٹ نہیں ہیں مگر روپیہ بہت ہے۔

حضرت عمرو۔ اگر روپیہ ہے تو سو اونٹ کی قیمت ایک ہزار دینار ہوتی ہے۔

راہب۔ تم جانتے ہو کہ میں مسافر ہوں۔ اور بیت المقدس کے گرجے میں عبادت . . . . . کی غرض سے آیا ہوں یہاں میرے پاس روپیہ نہیں ہے مگر تم میرے ساتھ میرے وطن چلو تو میں تمھیں دو جانوں کا معاوضہ دوں گا۔

حضرت عمروؓ۔ تم کہاں کے رہنے والے ہو؟

راہب۔ ملک مصر میں اسکندریہ نام ایک شہر ہے اور وہی میرا وطن ہے۔

حضرت عمروؓ۔ میں نہیں جانتا کہ اسکندریہ کہاں اور کتنی دور ہے۔ میں کبھی وہاں نہیں گیا ہوں۔

راہب۔ تم میرے ساتھ چلو وہاں پہنچ کے تمہاری آنکھیں کھل جائینگی۔

حضرت عمروؓ۔ تم وہاں پہنچ اپنا وعدہ ضرور پورا کرو گے؟

راہب۔ میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں اپنا وعدہ ضرور پورا کروں گا اور تمھیں بحفاظت تمام تمہارے ساتھیوں کے پاس واپس بھیجدوں گا۔

عمروؓ۔ اسکندریہ جانے آنے میں مجھے کتنے دن لگیں گے؟

راہب۔ دس دن جانے کے اور دس دن واپسی کے اور دس دن وہاں ٹھیرنے کے۔

حضرت عمروؓ ایک رفیق کے ساتھ راہب کے ہمراہ مصر کی جانب روانہ ہوئے مصر کے علاقہ میں داخل ہوئے تو انھیں وہاں کی عالیشان عمارتیں، آبادی کی کثرت اور لوگوں کا تمول دیکھکر بڑا تعجب ہوا اور بول اٹھے کہ میں نے مصر جیسا متمول اور نامدار ملک آجتک نہیں دیکھا۔

حضرت عمروؓ جس دن اسکندریہ میں پہنچے اتفاقاً وہاں ایک بہت بڑی عید تھی جس میں سب سے بڑا سردار رؤسا اور شرفا جمع ہوا کرتے تھے اور اسی دن سونے کا ایک مرصع گیند اچھالا جاتا تھا اور سب لوگ اسے اپنی آستینوں میں لینا چاہتے تھے قدیم زمانے سے یہ عقیدہ چلا آتا تھا کہ جس کسی کی آستین میں وہ گیند چلا جائے وہ اپنی عمر میں ایک مرتبہ مصر کا بادشاہ ضرور ہوگا۔

اسکندریہ میں پہنچکر راہب نے عمروؓ کی بہت خاطر مدارات کی نہایت قیمتی ریشمی کپڑے پہنا کر ان کو اپنے ساتھ اسی عید کے جلسہ میں لے گیا جہاں گیند پھینکا جا رہا تھا اور وہ لوگ اسے آستینوں میں لینے کی کوشش کر رہے تھے اتنے میں گیند پھینکا گیا اور وہ سیدھا عمروؓ کی آستین میں داخل ہوگیا اس پر تمام لوگ حیران رہ گئے۔

حضرت عمروؓ چند دن وہاں رہے راہب نے اپنا وعدہ پورا کیا اور آپ واپس چلے آئے اس وقت سے لیکر حضرت عمروؓ کے دل میں فتح مصر کا خیال جگہ لے رہا تھا۔

مصر پر فوج کشی

سنہ ھ میں حضرت عمرؓ نے ۴ ہزار فوج کے ساتھ آپ کو کوچ کا حکم دیا اور فرمایا کہ اگر مصر کی سرحد میں داخل ہونے سے پہلے میری طرف سے واپسی کا حکم پہنچے تو لوٹ آنا چونکہ حضرت عمرؓ کا حکم اندیشناک تھا اس واسطے فاتح مصر نے آدھی رات کے وقت کوچ کر دیا اور نہایت تیزی سے حدود مصر میں داخل ہوگئے عرش میں آپ کو حضرت عمرؓ کا خط پہنچا کہ واپس چلے آؤ لیکن آپ نے فرمایا کہ اب ہم حدود مصر میں داخل ہو چکے ہیں ا

امیر المومنین کی ہدایت کے مطابق ہیں اب پیچھے نہیں ہٹنا چاہیئے۔

ابتدائی لڑائیاں

حضرت عمروؓ جب چار ہزار فوج کے ساتھ آگے بڑھے تو سب کو ان کی دلیری اور بہادری پر تعجب ہوا بہت سے لوگ بولے مٹھی بھر فوج موت کے منہ میں جارہی ہے ایک قبطی نے یہ سنکر جواب دیا کہ یہ لوگ جدہر رخ کرتے ہیں غالب آتے ہیں۔

اسلامی فوج نے سب سے پہلے بلبیس پر حملہ کیا، ایک مہینے کی جنگ کے بعد یہ شہر فتح ہوا۔ دوسرا حملہ قاہرہ باب الیون تھا یہ قلعہ اس قدر مضبوط تھا کہ حضرت عمروؓ کو کمک طلب کرنی پڑی حضرت عمرؓ نے دس ہزار آدمی بھیجے برابر سات مہینے تک میدان کارزار گرم رہا لیکن کوئی فیصلہ نہ ہو سکا ایک دن حضرت زبیرؓ نے جوش دلاوری میں اعلان کیا آج میں اللہ کی راہ میں فدا ہوتا ہوں اور ننگی تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے چند صحابہ کے ساتھ فصیل پر سیڑھی رکھکر قلعہ میں داخل ہوگئے اور اس قوت سے نعرہ تکبیر بلند کیا کہ قلعہ کے در و دیوار ہل گئے۔ بیرون قلعہ سے مسلمانوں نے نعرے لگائے عیسائی بے حواس ہوکر بھاگے اور مسلمانوں پر از خود قلعے کا دروازہ کھول دیا۔

فریقین کی اخلاقی حالت

اس وقت جبکہ عیسائیوں اور مسلمانوں کا مقابلہ ہورہا تھا دونوں قوموں کے حالات پر غور کرنا چاہیئے سب سے پہلی چیز غذا ہے مسلمانوں نے رومیوں کی دعوت کی حضرت عمروؓ صرف سرداروں کو ساتھ لے گئے رومیوں سے جس قدر بھی تکلف بن پڑا انہوں نے کیا دوسرے دن مسلمانوں نے ان کی دعوت کی صرف روٹی اور شوربا ان کے سامنے رکھدیا" اور فوجی سپاہیوں کو ان کے ساتھ بٹھایا بدوی فوج کے سپاہی جب روٹی شوربے میں ڈبو کر توڑتے تھے تو چھینٹیں اڑکر رومیوں کے ریشمی اور طلسمی لباسوں پر پڑتی ہیں لیکن عرب کے سپاہی بے پروائی کے عالم میں اسی طرح روٹی کھائے جارہے تھے انھیں پرواہ تک نہ تھی کہ ان کے ساتھ کون بیٹھا ہے۔

مصالحت کا پیغام

مقوقس نے حضرت عمرو بن عاص کے پاس پیام بھیجا کہ تم تھوڑے ہو ایک مدت دراز سے ہمارے ملک میں پڑے ہوئے ہو اب رومی لشکر آپہنچا ہے جو تعداد اور اسلحہ میں تم سے بہت بڑھا ہوا ہے تم دریائے نیل میں گھر چکے ہو اور اپنے آپ کو ہمارے محاصرے میں دے چکے ہو لہٰذا تمہارے لئے بہتر ہے کہ مصالحت کرلو اور واپس چلے جاؤ اور اس غرض کے لئے اپنے کچھ آدمی ہمارے پاس بھیجو ورنہ رومی لشکر کے پہنچنے کے بعد گفتگو سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔

حضرت عمروؓ کے پاس جب مقوقس کے سفیر یہ خط لائے تو آپ نے دو دن کے لئے ان کو اپنے پڑاؤ میں روک لیا اور مقوقس کو یہ خیال ہوا کہ شاید قاصد قتل کر ڈالے گئے ہیں وہ اپنے لوگوں سے کہنے لگا دیکھتے ہو یہ لوگ سفیروں کو بھی قتل کر ڈالتے یا قید کر لیتے ہیں شاید ان کے ملک اور مذہب میں یہ جائز ہے۔ حضرت عمروؓ نے ان قاصدوں کو محض اس لئے روک لیا تھا کہ وہ مسلمانوں کی حالت کو اچھی طرح دیکھ لیں دو روز کے بعد آپ نے سفیروں کو واپس کیا اور خط کے جواب میں لکھا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان صرف تین صورتیں ہیں:-

(۱) تم مسلمان ہو جاؤ اس وقت تم ہمارے بھائی ہو گے۔

(۲) اگر تم کو اس سے انکار ہے تو جزیہ دو اور اس ذلت کی صورت کو قبول کرو

(۳) آخری صورت یہ ہے کہ ہم تم پر جہاد کرینگے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنی مرضی کے مطابق ہمارا اور تمہارا فیصلہ کردے۔

مسلمان کیا تھے

مقوقس نے قاصدوں سے مسلمانوں کے حالات پوچھے انہوں نے کہا کہ وہ ایک ایسی قوم ہے جس کو زندگی سے موت زیادہ پیاری ہے تواضع شان و شوکت سے زیادہ عزیز ہے ان کو دنیا کی طرف سے ذرہ برابر رغبت نہیں یہ لوگ خاک پر بیٹھتے ہیں اور سواریوں کی پیٹھ پر بیٹھے بیٹھے کھانا کھا لیتے ہیں ان کے سردار اور عامی میں کوئی تمیز نہیں ان کے ہاں اس امر کا مطلق پتہ نہیں چلتا کہ ان میں کون بڑا ہے کون چھوٹا کون آقا ہے اور کون غلام نماز کا وقت آتا ہے تو کوئی شخص ایسا نہیں ہوتا جو ہاتھ منہ دھوکر عبادت الٰہی کے لئے مستعد نہ ہو جائے۔

مقوقس نے جواب دیا قسم ہے اس ذات کی جس نے ہمیں پیدا کیا ہے ایسے لوگ اگر پہاڑ سے بھی ٹکرائیں گے تو اسے بھی اپنی جگہ سے ہٹا دینگے کوئی قوت ان کا مقابلہ نہیں کرسکتی اگر تم لوگوں نے اس وقت جبکہ وہ نیل میں محصور ہیں، ان کی صلح کو غنیمت نہ سمجھا تو وہ راستہ پاکر پھر کبھی ہماری درخواست قبول نہ کرینگے۔

صلح کی گفتگو

مقوقس نے مسلمانوں سے صلح کے لئے چند امراء بھیجے حضرت عمرو بن عاص نے بھی اس کے لئے دس آدمیوں کا وفد روانہ کیا حضرت عبادہ بن صامت رئیس وفد تھے آپ بہت سیاہ فام تھے دس بالشت لمبا قد تھا مقوقس نے ان کی کالی رنگت دیکھی تو وہ ڈر گیا کہنے لگا کہ اس کالے آدمی کو میرے سامنے سے ہٹاؤ کوئی اور شخص مجھ سے گفتگو کرے مسلمانوں نے کہا یہ کالا آدمی علم اور عقل میں ہم سب سے بڑھا ہوا ہے یہ ہمارا سردار ہے ہم سب سے افضل ہے ہمارا افسر ہے ہم سب اسی کی رائے پر چلتے ہیں مقوقس نے عبادہ سے کہا خیر تم ہی آگے بڑھو لیکن مجھ سے نرمی اور سہولت سے باتیں کرنا کیونکہ میں تمہاری کالی رنگت سے ڈرتا ہوں۔

مسلمان کیسے تھے

حضرت عبادہ نے فرمایا میں نے تمہاری باتیں سنیں سنو! جن لوگوں کے پاس سے میں آیا ہوں ان میں ایک ہزار اور کالے آدمی موجود ہیں جن کا رنگ مجھ سے زیادہ کالا ہے اور صورت مجھ سے زیادہ مہیب ہے اگر تم ان کو دیکھو گے تو کیا حال ہوگا؟ باوجود یکہ میں بڈھا ہوں اور میرا شباب رخصت ہوچکا ہے لیکن الحمد للہ کہ اب بھی تنہا سو دشمنوں سے بھی نہیں ڈرتا یہی حال میرے اور ساتھیوں کا ہے اس کا باعث یہ ہے کہ ہمارا مقصد اصلی اور ہماری مرغوب ترین چیز خدا کی راہ میں جہاد کرنا اور اس کی رضامندی حاصل کرنا ہے ہم دشمنوں سے کسی دنیوی خواہش یا غلبہ کے لئے جنگ نہیں کرتے ہم احکام الٰہی کے ماتحت جہاد کرتے ہیں اس نے مال غنیمت ہمارے لئے حلال کیا ہے ہمیں دنیوی تمول کی کوئی پرواہ نہیں ہمارے پاس لاکھوں درہم ہوں یا صرف ایک درہم دونوں حالتیں برابر ہیں ہمیں دنیا میں زیادہ سے زیادہ جس چیز کی ضرورت ہے وہ اتنی غذا ہے جس سے بھوک رک جائے لباس میں ایک چادر ہمارے لئے بس ہے لہٰذا اگر ہمارے پاس کچھ نہ ہو تو ہمیں اس کی پرواہ نہ ہوگی اور اگر لاکھوں روپے ہوں تو ہم اسے خدا کی خوشنودی میں صرف کرڈالیں گے ہمارے لئے دنیا کی نعمتیں اور راحتیں کچھ وقعت نہیں رکھتیں ہماری اصلی نعمت اور راحت آخرت ہے ہمارے رسول نے ہم سے عہد لیا ہے کہ ہمارے پاس مال دنیا سے اسی قدر ہوگا کہ ہم بھوک کو روک سکیں اور ستر کو چھپا سکیں اس کے بعد ہماری ساری ہمت اور کل کوششیں خدا کی رضامندی حاصل کرنے اور اس کے دشمنوں کے مقابلہ کے لئے

وقف رہے گی۔

مقوقس کی تقریر

یہ خیالات سنکر مقوقس نے ان لوگوں کی طرف جو اس کے اردگرد بیٹھے تھے دیکھا اور پوچھا تم نے کبھی ایسی تقریر سنی ہے میں تو اس شخص کی صورت سے ڈرا تھا مگر اس کی تقریر میرے نزدیک اس کی صورت سے بھی زیادہ خوفناک ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ خدا نے اس کو اور اس کے ساتھیوں کو فقط شہروں کو تباہ کرنے کے لئے بھیجا ہے۔"

اس کے بعد مقوقس حضرت عبادہ کی طرف متوجہ ہوا اور بولا تم نے جو کچھ اپنے اور اپنے ساتھیوں کے متعلق کہا میں نے سن لیا میں اپنی جان کی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ اس درجے کو تم فقط ان ہی وجوہ سے پہنچے ہو جن کو تم نے اپنی تقریر میں بیان کیا ہے۔ جن لوگوں پر تم غالب آئے ہو وہ بھی محض اس وجہ سے مغلوب ہوئے کہ ان کو دنیا کی طرف رغبت اور اس سے محبت تھی لیکن فی الحال تم سے مقابلہ کرنے کے لئے میرے پاس اس قدر رومی فوج جمع ہو چکی ہے کہ ان کا شمار نہیں کیا جا سکتا یہ لوگ شجاعت اور دلیری میں مشہور ہیں دشمن اور مقابل کی ذرا بھی پرواہ نہیں کرتے مجھ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ تم ان پر غالب نہ آسکو گے تم تھوڑے سے ہو جو مہینہ بھر سے یہاں پڑے ہوئے ہو۔ بھوک اور تکالیف میں مبتلا ہو ہم تم سے ہر شخص کو دو دو دینار تمہارے سردار کو ایک سو دینار اور تمہارے خلیفہ کے لئے ایک ہزار دینار دیدیں گے بہتر ہے کہ تم یہ لو اور اپنے گھر واپس چلے جاؤ۔

حضرت عبادہ کی تقریر

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم اور تمہارے ساتھی دھوکے میں نہ رہیں تم ہمیں رومیوں کی ٹڈی دل فوج کی دھمکی دے رہے ہو مجھے اپنی زندگی کی قسم ہے کہ ہمیں اس کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں ہے بلکہ تمہاری گفتگو نے ہمارے جذبہ جنگ کو بڑھا دیا ہے اب ہم یہاں دو برکتوں میں سے ایک برکت ضرور حاصل کر کے رہیں گے ہم فتحیاب ہوئے تو کثرت سے دنیوی مال غنیمت ہمارے ہاتھ آئےگا اور اگر تم غالب آئے تو ہم شہید ہونگے اور ہمارے لئے آخرت کی دولت بڑھ جائےگی ہم میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو صبح و شام خدا سے شہادت کی دعا نہ کرتا ہو ہم میں سے کوئی شخص اہل و عیال میں جانے کا مشتاق نہیں ہے ہم سب نے اپنے اہل و عیال کو خدا کے حوالہ کر دیا ہے تمہارا کہنا کہ ہم تنگی میں ہیں محض غلط ہے ہم نہایت آرام میں ہیں اگر ہم کو ساری دنیا بھی مل جاتی تو ہم اس میں سے اپنے لئے صرف اسی قدر لیتے ہیں جس قدر اس وقت ہمارے پاس موجود ہے تمہیں صاف صاف اپنا ارادہ بیان کر دینا چاہئیے ہم تینوں صورتیں تمہارے سامنے پیش کرتے ہیں تم اسلام قبول کرو اس لئے کہ وہ پاک دین ہے جس کے سوا کوئی دین خدا کے نزدیک مقبول نہیں یہ خدا کے نبیوں، رسولوں اور فرشتوں کا دین ہے جو شخص اس کی مخالفت کرے اور اس سے اعراض کرے ہم اس کا مقابلہ کرینگے اگر وہ اس دین میں داخل ہو جائے تو اس کا نقصان ہمارا نقصان اور ہمارا مال اس کا مال ہوگا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ تم ذلت کے ساتھ جزیہ دو لیکن اس صورت میں تمہارا وہ اعزاز نہ ہوگا۔ لیکن ہم تمہارے ساتھ ہمیشہ ایسا برتاؤ کرینگے جس کو ہم بھی پسند کرتے ہوں اور تم بھی اس سے راضی ہو، جو تم پر حملہ کریگا ہم اس سے لڑیں گے تمہارے ملک تمہاری جانوں کی اس وقت تک حفاظت کرینگے جب تک تمہاری ذمہ داری ہم پر ہوگی لیکن اگر تم کو اس سے بھی انکار ہے تو پھر تلوار ہمارا تمہارا فیصلہ کرے گی یہاں تک کہ ہم سب نے سب مر جائیں یا جو کچھ ہم چاہتے ہیں وہ حاصل کرینگے۔

گفتگو کا انقطاع

مقوقس نے کہا یہ تو اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک تم ہمیشہ کے لئے ہم کو اپنا غلام نہ بنالو، حضرت عبادہؓ نے کہا یہ خیال ہے تو جو صورت چاہو اختیار کرو۔ مقوقس نے کہا کیا ان تین صورتوں کے علاوہ کوئی اور بات نہ سنی جائے گی؟ حضرت عبادہ نے ہاتھ اٹھا کر کہا نہیں قسم ہے اس ذات باری کی جو آسمان کا رب ہے ان تین صورتوں کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں ہو سکتی اب مقوقس اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا اور بولا گفتگو ختم ہو گئی اب بتاؤ تم کیا کہتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا ہم میں سے کوئی شخص بھی اس ذلت کو گوارا نہیں کر سکتا اس سے موت بہتر ہے۔

اس گفتگو کے بعد فریقین نے جنگ کی تیاری کی اور مقوقس نے قسطاط اور جزیرہ کے درمیان کا پل توڑ دیا۔

رومی فوج کی آمد

رومیوں کی مخالفت کے باوجود مقوقس نے قبطیوں کی طرف سے مسلمانوں کے ساتھ صلح کر لی اور جزیہ دینے کا اقرار کیا اسی اثناء میں رومی فوج پہنچ چکی تھی اور اسکندریہ میں بڑے زور سے جنگ کی تیاریاں شروع تھیں۔

اسلامی اخلاق

فسطاط کی فتح کے بعد مسلمانوں نے یہاں قیام کیا اسی اثناء میں حضرت عمرؓ کا حکم پہنچا کہ اسکندریہ پر حملہ کر دیا جائے جب کوچ کا وقت آیا اور حضرت عمروؓ کا خیمہ اکھاڑتے لگے تو حضرت کی نگاہ ایک کبوتر پر پڑی جس نے خیمہ میں اپنا گھونسلا بنا رکھا تھا حضرت عمروؓ نے فرمایا خیمے کو یہیں لگا رہنے دو تاکہ ہمارے مہمان کو تکلیف نہ ہو کبوتر کے آرام کی خاطر خیمے کو اسی حالت میں چھوڑ دیا گیا اور اسلامی فوج اسکندریہ کی طرف بڑھی اور جنگ کا میدان گرم ہو گیا مسلمانوں نے اس قوت اور جوش سے حملہ کیا کہ دور تک رومی فوج کو دباتے ہوئے قلعہ کے اندر تک گھسے چلے گئے اس وقت رومیوں نے قلعہ کا دروازہ بند کر دیا عجیب اتفاق یہ ہوا کہ اسلامی لشکر تو قلعہ کی دیواروں کے ساتھ کھڑا رہ گیا اور حضرت عمرو بن عاصؓ صرف چند آدمیوں کے ساتھ قلعہ کے اندر رہ گئے رومیوں نے چاہا کہ انھیں زندہ گرفتار کر لیں لیکن جب اسلام کے بہادر سپاہی بزدلانہ دشمنوں کے بالمقابل جان دینے پر آمادہ ہو گئے تو رومیوں نے کہا کہ دو آدمی باہم مقابلہ کریں اگر رومی سپاہی مارا گیا تو ہم تمہیں قلعہ سے نکل جانے دیں گے اگر مسلمان مارا گیا تو تم سب ہتھیار رکھ دینا حضرت عمرو بن العاص نے خود مقابلہ کے لئے بڑھنا چاہا مگر حضرت مسلمہ نے کہا تم فوج کے سپہ سالار ہو اگر کوئی ناگوار صورت پیش آگئی تو مشکل ہو جائے گی یہ کہکر خود رومی سپاہی پر حملہ آور ہو گئے اور لگاتار کئی وار کے بعد اسے کاٹ کر رکھ دیا قلعہ کھل گیا اور مسلمان فتح و کامرانی کے گھوڑے دوڑاتے ہوئے اپنے لشکرگاہ میں آپہنچے۔

اخلاق درست کرو

جب محاصرے نے بہت طول کھینچا تو حضرت عمرؓ نے ایک مکتوب بھیجا اور لکھا کہ اس قدر طویل عرصہ تک فتح نہ حاصل ہونے سے مجھے شبہ ہوتا ہے کہ شاید تم عیسائیوں کی طرح عیش پرست ہو گئے ہو ورنہ ممکن نہ تھا کہ اتنا عرصہ گذر جائے اور مسلمان فتح مند نہ ہوں جس دن میرا یہ خط پہنچے فوج کو جمع کر کے جہاد پر تقریر کرو اور متحدہ قوت سے دشمن پر حملہ کر دو۔

حضرت امیر المومنین کے حکم کی تعمیل کی گئی حضرت عمرو بن العاص نے اپنا عمامہ اتارا اور نیزے کے سرے سے باندھ دیا یہ علم حضرت عبادہ بن صامت کے سپرد

کیا گیا جو رسول اللہ کے صحبت یافتہ اور ایک بزرگ صحابی تھے اس دن مسلمانوں نے اس ولولہ اور جوش کے ساتھ رومیوں پر حملہ کیا کہ ان کے قدم اکھڑ گئے اور اسکندریہ کی بلندترین چوٹیوں پر صداقت اسلام کا علم لہرانے لگا۔

احساس ذمہ داری

حضرت عمرؓ کو یہ خبر پہنچی تو آپ سجدے میں گر پڑے اور قاصد کو گھر لائے اور پوچھا کہ آتے کے ساتھ ہی تم میرے پاس سیدھے کیوں نہ چلے آئے قاصد نے کہا میں سمجھا کہ شاید آپ اس وقت سوتے ہوں گے فرمایا افسوس کہ میرے متعلق تمہارا یہ خیال ہوا اگر میں دن کو سوؤنگا تو خلافت کا بوجھ کون سنبھالے گا۔

فاتح اور مفتوح میں مساوات

اسکندریہ کی فتح میں بیشمار قبطی اور رومی گرفتار ہوئے تھے

حضرت عمرؓ نے ان کے متعلق حکم دیا تھا کہ کسی پر جبر نہ کیا جائے ان کو اختیار ہے کہ وہ اسلام قبول کریں یا نہ کریں اس پر حضرت عمرو بن العاص نے ایک دربار آراستہ کیا سندی اور مسلمان آمنے سامنے بیٹھ گئے اور دو نو ں صفوں کے درمیان اسیروں کو لاکر کھڑا کر دیا گیا اور اعلان پڑھا گیا کہ ہر شخص کو اجازت ہے کہ وہ عیسائی رہے یا مسلمان ہو جائے اس کے بعد ہر ایک قیدی اپنے فیصلہ کا اعلان کرتا ہے جب کوئی شخص قبول اسلام کا اعلان کرتا ہے تو مسلمان اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے اور بیحد مسرور ہوتے جب کوئی شخص عیسائیت کا اقرار کرتا تو عیسائیت کی صفوں سے مبارکباد کا غل اٹھتا اور مسلمان اس قدر غمزدہ ہوتے کہ ان کے آنسو نکل آتے۔

آج مصر اسلامی ملک ہے وہاں مسلمانوں کو بہت بڑی اکثریت حاصل ہے یہ اکثریت انہی اخلاق کریمہ کا نتیجہ ہے۔

بالکل آسان اردو میں وعظ کی جامع اور مکمل بینظیر تازہ کتاب

بارہ مجالس

یہ وعظ و مجالس کی طلسمی کتاب ابھی حال ہی میں حمیدیہ پریس دہلی نے شایع کی ہے اور یہ دعوی ہے کہ اس موضوع پر یہ کتاب اپنی آپ نظیر ہے چونکہ وعظ کی مجالس ہندوستان کے ہر حصہ میں محرم، ربیع الاول، ربیع الثانی اور رجب میں منعقد ہوتی ہیں اور ان میں خاص طور پر ہر ونجات کے وعظ بمشکل فراہم کیے جاتے ہیں اس لئے یہ کتاب بہت ہی سہل اردو میں تیار کرائی ہے تاکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں باآسانی سمجھی جائے اور اپنی اپنی مجالس میں ہر بھائی اس کی روزانہ ایک مجلس پڑھ دیا کرے اور اس طرح علاوہ اجر آخرت کے ہر پڑھنے والا خاصہ اچھا مقرر اور شیریں زبان واعظ ہو سکتا ہے اس کتاب میں حسب ذیل بارہ مجالس ہیں۔

پہلی مجلس ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت۔ یہ وعظ بہت ضروری ہے تاکہ عوام صرف لفظاً تو آمنا باللہ ہی نہ مانیں بلکہ خدا کی ہستی کو خوب سمجھکر اور مجبور ہو کر ایمان لائیں۔

دوسری مجلس توحید الٰہی۔ یہی بحث اسلام کا مابہ الامتیاز ہے اور عقلی و دلائل سے ثابت ہے کہ خدا ایک ہی ہو سکتا ہے۔ اہرمن و یزدان۔ باپ بیٹا۔ روح القدس اور تینس کروڑ دیوتاؤں کی جھنجھٹ سے خدا پاک ہے۔

تیسری مجلس توحید کے پروانے۔ یہ مجلس بہت جوش انگیز اور ولولہ خیز ہے اس کے ذریعہ سے روح مسلم میں تازگی پیدا ہوتی ہے اور مومن اسلاف کے کارنامے معلوم ہوتے ہیں۔

چوتھی مجلس نبوت و رسالت۔ اس میں نبوت و رسالت کی تحقیق کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین اور دنیا کا آخری مصلح ثابت کیا ہے۔

پانچویں مجلس ختم نبوت اس میں ہزارہا دلیلوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ رسول کریم کے ساتھ خدا کی پیام رسانی کا سلسلہ دنیا میں ختم ہو گیا "الیوم اکملت لکم" کی تفسیر ہے۔

چھٹی مجلس فضائل رسول۔ اس میں رسول اعظم کی تفوق دیگر انبیاء پر بتلایا ہے اور ثابت کیا ہے کہ "آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری"۔

ساتویں مجلس اسوۂ حسنہ رسول محترم بحیثیت انسان کے جس قدر مکمل تھے اس کی پیروی ہر امت پر واجب ہے اسی کی تشریح اس مجلس میں ہے۔

آٹھویں مجلس محبت رسول۔ اس میں محبت رسول کے ہزارہا واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسلمان کی نجات ہی رسول کی محبت و اطاعت میں ہے۔

نویں مجلس فضائل اخلاق۔ اور حسن معاشرت اس میں ہر عنوان پر بہت ہی عجیب انداز میں ایک مسلمان کی زندگی کا نقشہ کھینچا گیا ہے جو ہر مدعی ایمان کے لئے قابل تقلید ہے۔

دسویں مجلس اسلامی وحدت اور اسلامی مساوات اس میں دوسرے تمام مذاہب سے اسلام کی وحدت و مساوات کا موازنہ بہت ہی موثر اور لطیف پیرایہ میں ہے۔

گیارہویں مجلس اسلام میں عورت کے حقوق وہ مدعی تہذیب جو عورتوں کے حقوق کے سب سے بڑے علمبردار ہیں اسلام میں عورتوں کے حقوق کیا ہیں معلوم کریں۔

بارہویں مجلس واقعات کربلا۔ یہ مجلس بہت ہی دردناک انداز میں مرتب کی گئی ہے واقعات شہادت نہایت صحت کے ساتھ لئے گئے ہیں گویا سارے واقعات آنکھوں کے سامنے ہو رہے ہیں کوئی شخص بلا آنسو بہائے دو سطر بھی نہیں پڑھ سکتا۔ جو صاحب مدارس میں مفت تقسیم کرنا چاہیں قرآن کے لئے مخصوص رعایت ہے کتاب دو سو صفحات مجلد ہے اور قیمت صرف رعایتی ایک روپیہ۔ محصول ۔/ کل عہ

مینیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی سے منگائیے۔

زنانہ بستہ

جس کو ہر لڑکی پانچ سال کی عمر سے لیکر پچیس سال کی عمر تک پڑھے اور اس کے مضامین پر عمل کرنے سے تمام عمر عیش و آرام سے زندگی گذار سکتی ہے یہ وہ علمی پھولوں کا گجرا ہے جسکو گلدستہ بہار زندگی ہی کہتے ہیں اس میں بچوں اور بڑی لڑکیوں کے پڑھنے کے ایسے ایسے عمدہ قاعدے بنائے گئے ہیں کہ الف بے تے سے لیکر اردو لکھنا پڑھنا اور قرآن شریف پڑھنا بہت جلد آ جاتی ہیں شادی بیاہ تک نامہ قاعدے جہیز کی تیاری ساس نندوں کے برتاؤ بتائے گئے ہیں اب یہ تیسری مرتبہ چھپی ہو سہل اردو کی کتاب۔ کہانیوں کی کتاب۔ کھیل کی کتاب۔ لکھنے کی کتاب تار کی کتاب کھانا پکانے کی کتاب سینا پرونا سلائی کی کتاب تہذیب کی کتاب پردے کی کتاب دلہن کا اصلی جہیز جو مضمون شروع کیا ہو مکمل کر دیا گیا ہے اپنی بچی کو ضرور اس کی تعلیم دیجئے تاکہ وہ گھرداری کے تمام کام مثلاً کھانا پکانا سینا پرونا اور لکھنا پڑھنے کے متعلق پوری واقفیت حاصل کریں قیمت مجموعہ مجلد عہ

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب کیجئے

اصلاح بواسطۂ مساجد

ہمارا مذہب اسلام نے ہمارے سامنے ایسے اصول پیش کئے ہیں جن پر عمل پیرا ہونے سے انسانی زندگی کی تکمیل ہو جاتی ہے اسلامی اصولوں کی پیروی کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے تھا کہ ہمارے اخلاق نہایت بلند ہوتے ہمارے جسم خوبصورت ہوتے ہماری عادات پاکیزہ ہوتیں ہمارے حالات و معاملات بے لوث ہوتے اور ہمارے تمدن میں اس قدر دلکشی اور آسودگی موجود ہوتی کہ غیر مسلم لوگ ہماری بے لوث اور عالی منزلت زندگی اور صورت و سیرت کی اقبالمندی کو دیکھتے اور دیا بننے کے لئے ہمارے مقدس اصولوں کی پیروی کرنے پر مجبور ہو جاتے لیکن افسوس کہ اب یہ حالت نہیں ہے۔

ہماری حالت مسلمان اصول سے بگڑ گئے اور ان کے اعمال و اخلاق صورت و سیرت اقتصادی اور تعلیمی حالت اس درجہ پست ہو رہی ہے کہ وہ اکثر حالات میں اچھوتوں سے بھی زیادہ حقیر ذلیل اور قابل نفرت خیال کئے جاتے ہیں۔

تشخیص مقاصد اس حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہماری تمام قومی مشینری کو دو مقاصد کیلئے حرکت کرنی چاہیئے ایک یہ کہ قوم موجودہ کمزوریوں اور بیماریوں کے پنجے سے نکلے اور دوسرے یہ کہ ہم اپنی زندگی کو اس درجہ بلندی تک لیجائیں کہ ہم کو اپنا کھویا ہوا منصب مل سکے یعنے غیر مسلم دنیا ہماری زندگی کو اپنا نصب العین سمجھے اور دنیا کے دکھ اور کمزوریاں ہماری طبابت اور رہنمائی سے دور ہوا کریں۔

سعی ناکام قابل غور امر یہ ہے کہ اس وقت جس طریق پر ہماری قومی مشینری حرکت کر رہی ہے اس سے یہ دونوں مقصد پورے ہو رہے ہیں یا نہیں میرا خیال ہے کہ تبلیغ و تنظیم اور اصلاح و اشاعت کی موجودہ سرگرمیاں ہمارے مقاصد کو اور بھی زیادہ خراب کرنے والی ہیں طبیبان امت تشخیص کے بغیر نسخہ تجویز فرما رہے ہیں انھیں مریض کے درد کا احساس تو ہے لیکن نہ درد کی نوعیت معلوم ہے اور نہ درد کا مقام وہ پیٹ کے درد کے لئے مرہم بنا رہے ہیں اور پھر یہ مرہم بھی پیٹ کی بجائے گھٹنے پر لگائی جا رہی ہے۔

گمراہی کے اسباب۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ہمارا تبلیغی سفر صحیح نقطے سے شروع نہیں ہوا اصل یہ ہے

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

ہم تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے مطلق تیار نہ تھے کہ فتنۂ ارتداد ایک ناگہانی مصیبت کی طرح نمودار ہوا اور اس نے ہمیں جبراً تبلیغ کے میدان میں لا کھڑا کر دیا اس وقت مسلمانوں کے پاس قاعدہ اور اسباب موجود نہ تھے لہذا "بے گاری" پکڑ لئے گئے خزانہ نہ تھا گداگری کر لی گئی توپ خانہ اور بندوقیں نہ تھیں لاٹھی اور چھری چاقو سے کام لیا گیا لیکن یہ تبلیغ نہ تھی دشمن کا مقابلہ تھا اب تبلیغ کے میدان میں مسلمانوں سے پہلی غلطی یہ ہو رہی ہے کہ جن تجاویز و وسائل کو انہوں نے انسداد ارتداد کے لئے محض ہنگامی طور پر اختیار کیا تھا اب انھیں حقیقی تبلیغ قرار دے رہے ہیں اگر میرا اختیار ہو تو میں ان تمام انجمنوں کے ناموں کو جو جمعیۃ اشاعت الاسلام کے نام سے مشہور ہیں جمعیۃ انسداد فتنۂ ارتداد کے نام سے بدل دوں تاکہ مسلمان اس دھوکے میں نہ رہیں کہ وہ تبلیغ کر رہے ہیں۔"

انسداد اصلاح اور تبلیغ۔ آپ انسداد ارتداد، اصلاح اور تبلیغ اسلام کے بنیادی فرق پر گہرائی کے ساتھ غور فرمائیں۔

ارتداد کا روکنے والا شخص ایک تیغ بکف سپاہی ہے جب دشمن اس کی قدر پر حملہ آور ہوتا ہے تو وہ ممکن وسائل سے دشمن کو ذلیل کرتا ہے بدنام کرتا ہے انتقام پر آمادہ ہو جاتا ہے عدالتی کارروائی کرتا ہے کبھی صلح کے ڈورے ڈالتا ہے کبھی جنگ کے لئے اٹھ کھڑا ہوتا ہے وہ چاہتا ہے کہ مسلمان داعیان ارتداد سے سخت نفرت کریں اور مایوس و ناکام ہو کر اسلامی بستیوں سے ہمیشہ کے لئے کنارہ کش ہو جائیں مبلغ کی زندگی فتنۂ ارتداد کی روک تھام کرنے والے کے بالکل خلاف ہے مبلغ امن و سلامتی اور ہمدردی و پاکبازی کا دلکش ترین پیغام ہوتا ہے اس کے دلنواز نغمے دلوں کو مقناطیس کی طرح اپنی طرف کھینچتے ہیں اس کی فیاضیاں دشمنوں کو زیر کرتی ہیں اور اس کے اخلاق و فضائل خون آشام تلواروں کو بجھا دیتے ہیں وہ تعصب و عدوان کے جنگلوں میں جب اپنے خدا کو پکارتا ہے اور خلق خدا کی بہبودی کے لئے دلسوزی اور بے غرضی کے آنسو بہاتا ہے تو اس کے دشمنوں کے دل بھی خون ہو جاتے ہیں کون کہہ سکتا ہے کہ ایسی بابرکت زندگی کفر و باطل کے لئے ہزارہا تلواروں اور توپ خانوں سے بہت زیادہ مہلک اور تباہ کن نہیں ہوتی۔

مصلح کا کام متذکرہ صدر دونوں جماعتوں کے بین بین ہے یا یہ کہو کہ اصلاح کا کام انسداد فتنۂ ارتداد اور اشاعت اسلام دونوں میدانوں پر حاوی ہے اگر مسلمانوں کی اصلاح ہو جائے تو اس سے ایک طرف ارتداد کے اسباب زائل ہو جاتے ہیں اور قوم خطرے سے نکل جاتی ہے اور دوسری طرف یہی اصلاح یافتہ لوگ اشاعت اسلام کا ذریعہ بنتے ہیں اور اپنے اعمال و اخلاق کی آراستگی سے لوگوں کو نامعلوم طور پر اسلام کی طرف کشش کرنے لگتے ہیں

نتائج بحث گذشتہ تصریحات سے چند امور بالکل واضح ہو جاتے ہیں ایک یہ کہ قوم کی اصلاح ہی وہ اصل ہے جس سے ایک طرف ارتداد کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور دوسری طرف اشاعت اسلام کا دروازہ کھلتا ہے۔ دوسرے یہ کہ جو لوگ مبلغ کی حیثیت سے جابجا دیوتاؤں کی تضحیک اور ہندو رہنماؤں کی توہین اور اسی قسم کی دل آزار تقریریں کرتے پھرتے ہیں تبلیغ اسلام کے منشا کے بالکل برعکس غیر مسلموں کو اسلام سے دور ہٹا رہے ہیں اور ایسی پر تعصب فضا پیدا کر رہے ہیں جس میں اسلام کی ترقی قبولیت کے لئے اپنا درجہ حاصل کرنے کا کوئی موقعہ نہیں ہے بلکہ فتنۂ ارتداد کے وقت جو کچھ تجویز کیا گیا اس کو نظر انداز

مصلحین کی اصلاح کرنے کے بعد صحیح بنیادوں پر کام کرنے والے اپنی اصلاح کریں موجودہ حالت یہ ہے کہ ہمارے اکثر کام لیڈری کے لئے ہیں پبلک کو ان کا دھوکہ دیتے ہیں جھوٹے وعدہ کرتے ہیں لوگوں کے حقیقی حالات سے بیخبر رکھنے کے لئے بالکل بے حقیقت پروپیگنڈے کا ایک طومار باندھ دیتے ہیں کہ اصل حقیقت بالکل چھپ جاتی ہے ہر ایک مقصد کیلئے روپیہ جمع کرتے ہیں اور چپکے سے دوسرے مقاصد پر خرچ کر دیتے ہیں دنیا میں خواہ کوئی سا واقعہ ظہور پذیر کیوں نہ ہو ہمارا فرض ہو چکا ہے کہ ہم اس کو چندہ بٹورنے کے لئے استعمال کریں ہمیں انجمن سازی اور عہدہ داری کی لت پڑ چکی ہے ہمارے لیڈر اپنے حامیوں کی غیر صحیح تعریف اور اپنے مخالفوں کی غیر صالح مذمت میں مبتلا ہیں ہمارے واعظ تفریح ذہنیت کے لئے اپنی تقریریں بیچتے ہیں ہمارے اخبار نویسوں کا ایک ایک فقرہ اور ایک ایک شعر اخبار کی توسیع اشاعت کا تازیانہ ہوتا ہے ہمارے دردناک اعلان پر جوش کانفرنسیں اور پر شکوہ جلوس اکثر اسلئے ہوتے ہیں کہ قوم اور حکومت کو ہماری موجودگی کا علم ہو جائے ہم وفود کے لئے بڑے بڑے مشاہیر اور لیکچرار جمع کرتے ہیں مشاہیر اسلئے کہ جلوس کامیاب ہو اور اس لئے تاکہ ان کے

اثر و رسوخ کے نام پر چندہ جمع کیا جائے اور لیکچر اس لئے کہ دردناک اپیلوں کے ذریعہ عوام کے جذبات کو مشتعل کر کے ایک دھوم مچا دیں ہم بڑے اعتماد سے چندہ جمع کرتے ہیں مگر اسے پُرتکلف دعوتوں ٹرسٹ اور سیکنڈ کلاس کرایوں، بیشگیوں، قرض حسنوں اور پروپیگنڈا کے تاروں پر اڑا دیتے ہیں کاش ہماری سرگرمیاں ریا، نمائش، اور حب جاہ کی آلائش سے پاک ہوتیں اور کاش ہم لوگ جنھیں سات کروڑ مسلمانوں کی رہنمائی کا فخر حاصل ہے خلوت وخدا ترسی کے گوشے میں بھی اپنی نیت اور اپنے ضمیر کے ساتھ انصاف کر سکتے۔

ہماری زندگی کا حقیقی مسئلہ ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد آٹھ کروڑ ہے جن میں ۹۰ فیصدی دیہاتی ہیں اور ۱۰ فیصدی شہری اور تقریباً پچاس لاکھ خواندہ ہیں اور ساڑھے سات کروڑ ناخواندہ یہ ۹۰ فیصدی آبادی اور یہ ساڑھے سات کروڑ ناخواندہ افراد ایسے ہیں جن کے پاس دین ہے نہ دنیا اور انہی میں سے وہ لوگ ہیں جو ساہوکاروں کے ہاتھ سے تباہ و برباد اور خانہ بدوش ہو گئے انہی لوگوں پر ارتداد کا حملہ ہے انہی میں سے صدہا قومیں بغیر کسی خارجی تحریک کے ارتداد کا دروازہ کھٹکھٹا رہی ہیں وہی ہیں جو سب سے زیادہ محتاج اور فاقہ مستی ہیں اور انھیں پر عدالت اور پولیس اور دوسرے حکام کی تشدد کی تلوار چل رہی ہے۔ ان لوگوں کی اصلاح حفاظت ہماری قومی سرگرمیوں کا مرکز ہے اور میرے نزدیک یہی مسئلہ ہماری زندگی کا حقیقی مسئلہ ہے لیکن افسوس کہ اس مسئلے کے لئے ہمارے قومی پروگرام میں کوئی جگہ موجود نہیں۔

موجودہ جماعتوں کے وظائف موجودہ جماعتوں میں کوئی جماعت ایسی نہیں جو دیہاتی آبادی کی اصلاح و حفاظت اور دینی تعلیم اور اقتصادی بہبودی کے لئے کام کر رہی ہو مجلس خلافت، مسلم لیگ اور ایجوکیشنل کانفرنس مہمات امور اور سیاسیات عالیہ کے لئے وقف ہیں مسلم یونیورسٹی اسلامیہ کالج اور ہائی سکول انگریزی دفتروں کے لئے رنگروٹ مہیا کر رہے ہیں ندوۃ العلماء بالغ نظر محقق اور مصنف پیدا کرنے میں مشغول ہے دیوبند اور دوسرے عربی مدارس درس نظامیہ کی غیر عملی تعلیم سے ان لوگوں کی تعداد میں اضافہ کر رہے ہیں جو مساجد میں پہنچ کر رفع یدین اور آمین بالجہر کے جھگڑوں اور مذہبی اور منطقی مناظروں اور فرقہ بندی کی کشمکش کی نذر ہو جاتے ہیں اب رہیں تبلیغی جماعتیں ان کے پاس کوئی مستقل سرمایہ موجود نہیں روپیہ مل گیا تو چند مبلغ نہیں بلکہ واعظ رکھ لئے گئے اور ختم ہو گیا تو برخاست کر دیئے گئے یہ واعظ دیہات میں بھی گھوم آتے ہیں لیکن چونکہ مقامی طور پر کام کا کچھ انتظام نہیں ہوتا اس لئے گاؤں والے ان کی لمبی تقریروں سے کچھ فائدہ حاصل نہیں کر سکتے بیشتر تبلیغی کارکنوں کے فرائض انسپکٹر آف سکولز کے فرائض کے مشابہ ہیں بھلا اگر دیہات و قصبات میں مکاتب مدارس موجود نہ ہوں تو انسپکٹر آف سکولز کا رہنمائی اور معائنے کے لئے نکلنا کیا سودمند ہو سکتا ہے۔

شاہراہ مخلصی اگر مسلمان ان تمام مصائب سے نکلنا چاہتے ہیں تو انھیں مساجد کی طرف رجوع کرنا ہوگا مسجدیں اگر روشن خیال مسلمانوں کے لئے آج بھی اصلاح و تنظیم کا بہترین ذریعہ ہیں جنگل کے کسی دور گوشے میں جہاں مسلمانوں کے چار ہی گھر آباد ہوں ایک سجدہ گاہ ضرور پائی جاتی ہے ہمیں صرف تربیت یافتہ اور صحیح الخیال ائمہ مساجد کی بہم رسانی کا انتظام کرنا چاہیے اگر یہ انتظام ہو گیا تو آپ دیکھیں گے کہ اسلامی ہندوستان میں اخلاق، اتحاد، خوشحالی، دینداری کے دریا بہ جائیں گے۔

اماموں کے لئے ٹریننگ سکول یہ عرض کیا جا چکا ہے کہ ہمیں موجودہ دینی درسگاہوں سے مطلب کے موافق امام نہیں مل سکتے اس لئے ان کا نصاب تعلیم نہایت طویل غیر ضروری حالات و ضروریات کے ناموافق غیر عملی اور فرقہ بندی کے اثرات سے ملوث ہے اس کے علاوہ طریق تعلیم بھی ناقص ہے اور طریقہ تربیت بھی اور ساتھ ہی ان مدارس کی فضا بھی تدامت وجمود سے اٹی ہوئی ہے اس لئے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں کہ اماموں کے لئے جداگانہ "ٹریننگ سکول" قائم کئے جائیں یہ سکول بالکل نارمل سکولوں اور ٹریننگ کالجوں کی طرح ہونے چاہئیں ان سکولوں کے قیام سے پہلے ہمیں ایک نصاب تعلیم تیار کرنا ہوگا جو جامع ہو ضروریات پر حاوی ہو اور نارمل سکول والوں کی طرح ایک سال میں ختم ہو سکے۔

نصاب تعلیم کا سرسری خاکہ عربی اور انگریزی سکول کے تعلیم یافتہ مسلمان ہزارہا کی تعداد میں گلی کوچوں میں بھٹک رہے ہیں ان میں سے قابل زیرک مستعد اور وجیہہ طلباء کو ائمہ کی جماعت کے لئے منتخب کر سکتے ہیں ممکن ہے کہ بیخبری کے باعث ابتداءً ایں کچھ دقت ہو لیکن فی الواقعہ جیسے امام ہم چاہتے ہیں ان کے لئے کسی قصبہ میں پہنچ کر دفتر کے کلرکوں اور معلموں سے ہزار گنا زیادہ عزت و وقار کی زندگی بسر کرنا ممکن ہوگا ایسے نوجوان چونکہ ضروری حساب نوشت وخواند تاریخ اور جغرافیہ وغیرہ سے واقف ہوں گے اس لئے انھیں دینیات، فن تعلیم، مقابلہ مذاہب اور مختصر طب و حفظان صحت اصلاحی اور تبلیغی مضامین اور معلومات عامہ کے چند ضروری مسائل پڑھانے ہوں گے۔

دینیات ضروری سورتیں حفظ کرائی جائیں گی قرآن کی بعض سورتوں اور اہم آیات کا ترجمہ اور سادہ تفسیر احادیث کی کتابوں میں خلق عظیم حضور کی سوانح عمری اسلامی تاریخ کی منتخب حکایات اور ضروری فقہی مسائل۔

فن تعلیم اس قدر کہ تختہ سیاہ وغیرہ کی مدد سے نارمل پاس مدرسین کی طرح وہ مکتب یا نائٹ سکول کے بچوں کو سبق پڑھا سکیں وہ معصوم بچوں کے نفس کی اہمیت کو سمجھیں

حفظان صحت جس قدر ایک عیالدار کو ضرورت ہوتی ہے حفظان صحت کے ابتدائی اصول تربیت اولاد اور موٹی موٹی عام بیماریں اور ان کے علاج: بہتر ایک چھوٹا سا رسالہ پڑھایا جا سکتا ہے

مقابلہ مذاہب آریہ سماج سکھ دھرم عیسائی مذہب کے اصول نجات اور بنیادی مسائل پر ایک مختصر رسالہ لکھوایا جائے جس میں بہت موٹے موٹے اعتراض اور اس کے مسکت جواب ہوں یہ زیر نصاب ہو۔

اصلاحی و تبلیغی مضامین نہایت ضروری مضامین پر صحیح اعداد و شمار اور حالات حاضرہ کی روشنی میں سادہ و آسان اور پر از معلومات خطبات جمعہ کی ایک کتاب مرتب کرائی جائے تاکہ وہ اپنے وعظوں کو اس کے مطابق ڈھال سکیں۔

معلومات عامہ اس ضمن میں قومی تحریکات، بنک سسٹم، نظام تجارت عدالت ریلوے اور دیگر مادی ترقیوں اور بیرونی حکومتوں وغیرہ پر ضروری مضامین کی تعلیم شامل ہوگی۔

تربیت کے اصول ان سے حنفیت، وہابیت اور احمدیت بالکل چھڑا دی جائے وہ مسلمان کہلائیں اور اسلام کے سوا فرقہ بندی کے مفہوم ہی کو ذلیل سمجھیں ان سے فرقہ بندی کے خلاف تقریریں کرائی جائیں انھیں بالکل سادگی کے ساتھ بے خوف تقریریں کرنے کی مشق کرائی جائے وہ شعر خوانی اور لطیفہ گوئی کو ذلیل سمجھیں انھیں مہذب اور سادہ لباس پہننا سکھایا جائے وہ خواہ بازاروں میں تسبیح اور عصا نہ لئے پھریں انھیں چست و چالاک ورزش کرائی جائے تاکہ ملاؤں کی طرح ان کے اعضاء زنگ خوردہ نہ ہو جائیں۔

ظاہر ہے کہ اس تمام نظام کے لئے ایک کافی عرصہ اور نظر درکار ہے اس لئے اماموں کے تقرر کے سلسلہ میں ایسے بھائیوں کا انتخاب ہو جن کا ذہن مذکورہ نصاب کی طرف مائل ہو اور وہ آسانی سے عوام پر اپنی اچھی اور مخلصانہ پوزیشن کا اثر ڈال سکیں ہر چند کہ یہ ابتدائی خاکہ عوام کے لئے ضرور اجنبی ہوگا لیکن اس کے فوائد سے مستفید ہونے کے بعد ناخواندہ اور غیر تربیت یافتہ عوام کی اصلاح کما حقہ ہو سکے گی اور رفتہ رفتہ دیہاتی زندگی اچھے مسلمانوں کے کریکٹر کا نمونہ بن سکے گی واقعہ یہ ہے کہ اگر ہم مساجد میں ائمہ کے تقرر کا انتخاب اچھا کریں تو ہماری قومی ترقی بہت جلد عود کر آئے گی۔

بچپن کی شادی پر ایک نظر

(جناب مولوی عبدالاحد صاحب پٹنہ)

ایک قابل پروفیسر کا مضمون بچپن کی شادی پر ستمبر ۱۹۲۸ء کے رسالہ "عصمت" میں اتفاقیہ نظر سے گذرا یورپ کی پیداکردہ موجودہ ذہنیتوں کے اعتبار سے یہ مضمون چنداں قابل شکایت نہیں لیکن عصمت ایسے مذہبی رسالہ میں اس طرح کے مضامین کا شایع ہونا بہت سی غلط فہمیوں کا سبب ہو سکتا ہے اس لئے چند باتیں عرض کردینی ضروری ہیں امید ہے کہ قارئین بنظر انصاف ملاحظہ فرمائینگے۔

جناب پروفیسر صاحب نے اپنے مضمون کی ابتدا اپنے ایک ذاتی تجربہ سے فرمائی ہے کہ کوئی مولوی صاحب آپ کے بڑے بھائی کے حسب خواہش فتویٰ نویسی پر تیار ہوگئے مجھے افسوس ہے کہ کیا اس روشن زمانہ میں بھی اس طرح کے فسانہ نگاری سے کسی محترم جماعت پر عمومی حملہ کیا جا سکتا ہے؟ کیا یہ بخوبی ممکن نہیں کہ اسی طرح کسی شخص کے چھوٹے بھائی کے حسب مطلب بعض یورپ کے تعلیم یافتہ اپنی مذہبی بے حسی کا مظاہرہ کرنے پر تیار ہوگئے ہوں تو کیا تمام تعلیم یافتگان یورپ کو بےحس کہہ سکیگا؟ ہرگز نہیں۔

افسوس کیا جا رہا ہے کہ علما نے شرع اسلامی کو کھیل بنا رکھا ہے اور کھیل بنانے کا کیا خوبصورت ثبوت پیش فرمایا ہے کہ ایک فریق ایک مسئلہ کے متعلق خاص رائے رکھتا ہے تو دوسرا فریق علما اس کے بالکل مخالف رائے" تعجب ہے کہ اجتہادی مسائل میں علما کا مختلف الخیال ہونا افسوسناک طریقہ پر کھٹک رہا ہے لیکن آج مجموعہ قوانین کے ایک ایک دفعہ کے متعلق وکلا و بیرسٹر بلکہ خود حکام وقت باہمی متناقض رائے رکھتے ہیں ایک ایک مرض کے اسباب و علامات و طریق علاج میں اکثر دو ڈاکٹر دو طبیب مختلف الرائے ہوتے ہیں اور دنیا کی زندگی کا کوئی شعبہ اس طرح کے اختلاف آرا سے خالی نظر نہیں آتا۔

بایں ہمہ اختلاف کسی فریق سے کوئی شکایت نہیں لیکن اگر ایک مسئلہ میں دو عالم مختلف الرائے ہوں تو پڑھے لکھے مسلمان بے دین ہوئے جاتے ہیں حضرت کون پڑھے لکھے مسلمان وہ جو اپنے مذہب سے بالکل کورے نابلد سادہ لوح یورپ پہنچ جائے اور ضمیر کے پاک و صاف لوح پر جابدست استادان یورپ سے نقاشی کرالاتے ہیں آپ ہی انصاف فرمائیے کہ ایسے حضرات بے دین نہ ہوں گے تو کیا دیندار ہو جائینگے اور ان کی یہ بے دینی اختلاف علما کے زیر اثر ہوگی یا قلم یورپ کی مرہون منت دینداری اور مذہبی احساس موقوف ہے دین کے جاننے اور دینی تربیت پر یہ ضرور نہیں کہ باقاعدہ سند فراغ بھی حاصل کی جائے لیکن یہ ضرور ہے کہ کسی اچھے واقفکار عالم سے مذہبی واقفیت حاصل کرلی جائے اور کچھ دنوں دیندار لوگوں کی صحبت اختیار کی جائیں اور ان سے تربیت حاصل کی جائے۔

اگر فی الواقع آپ حضرات یورپ میں اسلام کو فطری دین ثابت کرنے کی سعی کر رہے ہیں تو قابل مبارکباد ہیں لیکن اگر مولوی صاحبان نے ساردا ایکٹ کی مخالفت کی تو اس مخالفت سے وہ اسلام کو غیر فطری ثابت کرنے کے مجرم نہیں بن گئے ہیں۔

جن یورپ کے اخباروں نے اس مخالفت کو شایع کیا ہے کاش ان سے وجوہ مخالفت بھی دریافت کر لئے جاتے لیکن ان اخباروں کو کیا پڑی تھی کہ وہ وجوہ بھی ظاہر کر دیتے ان کو تو ایسی خبروں کو اس سانچے میں ڈھال کر پیش کرنا ہے کہ جن سے حامیان مذہب سے ایک عام بدظنی پیدا ہو جائے ذالك بانهم كرهوا ما انزل الله (قتال)

میں عرض کروں علما نے جو ساردا ایکٹ کی مخالفت کی ہے تو اس بنا پر نہیں کہ وہ بچپن کی شادی کو پسند کرتے ہیں بلکہ اس مخالفت کی بنا یہ ہے کہ وہ اسلام کو ایک فطری دین، جامع اور مکمل دین سمجھتے ہیں اور فطری دین کے لئے ضروری ہے کہ انسان کے مختلف حالات و حاجات کا پورا پورا لحاظ رکھے اور کوئی حکم ایسا نہ دے جو بعض مواقع پر ناقابل قبول ہو جائے۔ بچپن کی شادی کوئی پسندیدہ چیز نہیں لیکن بعض مواقع اور بعض حالات میں انسان مجبور ہو جاتا ہے کہ اپنی جائداد کے آئندہ استحفاظ یا موجودہ بار کے ہلکا کرنے یا مخالف خاندانوں میں رسم مودت پیدا کرنے کے لئے اپنے کمسن بچوں کو بیاہ دے ایسے ضرورت کے مواقع پر شریعت محمدیہ نے اولیا کو پورا حق دیا ہے کہ وہ اپنے حق ولایت کا استعمال کریں۔ خدارا ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے کہ یہ اختیار فطرتی اور قدرتی ضرورتوں کے کتنا مطابق ہے لیکن بجائے ساردا ایکٹ سامنے آتا ہے اور جبریہ حکم دیتا ہے کہ کسی حال میں بھی تم اپنے اس حق کا استعمال نہیں کر سکتے...... گر وگے تو مجرم رہے نشوونما اور صحت کے اصول کچھ تو یاد رکھنا چاہئے کہ اسلام و علما نے ایسے مواقع پر صرف نکاح و کفالت کی اجازت دی ہو رخصتی یا باہمی توصل کی ہرگز اجازت نہیں دی علما کی تجویزوں اور تحریروں میں اس کی صاف صراحت موجود ہے جسکو شبہ ہو علما سے اس قانون کے متعلق تحریروں کو طلب کر کے دیکھ سکتا ہے۔

ایک مہاراجہ ایک چیف جج خدائی قانون کے مقابلہ میں دنیاوی قانون سے اگر مرعوب ہو گیا اور اس مرعوبیت میں اپنے کمسن بچوں کو بیاہ دیا تو اس میں تعجب کیا ہے ان قوانین کا تو یہی مقصد ہے کہ اللہ کی حکومت کو اٹھا کر انسانوں اور نام نہادوں کی حکومت قائم کی جائے .... پھر اس مقصد کی تکمیل ایک مہاراجہ اور ایک چیف جج سے بڑھ کر دوسرا کون کر سکتا ہے یہ تعجب بجائے خود ایک تعجب انگیز چیز ہے۔

جمعیہ علما کے صدر یا رہبران قوم نے اگر صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے ایسے قوانین کی خلاف ورزی کی اور اپنے ایک فطری اور خدائی دئیے ہوئے حق کو بچانے کے لئے اپنے کو حوالات میں ڈال دیا تو بعض حضرات کے ہوش براں ہیں اور آج اس یورپ میں اپنے مصنوعی حقوق کے مطالبہ میں آئے دن قانون کی خلاف ورزیاں کی جا رہی ہیں لوگوں کے حال و مال غیر محفوظ بنائے جاتے ہیں تو انہی حضرات کے ہوش برجا ہیں شاید اسی کو یک بام دو ہوا کہتے ہیں۔ زمانہ رسالت میں لڑکیوں کی کمسری کی شادی کی ایک آدھ مثال نہیں

بلکہ اسلامی تاریخ کے مطالعہ فرمانے کی فرصت نکالی جاسکتی ہے تو بیسیوں مثالیں مل جائینگی لیکن کم عمر لڑکے کی شادی کی مثال نہیں ملسکتی تو اس سے کیا نقصان ہوا لڑکی کی شادی کم عمری میں ہوسکتی ہو تو لڑکے نے کیا خطا کی ہے؟ اگر لڑکے کی شادی نہیں ہوسکتی تو پھر لڑکی کی کیوں ہو؟ شادی دراصل ایک معاہدہ ہے اور معاہدہ کرنے کا حق فقط عاقل بالغ مسلمان کو ہوسکتا ہے۔ تو پھر اس خیر القرون میں ایک نابالغ لڑکی نے یہ معاہدہ کیسے کرلیا اس کو سوچئے جب اس کو تسلیم کیا جارہا ہے کہ زمانہ رسالت میں لڑکی کی شادی کم عمری میں ہوئی تو اب اس کے سوا کیا چارہ ہے کہ یہ فرمایا جائے کہ یہ معاہدہ لڑکی کے اولیاء نے لڑکی کی طرف سے کیا تو پھر لڑکے کے اولیا یہ معاہدہ کیوں نہیں کرسکتے انصاف شرط ہے۔

جس طرح شادی بڑی بھاری ذمہ داری ہے اسی طرح جائدادوں کی خرید و فروخت بھی بڑی بھاری ذمہ داری کا کام ہے کسی ریاست یا سلطنت کی حکومت بھی بڑی بھاری ذمہ داری ہے جب ساردا ایکٹ کے قانون جاری کرنے والی حکومت ہی کے قوانین کی رو سے اولیاء کو یہ حق حاصل ہے کہ بڑی سے بڑی جائداد اپنے بچوں کی خرید و فروخت کرسکتے ہیں جب راجہ مہاراجہ اپنے کمسن بچوں کو گدی نشینی کی بھاری ذمہ داری سونپ سکتے ہیں تو پھر اولیا اپنے بچوں کی شادی کی ساری ذمہ داری کیوں نہیں اٹھا سکتے؟

قرآن پاک، حدیث شریف، سنن خلفاء سے نابالغ مرد کے شادی کے جواز کی مثال تلاش کی جارہی ہے کاش یہ معمولی سی بات معلوم رہتی کہ قوانین شریعت یا قوانین حکومت میں جواز کی مثالیں نہیں ہوتیں بلکہ عام جوازکی ہوتی ہیں دنیا کی ہر چیز انسان کا ہر کام روا ہوتا اور شرعاً جائز ہے ان چیزوں اور ان کاموں کے سوا جن سے ان قوانین نے روکدیا ہے پھر مجھے بتایئے کہ مرد کی نابالغی کی شادی کے عدم جواز کی کوئی مثال آپ کو ملی؟ اگر نہیں ملی اور ہرگز نہیں ملی تو پھر ایسے کمزور مغالطے کم از کم ایک جرمن کے پروفیسر کو ہرگز زیب نہیں دیتے۔

جب لڑکی کے لئے ولی ہونا ضروری ہے یہ آپ کو تسلیم ہے تو پھر اگر لڑکی کے ولی لڑکی کے مرضی بغیر کسی حالت میں ہی شادی نہیں کرسکتے تو ولی کس کام کے لئے بنے یہ عجب حیرت انگیز بات فرمائی گئی ہے مذہب یا حکومت نے اگر اولیا کی ولایت تسلیم کی ہے تو صرف اسی لئے کہ وہ اپنے بچوں کے نفع نقصان کا پورا لحاظ و خیال رکھیں اور جن کاموں کو بچے اپنی کم عقلی کی وجہ سے نہیں کرسکتے ان کاموں کو یہ اولیا بحسن و خوبی انجام دیں بیشک کمسن بچے اپنی شادی کے متعلق کوئی رائے نہیں دے سکتے لیکن ان کے والدین ضرور رائے دے سکتے ہیں اور اس کے نفع و نقصان کو سمجھ سکتے ہیں تو اگر وہ کمسنی میں اپنے بچوں کی شادی میں ان کا فائدہ دیکھتے ہیں تو ان کو اس حق کے استعمال سے کسی انسان کی مجال ہے کہ روکدے خاصکر جبکہ خدا نے اور اس کے رسول نے بھی یہ حق ان اولیا کو دیدیا ہے تو اب کسی کو مجال دم زدن نہیں ہونا چاہیئے اور یہ سن لینا چاہیئے کہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الحاکمون (مائدہ)

مبسوط سے خنساء بنت خذام کا واقعہ بیان کیا گیا ہے اگر اصل مخزن کتب حدیث و رجال کو مطالعہ فرمایا جاتا تو معلوم ہوجاتا کہ یہ عاقلہ بالغہ بلکہ بیوہ تھیں استیعاب ملاحظہ ہو اور گفتگو ہے نابالغہ میں بالغ مرد یا عورت کو اولیاء مجبور نہیں کرسکتے اسی لئے دربار رسالت میں ان کو حق فسخ عنایت ہوا۔

یہ ہے فطرتی دین کی شان کہ نکاح کی سب سے بڑی شرط صرف طرفین کی رضامندی نہیں ہے بلکہ اگر طرفین نابالغ وغیرہ عاقل ہوں تو ان کے اولیاء کی رضامندی اور دکالتاً ایجاب و قبول بڑی ضروری شرط ہے اور بغیر اولیاء کی رضامندی کے ایسے طرفین کا نکاح درست نہیں۔

یقین فرمایئے کہ اس مضمون سے ہمارا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ جناب پروفیسر صاحب کی تنقیص کی جائے یا بچپن کی شادی پسندیدہ کی جائے بلکہ جناب پروفیسر صاحب کے مضمون سے یہ شبہ ہوا کہ ناظرین ایک مذہبی مسئلہ کے متعلق غلط فہمی میں مبتلا ہوجائینگے اس لئے میں نے اصل حقیقت کا اظہار ضروری سمجھا۔

تفسیر حقانی اردو کامل آٹھ جلد

(مصنفہ فاضل اجل علامہ مولانا مولوی ابو محمد عبدالحق صاحب حقانی محدث دہلوی)

یہ تفسیر آٹھ جلدوں تک پوری ہوئی ہے جس میں مذاہب کے حالات اور عالم آخرت کے اسرار اور قرآن شریف کی مصطلحات کے متعلق محققانہ بحث کی گئی ہے۔

یہ تفسیر مع اصل متن مستند و معرکۃ الآرا مشہور تفسیر ہے جو پچاس سال سے اسلامی دنیا میں مقبول خلائق ہے اس تفسیر کی مختصر خوبیاں یہ ہیں کہ مخالفین اسلام کے جملہ اعتراضوں کا محققانہ مدلل پیرایہ میں جواب دیا گیا ہے اس تفسیر سے معمولی اردو داں سے لیکر متبحر عالم تک مستفید ہوتے اور بچے بوڑھے جوان مرد و عورت سب لوگ پڑھ سکتے ہیں طلباء اور علماء کے لئے اس تفسیر میں علمی مباحث کے وہ دریا بہائے گئے ہیں جن کی شناوری ہر مباحث و مناظر کے لئے ضروری ہے علم تصوف اور مسائل روحانیت کو ایسا کشف فرمایا ہے کہ ذوق سلیم رکھنے والا صوفی منش انسان بیتاب ہوجاتا ہے اصل کا اصلی متن جلی قلم اعراب صحیح تفسیر اردو عام فہم نہایت سلیس بامحاورہ روایات صحیح، ربط آیات، ترتیب و شان نزول ساتھ ساتھ قصص و واقعات جملہ مسائل وغیرہ سب باتیں اس تفسیر میں درج ہیں اگر آپ واقعی عالم، واعظ، محقق و مناظر بننا چاہتے ہیں تو تفسیر حقانی ملاحظہ فرمایئے جس کی مجموعی قیمت پچیس ۲۵ روپے علاوہ محصول ہے اور ہر جلد کی علیحدہ علیحدہ قیمت یہ ہے پہلی جلد ڈیڑھ روپے باقی دوسے آٹھ جلد تک فی جلد چار روپے علاوہ محصولڈاک کے۔ اگر ڈاک کے ذریعہ منگاتے ہیں تو بلحاظ محصول ڈاک خرچ ہوتا ہے اس لئے ریل کے ذریعہ منگایئے ریل کا پارسل پانچ روپے پیشگی آنے پر روانہ ہوگا۔

ملنے کا پتہ:- منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

قول یا عمل

(از جناب مولوی امین احسن صاحب)

اسلام کی تاریخ تقریباً ساڑھے تیرہ سو برس کے حالات وواقعات کا مجموعہ ہے آپ نے اس میں بہت کچھ پڑھا ہوگا لیکن کیا آپ اس وسیع تاریخ میں کسی ایسے عہد کا پتہ دے سکتے ہیں جس میں تقریباً نصف ارب اسلام کے پرستاروں نے بیک وقت اسلام اور مسلمانوں کی بدحالی پر ایسا پُردرد نوحہ کیا ہو؟ ہمیں یقین ہے کہ آپ اس تاریخ کسی ایسے زمانہ کا پتہ نہیں دے سکتے کسی زمانہ میں چند لاکھ لوگوں نے اسلام کے غم میں آنسو بہائے تو کیا کیا! آج اس سرزمین پر کروروں انسان خدا کے دین کی رسوائی پر ماتم کر رہے ہیں یہ ماتم صرف آنسو بہانے والی آنکھوں ہی سے نہیں بلکہ نئے تمدن کے بخشے ہوئے ان تمام سامانوں کے ساتھ ہے جو آج ماتم اور نوحہ خوانی کے لئے ایجاد کر لئے گئے ہیں انجمنیں اور جلسے اخبارات و رسائل پیغامات و اعلانات تصنیفات و تالیفات اور اس قسم کی تمام چیزیں جو آج موجود ہیں اسلام اور مسلمانوں کے لٹے ہوئے اقبال کا مرثیہ پڑھ رہی ہے یہ سب دردمند ہیں کہ مسلمان دنیا میں ذلیل ہوگئے ہیں یہ سب غمگین ہیں کہ خدا کا دین رسوا ہو رہا ہے یہ سب جستجو میں ہیں کہ مسلمانوں کے زخم کا مرہم ہاتھ آئے لیکن کیا اس ساری مرثیہ خوانی سے بدبخت مسلمانوں اور خستہ حال اسلام کا ذرہ برابر بھی بھلا ہوا! اگر نہیں ہوا تو کیوں!

اس سوال کی مخاطب وہ بے عقل و ادراک بھیڑ نہیں ہے جو صرف پیروی اور تقلید کرنا جانتی ہے بلکہ ہماری گذارش ان حضرات سے ہے جو اس گلہ کے نگہبان اس ریوڑ کے محافظ اس رعیت کے راعی ہیں اور بجا طور پر اپنے کو اس کی ہدایت و گمراہی کا ذمہ دار سمجھتے ہیں کہ۔ کلکم راع وکلکم مسئول۔

یہ لوگ جواب دیتے ہیں کہ رعیت بیزار ہوگئی ہے سننے سے اعراض اور ماننے سے انکار کرتی ہے اب اس کے اندر پرانی تسلیم و رضا اور قدیم اطاعت کیشی و ارادتمندی باقی نہیں رہی اس لئے اصلاح حالات ناممکن اور ما دائے عذر محال ہے لیکن ہم نہیں سمجھ سکتے کہ یہ جواب کیونکر صحیح ہو سکتا ہے تعجب ہے کہ جو لوگ اُن کے ہاتھوں سے زہر کا پیالہ پیکر مرگئے وہ آبحیات کا حیات بخش جام پیکر دوبارہ جی اٹھنے کے لئے کیوں طیار نہیں ہیں اگر وہ ان کی رہنمائی کے مطابق گناہوں کے جنگل میں کھو سکتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ یہ ان کو نیکیوں کی جنت کی راہ بتائیں اور وہ ان سے اعراض کریں ہم تسلیم کرتے ہیں کہ وہ سرکش ہیں گنوار ہیں ضدی ہیں لیکن کیا ان کی ضد سرکشی اور جہالت عرب کے ان بدوؤں اور حبشیوں کی جہالت سے بھی زیادہ ہے جن کو اسی ملک کے ایک تیمی (روحی فداہ) نے چند سال کے اندر حیوان سے فرشتہ بنا دیا پھر آج کیا ہے کہ اسی تیمی کے لاکھوں مدعیان خلافت چند کروڑ مسلمانوں کی جھکی ہوئی گردنوں کو بلند کرنے سے عاجز ہیں؟

یہ نہایت عجیب بات ہے کہ ہماری خوش بختی و بدبختی کی ذمہ دار جماعت گمراہ کرنے کے لئے آج بھی مسلمانوں کو نہایت مستعد و طیار اور مطیع و فرمانبردار پاتی ہے لیکن جب ان کو ہدایت اور نیکی کا سبق پڑھانے بیٹھتی ہے تو یک بیک وہ ایسے کاہل اور سست سرکش اور ضدی بنجاتے ہیں کہ انھیں خدا کے حوالہ کرنا پڑتا ہے اس دلچسپ صورت حال کی لوگ مختلف توجیہیں کرتے ہیں لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ یہ کوئی ایسا باریک نکتہ نہیں ہے جو تلاش کے بعد ہاتھ آئے بات بالکل صاف ہے ہر چیز اپنے اندر ایک قدرتی اثر رکھتی ہے برائی کا اثر برا اور اچھائی کا اثر اچھا ہوتا ہے۔ جس طرح یہ ناممکن ہے کہ آگ اپنے قدرتی اثر کے برعکس جلانے اور خاک سیاہ بنانے کی جگہ ٹھنڈک اور شادابی کا باعث ہو اسی طرح یہ قطعی محال ہے کہ ایک بے عمل شخص اپنی تحریروں تقریروں سے دوسروں کو باعمل بنا سکے واقعات اور اشیار کی تاثیریں ہمیشہ باقی رہتی ہیں ایک فاسق و بدکار قرآن کا جامہ پہنکر اگر لاکھوں برس تقویٰ و طہارت کا وعظ کہے تو ایک دل بھی نرم نہیں کر سکتا لیکن ایک نیک صالح بندہ لبوں کی جنبش اور آنکھوں کے اشاروں سے اس زمین کو آسمان بنا سکتا ہے۔

ہماری موجودہ پستی اور ذلت خود اس بات کی شاہد ہے کہ آج جو جماعت ہمارے سروں پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے اس کے پاس نیک نیتی اور عمل کی برکت نہیں ہے یہ بے عمل واعظوں کی طرح ہمارے دل و دماغ کو عمل کے وعظ سے تھکا دینا چاہتی ہے لیکن اپنی راحت کی زندگی کا ایک لمحہ بھی عمل کی خاطر قربان کرنے کے لئے طیار نہیں ہے ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ ان کے لبوں کی جنبش سے لوگوں کے دلوں میں لرزہ نہ پیدا ہوتا قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے خدا کام کرنے والوں کے کام اور اجر کو ضائع نہیں کرتا مسیح نے فرمایا ہے:۔

"اے کم اعتقادو اگر تمہارے اندر رائی برابر بھی ایمان ہو اور تم سامنے کے پہاڑ سے کہو کہ تو اپنی جگہ سے سرک کر سمندر میں جا پڑ تو وہ سمندر میں جا پڑے گا اور وہی ہوگا جو تم چاہو گے"

صحیح اعتقاد اور صحیح عمل لازم و ملزوم ہیں وہ فریب دیتے ہیں جو کہتے ہیں کہ ان کا رشتہ ٹوٹ سکتا ہے آج صحیح اعتقاد اور صحیح عمل دونوں کا قحط ہے اور اسی قحط کا اثر ذلت کی وہ عالمگیر موت ہے جو آج کروروں مسلمانوں پر چھائی ہوئی ہے کہنے والوں کا یہ حال ہے کہ یقولون بافواھھم ما لیس فی قلوبھم وہ اپنی زبانوں سے ایسی بات کہتے ہیں جس کا اثر ان کے دلوں پر نہیں ہے اور سننے والوں کا یہ عالم ہے کہ فلم یزدھم دعائی الا فرارا ان کو جتنا ہی بلایا جاتا ہے وہ اتنا ہی بھاگتے ہیں قرآن پاک نے دلوں اور زبانوں کے اسی بعد و بیگانگی اور قول و عمل کی اسی دوری و بیزاری کو رفع کرنے کے لئے مسلمانوں کو ٹوکا تھا کہ لم تقولون ما لا تفعلون تم ایسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے کو بھول جاتے ہو۔

عمل کا یہ قحط کیسا افسوسناک ہے سال میں ہزاروں کانفرنسیں ہوتی ہیں لاکھوں مضامین نکلتے ہیں کروروں تقریریں کی جاتی ہیں لیکن موجودہ جسم قالب کے اندر یقین کی روح اور اعتقاد و عمل کا پرجوش خون نہیں ہے وہ مسلمانوں کے لئے ایک سوکھی لکڑی سے زیادہ بے اثر ہے عزت، کامیابی، زندگی، خدا کی رحمت ہے جس کے حصول کی پہلی شرط عمل ہے لیکن آجکل کے نادان لوگ خدا کی رحمت کو باتوں کے دام میں شکار کرنا چاہتے ہیں حضرت مسیح نے اپنے شاگردوں کو نصیحت فرمائی تھی کہ فقیہ اور فریسی موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں جو کچھ تمہیں بتائیں وہ سب کرو اور مانو لیکن ان کے سے کام نہ کرو کیونکہ وہ کہتے ہیں اور کرتے نہیں وہ ایسے بھاری بوجھ جن کا اٹھانا مشکل ہے باندھ کر لوگوں کے کندھوں پر رکھتے ہیں مگر آپ انھیں انگلی سے بھی ہلانا نہیں چاہتے وہ ضیافتوں میں صدر نشینی عبادتخانوں میں اعلیٰ درجہ کی کرسیاں بازاروں میں سلام کہلانا پسند کرتے ہیں کیا آج مسلمانوں کی صلاح و فلاح کے ذمہ دار اس آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھکر یہ فیصلہ کریں گے کہ اصلی چیز قول ہے یا عمل؟

اس پاپ کی دنیا سے دور!

(از جناب سید بدرالحسن صاحب ایم اے)

ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ زمین کی وہ کشش کہ جسے کشش ثقل کہتے ہیں اور جس کی وجہ سے ہر چیز ہر وقت زمین کی طرف کو کھنچتی رہتی ہے بالکل مفقود ہو گئی تھی میرا جسم بالکل ہلکا پھلکا اور اس درجہ لطیف و سبک ہو گیا تھا کہ میری انتہائی کوشش کے باوجود کسی طرح زمین پر رک ہی نہ سکتا تھا اور خود بخود دوش ہوا پر سوار ہو کر فضائے آسمانی میں بلند ہوتا چلا جا رہا تھا میں نے دیکھا اور گھبرا کر دیکھا کہ کہیں کسی اتفاق کی وجہ سے میں اس ہوائی جہاز میں تو سوار نہیں ہو گیا جو ہر ہفتہ کراچی سے ڈاک لیکر لندن جایا کرتا ہے مگر معلوم ہوا کہ میں قطعاً کسی چیز پر سوار نہیں ہوں اور نہ کوئی آواز ہی ایسی آ رہی تھی جسے مشین کے پرزوں کی حرکت کی آواز کہا جا سکے ہر طرف سناٹا چھایا ہوا تھا اور خدا جانے میری اپنی نگاہ میں کوئی غیر معمولی تیزی آ گئی تھی یا تمام دنیا پر کوئی ایسا نور چھایا ہوا تھا کہ جس نے ہر چیز کو روشن اور منور کر دیا تھا اور رات کی تاریکی اور فاصلہ کی زیادتی کسی شئے کو بھی میری نظروں سے پوشیدہ نہ کر سکتی تھی میں آہستہ آہستہ بلند ہوتا چلا جا رہا تھا اور بلندی کے ساتھ برابر میری حد نگاہ میں وسعت پیدا ہوتی چلی جا رہی تھی، اپنے گھر کی چھت، آس پاس کے گھروں کی چھتیں محلہ کی گلیاں اور سڑکیں قریب کے بازار نزدیک نزدیک کے محلے پھر سارا شہر پھر شہر کے مضافات پھر کمشنری پھر پورا صوبہ اور بالآخر تمام جزیرہ نمائے ہندوستان میری نظروں کے سامنے تھا اور میں بہت ہی بلند اس سے بھی زیادہ بلند کہ جتنے وہ کبوتر ہوتے ہیں کہ جو اونچے ہوتے ہوتے بالکل آسمان میں ڈوب جائیں بلکہ فی الحقیقت کوہ ہمالہ کی اس سر بفلک چوٹی سے بھی زیادہ بلند ہو کر کہ جس پر پہنچنے کی آرزو میں بہت سے جانباز محققین اپنی جانیں کھو چکے ہیں میں اس عظیم الشان انسانی بستی کا طائرانہ نظارہ کر رہا تھا کہ جہاں دو چار، دس بیس یا سو پچاس نہیں بلکہ پورے چالیس کروڑ انسان آباد ہیں سطح زمین اس وقت سینما یا بائیسکوپ کا پردہ تھی جس پر ہزاروں بلکہ لاکھوں قسم کے تماشے دکھائے جا رہے تھے اور کروڑہا کروڑ مخلوق کی تصویریں آتی تھیں اور اپنا کھیل دکھاتی ہوئی چلی جاتی تھیں۔

میں اب کرہ زمین سے ہزاروں میل کے فاصلہ پر تھا کشش ثقل کا اثر پہلے ہی زائل ہو چکا تھا چاند کی ٹھنڈی اور خوشگوار روشنی روح کو مسرور کر رہی تھی اور میں لطیف اور پاکیزہ ہوا کے بحر ذخار میں بالکل اسی طرح تیرتا پھرتا تھا کہ جس طرح پانی کے ان تھاہ اور ناپیدا کنار سمندر میں مچھلیاں تیرا کرتی ہیں میرے تیرنے یا اڑنے کی رفتار کچھ بھی نہیں تو کئی ہزار میل فی لمحہ تھی لیکن اس قدر تیزی کے باوجود یہ کچھ عجیب بات تھی کہ میں نہ تو پریشان اور بدحواس تھا اور نہ یہی ہوتا تھا کہ کوئی چیز میرے دیکھنے سے رہ جائے خدا جانے کس طرح میری نگاہوں میں یہ طاقت پیدا ہو گئی تھی کہ وہ عکس ریز شعاعوں کی طرح ہر چیز کے پار ہو جاتی تھیں اور نہ جھونپڑیوں کے چھپر اور کھپریل میری نظر کو مانع تھیں اور نہ بڑے سے بڑے عالیشان محلوں کی چھتیں ایک طرف میری آنکھوں کے سامنے انسانی تباہی اور بربادی کا یہ دردناک نظارہ تھا کہ ہزاروں نہیں لاکھوں لاکھوں ہی نہیں بلکہ کروڑوں جانور نہیں بلکہ مجھ جیسے انسان ہی انسان کہ جنھیں اشرف المخلوقات کا لقب ملا ہے فاقہ کشی سے تنگ آ کر دم توڑ رہے ہیں۔ بڑے بڑے کڑیل جوان کہ جن کے طاقتور اور مضبوط بازوؤں نے سخت سخت سنگلاخ زمینوں کو کھود کھود نرم اور قابل زراعت بنا دیا تھا گھل گھل کر اور سوکھ سوکھ کر اب ایک ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ گئے ہیں اور ان بازوؤں میں اب اتنی طاقت بھی نہیں ہے کہ ہاتھ ہلا کر پانی بھی پی سکیں قحط اور افلاس اور وبا اور امراض نے جسم میں کھال اور ہڈیوں کے سوا کچھ نہیں چھوڑا ہے زندگی کی تمناؤں میں موجود ہے دنیا کی دلچسپیاں انھیں اپنی طرف متوجہ کرتی ہیں ہمت اور گمشدہ طاقت کے بھروسہ پر بدن میں ایک پھریری سی آتی ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح اٹھ بیٹھیں اور موت کے اس بھیانک اور مہیب دیو کو جو ان کے سینے پر سوار ہے دھکا دیکر گرا دیں لیکن افسوس کہ ہاتھ پاؤں کام نہیں دیتے اور وہ ایک حسرت بھری نگاہ اس دنیا کی چیزوں پر ڈال کر آنکھیں بند کر لیتے ہیں اور راضی برضا ہو کر مرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔

چھوٹے چھوٹے بچے جن کے ننھے ننھے دلوں میں بڑے ہونے اور پھولنے پھلنے کے ارمان بھرے پڑے ہیں تپ لرزہ اور طاعون یا دق اور ورم جگر کی بیماریوں میں مبتلا ہو کر امید بھری نگاہوں سے اپنی ان مجبور و معذور ماؤں کی طرف دیکھتے ہیں کہ جنھوں نے کئی راتیں ان کے سرہانے بیٹھ کر کاٹی ہیں لیکن جب ان کی نگاہ ان آنسوؤں پر پڑتی ہے جو ماں کے خشک اور زرد گالوں پر بہ رہے ہیں تو وہ اس کا مطلب اچھی طرح سمجھ جاتے ہیں اور پھر اس خیال سے کہ ان کی ماں کا دل نہ دکھے جبر اور خاموشی کے ساتھ اپنی تکلیف اور مصیبت کو برداشت کرنے کے لئے کوئی پوشیدہ آواز ان کے کان میں کہتی ہے کہ غریب مزدوروں اور کسانوں کے بچوں کے لئے اس دنیا میں نہ روٹی ہے اور نہ دوا وہ اسی لئے اس دنیا میں آتے ہیں کہ تکلیف اور مصیبت میں مبتلا رہیں اور فاقہ کشی اور آسمان کی بیماریوں سے جی ہی گئیں تو مدت العمر دوسروں کی خدمت اور دوسروں کی غلامی کر کے اپنا پیٹ پالا کریں۔

حسین اور نوجوان لڑکیاں جو اگر تندرست ہوتیں تو مخلوق کی زینت بننے کے لائق تھیں افلاس اور ناداری کے ہاتھوں بھیک مانگنے اور ایک ایک کے آگے دست سوال پھیلانے پر مجبور ہیں، بدطینت اور کمینے لوگ ان کی اس بیکسی اور مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھا کر انھیں چھیڑتے ہیں اور وہ یہ دیکھ کر کہ ہم بے بس اور ناطاقت ہیں اپنی اس توہین کو صبر کے ساتھ برداشت کرتی ہیں اور غصہ کو شربت کے گھونٹ کی طرح پی جاتی ہیں سردی کا موسم ہے لیکن ان غریبوں کے پاس اوڑھنے کے لئے رضائی کمبل کا تو ذکر ہی کیا اپنا تن ڈھکنے کے لئے کپڑا تک نہیں ہے میلے اور غلیظ دو چار چیتھڑے ہیں جن سے وہ اپنا ستر چھپانے کی کوشش کرتی ہیں لیکن گلے ہوئے کپڑے کو ہر مرتبہ جب وہ ایک طرف سے کھینچ کر دوسری طرف لانا چاہتی ہیں تو وہ تھوڑا سا اور پھٹ جاتا ہے ایک افلاس ہزار گناہوں کا باپ ہوتا ہے اور ضرورتمندی اور احتیاج انسان کو برے سے برے کاموں پر آمادہ کر دیتی ہے اشرف المخلوقات انسان کی یہ بیٹیاں بھی بھوک کی تکلیف سے مجبور ہیں اور آہ ان میں سے بہت سی اپنی عصمت کے اس جوہر عالی کو بھی فروخت کرنے پر آمادہ ہو جاتی ہیں کہ جو انھیں جان سے زیادہ عزیز تھا معصیت اور گناہ کے اثرات

ان کے چہروں سے ظاہر ہوتے لگتے ہیں غیرت اور دنیا کی جگہ بے شرمی اور لگا بٹے لے لیتی ہے اور اب اونا ت عصمت فروشی کے لازمی نتیجے پھوٹ پھوٹ کر ان کے بدن سے نکلنے لگتے ہیں انسانی تباہی اور بربادی کے اس دردناک منظر کی میں کسی طرح تاب نہ لاسکا اور بے اختیار ہو کر میں نے ادھر سے منہ پھیر لیا منہ پھیرتے ہی گویا دنیا بدل گئی بجلی کی روشنی سے شہر کے شہر نور کے سمندر بنے ہوئے تھے موٹروں کے شید اور ٹریموں کی کھڑکھڑاہٹ میں کان پڑی آواز نہیں سنائی دیتی تھی چاندی اور سونے کے سکے کنکریوں اور پتھروں کی طرح پھینکے جارہے تھے اچھے سے اچھے بارونق قہوہ خانے نفیس سے نفیس ہوٹل اور پھر ان میں ریشم اور زربفت کی جھبیوں سے لدے ہوئے مردوں اور عورتوں کا ہجوم خوش ذائقہ غذاؤں کی بوباس لذیذ اور مفرح مشروبات کے خوشنما رنگ اور صاف ستھرے اور باسلیقہ خدام کی قطاریں جو مشینوں کی طرح اشاروں پر کام کرتے پھرتے تھے تھیٹر اور سینما، قمار خانے اور رقص گاہیں اور سرکس اور نمائشیں جن سے لوگوں کی لپٹیں بلند ہو ہو کر نجیہ تک پہنچ رہی تھیں یہ سب مقامات بدمست شراب مردوں اور نیم برہنہ عورتوں سے کھچا کھچ بھرے پڑے تھے عطر اور لیونڈر کی خوشبوئیں کے ساتھ سگار اور سگریٹ کے دھوئیں نے مل کر تمام فضا کو غلیظ اور گندہ بنا رکھا تھا بیش قیمت اور ہوش ربا شرابوں کے کنستر کے کنستر خالی ہوتے چلے جارہے تھے اور سوڈے کی کروڑوں بوتلیں کھلنے کی آوازیں ایک تسلسل کے ساتھ کان میں پہنچکر ایسا شبہ پیدا کردیتی تھیں کہ کہیں دور مشین گنیں چل رہی ہیں عیش تھا اور لطف دسرمست دولت تھی اور اسراف اور فارغ البالی تھی اور سیہ کاری جشن دجال تھا

مگر آلودہ معصیت فضل و کمال تھا لیکن آغشتہ کبر و نخوت اور سینوں کے اندر دل تھے مگر پتھر اور فولاد کے بنے ہوئے اور دماغوں میں عقل تھی لیکن صرف اپنے فائدہ کی باتیں سوچنے والی اس مختصر دنیا کا تقریبا ہر فرد بچہ عورت مرد فرعون بے سامان بنا ہوا تھا اور ان میں سے بہت سوں کا یہ خیال تھا کہ اگر آج خدا بھی ہوتا تو ہمارے آگے سجدہ کرتا مسجدیں اور مندر اور گرجا اور خانقاہیں سونی اور ویران پڑی تھیں بجلی کا قمقمہ تو بڑی چیز ہے اکثر میں معمولی کڑوے تیل کا ایک دیا تک نہ تھا اور ان مقدس اور متبرک عمارتوں میں سے کچھ اگر آباد تھیں بھی تو آہ خدا پرستوں سے نہیں بلکہ حسن پرستوں اور شکم پرستوں سے......!!

ان شہروں پر اس طرح من برستے اور ان زمینوں پر اس طرح سونے کے دریا بہتے دیکھکر خیال آیا کہ اس سنہری دریا کا سرچشمہ تلاش کروں اور دیکھوں کہ آخر یہ نکلتا کہاں سے ہے اور اگر ممکن ہو تو بین الاقوامی انجمن میں ایک تجویز پیش کراؤں کہ بہت بڑی نہ سہی ایک چھوٹی ہی سی نہر اس طلائی دریا سے اس دنیا کی سمت بھی نکالدی جائے کہ جہاں اس سے دس گنی زیادہ انسانی آبادی بھوکی مر رہی ہے اور جہاں تانبے کا ایک پیسہ اس دنیا کے سونے کے سکے سے کم دقیع نہیں ہے۔

اس خیال کا آنا تھا کہ ایک حجاب سا ہو گیا ہر غیر شفاف چیز جو درمیان میں حائل تھی شفاف ہو گئی اور اب میں نے دیکھا کہ اس تلاطم طلائی کا مخرج اس دنیا میں نہیں بلکہ اسی فقیر اور فاقہ کشوں کی دنیا میں تھا کہ جس کی سیر میں ابھی ابھی کر چکا تھا میں نے دیکھا اور رنگ آلود آنکھوں سے دیکھا کہ ہر بھوکے ننگے کمزور اور مریض انسان کے خون بھرے پسینہ کی کمائی کے طلائی

خوشنما سولہ سطری لاجواب قرآن مجید معری

جو صرف ۶ مہینے کے اندر ہندوستان کے تقریباً ہر مکتب میں پڑھایا جانے لگا اور مقبول عام ہو گیا

دعویٰ ہے کہ ایسا قرآن مجید آپ نے نہیں دیکھا ہوگا یہ ایسا قرآن شریف ہے کہ صرف بغدادی قاعدہ پڑھ لینے کے بعد ہر بچہ قرآن شریف بغیر استاد کی مدد کے پڑھ لیتا ہے منشی ممتاز علی صاحب یگانہ خوشنویس مہاجر مکی کے صحیح جانشین منشی صلاح الدین صاحب نے کتابت کا کمال اسی قرآن شریف میں دکھایا ہے بچوں کی ذہنیت کو ملحوظ رکھکر اس کی کتابت کی ہے یعنی حروف کی نشست اور ان کے جوڑ اس قدر واضح رکھے ہیں کہ بچہ بلا قصد غلط پڑھ ہی نہیں سکتا اور بچہ کو یہ سمجھ لینے کے لئے ذرا بھی توقف نہیں کرنا پڑتا کہ اس لفظ میں کونسا حرف پہلے ہے اور کون بعد میں اس قسم کی غلطیاں الفاظ کے درمیانی ت۔ ن۔ ی۔ ب وغیرہ میں ہوتی ہیں اور چونکہ حروف کی گنجائش اور جدولوں کی درآوردگی کی وجہ سے مکرر حروف میں اشتباہ ہو جاتا ہے اس لئے بچہ کا پڑھنا مشکل ہو جاتا ہے قابل حفاظ نے دشواری ملحوظ رکھکر کتابت کی ہے تجربہ نہیں دعویٰ ہے کہ جو بچہ دوسرے قرآن شریف کا سبق گھنٹہ بھر میں یاد کرتا ہے وہ اس قرآن شریف میں پندرہ منٹ میں یاد کرے گا۔ اور کم از کم اس قرآن شریف میں کبھی غلط نہیں پڑھے گا اور یہ بھی دعویٰ ہے کہ استاد کو اس قرآن پاک کا ایک دفعہ کا پڑھایا ہوا سبق بچہ کے ذہن نشین کرنے کے لئے اتنا موثر ہوگا جتنا دوسرے قرآن شریف میں چار دفعہ پڑھایا ہوا اور یہ بھی دعویٰ ہے کہ جن عورتوں کو ذرا بھی حرف شناسی ہوگی وہ اس قرآن شریف کو باآسانی پڑھ لیں گے ہر صفحہ گرداگرد نقش و نگار سے مرصع ہے اور ہر پارہ کے شروع و آخر اور ہر کے نقوش سے آراستہ ہے ہر پارہ علیحدہ ہو سکتا ہے۔ قاریوں کے لئے آسانی یہ ہے کہ اختلاف قرات جہاں کہیں ہے وہ حاشیہ پر بتلادی ہے ابتدا میں قرآن شریف کے متعلق ضروری کا خلاصہ ہے آخر میں دعائے ختم القرآن ہے اور صحت کی سند میں مولوی مستند حفاظ صحیح قرآن شریف کی ضمانت کی مہریں ہیں اس لئے ذرا سے نقطہ کی غلطی کا بھی امکان نہیں۔

چھپائی دعوے ہے اور شدید دعویٰ کہ مصری قرآنوں میں اس سے بہتر نہیں اس کے برابر کوئی قرآن شریف نہیں چھپا واللہ یہ اشتہاری ترغیب نہیں اور اس قرآن کے سامنے آنے کے بعد مجھ ہی پر نہیں انشاءاللہ آپ پر بھی یہی اثر ہوگا اور میں لے تو اپنے ذہن میں الفاظ سے زیادہ اس میں خوبیاں پاتا ہوں اس لحاظ سے تو یہ قرآن شریف اور بھی اہم ہو جاتا ہے کہ اس کا ہدیہ بھی بہت سستا ہے ایک جلد مجلد چرمی ڈیڑھ روپیہ مجلد پارچہ فی جلد صرف ایک روپیہ پانچ جلد مجلد چرمی سات روپے مجلد پارچہ چار روپے آٹھ آنے دس جلد مجلد چرمی ساڑھے تیرہ روپے اب محصولڈاک بڑھ گیا ہے اس لئے ایک جلد خواہ چرمی ہو یا پارچہ ۱۱ر تا جلد کا ۱۲ر اور دس جلد کا پانچ روپے اس لئے پانچ جلد اور دس جلد بذریعہ ریل منگایئے ریل کے پارسل پر علاوہ کرایہ ریل ۱۲ آنے یہاں ضرور خرچہ آتا ہے۔

ریل کے اسٹیشن اردو انگریزی دونوں میں لکھئے اور لازمی ہی۔ ریلوے پارسل کے روپے پیشگی آنے ضروری ہیں ورنہ تعمیل نہ ہوگی

منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی

ہندو نوازی

(ڈاکٹر سعید احمد صاحب کا ایک خط اپنے ایک دوست کے نام)

میرے پرچہ کے متعلق آپ نے جو الفاظ تحسین و ستائش کے استعمال کئے ہیں وہ فی الحقیقت اس محبت کی بنا پر ہیں جو انھیں مجھ سے ہے اور "سعید" کی خوبیوں کے نہیں بلکہ خود ان کے حسن ظن کا ثبوت ہیں میری دلی تمنا ہے کہ میں "سعید" کو اس قابل بنا سکوں کہ وہ ان تمام تعریفوں کا صحیح معنوں میں مستحق بن جائے۔

سعید کی پالیسی کے متعلق آپ کا خیال ہے کہ وہ ضرورت سے زیادہ ہند دنواز ہے اور وہ صرف اس لئے کہ میں نے مسلمانوں کو یہ مشورہ دیا ہے اور دیتا رہتا ہوں کہ ہندو مسلم سمجھوتہ کے متعلق مسلمانوں کو اپنی شرطوں پر زور نہ دینا چاہئیے اور جن شرائط پر بھی ہو سکے صلح و اتحاد کر لینا چاہئیے اس کے معنے یہ لئے گئے ہیں کہ میں مسلمانوں سے اس بات کا طالب ہوں کہ وہ اپنے آپ کو ہندوؤں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیں اور یہ ایک ایسی چیز ہے کہ جس سے کسی مسلمان کو اتفاق نہیں ہو سکتا۔

میں حکیم صاحب کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میں کٹر اور پکا مسلمان ہوں اور میری زبان یا قلم سے آج تک کبھی ایک لفظ بھی ایسا نہیں نکلا ہے جو اصول اسلام کے خلاف یا مفاد اسلام کے منافی ہو۔

اس سے تو کسی مسلمان کو بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ ہمیں یہ حکم ملا ہے کہ ہر ضرورت کے موقع پر ہم پہلے تو اس خاص چیز کے متعلق خدا اور اس کے رسول کے احکام معلوم کریں اور اگر کوئی صاف اور صریح حکم اس موقع کے متعلق موجود نہ ہو تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اس قسم کے واقعات کی تلاش کریں اور دیکھیں کہ اس موقع پر حضور انور نے کیا طرز عمل اختیار کیا تھا اگر آپ کی حیات طیبہ میں کوئی مثال اس قسم کی موجود ہے تو وہ ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے اور ہمیں اسی کے مطابق عمل پیرا ہونا چاہئیے۔

ہندوستان میں جہانتک ہندو مسلم تعلقات کا سوال ہے میں تو اگرچہ اس رائے کا قائل نہیں ہوں کہ تمام ہندو تمام مسلمانوں کے دشمن ہیں لیکن بحث کی آسانی کی خاطر میں بھی فرض کئے لیتا ہوں کہ ہم ہر چہار طرف سے اپنے دشمنوں میں گھرے ہوئے ہیں اور اس ملک کا بچہ بچہ ہمارا دشمن ہے۔ دوسری بات جو مسلم ہے اور کسی ثبوت کی محتاج نہیں ہے یہ ہے کہ ہماری تعداد اس ملک میں ہندوؤں سے بہت کم ہے۔

یہ دونوں باتیں معلوم ہو جانے کے بعد آئیے اب ہم ذرا اپنے ہادی برحق کے واقعات زندگی پر ایک نظر ڈالیں اور دیکھیں کہ کیا آپ کو بھی کبھی اسی قسم کی صورت حالات سے سابقہ پڑا تھا حضور کی سیرت کا مطالعہ ہمیں بتاتا ہے کہ جب کوہ فاران کی چوٹی پر کھڑے ہو کر آپ نے اہل مکہ کو مخاطب کیا ہے تو آپ کی جماعت کی تعداد صرف اتنی تھی کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں اس کے گن لینے کے لئے کافی ہیں جب تک آپ مکہ میں قیام پذیر رہے آپ کے متبعین کی تعداد کبھی اتنی بھی نہ ہوئی کہ آپ کفار قریش کی ایذا رسانیوں سے محفوظ ہو جاتے آپ کے اہل وطن ہی نہیں بلکہ اہل خاندان آپ کی جان کے دشمن تھے اور انھیں کی رات دن کی دشمنی سے تنگ آ کر آپ نے بالآخر وطن مالوف کو خیرباد کہا اور ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے جہاں آپ کو نسبتاً امن و سکون زیادہ حاصل تھا۔

آپ کی ہجرت کے بعد اہل قریش کے دل سے بغض اور کینہ دور نہیں ہوا اور وہ اب بھی ہر ممکن موقع پر مسلمانوں کو ستاتے اور عرب کے دوسرے قبیلوں کو ان کے برخلاف بھڑکاتے رہے اور پھر یہ دیکھ کر کہ مسلمانوں کی تعداد چند صد سے زائد نہیں ہے انہوں نے یہ ارادہ کر لیا کہ ان سب کا ایک دفعہ کلی طور پر خاتمہ کر دیا جائے انہوں نے ایک لشکر جرار فراہم کیا اور مدینہ پر چڑھ دوڑے مسلمان بہت ہی تھوڑے تھے اور اس پر دوسری مصیبت یہ تھی کہ ان کے پاس سامان جنگ بھی نہ تھا ٹوٹی پھوٹی اور زنگ آلود تلواریں، پرانی دھرانی کمانیں اور شکستہ و گستہ نیزے سو بچاس جو کچھ بھی جمع ہو سکے لیکر کوئی تین سا تین سو آدمی اللہ کا نام لیکر ایک ہزار سے زیادہ مجمع کا مقابلہ کرنے نکل کھڑے ہوئے ان ایک ہزار میں بہت سے سوار بھی تھے اور جو پیادہ تھے ان کے پاس بھی کافی سامان حرب موجود تھا جس کے معنے یہ ہیں کہ بظاہر حالات یہ بات کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ آسکتی تھی کہ مسلمانوں کو فتح و نصرت تو بڑی چیز ہے اپنی جان بچا کر بھاگ جانا بھی میسر آ جائے گا لیکن دنیا کی کوئی طاقت آج تک حق و صداقت کو نہیں مٹا سکی ہے اور نہتے اور خستہ حال مسلمانوں کے پاس اس چیز کی کمی نہ تھی کہ جس نے انھیں شیر بنا یا ان کا ایمان تھا کہ کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله اللہ کے حکم سے بعض چھوٹی چھوٹی جماعتیں بڑی بڑی جماعتوں پر غالب آ جایا کرتی ہیں، انھیں یقین کامل تھا کہ وہ حق پر ہیں اور حق کبھی فنا نہیں ہو سکتا وہ شیروں کی طرح بڑھے اور دلیروں کی طرح لڑے اور کفار قریش کو ذرا سی دیر میں محسوس کرا دیا کہ تعداد کوئی چیز نہیں ہوتی لڑائی میں فتح و شکست دلوں کی مضبوطی پر منحصر ہے اور دل وہی مضبوط رہ سکتے ہیں کہ جن میں حق و صداقت کا نور جلوہ گر ہو۔

یہ واقعات غزوہ بدر میں پیش آئے تھے کفار قریش کو جو ذلت اس موقع پر نصیب ہوئی اس نے انھیں اور بھی برافروختہ کر دیا اور اب دوسری مرتبہ انہوں نے اور بھی زیادہ زور شور سے تیاریاں کر کے حملہ کیا اب مسلمانوں کی تعداد اتنی کم نہ تھی اور ایک ہزار کے لگ بھگ پہنچ گئی تھی بدر میں غیر متوقع طور پر فتح پا کر انھیں اپنی قوت و شجاعت پر ناز بھی ہو گیا تھا وہ بڑے جوش و خروش سے بالکل خوش اور مطمئن میدان جنگ میں نکلے اور پہلے ہی کی طرح اس مرتبہ بھی تھوڑی ہی دیر کے مقابلہ میں دشمن کی فوجوں کو پسپا کر دیا لیکن مصلحت خدا وندی یہ تھی کہ مسلمانوں کو یہ سبق دیا جائے کہ اپنی جس کثرت پر تمہیں ناز ہے وہ کوئی حیثیت نہیں رکھتی اور غرور کا سر ہمیشہ نیچا ہوا کرتا ہے دشمنوں کو میدان سے بھاگتے اور مسلمانوں کو ان کا تعاقب کرتے دیکھ کر مسلمان تیر اندازوں کا وہ دستہ جو مسلمانوں کی پشت پر درہ کی حفاظت کے لئے مقرر کیا گیا تھا لوٹ مار میں شرکت کے لئے اپنی جگہ سے ہٹ آیا دشمن کے موقع شناس سپہ سالار نے یہ دیکھتے ہی جلدی جلدی اپنی ہزیمت خوردہ فوج کو جمع کیا اور چپکے سے اس درہ میں داخل ہو کر مسلمانوں کی پشت پر حملہ کر دیا اور اس طرح یہ فتح شکست میں تبدیل ہو گئی اور بہت کچھ نقصان اٹھانے کے بعد مسلمانوں کو بمشکل اتنا موقع ملا کہ احد کی پہاڑی پر چڑھ کر پناہ لیں اسی لڑائی میں جناب

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک بھی شہید ہو گیا تھا۔

ملک عرب میں مسلمانوں کی تعداد اس قدر کم تھی کہ اگر مردم شماری کی جاتی تو کفار کے مقابلہ میں ان کا اوسط ایک فیصدی کا بھی شاید ہی نکلتا ان کی مالی حالت بھی نہایت ہی خراب تھی کیونکہ ہمسایہ اور ہموطن کفار نے ان کا بائیکاٹ کر رکھا تھا اگر بیرونِ عرب سے تجارت کرتے تو ان کے لئے راستے محفوظ نہ تھے اس لئے مالی حالت کو ترقی دینے کے وسائل سے وہ بڑی حد تک محروم ہو گئے تھے لیکن حق و صداقت کا آفتاب آہستہ آہستہ افق سے اونچا ہوتا جارہا تھا اور مذہب حقہ پر ایمان لانے والوں کی تعداد یوماً فیوماً بڑی آہستگی کے ساتھ بڑھ رہی تھی ملک میں مشرکین عرب کے علاوہ عیسائی اور یہودی بھی آباد تھے اور انھیں بھی مسلمانوں سے خدا واسطے کی دشمنی تھی گویا مسلمان بالکل صحیح معنوں میں بتیس دانتوں میں ایک زبان بنکر زندگی بسر کر رہے تھے ان حالات میں مسلمانوں کے ہادی و مرشد کو کعبۃ اللہ کے حج کا خیال آیا اور احباب و اصحاب سے مشورہ کرکے آپ ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ عمرہ کے لئے چل پڑے اہل مکہ کو یقین دلانے کے لئے کہ آپ صرف حج کی نیت سے جارہے ہیں اور کسی سے لڑنا جھگڑنا مقصود نہیں ہے آپ نے قربانی کے اونٹ یہیں سے اپنے ساتھ لے لئے اور بجز ایک تلوار کے اور کوئی ہتھیار اپنے ہمراہ نہ لیا۔

مکہ والوں کو ان حالات کی اطلاع ہوئی اور ابھی یہ قافلہ دور ہی تھا کہ انھوں نے لڑائی کی تیاریاں شروع کر دیں اور ارادہ کر لیا کہ مسلمانوں کو مکہ میں داخل ہونے نہ دیں گے اور نہ حج کرنے دیں گے حدیبیہ تک پہنچنے پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کے اس ارادہ کی اطلاع ملی اگر آپ کا عمل موجودہ زمانے کے مسلم رہنماؤں کی سیاست پر ہوتا تو لازمی طور پر آپ اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کے لئے تیار ہو جاتے اکثریت کھلے طور پر اقلیت کے اوپر ظلم و ستم کرنے کو تیار ہو گئی تھی اقلیت کو معمولی شہری حقوق سے جو ہر شخص کو ملنے چاہئیں، بے بکری کو حاصل رہتے ہیں محروم کیا جارہا تھا اور اسی پر بس نہ کرکے اقلیت کو مذہبی عبادات کے ادا کرنے سے بھی باز رکھنے کی کوشش ہو رہی تھی لیکن حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت ہمارے گول میزی نمائندوں اور نامخلوطی انتخاب پسندوں سے کہیں ارفع و اعلیٰ تھی اور آپ نے سیاسیات کا سبق اس ذات باری سے لیا تھا کہ جس نے لاکھوں اسپنسر اور مکالے پیدا کئے اور فنا کر ڈالے۔

وہی بدر و احد کا ہیرو جو ضرورت کے وقت صرف تین سو ساتھیوں کو لیکر تیرہ سو کے مقابلہ میں نکل کھڑا ہوا تھا اس موقع پر طرح دے گیا اور خود اپنی طرف سے صلح کی گفتگو کی ابتدا کی۔

مسلمانوں کی حالت اب سے پہلے بہت بہتر اور ان کی قوت پیشتر کی بہ نسبت اب بہت زیادہ تھی اور پھر یہ کہ اس زمانہ میں بھی ضعیفوں اور احمقوں کی کوئی کمی نہ تھی انھیں یہ توہین بری معلوم ہوئی اور رسول اللہ کے اس طرح جھک جانے کو انھوں نے پسند نہ کیا لیکن مسلمانوں کا یہ قاعد اولین عوام کے پیچھے پیچھے چلنے کی نسبت عوام کو اپنے پیچھے چلانا زیادہ اچھا سمجھتا تھا۔

صلح کی بات چیت ہونے لگی اور یہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ قریش کی طرف سے ایک نمائندہ صلح کی شرائط طے کرنے کے لئے خدمت اقدس میں آگیا۔

مل اور اسپنسر کے شاگرد تو یقیناً یہی کرتے کہ اقلیت کے حقوق کی حفاظت کا ایک ضمانت نامہ پہلے اکثریت سے لکھا لیتے اور اس کے بعد صلح کی گفت و شنید کرتے لیکن اس امی لقب سیاست داں نے کہ جو اپنے ہر فعل اور ہر عمل کو دنیا کے لئے نمونہ بنانے کی خاطر آیا تھا کیا کیا؟ اس نے ابو جندل اور ابو سفیان کے دستخطی پرچوں پر بھروسہ کرنے اور اس طرح اپنی جماعت کو ان کے رحم و کرم پر چھوڑنے کی بجائے اپنی جوش ایمانی پر اپنی قوت بازو پر اور سب سے زیادہ اپنے خدا پر بھروسہ کرنے کو پسند کیا اور قریش کے نمائندے سے کہدیا کہ یہ سادہ کاغذ موجود ہے جس قدر رعایتیں مانگتے ہو مانگ لو اور جو شرطیں چاہتے ہو لکھ لو مجھے سب منظور ہیں۔

شرطیں لکھی جانے لگیں حضرت علی کاتب بنے اور دستور اسلامی کے مطابق انھوں نے سب سے پہلے بسم اللہ لکھی ابو جندل نے جو قریش کا نمائندہ تھا فوراً اعتراض کیا کہ ہمیں یہ پسند نہیں ہے کہ دستاویز اسلامی دستور کے مطابق مرتب ہو، اس بسم اللہ کو کاٹ دیجئے حضور انور کے پاس آپ کے صحابہ موجود تھے اسلام کی یہ توہین دیکھکر ان کی رگوں میں خون جوش مارنے لگا لیکن سردار کے پاس ادب نے انھیں خاموش رکھا حضرت رسول مقبول نے نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ حضرت علی کو حکم دیا کہ بسم اللہ کاٹ دو۔

اس کے بعد پھر حضرت علی نے جب یہ لکھا کہ یہ شرطیں محمد رسول اللہ کی طرف سے ہیں تو ابو جندل نے پھر اعتراض جڑ دیا اور کہا کہ جناب اگر ہم آپ کو رسول اللہ تسلیم کرلیں تو پھر ہمارا اور آپ کا جھگڑا ہی کیا رہ جاتا ہے اس "رسول اللہ" کے لفظ کو کاٹ دیجئے اب موقع بہت ہی نازک تھا بسم اللہ کے کاٹے جانے پر تو لوگ کسی نہ کسی طرح خاموش ہو رہے تھے لیکن اپنے رسول کی توہین کسی طرح برداشت نہ ہو سکی غصہ سے لوگوں کے چہرے سرخ ہو گئے آنکھوں میں خون اتر آیا تلواروں کے قبضوں پر ہاتھ پہنچنے لگے لیکن خود جناب رسول اللہ نے پھر ویسی ہی شگفتہ روئی کے ساتھ حضرت علی کو حکم دیا کہ رسول اللہ کاٹ دو حضرت علی خاموش سے ہو گئے اور پھر ادب اور لحاظ سے آنکھیں نیچی کرکے بولے کہ مجھ سے تو آپ کی شان میں یہ گستاخی ہرگز نہ ہو سکے گی میں اس لفظ کو نہیں کاٹ سکتا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر قلم اپنے دست مبارک میں لے لیا اور خود ان الفاظ کو کاٹ دیا۔

اس کے بعد ابو جندل نے اپنی شرطیں تحریر کرائیں اور وہ یہ تھیں کہ مسلمان اس سال بغیر حج کئے یونہی واپس چلے جائیں اور اگلے سال جب آئیں تو کسی کے پاس ایک تلوار کے سوا کوئی اور ہتھیار نہو اگر کفار میں سے کوئی شخص مسلمانوں کے پاس آجائے تو مسلمان اسے واپس کر دیں لیکن اگر مسلمانوں کے پاس سے کوئی شخص کفار کے پاس پہنچ جائے تو وہ واپس نہ کیا جائے۔

یہ شرط لکھائی جا چکی تھی کہ اتفاق سے اسی وقت خود ابو جندل کا بیٹا جو مسلمان ہو چکا تھا بھاگ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آگیا ابو جندل نے فوراً مطالبہ کیا کہ اسے واپس کیا جائے آپ نے پہلے تو یہ عذر پیش کیا کہ ابھی عہد نامہ مکمل نہیں ہوا ہے لیکن جب ابو جندل نے یہ کہا کہ واپسی کی شرط آپ منظور کر چکے ہیں اور وہ لکھی جا چکی ہے تو آپ نے بیٹے کو باپ کے حوالہ کر دیا۔

اس واقعہ سے اکثر مسلمان بددل ہو گئے اور حضرت عمر کو اس قدر غصہ آگیا کہ انھوں نے کسی قدر سختی سے حضور انور سے سوال کیا کہ کیا آپ خدا کے سچے رسول نہیں ہیں اور کیا ہم لوگ حق پر نہیں ہیں اور جب یہ جواب ملا کہ ہیں تو پوچھا کہ پھر کیوں ہم کفار سے اس قدر دب کے چلے جائیں۔

اس صلح کا جو بظاہر اس قدر ذلت آمیز تھی نتیجہ یہ نکلا کہ کفار کے ساتھ مسلمانوں کا خلا ملا بڑھ گیا دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ہر وقت اٹھنے بیٹھنے لگے اور اب کفار کو معلوم

مہاکہ اسلام نے مسلمانوں میں کیسی کیسی خوبیاں پیدا کر دی ہیں اور وہ ہزار ہا کی تعداد میں آ آکر اسلام قبول کرنے لگے۔ کلام مجید میں اس دب کر صلح کرنے کا نام فتح مبین رکھا گیا ہے۔

آج بھی اس ملک میں اقلیت میں ہیں بقول اکثر مسلمانوں کے ہندو ہمارے دشمن بھی ہو گئے ہیں ہم سے بہت بڑی بڑی نہ سہی لیکن چھوٹی موٹی لڑائیاں بہت سے مقامات پر ہو چکی ہیں اور اب صلح کی گفت و شنید بھی ایک مدت سے جاری ہے ایسی حالت میں اب مجھے بتا دیا جائے کہ ہمارے لیڈروں کا طرز عمل اسوۂ حسنہ کے مطابق ہے کیا کونسل کی ایک ایک نشست اور سرکاری ملازمت کی ایک ایک کرسی کے لئے اس طرح رونا کہ جس طرح لنگر خانے کے سامنے فقیر لڑتے ہیں مسلمانوں کی شایان شان ہے کیا خود مصیبتیں جھیل کر خلق اللہ کو آرام پہنچانے اور اللہ کے بندوں کو بہتر انسان بنانے سے گزر کر اب ہماری زندگی کا مقصد صرف دس بیس روپے کی محرری حاصل کر لینے تک محدود ہو گیا ہے اور کیا ہم اب اس قدر پست و ذلیل ہو گئے ہیں کہ ہمیں اپنے زندہ رہنے کے لئے مالوی جی اور ڈاکٹر منجے کے پروانہ راہداری یا پروانۂ عمر گزاری کی ضرورت ہو ہر شخص یہ کہنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے کہ مناسب تحفظات کے بغیر ہمیں ہندوؤں سے سمجھوتہ نہ کرنا چاہیئے لیکن خدا کے لئے یہ بھی تو بتا دیجیے کہ اس بات کی ضمانت کے لئے کہ ہندو اپنے عہد پر قائم رہیں گے ہم اور کس سے دستخط کرائیں؟ سوچئے اور غور کیجئے کہ اگر ہندو تھوڑی سی فریب کاری پر اتر آئیں اور اس وقت ہمارے تمام مطالبات مان کر عہد نامہ پر دستخط کر دیں لیکن کل جب ہندوستان کو حکومت خود اختیاری حاصل ہو جائے تو وہ اس معاہدہ کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دیں اس وقت ہم کیا کریں گے؟

کیا ہم مجبور ہو کر پھر اپنی ہی قوت بازو اپنی ہی حقانیت و صداقت اور اپنے ہی خدائے واحد لاشریک لہ خدا پر بھروسہ نہ کرنا پڑے گا اگر ایسا ہے تو میں یہ پوچھتا ہوں کہ مسلمان آج ہی اپنے خدا اور اپنی قوت حیات پر کیوں بھروسہ نہیں کرتے؟ آج کیوں انھیں خدا پر اعتماد نہیں رہا آج کیوں انھیں حق و صداقت پر اعتبار نہیں آتا آج وہ اپنے خدا کے اس وعدہ کو کیوں بھول گئے کہ لا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین تم بزدل نہیں اور رنجیدہ نہ ہو اگر تم ایمان والے ہو تو تمھیں سب پر فائق رہو گے۔ میرا تصور اگر ہے تو صرف اس قدر کہ مجھے اپنے خدا پر بھروسہ اور اس کے وعدوں پر کامل اعتبار ہے اور یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ میرا دل کسی طرح اس بات کو گوارا نہیں کرتا کہ خدا کے وعدے کو چھوڑ کر ڈاکٹر منجے کے وعدوں پر اعتبار کروں میں نے کبھی مسلمانوں سے یہ نہیں کہا کہ وہ اپنے آپ کو ہندوؤں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیں میں نے جب کبھی زبان کھولی ہے تو صرف اتنا کہا ہے کہ مسلمان اس موقع پر وہی طرز عمل اختیار کریں جو ان کے ہادی برحق نے اختیار کیا تھا اگر یہی گناہ ہے تو مجھے سچے دل سے اپنے اس گناہ کا اعتراف ہے۔

ہر شخص حیرت میں ہے کہ عمدہ مترجم اور مجلد بہشتی جرمی قرآن کیونکر ملسکتا ہے

اور ترجمہ بھی مولوی اشرف علی صاحب کا تفسیر بھی بیان القرآن کی کاغذ بھی سفید اور گلیز دار ابتدا میں ایک بسیط مقدمہ بھی ہو۔

نہ سنا نہ دیکھا

یہ سب حمیدیہ پریس دہلی کا مفید کارنامہ ہے

اس عالمگیر کساد بازاری اور بے روزگاری میں جبکہ ہزاروں بھائی قوت لایموت کے ساتھ دین کا دامن بھی تھامے ہوئے ہیں مترجم قرآن شریف کے خواہاں تھے لیکن زیادہ قیمتوں کی بنا پر مجبوراً نہ خرید سکتے تھے حمیدیہ پریس دہلی ہی کی اولیت ہے کہ اس نے ایسا قرآن شریف ناظرین کے سامنے پیش کر دیا جو ترجمہ تا اللہی بھی اور سستا بھی ترجمہ بھی مولوی اشرف علی صاحب کا ہو اور تفسیر بھی بیان القرآن مولوی اشرف علی صاحب کا خوشنما تقطیع بھی کلاں ہو غرضکہ تمام وہ سامان ہو جس کا ایک مسلمان والہ و خواہاں ہوسکتا ہے اور لطف یہ کہ ابتدا میں ایک بسیط مقدمہ بھی ہے جس میں قرآن شریف کے متعلق مزید ضروریات کا حل ہوا اور مجلد بھی چمڑے کا ہو تیار ہے اور اس کام ۲۸ خوبیوں والے باغریبوں کا مترجم قرآن ہزاروں صد ہا روز جا رہا ہے اور حسب ذیل ۲۸ خوبیاں ہیں:—

(۱) تعداد سورہ ہائے قرآن شریف و ترتیب نزول و ترتیب تلاوت (۲) تلاوت قرآن شریف اور دوسری عبادتوں کا موازنہ اور تلاوت مع ترجمہ کی برتری (۳) قرآن شریف کا نزول کیونکر ہوا اور جبرئیل کیونکر آیات قرآنی لاتے تھے احادیث صحیحہ سے اقتباس (۴) ترتیب نزول اور ترتیب تلاوت میں فرق کیوں ہے (۵) تعلیم قرآنی کے فوائد اور اس کے اثرات و برکات (۶) تلاوت قرآن کا ثواب بصورت مختلفہ مثلاً نماز میں نماز سے باہر مسجد میں رات دن میں وغیرہ (۷) تلاوت کے آداب (۸) قرآن شریف کی فضیلت دوسری کتب سماوی پر (۹) اعوذ باللہ کے فضائل اور اس کے اعمال (۱۰) بیان فضائل سورہ فاتحہ (۱۱) بیان فضائل سورہ بقرہ (۱۲) فضائل سورہ انعام مع قبولیت (۱۳) بیان آیۃ الکرسی مع فضائل و اعمال (۱۴) سورہ کہف اور اس کی آیات کا اثر مع قصہ اصحاب کہف (۱۵) سورہ یاسین شریف کے فضائل و اعمال (۱۶) فضائل سورہ فتح اور اس کے اعمال (۱۷) فضیلت سورہ ملک اور اس کے اعمال (۱۸) فضائل سورہ اخلاص اور اس کے اعمال (۱۹) سورہ واقعہ مع اعمال رفع گرانی و باران رحمت (۲۰) سورہ عم یتساءلون کے خواص اور دفع بلیات کے اعمال (۲۱) فضائل معوذتین (۲۲) رسول کریم کی زیارت خواب میں ہو سکتی ہے بہت تھوڑی سی محنت کے بعد (۲۳) درود شریف کے فضائل (۲۴) رموز اوقاف (۲۵) سوانح عمری رسول کریم (۲۶) فہرست ترتیب سورہ و آیات (۲۷) دعائے ختم القرآن مع فضائل ضخامت ۱۰۴۰ صفحے معہ مقدمہ۔

کاغذ سفید دبیز ولایتی ساخت چھپائی خوب روشن سیاہ مجلد پر پشت۔ کتابت وغیرہ کا اندازہ رمضان المبارک کے مولوی صفحہ ۸ پر کیجئے۔ یہ مجلد ڈیڑھ روپیہ محصول ڈاک سب بڑھ گیا ہے اس لئے ۱۲ ریل عہ میں جہاں چاہے منگا لیجئے ایک منگا سیئے یا سو رعایت مطلق نہیں ریل کے ذریعہ کم از کم چار قرآن شریف منگائیے بذریعہ ڈاک کوئی خاص فائدہ نہ ہوگا ریل کے ذریعہ منگا لینے والے پیشگی قیمت بھیجیں ورنہ تعمیل نہ ہوگی یہ بھی نوٹ کر لیجئے کہ ہر اس پارسل پر جو ریل کے ذریعہ منگایا جائے ۱۲ر تو یہاں ہی خرچ ہو جاتے ہیں اب کی مرتبہ جلدیں بہت ہی اعلیٰ درجہ کی خاص طور سے بنوائی ہیں مینیجر رسالہ مولوی کوچہ چیلاں دہلی ہی سے طلب فرمائیے کیونکہ رسالہ مولوی کے تمام نقصانات کی تلافی اور اسلامی احکام کی تبلیغ قرآن شریف کی ہی آمدنی سے ہوتی ہے۔

میری بیوی

(از جناب مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب دہلوی)

میں امیر میرا باپ امیر، میرا دادا امیر، غرض سات پشت سے ہم میں امیری چلی آرہی ہے اس سے پہلے کی خبر نہیں کہ ہم کیا تھے اور اس کے بعد کی خبر نہیں کہ کیا ہوں گے۔ میں خوبصورت میری ماں خوبصورت میرا باپ خوبصورت میرا سارا خاندان خوبصورت اور خوبصورت بھی ایسے کہ لوگ دیکھا کریں ہم سپاہی پیشہ ہیں اور بقول غالب کے سو پشت سے ہے پیشۂ آبا سپہ گری۔ اس لئے میں جاہل میرا باپ جاہل، میرا دادا جاہل اپنی ماں کا میں ہی اکلوتا بیٹا ہوں والد صاحب قبلہ نے بہت کچھ یار باشی کی ہے بہت کچھ روپیہ اڑایا ہے غیروں سے بھی صاحب اولاد ہوئے ہوں گے مگر ان کی قانونی اولاد بس میں ہی ہوں گھر میں اللہ کا دیا سب کچھ ہے روپیہ پیسہ ہے، نوکر چاکر ہیں، لونڈیاں ماما ئیں ہیں مگر وا اور ے واہ ہمارا گھر بھی دیکھنے کے قابل ہے۔ اندر گھسو تو بس یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا کسی سرائے میں آگئے کہا ما نکتا ہے تو سبحان اللہ اور گھر داری ہوتی ہے تو ماشاء اللہ ہم بہت سمجھتے تو خاک نہیں لیکن جانتے ہیں کہ بیوی آگئے تو تعلیم یافتہ آگئے خود وہ سلیقہ ہیں۔ مگر جی چاہتا ہے کہ بیوی آئے تو سلیقہ مند آئے اب رہی شکل و صورت تو ظاہر ہے کہ کون خوبصورت شخص بدصورت بیوی پسند کریگا خیر ابھی بیوی تو اپنی بیوی ہے میں تو یہ بھی گوارا نہیں کرتا کہ میرے دشمن کی بیوی بھی بدصورت آئے اور سچ پوچھو تو میری یہ رائے ہے کہ بدصورت عورت میں بیوی بننے کی صلاحیت ہی نہیں ہوتی یہ دوسری بات ہے کہ کوئی بیوقوفی سے اور کوئی روپے پیسے کے پھیر میں کالی کلوٹی بیوی لے آتا ہے خدا مسبب الاسباب ہے اس طرح ان بیچاریوں بدصورتوں کا بھی کسی نہ کسی طرح نصیبہ کھل جاتا ہے۔

یہ تو ظاہر ہے کہ ہر بھلے مانس کو ایک نہ ایک دن دولھا بننا ضرور ہے آخر ہم کہاں تک بچتے ہماری شادی ٹھیر ہی گئی اور ٹھیری کہاں کہ مولویوں کے خاندان میں اب ہم کو کرید شروع ہوئی کہ اپنی بیوی کے حالات معلوم کریں ادھر پوچھا ادھر پوچھا کسی سے ٹھیک پتہ نہ چلا۔ سوچے کہ چلو والدہ صاحبہ ہی سے دریافت کریں۔ ایک دن بہت مقطع صورت بنا ان کے پاس پہنچے سب آدمیوں کو ادھر ادھر کر دیا اب مشکل یہ پڑی کہ بات شروع کریں تو کیونکر کریں اور گفتگو کا سلسلہ چھیڑیں تو کس طرح چھیڑیں آخر بہت سوچ سوچ کر ہم نے کہا "اچھی بی اماں کیا ہماری شادی ٹھیر گئی"۔ والدہ صاحبہ نے مسکرا کر کہا "کیا اب بھی شک ہے یہ چترا چترا کر باتیں کرنے سے فائدہ جو کچھ کہنا ہے صاف صاف کیوں نہیں کہتے"۔ میں نے کہا "یہ بتائیے کہ ہماری دلہن کچھ پڑھی لکھی بھی ہیں" جواب ملا کہ "ہاں" ہم نے کہا "کچھ سلیقہ مند بھی ہیں" کہا "ہاں" پھر پوچھا کہ "شکل و صورت کیسی ہے" فرمایا "ہاں بیٹیں، ماں آدمی کا بچہ ہے" یہ جواب کچھ عجیب گول مول تھا ہم آدمی تھے۔ اگر آدمی کے بچے یا آدمی کی بچی سے شادی نہ ہوتی تو کیا کسی جانور کے بچے یا بچی سے ہوتی ہم نے ذرا بگڑ کر کہا کہ "دیکھئے اماں ذرا صاف صاف بتائیے آپ کو معلوم ہے کہ مجھے عورت سے نفرت ہے اگر بیوی صاحبہ کی صورت ذرا خراب ہوئی تو مجھ سے نبھنی مشکل ہے"۔ یہ سنکر والدہ صاحبہ تو بگڑ ہی گئیں، اور جواب اب ہی اس قابل ہو گئے کہ میں بیوی لیکر آؤں اور آپ پسند نہ کریں چل رے لڑکے چل مجھے تیری یہ باتیں پسند نہیں اب میں شادی کر رہی ہوں یا نوکر رکھ رہی ہوں تیرے لئے جنت سے کوئی حور آنے سے تو رہی شریف لوگ صورت شکل نہیں دیکھتے ہیں ہڈی دیکھتے ہیں اب کے تو نے مجھ سے ایسی باتیں کیں تو اچھا نہ ہوگا"۔

یعنی ساری محنت اکارت گئی جب ماں ہی کو ہمارا خیال نہیں تو اور کسی کو کیا ہوگا خیر جی کچھ ہرج نہیں اماں ہماری بیوی کی مالک ہیں ہم تو اپنے مالک ہیں اللہ کار ساز ہے، بس سب کچھ ہے کسی نہ کسی طرح گذر ہی جائیگی ملک خدا تنگ نیست پائے مرا لنگ نیست۔

رجب کی ستائیسویں تاریخ میرے لئے ایک یادگار تاریخ ہے اس روز ہم دولھا بنے بڑی دھوم دھام سے برات گئی شہر کے بڑے بڑے رئیس اور ساہوکار نکاح میں شریک ہوئے لیکن ایجاب و قبول کے وقت جب مہر کی مقدار سنی تو میں نے کیا ساری مجلس والے اچھل پڑے ایک نواب زادے کی شادی اور بتیس روپے مہر پہلے تو میں سمجھا کہ شاید بتیس لاکھ ہوگا مگر جب دوسری اور تیسری مرتبہ بتیس ہی روپے کہے گئے تو میں چکرایا، پھر سوچا چلو یہ تو بہت اچھا ہوا جب چاہیں گے بیوی صاحبہ کے ہاتھ میں بتیس روپے رکھ کر چلتا کر دینگے نہایت اطمینان سے "قبول" کہا اور اس لفظ کے کہتے ہی ہم مجرد سے متاہل یا بھلے چنگے آدمی سے دولھا میاں ہو گئے۔

ہمارے خسر صاحب اپنے آپ کو مولوی کہتے ہیں اس لئے مہر کی حد تک ان کی شرع خوب چلی مگر آگے چل کر عورتوں کے مقابلہ میں وہ بری طرح پسپا ہوئے اور یہ سمجھ کر کہا "محتسب را درون خانہ چہ کار" جب ہو رہے اور رو الیوں نے الف سے لیکر ی تک سارے رسم پورے کئے آرسی مصحف کے لئے ہم کو بھی اندر بلایا گیا ہماری بیوی بھی گود میں لدی ہوئی آئیں ہم دونوں کے بیچ میں آئینہ اور کلام مجید رکھا گیا اوپر سے دوشالہ اڑھایا گیا ہم کو حکم ہوا کہ سورہ اخلاص پڑھ کر آئینہ میں بیوی کا منہ دیکھو ہم نے بیوی کی صورت دیکھنے کی خوشی میں الٹی سیدھی سورہ اخلاص پڑھ کر آئینہ پر جو نظر ڈالی تو اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا یا اللہ یہ عورت ہے یا "بی شادی" والدہ صاحبہ نے ان کی تعریف "آدمی کے بچہ" سے کی تھی لیکن مجھے تو ان کے آدمی کا بچہ ہونے میں بھی شبہ ہے بس اسی ادھیڑ بن میں تھا کہ ڈومنی نے کہا "میاں کہو بیوی میں تیرا غلام ذرا آنکھیں کھولو" میں نے اس پر "ہشت" اس زور سے کہا کہ ڈومنی بیچاری تو گھبرا کر پرے سرک گئی اور ہماری والدہ صاحبہ نے اس کی جگہ لیکر وہی فقرہ کہا ایک دفعہ کہا دو دفعہ کہا جب تیسری دفعہ کہا تو میں نے جواب دیا "سنئے صاحب میں ایسی خوبصورت بیوی کا غلام بننے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہوں چاہے آپ بھلا مانیں یا برا مانیں"۔

میرا یہ کہنا تھا کہ ساری دلہن "ہیں" کہہ کر رہ گئیں میں دوشالہ پھینک باہر نکل آیا اور وہاں کچھ بڑ بڑ شروع ہوئی ہماری ساس الگ تن تن کر رہیں بیٹی کو رخصت ہی نہیں کرنے کی ہمارے خسر اپنی شرع الگ بگھار رہے تھے کہ ایسی خلاف شرع باتوں سے ایسے ہی نتیجے نکلتے ہیں جہاں خواہ مخواہ ان دونوں کو بہر کیف

مجھے مزا تو جب آیا کہ ہماری بیوی صاحبہ نے اپنے کمرے میں اپنی ماں کو بلا کر کہا کہ "اب آپ میرے بھیجنے نہ بھیجنے کے متعلق کچھ نہ فرمایئے میں جانوں میرا خاوند جانے اس نے برا کہا تو مجھے کہا آپ لوگوں کو برا ماننے کی کیا ضرورت ہے بہر حال کچھ بھی ہو ہماری بیگم صاحبہ کسی نہ کسی طرح لد لدا کر ہمارے گھر آ ہی گئیں خدا محفوظ رکھے ایسی لیٹن بیوی کسی کو ملی ہو تو ملی ہو ہم نے تو نہ ایسی بیوی سنی اور نہ دیکھی معاف کیجئے گا میں نے غلط کہا۔ دیکھ تو لی۔

گھر آ کر میاں بیوی کو اوپر کا کوٹھا رہنے کو ملا رات کو کوئی دس گیارہ بجے جو ہم اوپر جاتے ہیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ بیوی سے بھی زیادہ بد ہیئت شکل کی ایک ماما کمرے کے دروازے پر بیٹھی ہے لاحول پڑھ کر اندر گئے خیال تھا کہ بیوی صاحبہ دوشالہ تانے پلنگ پر پڑی ہوں گی وہاں جا کر دوسرا ہی رنگ دیکھا کہ وہ منہ سے گھونگھٹ اٹھائے گستاکھوے کھٹا کھٹ چھالیا کتر رہی ہیں ہیں مجھ کو دیکھ کر کھڑی ہو گئیں شرما شرمی ذرا سا گھونگھٹ بھی نکال لیا میں نے جلانے کو کہا کہ "معاف کیجئے میں نے آج آپ کی شان میں گستاخی کی ہے آپ نے برا تو نہ مانا ہو گا" نہایت دبی آواز میں جواب ملا کہ اس میں برا ماننے کی کیا بات ہے آپ مالک ہیں اپنی جس چیز کو چاہیں اچھا کہیں جس چیز کو چاہیں برا کہیں اس منطقی فقرہ کا جواب دینا ہماری عقل سے باہر تھا اس لئے چپ ہو جانا ہی بہتر سمجھا گیا اب مصیبت یہ تھی کہ ہم کو پاؤں دبوائے بغیر نیند نہ آتی تھی ایک جوان اچھی شکل کی ماما اسی کام پر نوکر تھی ہم نے آواز دی اماں امان بیوی صاحبہ نے پوچھا کہ آخر امامن کو آپ کیوں بلاتے ہیں کوئی کام ہو تو فرمایئے میں کئے دیتی ہوں ہم نے کہا کیا کروں پاؤں دبوائے بغیر مجھے نیند نہیں آتی اور یہ کام بھلا تم کیوں کرو گی" کہنے لگیں "بھلا آپ کا کوئی کام ایسا ہے جس کے کرنے میں مجھے عار ہو آپ شوق سے آرام کیجئے میں پاؤں دباتی ہوں" ہم نے بھی سوچا کہ چلو اس کو یہ بھی شوق تھوڑی دیر میں تھک کر خود ہی ہاتھ روک لیگی اس وقت ایسے طعنے دوں گا کہ یاد ہی رکھیگی" خیر ہم نے مسہری میں لیٹ کر پیر پھیلا ہی دیئے اور ہماری بیگم صاحبہ پیر دبانے لگیں ذرا سی دیر میں ہماری آنکھ لگ گئی اور ایسے سنائے کہ صبح کے پونے پانچ بجے آنکھ کھلی قسم خدا کی میں تو گھبرا گیا جب دیکھا کہ وہ اللہ کی بندی اسی طرح بیٹھی پاؤں دبا رہی ہے پہلی رات کی دلہن اور اس طرح ساری رات پاؤں دبائے اگر کوئی سنیگا تو کیا کہیگا لعنت ہے ہم پر اور ہماری شرافت پر میں نے کہا "دلہن خدا خدا کے لئے یہ تم نے کیا غضب کیا کہ ساری رات پیر دباتے گذار دی پیر دبانا ہوا بلائے جان ہو گیا اور جو کہیں اماں بی کو خبر ہو گئی تو نہ کیا کہیں گی"

انہوں نے جواب دیا کہ "مجھے کیا معلوم تھا کہ آپ کتنی دیر پاؤں دبواتے ہیں میں سمجھی ساری رات پاؤں دبائے جاتے ہیں اس لئے بیٹھی رہی خیر اس میں کیا حرج ہے میری وجہ سے اگر آپ کو آرام پہنچا تو اس سے زیادہ میری خوش نصیبی اور کیا ہو سکتی ہے اب رہا اماں بی کو خبر ہونا تو اس کمرے میں میرے اور آپ کے سوا کون تھا جو ان سے جا کر کہیگا اب بسم اللہ کیجئے اٹھئے پانی تیار ہے منہ ہاتھ دھو لیجئے میں بھی نماز پڑھ کر آپ کے ناشتہ کا انتظام کرتی ہوں" پلنگ پر سے اٹھ کر جو غسل خانہ میں گیا تو کیا دیکھتا

ہوں کہ بیگم صاحبہ کی کھوسٹ ماما نے تو اس کا رنگ ہی بدل دیا ہے نہانے کو پانی کا حوض موجود ہے گرم پانی کے لوٹے الگ قطار سے لگے رکھے ہیں صابن دانیاں منجن، تولئے غرض ہر چیز سلیقہ سے چنی ہے خدا بہتر جانتا ہے کہ یہ پہلا موقعہ تھا کہ گرم پانی سے میں نے ہاتھ منہ دھویا گھر میں مامائیں اور چھوکریاں بھری پڑی تھیں مگر اللہ کے فضل سے نل ہی پر بیٹھ کر منہ دھونا پڑتا تھا اب رہا منجن تو ہمیشہ انگلیوں کے رگڑے دن ہی سے منجن کا کام نکلتا تھا بہر حال ہم ہاتھ منہ دھو کنگھی چوٹی کر کے تو لہا میاں بن کمرے میں آئے اتنی دیر میں بیوی صاحبہ نے نماز سے فارغ ہو ماما کو نیچے بھیجا کر ناشتہ کا سامان اوپر منگائی دستر خوان بچھا اور ہم نے اطمینان کے ساتھ پیٹ بھر کر ناشتہ کیا میں نے ان سے بھی کہا کہ آؤ شریک ہو جاؤ جواب ملا پہلے آپ کیجئے میں آپ فارغ ہو لیجئے میں بھی کھا لوں گی کھانے کے بعد پوچھا آپ پان کھاتے ہیں میں نے کہا ہاں کھاتا ہوں اور بہت کھاتا ہوں انہوں نے بیٹھا ری گرل پان بنا کر مجھے دیا میں نے کہا ذرا میری جیب میں سے سگریٹ کی ڈبیا تو نکال دینا" اس بیچاری نے اٹھ ڈبیا نکال اس طرح ادب سے میرے سامنے پیش کی مجھے بے خیال اس پر رحم آ گیا اور میں نے ہاتھ پکڑ کر پاس بٹھا لیا اس کے بعد سوچا دیکھوں تو اسکی شکل و صورت کیسی ہے آرسی مصحف کے وقت صرف چلتی ہوئی نظر ڈالی تھی ممکن ہے کہ نگاہ نے کچھ غلطی کی ہو میں نے کہا "بیگم ذرا گھونگھٹ تو اٹھاؤ" اس بیچاری نے شرماتے شرماتے گھونگھٹ اونچا کیا اب جو میں نے ذرا غور سے آنکھ ناک دیکھنی شروع کی تو لاحول ولا قوت اس کی تو کوئی چیز ہی اچھی نہیں ناک ہے تو موٹی آنکھیں ہیں تو چیاں ریزی پیشانی ہے تو نہی سی دہانہ ہے تو یہ بڑا اب رہا رنگ تو وہ کالا کوئلہ بھی مٹیالا تو ضرور ہے اور مزا یہ ہے کہ اس رنگ میں بھی کہیں کہیں سبزی جھلک رہی ہے یہ دیکھ کر میں نے کہا کہ اللہ رکھے بیگم صاحبہ کے اشاء اللہ داڑھی مونچھیں بھی ہیں" میں تو یہ فقرہ مذاق مذاق میں کہا تھا مگر ان کی بی بی نے میرے شراس باختہ کر دیئے استرے کی قینچیوں میں پہلے ہی دو روپے چودہ آنے خرچ ہوتے تھے لیجئے اب دگنا ہو گیا ناسہ اماں بی نے بھی ہمارا جوڑا سارے شہر میں سے چھانٹ کر نکالا ہے شکل و صورت بھی کیا چندے آفتاب چندے ماہتاب تھی جس کی رونق بڑھانے کو یہ داڑھی مونچھیں نکلی ہیں مولوی صاحب کی بیٹی ہونے کے یہ معنی تو نہیں ہیں کہ مولوی صاحب کی سی داڑھی بھی ضرور ہو بہر حال شکل و صورت کے متعلق جو تھوڑی بہت امید تھی وہ بھی جاتی رہی میں نے جل کر کہا "بیوی جیسی تمہاری سیرت ہے کاش تمہاری صورت بھی ایسی ہی ہوتی" مسکرا کر جواب دیا "صورت بنانا خدا کے اختیار میں ہے اور سیرت درست کرنا خود بندہ کا کام" لیجئے اب میں بھی دیکھوں کہ کون افلاطون اس فقرہ کا جواب دیگا میں خیر جتنی دیر تک میں وہاں بیٹھا رہا برابر طعنے ہی دیتا رہا مگر اس اللہ کی بندی نے ذرا برا نہیں مانا نہ آنکھ پر میل آیا اور نہ ماتھے پر شکن۔ آخر تھک کر باہر چلا آیا کئی روز تک میرے طعنے اور اس کی خدمت گذاری برابر چلتی رہی اور اس عرصہ میں میاں بیوی کے تعلقات بھی قائم ہو گئے۔

جب بیگم صاحبہ ہم کو سیدھی راہ پر لا چکیں تو اس کے بعد اپنی حکومت بڑھانی شروع کی کوٹھے کے انتظام سے بڑھ کر اب ان کے اختیارات گھر میں بھی پھیلنے لگے یہ ماما برطرف ہوئی وہ نوکر الگ ہوا۔ بی امامن نکالی گئیں نئے نوکر رکھے گئے آدمیوں کے بدلنے کے ساتھ ہی گھر کا رنگ بھی بدلنے لگا ٹوٹے پھوٹے سامان کی مرمت ہوئی ناکارہ سامان نکالا گیا فرش فروش درست ہوا سامان قرینے سے جمایا گیا اور چیزا

لے کہیں زمانہ میں صاحب ہم دہلی میں پڑھتے تھے تو اپنی ایک خاص کلب بنائی تھی ۹ ۱/۲ نمبر تھے اس کلب کی زبان بھی نئی بنائی گئی تھی چنانچہ یہ لفظ بھی اس کلب کی ایجاد ہے جو لوگ خواہ مخواہ پیٹتے ہیں انہیں کو اردو میں "جیم چیپر" کہا جاتا ہے ان کی اس صفت کے ہمارے ہاں تین درجے تھے لپھٹیکس، بیس ڈبلکس، لیٹن۔

کا انتظام سنبھالا گیا دالان ٹھیک ٹھاک ہوئے باہر کا کمرہ سجایا گیا غرض تھوڑے ہی دنوں میں سارے گھر کی حالت بدل گئی اور معلوم ہونے لگا کہ واقعی یہ گھر کسی بھلے آدمی کا گھر ہے یا تو یہ ہوتا تھا کہ گھنٹوں پکارو اور کوئی آواز نہ دے یا یہ حالت ہو گئی کہ گھنٹی پر کام ہونے لگا یا تو یہ حال تھا کہ پان منگواؤ اور صبر کر کے بیٹھ جاؤ یا ادھر ہاں لوں کر کہا اور خاصدان آ گیا دوست احباب بیٹھے ہیں میں نے گھنٹی بجائی فوراً ہی کوئی نہ کوئی نوکر آیا میں نے کہا "چاء لاؤ" اس نے دروازہ پر جا کر آواز دی چاء کو کہا پانچ منٹ میں دو کشتیاں آ گئیں ایک میں چاء کے برتن ہیں دوسرے میں توس ہیں بسکٹ ہیں ایک آدھ طشتری میں میوہ ہے چھوٹی میز سامنے لا کر لگا دی گئی میز پر دونوں کشتیاں رکھدی گئیں مزے سے یار دوستوں نے چاء پی کشتیاں اٹھ گئیں اندر جاتے ہی بچا ہوا سامان الگ کیا گیا پیالیاں دھلیں اور اپنی اپنی جگہ جا دی گئیں کھانا ایسا پکنے لگا کہ دیکھکر رغبت ہوئے اور پیٹ بھر کر کھایا جائے بی اماں ہیں کہ گھر میں ملکہ بنی بیٹھی ہیں نہ باورچیخانہ میں غل ہے نہ گھر میں کوئی گڑبڑ سارا کام مشین کی طرح چل رہا ہے چاہیئے تو یہ تھا کہ اس انتظام سے گھر کا خرچ بڑھ جاتا وہاں اور الٹا کم ہو گیا نوکر چاکر آدھے رہ گئے تھے مگر کام پہلے سے کہیں زیادہ ہونے لگا اب وہ رنگ ہی باقی نہیں رہا کہ چاء منگوائی اور گھنٹہ بھر بعد کوئی نوکر سڑے کپڑے پہنے چاء کی ایک پیالی لیکر آیا اور ہاتھ میں دیدی بسکٹ منگوائے تو جواب ملا کہ نہیں ہیں دعوت کا تو کیا ذکر ہے خود ہی گھر والوں کو کب پیٹ بھر کر کھانا ملتا تھا جب سنو یہی سنو کہ کھانا تھڑ گیا گھر میں جاؤ تو یہ معلوم ہو کہ برات اتری ہوئی ہے باورچیخانہ میں جنگ ہے دالان میں تو تو ہو رہی ہے ایک ماما دوسری ماما کو کھائے جاتی ہے ایک نوکر دوسرے نوکر کو دیکھ نہیں سکتا ہر ماما کے ساتھ دو دو تین تین دم چھلے لگے ہیں ہر نوکر کے ساتھ ایک نہ ایک چھچھو موجود ہے خیر میاں ہماری بیوی شکل و صورت میں کیسی ہی ہوں انہوں نے ہمارے گھر کو گھر تو بنا دیا۔

شادی کو کوئی تین ہی مہینے ہوئے ہوں گے کہ میں بیمار پڑا پہلے تو خیال تھا کہ موسمی بخار ہے اتر جائیگا لیکن جب میعادی بخار تجویز ہوا تو سب کو وحشت ہونے لگی میں خود بھی پریشان ہوا کیونکہ میعادی بخار سے بچے تو جھیل جاتے ہیں ہاں جوانوں کے حق میں یہ اکثر مہلک ہوتا ہے اس زمانہ میں ہماری بیوی میکے گئی ہوئی تھیں دو تین روز تو ان کو اطلاع نہیں کی گئی آخر اڑتی اڑتی خبر ان کو بھی پہنچ گئی اسی وقت آئیں آکر میرا حال دیکھا کوٹھے پر جا کر کمرے کو ٹھیک ٹھاک کیا اور مجھے بھی اوپر لے گئیں اوپر جا کر کیا دیکھتا ہوں کہ کمرہ خاصا اسپتال بن گیا ہے ایک طرف مسہری بچھی ہے سامنے دو کرسیاں پڑی ہیں پہلو میں میز پر دوا کی ساری شیشیاں جمی ہیں نعمت خانہ میں دودھ آش جو اور میوے رکھے ہیں۔ میں نے کہا بیوی معلوم ہوتا ہے کہ تم کوئی ڈاکٹرنی ہو اور ڈاکٹرنی نہیں تو نرس ضرور ہو" کہنے لگیں اس میں کیا شک ہے مجھے معلوم تھا کہ گھرداری میں کیا کیا کرنا پڑتا ہے دکھ درد سب کے ساتھ ہے گھر والی بیوی اگر تھوڑی بہت تیمارداری کے طریقے نہ جانے تو یہ سمجھو کہ ادھوری ہے بیوی کے یہ معنے تھوڑے ہیں کہ اچھے اچھے کپڑے پہنے اور بن سنور کر گاؤ تکیہ سے لگ بیٹھے گھرداری کرنے میں چوٹی کا پسینہ ایڑی کو آتا ہے میاں بننا آسان ہے بیوی بننا بہت مشکل ہے اچھا ان باتوں کو تو رہنے دیجئے" وہ یہ باتیں کر ہی رہی تھیں کہ ڈاکٹر صاحب آ گئے بیوی نے مجھ سے کہا کہ "اگر آپ اجازت دیں تو برقعہ اوڑھ کر میں یہیں بیٹھی رہوں اور ڈاکٹر صاحب سے دو تین باتیں پوچھ لوں" میں نے کہا کیا حرج ہے

خیر ڈاکٹر صاحب آئے اور آتے ہی کہنے لگے "ارے بھئی یہ تو تم نے اچھا کیا کہ اوپر آ گئے ہوا کا انتظام بھی خوب ہے مگر بڑی بات یہ ہے کیا کوئی نرس رکھ لی ہے جو سارا سامان ایسے سلیقہ سے جما ہے"۔ میں نے اپنی بیوی کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ ساری کرامات ان کی ہے" ڈاکٹر صاحب بیچارے پرانے زمانہ کے آدمی انہوں نے جو دیکھا کہ ہماری بیوی چار فٹ اونچا ہے ایک کرسی پر ڈالی ہیں تو کچھ گھبرا سے گئے اس کے بعد جب بیوی نے مرض کے متعلق ان سے سوالات کئے تو اور بھی سٹپٹائے کہنے لگے کہ کیا اچھا ہو اگر آپ سول سرجن صاحب کو بھی مشورہ میں شریک کر لیں"

ہماری بیوی نے کہا "ضرور آپ کل صبح ان کو لیتے آئیے ایک سے دو کی رائے اچھی ہوتی ہے" ڈاکٹر صاحب کے جانے کے بعد میں نے کہا۔

"ارے واہ رے میری بیوی بھئی کیا زوردار عورت ہے مارے سوالوں کے ڈاکٹر صاحب کو بھی چکر ادیا اچھا ہوا کہ تم نے سول سرجن کو لانے کو کہدیا اب مجھے اطمینان ہو گیا۔ کہنے لگیں کہ "میں نے ڈاکٹری واکٹری تو پڑھی نہیں ہاں یہ کیا کہ جب کوئی گھر میں بیمار ہوا تو اس کے مرض اور مرض کے علاج کو غور سے دیکھتی رہی۔ دنیا میں کون گھر ہے جس میں کوئی بیمار نہ پڑتا ہو اگر ذرا کوئی خیال رکھے تو تھوڑے دنوں میں خود بخود بیسیوں طرح کے مرضوں اور ان کے علاج سے واقفیت ہو جاتی ہے مگر اب آپ باتیں نہ کیجئے میں کتاب پڑھتی ہوں آپ سنئے اور مرض کا خیال چھوڑ دیجئے اللہ شفا دیگا انسان کو ہمت سے کام لینا چاہیئے"!

دوسرے روز سول سرجن صاحب آئے انہوں نے میعادی بخار تجویز کیا ہماری بیوی صاحبہ نے ان سے بھی وہ ڈاکٹری چھانٹی کہ وہ بھی حیران رہ گئے میری طرف دیکھکر کہنے لگے مسٹر آپ کی بیگم صاحبہ بہت ہوشیار آدمی ہیں آپ گھبرایئے مت اچھا ہو جائیگا" میں نے کہا کسی نرس کو بلوا بھیجئے صاحب نے کہا نرس کی ضرورت نہیں آپ کی بیگم صاحب کافی ہیں" غرضکہ سول سرجن صاحب کا علاج شروع ہوا دوسرے ہفتہ میں بخار بڑھا اور اتنا بڑھا کہ مجھے اپنے تن بدن کا ہوش نہ رہا بیسیوں دن ہر ہی اثر ہو اگر میری بیوی جس طرح مسکرا مسکرا کر پیار کی باتیں کیا کرتی تھی اسی طرح اس بیماری کی زیادتی میں بھی کرتی رہی یہ معلوم ہوتا ہی نہیں تھا کہ ان کو ذرا سی بھی پریشانی ہے اماں بی تو رہا بائی تو یہ حالت تھی کہ بیچارے مردوں سے بدتر ہو گئے تھے مگر ان غریبوں کو ٹوٹنے پر آنے ہی کون دیتا تھا ہاں وہ ایک عورت تھی کہ دن رات جاگتی اور میری خدمت کرتی تھی جب کہا کہ بیوی خدا کے لئے کسی نرس کو بلوا لو تم محنت کرتے کرتے اور جاگتے جاگتے بیمار پڑ جاؤ گی" کہنے لگی آپ ان باتوں کا خیال نہ کیجئے جب تک میرے ہاتھ پاؤں چلتے ہیں اس وقت تک تو میری ذمہ پرائی نعمت ہے بلکہ وہ اسی کی بندی جو میری پٹی پکڑ کر بیٹھتی تو اس وقت الٹھی جب میں تندرست ہو کر پلنگ سے اٹھا ایک دن میں نے کہا کہ بیوی ایک بات پوچھتا ہوں سچ بتانا کہنے لگیں فرمایئے میں نے کہا "ہم تو یہ کہتے تھے کہ ہندوستانی بیویوں میں شرم و لحاظ بہت ہوتا ہے لیکن تمہارا رنگ بالکل جدا ہے اللہ نے فضل سے تم نے دلہنا پا ایکدن بھی نہیں کیا" کہنے لگیں جی ہاں اگر میں دو ہاتھ کا گھونگھٹ نکال کر بیٹھتی تو آپ بھی دوسرے دن سے گھر میں آنا چھوڑ دیتے آپکا رنگ تو آرسی مصحف کے وقت ہی معلوم ہو گیا تھا اس کے بعد بھی اگر اپنی اس ہجو ملیح صورت پر یہ چونچلے کرتی تو ضرور آپ مجھے منہ لگانا اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میری اس وقت کی بے حیائی کام آ گئی جو آج لالہ کی لال بنی بیٹھی ہوں چلو جاؤ جی اس نوکر کو چھوڑو اور ہاں استرے کے بلیڈ ختم ہو گئے ہیں کسی سے کہکر آج ضرور منگوا لینا نہیں تو داڑھی منہ بڑھتی ہے" یہ سنکر مجھے ہنسی آ گئی اور ہم دونوں بڑی دیر تک ہنستے رہے خیر ہم اچھے ہو گئے اللہ کے فضل سے طاقت بھی آ گئی باہر بھی آنے جانے لگے اب تو ہمارا یہ کام ہے کہ کوئی بھی ہندوستان میں پرچار کرتے ہیں کہ جب تک نوجوان ہمت سے کام نہ لیں گے اس وقت تک ہندوستان

نہیں مل سکتا اور ہم یہ تعلیم کر رہے ہیں کہ جب تک بدصورت عورت سے شادی نہ کی جائے اسی وقت تک کسی کو گھر ہی آرام نہیں مل سکتا اور خوبصورتی کے ساتھ اگر داڑھی اور مونچھوں والی بیوی مل گئی تو وہ کیا کہنا

خونی کاروبار

(از حضرت مولانا سید ظہور احمد صاحب چشتی)

(۱)

ایک صاحب جو لب گور ہونے کے باوجود ایسے غریق حرص و ہوس ہیں کہ گویا ابھی ہزار سال اور جینا ہے میری شرافت اور مروت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر خواہ مخواہ مجھے اپنا مقروض بنا لیا اور جب میں اپنی سادہ لوحی اور نیکی سے مقروض بن چکا تو انہوں نے روپے کے مطالبہ کے لئے اپنے مسلمہ اور آزمودہ داؤں پیچ مجھ پر روا کرنے شروع کئے اور چند روز میں جب میری پوزیشن اس شاہ شطرنج کی طرح ہو گئی جسے ہر طرف سے شہ پڑ رہی ہو تو میں مجبور ہو اکہ کسی نہ کسی طرح قرض لیکر اس زبردستی کے قرض سے نجات حاصل کروں اور ابھی آئندہ کو زیادہ خوفناک "قرض خطر میں نہ رہنے دوں "قرض" اور چونکہ بیسویں صدی کے بچاسویں سال میں گویا لعل شب چراغ اور کبریت احمر کی تلاش مسلمانوں کے پاس روپے کا وجود نہیں اور روپے سے بڑھکر ہمدردی باہمی اور ایثار و مروت کا فقدان ہے غرض اس کے سوا چارہ کار نہ تھا کہ سودی روپیہ حاصل کر کے "حاتم طائی کے حلقہ" سے جو عرصہ ایک دن نہیں بلکہ شب و روز مجھے سنا رہا تھا مخلصی حاصل کرلوں۔ میں نے تمام عمر کبھی قرض نہیں لیا کسی مہاجن سے جو سودی لین دین کرتا ہو میری شناسائی نہ تھی آخر میں نے ایک دوست سے جو دنیا کے نشیب و فراز کا مجھ سے زیادہ تجربہ رکھتے تھے اپنی مصیبت کا تذکرہ کیا اور ان سے خواہش کی کہ اگر وہ کسی مہاجن سے واقف ہوں تو مجھے پانچسو روپے قرض دلا دیں۔

(۲)

سعید خاں میرے دوست نے کہا کہ میں لالہ جواہر لال سے واقف ہوں اور دو چار دفعہ ان سے لین دین کا بھی اتفاق ہوا ہے یوں تو وہ روپیہ نہ دیں گے اگر سونے کا زیور ہو تو ایک روپیہ سینکڑہ ماہانہ سود پر روپیہ مل جائے گا سعید خاں نے یہ بات معلوم کر کے میں نے معاملہ کو دوسرے دن کے لئے اٹھا رکھا اور بیوی کے زیورات میں سے خالص سونے کا زیور جس کا مجموعی وزن تیس تولہ تھا انتخاب کر کے رکھا دوسرے دن سعید خاں وقت مقررہ پر آ گئے اور مجھے اپنے ہمراہ لالہ جواہر لال کے مکان پر لے چلے زیورات کی پوٹلی جو رسوائی گناہ کے بوجھ سے کسی طرح کم نہ تھی میرے ہاتھ میں تھی جسے میں نے ایک ریشمی رومال میں محفوظ کر لیا تھا غنیمت یہ تھا کہ سعید خاں کی گفتگو میری توجہ کو مائل کر رہی تھی ورنہ واقعہ یہ ہے کہ اس وقت میرا دل بہت افسردہ تھا اور جب وہ خاموش ہو جاتے تھے میرے تخیلات کا سلسلہ شروع ہو جاتا تھا یعنی افسوس ایک وہ دن تھا کہ میں خوش خوش ان زیورات کو بازار سے خرید کر لایا تھا ایک وہ لمحہ تھا کہ میری بیوی ان کی ملکیت سے خوش ہوئی تھی اور ایک وہ وقت تھا جب یہ چیزیں اس کے دست و گلو کی آرائش کا ذریعہ تھیں اور آج میں ان کو ہاتھ میں ناخوشگوار اس سے واپس لیکر ایک نامعلوم مدت کے لئے تعزر تباہی میں پھینکنے کے لئے جا رہا ہوں کیونکر کہہ سکتا ہوں کہ بیوی کی طرح مسرت بھی ان زیورات کے ساتھ نہ آئی ہوں۔ افسوس! کیسے ناپاک مقصد کے لئے میرے قدم اٹھ رہے ہیں۔ افسوس میں آٹھ سو روپے کا مال رکھکر پانچسو روپے اور پھر افسوس یہی ہر لمحہ کا سود ادا کروں گا لیکن پھر بھی میری حالت اور روپے دینے والے کی حالت میں فاتح و مفتوح کا فرق ہو گا میرا قرض لینا یہ معنی رکھتا ہے کہ میرے مالی ادبار نے قرض خواہ کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے میں نے اقرار کر لیا کہ میں ذلیل ہوں اور میں نے زبان حال سے کہہ دیا کہ میری آبرو لالہ جی کے رحم و کرم پر ہے۔

(۳)

انہی خیالات میں مستغرق میں سعید خاں کے ہمراہ لالہ جی کے مکان پر پہنچا۔ لالہ جی کا مکان کیا تھا ایک قلعہ تھا جس میں فوج کی بجائے کرایہ دار آباد تھے بیچ میں لالہ جی کا شاندار محل تھا اور چاروں طرف ایک سو اسی مکانات تھے جس میں کرایہ دار رہتے تھے اور ان کرایہ کی مجموعی تعداد پانچہزار روپے ماہوار تھی۔ اس دولت سرا کے پھاٹک میں داخل ہو کر میں نے سعید خاں سے کہا کہ لالہ جی کا مکان تو بہت وسیع اور شاندار ہے مجھ پر یہ بستہ مگر انہوں نے ایک استفہامی آہ کھینچی اور مجھ سے آہستہ کہا کہ آپکو اس مکان کی حقیقت نامعلوم نہیں؟ میں نے کہا کہ جناب نہ مجھے مکان کی حقیقت معلوم ہے اور نہ ملنے کی اگر آپ کچھ جانتے ہیں تو مجھے بھی آگاہ کیجئے۔ سعید خاں نے کہا کہ لالہ جواہر لال کے والد لالہ اشرفی لال چالیس سال پہلے رڑکی سے یہاں تشریف لائے بہت غریب آدمی تھے کچھ دنوں ایک دوکان پر ملازم رہے اور پھر چالیس پچاس روپے کی پونجی سے انہوں نے پرچون کی ایک دوکان کھولی اپنی کم خرچی شب و روز کی محنت اور دو پیسے سے دو آنے روپے تک سود لینے کی بدولت تین چار سال میں دو ہزار روپے کے آدمی ہو گئے اب انہوں نے سودی لین دین شروع کیا سب سے پہلے مرزا راحت بیگ سے ان کا دستانہ ہوا مرزا صاحب کے پاس دو تین ہزار ماہانہ کی جائداد تھی لیکن خرچ اس سے بھی زیادہ تھا ہر وقت قرض کے حاجتمند رہتے تھے اور ان سے بڑھکر ان کی اولاد لاابالی اور ناعاقبت اندیش تھی لالہ جی کے دوستانہ سے انہیں یہ فائدہ تھا کہ قرض لینے کی رسوائی سے بچتے تھے اور لالہ جی کا یہ فائدہ تھا کہ آئندہ امارت اور ساہوکاری کی بنیاد میں ڈال رہے تھے چنانچہ وہ لڑکوں کو پانچسو روپے دیکر دو ہزار کا رقعہ لکھوا لیتے تھے جانتے تھے کہ مرزا صاحب کے بعد ان کو وراثت ہونا ہے لالہ اشرفی لال کا حوصلہ اور صبر رائیگاں نہیں گیا پانچ سال گزرے تھے کہ مرزا صاحب فالج میں مبتلا ہو کر راہی ملک بقا ہوئے ادھر ان کا انتقال ہوا اور ادھر لالہ جی نے جو اب تک مرزا صاحب کے برادر حقیقی اور ان کی اولاد کے چھوٹے چچا بنے ہوئے تھے اپنے بہی کھاتہ کی جانچ شروع کی اور تین دن کی محنت میں انہوں نے حساب بنایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مرزا صاحب کی جائداد پر ان کا مطالبہ ایک لاکھ بیس ہزار تھا سعید خاں نے کہا کہ یہ تفصیلات کہاں تک بیان کروں لالہ اشرفی لال نے دعویٰ کیا ڈگری ہوئی اور مرزا صاحب مرحوم کی تمام جائداد نیلام ہو گئی جو لالہ جی کے قبضہ میں آگئی اتنی بڑی جائداد ملنے کے بعد لالہ جی کی حیثیت پبلک اور گورنمنٹ میں مسلمہ ہو گئی اور ان کا شمار چوٹی کے ساہوکاروں میں ہونے لگا اتنی جلد جلد کے بعد لالہ اشرفی لال بوڑھے ہو گئے تھے اب کاروبار لالہ جواہر لال نے سنبھالا لالہ جواہر لال عروج و ترقی کی تدابیر پر عمل کرنے میں اپنے باپ کے بیٹے

ثابت ہوتے سودی روپے کے جوہر سے ان کی ہستی قرار پائی تھی سودی روپے سے انہوں نے نشو و نما پایا تھا سودی روپے کا خون ان کی رگوں میں گردش کرتا تھا وہ سراپا سود تھے اور اس لئے ان کی ذات سے سود ہی کی توقع ہو سکتی تھی انہوں نے گدی سنبھال کر بڑے بڑے کارنمایاں کئے شہر میں کنزرک نادوں کا جو خاندان ہے اس کی دولت کا بڑا حصہ اصل و سود کی صورت میں ان کی طرف منتقل ہوا نواب شفیع الزماں کا نام تو آپ نے سنا ہوگا مسلمانوں میں جو تین چار متمول خاندان تھے ان میں سے ایک وہ بھی تھے رفتہ رفتہ لالہ جواہر لال کے تعلقات نواب صاحب سے بڑھے قرض کا سلسلہ شروع ہوا پہلے معمولی رقموں پر روپیہ دیا گیا پھر ہنڈیوں کی نوبت آئی اور آخر کار یہ مکان جس میں آپ بیٹھے ہوئے ہیں باقاعدہ رہن رکھا گیا۔

(۵)

نواب صاحب نے مکان اس لئے رہن رکھا تھا کہ ریاست کی شان میں فرق نہ آئے اور جائداد بدستور اپنے حال پر باقی رہے اتنا بڑا قرض جس کا سود ایک روپیہ سینکڑہ ہوا اور جس میں یہ شرط کہ ادا نہ ہونے کی صورت میں ہر سال کا سود شامل اصل ہو کر سود در سود شمار ہوگا ادا کرنا ایک مسلمان کا کام نہیں خواہ وہ دس ہزار ماہوار کی آمدنی رکھتا ہو بیچارے اس قرض سے سبکدوشی حاصل کرنے کی بجائے اپنی بدقسمتی اور بیوقوفی سے جائداد پر بھی قرض لے بیٹھے کیونکہ چھوٹی چھوٹی ہنڈیاں بہت سی واجب الادا ہو گئی تھیں اور بڑے صاحبزادے کی شادی جسے عرصہ سے ٹالا جا رہا تھا اب ناگزیر تھی قرض کے اس غیر معمولی بار سے نواب صاحب کی عزت میں فرق آگیا شہر میں ان کا نام اگر کہیں آجاتا تو ابنائے زمان اپنی چہ میگوئیوں سے باز نہیں آتے تھے اور کم از کم اتنا ضرور کہدیتے تھے کہ جہاز کنارے آلگا ہے آفتاب لب بام ہے چراغ سحری ہیں وغیرہ بہرحال پانچ سال کا زمانہ لالہ جواہر لال نے ایک کروٹ سے بلکہ دیا جب ان کے منیب نے حساب کی فرد بنا کر ان کو یقین دلایا کہ اب نواب صاحب کا دم حلق سے اوپر آگیا ہے تو وہ انگڑائی لیکر اٹھ بیٹھے نواب صاحب کی سرکار میں پہلے تو زبانی عرض معروض کی گئی پھر نوٹس دیا گیا پھر نالش ہوئی پھر ڈگری ہوئی پھر نیلام ہوا لیکن غنیمت ہے کہ ان تباہیوں کو دیکھنے کے لئے نواب صاحب گھر میں موجود نہیں رہے اور خاموشی کے ساتھ تن تنہا جلا وطن ہو گئے بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے مستقل طور پر بلاد اسلامیہ کی طرف ہجرت کی اور تارک الدنیا ہو گئے۔

(۶)

یہ خوبصورت ہال جس میں آپ بیٹھے ہیں اور جس میں کمخواب کے گدیلوں پر اجلی چادریں بچھی ہوئی سامنے مسند و تکیے اور صندلچوں پر ہیال رکھی ہیں اسی میں نواب صاحب کی مردانہ نشست تھی اور یہ ہال ایسا سجا ہوا تھا کہ ہر گزرنے والے کی توجہ جذب کرتا تھا غالباً پانچ سال کا عرصہ ہوا کہ یہ جائداد لالہ جواہر لال کے قبضہ میں آئی ہے سعید خاں کی زبان سے یہ دلدوز واقعات سنکر میرا کلیجہ پاش پاش ہو گیا پھر ایسی بیخودی طاری تھی کہ میں جدھر نظر اٹھاتا تھا مجھے نواب شفیع الزماں کی مظلوم تصویر نظر آتی تھی مجھے اپنے گرد و پیش خون کا ایک دریا نظر آرہا تھا اور میں دیکھ رہا تھا کہ سود خوار مہاجن ناعاقبت اندیش فضول خرچ جھوٹی عزت اور جھوٹی شیخی پر مرنے والے مسلمانوں کو ذبح کر رہے ہیں اور انہیں کے خون سے یہ دریا بہ رہا ہے ہال میں یہ بھی بھول گیا کہ جب ہم اس ہال میں داخل ہوئے تو معلوم ہوا کہ لالہ جی کچہری تشریف لے گئے ہیں اور تھوڑی دیر میں آنے والے ہیں ایک گھنٹہ انتظار کرنے کے بعد ہم لوگ مایوس ہو کر واپس ہو گئے لیکن راستہ میں لالہ جی موٹر پر آتے ہوئے ملے اور اسی بات سے ان کے مقتل۔ مذبح یا مسلخ یا دولتکدہ کو واپس ہوئے میں سچ کہتا کتنی ہی دشواریاں یہ معلوم ہوا کہ جس موٹر میں لالہ جی اڑے ہوئے جا رہے تھے اس میں پٹرول نہیں جلتا ہوگا پٹرول کی جگہ مسلمانوں کا خالص خون استعمال ہو رہا ہے۔

(۷)

مجھے ایسا کیوں معلوم ہوا؟ اس لئے کہ لالہ جواہر لال میری رائے میں موٹر پر بیٹھنے کے قابل نہیں تھے نہ خوبصورت نہ تھے لکھے پڑھے قابل نہ تھے انہوں نے یا ان کے والد نے محنت مشقت کے ذریعہ سے دولت حاصل نہیں کی تھی ان کا باغ ناعاقبت اندیش اور مذہبی احکام پر نہ چلنے والے اور اس لئے قعر تباہی میں گرنے والے مسلمانوں نے اپنے خون سے سینچا تھا اور موٹر بھی اسی باغ کا ایک پھل تھا خدا جانے لالہ جی نے موٹر کس مصلحت سے رکھ چھوڑا تھا کیونکہ ان کے مکان پر پہنچ کر جب میں نے ان کو دیکھا تو ان کا لباس بہت معمولی تھا اگرچہ وہ اس وقت عدالت سے آرہے تھے وہ کھدر کی ایک دھوتی اس طرح باندھے ہوئے تھے کہ ادنی جنبش میں ان کی ایک ٹانگ آخری حدود تک کھل جاتی تھی ان کا کرتا بھی کھدر کا تھا اور یہ کپڑے آجکل کے لیڈری کھدر کی طرح صاف دھلے ہوئے بھی نہ تھے سر پر سیاہ کھدر کی فلٹ کیپ تھی جس کے نیچے سے ان کی چوٹی بقدر نصف کشمیری ترکاری کی طرح نمایاں ہو رہی تھی لالہ جی کا رنگ سانولا تھا داڑھی منڈی ہوئی مونچھیں برش نما ہو رہی تھیں لالہ جی کی ناک میں بڑے بڑے بال تھے جو رطوبت میں آلودہ ہو رہے تھے پلکیں بہت کم تھیں اس لئے آنکھیں بے رونق بلکہ کسی قدر مہیب معلوم ہوتی تھیں لالہ جی کی عمر پچاس سال کے قریب معلوم ہوتی تھی، لالہ جی نے اپنے گدے پر نشست کی گاؤ تکیہ سے کمر اور پیٹھ کو راحت پہنچائی پھر ایک دو پہلو بدل کر پگڑی اتار دی اور سیر چشمی کے ساتھ اخراج ریح فرمایا میں ان حالات و سکنات کو دیکھ رہا تھا اور اپنے دل سے کہہ رہا تھا کہ مسلمانو اور مسلمان کے دل میں یہ وہ شخص ہے جس کی آمدنی نو ہزار روپے روزانہ ہے۔

(۸)

ہاں یہ سیدھا سادا دہقان نما انسان جسے بات کرنے کا بھی شعور نہیں اور جو شرفا اور مہذب سوسائٹی کی نشست و برخاست کی بھی قابلیت نہیں رکھتا ایک ایسی طاقت کا مالک ہے جو اپنا جواب نہیں رکھتی وہ طاقت کیا ہے! سود کی چھری ہے جب یہ چھری تیز کر کے بیٹھ جاتا ہے بدنصیب سادہ لوح ناعاقبت اندیش مسلمان آگے بڑھتے ہیں اور اپنی رگ گلو پیش کر دیتے ہیں اور ذبح ہو جاتے ہیں ہاں اہل عبرت کی نگاہ سے دیکھو صرف یہی نہیں کہ اس کی موٹر میں پٹرول کی جگہ مسلمانوں کا خون جلتا ہے اس مکان میں بجلی کے جو لیمپ آویزاں ہیں ان میں بجلی نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کی ہڈیوں کا فاسفورس روشن ہوتا ہے اگر مسلمان امرا فضول خرچ ناعاقبت اندیش اور نفس پرست نہ ہوتے تو لالہ جواہر لال اس شاندار محل اور دو ہزار روزانہ کی آمدنی کے مالک ہونے کے بجائے کسی تنگ و تاریک دوکان میں نمک مرچ اور دھنیا تولتے ہوتے اور اس کی دہانس سے آنے والی چھینکیں ہر لحظہ ان کے عصفوری دماغ سے چھیڑ چھاڑ کرتی ہوتیں یہ خیالات میرے دل میں طوفان برپا کر رہے تھے میری آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے جنہوں نے میری نبض تیز کر دی تھی اور سچ یہ ہے کہ میں اس وقت سراپا لرزاں ہو رہا تھا۔

(۹)

…دیا مجھے لالہ جی سے عرض معروض کا موقع نہیں ملا تھا کہ ایک … صاحب لالہ جی کی طرف بڑھے یہ اپنا زیور رہن رکھ گئے تھے اور اب گھر سے … کے لئے روپیہ لیکر آئے تھے لالہ جی نے منیب کو اشارہ کیا حساب دیکھا گیا ۱۹۱ نمبر کی پوٹلی سیف سے نکالی گئی۔ ان بیچاروں نے تین سو روپے قرض لئے تھے اور دو سو نوے روپے سود کے ہوئے کل پانچسو نوے روپے ادا کرکے انہوں نے اپنا زیور حاصل کیا ان کی بہت خواہش تھی کہ انگریزی مہینے کے حساب سے سود کی رقم لگائی جائے لیکن لالہ جی اور لالہ جی سے زیادہ منیب جی نے انکار کیا۔ پھر انہوں نے یہ درحم کی اپیل پیش کی کہ نوے روپے چھوڑ دیے جائیں لیکن یہ اپیل بھی لالہ جی کی توند سے باہر نہ آسکی ان کے لب۔ ایک اور مسلمان صاحب آگے بڑھے " سائیں صاحب کچھ روپے کی ضرورت تھی" یہ کہکر انہوں نے بیوی کا زیور جس سے ابھی پسینہ بھی نہیں خشک ہوا تھا سامنے رکھدیا اس منظر سے میرا دل تڑپ گیا لالہ جی نے زیور کو الٹ پلٹ کر دیکھا۔ خالص سونا چمک رہا تھا لیکن لالہ جی نے رام بھروسے کہکر آواز دی اور ایک ادھیڑ آدمی کانٹا اور کسوٹی لئے ہوئے حاضر ہوا اس نے سو سو جگہ سے ہر زیور کو کسوٹی پر گھسا ہر کس پر ناک اور پیشانی سمیٹ کر اظہار حقارت کیا پھر لالہ جی سے کہا کہ دو دو ماشہ کا کھوٹ ہے۔ کل وزن ۳۵ تولہ تھا لالہ جی نے کہا کہ دو سو روپے مل سکتے ہیں میں یہ بیدردی دیکھکر حیران رہ گیا حاجتمند نے بڑی لجاجت سے کہا کہ لالہ جی مجھے تو پانچسو کی بڑی سخت ضرورت ہے لیکن لالہ جی کسی طرح رضامند نہ ہوئے آخر بڑی منت ساجت کے ساتھ ڈھائی سو پر معاملہ ہوا ڈیڑھ روپیہ سیکڑہ سود اور ایک ماہ کا سود پیشگی کاٹ لیا گیا اس کے بعد ایک اور صاحب کا معاملہ پیش ہوا یہ سنانظر آنکھوں کے سامنے تھے اور مجھے ایسا معلوم ہورہا تھا کہ سود کی برچھیاں مسلمانوں کے سینے پر چل رہی ہیں اور ان سے خون کے فوارے چھوٹ رہے ہیں اور میرے دامن کو بھی ناغدار کر رہے ہیں

(۱۰)

اس قدر معلومات حاصل کرکے میں ایسا مضطرب ہوا کہ میں نے اپنے دوست سعید خاں سے کہا کہ اب آپ چلئے میں نے سودی روپیہ لینے کی رائے بدل دی ہے چنانچہ ہم دونوں لالہ جی کو سلام کرکے رخصت ہوئے میں وہاں سے اٹھکر صرافہ پہنچا دو چار دکانوں پر مال دکھایا اور ۲۶ تولہ سونا پانچسو روپے میں فروخت کرکے اپنے گھر آگیا مجھے دوبارہ اس زیور کے بنوانے میں بظاہر چار روپے تولہ کا خسارہ تھا جس کے یہ معنے ہیں کہ سو روپے دیکر میں نے یہ قرض حاصل کیا۔ لیکن اگر مجھے اتفاق سے بنا ہوا مستعمل زیور مل جائے تو اس خسارہ کا بھی احتمال نہیں میں نے یہ روپیہ اپنے قرضخواہ کو دیکر دل کی طمانیت حاصل کی اور خدا کا شکر ادا کیا کہ سود دینے کے مذہبی اور قلبی عذاب سے بچا مسلمانوں کی تباہی اور ان کی جائدادوں کی بربادی کا راز مجھے معلوم ہوگیا تھا لہذا میں نے اپنی طبیعت کو کمخرچی اور کفایت شعاری کی طرف مائل کیا اور ساتھ ہی دست و پا کو آمادہ محنت بنایا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑے عرصہ ہی میں میں اس زخم کو بھرنے کے قابل ہوگیا میں نے کھوئے ہوئے زیور سے زیادہ مال حاصل کرلیا اور خدا کے فضل سے اب میں کسی کا مقروض نہیں ہوں (رسالہ تجلی دہلی)

منھ میں سانپ

اگر تمہارے مسوڑھوں سے پیپ نکلتی ہے تو تمہارے مسوڑھے اب مسوڑھے نہیں رہے ہیں بلکہ تم نے اپنے منہ میں سانپ پال رکھے ہیں مسوڑھوں کی پیپ کو سانپ کے زہر سے کم نہ سمجھو پیپ کھانے اور پینے کی ہر چیز کے ساتھ معدہ میں اترتی ہے اور معدہ کو خراب کردیتی ہے اور تم نے جاہل دیہاتیوں تک سے سنا ہوگا کہ معدہ کی خرابی تمام بیماریوں کی جڑ ہے مگر باخبر لوگ جانتے ہیں کہ دانتوں کی خرابی تمام بیماریوں کی جڑ ہے کیونکہ معدہ خود عموماً دانتوں کی خرابی سے خراب ہوا کرتا ہے **واحدی صاحب کا منجن اکسیر دندان** اس سانپ کے زہر کا تریاق ہے اور اللہ کے فضل سے یہ منجن دانتوں کی ہر ہر خرابی کو دور کردیتا ہے مسوڑھوں سے پیپ نکلنے سے بڑھکر تو کوئی خرابی نہیں پیپ نکلتے نکلتے دانت ہلنے لگے ہوں تو انشاء اللہ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دندان انھیں جکڑ دے گا۔ منجن اکسیر دندان کا نسخہ واحدی صاحب کو حضرت مسیح الملک حکیم محمد **اجمل خاں** رحمۃ اللہ علیہ نے دیا تھا ۱۹۱۴ء میں جبکہ واحدی صاحب اخبار طبیب کے اڈیٹر تھے۔ جو لوگ پائریا یعنی دانتوں سے پیپ نکلنے کے مریض ہوں وہ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دندان تھوڑا سا ہر وقت پاس رکھیں اور جب کھانا یا پھل پان وغیرہ کھانے لگیں تو پہلے آسے ملکر دانتوں اور مسوڑھوں کو صاف کرلیں اس طرح شاید پانچ چھ دفعہ انھیں منجن استعمال کرنے کی زحمت اٹھانی پڑے گی لیکن یہ زحمت ان کی اپنی بے پروائی کا نتیجہ ہے اور انھیں برداشت کرنا چاہیے اس برداشت کا فائدہ وہ فوراً محسوس کریں گے ورنہ مزید بے پروائی اس سے بہت بڑی بڑی زحمتوں میں مبتلا کردیگی کھانے کے بعد منجن ملنا ضروری نہیں ہے ویسے ہی انگلی اور پانی سے صفائی کرلینی کافی ہوگی جن لوگوں کو ابھی پائیریا نہیں ہوا ہے جن کے دانتوں سے پیپ نہیں نکلتی البتہ خون نکلتا ہے تو ان کے لئے واحدی صاحب کا منجن اکسیر دندان صرف صبح بیدار ہوکر اور شام کو سونے وقت ملنا ضروری ہے باقاعدہ دونوں وقت وہ منجن نہیں ملیں گے تو پھر پانچ چھ وقت ملنے پر مجبور ہو جائینگے جنھیں اتفاقیہ کوئی شکایت ہوجاتی ہے مثلاً بادی سے مسوڑھے پھول گئے ہوں دانتوں میں درد رہنے لگا ہو تو وہ حسب ضرورت جتنی دفعہ چاہیں منجن کو استعمال کرسکتے ہیں اور جنھیں ابھی کوئی خفیف سی تکلیف بھی دانتوں کو نہیں ہے وہ ایک دفعہ صبح بس اس منجن کو مل لیا کریں اللہ سے امید ہے کہ کبھی انہیں دانتوں کی تکلیف ہوگی ہی نہیں ایک احتیاط واحدی صاحب کا منجن اکسیر دندان استعمال کرنے والے لازمی طور سے کریں خواہ وہ مریض ہوں یا تندرست کہ پان یا پھل کھا کر بھی ہمیشہ پانی اور انگلی سے دانتوں اور مسوڑھوں کو صاف کرتے رہیں جس طرح کھانا کھا کر کرتے ہیں دانتوں اور مسوڑھوں کو غلاظت کسی قسم کی زیادہ دیر تک لگی رہنی اچھی نہیں پان کو ڈاکٹر مضر بتایا کرتے ہیں حقیقۃً تمباکو کے سوا پان کا کوئی جزو مضر نہیں ہے ہاں پان ہر وقت چبانے سے لعاب دہن ضایع ہوتا ہے یہ بڑی نقصان رساں بات ہے۔ دوسرے پان کھاکر لوگ دانت صاف نہیں کرتے اور ہر وقت کے پان کھانے والے بھلا کیسے دانت صاف رکھ سکتے ہیں تو پان کی کثرت سے پرہیز کرنا چاہیے مفصل ترکیب استعمال منجن کے ساتھ عرض کی جائے گی۔ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دندان شیشی میں بھیجا جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی صرف آٹھ آنے (۸) ہے علاوہ محصول ڈاک محصول ایک شیشی پر (۴) لگتا ہے دو شیشیوں پر (۶)

ملنے کا پتہ:۔ احمد مجتبےٰ منیجر رسالہ نظام المشائخ کوچہ چیلان نمبر ۱۷ دہلی

ایک قدم اور آگے

ابھی مولوی کے ہزاروں خریدار ایسے ہونگے، جو ابتدائے اشاعت سے آجتک مولوی کو ملاحظہ فرماتے رہے ہیں، خدا کا ہزار ہزار احسان ہے کہ اس نے اپنے فضل خاص سے مولوی کو ایسے معاونین بخشے جنہوں نے ہر موقعہ پر اپنے پرچہ کا پروپگنڈا کیا اور آج اسکی اشاعت ہندوستان کے ہر پرچہ سے زیادہ ہے، لیکن انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ وہی مولوی جو محرم سنہ ۱۳۴۴ہجری میں ۴۴ صفحہ مع ٹائیٹل کے ایک روپیہ سالانہ چندہ میں قبول کیا تھا، آج وہی مولوی اس سے سہ گنی ضخامت اس سے بہت بلند پایہ مضامین کے ساتھ اسی ایک روپیہ سالانہ چندہ میں آج بھی مل رہا ہے، جبکہ کاغذ اس زمانہ سے آج تقریبًا ڈیوڑھا گراں ہے اور ڈاکخانہ کا محصول بھی بے تحاشا بڑھ گیا ہے،

پھر کیا آپ حضرات کی دلچسپیاں اور کوششیں بارور نہیں ہیں، الحمد للہ کہ خدا نے آپ کی اور میری سعی کو بارور کیا۔ لیکن مولوی کے خریدار سالانہ ہوتے ہیں دہ سالہ یا پنجسالہ نہیں ہوتے، جو آپ ایک دفعہ محنت کرکے خاموش ہوجائیں، یہاں تو ہمیشہ خیال رکھنے کی ضرورت ہے، پندرہ ہزار میں سے سابقہ خریدار ایک سال میں کم ازکم ۲ ہزار اعانت چھوڑ دیتے ہیں، تو ۲ ہزار تو یہ پورے کرنے ہوتے ہیں اور جس قدر اور بڑہیں اس سے مولوی کی ظاہری ومعنوی خوبیوں میں اضافہ کی راہیں پیدا ہوتی ہیں، جی یہ چاہتا ہے کہ کسی طرح آیندہ محرم کا پرچہ **بیس ہزار** چھپ جائے، میری یہ خواہش شیخ چلی کی بڑھ سہی لیکن خدا کے لیئے کیا مشکل ہے اگر آپ حضرات کے قلوب اسطرف متوجہ کردے اور آپ میں سے ہر شخص اس مہینے میں لازمًا ایک خریدار مہیا کردے، لیجئے محرم کیا معنی ذیقعدہ ہی کا پرچہ بیس ہزار چھپنے لگے۔

میں نے کبھی ناظرین مولوی کو غلط توقعات دلاکر امادۂ اعانت نہیں کیا ہے، ہاں خواہش یہ ہوتی ہے کہ جسقدر بھی مبالغہ کے ساتھ ترقی کے ذرایع حاصل ہوسکیں ان پر قابو پالوں اور جو زیادہ سے زیادہ مولوی کی خوبیوں میں اضافہ ہوسکے وہ کردوں، چنانچہ مولوی کی موجودہ شان اس کی شاہد ہے،

ابتک اعلیٰ قسم کے پرچوں کا میعار کا غذاور تصاویر رہا ہے، جی یہ چاہتا ہے کہ مولوی میں یہ کمی بھی نہ رہے اور یا تو محرم سنہ ۱۳۵۱ سے کاغذ اعلیٰ ہوجائے یا تصاویر کا اضافہ ہوجائے اور یہ دونو مرحلے بہت سخت ہیں کاغذ کا تفاوت ۲۰ ہزار اشاعت میں تین سو روپیہ ماہوار بڑھا دیتا ہے، اور تصاویر میں بھی یہ دقت ہے کہ مولوی جاندار ہستیوں کی تصاویر تو چھاپ سکتا نہیں، وہ صرف مقامات مقدسہ یا تاریخی مقامات یا عجائبات عالم کے فوٹو لے سکیگا اور اس کے بلاک بنوانے اور فوٹو مہیا کرنے اور چھپوانے میں جو بہت کافی روپیہ خرچ کرنا ہوگا، ورنہ عام تصاویر تو دہلی کے ریاست اخبار ایسے تقریبًا بہت سے اخبار رسالے لپٹ لپٹ کو مصور کرلیتے ہیں، اور تھوڑی سی چھپائی اور کاغذ کے خرچ سے قطع نظر کرکے مفت میں باتصویر یا آلسٹریٹڈ بنالیئے جاتے ہیں، یہ صورت ہوتی تو ہر وقت ممکن تھا کہ مولوی بھی باتصویر ہوجائے، بہرحال خواہشات تو خدا معلوم کیا کیا ہیں جو جو بھی خدا پوری کرادے

اب بتلائیے کیا آپ بھی میرے ہمنوا ہیں، اور آپ کی خواہش بھی ہے کہ مولوی کی یہ کمی پوری ہوجائے، اگر ہے تو آپ مزید بار اٹھانے کو تیار ہیں، میری کوئی حیثیت نہیں میں تو قلی ہوں محنت کئے جاؤنگا، ذمہ داری سب آپ پر ہے، چندہ میں اضافہ کا ہرگز خیال نہ فرمائیگا، صرف اسوقت تو **ساڑھے چار ہزار** اور بڑھا دیجیے تاکہ مولوی بیس ہزار چھپنے لگے، اور مولوی کے موجودہ خریدار یہ عہد کرلیں کہ وہ مولوی کا ایک روپیہ سالانہ ادا کرنے میں کبھی پس وپیش نہ کرینگے خواہ ان کو کتنی ہی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑے، اگر آپ نے اس کی قسم کھالی اور بیس ہزار خریدار بھی پورے ہوگئے تو پھر انشاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ مولوی ہر اعتبار سے بے نظیر پرچہ ہوگا،

ہر شخص کو یہ ہمت کرنی چاہئے کہ جو کچھ کرنا ہے مجھے ہی کرنا ہے، اور نہ دوسروں پر انحصار رکھنے سے ہر شخص ناکام رہے گا، ایک دو۔ دس پانچ جیسا جسکا اثر ہو خریدار مہیا کرنے میں کمی نہ کرے، یہ سمجھ لیجے کہ دنیا میں ہی آپ کا نام نہیں ہوگا، چونکہ آپکی نیت اوامر اسلام کی اشاعت ہے اس لیئے انشاء اللہ ہر ساعی قیامت میں مبلغ اسلام بن کر اٹھے گا،

ان کو بھی دیکھئے یہ وہ ہیں جنہوں نے اس مہینے

خدا کے پسندیدہ دین کی خدمت کی، اور اللہ کے بندوں تک اس کا پیغام پہنچایا، مولوی کے خریدار بڑھائے اور تبلیغ اسلام کا ثواب پایا اللھم حصل مرادھم بالخیر

اللھم نور قلوبھم بنور معرفتک ومحبتک ابدا ۔

فجزاھم اللہ احسن الجزاء

نام خریدار	تعداد	نام خریدار	تعداد
جناب صادق حسین صاحب پولس بانڈم	۱	محمد یوسف صاحب پٹواری چوگل	۳
" محمد اظہر الدین صاحب صیغہ دار حیدرآباد	۳	محمد شفیع صاحب گنگوہ	۲
" سید عمر علی صاحب سلہٹ	۱	" غلام محمد صاحب مدار	۲
" محمد احمد خاں صاحب گارڈ بیٹراڈو	۴	" صادق علی صاحب پٹواری دوبہ	۳
شیخ چاند صاحب سکندرآباد دکن	۱	" محمد اسلام صاحب ماسٹر چک ۳۹	۲
" حاجی عبدالرحیم صاحب بمبئی	۲	" محمد اسماعیل صاحب ہلسیر	۱
" مولوی عبدالغفور صاحب نیپال	۱	" یعقوب علی خانصاحب سرسہ	۱
" اے اسماعیل صاحب جہانسی	۱	" علی محمد صاحب لازوشلہ	۱
" حبیب احمد صاحب ذکریا بازار کراچی	۲	" محمد عبدالکریم صاحب کشتگی	۲
" فریق اللہ صاحب پٹواری چارسدہ	۴	" مولوی شیخ غلام محمد صاحب گلبرگہ	۱
" عبدالواحد صاحب سوداگر دہار	۱	" ڈاکٹر اے جبار خاں صاحب بوڈنیہ	۱
" مولوی محمد شریف صاحب تہوم خاص	۱	" حاجی ایم بدر الدین صاحب کلکتہ	۱
" مشتاق حسین صاحب گودھرا	۱	" ایم شریف خاں صاحب گورد	۳
" حکیم محمد اسماعیل صاحب گیریڈیہ	۴	" برکت علی صاحب پٹواری سنگوڈ	۲
" بابو محمد حسین صاحب سلوکی	۱	" بشیر احمد صاحب محرر جنگی گوریکہ	۴
میاں عصمت اللہ صاحب جالندھر	۱	" بابو شیخ محمد صاحب جمو	۲
" محمد عثمان صاحب بلوچ کراچی	۱	" شیخ نور الدین صاحب راجکوٹ	۲
" مقصود حسین صاحب پوسٹ آفس اناؤ	۱	" سید محمد نواب صاحب کھاگھریا گھر	۳
" محمد رضا خاں صاحب آفریدی	۲	" محمد احسان صاحب ہیڈ کانسٹبل الہ آباد	۲
" محمد خواجہ صاحب ڈنگور	۲	" عزیز حسین مرتضیٰ حسین فرخ آباد	۴
" بی بی صاحب گوسگی	۲	چودھری سید محمد احمد صاحب نینی	۳
" خواجہ حکیم اللہ صاحب فیض آباد	۲	" محمد جلال الدین صاحب اکہتہ	۲
" سگنلر والد احمد حسین صاحب دہونی	۲	" ایس ایم شکور صاحب بسرامپور	۲
" محمد فاروق صاحب نوگڑھ بازار	۳	" سید برکت علی صاحب عمرکوٹ	۲

نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد
جناب محمد ضیاء الدین صاحب احمد آباد	۲	جناب ابن احمد خاں صاحب مہدپور	۲	جناب شیخ داؤد شیخ کریم صاحب واسکوڈیگاما	۲	جناب عبداللطیف صاحب الملنی	۲
" میرو میاں جعفر میاں صاحب پٹلاد	۲	" بابو سعید احمد صاحب منڈ والیا	۱	" خیر النساء بیگم صاحبہ حیدرآباد	۱	" مظہر الحق صاحب کولار	۳
" محمد شفیع صاحب انت پور	۲	" عبدالکریم صاحب بلاسپور	۱	" محمد عظیم صاحب اسٹیشن ماسٹر گل امام	۲	" ایم نور الحسن صاحب گریڈیہہ	۲
" حافظ محمد شعیب صاحب احمد آباد	۵	" تاج محمد صاحب ستارا	۱	" عبدالحفیظ صاحب کی میو، اسسٹنٹ	۱	" حکیم حافظ احمد صاحب مہتمم مدرسہ لکھنؤ	۵
" غلام رزاق صاحب موہان کانپور	۲	" حافظ انتظام احمد صاحب بریلی	۱	" عبدالحنان صاحب سمار ضلع آرہ	۳	" محمد لطیف صاحب لاہور	۲
" مولا بخش صاحب ننگرہ	۱	" سید آل نبی صاحب سولا باغ آرہ	۲	" محمد حسین صاحب صدیقی سابر گنج	۲	" قاضی قمر احمد صاحب مرادآباد	۱
" حسین خاں صاحب صوبہ دار ...	۲	" حفیظ الحسن صاحب بریلی	۲	" سید شبیر علی صاحب حیدرآباد دکن	۱	" ظفر الدین صاحب راجن پور	۱
" شاہ محمد صاحب کولابہ بمبئی	۱	" دین محمد صاحب راولپنڈی	۱	" ابو الیسیں صاحب بجھی گنج	۱	" محمد وحید احمد صاحب بھرت پور	۱
" عبدالعزیز خاں صاحب اودگیر	۱	" کفایت حسین صاحب فدائی باغ	۲	" رحیم اللہ صاحب سید و شریف	۱	" منشی رشید احمد صاحب کیمری	۲
" سید حبیب اللہ صاحب ملازم اورنگ آباد	۳	" قاضی بدر الدین صاحب اکولہ برار	۳	" عبدالکریم صاحب دل کشا لکھنؤ	۱	" بی ایس عبدالوہاب صاحب مدراس	۲
" قاضی نعیم اللہ صاحب اوبارہ	۲	" نثار حسین صاحب جاود	۴	" حافظ امام الدین صاحب بڑودہ	۲	" حاجی عبدالرحیم صاحب پربنی	۵
" مولوی جلیل احمد صاحب بہاولپور	۱	" سید محی الدین صاحب رانڈیہہ	۲	" نیاز علی صاحب وکیل شیرپور	۱	" بابو محمد اسلم صاحب کلابہ	۲
" ڈاکٹر کریم اللہ صاحب ڈونگر گڑھ	۳	" بابو مہتاب علی خاں صاحب سونپور	۳	" عبدالکریم صاحب منصف ناندیڑ	۱	" عبدالکریم صاحب کونڈا بلاسپور	۲
" عبدالغفار صاحب تیراہ زئی	۱	" چودھری فقیر محمد صاحب پٹواری	۲	" حافظ عبدالمجید صاحب بڑاکر بردوان	۱	" ایم زیارت حق صاحب گوالیار	۱
" عبدالرزاق صاحب شایق دیوم	۱	" مولوی ریاست علی صاحب قدوائی	۲	" ایم اے سبحان صاحب نانڈے	۲	" نیاز احمد صاحب ملاکنڈ	۱
" سید انوار الحسن صاحب بھوپال	۲	" محبوب شریف صاحب موہن پلی	۲	" محمد عظمت اللہ صاحب کانپور	۱	" خواجہ غلام نبی صاحب سوپور	۲
" مدار بخش صاحب انکس	۲	" قاضی محمد نذیر الدین صاحب سیرے فورگڑھ	۱	" سید عباس احمد صاحب بمبئی	۱	" عبدالستار صاحب کلرک آبکاری بارہ بنکی	۱
" غلام جیلانی صاحب چنگانانی والہ	۱	" عبداللہ صاحب کے۔ آئی۔ ایچ ملر بنگلور	۴	" بابو محمد شفیع صاحب ددوہوچک	۱	" اقرار حسن صاحب بھوپال	۲
" بابو تجمل حسین صاحب شملہ پی ڈبلیو	۱	" ایم خادم علی صاحب اٹک چک جہانی	۱	" مہدی حسن صاحب اجنی ناگپور	۱	" عبدالکریم صاحب جلال آباد	۱
" محمد صدیق صاحب احمد آباد	۲	" ایم کفایت اللہ صاحب تاپارا	۲	" حسن خاں صاحب پوسٹ متورا	۲	" محمد رضا صاحب افریدی نیانان	۱
" سید صاحب علی صاحب ہوشنگ آباد	۲	" مسٹر مہدی حسن صاحب برہان پور	۱	" شیخ محمد عید و صاحب کڑا الہ آباد	۲	" محمد آفاق صاحب لبی	۲
" ہدایت اللہ صاحب بھنڈارہ	۲	" خادم علی صاحب جگت سنگھ پور	۲	" محمد عاشق صاحب برنالہ	۲	" خواجہ محمد جعفر صاحب بیجا پور	۵
" اکرام حسین صاحب کان پور	۱	" قاضی غلام محمود صاحب بیگن پلی	۵	" محمد حاجی حسین صاحب بھوپال	۲	" چودھری حیات محمد صاحب نبرواں	۱
" پیر محمد یار محمد صاحب احمد آباد	۴	" محمد یوسف خاں صاحب جیتول	۱	" فرزند علی خاں صاحب سراں بارہ بنکی	۲	" سید محب اللہ صاحب الہ آباد	۱
" کے ایم سے بندے صاحب لاہور	۲	" ماسٹر عبدالعزیز صاحب راوگنج	۲	" چودھری عبدالغنی صاحب چک لوہٹ	۳	" مولوی سید ضیاء الحق صاحب وکیل	۱
" اللہ وسایا صاحب ملتان	۳	" حافظ محمد کلیم الدین صاحب کلینی گجان	۲	" رعایت اللہ صاحب ڈرائیور مغل سرائے	۱	" راجہ خاں صاحب لیتھ ... بالا	۲
" محمد فاضل صاحب دواخانہ بشیر	۴	" محمد حنیف صاحب پٹواری حلقہ دیول	۲	" محمد معین الدین صاحب جاورہ	۲	" سید قاسم حسین صاحب انسپکٹر ...	۱
" ایس ایم قطب الدین صاحب ایس ٹی	۲	" محمد شفیع صاحب گنگل	۱	" عبدالشکور صاحب سندی پور	۲	" محمد ناظر حسین صاحب ٹیچر اکیاب	۱
" منشی نور محمد صاحب کیکری	۲	" عبدالقیوم صاحب بھوپال	۱	" مولوی عبدالعزیز صاحب کرنال	۲	" مولوی الٰہی بخش صاحب راولپنڈی	۱
" عبدالستار صاحب بیزگیر	۲	" شفاعت حسین صاحب جہان آباد	۱	" جعفر علی صاحب جے پور	۳	" قاضی حسین قاضی یوسف ناگدیوی	۲
" حافظ عبدالکریم صاحب وانباڑی	۲	" محمد اسحاق صاحب کرتوالی بھوپال	۱	" نظام الدین صاحب جودھ پور	۳	" مولوی نبی بخش صاحب پرتاب گڑھ	۲
" شیخ نور الہدیٰ صاحب گیا	۲	" احمد علی صاحب ٹکٹ ماسٹر نادور	۱	" صادق حسین صاحب ہنڈ	۲	" مولوی سید احمد صاحب منگل ...	۵
" عبدالعزیز صاحب ڈیرہ نواب	۳	" سید محمد صدر الدین صاحب میم پور	۱	" ملا عبدالغفور صاحب گندھوانی	۳	" عبدالکریم صاحب سیکربالی	۲
" ایم عظمت اللہ صاحب کانپور	۱	" سید فدا علی صاحب تھانہ اداس	۳	" ڈاکٹر رحیم داد خاں صاحب چھندواڑہ	۴	" فتح محمد غلام رسول صاحب کھور	۱
" محمد اسحاق علی صاحب بوندی	۳	" امام الدین بن سلیمان صاحب واسکوڈیگاما	۴	" فضل الٰہی صاحب لوندخورد	۱	" حسین بن سالم صاحب بسمت نگر	۱
" وحید اللہ صاحب گوہد	۱	" محمد اشرف علی صاحب الوحید پریس کراچی	۸	" محمد الدین صاحب رام دیوالی	۵	" مولوی جلال احمد صاحب پرنیتہ	۵
" بابو محمد حسین صاحب سلوکی	۱	" منشی فضل دین صاحب پٹواری خیال گڑھ	۲	" اے ایس پیرانی مولین	۲	" اشرف علی صاحب سائکل ڈیلر گریڈیہہ	۵
" دین محمد صاحب پیر پید رسلطان ...	۲	" ایس ایم نظام الدین صاحب ارجیانگ	۳	" شیخ امام صاحب ... منگانور	۳	باقی ۲۹ جنوری تک نام آئے ہیں	۱

نماز کے پورے پورے مسائل

آپ کو ایک ہی جگہ اگر کسی کتاب میں مل سکتے ہیں تو وہ صرف کتاب

رکن دین

ہے جس کے پڑھنے سے نماز کی ذرہ ذرہ کیفیت معلوم ہوجاتی ہے اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی باقی نہیں ہے جسکا حل اس کتاب میں نہ ہو فاضل مصنف نے ایک خوبی اس کتاب میں یہ اور رکھی ہے کہ تمام مسائل سوال و جواب کی صورت میں لکھے ہیں اور اس طرح ہر وہ سوال جو کسی انسان کے ذہن میں مشکل سے آسکتا ہے اسی کتاب میں موجود ہے غرض یہ کہ نماز پڑھنی ہے تو یہ کتاب ہی منگائیے ایک مرتبہ یہ کتاب پڑھ لینے کے بعد نماز کے متعلق ایکبھی بات ایسی نہ ہوگی جو معلوم نہ ہو سکے کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجیے کہ ہر سال دس ہزار چھپتی ہے ضخامت تقریباً دو سو صفحات قیمت اصلی ایک روپیہ رعایتی ۱۲؍ محصول ڈاک ۶؍ کل ایک روپیہ۔

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

بہشتی زیور کامل ۱۱ حصے

یہ کتاب عورتوں کے لئے مولانا اشرف علی صاحب نے لکھی ہے اور گویا فقہ حنفیہ کا مکمل نصاب ہے اسکے بدلبعد ادس حصے ہیں
حصہ اول۔ الف بے سے خط لکھنے تک اور کچھ عقاید کا بیان
حصہ دوم۔ وضو طہارت حیض و نفاس کے احکام نماز کے مسائل
حصہ سوم روزہ زکوٰۃ حج۔ قربانی حج منت وغیرہ کے مسائل
حصہ چہارم طلاق نکاح مہر ولی عدت وغیرہ کے احکام
حصہ پنجم معاملات حقوق معاشرت زوجین اور قواعد تجوید
حصہ ششم اصلاح باطن تہذیب اخلاق ذکر قیامت و جنت
حصہ ہفتم اصلاح رسوم مروجہ شادی و غمی میلاد عرس تیجہ وغیرہ
حصہ ہشتم نیک بیویوں کی حکایتیں سیرت اخلاق نبوی
حصہ نہم ضروری اور مفید علاج معالجے اور نسخے بچوں اور عورتوں
حصہ دہم دنیاوی ہدایتیں اور ضروری باتیں خانہ داری وغیرہ
حصہ یازدہم بہشتی گوہر یہ گیارہواں حصہ خاص مردوں کے لئے ہے مسائل اور معالجات اور نسخوں کا ہر حصہ کی قیمت ۵؍ ہے اور گیارہویں حصہ کی ۱۲؍ لیکن کامل سٹ کا رعایتی ہدیہ نصف ہے یعنی کامل ۱۱ حصے صرف ۲؍ محصول ۱۲؍ کل ۳؍

قرآنی دعائیں

آپکی دعا کیوں قبول نہیں ہوتی اس لئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں اس لئے کہ آپ خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعا نہیں مانگتے اس لئے کہ آپکو فضیلت دعا کا حال معلوم نہیں اور قبولیت دعا کے اوقات سے بھی آپکو واقفیت نہیں یہی وجہ ہے کہ ابتک آپکی دعائیں بے اثر ہیں۔ لہذا ضرورت ہے کہ پہلے آپ دعا مانگنے اور مرادیں پوری ہونیکے طریقے معلوم کیجئے اور خدا و رسول کے بتائے ہوئے راستوں کے موافق دعا مانگئے پھر دیکھئے کہ آپ بے اولاد ہیں تو صاحب اولاد ہو جائیں گے اگر مفلس ہیں تو زردار ہو جائینگے مقدمات کی پریشانی ہے تو فائز المرام ہو جائینگے غرض آپکی ہر مراد کی کنجی قرآنی دعائیں ہیں جنمیں دعا مانگنے اور مرادیں بر آنے کے تمام طریقے کلام اللہ کی آیات سے درج ہیں۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر آپ قرآنی دعاؤں کے مذکورہ طریقوں کے مطابق دعائیں مانگیں گے تو آپ کی دعا کی مقبولیت یقینی ہے۔ لکھائی چھپائی بہت اعلیٰ قیمت ۸؍ محصول ۵؍ کل ۱۳؍

زیارت رسولؐ

تاجدار مدینہ کی موہنی صورت دیکھنے کا کونسا امتی جو شیدا نہ ہوگا۔ پھر بہت ہی کم وہ لوگ ہیں جو سعادت زیارت حبیب سے بہرہ ور ہوچکے ہونگے خوش نصیب ہے طالع حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند کو خدا اجر خاص عطا فرمائے کہ انہوں نے زیارت رسولؐ کا طریقہ عام کردیا اور درود شریف کے وہ اوراد و فضائل بتلائے ہیں جس سے زیارت حبیب لازمی ہوجاتی ہے۔ چنانچہ اسی نام سے حضرت ممدوح کی یہ کتاب شائع ہوئی ہے جس میں درود شریف کی برکات و سعادات اور اس کے فضائل صحیح احادیث سے بیان فرمائے ہیں۔ اس کے بعد اولیائے عظام کے مقالات رقم کئے ہیں جنہوں نے حضرت رسول کریمؐ کی زیارت جن جن طریقوں سے کی مصنف ممدوح کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ یہ نعمت بے بہا عام ہوگئی اب کوئی بھی محروم زیارت حبیب ہو جائے تو اسکی مرضی قیمت ۸؍ محصول ۵؍ کل ۱۳؍

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

صحیفہ قدسی

اسی کتاب کے ذریعہ اسم اعظم معلوم ہو گیا

اسم اعظم خدا کا وہ گرامی نام ہے جس کے ذریعہ ایک دنیا مسخر ہوسکتی ہے اور اس کا عامل وہ عامل ہے جس کے زیر حکم کائنات ہوجاتی ہے اور اس کا عامل جو بھی چاہے وہ کرسکتا ہے یہ وہ اسم پاک ہے جس نے ہزاروں مصیبتیں ٹال دیں جس نے غیب سے ہارے ہوئے مقدمات جتوا دیئے جس نے سینکڑوں ناکام تمنا عاشقوں کو آغوش مراد سے ملادیا جس نے مہیبوں سخت سے سخت ظالموں کو دم بھر میں پانی کردیا جس نے ہزاروں مایوس مریضوں کا علاج کیا۔ یہ تو نقد فائدے ہیں اب قرض کے فائدے سن لیجئے اس کتاب کا عامل جنت الفردوس کا وارث ہوتا ہے حوران بہشتی کا مالک ہوتا ہے رضائے الٰہی سے سرفراز ہوتا ہے اور شفاعت رسول کا مستحق ہوتا ہے سورۃ آیۃ الکرسی کی تفسیر ہی ہے اس کتاب کے ذریعہ اسم اعظم کا عامل چند روز میں ہر مسلمان بن سکتا ہے قیمت ۸؍ محصول ۶؍ کل ۱۴؍

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جسپر آپ قابو چاہتے ہیں وہ کوئی دل ہو کسی کا ہو، مرد کا ہو، عورت کا ہو، خاوند کا ہو، بیوی کا ہو، حاکم کا ہو، دوست کا ہو آشنا کا ہو، بیمار کے لئے کا ہو یا بزرگ کا ہو، ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کریں گے اگر آپ ہم سے تسخیر القلوب منگاکر جو اس میں لکھا ہے اس کے عامل بن جائیں احباب کو مسخر کرنا زن و مرد کو مطیع کرنا آقا اور افسر پر قابو پانا مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کیلئے معمولی بات ہے یہ ایک نہایت عجیب اور عجیب غریب کتاب ہے اس کے دو حصے ہیں پہلے میں تسخیر کا فن بتایا جاتا ہے یہ فن ایسا تیر بہدف ہے کہ سو فیصدی کارگر ہوتا ہے اس کے عامل کی ناکامی کا امکان ہی نہیں دوسرا اعمال و اوراد کا ہے جس میں بعینہ مجرب اعمال و وظائف ہیں یہی وہ کتاب ہے جس کے متعلق سنا ہی نہیں کہ اس کا عامل ناکام رہا قیمت ۸؍ محصول ۵؍ کل (۱۳؍)

حمیدیہ پریس دہلی

تاریخ اسپین

ملک کے سب سے بڑے تاریخ نویس مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی کی کتاب ہے، جس میں اموی سلطنت کے سپہ سالار عبدالرحمٰن کا اسپین میں حکومت قائم کرنا، اسلامی شان و عظمت کا مظاہرہ انصاف کی حکومت تعمیرات کا بہترین شکوہ اسی حکومت میں دنیا نے دیکھا آج بھی غرناطہ کے در و دیوار اسلام کی اولوالعزمی کے شاہد ہیں۔

یہ تاریخ بتلائیگی کہ مسلمانوں کے آپس کے افتراق نے کیونکر اتنی مستحکم دیرشکوہ سلطنت کو خاک میں ملا دیا۔ اور گو اسپین میں اب ایک بھی پرعظمت مسلمان نہیں ہے لیکن ان کی داستان پارینہ مسلمانان ہند کے لئے صحیح معنوں میں درس عبرت ہیں۔

ہندوستان کے مسلمان اس کتاب کو پڑھیں اور دیکھیں کہ کس طرح آپس کے افتراق نے ان کو اسپین سے مسلمانوں کی سی نفرت پیدا کردی ہے اور اس خانہ جنگی نے مسلمانان ہند کی حالت کو اسپین کی حالت سے کہاں تک مطابق کردیا تحریر اور وعمل کریں قیمت عہ رعایتی ۱۲ محصول ۴ (عہ) حمیدیہ پریس دہلی

شاہان مغلیہ کی بیویاں

شاہان ہند کی خواتین جہاں حسن صورت کی مہر درخشاں تھیں وہاں اپنے حسب نسب شجاعت اور اولوالعزمی کے لحاظ سے بھی اپنی آپ نظیر تھیں یہ وہ عورتیں ہیں جنکا جواب ابتک مادر گیتی پیدا نہ کرسکی اور جنہوں نے اپنی کارناموں سے دنیا میں تہلکہ ڈال دیا اسمیں آسمان حسن کی چاند بھی ہیں اور میدان شجاعت کی جان بھی شاعر بھی ہیں اور رخنیہ بھی ہندو بیویاں بھی ہیں اور بیگمات بھی چند کے نام یہ ہیں۔ حمیدہ بانو، فخر النسا، عظمت النسا، آرام دل آسا بخش بانو آغا بیگی، رزم بانو، آرام جان، ممتاز محل، جہاں آرا، رانی پاربتی، رانی تارا دیوی، رانی تلسی بائی، ارہم بائی، اکبر آبادی بیگم، اورنگ محل، آتی بیگم، بخت النسا، ہما بانو، بائی اوڈے پوری بائی بھگوت دیئی، لچھمی دیوی سلطانی بائی لاڈو رضیہ سلطانہ بدر النسا، جاناں بیگم جانی بیگم، جودھا بائی حمیدہ بانو، حاجی بیگم، خانہ زاد بیگم، شہزادہ خانم، ولیہ بانو، درس بانو، روشن آرا، روپ متی، رحمت بانو، رضیہ غرض کہ سو سے زائد بیگمات کے حالات ہیں قیمت عہ رعایتی قیمت مجلد ۱۲ محصول کل (عہ)

نادر خواتین

جنہوں نے اپنے حسن عالمتاب سے بادشاہوں کی سلطنت میں ڈالی جنہوں نے بہادر و شجیع جوانوں کی تلواریں کند کردیں جنہوں نے ملک التجار وارفتہ حسن جوانوں کے جہانکے جہاز اپنی چاندسی صورت پر قربان کرلیئے ہیں وہ خواتین ہیں جو اپنے اپنے وقت کی ملکہ حسن بھی تھیں اور جری و شجاع بھی رقاصہ بھی تھیں اور رخنیہ بھی ان سب کے قلمی اور مقفلی فوٹو اس کتاب میں ایسے نظر آتے ہیں کہ بال بال اور رواں رواں زیر نظر آجاتا ہے کیونکہ حضرت شرر لکھنوی کے لکھے ہوئے فسانہائے حسن ہیں اور جس لذت خیز پیرایہ میں شرر صاحب نے ان کو لکھا ہے وہ ایسا دل آویز ہے کہ نوجوان تو مہوت ہو جانے لگیں اور ادھیڑوں کے باچھیں کھل جائیں اور بڈھے جھر جھری لیکر ہائے جوانی پکار اٹھیں، لطف یہ ہے کہ ان میں سے کوئی خاتون فرضی نہیں ہے اور کسی کے حالات فرضی نہیں بلکہ سب تاریخی حیثیت رکھتی ہیں ضخامت ۲۵۰ صفحات قیمت عہ رعایتی صرف ۱۲ محصول ۶ (عہ)

تمام کتابیں حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

گروہ مشاہیر

مصنفہ مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی تاریخ نگاری میں مولانا مرحوم کو جو شہرت ملی ہے وہ یگانہ روزگار ہے اور تحریر میں دلنشینی کو جو آپکو نصیب ہے شاید ہی کسی دوسرے مصنف کو حاصل ہو۔ اس کتاب میں ذیل کے ناموروں کے حالات ہیں۔

محمود و ایاز: سلطان محمود غزنوی، اور غلام ایاز کے حالات

علی بیگ: مصر کا ایک نامور حاکم جس نے عجیب طرح مصر فتح کیا۔

عوج بن عنق: حضرت موسیٰ کے زمانہ کا ایک عجیب آدمی۔

قوم چیلڈیا۔ نمرود اور حضرت ابراہیم کا تاریخی قصہ۔

ہرقل۔ روم کا شہنشاہ جو حضرت رسول کریم کے زمانہ میں تھا۔

ابوالکتاہیہ:۔ ہارون رشید کے دربار کا ایک مشہور شاعر

ابن حنبر: ایک جادو بیان مقرر جس نے حکومت کا تختہ الٹ دیا

حسان بن ثابت:۔ دربار نبوی کا شاعر جو کفار کی ہجو بھی کہتا تھا

افلاطون:۔ یونان کا سب سے بڑا فلاسفر اور سیاسی کا استاد

سقراط:۔ یونان کا سب سے بڑا سپہ سالار اور لڑائیوں کے حالات

... بطلیموس کا موسّسٔ اعلیٰ سے حالات سلطنت

میر علی شیر نوائی:۔ شاہ بابر کا نامور وزیر۔ اصلی قیمت مجلد (عہ) رعایتی ۱۲ محصول ۸ (عہ) حمیدیہ پریس دہلی

مقالات شرر

یعنی مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی کے مضامین کا مجموعہ اسکا دوسرا نام جذبات شرر بھی ہے یہ مجموعہ نیچرل مضامین نہیں بلکہ منشیانہ معجزات و اعجاز نگاری کی کرامتیں ہیں جنہیں نثار پردازی کا شوق اور سارے زمانہ کا باکمال ہونا دیکھنا ہو تو اس کتاب کو ضرور دیکھیں اور ضرور دیں اپنی مضامین کی بدولت ہندوستان میں بیسیوں جادو نگار بن گئے مولانا شرر کے شرارے ہندوستان میں روشنی سے ہیں مولانا سے پہلے ہندوستان میں نیچرل مضامین لکھنے والا کوئی نہ تھا مولانا کی شہرت اور زور قلم یہی نیچرل مضامین ہیں جو ہم نے ۲۵ سال کے مضامین جمع کرکے شائع کئے ہیں مولانا نے ہر خیال کو نیا لباس پہنایا ہے اور ایک نیا نتیجہ اخذ کیا ہے اس مجموعہ میں تقریباً ۵۰ مضامین ہیں چند عنوان یہ ہیں دنیا کی عمر دورہ نہ آدھی رات، آنیوالی گھڑی، خود پسندی، خاموش آسمان، دیہات کی شام، سرمایہ حسن، لالہ خودرو، زمانہ بیکسی، شادی و غم، عالم خیال وغیرہ قیمت مجلد عہ رعایتی ۱۲ محصول ۶ (عہ)

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

فلورا فلورنڈا

علامہ شرر لکھنوی کا لکھا ہوا تاریخی ناول جو دس بار چھپ چکا ہے، رہبانیت کے جامہ میں حسن کے ڈاکوؤں کا نظارہ دیکھنا ہو تو اس کتاب کو پڑھیئے گرجاؤں کے پوشیدہ رازوں کو معلوم کرنا چاہیں تو اس کتاب کو پڑھیئے عالم تنہائی میں پادریوں کے سامنے عورتوں اور نوجوان لڑکیوں کے خفیہ گناہوں کے اعتراف و معافی کے دلچسپ مناظر دیکھنا چاہیں تو یہ کتاب پڑھیئے۔ مسلمانوں کی مذہبی رواداری اور غیر اقوام کے ساتھ حسن سلوک کے حالات دیکھنا چاہیں تو یہ کتاب پڑھیئے سلطان محمد خان فاتح قسطنطنیہ کے عہد کی لڑائیاں دیکھنا چاہیں تو یہ کتاب پڑھیئے۔ حسن عالم آشوب کی سحر کاریاں اس کتاب میں ہیں حسن و عشق کے راز و نیاز اسمیں ہیں، حسن کے ڈاکوؤں کے عیب اخلاق سوز عصمت دریوں کے حالات اس کتاب میں ہیں۔ غرضکہ عبرت ہے نصیحت ہے دلچسپی ہے گدگداہٹ ہے سب کچھ اس کتاب میں ہے قیمت ۶ رعایتی صرف ۱۲ محصول ۵ کل (عہ) ۲۲۵ صفحات

ملنے کا پتہ:۔ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

شہید کربلا

رسول پاک کی رُوح مقدسہ کا کیا ہوگا جب خاندان نبی کربلا کے تپتے ہوئے میدان میں سروپا برہنہ، بے یار و مددگار جانوروں کی طرح گھسیٹے جارہے تھے اگر ان حالات المناک کو صحیح الفاظ میں پڑھنا اور دیکھنا چاہیں تو کتاب دردناک شہید کربلا منگایئے اس میں شہادت کے سچے واقعات نہایت تحقیق و تدقیق کے بعد درج کئے گئے ہیں اور ابتدا سے لیکر انتہا تک اس دردناک تاریخ کو نہایت ترتیب کے ساتھ بیان کیا گیا ہے یزید کی تخت نشینی حضرت امام حسن کو زہر دیا جانا، ترک وطن، امام مظلوم کی بیکسی و درماندگی کوفیوں کی شرارت ظالموں کا معصوموں تک کو چن چن کر جام شہادت پلانا، اہلبیت پر مظالم یہ کتاب کربلا کی نہایت دردانگیز تاریخ ہے جگہ بجگہ میر انیس کے مرثیے بھی لے گئے ہیں اور آخر میں حضرت خواجہ حسن نظامی کے نثر کے مرثیے اس قدر المناک ہیں کہ ہچکی بندھ جاتی ہے دور حاضرہ کی سب سے موثر اور دردناک کتاب ہے اور لطف یہ کہ ایک ادنیٰ سا واقعہ بھی غیر مستند نہیں قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

محبوبہ کربلا

ریگستان عرب میں بیگناہوں کا خون کس طرح بہایا گیا کس طرح بچوں کو ذبح کیا گیا اور کیونکر عورتوں کو عالم بیکسی میں تڑپایا گیا یہ دل تڑپا دینے والی سرگذشت اگر پڑھنی ہو تو ظلم یزید یا محبوبہ کربلا پڑھیئے اس میں ظالم یزید نے جس بیدردی سے آل رسول کا خون بہایا ہے اس کی داستان بھی ہے اور مظلوموں کی دکھ بھری داستان کیساتھ یزید کے عیش و عشرت کے حالات بھی درج ہیں جو لوگوں کو بہت کم معلوم ہیں کتاب کی دلچسپیاں اس بات سے بہت بڑھ گئی ہیں کہ تاریخی واقعات کیساتھ ساتھ حسن و عشق کی داستان بھی ہے الغرض یہ کتاب اسلام کی خونی تاریخ بھی ہے اور حسن و عشق کی داستان بھی اور طرح طرح کی دلچسپیوں کا قابلقدر مجموعہ مصر کے مشہور مصنف جرجی زیدان ایڈیٹر الہلال کی مشہور کتاب کا ترجمہ ہے جس کی قیمت ہے ہے لیکن ترجمہ کی رعایتی قیمت صرف ہے ضخامت ۔۔ صفحات، کاغذ ولایتی یہی وہ کتاب ہے جس کے دو ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل گئے۔ اسکی قیمت بھی عہ ہی محصول ۵ر کل ۱عہ حمیدیہ پریس دہلی

حضرت علی کی شہادت

کہاں ہوئی اور کیونکر ہوئی اس کا جواب جرجی زیدان کی مشہور کتاب "۱۷ رمضان" میں ملیگا جس میں بتایا گیا ہے کہ شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ امیر معاویہ اور عمرو بن عاص کے قتل کی سازش میں کون کون شریک تھے خارجی کون لوگ ہیں اور انہوں نے کیا کیا فتنہ و فساد برپا کئے عبداللہ اموی شیر خدا کے کیوں خلاف تھے اور پھر کس طرح راستی پر آگئے اور قطام ایک خارجی عورت جو حضرت علی کے خون کی پیاسی تھی اس پر عاشق ہوکر بدکردار نے شیر خدا کے قتل کی جستجو میں قسطاط کے افسوسناک واقعات خود بنت شیخ سے عشق و محبت کی داستان، غلام کی وفاداری معاویہ و عمرو بن عاص کو قتل سے بچ جانا حضرت علی کی شہادت کے دردناک واقعات ابن ملجم وغیرہ کا عبرت ناک انجام قطام کے فسادات اور اس کا قتل تاریخی اور علمی تحقیقات سوز و ساز ہجر و وصل کے حیرت انگیز کارنامے فسانہ کی صورت میں ایک مبسوط تاریخ ہے۔ ہر مسلمان کو واقف ہونا چاہیئے ضخامت ۴۰۰ صفحات دو حصے ہر دو حصہ عہ محصول ۸ کل ۱عہ حمیدیہ پریس دہلی

انجام یزید پلید

کربلا کے خونین واقعات پڑھنے کے بعد فطرتاً ہر شخص کی خواہش ہوتی ہے کہ ایسے ظالم و جابر بادشاہ اور اس کے ایسے خونی کارپردازوں کی بوٹیاں چیل کوے کھائیں اور ہم اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔

منصف حقیقی کا عدل ظالموں کو کیفر کردار تک پہنچائے بغیر نہ رہا۔ اور آل نبی کے دلگداز ابتلا آخر رنگ لائے اور قاتلان حسینؓ کا جو عبرت ناک انجام ہوا اس نے بتلا دیا ہے کہ دیر ہے اندھیر نہیں ہے۔

ان ملعونین روزگار کے حالات کہیں کہیں تاریخ میں ملتے ہیں اور چونکہ کتوں کی موت کی طرح انکو کوئی اہمیت نہیں دی گئی اس لئے وہ کتاب کی صورت میں نہیں آئیں۔

انجام یزید کتاب کے ذریعہ آپ کو معلوم ہوگا کہ وصال حسینؓ کے بعد اس ظالم کی بنیاد غارت ہوگئی اور ایسا بیخ و بنیاد سے اکھڑا ہے کہ الحفیظ الامد۔ اس موضوع پر شاید یہ سب سے پہلی کتاب ہے قیمت ۶ر محصول ۵ر کل ۱۱ر ملنے کا پتہ: حمیدیہ پریس دہلی

ہندوستان کا شہید اکبر

کون ہے وہ جس نے اپنی صحت کو قوم پر قربان کیا، اور قوم کی خاطر غریب الوطن ہوکر واصل بحق ہوا۔ یہ وہ عظیم الشان ہستی ہے جس کو دنیا رئیس الاحرار محمد علی کہتی تھی اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپکی قوم کو محمد علی کی ضرورت تھی اور ضرورت ہے اور رہیگی تو محمد علی کے عزم محمد علی کے جوش اور محمد علی کی خدمات ملی کی اتباع کیجئے اب بھی ہر شخص کو

محمد علی کو زندہ کرلینا ممکن ہے

بشرطیکہ وہ للہیت کے ساتھ محمد علی کے بتائے ہوئے راستہ پر گامزن ہو انکا راستہ اور نصب العین کیا تھا یہ آپکو کتاب :-

حیات جوہر

بتلائے گی اسمیں مولانا کے ہموطن مولانا عشرت رحمانی صدیقی نے آپکی ابتدائے زندگی سے لیکر وفات تک کے حالات شائع کئے ہیں ان میں نمایاں طور پر مولانا کی تعلیمات اور ان کے سیاسی مسلک کی تصریحات ہیں اگر آپ کو اپنے اس شہید ملت سے محبت ہے تو اسکی لائف سے بھی محبت ہونی چاہیئے۔ ضخامت ۱۶۴ صفحات متعدد فوٹو مع خلاصہ قیمت ۱۰ محصول ۔ کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

ساوتری

سعید روحیں خواہ کسی چولے میں ہوں بالآخر اپنی سعادت سے دنیا کو حیرت میں ڈالتی ہیں اور اسلام کے سادہ اصول اور حقانیت بالآخر زنگ آلود قلوب کو منور کرہی دیتی ہے بشرطیکہ کوئی اس کا خواہشمند بھی ہو۔

ساوتری ایک ہندو خاندان کی چشم و چراغ مطالعہ اور کوشش حق کے بعد آخر صراط مستقیم تک پہنچ ہی گئی، روپیہ کے لالچ سے نہیں عزت کی خاطر نہیں صرف اپنے شکوک اور ابہام کے رفع کرنے کے لئے اس نے ہر دور کی خاک چھانی ہر الہامی کتاب کا مطالعہ کیا لیکن ہدایت کا سرچشمہ اس کو وہاں ہی ملا جہاں آجتک دنیا ٹھوکریں کھاکر بالآخر آتی ہے۔ یہ تبلیغی فسانہ ہی نہیں ہے بلکہ واقعات سے لبریز تاریخی مقالہ ہے، اسلام کے تفوق کی داستان ہے ادیان باطلہ کے لئے ملک الموت ہے اپنے ہندو بھائیوں کو مفت دیجئے قیمت ۸ر محصول ۵ر (۱۳ر) مفت تقسیم کرنے کے لئے دس جلد سے محصول ۱۲ر

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

عملیاتِ باقی

بگڑی ہوئی قسمت بن گئی۔ دنیا کے سہارے ٹوٹ چکے تھے کوئی مونس و یاور نظر نہ آتا تھا۔ کام بن بن کر بگڑ جاتے تھے لیکن جب خادمانِ خدا کا توسل ڈھونڈا تو بگڑی ہوئی بن گئی۔ خدانخواستہ اگر آپ بھی پریشان ہیں، فکر معاش میں سرگرداں ہیں، دشمنوں کی یورش ہے، کوئی پیارا عزیز بیمار ہے تو **عملیاتِ باقی** منگائیے اسمیں ہندوستان کے مشہور بزرگ حضرت مجدد الف ثانی کے پیر و مرشد حضرت خواجہ خواجگان خواجہ باقی باللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے وہ مجرب اعمال درج ہیں جنکی مدد سے آپکی مراد دلی پوری ہوگی یہ کتاب نہایت کوشش سے بصرف کثیر کتنی ہی مستند قلمی کتابوں سے ماخوذ کیگئی ہے اور بعض تو بہ مشکل تمام بلخ و بخارا سے منگائی ہیں اسمیں وہ وہ اعمال و اوراد بیان کئے گئے ہیں جو اکثر خرقہ پوش نقشبندیہ کے پاس بطور حرزِ جاں رہتے یہ کتاب اپنی ظاہری خوبی اور طباعت کی عمدگی کے لحاظ سے بھی ممتاز ہے قیمت ۸ محصول ۵ کل ۱۲ ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

اوراد و وظائف مخدوم جہانیان جہان گشت

جب سب طرف سے مایوسی ہوجائے اور دنیا کے اسباب شکستہ ہوجائیں انسانی تگ و دو مجبور ہوکر بیٹھ جائے راحت و اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہوجائیں تو پھر انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اس کا نام اوراد و وظائف ہے یہی دنیاوی نقصان کا آخری زینہ ہے یہیں سے وہ شاہراہ ملتی ہے جسمیں مجبور انسان اور شہنشاہ زمان سب ایک حالت میں ہوتے ہیں، فقرا کی کرامات انہی اوراد میں مضمر ہیں انہیں بہت خصوصیت مخدوم جہانیان جہانگشت کے وظائف و اوراد کو ہے کیونکہ آپنے ایک عالم کا جگر ٹٹولکر یہ خزانہ مہیا کیا ہے یہ خزانہ کس سلسلے سے ہمکو ملا اس کا شجرہ کتاب میں موجود ہے ایک ایک عمل ایسا لیا گیا ہے جو صدہا صلحا کا آزمودہ اور مجرب ہے اس کتاب کے اثر اور مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ایک سال میں دو ایڈیشن نکل جاتے ہیں ہر وہ شخص جس نے یہ اوراد اپنے معمول میں رکھے ہمیشہ فائز المرام ہوا ایک ورق بھی ہضم کرنے کی چیز نہیں ہے کوئی وظیفہ یا نقش نہ ہوگا جو ذخیرہ میں مستند مجرب یا اور دوسری ایک کتاب بھی نہیں ہے۔ قیمت ۱۰/ محصول ۶/ کل ۱عہ/ حمیدیہ پریس دہلی

دوائیں دعائیں

فقط تعویذ اور گنڈے اس وقت تک اپنی تاثیر کامیابی کے ساتھ نہیں دکھا سکتے جبتک بیرونی سبب سے مرض دفع نہ کیا جائے، اسکی مثال بالکل ایسی ہے کہ کچہری میں آپ بیوی کو جائے تعویذ کردہ ہوا بر ابرکس پر ہرتعویذ بیکار رہیگا، ان لوگوں کیلئے جو فقط پیروں کے عمل پر گرفتار ہیں معالجہ سے بے نیاز ہوجاتے تھے اور ان لوگوں کے لئے جو فقط دواؤں کے قائل ہیں دعاؤں سے فائدہ نہیں اٹھاتے مذکورہ بالا کتابیں تیار کیگئی ہیں اس کے دو حصے ہیں جو دو ماہرانِ فن کی تیار کردہ ہیں اگر آپ ایک کی ہدایتوں سے کامیابی نہ ہو تو دوسرے کے لکھنے پر عمل کرنے سے تو انشاء اللہ ضرور ہی فائدہ ہوگا۔ ان کا نام دوائیں اور دعائیں اور دافع الامراض ہے ان کتابوں میں سر سے لیکر پاؤں تک کی بیماریوں کے نسخے اور تعویذات اور دعائیں درج ہیں اور یقین سے دعویٰ ہے کہ ہر نسخہ اتنا موثر ہے کہ سوائے موت کے اور کوئی مرض ایسا نہیں ہے جس کا یقینی علاج ان کتابوں میں نہ ہو دل سے آرام نہ ہوگا دعا سے ہوگا دعا سے نہ ہوگا تو نقوش سے ہوگا قیمت کل ۱۰/ محصول ۵/ (۱۵/)

اعمال کی چھ کتابیں

یہ وہ اعمال ہیں جنکی اکابرین مشائخ نے پسند فرمایا ہے بلکہ بہت لوگ ان سے استفادہ کر رہے ہیں حضرت خواجہ حسن نظامی نے بھی ان کو اپنے مریدین کیلئے مخصوص فرمایا ہے جو حسب ذیل ہیں اعمال **سورہ فاتحہ** یعنی الحمد شریف کے عملیات جو حضرت ابن عربی علامہ بونی جعفی شاذلی کے مجرب ہیں مع زکوٰۃ کل ۵ اعمال **آیۃ الکرسی** مع اسناد و خواص اعمال آیۃ الکرسی کے صد ہا مجرب اعمال اہمیہ درج ہیں مع موکل زکوٰۃ ۴ اعمال **سورہ مزمل** مع موکل و طریقہ ہفت زکوٰۃ حصیر سورہ مزمل کے بڑے مستند اور مجرب اعمال ہیں قیمت ۶/ اعمال **سورہ یاسین** مع موکل طریقہ ہائے زکوٰۃ فقرا کے اس سے بہتر کوئی عمل نہیں ہے بہت مجرب ہے قیمت ۵/ اعمال **سورہ اخلاص** با موکل طریقہ ہائے زکوٰۃ و خواص از حضرت عبدالقادر جیلانی ہر عمل مجرب حسب خاص عمل ہے ۴/ اعمال سورہ **والشمس** با موکل طریقہ زکوٰۃ حب و بغض کے علاوہ علائی عمالی نقوش اوراد و وظائف مجرب قیمت ۴/

ہر کتاب پر علیحدہ علیحدہ محصول ڈاک خرچ ہوتا ہے اور سب صرف ۸ میں ہونگے۔ حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مجلد (عہ) چاہئیں ۱۲ محصول ۱۲ (عہ) حمیدیہ پریس دہلی

مرنے کے بعد

کیا ہوتا ہے یہ ایک ایسا سوال ہو جسکا حل معلوم کرنے کیلئے ہر انسان بے چین رہتا ہے اس سلسلہ میں سب سے زیادہ صحیح معلومات اسی کتاب میں ہے اور مختصر فہرست مضامین یہ ہے: فلسفہ روح انسانی، روح کا دخول، عہد میثاق، روح حیوانی، روح انسانی، تناسخ آواگون، حقیقت موت، عبادت، سکرات موت، تلقین جسم سے روح کا انقطاع، حضرت آدم کی وفات، دیگر رسولوں کی وفات، ایمان و کفر، نیک روحیں، علیین، ابرار و مقربین، برا خاتمہ، بری روحیں، سجین، کفار کی ارواح، سوال جواب، نکیرین، عالم برزخ، عذاب و ثواب کا فلسفہ، قبر کا عذاب، تجہیز و تکفین، نماز جنازہ، جنازہ کے تمام مسائل دفن کے طریقے اور مسائل فاتحہ و درود، تلاوت قرآن کا ثواب، قبرستان، زیارت قبور، تعزیت و تسلی، کھانا کھلانا، نجات اخروی، مردوں کو کیا کیا چیز پہونچتی ہے، دوسرے حصہ میں ۳۳ اصحاب کرام و اولیائے عظام کے رویائے صادقہ کے حوال ہیں جنہوں نے حسب وعدہ مرنے کے بعد اپنے احباب کو دوسری دنیا کے حالات بتلائے قیمت ۱۲/

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

دوزخ سے نجات

پانے کا ایک ہی راستہ ہے کہ انسان آئندہ گناہوں سے اجتناب کرے اور پچھلی خطاؤں سے معافی مانگے اسی کا نام توبہ ہے، توبہ کی تحقیق اور توبہ کے فضائل و اثرات کے متعلق ابتک اردو زبان میں کوئی کتاب نہ تھی حمیدیہ پریس نے حال ہی میں ایک کتاب **توبہ** کے نام ہی سے شائع کی ہے جس کے چند مضامین یہ ہیں توبہ کے معنی ازروئے لغت، مناجات توبہ، توبہ کی حقیقت فضیلت ثواب سرورِ عالم کے ارشادات، ارباب طریقت کی توبہ، توبہ کی ضرورت، باب توبہ کشادہ ہے، تائب اور صابر، پوشیدہ توبہ، حکایات توبہ، ترک گناہ، حقیقت گناہ صغیرہ و کبیرہ۔ توبہ کا ذکر قرآن میں، گناہوں کی لذت، گناہ کا خیال معافی کے ذرائع، صغیرہ گناہ بھی کبیرہ گناہ بن جاتا ہے، گناہوں سے بچنے کا موثر علاج گناہ سے بچنے کی ہدایتیں اور حکایتیں، مولا کی بندہ نوازی، پر ہیز، استغفار، عبادت دلی، امید و بیم، عبد و معبود میں راز و نیاز، گناہوں سے نیکیوں کی بربادی، توبہ کی مواخذہ سے بے فکری، گناہوں سے نقصانات، نسخہ دافع مرض گناہ۔ اس کے علاوہ بہت سے مضامین ہیں قیمت ۱۰/ محصول ۲/ کل عہ/

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

عورت

پھولوں کی سیج پر حسن کی عنایات

دیکھنے سے پہلے مجسمہ ناز کے تمام پوشیدہ رازوں سے واقف ہو جائیے اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب آپ کتاب **عورت** پڑھ لیں اس کتاب میں یورپ وامریکہ کی بہترین صنفی کتابوں کا عطر کھینچا گیا ہے عورت کی نسوانی زندگی کا مکمل فوٹو ہے، عورت کے پوشیدہ اعضائے جسم، عورت کی فطرت عورت کی تربیت عورت کے باغ حسن کی خوشہ چینی غرضکہ عورت کی زندگی کے متعلق کوئی پوشیدہ بات بھی ایسی نہیں جو آپکو عورت میں نہ مل سکے، یہ کتاب حقیقتاً عورتوں کی انسائیکلو پیڈیا ہے اس کتاب کو پڑھکر آپ ہر قسم کے کوک شاستروں سے بے نیاز ہو جائیں گے اس کتاب میں اپنی مرضی کے مطابق اولاد پیدا کرنے کے طریقے بتلائے گئے ہیں اس کتاب میں دو سو کے قریب رنگین فوٹو بلاک ہیں اور قلمی تصویریں بھی سو کے قریب ہیں کاغذ لکھائی چھپائی بہت عمدہ ضخامت ۵۰۰ صفحات قیمت دو روپے محصول ۷ ر کل (۲/۷) حمیدیہ پریس دہلی

شب نامچہ عروسی

اس کتاب میں نہایت دل آویز اور پُر کیف طریقہ پر ازدواجی زندگی کے تمام پوشیدہ رازوں کو نہایت وضاحت و متانت کے ساتھ بیان کئے ہیں عورت کی ازدواجی مسرتوں کا راز اسی میں پوشیدہ ہے کہ وہ شادی کے متعلق تمام امور سے واقف ہو جائے ہندوستانی گھروں میں بدنصیب میاں بیویوں کی زندگیاں جو عذاب میں کٹتی ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ عورت کو اپنی شادی سے پیشتر آئندہ زندگی کے متعلق ذرا بھی علم نہیں ہوتا اسی خیال کو پیش نظر رکھ کر یہ کتاب صدہا مغربی کتابوں کی ورق گردانی کے بعد لکھی گئی ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ نوعمر عورتوں کی صنفی تعلیم کیلئے ہندوستان میں یہ سب سے پہلی کتاب ہے ایسی صنفی طبی معاشرتی اور اخلاقی کتاب آجتک ہندوستان کی کسی زبان میں شائع نہیں ہوئی کتاب کا ایک ایک حرف رنگینی و معلومات کا چھلکتا ہوا ساغر ہے شب نامچہ عروسی میں گیا فوٹو بلاک کی تصویریں دیگئی ہیں لکھائی چھپائی بہترین ضخامت ۱۶۴ صفحات قیمت عہ محصول ۶ ر (۱۰/)

طلوع شباب

پیکر حسن کا جب شباب طلوع ہوتا ہے، وہ کیفیات ازلی کس درجہ ستم آفریں ہوتی ہیں کہ مردان کے خیال ہی سے محو لذت ہو جاتا ہے اور جب کبھی یہ شباب بہرا جوڑا کبھی یکجا ہو جاتا ہے تو فطرت کی رنگینیاں دماغ و دل میں وہ وہ پر بہار گلکاریاں کرتی ہے کہ عمر آئندہ ان لذتوں کو یاد کرتی ہے اور روتی ہے۔

یہاں اس کی ضرورت ہے کہ سیاح چمنستان بہار آئین تفریح سے واقف ہو اور اس بہارستان کے پتہ پتہ سے واقف ہو، یہ کیفیت شادی سے قبل یا بعد ہوتی ہے طلوع شباب ستان شباب روداد کیف ہے طلوع شباب مواصلت کا آئین ہے، طلوع شباب گلچینی باغ نسائیت کی کلید ہے طلوع شباب فطرت کی اس مجسمہ رعنائی کی کنہ ہے طلوع شباب استانی ہو شاطر ہے، دلالہ ہے، طبیبہ دایہ ہے، اور آخر بچوں کی آیا بھی ہے غرضکہ طلوع شباب میں سب کچھ ہے جو ایسی کتاب میں ہونا چاہیے قیمت (عہ) رعایتی ۱۰ ار محصول ۶ ر (عہ) حمیدیہ پریس دہلی

کشمیری کوک شاستر

یعنی

مجربات بوعلی سینا با تصویر بے کتاب

جس میں شیخ الرئیس بوعلی سینا کے وہ زود اثر اور ٹوٹکے جن کی مدت سے لوگ تلاش میں تھے بہت ہی تلاش وجستجو کے بعد حاصل کرکے اردو میں شائع کر دیئے گئے ہیں اگر آپ ہمیشہ جوانی حاصل کرکے عیش کی زندگی بسر کرنے کے خواہشمند ہوں، اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ اپنے ثانی سے لطف و مسرت زندگانی پر ہمیشہ غالب رہیں اور ہمیشہ آپ کے قابو میں رہے تو اس کتاب کو مطالعہ میں رکھیے اور اس پر عمل کیجیے تا دم مرگ آپ وہی لطف حاصل کرسکیں گے جو پندرہ بیس سال کا نوجوان اپنے ہم عمر رفیق حیات سے حاصل کرسکتا ہے۔ زیادہ تعریف کی ضرورت نہیں۔

اس کتاب میں آٹھ دلکش تصاویر بھی دیگئی ہیں ضخامت ۳۰۰ صفحات ہیں۔

قیمت عہ محصول ۷ ر کل (۱۵/)

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

ایرانی کوک شاستر

شباب جاودانی کی جستجو ہو تو لذت شباب یعنی ایرانی کوک شاستر کا مطالعہ کیجیے جس کے مطالعہ سے آپکو معلوم ہوگا کہ شباب کو عرصہ دراز تک کس طرح قائم رکھ سکتے ہیں عورت کے تاثرات کیا ہیں حسن کی ملکہ سے کس طرح لطف اندوز ہونا چاہیے گلزار شباب کس طرح وقت خزاں ہوتا ہے شباب کی روٹھی ہوئی دیوی کس طرح منتی ہے عورت اگر عورت سے مرد اگر مرد سے اپنی خواہش پوری کرے تو کیسے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں، لذت شباب میں سرستان شباب کو حیات تازہ بخشنے کیلئے تاجداران بنگال اودھ اور راجپوتانہ دربار کے طبیبوں کے سینکڑوں سہل الحصول صدری مجربات ہیں جو متلاشیوں کو لاکھوں روپیہ خرچ کرنے پر بھی اور کہیں سے دستیاب نہیں ہوسکتے لذت شباب کے مطالعہ میں عمر خضر اور شباب جاوداں کا راز پوشیدہ ہے ضخامت تقریباً پونے دو سو صفحات ۸ نہایت بہترین بلاک کی تصویریں اور قیمت صرف (عہ) محصول ڈاک ۶ ر (۱۲/)

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

انگریزی کوک شاستر

یعنی نقد دم لطف اٹھائیے اور مآل لطف یعنی بچوں کے جھنجٹ سے رستگاری پائیے اسی لئے اس کتاب کا نام برتھ کنٹرول ہے عورت کی شباب آفرینیاں اسوقت حاصل ہوسکتی ہیں جبکہ تم اس کے حسن و جمال کے خزانہ کو محفوظ رکھنے کا راز سمجھ لو اولاد کی کثرت سے نہ صرف ملکہ حسن کے باغ جمال پر خزاں چھا جاتی ہے بلکہ غریب والدین کے لئے انکی پرورش بار ثابت ہوتی ہے اور انسان ازدواجی زندگی کی سچی مسرتوں سے ہمیشہ کیلئے محروم ہو جاتا ہے برتھ کنٹرول ایک حیرت انگیز علمی کتاب ہے جسکو پڑھنے کے بعد تمہارے سامنے زندگی کی ایک بڑی حقیقت بے نقاب ہو جائیگی تمکو معلوم ہو جائیگا کہ اولاد کی پیدائش کو روک کر زندگی کی بہار لوٹنے کا سچا پر شباب طریقہ کیا ہے اس کتاب کو پڑھکر اولاد کی پیدائش بالکل تمہارے اختیار میں ہو جائیگی جب چاہو گے اولاد ہوگی جب چاہو گے اولاد نہ ہوگی پھر لطف یہ کہ اس کتاب کی مدد سے تم حسب خواہش بیٹا یا بیٹی پیدا کرسکتے ہو برتھ کنٹرول یورپ وامریکہ کی بہترین کتابوں کا جوہر ہے قیمت عہ محصول ۶ ر کل (۱۲/) ملنے کا پتہ:۔ حمیدیہ پریس دہلی

محافظ الصّبیان

بچوں کی حفاظت، بچوں کی تندرستی اور صحت کے لئے ہر ماں باپ ہر وقت جویاں رہتا ہے لیکن اپنی نااہلی اور عدم واقفیت کی وجہ سے بچوں کی بیماریوں کا اکثر خود موجب ہو جاتا ہے۔ جب ہر شخص کی یہ دلی تمنا ہے کہ اس کا بچہ تندرست رہے اور مضبوط بنے، تو پھر ہر گھر میں کتاب

محافظ الصبیان بھی ضرور ہونی چاہئیے یہ کتاب انشاء اللہ ایسا موقع بھی نہ آنے دیگی کہ آپ کا پیارا بچہ کسی موذی یا شدید مرض میں مبتلا ہو اس لئے اس کتاب کے مطالعہ کے بعد بچے کی ابتدائے حیات سے جوانی تک کے ہونیوالے امراض کی تشریح، اسباب علل اور حفظ ماتقدم کا پروگرام ہے اور یہی آسان اور سہل شناختیں بتلاتی ہیں کہ ہر شخص اس کے ذریعہ سے اپنے بچے کی حفاظت کرسکتا ہے ہر چھوٹے بڑے مرض کا دیسی یونانی انگریزی علاج ہے اور ساتھ ہی بہت ہی آسان آسان نسخے بھی ہیں اکثر تو کوڑیوں کے نسخے ہیں قیمت عہ رعایتی ۸ محصول ۷ (۱۵) حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

صحت النساء

عورتیں جہاں اپنے شباب میں مردوں کے لئے لذت کے خزانے پوشیدہ رکھتی ہیں اور ان حظ لذت کے لئے ہر وقت آلہ کار بنی رہتی ہیں اس کا کچھ نہ کچھ صلہ مردوں سے ملنا تو چاہئیے لیکن مردکی خود غرضیاں سوائے اپنے لطف کے دوسری طرف نگاہ ہی نہیں کرتیں اور ابتدائی افراط و تفریط کے سلسلہ میں غریب عورتیں ایسے امراض میں مبتلا ہو جاتی ہیں کہ بالآخر انہیں موت سے دوچار ہونا پڑتا ہے جب بیمار بچے ہو جاتے ہیں تو پھر مردوں کی طرف سے جو لاپرواہی ہوتی ہے اس سے ایک دنیا واقف ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپکی عورتیں موذی امراض کا شکار نہ ہوں تو آپ کتاب جوا

صحت النساء کو ہمیشہ اپنے پاس رکھیے یہ عورتوں کے ہر چھوٹے بڑے مرض کے لئے طبیب اعظم ہے آپ خواہ کسی مقام پر ہوں اپنی بیویوں کو آنیوالے خطرات سے ہر وقت محفوظ رکھ سکتے ہیں اس میں ہر مرض کی انگریزی یونانی دیسی دوائیاں ہیں اور ہر مرض کے حفظ ماتقدم کی بسیط ہدایات ہیں ۲۰۰ صفحہ قیمت عہ رعایتی ۸ محصول ۷ (۱۵)

محبّت کے خطوط

دل میں خدا جانے کیا کیا تھا، جذبات امنڈ رہے تھے، کیفیات قلبی آنکھوں کے ذریعہ رواں تھے، دلدادے در لیکن مدعائے دلی کا اظہار ضرور قلم نے جذبات کی مدد کی لکھا مگر نہ لکھا گیا اور دل کا مطلب ادا نہ ہوا، ایسے وقت میں جتنی بھی حسرت ہو درست ہو ایسے وقت میں کتاب

محبت کے خطوط ہوتی، تو دل کا ہر لفظ ایک تیر ہوتا جو ناوک قلب دلربا کا نشانہ بن جاتا۔

یہ وہ کتاب ہے جو جذبات کے ذریعہ الفاظ کو پیدا نہیں کرتی بلکہ الفاظ کے ذریعہ جذبات پیدا کرتی ہے ایک ایک خط حب کا عمل تسخیر کا نقش ہے من موہنی ہے نامز مصنف نے اس انداز سے ان کو رقم کیا ہے کہ ہر خط آپ بیتی معلوم ہوتا ہے۔ اثر پذیری کی ضمانت اس سے زیادہ کیا ہو سکتی ہے کہ ایک خاتون کی نازک انگلیوں سے لطیف جذبات صفحہ قرطاس سے امنڈ رہے ہیں۔

قیمت رعایتی صرف ۸ محصول ۵ (۱۳)

ملنے کا پتہ:۔ حمیدیہ پریس دہلی

تفسیر حقانی اُردو

آٹھ جلدوں میں کامل

از شمس المحدثین والعلما حضرت مولانا مولوی عبد الحق صاحب محدث دہلوی یہ وہ ضخیم تفسیر پورے قرآن شریف کی ہے جو صرف دو سال نہ چھپ سکنے کے باعث چالیس روپے اور پچاس روپے تک مہنگی ہوگئی، اب نیا اڈیشن چھپ کر تیار ہوا ہے اس کا کاغذ بہت اعلیٰ ہے پہلی جلد میں صرف مقدمہ ہے اور یہ مقدمہ ہی اتنا اہم ہے کہ اس کے پڑھ لینے کے بعد قرآن پاک کے عرفان سے قلوب منور ہو جاتے ہیں باقی سات جلدوں میں قرآن پاک کی تفسیر ہے جلد اول کی قیمت عا اور باقی ساتوں کی فی جلد چار روپے ہے گویا اس طرح کامل تیس روپے کی ہے محصول ڈاک چار روپے خرچ ہوتا ہے کامل تفسیر طلب کرنیوالوں کیلئے پانچ روپے کی کفایت ہے یعنی پچیس روپے میں ملسکتی ہے ریل کے ذریعہ منگانے میں فائدہ ہے ریل سے منگانیوالے ریلوے اسٹیشن انگریزی میں ضرور لکھیں ملنے کا پتہ:۔ حمیدیہ پریس دہلی

تاریخ القرآن

قرآن شریف پڑھنے کے ساتھ ہی تاریخ القرآن پڑھئیں تاکہ قرآن شریف کی تاریخ اور اس کی تمام باتوں سے واقفیت ہو جائے اس میں حسب ذیل بیانات ہیں نزول القرآن، قرآن کی تاریخی حکمتیں، وحی کی قسمیں (۴) نسخ آیات (۵) منسوخات قرآنی (۶) جمع و ترتیب قرآن (۷) سورۃ اور آیات کی ترتیب (۸) صحابہ کرام کے عہد میں قرآن کی حالت (۹) رسم الخط قرآن (۱۰) علامات قرآنی (۱۱) اوقات قرآن (۱۲) وقف اور وصل کی علامتیں (۱۳) اختلاف قرارت (۱۴) قرا کا بیان (۱۵) اسرار قرارت کی تحقیق (۱۶) قرآن پاک کا اعجاز (۱۷) قرآن مجید کے فضائل (۱۸) سورتوں کے فضائل (۱۹) فضیلت قرآن کی چالیس حدیثیں صحاح ستہ (۲۰) آداب تلاوت (۲۱) قرآن پاک کے آداب مع مسائل ضروریہ یہ وہ کتاب ہے جو تقریباً ہر قرآن شریف کے ساتھ فروخت ہوتی ہے ۱۴۰ صفحہ کی ضخامت قیمت ۸ محصول ۵ (۱۳)

ملنے کا پتہ:۔ حمیدیہ پریس دہلی

تفسیر سورہ فاتحہ

یہ کتاب اگرچہ بظاہر سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن فی الحقیقت مذہب اسلام کے متعلق ایک جامع تصنیف ہے اور اسمیں حسب ذیل مضامین ہیں نئی روشنی میں قرآن کی تفسیر شیطان اور سائنس، خدا کی ہستی کے عقلی دلائل، اسلام عقائد کی روشنی میں، ملائکہ اور حساب انسان قادر ہی ہے اور مجبور بھی، انبیائے کرام کی فطری طاقتیں، عذاب قبر کا عقلی ثبوت، مرنے کے بعد زندہ ہونا، وحی اور سائنس وحی کی حقیقت، نجات کا راستہ، صداقت رسول، قرآن مجید آج تک کیوں محفوظ ہے، بسم اللہ کی تفسیر، خدا پر بھروسہ، زمانہ گذشتہ کے علماء اور صوفیا، اسلام اور وحدت، جہاد کی غرض و غایت، رسول عربی کا رحم و کرم، تفسیر سورہ فاتحہ، قرآن مجید کا خلاصہ، بعض اسرار و معارف، وحدت و محبت کی تعلیم آجکل کے مسلمانوں کا امتیازی شعار، اسلام کا مقصد اور بین تمناؤں کا مرکز اسلام ہے، مرتبہ عبودیت، صراط مستقیم سے گمراہی کے اسباب باقی اصل کتاب میں دیکھیے قیمت (۱۰) محصول ۵ کل (۱۵) ملنے کا پتہ: حمیدیہ پریس دہلی

شاہی کوک شاستر

رجوع الشیخ الی صباہ فی القوۃ علی الباہ از حکیم احمد بن سلیمان معروف بابن کمال پاشا

چونکہ تمام خواہشات کا مرکز باہم اور تمام دنیا کے موجودہ اور گزشتہ شمول انسان ہمیشہ عورتوں سے انس اور ان کی معاشرت اور صحبت کے دلدادہ رہے ہیں اس لئے اس کتاب کو تصنیف کرنے کا منشا یہی تھا کہ اسے عیاش طبع نوجوانوں کی توجہ بازاری حسن کے جانستاں دلفریبوں سے ہٹا کر خدا کی سب سے بڑی نعمت بیوی کی طرف منعطف کر دی جائے اور حوصلت کی وہ لذتیں جو انسان ہزار ہا روپیہ خرچ کرکے بازاری تفریح گاہوں میں حاصل کرتا تھا چند آسان نسخوں چند اور چند سہل نکلوں کے ذریعہ اپنے گھر میں ہی سب کچھ حاصل کرے اور گزشتہ کام لوگ اپنے گھروں میں ہی اس سے سیراب ہو سکیں نیز یہ صورت جب ہی ممکن تھی جب ان کی توجہات کے مرکز کو تبدیل کرنے کے معقول وجوہ اور دلائل بھی بیان کئے ہیں اس کتاب میں بازاری کاہ وہ سازیاں اور مکر دیوں کی خوب قلعی کھولی گئی ہے اور دنیا کے ہر حصہ میں جہاں جہاں اس حسن فروش طبقہ نے اپنے دام پھیلائے ہیں ان سب کے تار بکھیر دئے گئے ہیں۔

اس کتاب کے دو حصے ہیں ... دونوں ساتھ ہی ایک جلد میں ہیں پہلا حصہ مردوں کے متعلق ہے دوسرا حصہ عورتوں کے ساتھ مخصوص ہے اس میں وہ تمام امور مندرج ہیں جن سے عورت ایک عورت میں ایک [illegible] جاذبیت اور جرئیت خیز دلکشی پیدا ہو جاتی ہے اور وہ حکایات ہیں جن سے عورتوں کی شہوانی حیات مرد کا حقہ آگاہ ہو جاتا ہے اور بہت جلد وہ اپنی حکمت عملیوں سے اس کی تنقید کر سکتی ہے اس کا کچھ حصہ مخرب اخلاق اور حیا سوز تھا وہ علیحدہ کر دیا گیا ہے لیکن اس میں چونکہ نسخہ بھی تھے اس لئے ناظرین اس میں سے نسخہ لیکر باقی ردی کر دیں یہ کتاب سے علیحدہ روی شدہ نسخہ ہے ضخامت [illegible] صفحہ قیمت صرف عیہ محصولڈاک ۷ ارسل ہے کتاب کی خوبیوں کا اندازہ اس کی مختصر فہرست مضامین سے کیجئے۔

پہلا باب
احلیل یعنی قضیب
اقسام مرض

دوسرا باب
بیضین کا بیان
بیضین کا مرض

تیسرا باب
کثرت جماع
کثرت مباشرت
فوائد جماع
جماع سے پرہیز

چوتھا باب
علاج [illegible]
کثرت جماع و ترک مباشرت
[illegible] بیماریاں
[illegible] مباشرت
ترک جماع کا نقصان

پانچواں باب
فوائد جماع

چھٹا باب
اصول مباشرت
مباشرت کا طریقہ

ساتواں باب
جماع کی ضرورت

آٹھواں باب
مقوی و ممسک دوائیں

نواں باب
مقوی غذائیں

دسواں باب
[illegible] کو بڑھانے والی خوشبوئیں

گیارھواں باب
[illegible] مخصوص مجونیں

بارھواں باب
[illegible]

تیرھواں باب
روغن مقوی باہ
استرخائے ذکر

چودھواں باب
مقوی باہ [illegible]

پندرھواں باب
شہوت میں جوش پیدا کرنے والی مقوی باہ غذائیں

سولھواں باب
حقنے اور پچکاریاں

سترھواں باب
مقوی باہ شیاف اور [illegible]

اٹھارھواں باب
مقوی باہ گولیاں
حیرت انگیز کیف طاری کرنے والی ممسک نادر اور قوت کی بے نظیر گولیاں سینے کے لئے

انیسواں باب
سونگھنے کی مقوی باہ دوائیں

بیسواں باب
مصالحہ والی غذائیں جو بجد مقوی باہ ہیں
اس میں صد ہا قسم کے سستے اور قیمتی کھانے ہیں

اکیسواں باب
تفصیل [illegible] ممسک اثر ذاتی پیدا کرنے والی ادویہ
اس باب میں سہل سستے اور کارگر ٹوٹکوں کے نسخے ہیں

بائیسواں باب
لذت پیدا کرنے والی دوائیں اور کیف افزا دوائیں
[illegible] ہوتا ہے جس میں [illegible] طریقہ عام [illegible]
عورت کی لذت کی ایک عجیب [illegible]
ایک خاص ہدایت
عورت کے انزال کی علامت

تئیسواں باب
باہ کو قطع کرنے والی دوائیں اور چند مختلف ادویات تہیج شہوات
وہ چھوٹے چھوٹے نسخے جن سے شہوت کو ترقی ہوتی ہے

چوبیسواں باب
معین حمل دوائیں

پچیسواں باب
مانع حمل دوائیں
مردہ بچہ کے نکالنے کی تدبیر

چھبیسواں باب
طلسم نیرنگ یعنی تعویذ
دو عمل اور ٹوٹکے

ستائیسواں باب
عشق و محبت کا معیار

حصہ دوم

باب ۱
مطابقہ [illegible] کا توازن

باب ۲
شہوت نسوانی کی قدرت اور شناخت اندام نہانی
شہوت کے اقسام
عورتوں کے اقسام باعتبار ملک
اقسام باعتبار عمر
اقسام باعتبار خواہش جماع
مختلف حالات جوش
اقسام باعتبار قامت
اقسام اندام نہانی
عورت کے عاشق ہونے کی علامت
حمیدہ کی علامت
باکرہ کی علامت

باب ۳
چہرہ کو نکھارنے اور رنگ بدلنے والی دوائیں

باب ۴
بالوں کو اگانے والی دوائیں
بالوں کو بڑھانے والی تمام کرنے والی دوائیں
بالوں کو روکنے والی دوائیں
بالوں کو خوشرنگ بنانے والے مجرب خضاب

باب ۵
دانتوں کو سفید اور چمکدار بنانے والے منجن گندہ دہنی دور کرکے منہ کو معطر کرنے والی دوائیں

باب ۶
[illegible] اور قوی کرنے والی دوائیں اور غذائیں

باب ۷
ہتھیلیاں اور تلوے رنگنے کے مختلف خضاب

باب ۸
گندہ بغل اور پسینہ کی بو دور کرنے والی دوائیں

باب ۹
عورت کے رحم کو قوت پہنچانے والی دوائیں

باب ۹
رحم کی [illegible] کو درست رکھنے والی دوائیں اور طریقے

باب ۱۰
عورتوں کی پشت کو مضبوط [illegible] کرنے والی دوائیں

باب ۱۱
شہوت میں ہیجان پیدا کرنے والی دوائیں جن سے عورت از خود رفتہ ہو جائے

باب ۱۲
فرج کو تنگ کرنے والی دوائیں

باب ۱۳
اندام نہانی کو دلکش اور کیف کش بنانے والی دوائیں

باب ۱۴
عورت کی شہوت میں آگ لگا دینے والی اور اسے نہ مستی سے دیوانہ بنا دینے والی اور خسر من شہوت میں آگ لگا کر جو بجھنے نہ دینے والی دوائیں

باب ۱۵
ہونے اپنے [illegible] کو پیدا ہونے سے روکنے والی دوائیں

باب ۱۶
کبھی بال نہ اگنے والی دوائیں

باب ۱۷
کیف اندوزی کے طریقے
سرعت انزال دفع کرنے کی تدبیریں

باب ۱۸
شہوت انگیز اور کیف افزا قصص و حکایات
یہ باب خصوصیت سے ردی کر دیا گیا ہے اس کو پڑھا نہ جائے۔

باب ۱۹
وہ برہنہ آدمیوں کے حیرت انگیز حالات اور اس کے نتائج
صاف یعنی کسب قرار نطفہ سے بچنے کا طریقہ

باب ۲۰
مرد کثرت الشہوت ہوتے ہیں یا عورت اس کے متعلق صد ہا حکایات

باب ۲۱
جماع کے بہترین حالات کو اوقات اور متعلقات

باب ۲۲
مردوں کے وہ اخلاق جو عورتیں پسندیدگی کی نظر سے دیکھتی ہیں

باب ۲۳
حفظ و کتابت

باب ۲۴
آداب و قواعد اصول جماع

باب ۲۵
بات چیت ہنسی مذاق بوسہ بازی عورتوں لڑکیوں کی نسبت عورتوں کا انداز

باب ۲۶
عورتوں کا مقام شہوت اور اختلاف مزاج

باب ۲۷
خضاب اور نفع بخش دوائیں

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

باغ وصال کی کلیاں دامن شوق میں

چننے کا اگر اشتیاق ہے۔ اگر تمہارا لبریز شباب دل بادۂ محبت کے چھلکتے ہوئے ساغر اڑانا چاہتا ہے۔ اگر تمہاری مخمور نگاہیں کسی مہ جبین کے رخ رنگین پر قربان ہونا چاہتی ہیں اگر تمہارے بازو کسی نازک گردن میں حائل ہونے کے لئے بیتاب ہیں تو آج ہی **کیف مواصلت** خرید لو۔ یہ کتاب کیا ہے۔ ازدواجی زندگی کی وہ پرکیف داستان ہے جس کا ایک ایک حرف رنگینیوں کی دنیا اپنے دامن میں چھپائے ہوئے ہے اس کتاب کے مطالعہ سے آپ ازدواجی زندگی کے وہ پوشیدہ راز ظاہر ہو جائیں گے جن کی تلاش میں رہ نوردان شباب "بہار عیش" اور "لذت الناس" کے کانٹوں سے اپنے پاؤں چھلنی کر لیتے ہیں لیکن گوہر مقصود حاصل نہیں ہوتا دنیا کے تمام جنسی لٹریچر کو کیف مواصلت سے کوئی نسبت نہیں کیف مواصلت ہندوستان کے نامور ترین ماہر جنسیات اور مخصوص البیلے رنگ کے انشاپرداز جناب صابری کا نہید کا دہ تازہ ترین اور حسرت انگیز شاہکار ہے جس نے صنفی دنیا میں انقلاب عظیم برپا کر دیا ہے "کیف مواصلت" میں مشرق و مغرب کی ہزارہا کتابوں کی روح کھینچی گئی ہے اور لطیف ترین ادبی رنگ میں مجامعت کے وہ پوشیدہ سے پوشیدہ راز ظاہر کر دئیے گئے ہیں جن سے ایک نئی نویلی دلہن اور سرمست شباب دولہا کو دوچار ہونا پڑتا ہے کیف مواصلت جیسا کہ نام سے ظاہر ہے آپکو بتائیگی کہ عورت کے باغ حسن کی کلی کس طرح کی جاتی ہے عورت کے جسم نازنین کا پوشیدہ نظام کیا ہے۔ بیوی سے محبوبہ کا لطف کس طرح حاصل کیا جا سکتا ہے عورت کی تسخیر کا بہترین عمل کیا ہے نسائیت کے پوشیدہ جذبات میں کس قدر تلاطم برپا ہوتا ہے اس کی آتش شوق کو کس طرح بجھایا جا سکتا ہے مجسمہ حسن کی تسکین کس طرح ہوتی ہے اور عیش و مسرت کی گھڑیاں کو کس طرح طول دیا جاتا ہے "کیف مواصلت" کے مطالعہ سے آپ کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ اولاد کس طرح پیدا ہوتی ہے اور اولاد کی پیدائش خوشنما چینی حسن کے باوجود کس طرح روکی جا سکتی ہے اور حسب مرضی بیٹے یا بیٹی کی پیدائش کس طرح ممکن ہے **دنیا میں سب سے بدنصیب شوہر** وہ ہے جس نے "کیف مواصلت" کا ابتک مطالعہ نہیں کیا صرف اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ عورت سے زندگی کا لطف کس طرح اٹھایا جا سکتا ہے کتاب عمدہ چکنے کاغذ پر باہتمام کے ساتھ شایع ہوئی ہے اعضائے مخصوص کے نقشوں کے علاوہ فوٹو بلاک کی متعدد کیف آفریں اور جذبات برور تصویریں ہیں ضخامت ۲۷۷ صفحات ہے قیمت صرف عہ… **کتاب کی مختصر فہرست مضامین ملاحظہ ہو۔**

باب ۱
- حسن کی ہمہ گیریاں
- حسن پرستی کا فطری جذبہ
- مستان عشق کے دلی تاثرات
- عشق کی خرمن سوز بجلی
- شہنشاہ جہانگیر کا سحر خیز مشاہدہ۔
- موسم برشگال کی نازآفرینی
- نسیم شباب کی اٹھکیلیاں
- جسمانی اختلاف کا راز
- چشمہ سرنگمین میں محبت کا آسرا

باب ۲
- مواصلت کا فطری جذبہ
- باہمی لطف اندوزیوں کی بہترین صورت۔
- جسمانی لذتوں کا حصول
- گل مسرت کی اشتیاق انگیزی
- حسن بازاری کی تحریکات
- جرعہ کشی وصال کا مقصد اولین
- حسن عریاں کا نظارہ
- نہال آرزو کی بار آوری

باب ۳
- کلید قفل عصمت کے موتی
- کلید عصمت کی استواری
- باہمی سیمیں کا جسم۔
- کلید و عصمت کی کسر
- الماس شباب کی سنت
- میدان شباب کے رو نکتہ

- ارتعاش جذبات کا پہلا سگنل
- لطف اندوزی حسن کا طریقہ
- اعضائے نسوانی کی پیچیدگیاں
- درج عصمت کا سر بمہر قفل
- باغ عصمت کا دروازہ
- شمع عصمت کا فانوس
- حجاب عصمت کی سختی
- دوشیزگی کی ظاہری تابش

باب ۴
- شمع حسن کی تہ دامن لرزش
- منزل حسن کا رنگین راستہ
- نئی نویلی کے بعض شبہات
- پہلے آسنے کا آبستہ
- مجسمہ حسن اور نقائص صلب اثنا
- شجر حیات کا باریک راستہ
- جسم نازنین کی نازک جھالر۔
- معمولات نسوانی کا راز
- معمولات کی بدنظمی
- گل عصمت کی رنگین پنکھڑیاں

باب ۵
- محبت کی ابتدائی پریشانی
- تمناؤں کی تجلیاں
- سمند شوق میدان جمال میں
- فطرت نسوانی کا راز
- فردوس نور کے قلبی تاثرات

- پیکر ناز حجلۂ مست میں
- محبت کی پہلی غلطی
- محبوبہ سے ہم آغوش کنارا اور
- شوق ہمکناری
- ہم آغوشیوں کا بدترین طریقہ
- حجلۂ عیش میں محبت کی گرمی
- جذبات نسوانی کی تسکین
- حسن عریاں کو بیچینی کا احساس
- عیش و سرور کی مختصر گھڑیاں

باب ۶
- زبردست سحر
- رتی شاستر اور جذبات
- نسوانی کا ارتعاش
- معمولات نسوانی اور
- پرشکار تصویر
- جذبات نسوانی کے مختلف مدارج۔
- بیکارئی نسبت اور جذبات [illegible]
- کی شاستر اور کوک شاستر
- مادری کا پہلا ہفتہ
- جذبات شوق کا اختلاط
- ڈاکٹر میری اسٹوپس کا نظریہ
- گیری تحقیقات
- مردانہ اور نسوانی جذبات کا فرق

- پروفیسر ہرش فیلڈ کی رائے
- میری اسٹوپس کے تحریر کردہ تجربات۔
- امریکن خاتون کی صنفی آپ بیتی

باب ۷
- تشنۂ شوق چشمۂ شباب کے کنارے
- جرمن پروفیسر کی رائے
- حصار عصمت پر یورش
- تمناؤں کی کلیاں عیش کی سیجری
- مواصلت کی بہترین طرز
- اوقات مواصلت
- لطف اندوزیوں کا صحیح وقت
- صدف عصمت کی گہرائی اور
- الماس شباب
- ہنگامہ عیش کی دلآویزی
- بادہ مواصلت ساغر تکمیل میں
- جذبات تعیش کی تسکین
- سمند شوق کی بے عنانی
- طالب و مطلوب ایک بستر پر

باب ۸
- خوشنما چینی جمال کے ممنوع اوقات۔
- جسم ناز سے چشمہ لذت کی تلاش۔
- نہال امید کی بار آوری

- رنجور محبوبہ بستر عیش پر
- بوستان عصمت کی کچی کلیاں
- بد انداز یا سے درس عبرت
- دامن عصمت پر خون شباب کی چھینٹیں
- حکمائے ہند کی مصلحت
- نسوانی معمولات کی افسوسناک بدنظمی۔
- ازدواجی مسرتوں کا راز
- خوشنما چینی حسن کی ممنوع گھڑیاں۔
- بار آور سرور دل کے ہم آغوشی
- استقرار حمل کا ایک بڑا راز
- وضع حمل کے بعد ہم آغوشیاں

باب ۹
- عورت کی فطری خواہش
- [illegible] شباب کی بہار
- چشمہ زندگی کی صفائی
- حریم شباب کا آستانہ
- دو مواصلتوں کا درمیانی وقفہ

باب ۱۰
- جذبات بہاری کا سیلاب
- کشتی میں بوسہ خواب کی لذت
- جرمن ڈاکٹر کا تجربہ
- قبل از وقت ارتعاش کے نتائج۔ سرور شباب کا پہلا قدم

- امریکہ کی [illegible] طریقہ
- مغربی مالکسل مثال
- غیر فطری عادات کے اسباب

باب ۱۱
- غیر فطری خیالات کا باؤ
- غیر فطری جرائم
- غیر فطری جذبات کی وجہ
- اطالوی سیاح کا مشہور قصہ
- فرانسیسی شہزادی کا انجام
- نوجوانوں کے لئے درس عبرت
- مردانہ خطا کاریوں کی داستانیں
- ہاتھوں سے سرچشمہ شباب کی تخریب
- کشت شباب اور بازاری طلا بنانا اور کرم
- حسن مردانہ کی پرستش
- الماس شباب چشمہ حسن کی گہرائیوں میں
- غیر فطری پرستش حسن کا نتیجہ

باب ۱۲
- جنس لطیف کی لغزش
- جرعہ کشی وصال اور نسوانی رنگ
- نازک قدم بجا ذو عصمت پر
- عورت کی بے نقاب فطرت
- جنس لطیف کی باہم لطف اندوزیاں
- خواہش نفسانی کے نئے کرشمے
- ہوسرانی کے نت نئے طریقے
- قفل عصمت اور بدوی کلید شباب
- مغربی خاتون کی داستان حقیقت

- شباب کی چٹکیاں
- نسوانی مسرت عریانی کے حکم سے

باب ۱۳
- مواصلت کا نکتہ پر بہار
- ارتعاش جذبات کی خزانہ
- انمار شباب کی حفاظت
- ہنگامہ عیش کی سلسلہ اعصاب
- عربی نظریہ پر ایک نظر
- "نتلف" ریشوں کی حرکات
- بیمار نسوانی میں امرت
- بار آوری سے دور ان کے بعد
- جذبات نسوانی کی تسکین
- ملک دوائی کا استعمال
- امساک سائنٹفک نسخہ

باب ۱۴
- اولاد کی بیش بہا نعمت
- پیدائش اولاد کی قدرتی نظام
- حکمائے ہند کا پہلا نظریہ
- حکمائے ہند کا دوسرا نظریہ
- جرمن ڈاکٹر کی ہلکی تیمارداری
- نسوانی حیض کی تیمص
- از مائش کا آسان طریقہ۔
- سہولت کے لئے ایک مثال۔

ہندوستان اور جنسیات کا اہم شعبہ۔ اس قسم کے ہزاروں مضامین آپ کو اس کتاب میں ملیں گے۔

ملنے کا پتہ:۔ حمیدیہ پریس، دہلی

Printed & Published by A. Hamid at Mahboobul Mutaba Delhi

مدیر مسئول - عبدالحمید خان

کیا مولوی سے بہتر کوئی پرچہ آپ نے دیکھا یا سنا ہے

نہیں! یقیناً نہیں، پھر آپ اسکی معاونت کیوں ترک کر دیتے ہیں، کیا ایک روپیہ سالانہ میں اتنا ضخیم اتنا شاندار اتنا مفید ہندوستان کیا معنی دنیا کے کسی حصہ میں بھی شایع ہوتے سنا ہے، کیا اب بھی یہ چندا نہیں ہے کہ آپ اپنے حلقہ تعارف میں ہر ہر شخص کو اسکا خریدار بنا دیں چار ہزار خریدار اور بڑھ جائیں اور آپ سب لوگ یہ قسم کھالیں مولوی کی خریداری انتہائی مجبوری کے بغیر نہ چھوڑینگے تو پھر ہر مہینے اسمیں مقامات مقدسہ کے فوٹو بھی چھپنے لگیں گے، آپکے پچھلے مہینے کوئی خریدار نہیں دیا تو اس مہینے سعی فرمایئے

مینیجر رسالہ مولوی پوسٹ بکس نمبر ۶ دہلی

JAM/.30

انتباہ: - آپ کا نمبر خریداری آپکے پتہ کے شروع میں درج ہے اسکے حوالہ کے بغیر کسی شکایت کی تعمیل نہ ہو سکتی ہے نہ ہوگی :- مینیجر

سولری دہلی

دینی تعلیم

صفحات ۲۵۰

مجلد نقرئی ۱؎ — بیلدار عمر

اس وقت تک صحیح معنوں میں موثر نہیں ہو سکتی جب تک کہ بچے کی گھٹی میں نہ پلائی جائے اس لئے کہ پچپنے کی بات گھٹ میں اتر جاتی ہے آج کل کے نوجوان جن سے اسلام کی صدہا توقعات وابستہ ہیں افسوس کہ مذہبی معلومات سے کوسوں دور ہیں، انہیں ان کا قصور نہیں بلکہ ان کے ماں باپ کا قصور ہے یا رواجی تعلیم کا، اگر ان کو شروع ہی میں دینی معلومات کی آسان کتابیں پڑھا دی جاتیں، تو ان کے قلوب اسلامی نور سے منور ہوتے۔

ابتدائی مذہبی تعلیم کے لئے کوئی بہتر سلسلہ ایسا چھپا ہوا ہی نہیں تھا جس کے متعلق یہ کہا جا سکتا کہ بچوں کی ذہنیت کا لحاظ کر کے صحیح اور مستند اسلامی تعلیم کہا جا سکتا ہے خداوند جزائے خیر عطا فرمائے ان بااثر لوگوں کو جنہوں نے

علامہ و سیدنا حضرت مفتی محمد کفایت اللہ صاحب مدظلہ

صدر اعظم جمعیۃ عالیہ علمائے ہند سے باوجود حضور کی ہزار در ہزار مصروفیتوں کے بچوں کی اسلامی معلومات کے لئے ایک سلسلہ کتب لکھوا ہی لیا، اور حضرت ممدوح کا یہ لطف عظیم ہزاروں کے والدین کے لئے وسیلہ نجات بن گیا۔

اب وہ بچے جو سرکاری مدارس میں شروع ہی سے تعلیم پاتے ہیں پرائیویٹ طور پر ان رسائل کے ذریعہ دینی انعام لوٹ رہے ہیں اور ہندوستان کے ہزارہا مکاتب میں یہ مجموعہ بطور نصاب شامل ہے اور ابتک یہ تین لاکھ کی تعداد میں چھپ چکے ہیں اس سلسلہ کا نام **سلسلہ تعلیم الاسلام** ہے اور اس کے پانچ حصے ہیں،

۱۔ **قاعدہ**۔ اس میں حروف تہجی کے ساتھ ساتھ مفردات، مرکبات، پھر چھوٹے چھوٹے جملے ہیں جو بچوں کو اسلامی تعلیم سے بہرہ ور کرتے ہیں، آخر میں اسلامی کلمے حفظ کرانے کے لئے درج ہیں، یہ گویا اسلامی تعلیم کی الف بے ہے۔

۲۔ **حصہ اول** اس کے دو جزو ہیں، اول عقائد، دوم عبادت عقائد کے جزو میں بطور سوال و جواب ہیں، اسلام، ایمان، اور کافر، انبیاء، ملائکہ، اور قیامت کا آسان بیان ہے عبادت کے جزو میں، نماز اذان، وضو وغیرہ کا آسان سا بیان ہے

۳۔ **حصہ دوم** جزو عقائد میں اسلام کے بنیادی اصول، فرشتے، کتابیں، رسول، قیامت، تقدیر، حشر کا ذرا اور واضح بیان ہے، جزو عبادت میں، نماز، نماز کی ترغیب، وضو، غسل، مسح، نجاست حقیقیہ، استنجا، پاک پانی، کنوئیں کا تھوڑا تھوڑا واضح بیان ہے

۴۔ **حصہ سوم** جزو عقائد میں، توحید، ملائکہ، کتب الٰہی، رسالت، صحابہ کرام، اولیاء اللہ، معجزہ و کرامت تک کا ذکر ہے ذرا زیادہ واضح اور مدلل جزو عبادت میں، وضو کے مسائل یعنی نواقض و جبات وغیرہ، نواقض غسل کے پورے مسائل، پانی اور کنوئیں کے مسائل، تیمم کا بیان شرائط نماز، اذان کا بیان، ارکان نماز، واجبات نماز، نماز کے مستحبات، اور ترکیب نماز تک۔

۵۔ **حصہ چہارم** جزو عقائد میں توحید کامل، دلائل کتب الٰہی، دلائل رسالت، اعمال صالحہ معصیت، کفر، شرک، بدعت اور متفرق گناہوں کا بیان وضاحت سے، جزو عبادت میں قرات کا بیان، امامت، مفسدات نماز، مکروہات نماز، نماز وتر، سنت اور نفل، قضا نمازیں، مدرک مسبوق لاحق، سجدہ سہو، سجدہ تلاوت، مسافر کی نماز، جمعہ کی نماز، عید کی نماز، روزہ اور اس کے تقریباً ضروری مسائل، اعتکاف، زکوٰۃ کے موٹے موٹے مسائل اور صدقہ فطر تک۔

غرضکہ ایک بچے کو تادم مرگ مسلمان بنانے اور مسلمان رہنے کے لئے، یہ کتاب کافی ہے اور مسلمان

رعایتی قیمت مجلد نقرئی کامل صرف ایک روپیہ محصول، کل ۱؎ یہ کتاب بھی ...

غلامان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک نادر کتاب

تاریخ مدینہ منورہ

معہ فوٹو شہر مدینہ و روضہ رسول، نقشہ غلاف روضہ، نقشہ مسجد نبوی

کون ہے مسلمان جسے آقائے نامدار حبیب کردگار حضرت محمد مصطفیٰ کے شہر مقدس مدینہ کے حالات پڑھنے کا شوق نہ ہو، یقیناً ہر مسلمان جسکو حضور سے محبت ہے اسے شہر مدینہ کے تاریخی حالات پڑھنے کا بھی شوق ہوگا، لہٰذا ہم نے بصرف زر کثیر اس کتاب کو برادران اسلام کے لئے تیار کیا ہے بیشمار تاریخ کی مستند کتابوں کی ورق گردانی کے بعد صحیح صحیح حالات اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں جو واقعات پیش آئے ہیں ان کا مفصل ذکر موجود ہے غرضکہ آجتک کے تمام حالات درج ہیں عاشقان رسول کے لئے یہ ایک بے بہا تحفہ ہے۔ قیمت ایک روپیہ محصول ڈاک ۲؎ کل ۱؎۲

فہرست مضامین (مختصر) تاریخ مدینہ منورہ

قرآن شریف میں ذکر یثرب	مفارقت رسول	مکہ سے مدینہ کو راستے	کی خلافت حضرت صدیق
احادیث نبوی اور فضائل مدینہ	حضور کی آخری دعا	مدینہ منورہ کے مشہور نام	و حضرت عمر کے روضہ
مدینہ منورہ کی خصوصیات	نماز جنازہ اور	شہر مدینہ اور ملک الحجاز	جوار زیارت رسول نبوی
مکہ افضل ہے یا مدینہ	بیعت کا اعلان	حدود حجاز محل وقوع	حضور کے والد ماجد کا
مدینہ منورہ کی قدیم تاریخ	خلیفہ اول کا انتخاب	دروازے، فصیل و برج	امام حسین کا سر مبارک
یثرب میں آفتاب رسالت	خلیفہ اول کی کامیابی	نقشہ مسجد نبوی صلعم	اور اس کی مدفن میں اختلاف
حضور کی ہجرت مدینہ کو	مدینۃ النبی دار الخلافہ	مسجد نبوی عہد نبوی میں	مکان حضرت ابو ایوب
راستہ کے مشہور مقامات	فاروق اعظم مدینہ میں	مسجد نبوی عہد خلفائے	شہید سیدنا عثمان غنی
مدینۃ النبی کا شرف	مدینہ میں خلیفہ دوم کی	محراب عثمانی خلافت	پانچ متبرک مساجد
قیام نبوی کے اہم واقعات	مدینہ کی پہلی مردم شماری	امیہ میں مسجد کی حالت	مدینہ کی مشہور زمینیں
مواخات مہاجرین و انصار	یہاں کے باشندوں	خلافت عباسیہ میں مدینہ	اہل مدینہ کی خوبصورتی
تحویل قبلہ، اذان اور نماز	مدینہ منورہ عہد علی میں	کی حالت مسجد کے ستون	مدینہ کی عورتوں کا پردہ
غزوہ بدر و سویق، غزوہ	حضرت حسین مدینہ میں	ابواب، منارہ اور	بچے کی بے باکی
احد، بیر معونہ، مریسیع،	حسین کی روانگی کربلا	قابل زیارت مقامات	مدینہ میں ہندی آبادی
احزاب، بنو قریظہ کا خاتمہ	زین العابدین مدینہ	جنت جبریل، مزار فاطمہ	مدینہ کے پر رونق حصے
نکاح حضرت فاطمہ، نکاح حفصہ	مسجد نبوی کی تعریف	بیت الٰہی، دفن فاطمہ روضہ	مدینہ میں حنفی مذہب کا غلبہ
بیعت صلح حدیبیہ، بیعت	ایک غیر مسلم سیاح کے	جنت، قبہ نبوی مصحف	مدینہ کی مروجہ زبان
رضوان، بادشاہوں کو دعوت	قلم سے، یوروپین	عثمانی، مقام اصحاب صفہ	شاہ حجاز کی غداری
اسلام خالد بن عمرو کا اسلام	سیاحوں کے بیانات	نقشہ ملازمان مسجد نبوی	ترکوں کے قبضہ سے
فتح خیبر، فتح مکہ، جنگ حنین	مدینہ منورہ کا محل وقوع	تبیہ غلاف مسجد اطہر	کا نکلنا، غدار شریف
فرضیت حج، وفود کی آمد	تلخیص مدینہ	تعمیر مسجد و حجرہ منورہ	کی علمداری، اور بدنظمی
وراثت، غیر مذاہب سے	مدینہ کے باشندے	نبی کے جسم مطہر کاٹنے والا	ابن سعود کی آمد اور
رواداری، حج الوداع	مدینہ کے بازار	کی بربادی	قبہ جات کا انہدام،
خطبہ حجۃ الوداع	آب رسانی، مدینہ کے فضا	جنت البقیع، ترک سلاطین	دعا ہمارا خاتمہ

قیمت ایک روپیہ محصول ڈاک ۲؎ کل ایک روپیہ دو آنے ۲؎

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا

مولوی

جو ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ کو حمیدیہ پریس دہلی کوچہ چیلاں سے شایع ہوتا ہے

جلد ۱۴۱ | بابت ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳ ہجری | نمبر ۵

خطبہ

الحمد للہ الذی خلق الانس والجان وجعل لھم الدین الاسلام خیر الادیان فمن یسلک فیہ یدخلہ اللہ تعالیٰ الجنۃ بالفضل والاحسان اشھد ان لا الہ الا اللہ واحد احد صمد غافر الذنب قابل التوب بالعفو والغفران واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ المبعوث الی الخلق والاکوان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ الفائزین بالایمان قال اللہ تعالیٰ ومن یطع اللہ ورسولہ یدخلہ جنات تجری من تحتہا الانہار ومن یتول یعذبہ عذابا الیما اما بعد اعلموا ایہا الناس من اطاع اللہ ورسولہ فقد رشد ومن یعص اللہ ورسولہ فقد غوی وکل محدث بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار

برادران اسلام! اللہ کی حمد و ثنا کرو اور رسول اللہ پر درود و سلام بھیجنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے اس فرمان واجب الاذعان پر غور کرو جس میں بتلایا گیا ہے کہ جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ پر فضا اور پر بہار بہشت میں داخل کیا جائے گا اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے منہ موڑا وہ سخت عذاب میں ڈال دیا جائے گا۔

برادران اسلام! خدائے وحدہ لا شریک نے اس آیت کریمہ میں اس زندگی کے بعد جو دوسری زندگی پیش ہونے والی ہے اس کے متعلق غایت شفقت سے اپنے بندوں کو آگاہ کیا ہے اگر تم چاہتے ہو کہ دوسری دنیا میں تم عذاب دردناک میں نہ پڑو بلکہ رضائے الٰہی کی جنت میں داخل ہو تو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اس کے احکام اور فرامین پر عمل کرو اور اس کے حکموں کی خلاف ورزی نہ کرو ورنہ خدا تمہارے غضب کی جہنم کا ایندھن بنا دیئے جاؤ گے اور بتلایا گیا ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریگا وہ ہدایت یاب ہوگا اور جو نافرمانی و سرکشی کریگا وہ گمراہ ہو جائیگا اور گمراہی کا پہلا سرچشمہ دین میں نئی باتوں کا اختیار کرنا ہے جن کا کوئی وجود کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے نہیں ملتا ہر ایک ایسی نئی بات داخل بدعت ہے اور بدعت ضلالت و گمراہی ہے اور گمراہی کا آخری ٹھکانا جہنم ہے۔

پس برادران اسلام! اچھی طرح سمجھ لو کہ راستے دو ہی ہیں ایک رشد و ہدایت کا راستہ ہے جو اطاعت خدا و رسول سے مشروط ہے اور دوسرا راستہ ضلالت و گمراہی کا ہے جو اعراض و سرکشی اور بدعت پروری سے شروع ہو کر جہنم تک پہنچا ہے۔

اس لئے اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے قدم راہ ہدایت پر گامزن رہیں اور صراط مستقیم سے کبھی نہ ڈگمگائیں تو سب سے پہلے ہمیں اپنے دل سے یہ مستحکم عہد کرنا چاہیئے کہ اطاعت خدا و رسول سے کبھی سر مو تجاوز نہ کرینگے صرف وہی کام کریں گے جو خدا اور اس کے رسول نے ہمیں حکم دیا ہے اور ان کاموں کے کبھی قریب بھی نہ جائینگے جن سے منع کیا گیا ہے اور روکا گیا ہے اور ساتھ ہی کوئی نئی بات اپنی طرف سے دین میں داخل نہ کرینگے خواہ ہزارہا سال سے ہمارے باپ دادا کرتے چلے آتے ہوں اگر خدا اور اس کے رسول نے اس کا حکم نہیں دیا اور اسلام کے بنیادی اصول اس کے خلاف ہیں تو اس کی محدثات اور بدعات ہی میں ہوگا کوئی پرانی اور جدید بات اس لئے اچھی نہیں ہو سکتی کہ وہ پرانی اور قدیم ہے بلکہ اس کی خوبی اور حسن کا معیار اللہ اور اس کے رسول کا فرمان اور اسوہ حسنہ ہے یہی دو باتیں ہمیں اپنی زندگیوں کے لئے بطور اساس حیات و بنیاد زندگی کے اختیار کر لینی چاہیئے یعنی جو قدم بھی ہم اٹھائیں پہلے یہ سوچ لیں کہ اللہ اور اس کے رسول نے اس قدم کے اٹھانے کا ہمیں حکم دیا ہے یا نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ ہمارے اس قدم کے اٹھانے کی تائید کرتا ہے یا نہیں اگر کتاب اللہ و سنت رسول اللہ سے تائید ہوتی ہو تو سمجھ لینا چاہیئے کہ ہمارا یہ قدم خیر و فلاح کے لئے اٹھ رہا ہے اور بالآخر ہم کو یہ رضائے الٰہی کی بہشت میں پہنچا دیگا اگر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اس گام فرسائی کی اجازت نہیں دیتا اور اس کے باوجود ہم یہ قدم اٹھائینگے تو ہمیں سمجھ لینا چاہیئے کہ جہنم کے بھڑکتے ہوئے شعلے ہمارا انتظار کر رہے ہیں اور غضب الٰہی کی دوزخ ہمیں اپنے آتشیں دامن میں لپیٹ لینے کے لئے بیقرار ہے۔

برادران اسلام! اطاعت خدا و رسول اور اجتناب محدثات و بدعات کی روشنی میں ہمیں اپنی زندگی کے ہر ایک عمل اور ہر ایک فعل کا جائزہ لینا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ ہماری زندگی کس قدر اللہ کے پسند کیئے ہوئے دین مبین کے مطابق ہے اور کس درجہ اس صراط مستقیم سے ہٹی ہوئی ہے اور نہ صرف ہمیں انفرادی طور پر اپنی زندگی کا جائزہ لینا چاہیئے بلکہ اجتماعی حیثیت سے بھی ہمیں اپنی ملت اور قوم کے اعمال و افعال کو احتسابی نقطۂ نظر سے دیکھنا اور جانچنا چاہیئے کہ کہاں تک ہم انفرادی اور اجتماعی حیثیت سے اطاعت خدا و رسول اور اجتناب بدعات و منکرات کے معیار پر پورے اترتے ہیں۔

برادران اسلام! ممکن ہے کہ ہم میں بہت سے لوگ نماز روزہ کے پابند ہوں اور بہت سے حج بیت اللہ سے بھی مشرف ہو چکے ہوں مگر صرف اسی قدر کافی نہیں ہے بلکہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کے لئے اس کی ضرورت ہے کہ ہماری زندگی کا ایک ایک لمحہ اسی

پاک ہدایت کے ماتحت گذرے اس لئے اگر ہم نمازی روزہ دار اور حاجی ہیں تو صرف اسی پر اکتفا کر کے ہمیں یہ فیصلہ نہ کرنا چاہیئے کہ ہماری زندگی بہمہ وجوہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں گذر رہی ہے بلکہ اہم چیز جائزہ اور احتساب کرنے کی یہ ہے کہ بدعات و محدثات سے ہمارا دامن کس حد تک آلودہ اور کس درجہ تک پاک ہے اور اللہ کے دین میں ہم نے اپنی طرف سے ہمسایوں یا آباؤ اجداد کی تقلید میں کتنا اضافہ کر دیا ہے۔

فرزندان اسلام! آج ہماری بدبختی کا ایک بہت بڑا سبب ہماری مبتدعانہ زندگی ہے ہم نے اپنے دین اور دنیا دونوں میں نئی نئی باتیں تراش لی ہیں خصوصاً دین کے اندر جو من مانا اضافہ ہم نے کیا ہے اس نے ہماری انفرادی اور اجتماعی ہر دو قسم کی زندگی کو تباہی و بربادی کے شاہراہ پر لگا دیا ہے اور ہم بغیر محسوس کئے اور بن جانے بوجھے غار ہلاکت کی طرف قدم بڑھائے چلے جا رہے ہیں۔

برادران اسلام! اس اضافہ فی الدین سے میری مراد ان مراسم مشرکانہ اور ان رسوم مسرفانہ سے ہے جن کو پیدا ہونے سے لیکر مرنے تک بلکہ مرنے کے بعد تک ہم نے اپنی زندگی کا ایک اہم مذہبی عنصر بنا لیا ہے حالانکہ خدا اور اس کے رسول نے ہمیں ان کا نہ کوئی حکم دیا ہے نہ اجازت بلکہ یہ اکثر و بیشتر صورتوں میں اسلام کے بنیادی اصول اور اسلامی مزاج کے سراسر خلاف ہیں اور بعض صورتوں میں صریحاً مشرکانہ ہیں اور ان مراسم کی پابندی سے ہم نے اپنے اسلام کی صورت زیبا کو بالکل مسخ کر دیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ روز بروز ہمارے اندر غیر اسلامی پن بڑھتا جاتا ہے اور ہم اسلام سے بعید ہوتے اور کفر سے قریب ہوتے جاتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جس قدر اسلام سے بعد اور کفر سے قرب بڑھتا جائے گا اسی قدر اسلام کی زندگی فزا خصوصیات ہمارے اندر سے گھٹتی جائینگی اور کفر کی ہلاکت آفریں تاریکی ہم پر مسلط ہوتی جائیگی۔

اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ اسلام کی خصوصیات کو چھوڑ کر کفر کے مراسم ہی ہم میں سینے جاتے ہیں اور جو کفر آباد بت پرستی سے نکل کر اقلیم توحید میں داخل ہوئے تھے ان کو کفر کی رسوم اور شرک کی مراسم کی گندگی سے پاک کرنے کی ہم نے کوئی کوشش نہ کی تھی اور نہ حسنات اسلام کا پابند ان کو بنایا تھا اس غفلت کا آج یہ نتیجہ نکل رہا ہے کہ باغ اسلام کے وہ پودے جو آب حیات اسلامی سے اچھی طرح سیراب نہ ہونے کے باعث کمزور رہ گئے تھے فتنہ ارتداد کی آندھی ان کی ... جڑیں کھود رہی ہے اس لئے اے فرزندان اسلام ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنا اور اپنی ملت کے ایک ایک فرد کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ ہماری انفرادی و اجتماعی زندگی کا کتنا اور کون کون سا حصہ غیر اسلامی رسوم اور مشرکانہ مراسم کی آلودگیوں سے ملوث ہو چکا ہے اور اس علم کے بعد فوراً اس کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں اب آپ کو ان غیر اسلامی اور بعض صورتوں میں مشرکانہ مراسم کی طرف توجہ دلانا چاہیئے جن کے اندر ہم میں سے اکثر مبتلا ہیں اور اس طرح اپنا دین اور اپنی دنیا دونوں کو تباہ کر رہے ہیں دین کی تباہی تو ظاہر ہے کہ غیر دین کو دین کے اندر داخل کر لینا احکام الٰہی اور فرمان حضرت رسالت پناہی کی صریح خلاف ورزی ہے اور اسی خلاف ورزی کے متعلق وعید نازل ہوئی ہے۔ اور دنیا کی ہلاکت و بربادی بھی کھلی ہوئی ہے کیونکہ ان مراسم پر بے تحاشہ روپیہ خرچ ہوتا ہے اور مراسم اس قدر ضروری سمجھی جاتی ہیں کہ خواہ اپنے پاس روپیہ ہو یا نہ ہو اور خواہ سودی قرض و دام لینا پڑے اور اس قرض کی ادائیگی کی کوئی سبیل اس کے سوا نہ ہو کہ جائداد یا زیور اونے پونے بیچنا پڑے مگر اس کے باوجود ان مراسم کو ادا کرنا اہم فرض سمجھا جاتا ہے اور اس کے لئے مہاجن سے سودی قرض بلا تکلف لے لیا جاتا ہے اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مسلمان روز بروز ہندوؤں کے مقروض ہوتے جاتے اور افلاس کے دام کفر نواز میں گرفتار ہوتے جاتے ہیں اس لئے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ ایسی کوئی رسم اختیار نہ کریں جو بلا وجہ ان کو سود در سود کے چکر میں پھنسا دے۔

فرزندان اسلام! یہ مذموم اور ہلاکت آفریں مراسم مسلمان بچہ کے پیدا ہونے سے قبل ہی شروع ہو جاتی ہیں یعنی بچہ ابھی ماں کے پیٹ ہی میں ہوتا ہے کہ ماں باپ اور دوسرے اعزہ فضول رسموں کا آغاز کر دیتے ہیں مثلاً گود وغیرہ بھرنا اس سلسلہ میں خدا معلوم کیا کیا ہوتا ہے لیکن اتنا معلوم ہے کہ خاصی رقم صرف کر دی جاتی ہے اب اس رسم کا کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے اور قطعی طور پر یہ ہنود کے یہاں سے ہم نے تقلیداً اختیار کی ہے بظاہر اس رسم میں کوئی قباحت نہیں ہے بلکہ خاندانی اعزہ کے اجتماع اور اظہار خوشی کا موقع ملتا ہے اور تعلقات میں یگانگت و مودت پیدا ہوتی ہے لیکن اگر نظر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ برائیوں اور قباحتوں کا سرچشمہ اسی جگہ سے پھوٹتا ہے اس لئے کہ غیر اسلامی رواج کے اختیار کرنے کا آغاز یہیں سے ہوتا ہے اور فضول خرچی کی بنیاد بھی یہیں سے پڑتی ہے اگر دین یا دنیا کا کوئی فائدہ اس رسم کے ادا کرنے سے حاصل ہوتا تو قابل چشم پوشی تھا لیکن واقعتاً کوئی دینی یا دنیاوی فائدہ اس رسم کے اختیار کرنے سے حاصل نہیں ہو سکتا اور اجتماع کا جو فائدہ ہے وہ اس رسم کے بغیر بھی حدود شرعی کے اندر رہ کر حاصل کیا جا سکتا ہے گود بھرائی کے بعد بچہ کے پیدا ہوتے ہی چھٹی چلہ وغیرہ کی رسمیں اور کرتہ ٹوپی بھیجنے کا رواج کھیر چٹائی کی رسم گھوڑی چڑھانے کا رواج یہ اور اسی قسم کی بیسیوں دوسری رسمیں اس لحاظ سے قطعاً غیر اسلامی ہیں کہ نہ قرآن و حدیث میں ان کا کوئی ذکر ہے اور نہ عہد رسالت و عہد خلافت میں ان کا کوئی وجود تھا اگر بفرض محال کچھ فوائد اور محاسن ان مراسم کے بتلائے بھی جا سکیں تو وہ اس قدر کم ہوں گے کہ ان کے مقابلہ میں ان کی مضرتیں کہیں زیادہ ہوں گی سب سے بڑی مضرت تو فضول خرچی اور اسراف کی ہے اور اسراف و فضول خرچی دولتمندی کے زمانہ میں بھی ایک فعل منکر و شیطانی ہے چہ جائیکہ فقر و افلاس کی حالت میں ممکن ہے جس زمانہ میں ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت تھی اور دولت و ثروت ان کے گھر کی کنیز تھی اس وقت ان مراسم سے مسلمانوں کو کوئی سخت و شدید نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہ ہو بلکہ غیر مسلموں کو اسلام میں داخل کرنے کا یہ بھی ذریعہ ہو اور اسی خیال سے اس زمانہ کے مسلمانوں نے ان مراسم کو اختیار کر لیا ہو لیکن آج یہ کفریہ مراسم بجائے اس کے کہ تبلیغ اسلام میں ممد و معاون ہوں الٹے نقصان رساں ہیں اسی قسم کی بیسیوں رسمیں مسلمانوں میں رائج ہیں اور مسلمان بے شمار روپیہ ہر سال ان رسموں پر خرچ کرتے ہیں جن میں بیشتر حصہ سودی قرض کا ہوتا ہے اور اس سودی قرض کا اکثر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مسلمانوں کی جائدادیں ہندو مہاجنوں کے قبضہ میں چلی جاتی ہیں اور مسلمان مفلس و نادار ہو کر ہندوؤں کے دست نگر ہو جاتے ہیں مفلس ہونے کے بعد انسانی غیرت میں کمی آ جاتی ہے اس لئے کہ ایسے غیور اور خود دار اور مضبوط سیرت کے انسان بہت کم ہوتے ہیں جو افلاس کی وجہ سے خصائص غیرت کو ترک نہ کریں اور افلاس ان پر اثر ڈال کر انھیں ان امور کے سامنے جھکنے پر مجبور نہ کر دے جن کے سامنے اگر افلاس نہ ہوتا تو وہ کبھی نہ جھکتے اور جب انسان افلاس کی وجہ سے گرتا ہے تو بہت ہی بری طرح سے گرتا ہے حتی کہ بعض اوقات کفر کو اختیار کر لیتا ہے مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کاد الفقر ان یکون کفرا قریب ہے کہ افلاس کفر تک پہنچا دے ارتداد ہرگز اس قدر ترقی نہ کرتا اگر مسلمانوں میں افلاس نہ ہوتا اس لئے ہم سب مسلمانوں کا فرض ہے کہ ایسی تمام رسموں سے کنارہ کشی اختیار کر لیں جو فضول خرچی کی طرف رہنمائی کرتی ہیں اور جن کا نتیجہ بالآخر مہاجن کے سود در سود کے

قرض کی وجہ سے مفلسی و ناداری کی صورت میں نکلتا ہے۔

برادران اسلام! گو ہم محسوس نہ کریں مگر ان مراسم مذمومہ نے ہماری جڑیں کھوکھلی کر دی ہیں اور ہم نامعلوم اور غیر محسوس طریقہ پر اسلام کی حقیقی اور اصلی روح سے جدا ہو گئے ہیں جن چند رسموں کے نام لئے گئے ہیں صرف انہیں کا یہ اثر نہیں ہے بلکہ مقصد ان تمام مراسم سے ہے جو ابھی بچہ بطن مادر سے عالم وجود میں نہیں آنے پاتا کہ ان کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور مرنے کے بعد تک جاری رہتا ہے بیشک ان میں بعض رسمیں ایسی بھی ہیں جو بظاہر کسی حیثیت سے مضرت رساں نہیں معلوم ہوتیں لیکن ایسی رسموں کا بھی مجموعی اثر یہ ضرور ہوتا ہے کہ وہ ایک غیر اسلامی تہذیب کی طرف ہمارے اندر میلان پیدا کر دیتی ہیں سمجھدار اور تعلیم یافتہ لوگوں پر ان رسموں کا ممکن ہے کوئی برا اثر نہ پڑے مگر جہلا انہی رسموں کے ذریعہ صاف صریح اعمال کفریہ تک پہنچتے ہیں مثلاً ابھی بنگال کے موضع میں چیچک کی وبا پھیل گئی تو وہاں کے جاہل مسلمانوں نے چندہ کر کے ہندوؤں سے درخواست کی کہ وہ سیتلا مائی کی خفگی کو پوجا پاٹ کرکے دور کر دیں بہت سے جاہل مسلمان ایسے ہیں جو اس سے بھی زیادہ سخت قسم کے کفریہ اعمال میں مبتلا ہو جاتے ہیں ان کو اس ابتلا سے بچانے کے لئے ہمارا فرض ہو کہ ہم ان مراسم کے بھی قریب نہ جائیں جن سے کسی نقصان کے پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ بعض جائز اور مباح امور کا ترک بھی ان اوقات میں واجب ہو جاتا ہے جب ان کے ذریعہ عوام کے گمراہ ہو جانے کا اندیشہ ہو مثلاً ایک عالم اور مبلغ کے لئے جائز ہے کہ وہ تنہا مندر میں جا کر بت پرستوں کی رسموں اور بت پرستی کے طور طریقوں سے آگاہی حاصل کرے تاکہ اس کی برائیاں بیان کرکے بت پرستوں کو بت پرستی سے روک کر اسلام کی طرف لائے مگر جب یہ خوف ہو کہ ایک عالم کو بتخانہ میں آتا دیکھ کر جہلا غلط فہمیوں میں مبتلا ہوں گے اور اس دھوکہ میں پڑ کر کہ ایک عالم بتخانہ میں جاتا اور بتوں کی پوجا کرتا اور ان سے مرادیں مانگتا ہے اس لئے ہم بھی کیوں نہ کالی دیوی یا کسی ایسے ہی دوسرے دیوتا سے مرادیں مانگیں جب اس قسم کی گمراہی پھیلنے کا اندیشہ ہو تو خواص پر فرض ہو جاتا ہے کہ نہ ان امور سے بھی کنارہ کش اور محترز ہو جائیں جو جائز اور مباح ہیں ایک دولتمند مسلمان کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے بیٹے کی شادی پر جائز مدات پر ہزار ہا روپیہ صرف کر دے لیکن اگر اس کا یہ فعل غریب مسلمانوں پر یہ اثر ڈالتا ہے کہ وہ باوجود مقدرت نہ رکھنے کے اپنی حیثیت سے زیادہ خرچ کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے اور اس کے لئے وہ سودی قرض تک لینے سے احتراز نہیں کرتا تو ایسے متمول اصحاب پر واجب ہو جاتا ہے کہ وہ باوجود وسعت کے زیادہ روپیہ صرف نہ کریں تاکہ دوسرے غریب مسلمان افلاس میں گرفتار نہ ہوں۔

بہرحال جو مراسم اور جو رسم و رواج آج مسلمانوں کے اندر دائر و سائر ہیں ان میں بیشتر اور اسی فی صدی غیر اسلامی اور ساتھ ہی مضرت رساں بھی ہیں ان کا ترک کر دینا نہایت ضروری ہے ان کے ترک کر دینے سے ہمیں دین کا بھی فائدہ ہے اور دنیا کا بھی۔ دین کا فائدہ یہ ہے کہ یہ رسمیں غیر اسلامی ہیں اور ان کے ترک سے ہم خالص اور حقیقی اسلام سے قریب ہو جائیں گے اور کفر سے جو رشتہ ہم نے جوڑ لیا تھا وہ منقطع ہو جائے گا۔ دنیا کا فائدہ بالکل واضح ہے کہ ان کے ترک کے ساتھ ہی فضول خرچی اور اسراف کے منکر اور شیطانی فعل سے نجات ملتی ہے اور مسلمانوں کے روز افزوں افلاس کا ایک گہرا سبب دور ہو جاتا ہے اوپر جن رسموں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ان میں وہ مراسم شامل نہیں ہیں جن کے متعلق علماء میں اختلاف ہے اور بعض ان کو جائز بتلاتے ہیں اور بعض ناجائز بلکہ یہ ان رسوں کا ذکر ہے جو سب کے نزدیک متفق علیہ طور پر ناجائز اور غیر اسلامی ہیں اور سب کے نزدیک واجب الترک ہیں ان قبیح و مسرفانہ رسموں پر جس قدر مسلمانوں کی دولت صرف ہوتی ہے اس کا اندازہ حسب ذیل کیا گیا ہے بچوں کی پیدائش کے سلسلہ میں جو رسمیں رائج ہیں ان پر انداز کرور سالانہ شادیوں کی رسموں پر ۹ کرور سالانہ موت کی رسموں پر دس کرور سالانہ محرم کے موقع پر تیس کرور سالانہ گویا صرف ان چند رسموں پر مسلمانوں کا ہر سال تقریباً ۵۹ کرور روپیہ صرف ہو جاتا ہے۔ پس اے برادران اسلام اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا شمار اس گروہ اور اس جماعت میں کیا جائے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت شعار ہے اور رشد و ہدایت کا راستہ اختیار کرتا اور ضلالت و گمراہی سے بچنا چاہتا ہو اور اگر تمہاری یہ دلی خواہش ہو کہ مسلمانوں کے اندر خالص اسلامی روح پیدا ہو اور کفر کا ایک تار بھی ان کے ملبوس حیات میں باقی نہ رہے اور مسلمانوں کا ایک ایک فرد فتنہ ارتداد کی دستبرد سے محفوظ ہو جائے اور ان کا فقر و افلاس دولت و ثروت سے بدل جائے اور مسلمان غیر مسلم سود خواروں کی گرفت سے نجات پا جائیں تو تمہارا اولین فرض یہ ہے کہ تم ان تمام رسوم و رواج کو یکقلم چھوڑ دو جو غیر اسلامی اور فضول خرچی کی حامی ہیں۔ اللھم وفقنا لما تحب و ترضی بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم ونفعنا وایاکم بالآیات والذکر الحکیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف رحیم۔

خطبہ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ حمداً کثیراً ونصلی علی رسولہ وآلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد برادران اسلام! درود و سلام ہو حضرت محمد رسول اللہ پر جو افضل الرسل اور خاتم الانبیاء ہیں جن کے صدقہ میں ہمیں رشد و ہدایت کا راستہ ملا اور جن کا اسوہ حسنہ صراط مستقیم کا ضامن ہے اور جن کے نقش قدم کی پیروی دین اور دنیا کی فلاح و بہبود کی کفیل ہے اور جن کا ارشاد ہے کہ مراسم کفر کے پاس بھی نہ جاؤ اور دین میں اپنی طرف سے کوئی اضافہ نہ کرو۔

اور درود و سلام ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ آل و اصحاب و تابعین و تبع تابعین پر خصوصاً خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنیؓ حضرت مولا علیؓ اور بقیہ اصحاب عشرہ مبشرہ اور ازواج مطہرات خصوصاً حضرت خدیجہؓ حضرت عائشہؓ حضرت حفصہؓ اور آنحضرتؐ کے چچاؤں حضرت حمزہؓ اور حضرت عباسؓ اور آنحضرتؐ کی لاڈلی بیٹی حضرت فاطمہ زہراؓ اور آنحضرتؐ کے پیارے اور محبوب نواسے حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم پر جو سب کے سب کبھی مراسم کفر کے پاس بھی نہیں گئے اور بدعات کے قلع قمع کرنے والے تھے اور جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے دائرہ سے کبھی ایک قدم بھی باہر نہیں رکھا۔

اور اے اللہ مدد کر سلطان غازی بادشاہ نادر خاں کی جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت خود بھی کرتے ہیں اور اپنی رعایا کو بھی اطاعت رب اور اطاعت رسول کی تلقین کرتے ہیں اور کفر و شرک کے مراسم سے خود بھی محترز رہتے اور اپنی رعایا کو بھی محترز رہنے کی دعوت دیتے رہتے ہیں۔

اور اے اللہ تمام امرائے اسلام اور اقوام اسلامی کو اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کی توفیق دے اور ان کو مشرکانہ و غیر مسلمانہ مراسم سے بچا۔

عباد اللہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزاً عظیماً۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینھی عن الفحشاء والمنکر ولذکر اللہ تعالیٰ اعلی واولی واکبر۔

شذرات

مڈلٹن کمیٹی کی رپورٹ

مڈلٹن کمیٹی کے "طبل بلند بانگ" دوبالمن ہیچ کی پرشکوہ رپورٹ بڑے طمطراق کے ساتھ شایع ہوگئی اور اس نے یک گردش قلم ان تمام مظالم کو غلط اور بے بنیاد ثابت کرنے کی پوری سعی کی جنہوں نے طول و عرض ہند کے مسلمانوں میں ایک ہیجان عظیم پیدا کر رکھا تھا حدود کشمیر میں فرزندان توحید کے خرمن کا دانہ دانہ بکھر گیا ان کے صبر و قرار، ہوش و حواس اور آرام و عیش تباہ کر کے رکھ دیئے گئے ان کے سینوں کو گولیوں سے چھلنی بنایا گیا ان کے پشت و سرین پر تازیانوں کی کھال ادھیڑ کر رکھ دینے والی ضربات لگی گئیں اور ریاست کے جیلوں کی تمام کوٹھڑیاں اور ذخیرہ خانے کی تمام ہتھکڑیاں ان کے لئے وقف ہوگئیں لیکن مسٹر مڈلٹن بانگ دہل اعلان کر رہے ہیں کہ یہ سب کچھ ضروری تھا لازمی تھا، لابدی تھا اور کسی اہمیت اور کسی احتجاج کے لائق نہ تھا جتنے ہندو شاہد اور ہندو افسر شہادت کے لئے پیش ہوئے وہ سچے تھے صادق القول تھے اور انہوں نے جو کچھ کہا بالکل صحیح اور درست کہا اور جتنے مسلمان گواہ پیش ہوئے ان میں بہت بڑا حصہ لغو گو تھا دروغ باف تھا اور محض اس خیال سے مسٹر مڈلٹن کے سامنے آیا تھا کہ حکام پر اندھا دھند کیچڑ پھینکدی جائے اس کا کوئی حصہ تو کہیں جا کر چپک ہی جائے گا مسٹر مڈلٹن کی اعماق قلب میں اتر جانے والی نگاہوں نے اندر گھس کر دیکھ لیا کہ مسلمان شاہد کذب و افترا سے کام لے رہے ہیں اتنا کہ جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں اس کی صداقت پر خود انھیں اعتماد اور یقین نہیں ہے۔

جو شخص ایسی دل کے اندر اتر جانے والی نگاہ اور اتنا زبردست قیافہ رکھتا ہو ظاہر ہے کہ اس کی رپورٹ بیحد بلند اور بیحد اعلیٰ ہوگی اس لئے کہ کوئی شاہد اس کے سامنے دروغ بافی و غلط بیانی سے کام لے ہی نہیں سکتا ہمیں افسوس ہے تو اتنا کہ پوری رپورٹ ابتک ہمارے سامنے نہ آسکی اور ہم ابھی تک اپنی معلومات اور مسٹر مڈلٹن کی خداداد ذہانت اور قابلیت کا اندازہ ایسوشی ایٹڈ پریس کے خلاصہ سے کر سکے ہیں پوری رپورٹ ہمارے سامنے ہوتی تو ہمارے بہار آفریں قلم کی گلکاریوں اور ان کی تصریحات و تنقیحات سے کما حقہ لطف اٹھا سکتے اور اسے اساس بنا کر کچھ لکھتے ہیں فی الوقت تو ہم صرف اتنا لکھ کر آگے بڑھتے ہیں کہ مقتضائے ضمیر، احول کے انتضا اور آئندہ توقعات نے خوب کار فرمائی کی اور یہاں سر سبز کے بجائے کلک خشک سے ہرے بھرے پھول برستے دیکھے ہیں مسٹر مڈلٹن شوپیان کے متعلق تو بالکل مطمئن ہیں کہ یہاں گولی کا چلایا جانا بہر نوع ضروری تھا، مالی سمہ کی گلباری بھی لازمی تھی مگر غالباً چند فائر بے ضرورت ہوگئے۔ اننت ناگ میں گولی چلنے کے متعلق ارشاد ہے کہ وہاں گولی چلنے کے متعلق ارشاد ہے کہ وہاں گولی چلانا تو ضروری ہوگیا تھا مگر یہ ضرورت حکام کی سخت بد انتظامی نے پیدا کی اور بہر ضرورت نہ رہنے پر بھی گولیاں چلتی رہیں اس پر آپ نے انتہائی نوازش سے کام لیکر حکام کو ہلکی سی ملامت بھی کردی پھر کچھ خیال آگیا تو اس غلطی کی پردہ پوشی ان کی بد حواسی کو بنا کر قصہ پاک کردیا گیا لیکن کوئی ان صاحب بہادر سے پوچھے کہ حضور تو یہ سب کچھ سہی لیکن آپ نے یہ بھی خیال کیا اور سوچا کہ ان غیر ضروری فائروں اور حکام کی اس بد حواسی و بد انتظامی نے کتنے نفوس کو خاک و خون میں تڑپا دیا اور اس کے نتائج کیا ہوئے آپ نے تو بزعم خود یہ سمجھ لیا کہ حکام کو ہلکی سی ملامت مسلمانوں کو خوش کردے گی لیکن کیا یہ ملامت ان گہرے زخموں کے اندمال کا سامان بہم پہنچا سکتی ہے جو قلوب میں پڑ گئے اور کیا مسلمان محض آپ کی اس نوازش بے پایاں سے مطمئن ہوسکتے ہیں انتہا یہ ہے کہ آپ اس دور مدنیت و تہذیب میں کوڑوں اور تازیانوں کی سزا کو بھی قابل ملامت تصور نہیں کرتے بلکہ ایک طعن آمیز قہقہہ کی گونج میں مسلمانوں کی چیخوں کو گم کر دیتے ہیں آپ مفاہمت کی خلاف ورزی کے الزام سے بھی حکومت کو بری کر رہے ہیں اور اس کا ملزم بھی مسلمانوں ہی کو گردانتے ہیں حقیقت پھر حقیقت ہے اور لاکھ پردوں میں بھی اس کا چہرہ چھپا نہیں رہ سکتا مسٹر مڈلٹن کی حمایت اور پردہ پوشی میں بھی تنقیص و مذمت کے عمدہ پہلو بیساختہ نمایاں ہو جاتے ہیں علی الخصوص یہ کہ کشمیر کا ایجی ٹیشن کسی خاص قوم یا فرقہ کے خلاف نہ تھا بلکہ نظام حکومت کے خلاف تھا جو لوگ کم و بیش چند ماہ سے مسلمانوں کو فرقہ پرستی کے اتہام سے متہم کرتے چلے آرہے ہیں انھیں ایک پردہ پوش انگریز کی اس رائے پر کم از کم ایک منٹ غور کر کے تو ضرور شرمانا چاہیئے۔

مملکت آصفیہ کی ملازمتوں میں ہندوؤں کا حصہ

کشمیری مجاہدہ کے انتقام میں مسلم ریاستوں کے خلاف جہاں ہندوؤں نے جس شورش کا بیڑا اٹھایا ہے اس کی پہلی کڑی وہ تین پمفلٹ تھے جو اعلیحضرت حضور نظام کے تشریف فرما دہلی ہونے پر تقسیم کئے گئے اور جن میں آصفیہ حکومت کے نظام میں ہندوؤں کے ساتھ بے انصافی کا رونا بڑے شدت کے ساتھ رویا گیا تھا آپ کو یہ سنکر تعجب ہوگا کہ حیدرآباد میں تحقیق حال کے لئے جو شخص بھیجا گیا وہ وہی تھا جسے توہین انبیاء کے جرم میں دہلی ہی کی عدالت سے سزا ہوئی تھی اور جس کا نام چندا مند ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسے دل و دماغ کا شخص مسلمانوں کے خلاف پورا زہر اگلنے اور واقعات کو مسخ صورت میں پیش کرنے میں نہ کوئی باک کرسکتا ہے اور نہ کرنا چاہیے بہرکیف اعلیحضرت کی حکومت نے ایک اعلان میں ان پمفلٹوں کے مندرجہ اعلانات و الزامات کا پورا پول کھول کر رکھدیا ہے اور اعداد و شمار کی بنا سے یہ ثابت کردیا کہ اس مملکت میں برادران وطن کے ساتھ پوری رواداری کا سلوک کیا جا رہا ہے اس بیان میں مرقوم ہے کہ ان پمفلٹوں کے مصنف نے انتہائی شرارت سے آدی ہندوؤں کو ہندوؤں میں شامل کرنے کی کوشش کی ہے حالانکہ یہ ایک سے زیادہ بار اپنی قطعی علیحدگی کا اعلان کر چکے ہیں ان کی تعداد مملکت میں ۲۴۷۰۰۰ ہے۔

پھر لکھا ہے کہ حیدرآباد ایک زرعی ملک ہے جس کی آبادی کا کثیر حصہ زرعی مشاغل میں مصروف ہے اعداد و شمار میں آدی ہندوؤں اور ان مزارعین کی تعداد کو شامل کر کے جمعاً نتیجہ اخذ کرنا ایک کھلا ہوا فریب ہے حیدرآباد کی ملازمتوں میں دیہاتی آبادی سے نہیں بلکہ شہری آبادی سے لوگ بھرتی کئے جاتے ہیں اس لئے شہری آبادی کے تناسب کے پیش نظر بحث کرنی چاہیئے تھی سرکاری بیان میں غیر مشتبہ طور پر بتایا اور واضح کیا گیا ہے کہ اچھوتوں کو علیحدہ کرنے کے بعد مسلمانوں اور ہندوؤں کا تناسب (۱) اور (۶٫۳) دیہاتی حلقوں میں (۱) اور (۸٫۶) اور شہری علاقوں میں (۱) اور (۱٫۶) یعنی ڈیوڑھا ہے ہندو جب بحث کرتے ہیں تو ساری آبادی کو خلط ملط کر لیتے ہیں حالانکہ صحیح

طریقہ یہی ہے کہ وہ انہی حلقوں کے تناسب کو پیش نظر رکھیں جن سے ملازمتوں کے لئے لوگ بھرتی ہوتے ہیں اور پھر دیکھیں کہ حیدرآباد میں ہندوؤں کے ساتھ انصاف ہو رہا ہے یا نا انصافی آگے چل کر بیان مذکور میں ظاہر کیا ہے کہ حیدرآباد میں مسلمان (۰۰۰ ۵۲۴) عیسائی (۱۵۱۳۸۲) اچھوت (۲۴۴۷۲۳۳) پسماندہ اقوام (۷۲۰۰۰۰) اصل باشندے (۶۱۶۸۸۸) ہیں جن کی مجموعی (۱۱۹۳۹۴۳) ہوئی کل آبادی ہے (۱۴۴۰۰۱۴۸) انہیں منہا کر کے اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کی آبادی (۲۴۷۰۶۵۵) رہ جاتی ہے اور یہی تعلیم یافتہ اور شہری کہلاتے ہیں اور انہی میں سے ملازمتوں کے لئے امیدوار بھرتی ہوتے ہیں غور کیا جائے تو ان کی آبادی کا تناسب ۲۵ فی صدی سے بھی کم رہ جاتا ہے مگر دنیا کو دھوکہ دینے کے لئے اونچی ذات والے اپنا تناسب بتلاتے ہیں ۸۰ فی صدی!

یہ تو تھی تناسب کی بحث اب اعلیٰ عہدوں پر مسلمانوں کے فائز ہونے کے الزام کا جواب سرکاری بیان میں تو یہ دیا گیا ہے کہ شہری مسلمان اپنی تاریخی روایات کی بنا پر ملازمتوں کی جانب زیادہ رجوع ہوتے ہیں وہ سرمایہ دار نہیں ان کی گذر اوقات کا ذریعہ ہی ملازمت ہے سول سروس کے امتحان داخلہ کے اعداد و شمار بھی دیئے گئے ہیں جو حسب ذیل ہیں:-

سنہ	عرضی گذار ہندو	عرضی گذار مسلمان	کامیاب ہندو	کامیاب مسلمان
۱۹۲۷	۲۰	۱۶۴	۱۶	۲۲۰
۱۹۲۶	۱۶	۹۲	۵	۴۷
۱۹۲۸	۴	۵۵	۴	۳۴
۱۹۳۱	۱۲	۳۱	۵	۳۰
۱۹۳۲	۹	۳۹	۶	۲۳

اس سے واضح ہوتا ہے کہ ہندو خود ہی مقابلہ پر قلیل تعداد میں آتے ہیں اور آنے چاہئیں اس لئے کہ وہ دیگر منفعت بخش اور پرسکون پیشوں میں مصروف ہیں تاہم ان اعداد و شمار سے واضح ہے کہ ان کے ساتھ پورا انصاف ہوتا ہے پھر آگے بڑھیئے (۲۲۰۰۰) دیہات میں بہت بڑی تعداد ہندو افسروں کی ہے جو مالی پٹیل، پولیس پٹیل اور پٹواری کہلاتے ہیں۔ پربھنی کے ضلع میں ۱۲ فیصدی مسلمان ہیں مگر ملازمتوں میں ہندوؤں کا حصہ ۹۹ فیصدی ہے اگر دیگر محکموں میں مسلمان زیادہ ہیں تو کہا جا سکتا ہے کہ تمام دیہاتی نظام ہنود کے ہاتھ میں ہے اس کے ہندو وظیفہ دار، جاگیردار اور روزینہ پانے والوں کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے ویسے بھی وہ بہت خوشحال ہیں تمام ساہوکارہ تجارت اور زراعت پر انہی کا قبضہ ہے اور یہ عام طور پر مسلمانوں سے کہیں زیادہ خوشحال ہیں اس سے واضح ہو گیا کہ مہاسبھائی پروپیگنڈے کی کوئی اصلیت نہیں اور محض ریاست کو بدنام کرنے کے لئے شور مچا رہے ہیں۔

تحریک کشمیر پر فرقہ پرستی کا الزام

کشمیری مسلمانوں نے حصول اصلاحات و حقوق کے لئے اسی طرح آواز اٹھائی جس طرح کہ برطانوی ہند کے باشندے اٹھا رہے ہیں تو بجائے اس کے کہ ان کے اس داعیہ آزادی سے ہمدردی کا اظہار کیا جاتا مہاسبھائی جرائد و عمائد کی طرف سے اس کی بہ شدت مخالفت شروع کر دی گئی اور اسے رسوا کرنے کے لئے اس پر فرقہ پرستی کا الزام پورے زور و شور کے ساتھ عائد کیا جانے لگا اس بارہ میں معاصر بندے ماترم کا ارشاد سب سے زیادہ دلچسپ ہے لکھتا ہے کہ ہم مسلمانوں کے حقوق کے مخالف ہیں نہ جمہوریت کے لیکن جمہوریت کی تحریک کو یا ریاستی رعایا کے حقوق کی تحریک کو فرقہ پرستی کا رنگ نہیں دینا چاہتے احرار نے اس تحریک میں فرقہ پرستی کا زہر داخل کر کے جمہور ہند کے خلاف ایک سنگین جرم کیا ہے" اب قارئین کرام ہی بتائیں کہ اس ارشاد گرامی کے متعلق کیا عرض کیا جائے ایک مدت مدید اور عرصہ طویل سے ۹۵ فیصدی مسلمانوں کے حقوق قلیل التعداد ڈوگرے ضبط کئے بیٹھے تھے انہیں تحریر و تقریر تک کی آزادی حاصل نہ تھی نظام حکومت میں ان کی کوئی آواز نہ تھی اور ترقی کے تمام دروازے ان پر بند ہو چکے تھے ان کے ان بھائیوں اور ہموطنوں نے جنہوں نے کشمیر میں اپنے اوپر ترقی کے تمام دروازے بند پا کر پنجاب کو اپنا وطن بنا لیا تھا بارہا اپنے ان منکوب و مغلوب بھائیوں کو حقوق دلانے کی سعی کی لیکن نہ ڈوگرہ حکومت کے کانوں پر کوئی جوں رینگی اور نہ بندے ماترم اور اس کے بھائیوں نے یہ کہا کہ ان مظلوموں کے ساتھ انصاف ہونا چاہیئے اور جب وہ خود انصاف کی طلب کے لئے کھڑے ہوئے اور صرف نظام حکومت میں تغیر و اصلاح کا مطالبہ کیا تو انہیں ہر ممکن طریقہ سے دبایا گیا پنجاب کے مسلمانوں نے یہ دیکھ کر کہ یہ کمزور ہیں ان پر بے پناہ تشدد شروع کر دیا گیا ہے ان کا مطالبہ بھی حق بجانب ہے ان کی تائید شروع کر دی۔ بتایئے اس میں فرقہ پرستی کی کونسی چیز تھی اب تک یہ محض راعی اور رعایا کی جنگ تھی جس میں ایک دوسرے خطہ کی رعایا محض ان کے مطالبہ حق کو تقویت پہنچانے کے لئے شریک ہوئی تھی اور مڈلٹن کمیٹی نے بھی تسلیم کر لیا ہے کہ یہ جنگ واقعی نظام حکومت کے خلاف تھی کسی فرقہ کے خلاف نہ تھی ان مسلمات و حقائق کے باوجود اس تحریک کو فرقہ پرستی کے زہر سے آلودہ بتانا زبردستی نہیں تو اور کیا ہے آخر بندے ماترم ہی ہمیں بتائے کہ اس تحریک کو اور کس طرح چلایا جاتا اور حقوق و اصلاحات کے حاصل کرنے کے لئے اور کونسی صورت اختیار کی جاتی ان دو صورتوں کے سوا اور کیا صورت تھی کہ یا تو مسلمان ایک مستبد نظام کے شکنجوں میں کسے رہتے جو اس دور ارتقا میں غیر ممکن تھا یا وہ اسے بدلنے کی سعی کرتے انہوں نے موخر الذکر طریقہ اختیار کیا اور اسی طرح اختیار کیا جس طرح کانگرس ہندوستان میں اختیار کر چکی تھی لیکن اسے جھٹ فرقہ پرستی بتا دیا گیا۔ ہندو مسلم سوال مسلمانوں کا بنایا ہوا نہیں بلکہ ہندوؤں کا ہے اگر اس منطق کو درست سمجھ لیا جائے تو انگریز بھی ہندوستان کے متعلق کہہ سکتے ہیں کہ یہ جنگ حقوق و آزادی کی جنگ نہیں بلکہ نسلی جنگ ہے ہم آزادی و جمہوریت کے مخالف نہیں بلکہ اس زہر کے مخالف ہیں جو نسل و رنگ کے اختلاف نے اس میں پیدا کر دیا ہے لیکن جس طرح انگریزوں کی یہ توجیہ درست نہیں قرار دی جا سکتی تھی اسی طرح مہاسبھائی توجیہ بھی درست نہیں یہ محض ایک اتفاق تھا کہ راعی ہندو اور رعایا مسلمان تھی آزادی تو ایسی چیز ہے کہ اپنے نسل و مذہب کے افراد سے بھی طلب کی جاتی ہے چنانچہ آئرلینڈ اور امریکہ کی مثالیں موجود ہیں۔

اگر ہندو بھائی اس مطالبہ حق میں مسلمانوں کے حامی بن جاتے تو راعی اور رعایا کا یہ تنازعہ بآسانی ختم ہو جاتا مسلمانوں کو اصلاحات مل جاتیں اور مہاراجہ بہادر کا اقتدار جوں کا توں قائم رہتا لیکن مہاسبھائیوں کی بداندیشی اور حمایت نے معاملہ کو بڑھا دیا اور یہ افسوسناک صورت پیدا کر دی کہ مہاراجہ بہادر کا تخت ڈگمگا یا اختیارات پرائم منسٹر، ہری کشن کول، جنرل جنک سنگھ، دیوان ٹھاکر پنجی جلی اور کالون، گلینسی، مڈلٹن، جارڈین اور لانمر ریاست کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیتے نظر آئے مسلمان ہرگز یہ نہیں چاہتے تھے کہ ریاست پر انگریز قابض ہوں وہ محض اصلاحات و حقوق کے طلبگار تھے یہ نادان کی دوستی" اسی کو

کہتے ہیں کہ بیٹھے بٹھائے مہاراجہ بہادر کی حمایت کرکے ریاست کو انگریز حکام کے ہاتھوں میں پہنچوادیا اگر وہ فرقہ پرستی کا شور نہ مچاتے حکومت کشمیر کی حمایت نہ کرتے اور اپنے گمراہ کن مشورات تشدد سے فضا کو مکدر نہ بناتے تو آج یہ افسوسناک صورت پیدا نہ ہوتی شکایات کو رفع کرنے کے بجائے تشدد کے مشورے دینے کا انجام جو ہوسکتا تھا وہ ہوا۔

سر سموئیل ہور کا شوق تقریر و تعزیر

آجکل سر سموئیل ہور وزیر ہند کو تقریر کرنے اور ہندوستان کے محبان وطن کو دھمکیاں دینے کا بہت شوق ہے ہفتہ عشرہ میں ایک تقریر ہوجاتی ہے اور اس میں آپ کانگریسیوں اور حریت پرستوں کو وہ چار جلی کٹی سناجاتے ہیں پارلیمنٹ میں آپ پر سوالات کی بوچھار ہوتی ہے تو آپ مبہم جوابات دیکر اور یہ بتاکر خاموش ہوجاتے ہیں کہ ہم قیام امن وامان کے لئے ہر ممکن لسعی سے کام لیں گے ارڈی ننسوں کا نفاذ ضروری تھا پولیس ضرورت سے زیادہ طاقت کا استعمال نہیں کررہی اور اگر ہم ایک طرف کانگریس کی تحریک کو کچلنے کے درپے ہیں اور اس وقت تک دم نہ لیں گے جب تک ان کے دماغ درست نہ ہوجائیں تو دوسری طرف ہم ہندوستان کے لئے جدید دستور آئین کی تکمیل میں بھی سرگرمی سے کام لے رہے ہیں خیر یہ تو ہیں امپیریل رموز ممکن ہے کہ کسی غیبی فرشتہ نے آپ کے کان میں یہ کہدیا ہو کہ کم از کم ہندوستان میں فطرت انسانی ضرور تبدیل ہوجائیگی اور سینوں میں حریت واستقلال کے بھڑکتے ہوئے شعلے برطانوی تشدد سے ایک مدت غیر محدود کے لئے ٹھنڈے پڑ جائینگے اور اسی خیال و گمان کے مطابق آپ حکام ہند کی پشت پر تھپکیاں دے رہے ہوں لیکن اب آپ نے مسلمانوں پر بھی گوشہ چشم التفات مبذول کرنا شروع کردیا ہے اور تازہ ترین تقریر میں آپ نے انھیں یقین دلایا ہے کہ ہم احسان فراموش نہیں اپنے وعدوں کو بھی نہیں بھولے دائمی آپ لوگ تحریک سے علیحدہ رہے ہیں ہم اس کا صلہ آپ کو ضرور دیں گے ہم اقلیتوں کے حقوق کے امین ہیں اور مسلمانوں کے مطالبات ہمارے پیش نظر ہیں ہم ضرور انھیں پورا کرینگے مگر جلدی نہ کرو اور صبر وضبط سے کام لو لیکن کوئی آپ سے پوچھے کہ جب آپ کو اپنے سب عہد و مواثیق یاد ہیں اور مسلمانوں کو ان کے حقوق دینے پر آمادہ ہیں تو پھر اعلان حقوق میں تاخیر و تعویق کیوں ہے اور صبر وانتظار کی یہ تلقین بار بار کیوں کی جارہی ہے ہندوستان کے کسی گوشہ میں کہیں مفاہمت کی گفتگو نہیں رہی باہم خیالات کی ترتیب کی کوئی توقع باقی نہیں رہی حکومت وعدے کرچکی پھر اب انتظار کس بات کا ہے اور دیر کیوں کی جارہی ہے اس کی یہ وجہ تو نہیں کہ آپ تحریک کی رفتار دیکھ رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کانگریس سے مفاہمت کی کوئی ایسی صورت پیدا ہوجائے جس سے کانگریس کی مغلوبیت کا پہلو نکلتا ہو اور اس وقت آپ ان کے اطمینان وخوشنودی کے لئے ایک جداگانہ اعلان کرکے خاموش ہوجائیں۔ ابھی تو آپ ہندوؤں کے شور وانتلاف سے بھی ڈر رہے ہیں اور مسلمانوں کی امید بھی قائم رکھنا چاہتے ہیں مسلمان اس سیاسی چال کو سمجھ گئے ہیں اور ان کی تشویش و مایوسی روز بروز بڑھ رہی ہے ہماری ترقی یافتہ طبقہ مسلمانوں کو دوسری راہ پر ڈالنے کی فکر و سعی میں لگا ہوا ہے اور وہ خوب سمجھتا ہے کہ حکومت کے وعدوں پر اعتبار محض فضول ہے حکومت کو کچھ دینا ہوتا تو اس کے اعلان میں کوئی چیز مانع نہ تھی سر ہور ہندوستانیوں اور مسلمانوں کو بیوقوف سمجھتے ہوں لیکن ان کے حوصلے نہ ان کی دھمکیوں سے پست ہوتے ہیں اور نہ ان کے وعدے کرنے سے ان کے قلوب میں اعتماد کی کوئی لہر پیدا ہوتی ہے لیکن ایک طرف آپ تقریریں کررہے ہیں اور دوسری طرف اپنی فلاح کے لئے تدبیریں سوچی جارہی ہیں کامیابی خدا کے ہاتھ میں ہے وہ جسے کامیاب کرنا چاہے گا فتحمندی کا تاج اس کے سر پر جھلکائے گا۔

کانگریس اور حکومت میں مصالحت کی ضرورت

روز بروز کی جنگ اور کساد بازاری و مہنگائی مرضی ہی سے ہندوستان ہی نہیں دنیا تنگ آچکی ہے لیکن جبر حکومتوں پر وقار کے قیام کا بھوت ایسا سوار ہے کہ وہ کسی صائب مشورہ پر عمل کرنے پر تیار نہیں ہوتیں ہندوستان کی عزت وافلاس ضرب المثل ہو اور وہ بھی ان کئے دن کی جنگوں سے تھک گیا ہے وہ نئی حکومت تو اس کے عمال خواہ زبان سے کچھ ہی کہتے ہیں لیکن ظاہر ہے کہ آرام واطمینان انھیں بھی میسر نہیں اور وہ کب تک فیند و بند اور لاٹھی اور سنگین کے اس کھیل کو جاری رکھ سکتے ہیں اور ۳۵ کروڑ باشندوں کے جذبات کو کب تک بندوق کے کندوں اور پولیس کے ڈنڈوں سے دبایا جاسکتا ہے تین ماہ گذر چکے ہیں اب تک کسی فریق کے جھکنے کے آثار نمایاں نہیں حکومت و ملک دونوں پریشان ہیں ایسی صورت میں حکومت کے لئے صوبہ متحدہ کی وہ قرارداد مستقل ہدایت ہونی چاہیئے جس میں حکومت ہند سے کونسل کے ذریعہ مصالحت کی طرف قدم بڑھانے اور ملک کی تمام جماعتوں کی ایک مجلس مشورت مفاہمت کے لئے طلب کرنے کی خواہش کا اظہار کیا گیا ہے اس قرارداد میں اور جماعتوں کے ساتھ کانگریس کی شرکت پر بھی زور دیا گیا ہے اور دیا جانا چاہیئے تھا اس پر حکومت کا کتنا ہی عتاب کیوں نہ ہو مگر اس کی اہمیت اور حیثیت نمائندگی سے وہ بھی جرأت انکار نہیں کرسکتی اور نہ کوئی ایسی مصالحت وقیع ہوسکتی ہے جس میں کانگریس شریک نہ ہو ہم حکومت سے استدعا کرینگے کہ وہ اب دنیا کے بت کی پرستش سے دستکش ہو دونوں طرف سے طاقت کی کافی نمائش ہوچکی اب دونوں کو ہتھیار رکھکر صلح کی گفتگو شروع کرنی چاہیئے۔ انگلستان کے متعدد مدبروں کی بھی یہی رائے ہے اور صلح تو ہوکر رہے گی لیکن دو طرفہ بربادیوں کے بعد صلح ہوئی تو اس میں کیا لطف ہو۔

مولانا شوکت کا مرض مزمن

آجکل مولانا شوکت علی کو "آجانے" کا مرض لاحق ہوگیا ہے اور دنیا کو مبتلائے فریب کرتے کرتے اب آپ اپنے نفس کو بھی فریب دینے میں مصروف ہیں ایک زمانہ تھا آپ کی حریت پرستی کی قسم ملک کی در و دیوار کھاتے نظر آتے تھے اور آپ ملک کے جس گوشے اور جس حصہ میں پہنچتے تھے آپ پر پھول برستے تھے اور اللہ اکبر اور بندے ماترم کے فلک شگاف نعروں سے آپ کا استقبال کیا جاتا تھا لیکن ہماری انہی دونوں کھلی آنکھوں نے جنہوں نے وہ پرشکوہ مظاہر حریت و احترام دیکھے تھے آج یہ منظر بھی دیکھا کہ آپ جس طرف جاتے ہیں شوکت واپس جا! کے نعروں اور سیاہ جھنڈیوں سے آپکا خیر مقدم کیا جاتا ہے اور سرحد کے غیور وجسور فرزندان توحید آپ کو کہیں نہیں ٹکنے دیتے جب سے آپ انگلستان سے واپس آئے ہیں اس وقت سے تو آپ کی کایا پلٹ ہی ہوگئی ہے اور آپ ہر جگہ حکومت سے تعاون اور اسکی نیک نیتی کا ڈھول بجاتے پھرتے ہیں اس نیلگوں آسمان کے نیچے اور اسی ہندوستان میں تعلق پسند بھی ہیں اور حکومت کے وفادار بھی لیکن کسی میں اتنی ہمت نہیں کہ وہ علانیہ حکومت سے تعاون کا سبق پڑھائے لیکن مولانا ہیں کہ جابجا محل دبے محل اور شہر بشہر یہی کہتے پھرتے ہیں کہ دنیائے اسلام کے متعلق انگریزوں کا نقطۂ نگاہ تبدیل ہوچکا ہے اور اب وہ ہر جگہ

مسلمانوں کے ساتھ انصاف اور تعاون کرنے کے لئے تیار ہے کاش ایسا ہی ہوتا۔ لیکن تو یہ ہ حکومت اور مسلمانوں کے ساتھ تعاون اسے تو اپنے مفاد سے غرض ہے اور مولانا اس کے آلۂ کار بنے ہوئے ہیں بگو تقریباً ہر جگہ ہی آپ کی اس تلقین تعاون پر رے دے ہوئی اور تمام اسلامی پریس نے اس پر سختی کے ساتھ اعتراض کئے لیکن رجعت وتعاون کا یہ مجنون پھر بھی اپنی سرگرمیوں سے باز نہیں آتا اور حکومت کی زلف گرہ گیر کا اسیر بنکر کوبکو اور دشت بدشت تعاون کے نعرے لگاتا پھرتا ہے۔

پھر تماشا یہ ہے کہ آپ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کو میری زعامت وقیادت پر پورا اعتماد ہے کیوں نہ ہو آخر مسلمان اتنے بیوقوف ہیں جتنا کہ آپنے انھیں سمجھ رکھا ہے اور وہ آپ کے نصائح کو برابر آویزۂ گوش ہوش بناتے چلے جاتے ہیں بھلا جو شخص اسٹیج پر کھڑا ہوکر علانیہ یہ کہدیتا ہے کہ مسلمانان کشمیر کو ذمہ دار حکومت کا مطالبہ نہیں کرنا چاہیئے اور جو مسلمانوں کو آغوش اغیار میں لا ڈالنے کے لئے اپنی تمام سرگرمیاں اور تمام طاقتیں وقف کئے ہوئے ہے اس پر مسلمان اعتماد نہ کریں تو کس پر کریں آپ اپنی قیادت ہی کے زعم میں تحقیقات مظالم سرحد کے لئے بھی تشریف لے گئے لیکن مسلمان نہ آپکی تحقیقات کو تحقیقات سمجھنے پر تیار ہیں اور نہ آپ کا سرحد جانا اہل سرحد کے لئے کسی طرح بھی سودمند ہوسکتا ہے ہم مسلمانوں سے استدعا کریں گے کہ وہ مولانا شوکت علی کی تلقینات سے ہرگز گمراہ نہ ہوں جو حکومت اب تک مسلم حقوق کے متعلق متعدد مواعید کے باوجود اعلان نہ کرسکی جس نے سرحدیوں کے ساتھ بڑا کرمفرمایانہ سلوک روا رکھا اور جو ہر معاملہ میں مسلمانوں کی جانب سے برابر بے بدنہاہی برتتی چلی آرہی ہے اس سے تعاون تو محض شوکت علی ہی کرسکتے ہیں مسلمانوں میں ابھی غیرت وعقل باقی ہے۔

ریلوے میں مزید تخفیف

حکومتیں اور فرمانروائیاں رعایا کی فلاح وبہبود اور راحت آسانی کے لئے ہوا کرتی ہیں نہ کہ انھیں ستانے اور ان کی تکالیف میں اضافہ کرنے کے لئے اس وقت ملک میں ایک عام پریشانی پھیلی ہوئی ہے اور بیروزگاری اور کساد بازاری نے فرزندان ملک کو اضطراب وتشویش کے انگاروں پر لٹا رکھا ہے ضرورت تھی کہ اس وقت حکومت ملک کے اس پھیلے ہوئے اضطراب کو رفع کرنے کے متعلق کوئی قدم اٹھاتی اور ہندوستان سے بیروزگاری اور بیکاری کے بھوت کو نکالنے کے لئے دلیرانہ مساعی کرتی لیکن اس قسم کی کوئی مفید سعی کرنے کی بجائے اس کی طرف سے جو قدم بھی اٹھتا ہے وہ اضطراب وناذیت کو کم کرنے کی بجائے اس میں اور اضافہ کا باعث ہوتا ہے دنیا کی اور حکومتیں تو بیکاروں کو کام مہیا کرتے اور بیکاری کے زمانہ میں ان کے لئے جسم وجان کی یکجائی کے سامان بہم پہنچانے کی فکر کرتی ہیں۔۔۔ ... ...

... ... اور ایام بیکاری میں انہیں برابر خزانہ حکومت سے وظائف ملتے رہتے ہیں اگر یہ حکومتیں ایسا نہ کریں تو رعایا چار دن بھی انھیں قائم نہ رہنے دے لیکن ہندوستان کا باوا آدم ہی نرالا ہے یہاں ہر سال ہزارہا انسان فاقہ کشی کی اذیتوں میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرجاتے ہیں اور حکومت کو خبر بھی نہیں ہوتی کہ کہاں مریں یا کیونکر! اگر حکومت بیروزگاروں کے لئے روزگار کی سبیل نہیں پیدا کرسکتی اور ہم غلام ملک کے غلام اس قابل نہیں کہ حکومت کا گوشۂ چشم ہماری طرف مبذول ہو تو وہ اتنا تو کرے کہ جو غریب وبیکس روزگار سے لگے ہوئے ہیں وہ انھیں تو بے روزگاری کے جہنم میں نہ جھونکے ہم اس کے اتنے ہی کرم کو بڑا کرم سمجھیں گے لیکن نہیں حکومت کے سامنے محض اپنے اور اپنی حکومت کے مفادوں اسے اپنی آسائشوں اور اپنی مصلحتوں سے غرض ہے رعایا کی پریشانیوں اور مصیبتوں کا چنداں احساس نہیں اس مصیبت خیز اور محبت فرسا زمانہ میں تخفیف کا کلہاڑا ہے کہ ہر محکمہ اور شعبہ میں پوری تیزی کے ساتھ چل رہا ہے اور ملک کے بیکاروں میں کمی ہونے کے بجائے اور اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔

صرف ریلوے کے دفاتر اور کارخانوں سے تقریباً ستر ہزار ملازم نکالے جاچکے ہیں اور ان کی فریاد وفغاں کی طرف کوئی توجہ نہیں کی گئی خیال تھا کہ اب اس کلہاڑے کی برش معدوم ہوگئی ہوگی اور مزید تخفیف نہ کی جائیگی لیکن ہمیں معلوم ہوا ہے ۲۷،۴ اور ملازم عنقریب تخفیف میں آنے والے ہیں آل انڈیا ریلوے فیڈریشن نے اس مزید تخفیف کے خلاف ہر زور صدائے احتجاج بلند کی ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ تخفیف کی یہ چھری کب تک ہمارے ہموطنوں کے گلے پر چلتی رہے گی اور ان کے مصائب کی شب تاریک کب سپیدۂ سحری سے مبدل ہوگی حکومت اپنے داخل ومصارف کے توازن کے بندوبست اور اہتمام میں تو مصروف ہے لیکن یہ خیال نہیں کرتی کہ بیکاروں کا یہ انبوہ کہاں جائیگا اور اس کی یہ روزافزوں پریشانی حکومت کے لئے کن مصائب ونوائب کا باعث ثابت ہوگی رعایا مطمئن ہوتی ہے تو راعی بھی سکھ کی نیند سوتا ہے حکومت نے انقلاب پرستوں کی شورشوں اور سرگرمیوں کے سلسلہ میں ایک سے زیادہ بار اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ تعلیم یافتہ طبقہ کی بیروزگاری کو اس تحریک کی تقویت میں بڑا دخل حاصل ہے لیکن اس اعتراف کے باوجود وہ اس مصیبت کو کم کرنے کی طرف بالکل متوجہ نہیں ہوتی بلکہ اس آگ پر اور تیل چھڑکتی چلی جاتی ہے ہم حکومت کو متنبہ کرتے ہیں کہ وہ تخفیف کے اس بیدردانہ عمل کو جلد سے جلد روکے اور اپنے بجٹ کے توازن کے لئے دوسرے معقول ذرائع اختیار کرے ورنہ انجام میں اسی کو دشواریوں سے دوچار ہونا پڑے گا اور اس وقت تلافی کی صورتیں بھی بہت مشکل ہوجائینگی۔

ترکی زبان میں قرآن وتلاوت

رپوٹر نے ترکوں کی بیدینی اور الحاد کا بد پیگنڈا کرنے کا بیڑا اٹھا رکھا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ملت اسلامیہ کی سب سے زیادہ بھی خواہ یہی ایجنسی ہے پچھلے دنوں اس لئے دنیا کے مسلمانوں میں یہ خبر پھیلا کر اضطراب وتشویش کی برقی لہریں دوڑادی تھیں کہ جمہوریہ ترکیہ نے نمازوں اور قرآن کریم کو ترکی زبان میں پڑھنا لازمی کردیا ہے اور عربی میں سورتوں کی تلاوت کی ممانعت کردی گئی ہے اب تازہ ترکی اور عربی ڈاک سے اس کی حقیقت بے نقاب ہوئی ہے اور معلوم ہوا ہے کہ حافظ بشار بک نے نہایت فصیح وبلیغ ترکی میں قرآن کا ترجمہ کیا اور نماز جمعہ کے بعد خطبہ کا ترجمہ نہایت خوش الحانی سے پڑھکر سنایا اسی طرح آپ نے ممبر پر چڑھکر پہلے سورہ یاسین شریف کی تلاوت کی اور پھر اس کا ترجمہ پڑھکر سنایا جس کا حاضرین پر بیحد اثر ہوا۔

قسطنطنیہ میں ہر نماز کے بعد قاری خوش الحانی سے ترکی ترجمہ لوگوں کو سناتا ہے اور مسجدیں نمازیوں سے لبریز ہوتی ہیں اس معاملہ میں حکومت کے احکام کا کوئی دخل نہیں اور نہ اس سے زیادہ اس واقعہ کی اور حقیقت۔

اخبار جمہوریت نے ایک مقالہ میں لکھا ہے کہ "خدائے قدوس ہر زبان میں عبادت

کو قبول کرتا ہے اور یہ ضروری نہیں کہ ہم عربی زبان ہی میں عبادت کریں عبادت ایسی زبان میں ہونی چاہیئے جسے لوگ سمجھ بھی سکیں اخلاص کا اثر بھی وہ اپنے قلوب میں محسوس کریں۔ اسی طرح شیخ فرید وجدی نے جو مصر کے ایک جید اور مشہور عالم ہیں اور جنہوں نے حقانیت اسلام اور اسلامی انسائیکلو پیڈیا لکھکر اتنا بڑا کام کیا ہے جس کی نظیر کئی سو سال پہلے کی تاریخ میں بھی نہیں مل سکتی الاہرام میں ایک مضمون لکھکر ترکوں کی تجدد پسندی کو بہت سراہا ہے آپ نے ترکی ہیٹ لاطینی خط کے احیا اور قرآن مجید کے ترکی ترجمہ کی بھی مدلل طریق پر حمایت کی ہے اور ترکی ترجمہ کے متعلق یہ بھی لکھا ہے کہ ترکوں نے یہ کوئی نئی بدعت نہیں کی بلکہ ہندوستان اور ایران میں بہت پہلے قرآن کے ترجمہ ہو چکے ہیں ہمیں ترکی ترجمہ پر اعتراض نہیں اور جہانتک خطبات کے ملکی زبان میں پڑھے جانے کا تعلق ہے ہم اس کے زبردست حامی ہیں اور مفاد عامہ کے لئے اسے ضروری سمجھتے ہیں۔ رہی نماز اول تو یہ بالکل غلط ہے کہ ترکی میں نماز بھی ترکی زبان میں شروع کر دی ہے لیکن جدت پسند طبقہ اگر اس میں تحریف کے لئے آمادہ ہو گیا ہے تو ظاہر ہے کہ دنیائے اسلام کا یہ متفق علیہ مسئلہ کبھی متزلزل نہیں ہو سکتا اور دنیا کا ایک مسلمان بھی اس تحریف کو ماننے یا عمل کرنے کے لئے ہرگز تیار نہ ہوگا اس لئے ہم کو اس سلسلہ میں ترکوں سے بدظن نہ ہونا چاہیئے اور ترکوں کے رفیق انگریزی خبر رساں کمپنی کی تصانیف سے متاثر ہونے کی کوئی وجہ بھی نہیں ہے۔

گول میز کانفرنس کی کمیٹیاں

گول میز کانفرنس کی مقرر کردہ کمیٹیاں برابر

مصروف عمل ہیں لیکن نہ کانگرس کو اس سے کوئی تعلق ہے اور نہ مسلمانوں کی کوئی جماعت ان کی موید ہے البتہ ملک کا اعتدال پسند طبقہ ضرور اس میں حصہ لے رہا ہے ہمیں یہاں اعتدال پسندوں کے رویہ سے کوئی بحث نہیں البتہ ہم چودہری ظفراللہ خاں، ڈاکٹر شفاعت احمد خاں اور مسٹر غزنوی سے یہ استفسار کرنے کا حق رکھتے ہیں کہ آپ کس جماعت کے اصول کے مطابق یہ اشتراک عمل کئے ہوئے ہیں اور اس سے آپ نے ملت کا کونسا فائدہ سوچ رکھا ہے آپ لوگ مسلم کانفرنس کے ممبر اور متبع ہیں لیکن جہانتک ہمارا حافظہ کام دے سکتا ہے ہم یہ توثیق کر سکتے ہیں کہ مسلم کانفرنس نے کبھی اس اشتراک عمل کی اجازت دی وہ یہ فیصلہ کر چکی ہے کہ جب تک اعلان حقوق نہ کیا جائے اس وقت تک ان کمیٹیوں کی شرکت سے قطعی احتراز برتا جائے لیکن یہ حضرات بھی عجیب ذہنیت کے لوگ ہیں کہ سوائے اپنے نفس اور غرض کے کسی کے پیرو اور مقلد نہیں بنتے پھر لطف یہ ہے کہ اپنی صفائیاں پیش کرتے اور اپنے رویہ کے جواز کی مختلف توجیہیں کرتے رہتے ہیں اب یہی حضرات فرمائیں کہ ہم انھیں جاہ طلب اور غرض پرست نہ کہیں تو اور کیا کہیں۔

مسلم کانفرنس کے اجلاس میں یہ حضرات بڑے بڑے بولنگے تو مسلم حقوق کے متعلق بڑھ چڑھ کر تقریریں کرینگے اور یہ معلوم ہوگا کہ ان سے زیادہ مسلمانوں کا کوئی ہمدرد نہیں لیکن جب کسی بے حقیقت سے بے حقیقت قربانی کا بھی موقعہ آتا ہے تو یہ لوگ دور جا کھڑے ہوتے ہیں غور کیجیئے جو افراد کمیٹیوں کی ممبری تک کی عزت کی قربانی نہ کر سکیں ان کی ذات سے مسلمان کیا توقعات وابستہ کر سکتے ہیں پھر یہی نہیں انھیں قدم قدم پر ذلتوں کا سامنا ہوتا ہے ہندو ممبران کی تجاویز کا مذاق اڑاتے ہیں۔ انھیں مہمل اعتراض بتاتے ہیں اور بات بات پر زبانیں بکرا تے ہیں لیکن پھر بھی انھیں احساس

نہیں ہوتا۔ حقیقت یہ ہے کہ قوم جن کی پشت پر نہیں ہوتی اور جو افراد اپنی جماعتوں کے مسلمہ فیصلوں کے خلاف چلتے ہیں ان کی کہیں عزت نہیں ہوتی حقیقی عزت وہ نہیں جو حکومت کی بارگاہ رفیع سے عطا ہو بلکہ وہ ہے جو قوم عطا کرے ہم حکومت کو بھی متنبہ کر دینا چاہتے ہیں کہ یہ لوگ مسلمانوں کے نمایندے ہرگز نہیں ہر طبقہ خیال کے مسلمان ان سے اور ان کے فعل و عمل سے اپنی بے تعلقی کا اظہار کر چکے ہیں ان کی مداہنوں سے جو فیصلے بھی کئے جائینگے مسلمان ان کے ہرگز ذمہ دار نہوں گے ان حضرات سے ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ یہ اب بھی قوم کی حالت پر رحم کریں ملت کے فیصلہ کو وقعت دیں اور ان کمیٹیوں کی رکنیت سے استعفے دیدیں ورنہ قوم ان سے ان کے اس رویہ پر شدید بازپرس کریگی۔

مسلم کانفرنس اور حقوق مسلمین

مسلم کانفرنس کے ارباب کار بہت مسرور اور خوش

تھے کہ آسمان حکومت سے ۲۲ فروری کی صبح کو آفتاب حقوق طلوع ہوگا اور ملت کے ظلمت کدوں میں درخشاں روشنی پھیل جائیگی یہ روزہ داروں کے اضطراب شوق کی طرح یہ لوگ اس طلوع صبح کے منتظر تھے لیکن یہ تاریخ حسب معمول آئی اور گذر گئی اور اعلان حقوق نہ ہونا تھا نہ ہوا کانفرنسی حلقوں میں اس خاموشی پر عام مایوسی و اضطراب کی تاریکیاں چھا گئیں اور مخالفین نے خوب قہقہے لگائے چاہیئے تو یہ تھا کہ یہ لوگ اس جھٹکے سے تنبیہ اور عبرت حاصل کرتے اور اعلان حقوق کرانے کے لئے کوئی اور موثر ذرائع اختیار کرتے لیکن یہ تمام کرسیوں پر دراز رہنے والے قائد قربانیوں سے تو ایسے ہیچ در ہیں جیسے گاندھی جی آستانہ حکومت پر سر جھکانے کو ہی کیا سکتے تھے دو .... دو ٹھنڈی سانسیں لیں، کچھ بڑبڑائے کچھ قسمت کو کوسا اور خاموش ہو گئے حکومت بھی ان کی ذہنیت اور افتاد طبع سے خوب واقف ہے وہ جانتی ہے کہ ان لوگوں میں باہر نکل کر میدان میں آنے اور ڈٹ کر مقابلہ کرنے کی تو طاقت ہے نہیں ایک دھمکی اور ایک نگاہ خشمگیں ان کے مزاج درست کرنے کو کافی ہے اس لئے ان کی پرواہ کیوں کی جائے اور ان کی پاسداری خاطر کے لئے کیوں اس قوم سے بگاڑی جائے جو قربانیوں کی مجسمہ اور ایثار کا پیکر ہے اور جس کے فرزندوں کو نہ جیل کی کوٹھریاں ڈرا سکتی ہیں اور نہ پھانسی کے تختے خوفزدہ کر سکتے ہیں۔

ان "بزرگان ملت" کے قلوب میں اگر ملت کے لئے کوئی تڑپ ہوتی اور اپنے مخصوص عقائد کے مطابق یہ واقعی مسلمانوں کے لئے طلبی حقوق کا داعیہ رکھتے تو آج یہ اپنے کاشانہ ہائے عاشق میں بڑے دندمسرت سے نہ بیٹھے ہوتے بلکہ یہ حکومت کے خلاف اس وقت ایک محاذ قائم کر دیتے اور اس وقت تک دم نہ لیتے جب تک کہ حکومت حقوق کا اعلان نہ کر دیتی لیکن غریب اتنی جرأت کہاں سے لائیں اور حکومت کا مقابلہ کس طرح کریں جن کے دل کو کلی سے وہ صد ان میں کوٹے ہوئے ہیں اور قید و بند کے مصائب ان کی ہمتوں کو پست نہیں کرتے۔ مگر ان مسلم کانفرنس والوں کو تو حب جاہ اور ذاتی عزت کا ہے غرض یہ معروض ہے کچھ مل جائے تو فبہا ورنہ ان سے یہ توقع رکھنا کہ یہ کوئی دلیرانہ اقدام کرینگے بالکل فضول ہے یہ تو سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی نہ ٹوٹے کے اصول پر عمل پیرا ہیں حکومت کو ناخوش بھی نہ ہونے دیں گے اور مسلمانوں کو بھی بیوقوف بناتے رہیں گے۔

——— (۱) ———

کتاب الاسلام

باب الجنائز

(بسلسلہ گذشتہ)

عیادت کا ثواب

اگر کوئی شخص بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت یعنے بیمار پرسی کے لئے ضرور جانا چاہیئے اول تو مریض کے دل میں آنے والے کی محبت پیدا ہوتی ہے اس کے عزیز و اقارب کو بھی یہ خیال ہوتا ہے کہ ان کو ہم سے محبت ہے جو ہمارے عزیز کی خیریت کے لئے آئے دوسرے سرکار دو عالم کے فرمانے پر عمل ہوتا ہے جو باعث نجات اور زندگی کے لئے بہترین عمل ہے۔ عن ابی موسٰی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اطعموا الجائع وعودوا المریض وفکوا العانی رواہ البخاری۔ حضرت ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بھوکے کو کھانا کھلایا کرو اور قیدی کو آزاد کرایا کرو اور مریض کی عیادت کیا کرو۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق المسلم علی المسلم خمس رد السلام وعیادۃ المریض واتباع الجنائز واجابۃ الدعوۃ وتشمیت العاطس متفق علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں سلام کا جواب دینا بیمار کی عیادت کرنا۔ جنازہ کے ساتھ جانا اس کے بلانے پر جواب دینا بشرطیکہ وہ کسی امر قبیح کی طرف نہ بلاتا ہو، چھینک کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا یہ حدیث بخاری اور مسلم دونوں میں ہے

وعن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان المسلم اذا عاد اخاہ المسلم لم یزل فی خرفۃ الجنۃ حتی یرجع رواہ مسلم حضرت ثوبان سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان جب کسی مسلمان بیمار کی عیادت کے لئے جاتا ہے جب تک وہاں رہتا ہے جنت کی ہوائیں لیتا رہتا ہے یعنی مستحق جنت ہوتا ہے۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ یقول یوم القیامۃ یا ابن ادم مرضت فلم تعدنی قال یا رب کیف اعودک وانت رب العالمین قال اما علمت ان عبدی فلانا مرض فلم تعدہ اما علمت انک لو عدتہ لوجدتنی عندہ یا ابن ادم استطعمتک فلم تطعمنی قال یا رب کیف اطعمک وانت رب العالمین قال اما علمت انہ استطعمک عبدی فلان فلم تطعمہ اما علمت انک لو اطعمتہ لوجدت ذالک عندی یا ابن ادم استسقیتک فلم تسقنی قال یا رب کیف اسقیک وانت رب العالمین قال استسقاک عبدی فلان فلم تسقہ اما انک لو سقیتہ وجدت ذلک۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت والے دن فرمائے گا کہ اے ابن آدم میں بیمار ہوا تھا تو نے میری عیادت نہیں کی بندہ عرض کرے گا کہ اے مولا آپ کی عیادت آپ تو ساری دنیا کے پالنے والے ہیں ارشاد ہوگا تو نہیں جانتا میرا فلانا بندہ بیمار ہوا تھا اگر تو اسکی عیادت کرتا تو تو مجھکو اس کے پاس پاتا (مراد یہ ہے کہ میں تجھ سے خوش ہو جاتا) پھر ارشاد ہوگا کہ اے ابن آدم ہم بھوکے رہے تو نے ہم کو کھانا نہیں کھلایا بندہ عرض کرے گا کہ جناب آپ کو کیونکر کھلاتا آپ تو ساری دنیا کے کھلانے والے ہیں ارشاد ہوگا تو نہیں جانتا کہ تجھ سے میرے فلاں بندے نے کھانا طلب کیا تھا اگر تو اس کو کھلا دیتا تو میں تجھ سے رضامند ہو جاتا پھر ارشاد ہوگا کہ اے ابن آدم ہم پیاسے رہے تو نے ہم کو پانی نہیں پلایا بندہ عرض کرے گا کہ اے مولا آپکی ذات تو ان باتوں سے مبرا و منزہ ہے ارشاد باری ہوگا کہ تجھ سے ہمارے فلاں بندہ نے پانی مانگا تھا اگر تو اسکو پانی پلا دیتا تو مجھکو اس کے پاس پاتا یعنی میں تجھ سے خوش ہو جاتا مسلم نے روایت کی ہے۔

وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق المسلم علی المسلم ست قیل ماھن یا رسول اللہ قال اذا لقیتہ فسلم علیہ واذا دعاک فاجبہ واذا استنصحک فانصح لہ واذا عطس فحمد اللہ فشمتہ واذا مرض فعدہ واذا مات فاتبعہ رواہ مسلم

حضرت ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان کے مسلمان پر سات حق ہیں جب ایک دوسرے سے ملاقات ہو تو اسکو سلام کرے اور جب وہ کسی کام کے لئے بلائے تو جائے اور جب وہ نصیحت چاہے تو اسکو نصیحت کرے اور جب وہ چھینکے تو الحمد للہ پڑھے اور جب وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے اور جب مر جائے تو اس کے جنازہ کے ساتھ جائے۔

عیادت کے سلسلہ میں اور بہت سی احادیث موجود ہیں جن کی اس جگہ گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے نہیں لکھا گیا مندرجہ بالا احادیث کے پڑھنے سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ مریض کی عیادت کو جانا ایک نہایت ضروری امر ہے۔

نئی روشنی کے دلدادہ تو یہ کہکر جان بچا جاتے ہیں کہ فلاں مرض دق میں مبتلا ہے اس کی عیادت کو جانا درست نہیں ایسا نہ ہو کہ یہ مرض متعدی ہم کو بھی لگ جائے یہ کہنا درست نہیں حضور نے اس کی ممانعت فرمائی ہے ایک مرتبہ اونٹوں کو خارش ہو گئی تھی ایک صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ فلاں جگہ سے جو قافلہ آیا تھا ان میں ایک اونٹ کو خارش ہو رہی تھی معلوم ہوتا ہے کہ ان اونٹوں کی خارش ان کو لگ گئی حضور نے فرمایا کہ اس کو کہاں سے لگی وہ صحابی خاموش ہوئے آپ نے فرمایا یہ نہ کہا کرو جب اور جسکو اللہ تعالیٰ کسی مرض میں مبتلا کرنا چاہتا ہے وہ مبتلا ہو جاتا ہے۔

غیر مسلم کی عیادت بھی درست ہے

جس طرح ایک مسلمان ایک مسلمان کی عیادت کے لئے جا سکتا ہے اسی طرح غیر مسلم کی عیادت کو بھی جانا درست ہے اگرچہ ذیل کی حدیث سے حضور کا ایک یہودی غلام کی عیادت کو جانا ثابت ہوتا ہے لیکن بعض حضرات علماء متقدمین نے لکھا ہے کہ نصرانی اور مجوسی اور فاسق کی عیادت کو بھی جانے میں کوئی

حزن نہیں۔ اس لئے سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ اسلام کی تعلیم اور خلق کا اس پر اثر پڑے گا اور اخلاق محمدی ایک ایسا جادو ہے جو لوگوں کے قلوب کو مسخر کر لیتا ہے۔

عن انس قال کان غلام یهودی یخدم النبی صلی الله علیه وسلم فمرض فاتاه النبی صلی الله علیه وسلم یعوده فقعد عند راسه فقال له اسلم فنظر الی ابیه وهو عنده فقال اطع ابا القاسم فاسلم فخرج النبی صلی الله علیه وسلم وهو یقول الحمد لله الذی انقذه من النار۔ رواه البخاری

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی غلام حضور کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بیمار ہوگیا حضور اس کی عیادت کے لئے اس کے گھر تشریف لے گئے اور اس کے سرہانے بیٹھ گئے اور آپ نے اس سے کہا کہ مسلمان ہوجا اس نے حضور کا فرمان سنکر باپ کی طرف دیکھا اس نے کہا کہ اطاعت کر ابوالقاسم کی یعنی حضور کی اور مسلمان ہوجا وہ مسلمان ہوگیا حضور اس کے گھر سے نکلے اور آپ یہ فرما رہے تھے تمام حمد اس اللہ کے لئے سزاوار ہے جس نے اس کو آگ سے بچا لیا۔

دیکھئے اس حدیث سے مسلمان تو مسلمان یہودی کی عیادت کے لئے حضور تشریف لے گئے اور آپ کے تشریف لیجانے کا یہ اثر ہوا کہ اللہ نے اس کو مشرف با اسلام کیا ہم کو لازم ہے کہ جہانتک ہو سکے آپکی سنت مبارکہ پر عمل کر کے اپنے آپکو کامل مسلمان بنائیں۔

بیماری بھی کفارۂ گناہ ہے

بعض ناعاقبت اندیش مسلمان بیماری کو خدا کے عذاب سے تعبیر کرتے ہیں اور مبتلا ہوکر کلمات کفریہ استعمال کرنے لگتے ہیں شریعت میں اس قسم کے کلمات کے استعمال کرنے کی ممانعت فرمائی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ بیماری بھی گناہوں کا کفارہ ہے۔

عن ابی سعید عن النبی صلی الله علیه وسلم قال ما یصیب من نصب ولا وصب ولا هم ولا حزن ولا اذی ولا غم حتی الشوکة یشاکها الا کفر الله بها من خطایاه۔ متفق علیه

ابی سعید روایت کرتے ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ کسی مسلمان کو کوئی تکلیف اور مصیبت اور نہ رنج اور نہ حزن اور نہ تکلیف اور غم یہانتک کانٹا بھی نہیں لگتا مگر اللہ تعالیٰ اس بندہ کے گناہوں کو مٹا دیتے ہیں (بخاری مسلم)

عن جابر قال دخل رسول الله صلی الله علیه وسلم علی ام السائب فقال مالک تزفزفین قالت الحمی لا بارک الله فیها فقال لا تسبی الحمی فانها تذهب خطایا بنی آدم کما یذهب الکیر خبث الحدید

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ام سائب کے پاس تشریف لائے وہ بخار میں گھبرا رہی تھی ارشاد فرمایا کیوں گھبرا رہی ہے انہوں نے کہا مجھکو بخار ہے اللہ اس کو غارت کرے حضور نے فرمایا بخار کو برا بھلا نہ کہو کیونکہ یہ بخار بنی آدم کے گناہوں کو دور کردیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کو دور کر دیتی ہے۔

عن انس قال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول قال الله سبحانه وتعالی اذا ابتلیت عبدی بحبیبتیه ثم صبر عوضته منهما الجنة یرید عینیه رواه البخاری

حضرت انس سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے سنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میں کسی بندہ کو نابینا کرتا ہوں اور پھر وہ بندہ صبر کرتا ہے تو اس بندہ کو اس کے بدلے جنت عطا کروں گا۔ اور حبیبتیہ سے مراد آنکھیں ہیں۔

عن زید عن امیة انها سألت عائشة عن قول الله عز وجل ان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوه یحاسبکم به وعن قوله من یعمل سوءا یجز به فقالت ما سألنی عنها احد منذ سألت رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال هذه معاتبة الله العبد بما یصیبه من الحمی والنکبة حتی البضاعة یضعها فی کم قمیصه فیفقدها فیفزع لها حتی ان العبد لیخرج من ذنوبه کما یخرج التبر الاحمر من الکیر (رواه ترمذی)

حضرت زید امیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے سوال کیا حضرت عائشہ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں کہ جو کچھ تم ہم سے ظاہر کرتے ہو اپنے نفسوں میں اور جو کچھ تم پوشیدہ کرتے ہو اللہ تعالیٰ سب پر مواخذہ کرے گا اور اس قول کے بارہ میں کہ بندہ جو کچھ برے عمل کرتا ہے اس کی اسکو جزا دی جائیگی حضرت عائشہ نے فرمایا انہیں سوال کیا مجھ سے ان آیات کے متعلق جب سے کہ میں نے حضور نبی کریم سے دریافت کیا ہے فرمایا یہ عتاب ہے اللہ کی جانب سے بندہ پر جو کچھ کہ اس کو پہنچتا ہے دنیا میں بخار کی قسم اور تکالیف یہانتک کہ اپنے ہاتھ کی آستین کو جب گم کرتا ہے اور گھبراتا ہے اس ادنیٰ تکلیف کی وجہ سے بھی بندہ گناہوں سے اس طرح نکل جاتا ہے جیسے سونا بھٹی میں سے صاف ہوجاتا ہے روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے۔

عن سعد قال سئل رسول الله صلی الله علیه وسلم ای الناس اشد بلاء قال الانبیاء ثم الامثل فالامثل یبتلی الرجل علی حسب دینه فان کان فی دینه صلبا اشتد بلاءه وان کان فی دینه رقة هون علیه فما زال کذلک حتی یمشی علی الارض ما له ذنب رواه الترمذی هذا حدیث حسن صحیح۔

حضرت سعد سے روایت ہے کہ حضور سے سوال کیا گیا کہ کن کو زیادہ مصیبت میں مبتلا کیا جاتا ہے حضور نے فرمایا کہ انبیاء علیہ السلام کو پھر ان سے جو کم درجہ رکھتے ہوں اسی طرح علی سبیل التنزل جس مرتبہ کا آدمی ہوتا ہے اسی طرح کا اس کا امتحان لیا جاتا ہے اگر اس کے دین میں کسی قسم کی کمزوری ہوتی ہے تو اس کو تکلیف دی جاتی ہے اور وہ اس وقت تک مبتلا رہتا ہے جب تک اللہ تعالیٰ نے اُسے گناہوں سے پاک نہ کردے اور وہ زمین پر چلے پھرے اور اس کے ذمہ کوئی گناہ نہ ہو اس کو ترمذی ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔

عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا اراد الله بعبده الخیر عجل له العقوبة فی الدنیا واذا اراد الله بعبده الشر امسک عنه بذنبه حتی یوافیه یوم القیامة رواه الترمذی

حضرت انس سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کے ساتھ بہتری کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو اس کے گناہوں کی سزا دنیا ہی میں دیدیتے ہیں اور جب کسی بندہ کو معذب کرنا چاہتے ہیں تو اس کو گناہوں کی حالت میں مبتلا چھوڑ دیتے ہیں تاکہ قیامت میں اس کو سزا دیں (رواہ ترمذی)

معارف القرآن

(بسلسلہ گذشتہ)

إِنْ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا إِنَاثًا ۚ وَإِنْ يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَانًا مَرِيدًا ۝ لَعَنَهُ اللَّهُ ۘ وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا ۝ وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ ۚ وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُبِينًا ۝ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ ۖ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ۝ أُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُونَ عَنْهَا مَحِيصًا ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا ۚ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا ۝

(ترجمہ) یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر صرف چند زنانی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں اور صرف شیطان کی عبادت کرتے ہیں جو کہ حکم سے باہر ہے جسکو خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت سے دور ڈال رکھا ہے اور جس نے یوں کہا تھا کہ میں ضرور تیرے بندوں سے اپنا مقرر حصہ اطاعت کا لوں گا اور میں ان کو گمراہ کروں گا اور میں ان کو ہوسیں دلاؤں گا اور میں ان کو تعلیم دوں گا جس سے وہ چارپایوں کے کانوں کو تراشا کرینگے اور میں ان کو تعلیم دوں گا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کریں گے، اور جو شخص خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا رفیق بنلوے گا وہ صریح نقصان میں واقع ہوگا۔ شیطان ان لوگوں سے وعدے کیا کرتا ہے اور ان کو ہوسیں دلاتا ہے اور شیطان ان سے صرف جھوٹے وعدے کرتا ہے ایسے لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے اور اس سے کہیں بچنے کی جگہ نہ پاویں گے اور جو لوگ ایمان لے آئے اور اچھے کام کئے ہم ان کو عنقریب ایسے باغوں میں داخل کریں گے کہ ان کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے خدا تعالیٰ نے اس کا وعدہ فرمایا ہے اور سچا وعدہ فرمایا ہے اور خدا تعالیٰ سے زیادہ کس کا کہنا صحیح ہوگا۔

تفسیر:۔ یہ آیت مشرکین مکہ کے بارہ میں نازل ہوئی جنہوں نے اپنے اپنے علیحدہ علیحدہ عورتوں کی شکل پر بت بنا رکھے تھے اور عورتوں ہی کے سے نام ان کے رکھ چھوڑے تھے ایک کا نام لات (اللہ کا مونث) دوسرے کا نام عزیٰ (العزیز کا مونث) اور تیسرے کا نام مناۃ (منان کا مونث)، تھا یہ لوگ ان کی پرستش کرتے تھے یہ آیت پہلی آیت کی موید ہے پہلی آیت میں اخوت اور وحدۃ عقیدہ کا بیان تھا اور حکم ہوا تھا کہ مشرکین بہت گمراہ ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اب یہاں یہ ارشاد ہے کہ مشرکین کے بہت گمراہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے وحدت انسانیہ کا وجود وحدۃ عقیدہ سے پیدا ہوتی ہے) قطع کر دیا ہے ہر ایک اپنے معبود کی طرف مائل ہے لات کا پجاری عزیٰ سے متنفر ہے اور عزیٰ کا پرستار مناۃ سے اور اس سے باہمی تفرقہ پیدا ہو گیا ہے اس کے بعد حکم ہوتا ہے کہ یہ لوگ عورتوں کی پرستش کرتے ہیں حالانکہ مونث میں اثر پذیری کی قوت ہوتی ہے قوت تاثیر نہیں ہوتی پھر عورتیں کس طرح قابل عبادت ہو سکتی ہیں اور حقیقت یہ پرستش اصنام نہیں پرستش شیطان ہے اور شیطان کہہ چکا ہے کہ میں ان کو ہر طریقہ سے گمراہ کروں گا ان کو مختلف خواہشات کا آرزومند کروں گا اور ان سے ہر قسم کے وعدے کروں گا حالانکہ شیطان کے وعدہ کی حقیقت دھوکہ کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے ہاں نیکوکار مسلمانوں کو بہشت ملیگی خدا نے ان سے سچا وعدہ کر لیا ہے اور خدا کا وعدہ حقیقت پر مبنی ہوتا ہے جس میں ذرہ بھر خلاف کی گنجائش نہیں ہے۔

تغییر خلق اللہ کی دو قسمیں ہیں اور دونوں کی ممانعت کر دی گئی ہے ۱۔ جسمانی ۲۔ اخلاقی جسمانی تغییر کے عرب کے نزدیک مختلف طریقے تھے ۱۔ جس اونٹنی کا پانچواں بچہ نر ہوتا اس کے کان چیر کر نذر بنا کر چھوڑ دیتے تھے اور پھر اس سے کسی کو انتفاع کا حق نہ ہوتا تھا ۲۔ عورتیں مصنوعی بال لگاتی تھیں جن کو واصلات کہا جاتا تھا ۳۔ عورتیں بدن گودواتی تھیں ان کو واشمات کہتے تھے اور یہ فعل ان کے نزدیک سبب زینت جمالی خیال کیا جاتا تھا ۴۔ غلاموں کو اور نیز بعض جانوروں کو خصی کر دیتے تھے ۵۔ بعض اونٹوں کے کان کاٹ کر ان کو کانا کر دیتے تھے ۶۔ مخنث بنتے تھے وغیرہ ان سب کی ممانعت فرما دی گئی۔

۲۔ اخلاقی تغییر میں فطری تغییر اور قانون فطرت کی خلاف ورزی بھی داخل ہے مثلاً ستارہ پرستی آتش پرستی ہوا پرستی نفس پرستی دریا پرستی فرشتہ پرستی اور اعتدال فطری سے کم یا زیادہ قوت شہوانیہ و غضبیہ کا استعمال مصارف اعتدال سے خلاف ورزی کرکے فضول خرچی کرنا یا کنجوس ہو جانا وغیرہ بہرحال یہ آیت تمام عبادات اور معاملات مذہبی قومی وطنی اور دیگر قوانین فطرت کو جامع ہے۔

مقصود بیان وحدۃ عقیدہ کا دلیل اثبات شرک فی العقیدہ اور شرک فی العبادۃ کی مکمل مع دلائل تردید شیطانی مکروں کی توضیح اور ان سے بچنے کی ترہیب ترغیب قانون فطرت پر کاربند رہنے کا حکم جو سوائے اسلام کے کسی مذہب میں نہیں پایا جاتا خلاف ورزی فطرت کی سزا۔ ایمان اور نیک اعمال کی جزا یقینی وعدہ وغیرہ۔

لَيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَا أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتَابِ ۗ مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ وَلَا يَجِدْ لَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝ وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا ۝

(ترجمہ) نہ تمہاری تمناؤں سے کام چلتا ہے اور نہ اہل کتاب کی تمناؤں سے جو شخص کوئی برا کام کرے گا وہ اس کے عوض میں سزا دیا جاویگا اور اس شخص کو خدا کے سوا نہ کوئی یار ملیگا نہ مددگار ملیگا۔ اور جو شخص کوئی نیک کام کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مومن ہو سو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا۔

تفسیر۔ چند عیسائی اور کچھ یہودی اور بعض مسلمان ایک جگہ پر بیٹھے ہوئے بحث مباحثہ میں مشغول تھے یہودی کہہ رہا تھا ہم انبیاء کی اولاد ہیں ہمارا مذہب تمہارے مذہبوں سے پرانا ہے ہمارے نبی تمہارے پیشواؤں سے پہلے ہیں ہماری مذہبی کتاب تمہاری کتابوں سے قدیم اور مکمل ہے اس لئے ہم ہی جنت میں جائینگے تم ہرگز نہ جاؤ گے۔ عیسائی کہتا تھا ہماری کتاب تمہاری مذہبی کتاب کی ناسخ ہے خداوند یسوع کی ایلیا نے بشارت دی تھی خداوند یسوع خدا کے بیٹے تھے ہمارے گناہوں کا کفارہ ہوکر سولی پر چڑھ گئے اور اب ہم تمام گناہوں سے پاک ہو گئے اور ہماری تمام خطائیں پہلے ہی سے معاف کردی گئیں لہٰذا ہم ہی بہشت میں جائینگے تم لوگ نہ جاؤ گے۔ مسلمان کہتے تھے کہ ہمارے نبی محمد صلعم خاتم الانبیاء ہیں سید المرسلین ہیں اور رحمۃ للعالمین ہیں ہماری کتاب تمام ہدایات کو جامع ہے لہٰذا ہم ہی جنت میں داخل ہوں گے۔ تفاخر خداوند تعالیٰ کو پسند نہ آیا اور اس وقت یہ آیت نازل ہوئی جس کا حاصل یہ ہے کہ جنت میں داخل ہونا نہ تمہاری آرزو اور خواہش سے ہو سکتا ہے اور نہ عیسائیوں اور یہودیوں کے کہنے سے جس شخص کے برے اعمال ہوں گے اس کو ان کی سزا ملیگی خواہ وہ مسلمان ہوں یا عیسائی یا یہودی نبی زادہ ہو یا معمولی انسان کا بیٹا خدا کے عذاب سے کوئی چھڑا نہیں سکتا اور نہ خدا کے سامنے کوئی حمایتی بن سکتا ہے ہاں جو مومن اور نیک اعمال ہو اس کی حق تلفی نہ کی جائے گی اور اس کو ضرور جنت ملیگی۔

مقصود بیان۔ مذہب نام کا نہیں بلکہ کام کا ہونا چاہیئے صرف زبانی دعووں سے کچھ کام نہیں نکل سکتا اقرار اور دعوی کے ساتھ عمل لازم ہے تفاخر بغیر عمل کے ناجائز ہے۔ شرافت نسب یا کرامت حسب خدا کے سامنے بدون اعمال کے سب بے سود ہے نیک اعمال بغیر ایمان کے مقبول نہیں ہیں وغیرہ

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ مُّحِيْطًا ۝

(ترجمہ) اور ایسے شخص سے زیادہ اچھا کس کا دین ہوگا جو کہ اپنا رخ اسکی طرف جھکا دے اور وہ مخلص بھی ہو اور وہ ملت ابراہیم کا اتباع کرے جس میں کجی کا نام نہیں اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو اپنا خالص دوست بنایا تھا اور اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کو احاطہ فرمائے ہوئے ہیں۔"

تفسیر۔ جبکہ آیت بالا نازل ہوئی اور مسلمانوں کو خطاب کرکے فرمایا گیا کہ فلاح آخرت نہ تو تمہاری آرزوؤں پر موقوف ہے اور نہ اہل کتاب کی من مانی امیدوں پر بلکہ جزاء خداوندی کا وہی مستحق ہوگا جو مومن اور نیکوکار ہو تو اہل کتاب کہنے لگے کہ مسلمانو اب تو ہم اور تم دونوں تمہارے قرآنی فیصلہ کے بموجب برابر ہو گئے اس وقت آیت مذکورہ نازل ہوئی جس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنا سر خدا کے سامنے جھکا دے اور نیک اعمال رکھتا ہو مذہب ابراہیمی کا پیروکار ہو گمراہی چھوڑ کر صرف ایک خدا کا ہو رہے اس سے زیادہ اچھا مذہب کس کا ہو سکتا ہے یعنی عیسائی اور یہودی دین ابراہیم کے متبع نہیں ہیں للہیت ان میں نہیں ہے ذات یکتا کے سامنے سر تسلیم یہ خم نہیں کرتے کوئی عزیر کو خدا کا بیٹا کہتا ہے تو کوئی مسیح کو تو پھر یہ کیونکر نجات کے امیدوار ہو سکتے

ہیں اور کیوں ان کو جنت کے ٹھیکیدار ہونے کا دعویٰ ہے ہاں مسلمان جو ملت ابراہیمی کے پیرو ہیں اگر نیکوکار رہیں اور اپنا سر خدا کے سامنے جھکا دیں تو وہ ضرور جنت میں داخل ہوں گے کیونکہ یہ لوگ دین ابراہیم کے سچے مقلد ہیں اور ابراہیم خدا کے دوست تھے اور ایک ہی خدا کے ہو رہے تھے لہٰذا مسلمان بھی خدا کے دوست ہیں اور ایک ہی خدا کے پرستار ہیں خدا ہی انھیں ان کے اعمال کا ثواب اپنی رحمت سے عطا فرما دے گا کیونکہ جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے اور کسی طرح اس کے قبضہ اقتدار سے خارج نہیں ہے جنت بھی خدا کی ہے اس کو اختیار ہے جس کو چاہے عطا کرے کسی کو اس کے انعام میں چون وچرا کی گنجائش نہیں ہے۔

مقصود بیان دین ابراہیمی حق ہے اسی پر مسلمانوں کو چلنا چاہیئے دین ابراہیمی پر چلنے والے یعنے مسلمان بشرطیکہ نیکوکار ہوں خدا کے دوست ہیں اور جنت میں جائینگے۔ ہر عمل میں خلوص نیت ضروری ہے خدا کی رضا جوئی ہر شخص پر لازم ہے کوئی چیز خدا کے قبضہ سے خارج نہیں ہے وغیرہ۔

وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِى النِّسَآءِ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِى الْكِتٰبِ فِىْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِىْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ۝

(ترجمہ) اور لوگ آپ سے عورتوں کے بارے میں حکم دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں حکم دیتے ہیں اور وہ آیات بھی جو کہ قرآن کے اندر تم کو پڑھ کر سنائی جایا کرتی ہیں جو کہ ان یتیم عورتوں کے باب میں ہیں جن کو جو ان کا حق مقرر ہے نہیں دیتے اور ان کے ساتھ نکاح کرنے سے نفرت کرتے ہو اور کمزور بچوں کے باب میں اور اس باب میں کہ یتیموں کی کارگزاری انصاف کے ساتھ کرو اور جو نیک کام کروگے سو بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتے ہیں۔"

تفسیر۔ قرآن پاک میں یہ عجیب پراثر بات ملحوظ رکھی گئی ہے کہ کچھ احکام بیان فرما کر اس کے بعد ترغیب وترہیب وعدہ ووعید اور جلال کبریائی کی آیات نازل ہوتی ہیں تاکہ مخاطب کو ان کے احکام کا نیک نتیجہ اور دنیا وآخرت میں تعمیل کا عمدہ ثمرہ معلوم ہوکر رغبت ہو اور نیز اس حکم دینے والے کی عظمت وشان بھی دل پر چھا جائے اسی لئے اس سورۃ کے ابتدا میں چند احکام بیان فرمائے تھے پھر ان کے بعد ترغیب وترہیب اور نیز کفار ومشرکین کی عدول الحکمی کا بدنتیجہ عالم آخرت کی خوبیاں اور ذات وصفات خداوندی کا ذکر فرمایا تھا اب پھر یہاں چند احکام کا بیان ہے اس آیت کے نازل ہونے کا یہ سبب ہے کہ زمانہ جاہلیت میں عرب کا دستور تھا کہ اگر یتیم لڑکیاں ان کی سرپرستی میں آجاتی تھیں اور دولتمند ہونے کے علاوہ حسین وجمیل بھی ہوتی تھیں تو خود ان کے ساتھ نکاح کرلیا کرتے تھے اور ان کا مال کھا جاتے تھے اور اگر حسین وجمیل نہ ہوتی تھیں تو نہ خود ان کے ساتھ اپنا نکاح کرتے تھے نہ ان لوگوں سے ان کا رشتہ عقد قائم ہونے دیتے تھے جن کی طرف ان کو رغبت

ہوتی تھی بلکہ ان کا مال خود ہضم کر جاتے تھے چنانچہ آیت کے نزول سے پہلے ایک واقعہ ہوا حضرت جابر کی چچا زاد بہن یتیم ہو گئیں تھیں اور باپ کی میراث میں بہت سا مال ان کو ملا تھا حضرت جابر بدصورت ہونے کی وجہ سے ان سے نکاح کرنا پسند نہیں کرتے تھے اور کسی دوسرے شخص سے بھی نکاح کرنا اس وجہ سے پسند نہیں کرتے تھے کہ اجنبی شخص مال کے ترکہ میں شریک ہو جائے گا اسی خیالی کشمکش میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صورت واقعہ کے متعلق اس امید پر سوال کیا کہ شاید پہلا حکم منسوخ ہو جائے یا کچھ تخفیف کی گنجائش نکل آئے اس کے علاوہ عیینہ بن حصین نے بھی حضور اکرم سے دریافت کیا تھا کہ یا رسول اللہ اس سے قبل تو ہم ان لوگوں کو حصہ دیا کرتے تھے جو لڑائی میں شریک ہو سکتے تھے عورتیں لڑائی میں شریک نہیں ہوتی ہیں اس لئے ان کو حصہ نہیں دیتے تھے اب عورتوں اور کمزور بچوں کے متعلق کیا حکم ہے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی خلاصہ مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ تمہارے سوال کا جواب تو پہلے اسی سورہ نساء میں دیا جا چکا وہی جواب اب بھی دیا جاتا ہے کہ عورتوں کو ان کا حصہ دو اور یتیموں کے حق میں عدل و انصاف کو کام میں لاؤ ان کی حق تلفی نہ کرو اس نیکی کا اجر تم کو خداوند تعالیٰ عطا فرمائیگا تمہاری یہ کوشش خیر رائیگاں نہ جائیگی ایک روایت میں اس آیت کی شان نزول اس طرح بیان کی گئی ہے کہ جب اس سورہ نساء میں اس سے قبل یتیم عورتوں کے متعلق حکم نازل ہوا تو مسلمانوں نے یہاں تک احتیاط کی کہ ولی و سرپرست ہونے کے باوجود یتیمہ کا نکاح اپنے ساتھ کرنا خطرناک خیال کیا مگر بعض جگہ یہی قرین مصلحت تھا کہ ولی . . . . اپنے ساتھ خود ہی نکاح کرے کیونکہ یتیم بچی کے حقوق کی رعایت اور پاسداری جس طرح ولی کر سکتا ہے دوسرا نہیں کر سکتا اس خیال کو مدنظر رکھکر حضور اکرم سے دریافت کیا جس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

مقصود بیان۔ عورتوں کو میراث میں حصہ دار بنانا، یتیموں اور ضعیف بچوں کے حقوق کی رعایت و نگہداشت کا حکم۔ حق تلفی اور غبن مال سے ممانعت اسلامی مساوات کی طرف اشارہ وغیرہ۔

وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۚ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۗ وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ ۚ وَإِنْ تُحْسِنُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝ وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ ۖ فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۚ وَإِنْ تُصْلِحُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ۝ وَإِنْ يَتَفَرَّقَا يُغْنِ اللَّهُ كُلًّا مِنْ سَعَتِهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ وَاسِعًا حَكِيمًا ۝

(ترجمہ) اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر سے غالب احتمال بددماغی یا بے پروائی کا ہو سو دونوں کو اس امر میں کوئی گناہ نہیں کہ دونوں باہم ایک خاص طور پر صلح کر لیں اور یہ صلح بہتر ہے اور نفوس کو حرص کے ساتھ اقتران ہوتا ہے اور اگر تم اچھا برتاؤ رکھو اور احتیاط رکھو تو بلاشبہ حق تعالیٰ تمہارے اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں اور تم سے یہ تو کبھی نہ ہو سکے گا کہ سب بیبیوں میں برابری رکھو گو تمہارا کتنا ہی جی چاہے تو تم بالکل تو ایک ہی طرف نہ ڈھل جاؤ جس سے اس کو ایسا کر دو جیسے کوئی ادھر میں لٹکی ہو اور اگر اصلاح کر لو اور احتیاط رکھو تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت والے بڑے رحمت والے ہیں۔ اور اگر دونوں میاں بیوی جدا ہو جاویں تو اللہ تعالیٰ اپنی وسعت سے ہر ایک کو بے احتیاج کرے گا اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے اور بڑی حکمت والے ہیں۔"

تفسیر: جب ام المومنین حضرت سودہ کو حضور اکرم صلعم نے کسی وجہ سے طلاق دینے کا ارادہ کیا تو انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں قیامت کے دن اپنے لئے زوجیت نبی کا افتخار حاصل کرنا چاہتی ہوں آپ مجھکو طلاق نہ دیں میں سوا نان نفقہ کے اور تمام حقوق زوجیت سے دست بردار ہوتی ہوں اس وقت مذکورہ آیت نازل ہوئی اس سے پہلے کی آیات میں عورتوں کے حقوق کا ذکر آ چکا ہے اس لئے یہاں بھی ان کے بعض معاملات کو بیان کیا جاتا ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مرد بدمزاج اور سخت گیر ہوتا ہے اور غالباً یہ سخت گیری اور بدمزگی اس سے پیدا ہوتی ہے کہ عورت اپنے حقوق اور مہر کا مطالبہ کرتی ہے اس سے ارشاد ہوتا ہے کہ اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی بدمزاجی اور بے اعتنائی کا خوف ہو تو اس میں بھی کچھ مضائقہ نہیں ہے کہ باہم کچھ حقوق چھوڑ کر مصالحت کر لی جائے اور باہم کشیدگی دور ہو جائے کیونکہ انسانی طبیعت عموماً بخل کی طرف مائل ہوتی ہے اس لئے مرد حقوق کا دینے سے اعراض کرتا ہے لیکن جب عورت اپنے بعض حقوق سے دست بردار ہو جائے گی اور حق ضروری میں تخفیف کر دیگی تو باہم صلح ہو جانا ممکن ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ مردوں کو بھی احسان و نیکی کرنے اور حق تلفی نہ کرنے کا حکم ہے ایسا ہرگز نہ ہونا چاہیئے کہ تخفیف حقوق کے باوجود بھی پہلی بدمزاجی اور اعراض برقرار رکھیں۔ دوسری صورت باہمی رنجش اور بدمزگی کی یہ بھی ہوتی ہے کہ عورت کی صورت یا زیادہ سن ہو جانیکی وجہ سے مرد کو اس سے نفرت اور بے رغبتی ہو جائے اور اس کے دل میں دوسری عورت سے لگاؤ کرنے کا خیال پیدا ہو جائے مگر پہلی بیوی کو چھوڑنا جس نے مدت تک خانہ داری کی خدمت انجام دی ہے اور اس کے بال بچے بھی ہیں بڑی خرابی اور بے لطفی بھی ہے اس لئے بضرورت تعدد ازدواج کی ضمناً یہاں اجازت دیگئی مگر اس کے ساتھ یہ بھی ارشاد ہوتا ہے کہ دو عورتوں کے حقوق میں مساوات لازم ہے ایسا نہ ہو کہ پہلی بیوی کو ادھر میں لٹکا ہوا چھوڑ دو نہ تو اس کو طلاق ہی دو نہ حقوق ادا کرو اور دوسری طرف بالکل جھک پڑو حقوق میں برابری ضروری ہے اور تم ایسا کر نہیں سکتے لہذا یہی بہتر ہے کہ پہلی بیوی سے مصالحت کر لو اور حق تلفی کرنے سے ڈرو۔ ہاں جو کچھ حق تلفیاں تم سے پہلے ہو چکی ہیں ان کو خداوند تعالیٰ معاف فرمادیگا۔ . . . . خداوند تعالیٰ مہربان ہے اس کو بیچاری عورتوں اور ان کے بچوں پر رحم آتا ہے اس لئے تم کو مصالحت کا حکم دیا ہے خیر اگر پہلی بیوی سے کسی وجہ سے بحسن سلوک پیش ہی نہیں آ سکتے تو ہر روزہ تکرار اور باہمی حق تلفی سے تو یہی بہتر ہے کہ بیوی طلاق ہو جائے۔ خدا ہر ایک کا کارساز ہے مرد و عورت دونوں کو اپنے فضل و کرم سے کارسازی فرمادیگا خدا کے ہاں بڑی گنجائش ہے وہ صاحب حکمت ہے اس طلاق میں بھی کوئی نہ کوئی حکمت موجود ہے شاید مرد کو اس سے بہتر مل جائے اور عورت کو اس سے بہتر مرد نصیب ہو جائے۔ **مقصود بیان**: معاشرت باہمی کا بیان، حق تلفی کی ممانعت، عورتوں کی پاسداری اور دلجوئی کا بیان، تعدد ازدواج کی خرابی، طلاق کی برائی کی طرف اشارہ اور پھر بکراہیت اجازت۔ طلاق کی اجازت اگرچہ بکراہت ہے لیکن پھر بھی اس کے اندر بعض مصالح کے د

صحیح بخاری شریف اردو

پارہ دوسرا

کتاب الصلوٰۃ

(بسلسلہ گذشتہ)

باب مسجد میں کھڑکی اور گذرگاہ (کا رکھنا جائز ہے)

(۴۴۲) ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک روز) خطبہ پڑھا تو فرمایا کہ بیشک اللہ سبحانہ نے ایک بندہ کو دنیا کے اور اس چیز کے درمیان میں جو اللہ کے ہاں ہے اختیار دیا (کہ جا ہے جسکو پسند کرلے) تو اس نے اس چیز کو اختیار کرلیا جو اللہ کے ہاں ہے تو ابوبکر (یہ سنکر) رونے لگے میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس شیخ کو کون چیز رلا رہی ہے اگر اللہ نے کسی بندہ کو دنیا کے اور اس عالم کے درمیان میں جو اللہ کے ہاں ہے اختیار دیا اور اس نے اس عالم کو اختیار کرلیا جو اللہ کے ہاں ہے تو اس میں رونے کی کیا بات ہے مگر آخر میں معلوم ہوا کہ) وہ بندہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور ابوبکر ہم سب میں زیادہ علم رکھتے تھے پھر آپ نے فرمایا کہ اے ابوبکر تم نہ روؤ بیشک سب لوگوں سے زیادہ مجھپر احسان کرنے والے اپنی صحبت اور اپنے مال میں ابوبکر ہیں اور اگر میں اپنی امت میں سے (کسی کو) خلیل بناتا تو یقیناً ابوبکر کو بناتا ولیکن اسلام کی اخوت اور اس کی محبت (کافی ہے) دیکھو مسجد میں ابوبکر کے دروازہ کے سوا کسی کا دروازہ بے بند کئے نہ چھوڑا جائے۔

۴۴۳- ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس مرض میں جس میں آپ نے وفات پائی ہے اپنا سر ایک پٹی سے باندھے ہوئے باہر نکلے اور منبر پر بیٹھ گئے پھر اللہ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا کہ لوگوں ابوبکر سے زیادہ اپنی جان اور اپنے مال سے مجھپر احسان کرنے والا کوئی نہیں اور اگر میں لوگوں میں سے کسی کو خلیل بناتا تو یقیناً ابوبکر کو خلیل بناتا ولیکن اسلام کی خلت افضل ہے میری طرف سے ہر کھڑکی کو جو اس مسجد میں ہے بند کردو سوا ابوبکر کی کھڑکی کے۔

باب- کعبہ اور مسجدوں میں دروازے رکھنا اور ان کا بند کرلینا (درست ہے)

ابوعبداللہ کہتے ہیں کہ مجھ سے عبداللہ ابن محمد نے کہا وہ کہتے ہیں مجھ سے سفیان نے ابن جریج سے نقل کیا وہ کہتے ہیں مجھ سے ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ اے عبدالملک اگر تم ابن عباس کی مسجدوں کو دیکھتے تو تمہیں معلوم ہوتا کہ اس میں کس قدر دروازے تھے اور وہ کس طرح بند کئے جاتے تھے۔

۴۴۴ ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف لائے تو عثمان بن طلحہ کو بلایا انہوں نے دروازہ کھول دیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور بلال اور اسامہ بن زید اور عثمان بن طلحہ اندر گئے بعد اس کے دروازہ بند کرلیا گیا پھر آپ اس میں تھوڑی دیر رہے بعد اس کے سب لوگ نکلے ابن عمر کہتے ہیں کہ مجھ سے یہ بات رہ گئی کہ ان سے پوچھتا کہ آپ نے کس قدر نماز پڑھی۔

باب مشرک کا مسجد میں داخل ہونا جائز ہے

۴۴۵- ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ سوار نجد کی طرف بھیجے تو وہ بنی حنیفہ کے ایک شخص جسے ثمامہ بن اثال کہتے تھے لے آئے پھر اُسے مسجد کے ستونوں میں باندھ دیا۔

باب مسجد میں آواز بلند کرنا (نہ چاہیئے)

۴۴۶- سائب بن یزید کہتے ہیں میں مسجد میں کھڑا تھا ایک شخص نے مجھے کنکری ماری میں نے اس کی طرف دیکھا تو وہ عمر ابن خطاب تھے پس انہوں نے مجھ سے کہا کہ ان دونوں کو میرے پاس لے آؤ چنانچہ میں ان دونوں کو ان کے پاس لے آیا عمرؓ نے ان سے کہا کہ تم کس قبیلہ میں سے ہو یا (یہ کہا کہ) تم کس مقام کے رہنے والے ہو انہوں نے کہا کہ ہم طائف کے رہنے والوں میں سے (ہیں) عمرؓ نے کہا کہ اگر تم اس شہر کے رہنے والوں میں ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا تم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں اپنی آوازیں بلند کرتے ہو۔

۴۴۷- کعب بن مالک سے روایت ہے کہ انہوں نے ابن ابی حدرد سے اپنے ایک قرض کا جو ان پر تھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد کے اندر تقاضا کیا اور ان دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں یہانتک کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سنا حالانکہ آپ اپنے گھر میں تھے پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف نکلے یہانتک کہ آپ نے اپنے حجرہ کا پردہ کھول دیا اور کعب بن مالک کو پکارا کہ اے کعب انہوں نے کہا کہ لبیک یا رسول اللہ پھر آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اپنا آدھا قرض معاف کردو کعب نے کہا کہ یا رسول اللہ میں نے معاف کیا پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (ابن ابی حدرد سے) فرمایا کہ اٹھو اور قرض ادا کردو۔

باب- مسجد میں حلقہ باندھنا اور بیٹھنا (درست ہے)

۴۴۸- ابن عمر کہتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اور آپ اس وقت منبر پر تھے کہ نماز شب کے بارے میں آپ کیا حکم دیتے ہیں آپ نے فرمایا کہ دو دو رکعت (پڑھنی چاہیئے) پھر جب تم میں سے کوئی صبح (ہوجانے) کا خوف کرے تو ایک رکعت (اور) پڑھ لے پس وہ ایک رکعت اس کے لئے جس قدر پڑھ چکا ہے (سب کو) وتر کردیگی اور ابن عمرؓ کہا کرتے تھے کہ رات کو اپنی آخری نماز وتر کو بناؤ اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے

۴۴۹- ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ (اس وقت) خطبہ پڑھ رہے تھے تو اس نے کہا کہ نماز شب کس طرح (پڑھی جاتی) ہے آپ نے فرمایا کہ دو دو رکعت اور جس وقت تمہیں صبح ہوجانے کا خوف ہو تو ایک رکعت اور پڑھ لو وہ تمہارے لئے جس قدر پڑھ چکے ہو (سب کو) وتر کردیگی (اور ولید بن کثیر نے کہا ہے کہ مجھ سے عبیداللہ ابن عبداللہ نے کہا کہ ابن عمر نے ان سے بیان کیا کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا اور آپ مسجد میں تھے۔

۴۵۰ - ابو واقد لیثی کہتے ہیں کہ اس حالت میں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے تین آدمی آئے تو (ان میں سے) دو تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آگئے اور ایک چلا گیا پھر ان دو میں سے ایک نے حلقہ کے اندر گنجائش دیکھی اور وہ (حلقہ کے اندر) بیٹھ گیا اور دوسرا سب کے پیچھے بیٹھ گیا اور تیسرا تو الٹا پھر گیا پھر جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (وعظ سے) فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ کیا میں تمھیں تین آدمیوں کے حال سے خبر نہ دوں کہ ایک ان میں سے اللہ کی طرف آیا اور اللہ نے اسے جگہ دی اور دوسرے نے حیا کی تو اللہ نے (بھی) اس سے حیا کی اور تیسرے نے اعراض کیا اور اللہ نے بھی اس سے اعراض کیا۔

باب - مسجد میں چت لیٹنا درست ہے

۴۵۱ - عباد بن تمیم اپنے چچا (عبد اللہ بن زید بن عاصم) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے دیکھا کہ آپ اپنا ایک پیر دوسرے پیر پر رکھے ہوئے تھے اور ابن شہاب سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں کہ عمر اور عثمان (بھی) یہ کیا کرتے تھے

باب - مسجد راستہ میں (اگر بنی) ہو بغیر اس کے کہ لوگوں کا اس میں نقصان ہو تو کچھ حرج نہیں (اور حسن (بصری) اور ایوب اور (امام) مالک اسی کے قائل ہیں۔

۴۵۲ - حضرت عائشہ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے ہوش میں اپنے ماں باپ کو اسی حالت میں دیکھا کہ وہ دین کی پیروی کرتے تھے اور کوئی دن ہم پر نہ گذرتا تھا مگر یہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دن کے دونوں وقت صبح اور شام ہمارے پاس آتے تھے پھر ابو بکر کو خیال آیا اور انہوں نے اپنے مکان کے احاطہ میں مسجد بنائی اور وہ اس میں نماز پڑھا کرتے تھے اور قرآن کی تلاوت کیا کرتے تھے تو مشرکوں کی عورتیں اور ان کے لڑکے ان کے پاس کھڑے ہوتے تھے اور وہ ان کے پڑھنے سے خوش ہوتے اور ان کی طرف دیکھا کرتے تھے اور ابو بکر بہت رونے والے آدمی تھے اور یہاں تک کہ جب وہ قرآن پڑھتے تھے تو وہ اپنی آنکھوں پر اختیار نہ رکھتے تھے پس اس بات نے اشراف قریش کو خوف میں ڈال دیا۔

باب - بازار کے مقام میں نماز پڑھنا درست ہے اور ابن عون نے ایک گھر کی مسجد میں نماز پڑھی جس کا دروازہ ان لوگوں پر بند کر لیا جاتا تھا۔

۴۵۳ - ابو ہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جماعت کی نماز اپنے گھر کی نماز اور اپنے بازار کی نماز پر پچیس درجے (ثواب میں) زیادتی رکھتی ہے اس لئے کہ جب تم میں سے کوئی وضو کرے اور اچھا وضو کرے اور مسجد میں محض نماز ہی کا ارادہ کر کے آئے تو وہ جو قدم رکھتا ہے اس پر اللہ ایک درجہ اس کا بلند کرتا ہے یا ایک گناہ اس کا معاف کرتا ہے یہاں تک کہ وہ مسجد میں داخل ہو جائے اور جب مسجد میں داخل ہو جاتا ہے تو نماز میں سمجھا جاتا ہے جب تک کہ نماز اسے روکے اور فرشتے اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اس مقام میں رہے جہاں نماز پڑھتا ہے (فرشتے یوں دعا کرتے ہیں) کہ اے اللہ اسے بخش دے اے اللہ اس پر رحم کر (یہ دعا اس وقت تک رہتی ہے) جب تک وہ نجاست نہ کرے یعنی وہاں حدث نہ کرے

باب مسجد میں انگلیوں کی تشبیک[1] کرنا درست ہے۔

۴۵۴ - ابن عمر سے یا ابن عمرو سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں میں تشبیک فرمائی اور عاصم بن علی نے کہا ہے کہ ہم سے عاصم بن محمد نے بیان کیا کہ میں نے یہ حدیث اپنے باپ سے سنی تھی مگر مجھے یاد نہ رہی پھر اسی واقد نے اپنے باپ سے نقل کر کے میرے لئے ٹھیک کر دیا وہ کہتے ہیں میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے عبد اللہ ابن عمر نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عبد اللہ بن عمر تمہارا کیا حال ہوگا جب تم خراب لوگوں میں رہ جاؤ گے۔

۴۵۵ - ابو موسیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ . . . مومن کے لئے مثل عمارت کے ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو تقویت دیتا ہے اور آپ نے اپنی انگلیوں میں تشبیک فرمائی۔

۴۵۶ - ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں زوال کے بعد کی دو نمازوں میں سے کوئی نماز پڑھائی (ابن سیرین کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ نے اس کا نام لیا تھا مگر میں بھول گیا - ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ آپ نے ہمیں دو رکعت پڑھا کر سلام پھیر دیا پھر آپ ایک لکڑی کے پاس کھڑے ہو گئے جو عرضاً مسجد میں رکھی ہوئی تھی اور اس پر آپ نے تکیہ لگا لیا جیسے آپ غضبناک ہوں اور آپ نے اپنا داہنا ہاتھ بائیں پر رکھ لیا اور اپنی انگلیوں کے درمیان تشبیک فرمائی اور اپنا داہنا رخسارہ اپنی بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھ لیا اور جلد باز لوگ مسجد کے دروازوں سے نکل گئے تو صحابہ نے عرض کیا کہ کیا نماز کم کر دی گئی اور لوگوں میں ابو بکر و عمر تھے مگر وہ دونوں آپ سے کہتے ہوئے ڈرے اور لوگوں میں ایک شخص تھا جس کے ہاتھوں میں کچھ درازی تھی اس کو ذوالیدین کہتے تھے اس نے کہا کہ یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آپ بھول گئے یا نماز کم کر دی گئی آپ نے فرمایا کہ میں (اپنے خیال میں) نہ بھولا ہوں اور نہ نماز کم کر دی گئی پھر آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ کیا ایسا ہی ہے جیسا ذوالیدین کہتے ہیں لوگوں نے کہا ہاں پس آپ آگے بڑھ گئے اور جس قدر نماز چھوڑ دی تھی پڑھ لی بعد اس کے سلام پھیر کر تکبیر کہی اور مثل اپنے سجدوں کے سجدہ کیا (یا ان سجدوں سے) کچھ زیادہ طویل (تھا) پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا اور تکبیر کہی اور مثل اپنے سجدوں کے یا اس سے کچھ زیادہ طویل سجدہ کیا پھر سر اٹھایا اور تکبیر کہی پھر اکثر ابن سیرین سے لوگوں نے پوچھا کہ بعد اس کے حضرت نے سلام پھیرا تو وہ کہہ دیتے تھے کہ ہاں مجھے خبر دی گئی ہے کہ عمران بن حصین نے کہا کہ پھر آپ نے سلام پھیرا۔

باب - وہ مسجدیں جو مدینہ کے راستوں پر ہیں اور وہ مقامات جن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی (کون کون ہیں)

۴۵۷ - موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ میں نے سالم بن عبد اللہ کو دیکھا کہ وہ راستے میں کچھ مقامات کی تلاش کرتے تھے اور وہیں نماز پڑھا کرتے تھے اور بیان کرتے تھے کہ ان کے باپ وہیں نماز پڑھتے تھے اور انہوں نے ان مقامات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا تھا موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ مجھ سے نافع نے ابن عمر سے نقل کیا کہ وہ انہیں مقامات میں نماز پڑھا کرتے تھے اور میں نے سالم سے پوچھا تو میں جانتا ہوں کہ انہوں نے بھی ان تمام مقامات میں نافع کی موافقت کی سوا اس کے کہ اس مسجد کے بارہ میں جو روحا کی بلندی پر ہے اس میں دونوں نے اختلاف کیا ہے۔

حمیدیہ پریس دہلی سے ہر قسم کی کتابیں اور قرآن شریف منگایا کیجئے کیونکہ ایک تو ہندوستان بھر سے کم نرخ پر ملتے ہیں دوسرے ثواب بھی مفت میں ملتا ہے اپنے کو کتابوں کا نفع اسی رسالہ پر

[1] تشبیک کے معنے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ میں ڈالنا۔

مقالات غوث الاعظم

(بسلسلہ گذشتہ)

لا مقدم لما اخر ولا موخر لما قدم ان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ھو وان یردک بخیر فلا راد لفضلہ فان شکوت منہ وانت معافی وعندک نعمۃ طلبا للزیادۃ وتعامیا عما لہ عندک نعمۃ ما طلبا للزیادۃ وللزیادۃ وتعامیا عما لہ عندک من النعمۃ والعافیۃ استصغارا بھا غضب علیک وازالھما عنک وحقق شکواک وضاعف بلاءک وشدد عقوبتک ومقتک وقلاک واسقطک من عینہ واحذر الشکوی جدا ولو قطعت وقرض لحمک بمقاریض ایاک وایاک ثم ایاک اللہ اللہ ثم اللہ النجا النجا الحذر الحذر فان اکثر ما ینزل بابن ادم من انواع البلاء لشکواہ من ربہ کیف یشکی منہ وھو ارحم الراحمین وخیر الحاکمین حلیم خبیر رؤف رحیم لطیف لعبادہ لیس بظلام للعبید کطبیب حلیم حبیب شفیق لطیف قریب ھل یتھم الوالد الشفیق او الوالدۃ الشفیقۃ الرحیمۃ قال النبی صلعم اللہ ارحم لعبدہ من الوالدۃ علی ولدھا احسن الادب یا مسکین تصبر عند البلاء ان ضعفت عن الصبر ثم اصبر ان ضعفت عن الرضا والموافقۃ ثم ارض ووافق ان وجدت ثم افن اذ فقدت ایھا الکبریت الاحمر این انت

اور جس چیز کو اس نے مقدم پہلے کیا اور اسے موخر (پیچھے) کرنے والا کوئی نہیں کیونکہ اللہ نے فرمایا اگر اللہ تجھے نقصان پہنچائے تو اس کے سوا کوئی نہیں کھانے (تجھ سے) ہٹانے والا اور اگر اللہ تیرے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرے تو کوئی نہیں کہ اس کے فضل کو (تجھ سے) رد کرے اور اگر تو نعمت و عافیت میں ہوتے ہوئے اللہ سے شکوہ کرے اور زیادت نعمت کو طلب کرے تو نعمت و عافیت (موجودہ) کو اگویا بے بصری سے تو حقیر سمجھا پس تجھ پر اللہ کا غصہ ہوگا اور موجودہ عافیت اور نعمت (دونوں کو تجھ سے) دور کر دے گا اور تیری شکایت کو سچ کر دیگا اور تیری بلا کو دگنا کر دیگا اور تجھ پر عقوبت شدید اور غصہ اور دشمنی کرے گا اور تجھے (اپنی) نظر رحمت سے گرا دیگا (پس) شکایت سے ضرور پرہیز کر اگرچہ تیرے گوشت کو قینچیوں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے بچا اپنے آپ کو بچا پھر بچا اللہ سے ڈر اللہ سے ڈر پھر اللہ سے ڈر ابھاگ جلدی بھاگ پرہیز کر شکایت سے پرہیز کر کیونکہ انواع بلا میں سے بلا بنی آدم پر اکثر اپنے پروردگار کی شکایت کی وجہ سے ہی نازل کی جاتی ہے کس طرح تو ایسے پروردگار کی شکایت کرتا ہے جو ارحم الراحمین ہے خیر الحاکمین ہے حلیم ہے خبیر (خبردار) ہے زیادہ مہربان اور نرمی اور رحمت فرمانے والا ہے اور وہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا جو ایک طبیب کی مانند حلیم (بردبار) حبیب اور شفیق اور لطف فرما اور بہت قریب ہے۔ کیا تہمت لگائی جاتی ہے شفیق والد یا شفقہ اور مہربان والدہ پر حضرت نبی صلعم نے فرمایا اللہ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ مہربان ہے جس قدر کہ ماں اپنے بیٹے پر مہربان ہے اے مسکین ادب احسن اختیار کر بلا پر صبر کر اگرچہ تو صبر کرتے کرتے ضعیف ہو جائے پھر صبر کر اگرچہ تو رضا اور موافقت (مرضی مولی) سے ضعیف ہو جائے اور پھر بھی تو خوشنودی

این توجد وتری ما تسمع الی قولہ کتب علیکم القتال وھو کرہ لکم وعسی ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم وعسی ان تحبوا شیئا وھو شر لکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون طوی عنک علم حقیقۃ الاشیاء وحجبک عنہ فلا تسیء الادب فتکرہ بک او تحب بک بل اتبع الشرع فی جمیع ما ینزل بک ان کنت فی حالۃ التقوی التی ھی القدم الاولی واتبع الامر فی حالۃ الولایۃ وخمود وجود الھوی ولا تجاوزہ وھی القدم الثانیۃ وارض بالفعل ووافق وافن فی حالۃ البدلیۃ والغوثیۃ والصدیقیۃ وھی المنتھی تنح عن طریق القدر خل عن سبیلہ رد نفسک وھواک وکف لسانک عن الشکوی فاذا فعلت ذلک ان کان خیرا زادک المولی حیاۃ طیبۃ ولذۃ وسرورا وان کان شرا حفظک اللہ فی طاعتہ فیہ وازال عنک اللائمۃ افنک فیہ حتی یتجاوز عنک ویرحل عند انقضاء اجلہ کما ینقضی اللیل فیسفر عن النھار والبرد فی الشتاء فیسفر عن الصیف ذلک انموذج عندک فاعتبر بہ ثم فی نفسہ ذنوب واثام واجرام وتلویث بانواع المعاصی والخطیات ولا یصلح لمجالسۃ الکریم الا الطاھر

اور موافقت مولی کی خواستگاری کر اگر تیرا وجود باقی ہے تو نوبت ہو جانے پہچان (مقام) فنا تک کہ تو اپنے آپ سے گم کر دیا جائے اے کبریت احمر (یعنی اے مقام فنا کہ تو اکسیر ہے) تو کہاں ہے تو کہاں پایا جائے تو کہاں دیکھا جائے کیا تو نے اللہ کا قول نہیں سنا تم پر جہاد فرض کیا گیا حالانکہ تم اسے کراہت طبعی سمجھتے ہو قریب ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرتے ہو اور وہ تمہارے حق میں بھلائی ہو اور قریب ہے کہ کسی شئے کو تم پسند کرتے ہو اور وہ تمہارے لیے برائی ہو اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے تجھ سے اللہ نے حقیقت اشیا کا علم سمیٹ لیا اور تجھے اس علم سے محجوب کر دیا پس کسی شئے کو برا جان کر یا بھلا سمجھکر سوء ادب نکر ہر چیز میں جو تجھ پر آئے شرع کی پیروی کر اگر تو حالت تقوی میں ہو کیونکہ تقوی پہلا قدم ہے اور خواہشات کے وجود کو ارنے اور نابود کرنے میں تو امر باطن کی پیروی کر اگر تو حالت ولایت میں ہے (یعنی امر باطن کی ہی پیروی کر) اور اس امر باطن سے تجاوز نہ کر اور یہ دوسرا قدم ہے اور فعل الہیہ کے ساتھ رضا مند رہ اور موافقت کر اور فنا ہو جا حالت ابدالیت اور غوثیت اور صدیقیت میں اور یہ انتہائی مرتبہ ہے اور قدر کے راستہ سے ہٹ جا اور اس کا راستہ چھوڑ دے اور اپنے نفس اور ہوا کو پھیر لے اور شکوہ (شکایت کرنے) سے زبان کو بند کر لے جب تو ایسا کرے گا تو اگر وہ قدر خیر ہے تو اللہ تیری حیات کو پاکیزہ اور تیری لذت و سرور کو زیادہ کر دیگا اور اگر وہ قضا و قدر شر ہے تو اللہ اس حال میں اپنی طاعت پر تیری حفاظت کرے گا اور تجھ سے ملامت کو دور کر دے گا اور تجھے اپنی قضا و قدر میں گم کر دیگا یہاں تک کہ تجھ پر اسی قدر کا یہ دورہ گذر جائے اور وقت کے پورا ہو جانے کی مدت کوچ کر جائے

تاریخ اسلام

(بسلسلہ گذشتہ)

تیسرا سبب

قریش کو عیسائیوں سے بالطبع نفرت تھی جس کی وجہ یہ تھی ابرہۃ الاشرم (بادشاہ حبش) جو کعبہ کو ڈھانے آیا تھا عیسائی تھا۔ یہی وجہ تھی کہ قریش عیسائیوں کے مقابلہ میں پارسیوں کو زیادہ پسند کرتے تھے ایران اور روم کی جنگ میں ایرانیوں نے فتح پائی تھی تو قریش نے نہایت خوشی کا اظہار کیا تھا اور مسلمان شکستہ ہوئے چنانچہ یہ آیت اتری۔

غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون فی بضع سنین للہ الامر من قبل ومن بعد ویومئذ یفرح المؤمنون بنصر اللہ (روم)

"قریب کے ملک میں رومی مغلوب ہوگئے یہ لوگ مغلوب ہونے کے بعد چند سال میں پھر غالب آجائینگے خدا ہی کو اختیار ہے پہلے بھی اور پیچھے بھی اور تب مسلمان اللہ کی مدد سے خوشی منائینگے۔"

اسلام اور نصرانیت میں بہت سی باتیں مشترک تھیں سب سے بڑھکر یہ کہ . . .

. . . . . اس زمانہ میں اسلام کا قبلہ بیت المقدس تھا اور مدینہ منورہ میں بھی ایک مدت تک یہی قبلہ رہا ان اسباب سے قریش کو خیال ہوا کہ آنحضرت صلعم عیسائیت قائم کرنا چاہتے ہیں۔

چوتھا سبب

ایک بڑا سبب قبائل کی خاندانی رقابت تھی قریش میں دو قبیلے نہایت ممتاز اور حریف یکدگر تھے بنو ہاشم و بنو امیہ عبدالمطلب نے اپنے زور اثر سے بنو ہاشم کا پلہ بھاری کردیا تھا لیکن ان کے بعد اس خاندان میں کوئی صاحب اثر پیدا نہیں ہوا۔ ابوطالب دولتمند نہ تھے عباس دولتمند تھے لیکن فیاض نہ تھے ابولہب بدچلن تھا اس پر بنوامیہ کا اقتدار بڑھتا جاتا تھا آنحضرت صلعم کی نبوت کو خاندان بنی امیہ اپنے رقیب ہاشم کی فتح خیال کرتا تھا اس لئے سب سے زیادہ اسی قبیلہ نے آنحضرت صلعم کی مخالفت کی بدر کے سوا باقی تمام لڑائیاں ابوسفیان ہی نے برپا کیں اور وہی ان لڑائیوں میں رئیس لشکر رہا۔ عقبہ بن معیط جو سب سے زیادہ آنحضرت صلعم کا دشمن تھا اور جس نے نماز پڑھنے کی حالت میں آپ کے دوش مبارک پر اوجھ لاکر ڈالی تھی اموی تھا۔ بنو امیہ کے بعد جس قبیلہ کو بنوہاشم کی برابری کا دعوی تھا وہ بنو مخزوم تھے ولید بن المغیرہ اسی خاندان کا رئیس تھا اس لئے اس قبیلہ نے بھی آنحضرت صلعم کی سخت مخالفت کی ابوجہل کی ایک تقریر سے اس بیان کی پوری تصدیق ہوتی ہے ایک دفعہ اخنس بن شریق ابوجہل کے پاس گیا اور کہا کہ محمد صلعم کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے ابوجہل نے کہا کہ ہم اور بنو عبد مناف (یعنی آل ہاشم) ہمیشہ حریف مقابل رہے انہوں نے مہمانداریاں کیں تو ہم نے بھی کیں انہوں نے خونبہا دیے تو ہم نے بھی دیے انہوں نے فیاضیاں کیں تو ہم نے ان سے بڑھکر کیں یہانتک کہ جب ہم نے ان کے کاندھے سے کاندھا ملایا تو اب بنو ہاشم پیغمبری کے دعویدار ہیں خدا کی قسم ہم اس پیغمبر پر کبھی ایمان نہیں لا سکتے۔

پانچواں سبب

ایک بڑا سبب یہ تھا کہ قریش میں سخت بداخلاقیاں پھیلی ہوئی تھیں بڑے بڑے ارباب اقتدار نہایت ذلیل بداخلاقیوں کے مرتکب تھے ابولہب جو خاندان ہاشم میں سب سے زیادہ ممتاز تھا اس نے حرم محترم کے خزانہ سے غزال زرین چرا کر بیچ ڈالا تھا۔ اخنس بن شریق جو بنو زہرہ کا حلیف اور رؤسائے عرب میں شمار کیا جاتا تھا نمام اور کذاب تھا نضر بن حارث کو جھوٹ بولنے کی سخت عادت تھی اسی طرح اکثر ارباب جاہ مختلف قسم کے اعمال شنیعہ میں گرفتار تھے۔ آنحضرت صلعم ایک طرف بت پرستی کی برائیاں بیان فرماتے تھے دوسری طرف ان بداخلاقیوں پر سخت دارو گیر کرتے تھے جس سے ان کی عظمت اقتدار کی شاہنشاہی متنزل ہوتی جاتی تھی قرآن مجید میں بیہم علانیہ ان بدکاروں کی شان میں آیتیں نازل ہوتی تھیں اور گو طریقہ بیان عام تھا لیکن لوگ جانتے تھے کہ روئے سخن کس کی طرف ہے۔

ولا تطع کل حلاف مھین ھماز مشاء بنمیم مناع للخیر معتد اثیم عتل بعد ذالک زنیم ان کان ذا مال وبنین ۔

"اور کسی شخص کے کہنے میں نہ آنا جو بات بات میں قسم کھاتا ہے آبرو باختہ ہے طاعن ہے چغلیاں لگاتا ہے لوگوں کو اچھے کاموں سے روکتا ہے حد سے بڑھ گیا ہے۔ بد ہے۔ تند خو ہے اور ان سب باتوں کے ساتھ جھوٹا نسب بتاتا ہے اس لئے کہ وہ مالدار اور لڑکوں والا ہے۔"

کلا لئن لم ینتہ لنسفعا بالناصیۃ ناصیۃ کاذبۃ خاطئۃ ۔

"وہ سن رکھے کہ اگر وہ باز نہ آیا تو ہم اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر گھسیٹینگے جو کہ جھوٹی اور خطاکار ہے۔"

ممکن تھا کہ وعظ و پند کا نرم طریقہ اختیار کیا جاتا لیکن مدت کی عربی نخوت دولت کا فخر ریاست کا زعم ان جنبروں کے ہوتے ہوئے جب تک ضرب نہایت سخت نہ ہوتی وہ جنبش نہ ہوتے اس لئے بڑے بڑے جبار اس طرح مخاطب کئے جاتے تھے

ذرنی ومن خلقت وحیدا وجعلت لہ مالا ممدودا وبنین شھودا ومھدت لہ تمھیدا ثم یطمع ان ازید کلا انہ کان لایاتنا عنیدا

"ہم کو اور اس کو تنہا چھوڑ دو میں نے اس کو پیدا کیا پھر بہت سا مال دیا بیٹے دیے سامان دیا پھر چاہتا ہے کہ ہم اس کو اور دیں ہرگز نہیں وہ ہماری آیتوں کا دشمن ہے۔"

یہ خطاب ولید بن مغیرہ کے ساتھ ہے جو قریش کا سرتاج تھا اور یہ الفاظ اس شخص کی زبان سے ادا ہوتے تھے جسکو ظاہری جاہ و اقتدار حاصل نہ تھا لیکن عداوت کی جو سب سے بڑی وجہ تھی اور جس کا اثر تمام قریش بلکہ تمام عرب پر یکساں تھا یہ تھا کہ جو معبود سینکڑوں برس سے عرب کے حاجت روائے عام تھے اور جن کے آگے وہ ہر روز پیشانی رگڑتے تھے اسلام ان کا نام و نشان مٹاتا تھا اور ان کی شان میں کہتا تھا انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جھنم تم اور جن چیزوں کو

تم پوجتے ہو سب دوزخ کے ایندھن ہوں گے۔

قریش کے تحمل کے اسباب

ان اسباب کے ساتھ جن میں سے ہر ایک قریش کو سخت مشتعل کر دینے کے لئے کافی تھا توقع یہ تھی کہ اعلان دعوت کیساتھ سخت خونریزیاں شروع ہو جائیں لیکن قریش نے تحمل سے کام لیا اور اس کے ناگزیر اسباب تھے قریش خانہ جنگیوں میں تباہ ہو چکے تھے اور حرب فجار کے بعد اس قدر عاجز آگئے تھے کہ لڑائی کے نام سے ڈرتے تھے قبیلہ پرستی کی وجہ سے لڑائی صرف اتنی سی بات پر شروع ہو جاتی تھی کہ کسی قبیلہ کا کوئی آدمی قتل کر دیا جائے مقتول کا قبیلہ بغیر کسی تحقیق کے انتقام کے لئے کھڑا ہو جاتا تھا اور جب تک بدلا نہ لے لیا جائے یہ آگ بجھ نہیں سکتی تھی۔ رسول اللہ صلعم کے قتل پر آمادہ ہونا قریش کے لئے نہایت آسان تھا لیکن وہ جانتے تھے کہ بنو ہاشم خون کا انتقام نہ چھوڑیں گے اور پھر سلسلہ بہ سلسلہ تمام مکہ جنگ میں مبتلا ہو جائے گا بہت سے لوگ اسلام لا چکے تھے اور قریباً کوئی قبیلہ ایسا باقی نہ تھا جس میں دو ایک شخص اسلام نہ لا چکے ہوں اس لئے اسلام اگرچہ جرم تھا تو صرف ایک شخص اس کا مجرم نہ تھا بلکہ سینکڑوں تھے اور سب کا استیصال کرنا ممکن نہ تھا۔

اسلامی درسگاہ

تین سال تک تو آنحضرت صلعم خفیہ طور پر تبلیغ اسلام کرتے رہے مگر چوتھے سال جب علانیہ تبلیغ شروع کی تو کفر و اسلام کی سخت کشمکش بھی اسی سال سے شروع ہوگئی اور کفار پوری قوت و خونخواری کے ساتھ اسلام کی مخالفت اور اس کے استیصال پر کمر بستہ ہوگئے۔

ضرورت تھی کہ کفر و شرک کے کاٹنے والی قوتوں کے مقابلہ میں ایمان و ایقان کے آہنی ہتھیار رکھنے جائیں اعوان و انصار کی رگ و پے میں سچے خلوص جاں نثاری وفاداری عقیدت و نیازمندی اور کمالات انسانی کے نورانی آئینے رکھے جائیں اخلاقی و روحانی کمالات کے بیش بہا جواہر ریزے ہر ایک کے سر میں لٹے جائیں عقیدت کی سچی تصویریں ارادت کی اصلی مورتیں ایمان کے کامل مجسمے اور آہنی اعتقاد کے پیکر تیار کئے جائیں اور کفار کے جور و ظلم اور شدائد و مصائب کے سامنے صبر و رضا اور استقامت کی وہ تعجب انگیز حیرت انگیز تصویریں کھینچی جائیں جن کی نظیر چشم فلک نے کبھی نہ دیکھی اور سنی ہوں اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے آقائے دو جہان صلعم نے کوہ صفا کے دامن میں ارقم بن ارقم کے مکان کو بطور اسلامی درسگاہ کے استعمال کرنا شروع کیا جو لوگ اسلام میں داخل ہوتے وہ اسی مکان میں آتے اور یہیں ان کو اسلامی تعلیم دی جاتی یہیں سب مل کر نماز با جماعت ادا کرتے اور یہیں بہ جمعیت کے صلاۃ بشور کر۔۔۔ ہوتے تھے۔

قریش کا ایک وفد

جب حضور سرور کائنات صلعم نے علانیہ تبلیغ شروع کر دی اور بتوں کی مذمت و مخالفت شروع کی تو قریش کے چند معزز اشخاص ابو طالب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آکر شکایت کی مگر ابو طالب نے نرمی سے سمجھا کر ان کو واپس کر دیا لیکن حضور اور آپ کے دشمن بہت سے کسی حالت میں بھی باز نہیں رہ سکتے تھے آپ برابر اپنے کام میں مشغول رہے اس لئے دوبارہ ایک جماعت آئی جس میں تمام ۔۔۔ سرداران قریش عتبہ بن ربیعہ شیبہ، ابو سفیان، عاص بن ہشام، ابو جہل، ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل وغیرہ شریک تھے یہ ان لوگوں نے ابو طالب سے کہا کہ آپ کا بھتیجا ہمارے معبودوں کی توہین کرتا ہے ہمارے آباؤ اجداد کو گمراہ بتلاتا ہے۔ ہم کو احمق اور بیوقوف ٹھیرا تا ہے اس لئے یا تو تم درمیان سے ہٹ جاؤ۔ محمد (صلعم) کی حمایت و حفاظت سے ہاتھ اٹھاؤ اور یا تم بھی میدان میں آؤ تاکہ ہم دونوں میں سے ایک کا فیصلہ ہو جائے ابو طالب نے دیکھا کہ اب حالت نازک ہو چکی ہے قریش اب صبر و تحمل نہیں کر سکتے اور میں تنہا قریش کا مقابلہ نہیں کر سکتا اس لئے آنحضرت صلعم سے کہا کہ:۔

جان عم میرے اوپر اتنا بوجھ نہ ڈال کہ میں اٹھا نہ سکوں " جب حضور نے دیکھا کہ میری ظاہری پشت پناہ ابو طالب کے پائے ثبات میں لغزش آگئی ہے تو آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ " خدا کی قسم اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے میں چاند لاکر بھی دیدیں تب بھی میں اپنے فرض سے باز نہ آؤں گا یا تو خدا اس کام کو پورا کرے گا یا میں خود اس پر نثار ہو جاؤں گا " آپ کی پر اثر اور درد بھری آواز نے ابو طالب کو سخت متاثر کیا اور آپ سے کہا کہ جا کوئی شخص تیرا بال بھی بیکا نہ کر سکے گا۔

اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابو طالب کی حمایت میں آگئے اور بدستور دعوت اسلام میں مصروف ہو گئے ابو طالب کی حفاظت و نگرانی کی وجہ سے قریش کا کچھ بس نہ چلتا تھا دانت پیس پیس کر رہ جاتے قابو نہ پا سکتے تھے اور من مانی کا رروائی کا موقعہ نہ ملتا تھا تاہم اگرچہ ان کو قتل کا موقعہ نہ مل سکتا تھا لیکن پھر بھی اذیتیں دینے اور تکالیف پہنچانے کا موقع ضرور مل جاتا تھا ہر قسم کی بدزبانیاں کرتے تمسخر اڑاتے ڈراتے دھمکاتے۔ آپ کو شاعر اور مجنون کہا جاتا اور کبھی ساحر و کاہن کر کے پکارا جاتا۔ آپ کے راستے میں کانٹے بچھائے جاتے۔ ایک مرتبہ صحن کعبہ میں قریش نے آپ کو گھیر لیا اور آپ کی شان میں گستاخی و دست درازی شروع کی حارث بن ابی ہالہ کو خبر ہوئی تو آپ آئے اور آپ کی حفاظت میں خود جان دیدی

آنحضرت صلعم کو دنیاوی ترغیبات

جب کفار مکہ اپنی ایذا رسانی اور وحشت و خونخواری میں حضور کے صبر و تحمل کے سامنے بیزار ہو گئے تو اب انہوں نے دوسرا پہلو اختیار کیا عتبہ بن ربیعہ قریش کی طرف سے رسول خدا صلعم کے پاس آیا اور کہا کہ محمد اگر آپ مکہ کی ریاست چاہتے ہیں تو آپکو اپنا سردار ماننے کیلئے تیار ہیں اگر کسی بڑے گھرانے میں کسی حسین عورت سے شادی کی خواہش ہو تو آپ جس دولتمند اور حسین وجمیل عورت سے چاہیں شادی کر سکتے ہیں اور اگر آپ مکہ کی حکومت چاہتے ہیں تو ہم اس بات پر بھی رضامند ہیں کہ تمام مکہ آپکے زیر فرمان ہو مگر آپ ہمیں بیوقوف و احمق بتانے اور ہمارے بتوں کی مخالفت و مذمت سے باز آجائیں آپ نے ان ترغیبات کو سنا اور جواب میں سورہ حم السجدہ کی چند آیتیں پڑھیں قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی انما الٰھکم الٰہ واحد فاستقیموا الیہ واستغفروہ ۔۔۔ قل ائنکم لتکفرون بالذی خلق الارض فی یومین و تجعلون لہ اندادا ذالک رب العالمین " اے عتبہ کہدے میں تمہارے ہی جیسا آدمی ہوں مگر مجھ پر الہام کیا جاتا ہے کہ تمہارا خدا بس ایک ہی ہے سیدھا اس کی طرف جاؤ اور اسی سے معافی مانگو۔ کہدے کیا تم لوگ خدا کا انکار کرتے ہو جس نے دو دن میں یہ زمین پیدا کی اور تم خدا کے شریک قرار دیتے ہو جو سارے جہان کا پروردگار ہے "۔

عتبہ پر ان آیتوں کا بڑا اثر ہوا اس نے قریش سے جا کر کہا کہ محمد (صلعم) جو کلام پیش کرتا ہے وہ شاعری نہیں بلکہ کوئی اور ہی چیز ہے میری یہ رائے ہے کہ تم ان کو ان کے حال پر

چھوڑ دو اگر وہ کامیاب ہو کر عرب پر غالب آجائیگا تو یہ تمہاری عزت ہے ورنہ عرب خود ان کو فنا کر دیگا قریش نے صاف مسول ۔۔۔ یہ رائے سنکر کہا کہ شاید محمد صلعم نے تم پر بھی جادو کر دیا ہے

اسلام کی امتیازی مُعاشرت

ایک مسلسل کتاب جو مولوی کے لئے لکھوائی جا رہی ہے

(نوشتہ حضرت مراد مارہروی)

ہمسائے کیساتھ برتاؤ

اہل وعیال اور عزیزوں کے بعد ہمیں جن لوگوں سے سب سے زیادہ اور ہمہ وقت سابقہ پڑتا ہے وہ ہمارے ہمسائے اور پڑوسی ہیں ان سے اگر تعلقات اچھے ہیں تو ان میں اور عزیزوں میں کوئی فرق نہیں محسوس ہوتا اور یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہمارے خاندان کے ہیں عزیزوں اور رشتہ داروں ہی کی طرح پڑوسی بھی ہمارے رنج وغم اور خوشی ومسرت کے شریک رہتے ہیں ہماری امداد واعانت اور ہماری حمایت وجنبہ داری میں بھی پیش پیش ہوتے ہیں ساتھ ساتھ رہنے سے کچھ عرصہ بعد دوئی کا پردہ بھی اُٹھ جاتا ہے اور پھر یہ بالکل رشتہ داروں کی طرح رہتے اور ملتے جلتے ہیں مثل مشہور ہے کہ پڑوسی دہریوں کا شریک ہوتا ہے جس چیز کی ضرورت ہوئی دوڑے اور پڑوس سے لے آئے جیسا امداد کی ضرورت ہوئی پڑوسی تیار ہیں۔

دن رات کا اُٹھنا بیٹھنا اور ملنا جلنا رہتا ہے بچے علیحدہ مانوس ہو جاتے ہیں مردوں مردوں میں یگانگت بڑھتی ہے وہ علیحدہ رہی عورتیں تو بالکل بہنیں بہنیں بن جاتی ہیں غرض ان میں اور رشتہ داروں میں نمایاں تفاوت نظر نہیں آتا اور اکثر تو ایسا ہوتا ہے کہ پڑوسیوں کی اہمیت اپنے رشتہ داروں سے بھی بڑھ جاتی ہے اور ہر وقت کا میل جول دونوں کو باہم ملا کر ایک کر دیتا ہے۔

ہندوؤں میں چھوت چھات نے قوموں ہی کو علیحدہ کر دیا ہے پڑوسیوں کا کہنا ہی کیا ہے پھر مذہبی تو ہمات نے بھی باہمی بعد پیدا کر دیا ہے ہندو ہندو تو پھر بھی کسی نہ کسی حد تک مل رہتے ہیں لیکن اگر ہندوؤں کا پڑوسی کوئی مسلمان یہودی پارسی یا انگریز ہے تو معاشرت کی ایک دیوار درمیان میں حائل ہو جاتی ہے کہ ایک دوسرے کے گھر میں بے تکلف نہ آ جا سکتا ہے اور نہ پاس بیٹھ سکتا ہے اس لئے تعلقات میں وہ استواری پیدا نہیں ہونے پاتی جو عرصہ تک برابر اور زیر دیوار رہنے سے پیدا ہو جانی چاہیئے پھر ان پر ان کے دھرم کے اعتبار سے پڑوسی کے متعلق کوئی اہم تاکید اور کوئی اہم ذمہ داری بھی عائد نہیں کی گئی سالہا سال ساتھ رہیں گے پھر بھی غیریت کا پردہ حائل رہے گا۔ قومی نسلی اور رسمی صدہا مصالح ان کے شیر و شکر ہونے میں حائل رہیں گے اور محبت کے تعلقات بھی شیر و شکر ہونے دیں گے یہ تو ہے امن کی حالت اور اگر کہیں مخالفت ومعاندت پیدا ہو گئی تو پڑوسی کا اجاڑ دینا گویا فرض ہو جائے گا تو می اعتبار سے ایک دوسرے سے اعلیٰ ضرور ہو گا ایک کے دل میں غرور وتکبر کے جذبات پیدا ہوں گے اور دوسرا اپنی تحقیر پر جلے گا دھرم رہنمائی کے لئے موجود نہ ہو گا نتیجہ یہی ہو گا کہ دونوں کی پرسکون زندگی ہمیشہ کے لئے خطرے میں پڑ جائیگی۔

متمدن اور مہذب مغرب کے یہاں بھی ان کی رہنمائی کے لئے کوئی تعلیم اور کوئی ہدایت نامہ موجود نہیں پھر مادیت پرستی نے ان کے قلب کو پتھر بنا دیا ہے جب وہاں ماں باپ اور اعزہ واقارب ہی کو کوئی نہیں پوچھتا تو تا بہ ہمسایہ چہ رسد" صدیاں ساتھ ساتھ رہتے گذر جاتی ہیں اور ایک دوسرے کو یہ معلوم بھی نہیں ہوتا کہ ہمارے مشرق ومغرب میں کون آباد ہے زیادہ سے زیادہ آشنا بھی ہو سکا کہ دروازہ کا بورڈ دیکھ کر ایک دوسرے کے نام سے آشنا ہو جانے لگا اور بس! گھروں میں ملنے جلنے کا کوئی رواج نہیں وہاں کی نشستگاہیں وہاں کے کلب ہیں کسی کے گھر کسی کے جانے کا رواج ہی نہیں کوئی بڑا ہی اہم اور ضروری کام نکل بھی آیا تو یہ کون پوچھے کہ تم کیا ہو اور کہاں رہتے ہو معاملہ کے متعلق دو باتیں کیں اور گڈ مارننگ کہکر چلتے بنے۔

کلبوں میں بھی جب تک کوئی تعارف نہ کرائے سب گونگے کا گڑ کھائے بیٹھے رہتے ہیں سینما، ٹرین اسٹیشن اور کلب کہیں مغربی فرد جمع ہوں باہم گفتگو کا رواج ہی نہیں جب تک کوئی کسی سے تعارف نہ کرائے گا گفتگو ہی شروع نہ ہوگی عجیب بے تعلق اور بے کیف زندگی ہے کسی کے یہاں چور آ جائیں ڈاکہ پڑ جائے ان کی بلا سے اگر گھر میں نکلیں گے بھی تو اس وقت جب سمجھ لیں گے کہ اس نکلنے اور اس وقت پڑوسی کی امداد دینے میں ہمارا کوئی ذاتی فائدہ ذاتی تحفظ یا کم از کم شہرت ہی حاصل ہونے کا امکان ہے یہ بات نہیں تو کوئی مر جائے، قتل ہو جائے خون کے دریا بہ جائیں انھیں کوئی سروکار نہیں ان کے یہاں تو ہر چیز تجارت بن گئی ہے ایثار ان کے لئے ایک بے معنی چیز ہے اگر آپ سے ملنے پڑوسی کے پاس جانے یا کسی کی امداد کرنے میں ان کا کوئی فائدہ ہے انھیں کچھ ملتا ہے ان کی شہرت قائم ہوتی ہے تو فوراً ایک پیکر ایثار اور مجسمہ اخلاق بنکر آپ کے سامنے آئینگے پڑوسی سے ملیں گے اور حاجتمند کی امداد بھی کرینگے اور اگر یہ نہیں تو انھیں کسی سے تعلق بھی نہ ہو گا بلکہ وہ بے فائدہ گفتگو اور ملنے جلنے کو بھی تضیع اوقات سمجھیں گے اور اس پر ناک بھوں چڑھائینگے۔

یہی صورت اب ہندوستان میں قائم ہوتی چلی جا رہی ہے مغربی الحاد اور خود پرستی کی آندھیوں کے جھونکے ہمارے ہندوستان تک پہنچ رہے ہیں اور یہاں بھی خود پرستی کی حکومت قائم ہوتی چلی جاتی ہے پہلے زمانہ اور اگلی تعلیم سے آراستہ بزرگ تو اپنے ہمسایوں سے خواہ وہ غریب ہوں ان سے ملتے بھی رہیں گے ان کا خیال بھی رکھیں گے عام تہذیب نوابوں کا بھی اب تک یہی مسلک ہے لیکن جنھیں مغربی ہوا لگ چلی ہے اور جن پر یورپ کے الحاد پرور رنگ کی چھینٹیں پڑ گئی ہیں ان میں وہی رنگین ذہنیت اور وہی مغربی تنگ کلامی اور بے تعلقی کی شان نظر آئے گی بڑوں سے فخر ونمائش کے طور پر بڑھ بڑھ کر ہاتھ ملائینگے ان کی ملاقاتوں کے لئے دو دو میل چل کر جائینگے رہیں گے کوچہ چیلاں میں اور ان کے دوست ہوں گے قرول باغ میں یا باڑہ ہندو راؤ میں گھر ہو گا کشمیری دروازہ اور نشست ہو گی سرائے روح اللہ خاں۔

محلہ کے لوگوں اور غریب دوستوں اور عزیزوں سے ملنا جلنا اور ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ان کے لئے موجب عار ہو گا آپ مغرب زدہ لوگوں کی معاشرت کا بغور معائنہ کریں محلہ والوں میں چند لوگوں سے بمشکل دوستی ہوگی انھیں یہ علم بھی نہ ہو گا کہ اس محلہ میں کون کون کہاں کہاں آباد ہیں اور ان کی کس طرح بسر ہوتی ہے مالی حالت کیا ہے کسی اہم کام حادثہ

ہوگا تو ساتھ ہولیں گے اور غریب خواہ زیر دیوار ہی دم توڑ دے پروا بھی نہ ہوگی امیر کی تیمارداری کے لئے سیر ٹھ تک پہنچ جائیں گے اور کوئی غریب دروازہ ہی کے سامنے پڑا کراہتا رہے لیکن انھیں ذرہ برابر بھی احساس نہ ہوگا آپ کسی ایسے بزرگ سے ذرا دریافت کرکے دیکھئے کہ آپ کے قرب میں کون لوگ رہتے ہیں دروازہ کے دونوں جانب کن لوگوں کی دوکانیں ہیں اور برابر ہی بیٹھنے والے سوداگر کا کیا نام ہے ووٹ اور انتخاب کے سلسلہ میں کچھ علم ہوگیا ہو اور بات ہے ورنہ انھیں ہمسایوں اور پڑوسیوں کے مرگ و زیست سے کوئی سروکار اور کوئی تعلق نہ ہوگا بیگانہ وار رہیں گے بیگانہ وار آئیں جائینگے اور بیگانہ وار بات کریں گے۔

نہ انھیں پڑوسیوں سے ہمدردی ہوگی اور نہ پڑوسیوں کو ان سے ہم تو آپ کو بتا چکے ہیں کہ مغربی طریقوں نے ہمارے نظام معاشرت کو تباہ کرکے رکھدیا اور کم از کم اتنا اثر ضرور ہوا کہ انسان اس وقت دو مختلف اور بالکل جداگانہ اور بیگانہ طبقوں میں تقسیم ہو کر رہ گئے ایک امیر اور دوسرا غریب۔ غریب خواہ عزیز ہو خواہ ہمسایہ کوئی ہو امیر ہمسایہ کو اس سے پورا بعد ہوگا یہ غریبوں کو بدمعاش سمجھتے اور انھیں برے ناموں سے یاد کرتے رہیں گے اور غریب انھیں کسی اور دنیا کی مخلوق سمجھکر ان کی طرف سے بالکل غافل رہیں گے یہی دو بین ذہنیت کارفرما ہوگی۔ انتخاب کا موقع ہو ووٹ لینا ہو تو آپ ان کے عزیز بھی ہیں ہمسائے بھی ہیں اہل محلہ بھی ہیں کہئے تو آپ کو باپ بھی بنالیں گے ورنہ بھائی اور چچا تو سب ہی کو اس موقع پر کہکر پکاریں گے لیکن جب وقت کام نکل گیا اس وقت تو کون اور میں کون وہی بعد اور وہی افتراق!

اسلام اس لعنت کو ہرگز پسند نہیں کرتا اس کے نزدیک امیر و غریب سب برابر ہیں وہ دولت کو نہیں امارت کو نہیں نسب اور خاندان کو نہیں صرف تقوی اور اعمال کو وجہ فضیلت سمجھتا ہے یہاں غریبوں کی عزیزوں کی پڑوسیوں کی اور ضرورتمندوں کی خدمت ہی بڑی چیز ہے یہاں جو قوم کا خادم ہے وہی مخدوم ہے جو جتنی اپنے ابنائے جنس کی خدمت کرتا اور دنیا کو فائدہ پہنچاتا اور اخلاق حمیدہ سے کام لیتا ہے اتنا ہی اچھا اور اتنا ہی اعلیٰ سمجھا جاتا ہے یہاں خود پرستی و خود مطلبی کی نہیں اخلاق و ایثار کی حکمرانی ہے یہاں انہیں کاموں انہی عملوں اور انھیں ہستوں کی عظمت ہے جو خالصۃً للہ کی جائیں اور جن میں ریا و نمائش کا کوئی شائبہ بھی نہ پایا جائے یہاں ایثار اور محض ایثار کا سکہ چلتا ہے اسلام کا سچا پیرو ذاتی غرض ذاتی مفاد و ذاتی اعزاز کے لئے کوئی کام نہیں کرتا اور نیکی کر اور دریا میں ڈال کے اصول پر عامل ہے وہ دنیا میں اپنی خدمت اور اپنے کام کا بدلہ نہیں چاہتا اور نہ بدلہ اور شہرت کے لئے کوئی کام کرتا ہے مگر اس کی خدمتوں سے گرمیوں غربا نوازیوں ایثار کیشیوں فیض رسانیوں اور داغ سوزیوں کا جو صلہ ملیگا وہ عقبیٰ میں ملیگا وہ سمجھتا ہے کہ حقیقی انعام وہی ہے جو خدا کی طرف سے عطا ہو حقیقی شہرت وہی ہے جو مخلصانہ کارناموں پر از خود حاصل ہو جائے حقیقی ایثار وہی ہے جو محض ابنائے جنس کی فلاح و بہبود کے خیال سے کیا جائے اسلام نے امت کو یہی تعلیم دی ہے لہذا وہ اسی پر ہے اور ہمیشہ اسی پر عمل کرنا اپنے لئے موجب سعادت سمجھتا ہے۔

اسی اصول کی بنا پر وہ اپنے پڑوسیوں سے سلوک کرتا ہے اور وہ اس سلوک میں مسلمان اور غیر مسلمان کی کوئی تمیز روا نہ رکھتا ہے اس کے نزدیک مسلم ہندو عیسائی یہودی پارسی اور بدھ پڑوسی یکساں ہیں وہ سب کو اپنا عزیز سمجھتا سب کی خدمت کو سعادت جانتا اور سب کے ساتھ یکساں سلوک کرتا ہے اور اس لئے کرتا ہے کہ اسلام نے اسے یہی سکھایا ہے اور یہی حکم دیا ہے اور یہی کہا ہے قرآن کریم میں خدائے قدوس ارشاد فرماتا ہے

واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا وبالوالدین احسانا وبذی القربیٰ والیتمیٰ والمسٰکین والجار ذی القربیٰ والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وما ملکت ایمانکم۔ لوگو اللہ ہی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھیراؤ اور ماں باپ رشتہ داروں یتیموں، محتاجوں، رشتہ دار پڑوسیوں، اجنبی پڑوسیوں پاس بیٹھنے والوں مسافروں اور اپنے لونڈی غلاموں سب کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہو۔ یہ کسی بندہ اور کسی بزرگ کا حکم نہیں رب قدیر کا حکم ہے غور کیجئے کہ حسن ترتیب اور تفصیلی درجہ بندی کے ساتھ دنیا والوں سے وہ حسن سلوک کی تعلیم دیتا چلا جارہا ہے محض ایک اس آیت ہی سے اسلامی شان کے رنگا رنگ جلوے اور اسلامی تعلیم اخلاق کے پرشکوہ مناظر کی تصویر نگاہوں میں پھر جاتی لونڈی غلاموں اور اجنبی پڑوسیوں تک سے پوری ہمدردی اور نیکی کے سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ تو محض حسن سلوک ہی کا سوال ہے دیکھئے ان کی ایذا رسانی کتنی شدید معصیت کا باعث ہے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ارشاد ہے عن ابی ھریرۃ قال قال رجل یا رسول اللہ ان فلانۃ تذکر من کثرۃ صلوتھا وصیامھا وصدقتھا غیر انھا توذی جیرانھا بلسانھا قال ھی فی النار قال یا رسول اللہ ان فلانۃ تذکر من قلۃ صیامھا وصلوتھا وانھا تصدق بالاثوار من الاقط ولا توذی جیرانھا بلسانھا قال ھی فی الجنۃ

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ فلاں عورت کی نسبت لوگ کہتے ہیں کہ وہ نماز بہت پڑھتی ہے روزے بکثرت رکھتی ہے اور بہت کچھ صدقہ و خیرات کرتی ہے لیکن اپنے ہمسایہ کو اپنی زبان سے تکلیف پہنچایا کرتی ہے تو آپ نے فرمایا کہ وہ دوزخ میں جائے گی۔ پھر اس شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ فلاں عورت کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ نماز کم پڑھتی ہے اور خیر خیرات بھی برائے نام کرتی ہے لیکن اس کی زبان سے ہمسایہ کو کوئی تکلیف نہیں پہنچتی تو آپ نے فرمایا کہ وہ جنت میں جائے گی۔

ایک اور جگہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسائے سے بدسلوکی کو فقدان ایمان کے مترادف بتایا ہے چنانچہ ارشاد ہے عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ لا یؤمن واللہ لا یؤمن واللہ لا یؤمن قیل من یا رسول اللہ قال الذی لا یأمن جارہ بوائقہ

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی قسم وہ ایماندار نہیں خدا کی قسم وہ ایماندار نہیں خدا کی قسم وہ ایماندار نہیں کسی نے کہا کہ یا رسول اللہ کون ایماندار نہیں آپ نے فرمایا وہ شخص جس کے پڑوسی اس کی ایذا رسانی سے محفوظ نہیں۔

پڑوس کی عورت سے حرام کرنے کو بھی حضرت سرور عالم نے سب سے بڑا گناہ بتایا ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ خدا کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کونسا ہے آپ نے فرمایا کہ شرک! اس نے پوچھا کہ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اولاد کو اس خوف سے قتل کردینا کہ وہ بڑے ہوکر تیرے ساتھ کھائینگے اس نے پھر پوچھا کہ اس کے بعد۔ تو آپ نے فرمایا کہ تیرا تیرے پڑوسی کی عورت سے حرام کرنا۔

نہ صرف حرام بلکہ یہ زنا دس گنے جرم کا باعث ہے اور کسی عورت سے زنا تو جرم ہے ہی مگر ہمسائے کی عورت سے زنا کرنا دس عورت سے زنا کرنے کے برابر ہے امام احمد کی

مسند میں ایک حدیث مندرج ہے کہ ایک دفعہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب سے پوچھا کہ تم زنا کے بارے میں کیا کہتے ہو انہوں نے جواب دیا کہ حرام ہے خدا اور رسول نے اسے قیامت تک کے لئے حرام کر دیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مرد کا دس عورتوں کے ساتھ زنا کرنا اتنا سخت نہیں ہے جتنا ہمسائے کی ایک عورت سے زنا کرنا پھر آپ نے دریافت فرمایا کہ تم چوری کے بارے میں کیا کہتے ہو اصحاب نے عرض کیا کہ حرام ہے خدا اور رسول نے چوری کو قیامت تک کے لئے حرام کر دیا ہے آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص دس گھروں میں چوری کرے تو یہ اس کے لئے اتنا سخت نہیں جتنا کہ ہمسایہ کے گھر میں چوری کرنا۔

کیا کوئی مذہب ہمسائے کے اتنے احترام اور اتنے پاس و لحاظ کی کوئی نظیر پیش کر سکتا ہے نہیں اور ہرگز نہیں چونکہ پڑوسیوں سے ہر وقت کا تعلق رہتا ہے اس لئے اسلام نے جزئیات تک کی تصریح کر دی ہے تاکہ جزوی اور معمولی امور میں بھی کوئی وجہ نزاع پیدا نہ ہو بخاری شریف کی ایک حدیث میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ہمسایہ دوسرے ہمسایہ کو اپنی دیوار میں کھونٹی گاڑنے سے نہ روکے۔

حضرت ابوہریرہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کو حقیر نہ سمجھے بلکہ اس کے ساتھ سلوک کرے اگرچہ ایک بکری کا کھر ہی کیوں نہ ہو بخاری شریف میں ایک اور حدیث مذکور ہے کہ حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی نے دریافت کیا یا رسول اللہ میرے دو پڑوسی ہیں میں ان میں سے کسے تحفہ بھیجوں آپ نے فرمایا جس کا دروازہ تمہارے گھر سے قریب ہو۔

اس سے بڑھکر اور کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پڑوسی کا ستانا میرے ستانے کی برابر ہے۔

جو شخص خود شکم سیر ہو کر سویا اور اس کا پڑوسی بھوکا پڑا رہا وہ گویا مجھ پر ایمان نہ لایا۔ جب تک کوئی مسلمان پڑوسی کے لئے بھی وہی بات پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اس وقت تک وہ مسلمان نہیں۔

ایک حدیث شریف میں مذکور ہے کہ آپ ایک مرتبہ جہاد کو نکلے تو اعلان کیا کہ جس شخص نے اپنے پڑوسی کو ستایا ہے وہ ہمارے ساتھ نہیں چل سکتا۔

کتنی شدید تاکیدات ہیں پھر کہیں مسلم و غیر مسلم کا امتیاز نہیں بلکہ صرف پڑوسی کا نام لیا گیا ہے اور صاف طور پر واضح کر دیا ہے کہ مسلمان وہی ہے جو اپنے پڑوسی سے بہتر سلوک کرتا ہے۔

ایک دفعہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ:-

"تم جانتے ہو کہ پڑوسی کا کیا حق ہے صحابہ رضی نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے آپ نے فرمایا کہ اگر وہ تم سے امداد کی درخواست کرے تو اسے امداد دو قرض مانگے تو قرض دو اور وہ محتاج ہو تو اس کے ساتھ سلوک کرو وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرو خوشی کا موقع ہو تو اسے مبارکباد دو اور غم کا موقع آئے تو اس کی تعزیت کرو اپنے گھر کی دیوار اتنی بلند نہ اٹھاؤ کہ اس سے اس کے گھر کی ہوا رکے نئے پھل خریدو تو اسے پھل بھی بھیجو اور اگر نہ بھیجو تو انھیں پوشیدہ رکھو اور اپنے بچوں کو پھل ہاتھ میں باہر لئے نہ بھیجو تاکہ اس کے بچے دیکھکر انھیں مانگیں اور وہ کڑھے اور اس سے اس کے دل کو رنج پہنچے"

افسوس صد افسوس آج مسلمان اپنے مذہب اور مذہبی تعلیمات کو بالکل بھول بیٹھے ہیں اور بھولنا کیا انہیں یہ علم ہی نہیں کہ اسلام نے انھیں مختلف شعبہ ہائے حیات کے متعلق کیا حکم دئیے ہیں اور ان کے سامنے کونسی راہ عمل پیش کی ہے۔

ہمارے علمائے کرام جب اٹھتے ہیں تو روزہ نماز کے مسائل بتا کر اپنے فرائض سے گویا سبکدوش ہو جاتے ہیں اس کا نتیجہ ہے کہ مسلمانوں نے بھی یہ سمجھ لیا ہے کہ اسلام صرف روزہ اور نماز کا نام ہے حالانکہ یہ غلط ہے اسلام کے ہر حکم کا اتباع عبادت ہے حتیٰ کہ بال بچوں کے لئے چار پیسے کمانا اور پڑوسی کی امداد کرنا بھی عبادت میں داخل ہے مذہب ہرگز چند مسائل اور رکوع و سجود کا نام نہیں بلکہ مذہب نام ہے تعمیر حیات کا۔ زندگی دستور العمل کا معاملات، اخلاقیات، دیانات، سیاسیات سب مذہب کا ایسا ہی جز ہیں جیسی کہ عبادت ایک جز ہے اگر ہمارے علماء اور مذہبی پیشوا مسلمانوں کو یہ بتاتے والدین اپنے بچوں کو یہ باتیں سکھاتے اور ہمارے مذہبی نصاب کا یہ چیزیں جز ہوتیں تو مسلمانوں کے انحطاط و زوال کی یہ حالت نہ ہوتی جو آج ہمیں نظر آ رہی ہے۔

کیا یہ افسوسناک امر نہیں کہ آج اسلام والوں کی یہ حالت ہو گئی ہے کہ ہمیں غیر مسلموں کو نہیں بلکہ اسلام ہی کے نام لیواؤں کو یہ بتانے کی ضرورت لاحق ہو رہی ہے کہ ان کی امتیازی معاشرت کیا ہے اور اسلام نے ان کے لئے منزلی معاشری اور تمدنی اصول کیا مقرر کئے ہیں اور زندگی بسر کرنے کے لئے ان کے سامنے کون ربانی نظام عمل پیش کیا ہے جو باتیں اسلام کے فرزندوں کو ازبر ہونی چاہئیں تھیں اب یہ نوبت پہنچ چکی ہے کہ ہم انھیں لکھ لکھ کر بتا رہے ہیں کہ اے فرزندان اسلام۔ اسلام نے تمہارے لئے یہ اصول مقرر کئے ہیں سیزدہ صد سالہ اسلامیت کے بعد بھی مسلمانوں کو اوامر مذہب کی تلقین کی ضرورت دامی ہوتا اگر ایک المناک حقیقت نہیں تو کیا ہے خدا آپ اپنے گرد و پیش نگاہ ڈال کر بتائیے آج کتنے مسلمان ایسے موجود ہیں جو اپنے دینی اوامر و مناہی اور ملی شعائر سے واقف ہوں حالانکہ انھیں گہوارے میں یہ باتیں سیکھ لینی چاہئے تھیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر یہ باتیں کتابوں میں لکھی ہونے کے بجائے ان کے صحیفہ زندگی پر مرقوم ہوتیں اور لوگ انھیں کتب اسلامی میں دیکھنے کے بجائے مسلمانوں کی زندگی میں دیکھتے اور فرزندان توحید خود اس اسلامی تعلیم کا نمونہ بنکر دنیا کے سامنے آتے تو آج پوری دنیا ان کے اس ربانی قانون کو تسلیم کر چکی ہوتی اور ان کی زبانیں اور ان کی کتابیں نہیں ان کی زندگیاں ایک موثر تبلیغ کا ذریعہ بنی ہوتیں اور یہ خاموش تبلیغ اس دور کی صد ہزار غلغلہ انداز تبلیغوں سے زیادہ موثر اور کارگر ثابت ہوتی لوگ کتابوں کو نہیں اعمال کو دیکھتے ہیں جتنا اثر ان چلتی پھرتی کتابوں اور زندہ نمونوں کا پڑتا ہے اس کا ہزارواں اثر بھی کتابیں پیدا نہیں کر سکتیں

اگر مسلمان اچھے انسان، اچھے پڑوسی، اچھے دوست، اچھے باپ، اچھے بھائی اور اچھے شہری ہوتے اور ان کا ہر عمل قرآن و حدیث کے احکام و مناہی کا نمونہ ہوتا تو یہی غیر مسلم جو آج ہر حصہ عالم پر ان کے لئے دانت تیز کرتے رہتے ہیں ان پر اپنی جانیں نثار کرتے ان پر جانیں قربان کرتے اور ان کے پاؤں دھو دھو کر پیتے یہ شمع ہوتے اور وہ پروانے ابتدائی قرنوں میں اسلام کو جو ترقی و عظمت نصیب ہوئی وہ مسلمانوں کے زندہ نمونوں اور اسلامی اعمال کے نتائج حسنہ تھے جب غیر مسلموں کو مسلمانوں کے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوتا ان سے سابقہ پڑتا اور وہ ان کے

وا عمال بد اخلاق کا مشاہدہ کرتے تو عظمت اسلام کے سامنے ان کے سر بے ساختہ خم ہو جاتے، ان کی گردنیں جھک جاتیں انھیں اپنے مذہب اور اپنے آئین سے نفرت ہو جاتی اور وہ فوراً کلمہ شہادت پڑھکر اسلام کے حلقہ بگوش بنجاتے۔

یہی نہیں اسلام کے زوال و انحطاط کا باعث بھی یہی ہے کہ مسلمان اپنی دینی تعلیمات اور مذہبی ہدایات کو بھول بیٹھے اور صراط مستقیم سے بھٹک کر گمراہی میں پڑ گئے اور ذلیل ہوئے اب بھی جب تک مسلمان اپنی زندگی کو اسلامی سانچے میں نہ ڈھالیں گے ان کا ہر عمل اسلامی تعلیم کے مطابق نہ ہوگا اور وہ اسلام ہی کی روشنی میں نئے قدم نہ بڑھائینگے اس وقت تک ان کے مصائب و نوائب کا خاتمہ ہوگا نہ وہ اس دنیا میں ترقی کرسکیں گے آپ ہزار کہیں کہ ہمارا مذہب ایسا ہے ہمارے دین کی تعلیم اتنی شاندار ہے اور ہم دنیا کے بہترین منہاج پر گامزن ہیں لیکن اس کا کوئی اثر نہ ہوگا کوئی نتیجہ مرتب نہ ہوگا مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی فرصت میں اپنی حالت اور اپنی ناکامیوں کے اسباب پر غور کریں اور جس قدر جلد ممکن ہو وہ اسلامی تعلیم کا نمونہ اور زندہ پیکر بننے کی سعی کریں کہ ان کی ترقی کا راز اسی میں مضمر ہے۔ آج حق شفع جو آپ کو قانونی صورتوں میں مرتب اور متشکل نظر آرہا ہے یہ بھی اسلام ہی کی برکت ہے دنیا کو اس میں کچھ ایسی خوبیاں مضمر نظر آئیں کہ ہر سلطنت نے خفیف سے تغیر و تبدل کے بعد اسے اپنا قانون بنا لیا ہے افسوس کہ مسلمان بستر غفلت پر پڑے اینڈ رہے ہیں اگر وہ اپنے ہر قانون اور ہر تعلیم کا نمونہ بنجاتے تو دنیا کا قانون انہی کا قانون ہوتا اور پوری دنیا ان کی عظمت تسلیم کرنے پر مجبور ہوتی۔ لہذا آپ پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کے اس فلسفہ کی اہمیت اور وسیع سودمندی پر تو غور کیجئے اگر ہر مسلمان اپنے پڑوسی یا ہمسایہ کے ساتھ حسن سلوک کو خدائے قدوس کا حکم سمجھکر اپنا شعار عمل بنا لے اس کی ضروریات کا خیال رکھے اس کی عزت و آبرو کو اپنی عزت و آبرو سمجھے، اس کی خوشی و غم میں شرکت کرے اسے بھوکا نہ سونے دے اور سمجھے کہ تکمیل ایمان اور خوشنودی خالق کا راز پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک ہی میں مضمر ہے اور اس سے لڑنا جھگڑنا یا اس کو ستانا غضب الٰہی کو بھڑکانے کے مترادف ہے تو محض یہی تعلیم اسلامی تمدن کو فلک الافلاک پر پہنچا سکتی ہے محلوں میں بستیوں میں شہروں میں باہمی تعلقات اس قدر خوشگوار ہو جائیں کہ نزاع و فساد کا کوئی امکان ہی باقی نہ رہے اور ہر طرف امن و امان کی خوشگوار ہوائیں چلتی نظر آئیں نہ مقدموں کی ریل پیل ہو اور نہ جھگڑوں کے امکان۔

پھر جب ہر پڑوسی یہ احتیاط رکھے کہ میرا پڑوسی بھوکا نہ سونے پائے اور اسے کسی غیر معمولی مصیبت سے سابقہ نہ پڑے تو گویا مصیبت اور ناداری کا بیج ختم سمجھئے۔ غریب امیر سے خوش رہیں اور امیر غریب کی مفلسانہ حرکات کے نتائج سے تمام عمر کے لئے آسودہ رہیں اور باہمی محبتیں برابر بڑھتی اور ترقی کرتی رہیں جب پڑوس کی عورت سے زنا کو دس غیر عورتوں سے زنا کے گناہ کے برابر سمجھئے اور پڑوسی کے گھر چوری کو دس گھروں کی چوری کے برابر گناہ جان لیجئے تو نقصانات اور نا زیبا حرکات کا بھی انسداد ہو جائے اور جب سب کو روٹی ملتی رہے گی کسی کے بال بچوں کے بھوکا سونے کا امکان ہی نہ رہے گا تو کون ہے جو مفت میں چوری کا ارتکاب کرکے دنیوی اور دینی نقصانات و تکالیف اٹھانے پر آمادہ ہو پورے شہر میں کوئی نہ کوئی کسی کا پڑوسی ضرور ہوگا اور سب اس ایک ہی رشتہ میں بندھے رہیں گے گویا گنبد کو مضبوط بنا سکتے بڑھتے ہوں گے بڑھاپے اور حاجتمندوں کی پوری طرح سے امداد کریں گے۔

یہ تو رہا انفرادی معاملہ پھر قوموں پر یہ قانون اور یہ سلوک جاری ہوگا اور قوموں، جماعتوں اور شہروں میں امن و محبت کا دریا بہتا اور سیراب کرتا چلا جائے گا ہر طرف امن و محبت، صلح اور آشتی کا دور دورہ ہوگا سب عزیزوں اور بھائیوں کی طرح رہیں گے، اور ماردھاڑ قتل و جدل کے امکانات بڑھنے اور سب شیر و شکر ہوتے چلے جائینگے ان باہمی تعلقات اور اس میل و جول سے سوسائٹی کو تقویت پہنچ گئی اس کی قوت اور طاقت میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا اس سے لوگوں کو جرم و گناہ کے ارتکاب سے شرم ہی پیدا نہ ہوگی بلکہ سوسائٹی کا خوف بھی دلوں میں قائم ہو جائے گا اگر کوئی برا کرے گا تو سو انسان اسے سمجھانے بجھانے اور راہ راست پر ڈالنے کی سعی کریں گے نتیجہ یہ ہوگا کہ کھٹک کر وہ بھی بیٹھ رہے گا اور اصلاح کے سامان خود بخود فراہم ہوتے چلے جائینگے۔

غیر مسلم مسلمانوں کو جب اس شکوہ امن اور اس عظمت آشتی کے ساتھ رہتے دیکھیں گے اور ان کے ساتھ بھی بالکل عزیزوں اور بھائیوں جیسا سلوک روا رکھا جائے گا اور ان کی عزت و آبرو کا بھی مسلمانوں کی عزت و آبرو کی طرح خیال رکھا جائیگا تو ان کے قلب کے اعماق سے بھی انس و موافقت کے چشمے ابلیں گے اور وہ بھی مسحور اور متاثر ہوکر اپنے مسلمان پڑوسیوں کے ساتھ جوابًا ویسا ہی سلوک کرنے اور اسی محبت و آشتی کے ساتھ رہنا شروع کریں گے اسلامی عظمت کے نقوش ان کے لوح قلب پر منقوش ہو جائینگے اور جماعتی اتحاد بین الجماعتی اور بین الاقوامی اتحاد کی صورت اختیار کر جائے گا اور فطرت کا وہ منشا پورا ہوگا جس کے لئے اس نے اس دین کو مکمل کرکے دنیا میں بھیجا تھا خدا کے بندے امن و خوشحالی کی زندگی بسر کرینگے اور ہر گوشہ مسرت و انبساط کی کیفیتوں سے معمور نظر آئیگا اسلام کا اولین مقصد حیات بھی تھا اور یہی ہے کہ وہ انسانوں کو حقیقی معنوں میں انسان بنائے سب کو امن و آشتی سے رہنے کا سبق پڑھائے اور سب آرام و مسرت کی زندگی بسر کریں تمدن کو ترقی نصیب ہو درندگی کا دور دورہ ہو اور نزاع و منافرت کا سدباب ہو جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عدی بن حاتم سے کہا تھا۔ عدی تو سمجھتا ہے اور کچھ ہم بگمان میں پڑا ہوا ہے کچھ دن کی بات ہے یہی اسلامی تعلیم اور اسی اسلام کا اتباع مسلمانوں میں دولت اور زر و جواہر کی وہ بہتات پیدا کر دیگا کہ ایک شخص اپنی دونوں مٹھیوں میں بھر بھر کر اشرفیاں نہیں زر و جواہر بھر کر نکلیگا اور نہ محتاج اور کسی لینے والے کی تلاش کریگا لیکن شہر بھر میں کوئی ایک انسان بھی اس کے لینے پر رضا مند ہونا تو کجا اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیگا اس لئے کہ دولت و ثروت کی پہلے ہی فراوانی ہوگی اور برکات اسلام ہر انسان کو اس درجہ فارغ البال اور خوشحال بنا دیں گی کہ کسی کو ان جواہرات کے لینے کی ضرورت ہی باقی نہ رہیگی۔ امن و امان کی یہ حالت ہو جائیگی کہ ایک عرب خاتون تنہا اونٹنی پر سوار مدینہ منورہ سے حیرہ کا سفر کرے گی اور اس طویل راہ میں کسی ایک جگہ بھی اسے کوئی چور کوئی بدمعاش اور کوئی ڈاکو ستانے اور لوٹنے کے لئے نہیں ملیگا اس لئے کہ سب مطمئن ہوں گے سب کے پاس کھانے کو ہوگا اور سب امن و امان اور نیکوکاری کی اہمیت سمجھتے ہوں گے۔ عدی بولا کہ حضور راہ میں فلاں قبیلہ کے ڈاکو بہت خطرناک ہیں ان سے یہ کیونکر بچ سکے گی ان کی تو فطرت اور عادت یہی ہے آپ نے فرمایا کہ ہاں درست ہے لیکن اسلام ان کی اس فطرت میں انقلاب پیدا کر دیگا اور وہ امن و امان کی برکات حسنات کو دیکھکر اپنے اس ذلیل اور خوفناک پیشے سے تائب ہو جائینگے دوسرے جائز ذرائع ہی ان کی آمدنی کے ذریعے نکل آئینگے کہ وہ ڈکیتی اور غارتگری کو ترک کر دیں گے۔ تو دیکھیگا کہ کسریٰ کے جواہرات مسلمانوں کے خزانہ میں ہوں گے اس کے کنگن اسلامی خزانہ میں آجائینگے اور اس کی دولت کا رخ مدینہ کی

قلبی مسرت

(از جناب مولوی محمد عبدالرحمن صاحب وکیل ضلع نظام آباد)

إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا ۝ حَدَائِقَ وَأَعْنَابًا ۝ وَكَوَاعِبَ أَتْرَابًا ۝ وَكَأْسًا دِهَاقًا ۝

بیشک پرہیزگاروں کے لئے خوب حصہ ہے، باغ ہیں انگور ہیں، نوجوان نوخیز حوریں ہیں اور چھلکتے ہوئے پیالے ہیں۔"

پرہیزگاروں نیکوکاروں کا اجر اخروی اس آیت کریمہ میں نہایت ترغیبی پہلو میں دکھایا گیا ہے جس طرح آجکل عام طور پر دینی افعال عبادات پنجگانہ میں منحصر کر دئیے گئے ہیں اسی طرح متقیوں کے مفہوم میں عابدوں اور زاہدوں ہی کو داخل کیا جاتا ہے اور ان کے تقوے و طہارت کو صرف ان ہی امور سے متعلق کیا جاتا ہے جو براہ راست خدا کی عظمت و پرستش کے اظہار میں انجام پاتے ہیں۔ بیشک حق اللہ کی نگہداشت کرنے والے متقی ہیں مگر اس کو نظر انداز نہ کرنا چاہیئے کہ حق العباد کی نگہداشت بھی اس لفظ متقی کے ہمہ گیر مفہوم سے خارج نہیں ہے اس خصوصیت نے جو اعمال نیک کو حق اللہ سے محدود کرتی ہے مسلمانوں کی اخلاقی حالت گرتی جاتی ہے انسان مذہب کے رنگ میں بہت سی نیکیوں کو حاصل کرتا ہے یا کرانکم اس دائرہ سے علیحدہ نہیں ہوتا اور جو اثر مذہب کا اس کے جذبات کو متحرک کرتا ہے مذہب کے باہر وہ کشش اس میں پیدا نہیں ہوتی مسلمانوں نے اپنے مذہب کے اثر کو محدود کر کے بہت سی نیکیوں کو مذہبی جذبات کے جوش سے خالی کر لیا ہے اور اس سے بڑی خامی پیدا ہو گئی ہے اور ان کے اعتقاد و عمل میں بڑا فرق محسوس ہو رہا ہے مذہبی تعلیم سے ہم مسلمانوں کے کردار کو ملا کر دیکھا جائے تو کوئی غیر مذہب والا یہ رائے نہیں لگا سکتا کہ ہم لوگ اسی مذہب حقہ کے پیرو ہیں جو اسلام کہلاتا ہے۔ ہماری ذہنیت کی تبدیلی نے ہم کو اسلام کے سچے پیرووں کے دائرہ سے کوسوں دور کر دیا ہے ہمارے اخلاق پست ہو گئے ہیں اور ہماری عادتیں مذہبی ہدایات کے تحت برسر کار نہیں رہیں اس تنگ تفرقہ سے حقوق العباد کے جذبات کو بری طرح ٹھیس لگی حقوق العباد کی کوتاہی کا نام مذہبی غلطی نہ رہا اور مذہب کا ہاتھ درمیان سے اٹھ جانے کی وجہ سے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں رہی یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ مذہب حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی نگہداشت کرنے پر برابر آمادہ کرتا ہے اور حقوق العباد کی اہمیت اس لئے اور بھی بڑھ گئی ہے کہ حقوق العباد کا تعلق ہمارے جیسے تنگ نظر اور کوتاہ خیال والوں سے ہے جن سے درگذر اور معافی کی توقعات بہت کم ہوتی ہیں پروردگار غفور و رحیم نے اپنے حقوق سے درگذر کر سکتا ہے اور اس کے رحم و کرم سے زیادہ توقع وابستہ ہے کہ وہ ہماری خطاؤں قصوروں اور کوتاہیوں سے درگذر فرما دیگا۔ مگر بندگان خدا میں ایسے افراد بہت کم ہیں جو اپنے حق سے درگذر کریں اگرچہ تخلقوا باخلاق اللہ کی ہدایت انسان کو سبق دیتی ہے کہ خدا کی صفتوں سے اپنی عادات کو درست کرے مگر اس صفت سے متصف ہونا کوئی آسان بات نہیں ہے نفس کی سرکشی اس راستہ سے ہٹکاتی رہتی ہے اور ایسی ہستیاں جن سے ہم اپنی غلطی کی معافی کی امید لگائیں بہت کم ہوتی ہیں اسلئے ہماری عافیت اور خوشی و اطمینان کے لئے ہم کو بہت ضرور ہے کہ ہم حقوق العباد کا بہت خیال رکھیں اور اپنے کسی فعل سے یا کسی قول سے حقوق العباد پر اثر نہ ڈالیں اس کے لئے ہم کو باہر سے کچھ لینا نہیں پڑتا کسی سے مدد لینے کی ضرورت نہیں پڑتی ہم کو کرنا صرف یہی ہوتا ہے کہ ہم اپنے نفس کو ایسے راستے پر لے چلیں جس میں اس کو کوئی نقصان اٹھانا نہ پڑے اور اس کے ساتھ ہی اس بات کا بھی خیال رہے کہ کسی دوسرے کو بھی ہم سے نقصان نہ پہنچے اس کا اہتمام اس طرح ہونا چاہیئے کہ صرف ہمارے افعال یا اقوال ہی نہیں بلکہ ہمارے خیالات بھی دوسرے کے نقصان کی طرف مائل نہ ہونے پائیں جب ہمارے کسی عمل میں کسی بات میں اور ہمارے کسی خیال میں دوسرے کی برائی نہ پائی جائے تو دوسرا بھی ہماری برائی کا درپے نہ ہوگا اور ہم کو کسی کی جانب سے نقصان رسانی اور ایذا دہی کا خیال نہ آئے گا اور اس سے ایک اطمینان ہمارے دل کو حاصل ہوگا جو ہماری خرابی نیت کی صورت میں کبھی نصیب نہیں ہو سکتا ورنہ چاہے کوئی ہماری برائی کی فکر میں ہو یا نہ ہو ہمارا دل بے چین اور ہمارے گمانات خیالی برائیوں سے متاثر ہوتا رہیگا یہ کسی خارجی عمل کا اثر نہیں ہوتا ہے محض ہمارے خیال فاسد کا پرتو ہوتا ہے اَلْمَرْءُ يَقِيسُ عَلَىٰ نَفْسِهِ یہ بدگمانی صرف ہمارے اپنے خیالات بد کا عکس ہوتی ہے جس طرح ہم دوسروں کی بدخواہی میں رہتے ہیں وہی تصور ہم کو پریشان کرتا ہے کہ فلاں ہم سے برسر پرخاش ہوگا فلاں ہماری بدخواہی کرتا ہوگا۔ فلاں ہمارے نقصان کا درپے ہے اگر ہم اپنا دل صاف رکھیں تو یہ ناحق کے برے خیال سے ہمارا اطمینان خطرے میں مبتلا نہ ہو اس لئے ان خیالات فاسدہ سے پرہیز کرنا چاہیئے کسی کی برائی چاہنے سے اس کو نقصان نہیں پہنچتا ہے مگر کس قدر بیفائدہ بات ہے کہ اس بدخواہی سے مفت میں ہم اپنے کو پریشان کر لیتے ہیں جو لوگ نیک خیال ہوتے ہیں اور کسی کی بھلائی برائی میں نہیں ہوتے غلط فہمی سے کوئی شخص ان کی بدخواہی کرتا بھی ہے تو اس شخص کے دل پر اس کا مطلق اثر نہیں ہوتا کوئی کہتا بھی ہے تو اس کا اپنا دل صاف ہونے کے سبب اس کو یقین نہیں آتا وہ بار بار اپنے دل کو الٹ پلٹ کر دیکھتا ہے اپنے خیالات کا جائزہ لیتا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ میں نے اس کے ساتھ کوئی برائی نہیں کی نہ مجھے اس سے کسی قسم کی بدخواہی ہے پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ وہ میری برائی کا درپے ہو اس طرح نیک خیال آدمی کو اطمینان قلب کی دولت سے سکون و آرام حاصل ہوتا ہے انسان اپنی قوت کے نشیب و فراز سے آگاہ نہ ہو تو وہ اپنے عمل کی تجربی نہیں کر سکتا اور اعتدال کے ساتھ انجام پائے ہوئے اعمال کو افراط و تفریط کی سرحد میں واقع ہونے والے افعال سے تمیز کرنے نہیں پاتا اور دھوکے میں پڑ جاتا ہے جرات و دلیری جو برمحل ظہور میں آتی ہے اس کو شجاعت کہتے ہیں اور یہ ایک محمود صفت ہے مگر وہی جرات و دلیری ہے جو بے محل وقوع میں آئے لیکن اس کو شجاعت نہیں کہتے نہ وہ صفات حمیدہ انسانی سے ہے وہ ایک عیب ہے جس کا اثر انسان کی دانشمندی پر بڑا اثر پڑتا ہے دیکھئے ایک ہی قوت ہے مگر برمحل ہو تو اس کا نام اور ہے اور بے محل ہو تو اس کا نام اور ہے بے محل جرات کو تہور کہتے ہیں جو خلاف دانشمندی ہے اور برمحل جرات ہو تو وہ شجاعت ہے جس کا سرچشمہ دانشمندی ہے .... اسی طرح ہر عمل میں اعتدال کی کمی زیادتی سے نتائج بدل جاتے ہیں اور اس کی تمیز میں غلطی

ہونے سے اخلاق پر برا اثر پڑتا ہے ان کا سختی سے محاسبہ کرنا اور ان نشیب و فراز سے جو ہماری عادتوں کو مذموم و معیوب کر دیتے ہیں احتراز کرنا ہم کو فوز عظیم پر پہنچاتا ہے اور اسی کے پیش نظر رکھنے میں ہماری دارین کی فلاح و بہبود ہے اور آرام و آسائش دنیا کی بہار اسی تقوے میں پوشیدہ ہے ان للمتقین مفازا کی خوشخبری متقیوں کے لئے آخرت میں مختص نہیں ہے بلکہ یہ فوز عظیم متقیوں کے لئے دین اور دنیا دونوں میں حاصل ہوتا ہے مسرت کسی خاص چیز میں محدود نہیں ہے مسرت ایک ایسی کیفیت ہے جو خارج میں محسوس نہیں کرائی جاسکتی اور جن چیزوں کو اسباب مسرت سمجھا جاتا ہے وہ ان کی محض صورتیں ہیں جو لوازم مسرت سمجھی جاتی ہیں اس کو ذہن نشین کرنے کے لئے بطور مثال کے یوں سمجھ سکتے ہیں کہ کسی کی نسبت اگر یہ کہا جائے کہ وہ باغوں کے گل بوٹوں اور انگوروں کے تختوں میں خوشگوار شربتوں کے پیالے خوبصورت اور نوخیز ساقیوں کے ہاتھوں سے پی رہا ہے تو آپ کا خیال فوراً اس نتیجہ پر پہنچیگا کہ بڑا خوش نصیب ہے اور بڑے عیش کی زندگی بسر کر رہا ہے گویا خوشی و آرام کی صورتوں میں سے یہ صورتیں ہیں باغ کی تازگی انگوروں کا منظر کیف و سرور پیدا کرنے والا شربت خوبصورت ہم صحبت اپنی اپنی جگہ ایسی چیزیں ہیں جن سے مسرت حاصل ہوتی ہے گر یہ خود مسرت نہیں ہیں مسرت چیز ہی دوسری ہے البتہ ظاہر بینوں کے لئے یہ اسباب مسرت ہیں مگر حقیقت میں مسرت ان کے سوائے بھی حاصل ہوتی ہے اور حقیقت بیں نظریں ان مادی کیفیتوں سے اتنی مسرور نہیں ہوتیں ان کی مسرت کی سامان اور ہی ہوتا ہے جس کو ظاہر بیں محسوس نہیں کر سکتے اور ہمیشہ وہ چیزیں جو مسرت کی محسوس صورتیں نہیں ہیں زیادہ پائیدار ہوتی ہیں مادیات کو تغیر و زوال ہے مگر غیر مادی مسرت کو زوال نہیں ہوتا جن نیکوکاروں کو ان کی نیکوکاری کا صلہ مسرت دوام سے دینا ہے ان پر اس کا اظہار بجز ان مادی چیزوں کی بہترین صورت کو پیش کرنے کے ممکن نہیں ہے اس لئے خداوند کریم نے نیکوکاروں کو جو کیف و سرور ان کی نیکوکاری کے بدلے میں دیا جانے والا ہے اس کو ان سب سے بہتر اور موثر لذتوں میں دکھا دیا ہے جو اس دنیا میں نظر فریب اور دلکش ہیں ورنہ جو کیف و سرور دوسری دنیا میں جنت اور اس کی نعمتوں سے حاصل ہوگا اس کی ہو بہو تصویر یہ نہیں ہے بلکہ یوں سمجھنا چاہیے کہ یہ ہماری قوت فہم اور قوت نظر کی حد تک جنت کی نعمتوں اور دلکشیوں کی ایک مختصر تصویر ہے جو نعمتیں وہاں یعنی جنت میں ہوں گی اس کو نہ ہمارا حس محسوس کر سکتا ہے نہ ہماری نظر اس کو دیکھ سکتی ہے ہم جس شش جہت کے اندر بند ہیں اس نے ہماری نظر کو اور ہماری سمجھ کو اس قدر محدود کر دیا ہے کہ ہم عالم خیال میں جاکر بھی اس کی قید سے آزادی حاصل کر سکتے اور اس شش جہت کے باہر بھی ہم کو اپنے کیف و سرور کی بہتر سے بہتر صورت وہی دکھائی دیتی ہے جو ہم کو اس شش جہت میں سرشند بنائے رکھنے کی صلاحیت رکھتی ہے اور وہ یہی ہے کہ سرسبز و شاداب مقام ہو خوشنما اور خوبصورت پودے ہوں نہریں صاف و شفاف پانی کی بہتی ہوں کلیں رنگ برنگ کے جھول جھک رہے ہوں کہیں انگور کے خوشے لٹک رہے ہوں شراب کا دور مومنوں کا بہنا ہو یہی اس دنیا میں اسباب مسرت سمجھے جاتے ہیں جنت کی خوبیوں کی حکایت میں ان خوبیوں کا ایک نمونہ دکھایا گیا ہے حقیقت میں متقیوں کے لئے جو نعمتیں آخرت میں رکھی گئی ہیں اور جو لذتیں جنت میں ان کو ملیں گی ان لذتوں سے بدرجہا بڑھی ہوئی ہوں گی دنیوی لذتوں اور نعمتوں سے اخروی نعمتوں اور لذتوں کو مطابق کرکے دیکھنا جنت کی خوبیوں کو کم سے کمتر کرنا ہے بلکہ

خدائے کریم نے ہماری سمجھ میں آنے کے لئے دنیا کے بہترین اسباب مسرت کی مثال دیکر آخرت کی نعمتوں اور وہاں کے اسباب مسرت کو بتایا ہے اور یہ خوشخبری دی ہے کہ یہ اسباب مسرت ان لوگوں کے لئے ہیں جو متقی ہیں اور فوز عظیم انہی کا حصہ ہے جو پرہیزگار ہیں مسرت ان ہی صورتوں میں محدود نہیں ہے بہت سی صورتیں ہیں جو باعث مسرت ہوتی ہیں مگر جو چیزیں خاص خاص مذاق والوں کے لئے قابل مسرت ہوتی ہیں ان کا ذکر عام طبائع پر اثر نہیں کرتا چونکہ نیکوکاری کے صلہ میں وہی صورتیں جو عام طبائع کے لئے ترغیب کا باعث ہوسکتی ہیں دکھانا موثر ہوسکتا ہے اس لئے خدا نے جنت کا تصور اور اس کے اسباب مسرت کے ذکر میں انہیں صورتوں کو منتخب کر لیا ایک شاعر کو کسی اچھے مضمون کے اچھے لفظوں اور بہترین طرز ادا میں موزوں ہو جانے سے مسرت ہوتی ہے اور جب ایک مجمع اس کی پسندیدگی کا اظہار کرتا ہے اور اس شعر سے متاثر ہو کر پھڑک اٹھتا ہے تو شاعر کی مسرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی مگر ایسی شاعرانہ طبیعت ہزاروں میں ایک کی بھی نہیں ہوتی جنت کی مسرتوں کو ظاہر کرنے کے لئے اس مسرت کی کوئی تمثیل یا تشبیہ دیجاتی تو ظاہر ہے کہ عام طبائع اس سے کوئی لطف محسوس نہ کر سکتے ایک موجد اپنی تحقیقات علمی یا فنی اختراع میں کامیاب ہوتا ہے تو اس کی مسرت کا اندازہ نہیں ہوسکتا مگر اس قسم کی مسرتوں کو جنت کا مجموعہ بتایا جاتا تو عام طور پر کیا اثر ہوتا بہرحال نیکوکاروں کو جو مسرت جنت میں حاصل ہوگی اس کا صحیح طور پر اندازہ نہیں کرایا جاسکتا وہ مسرت کامل و مکمل ہوگی اور ایسی ہوگی جو تمہارے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتی یہ نہ سمجھو کہ اس کا نمونہ جو بتایا گیا ہے اسی نمونہ کی بہتر و اعلیٰ صورت ہے بلکہ جاننا چاہیے کہ اس سے بدرجہا اعلیٰ اور بکثرت اور بعید و حصر اسباب مسرت جنت میں ہیں اور اس کی کمیت اور کیفیت پر ہماری سمجھ حاوی نہیں ہوسکتی اور یہی نہیں کہ نیکوکاروں کو جنت ہی میں مسرت کے سامان ملیں گے بلکہ جو نیکوکار ہے اور پرہیزگاری کرتا ہے اس کو دنیا میں بھی ایسی مسرت رہتی ہے جس کا اندازہ نہیں ہوسکتا تم جن چیزوں کو مسرت کا سبب سمجھتے ہو تحریر بالا سے تو یہ معلوم کر چکے ہو کہ مسرت انہی میں محدود نہیں ہے پس ایسی حالت میں تم کسی نیکوکار کو نہ پاؤ جو تمہاری نظر میں مسرت کا محل ہے تو یہ نہ سمجھو کہ وہ مسرت سے خالی ہے بلکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ ایسی مسرت میں ہے جسکو تم محسوس نہیں کر سکتے نفس کی میانہ روی سے جو اعلیٰ جذبہ پیدا ہوتا ہے اس کے مناسب حال مسرت کی کیفیت بھی اعلیٰ صورت میں نمایاں ہوتی ہے جو ہر شخص میں خوشی کی حالت کا احساس پیدا نہیں کر سکتی اور خیال بھی ہوتا ہے کہ پرہیزگاری اور نیکوکاری میں نفس کشی کرنی پڑتی ہے اور تمام حظوظ نفس سے علیحدگی کا یہی معنی ہے کہ آج کی مسرتوں کو کل کی مسرتوں کے لئے چھوڑ دیا جائے اور آج غم و الم اور تکلیف میں گذار اجائے بظاہر ایسا ہی معلوم ہوتا ہے مگر حقیقت میں نفس کی میانہ روی سے جو لطف ملتا ہے وہ عام طبائع کی حس سے بہت بالاتر ہے اور اس کی لطف وہی لوگ اٹھاتے ہیں جن کو وہ حاصل ہے دوسری بات جو سمجھنے کی ہے وہ یہ ہے کہ اسباب مسرت بذاتہ مسرت پیدا نہیں کر سکتے ان سے مسرت حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے ہی جذبہ کی ضرورت ہے اگر وہ نہو تو تمام اسباب مسرت بیکار اور ہیچ ہو جاتے ہیں اور ان سے مسرت حاصل ہونیکی بجائے وحشت پیدا ہوتی ہے یہ کیفیت روزمرہ انسان کے دل پر گذرتی ہے جس دل میں اطمینان و سکون نہیں ہے اس کو باغ و بہار بھی شگفتہ نہیں کر سکتا مسرت ایک دوسری ہی چیز ہے اس کا جذبہ انسان کے دل میں پیدا ہوتا ہے اور جب تک وہ جذبہ دل میں نہو کوئی

چیز مسرت کا باعث نہیں ہو سکتی بلکہ ان اسباب مسرت کا الٹا اثر ہوتا ہے خوشی کے بجائے غمی اور شگفتگی کے بدلے انقباض خاطر ہیں ان چیزوں سے اور زیادتی ہوتی ہے اس تفصیل سے غرض یہ ہے کہ آپ لوگوں کے دل میں اچھی طرح یہ بات جم جائے کہ حقیقی مسرت ان تمام چیزوں میں نہیں ہے وہ کیفیت جس کو سچا کیف و سرور کہتے ہیں وہ اور ہی ہے اور ہم اس اصلی سرور کے حصول کی فکر میں نہیں رہتے بلکہ ایسی چیزوں کی دھن میں لگے ہوئے ہیں اور انہی کو اصلی مسرت کا سامان سمجھ رہے ہیں جن کو اصلی مسرت سے کوئی نسبت ہی نہیں ہے اصلی مسرت اطمینان قلب سے حاصل ہوتی ہے اور ہم اسی سے بے پرواہ ہیں اور جن باتوں کے حصول میں کوشش کرتے ہیں وہ ہم کو حاصل بھی ہو جاتے ہیں تو ہم کو اس سے وہ لطف نہیں حاصل ہو سکتا گویا ہم اپنی نافہمی سے بالجرائی سے سعی لاحاصل میں مبتلا رہتے ہیں اور نتیجہ سوائے اسکے کچھ نہیں یا درست رہیں کسی نے خوب کہا ہے اور بہت عمدہ طریقہ سے سمجھایا ہے کہ شیرینی کس چیز میں ہے مثال کے طور پر شکر ہی کو لے لو کہ یہ میٹھی ہوتی ہے اب سوچو کہ شکر میٹھی ہے اس لئے کہ جب وہ زبان پر رکھی جاتی ہے تو مٹھاس محسوس ہوتی ہے تو اس کی تردید یوں ہو جاتی ہے کہ شکر میٹھی ہے تو ناک میں ڈالو اور دیکھو کہ اس کی مٹھاس کا کوئی اثر محسوس ہوتا ہے یا نہیں ظاہر ہے کہ ناک میں شکر ڈالنے سے اس کی شیرینی کا ذائقہ کچھ بھی نہیں معلوم ہوتا اسی طرح جب زبان کا ذائقہ بدلا ہوا ہو تو اس وقت بھی شکر تلخ معلوم ہوتی ہے پس لامحالہ یہ کہنا پڑے گا کہ زبان میں شیرینی ہے مگر یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ زبان پر کوئی دوسری چیز رکھی جائے تو وہ میٹھی نہیں معلوم ہوتی بلکہ بعض چیزیں کھٹی اور بعض کڑوی اور بعض پھیکی معلوم ہوتی ہیں معلوم ہوا کہ زبان کی قوت اور شکر کی کیفیت باہم مل کر ایک کیفیت پیدا کرتے ہیں نہ تنہا یہ اپنی شیرینی بتا سکتی ہے نہ صرف وہ اس لطف کو پا سکتی ہے اسی طرح جب تک دل میں ایک خاص کیفیت نہ ہو کوئی چیز اس کو مسرور نہیں کر سکتی ہم کو خوش ہونے کے لئے اس جذبہ کو پیدا کرنا چاہیئے جو ہم کو مسرور کر سکے اس جذبہ سے بے پروائی کریں اور اس کی پرورش و پرداخت میں حصہ نہ لیں اور باغوں کی بہار اور حسینوں کی قطار اور پھولوں کی مہک سے سرور حاصل کرنے کے لئے مضطرب و سراسیمہ تگ و دو کرتے پھریں تو جذبات مسرت سے خالی دل ان چیزوں کو پا کر بھی مسرور نہیں ہو سکتا تگ و پو کی تھکن یا ذرائع حصول کے خطرات و تردداث ان اسباب مسرت کے ساتھ ہی اس کو ملول اور محزون رکھیں گے اور وہ مسرت سے لطف اندوز نہ ہو سکیگا دل میں اطمینان و سکون ہو تو ایک جنگل بیدان اپنی تازہ ہواؤں سے آپ کو اس قدر سرور بخش سکتا ہے کہ سارے تکلفات مسرت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور حقیقت حال یہی ہے کہ یہ اسباب مسرت تکلفات مسرت ہیں مسرت نہیں ہیں نہ مسرت بخش ہیں مسرت کا منبع سکون خاطر ہے اگر خوشی حاصل کرنا ہے اور سچی خوشی چاہتے ہو تو وہ طریقے اختیار کرو جن سے سکون خاطر نصیب ہو سکتا ہے پھر دیکھو کہ اصلی مسرت تمہارے دل میں کیا کیفیت پیدا کرتی ہے وہ لازوال مسرت ہے کہ کسی حال میں بھی کم نہیں ہوتی باغ کی تازگی نظروں سے اوجھل ہو جائے کیف و سرور پیدا کرنے والے جام خالی ہوں سبزہ خطوں کے ناز و انداز تمہارے جذبات کو حرکت نہ دیں تمہارا دل سرور سے معمور اور تمہاری نظر مسرت بار ہوگی اکثر لوگ یہی خیال کرتے ہیں کہ مسرت دولت سے حاصل ہوتی ہے اور اس خیال کو پورا کرنے کی کوشش میں اپنی عمر صرف کر دیتے ہیں ایک خیالی مسرت کے لئے واقعی اقسام کی تکلیفیں اٹھاتے ہیں اور دل کو ڈھارس دیتے دیتے کہ اب ہم مسرت کے سرچشمہ تک پہنچے جاتے ہیں اپنی عمر برباد کرتے ہیں اس تمنا میں کوئی دولت تک پہنچ بھی جاتا ہے مگر سوال یہ ہے کہ کیا اس کو حقیقی مسرت حاصل ہوتی ہے دولت صرف ایک ذریعہ اسباب مسرت کی فراہمی کا ہے مگر خود اس کا وجود بھی اقسام کے ترددات اور افکار کا باعث ہو جاتا ہے اس کی سنبھال اور اس کے عدم زوال کی سعی میں انسان کبھی اطمینان نہیں حاصل کر سکتا اور اس بے اطمینانی اور تردد میں اصلی مسرت کی صورت دیکھنا اس کو کیونکر نصیب ہو سکتا ہے ایک خیالی دور میں آگے بڑھ آئیے اور مسرت کا ایک خیالی سبب ہاتھ آگیا مگر خیال کو واقعہ سے کیا نسبت واقع میں دولت مسرت کا سبب نہیں ہے یہ بناوٹ کی بات نہیں ہے کتنے دولتمند ہیں جن کو مسرت نام کو نہیں ہے کیا آپ اس دعوے کی تکذیب یا تردید کر سکتے ہیں کہ دولتمند بھی ناخوش اور کبیدہ خاطر رہتے ہیں جب دولت سبب مسرت ہے پھر ان کے رنج و ملال کا کیا سبب ہے اس پر آپ نے کبھی غور کیا ہے یہ کہدینا تو صحیح نہ ہوگا کہ کسی اور سبب سے وہ رنجیدہ رہتے ہیں کیونکہ ہم نے دولت کو مسرت کا سبب قرار دیا تو پھر کسی دوسرے سبب سے اس پر اثر نہ پڑنا چاہیئے ورنہ یہ کہنا پڑے گا کہ مسرت کا سبب دولت نہیں ہے بلکہ اور بھی چیزیں ہیں اور سب مل کر مسرت پیدا کرتے ہیں اس صورت میں تو آپ بڑی مشکل میں پڑ جائیں گے جب تک تمام چیزیں فراہم نہ ہوں مسرت حاصل نہ ہو سکیگی اور بہت سی چیزیں ایسی بھی ہوں گی جو آپ کے اختیار میں نہ ہوں گی جیسے اولاد یہ انسان کی کوشش سے باہر ہے کہ وہ خاص طریقوں سے اور خاص سعی کر کے اس کو حاصل کر سکے ان حالات میں تو آپ کو ماننا پڑے گا کہ ہم کسب و سعی سے کسی حال میں مسرت حاصل نہیں کر سکتے۔ خواہ ہم کو اسباب مسرت حاصل ہو جائیں پھر بھی بعض امور جو ہماری سعی سے نتیجہ بخش نہیں ہوتے وہ ہم کو مسرت سے دور ہی رکھیں گے اس صورت میں ہماری تمام کوششیں اور ہمارے تمام ارادے اور ہمارے تمام خیالات پادر ہوا ہو جاتے ہیں اور ہم ایک سعی لاحاصل میں سرگرداں و پریشان نظر آتے ہیں مگر نہیں ایسا نہیں ہے ہم ایک عزم رکھتے ہیں جہاں ہماری کوشش سعی لاحاصل نہیں ہو سکتی ہم جو کریںگے اس کا ثمرہ ہم کو ملیگا مسرت سے جو ہم کم آشنا ہوتے ہیں اور جو کچھ مسرت ہم کو ملتی بھی ہے وہ نقلی اور ناپائدار ہوتی ہے اس کا سبب یہی ہے کہ ہم غلط فہمی میں پڑ گئے ہیں جو مسرت ہے اس کو ہم نے سمجھا نہیں اور جن طریقوں سے وہ حاصل ہوتی ہے وہ طریقے ہم نے اختیار نہیں کئے اس لئے ہم اصلی مسرت تک پہنچیں تو کس طرح پہنچیں وہ طریقہ جس سے تم اصلی مسرت پا سکتے ہو نہ دولت ہے نہ حکومت نہ جاہ و منصب نہ یہ نہ وہ اس کو پانا چاہتے ہو تو سکون قلب اور اطمینان خاطر حاصل کرو اور وہ ذکر الٰہی سے حاصل ہوگا الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔

اطمینان قلب حاصل کرو پھر دیکھو کہ تمہاری کوئی کوشش کس طرح ضائع جاتی ہے اور اس دارالعمل میں کیونکر تمہاری محنت سعی لاحاصل بنتی ہے۔ جہاں تم نے اپنے قلب کو مطمئن کر لیا پھر ایک پائدار مسرت اور دائمی سرور تمہاری زندگی کا جزو بن جائے گا جہاں رہو گے جنت کا مزہ پاؤگے اور یہ اطمینان اسی وقت ملیگا جبکہ تم ہر کام میں تقویٰ اختیار کروگے اور اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا کی شان دیکھوگے۔

اسلام کوئی نیا مذہب نہیں

(از جناب مولوی عنایت اللہ صاحب وارثی)

آج سینکڑوں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں خدا کے خالص بندوں نے اس دنیا کی بستی میں غفلت کی میٹھی نیند سونے والوں کو جگایا محبت و پریم کے گیت گا کر جگایا عشق و جذب میں ڈوبے ہوئے نعروں سے جگایا آخر مجنوں جیسی ضدی طبیعت رکھنے والوں کو اس وقت جبکہ آسمانی نور کا سورج نصف النہار پر جلوہ گر تھا مودبانہ شفقت کے ساتھ جھنجوڑ کر جگایا

لیکن عموماً ہر ایک جاگنے والے نے جگانے والے کی آواز کو غیر مانوس اور ایک نئی آواز سمجھا اور جواب میں کہا۔

مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ہم نے اپنے پہلے باپ دادوں سے نہیں سنا

نوح علیہ السلام نے جب قوم کو پکار کر کہا:۔

يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوائے تمہارا کوئی معبود نہیں۔

تو قوم کو پہلی بدگمانی یہی ہوئی بلکہ قوم کے بااثر لوگوں نے اصرار کیا اور اپنے زیر اثر لوگوں سے کہا:۔

لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا اور ود اور سواع اور یغوث اور یعوق کو ہرگز ترک نہ کرنا۔

حضرت ہود علیہ السلام کو اسی اعلان کا جواب ملتا ہے:۔

مَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ۔ ہم تیری باتوں سے اپنے معبودوں کو چھوڑنے کے نہیں اور نہ ہم تجھ پر ایمان لانے والے ہیں۔

حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کہتی ہے۔

اَتَنْهٰىنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ کیا تم ہم کو ان چیزوں کی پرستش سے منع کرتے ہو جن کو ہمارے بزرگ پوجتے آئے ہیں اور جس بات کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو اس میں ہمیں بہت بڑا شبہ ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے تو اس حد تک جحود و انکار کیا کہ

لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً ہم تجھ پر اس وقت تک ایمان نہ لائینگے جب تک خدا کو سامنے نہ دیکھ لیں۔

مسیح علیہ السلام کے کلام کو اچنبا اور نیا خیال کرنا تو ایک طرف رہا خود آپ کے وجود کو انتہائی تعجب اور نفرت کی نگاہ سے دیکھا گیا۔

حضرت مریم کو لوگوں نے مخاطب کر کے کہا:۔

لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا یہ تو نے برا کام کیا۔

پیغمبر آخر الزماں جناب سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اعلان حق فرمایا تو یہی آواز آئی

اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ بیشک یہ تو عجیب شے ہے

مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ یہ پہلے مذہب میں ہم نے کبھی سنی ہی نہیں

انسان ہر اس شئے سے جس سے وہ ناواقف ہوتا ہے فطرتاً کھٹک اور وحشت رکھتا ہے متذکرہ بالا شواہد وواقعات اور حقیقی پیغمبروں اور رہنماؤں کی رشد و ہدایت سے گھبراہٹ و انکار اسی فطرت انسانی کا تقاضا ہے ورنہ کسی نبی نے کوئی نئی چیز پیش نہیں کی۔

خدا کی الوہیت کا اقرار اور ہر حالت میں اسی کو حقیقی مددگار سمجھنا ہر ایک چیز کا مالک خالق اسی کو یقین کرنا اپنے اوپر اس کی عبادت کو لازم تصور کرنا اور اسے ہر عیب و نقص سے پاک جاننا، موت کے بعد زندہ ہونا، سزا و جزا۔ جھوٹ اور ظلم کو برا سمجھنا۔ انصاف کو پسند کرنا۔ زنا چوری کی قباحت محسوس کرنا وغیرہ ان سب اصول پر ہر مذہب و ملت کا اتفاق ہے۔ البتہ طریقوں کے مقرر کرنے میں ضرور فرق ہوتا ہے۔

اس کی مثال کو یوں سمجھو کہ ایک طبیب مختلف حالات میں مختلف علاج تجویز کرتا ہے جن دواؤں کو گرمی کے موسم میں بھگو کر دینا مناسب خیال کرتا ہے سردیوں میں جوشاندے کی صورت میں دیتا ہے ایک دن کوئی دوا تجویز کرتا ہے دوسرے دن کوئی اور مرض کے مطابق نسخہ تبدیل کرتا چلا جاتا ہے بچے جوان بوڑھے کے علاج میں زمین و آسمان کی فرق ہوتا ہے ملک و علاقہ کی آب و ہوا کے اختلاف سے ایک ہی مرض میں مختلف دوائیں استعمال کراتا ہے غرض بیماروں کا ایسے ایسے امور پر مجبور کرتا ہے جن سے وہ بالکل ناواقف ہوتے ہیں اور ان کے ظاہری حالات سے اندرونی حالات پر ایسی رائیں قائم کرتا ہے جو خود بیمار بھی محسوس نہیں کر سکتے زبان کی زردی کو غلبہ صفرا قرار دیتا ہے چہرے کی زردی کو جگر کی خرابی کی شہادت سمجھتا ہے آنکھوں کی سرخی غلبہ خون کے قائم مقام خیال کرتا ہے۔

لیکن اس تمام اختلاف رائے اور اختلاف عمل میں چونکہ غرض محض ایک ہے اور وہ یہ کہ مریض صحیح و تندرست ہو جائے اس لئے ان تبدیلیوں پر نہ مریض کی طبیعت میں کھٹک پیدا ہوتی ہے اور نہ ان اختلافات سے وحشت و تعجب ہوتا ہے۔

ایسے ہی مذہبی رہنما مختلف اوقات میں روحانی طبیب کی حیثیت سے تشریف لائے اور موجودہ طبائع کے مطابق ان کو انہیں مشترکہ اصول پر کاربند کرنے کی کوشش کی گو پابندی کے طریقوں میں اختلاف رہا غرض چونکہ ایک ہی تھی کہ بداخلاقیوں کے روحانی امراض سے انسان صحت کلی حاصل کر کے صحیح و تندرست ہو جائے اور نیکی اور بدی کے مزے کو اپنی اصلی حالت میں محسوس کرے صفراوی تپ کے بیمار کی طرح شہد کو کڑوا محسوس نہ کرے بلکہ میٹھے کو میٹھا اور کڑوے کو کڑوا سمجھنے کی تمیز حاصل کر لے اس لئے مذہبی رہنماؤں کا بھی مختلف وقتوں میں دنیا کو علیحدہ علیحدہ طریقوں پر کاربند کرنا کسی قسم کی گھبراہٹ اور پریشانی کا باعث نہیں ہونا چاہئے۔

ملک کی تمدنی حالت پر غور کرو کہ موسموں، وقتوں اور علاقوں کے مختلف ہونے کے ساتھ ساتھ وہ قانون بھی علیحدہ علیحدہ صورت اختیار کرتا چلا جاتا ہے جو ان تمام علاقوں میں مشترک حیثیت سے رائج ہوتا ہے۔

کپڑا پہننا تمام مہذب شہروں میں ایک مشترک قانون ہے لیکن جو کپڑا گرمی کے موسم

میں پہنا جاتا ہے سردیوں میں نہیں پہنا جاتا ملی کپڑے میں کام کرنے والے مزدوروں کے لباس کی ساخت اور دفتر کے کلرکوں کے سوٹ میں زمین آسمان کا فرق ہے ایک بادشاہ کا فوجی اور سواری کا لباس اور منصب عدالت پر بیٹھنے والا لباس اور ہوتا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ شریعت نبوت کا ایک لباس ہے جس کے خفیف رد و بدل سے اصل مذہب میں کوئی فرق نہیں آتا۔

ایک بچے کے پیدا ہونے سے لیکر بوڑھا ہونے تک اس کی ضروریات زندگی کو دیکھو بلکہ جنین سے چل کر اس کے حالات پر غور کرو ماں کے پیٹ میں غلیظ خون سے غذا حاصل کی۔ پیدا ہو کر دودھ کی شکل میں غذا ملی مدت رضاعت کے بعد ایسے ہی غذا میں تبدیلی ہوتی چلی گئی۔ بچپن کے زمانہ میں آرام کرنے کے لئے چھوٹا سا بستر اور ایک گہوارہ ملا پہننے کو بالشت بھر لمبی قمیص اور چھ گرہ پاجامہ علی ہذا القیاس درجہ بدرجہ ضروریات میں تبدیلی ہوتی چلی جاتی ہے حتیٰ کہ جب وہ بچہ نمو کے کمال کو پہنچ جاتا ہے تو لباس کی ترقی بھی ایک حد معین پر جاکر ٹھہر جاتی ہے وہی چار گرہ لمبی قمیص اور چھ گرہ کپڑے کا پاجامہ پہننے والا جوان ہوکر ساڑھے چار گز کا پاجامہ اور ۸ گرہ لمبی قمیص پہنتا ہے اور باقی عمر نہ گھٹتا ہے نہ بڑھتا ہے۔

بعینہ یہی مثال اسلام کی سمجھئے کہ تخلیق آدمؑ کے ساتھ ہی پیدا ہوا اور رفتہ رفتہ درجہ بدرجہ ترقی کرتا چلا آیا حسب ضرورت اوقات مختلف لباس پہنتا رہا اور اپنی وقتی ضروریات کو پورا کرتا رہا۔ کبھی نوحؑ کی شریعت کی صورت میں نمودار ہوا کبھی ابراہیمی شریعت کے لباس میں ملبوس کبھی موسیٰؑ کے ید بیضا سے جلوہ گر ہوا اور کبھی مسیحؑ کی قوت گویائی میں ظاہر ہوا۔

عباراتنا شتی وحسنک واحد ہمارے مضامین مختلف ہیں اور تیرا حسن ایک ہی

آخر سرور کائنات مفخر موجودات پیغمبر آخر الزمان محمد کریم علیہ الصلوٰۃ و السلام کے لباس میں عین تکمیل و عروج کی حد کو پہنچ کر جلوہ گر ہوا۔

پیش از ہمہ شاہان غیور آمدہ | ہر چند کہ آخر بظہور آمدہ
اے ختم رسل قرب تو معلوم شد | دیر آمدہ زراہ دور آمدہ

الیوم اکملت لکم دینکم | ہم نے آج تمہارا دین کمل کر دیا اور اپنی
واتممت علیکم نعمتی ورضیت | نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لئے
لکم الاسلام دینا | دین اسلام کو پسند کیا۔

جس طرح لباس کی کمی بیشی کے سبب سے اس بچے کے نام ولدیت اور شخصیت میں کوئی فرق پیدا نہیں ہوا اسی طرح مختلف وقتوں میں احکام شریعت کی تبدیلی کر اسلام کے نام اور اصلیت میں بھی کوئی تغیر واقع نہیں ہوا آج بھی وہی اسلام ہے جو آدم اور نوح کے وقت تھا۔

شرع لکم من الدین ما وصی | اس نے تمہارے لئے دین کا وہی راستہ
بہ نوحا والذی اوحینا الیک | مقرر کیا جس کے اختیار کرنے کا نوحؑ کو
وما وصینا بہ ابراھیم وموسیٰ | حکم دیا تھا اور جس کی اے محمدؐ ہم نے تمہاری
وعیسیٰ ان اقیموا الدین ولا | طرف وحی بھیجی ہے اور جس کا ابراہیمؑ اور
تتفرقوا | موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو حکم دیا تھا وہ یہ کہ دین کو

جس طرح آج اس بچے کو جوان ہونے کے بعد اپنے بچپن کے کپڑے بدن پر پورے نہیں آتے خواہ وہ دو سال کی عمر کے بنے ہوئے ہوں خواہ دس سال کی عمر کے ویسے ہی اسلام کے لئے شریعت کے وہ طریقے جو موسیٰؑ و مسیحؑ کے زمانہ میں قائم کئے تھے ناکافی ہیں اس طرح وہی طریق قابل عمل ہیں جو اسلام نے اپنے عین تکمیل کے زمانہ میں دنیا کے سامنے پیش کئے اور وہی قابل عمل رہیں گے۔

افلت شموس الاولین وشمسنا | ابدا علی افق البقا لا تغرب

پہلوں کے سورج چھپ گئے اور ہمارا سورج ہمیشہ ہستی کے کناروں پر روشن رہیگا۔

مسلمان تمام مذاہب کو اپنے اپنے وقت میں صحیح اور قابل عمل مانتے ہیں۔

وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر | کوئی امت ایسی نہیں جس میں عذاب خدا سے ڈرانے والا نہ گذرا ہو۔

بلکہ دوسرے مذاہب کے پیشواؤں کی شان میں گستاخی تو بجائے خود بتوں تک کو برا کہنا نامناسب اور اخلاقی جرم سمجھتے ہیں۔

ولا تسبوا الذین یدعون من | اور جن لوگوں کو یہ مشرک خدا کے سوا پکارتے
دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر | ہیں ان کو برا نہ کہنا کہ یہ بھی خدا کو بے ادبی
علم۔ | سے بے سمجھے برا نہ کہہ بیٹھیں۔

یہی وجہ ہے کہ ایک مسلمان سینہ اس قدر فراخ ہے کہ دنیا و ما فیہا اس کے سامنے ہیچ ہے اور اس کے معتقدات میں اس قدر روحانی ذخیرہ موجود ہے جتنا کسی دوسرے اہل مذہب میں ہونا ناممکن ہے۔

ایک موسیٰؑ کے ماننے والے کے دل میں اگر بالفرض ۹۸ خدا کے بندوں کی ارادت نا ذعان موجود ہے اور ایک عیسوی دین کے پیرو کا دل اگر ۹۹ قدسیوں کی عقیدت سے لبریز ہے تو ایک "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھنے والے کا قلب سلیم سو برگزیدہ ہستیوں کی محبت و انقیاد سے معمور ہے لا نفرق بین احد من رسلہ

نام احمد نام جملہ انبیاست | چونکہ صد آمد نود ہم نزد ماست
احمد کا نام تمام انبیاء کے ناموں کا مجموعہ ہے | جب سو کا نام لیا تو نناوے بھی صاف ہو گئے

ذیل میں ہم چند حوالہ جات نقل کرتے ہیں جن سے معلوم ہوجائے گا کہ انبیاء کرام کی آمد سے یکے بعد دیگرے احکام دین کی کس طرح تکمیل ہوتی چلی گئی۔

حضرت آدمؑ کے وقت حلال جرند پرند کا خون اور چربی حلال تھی (پیدائش ۹ ۱۳)

حضرت نوحؑ کے وقت حرام ہوا (استثنا ۱۲ و ۴ ۸)

حضرت ابراہیمؑ نے اپنی سوتیلی بہن سے نکاح کیا جس سے تمام انبیاء بنی اسرائیل پیدا ہوئے (پیدائش ۲۰ ۱۲) حضرت موسیٰؑ نے ایسے نکاح کو بالکل حرام قرار دیا (احبار ۱۸ ۹۔ استثنا ۲۷ ۲۲)

حضرت یعقوبؑ نے دو بہنوں کو ایک وقت نکاح میں رکھا (پیدائش ۲۹ ۲۸)

حضرت موسیٰؑ نے اس کو حرام فرمایا۔

حضرت مسیحؑ صاف اقرار کرتے ہیں کہ میں توریت کو منسوخ کرنے نہیں آیا بلکہ توریت کے احکام پر عمل کرنے کی تاکید کرتے ہیں اور نیک بننے کے لئے توریت کے احکام کی تعمیل کو شرط قرار دیتے ہیں۔ اس سے بڑھکر یہ کہ فریسیوں اور فقیہوں کی تعمیل ارشاد کی بھی تاکید فرماتے ہیں۔

"جو کچھ فریسی اور فقیہی جو موسیٰؑ کی گدی پر بیٹھے ہیں تم کو کہیں اور حکم کریں وہ یاد کرو

اور وہی حسکو کرو" (متی ۳۲ ؍ ۵)

تاہم طلاق دینا اور طلاق نامہ لکھدینا جو حضرت موسیٰ کے وقت جائز تھا استثنا ۲۴: مسیح اس کو یا تو مطلق منع کرتے ہیں (مرقس ۱۰ ؍ ۱۱) یا زنا کی شرط پر جواز کا فتوی دیتے ہیں (متی ۵ ؍ ۳۲)

جیسے ختنہ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں ابدی رسم تھی (پیدائش ۱۷ ؍ ۱۴) اور حضرت مسیح نے خود بھی ختنہ کرایا (لوقا ۲ ؍ ۲۱)

مگر اعمال ۱۵ میں منسوخ کیا گیا بلکہ پولوس ختنہ کی نہایت سختی سے مخالفت کرتا ہے فرماتا ہے:-

"اگر تم ختنہ کراؤ تو تم کو مسیحؑ سے کچھ فائدہ نہیں جس نے ختنہ کرایا اسے شریعت پر عمل واجب ہے اور جس نے شریعت سے راستبازی چاہی اُسے مسیحؑ سے جدائی ہوئی (نامہ گلتیان ۵ ؍ ۲ و ۴)

حضرت مسیحؑ نے ایک وقت میں فرمایا:-

"یہ باتیں میں نے تمثیلوں میں کہی ہیں پر وہ وقت آتا ہے کہ میں تمھیں تمثیلوں میں پھر نہ کہونگا بلکہ باپ کی بات صاف صاف خبر تمہیں دونگا (یوحنا ۱۶ ؍ ۲۵)

پھر فرمایا:-

میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمھیں کہوں پر اب تم برداشت نہیں کر سکتے (یوحنا ۱۶ ؍ ۱۲)

ان دو آیتوں سے دوپہر کے سورج سے بھی بڑھ کر روشن اور واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ وقت کی تبدیلی پر احکام میں کیسے تبدیلی واقع ہو جاتی ہے جو بات مسیح علیہ السلام ایک وقت تمثیل میں بیان کرنا ضروری اور مناسب خیال کرتے ہیں دوسرے وقت میں ان شرائط کو اٹھا دیتے ہیں اور جن باتوں کو اپنے پیروں میں اب برداشت نہیں پاتے ان کے لئے برداشت کی انتظار کرتے ہیں۔

مسیحؑ کے بعد رسولوں نے تو انتہا ہی کر دی صاف صاف کہدیا۔

"پس اگلا قانون اس لئے کمزور اور بے فائدہ تھا اٹھ گیا (عبرانیان ۷ ؍ ۱۸)

ایک مذہب کے پیرو کے دل میں دوسرے مذہب کی نسبت جس قدر بدگمانیاں ہوتی ہیں وہ محض اس پردے اور حجاب کے نیچے چھپی رہتی ہیں کہ وہ اس مذہب کو ایک نیا اور اجنبی مذہب خیال کرتا ہے اس لئے ہم پھر یاد دلاتے ہیں کہ اسلام کوئی نیا مذہب نہیں اور مسلمان ہر ایک مذہب کا دلی خیر خواہ اور تمام مذاہب کے رہنماؤں کی عزت کرنے والا ہے بلکہ ان کی عزت کو ایمان کا جزو سمجھتا ہے۔

پیغمبر خدا نے نہایت محبت کے ساتھ اہل کتاب کی طرف ہاتھ بڑھا کر فرمایا:-

یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمة سوآء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرك به شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ۔

اے اہل کتاب جو بات ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے اس کی طرف آؤ یہ کہ خدا کے سوا ہم کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں اور ہم میں کوئی کسی کو خدا کے سوا اپنا کارساز نہ سمجھے

قنت ہیمہ یعنی عورتوں اور لڑکیوں کے لئے خلفائے راشدین کی
سلسلہ خلافت اسلامیہ سوانح عمریاں حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ کی مقدس زندگیوں اور ان کے عہد خلافت کے حالات پر سلیس زبان میں بچوں اور لڑکیوں کو صحابہ کرام کے حالات پڑھانے کے لئے نہایت مفید کتابیں ہیں قیمت ہر ۴ حصوں کی کل ۴ ؍

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب کیجئے

عقلمند اور سنجیدہ افراد جس طرح ہر اس بات کو جس سے وہ ناواقف ہوتے ہیں پوری جانچ پڑتال کے بغیر قابل محبت نہیں سمجھتے اسی طرح ہر ایک بات کو نفرت کی نگاہ سے بھی نہیں دیکھتے جب تک کہ اس کی کماحقہ واقفیت نہ حاصل کر لیں۔ بلکہ سعید فطرت اور بلند حوصلہ طبیعتیں ہر سامنے آنے والی شئے کو سب سے پہلے بھانپ لیتی ہیں۔

قاعدہ ہے کہ جب صبح ہوتی ہے اور سورج کا طلوع قریب ہوتا ہے تو سب سے پہلے اونچے اونچے مینار اور بلند مکانوں کے منڈیر سنہری شعاعوں سے مزین ہوتے ہیں اور جوں جوں سورج بلند ہوتا جاتا ہے اوسط درجہ بلند اور پست مکان روشن ہوتے چلے جاتے ہیں۔ حتی کہ جب آفتاب عالمتاب اپنی کامل روشنی کے ساتھ سمت الراس پر جلوہ افروز ہوتا ہے تو وہ تنگ و تاریک مکان اور روزن بھی چمک اٹھتے ہیں جو اس وقت تک ظلمت و تاریکی کے تہ بر تہ پردوں میں دبے ہوئے تھے۔

عبداللہ بن سلام جو علمائے یہود میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے تھے اور قلب سلیم اور بلند فطرت کے مالک تھے جب پیغمبر خدا صلعم کو پہلی مرتبہ دور سے آتے دیکھتے ہیں تو بیساختہ پکار اٹھتے ہیں

لیس ھذا الوجه كاذب یہ جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں۔

ابی سفیان عین اس وقت جبکہ فتح مکہ کے دن وہ نورانی پیکر (صلعم) دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ کوہ فاران سے جلوہ گر ہو ارات کے وقت لشکر کا جائزہ لینے کے لئے پھر رہا تھا گرفتار ہو کر آپ کے سامنے پیش ہوتا ہے آپ دریافت فرماتے ہیں:-

کیوں ابوسفیان کیا اب بھی تم کو یقین نہیں آیا کہ خدا کے سوا کوئی اور معبود نہیں!

ابوسفیان۔ کوئی اور خدا ہوتا تو آج ہمارے کام آتا۔

رسول اللہ (صلعم) کیا اس میں شک ہے کہ میں خدا کا پیغمبر ہوں۔

ابوسفیان۔ بلی فی نفسی شئ ہاں اس میں تو شبہ ہے۔

لیکن آخر جب مکہ فتح ہوا۔ اور اسلام کا سورج سمت الراس پر چمکا تو ابوسفیان کا دل بھی ان نورانی شعاعوں سے محروم نہ رہا۔

اشهد ان لا اله الا اللہ واشهد ان محمدا رسول اللہ۔ اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه

خدایا حق کو حق دکھا اور اس کی پیروی نصیب کر اور باطل کو باطل دکھا اور اس سے پرہیز قسمت کر۔

شرطیہ دو ہی مہینے میں انگریزی آجائیگی

اگر آپ مومن صاحب کی انگلش ٹیچر کا ایک سبق روزانہ پڑھ لیں گے صرف ایک گھنٹہ روزانہ محنت کی ضرورت ہے اور کسی استاد کی حاجت نہیں یہی وہ کتاب ہے جو دو سال میں تیس ہزار فروخت ہوگئی اس سے بہتر انگریزی سکھانے والی کتاب آجتک نہیں لکھی گئی ضخامت تقریبا ۳۰۰ صفحات

قیمت صرف ایک روپیہ محصول ۴ ؍ رکل ۴ ؍ ۱

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

اسلام کی شاندار تعلیم عدل

(از جناب مولوی شریف احمد صاحب مراد)

اسلام میں مساوات رواداری اور عدل و انصاف کی جیسی شاندار تعلیم دیگئی ہے اور حق پژوہی اور معدلت شعاری کے جو پرشکوہ منظر اس مذہب مقدسہ نے دنیا کے سامنے پیش کئے ہیں اس کی نظیر کرہ عالم کے کسی مذہب کسی قوم اور کسی طبقہ میں نہیں مل سکتی یہاں جب انصاف کا سوال ہوتا ہے تو شاہ و گدا امیر و غریب عربی و عجمی برابر کھڑے نظر آتے ہیں اور کسی کو محض ذاتی علو نسبی افتخار صلبی عظمت مالی وجاہت اور سردارانہ اقتدار کی بنا پر پاداش جرم سے نجات نہیں مل سکتی یہ بھی عظمت و اقتدار کچھ کرنہ تھا کہ یہ شاندار تعلیم محض زینت اوراق اور زرنبین کتاب آئین ہوکر رہجاتی لیکن نہیں یہاں تو جو کچھ ہے وہ جلوہ گاہ عمل بنا ہوا ہے اسلام کے دربار میں کوئی فرمانروا ہو یا مسکین گدا کوئی آل رسول ہو یا غریب نومسلم کوئی سید ہو یا پٹھان آقا ہو یا غلام سب پہلو بہ پہلو کھڑے ہوئے ہیں جس طرح مساجد و عبادتگاہیں سجدہ گاہ عوام و خواص ہیں اسی طرح اسلام کی عدالتیں بھی دنیاوی تخصیص و امتیاز سے پاک ہیں اللہ کے گھر میں جسے عرف عام میں مسجد کہا جاتا ہے ایک ہی صف میں اسلام کے "محمود و ایاز" کھڑے ہو جاتے ہیں۔ غازی اعظم مصطفیٰ کمال پاشا آقائے رضا شاہ۔ سلطان ابن سعود۔ شاہ نادر خاں کتنے ہی مسند ساور ذی جاہ ہوں تخت و بخت کے حامل ہوں لیکن جب وہ مسجد میں سجدہ عبودیت کے لئے آئینگے تو ان کے لئے کوئی جگہ اور کوئی مقام مخصوص نہ کیا جائے گا اور اگر دنیاوی نخوت و کبر سے سرشار ہوکر اپنے لئے کوئی امتیازی جگہ مقرر بھی کرلے تو اس کی نماز ہی نہ ہوگی اور وہ مجبور ہے کہ عوام کے دوش بدوش کھڑے ہوکر رکوع و سجود میں مصروف ہو پھر اسلام میں وہ نماز ۲۷ درجہ زیادہ مدارج ثواب کی سرمایہ دار ہے جو جماعت کے ساتھ ادا کی جائے اب جسے خدائے ذوالجلال کو منہ دکھانا اور مرنا ہے وہ ہرگز محض دنیاوی شان کے قیام و بقا کے لئے اس ثواب کو نہ چھوڑینگے اور چھوڑیں گے بھی تو عوام یہاں نہیں تو آخرت میں ان سے ضرور فوقیت حاصل کر جائینگے۔

ہندو دھرم کی تعلیم

حکومت برطانیہ ہند یا جمہوریہ امریکہ آپ ان کے فرمانرواؤں کو عدالت میں نہیں بلا سکتے اور نہ ان کے زن و فرزند کسی جرم میں بھی عدالتی حکم سے کچہری حاضر کئے جا سکتے ہیں انہیں شہادت میں کوئی طلب نہیں کرسکتا لیکن اسلام کے شاندار حکم ولا تابی الشہداء اذا ما دعوا میں اذن عام ہے کہ جب شہادت میں بلایا جائے تو انکار نکرو اسی نیلگوں آسمان اور اسی ہر صبح و شام طلوع و غروب ہونے والے آفتاب نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمانروائی کے زمانہ میں قاضیوں (مجسٹریٹوں) کے حکم سے طلب ہوتے اور مدعیوں اور مستغیثوں کے دوش بدوش کھڑے ہوکر جوابدہی کرتے دیکھا ہے دیگر مذاہب کی تعلیمات سے اسلامی تعلیم کا مقابلہ کیا جائے اور مقابلہ میں دوسری قوموں کے مذہبی آئین پیش کئے جائیں تو مسرت افروز حیرت اور انبساط پرور استعجاب کی ایک دنیا نگاہوں کے سامنے آجاتی ہے اور قلب و روح پر ایک وجدانی کیف طاری ہو جاتا ہے۔

اس وقت ہم دنیا کے ہندوستان کے ایک بہت قدیم اور بہت بڑے دھرم سے اسلام کا موازنہ کرتے ہیں اور دکھاتے ہیں کہ عدل و مساوات کے معاملہ میں ہندو دھرم سے اسلامیت کس درجہ فوقیت لئے ہوئے ہے۔ یہ دھرم چار ذاتوں برہمن چھتری ویش اور شودروں پر مشتمل ہے کسی معمولی کتاب میں نہیں کسی مشہور مصنف کی تصنیف میں نہیں بلکہ ان کی مذہبی مجلدات پرانوں میں لکھا ہے کہ "برہمن پرمیشور کے منہ سے، چھتری اس کے بازوؤں سے، ویش اس کی رانوں سے اور شودر اس کے پاؤں سے پیدا ہوئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ منہ کو پاؤں پر بہت نمایاں فوقیت حاصل ہے پھر منہ بھی پرمیشور کا منہ اسی لئے جتنی جس عضو کو برتری ہونی چاہیئے اتنی ہی رفعت ان ذاتوں کو ہر معاملہ میں دیدی گئی ہے اور اسی اعتبار ان کے تمدنی و مذہبی فرائض مقرر کرکے اس پر سوسائٹی کی بنائیں استوار کردی گئیں ہیں۔

منو کی کتاب آئین اٹھا کر دیکھ لو وید ول کو پڑھ ڈالو۔ ہندو عظمت و فرمانروائی کے عہد کے اوراق کا مطالعہ کرلو ذاتوں کے ساتھ آئین کے نفاذ کی نوعیت بھی بدلتی چلی گئی ہے عام دستور تھا کہ شودروں کو محض پاؤں کے ہونے کے غیر اختیاری جرم معمولی "جرائم" کی پاداش میں خوفناک سزائیں دیدی جاتی تھیں اور برہمنوں کو پرمیشر کے منہ سے پیدا ہونے کی اوری شرافت کی بنا پر سنگین جرائم میں بھی کم سزائیں شودر کا محض جنیو پہن لینا گراں بار جرمانہ کا مستوجب سمجھا جاتا تھا وہ برہمن کو صرف زیادہ تکلیف دینے کے جرم میں قتل کردیا جاتا تھا وہ کسی برہمن کی مسند پر بیٹھ جاتا تو حکم تھا کہ اس کے چوتڑوں پر داغ دئیے جائیں کسی برہمن پر کوئی شودر تھوک دے تو اس کے ہونٹ کاٹ دئیے جائیں یہ تو پھر ایسے جرائم تھے جن کا امکان ہی ان قوانین نے معدوم کر دیا تھا کمبرالو نوع بھی نہیں ہیں اب عام جرائم کی سزا سنئے اگر شودر کسی برہمن کو گالی دے اور خود گالی دینا تو ایک طرف اگر کسی برہمن کو کسی برہمن ہی کے گالی دینے کی آواز شودر کے کانوں میں پڑ جائے تو لکھا ہے کہ اس شودر کو فوراً پکڑ کر اس کے گوش شنوا میں سیسہ پگھلا کر ڈالدیا جائے اگر وہ کسی برہمنی سے زنا کر بیٹھے تو اس کی عضو کاٹ کر اور اسے گرم لوہے سے باندھکر جلا دیا جائے برہمن مہاراج کسی مسٹریٹ پر ہاتھ چھوڑ دیں تو ان پر تھوڑا سا جرمانہ کر دینا کافی سمجھا جاتا تھا اور اگر کسی شودر سے یہی جرم سرزد ہو تو اس کے جسم سے لوہے کی گرم سلاخ نکال کر اسی پر اس کے کباب کرلئے جاتے تھے۔ ویدک الفاظ سن لینے کی بھی سخت سزا تھی۔

شودروں کے لئے زیادہ دولت جمع کرنے کی بھی ممانعت تھی برہمنوں کے لئے حکم تھا کہ وہ شودروں کو کسی مذہبی معاملہ میں کوئی ہدایت نکریں کوئی مذہبی رسوم ادا نہ کرنے دیں مندر میں نہ گھسنے دیں لطف یہ ہے کہ اگر کوئی ایسی صورت پیش آجائے اور راز کھل جائے تو برہمنوں سے کوئی باز پرس نہ تھی البتہ شودروں کی کمبختی آجاتی تھی اور انھیں سنگین سزائیں دیدی جاتی تھیں اور سنئے جرم کے صدور کی ضرورت کافی خاص ضرورت نہ تھی محض یہ معلوم ہو جانا کافی تھا کہ فلاں شخص بدخصلت ہے

حکم تھا کہ اس کا سر پھوڑ دو۔ بھر وید ۱۲/۵ شودروں کے لئے فلاح و اصلاح کا محض ایک ہی طریقہ تھا کہ وہ عمر بھر برہمنوں کی خدمت کرتے رہیں یہ شودر بھی آخر برہمن ہی جیسے انسان تھے اور انھیں بھی خدا ہی نے پیدا کیا تھا لیکن ان کی انسانیت کی علانیہ تذلیل ہوتی تھی۔

تہذیب جدید کا نظام عدل

ہم نے درمیانی ذاتوں کے ساتھ سلوک کے طریقہ ہائے کار کو عمداً نظر انداز کر دیا ہے اور صرف ان دو ذاتوں کو لیا ہے جو اشرف المخلوقات اور ارزل الکائنات قرار دی گئی ہیں دونوں خدا کے بندے اور ایک جیسے انسانوں پر مشتمل ہیں لیکن سلوک و انصاف کے معاملہ میں دونوں کے مابین بعد المشرقین رکھ دیا گیا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شودروں کا خدا ہی نہیں خدا تو سب کا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ مذہب اور اس کے آئین خدا کے وضع کردہ نہیں بلکہ خود غرض ہاتھ یا کسی عقل انسانی کی کم بینی اور کوتاہ نظری مصروف کار فرمائی ہے ورنہ یہ بھی کوئی آئین ہے کہ برہمن کسی کے مواشی کو مار ڈالے تو کچھ نہیں اور شودر یہی کرے تو اس کا پاؤں کاٹ دیا جائے برہمن جو معمولی قید کی سزا پائے اور شودر جو قتل کر دیا جائے۔

یہ امر کچھ ہندو دھرم ہی کے لئے مخصوص نہیں جن جن مذاہب میں انسانی ہاتھ نے کام کیا ہے وہاں یہی ناانصافیاں نظر آتی ہیں روم و یونان کی تہذیب کی شہرت آفتاب گنبد افلاک پر ہے گو یخ پیدا کئے ہوئے ہے ان کا مذہب عیسویت تھا تاریخ اٹھا کر دیکھئے رعایا دو طبقوں پر مشتمل ہو کر رہ گئی تھی جو اس کو کوئی نہ پوچھتا تھا اور وہ خوفناک جرائم کے ارتکاب پر بھی بسا اوقات بری ہو جاتے تھے سزا ہی ہوتی تھی تو بہت کم لیکن نچلے طبقوں پر آئین سیاستیں توڑا کرتا تھا اقتدار والے لوگ ہر مذہب میں پاداش جرم میں نمایاں مراعات کے مستحق تھے اور غیر معتقد اور عوام پر ہمیشہ اپنی قہر کی بجلیاں گراتے رہے۔ وعدہ جا ہے یہ دور تو تہذیب و مدنیت کا دور ہے لیکن کیا آپ نے اس "شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پینے والی تہذیب میں ایک انگریز کے خون کے ایک قطرہ کی قیمت پورا ایران ... کی صدا نہیں سنی ایرانیوں نے صد ہا مجتہدین طرابلس کے ہزار ہا مہاجرین شام کے سینکڑوں سرفروشوں کے دریا نے خون کی ہولناک لہر دل کی ہی کوئی قیمت نہیں لیکن یورپ کے "دو سفید لب" کی قیمت پر چین جیسے ملک کو تول دیا جاتا ہے افریقہ میں دو تولہ ربڑ کی چوری میں وہاں کے کالے شکاری کتوں سے پھڑوا ڈالے جاتے ہیں لیکن دوسری طرف کرمیا آف بانجاز ... کی چوری نہیں بلکہ فیض آباد کی بہو بیگم کے کروڑوں روپیہ اڑانے پر بھی وارن ہیسٹنگز صاحب خوفناک مقدمہ سے بری ہو جاتے ہیں غرضیکہ جو خدا ہو اپنے بندوں کی لاج اور اپنی پیدا کردہ مخلوق کا خیال ہو سکتا ہے تو اسی کو جو آئین خدائے برتر و توانا کا آئین ہو اس میں آپ کو انصاف و مساوات کے نمونے البتہ نظر آئیں گے دیگر انسان کے وضع کردہ قانونوں میں قہر و غضب کی بجلیاں تڑپتی دکھائی دیں گی دنیا کے اور جتنے مذاہب ہیں وہ یا تو دست برد انسانی کا شکار ہوئے یا یہ کہ وہ خدا کی طرف سے تھے ہی نہیں اس لئے ان میں آپ کو جابجا عدل سوزی اور عدم امتیاز کے شعلے بھڑکتے نظر آتے ہیں۔

معیار شرف و امتیاز

اسلام بعینہٖ بغیر انسانی دست برد کے محفوظ ہے اور چونکہ خود خدائے پاک اس کی تعلیمات کے تحفظ و صیانت کا عہد کر چکا ہے اس لئے تا قیام قیامت یہ اسی طرح محفوظ و مصئون رہے گا اور حقیقی انصاف و عدل کی روشنیاں آپ کو یہیں ضیا بار و ضیا بیز نظر آئیں گی اسلام میں ہندو دھرم یا دیگر مذاہب کی طرح دولت نسب یا دنیوی عزو جاہ ہرگز باعث شرف نہیں نہ یہاں ذاتوں کی تمیز ہے اور نہ بڑائی چھوٹائی کا کوئی غیر قدرتی معیار یہاں تو "ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم" کی فرمانروائی ہے جس کا اتقاء و پرہیزگاری مسلم ہے وہی بڑا اور وہی معزز ہے لیکن اس توقیر و تعزز کے بل پر بھی وہ اسلام کے تعلیمی آئین کی رو سے بالا نہیں قرار دیا گیا عبادات دیانات معاملات، وغیرہ میں متقی اور غیر متقی سے یکساں سلوک روا رکھا جاتا ہے جو کچھ امتیاز ہے وہ یہی ہے کہ لوگ اسے عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور خدائے قدوس کا یہ محبوب بن کر رہتا ہے عام معاملات میں یہ متقی اور ایک عامی مسلمان اسی طرح برابر ہیں جس طرح اسلام میں شاہ و گدا کا درجہ ایک ہے یہاں کوئی مخصوص کوئی امتیاز اور کوئی رعایت نہیں سب اللہ کے بندے ہیں جتنی سید ہو یا جلاہا مسلمانوں کے نزدیک یکساں موقر و قابل عزت ہے اور مجرم شریف و امیر ہو یا رذیل و غریب ایک ہی تلوار کے نیچے دونوں کے سر رکھے ہوئے ہیں صاف حکم ربی ہے کہ مقابلہ پر خواہ تمہارا عزیز و قریب ہی ہو مگر انصاف کرو اور انصاف ہی کی کھیر آئے چل کر جذبات انسانی کے تلون و ضعف کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ بھی انتباہ کر دیا گیا ہے کہ دیکھو خبردار رہو کہیں کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس کے ساتھ نہیں ناانصافی پر آمادہ نہ کر دے خدا اسے پسند نہیں کرتا یہاں یہ نہیں کہ مسلمانوں خطرے میں ہو تو زمین کی دھول آسمان کو پہنچا دی جائے اور غیر مسلم خطرے میں آجائیں کیا ذبح بھی کر دی جائیں تو پرواہ نہیں دوست ہو دلدار ہو تو عزت اور رعایت کا مستحق ہے اور دشمن قوم سے تعلق رکھتا ہے تو جائز ہے کہ اس کی نعش قبر سے نکلوا کر اس کی ہڈیاں چکی میں پسوائی جائیں اور دریا میں بہائی جائیں اسلام میں دوست و دشمن کے ساتھ جرم کے اعتبار سے یکساں سلوک کیا جائے گا۔

رسول کریم کا مظاہرۂ انصاف

احادیث میں مرقوم ہے کہ عہد نبوی میں ایک اعلیٰ خاندان کی عورت پر چوری کا الزام پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا بعض صحابہ نے اس کی خاندانی وجاہت کی بنا پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نرمی کی سفارش کی اتنا سننا تھا کہ آپ کا چہرہ فرط غضب سے سرخ ہو گیا اور فرمایا کہ گزشتہ قوم کے لوگ اسی سے ہلاک ہوئے کہ ان میں کوئی بڑا جرم (چوری) کرتا تو اسے معمولی سزا دی جاتی اور چھوٹا کرتا تو پوری سزا کا مستحق قرار پاتا خدا کی قسم اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرے تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ ڈالوں۔ دیکھا آپ نے یہ ہے مذہب اسلام اور اس کا امتیازی وصف عدل ازمنہ قدیم کی باتیں تو لکھی ہوئی ملتی ہیں ہم تو نبی اکرم کے آئے دن اپنے زمانہ میں یہ باتیں دیکھتے ہیں اور ہر شخص اپنے گردو پیش کے واقعات پر نظر ڈال کر اس کی تصدیق کر سکتا ہے ایام جاہلیت میں خود عرب کے اندر دستور تھا کہ ہر اعلیٰ و ادنیٰ خاندان اور گھرانوں میں نمایاں امتیاز روا رکھا جاتا تھا کسی اعلیٰ خاندان کا کوئی فرد ادنیٰ خاندان کے کسی فرد کو قتل کر دیتا تو اس کا انتقام نہیں لیا جاتا تھا لیکن برعکس صورت میں بدلہ لازمی خیال کیا جاتا تھا اعلیٰ اور ادنیٰ خاندان کی عورتوں اور آزاد اور غلاموں کے معاملہ میں بھی اسی قسم کا امتیازی سلوک روا رکھا جاتا تھا اسلام نے اس نخوت امتیاز کی جڑیں اکھاڑ کر پھینک دیں اور الحر بالحر والعبد بالعبد والانثی بالانثی کا حکم چلنے لگا یعنی آزاد کے بدلے میں آزاد غلام کے بدلے میں غلام اور عورت کے بدلے عورت سے قصاص ہو اور کسی امتیاز کو روا نہ رکھو جبلہ بن ایہم ایک مقتدر شامی سردار مسلمان ہو کر مدینہ منورہ میں رہنے لگا اس نے ایک دفعہ ایک مسلمان کے منہ پر تھپڑ رسید کیا حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ یہ غریب مسلمان بھی اس سردار کے منہ پر تھپڑ مارے یہ حکم سنکر وہ حیران رہ گیا اور کوئی

ادیانِ عالم اور طلاق

(از جناب مولوی شریف احمد صاحب [؟])

مرد و عورت کا چولی دامن کا ساتھ ہے اور قدرت کا منشا بھی یہی ہے کہ یہ دونوں مل کر زندگی بسر کریں اور باہم ایک دوسرے کی آسائش کا خیال رکھیں قرآن کریم نے بھی شادی کا مقصد یہی قرار دیا ہے اور "لتسکنوا الیہا" کے بلیغ الفاظ میں تھوڑے پر یہ واضح کر دیا ہے کہ عورت کوئی معمولی چیز نہیں بلکہ وہ چیز ہے جس سے تمہیں تسکین و راحت نصیب ہوتی ہے اور جس کی معیت میں تم عیش و آسائش حاصل کر سکتے ہو دنیا میں بہت سی اہم نعماتے الٰہی ہیں جو انسان کی راحت کی کفیل ہو سکتی ہیں لیکن جو سکون جو قلبی آسائش جو روحانی تسکین مرد کو اپنی رفیقِ حیات سے حاصل ہوتی ہے وہ کسی اور ذریعہ سے حاصل ہونی مشکل محال ہے دولت و زر فی الواقع بہت بڑی چیز ہے اور اسے کلید عیش کہا جا سکتا ہے لیکن محض دولت ہرگز راحت انسانی کی ضامن نہیں بن سکتی یقیناً دولت کے ذریعہ اچھی سے اچھی شادی ہو سکتی ہے حسین سے حسین اور متمول سے متمول بیوی نصیب ہو سکتی ہے لیکن خوب سمجھ لیجئے دولت سب کچھ خرید سکتی ہے مگر محبت کو نہیں خرید سکتی یہ ضرور نہیں ہے کہ دولت کی شادی کامیاب ہی ہو۔

بسا اوقات ایسی شادیاں جو محض دولت و حسن کے لئے کی گئی ہیں وہ بری طرح ناکام رہی ہیں وہی شادی ناکام نہیں کہی جا سکتی جو طلاق پر منتج ہو ہزارہا مثالیں ایسی شادیوں کی موجود ہیں جن میں طلاق تو کیا ہی نہیں ہوئیں نا اتفاقی کے اعلان کی بھی نوبت نہیں آئی کسی نے زوجین کو جھگڑتے بھی نہیں دیکھا اور اولاد بھی ہوئی لیکن پھر بھی اس سے وہ مقصد حقیقی جو شادی کا منشائے خاص ہے یعنی دلوں کا سکون اور حقیقی راحت نہ عنقا ہی رہا دونوں نے بے پروائی کی زندگی بسر کی اور دونوں ناکام زندگی بسر کر کے موت کی آغوش میں آسودہ ہو گئے شادیاں بھی کئی قسم کی ہوتی ہیں رسمی شادیاں معمولی شادیاں خاص شادیاں اور ناکام شادیاں۔ رسمی شادیاں وہ ہیں کہ دونوں جوان ہوئے اور ماں باپ نے انھیں سلک تاہل میں منسلک کر دیا دنیا نے انھیں میاں بیوی سمجھ لیا اور ریل گاڑی کی عام رفتار شروع ہو گئی یہ شادی بس اتنی ہی شادی ہے کہ دو مرد و عورت ایک ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں لیکن کسی کے دل میں کسی کی طرف سے کوئی تڑپ نہیں اور نہ کسی کا آرام کسی پر منحصر ہے مرد اپنی تفریحات بیرونی دنیا میں ڈھونڈھتا ہے اس کی تفریح و آسائش بیوی کی معیت میں نہیں بلکہ ملنے والوں اور دوستوں کی صحبت میں ہے معمولی شادی وہ ہے جس میں رسم مناکحت تو رسمی ہی طریق سے انجام پاتی ہے لیکن دونوں کی یکجائی دونوں میں تھوڑی بہت محبت پیدا کر دیتی ہے اور زمانہ کے اقتضا کے مطابق دونوں کا رہنا سہنا بھی ایک حد تک ایک دوسرے پر موقوف ہوتا ہے ان میں کبھی کبھی بشریت کے ضعف کی بنا پر کھٹ پٹ بھی ہو جاتی ہے اور پھر صلح ہو جاتی ہے اور پھر صلح ہو جاتی ہے یہ شادی محض دنیا داری ہوتی ہے اور کوئی لطف خاص اس سے کسی فریق کو حاصل نہیں ہوتا۔

خاص شادیاں وہ ہیں جن میں زن و مرد اور بیوی میاں یک روح اور دو قالب ہو کر زندگی بسر کریں ایک کو دوسرے کے بغیر چین اور سکون میسر ہو ایک دوسرے کی تکلیف دیکھ کر تڑپ جائے دونوں میں فطرتی سلیم ہو محبت ہو اور محبت بھی وہ جو عشق کے درجہ تک پہنچی ہوئی ہو ایک دوسرے کی رضا جوئی کے لئے اپنی عمر وقف کر دے اور ان میں کبھی اختلاف آرائی کی نوبت نہ آئے زندگی کا حقیقی لطف انہی شادیوں میں مرکوز ہوتا ہے اور حیات دنیوی کی آرکیاں اور افسردگیاں اس میں فنا و معدوم ہو کر رہ جاتی ہیں زندگی حقیقت میں انہی کی ہے اور دنیا کا لطف اور لذات حیات اٹھانے والی بھی خوش نصیب ہستیاں ہوتی ہیں رہیں ناکام شادیاں یہ وہ کج بختی کی ابتدا ہوتی ہیں اختلاف زوجین اختلاف مزاج اور اختلاف طبائع ایک دوسرے کو حقیقی عیش سے کبھی دوچار نہیں ہونے دیتا بات بات پر جھگڑے اور قدم قدم پر باہم آویزش ہوتی ہیں اور یہ بڑھتے بڑھتے اس قدر بڑھ جاتی ہیں کہ زندگی کی تمام رنگینیاں گل ہو جاتی ہیں اور دو اچھی خاصی زندگیاں تباہ ہو کر رہ جاتی ہیں نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ اگر رشتہ قائم رہتا ہے تو زندگی موت سے بدتر بن جاتی ہے اور نہیں رہتا تو اثرات پشیز کی باریکیاں بالکل چھپا چھوڑتی ہیں۔

میاں بیوی کے تعلقات

اسلام چونکہ دین فطرت ہے اس لئے اس نے انسانی حیات کے تمام نشیب و فراز کا پورا خیال رکھا ہے اور جذبات کے ہر مد و جزر کی پوری رعایت رکھی ہے اگر زن و مرد دونوں اپنی زندگیاں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں روشن کریں اور مشعل کی ہدایت وہ اپنا سفر حیات جاری رکھیں تو غیر ممکن ہے کہ انھیں راہ کی دشواریوں اور سفر کی زحمتوں سے ٹکرانا اور دوچار ہونا پڑے اسلام نے اس ضمن میں عورت و مرد کے جذبات کا پورا لحاظ رکھا ہے اور دونوں کو ایسی گرانقدر اور گراں بہا نصائح کی ہیں اور احکام دئے ہیں کہ ان پر کاربند ہونے سے وہ اپنے گلہائے مسرت کو ہمیشہ شگفتہ و شاداب رکھ سکتے ہیں اگر عورت سے یہ کہا گیا ہے کہ شوہر تیرا مجازی خدا ہے اس کی اطاعت تجھ پر فرض ہے اور اس کی اطاعت تیرے لئے لازمی ہے نیز شوہر ہی کی خوشنودی پر تیری بخشش و مغفرت کا انحصار ہے تو شوہر کو بھی یہ حکم دیا گیا ہے کہ تیری اچھائی برائی بیوی کے ساتھ سلوک پر منحصر ہے عورتیں مثل نازک شیشوں کے ہیں انھیں ٹھیس بھی نہ لگا دو آپ کہا وہ انھیں کھلاؤ جو آپ پہنو وہ انھیں پہناؤ ان کے جذبات و عواطف کا پورا خیال رکھو۔ ظاہر ہے کہ جب ان ہدایات کی روشنی میں دونوں کی زندگی بسر ہو گی تو کبھی باہم آویزش اور باہمی تفریق کی معرکہ پیش نہ آئے گا لیکن انسان بہرحال انسان ہے بعض اوقات اختلاف شدید تر صورت اختیار کر جاتا ہے اور اشتراک حیات اور نباہ کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی اگر اسلام اس صورت حالات کی رعایت نہ رکھتا تو یہ ایک بڑی خامی ہوتی اس لئے اسلام نے ایسے مواقع پر مردوں کو طلاق دے دینے کی اجازت دی لیکن ظاہر ہے کہ طلاق ایسی صورت میں حق بجانب قرار دی جا سکتی ہے جب زیادتی عورت کی طرف سے ہو لیکن اگر زیادتی کا ارتکاب مرد کی طرف سے ہو تو کیا کیا جائے اس عالم میں دنیا کے تمام مذاہب خاموش ہیں الا اسلام کہ اس نے عورت کو بھی نازک حالات میں خلع کی اجازت عطا کر دی ہے۔

یہودیوں میں طلاق

صدیوں تک اسلامی حکم طلاق پر دیگر مذاہب کی طرف سے شد و مد کے ساتھ اعتراض کئے جاتے رہے لیکن آخر وہ وقت بھی آ گیا کہ حوادث زمانہ کے تھپیڑوں نے انھیں مجبور کیا [؟]

اس کی اہمیت و ضرورت کے اعتراف پر مجبور کر دیا دنیا میں جب سے سلسلہ مناکحت جاری ہے اسی وقت سے کسی نہ کسی صورت میں طلاق کا بھی ثبوت ملتا ہے البتہ یہ ضروری ہے کہ اسلام سے پیشتر اس کا طریقہ نہایت ناقص تھا اتنا ناقص کہ اس سے غلامی کی بو آتی تھی اسلام نے منصہ شہود پر جلوہ گر ہو کر دیگر مسائل کی طرح اس مسئلہ میں بھی اہم اصلاحات کیں اور اسے نقائص سے بالکل مبرا کر دیا موسوی شریعت میں طلاق کا جواز ملتا ہے لیکن عجیب پرپیچ اور مبہم طریق پر چنانچہ استثناء باب ۲۴ آیت میں مرقوم ہے اگر عورت و مرد کی شادی ہو جائے اور اس کے بعد عورت مرد کی نگاہ میں عزیز نہ رہے اس وجہ سے کہ اس میں کوئی پلید بات ۔ پائی جائے تو وہ طلاق نامہ لکھ کر اس کے حوالے کر دے اور اسے اپنے گھر سے باہر کر دے۔ دیکھئے یہاں محض "پلید بات" پر طلاق کا حکم دیا گیا ہے اب اس کے جو معنے چاہیں سمجھ لئے جائیں یہی وجہ ہے کہ خود یہودیوں میں بھی اس کے مفاہیم کے سمجھنے میں ہمیشہ اور ہر زمانہ میں اختلاف قائم رہا اور ان کے بعض فرقے معمولی اخلاقی کمزوریوں پر بھی عورتوں کو طلاق دینے لگے ساتھ ہی لطف یہ ہے کہ عورتوں کو تو معمولی بات پر گھر سے نکالا جا سکتا ہے لیکن عورتوں کے لئے کوئی راہ مفر نہیں یہ کتنا ناقص قانون ہے بھلا عورتوں کے دل میں کبھی ایسے قانون کی عزت ہو سکتی ہے یا اس مذہب کو وہ اپنے لئے باعث رحمت سمجھ سکتی ہیں جو "مردوں کے معاملہ میں تو پورا " مگر جارٹا ہو لیکن عورتوں کی ضروریات کی تکمیل اور ان کی مشکلات کے حل کی کوئی صورت کسی حالت میں پیش کرنے کی طرف مائل و راغب نہ نظر آئے۔

رومیوں کا مسئلہ طلاق

رومی تواریخ کے مطالعہ کے بعد اتنا تو واضح ہو جاتا ہے کہ وہ بھی طلاق کی ضرورت کو تسلیم کرتے تھے گبن نے اپنی مشہور تاریخ میں اس کی صراحت بھی کی ہے لیکن اس کے متعلق خیالات ان کے بھی پرپیچ اور مبہم تھے ابتدا میں ان کے یہاں رواج یہ تھا کہ عورت مرد کے لئے ایک مفروضہ مالی کی حیثیت رکھتی تھی اور وہ جب چاہتا تھا اسے اپنے سے الگ کر دیتا بڑی دشواریوں اور دقتوں کے بعد اور ایک مدت کے بعد ایک قانون مرتب کیا گیا جس کی رو سے بیوی کو چھوڑنے کیلیے لازمی ہو گیا کہ ایک طلاق نامہ لکھ کر اس پر سات گواہوں کی شہادت کرانا لازمی قرار دیا گیا اسی کے ساتھ عورت کو بھی خاص اور شاذ حالات میں طلاق لینے کی اجازت دیدی گئی۔

عیسائیوں میں طلاق

طلاق کی اجازت عیسویت میں بھی ہے مگر یہاں بھی اس اہم معاملہ میں وہی ابہام موجود ہے اس ابہام نے گوناگوں اختلافات پیدا کر دئے اور بے شمار پیچیدگیاں پیدا ہو گئیں ذیل کے الفاظ حضرت عیسےٰ کی طرف منسوب کئے گئے ہیں۔

"یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو کوئی اپنی جورو کو چھوڑ دے اسے طلاق نامہ لکھ دے پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی جورو کو زنا کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دیوے وہ اس سے زنا کرواتا ہے اور جو کوئی اس چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرے خود زنا کرتا ہے"

اس سے واضح ہوتا ہے کہ عیسائیت میں زنا کے سوا کسی اور جرم اور کسی اہم لغزش کی بنا پر طلاق جائز نہیں لیکن یہاں بھی الفاظ کے اختصار نے عیسائیوں کو الجھن میں ڈالا اور ان کے مختلف فرقوں میں ان کے مفاہیم و مطالب کے سلسلہ میں شدید اختلافات برپا ہو گئے اور اب تک برپا ہیں۔

رومن کیتھولک عیسائی اس وقت بھی دنیا میں کثیر تعداد کے حامل ہیں اتنے کہ یورپ انہی پر مشتمل ہے یہ فرقہ ان الفاظ کا یہ مفہوم سمجھے ہوئے ہے کہ اس زنا سے وہ زنا مراد ہے جو شادی سے پیشتر کیا جائے اور شادی کے وقت مرد سے اسے مخفی رکھا جائے شادی کے بعد کا زنا طلاق کے لئے وجہ جواز نہیں بن سکتا ساتھ ہی ان کا یہ عقیدہ بھی ہے نکاح کے وقت جو معاہدہ کیا جاتا ہے وہ کسی حالت میں ٹوٹ نہیں سکتا جب ایک دفعہ معاہدہ کر لیا گیا پھر کچھ بھی ہو اس پر کسی امر کا کوئی اثر مترتب نہیں ہوگا یہ ضرور ہے کہ اگر معاہدہ نکاح سے پیشتر عورت زنا کا ارتکاب کر چکی ہو تو اس صورت میں یہ معاہدہ کالعدم ہوگا اور یہی سمجھا جائے گا کہ معاہدہ ہوا ہی نہیں اور نہ نکاح تسلیم شدہ سمجھا جائے گا۔

عیسائیوں کے وجہ طلاق میں اختلاف

اب عیسائیوں کے دوسرے مقتدر طبقہ پروٹسٹنٹوں کی سنئے ان کا مذہبی عقیدہ کیتھولک طبقہ کے معتقدات کے قطعی خلاف ہے اور وہ یہ کہتے ہیں کہ متی کے باب پنجم میں زنا کے متعلق جو الفاظ مرقوم ہیں ان کا مفہوم زنا بعد از نکاح ہے اور شادی کے بعد زنا کرنے والی عورت کو بھی طلاق دی جا سکتی ہے پھر عیسائیوں میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں اور ان کی تعداد بھی کچھ کم نہیں ہے جو لفظ زنا سے صرف زنا ہی نہیں بلکہ ہر ایسا اخلاقی نقص مراد لیتے ہیں جو زن و شوہر کے تعلقات باہمی پر اثر ڈالنے والا ہو انگلستان کے مشہور آفاق شاعر اور فلاسفر ملٹن کا خود یہی خیال تھا۔

یہ تو بحث محض مذہبی بحث تھی اور اس کا تعلق عیسائی مذہب کے احکام تک محدود تھا اس پر عمل کہیں بھی نہیں ہوتا بلکہ تمام عیسائی ممالک نے ضرورت کا احساس کر کے اپنی اپنی احتیاج کے مطابق جداگانہ قوانین بنائے ہیں اور انہی کے مطابق اس کا فیصلہ کیا جاتا ہے جہاں مذہب کے حکم کی روشنی موجود نہ ہو وہاں یہی صورتیں پیش آتی ہیں اور ایسی ہی پیچیدگیاں حائل ہوا کرتی ہیں انگلستان میں اس وقت جو طلاق کا قانون مروج ہے اس میں مذہبی تعلیم کے خلاف عورت کو بھی طلاق حاصل کرنے کی اجازت دیگئی ہے اگر عورت عدالت میں یہ ثابت کر دے کہ اس کا خاوند زنا کا مرتکب ہوا ہے اور اس کے ساتھ ظالمانہ سلوک روا رکھتا ہے تو وہ اس سے علیحدہ ہو سکتی ہے۔

"انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا" کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یورپ اور دنیا میں جتنے عیسائی ممالک ہیں وہاں طلاق کے متعلق اتنے ہی قانون نافذ ہیں اور ان میں سے کوئی ایک بھی عیسائیت کے قانون مذہبی پر کاربند نہیں رہا۔ ان اختلافات کی بھی اجمالی تفصیل سن لیجئے ہالینڈ میں مروجہ وجوہ کے علاوہ خلاف وضع فطری جرم کے ارتکاب یا مرد کے کسی جرم میں عمر قید ہو جانے سے بھی طلاق حاصل کی جا سکتی ہے روس میں مزاج کی ناموافقت بھی طلاق کے لئے قوی دلیل سمجھی جاتی ہے۔ فرانس کا قانون یہ ہے کہ مرد تو عورت پر زناکاری ثابت کر کے اس سے علیحدہ ہو سکتا ہے لیکن عورت صرف اسی صورت میں مرد سے علیحدہ ہونے کا حق رکھتی ہے کہ اس کے خاوند نے کسی اور عورت کو گھر میں ڈال لیا ہو اگر وہ گھر سے باہر زنا کرآئے اور عورت پر ثابت بھی ہو جائے تو عورت اس کا کچھ نہیں کر سکتی۔ اسکاٹلینڈ میں فریقین میں سے کسی ایک کی درخواست پر طلاق ہو سکتی ہے بشرطیکہ زنا ثابت ہو عورت پر یا مرد پر علاوہ ازیں اگر عورت عدالت کو

اس کا ثبوت بہم پہنچا دے کہ اس نے اسے چھوڑ دیا ہے اور اس کی خبر گیری نہیں کرتا طلاق کے بعد جس سے چاہیں شادی کر سکتے ہیں البتہ اس عورت سے شادی نہیں کر سکتی جس سے زنا ثابت ہو چکا ہو۔ برخلاف ازیں ہسپانیہ اور اٹلی میں کسی صورت میں بھی طلاق نہیں ہو سکتی صرف چند استثنا ایسے ہیں جو زن و شوہر کی عارضی علیحدگی کو جائز قرار دیتے ہیں لیکن یہ الشاذ کالمعدوم کی برابر ہیں ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں بہت سی ریاستیں ہیں جن کے قوانین ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ ہیں اور ہر ریاست میں طلاق کا قانون بھی جداگانہ حیثیت رکھتا ہے۔

ہندوؤں کے ہاں طلاق کی صورت

ہندوؤں میں سرے سے طلاق کا رواج ہی نہیں اور جب ایک دفعہ مرد عورت کا نکاح ہو جاتا ہے تو پھر موت ہی کا ہاتھ اس رشتہ کو توڑ سکے۔ مرد خواہ کتنا ہی ظالم و زانی ہو عورت کتنی ہی بدکار و بد مزاج ہو ہندو دھرم ہرگز قطع تعلق کی اجازت نہیں دیتا اگر شوہر عمر بھر کے لئے بھی اپنی عورت کو چھوڑ دے اس پر کتنا ہی ظلم کرے نکاح کا معاہدہ اٹل ہے یہ کسی حالت اور کسی صورت میں نہیں ٹوٹ سکے گا اور ناموافقت کی صورت میں دونوں کے لئے یہی چارہ کار رہے گا کہ وہ عمر نامرادی میں یونہی سوکھ سوکھ کر مریں مرد تو پھر دوسری شادی کر سکتا ہے لیکن عورت کے لئے غم و حزن میں گھل گھل کر مر جانے یا پھر بری صحبت کی شکار ہو کر خاندانی ناموس کو کلنک کا ٹیکہ لگانے کے سوا اور کوئی راہ عمل ہے ہی نہیں۔ آریہ سماجیوں نے ایک اور نیوگ کی شاخ لگا دی ہے ان کے ہاں عورت کو اجازت ہے کہ وہ مخصوص حالات میں ایک خاوند کے گھر رہتے ہوئے بھی دوسرے مرد کو بلا کر اس سے ہمبستری کر سکتی ہے فطرت تو پھر فطرت ہے یہ کہیں بھی مبدل نہیں سکتی آخر طبع انسانی کی خواہشات جلیل اور ضرورت زمانے نے انھیں طلاق کی اہمیت و احتیاج کی تسلیم پر آمادہ کیا اور برطانی ہند میں تو محض اس کا مطالبہ ہی کیا جا رہا ہے لیکن بڑودہ اور میسور کی قانونی مجالس طلاق کو کتابی آئین میں شامل کر چکی ہیں۔

فطری مذہب اور مسئلہ طلاق

اسلام چونکہ دین فطرت ہے اس نے جذبات انسانی اور ضروریات دنیاوی کے پیش نظر اپنے پیروؤں کے لئے آج سے تیرہ سو سال پیشتر ہی ایسے آئین وضع کر دیئے اور انھیں ایک ایسا کامل و اکمل نظام عمل عطا کیا کہ وہ قیامت تک کسی قانون یا کسی دوسرے مذہب کے آئین سے استفادہ کے ضرورتمند نہیں رہے اور زن و شوہر دونوں کی تکالیف و ضروریات کے ارتفاع و حل کا پورا بندوبست کر دیا مسلمانوں کے پاس ایک قرآن ایک خدائی دستور العمل ہی ایسا موجود ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے وہ کسی دنیاوی آئین کے رہین منت نہیں بن سکتے اسلام میں عام اجازت ہے کہ ناموافقت مزاج اور نا اتفاقی کی صورت میں خواہ وہ کسی وجہ سے ہو نباہ کی کوئی شکل نہ دیکھ کر ایک دوسرے سے علیحدہ ہو سکتے ہیں عورت پر ظلم بھی وجہ طلاق بن سکتا ہے ایک طرف تو یہ عام اجازت ہے لیکن خدائے قدوس انسانوں کے رجحانات سے اچھی طرح واقف ہے اس نے اس خیال کے پیش نظر کہ وہ کہیں یہودیوں کی طرح طلاق کو محض نفسانی خواہشات کی تکمیل کا ذریعہ نہ بنا لیں یا آج یورپ و امریکہ کی طرح بات بات پر طلاق شروع نہ ہو جائے اس لئے عام اجازت کے حکم کے ساتھ یہ بھی فرما دیا کہ تمام جائز چیزوں میں خدا کے نزدیک طلاق دینا اور لینا سب سے زیادہ مبغوض چیز ہے اسلامی عدالتیں بھی ایک ساتھ طلاق نہیں منظور کرتی تھیں بلکہ مصالحت کی ہر ممکن سعی کے بعد احکام قطعی نافذ کئے جاتے تھے پھر یہ بھی حکم ہے کہ طلاق کا سلسلہ تین ماہ میں جا کر ختم ہو اور ہر ماہ کے اختتام پر ایک ایک طلاق دی جائے اس دوران میں صورت اصلاح پیدا ہو جائے تو رجعت کر لی جائے۔ یہ ہے اسلام کی وہ شاندار تعلیم جس کے سامنے ساری دنیا سر نیاز جھکانے پر مجبور ہے۔

کیا آپکو نماز پڑھنی آتی ہے

ضرور آتی ہو گی کیونکہ آپ مسلمان ہیں اور نماز اسلام کا سب سے زیادہ ضروری فرض ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ آپ نماز کی حقیقت سے ناواقف ہوں آپ کو نماز کے فرائض و واجبات و سنن یاد نہوں نیز یہ علم نہ ہو کہ نماز کی کس قدر تاکید کی گئی ہے اور عاشقان الٰہی کی نماز کیسی ہوتی تھی اگر یہ سب باتیں آپ کو معلوم ہو جائیں تو آپ نماز کے پابند ہی نہیں بلکہ نماز کے عاشق ہو جائینگے اس ضرورت کے لئے حسب ذیل کتابیں منگائیں انشاء اللہ ان کو پڑھ لینے کے بعد آپ نماز قضا نہ کرینگے۔

نماز کی حقیقت پہلے تو یہ معلوم کیجئے کہ نماز ہے کیا چیز اس کتاب میں نماز کی حقیقت اور فلسفہ کا بیان کیا ہے کہ پڑھنے والے پر اتنا اثر ہوتا ہے کہ بہت ہو جاتا ہے اور خود بخود نماز پڑھنے کا شائق ہو جاتا ہے۔ قیمت ۲ ر

ترغیب نماز نماز کی حقیقت پڑھنے کے بعد اول تو آپ کو خود شوق ہو اس پر مزید تاکید حق جل وعلا کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے اور وہ بھی ایسی کہ فضائل کو دیکھئے تو سبحان اللہ ایک ایک نماز کے بدلہ میں ہزار ہزار نیکیاں اور غیر پابندی کی وعیدیں الحفیظ و الامان عذاب سنکر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تاکید نماز کے لئے یہ دو کتابیں پڑھنے کے بعد ترک نماز کی مجال نہیں رہتی قیمت دونوں ۳ ر

نمازوں کا بیان جب نماز پڑھنے کا دل شائق ہو جائے گا اور خدا کی وعیدوں سے دل لرزاں ہو پھر نماز کی ترکیب پڑھیئے اور بچوں کو پڑھائیے بیوی کو پڑھائیے بڑوں کو سمجھائیے تاکہ گھر کا گھر نمازی ہو جائے اس کتاب میں نماز پڑھنے کی پوری ترکیب ہے۔

اعمال بخشش جب نماز پڑھنے لگیں تو اس کے چھوٹے چھوٹے مسائل بھی معلوم کیجئے اسلئے کہ بعض اوقات بہت تھوڑی سی لغزش سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اس کتاب میں طہارت اور نماز کے قریب قریب تمام مسائل بھی لکھدئے ہیں تاکہ دوسرے ارکان سے بھی واقفیت ہو جائے بہت عمدہ کتاب ہے۔ قیمت ۲ ر

نمازیوں کی کہانیاں نماز تو پڑھتے ہیں اس کے مسائل پر بھی عبور ہو گیا لیکن ذرا یہ تو دیکھئے کہ اللہ والوں کی نماز کیسی ہوتی تھی سبحان اللہ نمازیں ان کی تھیں اور وہ نمازیں دین و دنیا کو برتری دیتی تھیں دین ہی نہیں دنیا کے بھی ہزار ہا فائدے اس میں مضمر ہیں یہ کتاب عورتوں کو ضرور پڑھائیے کیونکہ اس میں کہانیاں ہیں اس لئے عورتیں اور بچے اس کو شوق سے پڑھیں گے۔ قیمت ۲ ر

سب کتابیں اگر ایک ہی وقت منگائیں تو مجلد اور جلد کی قیمت نہیں لی جائے گی۔ قیمت پانچوں کتابیں مجلد ایک روپیہ عہ

یہ تمام کتابیں **حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

اذان کا بھید

(از جناب مولانا محمد محفوظ الرحمٰن صاحب نگرامی)

چند برسوں سے ہندوستان کے رہنے والوں میں آزادی کا جوش و خروش ہے وہ بدیشی حکومت کے جوئے کو اپنی گردن سے نکال پھینکنے کے لئے ہر طرح کی قربانیاں دے رہے ہیں اور کوشش کر رہے ہیں لیکن ابھی تک ان کا مقصد پورا ہوتا ہوا نظر نہیں آتا جس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہندوستان میں مختلف مذاہب جاری ہیں اور مختلف قومیں آباد ہیں جن کی زبانیں جدا جدا ہیں اور رسم و رواج اور تہذیبیں جدا جدا ہیں ان میں سے بعض کے افراد کی تعداد لاکھوں سے گذر کر کروڑوں تک پہنچتی ہے لیکن ان میں تعلیم عام نہیں ہے سارا ملک جہالت کا جنگل ہو ہر سو آدمیوں میں سے مشکل سے دس آدمی ایسے ملیں گے جن کو تعلیم یافتہ کہا جا سکتا ہے اس وجہ سے ان میں رواداری بہت کم ہوتی ہے ذرا سے معاملہ میں بھڑک اٹھتے ہیں جس کا نتیجہ بڑے بڑے فساد کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور چونکہ ہندوستان ایشیا میں واقع ہے اور ایشیا دنیا کے سارے مذہبوں کا گہوارہ ہے اس لئے یہاں کے رہنے والوں میں مذہبی جذبہ ہونا فطرتی بات ہے ایسی صورت میں یہ فساد اکثر مذہبی رنگ اختیار کر لیتے ہیں اور ایک معمولی مقام کے جھگڑے کا آہستہ آہستہ ملک کے اکثر حصہ کو زہریلا بنا دیتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آپس میں سر پھٹول ہوتی ہے پڑوسیوں کے برسوں کے تعلقات ٹوٹ جاتے ہیں اور اکثر جانیں تلف ہو جاتی ہیں پھر مقدمہ بازی ہوتی ہے جس میں طرفین کی دولت بے تحاشہ خرچ ہو کر تباہ ہوتی ہے اور پھر بھی جیلخانہ کی ہوا کھانی پڑتی ہے اور کسی کسی کو پھانسی کی رسی میں بھی لٹکا دیا جاتا ہے ایسے مواقع پر خود غرض لوگ معاملہ کو اور چمکا کر چندوں کے ذریعہ غریبوں کی پونجی لوٹ لیتے ہیں ایسے جھگڑوں کے ہوتے ہوئے بھلا ہندوستان کامل آزادی (پورن سوراج) کیسے حاصل کر سکتا ہے اور یہاں کے رہنے والے بدیشی حکومت کے آہنی پنجہ سے کیسے نجات حاصل کر سکتے ہیں کیونکہ ملک میں ایسے جھگڑوں کے ہونے سے پردیسی حکومت کا پاؤں اور مضبوطی سے جمتا جاتا ہے ملک کے سچے لیڈر گاندھی جی اور پنڈت جواہر لال جی مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا شوکت علی وغیرہ ایسے فسادوں کو بہت برا سمجھتے ہیں اور جو لوگ ایسے فساد کرتے ہیں ان کو ملک کا دشمن سمجھتے ہیں کیونکہ ایسے فسادوں کے ہونے سے ان کے کامل آزادی حاصل کرنے کی تحریک میں بندش پیدا ہو جاتی ہے اور حکومت کو یہ کہنے کا موقع مل جاتا ہے کہ ملک میں اتفاق نہیں ہے ایسی صورت میں سوراج دینا ہندوستانیوں کو آپس میں لڑا کر تباہ کر دینا ہے۔

اسلام اور امن

اے ہندوستان کے رہنے والو! ذرا غور کرو کہ تمہاری ناسمجھی سے ملک کو کتنا بڑا نقصان اٹھانا پڑتا ہے اور ایسے فسادوں کے کرنے سے تم ملک کے دشمن قرار پاتے ہو اور نیکی برباد گناہ لازم کی مثال بالکل صحیح اترتی ہے کہ ملک میں آجکل اسی طرح کا ایک معاملہ درپیش ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا کے فضل سے آجکل نماز پڑھنے کا چرچا بڑھ رہا ہے اور شہروں سے لیکر دیہات تک کے مسلمانوں میں نماز پڑھنے کی تحریک بہت تیزی سے پھیل رہی ہے مسلمانوں کے اس ولولہ سے ہمارے ہندو بھائیوں کو مسرور ہونا چاہئے تھا کیونکہ مذہب کی پابندی پر مسلمانوں سے کسی نامناسب جھگڑے میں شریک ہونے یا نامناسب جھگڑے کرنے کا احتمال نہیں ہوسکتا تھا اس لئے کہ مذہب اسلام دنیا میں فتنہ و فساد کی تعلیم نہیں دیتا پھر مذہبی مسلمان کسی فتنہ میں جو نامناسب ہو کیسے حصہ لے سکتا ہے درانحالیکہ ان کی مذہبی کتاب (قرآن) خود ان کو تعلیم دیتی ہے کہ الفتنة اشد من القتل کہ بلا سبب شرعی جھگڑا کرنا آدمی کے مار ڈالنے سے بھی زیادہ برا ہے اور اسلام تو اپنے پڑوسیوں کے ساتھ خواہ وہ کسی مذہب و ملت کے ہوں اچھا سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے اسی پیاری تعلیم کی وجہ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ جب مسلمان اپنے مذہب کے پورے پابند ہو جاویں تو دنیا کے تمام اور لوگوں کو ان کی جانب سے بالکل مطمئن ہو کر رہنا چاہئے کیونکہ اب وہ بلا وجہ شرعی فتنہ و فساد نہیں کر سکتے۔

اذان پر فساد

لیکن نہایت افسوس معلوم ہوتا ہے کہ بعض جگہ کے ہندوؤں کو مسلمانوں کی یہ مذہبی پابندی اچھی نہیں معلوم ہوئی چنانچہ ہمارے قصبہ کے حوالی کے بعض دیہاتوں میں فروری ۱۹۳۰ء میں جہاں غریب اور تھوڑی تعداد میں مسلمان رہتے تھے اور یہ گاؤں ہندو زمینداروں کی زمینداری میں تھے مسلمانوں کو اذان کہنے اور با جماعت نماز پڑھنے سے انتہائی سختی کے ساتھ روکا گیا اور جب مسلمانوں نے اس ممانعت پر اذان اور نماز با جماعت بند نہ کیا تو ان کو نہایت بیدردی سے مارا گیا اور اس مار دھاڑ میں مسلمان مرد عورت اور بوڑھے بچے میں کچھ فرق نہ کیا گیا ان پر بے دریغ ڈھیلے اینٹ اور پتھر اور لکڑیاں برسائی گئیں ہم کو اس کا یقین ہے کہ ان فسادی ہندوؤں کی نامناسب حرکت اور ظلم پر ہر ایسے ہندو کا دل رنجیدہ ہوگا جو ملک کا سچا بہی خواہ ہے اور جس کا دل تعصب کی ناپاکی سے پاک ہے اور جو بات اچھی طرح سمجھ چکا ہے کہ ہندوستان کے لئے کامل آزادی حاصل کرنے کی تدبیر ہندو اور مسلمان کا سچا اور بے لوث میل ہی ہے مجھے اس کا بھی یقین ہے کہ ملک میں پورے طور سے علم نہ پھیلنے کی وجہ سے ہمارے ہندو بھائیوں نے اس فائدہ کو ہرگز نہیں جانا جو اذان دیکر نماز با جماعت پڑھنے سے حاصل ہوتے ہیں ورنہ شاید ایسی ناگوار صورت نہ پیدا ہوتی اس لئے ہم اپنی اگلی تحریر میں اپنے بھائیوں کو اذان کے اور مسلمانوں کے ایک جگہ نماز اکٹھے ہو کر پڑھنے کے فائدوں کو بتائیں گے اس لئے ہماری اپنے بھائیوں سے التجا ہے کہ آپ ہماری گذارش کو ذرا غور کر کے سنئے اور دل کو بیجا تعصب سے پاک کر کے اور ہندوستان کی خیر خواہی اور بھلائی کے خیال کو پیش نظر رکھ کر ہماری گذارش پر متوجہ ہو جیے گا۔

ضرورت اذان

اے ہندو بھائیو مذہب اسلام دنیا کے سارے آدمیوں میں سچی مساوات (برابری) اور بھائی چارہ قائم کرنے اور ہر ایک کام کو ایک اچھے قانون کے ماتحت کرنے کی تعلیم دینے کے لئے آیا ہے اس لئے اس نے عبادت الٰہی تک میں جماعت بندی کا حکم دیا ہے انہیں اصول کے ماتحت نماز میں بھی اس کا حکم ہے کہ نماز کے وقت کا اعلان ہو جائے

چھوٹے بڑے امیر وغریب سب ایک ساتھ اپنے مالک کے حضور میں حاضر ہو جائیں لیکن چونکہ کبھی کبھی آدمی کو سفر وغیرہ کی وجہ سے میدانوں اور جنگلوں میں گزرنا پڑتا ہے اور بسا اوقات وہ اس سفر میں تنہا ہوتا ہے یا بیماری کی وجہ سے وہ مسجد تک نہیں جا سکتا اس لئے ایسی مجبوریوں میں تنہا نماز پڑھ لینے کی بھی اجازت ہے لیکن بلا ضرورت جماعت کے چھوڑنے کو سخت گناہ قرار دیا ہے اور اب جبکہ مسلمانوں کو اپنے مذہب کے حکم کے موافق سب کا ایک ساتھ نماز پڑھنا ضروری ٹھیرا تو اس کی بھی ضرورت ہوئی کہ کوئی طریقہ ایسا ہو جس سے سب مسلمان معلوم کر سکیں کہ اب سب کے اکٹھے ہو کر نماز پڑھنے کا وقت آگیا ہے ممکن تھا کہ مسلمانوں کو ایک ساتھ نماز پڑھنے کے لئے اکٹھا کرنے میں اذان کے علاوہ کوئی اور تدبیر اختیار کی جاتی مثلاً نماز سے پہلے گھنٹہ بجا دیا جاتا یا سنکھ پھونک دیا جاتا یا کسی اونچی جگہ آگ جلا دی جاتی جس کو دیکھ کر مسلمان سمجھ جاتے کہ اب ہمارے نماز پڑھنے کے لئے اکٹھا ہونے کا وقت آگیا ہے مگر اسلام نے ان صورتوں کو پسند نہیں کیا اور اس اطلاع دہی کے لئے اذان کہنا تجویز کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام خالق اور مخلوق اور عابد اور معبود کے درمیان ایک نہ ٹوٹنے والا تعلق قائم کرنے والا مذہب ہے اور ہر ممکن موقع پر مسلمانوں کو ایسی ہی تعلیم دیتا ہے جس سے خدا کی عظمت اور بزرگی کا سکہ مخلوق کے دل پر جما جاوے مذکورہ بالا صورتوں میں نماز کے وقت آجانے کی اطلاع ہو سکتی تھی لیکن ان میں خدا کی عظمت و بزرگی کی تعلیم نہ تھی اور نہ خدا کی توحید اور قابل پرستش ہونے کا اظہار ہی تھا لیکن اسلام کی تجویز صورت اطلاع دہی میں یعنی اذان میں اطلاع کے ساتھ خدا کی بڑائی اور صرف اسی کے لائق پرستش ہونے کا اور اس کی یکتائی کا کامل اظہار ہے اس لئے باجماعت نماز کے لئے اذان دینے کا حکم دیا۔

اذان کے معنی

جب معلوم ہوگیا کہ مسلمانوں کے لئے اذان دینا نماز کی وجہ سے ضروری ہے تو اب تم کو ہم اذان کے معنے بتاتے ہیں سنو اذان دینے والا اذان دیتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے کے پاس والی انگلی کو دونوں کانوں کے سوراخ میں ڈال لیتا ہے تاکہ اذان پکارنے میں آواز اونچی اور بلند ہو سکے اور دور تک کے مسلمان خدا کی عظمت اور بزرگی اور اس کے قابل پرستش ہونے کو معلوم کر سکیں اور یہ معلوم کر کے کہ اس یکتا خدا کی عبادت کے لئے انہیں جلد یکجا ہو جانا چاہیے نماز پڑھنے کی جگہ کی طرف نماز پڑھنے کے لئے چل پڑیں اس کے بعد اذان دینے والا کہتا ہے اللہ اکبر اللہ اکبر اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے یعنی اس کا مرتبہ بہت بلند ہے پھر اس کے بعد اذان دینے والا کہتا ہے اشھد ان لا الٰہ الا اللہ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں (یعنی یقین کرتا ہوں) کہ اللہ کے سوا کوئی پوجنے کے قابل نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ اے لوگو اللہ کے سوا کسی اور کو ہرگز ہرگز نہ پوجو اس کے بعد اذان دینے والا کہتا ہے اشھد ان محمدا رسول اللہ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم گواہی دیتے ہیں (یعنی یقین کرتے ہیں) کہ حضرت محمد رسول اللہ اللہ کے سچے پیغمبر ہیں اس کے بعد اذان دینے والا کہتا ہے حی علی الصلوٰۃ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ آؤ نماز کے لئے۔ اس کے بعد اذان دینے والا کہتا ہے حی علی الفلاح اس کا ترجمہ یہ ہے کہ آؤ نفع کے لئے جس میں سراسر فائدہ ہی فائدہ ہے اس کے بعد پھر اذان دینے والا کہتا ہے اللہ اکبر اللہ اکبر اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ سب سے بڑا ہے اس کے بعد پھر اذان دینے والا کہتا ہے لا الٰہ الا اللہ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی پوجنے کے قابل نہیں اور صبح کی اذان دینے والا حی علی الفلاح کے بعد کہتا ہے الصلوٰۃ خیر من النوم اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے سونے والے اٹھ سونے سے نماز اچھی ہے اٹھ اور پڑھ یہ ہے اذان اور اس کا ترجمہ۔

برادران وطن غور فرمائیں

اے ہندو بھائیو غور کرو کہ اس اذان میں کسی کی برائی نہیں کی جاتی کسی مذہب پر حملہ نہیں ہوتا کسی انسان کا دل نہیں دکھایا جاتا صرف خدا کی عظمت اور بزرگی اور یکتائی اور اسی کا قابل پرستش ہونا ظاہر کیا جاتا ہے خدا کی اس عظمت اور بزرگی پر اور یکتائی پر دنیا کے سارے مذہبوں کا اتفاق ہے اور ہر شخص کا جو خدا پرست ہے ان تمام باتوں پر یقین ہے خصوصاً ہر ہندو کا یہ بشواس ہے یعنی عقیدہ ضرور ہے کہ پرم آتما ہی پوجنے کے قابل ہے تعجب ہے کہ اس کا یقین رکھتے ہوئے ہمارے ہندو بھائی مسلمانوں کو خدا کی بڑائی اور عظمت ظاہر کرنے سے روکیں اور نہ ماننے پر ان کی اس خدا پرستی کو جرم ٹھیراتے ہوئے ان پر لاٹھیاں چلائیں اور پتھر برسائیں کیا اس فعل سے ہندوستانیوں کی جہالت نہیں ظاہر ہوتی؟ اور کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ہندوستانی ابھی آزادی پانے کے قابل نہیں ہیں؟ اے بھائیو تم سوراجیہ تو چاہتے ہو لیکن شاید سوراجیہ کے معنے سے بےخبر ہو سنو! سوراجیہ کے معنے ہیں اپنا راج تو اب سوراجیہ ملنے کا یہ مطلب ہوا کہ ہر وہ آدمی جو ہندوستان میں بستا ہے اپنے تمام ایسے کاموں میں آزاد ہے جن میں کسی دوسرے کی توہین یا دل آزاری نہ ہو ہم نے تم کو اذان مع اس کے ترجمہ کے سنا دیا دیکھو اس میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جس سے تمہارے مذہب کی برائی ہوتی ہو پھر مسلمانوں کو اذان دینے سے روکنا اور ان کے اکٹھا ہو کر نماز پڑھنے کی حالت میں ان پر اینٹ پتھر برسانا کہاں کا انصاف ہے؟ یارو ایسے فتنوں سے اپنے کو بچاؤ اور ناسمجھی سے ایسے کام نہ کرو جس سے دانشمند لوگوں کے نزدیک تم ملک اور قوم کے دشمن سمجھے جاؤ ہماری خدا سے دعا ہے کہ وہ تمام ہندو مسلمان بھائیوں کو ایسی سمجھ عطا کرے کہ وہ اپنے کو اس کالنک کے ٹیکہ سے بچا دیں۔

خود غرض ہنماؤں سے بچو

یہ بات یاد رکھنا کہ اس قسم کے فتنے ہر ہندو یا مسلمان نہیں کیا کرتے بلکہ وہ لوگ کرتے ہیں جو یا تو ان جھگڑوں کے ذریعہ اپنی شہرت چاہتے ہیں یا فتنہ اٹھا کر ایک جماعت اپنے ہمنواؤں کی قائم کر کے اس کی پیشوائی حاصل کرنا چاہتے ہیں تاکہ دوسرے لوگوں پر ان کی جتھہ بندی کا اثر قائم ہو جائے یا یہ خیال ہوتا ہے کہ فتنہ ہو جانے پر مقدمہ بازی کے لئے چندہ کریں گے اور اس طرح اپنا پیٹ پالیں گے یہ لوگ ہمیشہ اپنی غرضوں اور مقصدوں کو چھپا کر اور دو قوموں کو لڑا کر اپنا الو سیدھا کرتے ہیں اور اس فتنہ اٹھانے کے لئے عوام میں بے سر پا لیکن مشتعل کر دینے والی باتیں پھیلایا کرتے ہیں جیسا کہ اسی اذان کے متعلق یہ فتنہ پسند لوگ ہمارے بھولے بھالے دیہاتی ہندو بھائیوں کو سمجھاتے ہیں کہ جہاں اذان دی جاتی ہے وہاں ہندو ناش ہو جاتے ہیں اور کہیں یہ فتنہ برپا کرتے ہیں کہ اذان سنکر ہندوؤں کے دیوتا بھاگ جاتے ہیں بھائیو! یہ دونوں باتیں بالکل جھوٹ اور لغو ہیں اور محض ہندو مسلمانوں کو لڑانے کے لئے پھیلائی جاتی ہیں تم خود دیکھو شہروں اور قصبوں میں مسجدوں کے ارد گرد ہندوؤں کے مکانات ہوتے ہیں جو ہر روز دن میں پانچ مرتبہ اذان سنا کرتے ہیں اور آل اولاد اور مال دولت سے مالا مال ہوتے ہیں پس غور کرنے کی بات ہے کہ اگر اذان سننے سے ہندوؤں کا ناش ہو جاتا تو شہروں میں یہ بڑے بڑے مہاجن کیسے نظر آتے اور اگر مسلمان کی اذان سے ہندوؤں کے دیوتا بھاگ جاتے ہیں تو اس سے ہندو دھرم کی کمزوری ظاہر ہوتی ہے پس ایسا کہنے والا کبھی خود غرض نہیں ہے بلکہ وہ ہندو دھرم کا دشمن بھی ہے جو یہ کہتا ہے کہ مسلمانوں کی اذان سے ہندوؤں کے دیوتا بھاگ جاتے ہیں ہندو مذہب کی سخت برائی کرتا ہے عقلمند آدمی کا کام ہے کہ وہ ایسی لغو باتوں کو نہ سنے۔ ہمارے ہندوستانی دشمنوں کی غلط اور بے ہودہ پھیلائی ہوئی باتوں کو نہ سنے اور نہ مانے تاکہ ملک میں امن قائم ہو۔

مسلمانوں کا عروج و زوال

(بسلسلہ گذشتہ)

مسلمانوں کا زوال

آفتاب اسلام کا طلوع فی الحقیقت اس عالم تاریکی کو جو نہ صرف دنیائے عرب بلکہ ساری دنیائے متمدن میں ہر طرف چھائی ہوئی تھی اس کو روشن کرنے کے لئے ہوا تھا اسلام نے اپنے سیدھے سادے قانون قدرت، انسانی فطرت اور عقل و فہم کے موافق اصولوں نیز توحید الٰہی، وحدت قومی اتحاد ملل اور ان کے لوازم نتائج یعنی اخوت ایمانی حریت اور مساوات پسندی کا جو اعلان کیا تھا اس نے ان تازہ دم عالی حوصلہ قوم کو جو کسی شخص کی مطلق العنانی کی سر مو پابند نہ ہو سکتی تھی اپنا سچا حلقہ بگوش بنا لیا خاص کر ان کی اس جبلی حریت پسندی اور مساوات پرستی کو جبکہ رسول اسلام کی تعلیم اخوت نے اور بھی قوی کر دیا ہو نیز خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق اور خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق کو انہوں نے خود مع عوام الناس کے مشورہ سے انتخاب کیا ہو اور یہ ہر دو حضرات اپنی قوم کے سامنے اپنے تمام افعال کے مطابق شریعت قرآن جواب دہ ہوں تو اس قوم کی حریت اور مساوات پسندی کا کیا عالم ہوگا۔

بلاشبہ تئیس سال مبارک عہد نبوی اور تیرہ سالہ خلافت شیخین کے عہد سعادت کی یہ چھتیس سالہ متفقہ مسلمانوں کی شیرازہ بندی اور ان کی جد و جہد کا وہ شہ زور دھکہ تھا کہ کچھ اوپر تین سو سال تک مسلمانوں کا اقبال ہر آن عروج کی طرف حرکت کرتا ہوا برابر صعود کرتا رہا۔

مگر حضرت عثمان غنی کے عہد خلافت میں جبکہ نو آزاد عرب، نیم عرب نو مسلم یہود عیسائی اور دیگر عجمی لوگ جو جذبات نسلی اور سیاست کے دلدادگان تھے معاملات سیاست میں داخل ہوئے تو انہوں نے حصول تفوق کے لئے اس متحدہ اور مضبوط عمارت اسلامیہ کے ایوان میں کچھ دانستہ اور کچھ نادانستہ ناکردنی تشتت کی پولیٹکل سرنگیں داغ دیں جن کے نتائج یہ پیدا ہوئے کہ حضرت عثمان غنی کی شہادت، جنگ جمل اور جنگ صفین کے واقعات: حضرت معاویہ کا مرکزی خلافت سے اپنی امارت کا علیحدہ کرنا حضرت علی کی شہادت حضرت حسن کا خلع خلافت کرنا اور پھر ان کا زہر دیا جانا۔ حضرت معاویہ کا اپنے بیٹے کو جانشین مقرر کرنا واقعہ کربلا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر کا جداگانہ خلافت کا اعلان کرنا اور پھر ان کا سولی پر لٹکانا نیز اسی قسم کی اور دیگر شکر رنجیاں ہیں کہ جن کا وقتاً فوقتاً ظہور ہوا اگرچہ اس وقت تک اسلامی توحید الٰہی کی مضبوط اور وسیع سطح اپنی جگہ پر استوار تھی مگر اس کے تحت میں جو توجہ اور محبت کی غایت تھی یعنی اتحاد بین المسلمین اور وحدت ملل کا شیرازہ اپنے نقش مرکز سے ضرور ہٹ چکا تھا کیونکہ خلافت شیخین کے بعد یکے بعد دیگرے مذکورہ بالا ایک ایک حادثے نے مسلمانوں میں تین تین گروہ پیدا کر دیئے ایک اس حادثے کی حامی ہوتا دوسرا اس کے بالمقابل مخالف اور ایک فیصل گروہ بھی بنجاتا جو ان دونوں متخاصمین فریق سے اپنے آپ کو ناطرفدار رکھتا تھا۔

مذکورہ بالا دونوں متخاصمین فریق کا یہ دستور رہا کہ ان حوادثات حالیہ کی یاد تازہ کرنے کے لئے خفیہ مجلسیں اور ان مجالس میں عجیب و غریب پیرایہ میں اختلاف کن اور اشتعال انگیز اخبارات اور ادلہ تراشتے نیز ان کو منہا منہا رجعلی تحریر دل میں شایع کرتے جو آجتک بدقسمتی سے کتبہائے مروجہ میں بہت کچھ موجود ہیں اور ان پر ہمیشہ حاشیہ سازی ہوتی ہے۔

افسوس! وہ تمام کتبہائے متداولہ جو ان تمام واقعات اور حادثات سے مدت ہائے مدیدہ کے بعد مدون ہوئی ہیں بلا اصول الروایت اور اصول الدرایت کی جانچ پرتال کے بھری پڑی ہیں۔

معہذا بعض اخبارات اور واقعات نے تو اپنی شہرت کا ایسا دامن دراز کیا کہ اچھے اچھے محقق بھی ان کے دامن تشہیر میں آکر ان شرر کے پرکالوں کو نور کا بقعہ تصور کرتے ہوئے اپنی اپنی بیش بہا تالیفات میں رقم کر بیٹھے اور آجتک وہ تمام روایات مذہبی اور اسلامی روایات تصور ہوتی ہیں نیز آئے دن ان روایات کی بدولت اسلام میں نئے نئے فرقے رونما ہوتے رہتے ہیں جن کے باعث وحدت قومی اور اتحاد ملل کا شیرازہ اس طرح بکھر چکا ہے کہ آج ان تمام فرقوں کا کسی ایک امر پر متحد یا متفق کرنا ایک امر ناممکن ہوگیا ہے۔

خلافت میں انتشار

عموماً خلافت مدنیہ اور خصوصاً خلافت شیخین ٹھیک ایسی جمہوریہ خلافت تھی جس کا اساس حریت اور مساوات پر مبنی تھا مگر خلفائے اربعہ جیسی پرعظمت شخصیتوں کی جگہ جب ایسے لوگوں نے لیلی جن کے ہاتھوں میں منصب خلافت ان کی پرانی لعنت یعنی فرقہ پرستی، عصبیت قومی اور استبداد کا آلہ کار بن گئی تو ایسی خلافت کا قیام یکجہان کے جنگ جو حریت اور مساوات کے دلدادگان خالص قدیم وضع کے عرب جن کو اسلامی اخوت کی تعلیم نے بہت زیادہ آزاد اور قوی کر دیا تھا ان کے درمیان کیسے نہ رہ سکتی تھی اس لئے پہلے اس کو دمشق میں منتقل کیا جہاں نو آزاد عرب نیم عرب شامی اور عجمی مسلمانوں کا بہت زیادہ انبوہ تھا گو کچھ یہاں قدیم وضع کے خالص عرب بھی نظر آتے تھے۔ علاوہ خالص عرب کے مذکورۃ الصدر مسلمانوں کا کثیر انبوہ بلاشبہ استبدادی رنایات کا قدرے خوگر اور امرا و ثروت کے سامنے طوعاً و کرہاً گردن خم کرنے کا ضرور عادی تھا جس کا قدرتی نتیجہ یہ ہوا کہ امرا و ثروت کا اعلان زیادہ تر انہی لوگوں کی طرف ہو گیا اب وزیر وزرا اور مصاحبین حتیٰ کہ عساکر کا انتخاب انہی لوگوں میں سے ہونے لگا۔

ان بدعات سے متنفر ہو کر قدیم وضع کے باقی ماندہ خستہ گیں عرب نے بھیا پنا بوریہ بستر سنبھال فضا صحرا آبادی کی راہ لی اور خلافت اب مشرقی قدیم کی شخصی اور مطلق العنانی حکومت کے ہم شکل ہونے لگی۔

الغرض اس خلفشار میں جبکہ خلفاء اربعہ کا دور ختم ہو گیا اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے بھی خلع خلافت کر دیا تو اب مستقل طریق سے خلافت خاندان بنی امیہ کے زیر نگیں فرقہ پرستی عصبیت قومی اور پھر اس کی امداد میں جبکہ استبداد حکومت بھی شامل ہو جائے تو قطعی طور پر نوع کے احیاء جبریہ کے یہ معاملات پیش خیمہ ہو جاتے ہیں اس لئے قدرتاً اس بنی امیہ خاندان کے لوگ جو براشتہ منصب خلافت اور اس کے عہدہ ہائے جلیلہ کا جبکہ اپنے آپ کو بلا شرکت غیرے مالک سمجھنے لگے تو ان کے منصوبو کو برباد کرنے کے لئے بنو ہاشم اور بنو فاطمہ کی درغلانے والی جماعت نے اپنے اس مخفی

افسون کے ذریعہ از سر نو خلافت حاصل کرنے کا جوش پیدا کر دیا بالآخر یہ لوگ بڑی جد و جہد کے بعد فی الحقیقت بڑے بڑے اکابرین کو اس معرکہ میں شریک کر لینے اندر کامیاب اور اچھی طرح کامیاب ہو گئے۔

افسوس اسلام کے جان فرسا گورنر ممالک اسلامی کی وسعت حدود کے ساتھ ساتھ اسلام کو بھی نہایت حسن و خوبی سے وسعت دے رہے تھے ابھی ابھی یک جہتی کے ساتھ ساتھ اسلام کو بھی نہایت حسن و خوبی سے وسعت دے رہے تھے اور مسلمان ابھی ابھی یک جہتی کے ساتھ صلیب کا مقابلہ کرنے میں مصروف اور اسکے باعث اسلام کا ستارہ افق اعلیٰ پر نہایت سرعت کے ساتھ صعود کر رہا تھا کہ یکایک آپس کی خانہ جنگی کا آتش فشاں بیداری کے آتش فشاں بلکہ خون فشاں آثار نمودار ہو گئے اور صد ہزار افسوس! کہ اس پولیٹکل سرنگ نے بے وقت کربلا کا نہایت افسوسناک حادثہ پیدا کر دیا جس نے اسلام کی ارتقائی حرکت کو فوراً سکون سے بدل دیا۔

چنانچہ اب وہ زمانہ آگیا کہ مسلمانوں کو سلطنت بنی امیہ کو تہ و بالا اور زیر و زبر کرنے کے لیے کسی منافق یا خارجی تحریک کی چنداں ضرورت اور احتیاج نہ رہی کیونکہ ابھی اس خونی دریا کی موجوں کا طوفان اسلامی دنیا میں تمام سرد نہ ہوا تھا کہ سیاسی اعتبار سے ایک اسلام میں پانچ گروہ پیدا ہو گئے۔

(۱) بنی امیہ اور اُن کے طرفدار چونکہ برسر اقتدار حکومت تھے اس لئے ان کو استحکام سلطنت اور اسکی محافظت میں حتمی طاقت کا صرف کرنا لازمی ہو گیا۔

(۲) حضرت عبداللہ بن زبیر اور اُن کے طرفداروں نے بنی امیہ کے خلاف عوام الناس کے سامنے نہایت عجیب و غریب واقعات اور اسی قسم کی بہت سی روایات پیش کرتے ہوئے ان کے ذریعہ سے عراق حجاز یمن اور بصرہ وغیرہ پر اقتدار حاصل کر لیا۔

(۳) بنی امیہ اور ان کے طرفدار اگرچہ اب تک نہ برسر حکومت تھے اور نہ حضرت عبداللہ بن زبیر کی طرح ان کو اقتدار حاصل تھا لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان کی اسکیم عقیدۂ مہدی پر نہایت زور دار موضوع ہو رہی تھی۔

(۴) بنو فاطمہ اور ان کے طرفدار اگرچہ حادثہ کربلا سے بظاہر ہمیشہ کے لئے سرنگوں کیے گئے تھے لیکن وہ اس قدر ضعیف کہ خیال کیا جاتا تھا چنانچہ اس خاندان کے طرفداروں نے بھی عقیدہ امام کا زور اثر کہ ایجاد کیا اور اسی موضوع پر ان کی اسکیم طیار ہو رہی تھی۔

(۵) پانچواں گروہ بلاشبہ وہ تھا جو فی الحقیقت ان مذکورہ بالا کسی ایک گروہ کا بھی طرفدار نہ تھا۔

الغرض سب سے پہلا کام بنی امیہ اور ان کے طرفداروں کو جو بلحاظ استحکام سلطنت پیش آیا وہ حضرت عبداللہ بن زبیر کے اقتدار کو ہمیشہ کے لئے صفحۂ ہستی سے مٹانا تھا لہٰذا عبدالملک بن مروان اپنے منصوبے میں کامیاب ہو گیا اور اس نے حضرت عبداللہ اور ان کے کل منصوبوں کو صولی پر چڑھا کر دنیا سے مٹا دیا۔

الحمدللہ یہ وہ زمانہ ہے جبکہ مغربی دنیا میں طارق بن زیاد اور مشرقی دنیا میں حجاج بن یوسف اور اس کا بھتیجہ ایک سلطنت کے زیر نگیں یورپ اور ہندوستان کی حدود میں داخل ہو چکے تھے کہ یکایک بنو عباس ایک انقلاب عظیم برپا کرنے والی طاقت حاصل کرنے میں بحد کمال کامیاب ہو گئے کیونکہ ابو مسلم خراسانی نے ان مہدی والی عجیب و غریب روایات کے ذریعہ سے بنی امیہ کا رنگ پھیکا کرتے ہوئے بنو عباس کا جانب خراسان میں اچھی طرح لوگوں کے دلوں میں سلطنت بنی امیہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی زمانہ اور اس کا رنگ بدل گیا اور بنو ہاشم یعنی بنو عباس جب سلطنت

پر پورے قابض ہو گئے تو بنو فاطمہ کے طرفداروں کی یہاں دال نہیں گلی اور انہوں نے مصر پر جا قدم جمائے۔ اور وہاں ان کی امامت کی بڑی کام آگئی اور اد ہر بنی امیہ اندلس پر جا کر نہایت کوششوں کے بعد قابض ہو گئے الغرض اس طرح پر بغداد مصر اور اندلس میں ایک خلافت تین ٹکڑوں میں پراگندہ اور منتشر ہو گئی

مذہب میں افتراق

اگر میں اپنے خیال میں غلطی نہ کرتا ہوں تو میرا خیال ہے کہ روز آفرینش سے تمام انسان کیا متمدن اور کیا وحشی بلکہ کیا عالم اور کیا عامی ہر قوم ہر ملک اور ہر زمانہ میں دو قسم کی طبیعتیں ہمیشہ موجود رہی ہیں ایک حامیان عقل اور دوسرے حامیان نقل۔

اگر زیادہ دور نہ جایا جائے اور صرف اہل کتاب یعنی یہود اور نصاریٰ کی عہد عتیق اور عہد جدید پر غور کیا جائے تو یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ ان دونوں قسم کی جماعتوں کا وجود ان زمانوں میں بھی نہایت آب و تاب کے ساتھ موجود رہا ہے۔

اسی طرح جب ہم قرآن مجید پر سرسری نظریں ڈالتے ہیں تو ایک جگہ یہ موجود کہ ان شر الدواب عند اللہ الصم البکم الذین لا یعقلون یعنی بلاشبہ اللہ کے نزدیک زمین پر چلنے پھرنے والوں میں بدترین وہ بہرے گونگے ہیں جو عقل سے بے بہرہ ہیں۔

پھر دوسری جگہ اس طرح موجود ہے کہ ان شر الدواب عند اللہ الصم البکم الذین لا یومنون" یعنی بیشک خدا کے نزدیک زمین پر چلنے والوں میں بدترین وہ بہرے گونگے ہیں جو نقل پر ایمان رکھنے سے عاری ہیں۔

علاوہ ان کتب ہائے الٰہیہ کے تمام اولوالالباب اور صاحب بصیرت انسانوں کا متفقہ اور مسلم الثبوت فیصلہ ہے کہ عقل و نقل کی پیروی ہر سلیم الطبع انسان کے لئے ایسے اولین فرائض ہیں کہ انہی دونوں کی اطاعت پر انسان کے کل برگزیدہ کمالات اور ہر قسم کی حقیقی کامیابیوں کے نا دو مدار ہے

خلاصہ بانی الباب بعثت اسلام اور جب تک زمانہ سعادت مسلمانوں پر سایہ افگن رہا تو ہوشمند علماء اسلام عقل و نقل کو انسانی بصیرت کی دو چشمہائے روشن تسلیم کرتے رہے اگرچہ ایک خفیف سا یہ اختلاف رہ گیا تھا کہ ایک جماعت عقل کو راست اور نقل کو چپ اور دوسری جماعت اس کے برعکس تسلیم کرتی رہی لیکن کسی نے دونوں میں سے کسی ایک سے انکار نہیں کیا تھا۔

فلسفۂ عرب

اسلام سے کچھ زمانہ بعید پہلے اہل عرب کو علوم فلسفہ میں اچھا خاصہ دخل تھا مگر آخری عصر جاہلیت میں بلاشبہ بہت کم رہ گیا تھا لیکن وہ معدوم نہیں ہوا تھا کیونکہ قرآن مجید کی وہ تمام آیات متشابہات عرش، کرسی، سبع سموات بروج فلکی اور اس کے منازل شمس، قمر، ستارے اور سیارے اور ان کی گردشیں خاک، باد، آتش، آب، جمادات، نباتات حیوانات اور انسانی جسم کی تشریح اور روح کے احوال نیز قوموں اور جماعتوں کے مد و جزر اور ان کے عروج و زوال حیات بعد الممات یعنی قبر حشر، نشر حساب میزان صراط جنت اور نار کا بیان ہے بلاشبہ ان میں سے تمام علوم و فنون فلسفیہ کے وہ تمام نتائج و دقائق مذکور ہیں کہ جن کو قرآن مجید اپنی آیات محکمات کی تائید اور نبوت میں بطور براہین و حجت اور کبھی دلیل جدلی اور خطابی کے اپنے مخالفین کے سامنے پیش کر رہا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ جن کو قرآن مجید راسخون فی العلم اور لقوم یعلمون اور لقوم یعقلون کے لفظوں سے تعبیر کر رہا ہے وہ ان تمام منتہائے دقائق کو آسانی سے

سمجھ کر ایمان لائے تھے اور اسی بنا پر ایک جماعت مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ نتیجتاً عورث نے جہاں جہاں فلسفہ ارسطو سے اختلاف کیا ہے وہ کل فلسفہ عرب کی بنا پر تھا جس نے اسکو عرب سے اور بالخصوص ہر بہتے حاصل کیا تھا۔

اسی طرح جہاں جہاں بوقت نزول آیات قرآن مجید اس کے مخالفین دہریئے عناصری، مجوسی، اور صابی جماعتیں موجود تھیں جن کے مسلک کا مدار اکثر کسی نہ کسی شعبہ ہائے فلسفہ پر جاکر ختم ہوتا ہے وہاں ابراہیمی یہودی عیسائی اور دیگر انبیاء سابقین کی نام لیوا جماعتیں بھی بکثرت موجود تھیں جن کے سامنے قرآن مجید اپنی آیات محکمات کی تائید اور ثبوت میں ان کے تسلیم کردہ انبیا اور ان انبیاء کے اقوال مسلمۂ مشہورہ اور تمام مظنونہ اور معتبرہ کو پیش کر رہا ہے اور اہل کتاب ان اپنی روایات کو آسانی سے سمجھکر اسلام کے حلقہ بگوش ہو گئے۔

الغرض یہی وہ عرب البادیہ، عرب الحاریہ اور عرب المستعاربہ کے افراد میں دونوں قسم کی ذہنیت پائی جاتی ہے جن کے باعث اہل عرب علماء اسلام میں اول الذکر حضرات کا رجحان عقل کی جانب اور ثانی الذکر اہل کتاب کا میلان نقل کی طرف ہو گیا ان وجوہ کی بنا پر اول الذکر جماعت اہل علم اپنی طبع رجحان کے مطابق اس امر کے حامی ہوئے کہ اسلام کی اپنی اور سچی تعلیم کو قائم رکھتے ہوئے تمام عقائد و عبادات اور کل معاملات اور سیاسات کا طریق استدلال دلیل اور برہان پر استوار کیا جائے۔

اسی راہ پر چلنے والے سالکین کی آگے چل کر ابونصر فارابی ابوعلی حسین بن سینا احمد بن مسکویہ، ابوسلیمان محمد بن نصر البستی ابوالحسن علی بن ہارون الزنجانی ابواحمد مہرجوری اور زید بن رفاعہ وغیرہ مشرق میں اور ابن صائغ ابن الطفیل، ابوبکر محمد بن عبدالملک القیسی، حافظ ابن حزم اور قاضی ابوالولید ابن رشد وغیرہ مغرب میں ایک جم غفیر جماعت پیدا ہو گئی۔

ثانی الذکر ان کے بالمقابل وہ جماعت ہو گئی جنہوں نے اصول مذہب کی بنیاد نقل پر اس طرح رکھنی مناسب سمجھی کہ جس طرف استدلال پر قرآن وسطی کی سہولت کی آسائش، اٹھائی گئی تھی کیونکہ یہ لوگ عموماً قبل از اسلام اہل کتاب سے تعلق رکھتے تھے اور اس وقت بھی اس گروہ میں وہ نو مسلم عیسائی موجود تھے جو بازنطینی مشنری کے نہایت لائق اور فائق اہل علم تھے۔

اگرچہ ان دونوں جماعتوں میں سوائے تحقیقات علمیہ کے اور کوئی کسی قسم کا اختلاف نہیں پایا جاتا ہے مگر قدیم الایام سے یہ انسانی عادت جاری ہے کہ جب اس قسم کی دو مختلف جماعتوں میں ایسے لوگ بھی شریک ہو جاتے ہیں جو طبع کی سلامتی سے محروم ہوتے ہیں اور ان کا دماغ لطافت اور باریک بینی سے معری ہوتا ہے تو وہ میل کو بیل اور رائی کو پہاڑ آگے چل کر بنا دیتے ہیں اور اس کے بعد اس ستم ظریفی کے مرتکب ہوتے ہیں کہ جو صاحب اپنی عقل کے ایسے دلدادہ اور خیالات کے ایسے محکوم کہ جو چیز ان کی شخصی عقل کوتاہ فہمی اور ناقص ادراک سے خارج ہوتی ہے تو وہ اس شے ہی کو پوری رسوخیت کے ساتھ واقع میں بھی معدوم محض خیال کرتے ہیں اگر حامیان نقل اسی شے کے وجود یا اس کو کسی خاص کم و کیف کے ساتھ کیسے ہی پختہ منقولی دلیل سے تسلیم کرتے ہیں تو وہ حامیان عقل ان لوگوں کو نہ صرف سادہ لوح، بے عقل، احمق، اور متعصب خیال کرتے بلکہ جب کبھی ان کا قدم کسی مضبوط چٹان پر جم جاتا ہے تو وہ حامیان نقل کے بیکار اور معطل قرار دینے کے استیصال کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے۔

یہی حال اس جماعت کا بھی ہوتا ہے جو نقل کے پرزور حامی ہوتے ہیں ان کی یہ مستمرہ خصوصیت ہے کہ جب وہ اپنے کسی مذہبی پیشوا یا کسی ایسے نسبی بزرگ سے کوئی بات سن لیتے ہیں یا ان کی طرف وہ بات منسوب ہوتی ہے جس کے مقتدا ہونے پر ان کو پورا اعتماد حاصل ہوتا ہے تو وہ بلا ثبوت کسی اصول الروایت والدرایت کے اور بغیر کسی دلیل و برہان کے بلا چون و چرا اس کے آگے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں۔ اگر اتفاقاً کسی مدعی عقل نے اس کے تسلیم کرنے میں کسی قسم کی چون و چرا یا اپنے اطمینان قلب کے لئے کچھ منکرانہ لب و لہجہ میں استفسار کیا تو وہ حامیان نقل آتش زیر پا ہو کر نہ صرف ان کو بے ادب معترض، ملحد، کافر اور انبیا اور اولیا کا منکر قرار دیتے بلکہ جب کبھی ان کا آفتاب عروج پر آتا ہے تو وہ بھی ان کے حق میں سر قلم کرنے یا آگ میں جھونکنے سے کم کبھی کوئی سزا تجویز ہی نہیں کرتے۔

الغرض پہلے تو رفتہ رفتہ ان دونوں جماعتوں میں کینہ بغض، طعن اور تشنیع کی آگ مشتعل ہوتی اور بعد ازاں دل، زبان اور قلم سے گذر کر اعلیٰ پالی کی خون چکاں جنگ و جدل میں قطعات ارضی کو لالہ زار بنانے کے لئے عقل و نقل کے علم عناد اقطار عالم میں لہرانا شروع کر دیتے ہیں جس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ ملکوں ملکوں ہر قوم کے تمام اعلیٰ اور ادنیٰ طبقوں میں اسی عقل و نقل کی مہیب نزاع کے ہاتھوں نہ صرف سینکڑوں ہزاروں دانشمند بلکہ لاتعداد بے قصور انسانوں کی قربانیاں ان کے مذبحوں میں بے دریغ ذبح ہو جاتے ہیں۔

مسلمان بھی اس زد سے نہ بچے اور خیر قرون یعنی خلافت شیخین کے بعد سے کچھ اوپر چند سال تک ان میں بھی اس عقل و نقل کی مہیب جنگ و جدل کے خونفشاں شرانگیز شرارے مشتعل ہوتے رہے ایک طرف اصحاب نقل قرآن مجید اور تمام بے سر و پا عامیانہ مطالب کے ساتھ مرصع ہو کر اور دوسری اصحاب عقل نے علوم عقلیہ کے ساتھ مرصع ہو کر اور دوسری طرف اصحاب عقل نے علوم عقلیہ اور خصوصاً یونانی ارسطو کا فلسفہ جو فلسفہ عرب کا بھی مخالف تھا اس سے اپنے آپ کو آراستہ کرتے ہوئے دونوں جانب سے جنگل کا بگل بج گیا اب کیا تھا دونوں جماعتیں اپنے اپنے علم کے نیچے باضابطہ سربکف و زبان عقل و نقل اسلامی سرزمین کو لہولہان کرنے کے لئے صف آرا ہو گئیں آہ یہ وہ زمانہ تھا کہ جب اسلامی بحر کی سیلان نہریں تمام کرہ ارضی کو سیراب کرنے کے لئے بے تابانہ موجزن ہو رہی تھیں دیکھا یک بے وقت عقل و نقل کے مجادلہ اور مقاتلہ نے اس امنڈتے ہوئے سیلاب کو جھٹ قہقری سے مبدل کر دیا

جب شومی قسمت مسلمانوں کی

بے اعتدال جماعتوں پر ایک نظر

دل ہلا دینے والی کر دا منگیر ہو گئی تو انہوں نے ایک تو ان تمام ناگہانی واقعات اور اچانک حوادثات حاملہ کو آگے رکھ لیا جن کا ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں، دوم تمام مبالغہ آمیز رنگین وضع کردہ روایات اور ہر قسم کی مجروح اور اصول الروایت و اصول الدرایت سے گری ہوئی احادیث نیز آیات متشابہات سے استدلال کرنے میں سر مو کمی نہیں کی سوم علوم و فنون عہادیات کے علما، محدثین، مجتہدین، فقہا، متکلمین اور صوفیہ کرام کے ان تمام شاندار خدمات سے جن کا دائرہ محض تحقیقات علمیہ تک محدود اور افتراق مذہبی سے ان کو سے ہو کوئی علاقہ اور سروکار نہ تھا ان حضرات نے ان سے بھی ناجائز فائدہ اٹھانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا، چہارم سب سے بڑھ کر جو عوام میں اشتعال

انگیزی کا پہلو اختیار کیا نہ یہ تھا کہ جس عقیدہ کے وہ معتقد، جس خیال کے وہ حامی اور جن اعمال کے وہ عامل ہوئے ان کو ضروری، فرض، واجب اور انہی کو عین ایمان اور شعائر اسلام قرار دیتے ہوئے انہی پر نجات جاودانی اور انہی کو نعیم برین کا موقوف علیہ قرار دیا۔

اور پھر یہ ستم ظریفی یہیں تک ختم نہیں ہوتی بلکہ اس پر مشغلہ نفاق اور شر بار یہ کی گئی کہ اپنے مخالفین کے عقائد، خیالات اور اعمال و اشغال کو فسق و فجور اور عین کفر و شرک اور شعار نار قرار دیتے ہوئے انہی کو خلدین فی النار کا مستحق قرار دیا۔

الغرض اس طرح سے ان طالبان تفریق نے پہلے تو عوام مسلمانوں پر اپنا اقتدار کا سکہ جماتے ہوئے اپنے موافقین کو ان شر انگیز نام کے ملاؤں سے شیرازہ بندی کی اور بعد ازاں ان کے ذریعہ سے ان اہل علم زبردست اور اہل ثروت لیڈروں نے وحدت قومی اور اتحاد ملل کو پارہ پارہ کرتے ہوئے اس مقصد میں دست درازی کی جو ان کا مطلوب و مقصود یا بالفاظ دیگر حقیقی محبوب اور معبود تھا۔

یا صاحبی السجن ءارباب متفرقون خیر ام الله الواحد القهار ما تعبدون من دونه الا اسماء سمیتموها انتم واباؤکم ما انزل الله بها من سلطان ان الحکم الا لله امر الا تعبدوا الا ایاه ذالك الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون۔

بے اعتدالی کے نتائج

جب تک مسلمانوں پر توحید الٰہی وحدت قومی اتحاد ملل اور اخوت ایمانی کی سعادت سایہ ریز رہی اس وقت تک تمام حلقہ بگوش اسلام کا صرف ایک مذہب، اسلام رہا اور کسی شخص نے نہ صرف اپنے لئے بلکہ اپنے بالمقابل مخالف کے لئے بھی کسی دوسرے نام کے ساتھ کوئی نسبت اختیاری قائم کرتے ہوئے خلیج افتراق نہیں پیدا کی تھی لیکن افسوس کچھ زمانہ بعد یہ توحید الٰہی وحدت قومی، اتحاد ملل اور اخوت ایمانی بیسیوں اور اس میں متفرق اور پراگندہ ہو گئی جن کو ہم ذیل میں نمبروار بیان کرتے ہیں۔

(۱) پہلی جماعت کا سنگ بنیاد حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ اول کی اس بیعت کے وقت میں رکھا گیا کہ جس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ آنحضرت کی تجہیز و تکفین میں مصروف ہونے کے باعث شریک نہ ہو سکے جونہی آپ کی اس عدم شرکت کی شہرت ہوئی تو ان لوگوں نے جو ایسے موقعوں کی تاک میں رہتے ہیں انہوں نے اپنی اپنی جگہ پر تفضیل، تحقیر اور رجعی کی روایات وضع کرنی شروع کیں مگر خلافت ثلاثہ کے عہد میں جناب علی رضی اللہ عنہ ہمیشہ اسلامی مہموں میں برابر تہ دل سے مصروف کار رہے اس لئے یہ آگ افترا ان شریروں کے سینوں ہی میں محفوظ رہ گئی حضرت عثمان غنی کے عہد میں کچھ کچھ اس کا اظہار ہوتا رہا۔

اس معاملہ میں بھی کچھ لوگ اعتدال پسند اور کچھ استبداد پسند تھے موخر الذکر گروہ عموماً بغض شیخین اور خصوصاً حضرت عثمان غنی میں نہایت مبالغہ اور حب علی اور بعد ازاں آن کے آل و اولاد میں نہایت غلو رکھتے تھے۔

آگے چل کر یہ جماعت خود متحد نہ رہی بلکہ واقعات مابعد اور بہت سے فروعی معاملات مثلاً اصولی اور اخباری بناپر مبیں فرقوں میں متفرق ہو گئی۔

فرقہ باطنیہ، فرقہ اسماعیلیہ، فرقہ سبعیہ، فرقہ محمرہ، فرقہ قرامطہ، فرقہ خرمیہ اور فرقہ تعلیمیہ بھی اپنے آپ کو اسی جماعت سے وابستہ کرتا ہے۔

ان موخر الذکر گروہوں کے بعض متشددین میں سے کوئی حضرت علی کو نبی کوئی تمام انبیاء سے افضل ترین اور بعض ذات کی الوہیت تک کے قائل تھے نیز بعض ان بزرگان دین کو جو ان کے عقیدے میں مفہوم امام کے مصداق تھے ان میں بعض مظہر نبوت اور بعض مظہر الوہیت کے قائل تھے۔

معہذا ان کے بعض فرقے احکام شرع کی تعمیل کو غیر ضروری اور اپنے پیر و مرشد کے اقوال اور اوراد کو نہایت ضروری مگر اپنے خیالات اور عقیدوں کا اخفا رکھنا فرض اور واجب سے بھی زیادہ ضروری جانتے تھے۔

یہ تمام مختلف فرقے اپنے آپ کو شیعان علی اور ان کے مخالف ان کو روافض کہنے لگے ولا تکونوا من المشرکین من الذین فرقوا دینهم وکانوا شیعا کل حزب بما لدیهم فرحون۔

(۲) دوسری جماعت کا آغاز حضرت عثمان غنی کی عہد خلافت میں ہوا مگر بین طور پر آپ کی شہادت پر ان کا خروج ہوا یہ لوگ جب شیخین بلکہ خلفائے ثلاثہ میں مبالغہ اور حضرت علی اور آپ کی اولاد کے بغض میں نہایت غلو کرتے مگر احکام شرع کی پابندی اور عبادات مثلاً نماز روزہ وغیرہ میں ان کا نہایت انہماک تھا باوجود اس پابندی شرع کے اپنے مقابلہ والے اور دیگر اطراف والوں کے خون اطفال تک کو ناجائز اور حلال جانتے تھے یہ جماعت بھی آگے چل کر بھی متحد نہ رہی بلکہ اپنے ما بعد کے واقعات اور فروعی مسائل کی بنا پر رفتہ رفتہ بیس فرقوں میں متفرق ہو گئی اور ان جملہ فرقوں کو ان کے مخالفین خوارج اور نواصب کہتے ہیں۔

(۳) اس تیسری جماعت کا آغاز بھی آخیر زمانہ صحابہ میں ہوا ہے یہ لوگ خدا اور اس کے صفات ملائکہ اور ان کی صفات، کتاب اللہ اور اس کی صفات، نبوت اور اس کی صفات یوم الآخرت اور اس کے متعلق قبر، حشر، نشر، حساب و کتاب میزان، صراط اور تمام جزا و سزا اور جنت و نار کے اعتقاد میں عموماً فلسفہ اور خصوصاً جبکہ یونانی فلسفہ عربی زبان میں منتقل ہوا تو اس کے اصولوں کے مطابق جو ہوتا اس کو تسلیم کرتے اور باقی میں یا تو انکار کرتے یا ایسی بعید از عقل و نقل رکیک تاویلیں کرتے کہ در حقیقت اکثر اوقات ان پر تاویل کا صحیح مفہوم بھی ان پر صادق نہیں آتا یہ اہل عقل کی جماعت بھی آگے چل کر رفتہ رفتہ بیس فرقوں میں متفرق ہو گئی اور ان جملہ فرقوں کو ان کے مخالفین معتزلہ کہتے تھے۔

(۴) یہ چوتھی جماعت معتزلہ کے ضد میں تھی یہ لوگ قرآن مجید کے تمام الفاظ میں سوائے حقیقی معنی کے مجاز اور دیگر علم معانی کی رعایت کو ہرگز جائز قرار نہیں دیتے تھے روایات اور اخبارات کے بارے میں اس قدر اس جماعت کو غلو کہ احتیاط صحیحہ اور علمی تحقیقات بدیہہ کے بالمقابل روایات ضعیفہ بلکہ اخبارات موضوعہ کو بھی ترجیح دیتے تھے قرآن مجید کی آیات محکمات اور متشابہات کے تمام علمی مضامین کی ضعیف سے ضعیف روایات کی بنا پر بالکل عامیانہ تفسیر اور اسی تفسیر کو عین اسلامی خیالات تصور کرتی ہے اور خدا سے لیکر جنت اور نار تک بالکل عامیانہ خیالات کا اظہار کرتی ہے اس جماعت میں بھی اتحاد نہیں رہا بلکہ سات فرقوں میں یہ بھی متفرق ہو گئے ان کے مقابل والے ان کو مشبہہ، مجسمہ اور اہل ظواہر کہتے ہیں۔

(۵) اس پانچویں جماعت کی ابتدا بھی اخیر صحابہ کے عہد کے اندر عالم شہود میں ہوئی ہے اس جماعت کا عام زیادہ تر انسان کی اسباب قدرت پر تھا اس کا خیال تھا کہ جو کچھ انسان چاہے اپنے اختیار اور قدرت سے کر سکتا ہے کیونکہ اس کو ہر کام پر ہر طرح قدرت کامل ہے۔ تقدیر اور مشیت وغیرہ کوئی شے اس کے کام

میں عائق نہیں ہوسکتی اس جماعت کے مقابلہ والے اس کو قدریہ کہتے ہیں۔

(۶) یہ چھٹی جماعت اس کے بالمقابل پیدا ہوگئی جو اس کے بالکل ضد تھی یعنی ان کو انسان کی نفی استطاعت میں غلو تھا یہ لوگ انسانی اختیارات اور اکتساب عمل جو انسان اپنے اختیار سے کرسکتا ہے اس کے بالکل منکر تھے آخرش یہ جماعت بھی متحد نہ رہی اور آگے چل کر تین فرقوں میں متفرق ہوگئی ان کے مخالف ان کو مجبرہ اور جبریہ کہتے ہیں۔

(۷) یہ ساتویں جماعت وہ ہے کہ جن کا یہ عقیدہ تھا کہ ایمان صرف تصدیق قلب کا نام ہے اور ایمان کے ہمراہ کوئی معصیت اسی طرح ضرر نہیں کرتی ہے جس طرح کفر کے ساتھ اطاعت بکار آمد نہیں ہوتی اس جماعت کی اصلیت یہ ہے کہ ان کو اثبات وعدے میں نہایت غلو ہے اور وعید کو محض انتباہی خبریں تصور کرتے ہیں۔ آخرش یہ جماعت بھی متحد نہ رہی اور تین فرقوں میں متفرق ہوگی ان کے مخالفین ان کو مرجیہ کہتے ہیں۔

(۸) یہ آٹھویں جماعت ان کے مقابلہ والی ہے جو بالکل ان کی ضد ہے یعنی ان کو وعید وخوف میں نہایت غلو ہے چنانچہ اس جماعت کا خیال ہے کہ باوجود ایمان اور ادائے فرائض کے بھی اور گناہوں کے سبب انسان ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا ان کے مخالف ان کو حروریہ کہتے ہیں۔

(۹) اس نویں جماعت کو عدم رویت خدا نفی صفات اور قرآن مجید کے مخلوق ہونے میں نہایت غلو تھا ان کے مخالفین ان کو جہمیہ کہتے ہیں۔

(۱۰) ان کے بالمقابل حسین نجار کے پیرو تھے ان میں بھی آگے چل کر اتحاد نہ رہا اور یہ تین فرقوں میں متفرق ہوگئے ان کو ان کے مقابل والے نجاریہ کہتے ہیں۔ الغرض تمام ممالک اسلامیہ کیا بلاد مغربیہ یعنی اندلس اور کیا افریقہ و مصر بلکہ بلاد شرقیہ عراق حجاز شام خراسان ماوراء النہر بحرین یمن کوفہ اور بصرہ وغیرہا ہر ایک ملک میں ان مذکورہ بالا فرقوں نے افتراق اختلاف اور انتشار کی اشتعال انگیز شعلہ باری اور خاص کر ۲۹۲ھ میں تو فرقہ باطنیہ اور ان کے رفقاء کار نے تمام اسلامی ممالک کو نہایت شعلہ زن آتش سے تشتت کا کرہ نار بنا دیا تھا۔

ان فرقوں میں سے بعض فرقہائے متشددین کے زعما بلاشبہ حکومتہائے حربیہ کے ایجنٹ بھی تھے جو عین جنگ کے موقعوں پر اندرون اسلامی مملکت میں نہایت خلفشار پیدا کرتے رہتے تھے اور اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ وہ توحید الٰہی وحدت قومی اور اتحاد ملی کو ایک آنکھ دیکھنا گوارا نہیں رکھتے تھے ان کو خود سلک وحدت میں منسلک رہنا ایسا ناگوار معلوم ہوتا تھا کہ اس سے زیادہ کسی شئے کو اپنے اوپر گراں نہیں تصور کرتے تھے۔

شرع لکم من الدین ما وصی به نوحا والذی اوحینا الیک وما وصینا به ابراهیم وموسی وعیسی ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا کبر علی المشرکین ما تدعوهم الیه الله یجتبی الیه من یشاء ویهدی الیه من ینیب۔

عقائد الاسلام اردو

(مصنفہ علامہ مولٰینا مولوی ابو محمد عبدالحق صاحب مفسر ومحدث تفسیر حقانی اردو دہلوی)

اس کتاب میں عقائد اہل سنت والجماعت صاف اور سلیس اردو میں بیان کئے گئے ہیں ظاہر ہے کہ انسان کی نجات کا دارومدار اور سعادت اخروی محض عقائد کی پختگی پر موقوف ہے اگر عقائد درست نہ ہوں گے تو پھر کوئی عمل مقبول نہیں ہوسکتا اس لئے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنے عقائد کو سنت نبوی کے موافق بناکر اعمال صالحہ کی کوشش کرے اور صحیح معنی میں اس کا اجر وثواب حاصل کرے اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے کتاب

عقائد الاسلام اردو

جس کے مطالعہ سے جملہ اسلامی عقاید ومعتقدات کی بابت صحیح علم حاصل ہوسکتا ہے یہ کتاب ہر ایک کے گھر میں رہنی ضروری ہے اس کتاب کے مطالعہ سے مسلمانوں کا ہر طبقہ علماء اور غیر علماء دونوں استفادہ حاصل کرسکتے ہیں یہ کتاب نہایت مقبول ومشہور ہے بارہا چھپ چکی ہے اس میں ہر قسم کے مسائل کے متعلق دلائل عقلیہ ونقلیہ سلیس اردو میں درج ہیں آجکل مذاہب باطلہ کے اثرات سے بچانے کے لئے بچوں اور انگریزی مدارس کے طلباء کو یہ کتاب ضرور پڑھانی چاہیئے اس کے مطالعہ سے ان کے عقائد پختہ ہوجائیں گے تو پھر کبھی متزلزل نہ ہوں گے اس کتاب کی تعریف حضرت مولانا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی علیہ الرحمۃ نے فرمائی ہے جو بطور تقریظ سرورق صفحہ (ب) پر درج ہے اسی طرح صدارۃ العالیہ ملک سرکار عالی حیدرآباد دکن کے دارالافتاء کے نائب مفتی مولوی محمد رحیم الدین صاحب کی تقریظ سرورق (ا) پر درج ہے اس کتاب کی ضخامت علاوہ ٹائیٹل خوشنما اور تقاریظ کے ۲۵۷ صفحات تقطیع ۲۰×۲۶ ہے قیمت علاوہ محصولڈاک ۱۲؍ رعایتی خاص عہ

پتہ:۔ منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے۔

ترکوں کی عظیم الشان سلطنت کی تاریخ

کا مطالعہ کیجئے اور دیکھئے کہ کس طرح سلطان عثمان خاں اول نے اپنی بیکسی کی حالت سے نکل کر سلطنت عثمانیہ کی بنیاد ڈالی اور کس طرح مسلمانوں کی مجاہدانہ بہادری سے پھلی پھولی عیسائیوں اور دیگر دشمنان اسلام کی مقابلہ کیا عیسائی سلطنتوں نے اس اسلامی سلطنت کو ملیامیٹ کردینے کے لئے کیا کیا منصوبے باندھے لیکن ترکوں نے جس بہادری اور استقلال سے ان دشمنان اسلام کا مقابلہ کیا وہ ان کا حیرت انگیز کارنامہ تھا ایک طرف تمام دنیا کے عیسائی اور دوسری طرف چند مجاہدین اسلام آخرش حق کو فتح ہوئی اور باطل مغلوب ہوا۔ ترکوں کا وہ عروج تھا کہ بڑی بڑی سلطنت کے تاجداروں نے ترکوں سے دوستانہ تعلقات پیدا کرکے اپنے آپ کو محفوظ کیا غرضکہ اس کتاب میں ترکوں کے بادشاہوں کے حالات نہایت تفصیل سے بیان کرکے آخر میں ترکان احرار غازی انور پاشا مصطفےٰ کمال پاشا کے حالات اور خلافت کی منسوخی اور خلیفہ کے حالات بھی درج ہیں کتاب میں چالیس کے قریب تصاویر ہیں کتاب کا نام "تاریخ سلاطین آل عثمان" ہے جس کی قیمت عہ ہے محصول ڈاک ۷ر کل

(منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب کیجئے)

بیت اللہ

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔ مکہ کو اولیت و افضلیت اس لئے حاصل ہے کہ یہاں حضرت آدم علیہ السلام نے ایک عمارت بیت المعمور نامی تعمیر کی تھی اور بعض کا قول ہے کہ بیت المعمور ملائکہ کی مسجد ہے جو ساتویں آسمان پر واقع ہے آدم نے جو عمارت زمین پر بنائی تھی وہ بیت المعمور کے بالمقابل تھی مفسرین نے محل آیہ واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت و اسماعیل سے استنباط کیا ہے طوفان نوح نے اس عمارت کو منہدم کر دیا اور حجر اسود بہ کر جبل ابوقبیس پر جا پڑا بیان کیا جاتا ہے کہ حجر اسود بہ کر جبل ابوقبیس پر جا پڑا بیان کیا جاتا ہے کہ حجر اسود حضرت آدم جنت سے اپنے ساتھ لائے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ جبرئیل نے پہنچایا۔

ہم یعنی مسلمان بیت اللہ کو حضرت خلیل اللہ کے زمانہ سے جانتے ہیں جو سرزمین مکہ پر آئے اور یہاں ان کے اور ان کی بیوی سارا کے درمیان جو مشہور واقعات ہاجرہ کو جدا کرنے کی نسبت پیش آئے ہیں اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ اسمٰعیلؑ اور اس کی ماں ہاجرہ کو اس بیابان میں چھوڑ دیں۔ پس حضرت نے ان دونوں کو اسی مقام پر چھوڑا جہاں اب بیت الحرام تعمیر ہے۔

حضرت اسمٰعیل شیرخوار تھے۔ حرارت اور تابش آفتاب کی شدت سے بی بی ہاجرہ کا دودھ خشک ہو گیا حضرت اسمٰعیل مارے گرمی کے اور بقول بعض پیاس کی شدت سے فرش ریگ پر تڑپنے لگے ماں بیچاری مامتا کی ماری فرزند کی بیقراری کو دیکھ کر بے صبر ہو گئیں محبت کے جوش میں پانی کی تلاش کے لئے ادھر ادھر دوڑنے لگیں کہ کہیں سے پانی مل جائے تو چند قطرے اس جاں بلب معصوم کے حلق میں ٹپکا دوں مکہ میں صفا اور مروہ دو پہاڑ قریب قریب ہیں ہاجرہ نے انہی دونوں پہاڑوں پر پانی کی تلاش میں سات چکر اس طرح لگائے تھے کہ ہر چکر پر اپنے بچے کے اکیلے ہونے کی وجہ سے واپس آ جاتی تھیں اور معصوم کے اضطراب کا معائنہ کر کے پھر چل کھڑی ہوتی تھیں اس کے بعد وہیں کی ہموار زمین میں لے ان کو پانی جوش کرتا ہوا دکھائی دیا اور بعض مورخین کا قول ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام شدت تشنگی میں زمین پر ایڑیاں رگڑنے لگے خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت سے وہاں ایک چشمہ جوشاں ابلوا دیا بہرصورت سات چکر کے بعد جو حضرت بی بی ہاجرہ مایوس پلٹ کر اپنے فرزند کو دیکھنے آئیں تو فرزند کے قریب ایک چشمہ جاری پایا اس وقت تک پانی بہ نکلا تھا آپ نے ریت کا ایک آڑا کٹہ بنا کر اس پانی کو روکا اور عین گھبراہٹ کے عالم میں آپ کے منھ سے نکلا "زم زم" سریانی زبان میں زم صیغہ امر ہے اس کے معنی ٹھیر اور زم زم کے معنی ٹھیر ٹھیر کے ہیں بی بی ہاجرہ نے وہ پانی حضرت اسمٰعیل کو پلایا اور خود بھی تسکین حاصل کی۔

جب ہاجرہ پانی سے آسودہ ہوئیں تو اتفاقاً وہاں ایک قافلہ بنی جرہم کا نکلا چشمہ زمزم کو ایسے خشک بیابان میں دیکھ کر اتر پڑا اور ہاجرہ سے اجازت لیکر اسی چشمہ کے نواحی میں آباد ہو گیا اس کے بعد ہی ایک دوسرا قبیلہ قطورا بھی آکر آباد ہوا یہ دونوں قبیلے یمن کے رہنے والے اور آپس میں بنی عم تھے قوم بنی جرہم نے کنواں بنایا اور اس چشمے کے پانی کو محفوظ کیا جس کو زمزم کہتے ہیں پس مکہ کی آبادی کا اصلی سبب چشمہ زمزم ہے۔

چشمہ زمزم پر بانسبت حضرت بی بی ہاجرہ کا قبضہ رہا ان کے بعد اسمٰعیل علیہ السلام قابض ہوئے ان کی شادی قبیلہ بنی جرہم کی لڑکی سے ہوئی اور اس سے اولاد ہوئی چنانچہ ثابت بن اسمٰعیل نے خانہ کعبہ کی تولیت لی اور اس کے بعد جرہمی قوم کی حکومت شروع ہوئی۔

تیرہ یا چودہ برس کے بعد حضرت بی بی سارا کے پاس اسحٰق پیدا ہوئے تو ابراہیم علیہ السلام سارا سے اجازت لیکر اپنے فرزند اول اسمٰعیل کو دیکھنے کے لئے ملک شام سے مکہ میں آئے مگر اسمٰعیلؑ مکان میں نہ ملے اور ابراہیمؑ واپس ہو گئے دوسری بار پھر آئے اس دفعہ بھی اسمٰعیلؑ نہ ملے اور ابراہیم واپس ہوئے تیسرے بار ابراہیمؑ اپنی بی بی سارا سے چند روز رہنے کی اجازت لیکر آئے اس مرتبہ اسمٰعیلؑ ملے اور حسب الارشاد خداوندی اسی مقام پر کعبہ تعمیر کیا جہاں ابتک موجود ہے تعمیر اس صورت سے ہوئی کہ اسمٰعیلؑ پتھر لاتے تھے اور ابراہیمؑ چنائی کرتے تھے حضرت اسمٰعیل کو جبل ابوقبیس پر حجر اسود ملا حضرت ابراہیمؑ نے پہچان کر اس کو ایک طاق میں نصب کیا اور لوگوں کو خانہ کعبہ کا حج کرنے کی ترغیب دی اسی زمانہ میں وہ واقعات حضرت اسمٰعیل کو ذبح کرنے کی نسبت پیش آئے مگر جب ابراہیم بالکل آمادہ ہو گئے تو بحکم خدا اسمٰعیلؑ کے معاوضہ میں ایک بکرا قربانی کر دیا گیا یہ واقعہ بہت مشہور ہے اس لئے نظر انداز کیا جاتا ہے۔ الغرض حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر خانہ کعبہ کے بعد اپنے وطن ملک شام کو چلے گئے اور تاریخ سے پھر واپس آنے کا ثبوت نہیں ملتا۔ البتہ یہ ثابت ہے کہ بعد تعمیر حضرت ابراہیم نے حج کیا تھا۔

تعمیر خانہ کعبہ کے وقت ابراہیمؑ ایک پتھر پر کھڑے ہو گئے تھے جیسے جیسے دیوار اونچی ہوتی جاتی تھی وہ پتھر بھی ہوا میں معلق ہوتا جاتا تھا اسی پتھر کو اب مقام ابراہیم کہتے ہیں جو اب تک مسجد حرم میں موجود ہے لیکن بیہقی نے روایت کی ہے کہ مقام ابراہیم پہلے خانہ کعبہ کے متصل تھا حضرت فاروق اعظم نے بوجہ تنگی مقام اصلی جگہ سے اٹھوا کر دور رکھوا دیا جہاں ابتک موجود ہے مصنف تاریخ عرب نے بنائے ابراہیمی کی یہ شکل بتائی ہے۔

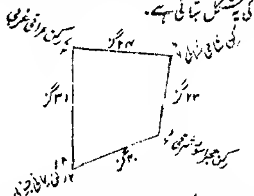

بہ ہیئت مجموعی یہ عمارت نو گز بلند اور دروازہ زمین سے ملا ہوا تھا اور شرقی گوشہ میں باہر کی طرف زمین سے ڈیڑھ گز کی بلندی پر ایک طاق میں حجر اسود لگایا گیا تھا یہ عمارت عرصہ دراز تک قائم رہی لیکن برسات کے زمانہ میں ایک پہاڑی نالہ اس زور سے آیا کہ ساری عمارت کو بہا لے گیا۔

ثابت بن اسمٰعیلؑ کے بعد معلوم نہیں کہ کس وجہ سے تولیت خانہ کعبہ بنی کے

ماموں مضاض بن عمرو الجرہمی کو ملی اور قوم بنی جرہم کس طرح متولی بیت اللہ قرار پائی۔ بس تیسری بار ایک جرہمی امیر نے انھیں قدیم بنیادوں پر کعبہ کی عمارت تیار کی۔

چوتھے بار قوم عمالیق کہ ایک قبیلہ بنی حمیر کا تھا کہ پر غالب آیا اس زمانہ بھی عمارت گر پڑی اور از سر نو ابراہیمی بنیادوں پر تعمیر ہوئی۔

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ سرزمین حجاز کی حکومت و بادشاہت کے لئے خانہ کعبہ کی تولیت بھی لازمی تھی کیونکہ ایسے خشک اور بے آب و گیاہ ملک میں بہت بڑا ذریعہ آمدنی زائرین بیت اللہ کا نذرانہ قربانی اور ایام حج کا تجارتی فروغ تھا اس لئے جو قوم حجاز پر قابض و متصرف ہوتی تھی خانہ کعبہ کی تولیت بھی اسی کے حصہ میں آتی تھی چنانچہ خانہ کعبہ کے متولی عمالقہ کے بعد تبابعہ یعنی شاہان یمن اور اہل فارس بھی رہے ہیں آخر میں دوبارہ بنو جرہم نے قوت پکڑی اور متولی بیت اللہ ہوئے مگر اس زمانہ میں قوم جرہم نے ظلم و جور شروع کر دیا محرمات کو حلال اور منکرات کو مباح کر دیا آیندہ روندے بدسلوکی اور کعبے کا مال خود ہضم کرنے لگے آخر کار قبائل کنانہ و غبشان و خزاعہ اللہ کھڑے ہوئے بنو جرہم مقہور و مغلوب ہوئے اور بنو خزاعہ بیت الحرام کے متولی ہوئے۔

اس وقت حجاز میں بت پرستی عام ہو چکی تھی اس کی ابتدائی صورت یوں واقع ہوئی کہ جب مکہ میں اولاد اسمٰعیل کی کثرت ہو گئی اور غیر قوموں کی حکومت کے دباؤ سے انھیں اپنے شہر کو خیرباد کہکر باہر نکلنا پڑا تو انہوں نے ایک ایک پتھر حرم کا اٹھا لیا اور جہاں کسی جگہ کو چلے گئے ان لوگوں نے کعبہ کے بجائے اس پتھر کا طواف و حج ادا کرنا اور اس کو اپنا قبلہ بنا کر نماز ادا کرنا شروع کر دیا اس کے بعد جو قوم جادہ جدید بر جنگ آزما قوم سے مغلوب ہو کر مکے سے نکلتی تھی وہ حرم کے پتھر اپنے ساتھ لے لیتی تھی اور جہاں جاکر ٹھہرتی ان پتھروں کا طواف حج اور عمرہ کرتی تھی چند صدیوں میں یہ رسم بہت عام ہو گئی اور اس درجہ پر حالت پہنچ گئی کہ زمانہ اس اور صلح میں بھی جو حاجی حج کعبہ کے لئے آتا وہ یہاں کی حرم سے پتھر ساتھ لیکر جاتا اور اپنے گھر میں ان کا حج و طواف کرتا تھا رفتہ رفتہ پتھروں کے بت بن گئے سائبہ وصیلہ بحیرہ اور حامی کے مذہبی طریقے رائج ہو گئے جس کی قران کریم میں سخت مذمت اور ممانعت فرمائی گئی ہے کہتے ہیں کہ ان طریقوں کا موجد عمرو بن ربیعہ جرہمی تھا اس سے ثابت ہے کہ ایک طرف مذہب ابراہیمی پھیل رہا تھا تو اسی کے دوش بدوش دوسری طرف بت پرستی بھی چلتی جا رہی تھی جب بنو خزاعہ کا دور دورہ ہوا تو اس قوم کے مشہور و معروف سردار عمرو بن اللحی خزاعی نے خانہ کعبہ کو صنم خانہ بنا دیا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک بار سردار مذکور سخت بیمار ہوا اور کسی طرح شفا نہ ہوئی لوگوں نے اس سے کہا کہ شام میں ایک چھوٹا سا اونٹ ہے اگر تو اس کو یہاں لائے گا تو مرض سے نجات پائے گا اس نے ایسا ہی کیا اور صحت پائی عمرو بن اللحی اور اس کی قوم نے یہ حال دیکھ کر شام کے رائج مذہب کی طرف میل کیا جب اس نے وہاں کے لوگوں کو بت پرستی کرتے دیکھا تو پوچھا کہ یہ کیا ہے انہوں نے کہا کہ ہم ان سے بارش اور دشمنوں پر غلبہ پانے کی دعا کرتے ہیں اور ان سے امداد لیتے ہیں عمرو بن اللحی نے چند بت ان سے مانگے اور کعبہ کے قریب و جوار میں لاکر نصب کئے نیز یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عمرو بن اللحی کاہن تھا اور جن اس کا تابع تھا اس نے کہا کہ جدے میں چند بت تجھے ملیں گے انھیں لا اور اہل عرب کو ان کی عبادت کی دعوت کر چنانچہ عمرو بن اللحی نے ایسا ہی کیا اور ایام حج میں تمام عربوں کو ان بتوں کی عبادت پر مدعو کیا رفتہ رفتہ عبادت عام ہو گئی اور شاخ در شاخ مذاہب پیدا ہو گئے۔

عمرو بن اللحی خزاعی کے چند مشہور بتوں کے نام جو اندرون و بیرون کعبہ اور اطراف مکہ میں نصب تھے۔ اساف۔ نائلہ۔ سواع۔ یغوث۔ یعوق۔ نسر۔ ود۔ مناۃ۔ لات۔ اور عزیٰ تھے ان کے علاوہ اور بھی بہت سے بت تھے اور ان بتوں کے متعلق نہایت دلچسپ تاریخیں اور قدیم عقائد کے قصے ہیں جو لیجہ طوالت نظر انداز کئے گئے بت پرستوں کے علاوہ عرب میں ستارہ پرستی آفتاب و قمر پرستی درخت و جبل پرستی اور انسان و حیوان پرستی بھی عام تھی۔

اس وسیع مدت میں اولاد اسمٰعیل کثیر ہو گئی اور اس کی کنانہ و قریش کی دو شاخیں ہوئیں قریش نے خزاعیوں کو مار کر نکال دیا اور خود بیت الحرام کے مالک ہوئے اب جاکر عمارت کعبہ پھر گر پڑی پانچویں دفعہ قصی بن کلاب قرشی نے تعمیر کی کوئی کی لکڑی کی چھت بنا کر اطراف درختوں کی باڑ لگا دی اور اس پر سیاہ غلاف ڈالا یہ عمارت حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ طفولیت تک ملاحظہ فرمائی سن شریف کوئی دس بارہ سال کا ہوگا کہ ایک عورت پردہ کے پاس بیٹھی ہوئی بخور روشن کر رہی تھی شعلے نے لپک کر پردہ کو جلا لیا اور تمام عمارت جلکر خاکستر ہو گئی بعض کہتے ہیں کہ دیواریں بہت بلند تھیں اس لئے گر پڑیں۔

چھٹی دفعہ قبیلہ قریش نے چندہ کرکے تعمیر کیا مگر قدیم عمارت کے مقابلہ میں کئی تصرفات کر دیئے۔

اول یہ کہ عمارت خانہ کعبہ سے چھ گز زمین چھوڑ کر دیوار غربی درمیان رکن عراقی و شامی اٹھائی وہ بدرشدہ زمین اب حطیم کے نام سے مشہور ہے اور اس میں سے اسی قدر زمین بطور نصف دائرہ کے مطاف میں سے لیکر شامل کر دی اس وجہ سے وہ کل زمین بشکل قوس ہو گئی۔ اس کی ضرورت یہ بتائی جاتی ہے کہ بیت المال کے رکھنے کے لئے کوئی پاکیزہ جگہ نہ تھی قریش نے اس زمین کے گرد ایک چھوٹی سی دیوار کھینچ دی اور دو دروازے آمنے سامنے آمد و رفت کے لئے بنا دیئے مگر احادیث سے ثابت ہے کہ جب مال حلال پوری تعمیر کے لئے کافی نہیں ہوا تو کچھ زمین باہر کر دی وہ بدرشدہ زمین ابتدا سے حطیم کہلاتی ہے اور وہ چھوٹی سی دیوار جو اس کے اطراف ہے حجر کہلاتی ہے۔

دوم یہ کہ پہلے دروازہ خانہ کعبہ کا زمین سے ملا ہوا تھا قریش نے دو ہاتھ گز اونچا کرکے نیچے بھرت کر دی یہ دروازہ اس لئے اونچا کیا کہ بارش کا پانی اندر نہ آئے

سوم خانہ کعبہ کے اندر لکڑی کے ستون قائم کر دیئے یعنی وہ پہلے بطور ایک وسیع کمرے کے تھا اور اب دالان در دالان ہو گیا۔

چہارم دیواروں کو دو چند بلند کر دیا گیا مگر صاحب غنیۃ الاکوان کا بیان ہے کہ پہلے دیوار خانہ کعبہ کی بلندی اٹھارہ گز تھی قریش نے اس میں سات گز ایک بالشت کی کمی کر دی اور یہی قرین قیاس ہے۔

پنجم خانہ کعبہ کے اندر رکن شامی کے قریب چھت پر چڑھنے کے لئے زینہ بنایا

تعمیر قریش کی شکل دوسرے صفحہ پر دیکھئے

ترغیب الحج تاریخ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے ساتھ ساتھ اس کتاب میں حج کی پوری تاریخ اور سات قدیم کے حجاج کے طرائق بیان ہوئے ساتھ موجودہ اسلامی حج کے ارکان ادعیات اور تمام باتیں درج ہیں، حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی عربی کتاب کا ترجمہ ہے۔ قیمت ہر محصول ہر کل ۱۲ ار منیجر حمیدیہ پریس دہلی

تعمیر قریش کی شکل۔

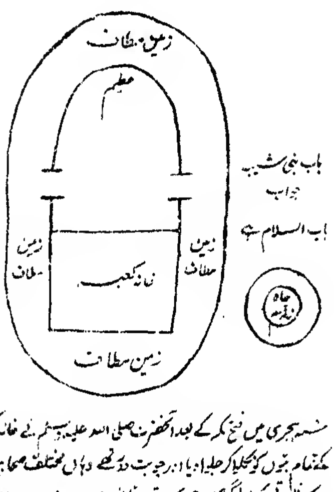

سنہ ہجری میں فتح مکہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کے اندر اور باہر کے تمام بتوں کو نکلوا کر جلوا دیا اور جو بت دو تھے وہاں مختلف صحابیوں کو روانہ کر کے ان کا قلع قمع کرایا مگر عمارت بدستور قائم رہی اور حضرت صدیق اکبر کے بعد وقتاً فوقتاً اس میں اضافہ ہوتا رہا چنانچہ حضرت عمر کے زمانہ میں ۱۷ سنہ ہجری میں اطراف کے مکانات کو خرید کر مسجد الحرام کے صحن میں اضافہ کیا گیا مگر عمارت خانہ کعبہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

۲۶ سنہ ہجری میں حضرت عثمان بن عفان نے اطراف کے مکانات کو خرید کر مسمار کیا اور مسجد الحرام کو وسیع کیا صاحب تاریخ ... نے ۲۶ ہجری لکھا ہے لیکن غلط ہے۔

ساتویں مرتبہ حضرت عبد اللہ بن زبیر نے اپنے زمانہ خلافت میں کعبہ کو تعمیر کیا اس کی صورت یہ واقع ہوئی کہ جب حضرت ابن زبیر نے یزید کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے انکار کیا تو مدینہ سے شبا شب نکل کر بیت اللہ میں جا بیٹھے اور اس سے غرض یہ تھی کہ بوجہ عظمت کعبہ کوئی شخص حملہ نہ کرے۔ لیکن جب یزید خلیفہ ہوا تو اس نے ۶۴ سنہ میں ایک فوج عظیم مکہ پر بھیجی چونکہ ابن زبیر حرم میں محصور تھے اس لئے فوج مخالف نے ابن زبیر پر منجنیق اور بروایت جبنۃ الاکوان ... نفط پھینکنا شروع کیا اتفاق آگ کے شراروں نے استار کعبہ مع مسقف ... سب جل اٹھے اور اس جرے کے وہ سینگ مینڈھے کے جو کعبہ میں لٹکے ہوئے تھے جو حضرت اسماعیل کے معاوضہ میں فدیہ دیا گیا تھا وہ بھی جل گئے لیکن ابھی ابن زبیر عاجز نہیں آئے تھے کہ ۱۵ ربیع الاول ۶۴ھ کو یزید بن معاویہ کے مرنے کی خبر آئی۔ ابن زبیر نے اس خبر سے فائدہ اٹھا کر فوراً ہی اپنی خلافت کا اعلان کر دیا فوجیں واپس ہوگئیں اور ابن زبیر نے جنگ سے فرصت پا کر خانہ کعبہ کی تجدید شروع کی۔ اس مرتبہ عمارت پہلے سے زیادہ خوشنما بنائی گئی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بہت اختلاف کیا مگر بعضوں نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کو حجت گردانا جو حضرت بی بی عائشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ جب تمہاری قوم کے لوگ کفر میں اضافہ کرینگے تو بیت الحرام پھر از سر نو ابراہیمی دیواروں کے آثار پر تعمیر ہوگا اور اس کے دو دروازے شرقی و غربی بنائے جائینگے۔

اس حدیث کی تحقیق پر بیت اللہ کی عمارت کو قریش نے منہدم کر ڈالا پہلے پہل بنیاد و کٹہرے پر لکڑی کی گئی اور حجر اسود کو ایک حریر کے تابوت میں رکھا۔ اس کے اور پر قبلہ کی حفاظت کے لئے پردے لگا دیے گئے کلس کے لئے صنعا یمن سے چاندی منگائی گئی ایک مقام سے پتھر تو لا کر ابراہیمی شکل کی عمارت تیار کی گئی اور دو دروازے زمین سے متصل تعمیر کر کے دیواروں کو ستائیس گز بلند کیا گیا فرش خانہ اور فرش صحن حرم میں سنگ رخام بچھایا گیا اور دروازوں کی قفل اور کنجیاں سونے کی تیار کرائیں۔ زمین حطیم کو خانہ کعبہ کی عمارت کے اندر لیا اور کعبہ پر دیباج کا غلاف ڈالا۔

آٹھویں مرتبہ حجاج ابن یوسف نائب عبد الملک بن مروان نے بیت اللہ کو تعمیر کیا اس کی صورت یوں واقع ہوئی کہ جب عبد الملک بن مروان خلیفہ ہوا تو اس نے ۷۲ سنہ ھ میں ایک لشکر جرار چالیس ہزار سپاہیوں کا حضرت ابن زبیر کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا حضرت ابن زبیر نے خانہ کعبہ میں متحصن ہو کر کامل ایک ماہ تک فوج مخالف کا مقابلہ کیا لیکن منجنیقوں کی سنگ باری سے شہر مکہ کو اور نیز خانہ کعبہ کو بھی صدمہ پہنچا حضرت ابن زبیر کے ساتھی ترک رفاقت کر کے حجاج کے ساتھ ہو گئے اور حضرت ابن زبیر گرفتار ہو کر شہید ہوئے۔ عبد الملک نے خانہ کعبہ کے متعلق مشورت کی آخر کار اس کو گرا کر پھر قریش کی بنیادوں پر تیار کیا صرف ایک دروازہ شرقی جانب رکھا اندر سے تا قدم بھرت کر کے او نچی چوکھٹ لگائی چھت چوب ساج کی بنائی اور کواڑ بھی اسی لکڑی کے تختوں کے بنے اور زمین کا وہ طولانی ٹکڑا جو حطیم کے نام سے مشہور ہے اسی طرح عمارت کعبہ سے باہر کر دیا بعض مورخین کہتے ہیں کہ حجاج نے کل تعمیر کو نہیں گرایا بلکہ صرف عبد اللہ بن زبیر کی تعمیر کی اصلاح کی کہتے ہیں کہ عبد الملک نے خانہ کعبہ کو بن ... کا عمر بھر صدمہ کیا اور کہتا تھا کاش میں بیت الحرام کی خاطر حضرت ابن زبیر کا متحمل رہتا۔ تاریخ الخلفا سیوطی میں درج ہے کہ حجاج کی بنائی ہوئی عمارت آج تک موجود ہے اور اسی کی اتباع جبنۃ الاکوان کے مصنف نے کی ہے لیکن دراصل اب وہ عمارت باقی نہ رہی بلکہ ۱۰۳۹ سنہ ہجری میں پھر خانہ کعبہ کی از سر نو تعمیر ہوئی جس کا ذکر آگے آئیگا۔

ہارون الرشید نے قصد کیا تھا کہ عمارت کعبہ کو توڑ کر از سر نو حضرت عبد اللہ بن زبیر کی بنیاد پر تعمیر کرے مگر علماء نے منع کیا کہ بار بار گرانا اور بنانا بادشاہوں کا کھیل ہو جائے گا۔

خلفائے عباسیہ میں سے ابو جعفر منصور نے دوبارہ صحن حرم کو بڑھایا ایک مرتبہ ۱۳۷ سنہ میں اور دوسری دفعہ ۱۶۰ سنہ میں شروع کر کے ۱۶۴ سنہ میں کام ختم ہوا اس کے بعد معتضد نے صحن حرم کو بڑھایا اور اس نے محلہ دار الندوہ کو مسمار کر کے داخل حدود حرم کیا اور جدا بنا دی پر ایک دروازہ تعمیر کر کے اس کا نام باب الزیادہ رکھا بعد ازاں خلیفہ متوکل عباسی نے خانہ کعبہ میں سنگ رخام کا فرش بچھا کر اس کے درمیان چاندی کی چپک ... اور دیواروں اور چھت میں سونے کا کام کرایا اور پھر خلیفہ مقتدر باللہ عباسی کے عہد خلافت میں حدود حرم کی توسیع ہوئی اور باب ابراہیم تعمیر ۸۰۲ سنہ ہجری میں فرج ابن برقوق چرکسی نے خانہ کعبہ کے اطراف چار مصلے حنفی شافعی، مالکی، اور حنبلی کے بنائے اور غرض یہ تھی کہ یہ چاروں مذہبوں

کے فقہا، اماموں اور مصلیوں میں جھگڑا نہ ہوا کرے۔
اس کے زمانہ میں بیت الحرام کی یہ شکل ہوئی

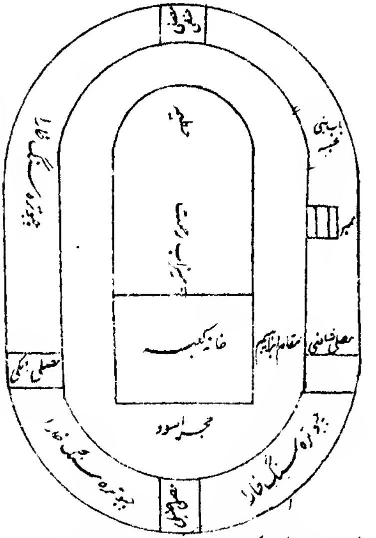

غرضکہ خاکسار خانہ کعبہ کی تعمیر میں حجاج بن یوسف کے زمانہ سے سلطان مراد خان بن احمد خان سلطان روم کے عہد تک کوئی تبدیلی نہیں ہوئی صحن حرم کو وسعت ہوتی رہی اور دیوار احاطہ صحن پر مکانات (جن کو رباطات کہتے ہیں۔ ستون اور سقف ہائے چوبی کے حاشیے بنے) ہے۔

مرتبہ نہم سلطان مراد خان اول کے زمانہ میں ۱۰۳۹ھ ہجری کے قریب ایک مکان رباط میں آگ لگ گئی اور اتنی بڑھی کہ سارا حرم مع خانہ کعبہ زد شعلہ ہو سلطان نے از سر نو تعمیر حرم شریف اور خانہ کعبہ کی شروع کی جو ۱۰۴۰ھ میں بعہد سلطان سلیم ختم ہوئی یہ آخری تعمیر ہے جو اس وقت تک ہمارے دیدۂ دل کو روشن کر رہی ہے نقشہ اس لئے نہیں دیا گیا کہ اس چھاپ شدہ تصویریں عام طور پر بک رہی ہیں۔

سلطان نے سوائے اس گوشہ کے جس میں حجر اسود لگا ہوا ہے باقی سب کو گرا کر از سر نو موافق بنیاد حجاج بن یوسف کے خانہ کعبہ کو بنایا اندر فرش سنگ مرمر کا بچھایا اور اندر کی دیواروں پر سنگ مرمر کا استر دیا۔

عظمت بیت اللہ

اللہ تعالیٰ نے جو شرف خانہ کعبہ کو بمقابلہ تمام دنیا کی عبادت گاہوں کے بخشا ہے اس کی تفصیل زیادہ مشہور و معروف ہونیکی وجہ سے قلم انداز کی جاتی ہے صرف اتنا عرض کرنا کافی ہے کہ اسلامی نقطۂ نگاہ سے اللہ جل شانہ نے خانہ کعبہ کو مہبط وحی مورد ملائکہ اور اپنی عبادت کا خاص مقام قرار دیا ہے وہاں شعائر حج اور مناسک فرض کئے اور مسجد حرام کے ہر گوشے کی تعظیم واجب کی اور جو نسبت و حیثیت حرم خانہ کعبہ کو حق سبحانہ نے بخشی وہ دنیا کے کسی مقام کو نصیب نہیں اللہ تعالیٰ نے مخالفین دین اسلام اور ان مسلمانوں کو جو ننگے ہوں مسجد الحرام میں داخل ہونے سے منع فرمایا اور واجب گردانا کہ بغیر ازار کے جو ستر ڈھانکے کوئی مسلمان داخل بیت نہ ہو وہاں پناہ لینے والے انسانوں اور چرنے والے جانوروں کی جو کسی آفت گاہ سے بھاگ کر پناہ گزیں ہوئے ہوں حمایت کرنے کا حکم ہوا پس کوئی مصیبت زدہ حدود حرم سے نکالا جاتا ہے نہ کوئی جانور وحشی شکار کیا جاتا ہے نہ کوئی درخت کاٹا جاتا ہے اسی طرح ایام حج کو مبارک اور شعائر حج کو عبادت گردانا۔

عرب کی تاریخیں شہادت دیتی ہیں کہ بیت اللہ ہر زمانہ میں بہ نگاہ عظمت دیکھا جاتا رہا اسمٰعیلؑ کے بعد پیغمبر بیت اللہ کا حج اور عمرہ ادا کرتے اور بیت اللہ ان کا قبلہ تھا شاہان عمالقہ بھی کعبہ کا حج کرتے تھے اور تبابعہ کا بھی یہی حال تھا چنانچہ ایک بادشاہ تبع نے بیت الحرام پر جامہ ہائے مخطط یمانی کی چادریں اڑھائی تھیں اور عمارت کو پختہ کر کے دروازے کو مقفل کیا تھا۔

اہل فارس بھی کعبے کا حج کرتے اور قربت چاہتے تھے ان لوگوں نے کعبے کو مالا مال کر دیا تھا اور سونے کے زیورات جو حضرت عبد المطلب کو چاہ زمزم کی گل برآری کے وقت ملے تھے ان کو عامر بن حارث الجرہمی نے دوا دیا تھا انہوں نے ان سب کو بیت المال میں جمع کر دیا تھا بیت المال زمین حطیم میں رکھا گیا تھا اور ہر وقت محفوظ رہتا تھا بعض مورخوں نے اس مال کو اہل فارس سے منسوب کیا ہے۔

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ منت مرادوں کے زیورات تلواریں اور دوسری قسم کی چیزیں بھی کعبہ کے بیت المال میں تھیں اور شاہان اولو العزم مثل کسریٰ وغیرہ بھی اموال و ذخائر بھیجتے رہتے تھے چنانچہ ان تلواروں اور سونے کی اینٹوں کے قصے بہت مشہور ہیں جن کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوقت فتح مکہ ایک کوئیں میں سے نکلوایا تھا جو وزن میں سات ہزار اوقیہ تھا یہ وہی مال تھا جس کو بادشاہوں اور دوسرے عقیدتمندوں نے بطور نذرانہ چڑھایا تھا حضرت نے اس مال کو صرف فرمایا اور بیت المال میں جمع کر دیا۔

میری غرض اس تفصیل سے یہ ہے کہ علاوہ اس حقیقی عظمت کے جو بیت الحرام کو ہر زمانہ میں حاصل رہی زیارت و اعتقاد کے رنگ دولت سی محبوب ترین شئے کو بیت الحرام میں نذر چڑھانے تک اس سے ثابت ہے کہ ان کے دلوں میں خانہ کعبہ کی عظمت تھی۔

پہلے خانہ کعبہ کی حج کے ساتھ عبادت خدا بھی اس کی طرف رخ کر کے کیجاتی تھی لیکن اس کے بعد صرف حج و عمرہ خانہ کعبہ کے لئے رہ گیا اور یہود و نصاریٰ کی مخالفت سے موحدان عرب قبلہ نماز بیت المقدس کو بنانے لگے ہمارے نبی روحی فداہ نے پھر ملت ابراہیمی کو روشن کیا اور ۲ھ ہجری میں بحکم خدا کعبہ کی طرف رخ کر کے سجدہ کرنے کی تلقین اپنے امتیوں کو فرمائی اور ۶ھ میں مسلمانوں پر حج فرض ہوا۔

حضرت عبد المطلب کے زمانہ میں ملک یمن کے ایک بادشاہ ابرہہ نے اپنے پاس ایک معبدگاہ بنائی اور اطراف و اکناف کے لوگوں کو اس کے حج کرنے کی دعوت دی اہل مکہ نے انکار کیا اور اس کے بیفر کی توہین کی اس لئے ابرہہ غضبناک ہو کر بیت اللہ کو ڈھانے کے لئے فوج گراں اور فیلان کوہ پیکر لیکر چلا مختصراً یہ کہ اس میں

بیت الحرام پر حملہ شروع کیا مگر قبل اس کے کہ کوئی نقصان پہنچے افق آسمان پر چھوٹے پرندے ہوا پر اڑاتے ہوئے ان کی کنکریوں سے ابرہہ کی فوج غارت ہوئی اور بیت الحرام مصئون و مامون رہا اس واقعہ کا قرآن شریف میں بھی ذکر ہے اور عام طور پر مسلمان واقف ہیں۔

حدود حرم

راہِ مدینہ میں تین میل مقام تنعیم تک راہِ عراق میں سات میل مقام ثنیہ تک جہاں ایک پہاڑ نقاطع کرتا ہے راہِ طائف میں سات میل مقام نمرہ تک اور راہِ جدہ میں سات میل مقام عناتر تک۔

کل رقبہ حرم کعبہ کا پچاس بیگہ ہے اور حرم کعبہ وسط شہر مکہ میں واقع ہے۔

حرم کی دیوار مثل دیوار قلعہ کنگرے ہیں جو شمار میں ایک ہزار تین سو باون ہیں دروازہ خانہ کعبہ کا طول چھ گز دس انگشت اور عرض چار گز ہے دیوار خانہ کعبہ سے چاہ زمزم تک تینتیس گز کا فاصلہ ہے اور مقام ابراہیم اور چاہِ زمزم کے درمیان اکیس گز کی مسافت ہے۔

زمزم کا عمق ستر گز اور عرض چار گز ہے اب سلطان مراد خاں نے تہ آب سے اس کی تعمیر سنگ مرمر سے کی ہے دہانہ زمین سے ایک گز بلند اور تقریباً دو ہاتھ چوڑا ہے کوئیں کے اطراف دو دو گز تک سنگ مرمر بچھا ہوا ہے۔ اور ہر طرف دیواریں لگا کر اوپر چھت بنا دی گئی ہے چھت پر ایک کمرہ ہے جس میں سبز جالیاں لگی ہوئی ہیں مذہب شافعی کے مصلے کا مکبر اسی پر کھڑا ہو کر تکبیر پکارتا ہے۔

غلاف

اول من کسا الکعبۃ اسمٰعیل علیہ السلام ثم کساہ رسول اللہ الثیاب الیمانیہ یعنی سب سے پہلے جس نے خانہ کعبہ پر پوشش ڈالی وہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تھے پھر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے برد یمانی کا غلاف چڑھایا۔

بنوجرہم کے متعلق کوئی تاریخی شہادت نہیں ہے کہ انہوں نے کعبہ پر غلاف چڑھایا یا نہیں اور عمالیق کے متعلق کوئی ثبوت ملتا ہے مگر شاہان تبابعہ نے جامہ ہائے مخطط یمانی اڑھائے تھے۔

نیز یہ ثابت ہے کہ بنوجرہم نے خانہ کعبہ زیورات چڑھائے تھے اور کچھ زیورات چاہ زمزم میں ڈال کر محفوظ کئے تھے جن کو حضرت عبد المطلب نے نکلوایا۔ اس سے قیاس چاہتا ہے کہ ضرور غلاف بھی اڑھایا ہوگا۔ اہل فارس نے بھی زیورات چڑھائے اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے وقت ان کو ایک کوئیں سے برآمد کیا یہی دلیل اس بات کی ہے کہ وہ بھی خانہ کعبہ پر غلاف چڑھاتے ہوں گے۔

خزاعیوں کا نصف دور ایسا تھا جس میں خانہ کعبہ کا پورا پورا لحاظ کیا جاتا رہا اور اس کے بعد عمر بن لحی خزاعی نے بت پرستی عام کر دی معلوم نہیں کہ اس زمانہ میں خانہ کعبہ پر غلاف ڈالا گیا یا نہیں قبیلہ خزاعہ تین سو سال تک نسلاً بعد نسل متولی بیت رہا آخر کار خلیل بن ابی حبشہ ابن سلول بن کعب بن عمرو بن ربیعہ خزاعی نے اپنی بیٹی کا نکاح قصی بن کلاب سے کر دیا اس کی دختر سے قصی کی اولاد کثیر ہوئی جب خلیل مرا تو اس نے اپنے فرزند محترش کے لئے تولیت کی وصیت کی کہ وہ بیت الحرام کا خازن اور غبشان الملکانی اس کا شریک رہے کہتے ہیں کہ ایک دن قصی نے شراب پلا کر محترش کو بیہوش کر دیا اور عالم غفلت میں ایک خم شراب کے معاوضہ میں اس سے بیت الحرام کو خرید لیا اور اس کے بعد جبراً قہراً خزاعیوں کو نکال باہر کیا قصی بن کلاب پہلا قریشی سردار ہے جو نابت بن اسمٰعیل کے بعد متولی بیت ہوا

اس نے دار الندوہ تعمیر کیا اور کعبہ پر سیاہ غلاف ڈالا۔

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ سب سے پہلے سعد الیمانی نے بیت اللہ پر غلاف چڑھایا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثیاب الیمانیہ کا غلاف چڑھایا پھر حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت عثمان نے پھر یزید بن معاویہ نے دیباج خسروانی کا غلاف اڑھایا اور محارب بن زیاد سے روایت ہے کہ سب سے پہلے خالد بن کلاب نے دیباج کا غلاف اڑھایا زمانہ جاہلیت میں اور پھر ابن زبیر و حجاج اور نتیلہ نے دیباج پہنایا۔

ان دلائل سے یہ ثابت ہو گیا کہ خانہ کعبہ پر غلاف ڈالنے کی رسم نہایت قدیم ہے اور عموماً ازمنہ ماضیہ میں اگر مسلسل نہیں تو بتفاریق بیت اللہ پر غلاف یا مختلف قسم کی چادریں اعزازاً پڑتی رہی ہیں۔

سفید دیباج کی پوشش سب سے پہلے مامون الرشید نے ڈالی اور اس کے بعد سفید دیباج ہی کا غلاف اڑھایا جاتا رہا یہاں تک کہ ناصر عباسی نے سبز دیباج کی پوشش ڈالی۔ محمد بن سبکتگین نے زرد دیباج کا غلاف اڑھایا اور اس کے بعد سیاہ دیباج کی پوشش ڈالی جانے لگی۔

شاہان اسلام پوشش خانہ کعبہ میں ہمیشہ سے بہت اہتمام کرتے رہے چنانچہ صالح بن اسمٰعیل بن ناصر نے ۷۳۳ہجری میں نواحی قاہرہ سے ایک گاؤں بیسوس نامی خانہ کعبہ کی پوشش کے اخراجات کے لئے وقف کر دیا تھا بالفعل یہ معلوم نہ ہو سکا کہ خاص کر سیاہ غلاف چڑھانے کی اصلی تاریخ کب سے ہے مگر قیاس چاہتا ہے کہ چونکہ خلفائے بنو عباس قریش تھے اور خاندان قریش کے پہلے سردار نے غلاف سیاہ اڑھایا تھا اس لئے سیاہ غلاف اڑھانے کا دستور ہو گیا جو آج تک جاری ہے۔

بحالت موجودہ غلاف ابریشم سیاہ کا اور اس پر کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ بخط نسخ نہایت خوش خط بہت چوڑے حرفوں میں بنا ہوا ہوتا ہے اور بام کعبہ سے زمین تک چاروں طرف لٹکتا ہے خانہ کعبہ کے دروازے پر ایک سبز مخمل کا پردہ طلائی نقش و نگار سے مشرف پڑا ہوا ہوتا ہے اور تین گز دریال کلابتونی ایسے زرین کے سروں پر منقش کے گچھے ہوتے ہیں پردے میں آویزاں ہوتی ہیں چونکہ حجر اسود دیوار کعبہ میں باہر کی جانب سے نصب ہے اس لئے اس پر پردہ نہیں ہوتا بالکل کھلا ہوا ہوتا ہے ایک پردہ اندر بھی خانہ کعبہ کے اندرونی کے دروازہ پر آویزاں رہتا ہے اور حاجی لوگ اس کے سامنے کھڑے ہو کر توبہ استغفار کرتے اور بکمال گریہ وزاری سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتے ہیں۔

پہلے غلاف اور پردے منجانب سلطان روم ملک شام سے تیار ہو کر آتے تھے ۱۲۵۰ہجری میں اس کا انتظام خدیو مصر کے سپرد کر دیا گیا اب تک مصر سے آتے ہیں ایام حج میں غلاف پر ایک کمر بند بھی باندھتے ہیں جس پر سنہری حرفوں سے قرآن کی آیتیں لکھی ہوئی ہوتی ہیں۔ غلاف جو سال بھر کے بعد اترتا ہے حاجی اس کو شیبی سے خرید کر آنکھوں سے لگاتے اور بطور تبرک اپنے وطن کو لیجاتے ہیں۔ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

جامہ کعبہ را کہ می بوسند — او نہ از کرم پیلہ نامی شد
با عزیزے نشست روزے چند — لاجرم ہم چو او گرامی شد

قربانی

(از حضرت مولانا عبد الماجد صاحب)

فرنگستان کے بڑے بڑے تجربہ کار عالموں اور بڑی سوجھ بوجھ رکھنے والے حکیموں نے بڑے سوچ بچار دیکھ بھال کے بعد یہ رائے ظاہر کی کہ دنیا کی سب قدرتی چیزوں کے درمیان ایک طرح کی جنگ یا کشمکش ہر وقت جاری رہتی ہے۔ ہر ذرہ دوڑ میں دوسرے ذروں سے آگے نکل جانا چاہتا ہے ہر بڑی چیز چھوٹی چیز کو نگلے جاتی ہے ہر طاقتور اپنے سے کمزور کو نیچے ڈالتا ہے دنیا کی اس رنگ کو ان کی بولی میں کشمکش حیات کارزار زندگی تنازع للبقا کہتے ہیں اور ان کا قول یہ ہے کہ دنیا میں جو کچھ رونق و زینت نظر آتی ہے وہ اسی کشمکش اسی مقابلہ اور اسی تنازع کا نتیجہ ہے جو چیز زیادہ قوی اور مضبوط ہوتی ہے دوسروں پر غالب آکر خود باقی رہ جاتی ہے اور دوسروں کو فنا کر دیتی ہے پس اگر ہم اپنی کامیابی و ترقی چاہتے ہیں تو ہمیں چاہیئے کہ اسی قاعدہ کی پیروی کریں اور اپنے کو مضبوط اور طاقتور بنائیں تاکہ دوسروں پر ہم غلبہ پا سکیں۔

یہ بات اس حد تک تو بالکل درست ہے کہ دنیا میں چیزیں مادی ذروں سے بنی ہیں سب ایک دوسرے کی دشمن اور گویا ایک ایک کی گھات میں لگی ہوئی ہیں آگ برف کو پگھلا دیتی ہے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے مٹی پانی کو خشک کر دیتی ہے پانی مٹی کو گھلا دیتا ہے مرغی چھوٹے کیڑوں کو نگل جاتی ہے بلی مرغی کی تاک میں لگی رہتی ہے کتا بلی کی گھات میں رہتا ہے جنگلی جانوروں سے دشمنی رہتی ہے یہاں تک تو فرنگی عالموں کی بات ٹھیک ہے پر وہ تو محض مادی ذروں کے مجموعہ کا ماننے والے ہیں اور اس واسطے ان کی یہ کہنا کہ انسان کو بھی اپنی ترقی و کامیابی کے لئے مقابلہ و کشمکش کی یہی راہ اختیار کرنا چاہیئے ماننے کے قابل نہیں ان کو دھوکہ یہ ہوا کہ انسان کو بھی محض ایک مادی جسم سمجھے اور ادھر ان کا خیال نہ گیا کہ دنیا میں مادی جسموں کے علاوہ بھی کچھ اور موجود ہے جس کی زندگی اور جس کی پرورش کے قاعدے یہ ضرور نہیں کہ وہی ہوں جو مادی جسموں کے ہوتے ہیں۔

انسان کی ترکیب میں محض جسم ہی شامل نہیں بلکہ ایک شے اس کے علاوہ بھی ہے جسے روح کہتے ہیں اور جس طرح ایک عالم حیوانیات کا ہے ٹھیک اسی طرح ایک مستقل عالم روحانیات کا بھی ہے اور جس طرح جسم کے پلنے اور بڑھنے تندرست و بیمار ہونے پھیلنے اور سکڑنے کے کچھ اصول اور قاعدے مقرر ہیں ٹھیک اسی طرح روح کی نشو و نما صحت و مرض قبض و بسط کے بھی اصول اور قاعدے ہیں عالم جسم میں ترقی کا دار و مدار کشمکش مقابلہ اور فرد کی قوت خودی پر ہے عالم روح میں اس کے بالکل برعکس ترقی روح کا دار و مدار خدمت اطاعت اور فرد کی قوت ایثار پر ہے جسم بقا پر حریص ہے روح فنا کی عاشق ہے جسم کو زندگی عزیز ہے روح موت کی طلبگار رہتی ہے جسم کو شہرت و ناموری کی ہوس رہتی ہے روح گمنامی و بے نشانی کی بھوکی ہے جسم کو قبضہ و غصب میں لذت ملتی ہے روح کو ترک و تبتل میں لطف ملتا ہے۔ نشو و نما جسم کا مدار کار تنازع للبقاء ہے ارتقاء روح کا مدار کار اتحاد للبقاء پر ہے۔

مغرب نے جسم کی فضا میں پرورش پاکر ارتقا کا آخری مرتبہ عقل کو خیال کیا مشرق نے روح کی تربیت سے فیض پاکر ارتقا کی آخری منزل وحی کو تسلیم کیا عقل و دانش کے بہترین ثمرات ڈارون و نیوٹن آئنسٹائن وغیرہ کے نظریات کی شکل میں ظاہر ہوئے ہیں وحی و الہام کی آخری معراج محمد رسول اللہ و ابراہیم خلیل اللہ کے پیام کی صورت میں موجود ہے عقل کی تسلیم ہے کہ جو کچھ ہے سب انسان کا ہے وحی کی ہدایت ہے کہ جو کچھ ہے سب خدا کا ہے یہاں تک کہ انسان خود بھی اپنا نہیں ہے بلکہ ایک کے سامنے صرف آمد خرچ ہے دوسرے کے پیش نظر کل ہے ایک کو اس کی فکر ہے کہ تنخواہ میں کتنا وصول ہوا دوسرے کو اس کی فکر ہے کہ خیرات میں کتنا صرف کیا۔

غرض جسم و روح دونوں کی راہیں بالکل جداگانہ اور دونوں کے قانون ایک دوسرے کے مقابل و مخالف ہیں اسلام نے ایسی راہ پیش کر دی ہے جس پر چلنے سے روح جسم پر غلبہ حاصل کر سکتی ہے اور رفتہ رفتہ جسم پر روح کی تمام خصوصیات طاری ہو سکتی ہیں عبادت قناعت صبر سخاوت ایثار تحمل ضبط خدمت شفقت تعظیم اطاعت وغیرہ سب روح ہی کے خواص اور صفات ہیں اسلام نے ایسے قاعدے مقرر کر دیئے ہیں کہ انسان اگر ایک عرصہ تک اپنے نفس کو ان چیزوں کا پابند رکھے تو رفتہ رفتہ اس کا جسم روح کے حکم میں داخل ہو جائے اور وہ تمام لذتیں اور مسرتیں، وہ تمام راحتیں اور لطافتیں جن سے لطف اندوز ہونے کی وہ بسبب اپنی مادی کثافتوں اور آلائشوں کے صلاحیت نہیں رکھتا سب اس کی ہو جائیں گی۔ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی اور اس کی پیدائش کا مقصد حاصل ہو جائے گا۔

اس درجہ تک پہنچنے اور ارتقاء ہستی کے آخری و انتہائی مراتب طے کرنے کا انسان کے پاس ایک اور صرف ایک ہی ذریعہ ہے اور اس کا نام قربانی ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون انسان کے وجود میں آنے کی غرض و غایت ہی یہ ہے کہ وہ اپنے نفس کو مٹائے اور مٹاتا رہے تاآنکہ وہ اس نہ مٹنے والی ہستی سے جا ملے جو عشرت قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا تکلیف و اذیت انتشار میں ہے راحت و سرور اجتماع میں ہے انسان کی خودی اسے روز بروز اس کی اصل سے بیگانہ اور دور کرتی جاتی ہے ویقطعون ما امر اللہ ان یوصل قربانی اسے روز بروز اس کی اصل سے مانوس اور مرکز سے قریب کرتی جاتی ہے ویقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل خودی راستہ ہے فصل و جدائی تفرقہ و حرمان کا قربانی ذریعہ ہے وصل رجوع الی الاصل اجتماع و رضوان کا۔ اسلام کی تعریف یوں بھی کی جاسکتی ہے کہ وہ نام ہے قربانیوں کے ایک باقاعدہ و مرتب نظام کا مسلمان کا کام ہر اس شے کی قربانی کا ہے جسے وہ اپنی سمجھ سکتا ہے مال و زر کی قربانی، دوستیوں اور محبتوں کی قربانی نام و نمود کی قربانی، وقت کی قربانی، خواہشات نفس کی قربانی اور پھر آخر میں جان کی قربانی ان ساری قربانیوں کے لئے ہر بندہ مسلم کو ہر لحظہ اور ہر آن تیار رہنا چاہیئے قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین

اس کی ہر شئے خدا کی ہے وہ خود خدا کا ہے اور اسلام کے معنی خدا کی راہ میں گردن رکھ دینے یعنی اپنے تئیں قربان کر دینے کے ہیں لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون نیکی و نیک بختی یا کیزگی و پاکیزہ سرشتی کے حاصل کرنے کا اس کے سوا کوئی ذریعہ ہی نہیں کہ اپنی ہر عزیز و دلپسند و مرغوب شئے کو اس کی راہ میں دل کھول کر خرچ کیا جائے ؎

ہر چہ داری صرف کن در راہ او
لن تنالوا البر حتی تنفقوا

یہی ایثار یہی اعطار یہی خود فنائی یہی قربانی جس کا تعلق جسم اور اعضاء ظاہری سے ہے وہ شئے ہے جو قلب میں خدا ترسی پرہیزگاری و صفائی کے جذبات پیدا کرتی ہے اور یہی جذبات تقوی ترقی کرتے کرتے روح کی ناقابل بیان کیفیت تصدیق و تسلیم کو جسم و قلب سب پر حاوی و مسلط کر دیتے ہیں اس کے بعد انسان کے لئے علویت کے انتہائی عروج تک پہنچ جانا اور سرمدی سرمدی میں غرق ہو جانا ایک معمولی بات رہ جاتی ہے فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی فسنیسرہ للیسری اور جس نے اس قربانی میں بخل کیا اس کی طبیعت میں خلاف مقتضائے عبدیت ایک طرح کی بے نیازی پیدا ہونے لگتی ہے جو آخر کار جحود و انکار و تکذیب پر ختم ہوتی ہے جس کا لازمی نتیجہ سفاہت کے عمیق غار میں گرنا اور ہمیشہ کے لئے سرور و راحت سے محروم و بے نصیب ہو جانا ہے واما من بخل واستغنی وکذب بالحسنی فسنیسرہ للعسری قرآن پاک نے کتنی وضاحت کے ساتھ ارتقاء کی یہ سب منازل و مراتب بیان فرما دیے ہیں

غرض نظام روحانی کی بنیاد تمام تر قربانی ہی پر ہے اسلام یوں تو اپنے ہر پیرو کو ہر گھڑی قربانی کی دعوت دیتا ہے لیکن اس کی تاکید ہے کہ روئے زمین کے تمام گویان اسلام سال بھر میں ایک مرتبہ اس مقام پر جمع ہوں جہاں ان کے ایک بہترین پیشوا اور خدا کے بڑے ہی اچھے اور پیارے بندہ نے اشارہ غیب پا کر اپنے اکلوتے نور نظر تک کو قربانی کے لئے لٹا دیا تھا اور اپنے نزدیک اس کے گلے پر چھری پھیر ہی دی تھی اس ایثار و فرض کو لے کر وہاں نے اس قربانی کی یادگار تازہ کریں اور اپنی پاک اور محنت کی کمائی سے خرید کئے ہوئے اچھے اور پاک جانوروں کو اپنے ہاتھ سے قربان کریں اور جو لوگ اس مرکز تک نہیں پہنچ سکتے وہ کم از کم اپنے اپنے مقام پر اس رسم کو ادا کریں یہ رسم بلحاظ اس کی ظاہری حیثیت سے ادا کر دینا قربانی کا ادنی درجہ ہے بڑی اور اعلی قربانی یہ ہے کہ اس کی غایت کو پیش نظر رکھا جائے اس کی روح کو پژمردہ نہ ہونے دیا جائے اور اس کے مقصد و مفہوم پر نظر قائم رہے ماہ ذی الحجہ کی ابتدائی نو تاریخوں کے روزہ کے فضائل احادیث میں بکثرت وارد ہوئے ہیں ان روزوں سے مقصود یہی ہے کہ قربانی کرتے وقت دل میں خشیت و انابت طبیعت میں سوز و گداز اور نیت میں خلوص زیادہ پیدا ہو لے اور پھر قبل قربانی دو رکعت نماز کی پابندی اسی صدق نیت میں اضافہ کی غرض سے ہے۔

ابراہیم خلیل کے وقت سے یکم اجتاک عید الضحی بے شمار بار آ چکی ہے اور ہر سال آتی رہے گی اگر ہم سال میں ایک بار ہی اپنے اندر قربانی کا ولولہ پیدا کر لیا کریں تو ہماری زندگی صحیح معنے میں کسی حد تک مسلم کی زندگی ہو سکتی ہے اور ہم انا اول

خوشنما سونہری لالاب جواہر قرآن مجید معریٰ

جو صرف ہیہ مہینے کے اندر ہندوستان کے تقریباً ہر مکتب میں پڑھایا جانے لگا اور مقبول عام ہو گیا

دعوی ہے کہ ایسا قرآن شریف آپنے نہیں دیکھا ہو گا ۔ ایسا قرآن شریف ہو کہ صرف قاعدہ بغدادی پڑھ لینے کے بعد ہر بچہ قرآن شریف بغیر استاد کی مدد کے پڑھ لیتا ہے منشی ممتاز علی صاحب مہاجر مکی کے صحیح جانشین منشی صلاح الدین صاحب نے کتابت کا کمال اسی قرآن شریف میں ختم کر دیا ہے اور بچوں کی ذہنیت کو ملحوظ رکھ کر اس کی کتابت کی ہے یعنی حروف کی نشست اور ان کے جوڑ اس قدر صاف رکھے ہیں کہ بچہ بلا قصد غلط پڑھ ہی نہیں سکتا اور بچہ کو یہ سمجھ لینے کے لئے ذرا بھی توقف نہیں کرنا پڑتا کہ اس لفظ میں کونسا حرف پہلے ہے اور کونسا بعد میں اس قسم کی غلطیاں الفاظ کے درمیانی ت. ن. ی. ب وغیرہ میں ہوتی تھیں اور چونکہ حروف کی کنجائی اور جوڑوں کی درآوردگی کی وجہ سے مذکورہ حروف میں اشتباہ ہو جاتا ہے اس لئے بچہ کو پڑھنا مشکل ہو جاتا ہے قابل خطاطوں نے یہ دشواری ملحوظ رکھ کر کتابت کی ہے تجربہ نہیں دعوی ہے کہ جو بچہ دوسرے قرآن شریف کا سبق گھنٹہ بھر میں یاد کرتا ہے تو اس قرآن شریف میں پندرہ منٹ میں یاد کر لیگا اور کم از کم اس قرآن شریف میں کبھی غلط نہیں پڑھے گا اور یہ بھی دعوی ہے کہ جن عورتوں کو ذرا بھی حروف شناسی ہو گی وہ اس قرآن شریف کو بآسانی پڑھ لیں گی ہر صفحہ گرد اگرد نقش و نگار سے مرصع ہے اور ہر پارہ کے شروع و آخر اور پر کے نقوش سے آراستہ ہے ہر پارہ علیحدہ ہو سکتا ہے۔

قاریوں کے لئے ایک آسانی یہ ہے کہ اختلاف قرأت جہاں کہیں ہے وہ حاشیہ پر بتلا دی ہے ابتدا میں قرآن شریف کے متعلق ضروریات کا خلاصہ ہے آخر میں دعائے ختم القرآن ہے اور صحت کی سند میں سولہ مستند حفاظ صحیح قرآن شریف کی ضمانت کی مہریں ہیں اس لئے ذرا سی غلطی کا بھی امکان نہیں

چھپائی - دعوی ہے اور شدید دعوی ہے کہ معریٰ قرآنوں میں اس سے بہتر نہیں اس کے برابر کوئی قرآن شریف نہیں چھپا

واللہ یہ اشتہاری ترغیب نہیں اس قرآن کے سامنے آنے کے بعد مجھ ہی پر نہیں آپ پر بھی انشاء اللہ یہی اثر ہو گا اور میں نے تو اپنے ذہن میں الفاظ سے زیادہ اس میں خوبیاں پاتا ہوں اس لحاظ سے تو یہ قرآن شریف اور بھی اہم ہو جاتا ہے اس کا ہدیہ بہت سستا ہے

ایک جلد مجلد چرمی ڈیڑھ روپیہ مجلد پارچہ فی جلد صرف ایک روپیہ۔
پانچ جلد مجلد چرمی سات روپے مجلد پارچہ چار روپے آٹھ آنے۔
دس جلد۔ مجلد چرمی ساڑھے تیرہ روپے مجلد پارچہ ساڑھے آٹھ روپے۔

اب محصولڈاک بڑھ گیا ہے۔ اس لئے ایک جلد خواہ چرمی ہو یا پارچہ ۱۱ر جلد کا دو روپیہ بارہ آنے اور دس جلد کا پانچ روپے

اس لئے پانچ جلد اور دس جلد بذریعہ ریل منگائیے
ریل کے پارسل پر علاوہ کرایہ ریل ۱۲ر آنے یہاں ضرور خرچ آتا ہے
ریل کے اسٹیشن اردو انگریزی دونوں میں لکھئے اور لائن بھی
ریلوے پارسل کے روپے پیشگی آنے ضروری ہیں ورنہ تعمیل نہ ہو گی۔

منیجر حمیدیہ پریس دہلی ہی پتہ ہے

غلط فہمیاں

(از حضرت مولانا عبد الماجد بی اے)

ملکی اخبارات کی عدالت میں مسلمانانِ ہند پر ایک بار پھر یہ فردِ جرم لگی ہے کہ وہ ملکی معاملات میں متعصب و تنگ نظر ہیں اپنے مذہب کو اپنے وطن پر مقدم رکھتے ہیں اور صاف الفاظ میں اپنے تئیں پہلے مسلمان قرار دیتے ہیں اور بعد کو ہندوستانی بعض ہندو مسلمانوں نے اس جرم سے اپنی صفائی یوں پیش کی ہے کہ اپنے تئیں پہلے ہندوستانی قرار دیا ہے اور بعد کو مسلمان۔ ہمارے ان بھائیوں کو شاید اپنے مذہب کے معنے و مفہوم پر غور کرنے کا موقع نہیں ملا ورنہ ایسی کھلی ہوئی غلط بات زبان سے نکلنی مشکل تھی۔

حکومت وطن، تعلیم عام، وغیرہ کی طرح زندگی کے کسی خاص و محدود شعبہ کا نام اسلام نہیں بلکہ جو شئے زندگی کے تمام شعبوں میں ربط و نظم ترتیب و تناسب پیدا کرتی ہو اسی کا نام اسلام ہے۔ محمد رسول اللہ کے آخری پیامبر اور قرآن کے آخری پیام ہونے کے معنے اسی قدر ہیں کہ دنیا کے سامنے جملہ ضروریات بشری کے لیے ایک جامع ہدایت نامہ اور ہر صنف زندگی کے لئے ایک مکمل دستور العمل پیش کر دیا گیا ہے جس میں ہر دشواری کا حل ہر گتھی کا سلجھاؤ ہر ضرورت کی تشفی موجود ہے اگر کوئی شعبہ زندگی کا اسلام کے دائرہ ہدایت سے باہر تسلیم کر لیا جائے تو نعوذ باللہ اسلام کی تعلیمات کافۃً للناس ہر انسان اور ہر وقت کے لئے نہیں بلکہ کسی مخصوص وقت و ملک کے ساتھ محدود ہو کر رہ جاتی ہیں۔

انسان کی اصلی حیثیت زمین و جود پر قدم رکھنے کے بعد ایک اور صرف ایک ہوتی ہے یعنی وہ بندہ ہوتا ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون اس کی پیدائش کی غرض و غایت محض بندگی ہے دنیا میں اس کے تعلقات جو کچھ ہوتے ہیں وہ سب اسی اصل کی شاخیں اسی متن کی شرحیں اسی اجمال کی تفصیلات ہوتے ہیں بجائے خود کوئی مستقل حیثیت نہیں رکھتے ہر انسان کسی ماں کی اولاد ہوتا ہے کسی باپ کا بیٹا ہوتا ہے کسی خاندان کا جزو ہوتا ہے کسی برادری کا فرد ہوتا ہے کسی مقدمہ کا باشندہ ہوتا ہے کسی کا افسر یا ماتحت ہوتا ہے کسی سے بڑا کسی سے چھوٹا کسی کے برابر ہوتا ہے کوئی ذریعہ معاش رکھتا ہے غرض اس قسم کی سینکڑوں حیثیات ہر انسان رکھتا ہے لیکن ان میں سے کوئی بھی اس کی مستقل اور اصلی حیثیت نہیں ہوتی سب اسی ایک اصلی حیثیت یعنی بندگی کی مختلف شاخیں ہیں۔

اسلام اسی بندگی کی دعوت دینے آیا ہے اس نے جب انسان کو اچھا بندہ بنا دیا تو اس کے معنے ہی یہ ہیں کہ اس نے ایک ہی وقت میں اسے اچھا فرزند اچھا باپ اچھا شوہر اچھا طالب علم اچھا حاکم اچھا محکوم اچھا بزرگ اچھا خورد اچھا آقا اچھا غلام اچھا تاجر اچھا کاشتکار اچھا پیشہ ور غرض اس کی تمام اضافی حیثیتوں میں اسے ہر طرح اچھا ہی بنا دیا جب نسبت حقیقی درست ہو گئی تو اضافی نسبتوں کی تفصیل بیان کرنا بالکل غیر ضروری ہو گیا جب کسی شخص کی بابت یہ کہہ دیا گیا کہ وہ تندرست ہے تو کیا یہ سب کچھ بیان کرنے کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے کہ اسے طاعون نہیں وہ دق کا مریض نہیں وہ فالج کا شکار نہیں وہ ہیضہ میں مبتلا نہیں۔

ہمارے بہت سے بھائیوں کا جنہوں نے یا خود انگریزی پڑھی ہے یا کسی اور طرح انگریزی اخبارات کا اثر قبول کیا ہے، کہنا یہ ہے کہ مذہب کو امور دنیوی سے کیا واسطہ ان کے لئے خود ہماری عقل اور تجربہ کافی ہے مذہب کا کام صرف اخلاق سکھا دینا ہے نہ کہ دنیا کے ہر معاملہ میں دخل دینا لیکن یہ بات بالکل ناسمجھی کی ہے جب ایک دفعہ یہ طے ہو گیا کہ انسان اپنی زندگی کسی حالت میں بھی ایک لمحہ اور ایک آن کے لئے خدا کی خدائی سے باہر نہیں تو اس کی ہر ہر حرکت بڑی ہو یا چھوٹی لازمی طور پر مذہب کی باز پرس کے دائرہ میں آ جاتی ہے اور قرآن کی اس بات کی سچائی بالکل ظاہر ہو جاتی ہے کہ انسان کی چھوٹی سی چھوٹی کوئی بات بھی ایسی نہیں جو اس کے نامۂ اعمال اس کے حساب کتاب کے رجسٹر میں درج نہ کر لی جاتی ہو دنیا اگر دین کے ماتحت بطور ایک تحتانی شعبہ زندگی کے ہے تو قرآن میں مسلم کو ہدایت ہے کہ اس کے لئے خدا سے برکت چاہے لیکن اگر دنیا دین سے الگ بطور ایک مستقل مقصد کے پیش نظر ہو تو قرآن اس کی مذمت سے لبریز ہے۔

پس بندۂ مسلم کے لئے وطنیت و قومیت اس کی اسلامی حیثیت سے الگ کوئی معنی ہی نہیں رکھتی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر بت کا حکم رکھتی ہے یعنی اگر کوئی مسلمان مذہب سے بالکل قطع تعلق کر کے اپنی وطن پرستی یا دیس کو بجائے خود ایک مستقل مقصد بنائے ہوئے ہے تو یقیناً وہ مشرک ہے

اور اسلامی نظر سے ہر اس سخت سے سخت سزا کا مستحق ہے جس کی وعید کلام مجید و احادیث میں مشرکوں کے لئے آ چکی ہے مسلمان نے جب کلمۂ توحید کا اقرار کر لیا تو اب کسی غیر کی گنجائش اس کے لئے سرے سے رہ ہی نہیں گئی۔ اس کے لئے یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ پہلے مسلمان ہو اور بعد کو ہندوستانی یا مصری یا عربی یا ترکی مسلمان اول بھی مسلمان ہے اور آخر میں بھی مسلمان ہی ہے اور درمیان میں بھی مسلمان ہی۔ اسلام کوئی لبادہ نہیں ہے کہ جب جی چاہا پہن لیا اور جب جی چاہا اتار کر رکھ دیا رشتۂ عبدیت تو رگِ جان سے بھی قریب تر ہے اور کسی حالت میں اس سے علیحدگی کا امکان ہی نہیں۔

لیکن کیا اس سے یہ نتیجہ نکالنا صحیح ہوگا کہ کوئی مسلم سیاسی آزادی کی جدوجہد میں غیر مسلموں سے پیچھے رہے گا؟ نہیں بلکہ برعکس اس کے وہ سب سے آگے ہوگا وہ وفادار صرف اس حکومت کا رہ سکتا ہے جو دنیا پر قانونِ الٰہی کی نافذ کرنے والی ہو اس کے علاوہ باقی ہر حکومت سے باغی رہنا اس کا جزو مذہب ہے وہ صرف خدا کی غلامی کے لئے دنیا میں آیا ہے رسول کی غلامی بھی اگر ہے تو محض اس حیثیت سے کہ وہ عین قانون خدائی کی غلامی ہے نائبانِ رسول کی اطاعت بھی اس پر صرف اس حد تک اور اس وقت تک واجب ہے جب تک وہ خدا کی غلامی کی جانب بلاتے رہیں لیکن اگر کسی وقت وہ اپنی غلامی کی دعوت دینے لگیں تو معاً اسی وقت سے ان کی اطاعت و فرمانبرداری کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور وہ بغاوت

مجبور ہو جاتا ہے دنیوی حکومتوں کے قانون اگر خدائی قانون کی نیابت نہیں کر رہے ہیں تو اس کے لئے پتھر کے بتوں سے کہیں زیادہ خطرناک بت ہیں اور ایسی صورت میں اس کا سیاسی جدو جہد اور ملکی آزادی کی کوشش میں حصہ لینا اس کی مرضی و اختیار کی چیز نہیں رہ جاتی بلکہ اس کا مذہبی فرض ہو جاتا ہے دوسری قومیں اس لئے آزادی چاہتی ہیں کہ انھیں ذرا بال زائد ملنے لگیں ان کی دولت میں اضافہ ہونے لگے وغیرہ لیکن مسلمان تو اس لئے آزادی طلب کریگا کہ خدا کی غلامی میں آسکے، اپنی پیدائش کی غرض و غایت (عبدیت) کو پورا کرسکے اور اپنے روحانی نشو و نما کی تکمیل کا ذریعہ پا سکے۔

بہت سے انسانوں کے درمیان یک جہتی و یکدلی کی بنیاد کس شے پر دنیا ہمیشہ بھٹکتی رہی ہے کسی نے اس کی بنیاد ایک ملک کے جغرافی حدود پر رکھی کسی نے ایک نسل کی اولاد ہونے پر اور کسی نے جلد انسانی کے ایک رنگ رکھنے پر قرآن کریم نے اپنی حکمت کاملہ سے کام لیکر وطن، نسل، رنگ وغیرہ کی مادی بنیادوں کو کمزور اور بھس بھسا قرار دیا اور برادری اور بھائی چارہ کی بنا ان کے بجائے ایک خیال یا عقیدہ کے اشتراک پر رکھی اس نے یہ نہیں کہا کہ عرب کے سب باشندے بھائی ہیں یہ نہیں سکھایا کہ گورے رنگ کے سب لوگ بھائی ہیں بلکہ دنیا کو یہ سبق دیا ہے کہ ایک عقیدہ ایک خیال ایک انما المومنون اخوۃ مرکز ایمان پر قائم رہنے والے آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ خیال و عقیدہ ہی وہ شے ہے جو انسان کی ساری زندگی پر حکمران اور حاوی رہتا ہے جب اس حیثیت سے دلوں میں رشتہ اتحاد مضبوط ہو گیا تو زندگی کے باقی اعمال میں یکدلی و یکجہتی پیدا ہو جانی لازمی ہے۔

ہمارے بھائی اگر ذرا غور سے کام لیں تو ان پر روشن ہو جائے گا کہ بجائے مادی ادنیٰ و محدود نسبتوں کے اپنے تئیں سب سے وسیع و اعلیٰ نسبت کے ساتھ منسوب کرنا، یعنی بجائے وطن نسل و رنگ کے اپنی جماعتی زندگی کی بنیاد اپنی عبدیت اپنے اسلام اپنے عقیدہ پر رکھنا کوئی ایسی شے نہیں جس پر انھیں شرمندہ ہونے کی ضرورت ہو بلکہ یہ ان کے لئے باعث فخر ہے عیب نہیں ہنر ہے نقص نہیں عین کمال ہے اچھے شہری کے لئے یہ ضرور نہیں کہ وہ اور حیثیات سے بھی اچھا ہو لیکن اچھے بندہ کے لئے لازمی ہے کہ اس کی تمام نسبتیں درست ہوں اور ہر حیثیت سے اس میں خوبیاں جمع ہوں "اچھے بندہ" ہونے کے معنے یہ ہیں کہ وہ اچھا شہری بھی ہے اور اچھا بندہ اور مسلم ہونا بالکل ایک ہی بات ہے۔

محبوب عاشق کے قدموں پر

عمل اسفلی ہر مذہب الاعمال بن سکتا ہے مسلمانوں کے لئے مناسب نہیں۔ عمل علوی ... لے [illegible] بن اعمال [illegible] ملے نہیں گئے جب تلاش تھی ہزاروں روپے برباد کئے اب میں خدا کو حاضر و ناظر اور گواہ بنا کر [illegible] اعلان کرتا ہوں [illegible] بن جانے کی میری گذارش پر اعتبار ہو اور ساتھ ہی ایک حلف نامہ [illegible] ارسال کریں اپنی ذاتی سوانح [illegible] کو نہ بتائیے مطلب [illegible] عمل [illegible] کے پڑھنے میں پندرہ منٹ صرف [illegible] عامل [illegible] تابع رہتا ہے دوسرے سال کیلئے [illegible] پندرہ منٹ صرف کرکے عمل پڑھنا ہوتا ہے صرف تین منٹ میں تین مرتبہ [illegible] رعایتی تین روپیہ رکھے ہیں عمل [illegible] آیت قرآنی [illegible] سات [illegible] مطلوب آپ کے آگے [illegible] صرف دو روپیہ [illegible] عمل برائے ترقی روزگار [illegible] ترقی تجارت [illegible] ترقی [illegible] اور ہر قسم کی ترقی کے لئے عجیب و غریب [illegible] ہفتہ میں صرف [illegible] آدھ گھنٹہ صرف ہوتا ہے اسکی برکت سے روزی روزگار میں اس قدر ترقی [illegible] آتا ہے ایک روپیہ چار آنہ [illegible] ہم تینوں [illegible] پڑھنے کی اجازت لے سکتے ہیں۔

ان تینوں [illegible] کے پڑھنے میں کسی قسم کا خوف نہ خطرہ نہ [illegible] اپنے مکان سے کہیں باہر جانے [illegible] ایک ساتھ طلب فرمائینگے ان سے دونوں [illegible] صرف چار روپے لیا جائے گا اور اگر [illegible] روپیہ روانہ کریں محصولڈاک معاف [illegible] عمل روانہ کئے جاتے ہیں

عمل عداوت۔ یہ عمل دو شخصوں کے درمیان عداوت ڈالنے کیلئے نہایت مجرب ہے [illegible] طلب [illegible] عمل تباہی دشمن یہ عمل تباہی و بربادی دشمن کے لئے بہت [illegible] طلب کیا جائے [illegible] ایک روپیہ چار آنہ

ملنے کا پتہ [illegible] شاہ عامل [illegible] دہلی

کام شروع کرنے سے پہلے انجام معلوم کرو

ہر کام شروع کرنے سے پہلے مسنون طریقہ یہ ہے کہ استخارہ کر لیا جائے اگر اس کام کا انجام اچھا ہو تو اسے شروع کیا جائے اور اگر اس کام کی انجام ٹھیک نہ ہو تو اسے ترک کر دیا جائے بزرگان دین نے محض اس خیال سے کہ مسلمان نجومیوں اور رمالوں اور جوگیوں و کاہنوں کے پھندے میں پھنس کر اپنا ایمان کو ضائع نہ کریں ایسے ایسے صحیح فالنامے لکھے ہیں کہ جن سے ہر ایک کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے ان بزرگوں میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی جو بڑے پایہ کے صوفی عالم گذرے ہیں انہوں نے ایک فالنامہ بنام [illegible] استخارہ قرآنیہ عربی میں لکھا تھا جس سے ہر کام کا انجام قرآن مجید کی آیت معلوم ہو سکتا ہے ہم نے اس کا ترجمہ کرکے اس کے ساتھ [illegible] پیغمبران اور فالنامہ انبیائے کرام فالنامہ غوث الاعظم فالنامہ [illegible] و دیگر فالنامے شامل کردئیے ہیں یہ فالنامے ایسے صحیح ہیں کہ ان سے ہر ایک کام کی انجام معلوم ہو سکتا ہے اس فالنامہ کا نام

فالنامہ ناصری

ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ ایسی اعلیٰ اور مستند فالناموں کی کتاب اس سے بہتر شائع نہیں ہوئی لکھائی چھپائی کاغذ اعلیٰ ٹائیٹل رنگین
قیمت آٹھ آنے

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

فضائل کسب اور شریعت اسلامی

(از جناب مولانا حافظ محمد ادریس صاحب مرحوم)

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔

اما بعد ظاہر ہے کہ آفرینش انسان سے صرف معرفت پروردگار ہی مقصود ہے علامت معرفت کی محبت خدا ہے اور محبت کی علامت اطاعت محبوب ان المحب لمن یحب یطیع اطاعت سے مراد احکام کا بجا لانا اور ممنوعات سے بچنا ہے اور اطاعت دو چیزوں میں ایک تو قلب ہے کہ اس سے صرف تصدیق بما جاء من عند اللہ متعلق ہے دوسرا جوارح کہ ان سے اعمال ظاہری متعلق ہیں پس اپنے جوارح کو خدا کی اطاعت کے لئے تیار و مضبوط رکھنا اور اطاعت کو درست رکھنا ہے اور جوارح (اعضائے جسمانی) کا قیام و قوام کھانے پینے کپڑے کا محتاج ہے یہ سب اگر کسب حلال پیدا کئے جائیں اور اس سے جوارح کی حاجتیں پوری کی جاویں تو البتہ جوارح کے اعمال قابل قبول ہوں گے ورنہ بحکم ان اللہ طیب یحب الطیب منکرک اور حرام کھانے پینے کپڑے سے جوارح میں ظلمانیت آجاتی ہے اور اس کی وجہ سے اعمال صالحہ کی توفیق نہیں ہوتی اگر ہوتی ہی ہے تو وہ اعمال درجہ قبولیت تک نہیں پہنچتے۔

حدیث میں وارد ہے کہ بہت سے ایسے لوگ ہیں کہ پریشان صورت ہو کر خدا کی جناب میں ہاتھ پھیلا کر دعا مانگتے ہیں حالانکہ ان کا کھانا پینا کپڑا حرام سے ہے پس ان کی دعا کیونکر قبول ہو؟ ! اندریں حالات انسان کو لازم ہے کہ اپنے رزق حلال کے واسطے ذریعہ تحصیل پیدا کرے۔

بیکاری کی قباحت

رزق کی تلاش سے بیٹھ رہنا اور اپنے آپ کو متوکل کہلانا دین والوں کا کام نہیں ہے یہ ضرور ہے کہ ایک جماعت ایسی بھی گزری ہے جس نے اپنی ایک حالت میں اگر کسب معاش کا دروازہ اپنے اوپر بند کر لیا تھا اور شاید شاذ و نادر اب بھی ایسے لوگ ہوں مگر دو وجہ سے ان کا یہ فعل قابل اعتبار نہ ہوگا **اوّل** تو خلوص کہ یہ ہے کہ جان جائے مگر رزق کی تلاش نہ کی جائے اور وہ بھی دنیا کے دکھلانے کے واسطے نہیں بلکہ صرف اپنے معبود برحق کے بھروسہ ہو نادر بر **دوم** یہ کہ ان کا یہ فعل اس سے افضل نہیں جس نے رزق حلال سے اپنے اہل و عیال کی پرورش بھی کی اور خدا کی اطاعت سے غافل بھی نہیں رہا باہمہ رہنے ہمہ جو مرتبہ ہے وہ مخصوص انھیں لوگوں کو ہے جو مشاغل دنیا کے ساتھ خدا کی یاد دل سے نہیں بھولتے ایسے لوگ بڑے مقبول خدا ہیں۔

رجال لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ۔

دنیاداری کیا ہے؟

اکثر لوگوں کا یہ گمان ہے کہ جس کسی نے تلاش معاش کیا خواہ اپنے پیٹ کے واسطے خواہ اپنے بچوں کی پرورش کے واسطے اس کے لئے کوئی شغل تجارت یا صنعت وغیرہ کا اختیار کیا تو وہ دنیادار ہو جاتا ہے یہ گمان محض بے ہیچ و بیکار ہے دنیا نام ہے خدا سے غافل ہو جانے کا اور یہ عام ہے چاہے بسبب روپے کے خدا کو بھول جاوے یا دنیا کے دکھلانے کے واسطے نماز روزہ کرتا ہو دنیا اس کو نہیں کہتے کہ اپنی ذات یا اولاد کے آرام و پرورش کے واسطے کچھ پیدا کرے ۔۔۔

چیست دنیا از خدا غافل بدن

نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

حدیث میں آیا ہے کہ مسلمان کا کوئی عمل و فعل ضائع نہیں جاتا یعنی سب عبادت میں داخل ہے اگر کسی نے اپنی زوجہ سے صحبت کی وہ بھی عبادت ہے پس کسب حلال کیونکر عبادت نہ ہوگا اور اس کا تلاش کرنے والا دنیادار کیسے کہلاویگا؟!

کسب حلال اور قرآن

تحصیل معاش واکتساب رزق کے لئے تاکیدات وارد ہیں حق جل شانہ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے وابتغوا من فضل اللہ جمہور مفسرین کے نزدیک اس کا یہ مطلب ہے کہ تلاش معاش کرنا چاہیئے انفقوا من طیبات ما کسبتم یعنی جو چیز بوجہ نیک تم نے کمایا ہو اسی سے اللہ کی راہ میں خرچ کرو لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم یعنی بطریق باطل مال نہ پیدا کرو بلکہ تجارت سے حاصل کرو

کسب حلال اور احادیث نبوی

سرور انبیاء فرماتے ہیں (۱) ان اطیب ما اکل الرجل من کسبہ (عمدہ تر مرد کی خوراک یہ ہے کہ اپنی کمائی سے کھاوے (۲) ما کسب الرجل کسبا اطیب من عمل یدہ سب سے بہتر جانور اپنے ہاتھ کا پیدا کیا ہو ہے (۳) التاجر الامین الصدوق المسلم مع الشہداء یوم القیامۃ (سوداگر امانت دار سچا مسلمان قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ ہوگا) (۴) من طلب الدنیا حلالا استعفافا عن المسئلۃ وسعیا علی اہلہ وتعطفا علی جارہ لبعثہ اللہ یوم القیامۃ ووجہہ کالقمر لیلۃ البدر۔

جو شخص حلال مال حاصل کرے اور اس سے یہ نیت ہو کہ ذلت سوال نہ اٹھانا پڑے اور گھر والوں کا کھانا ملے اور پڑوسی آرام پاویں تو اس کا منہ قیامت کے دن چودھویں رات کے چاند کا سا ہوگا (۵) لان یاخذ احدکم حبلہ فیعمد الی ہذا الوادی فیحتطب فیہ ثم یاتی سوقکم ہذا فیبیعہ بمد من تمر لکان خیرا لہ من ان یسأل الناس اعطوہ او منعوہ (اگر کوئی شخص رسی لیکر جنگل میں لکڑی چنے اور اس کا گٹھا بازار میں لاکر بعوض تھوڑی کھجور کے بیچے تو یہ اچھا ہے سوال سے (۶) ما اکل احد طعاما قط خیرا من ان یاکل من عمل یدہ لا احد فیعطیہ او یمنعہ (لکڑی کا گٹھا پیٹھ پر لادنا سوال کرنے سے اچھا ہے (۷) ما اکل احد طعاما قط خیرا من ان یاکل من عمل یدہ (اپنی کمائی اور ہاتھ کے پیدا کئے ہوئے سے کھانا بہتر ہے)

(۸) ان اللہ یحب کل مومن محترف ابا العیال (مسلمان گھربار و پیشہ والا اللہ کا پیارا ہے (۹) اطیب الکسب عمل الرجل بیدہ (عمدہ معاش یہ ہے کہ آدمی اپنی قوت بازو سے کھاوے (۱۰) ازکی الاعمال کسب الرجل بیدہ (آدمی کا اپنے ہاتھ سے روزی کمانا سب کاموں سے عمدہ ہے (۱۱) ان من الذنوب ذنوبا لا یکفرہا الصلوۃ ولا الصوم ولا الحج ویکفرہا

لهم فی طلب المعیشة (بعض گناہ ایسے ہیں کہ جو نماز روزہ و حج سے بھی معاف نہیں ہوتے مگر تلاش معاش کی فکر اس گناہ کو مٹا دیتا ہے) (۱۲) ان فی الجنة درجة لا ینالها الا اصحاب الهموم یعنی فی طلب المعیشة (جنت میں ایک درجہ ایسا درجہ ہے کہ اس کو کوئی نہ پاوے گا مگر جو فکر معاش میں مبتلا ہو) (۱۲) من کسب مالا من حلال کان مع اول لقمة یضعها فی فیه نغفر له (جو شخص مال حلال پیدا کرے تو جیسے ہی اس مال کے پہلا لقمہ منہ میں رکھتا ہے بخش دیا جاتا ہے) (۱۳) طلب الحلال جهاد (روزی حلال کی جستجو ایک طرح کی کوشش راہ خدا میں ہے) (۱۴) طلب الحلال فریضة بعد الفریضة (روزی حلال کی تلاش بعد از فرائض اسلامی فرض ہے) (۱۵) کسب الحلال فریضة بعد الفریضة (حلال مال پیدا کرنا فرض ہے بعد فرائض مقررہ کے) (۱۶) طلب الرجل معیشة من الحلال صدقة (رزق پاک کی تلاش خیرات میں داخل ہے) (۱۷) التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشهداء (سچا امانت دار سوداگر نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں کے ہمراہ ہے) (۱۸) ان الله یحب العبد المؤمن المحترف (حق جل و علا مسلمان پیشہ ور کو دوست رکھتا ہے) (۱۹) ان الله یحب ان یری عبده تعبا فی طلب الحلال (اللہ تعالیٰ اس بندہ مسلمان سے خوش ہوتا ہے جو معاش کی تلاش میں تھک جاتا ہے) (۲۰) التاجر الصدوق تحت ظل العرش یوم القیامة (سچا سوداگر قیامت کے دن عرش کے سایہ میں ہوگا) (۲۱) التاجر الصدوق لا یحجب من ابواب الجنة (سچا سوداگر جنت کے کسی دروازہ سے نہ روکا جائے گا) (۲۲) من بات کالا من طلب الحلال بات مغفورا له (جو شخص حلال کی تلاش میں تھک کر سو رہا وہ سونے کا سوتا بخش دیا جائے گا) (۲۳) ما بعث الله نبیا الا راعی غنم قال له اصحابه وانت یا رسول الله قال وانا کنت ارعاها لاهل مکة بالقراریط (تمام انبیا علیہم السلام نے بکری چرائی لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے بھی چرایا ہے؟ آنحضرت نے فرمایا کہ میں مکہ والوں کی بکریاں چراتا تھا ایک بکری کی ایک قیراط اجرت لیتا تھا) (۲۴) کان زکریا نجارا (حضرت زکریا بڑھئی کا کام کرتے تھے) (۲۵) علیکم بالبزاز ان اباکم ابراهیم کان بزازا (بزازی کا کام کرو تمہارے باپ ابراہیم بھی یہی کام کرتے تھے) (۲۶) ان داود علیه السلام کان لا یاکل الا من عمل یده (حضرت داود اپنے ہی ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے۔)

روایات سلف

روایت ہے کہ حضرت داود علیہ السلام کی عادت تھی کہ اپنا بھیس بدل کر گھومتے تھے اور لوگوں سے دریافت کرتے تھے کہ داود کی کیسی عادت ہے ایک مرتبہ حضرت جبرئیل انہیں ملے حسب عادت حضرت داود نے ان سے پوچھا کہ داود کے حق میں تو کیا کہتا ہے؟ حضرت جبرائیل نے کہا کہ داود اچھا آدمی ہے لیکن ایک خصلت رکھتا ہے یعنی مقابلہ بھلائی کے وہ خصلت اچھی نہیں ہے حضرت داود نے پوچھا وہ کونسی خصلت ہے؟ جبرئیل نے کہا کہ وہ بیت المال سے کھاتا ہے حالانکہ اللہ کے نزدیک اس بندہ سے کوئی پیارا نہیں ہے جو اپنے ہاتھ کی محنت سے کھاوے حضرت داود یہ سنکر روتے ہوئے اپنے محراب میں آئے اور جناب باری میں عرض کرنے لگے کہ خداوندا! مجھے ایسا کام سکھا دے کہ اپنے ہاتھ سے روزی پیدا کروں اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت داود علیہ السلام کو زرہ بنانا سکھایا پھر تو آپ کا یہ معمول ہو گیا کہ امور سلطنت و فیصلہ مقدمات سے جب فراغت پاتے زرہ بنا کر بیچتے اور اس کی قیمت سے اپنا گذر کرتے تھے۔

ابی الخارق سے مروی ہے کہ ایک روز آنحضرت مع صحابہ رض جلوہ فرما تھے ناگاہ ایک نوجوان بہادر تلاش معاش کے لئے نکلا حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ نے کہا کہ افسوس اگر یہ اپنی جوانی و طاقت کو راہِ خدا میں صرف کرتا تو خوب ہوتا حضرت نے فرمایا اگر یہ شخص اپنے بڈھے ماں باپ کے آرام دینے کے واسطے یا اپنے چھوٹے بچوں کے کھلانے کے واسطے یا اپنے ہی پیٹ کے واسطے نکلا ہے تو یہ بھی سب راہ خدا میں ہے نفقة الرجل علی اهله صدقة یعنی آدمی کا اپنے اہل پر خرچ کرنا صدقہ ہے من سعی علی عیاله ففی سبیل یعنی جو شخص اپنے عیال کے لئے سعی کرتا ہے وہ راہِ خدا میں ہے۔

بعض روایات میں وارد ہے۔

الحراث صدیق الله فی الارض وصدیق الملائکة وصدیق الانبیاء ولو کان ذنب الحراث اکثر من رمل عالج غفر الله ذنوبه کلها الدعاء الطیور فان الطیور اذا اکلت من زرع الحراث دعوا له المغفرة فیستجیب الله دعاءهم

کسان خدا کا اور فرشتوں کا اور نبیوں کا دوست ہے اگر اس کے گناہ بالو کے ڈھیر سے بھی زیادہ ہوں تو چڑیوں کی دعا سے خدا اس کو بخش دیتا ہے اس لئے کہ جب چڑیوں نے کسان کی کھیتی سے چگا تو وہ چڑیاں اس کے حق میں دعا کرتی ہیں خدا ان کی دعا قبول فرما لیتا ہے۔

حضرت عمر بن الخطاب نے فرمایا:۔

یا معشر الفقراء ارفعوا رؤسکم واتجروا فقد وضح الطریق لا تکونوا عیالا علی الناس (اے محتاجو کماؤ اور تجارت پیشہ ہو راستہ صاف ہے لوگوں پر احتیاج نہ ڈالو:)

حدیث میں آیا ہے:۔

ایاکم ان تکونوا عیابین او مداحین او طعانین او متماوتین یعنی ان یجعل نفسه کالمیت لا یشتغل بالکسب

خبردار تم لوگ عیب جو اور حد سے زیادہ تعریف گو اور طعنہ زن نہ ہو کر جیسے مردہ تلاش معاش سے مجبور ہے تم بھی ویسا ہی مجبور رہو۔

ثابت بنانی فرماتے ہیں کہ عبادت کے دس حصہ ہیں نو حصہ روزی پیدا کرنے میں ہیں اور ایک حصہ اور عبادتوں میں۔

انبیا اور بزرگان کے کاروبار

غرضکہ احادیث و آثار و اقوال سلف طلب معیشت میں بکثرت مروی ہیں تلاش معاش چاہے جس طرح سے ممکن ہو برعایت شرعیہ لازم ہے کسی پیشہ کو حقیر و ذلیل خیال کرنا سخت دلیری ہے دیکھو حضرت آدم نے کپڑا بننے کا کام کیا حضرت ادریس سینے پروتے تھے حضرت ابراہیم کپڑا فروخت کرتے تھے حضرت داود زرہ بنا کر بیچتے تھے حضرت سلیمان کھجور کی پتی سے چیزیں بنا کر بیچا کرتے حضرت نوح و زکریا بڑھئی کا کام کرتے رہے حضرت موسیٰ نے دس برس تک حضرت شعیب کی بکریاں چرائیں ہمارے سردار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوائل عمر میں بکریاں چرائیں

پھر ابی طالب کے ہمراہ دو دفعہ بغرض تجارت سفر کرتے رہے بازار سے چیزیں خرید کر کے اپنے سر پر لاتے اگر کوئی مانگتا ہرگز نہ دیتے اور فرماتے کہ جس کی چیز ہوتی ہے وہی اُس کے اٹھانے کا حق رکھتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ عثمان بن عفانؓ۔ طلحہؓ۔ عبد الرحمن بن عوفؓ بزازی کی دوکان رکھتے تھے حضرت عمرؓ دلالی کا کام کرتے تھے۔ حضرت علیؓ۔ سعد بن مالکؓ۔ عبد اللہ بن مسعودؓ۔ عمر بن عبد العزیزؒ۔ قاسمؒ۔ عروہ بن زبیرؒ۔ آل ابی بکر۔ آل علی۔ ابن سیرین۔ عبد الرحمن بن اسود۔ عبد الرحمن بن یزید کھیتی کیا کرتے تھے۔ خباب بن ارت لوہاری کا کام کرتے تھے۔ ابو طلحہ نجیبے لگایا کرتے تھے حضرت زبیر بن عوام۔ عثمان بن طلحہ بجلی۔ قیس بن مخرمہ خیاطی کرتے تھے۔ سعد بن ابی وقاص تیر بنا کر بیچا کرتے تھے۔ سلمان فارسی پانچہزار درہم تنخواہ پاتے تھے وہ سب غربا پر تقسیم کر دیتے اور ٹوکرے بنا کر فروخت کرتے عامر بن کریز۔ عمرو بن العاص گوشت بیچنے کی دکان رکھتے تھے ولید بن مغیرہ لوہاری کا کام کرتے تھے ابو سفیان امیر معاویہ کے باپ سالن پکا کر بیچا کرتے۔ ابو طلحہ انصاری بغلی قبر کھودنے کا کام کرتے ابو عبیدہ بن الجراح صندوقی قبر کھودا کرتے۔ امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ کپڑے کی تجارت کرتے۔ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی کمخواب بنتے تھے جنید بغدادی بزازی کرتے تھے ابراہیم خواص زنبیل بنتے تھے۔ ابو علی دقاق آٹا بیچتے تھے فرید الدین عطار عطاری کی دوکان رکھتے تھے احمد بن نصر دالدشس الائمہ حلوا بیچا کرتے تھے امام نووی کے مرشد یاسین نام بال بنانے کا کام کرتے تھے۔

الغرض جتنے بزرگان دین گزرے ہیں وہ اپاہج کی طرح نہیں بیٹھے رہے بلکہ تجارت و صنعت و حرفت سے رزق حلال بہم پہنچاتے رہے صنعت و حرفت اور تجارت نے ان کو حاجات میں کسی کا محتاج نہیں رکھا۔

اب جاننا چاہیئے کہ تلاش معاش کے بہت طریقے ہیں تجارت۔ زراعت۔ صنعت وغیرہ۔

تاجروں کیلئے ہدایات شرعی

سوداگری اور بیوپار کا نام تجارت ہے اور اس کی بہت شکلیں ہیں آدمی کو لازم ہے کہ جب اناج کا بیوپار کرے تو یہ نیت نہ رکھے کہ غلہ کا نرخ گراں ہو تول ناپ میں کمی نہ کرے جو باتیں ناجائز ہیں ان سے بچیں مثلاً لوگوں میں اکثر رواج ہے کہ غلہ کے لئے پہلے سے کسان کو نقد روپیہ دیکر اقرار لیتے ہیں کہ جو بھاؤ سب سے زیادہ ہوگا اسی بھاؤ کے حساب سے اس روپیہ کا غلہ لیا جائے گا پس ایسا خرید و فروخت ناجائز ہے۔

اس قسم کی خرید و فروخت کے لئے چند شرطیں ضروری ہیں اگر ان میں سے کوئی شرط فوت ہو جائے تو یہ خرید و فروخت مطلقاً نادرست ہے شرائط یہ ہیں وزن و پیمانہ معلوم ہو کہ فلاں پیمانہ یا فلاں باٹ سے غلہ تولا جاوے گا۔ غلہ کی جنس و قسم معلوم ہو کہ فلاں غلہ فلاں قسم کا لیا جائے گا اور کھرا ہوگا یا کھوٹا۔ میعاد مقرر ہو جاوے کہ فلاں تاریخ تک غلہ لیا جاوے گا مقام غلہ لینے کا معین ہو جاوے حنفیہ کے نزدیک جس چیز کے لئے روپیہ دیا جائے تو روپیہ دینے کے وقت سے اس چیز کے لینے کے وقت تک اس چیز کا موجود رہنا ضروری ہے اگر روپیہ ایسے وقت میں دیا کہ وہ شے ابھی موجود نہیں ہے بعد چند ایام کے موجود ہوگی تو یہ خرید و فروخت ناجائز ہے مثلاً کسی کو اس نیت سے روپیہ اس غرض سے دیا کہ جیت آئندہ میں نئے گیہوں لیگا تو ناجائز ہے ہاں جب نئے گیہوں کٹنے لگیں تو اس پر روپیہ دینا جائز ہے شافعیہ و اہل حدیث کے نزدیک یہ شرط ضروری نہیں ہے ان کے نزدیک قبل کٹنے نئے گیہوں کے روپیہ دینا نئے گیہوں کے واسطے جائز ہے۔

چند ضروری مسائل

بیوپار کی ہزار شکلیں ہیں اب چند مسائل ضروریہ جو اہل تجارت کو زیادہ پیش آتے ہیں ذکر کئے جاتے ہیں (۱) جملہ قسم کی شراب اور سور اور آدمی آزاد کا بیچنا مول لینا جائز نہیں۔

(۲) چمڑا مردار کا جب تک دباغت نہ کیا جاوے بیچنا مول لینا جائز نہیں۔

(۳) تالاب میں مچھلیاں ہوں اور بغیر جال وغیرہ کے وہ نہ مل سکتی ہوں تو اس کا بیچنا مول لینا درست نہیں ہے ہاں اگر تالاب میں پانی کم رہ گیا اور بدون جال وغیرہ کے وہ پکڑ لی جا سکتی ہیں تو مضائقہ نہیں ہے۔

(۴) درخت پر پھل کا بیچنا اس وقت تک جائز نہیں ہے جب تک کہ پھل خوب ظاہر نہ ہو جاویں۔

(۵) صراف کو روپیہ دیکر یہ کرنا کہ کچھ پیسے فوراً لیلے اور باقی کے واسطے یہ کہنا کہ جب ضرورت ہوگی لے جاؤنگے ممنوع ہے ہاں سب پیسے لیکر بقدر ضرورت نکال کر باقی اس کے پیسے امانت کے طریق پر رکھا دینا مضائقہ نہیں ہے۔

(۶) بھنگ یا افیون وغیرہ کھانے کے لئے بیچنا حلال نہیں ہے اگرچہ بیع نافذ ہو جاوے گی۔

(۷) مہوا یا قند سیاہ شراب بنانے کے لئے کلوار کے ہاتھ بیچنا مکروہ ہے۔

(۸) مینڈھا یا مرغا بھوانی وغیرہ کے نام پر چڑھانے کے واسطے بیچنا مکروہ ہے۔

(۹) کسی چیز کو بعوض نقد سستا اور ادھار گراں بیچنا اگرچہ جائز ہے مگر مکروہ ہے۔

(۱۰) ہنڈوی کے ذریعہ سے روپیہ بھیجنا ممنوع ہے۔

زراعت کی فضیلت

کھیتی کرنا یہ شغل اکثر اصحاب کو پسند تھا اور رزق حلال کا عمدہ وسیلہ ہے کسان کو لازم ہے کہ جیسا یہ شغل عمدہ ہے ویسا ہی عمدہ طریقہ برتے مثلاً بیلوں وغیرہ کو آرام سے رکھے ان کی طاقت سے زیادہ ان سے کام نہ لے ان کی پرورش میں حتی الوسع کمی نہ کرے جانوروں کو بلا سبب مارنا گالی دینا گناہ سمجھے کھیتی کے کام کے وقت فرائض سے غافل نہ ہو۔ نماز وقت پر ادا کرتا رہے تہمند ایسی نہ باندھے کہ زانو کھلا رہے گوبر وغیرہ سے اپنے بدن کپڑے وغیرہ کو بچائے رکھے کیونکہ اکثر عذاب قبر کا اسی بے احتیاطی سے ہوتا ہے کھیت حتی الامکان اجرت نقد دیکر کٹا دے اس لئے کہ اس کھیت کے غلہ سے مزدوری دینا (جس کو عرف میں لونی کہتے ہیں) موافق قاعدہ فقہ کے خلاف ہے۔

صنعت کی فضیلت

کاریگری اور ہنرمندی ایک ایسی صفت ہے جو تجارت و زراعت سے باعتبار ایک درجہ کے افضل ہے تجارت و زراعت کے مشاغل بدون کسی دوسرے کی مدد کے انجام نہیں پا سکتے اور ہمیشہ ہر وقت آدمی کے ہمراہ نہیں رہ سکتے لیکن ہنر وہ چیز ہے کہ جہاں آدمی گیا وہ اس کے ساتھ ہے مسافر کو سفر میں غریب کو غریبی میں ہنر مدد دے سکتا ہے منزل مقصود تک بھی پہنچا سکتا ہے کاریگری ہنرمندی کی انتہا نہیں۔

بعض صنعتیں

علم یہ ایسا ہنر ہے کہ خدا رسول اور تمام خلائق اس کے فضل کے معترف ہیں اس سے بڑھکر کوئی ہنر مفید دارین نہیں ہے اس کے اقسام و فوائد کا ذکر بڑی بڑی کتابوں میں ہے۔

لکھنے کا کام۔ یہ ہنر بڑی عزت و آرام کا ہے خوشنویسی وغیرہ اس زمانہ میں

زیادہ بکار آمد ہے اس صنعت کے لوگ گھر بیٹھے آرام سے بسر کرتے ہیں لکھنے والوں کو اتنا خیال رہے کہ کبھی دستاویز سودی نہ لکھیں ورنہ لعنت میں گرفتار ہوں گے۔

قرآن مجید لکھنے کی مزدوری لینا جائز ہے عن ابن عباس انہ سئل عن اجرۃ کتابۃ المصحف فقال لاباس انما هم مصورون و انهم یاکلون من عمل ایدیهم رواہ رزین۔ یعنی کسی نے ابن عباس سے قرآن کی کتابت کی اجرت کے بارہ میں پوچھا آپ نے جواب دیا کہ کوئی مضائقہ نہیں ہے وہ لوگ صرف مصور ہیں اور اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے ہیں۔

درزی کا کام۔ یہ پیشہ بھی آرام کا ہے اور احادیث میں اس کی فضیلت وارد ہے حدیث میں ہے نعم الحرفۃ للرجال امتی الخیاط (یعنی) مردوں کے لئے سینا اچھا پیشہ ہے عمل الابرار من الرجال الخیاطۃ یعنی سینا اچھے لوگوں کا کام ہے۔ اس پیشہ والے کو لازم ہے کہ اپنی بری عادت چوری کی جو زبان زد خلائق ہے ترک کریں اور بدون اجازت کپڑے کے مالک کے ایک بیچ تک نہ لیویں۔ اسی ہنر میں چکن سازی، کامدانی وغیرہ کا کام بھی داخل ہے۔

جولاہے کا کام۔ اس کام میں بڑا نفع ہے ہزار دل آدمی اس کی بدولت امیر و کبیر ہو گئے ہیں اسی ہنر میں پشمینہ وغیرہ کا کام بھی داخل ہے اور چرخہ کاتنا بھی اس میں داخل ہے حدیث میں وارد ہے نعم العمل للنساء امتی الغزل میری امت کی عورتوں کے لئے چرخہ کاتنا اچھا کام ہے

نعم لهو المرءۃ مغزلها یعنی عورتوں کے لئے چرخہ کاتنا عمدہ کھیل ہے عمل الابرار من النساء الغزل یعنی چرخہ کاتنا اچھی عورتوں کا کام ہے۔

اسی ہنر میں جراب، گلوبند، وغیرہ بننا داخل ہے۔

بڑھئی کا کام۔ یہ ہنر ہمیشہ کار آمد اور محتاج الیہ ہے خصوصاً اس زمانہ میں یہ ہنر بہت ہی عمدہ اور موجب ثروت ظاہری ہے

لوہار کا کام:۔ یہ کام بھی ہمیشہ ضروری تھا اب تو اسی کام پر تار ریل ٹریموے وغیرہ کا دارومدار ہے اسی ہنر میں گھڑی سازی شامل ہے

سونار کا کام:۔ یہ کام بھی عمدہ اور آرام کا ہے مگر اس میں فریب، دغا اس زمانہ میں ایسا ہو گیا ہے کہ جس کا حد و احصا نہیں ہے۔

راج گری کا کام:۔ یہ ہنر بھی بہت اچھا ہے مگر محنت و جانبازی کا کام ہے

الغرض ہر فرد بشر پر لازم ہے کہ اپاہج اور ہاتھ پاؤں کاٹ کے بیٹھ نہ رہے کسی نہ کسی وجہ سے طریقہ معاش بشرطیکہ حلال طور پر ہو حاصل کرے۔

بارہ مجالس

بالکل آسان اُردو میں وعظ کی بے نظیر تازہ کتاب

یہ وعظ و مجالس کی طلسمی کتاب ابھی حال میں حمیدیہ پریس دہلی نے شائع کی ہے اور یہ دعویٰ ہے کہ اس موضوع پر یہ کتاب آپ اپنی نظیر ہے چونکہ وعظ کی مجالس ہندستان کے ہر حصہ میں محرم ربیع الاول ربیع الثانی اور رجب میں منعقد ہوتی ہیں اور ان میں خاص طور پر بیرونجات کے واعظ بمشکل فراہم کئے جاتے ہیں اس لئے یہ کتاب بہت ہی سہل اُردو میں تیار کرائی ہے تاکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں با سانی سمجھی جائے اور اپنی اپنی مجالس میں ہر بھائی اس کی روزانہ ایک مجلس پڑھ دیا کرے اور اس طرح علاوہ اجر آخرت کے ہر پڑھنے والا خاصا اچھا مقرر اور شیریں زبان واعظ ہو سکتا ہے اس کتاب میں حسب ذیل بارہ مجالس ہیں :۔

پہلی مجلس ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت :۔ یہ وعظ بہت ضروری ہے تاکہ عوام صرف لفظاً ہی تو لوا آمنا باللہ ہی نہ مانیں بلکہ خدا کی ہستی کو خوب سمجھکر اور مجبور ہوکر ایمان لائیں۔

دوسری مجلس توحید الٰہی :۔ یہی بحث اسلام کا مابہ الامتیاز ہے اور عقلی دلائل سے ثابت ہے کہ خدا ایک ہی ہو سکتا ہے اہرمن۔ یزدان۔ باپ۔ بیٹا۔ روح القدس اور تمیس کروڑ دیوتاؤں کی جھنجھٹ سے خدا پاک ہے۔

تیسری مجلس قومیت کے پروانے۔ یہ مجلس بہت جوش انگیز اور ولولہ خیز ہے اس کے ذریعہ سے روح مسلم میں تازگی پیدا ہوتی ہے اور مومن اسلاف کے کارنامے معلوم ہوتے ہیں۔

چوتھی مجلس نبوت و رسالت :۔ اس میں نبوت و رسالت کی تحقیق کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین اور دنیا کا آخری مصلح ثابت کیا ہے

پانچویں مجلس ختم نبوت۔ اس میں ہزارہا دلیلوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ رسول کریم کے ساتھ خدا کی پیام رسانی کا سلسلہ دنیا میں ختم ہو گیا "الیوم اکملت لکم" کی تفسیر بھی ہے۔

چھٹی مجلس فضائل رسول :۔ اس میں رسول اعظم کا تفوق دیگر انبیاء پر بتلایا ہے اور ثابت کیا ہے کہ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری۔

ساتویں مجلس اسوہ حسنہ رسول محترم :۔ بحیثیت انسان کے جس قدر مکمل تھے اس کی پیروی ہر امت پر واجب ہے اسی کی تشریح اس مجلس میں ہے۔

آٹھویں مجلس محبت رسول۔ اس میں محبت رسول کے ہزارہا واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسلمان کی نجات بھی رسول کی اطاعت و محبت میں ہے۔

نویں مجلس فضائل اخلاق اور حسن معاشرت اس میں ہر دو عنوان پر بہت ہی دلچسپ انداز میں ایک مسلمان کی زندگی کا نقشہ کھینچا گیا ہے جو ہر مدعی ایمان کے لئے قابل تقلید ہے۔

دسویں مجلس اسلامی وحدت اور اسلامی مساوات اس میں دوسرے تمام مذاہب سے اسلامی وحدت و مساوات کا موازنہ بہت لطیف اور موثر پیرایہ میں ہے۔

گیارہویں مجلس اسلام میں عورت کے حقوق وہ حقوق جو عورتوں کے حقوق کے سب سے بڑے علمبردار ہیں اسلام میں عورتوں کے حقوق کہاں معلوم کریں۔

بارہویں مجلس واقعات کربلا۔ یہ مجلس بہت ہی دردناک انداز میں مرتب کی گئی ہے واقعات شہادت نہایت صحت کے ساتھ لئے گئے ہیں گویا سارے واقعات آنکھوں کے سامنے ہو رہے ہیں کوئی شخص بلا آنسو بہائے دو سطریں نہیں پڑھ سکتا جو صاحب مدارس میں مفت تقسیم کرنا چاہیں ان کے لئے مخصوص رعایت ہے کتاب دو سو صفحات مجلد ہے اور قیمت صرف رعایتی عمر محصول ۷ ر کل عہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب کیجئے

عہدِ عباسیہ کی زبردست شخصیت

ابن سمعون

مولوی عبدالحلیم صاحب شرر مرحوم نے دولت عباسیہ کے ایک عدیم المثال واعظ ابن سمعون کے حالات رقم فرمائے ہیں یہ شخص بلا کا جادو بیان تھا حافظ ابوبکر خطیب بغدادی احمد بن عبدالمومن اور جلال الدین ابن جوزی نے اس معجز نما واعظ کی جو تعریفیں لکھی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ شائد دنیا بھر میں کوئی ایسا شخص پیدا نہیں ہوا۔

ابن سمعون چوتھی صدی کے شروع میں بغداد میں پیدا ہوئے اس وقت بغداد میں علم و فضل کے دریا رواں تھے ابن سمعون بھی انھیں دریاؤں سے سیراب ہوئے آپ نے کسی خاص استاد سے وابستگی نہیں رکھی بلکہ بہت سے استادوں سے پڑھا اور ہر چشمہ سے سیراب ہوئے وعظ بہت سنتے تھے اور بڑے غور سے سنتے تھے۔ شاید اس لئے کہ وہ خود بھی اسی میدان میں منتہی ہونے والے تھے

مرآۃ الجنان میں ابن سمعون کا ایک عجیب واقعہ لکھا ہے یعنی ابن سمعون ابتدائے عہد میں نہایت پریشان حال تھے بغداد وہاں کے محتاج اور غربت زدہ فقرا میں ان کا شمار بھی تھا لیکن اس پریشان حالی کے زمانہ میں یہ لوگوں سے خیرات اور صدقات نہیں لیتے تھے بلکہ کتابت پر بسر اوقات کرتے تھے اکثر کتابیں اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے اور ان کو بغداد کے علمی بازاروں میں فروخت کر لیا کرتے تھے ایک ضعیف اور فلاکت زدہ ماں زندہ تھی جس کی خدمت گذاری اس طرح کرتے کہ گویا جو کچھ کماتے تھے صرف اسی کے لئے ورنہ اصل میں اپنا پیٹ ہر طرح پال سکتے تھے اس کے علاوہ یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ابن سمعون نے صرف ماں کی خدمتگذاری کے لئے اپنے بہت سے علمی شوقوں کو دبا رکھا تھا بلکہ ذوق علم نے جو ان کا قدم سفر کی منزلوں تک نہ پہنچنے دیا اس کی وجہ شاید وہی ضعیفہ ماں تھی۔

ابن سمعون ایک دن ماں سے باتیں کر رہے تھے باتیں کرتے کرتے کچھ دینی ذوق نے ایسا جوش پیدا کیا کہ ماں سے کہنے لگے کہ اماجان مجھے حج اور زیارت بیت اللہ کا بہت شوق ہے اگر آپ اپنے اس ذلیل بیٹے کو سفر حج کی اجازت دیں تو مجھ سے جس طرح فقر و فاقہ سے بنتا مکہ معظمہ کا عازم ہوتا اور وعدہ کرتا ہوں کہ خانہ کعبہ میں اور نیز ہر مقام مقدس میں جس کی زیارت کی مجھے عزت حاصل ہوتی نہایت آپکو یاد کرتا اور آپ کی طرف سے مغفرت اور نجات کی دعائیں مانگتا ماں نے یہ خیال سنکر شدت سے انکار کیا اور کہا ابن سمعون بھلا یہ کیونکر ممکن ہے اول تو اس مصیبت و افلاس میں تجھ سے سفر کیونکر کیا جائے گا اور اگر بالفرض تو چلا بھی گیا تو بتا میری زندگی بسر ہونیکی کونسی صورت ہے جب تک تو آئے میرا کام افلاس میں تمام ہو جائیگا ماں کی زبان سے یہ جواب سنکر ابن سمعون خاموش رہے اور ڈرگئے کہ ایسا نہ ہو کہ اماں جان زیادہ خفا ہو جائیں اتفاقاً اسی رات اور اسی صحبت میں بیٹھے بیٹھے ان کی ماں کی آنکھ لگ گئی تھوڑی ہی دیر میں اس ضعیفہ پر عالم غنودگی طاری رہا ہوگا کہ یک بیک وہ چونک پڑی اور اٹھتے ہی جو پہلا جملہ اس کی زبان سے نکلا یہ تھا کہ:۔

بیٹا سمعون سفر حج کا سامان کر میں ہرگز نہیں روکتی ہوں" ابن سمعون نے پوچھا اماں جان ایکبل کیا ہوا جو آپ نے یوں یک بیک مجھے اجازت دیدی اور نہ میرے مصائب سفر کا خیال کیا اور نہ اپنی تنگدستی کو دیکھا۔ ماں نے جواب دیا کہ بیٹا! ابھی جو میری آنکھ لگ گئی تو میں نے خواب میں جناب رسول اللہ صلعم کی زیارت کی حضور نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے خدا کی بندی اپنے بیٹے کو ایسی دولت سرمدی اور ایسے ارادہ نیک سے کیوں روکتی ہو؟ اسے فوراً اجازت دے اس لئے کہ اس کے لئے دینی اور دنیاوی دونوں بھلائیاں اس سفر پر منحصر ہیں۔ بھلا اب حضرت رسول صلعم کی زبان مبارک سے سن کے میں کیونکر تجھے روک سکتی ہوں۔ بس اب تو سفر کے لئے آمادہ ہو مجھ سے جس طرح بنے گا اپنی بسر کرلوں گی ماں کی زبان سے اس خواب کا حال سنکر ابن سمعون پر عجب حالت طاری ہوئی اور نہایت درجہ خوش ہوئے کہ حضرت رسالت پناہ صلعم کے حکم سے میں سفر حج کروں گا۔ الغرض جوش میں آکے اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے دو چار کتابیں جو لکھی رکھی تھیں ان کو ہاتھ میں لیا اور بازار میں جاکے جس قیمت میں بکیں فوراً بیچ ڈالا اس کی قیمت لاکر ماں کو دی اور کہا جب تک بن سکے آپ اس تھوڑی سی رقم پر اپنی زندگی بسر کیجئے میں جاتا ہوں یہ کہکر گھر کو خیرباد کہا اور حاجیوں کا جو قافلہ مکہ معظمہ جاتا ہے اس کے ہمراہ پاپیادہ روانہ ہوئے:

راستہ میں بہت بڑی مصیبت یہ پیش آئی کہ صحرائی بدویوں نے قافلہ کو لوٹ لیا ہر مسافر کے پاس جو کچھ مال و اسباب تھا زبردستی چھین لیا یہاں تک کہ سب اہل قافلہ سے کپڑے تک اتروا لئے ابن سمعون بیچارے کے پاس کیا تھا لیکن لیٹروں نے انھیں بھی نہ چھوڑا کپڑے اتار لئے اور بالکل برہنہ صحرا میں چھوڑ دیا۔ خود کہتے ہیں کہ میں وہاں ننگا مادر زاد پھر رہا تھا دو انگل کپڑا بھی نہ تھا جس سے پردہ ڈھانپتا اتفاقاً میں نے دیکھا کہ ایک شخص ہاتھ میں عبا لئے کھڑا ہے میں اس کے قریب گیا اور کہا:۔ آپ میری حالت ملاحظہ فرمائیے اور مجھ پر ترس کھائیے انہوں نے وہ عبا مجھکو دیدی میں نے اس کو پھاڑ کر دو حصوں میں تقسیم کیا ایک کو کمر میں لپیٹ لیا اور ایک کو کندھے پر ڈال لیا خیر لوٹے مارے اہل قافلہ آگے روانہ ہوئے قافلہ میں اور لوگوں کو تو خیر کچھ کھانے پینے کو مل جاتا تھا مگر میرا یہ عالم تھا کہ فاقہ پر فاقے ہوتے تھے جب زیادہ شدت گرسنگی ہوتی تو اس وقت جبکہ قافلے کے لوگ کھانا کھانے کو بیٹھتے میں ان کے سامنے جاکے کھڑا ہو جاتا وہ ترس کھاکے ایک آدھ ٹکڑا روٹی کا میری طرف پھینک دیتے میں شکریہ ادا کرکے لے لیتا اور اسی پر زندگی بسر کرتا اس فقیری کے عالم میں بھیک مانگتا ہوا میں اس مقام پر پہنچا جہاں سے اہل بغداد احرام باندھا کرتے تھے انہیں دونوں کپڑوں سے انہیں خوب دھو کے اور پاک و صاف کرکے میں نے احرام کا کام لیا اور حج کرکے خدا کا شکر ادا کیا۔

بنی شیبہ میں سے ایک شخص تھا جس کے قبضہ میں خانہ کعبہ کی کنجیاں تھیں میں ایام قیام مکہ میں ایک روز اس کے پاس گیا اور اپنا حال بیان کیا اس کو میرے حال پر بہت کچھ افسوس معلوم ہوا اس کے متاثر ہونے پر مجھے اتنی

جرأت ہوئی کہ میں نے کہا کہ آپ سے آئنی درخواست کرتا ہوں کہ چونکہ خانہ کعبہ آپ کے اختیار میں ہے لہٰذا مجھے کوئی ایسا موقع دیجئے کہ تنہا میں ہی اندر جاکر خلوت میں خدا سے دعا مانگوں اس نے وعدہ کیا اور ایک روز جب سب لوگ خانہ کعبہ سے نکل چکے تھے اس نے مجھے اندر داخل کرکے دروازہ بند کرلیا مجھے یہ نہایت عمدہ موقع ملا تھا میں نے نہایت خشوع وخضوع سے درگاہ باری تعالیٰ میں دعا مانگنی شروع کی اور اس عالم بیخودی میں میری زبان سے یہ کلمات نکلے۔ بارالٰہا! تو میرے فقر و فاقہ اور افلاس کا حال بخوبی جانتا ہے کچھ اس کی ضرورت نہیں کہ میں اپنی زبان سے عرض کروں مجھے اپنے خوانِ کرم سے ایسا کچھ مرحمت کر کہ سوائے تیرے اور کسی کا محتاج نہ رہوں“

ادھر میری زبان سے یہ کلمات نکلے۔ ادھر سنا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے یا اللہ یہ شخص دعا میں غلطی کرتا ہے اس کو ایسی ہی زندگی ملے کہ کبھی معاش کی طرف سے اطمینان نہ ہو یہ آواز سن کے میں چاروں طرف حیرت سے دیکھنے لگا مگر کوئی شخص نظر نہ آیا میں پھر خدا کی طرف متوجہ ہوا اور دعا میں ہی الفاظ کہے اور پھر وہی آواز آئی اور دیکھا تو کوئی نہ تھا تین دفعہ ایسا ہی اتفاق ہوا اس کے بعد میں خانہ کعبہ سے باہر نکل آیا؛

جب میں عراق پہنچا۔ طائع اللہ خاندان حضرت عباس ؓ سے خلیفہ بغداد تھا اس نے اتفاقاً اسی زمانہ میں اپنی ایک پری جمال لونڈی کو کسی سبب سے اپنے اوپر حرام کرلیا تھا لیکن اُسے خوف ہوا کہ اگر لونڈی یونہی گھر سے نکال دی جائے گی تو خوف ہے کہ بے عصمت ہو جائے لہٰذا بعض مشیروں سے صلاح لی ایک مشیر نے کہا ابن سمعون واعظ عنقریب حج سے واپس آیا چاہتا ہے بہتر ہوگا کہ امیر المومنین اس لونڈی کو اس کے سپرد کردیں اور شرط کرلیں کہ ابن سمعون اس کے ساتھ نکاح پڑھا لے۔ اس صورت میں لونڈی بھی باعصمت رہے گی اور ابن سمعون بھی خوش ہو جائے گا خلیفہ بغداد نے اس رائے کو پسند کیا الغرض میرے بغداد میں داخل ہوتے ہی آستانِ خلافت میں چند صلاح کار لوگ جمع کئے گئے جنہوں نے میرے ساتھ اس لونڈی کا عقد کردیا اور بہت سے مال واسباب اور دولت و سامان کے ساتھ اسے میرے گھر پر بھیجدیا؛

یہی زمانہ ہے جس وقت سے ابن سمعون دولتمند ہو گئے ان کا اعتقاد تھا کہ یہ ان کی والدہ محترمہ کے اس خواب کی تعبیر ہے۔ وعظ کی صحبتوں اور پند و نصائح کی محفلوں میں ہمیشہ اس واقعہ کو موثر الفاظ سے بیان کرکے خدا کا شکر ادا کیا کرتے تھے اور لوگوں کو بتایا کرتے تھے کہ خداوند تعالیٰ کیونکر اپنے بندوں کے ساتھ بہ لطف و محبت پیش آیا کرتا ہے۔ آخر عہد میں ابن سمعون کے زہد و تقدس نے انھیں مرتبہ کمال پر پہنچا دیا تھا کہ یافعی کا بیان ہے کہ اس عصر کے مشہور علماء قاضی ابوبکر اور شیخ ابوبکر حامد جو خود بھی رؤسائے اسلام میں سے تھے اور ناموران بغداد میں تھے ابن سمعون کی خدمت میں بکمال ادب حاضر ہوتے تھے ان کے ہاتھوں کو جھکتے تھے اور اس کو اپنی اعلیٰ سعادت خیال کرتے تھے۔

ابو علی ہاشمی کہتے ہیں۔ طائع اللہ کا غصہ خاندان عباس کے سب لوگوں سے بڑھا ہوا تھا اور اس کے غصہ سے کوئی شخص نجات نہ پاسکتا تھا۔

ایک مرتبہ اس نے مجھے حکم دیا کہ ابن سمعون کو لاکے ابھی حاضر کرو چہرے سے غصہ کے آثار ظاہر ہوتے تھے جس سے مجھے خوف ہو گیا کہ دیکھئے ابن سمعون پر کیسے گذرتی ہے میں ابن سمعون کے پاس گیا اور انھیں اپنے ہمراہ آستانہ خلافت میں لے گیا اور خلیفہ سے عرض کی کہ ابن سمعون حاضر ہیں۔ خلیفہ نے اپنے سامنے بلایا۔ ابن سمعون جاتے ہی آداب شاہی بجا لائے اور پند و نصائح کا سلسلہ شروع کردیا زبان کھولتے ہی انہوں نے کہا روی عن امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ یعنی حضرت علی سے۔ جب ایک روایت تمام ہوئی تو دوسری روایت بھی حضرت علی ہی کی سند سے شروع کی آخر تک جتنی روایتیں بیان کیں سب کی سند حضرت علی ہی تک پہنچتی تھی اور ان کے مضامین سے دل پر ایسی رقت طاری ہوتی تھی کہ بیان سے باہر ہے۔

طائع کا دل موم ہو گیا اور اس نے رونا شروع کیا یہاں تک کہ رومال جو خلیفہ کے ہاتھ میں تھا بالکل تر ہو گیا۔ اس کے بعد ابن سمعون نے زبان روکی اور خاموش ہو گئے اور ایک مشک کا ڈبہ مجھے دیا اور اشارہ کیا کہ خلیفہ کی خدمت میں بطور نذر پیش کردو میں نے اس ہدیہ کو خلیفہ کے سامنے رکھدیا۔ اب ابن سمعون سلام کرکے جانے لگے میں محل خلافت کے دروازے تک ان کو پہنچانے گیا اور نہایت حسن عقیدت سے دوبارہ پھر میں ان کو رخصت کرکے خلیفہ کے حضور میں واپس آیا اب تنہائی میں میں نے خلیفہ سے دریافت کیا کہ امیر المومنین ابن سمعون کے آنے سے پہلے حضور کے چشم و ابرو سے آثار غضب نمایاں تھے لیکن ان کے آتے ہی وہ سب باتیں جاتی رہیں اور نہایت مہربانی اور رحمدلی سے پیش آئے خلیفہ نے جواب میں فرمایا کہ نالائق چغلخوروں نے مجھ سے کہا تھا کہ ابن سمعون جناب علی مرتضیٰ کی شان میں بے ادبی کے کلمات کہا کرتا ہے اسی وجہ سے غضبناک ہو کے میں نے اسے بلا بھیجا تھا مگر اس وقت وہ جو آیا تو اس نے ابتدا سے آخر تک جتنی روایتیں بیان کیں سب جناب علی مرتضیٰ سے اور ہر موقع پر ان کا نام اسی تعظیم سے لیا کہ مجھے معلوم ہو گیا کہ لوگوں نے جو کچھ کہا جھوٹ تھا اور حسد پر مبنی تھا اور ابن سمعون کے عقائد میں کسی قسم کا فرق نہیں ہے۔

سنہ ۳۶۷ھ میں عضد الدولہ تخت عراق پر جلوہ افروز ہوا اور اس نے تخت پر بیٹھتے ہی تمام گلی کوچوں میں ڈھنڈورا پٹوا دیا کہ آیندہ سے کوئی واعظ صحابہ اور یاران رسول خدا کے فضائل علی الاعلان نہ بیان کیا کرے کہ تعریف صحابہ سے تعصب بڑھتا ہے اور آتش فساد بھڑک اٹھتی ہے جو کوئی اس حکم کی تعمیل نہ کرے گا قتل کرڈالا جائے گا۔

اس حکم کی وجہ یہ تھی کہ عضد الدولہ کی تخت نشینی سے پہلے ملک عراق میں باہمی شیعہ اور سنیوں کے صرف مذہبی بنا پر جھگڑا پیدا ہو گیا تھا اور اس نے یہانتک طول کھینچا تھا کہ دونوں طرف کے صدہا آدمی جان سے مارے گئے جوار بغداد کے بیسیوں گاؤں میں آگ لگادی گئی اور رعایا کا اس قدر مال واسباب لٹ گیا کہ بیان سے باہر ہے۔

ابن سمعون نے یہ حکم سنا اور اس کی پوری پوری مخالفت کرکے جامع بغداد میں نہایت آزادی سے اپنے وعظ میں بہت کچھ فضائل صحابہ کرام بیان کئے۔

جب یہ خبر عضد الدولہ کو پہنچی تو نہایت برہم ہوا اور اپنے مقربان دولت میں سے ابو الفوارس کو حکم دیا کہ ابن سمعون کو لاکے حاضر کرے خود ابو الفوارس کا بیان ہے کہ عضد الدولہ کے حکم کے بموجب میں نے علامہ ابن سمعون کو آدمی بھیجکر اپنے مکان

میں بلایا وہ آئے تو مجھے ان کی صورت پر کچھ ایسا جلال اور ایسی ہیبت نظر آئی کہ بے اختیار میں ان کی تعظیم و تکریم کے لئے اٹھ کھڑا ہوا اور ان کو اپنے برابر بلا کے بٹھایا رسم مزاج پرسی کے بعد میں نے کہا جناب والا! بادشاہ عضد الدولہ کو لوگوں نے آپ کی شکایتیں کر کے نہایت برہم کر دیا ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ وہ کیسا سخت گیر اور کتنا بڑا سخت دل بادشاہ ہے؟ آپ اس کے دربار میں تشریف لیجائیں تو پہلے جاتے ہی نہایت عاجزی اور ادب سے آستان بوسی فرمائیے اور شاہی تعظیم و تکریم میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھیئے گا اور پورے حضور دل سے خدا کی طرف متوجہ ہو کے نجات اور عفو کی دعا مانگیے گا شاید خداوند تعالیٰ جل شانہٗ آپ کو ایسے شیر غضب آلود کے پنجۂ ستم سے نجات دلا دے۔

ابن سمعون نے کہا سب اللہ ہی کے اختیار میں ہے یہ سمجھا بجھا کے میں نے ابن سمعون کو اپنے ہمراہ لیا اور دربار کو روانہ ہوا در دولت پر پہنچ کے میں نے ان سے کہا کہ آپ ذرا یہاں ٹھیرئیے میں آپ کی اطلاع کر کے حاضری کی اجازت لے آؤں لیکن ہاں دیکھیئے میں نے جو کچھ کہا ہے اس کا ضرور خیال رکھیئے گا۔ اس بات سے میری غرض یہ تھی کہ ایسے فاضل گراں پایہ اور عالم بے بدل کو عضد الدولہ کے ہاتھ سے کوئی صدمہ نہ پہنچ جائے غرض تمام باتیں علامہ ممدوح کے ذہن نشین کر کے میں چھپٹا ہوا اندر گیا وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ ابن سمعون میرے برابر کھڑے ہوئے ہیں اور جو کچھ میں نے کہا تھا گویا ان سب باتوں کو بالکل لغو خیال کیا یا بھول گئے کیونکہ نہ تو آستان بوسی کی نہ کوئی شاہی تعظیم و تکریم بجا لائے بلکہ بجائے اس کے جبکہ عضد الدولہ نے فتح کر کے حکومت عراق حاصل کی تھی اس کے مکان کی طرف اشارہ کر کے آیت پڑھی جس کا ترجمہ یہ ہے "وہ گاؤں جن میں ظلم ہوتا تھا جب ان کو خدا کا غضب لے لیتا ہے تو ایسا ہی کرتا ہے خدا کا مواخذہ کرنا دردناک اور سخت ہے" اس کے بعد عضد الدولہ کی طرف متوجہ ہو کے کہا۔ "اس کے بعد ہم نے ان کی جگہ تم کو وارث تاج و تخت کیا تاکہ دیکھیں تم کیا کارروائی کرتے ہو؟" اس کے بعد ابن سمعون نے جو پند و نصائح کا دریا بہا دیا اور اپنی زبان معجز بیان کے جوہر دکھانا شروع کئے تو یہ عالم تھا کہ کل اہل دربار اور خود عضد الدولہ پر ایک بیہوشی اور ازخود رفتگی کا عالم طاری ہو گیا میں نے عضد الدولہ کو کبھی رحم سے کام لیتے نہیں دیکھا تھا اور گریہ و رقت قلب تو چھو بھی نہیں گئی تھی لیکن ابن سمعون کے بیان نے یہ اثر کیا کہ اس نے رومال اپنی آنکھوں پر رکھ لیا اور زار زار رونے لگا ابن سمعون دیر تک سب کو اسی عالم میں دیکھ کے یک بیک ہم لوگوں کے درمیان سے غائب ہو گئے اور وہ سارے دربار کو بیخودی کی حالت میں چھوڑ کے بغیر اجازت لئے چلے گئے اور ہم کو خبر بھی نہ ہوئی یہاں سے جا کے وہ میرے مکان میں بیٹھ رہے کچھ دیر کے بعد جب عضد الدولہ اپنے ہوش میں آیا تو اس نے میری طرف متوجہ ہو کے حکم دیا کہ جاؤ خزانہ سے تین ہزار درہم اور دس جوڑے خلعت گرانبہا لو اور ابن سمعون کو میری طرف سے دو اگر وہ لے لیں تو فوراً قتل کر ڈالنا اور انکار کریں تو کہنا اچھا لیجئے ان کو اپنے احباب اور غربائے اسلام پر تقسیم کر دیجئے ابو الفتح کہتے ہیں کہ اس حکم نے مجھے نہایت ہی تشویش میں ڈال دیا اس لئے کہ مجھے خوف معلوم ہوا کہیں ایسا نہ ہو ابن سمعون ان چیزوں کو اپنے نام سے قبول کر لیں اور مجھے اس علامۂ عصر کے قتل کا مرتکب ہونا پڑے الغرض میں درہم اور خلعت ہائے گرانبہا لے گیا اور کہنے لگا بحکم بادشاہ عضد الدولہ نے یہ سب سامان بطور نذرانہ آپ کی خدمت میں بھیجا ہے انہوں نے جواب دیا اے ابو الفتح بھلا تم ہی انصاف کرو میں ان چیزوں کو لیکر کیا کروں گا یہ کپڑے جو میں پہنے ہوئے ہوں ان کو چالیس برس ہوئے والد مرحوم و مغفور نے میرے لئے قطع کرائے تھے میں جب کہیں آتا جاتا ہوں تو ان کو پہن لیتا ہوں اور اپنے گھر جاتے ہی نہایت احتیاط سے انہیں تہ کر کے رکھ دیتا ہوں میری عمر کے لئے یہی جوڑا کافی ہے اور زیادہ ساز و سامان دنیاوی کی مجھے ضرورت نہیں باقی رہے درہم یہ بھی میرے لئے فضول ہیں وہ گھر جو مجھے والد بزرگوار کے ورثہ میں ملا ہے اس کا کرایہ اس قدر کافی ہے کہ میں اطمینان سے اپنے حوائج ضروری پورے کر لیتا ہوں مجھے شاہی انعام کی کوئی حاجت نہیں" یہ سن کے میں نے کہا اچھا تو اگر آپ کو اپنے لئے ضرورت نہیں تو آپ کے احباب میں جن لوگوں کو ضرورت ہو ان کو تقسیم فرما دیجئے خود بادشاہ نے مجھے کہدیا ہے کہ اگر وہ نہ لیں تو یہی دے کے کہ دینا کہ اپنے احباب پر تقسیم کر دیجئے" انہوں نے فرمایا اے ابو الفتح میرے دوستوں کو بھی ان چیزوں کی ضرورت نہیں دربار والے اور ان دولت مند احباب کی نسبت اس ساز و سامان کے زیادہ محتاج ہیں"

ابن سمعون کی یہ تقریر سنکر میں نہایت ہی خوش ہوا اور عضد الدولہ کی خدمت میں جا کے ساری داستان بیان کر دی۔ اس کو بھی سن کے بڑی خوشی ہوئی اور شکریہ کے طور پر کہنے لگا

الحمد للہ الذی سلمہ منا و سلمنا منہ یعنی اس خدا کا شکر ہے جس نے ان کو مجھ سے اور مجھ کو ان سے محفوظ رکھا۔

انتقال

ابن سمعون نے ۳۸۷ھ (۹۹۶ء) میں انتقال فرمایا اور تمام بغداد ماتم کدہ بن گیا اس کے چالیس سال بعد پنجشنبہ ۱۱ رجب ۴۲۶ھ (۱۰۲۹ء) میں کسی وجہ سے انکو باب الحرب میں دفن کرنے کی تجویز ہوئی اور پہلی قبر کھودی گئی راوی کا بیان ہے کہ ۴۰ برس کے بعد جسم کا گلنا سڑنا تو درکنار کفن کا کپڑا تک ویسا ہی ستھرا اور صاف تھا۔

مرقاۃ العربیہ

ایک عرصہ سے یہ غلط خیال قائم ہو گیا ہے کہ عربی کا حاصل کرنا مشکل ہے مرقاۃ العربیہ اسی خیال کو دور کرنے کے لئے لکھی گئی ہے لائق مصنف نے مضامین کی ترتیب اس خوبی سے قائم کی ہے کہ **سمجھدار آدمی استاد کے بغیر مرقاۃ العربیہ سے عربی سیکھ سکتا ہے** تمام کتاب میں کوئی بات ایسی نہ ملے گی جس کے متعلق پہلے نہ کچھ بتا دیا گیا ہو ہر نئے عنوان کے لئے پہلے ایک نہایت صاف اور سہل الفاظ میں قاعدہ کا ذکر ہے اور سبق میں بہت سی مثالوں سے اس قاعدہ کی تشریح ہے غرضکہ آدمی کوشش کرے تو **چھ ماہ کے اندر مہارت پیدا کر سکتا ہے**

(قیمت ہر حصہ ایک روپیہ آٹھ آنے ۱۸)

پتہ:- **منیجر حمیدیہ پریس دہلی۔**

بیداری کا انعام

(۱۱)

بھیجنا مائی اللہ کے نام پر!

یہ تھی وہ آواز جو فضا پر رات کی تاریکی مسلط ہونی پر "گلی قاسم جان" کے ایک بلند مکان کی ڈیوڑھی پر محمود کے منہ سے پہلی مرتبہ نکلی جب اس کی بھوک اور ضمیر میں برد جنگ ہو رہی تھی۔ بھوک کا تقاضہ تھا کہ جس طرح ہی میسر کرے "تنورِ شکم" کو پر کرو غیرت کہتی تھی کہ دوسرے کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے کے مقابلے میں مر جانا بہتر ہے آخر پیٹ کی آگ کے شعلوں نے دامنِ غیرت کو داغدار کر دیا اور محمود اندھیری رات کا سیاہ نقاب چہرے پر ڈال کر ایک شاندار مکان کے سامنے سے گذرا جس کے برآمدے میں چند خوش باش احباب اپنے لمحاتِ فرصت سے اطمینان کے ساتھ فائدہ اٹھا رہے تھے۔

درمیان میں خوبصورت بیضوی میز پڑی ہوئی تھی جس کے چاروں طرف کرسیاں بچھی ہوئی تھیں میز پر سوڈا واٹر کی چند بوتلیں اور بادہ ناب سے بھرے ہوئے متعدد کانچ کے گلاس رکھے ہوئے تھے قہقہے کی مسلسل صدائیں دروازوں کی چقوں کو چیر کر سڑک پر آ رہی تھیں اور بجلی کے قمقمے اپنی پرنور شعاعوں سے راستے کو روشن کر رہے تھے۔ محمود آہستہ آہستہ برآمدے کے سامنے آیا اس نے یہ منظر دیکھا اور اپنی گذشتہ زندگی پر ایک نگاہ غلط انداز ڈال کر سر سے پیر تک لرز گیا۔ کاش نوجوانوں کا یہ گروہ جو آئندہ چل کر سینکڑوں نفوس کی بربادی کا باعث ہوگا مجھے دیکھ کر عبرت حاصل کرتا کہ زہر کے یہ خوشرنگ پیالے انسان کو دنیا میں کسی کام کا نہیں رکھتے۔

اس نے چاہا کہ ان کو اپنی شکستہ حالی پر متوجہ کرے اس کے لبوں میں حرکت کے آثار پیدا ہوئے زبان نے جنبش کرنے کا ارادہ کیا لیکن الفاظ نے ساتھ نہ دیا اور اس کا وہ سوال جو حمیت کے خون کو کھولاتا ہوا لب تک آتا جاتا تھا دل کا دل میں رہ گیا وہ تیزی سے چلنے لگا اور عجلت کے ساتھ پچاس ساٹھ قدم چلنے کے بعد پھر ہمت کر کے وہ ایک دروازہ پر رکا اور چاہا کہ سوال کرے لیکن خاندانی وجاہت باپ دادا کی عزت و شہرت نے اس کے دامن کو جھٹکا دیکر کہا۔ محمود کیا محض ایک ٹکی کے لئے یا تانبے کے چند سکوں کے معاوضے میں اپنی خاندانی نام و نمود کو فروخت کرے گا! پیٹ نے کہا کہ ضرورت میں سب کچھ جائز ہے حاجتمندی گناہ کو بھی ثواب کر دیتی ہے لیکن ضمیر نے کہا کہ غیرت مند اشخاص کے لئے "موت" دنیا کے تمام آلام کا بہترین علاج ہے مگر زندگی آہ سب سے زیادہ عزیز اور قیمتی چیز! کیا ممکن ہے کہ میں اس کو اپنے ہاتھوں تباہ کر دوں دو منٹ توقف کرنے کے بعد وہ اس دروازہ سے بھی گذر گیا جو خطرہ بار بار پیش آتا ہے انسان اس کا خوگر ہو جاتا ہے اور پھر وہ اس سے کوئی اندیشہ محسوس نہیں کرتا محمود کے سامنے دو مرتبہ غیرت و خودداری کی کشاکش ہو چکی تھی ضرورت بڑھ رہی تھی اور غیرت اسی اعتبار سے مغلوب ہو کر کمزور ہو رہی تھی جس طرح آگ کی معمولی سی چنگاری پر بہت سی لکڑیاں ڈال دی جاتی ہیں اور وہ ان کے وزن سے دب کر خود ہی بجھ جاتی ہے اسی طرح ضرورت کے بوجھ سے محمود کی غیرت دب گئی تھی اب اس میں تاب نہ تھی کہ وہ ضرورت کے مقابلہ صف آرا رہ سکے۔

محمود پھر ایک دروازہ پر رکا اور ڈیوڑھی میں منہ ڈال کر پوری قوت سے آواز بلند کی "بھیجنا مائی اللہ کے نام پر!"

گھر میں سے آدمیوں کے بولنے کی آوازیں آ رہی تھیں برتنوں کی جھنکار محمود کے کانوں میں پیامِ امید پہنچا رہی تھی مگر اس کی پہلی صدا بیکار ثابت ہوئی اس نے چاہا کہ اب اس دروازہ کو چھوڑ کر آگے بڑھ جائے لیکن پھر یہی اسی ناگوار فرض کو انجام دینا تھا پھر یہیں کیوں نہ اس کی تکمیل کر لی جائے اس نے پھر اپنے لہجہ میں سائلانہ لہجہ میں گداگرانہ درج پیدا کر کے تیسری "صدائے طلب" بلند کی چونکہ اس مرتبہ وہ ذرا دلیر بھی ہو گیا تھا غیرت کا نشہ پہلی آواز کے بعد کچھ کچھ ہلکا تھا اس لئے اس مرتبہ اس کے حلق نے خوب کام دیا اگرچہ آواز میں فن سوال کی پوری مہارتیں مجتمع نہ تھیں۔ یہ سوال کرنے کے بعد تھوڑی دیر تک منتظر رہا مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا اس نے ہمت کر کے تیسری مرتبہ پوری قوت سے اسی سوال کو دہرایا مگر اس کا جواب پھر نہایت تلخ اور دلشکن تھا اندر سے کسی نے ڈانٹ کر کہا "جاؤ آگے بڑھو کیوں کان کھاتے ہو"

محمود کی غیرت و حمیت پر یہ ایسی کاری ضرب تھی کہ اگر امید اس کا ساتھ نہ دیتی تو وہ اس سے زیادہ بے غیرتی پر آمادہ نہ ہوتا وہ دروازہ کی سیڑھیوں کو طے کر کے سڑک پر آیا اور اس نے اپنے دل سے پوچھا کہ اب کیا کرنا چاہئے اسی کے ساتھ اس کے دماغ میں یہ بات آئی کہ دنیا میں جہاں تنگ نظر اور کم ظرف لوگوں کی کثرت ہے وہاں اربابِ خیر اور صاحبانِ ہمت کی بھی کمی نہیں ہے بد قسمتی سے مجھے پہلی مرتبہ نہایت ناپاک نفوس سے واسطہ پڑا کہ انہوں نے مجھے عام سائلوں کی طرح جھڑک دیا اور ان کے بے درد قلوب میری درد بھری آواز سے متاثر نہ ہوئے جو بہت حد تک میری قلبی کشمکش اور دماغی کوفت کی آئینہ دار تھی لیکن بہت ممکن ہے کہ آئندہ اس کی تلافی ہو جائے جب یہ حرکت کی ہے تو مقصد حاصل ہونے سے پہلے اس کو چھوڑ دینا دانشمندی نہیں پھر بھوک بھی وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی جا رہی تھی اور اب یہ عالم تھا کہ شدت گرسنگی سے پاؤں اٹھانا بھی مشکل تھا۔

جہاں تک اس کے پیروں کی قوت نے اجازت دی وہ چلتا رہا دس پندرہ منٹ گذر جانے پر وہ ایک موڑ پر کھڑا ہوا چاروں طرف دیکھ رہا تھا کہ قریب کے دروازہ میں کسی شخص کے داخل ہونے کی آہٹ ہوئی وہ اس دروازہ کے پاس پہنچا اور اس نے پھر ایک مرتبہ وہی آواز بلند کی تقریباً دو منٹ کے بعد ادھیڑ عمر کا آدمی جس کے چہرے سے شرافت و رحمدلی نمایاں تھی ایک ہاتھ میں لالٹین اور دوسرے ہاتھ میں گرم گرم پلاؤ کی پلیٹ لئے ہوئے باہر آیا اس نے سر سے پیر تک محمود کو دیکھا اور ایک خاص شفقت کے ساتھ پلیٹ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا "او اس کو یہیں بیٹھ کر کھا لو"

محمود کا سر چکرانے لگا اس کا دماغ معطل ہو گیا سارے بدن میں آگ سی جلتی ہوئی معلوم ہونے لگی اور اسی حالت میں اس کا ہاتھ پہلی بار اس کھانے کو لینے کی غرض سے اٹھا جو دو گھنٹے کی گداگری کے بعد حاصل ہوا تھا اگرچہ اس کا ضمیر اب بھی اس بزدلی پر ملامت کر رہا تھا مگر اس وقت اس نعمت غیر مترقبہ کو ٹھکرا دینا اب ہی تھا یعنی اگر

گٹ جانے کے بعد جینے کی آرزو کرنا اس واسطے چار و ناچار اس نے رکابی لیلی اور کھانا شروع کر دیا چار وقت کا فاقہ اور اس پر مزید ارپلاؤ کے بڑے بڑے لقمے تھوڑی ہی دیر میں اس پر غشی کی سی کیفیت طاری ہوگئی صاحب خانہ حیرت سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا دفعتہً پلیٹ اس کے ہاتھ سے گرتے دیکھ کر اس کے حواس پریشان ہوگئے۔

محمود کی گردن ڈھیلی ہوکر ایک طرف کو لٹک گئی اگر وہ چوکھٹ کے سہارے نہ بیٹھا ہوتا تو اس کے گر جانے میں کوئی شک نہیں۔

ارے کیا تم بیمار تھے! صاحب خانہ نے نبض پر ہاتھ رکھا کمزوری چہرے ہی سے ظاہر تھی پھر بیہوشی میں نبض کا ساقط ہو جانا کوئی تعجب خیز امر نہ تھا ذرا سی دیر میں محمود کے چاروں طرف گھر کے آدمیوں کا ہجوم ہو گیا کوئی منہ پر پانی کے چھینٹے دے رہا تھا کوئی چائے کی پیالی لئے کھڑا تھا کسی کے ہاتھ میں پنکھا تھا کوئی شانہ جھنجھوڑ کر اسے ہوشیار کرنے کی کوشش کر رہا تھا سب کو یہی خیال تھا کہ اس طرح ان کے دروازہ پر دم توڑ دینا قیامت سے کم نہیں نہ معلوم کیا الزام لگایا جائے۔

محمود کے منہ سے نحیف سی آواز نکلی "پانی" فوراً پانی حلق میں ڈالا گیا خدا خدا کر کے محمود اٹھ بیٹھا اس کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے۔

صاحب خانہ کے سخت اصرار پر اس نے صرف اتنا کہا کہ میں چار وقت کا بھوکا ہوں اس سے زیادہ اپنا کوئی حال ظاہر نہیں کیا یہ معلوم ہو جانے پر کہ محمود کی غشی نتیجہ تھی سخت بھوک میں دفعتہً ثقیل غذا کے معدے میں پہنچ جانے کا اس کے واسطے چائے اور انڈوں کا انتظام کیا گیا۔

(۳)

میرٹھ کے مشہور رئیس اور ممتاز دولتمند قاضی اشفاق حسین کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں ان کی پاک طینتی ان کا بے ریا اخلاق اور ان کی مخلصانہ قومی خدمات ایسی نہ تھیں کہ میرٹھ میں ان کا کوئی آدمی ان کے نام کے ساتھ لفظ "مولانا" کا اضافہ نہ کرتا ہو وہ شہر کے سب سے بڑے تاجر اور سربرآوردہ بزرگ تھے ان کا عالیشان محل شاہ پیر دروازے میں مرجع انام تھا روزانہ شام کے وقت ان کے دروازے پر سائلوں کا ہجوم ہوتا تھا اور قاضی اشفاق حسین اپنی نورانی ڈاڑھی میں کنگھا کرتے ہوئے گھر سے برآمد ہوتے ہر طرف سے دعاؤں کا شور پیدا ہوتا اور ہر ضرورتمند قاضی صاحب کی فیاضی سے فائز المرام ہوکر واپس جاتا۔

عام طور پر مشہور تھا کہ وہ اپنی آمدنی کا نصف حصہ غرباء پر تقسیم کر دیتے ہیں ممکن ہے کہ اس میں تھوڑا بہت مبالغہ ہو لیکن اس میں شک نہیں کہ ان کے سینے میں ایک ایسا دردمند دل تھا جو ابنائے جنس کی غربت و افلاس اور بیکسی و بیچارگی پر ہر وقت تڑپتا رہتا تھا اور اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ وہ نہایت مخیر کریم النفس اور پاک خصلت آدمی تھے۔

قاضی اشفاق حسین کے بہت دن تک کوئی اولاد نہ ہوئی اور وہ دولتمند ہو کر بھی اگر وہ کسی چیز کے لئے بیچین رہتے تھے تو صرف اولاد کے لئے ان کے احباب نے ان کو مشورہ دیا کہ وہ عقد ثانی کر کے اپنے دامن آرزو کو گوہر مقصود سے پر کر لیں لیکن بیوی سے انھیں غیر معمولی محبت تھی وہ ہرگز یہ نہ چاہتے تھے کہ اپنی وہ سالہ رفیق زندگی کو صدمہ پہنچا کر اپنی تمنا حاصل کریں وہ اس قسم کے مشوروں پر باوجود

تحمل اور متحمل مزاج ہونے کے چیں بجبیں ہوئے بغیر نہ رہتے تھے جب ان سے کہا جاتا کہ اولاد کی آرزو اسی وقت پوری ہو سکتی ہے جب دوسری شادی کی جائے تو وہ چہرے پر غصہ کے آثار نمایاں کر کے کہتے یہ کہاں کی انسانیت ہے کہ میں اپنا دل خوش کرنے کے لئے اس غریب کو ایک دائمی اذیت میں مبتلا کر دوں جو میری ذات پر سب سے زیادہ اعتماد رکھتی ہے اور پھر اس کی کیا ضمانت ہے کہ عقد ثانی کے بعد میں صاحب اولاد ہو جاؤں گا اگر اس وقت بھی قسمت نے ساتھ نہ دیا تو میرے لئے تو دنیا جہنم ہو جائے گی۔

واقعہ یہ ہے کہ قاضی صاحب میں جملہ اوصاف انسانی بدرجہ کمال موجود تھے اور سب خوبیوں کے ساتھ قدرت نے انھیں مستقل مزاجی بھی غضب کی عطا فرمائی تھی اگر ان کی جگہ کوئی دوسرا شخص ہوتا تو اس کا متزلزل ہو جانا یقینی تھا لیکن یہ قاضی صاحب ہی کا دل گردہ تھا کہ انہوں نے اس طرف ذرا توجہ نہ کی اور مرحومہ بیوی کے ساتھ اپنے پیمان وفا کو کبھی سست نہ ہونے دیا۔

دنیا میں صرف استقلال ایسی چیز ہے جس سے ہر نوع کی تکالیف کا ازالہ ہو سکتا ہے اگر کوئی شخص حقیقی مسرتیں حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کو پہلے مستقل مزاج بننا چاہیئے قاضی صاحب کا اصول زندگی یہی تھا کہ وہ ہر معاملہ میں مستقل اور ثابت قدم رہتے تھے یہی وجہ تھی کہ اپنی زندگی میں وہ ناکامی سے ہمیشہ ناواقف رہے چنانچہ اس معاملہ خاص میں بھی قدرت نے ان کا ساتھ دیا اور شادی کے پورے چودہ سال بعد ان کی بیوی کے بطن سے ایک نہایت خوبصورت اور تندرست بچہ پیدا ہوا جس کو "محمود حسن" کے نام سے موسوم کیا گیا۔

اگرچہ قاضی صاحب نے محمود کی تربیت میں نہایت بیدار مغزی اور احتیاط سے کام لیا اور اس میں شک نہیں کہ اگر ان کا سایہ محمود کے سر سے نہ اٹھتا تو وہ دنیا میں بہترین اوصاف کا انسان ہوتا لیکن خدا کو منظور نہ تھا کہ محمود کی زندگی "حیات جاوید" کا جواب ہو اور اس طرح ایک بے نظیر چیز کی مثال اس کی قیمت کو کم کر دے۔

محمود ابھی آٹھ ہی سال کا تھا کہ قاضی صاحب کا انتقال ہو گیا اولاد سب سے زیادہ جس عمر میں ماں باپ کے التفات کی محتاج ہوتی ہے حقیقتاً وہ یہی عمر ہے اس عمر میں بچہ کے اخلاق کی تعمیر ہوتی ہے اور اس کا سنگ بنیاد ماں باپ ہی کے ہاتھ سے رکھا جاتا ہے اگر بنیاد کو کافی مستحکم نہ کیا گیا تو نتیجہ یہ ہوگا کہ عمارت پائدار نہ ہوگی جس طرح باغ کا سرسبز پودا جس کی جڑیں زمین میں اچھی طرح پیوست نہیں ہوئیں اور جو اپنی غذا جذب کرنے کی پوری اہلیت نہیں رکھتا مالی کی معمولی غفلت سے خشک ہو جاتا ہے اسی طرح ایک ہونہار بچہ کی اخلاقی حیثیت بالکل تباہ ہو جاتی ہے اگر اس کی ابتدائی تربیت پر کافی توجہ نہ کی جائے۔

قاضی صاحب کے مرتے ہی ان کے گھر کا رنگ بدل گیا گھر میں کوئی ایسا شخص نہ تھا جو ان کی مسند پر بیٹھتا اور ان کا صحیح جانشین ہوتا اس لئے محمود کی ماں نے اپنے بھائی کے لڑکے "بشیر حسن" کو بلا کر اپنے یہاں رکھ لیا اور کاروبار کی نگرانی اس کے سپرد کر دی۔

بشیر ابھی نوجوان تھا اگرچہ اس کی تعلیم بہت اعلیٰ نہ تھی تاہم جس اہلیت کا آدمی اس کام کے واسطے موزوں ہو سکتا تھا وہ اس میں موجود تھی اس لئے آتے ہی تمام کاروبار تجارت پر اپنا اقتدار قائم کر لیا اور نہایت دانشمندی سے جملہ امور کی نگرانی کرتا رہا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آمدنی میں کسی قسم کی کمی نہ ہوئی بلکہ بحیثیت مجموعی بشیر کی

موجودگی سے قاضی صاحب کی تجارت کو فروغ ہوگیا۔

قاضی صاحب زیادہ تر چمڑے کی تجارت کرتے تھے چمڑے کی شناخت اور اسکی خرید و فروخت میں بشیر کو پہلے سے کافی مہارت حاصل تھی چنانچہ میرٹھ ایسے شہر میں جہاں یہ کاروبار کسی فن کے نقطۂ نگاہ سے نہیں کیا جاتا بشیر بہت زیادہ کامیاب ہوا اس میں شک نہیں کہ بشیر قاضی صاحب کی تجارتی حیثیت کے لحاظ سے ان کا بہترین جانشین تھا لیکن دوسرے اوصاف اس میں بالکل مفقود تھے خصوصاً محمود کی تربیت سے وہ مجرمانہ تغافل برتا رہا تھا بلکہ واقعہ یہ ہے کہ بشیر نے شروع ہی سے محمود کو ایک زبردست حریف سمجھا اس لئے ابتدا ہی سے یہ انتظام کیا کہ اس کی دماغی قابلیتوں پر جہالت کا پردہ پڑ جائے تاکہ وہ جوان ہو کر بھی بشیر سے بے نیاز نہ ہو چنانچہ اس نے محمود کو لہو و لعب میں مشغول کر دیا تھیٹر سینما رقص و سرود کی طرف اسے متوجہ کیا یہ چیزیں محمود کے لئے بے انتہا جذب و کشش کا سامان رکھتی تھیں اس کی نگاہوں میں یہ قوت نہ تھی کہ وہ ان کے تاریک پہلو تک پہنچ سکیں وہ صرف ظاہری سطح کو دیکھتا تھا جو ایک زبردست قوت تسخیر کی حامل تھی۔

تھوڑے ہی دنوں میں محمود میرٹھ کی اوباش جماعت کا ایک سرگرم رکن بن گیا اس کی ماں نے بہت کوشش کی کہ محمود کی اصلاح ہو جائے لیکن اس کی ہر کوشش بشیر کی تائید و امداد کی محتاج تھی اور اس کا یہ عالم تھا کہ وہ دانستہ اس معاملۂ خاص میں کوتاہی کرتا تھا اور محمود کی گمراہی کو اپنے لئے نشان منزل سمجھتا تھا محمود کی ماں جب زیادہ پریشان ہوتی تو وہ کہہ دیتا کہ محمود قاضی صاحب کی تنہا نشانی ہے مجھ سے نہیں ہو سکتا کہ میں اس پر سختی کروں اور تکلیف پہنچا کر اس کے اخلاق کو درست کروں یہ وہ حربہ تھا جو مخصوص طور پر ایک عورت کے جذبات محبت کو برانگیختہ کرنے کی غرض سے استعمال کیا جاتا تھا اور اس کی کامیابی یقینی تھی۔

تمام کاروبار پر بشیر حاوی تھا محمود کو مہینے میں بلا کسی محنت و کاوش کے اتنی رقم مل جاتی تھی جو اس کے دلچسپ مشاغل کے لئے کافی ہوتی تھی پھر کوئی وجہ نہ تھی کہ محمود مفت میں یہ دردسر مول لیتا اس لئے اس طرف کبھی توجہ ہی نہ کی۔

محمود کی عمر کے ساتھ ساتھ بشیر کی حرص بھی بڑھ رہی تھی وہ محسوس کر رہا تھا کہ محمود کا شباب اس کے لئے مایوسی و نامرادی کا وہ پیام لا رہا ہے جو ایک دن اس کو دولتمندی کی اس بلند مسند سے نیچے اتار دے گا اگرچہ وہ یہ بھی سمجھتا تھا کہ محمود کو اتنا ہوش کبھی نہ آئیگا کہ وہ اس کی عیارانہ چالوں سے آگاہ ہو لیکن یہ بھی مقتضائے عقل و دانش کے خلاف تھا کہ بشیر محض اسی خیال کی بنا پر اپنے مستقبل سے غافل رہے۔ بشیر نے دوربینی کے لحاظ سے اپنا سرمایہ محفوظ کرنا شروع کیا تمام نقد روپیہ اس کی تحویل میں رہتا تھا اور مہینے میں دو چار ہزار کی رقم الگ کر لینا کوئی مشکل کام نہ تھا بشیر کی طمع اتنی بڑھ گئی تھی کہ اس نے اعتدال سے کام لینا بھی چھوڑ دیا اور وہ بڑی بڑی رقموں پر غاصبانہ نظریں ڈالنے لگا جس کا انجام یہ ہوا کہ سرمایہ کم ہونے لگا جس کے باعث تجارت میں بھی انحطاط کے آثار نمایاں ہوئے رفتہ رفتہ بشیر کی تجارت بالکل گر گئی اور وہ اپنی ساکھ قائم نہ رکھ سکا بعض مطالبوں میں قاضی صاحب کے چند مکانات بھی قرق ہو گئے آخر میں مجبوراً بشیر نے ایک دیوالیے کی حیثیت سے اپنا کاروبار بند کر دیا اب وقت آگیا تھا کہ بشیر اپنا دامن بچا کر محمود سے جدا ہو جائے چنانچہ اس نے محمود کی ماں سے کہا کہ یہ کام اب میرے بس کا نہیں جب تک ہو سکا میں نے آپ کی خدمت میں کوتاہی نہیں کی اب میں قطعاً مجبور ہوں روپیہ میرے پاس بالکل نہیں ہے قرضخواہ ہر طرف سے مجھ پر زور کر رہے ہیں دوکان کو بند ہوئے آج ایک ہفتہ ہو گیا میں کسی صورت سے آپ کے ہاں قیام نہیں کر سکتا میری رائے میں آپ کے پاس جس قدر نقد سرمایہ ہو اس کو محفوظ کر لیجئے اور غیر منقولہ جائداد کو فروخت کرکے قرض ادا کرنے کی کوشش کیجئے اس کے بعد جو کچھ بچے اس کو اپنے مصارف اور گذر اوقات کی غرض سے اپنے قبضہ میں رکھئے تاکہ محمود کو اس پر دست درازی کا موقع نہ ملے۔

محمود کی شادی ہو چکی تھی مگر اس سے اس کی زندگی میں کوئی خوشگوار انقلاب نہ ہوا تھا بلکہ ناپاک صحبتوں کے اثر سے وہ بادۂ ناب کے جرعۂ تلخ کو ہی سرمایۂ نشاط تصور کرنے لگا تھا اس سلسلہ میں اس کی فضول خرچیاں حد سے تجاوز ہو چکی تھیں آتش سیال کی پرستش کے واسطے جس ماحول کی ضرورت ہے وہ محمود نے پیدا کر لیا تھا اس کے گھر میں ہر وقت ایک ہنگامۂ رقص و سرود اور جشن نا و نوش برپا رہتا تھا اس کی ماں نے بہت سعی کی کہ محمود کے سر سے یہ سودا نکل جائے اور وہ اس خطرناک وادی سے نکل کر منزل حیات کے جادۂ مستقیم پر گامزن ہو لیکن جس دماغ میں بیابان کا مفہوم "چمنستان عشرت" اور بربادی کا ترجمہ "نشاط زندگی" ہو اس پیکر جنون و جہالت کا دنیا میں کوئی علاج نہیں اگرچہ وہ غریب اپنے مقصد اصلاح میں کامیاب نہ ہو سکی لیکن اپنی جان اس نے اس کے نذر کر دی۔

ماں کے مرنے پر گھر کے سب اختیارات محمود کو حاصل ہو گئے اس کی بیوی ربیعہ میں یہ طاقت نہ تھی کہ وہ شوہر کی کجروی پر زبان اعتراض دراز کر سکے اس کو اب نہ موعظت کی تلخ گفتاریوں کا اندیشہ تھا نہ ناصحانہ جھڑکیوں کا خوف وہ گھر میں بھی آزاد تھا باہر بھی آزاد ربیعہ چونکہ بالکل تنہا رہ گئی تھی اس کی غمگسار ساس باقی نہ تھی کہ اپنی مشفقانہ باتوں سے اس کا غم غلط کرتی رہے اسلئے وہ محمود سے اجازت لیکر اپنے بھائی کے پاس چلی گئی جو پنجاب میں کسی جگہ ڈپٹی کلکٹر کے عہدے پر فائز تھے ربیعہ کے جاتے ہی محمود اور زیادہ بے لگام ہو گیا اگرچہ اس پر بظاہر ربیعہ کا کوئی اثر نہ تھا مگر واقعہ یہ ہے کہ اس کی موجودگی میں وہ بعض چیزوں کو خاص اس کی ملک سمجھتا تھا اب ان سب پر وہ قابض ہو گیا اس میں کچھ چیزیں ایسی تھیں جو اس کے مقصد میں خاص طور پر مفید ثابت ہوئیں رفتہ رفتہ وہ وقت آیا کہ محمود نے باپ دادا کی ہر چیز قربانگاہ عیش پر بھینٹ چڑھا دیا پہلے غیر منقولہ جائداد پھر گھر کا قیمتی اسباب اس کے بعد سکونتی مکان اور سب سے آخر میں محمود نے اپنی غیرت و حمیت ان تباہ کاریوں کی نذر کی قرض کی وہ معمولی معمولی رقمیں جو اس نے شراب کے خالی پیالوں کو پر کرنے اور آغوش تہی کو کامیاب مدعا بنانے کی غرض سے ساہوکاروں سے حاصل کی تھیں بتدریج بڑھتے بڑھتے ہزاروں اور لاکھوں تک پہنچ گئیں نتیجہ یہ ہوا کہ محمود گھر سے بے گھر ہوا اور اس کے پاس پہننے کے کپڑے تک نہ رہے۔

ربیعہ جس دن سے گئی تھی محمود نے اس کو پوچھا تک نہ تھا گو کہ وہ محمود کے لئے تڑپ رہی تھی مگر اس کے شبستان عیش میں ربیعہ کے واسطے کوئی گنجائش نہ تھی۔

جب محمود کی جائداد نیلام ہو گئی اس کا سارا سامان فروخت ہو گیا تو اس کے حواس درست ہوئے اور آنکھیں کھل گئیں لیکن اب سوائے منہ چھپا کر فرار ہو جانے کے کوئی چارہ کار نہ تھا ممکن تھا کہ ربیعہ سے اس کو کچھ امداد مل جاتی لیکن جس بیوی کو کبھی محبت کی نظر سے نہ دیکھا تھا مصیبت کے وقت اس کے سامنے ہاتھ پھیلانا اسے گوارا نہ تھا۔

عرصۂ حیات محمود پر تنگ تھا مگر موت کو اس کے وجود سے نفرت تھی وہ مجنون تک دیوانہ وار جنگلوں میں پھرتا رہا مگر یہاں بھی اس کی سوزش قلب کا کوئی علاج نہ تھا بالآخر مجبور ہو کر اس نے ترک وطن کا ارادہ کر لیا اس نے دہلی کے راستے پر پیدل چلنا شروع کیا اور جس دن وہ دہلی کی آبادی میں داخل ہوا ہے دو وقت کا بھوکا تھا۔

وہ صبح چار بجے دہلی پہنچ گیا تھا یا وہ وقت تھا جب محمود دہلی کے دوران قیام میں پارسی تھیٹر یکل کمپنی میں رات بھر دل بہلانے کے بعد قیمتی موٹر میں سوار ہو کر امپیریل ہوٹل کی طرف روانہ ہوا کرتا تھا جس شہر میں وہ پوری شان امارت کے ساتھ داخل ہونے کا عادی تھا اور جس کے اسٹیشن پر متعدد موٹریں جیبوں احباب اس کے خیر مقدم کی رسم ادا کرنے جمع ہوا کرتے تھے آج وہ پھٹے پرانے لباس میں نہایت بیکسی کے ساتھ اس میں داخل ہو رہا تھا اور کتوں کی خوفناک آوازیں اس کے استقبال میں بلند ہو رہی تھیں۔

وہ دن بھر شہر کے کم آباد محلوں میں پھرتا رہا شام کو بھوک سے اس کا برا حال ہو گیا پورے چار وقت سے اس کے پیٹ میں کوئی چیز غذا کی قسم سے نہ پہنچی تھی اس کے ہاتھ پیروں کی رگیں کھنچ رہی تھیں معدے سے شعلے بلند ہو رہے تھے جن کی حدت سے زبان بالکل سوکھ گئی تھی انسان ہر تکلیف میں تھوڑا بہت صبر کر لیتا ہے مگر بھوک سے خدا پناہ میں رکھے جو زبردست سے زبردست آدمی کو نہایت ذلیل کارروائیوں پر آمادہ کر دیتی ہے۔

مزدوری سے محمود کو عار نہ تھا کیونکہ اس مشغلے کو وہ اپنی آیندہ زندگی کا سہارا بنا چکا تھا لیکن اس کا وقت تھا نہ طاقت! مجبوراً صرف ایک وقت کی روٹی حاصل کرنے کے لئے اس نے دنیا کے ذلیل ترین پیشے "گداگری" پر اعتماد کیا۔

(۳)

محمود نے صاحب خانہ کے کہنے سننے پر وہ رات وہیں بسر کی لیکن یہ طے کر لیا کہ بہت سویرے کسی کو اطلاع کئے بغیر ہی چلا جاؤں گا۔ اس کا میزبان نفسیات انسانی سے باخبر تھا وہ محمود کی صورت دیکھتے ہی پہچان گیا تھا کہ آدمی شریف مگر مصیبت زدہ معلوم ہوتا ہے اب اس کی باتیں سنکر یقین ہو گیا کہ غیرت اجازت نہیں دیتی کہ وہ دن کی روشنی میں اپنے آپ کو ایک معمولی گداگر کی صورت میں ظاہر کرے چنانچہ اس نے محمود کو زیادہ مجبور نہ کیا۔

محمود صبح چار بجے کے قریب بیدار ہوا تو دیکھا کہ پلنگ کی برابر میں ایک چھوٹی سی میز لگی ہوئی ہے جس پر کشتی میں کھانا اور چائے رکھی ہے اس نے دل ہی دل میں میزبان کا شکریہ ادا کیا اور ناشتے سے فارغ ہو کر وہ چلنے پر آمادہ ہوا لیکن اسکی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب اس نے اپنی جیب میں غیر معمولی وزن کا احساس کیا دیکھنے پر معلوم ہوا کہ پچاس روپے کاغذ کی ایک پڑیہ میں بندھے ہوئے جیب میں پڑے ہیں۔ اب اس کا ارادہ ہوا کہ اپنے محترم میزبان کا شکریہ ادا کر کے یہ روپیہ اس کو واپس کر دے مگر جس کاغذ میں روپیہ لپٹا ہوا تھا اس پر لکھا تھا۔

"امید ہے کہ یہ روپیہ آپ قبول کرینگے اور اب تو قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں کیونکہ اتفاقاً آج میں بھی باہر شب کو رنگون جا رہا ہوں گھر پر ایک فراش کے علاوہ کوئی نہیں ہے جو آپ کے ناشتے کا انتظام کرے گا اس کو روپیہ واپس کرنا ایسا ہے جیسے کنویں میں پھینکنا بہرحال آپ کسی صورت سے روپیہ مجھ تک نہیں بھیج سکتے ایسی حالت میں بہتر ہے کہ آپ اس کو بلا پس و پیش قبول کر لیں"

اگرچہ محمود نے صرف ایک وقت کی روٹی کے لئے فقیرانہ ہیئت اختیار کی تھی اسکی نیت یہ نہ تھی کہ وہ اس پیشے کا ہرگز بھی نام نہ لے لیکن اب یہ روپے چار و ناچار اس کو لینا ہی پڑا اس مکان سے نکلتے ہی اس نے اپنے ارادہ میں بلندی محسوس کی اور قلب میں جوش عمل کا امنڈتا ہوا دریا اُسے نظر آیا وہ پہلے تو دن نکلنے کے انتظار میں اور ادھر پھرتا رہا پھر بازار پہنچکر اس نے چالیس روپے کے جوتے خریدے اور وہاں سے اسٹیشن گیا جہاں دو گھنٹے قیام کر کے اس نے اپنے لئے ایک مقصد زندگی اور ایک شاہراہ عمل تجویز کی۔

چالیس روپیہ کا سرمایہ بظاہر کچھ بھی نہ تھا مگر قوی ارادہ اور ولولۂ عمل ایک ایسی چیز ہے جو ذرے کو پہاڑ بنا دینے کی زبردست طاقت رکھتی ہے محمود نشۂ عمل سے سرشار تھا ارادے کی شراب کا خمار اس کے دماغ میں قوت پیدا کر رہا تھا اور وہ ان حالات میں کامیابی کے بہت قریب ہوتا جا رہا تھا۔

اس نے طے کر لیا کہ میں یہاں سے بمبئی جاؤں گا اور وہاں پہنچکر اپنی تجارت کو فروغ دوں گا ہر چند سرمایہ میرے پاس نہیں لیکن جو ارادے بے سروسامانی کے عالم میں قائم کئے جاتے ہیں وہ اکثر کامیاب ہوئے ہیں میں برگ و نوا سے فائدہ نہ اٹھا سکا یقیناً بے نوائی اور بے سروسامانی مجھے راس آئے گی۔

بمبئی میں ایک ہفتے کے اندر ہی اس کے سب جوتے فروخت ہو گئے جس کے بعد اس کو نوے روپے وصل ہوئے دہلی میں جس دوکان سے محمود نے جوتے خرید کئے تھے اس سے یہ قرار داد ہو گئی تھی کہ آیندہ اگر ضرورت ہوئی تو اسی نرخ سے وہ جس جگہ سے چاہے گا مال طلب کر سکے گا چنانچہ اس نے یہ روپیہ اس دکان کو بھیجکر استدعا کی کہ مال فوراً بھیجدیا جائے اب اس نے بمبئی کی ایک دوکان پر ۸ روپیہ پر مزدوری شروع کر دی بارہ دن کے بعد جب پارسل وصول ہوا تو وہ مزدوری سے چھ روپیہ پیدا کر چکا تھا جس میں سے چار روپے نقد اس کی جیب میں موجود تھے اس نے مزدوری برابر جاری رکھی صرف شام کو تین چار گھنٹے کے لئے وہ کسی اچھی جگہ دوکان لیکر بیٹھ جایا کرتا تھا اتنے وقت میں جو کچھ فروخت ہوتا تھا اس کو نہایت احتیاط سے محفوظ رکھتا تھا اور مزدوری کے سلسلے میں اپنے کھانے پینے کے مصارف پورے کرتا تھا۔

چونکہ بمبئی میں دہلی کے جوتوں کی یہ پہلی دکان تھی لہٰذا کوئی وجہ نہ تھی کہ محمود کا یہ کاروبار اتنے بڑے شہر میں فروغ نہ پاتا ایک سال کے ہیر پھیر میں محمود نے ہزاروں روپے پیدا کر لئے اس نے شہر کے ایک بڑے بازار میں ایک شاندار دکان کھول دی اور اب کثرت سے دہلی کے جوتے اس کے یہاں موجود رہتے ہیں جن کو وہ ہندوستان کے باہر بھی مصر سوڈان، افریقہ وغیرہ بھیجتا رہتا ہے اس نے اسی کے ساتھ کپڑے کی تجارت بھی شروع کر دی ہے جس میں اس کو کافی منافع ہوتا ہے۔

اگرچہ محمود بظاہر بہت مطمئن ہے اور اس کی حیثیت اب اس قدر مضبوط ہو گئی ہے کہ اس کو اس طرف سے کوئی اندیشہ نہیں ہے مگر باوجود اس کے وہ ہر وقت کسی خیال میں محو رہتا ہے وہ اقتصادی جنگ میں ضمناً کامیاب ہو رہا ہے دماغی کشمکش میں دنیا سے مغلوب ہوتا جا رہا ہے۔

وہ ربیعہ کی مفارقت کو اپنے لئے نہایت تکلیف دہ خیال کرتا ہے اس کے علاوہ اپنے میزبان کا قرض ادا کرنے کی اُسے سب سے زیادہ فکر ہے حقیقتاً ان ہی وجوہ سے وہ ہر وقت پریشان اور مضطرب رہتا ہے بظاہر اس کو جس قدر اطمینان ہے اتنا ہی وہ دل میں بےچین ہے۔

(۴)

محمود کے لئے ربیعہ کا بلا لینا کچھ دشوار نہ تھا۔ اگر معمولی طور پر بھی اُسے یاد کرتا تو ربیعہ ایسی عورت نہ تھی کہ محمود کی بےوفائی کا انتقام لیتی وہ بوئے گل کی طرح اگر محمود کی زندگی کے چمن سے جدا ہو گئی تھی تو "عروس بہار" بنکر واپس بھی آسکتی تھی۔

ہر چند پانی کی گستاخ موجیں کنول کے پھول کو ایک لمحہ چین لینے نہیں دیتیں مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ وہ موجوں کے ان تھپیڑوں سے متاثر ہو کر تالاب سے بےوفائی کرے وہ جھیل ہی میں کھلتا ہے اور وہیں مرجھا کر اپنی شگفتگی سے خوش ہونے والے پانی میں فنا ہو جاتا ہے۔

ربیعہ بھی محمود ہی کو اپنی کشتی کا ناخدا سمجھتی تھی اور محمود کی بےالتفاتی کو اپنی موت سے تعبیر کرتی تھی لیکن محمود کے لئے سب سے بڑی پریشانی یہ تھی کہ وہ ربیعہ سے بےانتہا شرمندہ تھا اسے اس کے بلانے کی جرأت ہی نہ ہوتی تھی جس زمانہ میں محمود میرٹھ میں مقیم تھا اور اس کے پاس کافی سرمایہ تھا اس کو اطلاع دیگئی تھی کہ ربیعہ کے بطن سے لڑکا پیدا ہوا ہے آکر دیکھ جاؤ۔ مگر اس نے ادھر کوئی توجہ نہ کی تھی اس کے بعد بیماری کے حیلے سے بھی اُسے بلایا گیا مگر محمود نہ گیا۔

ان حالات میں اُسے ہمت نہ ہوتی تھی کہ وہ اپنی اس بیوی کو جس کا قلب اس کی بےاعتنائی سے مجروح ہے دعوت التفات دے مگر یہ بھی گوارا نہ تھا کہ وہ بیوی اور بچے کو بھول جائے۔

اس نے ایک دن ربیعہ کو اپنے تمام حالات قلمبند کرکے بھیجدیئے یہ بھی لکھدیا کہ میں نے محض شرم کی وجہ سے تمھیں نہیں بلایا اگر تمھیں باوجود میری بداخلاقی کے مجھپر رحم آسکتا ہو تو پچھلی باتوں کو ایک بدقسمت انسان کی بکواس اور بیمار آدمی کا ہذیان سمجھکر بھلادو اور خدا کے لئے میرے نورالعین کو لیکر چلی آؤ۔ میرے کاشانۂ حیات کا دروازہ تمہارے لئے ہر وقت کھلا ہوا ہے اور صرف تمہاری میرے گھر میں کمی ہے۔ خط لکھنے کے دسویں روز محمود کو تار سے اطلاع دی گئی کہ ربیعہ بمبئی روانہ ہو چکی ہے۔ اسٹیشن پر سواری کا انتظام کرو۔

محمود وقت سے دو گھنٹہ پہلے ہی اسٹیشن پہنچ گیا، پنجاب میل کے بمبئی اسٹیشن پر رکتے ہی ایک ادھیڑ عمر کے آدمی نے کھڑکی سے سر نکال کر زور سے کہا، "سیٹھ محمود" اس آواز کی صدائے بازگشت ابھی فضا میں گونج رہی تھی کہ محمود دوڑ کر زنانے ڈبہ کے پاس پہنچ گیا اس کے تعجب کی کوئی انتہا نہ رہی جب اس نے ربیعہ کے ساتھ آنے والے آدمی کو غور سے دیکھکر معلوم کیا کہ یہ اس کا وہ مخیر میزبان ہے جس کے دروازے پر اس نے اپنا طویل روزہ افطار کیا تھا۔

یہ بھی ایک اتفاقی بات تھی کہ عارف نے معمولی توقف کے بعد محمود کو پہچان لیا ربیعہ نے محمود کو دیکھتے ہی عارف کو اشارہ سے بتایا کہ یہی محمود ہیں تو عارف پر سکتے کی سی کیفیت طاری ہو گئی ان کے حافظہ میں محمود کی دو سال قبل کی ہیئت اس طرح محفوظ تھی جیسے کوئی ہوشیار مصور آئینہ پر تصویر بنا دیتا ہے ممکن تھا کہ عارف اس کو اپنے ذہن و دماغ کا ایک مغالطہ سمجھتے لیکن جب محمود نے بھی ان کو متحارفانہ نگاہوں سے دیکھکر ان کا خیر مقدم کیا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ اپنے خیال کو غلط سمجھتے۔

عارف محمود کے کاروبار کو دیکھکر بہت خوش ہوئے اور اس قدر جلد ترقی کر لینے پر انہوں نے بہت تحسین کی جس کا محمود نے ادب کے ساتھ شکریہ ادا کیا اور پھر پچاس روپے کا نوٹ پیش کرکے عارف سے کہا کہ اب اپنا یہ عطیہ واپس کر لیجئے۔

عارف نے کہا میں اس معاملہ میں ربیعہ کی اجازت کا پابند ہوں کیونکہ جس رقم سے یہ روپیہ آپ کو دیا گیا تھا اس میں میرے علاوہ ربیعہ اور ان کے بھائی بھی شریک تھے ہم تینوں کے مشترک سرمایہ سے تجارت ہوتی تھی اور جس روز آپ کی مجھ سے ملاقات ہوئی ہے اسی دن مجھے بھی "نمک" کی تجارت میں پندرہ ہزار کا نفع ہوا تھا اسی منافع سے میں نے اپنی ذمہ داری پر پچاس روپے تم کو دیدیئے تھے لیکن اب یہ روپیہ خیرات کی مد میں درج ہو چکا ہے میں اس کو کسی طرح اپنے اختیار سے واپس نہیں لے سکتا اور نہ ایک سائل کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ دو سال کے بعد کسی کا عطیہ اُسے واپس کرے۔

جب ربیعہ کے سامنے یہ قصہ بیان کیا گیا تو محمود نے اس کی پوری تفصیل بھی اُسے سنادی جس کو سنکر ربیعہ بہت روئی آخر میں یہ روپیہ غربا، کو تقسیم کر دیا گیا اور اس طرح محمود اپنے سر سے ایک بوجھ ہلکا کرنے میں کامیاب ہوا۔

ربیعہ کے بمبئی آنے کے بعد محمود نے ایک اخبار میں پڑھا کہ جو شخص بشیر حسن ساکن میرٹھ کے ورثا کا پتا بتائے گا اس کو پانچسو روپے انعام دیا جائے گا۔

چونکہ اعلان گورنمنٹ کی طرف سے تھا اس لئے محمود نے فوراً بشیر کے ساتھ اپنی قرابت کی اطلاع اس پتے پر دیدی جو اعلان کے نیچے درج تھا وہ حیران تھا کہ بشیر کے ورثار اور اعزہ کو کیوں تلاش کیا جا رہا ہے ایک مہینے کے بعد جواب آیا کہ بشیر حسن نے ایک معقول جائداد اپنی اولاد کے لئے وقف کی تھی لیکن اس کا تمام خاندان زمانۂ طاعون میں تباہ ہو گیا اس لئے جستجو کی جا رہی ہے کہ اس خاندان کا کوئی فرد زندہ موجود ہو تو وقف کی آمدنی اس کے نام منتقل کی جائے ورنہ وقف عامہ میں شامل کر دی جائے۔ دو اور کے دو عزیزوں کے نام پہلے دریافت ہو چکے ہیں لیکن آپ بہت قریب کے عزیز ہیں لہذا آپ کو منجملہ پانچسو روپے ماہوار کے تین سو روپے ماہانہ ملا کرینگے دو سو روپے دوسرے عزہ کو دیئے جائینگے بشرطیکہ انہوں نے اپنا حق قرابت کر دیا۔

چونکہ آخر میں بعض کارروائیوں سے اور اپنے خیرخواہوں کے کہنے سننے سے محمود پر بشیر کی عیاریاں منکشف ہو چکی تھیں اس لئے اس روپے کو اس نے بشیر کا عطیہ خیال نہ کیا بلکہ ایک ہلاک غفلت کے بعد اپنی

"بیداری کا انعام"

سمجھکر قبول کر لیا۔

اسہل القرآن یہ تاعدہ مولانا علم الدین صاحب نیرنگ ہاشمی جے پالی کا ایجاد ہے اس کے ذریعہ سے چار برس کا بچہ چھ مہینے میں صرف دو تین گھنٹہ کی محنت سے قرآن شریف اور اردو کی کتابیں پڑھ سکتا ہے ضخامت ۸۴ صفحہ قیمت ۴ر ایک روپے کی پانچ جلدیں (منیجر حمیدیہ پریس نئی بھونگانے) محصولڈاک ایک جلد ۲ر

وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

انسان جب اپنی غلط قوت پر اعتماد کر لیتا ہے، تو پھر اس کے سامنے دنیا نقطۂ "میں" کے اندر پنہاں رہ جاتی ہے، اور وہ اپنے زعم میں یہ سمجھ لیتا ہے، کہ میں جو چاہوں وہ کر سکتا ہوں لیکن خدا کا زبردست ہاتھ ہمیشہ ایسے "میں" کے گلے پر چھری پھیر دیتا ہے، جلب منفعت و کسب زر میں انسان اندھا ہو کر بعض اوقات یہ چاہنے لگتا ہے کہ سب مر جائیں اور میں ہی یہ سب دولت سمیٹ لوں اور ایسی ایسی رکیک حرکتوں پر اتر آتا ہے کہ اگر وہ خود بھی کبھی اپنے اس جذبہ سے علیحدہ ہو کر غور کرے تو اس کو اپنی صورت و سیرت خود ہی گھناؤنی اور نفرت زدہ دکھائی دینے لگتی ہے لیکن اگر خدا کسی کو گمراہ کرنا چاہے تو اس کو کوئی راہ پر نہیں لا سکتا و من یضللہ فلا ہادی لہ اس کو ڈھیل دی جاتی ہے، اور اس کو اسکی افترا پردازی اس کی خود نمائی، اور دل آزاری بالآخر اس کو ذلت و حقارت کی قبر تک لے جاتی ہے، اور وہ وقت ایسا ہوتا ہے، کہ جب دنیا کی ایک زبان بھی اس کے لئے دعائے خیر نہیں کرتی، اور ایک دل بھی اس کی سود و بہبود کا خواہاں نہیں ہوتا، یہ سب داستان میرے ایک عزیز دوست کی ہے، میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس کو ان آفات سے محفوظ رکھے

اسی سلسلہ میں مجھے اپنے خدائے کارساز کی عطا کی ہوئی نعمتوں کا ذکر کرنا ہے جس نے محض اپنے فضل سے اس حقیر بندے کو نوازا جس میں کسی اعتبار سے کوئی خوبی ہی نہیں جس کی ہستی محض عصیان اور برائیوں کا مجسمہ ہے، لیکن وہ بے پروا جب نوازنا چاہتا ہے تو پھر اس کے لئے استحقاق کی ضرورت نہیں ہوتی ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

کل کی بات ہے میں نے درخواست کی تھی کہ مولوی کے ساڑھے چار ہزار خریداروں کی فراہمی ہو جانے تو ۲۰ ہزار کی اشاعت پر مولوی میں مقامات مقدسہ کے عکسی فوٹو ہر مہینے شامل ہو جایا کریں، یہ ایک حقیر آواز اس نااہل بندے کے منہ سے نکلی تھی جس کی قابلیت و اثر کا ایک شمہ نہ تھا، لیکن خدا کی نوازنے والی قوت نے اسی کمزور آواز میں اتنا اثر دیدیا کہ یہ پرچہ **بجائے ساڑھے پندرہ ہزار کے سولہ ہزار چھپا ہے**، میری آنکھوں کے سامنے ہے کہ ہندوستان میں سدہا مذہبی، ادبی، اصلاحی پرچے چھوٹی بڑی سب ہی قیمتوں کے شائع ہو رہے ہیں، اور یہ بھی واقعہ ہے کہ ان کے یدراں ہر اعتبار سے قابل اور معزز رہے ہیں لیکن باوجود ہزار در ہزار کوششوں کے یہ مقبولیت ان کو حاصل نہیں ہوتی جو آپ کے پرچہ مولوی کو ہے، تو کیا اس کی یہ وجہ ہے کہ یہ سستا پرچہ ہے کیا یہ وجہ ہے کہ اس کے مضامین اچھے ہوتے ہیں، نہیں، بلکہ صرف یہ ہے کہ خدا جس سے چاہے اپنا کام لے لے وہاں قابلیت، نجابت، شرافت، امارت کوئی معیار نہیں ہے، مدینہ میں نجیب سے نجیب، شریف سے شریف، امیر سے امیر رسول کریم کے لئے آنکھیں بچھاتا ہے کہ حضور یہاں فروکش ہوں، لیکن خدا اپنے کمزور سے کمزور بندے کو نوازنا چاہتا ہے اور رسول کریم کا ناقہ ٹھہرتا ہے تو کہاں حضرت ایوب انصاری کے مکان پر، پھر کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ کوئی کسبی عزت تھی، ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء"

ایک روپیہ اپنی گرہ سے دیدینا، مولوی کے سولہ ہزار خریداران میں سے اکثر یا نصف کے لئے دشوار ہے مگر آسان ہے اس کے مقابلہ میں کہ وہ کسی دوسرے بھائی کو اس کے لئے آمادہ کریں کہ تم مولوی کے خریدار ہو لیکن وہ یہ سب زحمتیں برداشت کرتے ہیں، دوستوں کے پاس جاتے ہی ہیں، ان سے کہتے ہی ہیں، انکی آمادگی کے لئے اچھے لفظوں میں اپیل ہی کرتے ہیں، اور بعض بعض تو اپنے احباب سے خط و کتابت

میں ایک روپے سے زیادہ خرچ کر دیتے ہیں، پھر کیا وہ یہ سب کچھ اس دنیا کی ذلیل ترین ہستی عبدالحمید کے خوش کرنے کے لئے کرتے ہیں، نہیں بلکہ وہ اس کے لئے کرتے ہیں جس کا سب کچھ ہے، وہ اس لئے کرتے ہیں کہ خدا کا کام ہے اور خدا ان کا ہو جائے پھر ہے کوئی جو عبدالحمید کی ننگ ہستی کو بے نقاب کر کے خدا کا کام کرنے والوں کو ان کے کاموں سے روک دے، و من یہدی اللہ فلا مضل لہ

میرے بزرگ بھائیوں! اگر تمہارے نزدیک مولوی کچھ اسلام کی خدمت کر رہا ہے تو پھر اس کار خیر میں میرے شریک ہو کر اس کی اشاعت ہندوستان کے چپہ چپہ میں کر دو اور اپنے محلہ اور اپنے قصبہ، شہر، محکمہ، مدارس، مساجد غرض کوئی جگہ ایسی باقی رہنے نہ دو جہاں مولوی نہ پہنچ جائے۔

سب جانتے ہیں کہ مولوی کا پہلا پرچہ ۲۴ صفحہ کا تھا، اور اب ۸۰ صفحہ کا ہے اور چندہ وہی ایک روپیہ ہے، اور میں نے اپنی گرہ سے اس پر کچھ بھی نہیں لگایا، تو ظاہر ہے کہ یہ سب خوبیاں محض آپ کی دلچسپیوں کی وجہ سے ہوئیں اور آئندہ بھی جو کچھ ترقی ہوگی وہ بھی آپ ہی حضرات کی کوشش سے ہوگی، میرا فرض تو محنت کرنا اور سلیقہ سے خرچ کرنا ہے، اور خدا کو منظور ہے تو آئین آپ مجھے نااہل نہ پائیں گے

ابھی چار ہزار خریدار اور فراہم کرنے ہیں

اور سولہ ہزار میں سے حساب کیا جائے تو چار میں سے ایک آدمی صرف ایک خریدار دیدے تو لیجئے ایک دن میں چار ہزار خریدار ہو جاتے ہیں، لیکن ہر شخص اپنی اپنی جگہ مصروف ہوگا پھر بھی یہ کام تو کرنا ہی ہے، دفاتر، مدارس والے بھائی اس کام کو آسانی سے کر سکتے ہیں کہ اپنے دفتر کے احباب کو اس کی خریداری کے لئے آمادہ کر لیں،

وی پی کی بجائے اگر تنخواہ کے وقت روپیہ وصول کر کے منی آرڈر کر دیں تو ۳ر کی بچت ہو سکتی ہے

قدیم خریداروں سے التجا

یہ تو میں جانتا ہوں کہ سولہ ہزار میں سے ایک شخص بھی ایسا نہیں ہے جو مولوی کو جانکر اور بالقصد نقصان پہنچائے، اس لئے کہ ایک سال تک مولوی پڑھ لینے کے بعد کوئی خریدار بھی اپنے آپ کو اس حدیث کے مصداق نہیں بنائے گا جو رسول کریم نے ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کے تکلیف پہنچانے کے متعلق فرمائی ہے، ہاں ذرا سی غفلت، تھوڑی سی بے پروائی انکی طرف سے ہوتی ہے اور تھوڑا سا نقص مولوی کے دفتر کا بھی جو چالیس فی صدی وی پی واپس ہو جاتے ہیں، اگو یہ بھی میرے علم میں ہے کہ انہیں سے بہت سے بھائی تھوڑے ہی عرصہ کے بعد پھر خریدار ہو جاتے ہیں لیکن پھر روپے کے ۱۲ رہ جاتے ہیں بلا اطلاع تو وی پی جاتے نہیں ہیں وہ ایک پیسہ خرچ کئے بغیر اگر وی پی نہ لینا چاہیں تو انکار کر سکتے ہیں وہ اس طرح کہ اطلاعی خط پر "لینے سے انکار" لکھکر واپس کر دیں، ہوتا یہ ہے کہ اطلاعی خط پر تو انکا ضرور ارادہ ہوتا ہے کہ وی پی وصول کر لیں گے یا منی آرڈر بھیجینگے لیکن پھر یا تو بھول جاتے ہیں، یا وی پی کے وصول ہونے پر مجبوری ہوتی ہے، یا ڈاکخانہ ان کے گھر پر نہ ہونے کی حالت میں وی پی خود واپس کر دیتا ہے،

میرے خیال میں ایک آسان طریقہ یہ ہے کہ آپ اس کا انتظار نہ کریں کہ سال کب ختم ہوتا ہے، جب بھی موقعہ ہو اور جب بھی ممکن ہو نمبر خریداری کے حوالے سے روپیہ

بھیدیں، یا کتابوں کے منگانے کے وقت اسی کے ساتھ چندہ بھی شامل کرالیا کریں البتہ نمبر خریداری کا حوالہ بے حد ضروری ہے، اگر آپ لوگ یہ کریں تو ایک مفت کے نقصان سے چھٹکارا ہو جائے قیاس تو کیجئے کہ وی پی کی واپسی کا اوسط ۴۰ فیصدی ہے یہ دوسری بات ہے کہ وہ پھر خریدار ہو جاتے ہیں، لیکن وی پی کا نقصان تو ہوتا ہے، ۲۰ ہزار کا سال بھر میں ۴۰ فیصدی ۸۰۰ ہوا اور فی وی پی ۲ کا نقصان مع اطلاعی خط کے ہوتا ہے تو سولہ سو روپے سال کا نقصان ہوا یا ۱۳۳ ماہوار کا اگر یہ نقصان نہ ہو تو مولوی کی ظاہری و معنوی صورت میں کس قدر اضافہ ہو، اور اگر اسمیں ہم دونوں میں سے کسی ایک فائدہ ہو تب بھی اچھا ہے یہ تو مفت حرام میں جاتے ہیں،

خدا ان کا حافظ و ناصر ہو جنہوں نے پچھلے مہینے مولوی کے لیئے سعی فرمائی اور اپنی صدہا مصروفیتوں کے باوجود اپنے خدا کی خوشنودی کو مقدم کرلیا۔ اللہ ایسے معاونین اپنی رضا سے مالا مال کرے اور اپنی جنت کا وارث بنائے۔ **اللّٰھم حصّل مرادھم بالخیر**

تعداد	نام معاون	تعداد	نام معاون
ایک	جناب محمد سعید صاحب غازی پور	۲	جناب عبدالات پیر صاحب کبیری
۳	،، شیخ عبدالرزاق صاحب کھنگاؤں	۲	،، عبدالمجید صاحب لاہور
۵	،، عبدالرزاق صاحب گر باہیہ	۲	،، عبدالقادر صاحب اکولہ برار
۵	،، دوست محمد صاحب رجسٹری کلرک گینٹی	۳	،، سید حفیظ الدین صاحب برہانپور
۲۰	،، محی الدین صاحب موڑا ونر	۷	،، مبین الدین صاحب کلرک مغل سرائے
۷	،، شیخ محرم علی صاحب ڈ کانسٹبل کوکنگ	۲	جناب فرخ حسین صاحب بھوانی
۱	،، محمد اکرام الدین صاحب ہیڈ محرر رکپور	۲	،، شیخ عبداللہ صاحب وکٹوریہ ڈوک
۲	،، شیخ علیم اللہ نقیب اللہ عبداللاپور	۲	،، عبدالقیوم صاحب یاسین گنج
۶	،، جمیل محمد خطیب صاحب اربلی	۴	،، محمود علی خاں صاحب مت سور
۵	،، عبدالقدوس صاحب ہانسی	۲	،، محمد اسماعیل صاحب ریوا
۲	،، محمد حسن صاحب جمعدار نیو تکھلا	۱	کے ایم اے پانڈے صاحب لاہور
۳	،، عبدالرحیم صاحب انصاری بہرائچ	۲	تاج الدین صاحب گوجرانوالہ
۱	،، سجاد حسین صاحب بنارس	۲	،، ایم ابراہیم صاحب قاسم صاحب سورت
۲	،، ابو محمد عارف صاحب کھونٹی	۳	،، کرم الہی صاحب رائے بریلی
۲	،، منشی یاسین علی صاحب وانی ڈیہہ	۲	،، عبدالعزیز صاحب جودھپور
۶	،، سید محمد جلال الدین صاحب وکیل ہگیاپڑہ	۲	،، عبدالمجید صاحب جمنا پٹرہ
۲	،، مولوی عبداللہ صاحب مجلس اورنگ آباد	۲	،، محمد حبیب صاحب پالم
۱	،، سید نازی حسین صاحب سجے پور	۲	،، عبدالرشید صاحب ملسی
۲	،، محمد عبداللہ حسین صاحب بنگلور	۲	،، نور محمد خاں صاحب لاڈوہ کرنال
۲	،، خان بہادر پیرزادہ کلیم اللہ شاہ صاحب	۲	،، محمد ابراہیم صاحب گارڈ بنارس
۲	،، مولانا فخرالدین صاحب تاجر برشیم سنگھ	۲	،، غلام جیلانی صاحب کلیان
۲	،، ماسٹر عبدالحفیظ صاحب کولار	۲	علاء الدین صاحب بگام
۱	،، خواجہ رسول احمد صاحب یوسف پور	۲	،، حافظ رحیم بخش صاحب
۱	،، شاہ محمد عباد اللہ صاحب بردوان	۲	،، کمال الدین صاحب بہاحمت
۲	منشی محمد ابراہیم صاحب فیروز پور جھانجی	۲	،، مجید احمد صاحب احمدنگر
۲	،، مسعود الزمان صاحب جوناگڑھ	۲	،، حشمت علی صاحب فتحپور ہسوہ

تعداد	نام معاون	تعداد	نام معاون
۱	جناب ابراہیم خان عبدالرحمان خان کلکتہ	۱	جناب بدرالدین صاحب اعظم نگر
۱	،، مولوی کرم الہی صاحب جہلم	۴	،، محمد محبت صاحب کلرک راولپنڈی
۲	،، ماسٹر عبدالمجید صاحب یوسف پور	۱	،، ملا داود عبداللہ صاحب بمبئی
۲	،، بابو مہتاب علی صاحب سون پور	۲	،، جناب ہدایت اللہ شادی پلی
۲	،، جان خاں صاحب الہ آباد	۱	،، اے لطیف بیگ صاحب بونگ پیٹ
۲	،، فضل حسین صاحب صدیقی پھولپور	۲	،، عبدالرحمٰن صاحب ودن برار
۳	،، مولوی سید نثار علی صاحب نگوڈہا	۱	،، محمد ایوب صاحب موضع بسہیم
۲	،، مولوی غلام رشید صاحب مظفرگڑھ	۲	،، میرزا محمد مسیح صاحب رحمانی قنوج
۲	،، نادر شاں صاحب مسجد لانسر میسور	۱	،، منشی شاہ عبدالعزیز صاحب کمبھورم
۱	قاضی فیض احمد صاحب اباوڑہ	۱	،، سید اصغر علی صاحب ملال نگر
۱	،، فضل حسین صاحب امین جہلم	۱	،، رئیس احمد صاحب راولپنڈی
۲	،، سید انوار کریم صاحب مغل سرائے	۴	،، قائم الدین صاحب تلمبہ
۲	،، مولوی سید نصرت اللہ صاحب وزیر گنج	۳	،، عزیز حسن مرتضیٰ حسن صاحب فرخ آباد
۱	،، شیخ منیر الدین صاحب رائے بریلی	۳	،، ابو محمد عارف صاحب کھونٹی
۱	،، سید قائم حسین صاحب ہیلپر انکلش	۱	،، محمد صدیق صاحب لائن مین خانیوال
۲	،، مستری عبدالعزیز صاحب شاہ دیوگڑھ	۱	،، نظام الدین صاحب خانیوال
۱	،، سلطان الدین صاحب کرمالہ	۱	،، نظام الدین صاحب وایرمینگ
۳	،، ممتاز الدین صاحب اندور سٹی	۳	،، بابو شیر محمد صاحب کلرک بروٹ
۲	،، مولوی مولا یار صاحب بہروا	۷	،، کے خان صاحب بہنڈارہ
۱	،، بابو غلام محی الدین صاحب جھانکوٹ	۱	،، حافظ حمایت علی صاحب پٹنہ
۱	،، محمد اکرم خاں صاحب ٹائم کیپر شاہ پور	۵	،، مولوی سید جعفر حسنی صاحب حیدرآباد
۱۷	،، شیخ حسین صاحب پن پو ڈکم	۱	،، محمد شاہ صاحب ہیڈ کلرک کہا رود
۱	،، سید محمد نثار علی صاحب للیان	۸	،، مولوی غلام نبی صاحب کوہیر
۲	،، مولوی عبدالکریم صاحب سرادہ	۳	،، رشید علی صاحب میرن پور کٹرہ
۲	،، ماسٹر محمد عیسیٰ صاحب بہاولپور	۲	،، مولوی محسن علی صاحب سنڈیلہ
۲	،، چودھری عبدالرحمان صاحب راولپنڈی	۱	خان بہادر شیخ مہدی حسن صاحب گلاب باڑی
۱	،، فیاض علی صاحب تھانہ رام پورہ	۱	جناب عبدالعلی صاحب جالس
۲	مولوی غلام قادر صاحب دودھوچک	۱	،، حافظ سید عثمان صاحب قائم گنج
۲	،، غلام حسن صاحب کیفی ڈیرہ نواب	۳	،، سید محمد حسین صاحب ناگرول
۲	،، غلام محمد صاحب راجپور ہوشیارپور	۴	،، رفیق احمد صاحب ملتان
۲	،، عبدالغفور صاحب پہلوان فیض آباد	۱	،، سید جلال الدین صاحب صدرک
۲	،، چھوٹے صاحب نزر گوالیار	۲	،، سید حامد حسین صاحب رائے بریلی
۳	،، بابو عبدالاحد صاحب ہبی	۴	،، مولوی جلال الدین صاحب عثمان آباد
۲	سلیمان عبدالرحیم صاحب بمبئی	۱	،، سید حاکم شاہ صاحب چکرو ہرپو
۲	،، عبداللہ علی محمد صاحب غنی بازار	۱	،، مولوی محمد سلیمان صاحب ملیکہ تارو
۲	،، فخرالدین صاحب بڑہار	۲	،، محمد اسماعیل صاحب ہلمیر
۲	،، سکرٹری مسلم کتب خانہ دابوجی	۱	،، محمد طاہر صاحب جہناد
۲	،، حکیم محمد الدین صاحب ہنگالہ	۴	،، ایچ رفیق احمد صاحب سلطان ملتان

نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد
جناب ڈاکٹر قادر بخش صاحب داجل	۲	جناب سید محمد حسین صاحب پیرپور	۱	جناب سید محمود علی شاہ صاحب فیروزپور	۱	جناب منشی مہدی حسن صاحب کلکتہ	۱
" سید عبدالعزیز صاحب وزیگاپٹم	۲	" سید فتح شاہ صاحب نوشہرہ کلاں	۱	" ملک گلزار خاں صاحب دہیال	۱	" محمد علیم اللہ صاحب ٹھیکیدار پٹنہ	۲
" شیخ غیاث الدین صاحب باندہ	۲	" رحیم خاں صاحب نصیرآباد	۲	" ایس ایم نظام الدین صاحب دارجیلنگ	۱	" سید داؤد عادل صاحب بمبئی	۲
" محمد سلیمان صاحب الہ آباد	۵	" قاضی فقیر اللہ صاحب کرتارپور	۳	" مولوی محمد شریف صاحب گگڑ گل	۲	" شیخ گیسو صاحب برکس جہانسی	۲
" سید غازی حسین صاحب جے پور	۱	" عبدالقیوم صاحب سری مادھوپور	۱	" ایم اے جلیل صاحب نرساپور	۱	" محمد صادق سب پوسٹ ماسٹر مرالہ	۱
" سید احمد میر صاحب کرنول	۱	" محمد حسین صاحب شہدادکوٹ	۲	" سید عبدالکریم صاحب چھاؤنی ملتان	۴	" محمد یوسف خاں صاحب بیتول	۳
" مولوی محمد زمان صاحب اذارہ	۳	" ابوالنصر صابر نظامی نلدرگ	۱	" عبداللطیف خاں صاحب کوردائی	۱	محمد حسن صاحب جمشید پور	۱
" راجو خان صاحب تلہ گنگ	۱	" محمد بشیرالدین صاحب سنگرام پور	۱	" عبدالعزیز صاحب رضوان افسر احمدآباد	۱	" مولوی محمد انور علی صاحب وکیل	۱
" اکبر علی صاحب بھٹنڈہ	۱	" مولوی احمد علی صاحب علوی سیلو	۵	" غلام حسین صاحب کنٹرکٹر ٹانک	۱	" عبدالرب صاحب پٹنہ شہر	۱
" محمد اکرم خاں صاحب شاہجاپور	۲	" محمد شاہ صاحب بنگلہ سالار والہ	۲	" وزیر حسن صاحب مکند رو گنج	۲	" مولوی محمد سلیمان صاحب ٹھیکہ نارو	۱
" ایس جی محی الدین صاحب کلکتہ	۲	" مولوی احمد جراح صاحب تولسر	۱	" مولوی محمد بخش صاحب مدرس محمدپور	۱	" محمد رضا خاں صاحب کوتوالی	۲
" بشیر احمد خاں صاحب نمبر ۹۳ بمبئی	۳	" گل محمد صاحب پٹواری چک نمبر ۵ ملتان	۱	" مولوی عزیز احمد صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ	۲	" بابو محمد یوسف صاحب کلرک کانپور	۳
" مولوی عبدالاول صاحب لاکہ پور	۱	" محمد بشیر اللہ صاحب ایجنٹ بھوپال	۲	" حافظ سید محمد عثمان صاحب قائم گنج	۱	" جناب احسن میاں صاحب ممبر نگر	۲
" نعمت اللہ صاحب جمعدار احمد نگر	۴	" پیر احمد صاحب سرہندی کچھہ سامان	۱	" اللہ بخش صاحب کوٹھہ شاف کالج	۲	" مولوی منظور المحمود صاحب خیرآباد	۱
" حاجی آغا بنا صاحب سوداگر فیض آباد	۵	" محمد عبداللطیف صاحب شمع بیری	۳	" انتظام علی صاحب لاکھیری	۱	" منشی مرزا یاسین صاحب باڑانہ	۲
" عبدالمجید صاحب بنگلور چھاؤنی	۲	" مولوی سعید احمد صاحب گگدل پور	۱	مولوی مہر محمد بخش صاحب لودھراں	۹	" مولوی سید محمد یحییٰ صاحب ہنڈون	۷
" مولوی کفایت علی صاحب سرگ ذہن	۱	" عبدالجلیل صاحب پٹواری گھوڈائی	۱	محمد اسمعیل صاحب گوہنہ	۱	" شیخ احمد حسن صاحب بلدہ حیدرآباد	۱
" سراج الدین صاحب ہندپور	۱	" محمد عباس صاحب موڈیگیرہ	۴	" عبدالکریم ابراہیم صاحب سیوری	۳	" رستم علی خاں صاحب حصار	۲
" خان بہادر علامہ قادر صاحب ڈیرہ اسمٰعیل	۲	" بلگام محی الدین صاحب سرول	۲	" کے بی صاحب خان صاحب لال گل	۲	" منیجر سنار کمپنی راجپیٹ	۱
" حکیم محمد محسن صاحب انصاری گورکھپور	۲	" پیرزادہ محمد یسین صاحب پلوامہ	۱	" نبی بخش صاحب افسر مدرس نشکر گنج	۱	" کریم بخش صاحب سکھر	۱
" مولوی محمد شفیع صاحب دائرہ عالم	۴	" تاج محمد خاں صاحب عادات	۲	" اللہ رکھو صاحب میلانی	۱	" مرتضیٰ حسین صاحب کاکوری	۲
" حاجی ولی اللہ صاحب کانپور	۱	" محمد عثمان صاحب سیلو	۱	" ایچ ایم مہدی صاحب لسین	۲	محترمہ ریحانہ صاحبہ میرٹھ	۱
" شیخ محمد عثمان صاحب تاراپور	۱	" قاضی محمد تاج صاحب ماداور	۲	" مولوی محمد ابراہیم صاحب سمانہ ہباؤ	۲	" بابو عبدالرحمن صاحب گارڈ نوپور	۱۱
" سید جمال الدین صاحب وکیل مہگواڑہ	۷	" محمود خاں صاحب مندسور	۱	" نور محمد صاحب منور ہو اگھر	۳	" میاں جی رحمت علی صاحب چک ۳۸۶	۱
" سید جعفر علی صاحب اہلہ سانجہ	۱	" عبدالقادر صاحب ڈیرہ غازی خان	۲	" ڈاکٹر محمد حسین صاحب خیرآباد	۱	" ابن اشرف صاحب منڈاپور	۲
" سراج الدین صاحب جہندپور	۱	" والیہ سعیدالدین صاحب	۲	" ایم اے عزیز خاں صاحب مدراس	۳	" سید نور صاحب کاکناڑہ	۲
" مولوی کرم الٰہی صاحب ترکی جہلم	۱	" مولوی محمد شفیع صاحب مدرس گنیاں	۱	" احمد خاں صاحب علان کیمپ	۲	" فضل حسین صاحب چکوال	۱
" عبدالجبار خاں صاحب محرر تحصیل	۲	" غلام حسن صاحب پنجابی گلکوٹ	۱	" عبدالشکور خاں صاحب کرنوس ساوٹ	۱	" مسٹر محمد اشرف صاحب راولپنڈی	۲
" جناب داؤد قطب الدین صاحب	۲	" منشی عبدالغفور صاحب جھنگ	۳	" خلیل الرحمن صاحب تحصیل للوا	۱	" قاضی سیف اللہ صاحب اباوڑہ	۱
" سید محی الدین صاحب رحمانی فانی	۱	" مولوی عبدالرزاق صاحب مالک گڑھ	۱	" شیخ داؤد شیخ کریم صاحب ماسکو	۲	" ولی داد صاحب کارندہ کالرہ	۲
" شیر محمد صاحب سواڑہ	۲	" سیٹھ غلام رسول صاحب جبل پور	۲	" ابوالفضل حسن صاحب گارڈ کناپاں	۲	" محمد شفیع الدین صاحب صدیقی	۱
" مولوی حبیب حسن صاحب نقی رودلی	۳	" مولوی عبدالرحمان صاحب ناگور	۱	" غلام معین الدین صاحب بیگو سرائے	۲	" منشی ممتاز احمد صاحب غازی پور	۱
" خدا بخش صاحب ملتان	۲	" عبدالرحمان صاحب دفتر نہر جھنگ	۷	" بیگم مرزا محمد حنیف صاحب سیوانی	۲	" عبدالرحیم صاحب تیامینگ برما	۱
" عنایت الحق صاحب اعظم گڑھ	۱	" مولوی علی حسین صاحب جہان آباد	۱	" مرزا محمد حنیف بیگ صاحب سیوانی	۱۳	" عبدالاول صاحب دوارد	۲
" نور محمد صاحب پراونشل	۱	" خواجو خاں صاحب کوتوالی کوٹہ	۱	" سید عبدالرحمن صاحب حیدرآباد دکن	۲	" سید حبیب الرحمان صاحب پٹنہ	۱
" محمد حسین صاحب لال باغ	۱	" محمد اطہر علی صاحب لائن بازار پورنیہ	۲	" غلام محمد نورالدین صاحب حیدرآباد	۲	" شمس الہدیٰ صاحب ملکی ملک	۱
" شاہ حسینی صاحب نائب سجادہ	۲	" مولوی مہدی علی خاں پولس	۴	" خواجہ حمید اللہ صاحب دم بنارس	۳	" ولی محمد صاحب آوان	۳
" محمد روشن صاحب بمبئی	۲	" شیخ فیروزالدین صاحب پشاور	۱	" جعفر خاں صاحب فارسٹر پاتور	۲	باقیدارد	

ہر شخص حیرت میں ہے کہ عمدہ مترجم اور مجلد حمائل قرآن کیونکر مل سکتی ہے

اور ترجمہ بھی مولوی اشرف علی صاحب تفسیر بھی بیان القرآن کی کاغذ بھی سفید اور گلیز ڈ اور ابتدا میں ایک بسیط مقدمہ بھی ہو کیا آپ نے

دیکھا یہ سب حمیدیہ پریس دہلی کا مفید اور حیرت انگیز کارنامہ ہے نہ سنا

اس عالمگیر کساد بازاری اور بے روزگاری میں جبکہ ہزاروں بھائی قوت لایموت کے ساتھ دین کا دامن بھی تھامے ہوئے ہیں مترجم قرآن شریف کے خواہاں تھے لیکن زیادہ قیمتوں کی بنا پر مجبوراً خرید نہ سکتے تھے حمیدیہ پریس دہلی کی اولیت ہے کہ اس نے ایسا قرآن شریف ناظرین کے سامنے پیش کر دیا جو ترجمۃ الالٰہی ہو اور سستا ہو۔ ہو ترجمہ بھی مولوی اشرف علی صاحب کا ہو اور تفسیر بھی بیان القرآن مولوی اشرف علی صاحب کا اختصار تقطیع بھی کلاں ہو غرضیکہ تمام وہ سامان ہو جس کا ایک مسلمان دل خواہاں ہو سکتا ہے اور لطف یہ کہ ابتدا میں ایک بسیط مقدمہ بھی ہے جس میں قرآن شریف کے متعلق مزید ضروریات کا حل ہو اور مجلد بھی بہترے کا ہو

تیار ہے اور اس کا نام ۲۸ خوبیوں والا یا غیر معمولی مترجم قرآن ہے صدہا روز جا رہا ہے

اور حسب ذیل ۲۸ خوبیاں ہیں (۱) تعداد ہائے سورہ قرآن شریف و ترتیب نزول و ترتیب تلاوت (۲) تلاوت قرآن شریف اور دوسری عبادتوں کا موازنہ اور تلاوت مع ترجمہ کی برتری (۳) قرآن شریف کا نزول کیونکر ہوا اور جبرئیل کیونکر آیات قرآن لاتے تھے احادیث صحیحہ سے اقتباس ہے (۴) ترتیب نزول اور ترتیب تلاوت میں فرق کیوں ہے (۵) تعلیم قرآنی کے فوائد اور اس کے فوائد و برکات (۶) تلاوت قرآن کی ثواب بصورت مختلف مثلاً نماز میں تراویح میں مسجد میں رات دن میں وغیرہ (۷) تلاوت کے آداب (۸) قرآن شریف کی فضیلت دوسری کتب سماوی پر (۹) حروف بالسہ کے فضائل اور ان کے اعمال (۱۰) بیان فضائل سورہ فاتحہ (۱۱) بیان فضائل سورہ بقر (۱۲) فضائل سورہ انعام مع قبولیت (۱۳) بیان آیت الکرسی مع فضائل اور اُس کے اعمال (۱۴) سورہ کہف اور اس کی آیات کا اثر مع قصہ اصحاب کہف (۱۵) سورہ یاسین کے فضائل و اعمال (۱۶) فضیلت سورہ فتح اور اس کے اعمال (۱۸) فضیلت سورہ ملک اور اس کے اعمال (۱۹) فضائل سورہ اخلاص مع اعمال (۲۰) فضائل سورہ واقعہ مع اعمال رفع گرانی و باران رحمت (۲۱) سورہ عم یتساءلون کے خواص اور دفع بلیات کے اعمال (۲۲) فضائل معوذتین (۲۳) رسول کریم کی زیارت خواب میں ہو سکتی ہے بہت تھوڑی سی محنت کے بعد اور فضائل درود شریف (۲۵) رموز اوقاف (۲۶) سوانحعمری رسول کریم (۲۷) فہرست ترتیب سورہ و آیات (۲۸) دعائے ختم القرآن مع فضائل **ضخامت ۶۷۰ صفحے معہ مقدمہ**

کاغذ سفید دبیز ولایتی ساخت۔ **چھپائی** خوب روشن سیاہ **مجلد** بڑی لبنتہ **کتابت** کا اندازہ بہ اعتبار خوشخطی اس نمونہ سے نہ کیجئے کیونکہ یہ نمونہ عربی سے نا واقف شخص کا لکھا ہوا ہے بلکہ اس سے خط کے جلی ہونے کا اندازہ کیجئے **ہدیہ مجلد ڈیڑھ روپیہ** ۱۸ معہ محصولڈاک اب بڑھ گیا ہے اسلئے ۱۵ ارکل ۱۸ میں جہاں چاہے منگا لیجئے **ایک منگائیے یا سو** رعایت مطلق نہیں ریل کے ذریعہ کم از کم چار قرآن شریف منگائیے ورنہ کوئی خاص فائدہ نہ ہوگا ریل کے ذریعہ منگانے والے پیشگی قیمت بھیجیں ورنہ تعمیل نہ ہوگی یہ بھی نوٹ کر لیجئے کم از کم چار ریل پر جو ریل کے ذریعہ منگایا جائے ۱۲ ارفی جلد یہاں ہی خرچ پڑ جاتے ہیں **مینیجر رسالہ مولوی کوچہ چیلان دہلی** سے ہی طلب فرمائیے کیونکہ رسالہ مولوی کے تمام نقصانات کی تلافی اور اسلامی احکام کی تبلیغ قرآن شریف کی ہی آمدنی سے ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ جلدیں بہت ہی اعلیٰ درجہ کی خاص طور پر بنوائی گئی ہیں

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ

وہ پاک ذات ہے جو اپنے بندے کو شب کے وقت مسجد حرام سے مسجد

الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ

اقصیٰ تک جس کے گرد اگرد ہم نے برکتیں کر رکھی ہیں لے گیا تاکہ ہم ان کو اپنے کچھ عجائبات قدرت دکھلادیں بیشک اللہ تعالیٰ بڑے

وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا

سننے والے بڑے دیکھنے والے ہیں اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور ہم نے اسے بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنایا کہ میرے سوا کوئی کارساز مت

مِنْ دُوْنِیْ وَكِیْلًا ؕ ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا

قرار دو ان لوگوں کی نسل جنکو ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا بیشک وہ

ایک روپے کا مال آٹھ آنے میں خرید لیجئے

رمضان شریف کے غیر معمولی اخراجات اور شوال کے مندے کی وجہ سے ذی قعدہ کا مہینہ کاٹنا دشوار ہو جاتا ہے **اپنی چند ذاتی ضرورتوں** کی بنا پر مندرجہ ذیل کتابیں نصف قیمت پر دیدونگا، اگر آپ آسانی سے اور بغیر تکلیف اٹھائے مدد فرما سکیں، تو حسب ذیل کتابیں خرید لیجئے، عنایت ہوگی، عبدالحمید مینجر رسالہ مولوی دہلی

رجوع الشیخ یہ عربی زبان میں سلطان سلیم خان ترکی کے لیئے لکھی گئی تھی آب اردو میں چھاپی ہے اس کے دو حصے ہیں، اردو زبان میں یہ بالکل اچھوتی کتاب ہے صدیوں سے نایاب تھی، امرا اور رؤسا و کہلانے میں بخل کرتے تھے اور چونکہ عربی میں تھی اس لیئے خاص ذی علم اور صاحب ثروت فضلا ہی اس سے لطف اندوز ہوتے تھے اسکا مطالعہ کمزوروں کے لیئے اکسیر اور بے اولادوں کے لیئے ثمرہ اولاد ہے اور مقوی باہ مجرب نسخوں اور طلسموں کا نادر و نایاب مجموعہ ہے نسخے نہایت آسان اور مجرب ہیں، پہلا حصہ مردوں کے متعلق خاص ہے اور دوسرا حصہ عورتوں کے لیئے اور عورتوں اور مردوں کے لذت یاب ہونے کے طریقوں میں ہر وہ ترکیب جو کسی زمانہ اور کسی ملک میں ہو سکتی ہے قابل مصنف نے سب کو محیط کیا ہے دواسے، مساس سے، لمس سے، اشاروں سے، باتوں سے، زبان سے، شیریں کلامی سے مخصوص حکایات سے مفید ہدایات سے غرضکہ مرد اور عورت ایک دوسرے کو بادنی تکلیف موہ سکتے ہیں گرویدہ کر سکتے ہیں، اور سچ مچ میاں بیوی لیلےٰ مجنوں بن سکتے ہیں، اگر یہ کتاب دلا نجیب سنگی اور محتسب کے ویلہ تیز کی نذر ہوگئی تو جس کے پاس نہ ہوگی وہی دست حسرت ملے گا، قیمت ۶ار رعایتی ہر دو حصہ ایک روپیہ، محصول ڈاک ۸ر کل عہ

دلہن کی ڈائری باتصویر یعنی سہاگ کی آہنداپتی، ایک شوخ و طرار دلہن کی آپ بیتی شب زفاف کا پرکیف سماں اچھوتے پہول کی مہک، کچھ خوف کچھ شرم، کچھ ہراس، کچھ گدگداہٹ، دولہا میاں کی ہیبت یا باغبان عشرت کی گل چینی، بے صبری کے جذبات بے تابی کے مظاہرے بے بسی کے آنسو بے کسی کے پسینے، دامن عصمت کے تار ہائے نازک کا جہیر جہیر ہونا طلسم آبگینوں پر سنگباری، ایک ایک واقعہ الاماں ہوشربا، تو بہ شکن، سخت عجیب اور جان لیوا اور لطف یہ کہ لکہا ہوا بہی ایک پیکر حسن کا ایک الہڑ شہاب پر دلہن کا شب نامچہ اور اپنی ڈائری سہیلی کے ناخنوں کی صورت میں ہمنہ سے شرارت ہی ٹپکتی ہے اور شوخی بہی، یہ کتاب دولہا دلہن کے لیئے سبق آموز ہے یہ کتاب بے حد مقبول ہے یہ تیسرا اڈیشن ہے قیمت اصلی سوا روپیہ رعایتی ۱۰ر محصول ۶ر کل عہ ر

بہار عروس یہ دلہن کی ڈائری کا دوسرا حصہ ہے، اسمیں وہی دلہن جن کے البیلی نخاطب سہیلی پہلی کتاب میں تھی جسے وہ اس کتاب میں غنچہ سے پہول یعنی منزل دوشیزگی سے اتر کر عروس نوین گئی ہیں، اب ان کے حالات عروسی یا شب نامچہ عروسی درج ہوتا ہے، بہار عروس اپنی لطف انگیزیوں کے لحاظ سے معمور کا نقش ثانی ہے جس کو صحیح طور پر کہا جاتا ہے کہ بہترین ناول، ایک ایک لفظ انشا آئینہ ہے اس کی قیمت بہی سوا روپیہ ہے، رعایتی ۱۰ر محصول ۶ر کل عہ ر

قانون مواصلت دنیائے کیف و نشاط کی ایک خاص رہنما کتاب ہے کتاب کے نام سے کتاب کے کام کا اندازہ کر لیجئے جوانی و شادی کی سرتیں، عورتوں کو خوش کرنے کی تدبیریں، تندرستی قائم رکھنے کے اصول، ونیعفی کو جوانی سے بدلنے والی ہدایتیں اور تقریباً بہت سی تصاویر فوٹو بلاک ضخامت ۲۲۸ صفحات، قیمت ہم رعایتی ۱۰ر محصول ۶ر کل عہ ر

لذت نکاح زن و شوہر کے تعلقات پر نہایت مفید، دلچسپ اور پراز معلومات کتاب ہے جس کا مطالعہ شادی سے پہلے اور شادی کے بعد عورتوں اور مردوں دونوں کے لیئے نہایت ضروری ہے اس کتاب میں جو راز بتائے گئے ہیں اس سے واقف ہو کر میاں بیوی عیش و راحت سے زندگی بسر کر سکیں گے اور شادی کا حقیقی لطف آجائے گا، بیوی محبوبہ بنکر رہے گی، اور آپ کا گہر جنت کا نمونہ بن جائے گا کتاب اس قدر دلچسپ ہے کہ شروع کر کے ختم کئے بغیر نہیں رہ سکتا قیمت ہم رعایتی ۱۰ر محصول ہر (عہ)

طلوع شباب یہ اپنے طرز کی انوکہی کتاب ہے، یا یوں سمجھئے کہ عورت کی دائی ہے اسمیں عورت کی اندرونی اور بیرونی زندگی مردوں کے سامنے عریاں کر دی گئی ہے، مرد عورت کے ہر جذبہ سے فی الفور ہو جاتا ہے، ساتہہ اس کتاب کے پاس رہنے اور اس پر عمل کرنے سے ہمیشہ جوان رہ سکتی اور گویا تیار حسن کے لیئے ایک طبی تیر ہے اسمیں حسب ذیل مضامین ہیں

حسن کی تعریف، حسن میں اضافہ، تندرستی کا شباب، انگلی نورس کی پژمردگی، استحکام شباب زیبا، جلد کا رنگ، توجہ کا مرکز، المین مصنوعی رنگ خوبصورت چہرے کی بدنمائی کا سبب آنکہیں اور انکی سحرکاری، بدنما آنکہوں کو دلفریب بنانا، تیر مژگان، بہنی، پیشانی، زلف عنبرین، آرائش گیسو، گیسو بریدہ، بالوں کی صفائی، کان، دہانہ، لب، تبسم کی بجلیاں، لبوں سے تعلق اندرونی مقامات سے، ٹہوڑی، گردن، شانے، بازو، کلائیاں اور انکی خاص رنگین جن سے کہ مقامات نہاں متاثر ہیں، پستان، اس کی شکل، جذبات کا امنڈنا پیٹ کا تعلق پستان و اندام نہانی سے، اس کے بعد ازدواجی زندگی کے ہر شعبہ سے بحث ہے اور مواصلت کی لذتوں سے لیکر بڑہاپے تک عورت کے ہر شعبہ حیات پر تبصرہ ہے ضخامت ۸۰ صفحات، باتصویر ہے اور دو نو عکسی ہیں، قیمت ایک روپیہ رعایتی ۸ محصول ۶ر (۱۴ر)

کورٹ شپ یا عہد شباب، نوجوانوں کی رہبر کامل، ناعاقبت اندیشوں کے لیئے مشیر طبی و آبحیات، قوت رفتہ کی روک تہام اور از سر نو اس کی واپسی کی تدبیریں صنفی قوتیں اپنی حالتوں پر باقی ہی نہیں رہتیں بلکہ ان میں اضافہ کی صورتیں نکالی گئی ہیں طبی ہدایات کے ساتہہ ہی بکثرت مجرب نسخے بھی درج ہیں اور مردانہ بیماریوں کے مکمل علاج ہیں بہت کامیاب کتاب ہے قیمت ایک روپیہ رعایتی ۹ر

مجموعہ کربلا کربلا کے تپتے ہوئے میدان میں حق پرستوں کا خون کس بیدردی سے بہایا گیا، معصوم بچوں اور عورتوں پر مظالم، مجموعہ کربلا میں درد بہرے غمناک داستان بہی ہے اور ظالموں کی ستم آرائیوں کے افسانے بہی، ساتہہ ہی یزید کی نفس پرستیاں اور عیاشیاں جن کا عام طور سے لوگوں کو علم نہیں، آخر میں یزید کا عبرتناک انجام کہ اس ظالم کا کیا حشر ہوا، قیمت ۱۲ر رعایتی ۱۲ر محصول ۶ر کل عہ

انجام یزید کربلا کے واقعات کا دردناک ڈرامہ اسٹیج پر لایا گیا ہے یزید کی خلافت اور خلاف شریعت حرکات نفس پرستی کے حیاسوز مناظر بتائے گئے ہیں یہ ڈرامہ ملک الکلام نوح امروہوی کی یادگار ہے، ایک باعصمت خاتون نے نہایت دلیری سے یزید کا خاتمہ کیا، قیمت فی جلد ۱۰ر رعایتی ۵ر علحدہ نہیں جاسکتی اور لوگی

تین دلچسپ ہنسنے ہنسانے والی کتابیں اور ایسی عجیب غریب ادبیت سے معمور ہیں کہ ناممکن جو ایک صفحہ پڑھنے کے بعد کتاب نامکمل چھوڑ دی جائے (۱) بہاری بھرکم کی ڈائری (۲) مسٹر مجنوں (۳) عورت شناسی، مجموعی قیمت عہ رعایتی ۹ر محصول ۵ر

تین تحریر آموز کتابیں جن سے مضمون نگاری آجاتی ہے اور خط و کتابت میں ادبیت پیدا ہو جاتی ہے (۱) اتالیق مضمون نگاری (۲) جذبات نثر مجلد (۳) مقالات نیاز، ان کتابوں میں مضامین ہر قسم کے ہیں، تاکہ جس قسم کا مضمون چاہو انکو سامنے رکھ کر لکھ لو جس اخبار یا رسالہ میں وہ مضمون جائے شہرت ہو جائے۔ قیمت تینوں کتابوں کی تین روپے رعایتی عہ محصول ۱۰ر (عہ)

تین سیاسی سوانح عمریاں جن سے مسلمانوں کا جمود فی الفور حرکت میں آجائے (۱) الفاروق یعنی حضرت عمر فاروق کی مکمل سوانح عمری ابتدائے اسلام کے ماخذ شدہ وہ قوانین جو ہمیشہ ہر مہذب حکومت کے لئے مشعل راہ ہیں جنگ کے وہ اصول جو تیرہ سو برس سے بے ہی ممتاز ہیں انصاف کے وہ حیرت خیز مناظر جو آج دنیا جن میں عنقا ہیں، اور یہ سب باتیں موجود ہونے کے ساتھ خدا کی عبادت ہر چیز سے مقدم ہے، (۲) الهارون عباسی خلیفہ ہارون رشید کے حالات دولت کے مظاہر فنون کے کرشمے، سائنس قدیمہ کے حیرت زا کارنامے، سطوت اسلامی کے درخشاں جلوے اور پھر بھی مذہبی کیفیات کے نمایاں پہلو عیاں ہیں، یہ عالم اسلامی کا سب سے زیادہ فخر علم دوست علم پرور خلیفہ کی سوانح حیات ہے جو آج مسلمانوں کی لٹی ہوئی پونجی سمجھی جاتی ہے (۳) المامون یہ سیاسی چالوں اور ڈپلومیٹک شاہکاروں کا حیرت افزا خواب ہے جو خلیفہ مامون کی حیثیت میں جلوہ گر ہوا اسلامی سطوت اور فنون لطیفہ کی یاد اس سے تازہ ہوتی ہے قیمت فی کتاب علی الترتیب عہ، عہ، عہ رعایتی ہر سہ کتب عہ ضخامت ... صفحات محصول ۱۲ر کل ۱۱ر

تین مذہبی سوانح عمریاں جن کو پڑھ کر روح تازہ ہوتی ہے اور مذہبی جمود میں بیداری پیدا ہوتی ہے (۱) سیرۃ النعمان فقہ اسلامی کی سب سے بڑی علمبردار حضرت امام ابو حنیفہ کے حالات، زہد و ورع، پیشہ، دنیا کی کامیاب زندگی، مذہبی شغف، مذہبی قوانین کی تدوین، مخالفین فقہ سے مباحثہ، باریک و لطیف نکات، در حیرت انگیز وقیق مسائل جو پانی کی طرح حل کئے یہ سب اس کتاب میں ہیں (۲) الغزالی تصوف کے سب سے بڑے لیڈر امام محمد غزالی کے حالات زندگی، التصوف کے اسرار و غوامض شریعت کو طریقت پر فضیلت، مذہبی زندگی، سلوک کے منازل، ریاضت کی تعلیم، جو آج کل کے نام نہاد تصوف سے بہت ارفع اور بلند تر ہے، یہ سب اس کتاب میں ہے، سوانح مولینا روم مثنوی معنوی کے مصنف حضرت مولانا روم کے حالات زندگی، ہر بات والہانہ، ہر واقعہ وجد میں لانے والا، پھر مثنوی کا اقتباس، اور اسکی دلچسپ اور پر معرفت شرح یہ سب کتابیں علامہ شبلی کی لکھی ہوئی ہیں ان تینوں کتابوں کی قیمت للعہ اور رعایتی صرف عہ، محصول ڈاک ۱۲ر کل عہ

تین حفظان صحت جن سے میاں بیوی، بچے تینوں لگنے والی بیماریوں سے بچ جائیں اور اپنی صحت محفوظ رکھ سکیں، (۱) مفتاح الصحت اسمیں مردوں کی تمام بیماریاں اور ان کے ابتدائی صعوبات سے بچنے کی تدبیریں اور خطرے کا بہت پہلے علم اس کتاب کے ذریعہ ہو جاتا ہے اور کوڑیوں کے نسخے ہیں، (۲) صحت النساء عورتوں کی تمام بیماریاں اور ایسے پوشیدہ عوارض اور انکی پہچان جو تھوڑی سی غفلت سے موت کے گھاٹ اتار دیتی ہے ہر بیوی والے گھر میں ضرور ہونی چاہئے ہر مرض کی بوٹی اور ڈاکٹری، اور یونانی دوائیں، (۳) محافظ الصبیان بچوں کے تمام امراض کا علاج اور ابتدائی خطرات کا علم تینوں کی قیمت للعہ، رعایتی عہ محصول ۱۰ر (عہ)

بیگمات خاندان شاہی یعنی شاہان مغلیہ کی بیویاں جو اپنے حسن خداداد کے علاوہ دلہن بزار ہا جواہرات سے مزین تھیں چند کے نام یہ ہیں حمیدہ بانو، فخر النسا، آسائش بانو، آغاجی، آرام جان، ممتاز محل، امۃ الحبیب قدسیہ بیگم اعزاز النسا، اورنگ آبادی، دلپذیر بانو، بی بی دودو، دلرس بانو، رونق بانو، روشن آرا جہاں آرا، روپ متی، رحمت بانو، رضیۃ النسا، شمرو کی بیگم، بدر النسا، جانا بیگم، جانی بیگم رانی جودھ بائی، خانزادہ بیگم، ثریا بانو، رانی پاربتی، زیب النسا، تارا بائی، تلسی بائی، زبدۃ النسا سلیمہ بانو، جمیلہ بانو اور بہت سی خواتین کے دلرس حالات ہیں، مصنفہ نثر لکھنوی قیمت عہ رعایتی ۱۲ر

پچھتر نامور خواتین ان میں وہ بھی ہیں جو آسمان حسن کی زہرہ و مشتری ہیں انہیں وہ بھی ہیں جو تیر نگاہ اور تیغ ابرو سے گھائل کرنے کے ساتھ جانباز اور شیر نبرد بھی ہیں رقاصہ بھی ہیں اور صف شکن بھی، مغنیہ بھی ہیں اور ولیہ بھی شاعرہ بھی ہیں اور ڈپلومیٹک بھی، صاحب تاج و تخت بھی ہیں اور فقیر زادیاں بھی، غرضکہ چند راتوں کی شب بیداری اور لطف گذاری اس کتاب سے ہو جاتی ہے قیمت عہ رعایتی ۱۲ر محصول ۱۰ر (عہ)

کلام المبین یا حقایق اسلام جو آجکل بہت پریشان ہیں کیونکہ حقایق اسلام کو جو آریہ سماجی اسلام کی طرف حسرت بھری نظروں سے دیکھ رہے ہیں، حقایق اسلام میں حسب ذیل بیان ہیں، خدا کی ہستی کا ثبوت، سائنس اور خدا، فلسفہ اور خدا، خدا کی ہستی کا عقلی ثبوت، سائنس اور خدا، فلسفہ اور خدا کی ہستی کی ایک ہزار دلیلیں، نبوت رسالت کا مسئلہ، کیا درحقیقت دنیا کو پیغمبر کی ضرورت، رسول خدا کی سچائی آفتاب صداقت کی شعاع، محمد الرسول اللہ کی صداقت کے عقلی دلائل، خدا اور رسول کا کلام قرآن مجید کا طرز بیان اور طرز اصلاح، ایک اقرار ہے کہ قرآن خدا کا نازل کیا ہوا ہے، صداقت قرآن کے متعلق سو عقلی دلائل، ستیارتھ پرکاش پر ایک نظر، سماج کی موجودہ غلط تعلیمات، سوامی جی کے ترجمہ پر تبصرہ، آریہ سماج کی حقیقت، جنت دوزخ، ہدایت و گمراہی، نماز روزہ حج زکوٰۃ، قربانی اور گوشت خوری، رسول اللہ کی کئی بیویاں، عذاب و ثواب، حساب کتاب حشر و نشر، روحانیت و دہریت، غرض اس کتاب میں ان تمام اعتراضات کا نہایت مدلل جواب دیا گیا ہے جو آریہ سماج کی پیدائش کے دن سے اب تک اسلام پر کئے گئے ہیں، خود آریہ سماج کو بھی اقرار ہے کہ اس کتاب سے زیادہ مدلل کوئی کتاب اب تک شائع نہیں ہوئی ضخامت ۱۱۲ صفحات قیمت عہ رعایتی ۸ر محصول ۶ر کل ۱۴ر

اسوۃ النبی رسول کریم کے متعلق عیسائیوں نے جہاں رکیک حملے کئے ہیں وہاں انہی متعصبین نے حضور کے ہزارہا اوصاف بیان کئے ہیں، اور خود اپنی آپ ہی تردید کی ہے یہ کتاب ایسے ہی مضامین کا مجموعہ ہے، ان مضامین کی اشاعت کے بعد فرانس امریکہ، جاپان، اٹلی اور مصر کے عیسائی متفق اللفظ ہو کر پکار اٹھے کہ محمد رسول اللہ دنیا کے مصلح اعظم اور آخری پیغمبر ہیں، قیمت ۸ر رعایتی ۴ر یہ کتاب دوسری کتاب کے ساتھ منگائیے

عقائد الاسلام رسالہ مولوی میں کتاب الاسلام سلسلہ وار چھپ رہی ہے اسکا ایک حصہ باب العقائد چھپ چکا ہے اس لئے اس کو کتابی صورت میں چھاپ لیا جو بھائی جدید خریدار ہیں وہ اس کو ضرور منگا کر پڑھیں اسمیں حسب ذیل مضامین ہیں ذات و صفات الٰہی، نبوت و رسالت، حضور کے خصائل، انبیائے کرام کے معجزات، انبیا اور لوازمات بشری، نبوت کی ضرورت اور نبی کی اہلیت، ملائکہ، آسمانی کتابیں، وحی کی ضرورت، عالم برزخ، قیامت، حشر، جنت و دوزخ، مسئلہ تقدیر، اقسام قضا قیمت ۶ر رعایتی ۴ر

یہ سب کتابیں منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب کیجئے

آپ کی دعا کیوں نہیں قبول ہوتی؟

اس لئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں اس لئے کہ آپ خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعا نہیں مانگتے اس لئے کہ آپ کو فضیلت دعا کا حال معلوم نہیں اور قبولیت دعا کے اوقات سے بھی آپ واقف نہیں ہیں وجہ یہ کہ آپ کی دعائیں اب تک زیادہ بے اثر رہیں،

لہٰذا ضرورت ہے کہ پہلے آپ دعا مانگنے اور مرادیں پوری ہونے کے طریقے معلوم کیجئے اور خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعا مانگئے پھر دیکھئے کہ اگر آپ بے اولاد ہیں تو صاحب اولاد بن جائیں گے، اگر آپ کو افلاس نے گھیر لیا ہے، تو آپ کا افلاس دور ہو جائے گا، اگر آپ مقدمات کی وجہ سے پریشان ہیں تو آپ کی یہ پریشانیاں بھی رفع ہو جائینگی، غرضکہ آپ کے ہر مراد کی کنجی **قرآنی دعائیں** ہیں جن میں دعا مانگنے اور مرادیں پوری ہونے کے تمام طریقے کلام اللہ کی آیات سے درج ہیں، ہمارا دعوے ہے کہ اگر آپ قرآنی دعاؤں کے مذکورہ طریقے کے مطابق دعا مانگیں گے تو آپ کی دعا کی قبولیت یقینی ہے، کیونکہ یہ قرآنی دعائیں ہزارہا مرتبہ کی آزمائی ہوئی ہیں. لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی، کاغذ عمدہ سفید،

قیمت صرف آٹھ آنے،
محصولڈاک ۵ کل ۱۳

مینجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

جو چاہو گے ہو جائے گا

مصیبت سے نہ گھبراؤ، پریشانی کے وقت استقلال کو ہاتھ سے نہ جانے دو. اس بزرگ ذات سے ناامید نہ ہو ہمت کرو، آگے بڑھو. جو چاہو گے ہو جائے گا، کامیابی کی شاہراہ تمہیں نظر آنے لگے گی. مصیبت راحت سے بدل جائے گی پریشانیاں دور ہو جائیں گی، اور اطمینان قلب میسر ہو جائے گا، بشرطیکہ آیت الکرسی کا عمل تم پڑھنا جانتے ہو، یہ وہ زبردست عمل ہے کہ اس میں آسمانی قوتیں پوشیدہ ہیں اس کے ذریعہ غریب امیر بن جاتا ہے بیمار تندرست ہو جاتا ہے، اگر مصیبت کے وقت آیۃ الکرسی کا عمل پڑھا جائے. تو یہ عمل ظل رحمت بن کر انسان کے سر پر چھا جاتا ہے. اگر تم بھی یہ آیت الکرسی کا عمل پڑھنا چاہتے ہو، تو **صحیفہ قدسی** پڑھو جس میں آیت الکرسی شریف کے نہایت صحیح اور مجرب اعمال ہیں پڑھنے کا طریقہ نہایت آسان ہے، کہ اگر کوئی شخص اس کا معمول کرے تو تمام عمر اطمینان اور آرام سے بسر کرتا ہے.

قیمت آٹھ آنے

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

کیا کو دل ہی جیسے آپ
دل قابو چاہتے ہیں

وہ کوئی دل ہو، کسی کا ہو، مرد کا ہو، عورت کا ہو خاوند کا ہو، بیوی کا ہو، حاکم کا ہو، محکوم کا ہو ہم دعوے سے کہتے ہیں، کہ آپ اس پر قابو حاصل کر لیں گے، اگر آپ ہم سے کتاب

تسخیر القلوب

منگا کر اس میں جو عمل درج ہے اس کے عامل بن گئے احباب کو مسخر کرنا زن و مرد کو مطیع بنانا آقا و افسر پر قابو پانا مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کے لئے ایک معمولی بات ہے یہ ایک نہایت عجیب و غریب کتاب ہے اس کے دو حصے ہیں، پہلے حصہ میں تسخیر کا فن سکھایا جاتا ہے یہ فن ایسا تیر بہدف ہے کہ سو فیصدی کامیاب ہوتا ہے اور اس کے عامل کے لئے ناکامی کا امکان ہی نہیں، دوسرا حصہ اعمال و اوراد کا ہے اس میں صد ہا سینہ بسینہ مجرب در مجرب اعمال و وظائف درج ہیں، انشاء اللہ ہر وظیفہ اور ہر نقش کامیاب ہے، قیمت آٹھ آنے، محصول ۵ کل ۱۳

ملنے کا پتہ

مینجر حمیدیہ پریس دہلی

کیا آپ کو بات کرنی آتی ہے

اگر خدانخواستہ آپ اثر بھری جادو بیانی سے محروم ہیں، اگر آپ کی گفتگو لوگوں کے دلوں کو تسخیر کرنے کی قوت نہیں رکھتی، اگر آپ کی گفتگو میں تیز نہیں ہے، اگر آپ چاہتے ہیں، کہ آپ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ میں جادو کا اثر ہو تو **کتاب فن خطابت** ملاحظہ فرمائیے. اور اس کی ہزارہا ہدایتوں پر عمل کیجئے، اور پھر دیکھئے، کہ الفاظ طلسم بن جائیں گے، آپ کی گفتگو میں انتہا درجہ کی شیرینی پیدا ہو جائے گی، ہر محفل اور ہر مجلس میں لوگ آپکو آنکھوں پر بٹھائیں گے، آپ کی جادو بیانی احباب اور عزیزوں ہی تک محدود نہیں رہے گی. بلکہ آپ ہزاروں کے مجمع میں بے دھڑک تقریر کر سکیں گے اہل مجمع کے دل آپ کے قبضہ میں ہو جائیں گے. اسی طرح آپ لوگوں کے دلوں پر قبضہ کر لیں گے. قیمت ۸ محصولڈاک ۵ کل ۱۳

مینجر حمیدیہ پریس دہلی

خدا کے دربار میں رسول خدا

اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں، کہ فخر کائنات سید المرسلین کس طرح خدائے قدوس کے دربار میں حاضر ہو کر اپنی مرادیں طلب کیا کرتے تھے اور وہ کیا مبارک الفاظ تھے جو زبان مقدس سے نکلتے ہی قبول ہوتے تھے تو آپ پیغمبری دعائیں پڑھئے جس میں بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، مشکوٰۃ وغیرہ صحاح ستہ سے وہ ساری دعائیں مع ترجمہ کے درج ہیں جو سرکار مدینہ نے اپنی حیات طیبہ میں حل مشکلات کے لئے زبان مبارک سے فرمائیں، یہ مبارک دعائیں دنیا کی کسی ایک زبان میں جمع نہیں تھیں مگر اس کتاب میں دعائیں ایک جگہ جمع کر دی گئی ہیں، جس میں ہر مشکل کی دعا مقدس پیغمبری زبان سے نکلے ہوئے الفاظ مع ترجمہ کے درج کر دیئے ہیں، آپ کی کوئی مشکل ایسی نہ ہوگی جو پیغمبری دعاؤں کے طفیل نہ ہو جائے. ناممکن ہے کہ خدانخواستہ آپ کسی مصیبت میں پھنسیں اور پیغمبری دعاؤں کے طفیل صاف نہ بچ جائیں، پیغمبری دعاؤں کے الفاظ وہ ہیں، جن میں مسلمانوں کے آقا و مولانا نے دعا کی تھی، ضخامت ۸۰ صفحہ قیمت آٹھ آنے محصول ۵ کل ۱۳

مینجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

گھر کا مولوی

مناد اور واعظین کو کتابت ملک کی موجودہ فرقہ وارانہ تحریکات نے مسلمانوں کے لئے تبلیغ اسلام کو ایک اہم فرض بنادیا ہے اور ہر مسلمان کے لئے یہ ضروری ہوگیا ہے کہ دوسرے مسلمانوں کو فتنۂ ارتداد سے بچاتے میں پوری کوشش کرے لیکن مسلمانوں میں مبلغین کی اس قدر قلت ہے کہ وہ ہر موقعہ پر اس معاملہ میں پیچھے رہتے ہیں اس اہم ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب نے ایک مستقل کتاب تالیف کی ہے جس کی ہر دو جلدیں شائع ہو چکی ہیں اس کتاب میں واعظوں کے لئے ایسی ترتیب قائم کی گئی ہے تاکہ انھیں آسانی ہو اس کتاب کے ایک دفعہ مطالعہ کرنے کے بعد معمولی اردو خواں بھی بہترین تبلیغی خدمات انجام دے سکتا ہو اس میں تمام ان احکامات کا بیان ہے جو آیات قرآن مجید و احادیث میں مذکور ہیں اور حکایات صالحین سے بیان کو عام فہم کیا گیا ہے جس سے اور لطف دوبالا ہوگیا ہے لوگ ہاتھوں ہاتھ خرید رہے ہیں پہلی جلد کے بڑے ۱۸۰ صفحات دوسری جلد کے ۱۴۴ صفحات قیمت ہر دو مجلد عار محصول ۹ر کل ۱۰ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

تاریخ القرآن

قرآن شریف پڑھنے کے ساتھ ہی تاریخ القرآن پڑھ لیں تاکہ قرآن شریف کی تاریخ اور اس کی تمام باتوں سے واقفیت ہو جائے اس میں حسب ذیل بیانات ہیں:-

نزول قرآن (۲) قرآن کی تاریخی حکمتیں (۳) وحی کی قسمیں (۴) نسخ آیات (۵) منسوخات قرآنی (۶) جمع و ترتیب قرآن (۷) سورہ اور آیات کی ترتیب (۸) صحابہ کرام کے عہد میں قرآن کی حالت (۹) رسم الخط قرآن (۱۰) علامات قرآنی (۱۱) اوقاف قرآن (۱۲) وقف اور وصل کی علامتیں (۱۳) اختلاف قرأت (۱۴) قرأ کا بیان (۱۵) سات قرأت کی تحقیق (۱۶) قرآن پاک کا اعجاز (۱۷) قرآن مجید کے فضائل (۱۹) سورتوں کے فضائل (۲۰) فضیلت قرآن کی چالیس حدیثیں صحاح ستہ سے (۲۱) آداب تلاوت (۲۲) قرآن پاک کے آداب مع مسائل ضروریہ۔

یہ وہ کتاب ہے جو تقریباً ہر قرآن شریف کے ساتھ فروخت ہوتی ہے ۸۴ صفحہ کی ضخامت

قیمت صرف ۸ر محصولڈاک ۵ر کل ۱۳ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

معجز نما پنجسورہ

جدید ایڈیشن معہ ہفت احزاب چشت

یہ نیا ایڈیشن ابھی تیار ہوا ہے پہلا پنجسورہ ۹۴ صفحہ کا تھا لیکن اب ۴۴۴ صفحہ کا ہے اس میں نعت روزہ مناجات خاندان چشت کے علاوہ اور بہت سی مجرب و مفید دعائیں شامل ہیں ترجمہ لفظی حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب اور خواص و فضائل اعمال سورۃ ہائے قرآن و شان نزول و ربط آیات و تفسیر کامل از حضرت مولانا اشرف علی صاحب تقطیع مولوی سے نصف ہے چھپائی کاغذ نہایت اعلیٰ اس میں حسب ذیل سورتیں ہیں:-

سورہ یاسین۔ سورہ رحمن۔ سورہ فتح۔ سورہ واقعہ۔ سورہ ملک۔ سورہ مزمل۔ سورہ نبا۔ سورہ کہف۔ سورہ فلق سورہ ناس۔ اس کے علاوہ علاوہ ہفت ہیکل مع اسناد معہ شش قفل معہ اسناد دعائے گنج العرش مع اسمائے حسنیٰ ۹۹ نام اسمائے رسول مع اسناد شجرہ خاندان چشتیہ شجرہ قادریہ درود کبیر از حضرت غوث الاعظم اس کے تمام حواشی رجسٹرڈ ہیں جو اس پنجسورہ کے لئے مخصوص ہیں قیمت ۱۲ر محصولڈاک ۷ر کل ۱۹ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

دوزخ سے نجات

پانے کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ انسان اپنے آیندہ گناہوں سے اجتناب کرے اور پچھلی خطاؤں سے معافی مانگے اسی کا نام توبہ ہے توبہ کی تحقیق اور توبہ کے فضائل و اثرات کے متعلق اب تک اردو زبان میں کوئی کتاب نہ تھی حمیدیہ پریس نے حال ہی میں ایک کتاب **توبہ** ہی کے نام سے شائع کی ہے جس کے چند مضامین یہ ہیں:-

توبہ کے معنے از روئے لغت، مناجات توبہ۔ توبہ کی حقیقت و فضیلت و ثواب۔ سرور دو عالم کے ارشادات۔ ۱۰ باب طریقت کی توبہ حکایات توبہ ترک گناہ حقیقت گناہ صغیرہ و کبیرہ۔ توبہ کا ذکر قرآن میں گناہوں کی لذت۔ گناہ کا خیال معافی کے ذرائع صغیرہ گناہ بھی کبیرہ بنجاتا ہے گناہوں سے بچنے کا موثر علاج گناہ سے بچنے کی ہدایتیں اور حکایتیں، مولا کی بندہ نوازی بڑا مرا استغفار عبادت دلی۔ امید و بیم عبد و معبود میں راز و نیاز گناہوں سے نیکیوں کی بربادی فوری مواخذہ سے بے فکری گناہوں سے نقصانات نسخہ دافع مرض گناہ اس کے علاوہ بہت سے مضامین ہیں۔ قیمت دس آنے محصول ۱ر کل ۱۱ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

مرنے کے بعد

کیا ہوتا ہے یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا حل معلوم کرنے کے لئے ہر ایک انسان بے چین رہتا ہے اس سلسلہ میں سب سے زیادہ صحیح معلومات اسی کتاب میں ہے اور مختصر فہرست مضامین یہ ہے:-

فلسفہ روح انسانی روح کا دخول۔ عہد میثاق۔ روح حیوانی روح انسانی تناسخ و آواگون حقیقت موت عبادت سکرات موت تلقین جسم سے روح کا انقطاع حضرت آدم کی وفات دیگر رسولوں کی وفات ایمان و کفر نیک روحیں کمین کفار کی ارواح سوال و جواب نکیرین عالم برزخ عذاب و ثواب کا فلسفہ قبر کا عذاب تجہیز و تکفین نماز جنازہ نماز جنازہ کے تمام مسائل دفن کے طریقے اور مسائل فاتحہ درود و تلاوت قرآن کا ثواب قبرستان زیارت قبور تعزیت و تسلی کیا تما ابلانا نجات اخروی مردوں کو کیا چیز پہنچتی ہے دوسرے حصہ میں ۳۲ اصحاب کرام اولیائے عظام کے رویائے صادقہ کے احوال ہیں جنہوں نے حسب وعدہ مرنے کے بعد اپنے احباب کو دوسری دنیا کے حالات بتلائے۔

قیمت بارہ آنے

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

اوراد و وظائف

مخدوم جہانیاں جہانگشت۔ جب ہر طرف سے مایوسی ہو جائے اور دنیا کے اسباب شکستہ ہو جائیں انسانی کوشش وہ مجبور ہو کر بیٹھ جائے راحت و اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہو جائیں تو پھر انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اور اس کا نام اوراد و وظائف ہے یہی دنیاوی تھکن کا آخری زینہ ہے یہیں سے وہ شاہراہ ملتی ہے جس میں مجبور انسان و شہنشاہ ان سب ایک حالت میں ہوتے ہیں فقراء کی کرامات انہی اوراد میں مضمر ہے ان میں بہت خصوصیت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے وظائف و اوراد کو ہے کیونکہ آپ نے ایک عالم کا چکر لگا کر یہ خزانہ جمع کیا ہر خاندان سلسلہ سے ان کو ملا یہ کتاب میں موجود ہے ایک ایک عمل ایسا لیا گیا ہے جو صد ہا صلحا کا آزمودہ اور مجرب ہے اس کتاب کے اثر و مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ایک سال میں دو ایڈیشن نکل جاتے ہیں ہر وہ شخص جس نے یہ اوراد اپنے معمول میں رکھے ہمیشہ فائز المرام رہا اس میں انسانی ضرورت ایک بھی ایسی نہیں چھوڑی ہے جس کے لئے تیر بہدف وظیفہ یا نقش نہ ہو دور حاضرہ میں اس سے مستند اور مجرب کوئی کتاب نہیں ہے قیمت دس آنے محصول ۶ر کل ۱۰ر منیجر حمیدیہ پریس دہلی

گروہ مشاہیر

مصنفہ مولانا عبدالحلیم صاحب شرر لکھنوی۔ تاریخ نگاری میں مولانا مرحوم کو جو شہرت ملی ہے وہ یگانہ روزگار ہے اور تحریر میں دلنشینی کو جو نصیب ہو شاید ہی کسی دوسرے مصنف کو حاصل ہوا اس کتاب میں ذیل کے ناموران کے حالات ہیں:—

محمود و ایاز۔ سلطان محمود غزنوی اور غلام ایاز کے حالات۔
علی بیگ۔ مصر کا ایک نامور حاکم جس نے عجیب طرح مصر فتح کیا
عوج بن عنق۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کا ایک عجیب آدمی
قوم جیلڈیا۔ نمرود اور حضرت ابراہیم کا تاریخی قصہ۔
ہرقل۔ روم کا شہنشاہ جو حضرت رسول کریم کے زمانہ میں تھا۔
ابو العتاہیہ۔ ہارون رشید کے دربار کا ایک مشہور شاعر
ابن معتبر۔ ایک جانباز بہادر جس نے حکومت کا تختہ الٹ دیا
حسان بن ثابت۔ دربار نبوی کا شاعر جو کفار کی ہجو بھی لکھتا تھا۔
افلاطون۔ یونان کا سب سے بڑا نامور فلاسفر اور ریاضی کا استاد
ہینی بال۔ یونان کا سب سے بڑا سپہ سالار الفرڈ دی گریٹ کے حالات
الپ ارسلان۔ سلجوقیوں کا مورث اعلیٰ معہ حالات سلطنت میر علی
شیر چغتائی شاہ بابر کا نامور وزیر۔ اصلی قیمت مجلد عہ رعایتی ۱۲؍
محصول ۲؍ کل دعہ ؍ (حمیدیہ پریس دہلی)

شوہر کی تسخیر

کا مجرب عمل آپ کو عملیات کی کتابوں میں نہیں ملیگا کیونکہ مرد کو مسخر کرنے کے لئے سب سے مجرب عمل کفایت شعاری سلیقہ مندی گھر کی درستی اور اچھا کھانا پکانا ہے اور یہ سب باتیں باحسن وجوہ آپ کو کتاب

دہلی کا باورچی خانہ

منگانے سے حاصل ہو سکتی ہیں اس کتاب میں گھرداری کے اصول اور سلیقہ مندی کی ہدایات اور صفا ستھرا گھر رکھنے کے علاوہ ہزار ہا قسم کے کھانوں کے پکانے کے طریقے بتائے گئے ہیں اور ہر چیز کے لئے ایسے مناسب اجزا تجویز ہوئے ہیں کہ وہ تھوڑے صرف سے اعلیٰ سے اعلیٰ کھانا ہو سکے ہر عورت اس کتاب کے ذریعہ اپنے شوہر کو موہ سکتی ہے اور ہر خاوند اس کتاب کی عامل بیوی کا غلام ہو سکتا ہے کیونکہ یہی وہ کتاب ہے جو مرد کی کمائی کو بہترین طریقہ پر صرف کرنا سکھاتی ہے
ضخامت ۱۱۲ صفحات۔ رعایتی قیمت ۸؍ محصول ۵؍ کل ۱۳؍

ملنے کا پتہ
منیجر حمیدیہ پریس دہلی

دوائیں دعائیں

نقش تعویذ اور گنڈے اس وقت تک اپنی تاثیر کامیابی سے نہیں دکھا سکتے جب تک بیرونی معالجات سے مدد نہ کیا جائے اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ بچہ ہونے کے لئے آپ بیوی کو چاہے تعویذ گنڈا بنادیں لیکن بغیر قربت کے بیکار رہے گا ان لوگوں کے لئے جو فقط پیروں کے عمل پر خارجی معالجہ سے بے نیاز ہو جاتے تھے اور ان لوگوں کے لئے جو فقط دواؤں کے قایل ہیں دعاؤں سے فائدہ اٹھانے کے مذکورہ بالا کتابیں تیار کی گئی ہیں اس کے دونوں ہیں جو دو ماہران فن کی طیار کردہ ہیں اگر آپ ایک ہدایتوں کے زیر اثر کامیابی نہ ہو تو دوسرے کے نسخے پر عمل کرنے سے تو انشا اللہ ضرور ہی فائدہ ہوگا ان کتابوں دوائیں اور دعائیں ہیں اور دافع الامراض ہر ان کتابوں میں سر سے لیکر پاؤں تک بیماریوں کے نسخے تعویذ اور دعائیں سب درج ہیں اور یقین سے دعویٰ ہے کہ اتنا موثر ہے کہ سوائے موت کے اور کوئی مرض ایسا نہیں ہے جس کا یقینی علاج ان کتابوں میں نہ ہو دعا سے آرام نہ ہو گا دوا سے ہوگا یا دونوں سے قیمت کامل ۱۵؍ مع محصول (حمیدیہ پریس)

زیارت رسول

تاجدار مدینہ کی موہنی صورت دیکھنے کا کون امتی ہو جو شیدا نہ ہوگا پھر بہت ہی کم وہ لوگ ہیں جو سعادت زیارت حبیب اللہ سے بہرہ ور ہو چکے ہوں گے خوش نصیب و زہے طالع حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند کو خدا اجر خاص عطا فرمائے کہ انہوں نے زیارت رسول کا طریقہ عام کر دیا اور درود شریف کے وہ اوراد و فضائل بتلائے ہیں جس سے زیارت حبیب لازمی ہو جاتی ہے چنانچہ اسی نام سے حضرت ممدوح کی ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس میں درود شریف کی برکات و سعادات اور اس کے فضائل صحیح احادیث سے بیان فرمائے ہیں اس کے بعد اولیائے عظام کے مقالات رقم کئے ہیں جنہوں نے حضرت رسول کریم کی زیارت جن جن طریقوں سے کی ہے حضرت ممدوح کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ یہ نعمت سب کے لئے عام ہو گئی ہے اور اب بھی کوئی محروم زیارت حبیب رہ جائے تو اللہ کی مرضی۔
قیمت ۸؍ محصول ۵؍ کل ۱۳؍
منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

تفسیر سورہ فاتحہ

یہ کتاب اگرچہ بظاہر سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن فی الحقیقت مذہب اسلام کے متعلق ایک جامع تصنیف ہے اور اس میں حسب ذیل مضامین ہیں۔ نئی روشنی میں قرآن کی تعلیم، شیطان اور سائنس، خدا کی ہستی کے عقلی دلائل، اسلام عقائد کی روشنی میں، ملائکہ اور جنات، انسان مختار بھی ہے اور مجبور بھی، انبیائے کرام کی فطری طاقتیں، عذاب قبر کا عقلی ثبوت، مرنے کے بعد زندہ ہونا، وحی اور سائنس، وحی کی حقیقت، نجات کا راستہ، صداقت رسول، قرآن مجید آجتک کیوں محفوظ ہے، بسم اللہ کی تفسیر، خدا پر بھروسہ، زمانہ گذشتہ کے علماء اور صوفیہ، اسلام اور وحدت جہاد کی غرض و غایت، رسول عربی کا رحم و کرم، تفسیر سورہ فاتحہ، قرآن مجید کا خلاصہ، بعض اسرار و معارف، وحدت و محبت کی تعلیم، آجکل کے مسلمانوں کا امتیازی شعار، اسلام کا مقصد اولین نماز کا مرکز اسلام ہے، مرتبہ عبودیت، صراط مستقیم سے گمراہی کے اسباب باقی اصل کتاب میں دیکھئے
قیمت دس آنے محصول ۵؍ کل ۱۵؍
منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

تفسیر سورہ یاسین

یہ تفسیر اس زمانہ میں لکھی گئی ہے جبکہ بغاوت و الحاد کا زمانہ ہے اور قدم قدم پر مذہب کے لئے عقلی دلائل مانگے جاتے ہیں، یہ تفسیر اس لحاظ سے بھی بہت مفید ہے کہ ہر بات کو معقول طریقہ پر سمجھایا ہے، یہ تفسیر علامہ عبدہ مصری کی تفسیر القرآن سے مستنبط اور ایسے عجیب و غریب پیرایہ میں مذہب کے احکام کو ذہن نشین کیا گیا ہے کہ بالآخر ملحد بھی ایمان لے آتا ہے۔ صرف تفسیر کے لحاظ سے بھی یہ تفسیر بہت اہم اور مفصل ہے ایک ایک واقعہ کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے گویا بہت سی تفاسیر کا عطر ہے اس کے ساتھ اس کتاب میں نفس رسالت پر بہت پر زور بحث اور دلچسپ ہے۔
غرضکہ یہ کتاب اپنی نوعیت کے لحاظ سے اپنی آپ نظیر ہے ایسی لاجواب تفسیر آپ کی نظر سے ابتک نہ گذری ہوگی چھپائی لکھائی بہت صاف ہے کاغذ بہت اعلیٰ ہے اور قیمت ۸؍ محصول ڈاک ۵؍ کل ۱۳؍
منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

شاہی کوک شاستر

شاہان لبنداور ترکی نے جہانبانی کے سب مراحل طے کرنے کے بعد جب تعیش ذاتی کی وادی میں قدم رکھا تو ارباب ہنر نے لذت کے سرچشمہ عورت کو ایسے ایسے انداز میں پیش کیا کہ وہ لذتیں اور خوبیاں جو ایک جوان آدمی عورت سے متعلق کرسکتا ہے شاید وہ اس کے پانگ ہی ہوں جوان ارباب مفتش نے عورت کے رونیں اودیں سے تلاش کیں اور اسی طرح مرد کی قوت نہانی کی وہ وہ کہانیاں بیان کیں کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان بظاہر ضعیف البنیان اور بہ باطن بڑی طاقتوں کا حامل ہے اور اس کی حیثیت بالکل ایک انجن کی ہی جو ذراسی ترکیب وجنبش کے بعد ہزاروں ہارس پاور کی طاقت نمایاں کر دیتا ہے اور ایک دو نہیں صدہا ترکیبیں ایسی ہیں جو ایک نہیں چار چار عورتوں کو مسخر کرسکتا ہے چٹکیے سے ایک بات اور سن لیجئے اس کتاب میں مفتشین اور ارباب کمال نے اپنی تجربہ وہ وہ حکایتیں بیان کی ہیں کہ صدہا تجربے ایک طرف اور ایک حکایت کے سننے کا اثر ایک طرف غرض عورت و مرد کی مواصلت کی انسائیکلو پیڈیا ہے۔ قیمت مع محصول ڈاک عہ ر

کشمیری کوک شاستر

یعنی

مجربات بوعلی سینا با تصویر

یہ کتاب جس میں شیخ الرئیس بوعلی سینا کے وہ زود اثر اور مجرب ٹوٹکے جن کی مدت سے لوگ تلاش میں تھے بہت ہی تلاش وجستجو کے بعد حاصل کر کے اردو میں شائع کر دئیے گئے ہیں اگر آپ ہمیشہ جوانی حاصل کر کے عیش کی زندگی بسر کرنے کے خواہشمند ہوں اگر آپ چاہتے ہوں کہ آپ اپنے فریق ثانی پر اور لطف ومسرت زندگانی پر ہمیشہ غالب رہیں اور وہ ہمیشہ آپ کے قابو میں رہے تو اس کتاب کو مطالعہ کو مطالعہ میں رکھیئے اور اس پر عمل کیجئے تادم مرگ آپ وہی لطف ومسرت حاصل کرسکیں گے جو پندرہ بیس سال کا نوجوان اپنے ہم عمر رفیق حیات سے حاصل کرسکتا ہے زیادہ تعریف کی ضرورت نہیں۔ اس کتاب میں متعدد دلکش نقشے بھی دئیے گئے ہیں۔ ضخامت .. ۳ صفحات ہیں۔

قیمت عہ۔ محصول ۸ر کل ۱۲ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

انگریزی کوک شاستر

یعنی نقدرہ لطف اٹھانا ہے اور مآل لطف یعنی بچوں کے جھنجھٹ سے رستگاری پانا ہے اسی لئے اس کتاب کا نام برتھ کنٹرول ہے عورت کی شباب ترین لذت اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جبکہ تم اس کے حسن وجمال کے خزانہ کو محفوظ رکھنے کا راز سمجھ لو اولاد کی بکثرت نہ صرف ملکہ حسن کے باغ جمال پر خزاں چھا جاتی ہے بلکہ غریب والدین کے لئے ان کی پرورش سوہان روح ثابت ہوتی ہے اور ان ازدواجی زندگی کی سچی مسرتوں سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو جاتا ہے برتھ کنٹرول ایک حیرت انگیز طلسمی کتاب ہے جس کو پڑھنے کے بعد تمہاری زندگی کی ایک بڑی حقیقت بے نقاب ہو جائیگی تم کو معلوم ہو جائیگا کہ اولاد کی پیدائش کو روک کر زندگی کی بہار لوٹنے کا سچا پرشباب طریقہ کیا ہے اس کتاب کو پڑھکر اولاد کی پیدائش بالکل تمہارے اختیار میں ہو جائیگی جب چاہو گے اولاد ہوگی اور جب چاہو گے اولاد نہ ہوگی پر لطف یہ کہ اس حیرت انگیز کتاب کی مدد سے تم حسب خواہش بیٹا یا بیٹی پیدا کرسکتے ہو۔ امریکہ ویورپ کی بہترین سائنٹفک کتابوں کا جوہر قیمت عہ ر محصول ۶ر کل عہ (منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب کیجئے)

کیف مواصلت

دنیائے لطف ومسرت اور لذت وکیف میں انتہائی چیز ایک مرد اور جوان مرد کے لئے عورت سے مواصلت ہے اور یہی وہ کیف افزا سرور ہے جس پر دنیا کی بقا کا دارومدار ہے یہ تو فطرت کی بسیط دنیا میں ہزاروں ہستیاں ایسی ہیں جو صرف قانونی طریقہ پر دنیا کی آبادی میں اضافہ کرتے کرتے چل بستے ہیں لیکن یہ زندگی تو جانور بھی گذار لیتے ہیں بات تو یہ ہے کہ اس کیف پرور شعبہ حیات سے اس درجہ تمتع حاصل کیا جائے جو دوسرے ذی حیات عالم سے مابہ الامتیاز ہو کتاب کیف مواصلت' مواصلت کے اس درجہ پر پہنچا دیتی ہے جہاں لطف ہی لطف اور لذت ہی لذت ہے کتاب کے جزئیات سے تعارف اتنے مختصر اشتہار میں ناممکن ہے صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ یہ کتاب سید سردار علی صاحب صابری ماہر علوم صنفیات کی سب سے زیادہ کیف انگیز اور آخری تصنیف ہے اور نقاش نقش ثانی بہتر کشند ز اول کی مصداق ہے ۱۷۶ صفحات کی ضخامت ہے اور متعدد قلمی تصاویر اندرونی اعضائے جسمانی اور فوٹو بلاک بھی ہیں قیمت عہ ر محصول ۶ر کل عہ

پتہ:- حمیدیہ پریس۔ دہلی

عورت

پھولوں کی سیج پر حسن کی رعنائیاں

دیکھنے سے پہلے مجسمہ ناز کے تمام پوشیدہ رازوں سے واقف ہو جائیے اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب آپ کتاب عورت پڑھ لیں اس کتاب میں یورپ وامریکہ کی بہترین صنفی کتابوں کا عطر کھینچا گیا ہے عورت کی نسوانی زندگی کا مکمل فوٹو ہے عورت کے پوشیدہ اعضائے جسم عورت کی فطرت عورت کی تربیت۔ عورت کے باغ حسن کی خوشہ چینی غرضکہ عورت کی زندگی کے متعلق کوئی پوشیدہ بات بھی ایسی نہیں جو آپ کو عورت میں نہ مل سکے یہ کتاب حقیقتاً عورت کی انسائیکلو پیڈیا ہے اس کتاب کو پڑھکر آپ ہر قسم کی کوک شاستروں سے بے نیاز ہو جائینگے اس کتاب میں اپنی مرضی کے مطابق اولاد پیدا کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں اس کتاب میں دو سو کے رنگین فوٹو بلاک میں اور قلمی تصویریں بھی ہیں تقریباً ایک سو کاغذ لکھائی اور چھپائی بہت ہی اعلیٰ ہے ضخامت ۲۰۰ صفحات

قیمت دو روپے۔ محصول ۷ر کل (عہ)

پتہ

حمیدیہ پریس دہلی

شب نامچہ عروسی

اس کتاب میں نہایت دل آویز اور پر کیف طریقہ پر ازدواجی زندگی کے تمام پوشیدہ رازدل اور راز دروں کو نہایت وضاحت اور متانت کے ساتھ بیان کئے ہیں عورت کی ازدواجی مسرتوں کا راز اسی میں پوشیدہ ہے کہ وہ شادی کے متعلق تمام امور سے واقف ہو جائے ہندوستانی گھروں میں بدنصیب میاں بیوی کی زندگیاں جو عذاب میں کٹتی ہے اس کی وجہ بھی ہے کہ عورت کو شادی سے پیشتر اپنی آئندہ زندگی کے متعلق ذرا بھی علم نہیں ہوتا اسی خیال کو پیش نظر رکھکر یہ کتاب صدہا مغربی کتابوں کی ورق گردانی کے بعد لکھی گئی ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ نو عمر عورتوں کی صنفی تعلیم کے لئے ہندوستان میں یہ سب سے پہلی کتاب ہے ایسی صنفی طبی معاشرتی اور اخلاقی کتاب آجتک ہندوستان کی کسی زبان میں شائع نہیں ہوئی کتاب کا ایک ایک حرف رنگینی ومعلومات کا چھلکتا ہوا ساغر ہے شب نامچہ عروسی میں گیارہ اعلیٰ درجہ کی فوٹو بلاک کی تصویریں دیگئی ہیں کاغذ لکھائی چھپائی بہترین ضخامت ۱۶۴ صفحات

قیمت صرف عہ ر محصول ۶ر کل عہ

پتہ:- حمیدیہ پریس۔ دہلی

مجموعۂ خوابنامۂ صدیقی

اگر آپ کو خواب کی صحیح تعبیر معلوم کرنے کا شوق ہو۔ اگر آپ کو یہ معلوم کرنا ہو کہ کس قسم کے خواب قابل تعبیر ہوتے ہیں۔ یا اگر آپ کو یہ دیکھنے کا شوق ہو کہ آپ کے خواب کی تعبیر جلدی ظاہر ہو گی یا دیر سے یا آپ اگر اپنے فراموش شدہ خواب کو دوبارہ معلوم کرنا چاہتے ہیں تو اس کتاب کو منگا لیجئے اپنے خواب کی تعبیر دیکھئے اور اپنے عزیزوں دوستوں کو ان کے خواب کی تعبیر بتلائیے۔ ایسا صحیح ایسا مکمل اور ایسا اعلیٰ خوابنامہ اس سے پیشتر ایسا شائع نہیں ہوا۔ کتاب کے آخر میں ایک نادر کتاب قیافہ ہے جسکے ذریعہ قسمت کا حال معلوم کرنا اور ان سے گذشتہ و آئندہ زندگی کے معاملات حاصل کرنا۔ اس کے بعد علم قیافہ کے متعلق ایک ایسا لاجواب رسالہ درج ہے کہ جسے مطالعہ کرکے آپ ہر شخص کے چہرے کو دیکھ کر اس سے نیک و بد کا اندازہ لگا لیں گے۔ الغرض کے لئے مختصر فہرست مضامین درج کی جاتی ہے تاکہ آپ کو کتاب کی خوبیوں کا اندازہ ہو جائے قیمت باوجود اس قدر خوبیوں کے صرف ڈیڑھ روپیہ محصول ڈاک ۴ کل ۱؎

مختصر فہرست مضامین

خواب اور اسکی حقیقت	چند سچے خواب	خواب فراموش کی یاد	شرط دینا یا رکھنا
حکیموں اور فلسفیوں کی تحقیق	اشارات در خواب	تعبیر کیلئے ہدایات	خدا تعالیٰ [illegible]
خواب طبعی	[illegible] کی رائے	عجائبات خواب	[illegible]
خواب غیر طبعی	[illegible] خیال	خواب [illegible]	[illegible]
[illegible] خواب	[illegible]	تعبیر نامۂ خواب	[illegible] کا قیافہ
علم تعبیر خواب	[illegible]	[illegible]	[illegible] قیافہ
[illegible]	[illegible]	[illegible] کی تعبیریں	[illegible]
خواب پریشان	[illegible] تعبیر خواب	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	مبارک [illegible]
[illegible]	خواب کی قسمیں	[illegible]	[illegible]
[illegible]	فلسفیانہ اقسام	[illegible] خواب [illegible]	[illegible]
قوت خیالی	اقسام [illegible]	[illegible] کی تعبیریں	[illegible]
[illegible]	[illegible] خواب	[illegible]	[illegible]
قوت حافظہ	اقسام اضغاث	[illegible]	بلحاظ سمت اور [illegible]
قوت متصرفہ	اقسام خواب [illegible]	قیافہ علم قیافہ [illegible]	[illegible] بلحاظ سمت
خواب مرض	[illegible]	[illegible] علم قیافہ [illegible]	سفر کے مبارک [illegible]
خواب [illegible]	[illegible] خواب [illegible]	انسانی بدن [illegible]	شگون [illegible] سفر
[illegible] دماغ	اوقات کا اثر [illegible]	قیافہ بدن	مبارک سفر [illegible]
خواب اور بیداری	سچے خوابوں کی تعبیریں	قیافہ انگشت	مبارک آغاز [illegible]
[illegible] صادقہ سچے خواب	نقشہ ساعات [illegible]	قیافہ ہتھیلی	[illegible]
نفس انسانی نفس ناطقہ	نقشہ ساعات [illegible]	قیافہ ناخن	رسالہ علم قیافہ

قیمت فی جلد ڈیڑھ روپیہ محصول ۴ کل ۱؎

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

اُستادِ روزگار

یہ وہ خاص کتاب ہے جس میں مصنف نے محض خلق خدا کی بھلائی کے لئے ہر قسم کے صنعت و حرفت کے کام نہایت آسان [illegible] صحیح صحیح تجربہ کر کے درج کر دیئے ہیں۔ معمولی آدمی بھی اس کتاب کے مطالعہ سے کوئی نہ کوئی ہنر سیکھ کر اپنا اپنے بال بچوں کا پیٹ پال سکتا ہے اور اگر چند روز تک استقلال سے کام کرتا رہے تو یقیناً ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں روپیہ کا مالک بن سکتا ہے۔ [illegible] صابون سازی کے ہر قسم کے طریقے۔ ہر قسم کے شربت، ہر قسم کے حلوے، ہر قسم کے اچار، ہر قسم کے [illegible] کی ترکیبیں کے علاوہ خضاب کے نسخے، امرت دھارا کے نسخے، بال اُڑانے کا پوڈر بنانے کے طریقے [illegible] تیار کرنے اور انکو فروخت کرنے کے لئے مشورہ [illegible] کیک بنانا، اعلیٰ موم بتی [illegible] فروخت کرنا، فوٹوگرافی، گھڑی سازی، عطاری، حکمت [illegible] ایسا [illegible] کی سہل ترکیب اس کتاب میں درج ہے۔ مصنف کا دعوے ہے کہ اس سے پیشتر ایسی اعلیٰ ایسی مفید اور ایسی عمدہ کتاب جبکہ شائع نہیں ہوئی۔ [illegible] اعلیٰ قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ۔ محصول ڈاک ۴ کل ۱؎

فہرست مضامین

باب ۱	چاندی کا رنگ، ورق	موم بتی بنانا، موم جامہ	شیشہ پر تصویر بنانا
[illegible] ادویات	دودھ کا [illegible]، دودھ	مکھی مار کاغذ، نک کا پیالہ	باب ۱۱
باب ۲	[illegible] زیادہ کرنا [illegible]	نوشادر کا تیل بنانا	ہر قسم کی [illegible] کرنا
[illegible] نسخے	[illegible]	یاقوت بنانا	باب ۱۲
باب ۳	[illegible] بنانا	باب ۵	[illegible] وارنش [illegible]
[illegible] نسخے	[illegible]	انگریزی صابن، [illegible]	وارنش، لکڑی کی وارنش
باب ۴	[illegible]	صابن، چربی اور [illegible]	[illegible] کا روغن
[illegible] کا صاف کرنا	[illegible]	صابن، بال اڑانے کا [illegible]	[illegible] والی وارنش
باب ۵	[illegible]	[illegible]	باب ۱۳
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible] رنگ بنانے کی ترکیب
باب ۶	[illegible]	[illegible]	باب ۱۴
[illegible]	[illegible]	[illegible]	ہر قسم کی سیاہیاں بنانا
باب ۷	[illegible] بنانا	[illegible]	باب ۱۵
[illegible]	[illegible]	[illegible]	ہر قسم کے شربت کے کھیل
باب ۸	[illegible] بنانا	[illegible]	باب ۱۶
پارہ کا [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible] کی بنا
[illegible]	[illegible] بنانا	صابن [illegible]	باب ۱۷
[illegible]	[illegible] بنانا	باب ۱۰	فوٹوگرافی کے طریقے
نقلی سونا [illegible]	[illegible]	[illegible] اشیاء	باب ۱۸
[illegible]	[illegible] بنانا، [illegible]	بنانا، دوربین کا شیشہ	لکڑی صاف کرنے اور
نقلی چاندی بنانا	[illegible] بنانا [illegible]	شیشہ پر لکھنے والی سیاہی	اس کے رکھنے کی ترکیبیں
باب ۹	[illegible] کی ترکیب	شیشہ پر قلعی چڑھانا	باقی اصل کتاب میں دیکھئے

قیمت فی جلد ڈیڑھ روپیہ محصول ۴ کل ۱؎

مینیجر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی

مولوی دہلی رجسٹرڈ ایل ۱۸۶۶ — ذی قعدہ سنہ

کتاب طب یونانی کی نایاب ترین بیش بہا مسلم مجرب

مجربات طبی

اب ہر شخص لائق طبیب اور اپنے گھر کا بہترین معالج ہو سکتا ہے

کہ یہ مجربات طبی ایسی کتاب طیار ہو گئی ہے جس کو پنجاب یونیورسٹی سے طب کی ڈگری حاصل کئے ہوئے اور ہندوستان کے مشہور و نامی حکیموں کے علاوہ مسیح الملک حکیم اجمل خانصاحب دہلوی مرحوم و افسر الاطبا حکیم نور الدین صاحب بھیروی مرحوم کی شاگردی کا فخر حاصل کئے ہوئے ایک فاضل اجل اور لائق طبیب نے سالہا سال کی محنت اور عرق ریزی سے مرتب کیا ہے۔ یہ وہ کتاب ہے کہ جس میں قابل مصنف نے سر سے پاؤں تک کے کل امراض کا مفصل حال انکی تشخیص کا طریقہ ان کا علاج ایسے ایسے سہل اور آسان اور مجرب و زود اثر نسخوں سے لکھا ہے کہ [illegible] ہر شخص بلا کسی حکیم کی امداد کے خود بخود اپنا اپنے خویش و اقارب اور بال بچوں عزیزوں اور دوستوں کا کماحقہ علاج کر سکتا ہے۔ ہر مرض کی مختلف قسمیں لکھ کر بتایا ہے کہ [illegible] مرض کے لیے ایک نسخہ کارگر ہوگا [illegible] اور عورتوں کی خاص بیماریوں کی تشخیص اور ان کا مجرب [illegible] علاج خاص طور پر لکھا گیا ہے غرضیکہ کتاب [illegible] دوسری تمام طبی کتابوں [illegible] بیان سہل اور مفید ہے اور اس کا نسخہ [illegible] آسانی سے مل جانے والی ادویات سے جو زود اثر اور مجرب ہیں لکھا گیا ہے۔ کاغذ لکھائی چھپائی اعلیٰ قیمت

ضرورت ہے

کہ ہر ایک طبیب اور امام صاحبان اس کتاب کو اپنے پاس ضرور رکھیں اور اپنے قصبات کے بیماروں کا علاج اس کتاب کی مدد سے [illegible] کریں [illegible] دین و دنیا دونوں جگہ کا فائدہ حاصل کریں کیونکہ بیماروں کا علاج اور خدمت بہت بڑے درجہ کی فضیلت ہے۔ قیمت دو روپے محصول ۸ کل ۲/۸

فہرست مضامین مجربات طبی

باب پہلا — امراض سر کے بیان میں۔ درد سر، درد سر خونی، درد سر صفراوی، درد سر سوداوی، درد سر ریحی، [illegible] مالیخولیا، مراق، دیوانگی، [illegible] کابوس، نسیان، [illegible] سرسام [illegible]

دوسرا باب — امراض چشم کے بیان میں۔ کمزوری نظر، آنکھ دکھنا، گلابی آنکھ، دھند، جالا، پھولا، رات کا اندھا، دن کا اندھا، موتیا، آنسو بہنا، آنکھ سے ترمرے، آنکھ میں ناخونہ، آنکھ [illegible] [illegible]

تیسرا باب — [illegible]

چوتھا باب — ناک کے امراض۔ نکسیر، ناک کا سوکھنا، سونگھنے کی قوت جاتا رہنا، زکام، ناک کی [illegible]

پانچواں باب — منہ اور زبان کے امراض۔ منہ پکنا، زبان کی سوجن، زبان کا پھٹنا، توتلا پن [illegible]

چھٹا باب — دانتوں کے امراض۔ دانتوں کا درد، دانتوں کا کھوکھلا ہونا، [illegible]

ساتواں باب — امراض لب۔ ہونٹ کی سوجن، ہونٹ پھٹنا، ہونٹ کی سفیدی، ہونٹوں کی خشکی [illegible]

آٹھواں باب — گلے کے امراض [illegible]

نواں باب — [illegible]

دسواں باب — [illegible]

گیارہواں باب — [illegible]

بارہواں باب — [illegible] معدہ کی سوجن، [illegible]

تیرہواں باب — [illegible]

چودھواں باب — امراض [illegible] کے بیان [illegible]

پندرہواں باب — [illegible] کی بندش، مثانہ کی [illegible] خون جم جانا، مثانہ کی خارش [illegible]

سولہواں باب — [illegible]

سترہواں باب — [illegible]

اٹھارہواں باب — [illegible]

انیسواں باب — [illegible]

بیسواں باب — عورتوں کے جسم [illegible] پیٹ کی [illegible] بیماریاں [illegible] حیض بہت آنا، حیض کا بند ہو جانا

اکیسواں باب — [illegible]

بائیسواں باب — ایک روزہ بخار، مادی بخار، صفراوی بخار، بلغمی بخار، سوداوی بخار، مرکب بخار، اندرونی گرم بخار، بیرونی گرم بخار، تپ دق کا بخار، وبائی بخار

تئیسواں باب — [illegible]

چوبیسواں باب — [illegible]

پچیسواں باب — [illegible]

چھبیسواں باب — [illegible]

ستائیسواں باب — امراض متفرقہ کے بیان میں بہت سہل نسخے

اٹھائیسواں باب — زہریلے جانوروں کے زہر کے بیان میں اور علاج

انتیسواں باب — بحران کے بیان میں

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

قیمت ۲ روپے

پرنٹر و پبلشر عبد الحمید نے محبوب المطابع دہلی میں چھپوایا

مولوی

ماہوار مذہبی رسالہ

سالانہ ایک روپیہ

فی پرچہ دو آنہ

مدیر مسئول - عبدالحمید خان

محرم ۱۳۵۱ ہجری

سے مولوی کا آٹھواں سال شروع ہوگا، اور اسی [illegible]
نہایت مفید کتاب مسلمان اور قرآن بھی شروع ہوگی اس لیے
جو حضرات مولوی اعانت سے سبکدوش ہونے والے ہوں وہ اپنا
فیصلہ بدل دیں کیونکہ ۱۳۵۱ میں ایک روپیہ سے بہت زیادہ قیمت کی
تو صرف یہی ایک کتاب ہو جائے گی، چار ہزار خریدار اور ہو جائیں تو چھ ہزار
مہینے مقامات مقدسہ کے فوٹو بھی شائع ہونے لگیں، کوشش فرمایئے

[illegible]

انتباہ :- آپ کا نمبر خریداری آپکے پتہ کے شروع میں درج ہے اسکے حوالہ کے بغیر کسی شکایت کی تعمیل نہ ہو سکتی ہے نہ ہوگی ۔ منیجر

تفسیر صفحہ ہذا ۔ ولا وَمَن یَقنت منکن للہ ورسولہ ۔ اس آیت شریفہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کو خطاب فرمایا گیا ہے کہ تمہاری عزت و عظمت اللہ کے نزدیک دیگر مستورات سے زیادہ ہے تمہیں بھی اسی قدر با عزت و باوقار رہنا چاہیئے کلام میں نرمی ہونے کے یہ معنی ہیں کہ وقار و عظمت و تمکنت [illegible]

وَمَن يَقْنُتْ

ولا اور جو کوئی فرمانبرداری کرے [illegible]

مِنكُنَّ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَتَعْمَلْ صَالِحًا

[illegible]

ایک آنہ میں جیبوں والا

مترجمہ دو ترجمہ متر جمہ محشی مصدقہ حضرت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب مد فیضہ

[illegible]

دو ترجموں اور تفسیر کے اور بہترین مقدمہ اور بہترین چھپائی کے ہدیہ صرف چار روپے محصولڈاک کل پانچ روپے میں جہاں چاہیں گھر بیٹھے منگا لیجیے

غور فرمایئے کہ اتنے اوصاف کے ساتھ اتنے کم ہدیہ کا قرآن پاک اگر آپ کے پاس نہیں ہے تو کس قدر کمی ہے، آپ کو یہ قرآن شریف ضرور منگانا چاہیئے، کیونکہ یہ اڈیشن ختم ہو رہا ہے۔ اور غالب خیال یہ ہے کہ آئندہ پرچہ میں اگر دوسرا اڈیشن طبع ہو گیا تو اشتہار ہوگا ورنہ نہیں ہوگا۔ اپنے احباب سے بھی تذکرہ کر دیجیے، نمونہ علیٰ ہے۔ کتابت و تفسیر کا اندازہ اوپر کے نمونے سے کر لیجیے، کاغذ چکنا ولایتی گلیز دبیز، اور چھپائی تو اس اشتہاری چھپائی سے بہت اعلیٰ ہے، خوب چمکدار سیاہ ہے۔

مینجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمایئے

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا

مولوی

جو ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ حمیدیہ پریس دہلی کوچہ چیلاں سے شایع ہوتا ہے

جلد ۱۴ | بابت ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۳۵ ہجری | نمبر ۶

خطبہ

سبحان اللہ الجلیل الاکرم من قال والبدن جعلنا ھا لکم من شعائر اللہ لکم فیھا خیر فاذکروا اسم اللہ علیھا صواف فاذا وجبت جنوبھا فکلوا منھا واطعموا القانع والمعتر کذلک سخرنا ھا لکم لعلکم تشکرون. وقال اللہ تعالیٰ لن ینال اللہ لحومھا ولا دماؤھا ولکن ینالہ التقوی منکم کذلک سخرھا لکم لتکبروا اللہ علی ما ھدٰکم وبشر المومنین۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ الذی مبعوث الی الاسود والاحمر اما بعد۔ ایھا الناس

خدائے ابراہیم و محمد صلوٰۃ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرو اور اس کی تسبیح و تہلیل اور تشکر و امتنان کے لئے اپنی زبانوں کو وقف کرو جس نے تمہیں سال بھر کے بعد پھر یہ مبارک و مسعود دن دکھایا جسے عید الضحیٰ کہتے ہیں جس کو خداوند جل و علیٰ نے اپنے دو برگزیدہ رسولوں کی یادگار سے منظم فرمایا وفدیناہ بذبح عظیم کے شرف سے مشرف فرماکر ہم کو حکم دیا ہے وترکنا علیہ فی الآخرین کہ ہم بھی ان برگزیدہ اور مقدس و محترم ہستیوں کے نقش قدم کو دلیل راہ ہدایت بنائیں جنہوں نے اپنے رب کی رضا اور خوشنودی کے لئے سب کچھ قربان کرنے کی آمادگی ظاہر فرمادی وہ کیا راستہ تھا ایثار و قربانی کا یہی وہ پاک و قابل پرستش جذبہ صادق تھا جس نے سیدنا ابراہیم کو دربار الٰہی سے خلیل اللہ کا خطاب دلایا اور سیدنا اسمٰعیل ذبیح اللہ کے لقب سے مشرف ہوئے اور ان کے اعمال کی تقلید کو قیامت تک کے لئے ہم پر واجب کر دیا تاکہ ہم بھی ان کے انعام اخروی و برکات سماوی سے بہرہ اندوز ہو سکیں جن سے سیدنا ابراہیم خلیل اللہ اور ان کے فرزند جلیل حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ کے دامان مراد بصلہ ایثار و اخلاص فی سبیل اللہ بھر دیئے گئے۔

برادران اسلام، خداوند جل و علیٰ کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی ایثار پیشگی کس قدر پسند تھی اس کا اندازہ ان آیات مقدسہ سے ہو سکتا ہے جن میں سیدنا ابراہیم کے اس قصہ کو بیان فرمایا گیا ہے حضرت ابراہیم بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے ہیں رب ھب لی من الصالحین ایک نیکوکار فرزند عطا کر فبشرناہ بغلام حلیم پس ہم نے ان کو ایک حلیم و بردبار فرزند کی بشارت دی فلما بلغ معہ السعی قال یا بنی انی اری فی المنام انی اذبحک ماذا تری جب وہ بڑے ہو گئے تو حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ اے فرزند دلبند میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں تم کو ذبح کر رہا ہوں پس تمہاری کیا رائے ہے قال یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین حضرت ابراہیم نے اپنے بزرگ باپ سے عرض کیا کہ اے پدر بزرگوار جو حکم آپ کو ملا ہے اس کی تعمیل کیجئے یعنی مجھے ذبح کر لیجئے خدا نے چاہا تو آپ مجھے صابروں میں سے پائیں گے فلما اسلما وتلہ للجبین پس حضرت ابراہیم نے اپنے لخت جگر کو راہ خداوندی میں ذبح کرنے کے لئے پیشانی کے بل زمین پر لٹا دیا اور قریب تھا کہ چھری پھیر دیں وناد یناہ ان یا ابراھیم خدائے رحمن و رحیم نے ندا دی کہ اے ابراہیم قد صدقت الرؤیا تم نے اپنے خواب کو پورا کر دکھایا اور جو امتحان ہم نے تجویز کیا تھا تم اس میں پورے اترے اس امتحان میں پورے اترتے ہی نعائم غیب کے دروازے خدا نے آپ پر کھول دیئے چنانچہ اسی جزائے بے پایاں کی طرف اشارہ کرکے ارشاد ہوتا ہے انا کذلک نجزی المحسنین یعنی ہم اسی طرح احسان کرنے والوں کو بدلہ دیا کرتے ہیں کیونکہ یہ ایک بڑی آزمائش تھی ان ھذا لھو البلاء المبین اور چونکہ ابراہیم علیہ السلام ابتلا و آزمائش کی منزل میں پورے اترے اس لئے خدا نے حضرت ابراہیم کی اس قربانی کو قبول فرماکر اس کو ذبح عظیم فرما دیا اور یہی نہیں بلکہ قیامت تک کے لئے اس ذبح عظیم کو سیدنا ابراہیم خلیل اللہ کی یادگار کے طور پر ملت ابراہیمی کے لئے واجب ٹھیرا دیا چنانچہ ارشاد ہوا کہ وترکنا علیہ فی الآخرین اور صرف اسی پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ رضائے الٰہی کی سند حضرت ابراہیم پر درود و سلام بھیج کر عطا کی اور فرمایا سلام علی ابراھیم کذلک نجزی المحسنین انہ من عبادنا المومنین۔

برادران اسلام آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ خداوند رؤف و رحیم نے کیسے ایمان پرور الفاظ میں سیدنا ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کے اس واقعہ کو بیان فرمایا ہے جس کی یادگار عید قربان قرار دی گئی ہے اور ہر سال ہم اس کو مناتے ہیں مگر ہمیں سوچنا چاہیئے کہ اس مبارک یادگار اور اس مقدس یوم ذبح عظیم کو ہم میں سے کتنے ہیں جو اس طرح مناتے ہوں کہ ان کے قلوب و ارواح پر بھی وہی کیفیت طاری ہوجاتی ہو جو راہ خداوندی میں سیدنا ابراہیم خلیل اللہ اور سیدنا اسمٰعیل ذبیح اللہ پر طاری ہوئی تھی اور جس کیفیت سے متاثر ہوکر ایک باپ اپنے بیٹے کو ذبح کرنے پر آمادہ ہوگیا ہو اور ایک بیٹا راہ الٰہی میں ذبح ہونے کے لئے رضامند ہو گیا ہو اگر اتنی بھی کیفیت نہیں رہتی تو کیا اس یوم عظیم میں کوئی ایسا لمحہ ہمارے قلوب پر نہیں گذرتا ہے کہ اس کیفیت ابراہیمی و ذوق اسمٰعیلی کا ایک شمہ پیدا ہوتا ہو اور جس کی طرح اس یوم ذبح عظیم میں بھی ہمارے دلوں کی بستی اسی طرح اجاڑ اور سونی

بخشش ارتی ہے اور اعلیٰ قابل درج میں کوئی دولتِ للہیت و خلوص اور کوئی جذبۂ خدمت و قربانی پیدا نہیں ہوتا تو سمجھ لینا چاہیے کہ ہم اس روزِ سعید اور یومِ مقدس کی حقیقی برکات سے محروم ہیں اور اس دن کی جو عظمت خدا نے بیان فرمائی ہے اس سے ہم بالکل ناآشنا اور ناواقف ہیں۔

برادرانِ ملت! عیدِ قربان کے صرف یہی معنی نہیں ہیں کہ ہم قرض دام کر کے لباس یا زیب و زینت کر لیں اور عیش و عشرت میں اس دن کو گذار دیں یا بہت سے بہت بطور ایک رسم کے محض نمائش و نام آوری کے لئے کسی جانور کو ذبح کر دیں قربانی کرنا شعائر اللہ میں سے ہے اور اس کے متعلق خدا کا فرمان ہے والبدن جعلنا ھا لکم من شعائر اللہ لکم فیہا خیر قربانی کو ہم نے خدائی شعائر میں سے بنایا ہے اور اس کے اندر تمہارے واسطے بہتری ہے لیکن اگرچہ قربانی شعائر اللہ میں سے ہے مگر اس حقیقت کو فراموش نہ کرنا چاہیے کہ قربانی کا گوشت پوست اللہ تک نہیں پہنچتا اور نہ خدا نے قوم و قادر قربانی کے گوشت کا محتاج ہے بلکہ قربانی کا اصل مقصود تقویٰ ہے لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤھا ولکن ینالہ التقوی منکم حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو خواب حضرت اسمٰعیل کے ذبح کرنے کا دکھلایا گیا تھا اس کے معنے ہی یہ نہ تھے کہ حضرت ابراہیم اپنے فرزند دلبند کو ذبح کر ڈالیں کیونکہ فرزند کشی تو اسلام جائز ہی نہیں ٹھہراتا پھر بھلا خدائے اسلام سیدنا ابراہیم کو جو "انا اول المسلمین" کا نعرہ لگا چکے تھے ان کو فرزند کشی کا حکم کیونکر دے سکتا تھا اصل یہ ہے کہ مقصد اس خواب کا یہ تھا کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل دونوں کے قلب متقی کو جانچے اور امتحان لے کہ خلت و صدیقیت کے جس مرتبہ بلند و رفیع پر سرفراز فرمانا مشیت ایزدی میں طے پایا ہے اس کی پوری پوری صلاحیت پیدا ہو چکی ہے یا نہیں اور اب کوئی ایسی چیز تو باقی نہیں رہی جس کو ہمارے راستے میں قربان کرنے سے ابراہیم دریغ کریں چنانچہ دنیا میں اولاد سب سے زیادہ عزیز و محبوب ہوتی ہے اور پیر اولاد بھی حضرت ابراہیم کی سی خدا سے بے نیاز نے اس سب سے زیادہ محبوب و عزیز شے کے متعلق حضرت ابراہیم کا امتحان لیا اور نہ صرف باپ اس امتحان میں پورا اترا بلکہ اس کا فرزند دلبند و برخوردار بھی اس آہنی امتحان سے صحیح و سلامت نکلا یہ امتحان تھا دل اور روح کا کہ وہ کس قدر تقویٰ شعار ہیں اور مقصود انقیاد و پرہیزگاری کی جانچ تھی اسی طرح قربانی جو ہمارے لئے شعائر اللہ میں سے قرار دی گئی ہے اور لکم فیہا خیر کے ذریعہ ہمیں جتلا دیا گیا ہے کہ اس میں ہمارے لئے بھلائی ہی بھلائی ہے تو اس کا مقصد بھی بالکل یہی ہو یا کم سے کم اصلی مقصد یہ ہے کہ ہماری روح اور دل کی بستیاں اتقاء و پرہیزگاری سے آباد ہوں اور تقویٰ کی روشنی دل اور روح کی اس تاریکی کو دور کر دے جو غیر متقیانہ اعمال سے ہمارے ارواح و قلوب پر چھائی ہوئی ہے بس اے برادرانِ ملت عید قربان کے آنے سے پہلے اپنے دل کو ٹٹولو اور اس کے ایک ایک گوشہ کی جستجو اور تلاش کر کے دیکھو کہ اس للہیت و اخلاص اور راہِ خدا میں ایثار و قربانی کا کتنا حصہ موجود ہے جو سیدنا ابراہیم خلیل اللہ اور سیدنا اسمٰعیل ذبیح اللہ میں موجود تھا اگر اس کی ایک رتی بھی موجود ہو تو اللہ کا شکر ادا کرو اور کوشش کرو کہ اس میں ترقی ہو اور اگر اپنے دل کی بستی کو بالکل سونی پاؤ اور تمہاری روح کی اقلیم اس جنسِ گرامی سے بالکل محروم ہو تو اپنی کلیجہ بھینچی کو ناامیدی نہ کرو بلکہ نیکی کی بستی میں چلے جاؤ اور گریہ ہائے سحری سے اس کی سلیاب ہی کو

وہ برابر کوشش کرو کہ عید قربان میں کم از کم اس ایک لمحہ کے اندر تو خلیل اللہیت پیدا ہو جائے جب تم جانور کے گلے پر چھری پھیر رہے ہو اور اس تقویٰ سے تمہارا دل معمور ہو جائے جو اس قربانی اور ذبح عظیم کے شعار سے مقصود ہے اگر آپ کے دل میں اس یوم جلیل و عظیم کی کچھ اہمیت ہے اور آپ سمجھتے ہیں کہ محض زیب و زینت عیش و راحت اور اسی قسم کی دوسری تعیشات کے لئے یہ مبارک دن نہیں اور نہ محض جانوں کو ذبح کرنے اور ان کا خون بہانے کے لئے ہے اور اگر خدا کے اس ارشاد پر آپ کا ایمان ہے کہ قربانی کے جانور کا گوشت و پوست اللہ تعالیٰ کے حضور میں نہیں پہنچتا کیونکہ وہ گوشت و پوست کا محتاج نہیں ہے بلکہ صرف تمہارے دل کا تقویٰ اور تمہاری روح کی طہارت و پاکیزگی اور تمہارے قلب کی پرہیزگاری پہنچتی ہے تو تمہارا فرض ہے کہ اصل مقصود کے حصول کی کوشش کرو۔

برادرانِ ملت اصل مقصود کے حصول کا پہلا ذریعہ یہ ہے کہ خلافِ تقویٰ امور سے پرہیز کیا جائے اس لئے عید قربان کے دن صبح سے لیکر ایام تشریق کے خاتمہ تک اپنے تمام اعمال کی نگرانی اپنے تمام حرکات کا جائزہ اور اپنی نیت کا محاسبہ کرتے رہنا چاہیے خصوصاً نیت کا محاسبہ نہایت چوکسی کے ساتھ کرنا چاہیے کیونکہ نیت کا ذرا سا کھوٹ اعمال کے حسن کو اس طرح غارت کر دیتا ہے جس طرح بارش اور اولے خربوزوں کی کچی فصل کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتے ہیں یا جس طرح آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے قیمتی سے قیمتی کاغذ کو جس میں کروڑوں روپے کا حساب و کتاب ہو آناً فاناً جلا کر خاک سیاہ کر ڈالتے ہیں اس لئے ملت براہیمی کے ہر ایک فرد کا اولین فرض یہ ہے کہ وہ اپنی نیت کو ہر قسم کے کھوٹ سے بچائے۔

برادرانِ اسلام! آپ دریافت کریں گے کہ قربانی میں نیت کے کھوٹ کے کیا معنی ہیں اور یہ کیونکر پیدا ہو جاتا ہے سو یاد رکھئے کہ نام و نمود ریا و نمائش ضد اور کسی کی دل آزاری کا خیال حسن نیت کے رخ زیبا کا کھوٹ ہے اس لئے اپنے دل کے ایک ایک گوشہ کا جائزہ لو کہ کہیں تم اس جذبہ سے متاثر ہو کر تو قربانی نہیں کر رہے کہ برادری اور خاندان میں نام آوری ہو اور لوگ یہ سمجھیں کہ یہ بڑے اللہ والے ہیں اور ان سب سے بڑھکر یہ دیکھو کہ کسی کی ضد یا کسی کی دل آزاری کے لئے تو تم جانور کی جان نہیں لے رہے ان میں سے ہر ایک صورت غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنے کے مترادف ہے اور تم اچھی طرح جانتے ہو گے کہ غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنا کھلا ہوا شرک ہے۔

برادرانِ اسلام! ہندوستان کی سرزمین فتنہ و فساد کا مرکز بن گئی ہے اور یہاں کی بسنے والی دو بڑی قوموں میں کشیدگی و عناد کے جذبات موجود ہیں اور بغض و عداوت نے دلوں کی اس طہارت کو غارت کر کے رکھ دیا ہے جو اللہ کے اس گھر کی خصوصیت ہونی چاہیے اس میں شک نہیں کہ مذہبی عقائد کی بنا پر ان کو گاؤکشی سے تکلیف ہوتی ہے لیکن سال کے تین سو ساٹھ دنوں میں برابر ہزاروں لاکھوں گائیں ذبح ہوتی رہتی ہیں اور صرف انگریزوں کے لئے چالیس پچاس لاکھ کے لگ بھگ سال بھر میں گائیں ذبح کر دی جاتی ہیں مگر اس عظیم و شدید گاؤکشی سے ہندوؤں کو تکلیف نہیں ہوتی یا اگر ہوتی ہے تو اس پر مشتعل ہو کر آمادۂ فساد نہیں ہوتے صرف بقر عید کے دن کی قربانی گاؤ ان کو آمادۂ فساد کر دیتی ہے اور گائے کے بدلے وہ انسانوں کو قتل کرتے ہیں اس صورت میں ہنود کی ضد اور ان کی دل آزاری کا جذبہ دل میں پیدا ہو جانا غیر ممکن نہیں ہے اس لئے بڑی احتیاط کے ساتھ اپنے دل کو ایسے جذبات سے بچانے کی پوری سعی کرنی چاہیے

اے فرزندان اسلام! اپنی قربانیوں کے ثواب کو برباد ہونے سے بچانے اور عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے تمہارے لئے ضروری ہے کہ ضد اور دل آزاری کے جذبہ سے اپنے قلوب کو متاثر نہ ہونے دو اور محض اسکی خوشنودی اور رضائے الٰہی کے لئے اس طرح قربانی کرو کہ کسی کو تکلیف نہ پہنچے کسی کی دل آزاری نہ ہو اور فتنہ و فساد کا کسی کو موقع نہ ملے قربانی کی گائے اگر ذبح لیجاؤ تو اسے ہار پھول سے آراستہ کرکے یا جلوس بنا کر مت لیجاؤ تاکہ یہ شبہ نہ ہو کہ یہ محض ہندوؤں کی دل آزاری کے لئے کیا جارہا ہے مذبح سے گوشت واپس لاؤ تو اسے بھی ڈھک کر واپس لاؤ کہ ہندو کی نظر نہ پڑے اور اگر گھر پر قربانی کرو تب بھی اس امر کا لحاظ رکھو کہ تمہارے ہمسایہ ہندوؤں کو اذیت و تکلیف نہ پہنچنے پائے۔

برادران اسلام! اس امر کو اچھی طرح یاد رکھو کہ بہ نسبت گائے کی قربانی کے بھیڑ بکری کی قربانی زیادہ افضل ہے اگر تم کو خدا نے مقدرت دی ہو اور تم آسانی کے ساتھ بھیڑ بکری کی قربانی کرسکتے ہو تو گائے کی قربانی سے پرہیز کرنا تمہیں ثواب کا زیادہ مستحق بنائیگا لیکن اگر بھیڑ بکری کی قربانی کی مقدرت نہ ہو تو پھر گائے کی قربانی اس طرح احتیاط سے کرو کہ ہندوؤں کو تکلیف نہ ہو اور اشتعال انگیز طریقوں سے بالکل بچے رہو تاکہ غیر اللہ کی شرکت سے قربانی کا ثواب بھی برباد نہ ہو اور فتنہ و فساد کا امکان ہی نہ رہے۔ اگر مخالف تقویٰ امور سے بچو گے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قلوب کو نور اتقا سے معمور کرے گا اور اس ذبح عظیم کا اصلی ابراہیمی مقصد بھی حاصل ہو جائے گا۔

برادران اسلام! قربانی کے سلسلہ میں دو باتوں کا اور لحاظ رکھنا ضروری ہے اول یہ کہ بعض لوگ گوشت غرباء میں تقسیم نہیں کرتے بلکہ صرف اپنے غیر مستحق اعزاء اور احباب میں تقسیم کردینا کافی سمجھتے ہیں اور مستحق غرباء کو محروم کردیتے ہیں۔ اچھی طرح سمجھ لو کہ گوشت کی ایک تہائی حصہ غرباء کو تقسیم کرنا واجب ہے بقیہ دو حصوں میں سے ایک حصہ خود اپنے صرف میں لاسکتے ہو اور دوسرا حصہ اعزاء و احباب میں تقسیم کرنا چاہیئے قربانی کے گوشت سے غرباء کو محروم کردینے کے معنی یہ ہیں کہ تم قربانی کے اصل مقصد تک پہنچنے ہی کی پروا نہیں کرتے اس لئے ایک تہائی گوشت غرباء میں ضرور تقسیم کردینا چاہیئے۔

دوسری چیز چرم قربانی کا مصرف ہے چرم قربانی کی قیمت بڑے بے ڈھنگے پن سے خرچ کی جاتی ہے بہتر طریقہ یہ ہے کہ قیمت چرم کے بھی تین حصے کرلئے جائیں ایک حصہ غرباء میں تقسیم کردیا جائے۔ ایک حصہ کسی مقامی مدرسہ یا رفاہ عام کے مقصد میں دیدیا جائے اور ایک حصہ کسی اجتماعی مقصد کے لئے بھیجدیا جائے اگر ان سب امور کا لحاظ رکھا جائے تو خدائے رحمٰن و رحیم ہمارے دلوں کو ابراہیمی للہیت و تقویٰ شعاری کے لئے کھول دیگا۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف رحیم

خطبہ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نؤمن بہ و نتوکل علیہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ و نشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و نشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ و صلی اللہ تعالیٰ علی محمد و آلہ و اصحابہ و بارک و سلم۔ اما بعد

برادران اسلام درود و سلام بھیجو اس نبی برحق و رسول مکرم پر جن کے صدقہ میں ملت ابراہیمی میں ہمارا شمار ہوا اور سنت ابراہیمی کی پیروی ہم میں سے ذی استطاعت پر واجب کرکے ہمارے لئے بھی ابراہیمی نعائم و خلیل اللہی برکات کے دروازے کھول دیئے اور درود و سلام بھیجو خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی حضرت مولا علی اور بقیہ اصحاب عشرہ مبشرہ پر جو سنت خلیلی کے سچے اور مخلص پیرو تھے اور جن کے قلوب و ارواح اسی کیفیت ایثار و اخلاص سے معمور تھے جس کی کثرت نے حضرت ابراہیم کو راہ الٰہی میں اپنے فرزند دلبند کی قربانی پر آمادہ کردیا تھا۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کی ازواج مطہرات خصوصاً حضرت خدیجہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ پر اور آنحضرت کی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ پر اور آنحضرت کے محبوب نواسوں حضرت امام حسن و امام حسین پر اور آنحضرت کے چچاؤں حضرت حمزہ اور حضرت عباس پر کہ یہ سب کے سب راہ خداوندی میں ایثار و اخلاص کی اسی مقدس کیفیت کے حصہ دار تھے جس کے سرمایہ دار حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تھے۔

اور درود و سلام بھیجو ائمہ اربعہ حضرت امام ابوحنیفہ رح امام مالک رح امام شافعی رح اور امام احمد حنبل رح پر جنہوں نے حضرت ابراہیم کی اس سنت اور عید قربان کے اس شعار الٰہی یعنی قربانی کے تمام مسائل قرآن و حدیث سے مستنبط کرکے مرتب کردیئے اور ہم بلا دقت ان سے آگاہی حاصل کرسکتے ہیں۔

اور درود و سلام بھیجو حضرات غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی اور خواجہ معین الدین چشتی پر جو بلند مراتب دینی پر اسی وجہ سے فائز ہوئے کہ ان کے قلوب و ارواح بھی ابراہیمی اخلاص فی سبیل اللہ سے معمور تھے۔

اور اے اللہ رحمت نازل کر محمد بن قاسم فاتح سندھ، سلطان محمود غزنوی سلطان شہاب الدین، سلطان عالمگیر غازی پر جن کے ساتھ نصرت الٰہی کی فوج اسلئے تھی اور فتح و فیروزمندی اسی لئے ان کے ہمرکاب تھی کہ اللہ کے حضور میں ان کو کامل اخلاص تھا اور حضرت ابراہیم کی طرح ایثار فی سبیل اللہ کی دولت سے کافی حصہ ان کو بھی ملا تھا۔

اور اے اللہ امیر غازی نادر خاں کی تمام دینی و دنیاوی مقاصد میں مدد فرما جو ملت ابراہیمی کے متبع کتاب و سنت امراء میں سے ہیں اور ان کو اور تمام امرائے اسلام اور جملہ مسلمانان عالم کو توفیق عطا فرما کہ وہ سیدنا ابراہیم و سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کے نقش قدم پر چل کر دین خالص و للہیت اور خداوند حی و قیوم سے وہی عشق و شیفتگی اور قربانی و ایثار جیسی خصلتیں پیدا کریں۔ عباد اللہ اتقوا اللہ فان التقوی شعار المسلمین

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان و ایتاء ذی القربی و ینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون۔ اذکروا اللہ یذکرکم وادعوہ یستجب لکم ولذکر اللہ تعالیٰ اعلی و اولی و اکبر۔

شذرات

قرآن حکیم اور مسلمان

"قرآن حکیم اور مسلمان" ایک نہایت مفید اور بہترین معلومات کتاب ہے جو خاص اہتمام اور جد کے ساتھ لکھائی اور مرتب کرائی گئی ہے اس کا سلسلہ اشاعت آیندہ اشاعت سے مولوی میں شروع کر دیا جائے گا اور باقساط شایع ہوتی رہے گی یہ اتنی ضخیم کتاب ہے کہ اس کا سلسلہ اشاعت سال ڈیڑھ سال میں جا کر ختم ہوگا اور اس کی قیمت دو ڈھائی روپے فی جلد رکھی جائے گی اسے پڑھکر نہ صرف یہ کہ آپ کی دینی دلی معلومات میں گرانقدر اضافہ ہوگا بلکہ آپکے ایمان میں پختگی عقیدت میں استواری اور قلب میں ایک نور پیدا ہو جائے گا اور آپ سمجھ سکیں گے کہ قرآن کریم کی عظمتیں کتنی بلند اور اس کی برکات کتنی وسیع ہیں اس کتاب آسمانی نے اس خاکدان ارضی میں نازل ہو کر کیسے کیسے فقید المثال اور عجائب انگیز انقلاب پیدا کئے اور کس طرح ایک قلیل مدت میں اس نے زمانہ کی ملتی اور طوفان بپا کرتی ہوئی ہواؤں کا رخ ادھر سے ادھر پھیر دیا یہ کتاب آپ پر واضح کریگی کہ محض اس کے احکام و اوامر پر عمل انسان کو فرمانروائی و خسروی کا اہل اور عقبیٰ کی کامگاریوں کا مستحق بنا دیتا ہے۔

قرون اولیٰ کے فرزندان توحید نے اپنے ہاتھ میں صرف ایک ہی ربانی دستور العمل لیکر دنیا میں دارائی کی اور اسی کے احکام پر پابندی کے باعث سے ارض عالم کے مالک بن گئے غور کیجئے کہ عرب کی حالت نزول قرآن کے وقت کس درجہ زار و سقیم تھی کوئی بھی یہ قیاس کر سکتا تھا کہ خطہ عرب کے شبانہ روز شر و فساد اور فواحش و فتن میں مبتلا رہنے والے بے علم اور جہالت و ضلالت کی گہرائیوں میں ڈوبے ہوئے افراد ہی کبھی مستقبل قریب لیکن نہ سہی کسی مستقبل بعیدہی میں مراحل نشو و ارتقا طے کر سکیں گے یورپ میں ہزار وحشت و جہالت کے دیو مسکن گزین رہے ہوں پھر بھی وہاں کوئی نظام تو تھا ایک نسل اور ایک مذہب کے افراد تو آباد تھے لیکن عرب کہ تو یہ چیز بھی حاصل نہ تھی ہوائیں تیز و تند ہو ... گرم و خشک ابر و بارش کے فقدان سے سبزی و شادابی معدوم تھی۔ مذاہب اور متفرق نسل کے انسانوں کی آبادیاں اس پر جہل و فساد کا جوش یہ حیثیت تخیل کا طائر بھی تو یہی پرواز اس فضا میں بھول جاتا تھا اور پوری دنیا اس کی ترقی اور اس کی رستگاری و نجات کے خیال سے مایوس تھی لیکن نزول قرآن کا ابر رحمت جب برسنے پر آیا تو اس نے اپنے سینے کے بند کھول دیئے اور خشک اور عظیم میدان اور تپتے اور جھلستے ہوئے ریگستان کو رشک گلزار و چمن بنا دیا یہاں کے لئے دنیا کے شاہ و یہاں کے فقیر دنیا کے امیر یہاں کے جہلا دنیا کے معلم اور یہاں کے مفسد و شریر دنیا کے فرشتے بنکر دنیا ہی کے اسٹیج پر ضوفگن ہوئے اور گنجینہ عرفان و اعتقاد کے ساتھ ضوفگن ہو کے کر دنیا کو اپنی روشنیوں سے منور کر دیا۔

تقریباً ایک صدی تک کی تاریخ اسلام کا ہی دور سب سے ممتاز اور سب سے نمایاں ہے مسلمانوں کی رہبر و رہنما صرف یہی ایک ربانی کتاب تھی اسی سے انہوں نے اصول شہرت اور جہان ستانی سیکھے اور اس کے بتائے قواعد و ضوابط کے متعلق انہوں نے اپنا ... نظام تمدن نظام معاشرت اور نظام حیات مرتب کیا اور وہ جو کچھ ہوئے اور رہے ... اسی ایک صحیفہ ربانی کی بدولت تھے جب تک مسلمان اس ... کتاب حبل المتین کو تھامے رہے جہان ان کے قدموں میں رہا اور اقبال ان کا حلقہ بگوش بنا رہا اور جب انہوں نے اسے چھوڑا اقبال و دولت و عزت اور سعادت نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا اس کتاب میں واضح کیا گیا ہے کہ وہ کون سے اعجوبہ کار اور انقلاب انگیز اصول تھے اور وہ کون ایسی زرین اور نگارین ہدایات تھیں جنہوں نے آن کی آن میں ذرہ کو آفتاب اور کاہ کو کوہ بنا دیا قرآن حکیم کے متعلق جتنی معلومات دستیاب و فراہم ہو سکتی تھیں ان سب کو اجمالی طور پر اس میں مرکوز کر دیا گیا ہے اور قرآنی اعجاز قرآنی درس قرآنی ہدایات قرآنی برکات قرآنی کمالات قرآنی معجزات قرآنی اسرار قرآنی اثرات قرآنی خوش الحانی قرآنی آداب قرآنی دستور العمل قرآنی احترام قرآنی تعظیم قرآنی بشارت قرآنی دستور العمل قرآنی تلاوت قرآنی پیشینگوئیاں قرآنی اعلانات، قرآنی بشارت، قرآنی نصائح قرآنی تلقین قرآنی کیف و سرور قرآنی فصاحت و بلاغت قرآنی تمثیلات قرآنی معارف قرآنی فضائل قرآنی ترتیب قرآنی الفاظ قرآنی پیرایہ بیان قرآنی توحید قرآنی جہاد قرآنی اصطلاحات قرآنی عفو و درگذر قرآنی فلسفہ احسان قرآنی فلسفہ تقدیر و تدبیر قرآنی تعزیرات قرآنی مکارم قرآنی محاسن، قرآنی صداقت، قرآنی شہادت، قرآنی مفاہیم قرآنی انتباہ قرآنی احکام قرآنی مواعید قرآنی ایمان قرآنی حیات قرآنی قرأت قرآنی اخلاق، قرآنی توحید قرآنی رسالت قرآنی نیکیاں قرآنی فلسفہ عروج قرآنی علوم قرآنی نہی اور قرآنی اشاعت وغیرہ کے متعلق نہایت مفید اور نہایت دلربا تفاصیل دی گئی ہیں اور قرآن و حدیث کے حوالہ اور سند سے سب کچھ لکھ دیا گیا ہے۔

قرآن معمولی کتاب نہیں ایک خزانہ کمیون اور ایک گنجینہ اسرار ہے یہ اسی کلام پاک ہی کی برکات و معجزہ کاری تھی کہ اس ایک کتاب میں یہ معلومات فراہم ہو گئیں اور ہم اس میں وہ سب کچھ دے اور بتا سکے جو دنیا اور بتانا ضروری تھا عہد حاضر میں مسلمان قرآن اور قرآنی فضائل و محاسن کو بھولے ہوئے ہیں مگر اس کتاب کے مطالعہ سے اس کی عظمت و شان اور اس کا حسن و کمال آپ کی لوح قلب پر مرتسم ہو جائے گا اور پھر آپ کو احساس ہوگا کہ دنیا کی سب سے ارفع سب سے بلند سب سے اعلیٰ اور سب سے مفید تحفہ اگر کوئی چیز ہے تو وہ قرآن اور محض قرآن ہے اور اگر اب مسلمان ترقی کر سکتے ہیں تو صرف قرآن ہی کی بتائی ہوئی راہ پر چل کر اور ان کے ابھرنے اور بیدار ہونے کا اگر کوئی امکان ہے تو وہ اسی طرح کہ یہ قرآن کو ہاتھ میں لیں ہم نے اس کتاب میں یہ ثابت کر دیا ہے کہ عہد حاضر میں جو اقوام عالم عروج و ارتقا کی بلندیوں پر فائز ہیں وہ دانستہ یا غیر دانستہ قرآنی اصول ہی کی پابند ہیں اور اس شرف و سعادت سے بہرہ مند ہوئی ہیں اس دعوی کو فاضل مغربی فلاسفروں اور حکمار و مشاہیر کی شہادت سے مدلل بنایا گیا ہے۔ جا بجا قرآنی انجیلی زبوری زرتشتی اور شاستری احکام بھی مقابلہ پر مختصر رکھدیئے گئے ہیں اور بتایا گیا ہے کہ دنیائی ترقی یافتہ قومیں اپنے مذہب کے کس کس اصول کے ترک پر آمادہ ہوئیں اور وہ کون سے اصول تھے جو انہوں نے قرآن حکیم سے اخذ کر کے اپنے بڑھنے اور قدم اٹھانے کے لئے اختیار کر کے اپنا راستہ تیار کیا اور برناڈ شاہ کے قول کے مطابق کس طرح دنیا قرآن اور اسلام کی طرف کھنچی چلی آ رہی ہے برناڈ شاہ نے تو پھر اب اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے لیکن قرآن تو تیرہ سو سال

پیشتر اس صراطِ مستقیم کو بنظرت بتا کر کہہ چکا تھا کہ مجلس چار و ناچار یہی راہ اختیار کرنی پڑے گی۔

قرآنی علوم اور قرآنی بصائر پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے اور یورپین مبصرین و محققین کی آرا بھی قرآن کے متعلق ترجمہ کرکے درج کر دی گئی ہیں اور ہندو مشاہیر کے اقوال بھی دیئے گئے ہیں اس مختصر تبصرہ میں ہم اس کتاب کے محاسن اور خوبیوں کو پوری طرح نمایاں نہیں کر سکتے اس کی برتری اور سود مندی کا احساس تو آپ کو اس کے مطالعہ ہی کے بعد ہوگا اس کے پڑھنے اور مطالعہ کرنے سے آپ کی روح میں بالیدگی، ایمان کی تازگی عمل میں تیزی اور قلب میں سرور پیدا ہوگا اور اس کا ہر باب دوسرے باب سے بڑھ کر اور مفید تر نظر آئیگا ہمیں امید ہے کہ قارئین کرام اس کتاب کو پوری دلچسپی اور غور کے ساتھ پڑھیں گے اور اس سلسلہ کا بالاستیعاب مطالعہ کرتے رہیں گے۔

مسلم کانفرنس کا ڈھونگ

جنم بہ دور مسلم کانفرنس کا اجلاس بھی اسی ماہ میں آل انڈیا مسلم کانفرنس کے اجلاس کے نام سے بڑے طمطراق ... ... اور بڑے شکوہ و جلال کے قلب پنجاب اقبال پارک لاہور میں منعقد ہوا ارض ہند کے مختلف گوشوں کے عافیت پسند اپنی آرام کرسیوں اور ٹوڈیان عظام اور خطاب یافتہ اپنے عشرتکدوں سے اٹھ کر اس "محفلِ خاص" اور مجلس آسائش طلب میں آ بیٹھے تھے یہی وجہ تو تھی کہ یہاں کانگریسی سادگی اور قومی بے تکلفی کا نام و نشان نہ تھا بلکہ ہر طرف کوٹ سوٹ بوٹ اور ہیٹ کی نمائش عام ہو رہی تھی بالخصوص جب خود فریب اور خود حبتہ(?) رہنماؤں نے اپنی حریت آبی کا رعب جمانے اور دنیا کو یہ دکھانے کے لئے کہ ہمارا شمار بھی پانچویں سواروں میں ہے اور ہم بھی نام خدا حکومت کے ہندی خانوں اور آقایان فرنگ کے زندانوں کی سیر کا دم داعیہ رکھتے ہیں دستوری کمیٹیوں سے بے تعلق رہنے اور حکومت کے سفید فام نظام حکومت کے خلاف رنالٹے(?) کے ساتھ عدم تعاون کا اظہار کیا اور اپنی رستمی و سہراب گی کا زبانی دلی مظاہرہ کرنے میں دنیا کے تزیک(?) تو کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا اور کیوں اٹھا رکھتے جانتے تھے کہ ہم تو ایک مسلم کانفرنس کی مردہ لاش کے جنازہ بردار ہیں نہ اس میں کوئی حرکت و حرارت پیدا ہوگی اور نہ میدان میں نکل کر مقابلہ کرنے اور مولانا کفایت اللہ یا ڈاکٹر انصاری کی طرح جیل کی کڑہ(?) یاں سہنی پڑیں گی پھر رعب ہی نہ کیوں گانٹھ لیں اور خون کی ایک بوند جبین نیاز پر چپکا کر "شہید بے شہادت" کیوں کہلائیں۔

اُدھر سے اُدھر اور دوسری طرف سے روز شروع ہوا نمائشی طور پر خوب کشاکش اور تناتنی رہی اور آخر ہوا وہی جو ہونا تھا اور جسے اہل بصیرت پہلے سے سمجھتے اور جانتے تھے کجا بلبلان چمن اور کجا کنجشک خانہ! "عدم تعاون" لفظ ایک آہ بن کر رہ گیا اس کے بجائے "براہِ راست" کی بے ضرورت ترکیب استعمال کی گئی اور پھر یہ براہِ راست عمل بھی اواخر جولائی تک کی طویل دستوں(?) میں ڈوب کر رہ گیا دستوری کمیٹیوں سے متعلق بُرا بھی ہوا اور نامناسب بھی اور حکومت التوا پر التوا ہی کر رہی ہے انتظار اعلان میں آنکھیں بھی پتھرا گئی ہیں لیکن جب آنا انتظار کیا ہے تین چار ماہ کا اور سہی آخر اس مرتبہ اعلان امید ہوا ہی تو ملک معظم کی طرف سے نہ پرانی وزیر اعظم ہوا تھا جیسی انقلاب ہمیشہ رامجی ممکن اہل کا ہارتا ہے پھر لفنی(?) بڑی گستاخی اور بے ادبی ہوتی کہ اس کا احترام نہ کیا جاتا اور اپنے کی شانہ ہائے ارمان و آرزو کو امید و تمنا کے

زنگار رنگ قمقموں سے آراستہ نہ کر لیا جاتا اب ان کی بلا جانے کہ اس مدت میں نہ بانس رہے گا نہ بانسری بجے گی۔ نہ کمیٹیاں موجود رہیں گی اور نہ عدم تعاون ہو سکیگا کوئی پوچھے کہ اے قوم کے سردارو اور اس مجلس عہد و نشاط کے منتاؤ! یہ تم نے کونسا تیر مارا کیا تمھیں معلوم نہ تھا کہ ایک کمیٹی کا فیصلہ تو اوائل اپریل ہی میں ہو رہا ہے دو مئی میں سدھار جائیگی لونہی کا کام جون میں تمام ہو جائے گا پھر عدم تعاون یا براہ راست کارروائی کس سے کی جائیگی اور کس کے سرہانے کھڑے ہو کر بین و ماتم میں مصروف ہوگے۔

عقل و بصیرت سے بعد اور افتراق کا اگر کوئی المناک مظاہرہ دیکھنا ہو تو مسلم کانفرنس کی اس مفاہمانہ تجویز پر نظر ڈال لیجئے یہ ضرور ہے کہ اپنی بچی کھچی قائم رکھنے اور اپنی حقوق طلبانہ سرگرمیوں کا سکہ بٹھانے کے لئے کشمیر سرحد بلوچستان سرکاری ملازمتوں میں مناسب حقوق تنفیذ یادگار راہ اور تعلیمی پستی کے متعلق بھی چلتے چلاتے چند تجاویز منظور کر دیں لیکن ان سے ہوتا کیا ہے اور اس خالی ڈھول کی آواز سے کون پرند ایسے ہیں جو اُڑ جائیں ضرورت ہے مستعدانہ عمل اور مجاہدانہ سرفروشی کی وہی روح ناپید ہے اگر ان قائدین کے سینوں کے تنور میں دافعی ملت کا درد ہوتا اور حقوق مسلمین کے لئے کوئی تڑپ نظر آتی تو یہ اس التوا کے ضبط میں نہ پڑتے اور فوراً میدان عمل میں اکھٹے ہوتے جس میں جرأت و حوصلہ ہوتا ہے وہ کہا نہیں کرتے کیا کرتے ہیں جو کہنے والے تھے وہ منزل زندان میں فروکش ہو کر قوم و ملت کے لئے گوہا بال سہ رہے ہیں اور یہ باتیں بنانے والے محفل آرائیوں میں مصروف ہیں۔

عید الضحیٰ اور فریضہ قربانی

عید الضحیٰ کی تقریب سعید ہے بلاشبہ ملت اسلامیہ کا یہ ایک عظیم و جلیل تہوار ہے اور مسلمانوں کو حق ہے کہ وہ اس پر جس قدر چاہیں جائز مسرت کا اظہار کریں اور قربانی کر کے اپنے اس دینی و مذہبی فریضہ سے سبکدوش ہوں سب سے بڑی اور اہم مصیبت یہ ہے کہ عہد حاضر کے مسلمان ظاہر اعمال پر تو بہت توجہ کرتے ہیں لیکن لطافت احوال و آلات تک ان کی نظریں نہیں پہنچتیں بلاشبہ قربانی ہر صاحب نصاب پر فرض اور باعث اجر عظیم ہے اور جس حد تک ممکن ہوتا ہے مسلمان قربانی کرتے اور اس فریضہ عمل کو ادا کرکے اچھی بھی کرتے ہیں مگر قربانی کے اندر جو روح اور جو سبق موجود ہے اس کی طرف توجہ بہت ہی کم بلکہ لبالب تو شاذ ہی مبذول ہوتی ہے قربانی کا مقصد و منشا یہ نہ تھا کہ مسلمان اٹھیں اور اس تقریب جلیل اور موقعہ مسرت پر محض ایک ایک دو دو اور تین جانوروں کے گلے پر چھری پھیر دینا یہ تو محض ایک ظاہری صورت تھی حقیقت یہ تھی کہ مسلمانوں میں اس قول و عمل اور فرض کی ادا کاری کے جوش میں صدق و اتقا پیدا ہو اور وہ اس کے بعد اصلاح اعمال اور اصلاح حالت کی پر شکوہ مساعی شروع کر دیں اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ میرے بندو جوش و فداکاری کے ساتھ میرے مقرر کردہ فرض کو ادا کرنے والو! تم قربانی تو کرتے ہو بکریاں اور بھیڑیں تو میری خوشنودی اور میری راہ میں میرے نام پر ذبح کرتے ہو لیکن خوب سمجھ لو جان لو اور ذہن نشین کر لو کہ ان جانوروں اور قربان ہونے والی بھیڑ بکریوں کا گوشت و پوست اور خون مجھ تک نہیں پہنچتا ہاں مجھ تک اگر پہنچتا ہے تو تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔

تقویٰ ایک قرآنی اصطلاح ہے جس کے معنے اتقی کبر(?) کے ہیں اور جس میں خارجی معاصی و معائب سے اجتناب کلی بے ریا عمل، خالص نیت اور پابندی

احکام قرآنی میں تمام مفہوم شامل ہیں اجمالی طور پر تقویٰ وہ ہے جو قرآنی معیار کے مطابق سچا اور پکا مسلمان ہو اس سے واضح ہوتا ہے کہ خدا کے نزدیک قربانی میں تمہاری نیت کا خلوص اور تمہارے اعمال کی بے ریائی دیکھتا ہے اگر تم نے خلوص نیت اور صداقت عمل کے ساتھ حکم ربی سمجھکر قربانی کی وہ ضرور مقبول ہوگی اور تم اجر عظیم کے بھی مستحق ہوگے اگر محض ریا یا از زمرہ نمود وامارت قربانی کردی تو یہ محض تضیع زر ہوگا اور ثواب کے بجائے ایک اور گناہ تمہارے سروں پر مسلط ہو جائے گا اس زمانہ میں نمود وریا کی ایک وبا ہے جو مسلم اعمال کی دنیا میں بری طرح پھیلی ہوئی ہے اور کمبخت بڑھکر کچھ اس طرح مسلمانوں کی رگ رگ میں ساری ہوگئی ہے کہ وہ فرائض دین بھی جنہیں ہر حالت میں اور ہر وقت خلوص کا جوہر ہونا چاہیے تھا وہ بھی اس کی زد اور اس کی گرفت سے محفوظ ومامون نہیں رہے نماز روزے حج زکوٰۃ اور قربانی کتنے اہم کتنے عظیم اور کتنے نتیجہ خیز اسلامی وبنیادی فرائض تھے لیکن نمود وریا نے ان کی روح اور ان کے ثواب کو بھی غارت کردیا اکثر مسلمان ایسے تیرہ بخت ہیں کہ خوشنودی رب قدیر کے علی الرغم انہیں نمازی روزہ دار مخیر اور حاجی کہلانے کا زیادہ شوق اور زیادہ جنون ہوتا ہے بہت سے لوگ قربانیاں بھی محض حکم کے اتباع اور پرسش یوم جزا وسزا کے خوف سے نہیں بلکہ اس خیال سے کرتے ہیں کہ گویا یہ ایک دنیوی رسم ہے نہ کی جائے گی تو اپنے پرائے نام رکھیں گے چلو بکرے منگا کر ذبح کردو گوشت رشتہ داروں میں بٹ جائیگا اظہار تمول وامارت بھی ہوگا اور بڑے مذہب دوست اور خدا پرست بھی کہلائینگے ان لوگوں کی قربانیاں بلا شائبہ ریب ضائع ہوتی ہیں ویسے وہ بندہ نواز ہے نہ اسے قبول کرتے دیر لگتی ہے اور نہ رد کرتے تاخیر۔

بعض لوگ بڑے شوق سے قربانیاں کرتے ہیں اور دنبے اور مینڈھے لیکر سال سال اور چھ چھ ماہ پیشتر سے انہیں پالنا شروع کردیتے ہیں بعض ایسے ہیں کہ وہ محض برادران وطن کو چڑانے کے لئے ضد سے قربانی کرتے ہیں گایوں کو سجا بنا کر اور آراستہ کرکے ان کا جلوس نکالتے ہیں یہ سب امور ناجائز اور موجب معاصی ہیں مسلمانوں کو ان سے احتراز کرنا چاہیے جو چیز نمود ونمائش اور ریا کے طور پر کی جاتی ہے وہ بندوں میں نخوت وغرور کے جذبات کی تولید وپرورش کا باعث ہوتی ہے اور دنیا جانتی ہے کہ سرشاران تکبر ونخوت کی کوئی حقیقی عزت نہیں کرتا اور انہیں کسی نہ کسی صورت میں نقصان پہنچتا ہے اللہ تعالیٰ بندوں کی بھلائی چاہتا ہے اور جب انہیں آتش کبر میں گرتے دیکھتا ہے تو وہ ناراض ہوجاتا ہے اور جو عمل محض خلوص نیت سے محض خوشنودی خدا کے لئے کیا جاتا ہے اس کی ادا کاری میں بندے کے اندر عجز وانکسار اور خشیت کے تاثرات پیدا ہوتے ہیں اور اس کی آقائی اور اپنی بیچارگی کا خیال دل میں شکستگی اور رقت پیدا کرتا ہے اور یہی چیزیں ہیں جو بندوں کے اندر ایک خوشگوار انقلاب بھی پیدا کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کو بھی پسند ہیں جو ان جذبات کی تولید انسان کی روح پر غالب ہوکر اسے آقائے دو عالم کے آستانہ عالیہ پر لا ڈالتی ہے اور وہ جتنا اس سے قریب تر ہوتا جاتا ہے اتنا ہی اس کا درجہ بڑھتا اور اخلاق سنورتے جاتے ہیں اور پھر ایک وقت آجاتا ہے کہ وہ دنیا کی تحسین ومذمت سے بے نیاز ہوکر جو کچھ کرتا ہے خدا ہی کے لئے کرتا ہے اور اسی کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے یہی اتقاء ہے یہی قربانی کی روح ہے اور بندوں سے خالق اکبر اسی کا طالب ہے پھر اس قربانی سے مسلمانوں کو خوشنودی رب اور کسی مقصد کے لئے قربانی کا سبق بھی ملتا ہے وہ دیکھتا ہے اور غور کرتا ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ نے حکم ربی میں اپنے لخت جگر کی قربانی میں بھی تامل نہ کیا تو میں کیا چیز ہوں اور مجھے بھی اسی جذبہ سے کام چاہیئے ہم مسلمانوں سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ حسب استطاعت قربانیاں کریں خلوص کے ساتھ کریں قربانی کے فلسفہ کو سمجھکر کریں اور جہانتک ممکن ہو گائے کی قربانی سے احتراز بھی کریں کہ اس سے ہندوستان میں جھگڑے اور فساد کا بھی اندیشہ رہتا ہے اور چنداں فائدہ بھی نہیں پہنچتا۔

حضرت مولینا مفتی کفایت اللہ کی سزایابی

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب

صدر جمعیۃ علمائے ہند مسلمانوں میں بڑا اثر واقتدار رکھتے ہیں اور اس وقت عامۃ المسلمین آپ کو خاص عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کی گرفتاری واسیری سے مسلمان بہت متاثر ہوئے اور دہلی میں مکمل ہڑتال منائی گئی پھر حکومت نے یہ بھی دیکھ لیا کہ جس روز مفتی صاحب محترم پلیٹ فارم پر آئے اس روز مسلم جذبات میں ہیجان وطوفان کا کیا عالم تھا کیا ایسے مقتدر اور ایسے قدسی نفس بزرگ کو محض ایک اعلان کی اشاعت کے محض ارادہ پر گرفتار کرکے پابند وسلاسل کرلینا کوئی بہتر اور نتیجہ خیز پالیسی ہے نہیں اور ہرگز نہیں پھر آپ کے خلاف عدالت میں جو شہادتیں استغاثہ کی طرف سے پیش ہوئیں وہ بہت کمزور تھیں فیصلہ تو اب تک ہمارے سامنے نہیں لیکن جو شہادتیں عدالت میں آپکے خلاف پیش ہوئیں وہ ہم نے پڑھی ہیں اور انہیں کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ اثبات جرم کے لئے ہرگز کافی نہیں سمجھی جاسکتی تھیں لیکن اس کے باوجود آپ کو سزا دیدی گئی اور سزا بھی اتنی جسے ہرگز مناسب اور درست نہیں کہا جاسکتا اعلان کی اشاعت کا محض ارادہ ہرگز اتنا سنگین جرم نہ تھا کہ آپ کو ڈیڑھ سال کے لئے زندان میں بھیج دیا جاتا اور اتنی سخت سزا دیدی جاتی افسوس ہے کہ اعضائے حکومت اس وقت جوش میں سرشار ہیں اور وہ عواقب امور کا قطعاً خیال نہیں کرتے آخر اتنی بڑی سزاؤں سے عامۃ الناس میں ہیجان پیدا ہونے کے سوا اور نتیجہ کیا مترتب ہوسکتا ہے ہمیں اس کا تو اعتراف ہے کہ حکومت نے مفتی صاحب کے علم وفضل اثر واقتدار اور رتبہ ومنزلت کے پیش نظر اے کلاس عطا کردی لیکن اس کے بعد آپ کو ملتان جیل میں منتقل کرنا مناسب کارروائی نہیں کہی جاسکتی ملتان ایک بہت ہی گرم مقام ہے جہاں دن بھر شدت کی لو چلتی رہتی ہے اور مستقل ساگرمی پڑتی ہے مفتی صاحب کی صحت پہلے کمزور ہے بہت نحیف الجثہ بزرگ ہیں ہمیں اندیشہ ہے کہ ملتان میں آپ کی صحت اچھی نہ رہیگی اور آپ کو شدید تکلیف پہنچے گی اور اے کلاس کی مراعات کا اثر بھی بڑی حد تک ضائع ہوجائیگا اگر انہیں دہلی جیل میں رکھنا کسی وہم واندیشہ کا باعث تھا تو حکومت انہیں کسی قریبی ضلع میں منتقل کرسکتی تھی ملتان میں رکھنا تو انھیں تکلیف پہنچانے کے مترادف ہے تاہم ابھی وقت ہے کہ حکومت آپ کو جلد از جلد ملتان سے دہلی یا اور کسی مناسب اور قریبی مقام کو تبدیل کردے۔

مسجد کوچہ رائمان کی بیحرمتی

دہلی کے کوچہ رائمان میں ایک قدیم مسجد واقع ہے

دہلی میں ایک جلسہ پر جو بے تحاشا لاٹھیاں برسائی گئی تو ان کی زد اور پولیس کی آہ

بچنے کے لئے کچھ مسلمان اس مسجد میں گھس گئے اور مزید حفاظت و صیانت کے خیال سے انہوں نے دروازہ بند کرلیا اس لئے کہ پولیس والے لاٹھیاں تلنے تعاقب دوڑے چلے آرہے تھے پولیس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ دروازہ توڑ مسجد کے اندر داخل ہوگئی اس حالت میں کہ پاؤں میں خاک آلود اور نجس بوٹ تھے ایک تو جوتے پہنے ہوئے اندر گھسنا فرش پر پہنچا پھر ان کا داخل شدہ مسلمانوں کو خانہ خدا میں زدوکوب کرنا اور اس کی اندرونی اشیاء کو نقصان پہنچانا واقعی ایک ایسا افسوسناک اور ہیجان انگیز اقدام تھا کہ اس کی خبر سنکر ہر مسلمان اپنی جگہ پیچ و تاب کھانے لگا اور اگر امن و امان کی مقتضیات انھیں روک نہ لیتیں تو ایک بڑے فساد اور ہنگامہ کا باعث بنجاتا وہ تو بڑی خیریت ہوگئی اول تو جو لوگ مسجد میں آبیٹھے تھے ان کا جرم کوئی ایسا سنگین اور شدید جرم نہ تھا کہ پولیس ان کے تعاقب میں دیوانہ ہوجاتی اور اگر وہ کسی مخفی غرض اور اہم پولیٹیکل مقصد کے لئے ان کی گرفتاری کو ضروری سمجھتی تھی تو وہ دوسرے جائز اور مناسب طریقے اس کے لئے اختیار کرسکتی تھی اور ذرا صبر سے کام لیکر اہل محلہ کی امداد سے انھیں حراست میں لے سکتی تھی لیکن مسجد کے اندر دراتہ گھس جانا تو کسی طرح بھی مناسب نہ تھا یہ اسی غلط اندیشی کا نتیجہ ہے کہ نہ صرف مسلمانان دہلی بلکہ مسلمانان ہند میں ایک اضطراب پھیلا ہوا ہے اسمبلی میں بھی اس واقعہ پر جوش کا اظہار کیا گیا خلافت کمیٹی نے بھی اپنی رپورٹ میں بہت زجر و غصہ کا مظاہرہ کیا اور عام مسلمان بھی مضطرب و مشتعل ہو رہے ہیں ضرورت ہے کہ مسجد کے اس نقصان کی فوری تلافی کی جائے اور ذمہ دار حکام کو کافی انتباہ کیا جائے۔

مہاراجہ کشمیر کی ضیافت اور مسلم فراخدلی

مظالم کشمیر نے مسلمانوں کے دل خون کر رکھے ہیں اور انہیں اپنے برادران ملت کے آغشتہ خاک و خون ہونے کا بیحد صدمہ ہے جس فرمانروا کے عہد میں کشمیری فرزندان توحید پر برق عتاب گری اور جس کے دور میں مسلمانوں پر قہر ٹوٹے لازم تو یہ تھا کہ مسلمان ہر اس ضیافت اور مجلس میں شرکت سے احتراز برتیں جو اس کے اعزاز کے طور پر کی جائے لیکن مسلمان فطرتاً فراخ دل اور کشادہ قلب واقع ہوئے ہیں انہوں نے اس موقع پر اپنی تنگدلی کا مظاہرہ نہیں کیا اور وہ دونوں ضیافتوں میں ہندوؤں کے دوش بدوش شریک ہوئے لیکن اس کے مقابلہ میں برادران وطن کی یہ تنگ خیالی اور تنگ نظری ملاحظہ ہو کہ مملکت حیدرآباد کے فرمانروا کے اعزاز میں جو دعوت دیگئی تھی اس میں ہندو بزرگوں نے شرکت سے احتراز برتا حالانکہ ان کے خلاف اب تک کوئی حقیقی شکایت پیدا نہ ہوئی تھی اور اگر شکایت بھی ہو تو وہاں ہندوؤں پر گولیاں تو نہیں برسیں اور وہ قہر تو نہ ٹوٹے تھے جو مسلمانان کشمیر پر ٹوٹے تھے جو مسلمانان کشمیر پر ٹوٹے پھر مہاراجہ الور کے واقعہ ہائلہ کا ذکر جب اسمبلی میں آیا اور التوائے اجلاس کی تحریک پیش ہوئی تو بھائی پرمانند اور ان کے رفقاء نے مسلمانوں کی حمایت سے صاف انکار کردیا حالانکہ پولیس کے ہاتھوں کسی معابد کی بیحرمتی پر احتجاج کوئی فرقہ وارانہ مسئلہ نہ تھا جو پولیس آج ایک مسجد کی بیحرمتی کرسکتی ہے وہ کل مندر کا کیا خیال کرے گی لیکن پھر بھی تعلق چونکہ مسلمانوں سے تھا اس لئے بھائی جی صاف علیحدہ ہوگئے مسلمان ایسے معاملات میں فراخ دل واقع ہوئے ہیں برادران وطن کو اس سے نصیحت حاصل کرنی چاہئے کہ وقت کا اقتضا یہی ہے۔

مسلم حقوق کے ساتھ تلعب

رعایا میں افتراق پیدا کرکے کامیابی کے ساتھ حکمرانی کرنے کا گر مغرب نے خوب سیکھ لیا ہے اور جن بدنصیب اور سوختہ قسمت ممالک پر ان کا پرچم حکومت لہرایا ہے وہاں اسی جدید الایجاد حربے سے کام لیا گیا ہے یہی کھیل یونس الجزائر اور مصر میں کھیلے گئے اور یہی اب فلسطین و ہندوستان میں کھیلے جارہے ہیں حکومت اگر عہد ذکی متناسب یا ترتیب ترتیب تناسب نقشہ سے کام لیتی اور تمام شعبہ ہائے حکومت میں ہندوستان کے اندر ہر فرقہ کو واجبی حقوق ملتے ہوتے تو لازماً گراں ہوتا ہندو مسلم اور سکھ ایک ہوتے لیکن اگر ایسا ہوتا تو باہم اتفاق و یکجہتی کی پینگیں بھی بڑھتیں اور بہرحال یہ حریت و استقلال کے قدرتی نشو و نما کے ساتھ یہ اتفاق بھی بڑھکر حکومت وقت کے اقتدار کے لئے ایک خطرہ بنجاتا یا بنتا نہیں تو خیال کیا جاتا اس لئے حکومت نے ایک فریق کو عادت سے زیادہ درخور دیا یہ محرومی دوسروں کے قلوب کی گرہ بن گئی لب ہائے شکایات وا ہونے تو گوشوں اور کھنکھاروں سے آوازیں بلند ہوئیں کہ واقعی متصرف فریق بڑا خود غرض اور حریص ہے یہ عمداً انھیں دخل نہیں پانے دیتا دل کی پڑی ہوئی گرہ اور سخت ہوئی اور اس نے خطرناک صورت اختیار کرلی لیکن کام کرنے والے ہاتھ اپنا کام کرچکے تھے زخم لگ چکا تھا نظری طور پر مسلط فریق کے قلب میں اپنے اقتدار سے شیفتگی پیدا ہوچکی تھی اپنا نقصان کرکے اور ملا ہوا ہاتھ سے دیکر کون محبت کرتا ہے جب دوسری طرف سے طلب ہونے لگی اور مطالبے کئے جانے لگے اس کے جواب میں ادھر سے بھی عذرات ہونے اور اپنی تدابیر عمل میں لائی جانے لگیں کہ حاصل شدہ اقتدار بحال رہے اور دوسروں کی تحریکیں کہ ان کی بھی عام لیاقت کے مرتکب پایا جائے اس سے کشمکش بڑھی باہمی معاندت شروع ہوگئی اور جو توجہات مغربی حریت پر پہنچنے کی سعی کے لئے وقف ہونی چاہئیں تھیں وہ باہمی مخالفت کے نذر ہوگئیں اس کے بعد وہ وقت بھی آیا کہ براہ راست حکومت سے فیصلے کے لئے کہا جائے لیکن جب حکومت سے کہا گیا تو اس نے صاف جواب دیدیا کہ خود ہی فیصلہ کرو جو تمہارا فیصلہ ہوگی وہی منظور ہوگا آخر بڑی ردوکد کے بعد حکومت نے فیصلہ کرنے کی حامی بھری تو اب لیت و لعل کا عمل شروع ہوگیا اور اب نوبت یہ پہنچ گئی ہے کہ ہر ہفتہ سر سیموئیل ہور پارلیمنٹ کی نشستگاہ پر کھڑے ہوکر اقلیتوں کو عطائے حقوق کے متعلق ایک نیا ترشا ہوا وعدہ کرلیتے ہیں جس سے اقلیت کچھ مطمئن ہوجاتی ہے اور اکثریت کا غضب فریق چیخنے چلانے لگتا ہے اب ہندوستان میں انگلستانی مدبر کا ہوشمند کھلاڑی دونوں کو ایک اشارہ انگشت میں نچا رہا ہے کبھی اقلیتیں چیخنے لگتی ہیں اور کبھی اکثریت بلبلا اٹھتی ہے ایک تماشا ہے جو برابر ہماری آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے۔

اگر معاملہ محض کانگریس کے خیب وطن اکثریت اور اقلیتوں کا ہوتا یا پھر کوئی کمیٹی یا دلیش بندھو جیسے نیک گروہ کا قائد ہوتا تو وہ ۱۹۱۶ء کے میثاق کی طرح ایک نشست میں ایک میثاق تیار کرکے ہندوستانیوں کے ساتھ اس مذہب و بازیگری کا خاتمہ کردیتا اور سمجھ لیتا کہ آخر اکثریت و اقلیت دونوں فرزندان ہند ہی پر تو مشتمل ہیں اور کہنا پڑے گا پیارے دل ہی کے کلیجے میں تو جا رہی ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ کانگریس میں بھی کچھ افتراقی عنصر کسی اشارہ مخفی کا رہین منت ہوکر گھس گیا ہے جس نے اس کے بھی ہاتھ باندھ دیئے ہیں حکومت کا تو مقصد ہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں عناصر بٹے رہیں کہ مقاصد حاکمیت کے لئے اسی کی ضرورت ہے کانگریس کو ان دست مخفی کے اشارہ پر رقص کرنے والی پتلیوں نے مجبور کردیا نتیجہ یہ ہے کہ ہوشمند دماغ بھی

پریشان ہوگئے اور اہم قومی قربانیاں ضائع جارہی ہیں ہمارے نزدیک جبتک ملک میں مہاسبھا اور مسلم کانفرنس کی کوئی آواز بھی رہے گی اور ان کے لگے بندھے بول کو کوئی اہمیت بھی دی جائیگی اس وقت تک صورت حالات کی اصلاح مشکل ہے ملک میں ایسی رائے عامہ اور کانگریس میں ایسی قوت پیدا کرنی چاہیئے کہ دو رخی چالیں چلنے والے بے اہمیت ہو جائیں یہ نہ ہو کہ کانگریس کے پلیٹ فارم پر ہیں تو پورے حر ہیں اور مہاسبھا یا مسلم کانفرنس کے اسٹیج پر آئے تو کٹر فرقہ پرست بن گئے ان فرقہ پرستوں کو تو حقیقی قومیت کانگریس اور ملک میں بولنے ہی نہ دینا چاہیئے پھر یک سو ہو کر یہ مشترکہ وطنی انجمن جو فیصلہ کر دے گی وہی فیصلہ مسئلہ کا حقیقی حل ہوگا یہ مسئلہ نہ وزیر ہند سے حل ہوگا اور نہ مہاسبھا اور مسلم کانفرنس سے فیصلہ کچھ ہوگا تو کانگریسی محب وطن ہی کے ہاتھوں ہوگا مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اس رفتہ رفتہ دشمن ہی سے کام لیں اور اپنے اور پرائے میں تمیز کرنا سیکھیں۔

مالی مسائل کے متعلق گرانقدر نصیحت

لاہور کے اجلاس

یوتھ لیگ میں جو معرکہ آرا خطبہ صدارت سیٹھ عبداللہ ہارون نے ارشاد فرمایا وہ اس قابل ہے کہ ہر مسلمان اس کا مطالعہ کرے آپ نے زمانہ کے تقریباً ہر شعبہ عمل میں مسلمانوں کی رہنمائی کی ہے اور مفید نصائح کی ہیں لیکن مسلمانوں کی مالی و اقتصادی اصلاح کے متعلق آپ نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے وہ اس خطبہ صدارت کا مفید ترین حصہ ہے آپ نے فرمایا کہ:۔

"مسلمان کمانے اور محنت کرنے میں ہندوستان کی کسی دوسری قوم سے کم نہیں لیکن اس پر بھی ان کے مفلس ہونیکی وجہ یہ ہے کہ اپنے آمد و خرچ میں توازن قائم نہیں رکھ سکتے اور ان کے مصارف ان کے مداخل سے ہمیشہ بڑھے رہتے ہیں اور یہی ان کے افلاس کا راز ہے ضروری ضروریات اور تقریبات کی انجام دہی کے لئے روپیہ پس انداز ہوتا نہیں مجبوراً قرض لینا پڑتا ہے اور یہ قرض ان کی زندگی کو تباہ کر دیتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ اور اقتصادی حالت اور خوشحالی کو ایک گھن لگ کر رہ جاتا ہے"

قوم کی حالت کی یہ صحیح تشخیص ہے اور آپ نے جو کچھ کہا ہے ملت کی نبض پر انگلی رکھکر کہا ہے۔ واقعی مسلمان محنت و جوش میں کسی سے کم کیا ہیں بہت بڑھے ہوئے ہیں لیکن ان کی محنت بے اصول اور کمائی بیفائدہ ہے غریب عمر بھر کماتے ہیں اور پھر ننگے بھوکے رہتے ہیں آپ نے اسی ضمن میں مسلمانوں کو نصیحت کی ہے کہ وہ پیسہ کی قدر کرنا اور رکھنا سیکھیں اور یہ تہیہ کر لیں کہ وہ اپنی آمدنی کا کم از کم دسواں حصہ ترقوی اور ناگہانی ضروریات کے لئے ضرور پس انداز کرینگے اور کسی حالت میں اُسے خرچ نہ کرینگے اور اگر کوئی اچانک ضرورت آہی پڑے اور اُسے خرچ کئے بغیر چارہ نہ رہے تو وہ دوسرے اور تیسرے ماہ میں اسے ضرور جہاں سے لیا ہے اپنی آمدنی سے نکال کر وہیں رکھدینگے آپ نے یہ بھی فرمایا کہ کسی ضرورت پر خرچ کرنے سے پیشتر پہلے دس مرتبہ غور کر لو کہ آیا اس خرچ کے بغیر بھی کام چل سکتا ہے یا نہیں اگر چل سکتا ہے تو فوراً ہاتھ روک لو۔ امید ہے کہ مسلمان سیٹھ صاحب کی اس نصیحت کو آویزہ گوش بنائینگے۔

مسلمانوں پر قرض کا بار

آل انڈیا مومن کانفرنس کے صدر نے یہ حقیقت واضح کی کہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ اس دفعہ مسلمانان پنجاب پر ایک ارب سے زیادہ قرض ہے اور ۵۰۰ کروڑ روپیہ رسوم کی ادائیگی اور ۲۰ کروڑ روپیہ مقدمہ بازی پر ہر سال برباد کر رہے ہیں یہ اعداد و شمار کس درجہ خوفناک اور ایک خوشحال صوبہ کی سقیم مالی حالت کا کس قدر المناک نقشہ آنکھوں کے سامنے پیش کر رہے ہیں ڈیڑھ کروڑ مسلمانوں پر ایک ارب کا قرضہ بہت کچھ تباہی کا باعث ہے پھر یہ قرضہ جسم و جان کی یکجائی کی ضرورت کے لئے نہیں لیا گیا بلکہ محض نمود و نمائش شادی و غمی کے غیر ضروری مصارف رسوم قبیحہ کی انجام دہی اور تباہ کن مقدمہ بازی کے لیا گیا ہے۔ پنجاب میں ساہوکارہ کا ایک جال پڑا ہوا ہے آسانی کے ساتھ پاس کے پاس روپیہ مل جاتا ہے اور جس آسانی سے یہ مل جاتا ہے اسی آسانی کے ساتھ اُسے اڑا دیا جاتا ہے اور اپنی زندگی تلخ کر لی جاتی ہے۔ صوبہ متحدہ میں ۶۰ سے لیکر ۷۰ فیصدی جاگیریں اور زمینداریاں مسلمانوں کے ہاتھوں نکل چکیں۔ سندھ کے مسلمان چالیس فیصدی اراضی کھو چکے اگر پنجاب میں قانون انتقال اراضی نافذ نہ ہوتا تو کون کہہ سکتا ہے کہ انکی حالت بھی اس سے بہتر ہوتی مسلمانوں اس شاہ خرچی اور عاقبت نااندیشی نے تباہ کر دیا آج سے ساٹھ ستر برس پہلے مسلمان اسی ملک کے فرمانروا تھے اور ہندوستان کی سب سے زیادہ متمول اور سب سے زیادہ خوشحال قوم تھے اور آج ان کی یہ حالت ہے کہ وہ ملک کی سب سے زیادہ پسماندہ اور مفلس قوم ہیں اگر مسلمان اب بھی نہ سنبھلے تو انھیں بھیک بھی مانگے نہ ملیگی اور وہ یہی انجام ہوں گے یا تو خدانخواستہ اس سرزمین پر ان کا نام مٹ جائے یا وہ دوسری قوموں میں جذب ہو کر شودروں کی زندگی بسر کریں۔

صنعتی اور حرفتی تعلیم کی ضرورت

ملک میں بیروزگاری کی وبا عام ہے اور سیلاب قہرناک کی طرح یہ بڑھتی اور پھیلتی چلی جاتی ہے لیکن نہ حکومت اس کے انسداد کی جانب اپنی توجہ مائل ہوتی ہے اور نہ اہل ملک ہی کوئی پرجوش اور مجاہدانہ سعی اس بلا سے نجات حاصل کرنے کے لئے کرتے ہیں ابھی تو پھر وقت ہے جب صورت حالات قابو سے باہر ہو جائیگی اس وقت کچھ بنائے نہ بن سکے گی۔ ہر سال اسکولوں اور کالجوں سے لاکھوں طلبا انٹرنس اور بی اے ہو کر ٹھوکریں کھانے اور حوادث زمانہ کا مقابلہ کرنے کے لئے نکلتے ہیں اور ان کا نہ کوئی یار و ناصر ہوتا ہے اور نہ ان کے روزگار و معاش کا کوئی بندوبست کیا جاتا ہے حکومت نے جو تعلیم اپنی دفتری ضروریات کے لئے جاری کی تھی اور آج سے تقریباً پون صدی پیشتر جاری کی تھی زمانہ کے تغیر کے ساتھ اس کا ایک ہی نہج پر جاری رہنا باعث نقصان ہی ہو سکتا ہے زمانہ بدل گیا ضرورتیں تبدیل ہو چکیں تو ضروری ہے کہ تعلیم کا رنگ بھی بدلے اور اس نظام کو کلیتہً تبدیل کر دیا جائے اب آرٹ کی تعلیم کی اتنی ضرورت نہیں جتنی کہ صنعتی تعلیم کی ضرورت داعی ہو رہی ہے بہتر اور مناسب طریق یہ ہے کہ طلباء کو رجحانات اور میل خاطر کے مطابق تمام اسکولوں اور کالجوں میں انھیں ایک دو گھنٹہ کسی صنعت کی تعلیم بھی دی جائے اور یہ لازمی ہو۔ جلد سازی، گھڑی سازی، قفل سازی، صابن سازی، روغن سازی، دندان سازی، کپڑے بننا، رنگ بنانا، صابن تیار کرنا اور اس قسم کے صدہا کام ہیں جو آرٹ کی تعلیم کے پہلو بہ پہلو سکھائے جا سکتے ہیں اس طرح طلباء معاش کے لئے تو پریشان نہ رہیں گے اور تعلیم سے فراغت حاصل کرنے کے بعد اپنی روزی تو خود پیدا کر سکیں گے اہل ملک کا فرض ہے کہ وہ اپنی اولین فرصت میں موجودہ نظام تعلیم کو بدلوانے کے لئے انقلاب انگیز سعی کا مجاہدانہ سلسلہ شروع کریں اور قوم کو اس بیروزگاری سے نجات دلائیں۔

—————

کتاب الاسلام

باب الجنائز

(بسلسلہ گذشتہ)

قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان اعظم الجزاء مع اعظم البلاء و ان الله عز وجل اذا احب قوما ابتلاهم فمن رضی فله الرضاء و من سخط فله السخط رواه الترمذی وابن ماجه

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اعلیٰ جزاء بڑے امتحان پر موقوف ہے جب اللہ تعالیٰ کسی جماعت کو محبوب فرماتے ہیں تو اُن کو آزمائش میں مبتلا فرماتے ہیں جو خوش رہتا ہے اس سے مولا بھی خوش رہتے ہیں اور جو ناراضگی کا اظہار کرتا ہے اُس سے وہ بھی ناراض ہو جاتے ہیں یہ روایت ترمذی اور ابن ماجہ ہر دو میں موجود ہے۔

وعن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یزال البلاء بالمؤمن او المؤمنة فی نفسه و ماله وولده حتی یلقی الله تعالیٰ وما علیه من خطیئة رواه الترمذی هذا حدیث حسن صحیح

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا ہمیشہ مومن اور مومنہ تکالیف میں مبتلا رہتے ہیں اپنے جانوں اور مال اور اولاد کے معاملہ میں یہانتک کہ اللہ کی ملاقات کا وقت آ جاتا ہے اور اُس کے ذمہ خدا کا کوئی گناہ اور خطا نہیں ہوتی ترمذی نے روایت کی ہے اور امام مالکؒ سے بھی اس قسم کی ایک روایت موجود ہے اور صاحب ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔

وعن جابرؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یود اهل العافیة یوم القیمة حین یعطی اهل البلاء الثواب ان جلودهم کانت قرضت فی الدنیا بالمقاریض رواه الترمذی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا پسند کریں گے عافیت سے زندگی بسر کرنے والے قیامت کے دن جس وقت مصیبت زدوں کو ثواب دیا جائے گا اس بات کو کہ ان کی کھال دنیا میں قینچیوں سے کاٹی جاتی روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

عن شداد ابن اوس والصنابحی انهما دخلا علی رجل مریض یعودانه فقالا له کیف اصبحت بنعمة الله قال اصبحت بنعمة قال ابشر بکفارات السیئات وحط الخطایا فانی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ان الله عز وجل یقول اذا انا ابتلیت

شداد بن اوس اور صنابحی سے روایت ہے کہ یہ دونوں ایک مریض کے پاس اس کی عیادت کے لئے گئے اور ان دونوں نے اس سے کہا کہ کس حال میں صبح کی نعمت کے ساتھ اس کو خوشخبری دیجئے گناہوں کے کفارہ کی اور خطاؤں کے دور ہونے کی میں نے حضورؐ سے سنا ہے

عبدا من عبادی مومنا فحمدنی علی ما ابتلیته فانه یقوم من مضجعه ذلك کیوم ولدته امه من الخطایا ویقول الرب تبارك وتعالیٰ انا قیدت عبدی وابتلیته فاجروا له ما کنتم تجرون له وهو صحیح رواه احمد۔

آپ فرماتے تھے تحقیق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں جب کسی بندہ کو مبتلا کرتا ہوں اپنے نیک ترین بندوں میں سے اور وہ میری اس ابتلا پر تعریف کرتا ہے تو جب وہ اپنے بستر علالت سے تندرست ہو کر کھڑا ہوتا ہے تو وہ ایسا پاک و صاف ہو جاتا ہے کہ گویا آج ہی اُس کی ماں نے اس کو جنا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں قید کرتا ہوں اپنے بندہ کو میں ہی اُسکو مبتلائے عذاب کرتا ہوں پس میں ہی اس کو اجر دیتا ہوں، ایسا اجر کہ تم نہیں دے سکتے ہو۔ احمد نے روایت کی اور یہ حدیث صحیح ہے۔

عن عائشة قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا کثرت ذنوب العبد ولم یکن ما یکفرها من العمل ابتلاه الله بالحزن لیکفرها عنه رواه احمد

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا حضور نبی کریمؐ نے کہ جب کسی بندہ کے گناہ بڑھ جاتے ہیں اور وہ بندہ ایسا کوئی عمل نہیں کرتا جو ان کا کفارہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس بندہ کو کسی رنج میں مبتلا کرتا ہے اور وہ رنج اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے روایت کیا اس کو احمد نے۔

وعن ابی هریرة قال ذکرت الحمی عند رسول الله صلی الله علیه وسلم فسبها رجل فقال النبی صلی الله علیه وسلم لا تسبها فانها تنفی الذنوب کما تنفی النار خبث الحدید رواه ابن ماجه

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ذکر کیا ایک دن حضورؐ کی خدمت میں اپنے بخار کے متعلق ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا اس نے بخار کو گالیاں دینی شروع کیں آپ نے فرمایا بخار کو گالی نہ دے اس وجہ سے کہ یہ انسان کو گناہوں سے پاک کر دیتا ہے جیسے بھٹی کی آگ لوہے کے میل کو دور کر دیتی ہے روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے۔

وعن انس ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان الرب سبحانه وتعالیٰ یقول وعزتی وجلالی لا اخرج احدا من الدنیا ارید اغفر له حتی استوفی کل خطیئة

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ مجھے قسم ہے اپنی عزت اور جلال کی نہیں نکلے گا کوئی شخص دنیا سے کہ میں اسکے متعلق مغفرت کا ارادہ کروں یہانتک

دور کر دوں اس کے تمام گناہ اس کی گردن سے بوجہ اس کی جسم کی بیماری کے اور کمی سے اس کے رزق میں روایت کیا اس کو رزین نے۔

عن ابی ھریرۃ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عاد مریضا فقال ابشر فان اللہ تعالیٰ یقول ھی ناری اسلطھا علی عبدی المومن فی الدنیا لتکون حظہ من النار یوم القیامۃ رواہ احمد

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے عیادت فرمائی ایک بیمار کی اور فرمایا خوشخبری ہو تجھکو تحقیق اللہ تعالیٰ کہ یہ مرض جہنمی ہے جو مومن پر دنیا میں مسلط ہوتا ہے جتنا کہ حصہ اس کو دوزخ سے ملنے والا ہوتا ہے۔

وعن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عاد رجلا فقال ماتشتھی قال اشتھی خبز وبر قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من کان عندہ خبز بر فلیبعث الی اخیہ ثم قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اشتھی مریض احدکم شیئا فلیطعمہ رواہ ابن ماجہ

حضرت عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور اس سے حضورؐ نے دریافت فرمایا تمہارا دل کس چیز کو چاہتا ہے اس نے کہا حضور میرا دل گیہوں کی روٹی کو چاہتا ہے آپ نے فرمایا اگر تم میں سے کسی کے پاس گیہوں کی روٹی ہو تو اس کو چاہیئے کہ وہ اپنے بھائی کے لئے بھیجدے پھر حضورؐ نے فرمایا اگر کوئی بیمار تم سے کسی چیز کے کھانے کی خواہش کرے تو وہ اس کو کھلا دیا کرو روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے۔

تمنائے موت کی ممانعت

موت کی تمنا کرنے کی حدیث میں ممانعت کی گئی ہے بعض لوگ بیماری کی تکلیف سے تنگ آکر اور بعض روزگار کی مصیبت سے مجبور ہو کر اپنی جان کا آرام اس میں سمجھتے ہیں کہ مر جائینگے تو ان مصیبتوں سے آرام مل جائیگا لیکن یہ خیال ان کا غلط ہے اگر اعمال اچھے نہیں ہیں تو مرنے کے بعد ان مصائب دنیا سے بھی زائد مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا اور اعمال اچھے ہیں تو موت انقطاع اعمال کا سبب بن جائیگی یہ بھی نقصان ہے نیز جب سے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا گیا ہے اذا جاء اجلھم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون جب اللہ کا وعدہ پورا ہوگا اور موت آئیگی تو کسی شخص کو یہ طاقت نہیں کہ اس کو ایک منٹ آگے یا پیچھے کر سکے۔ تو اب اس آیت کے سمجھنے کے بعد کسی شخص کا موت کی آرزو کرنا گویا اس ارشاد کا مقابلہ کرنا ہوا جو بڑی زبردست گستاخی اور نافرمانی کی دلیل ہے اور بزرگان دین نے لکھا ہے کہ موت مانگنے سے موت تو آ نہیں سکتی لیکن اس بندہ کے رزق میں کمی کر دی جاتی ہے۔

انسان کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ سے خیر کی دعا مانگتا رہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں خیر کی کمی نہیں ہے۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یتمنی احدکم الموت اما محسنا فلعلہ ان یزداد خیرا واما مسیئا فلعلہ ان یستعتب رواہ البخاری۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کو موت کی آرزو نہیں کرنی چاہیئے اگر وہ نیک ہے تو ممکن ہے نیکیوں میں اضافہ ہو اور اگر گناہگار ہے تو عذاب میں جلدی ہو (بخاری)

وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یتمنی احدکم الموت ولا یدع بہ من قبل ان یاتیہ انہ اذا مات انقطع املہ وانہ لا یزید المومن عمرہ الا خیرا رواہ مسلم

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کیا کرے اس سے پہلے کہ وہ خود نہ آئے کیونکہ جب مر گیا تو امید نیکیوں کی منقطع ہو گئی اور نہیں زیادہ کرتی مومن کو درازی عمر اس کی مگر نیکیوں کو نقل کیا اس حدیث کو مسلم نے۔

وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یتمنین احدکم الموت من ضر اصابہ فان کان لا بد فاعلا فلیقل اللھم احینی ما کانت الحیوۃ خیرا لی وتوفنی اذا کانت الوفاۃ خیرا لی متفق علیہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ خواہش کرے تم میں سے موت کی کسی مصیبت کی وجہ سے اگر کسی مجبوری کی وجہ سے وہ اس کی خواہش کرنے پر مجبور ہو گیا ہو تو اس کو چاہیئے کہ یوں کہے اے اللہ زندہ رکھ مجھکو جب تک میری زندگی بہتری کا باعث رہے اور مار ڈال مجھکو اگر میری موت میں بہتری ہو یہ حدیث بخاری اور مسلم دونوں میں موجود ہے۔

تشریح

اگرچہ اس باب میں ہم نے وہ حدیثیں جمع کی ہیں جن میں موت کی دعا کو منع کیا گیا ہے لیکن ساتھ ہی اس کے یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ بعض قسم کی موتیں ایسی ہیں جن کی آرزو کرنی جائز ہے اور اکابر صحابہ نے ان کی آرزو کی ہے جیسے شہادت کی سیدنا حضرت عمرؓ نے دعا کی ہے کہ اے رب العزت مجکو شہادت کی موت عطا کیجئو اور حضرت معاذؓ نے تو یہاں تک آرزو ظاہر کی کہ اگر مجھکو وہ شہادت نصیب نہ ہو تو اے اللہ مجکو طاعون کی موت عطا کر جو کہ ادنیٰ درجہ کی شہادت ہے اس سے معلوم ہوا کہ شہادت کی موت طلب کرنی احسن ہے اور مسلم شریف میں ایک اور روایت موجود ہے کہ جس نے شہادت کی دل سے تمنا کی اللہ تعالیٰ نے اس کو مثل شہید دل کے ثواب عطا فرمایا ہے حضرت عمرؓ نے یہ دعا کی تھی اللھم ارزقنی شہادۃ فی سبیلک واجعل موتی ببلد رسولک یعنی اے اللہ مجھکو شہادت عطا کر اور اپنے حبیب کے شہر میں مار۔

اس بیان سے صاف ظاہر ہو گیا کہ اگر موت کی طلب یا خواہش یا دعا ازدیاد مراتب کے لئے کی جائے جن اموات سے ازدیاد مراتب ہوتے ہیں جیسے جہاد کرنے کی حالت میں موت کا واقع ہونا یا طاعون وغیرہ کی بیماری سے موت کا واقع ہونا۔ اس قسم کی موت واقع ہونے کی دعا مانگنا یا اس کی خواہش یا تمنا کرنا ناجائز نہیں ہے۔ ہاں اگر کسی دنیاوی تکالیف کی وجہ سے موت کی دعا کی جائے تو یہ ناجائز ہے اور اسی کی ممانعت ہے۔

معارف القرآن

(بسلسلہ گذشتہ)

وَلِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَلَقَدْ وَصَّیْنَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَاِیَّاکُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ وَاِنْ تَکْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَکَانَ اللّٰهُ غَنِیًّا حَمِیْدًا ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَکَفٰی بِاللّٰهِ وَکِیْلًا ۝ اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْکُمْ اَیُّهَا النَّاسُ وَیَاْتِ بِاٰخَرِیْنَ وَکَانَ اللّٰهُ عَلٰی ذٰلِکَ قَدِیْرًا ۝ مَنْ کَانَ یُرِیْدُ ثَوَابَ الدُّنْیَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَکَانَ اللّٰهُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا ۝

(ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ کی ملک ہیں جو چیزیں کہ آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں زمین میں ہیں اور واقعی ہم نے ان لوگوں کو بھی حکم دیا تھا جن کو تم سے پہلے کتاب ملی تھی اور تم کو بھی کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اگر ناسپاسی کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی ملک ہیں جو چیزیں کہ آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں کہ زمین میں ہیں اور اللہ تعالیٰ کسی کے حاجتمند نہیں اور خود اپنی ذات میں محمود ہیں اور اللہ ہی کی ملک ہیں جو چیزیں کہ آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں کہ زمین میں ہیں اور اللہ تعالیٰ کافی کارساز ہیں اگر ان کو منظور ہو تو تم سب کو فنا کر دے اور دوسروں کو موجود کر دے اور اللہ تعالیٰ اس پر پوری قدرت رکھتے ہیں اور جو شخص دنیا کا معاوضہ چاہتا ہو تو اللہ تعالیٰ کے پاس تو دنیا اور آخرت دونوں کا معاوضہ ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے اور دیکھنے والے ہیں۔

تفسیر:۔ اس سے پہلی آیت میں خداوند تعالیٰ کی وسعت اقتدار کا بیان تھا یہ آیت اس کا تتمہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کے قبضہ میں آسمان و زمین کی تمام چیزیں ہیں اور اس کے پاس کسی چیز کی کمی نہیں عورت و مرد کو غنی کر دینا بھی اس کے اختیار میں ہے اور وہ اپنے فضل سے غنی کرے گا نیز للہ ما فی السموات والارض آیت متصلہ کے لئے دلیل و تمہید بھی ہے خداوند تعالیٰ اپنی عظمت و کبریائی کو بیان فرما کر یہ بات بتلاتا ہے کہ کچھ تمہیں کو شریعت اور احکام الٰہی پر چلنے کا حکم نہیں ہوا ہے بلکہ گذشتہ اقوام اور امتوں کو بھی خدا سے ڈرنے کا حکم تھا باقی خدا کو تو اس سے کوئی فائدہ نہیں۔ اتباع شریعت اور خوف خدا کا حکم صرف تمہارے فائدہ کو ہی مدنظر رکھ کر دیا گیا ہے کیونکہ جن چیزوں میں روحانی ترقی اور جسمانی تمدن و ترقی کی مصلحتیں پوشیدہ تھیں ان کو مسلمانوں کے لئے فرض کر دیا گیا اور جن میں دونوں جہان کی ہزاروں خرابیاں مضمر تھیں ان کو حرام کر دیا گیا ورنہ خدا کو نہ اس کی پرواہ ہے کہ تمہاری طاعت اور اتباع شریعت سے اس کی شوکت حکومت اور جبروتی شان بنی رہے گی کیونکہ آسمان و زمین کی تمام چیزیں اس کے قبضہ اقتدار میں ہیں ہر چیز کا مالک ہے جس طرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے اور نہ تمہاری فرمانبرداری میں اس کا کوئی ذاتی نفع و نقصان ہے کیونکہ وہ اپنی ذات و صفات میں کسی کا محتاج نہیں تمام صفات محمودہ اس کو بغیر کسی توسط کے حاصل ہیں پھر وہ تمہاری اطاعت کی کیا پرواہ کر سکتا ہے ہاں اگر تم یہ خیال کرو کہ خدا کی فرمانبرداری اور تسبیح و تقدیس کا ہم پر ہی انحصار ہے اگر ہم اطاعت اور تعمیل حکم نہ کریں گے تو پھر اور کوئی اس کی فرمانبرداری کرنے والا نہ ہوگا یا اس کے اسرار ربوبیت نہ ہوں گے تو تمہارا یہ خیال بھی غلط ہے کیونکہ خداتعالیٰ بڑا قادر و کارساز ہے وہ تم کو نیست و نابود کر کے ایک ایسی قوم پیدا کر سکتا ہے جو ہر طرح اس کی فرمانبرداری کرے گی اور اس کی شریعت پر چلیگی دین الٰہی اور جلال کبریائی ظاہر کرنے کا کسی خاص قوم یا خاص شخص پر انحصار نہیں ہے اگر ایک قوم فنا ہو جائے تو دوسری حلقہ بگوش اور تعمیل حکم کرنے والی قوم خدا پیدا کر دیتا ہے۔

(جب بنی اسرائیل نے بہت زیادہ نافرمانی کی تو خدا نے ان کو تباہ کر کے حضرت عیسیٰ کے حواریوں اور تابعداروں کو سرفراز کیا پھر جب انہوں نے بھی دین الٰہی میں طرح طرح کی بدعتیں داخل کر لیں حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرنا شروع کر دیا تو امت اسلامیہ کو پیدا کیا اور اس کمزور قوم سے ایران و روم جیسی عظیم الشان اور باجبروت سلطنتوں کو تباہ کر کے روئے زمین پر آسمانی سلطنت کو قائم کر دیا) اس کے بعد حکم ہوتا ہے کہ اتباع شریعت کا نتیجہ صرف دنیوی بھلائی کو ہی نہ سمجھنا چاہیئے کہ اگر کسی وقت دنیوی کامیابی حاصل نہ ہو تو سرتابی کرنے لگو بلکہ اس کا نتیجہ ثواب آخرت بھی ہے مگر خلوص نیت شرط ہے جس کو خدا جانتا ہے کیونکہ وہ سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہے۔

مقصود بیان۔ اتباع شریعت کی ترغیب نافرمانی سے ترہیب شان جبروتی کا اظہار۔ ذات خداوندی کا تمام صفات و کمالات سے متصف ہونا۔ ہر حکم میں مصالح انسانی کا مضمر ہونا خداوند تعالیٰ کا بغیر کسی ذاتی غرض کے انسان کو قانون شریعت میں تمام سوشل اور پولیٹکل دنیوی اور اخروی کامیابیوں کا پوشیدہ ہونا وغیرہ۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ اِنْ یَّکُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰی بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓی اَنْ تَعْدِلُوْا وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ۝

(ترجمہ) اے ایمان والو انصاف پر خوب قائم رہنے والے اللہ کے لئے گواہی دینے والے رہو اگرچہ اپنی ہی ذات پر ہو یا والدین اور دوسرے رشتہ داروں کے مقابلہ میں ہو وہ شخص اگر امیر ہے اور تو غریب ہے تو دونوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو زیادہ تعلق ہے سو تم خواہش نفس کی اتباع مت کرنا کبھی تم حق سے ہٹ جاؤ

اور اگر تم کج بیانی کرو گے یا پہلو تہی کرو گے تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں۔"

تفسیر:- اس آیت سے پیشتر بہت سے احکام شریعت کا ذکر کیا گیا تھا اور درمیان میں ان احکام پر عمل کرنے کی تاکید بھی کی گئی تھی اب یہاں دو باتیں ایسی ذکر کی گئی ہیں جو شریعت پر چلنے کے لئے دو آنکھوں کی طرح ہیں جن کے بغیر راہ شریعت نہیں سوجھ سکتی اور ان دونوں کا ذکر قوت عملیہ کی تکمیل کے لئے ضروری ہے۔

نمبر اول کی طرف "قوامین بالقسط" سے اشارہ ہے اور نمبر دوم کی طرف "شہداء للہ" سے ایما ہے اول کا مطلب یہ ہے کہ اے ایمان والو عدل و انصاف کو بہت اچھے طریقے سے قائم رکھو یہ ایک عام حکم ہے جس کے اندر خانہ داری کے معاملات آپس کے برتاوے خویش و بیگانہ کے تعلقات کافر و مومن حیوان و انسان اور تمام مخلوق کے باہمی معاشرتی اقتصادی اور نظامی قوانین سخاوت شجاعت رضا تسلیم صبر و شکر اور دیگر تمام دینی امور مندرج ہیں اور واقعہ بھی یہ ہے کہ جب انسان میں صفت عدالت آجاتی ہے تو اس کی طبیعت خواہ مخواہ اس کو آسانی قوانین پر چلنے کے لئے مجبور کرتی ہے۔ نمبر دوم کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے گواہ بنے رہو دینی اور دنیاوی امور میں اللہ کے لئے شہادت ادا کرو نیک کو نیک اور بد کو بد کہو اور جو سچی بات ہو اس کو بیان کرنے میں کسی کی کچھ پرواہ نہ کرو خواہ اس میں تمہارا ذاتی نقصان ہو یا والدین کا یا کسی قریبی رشتہ دار کا اس میں امیر و غریب کسی کی کچھ رعایت نہ کرو بلکہ عدل و رعایت ہر وقت پیش رکھو خواہش نفس کی پیروی نہ کرو کسی ذاتی لالچ سے راہ حق سے اعراض نہ کرو کبھی خیال نہ کرنا کہ خدا کو ہمارے ارادوں کی کیا خبر ہے نہیں ایسا نہیں ہے خدا تمہارے ہر فعل سے بخوبی واقف ہے۔

مقصود بیان۔ انسانی قوت عملیہ کی تکمیل کا حکم، شجاعت۔ سخاوت۔ عفت حسن معاشرت خوش خلقی اور دیگر اوصاف حمیدہ اختیار کرنے کا حکم۔ حق کو چھپا رکھنے کی ممانعت۔ خواہشات نفسانی کی پیروی کرنے سے نہی۔

یَاۤ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَ مَنْ یَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓىٕكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا

(ترجمہ) اے ایمان والو تم اعتقاد رکھو اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ اور اس کتاب کے ساتھ جو اس نے اپنے رسول پر نازل فرمائی اور ان کتابوں کے ساتھ جو کہ پہلے نازل ہو چکی ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا انکار کرے اور اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور اس کے رسولوں کا اور روز قیامت کا تو وہ شخص گمراہی میں بڑی دور جا پڑا۔"

تفسیر:- عبد اللہ بن سلام اسد بن کعب ثعلبہ بن قیس سلام ابن اخت سلمہ بن اخیہ یامین بن یامین وغیرہ علماء اہل کتاب سے جو مسلمان ہو چکے تھے حضور اقدس کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ حضور پر قرآن شریف پر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر حضرت عزیر پر اور توریت پر تو ایمان لے آئے اس کے علاوہ اور کسی کو نہیں مانتے اس وقت آیت مذکورہ نازل ہوئی اس سے پہلے آیت میں قوت عملیہ اور اس کی تمام شاخوں کی تکمیل کی ہدایت کی تھی اب یہاں قوت نظریہ کو مکمل کرنے کا حکم ہے جس کو مکمل کرنے کا اصل اصول اور سنگ بنیاد اصلاح عقاید ہے جب یہ دونوں قوتیں مکمل ہو جاتی ہیں اور ہر ایک میں روشنی پیدا ہو جاتی ہے تو اس وقت بیان مکمل ہوتا ہے۔ اس آیت میں تین چیزوں پر ایمان لانے کی تاکید ہے اللہ پر یعنی اس کی ذات و صفات پر دوسرے اس کے رسولوں پر جو اللہ کے سفیر اور انسان و خدا کے درمیان واسطہ ہیں تیسرے قرآن اور گزشتہ آسمانی کتابوں پر اور چونکہ انبیا اور کتب سماوی پر ایمان لانا اس بات کو مستلزم تھا کہ انسان ملائکہ پر بھی ایمان لائے جو خدا اور اس کے رسولوں کے درمیان قاصد و پیامبر ہیں اور قیامت پر ایمان لانا بھی اسی ذیل میں مندرج ہے کیونکہ قیامت روز جزا ہے اور اسی حسن جزا کے لئے انبیاء و رسل کو بھیجا گیا تھا اس لئے موخر الذکر دونوں چیزوں کا ذکر نہیں کیا اور مذکورہ بالا تین اشیاء کے بیان پر اکتفا کیا گیا مگر احتمال تھا کہ کوئی ازدماغ رفتہ انسان تاویل کر کے انکار کر بیٹھے تو دوسرے جملہ (ومن یکفر الخ) میں ہر سہ مذکورہ اشیا کے ساتھ موخر الذکر دونوں چیزوں کا ذکر کر کے فرما دیا گیا کہ جو شخص ان چیزوں کا انکار کرے گا وہ بہت زیادہ گمراہ ہوگا۔ حاصل آیت یہ ہے کہ اے ایمان والو خدا پر اس کے رسول پر قرآن پر اور دیگر گزشتہ آسمانی کتابوں پر ایمان لاؤ اور تجدید ایمان کرو کیونکہ جو شخص خدا پر فرشتوں پر خدا کی کتابوں اور رسولوں پر اور روز قیامت پر ایمان نہ لائے وہ گمراہ ہے اور دربدر بھٹکتا پھرتا ہے۔

مقصود بیان۔ قرآن اور دیگر صحف آسمانی کی صداقت کی تعلیم۔ فخر المخلوقات یعنی انبیا اور فرشتوں کے حق ہونے کا اعلان، روز جزا کی اقرار یعنی ایمان بالمعاد اور ایمان بالغیب ہر دو کی تعلیم۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ یَكُنِ اللّٰهُ لِیَغْفِرَ لَهُمْ وَ لَا لِیَهْدِیَهُمْ سَبِیْلًا ؕ

(ترجمہ) بلاشبہ جو لوگ مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے پھر مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے پھر کفر میں بڑھتے چلے گئے اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز نہ بخشیں گے اور نہ ان کو منزل مقصود یعنی بہشت کا رستہ دکھائیں گے۔

تفسیر:- یہ آیت آیت سابقہ کا تکملہ ہے مطلب یہ ہے کہ ایمان لا کر اس پر ثابت قدم رہنا چاہیئے ایسا نہ ہونا چاہیئے کہ کبھی ایمان لے آئے پھر کسی غرض سے کافر ہو گئے پھر کچھ مصلحت معلوم ہوئی تو مسلمانوں میں آکر مل گئے پھر کسی وجہ سے کافر ہو گئے اور کفر میں ترقی کرتے گئے ایسے لوگوں کو خدا ہرگز معاف نہیں فرمائے گا اور نہ ان کو کبھی راہ حق کی ہدایت کرے گا۔

مفسرین کے اس آیت میں مختلف اقوال ہیں بعض کہتے ہیں کہ مذکورہ آیت یہود کے بارہ میں نازل ہوئی کہ اول بار توراۃ اور حضرت موسیٰ پر ایمان لائے پھر کچھ مدت کے بعد ملک کنعان میں غیر قوموں کی صحبت کی وجہ سے بت پرستی اور فسق و فجور میں مبتلا ہو گئے پھر حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام پر ایمان لائے اور بت پرستی چھوڑ کر دین پر قائم ہوئے پھر حضرت عزیر کے بعد حضرت عیسیٰ

علیہ السلام تک کفر میں پڑے رہے پھر حضرت محمد رسول اللہ فداہ ابی و امی کا انکار کر کے اور بھی زیادہ کفر میں ترقی کر گئے بعض مفسرین کا قول ہے کہ اس سے منافقوں کی طرف اشارہ ہے کہ وہ اول ایمان لے آئے پھر دل میں نفاق پیدا کر کے اسلام سے پھر گئے پھر یہاں شوکت اسلام دیکھی ایمان لے آئے پھر جب کوئی شکست یا تکلیف دیکھی تو مرتد ہو گئے بہر حال اس آیت سے وہ لوگ مراد ہیں کہ جن کے دلوں پر نور ایمان جلوہ افگن نہیں ہوا شک کی اندھیری میں بھٹکتے پھرتے ہیں کبھی مومن بنجاتے ہیں تو کبھی کافر ایمان و کفر ان کے نزدیک ہلکی سی بات ہے کبھی ادھر کبھی ادھر ایسے لوگوں کی توجہ خداوند تعالیٰ ہرگز قبول نہیں کرتا یعنی ان کو توبہ کی توفیق ہی عطا نہیں کرتا ایسے لوگ ازلی بدبخت ہوتے ہیں جن کا مرنا علم الٰہی میں بغیر توبہ ہی کے لکھا ہوتا ہے یہ مرنے کے وقت بھی خلوص دل سے توبہ نہیں کر سکتے اور کفر کی حالت ہی میں مرتے ہیں۔

مقصود بیان۔ نور ایمان و یقین کی تلاش کرنے کی ہدایت ظلمت کفر اور شک کو دور کرنے کی تعلیم ایمان پر جمے رہنے کا حکم۔

بَشِّرِ الْمُنٰفِقِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمَا ۝ الَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا ۝

(ترجمہ) منافقین کو خوشخبری سنا دیجئے اس امر کی کہ ان کے واسطے بڑی دردناک سزا ہے جن کی یہ حالت ہے کہ کافروں کو دوست بناتے ہیں مسلمانوں کو چھوڑ کر کیا ان کے پاس معزز رہنا چاہتے ہیں سو اعزاز تو سارا خدا کے قبضہ میں ہے۔

تفسیر۔ اس آیت میں بھی منافقوں کی طرف اشارہ ہے جو دنیا کے مقابلہ میں دین کی کچھ پرواہ نہیں کرتے ہیں کبھی بے ایمان ہیں تو کبھی مسلمان کفار و مشرکین کا جاہ و جلال دیکھ کر ان سے جا ملتے ہیں اور ان کو اس لئے یار بناتے ہیں کہ ہم کو عزت و شوکت حاصل ہوگی۔ مدینہ کے منافق ایسا ہی کیا کرتے تھے یہود کے پاس جا کر مسلمانوں کو چھوڑ کر اسلام سے نفرت اور اس پر تمسخر کرتے تھے اور اس سے مقصد یہ تھا کہ یہ لوگ ان باتوں سے ہم کو اپنا سچا دوست سمجھ کر ہماری عزت کرینگے مگر خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمام عزت تو خدا کے ہاتھ میں ہے جس کو وہ ذلیل کرنا چاہتا ہے اس کو کون عزت دے سکتا ہے چنانچہ یہود کی نظروں میں بھی منافق ہمیشہ ذلیل ہی رہتے تھے اور ان کو وہاں ہیچ حاصل نہ ہوتی تھی اس آیت میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ جن کے ہاں یہ عزت تلاش کر رہے ہیں ان کو بھی ذلت ہو جائیگی اور عزت صرف اللہ اور اس کے فرمانبرداروں کے لئے برقرار رہے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں مخالفوں کی شوکت و عزت خاک میں مل گئی۔

مقصود بیان۔ عزت اسلام ہی حقیقی اور سچی عزت ہے دنیوی عزت کوئی بڑی چیز نہیں خدا کی فرمانبرداری سے عزت اور نافرمانی سے ذلت حاصل ہوتی ہے نافرمانی کی عزت اخیر میں ذلت سے بدل جاتی ہے۔

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَیْكُمْ فِی الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰهِ یُكْفَرُ بِهَا وَیُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِهٖۤ ۖؗ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْكٰفِرِیْنَ فِیْ جَهَنَّمَ جَمِیْعَا ۝

(ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس یہ فرمان بھیج چکا ہے کہ جب احکام الٰہی کے ساتھ استہزا اور کفر ہوتا ہوا سنو تو ان لوگوں کے پاس مت بیٹھو جب تک کہ وہ کوئی اور بات نہ شروع کریں کہ اس حالت میں تم بھی ان ہی جیسے ہو جاؤ گے یقیناً اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں کو سب کو دوزخ میں جمع کر دیں گے۔

تفسیر۔ مکہ میں ہجرت سے پہلے کفار و مشرکین اپنے جلسوں میں قرآن کے متعلق کفر یہ کلمات بکتے اور اس کا مذاق اڑایا کرتے تھے مسلمانوں کو وہاں جانے کے متعلق یہ حکم ہوا تھا واذا رایت الذین یخوضون فی ایاتنا فاعرض عنھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ پھر جب آنحضرت اور مسلمان کہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں گئے تو یہاں کے یہود و احبار نے بھی وہی جاہلانہ طریقہ اختیار کیا قرآن کی ہنسی اڑاتے اور اس پر قہقہے لگاتے تھے اور منافق یہود کی خوشامد کے لئے اس بات میں ان کے شریک حال ہوتے تھے اس پر خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم پہلے ہی تمہیں اس بارہ میں حکم دے چکے ہیں کہ جہاں کہیں خدا کی آیات پر ہنسی ہوتی دیکھو تو وہاں سے اٹھ جاؤ ورنہ تم بھی ان کے ساتھ کفر میں شریک ہو جاؤ گے ہاں اگر بے بسی سے نہ اٹھ سکو تو معذور ہو مگر دل میں ناراض ہونا شرط ہے

مقصود بیان۔ شریعت اسلام کی ہنسی اڑانی حرام ہے شریعت پر زبان بے لگام پر رسول پر خدا پر آوازے کسنے والے پھبتیاں اڑانے والے کافر ہیں ان کے جلسوں میں بیٹھنے کی بھی ممانعت ہے ورنہ شریعاً ساتھ بیٹھنے والوں کو بھی کافر خیال کیا جائے گا اسلام کے متعلق مذاقیہ بدتہذیبی کے الفاظ کہنا بھی کفر ہے۔

مرقاۃ العربیہ

ایک عرصہ سے یہ غلط خیال قائم ہو گیا ہے کہ عربی کا حاصل کرنا مشکل ہے

مرقاۃ العربیہ

اسی خیال کو دور کرنے کے لئے لکھی گئی ہے لائق مصنف نے مضامین کی ترتیب سے قائم کی ہے کہ

سمجھدار آدمی استاد کے بغیر مرقاۃ العربیہ سے عربی سیکھ سکتا ہے

تمام کتاب میں کوئی بات ایسی نہ ہیگی جس کے متعلق پہلے نہ بتا دیا گیا ہو ہر نئے عنوان کے لئے پہلے ایک نہایت صاف اور سہل الفاظ میں قاعدہ کا ذکر ہے اور سبق میں بہت سی مثالوں سے اس قاعدہ کی تشریح ہے غرض آدمی کوشش کرے تو چھ ماہ کے اندر مہارت پیدا کر سکتا ہے۔

قیمت ہر سہ حصص عہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

صحیح بخاری شریف اردو

(نوشتہ مولانا سید حامد بخاری)

۴۵۲۔ نافع (حضرت) عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب (بقصد ادائے) عمرہ (سفر مکہ اختیار) کرتے اور جب آپ نے حج (الوداع) کیا (جب کبھی آپ مکہ تشریف لیجاتے تھے تو مقام) ذی الحلیفہ میں ایک کیکر کے درخت کے نیچے اس مسجد کی جگہ جو (اب) ذی الحلیفہ میں بن گئی ہے منزل فرماتے تھے نیز آپ کا دستور تھا کہ جب کسی غزوہ۔ حج یا عمرہ سے (اس راہ سے) واپس ہوتے تو نشیب وادی (عقیق) میں اتر جاتے اور جب نشیب وادی سے گذر کر اوپر آتے تو ناقہ (بٹھا) دیا کہ (اس پتھریلی زمین میں بٹھاتے جو وادی (عقیق) کے مشرقی کنارہ پر واقع ہے اور شب آخر وہیں بسر کرتے حتیٰ کہ صبح (وہیں) آپ کو وہیں ہو جاتی (آپ کی) یہ (منزل یا آرامگاہ) نہ تو اس مسجد کے پاس ہے جو پتھروں پر ہے اور نہ اس ٹیلہ پر ہے جہاں مسجد بنی ہوئی ہے (پہلے) وہاں ایک خلیج تھی جس کے نشیب میں ریت کے ٹیلے تھے اس کے پاس ہی (حضرت) عبداللہ (بن عمرؓ) بھی نماز پڑھتے تھے (اور) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہیں نماز پڑھتے تھے پھر سیل (آب باران) نے اس میں سنگریزے بھر دیئے حتیٰ کہ وہ مقام جہاں (حضرت) عبداللہ بن عمر نماز پڑھتے تھے سنگریزوں نے اسے دبا دیا نیز (حضرت) عبداللہ بن عمر نے (اپنے فرزند) نافع سے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں بھی منزل کی اور نماز پڑھی ہے جہاں وہ چھوٹی (سی) مسجد ہے جو (مدینہ طیبہ سے ۲۳ میل کے فاصلہ پر) اس مسجد (کبیر) کے پاس واقع ہے جو (موضع) شرف روحا میں ہے (حضرت) عبداللہ (بن عمرؓ) اس مقام کا پتہ بتاتے ہوئے جہاں نبی رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی فرماتے تھے کہ اے نافع کہ جب تم اس مسجد (صغیر) میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہو تو یہ مقام تمہارے دائیں جانب پڑے گا اور یہ مسجد (کبیر) جب تم مکہ کی طرف جا رہے ہو تو (لمبی) راستہ کے داہنی طرف ملیگی اس (چھوٹی) مسجد اور اس بڑی مسجد کے مابین (تقریباً) ایک پتھر کی مار یا اس کے قریب (کی مسافت) ہوگی۔ (حضرت) عبداللہ بن عمرؓ اس (وادی) عرق الظبیہ کے قریب نماز پڑھتے تھے جو روحا کے آخر میں (پڑتی) ہے اس وادی عرق الظبیہ کا کنارہ راستہ کے کنارہ اس مسجد کے قریب ختم ہوا ہے جو اس (کنارہ) کے اور آخر روحا کے مابین (واقع) ہے (یہ اس وقت) جبکہ تم مکہ جا رہے ہو اور وہاں (بھی) ایک مسجد بن گئی ہے (راوی حدیث کا بیان ہے) عبداللہ بن عمر اس مسجد میں نماز نہ پڑھتے تھے اسے اپنے بائیں طرف اپنے پیچھے چھوڑ جاتے تھے اور آگے جا کر اسی (وادی) عرق (الظبیہ) میں نماز ادا فرماتے تھے (حضرت) عبداللہ کا دستور تھا کہ روحا سے چلتے تو نماز ظہر (کہیں) ادا نہ فرماتے تاوقتیکہ اس (مذکورہ بالا) مقام نہ پہنچ جاتے (جب وہاں پہنچ جاتے) تو وہاں نماز ظہر پڑھتے اور جب آپ مکہ سے (واپس) آتے اور صبح (صادق) سے گھڑی بھر پہلے یا سحر کے آخر وقت میں اس مقام پر آپ کا گذر ہوتا تو (باقی ماندہ) شب یہیں گذارتے حتیٰ کہ نماز صبح وہیں ادا کرتے۔ نیز (حضرت) عبداللہ بن عمر نے نافع سے یہ بھی بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک بڑے موٹے (یعنی گھنے) درخت کے نیچے رویثہ (جو مدینہ سے ۱۷ فرسخ یعنی ۵۱ میل اور روحا سے ۱۳ میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے اس) کے قریب راستہ کی داہنی جانب اور راستہ کے بالمقابل ایک نرم (اور) فراخ جگہ اترتے تا آنکہ اس ٹیلہ کے قریب آپ برآمد ہوتے جو منزل گاہ قاصد رویثہ سے دو میل کے فاصلہ پر ہے (اب) اس درخت کا بالائی حصہ ٹوٹ گیا ہے اور مڑ کر اپنے درمیانی حصہ سے آلگا اور تنے پر کھڑا ہوا ہے اس کے تنے کے (حوالی) میں ریت کے بہت سے ٹیلے (لگے ہوئے) ہیں۔ نیز (حضرت) عبداللہ بن عمر نے نافع سے یہ بھی بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ٹیلہ کے کنارہ پر بھی نماز پڑھی ہے جو (موضع) عرج کے پیچھے (واقع ہوتا) ہے اس وقت جبکہ تم (کوہ) ہضبہ جا رہے ہو۔ اس مسجد کے درمیان دو یا تین قبریں ہیں ان قبور پر بڑے بڑے پتھر ہیں اور ان پتھروں کے بیچ میں راستہ کے درمیان راستہ کے پتھروں کے قریب (بھی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے (حضرت) عبداللہ (بن عمرؓ) دوپہر کے وقت (سخت گرمی میں) سورج ڈھلنے کے بعد (موضع) عرج سے (جو مدینہ سے ۷۸ میل دور ہے) چلتے تھے اور اس سجدہ گاہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) میں نماز ظہر ادا فرماتے تھے نیز (حضرت) عبداللہ بن عمر نے نافع سے یہ بھی بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بڑے درختوں کے پاس بھی منزل فرماتے تھے جو راستہ کے بائیں طرف (کوہ) ہرشی سے نیچے نالہ میں (کھڑے) ہیں یہ نالہ (کوہ) ہرشی کے کنارہ سے ملا ہوا ہے اس کے اور راستہ کے مابین تقریباً ایک تیر کی مسافت ہے (حضرت) عبداللہ بن عمر اس بڑے درخت کے قریب نماز پڑھا کرتے تھے جو راستہ کے سب سے زیادہ قریب ہے ان سب درختوں سے زیادہ لمبا ہے۔ نیز (حضرت) عبداللہ بن عمر نے (اپنے فرزند) نافع سے یہ بھی بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس نالہ میں بھی منزل کرتے تھے جو (مکہ سے ۱۳ میل پرے وادی) مرالظہران (جس کا نام بطن مرو بھی ہے اس) کے نیچے نیچے مدینہ کی طرف چلا گیا ہے جب تم (مکہ جاتے) صفراوات سے اترو گے تو دیکھو گے کہ آپ اس نالہ کے نشیب میں راستہ کے مابین صرف ایک پتھر کی مار کی مسافت رہتی (تھی)۔ نیز (حضرت) عبداللہ بن عمر نے نافع سے یہ بھی بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (مقام) ذی طوی میں (جو باب مکہ کے پاس ہی ایک موضع ہے وہاں) بھی منزل فرماتے تھے اور رات وہیں گذارتے تھے یہانتک کہ آپ کو صبح کا وقت آجاتا تھا (تو) نماز صبح بھی وہیں ادا کرتے اس وقت جبکہ آپ مکہ (کے اندر) تشریف لانے کا ارادہ کر رہے ہوتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام نماز (مقام ذی طوی میں) ایک سخت ٹیلہ پر (واقع) تھا اس مسجد میں نہیں جو وہاں اب بنائی گئی ہے بلکہ اس سے نیچے ایک سخت ٹیلہ پر۔ نیز (حضرت) عبداللہ بن عمر نے نافع سے یہ بھی بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پہاڑ کی دونوں گھاٹیوں کی طرف منہ (کر کے بھی فریضہ نماز ادا کیا) جو آپ کے اور ایک طویل پہاڑ کے مابین کعبہ

کی جانب (چلا گیا) ہے پس حضرت عبداللہ بن عمر کا جب کبھی وہاں گذر ہوا تو آپ نے اس مسجد کو جو وہاں بنائی گئی ہے اس مسجد کے بائیں طرف کیا جو ایک ٹیلہ پر واقع ہے اور (نماز ادا کی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام نماز اس سے نیچے ایک کالے ٹیلہ پر ہے واقع! تمھیں اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مصلی دیکھنا ہے تو) تم اس ٹیلے سے دس ہاتھ یا اس کے قریب (زمین) چھوڑ دو (اور اس پہاڑ کا) دونوں چوٹیوں کی طرف منہ کرکے نماز پڑھو جو تمھارے اور کعبہ کے مابین پڑتا ہے۔

باب۔ امام کا سترہ (یعنی وہ لکڑی وغیرہ جو نماز کا آگا روکنے کے لئے نماز پڑھتے وقت آگے کھڑی کرلی جاتی ہے) ان (مقتدیوں) کا بھی سترہ ہے جو اس کے پیچھے (نماز پڑھ رہے) ہوں

۴۵۹۔ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں ایک گدھی پر سوار ہوکر آیا اور اس زمانہ میں میں زمانہ بلوغ کے قریب تھا اور (اس وقت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منی میں نماز پڑھا رہے تھے دیوار کے علاوہ (کسی لکڑی وغیرہ) کی طرف (آپ کا رخ تھا یعنی آپ کے آگے کوئی لکڑی وغیرہ بطور سترہ نصب تھی) میں ایک آدھ صف کے آگے سے نکل گیا اور (سواری سے نیچے) اتر پڑا اور گدھی کو چرتا ہوا چھوڑ دیا اور ایک صف میں شامل ہوگیا (نماز کے بعد) مجھے کسی نے بھی اس بات کی مخالفت نہیں کی (کہ میں صف کے آگے سے کیوں گیا)[1]

۴۶۰۔ (حضرت عبداللہ) ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عید کے دن (نماز کے ارادہ سے بیرون مدینہ) نکلتے تو برچھے (کے ساتھ لے چلنے) کا حکم دیتے وہ برچھا آپ کے آگے نصب کردیا جاتا تھا اور آپ اس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھاتے تھے اور لوگ آپ کے پیچھے (نماز پڑھ رہے) ہوتے تھے اور سفر میں آپ کا یہی دستور تھا۔ امراء نے یہ برچھا آگے رکھنے کا قاعدہ آنحضرت کے (اسی دستور) سے لیا ہے۔

۴۶۱۔ عون بن ابی جحیفہ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے باپ کو یہ کہتے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو (زمین بطحا) میں نماز پڑھائی دو رکعتیں ظہر کی اور دو رکعتیں عصر کی (اور بحالت نماز) آپ کے آگے ایک نیزہ (نصب) تھا اور عورتیں اور گدھے آپ کے سامنے سے نکل رہے تھے۔

باب نمازی اور سترہ میں کتنا فاصلہ ہونا چاہیے۔

سہل بن سعد کا بیان ہے کہ (نماز میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیوار کے مابین اتنا فاصلہ ہوتا تھا کہ ایک بکری گذر جائے۔

۴۶۳۔ سلمہ (بن اکوع) فرماتے ہیں کہ مسجد کی (وہ) دیوار (جو قبلہ کی طرف تھی) منبر کے پاس تھی (منبر کے بعد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے اس کے) اور دیوار قبلہ کے مابین اتنا کم فاصلہ تھا کہ (اس کے آگے سے بکری دبا سانی) نہیں گذر سکتی تھی۔

باب۔ برچھے کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنی کیسی ہے۔

۴۶۴۔ عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے (جب آپ نماز پڑھاتے تھے تو) برچھا نصب کیا جاتا تھا اور آپ اسی کی طرف (رخ کرکے) نماز پڑھاتے تھے۔

باب۔ نیزہ کی طرف (رخ کرکے) نماز جائز ہے یا نہیں!

۴۶۵۔ ابو جحیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ (ایک مرتبہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے (ظہر کا وقت جب ہوگیا) تو آپ کے وضو کے لئے پانی حاضر کیا گیا آپ نے وضو کیا اور ہمیں (ظہر کے وقت ظہر کی نماز پڑھائی) اور عصر (کے وقت عصر) کی نماز پڑھائی وقت نماز آپ کے آگے ایک نیزہ نصب تھا اور عورت اور گدھے (یعنی انسان و حیوان) دونوں اس کے آگے سے نکل رہے تھے۔

(۴۶۶) حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رفع حاجت کی غرض سے تشریف لیجاتے تھے تو میں اور ایک غلام آپ کی معیت میں آپ کے پیچھے پیچھے جاتے تھے ہمارے ساتھ ایک لاٹھی یا ایک نیزہ ہوتا تھا نیز ہمارے پاس ایک پانی کا برتن بھی ہوتا تھا جب آپ (حاجت سے) فراغت پاتے تو ہم اس پانی کے برتن کو آپ کی خدمت میں پیش کردیتے تھے۔

باب۔ سترہ مکہ وغیرہ میں (ہر مقام پر نصب کرنا درست ہے!

۴۶۷۔ ابو جحیفہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقت دوپہر ہمارے پاس تشریف فرما ہوئے اور (زمین) بطحا میں آپ نے ظہر و عصر کی دو دو رکعتیں ادا فرمائیں۔ وقت نماز ایک نیزہ آپ کے سامنے نصب کردیا گیا) تھا اور آپ نے (جب اس نماز کیلئے) وضو کیا تھا تو لوگوں نے آپ کا آب وضو زمین پر نہیں گرنے دیا تھا بطور تبرک اپنے چہروں پر مل لیا تھا۔

باب الف۔ ستون کی طرف (رخ کرکے) نماز (پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔

۴۶۸۔ ایک مرتبہ حضرت عمر نے فرمایا تھا کہ نماز پڑھنے والے باتیں کرنے والوں سے زیادہ ستونوں کے مستحق ہیں اس لئے کہ یہ کمر لگاتے ہیں اور وہ اسے بطور سترہ استعمال میں لاتے ہیں تاکہ توجہ منتشر نہ ہو ابن عمر نے ایک دفعہ کسی کو دو ستونوں کے مابین نماز پڑھتے دیکھا تو اسے ایک (ستون) کے

---

[1] گوکہ حدیث مذکورہ بالا میں صراحتہً سترہ کے لئے کوئی لفظ بیان نہیں ہوا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عام دستور تھا کہ آپ بوقت نماز اپنے سامنے عصا نیزہ یا برچھا نصب کرالیا کرتے تھے۔ جیسا کہ حدیث آئندہ میں الفاظ ہیں اور سفر میں آپ کا یہی دستور تھا کہ آپ نماز پڑھاتے وقت اپنے آگے کوئی نہ کوئی چیز بطور سترہ کے ضرور نصب کرلیا کرتے تھے۔

سترہ کی غرض یہ ہے کہ نمازی کے بالکل پاس سے کوئی نہ گذر سکے تاکہ اس کی توجہ خدا کی طرف سے ہٹ کر کسی اور طرف نہ منتقل ہوجائے اور نمازی کے دل میں خلجان واقع ہو۔

یہ تمام تفصیلات ان منازل کی ہیں جو مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ تک کے سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار فرمائیں اور (وقت نماز) وہاں نماز ادا کی اور آپ کی سنت کے عشق میں حضرت عبداللہ بن عمر نے بھی انھیں اپنے لئے مخصوص کیا مکہ اور مدینہ کے مابین ۲۷۰ میل کا بعد ہے اور یہ کل آٹھ دس منزلیں جو مذکور ہوئیں اس تمام مسافت میں معرض وقوع میں آتی ہیں ان میں سے ہر ایک کا پتہ روایت مذکورہ نے بالفاظ دیا اور حضرت عبداللہ بن عمر نے ناشخ سے یہ بھی بیان کیا اب ان تمام منازل میں سوائے مسجد ذوالحلیفہ کے اور کوئی شناخت میں نہیں آتی۔

قریب (اور بالمقابل) کر دیا اور (اس کو) ہدایت کی کہ اس (کی) طرف (منہ کرکے نماز پڑھو۔

۴۶۸۔ یزید بن ابی عبید کا بیان ہے کہ میں سلمہ بن اکوع کے ساتھ (مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے) آیا کرتا تھا جو ستون مصحف (عثمانی کے صندوق) کے قریب تھا وہ اس کے قریب (اور بالمقابل) نماز پڑھا کرتے تھے ایک دفعہ میں نے اُن سے پوچھا اے ابو مسلم (یعنی سلمہ) میں دیکھتا ہوں کہ تم اکثر اسی ستون کے مقابلہ میں (کھڑے ہوکر) نماز پڑھا کرتے ہو انہوں نے جواب دیا (اس لئے کہ) میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی قصداً اسی کے قریب نماز پڑھتے دیکھا ہے

۴۶۹۔ (حضرت) انس بن مالک فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کبار سے ملاقات کی ہے وہ اکثر بوقت مغرب ستونوں کے حاصل کرنے میں عجلت کو کام میں لاتے تھے۔

باب۔ ستونوں کے درمیان بغیر جماعت کے نماز (جائز ہے یا نہیں؟

۴۷۰۔ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں (ایک بار) نبی صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے اندر داخل ہوئے آپ کے ہمراہ اسامہ بن زید عثمان بن طلحہ اور بلال (بھی) تھے۔ آپ وہاں کچھ دیر قیام کرکے باہر تشریف لائے سب سے پہلے میں نے بلال سے پوچھا کہ آنحضرت نے کہاں نماز پڑھی فرمایا اگلے دونوں ستونوں کے درمیان۔

۴۷۱۔ (حضرت) ابن عمر فرماتے ہیں کہ (ایک بار) نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسامہ بن زید، عثمان بن طلحہ اور بلال خانہ کعبہ کے اندر داخل ہوئے عثمان بن طلحہ حجبی نے اُسے بند کر دیا آپ کچھ دیر وہاں ٹھیرے پھر باہر آئے تو سب سے پہلے میں نے بلال سے دریافت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر کیا کیا انہوں نے فرمایا آنحضرت نے ایک ستون کو اپنی بائیں طرف کیا ایک کو داہنی طرف تین ستونوں کو اپنے پیچھے (اور اس زمانہ میں کعبہ چھ ستونوں پر قائم تھا۔ پھر آپ نے نماز پڑھی۔

۴۷۲۔ **باب** (حضرت) نافع سے مروی ہے کہ (میرے والد) عبد اللہ بن عمر کا دستور تھا کہ آپ جب کعبہ کے اندر داخل ہوتے تو آپ بوقت داخلہ (سیدھے) اپنے منہ کے سامنے چلتے اور دروازہ کو اپنے (پیٹھ) پیچھے کرلیتے تا آنکہ آپ کے اور اس دیوار کے مابین جو آپ کے سامنے ہوتی تھی تقریباً تین ہاتھ کا فاصلہ باقی رہ جاتا تو نماز پڑھتے (ان کی عادت تھی کہ) نماز اسی جگہ پڑھنے کی جستجو کرتے تھے کہ جس (جگہ) کے متعلق (حضرت) بلال نے انھیں مطلع کیا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں نماز پڑھی تھی۔

حضرت ابن عمر کا بیان ہے ہم (صحابہ) میں سے کسی کے لئے رسمت کی) قید نہ تھی کعبہ کی جس سمت ہم چاہتے اُٹھکے نماز پڑھتے تھے

۴۷۳۔ **باب** (کیا) اونٹنی، اونٹ اور (اونٹ کے) کجاوہ کی طرف (رخ کرکے، نماز (جائز ہے؟)

حضرت ابن عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ آپ اپنی سواری کو اپنے سامنے عرض میں بٹھاتے تھے اور پھر اس کی طرف (منہ کرکے) نماز ادا فرماتے تھے (نافع فرماتے ہیں) میں نے دریافت کیا کہ (یہ صورت تو اس وقت تھی کہ جب اونٹ) چلتے بیٹھ جائیں لیکن جب اونٹ چلنے لگیں (اور بستی میں آرہے ہوں) فرمایا (اس وقت) آپ کجاوہ پکڑ کر اپنے سامنے کرلیتے تھے اور اس کے اگلے یا پچھلے حصہ کی طرف منہ کرکے نماز ادا فرماتے تھے اور حضرت عبداللہ ابن عمر بھی (بقول راوی ان مواقع پر) یونہی نماز ادا کرتے تھے۔

۴۷۴۔ **باب**۔ چارپائی کی طرف (منہ کرکے) نماز (پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟

(حضرت) اسود (بن یزید نخعی) سے روایت ہے کہ (حضرت) عائشہ نے (بعض لوگوں کے اس خیال کی کہ عورت کتے اور گدھے کے سامنے سے گذر جانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تردید کی اور) فرمایا (لوگو!) کیا تم نے ہمیں کتے اور گدھے کے مساوی کر دیا۔ بخدا میں نے آپ کو چارپائی پر لیٹا ہوا دیکھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو (ایسے موقع پر) تشریف لاتے (اور آپ کو نماز پڑھنی ہوتی) تو چارپائی کو وسط میں کرکے آپ نماز ادا فرمالیتے تھے یہ بات بُری معلوم ہوتی کہ میں (نماز میں) آپ کے سامنے رہوں اور آپ کی توجہ الی اللہ میں فرق آنے کا باعث بنوں، اس لئے میں پائنتی کی طرف سرک جاتی حتیٰ کہ اپنے لحاف سے باہر ہو جاتی۔

۴۷۵۔ **باب** نمازی کو چاہیے کہ اس کے آگے سے (نماز پڑھنے میں انسان (انسان یا حیوان) جو بھی گذرے اُسے (نہ گذرنے دے) واپس کر دے۔ ابن عمر نے تشہد (پڑھتے) میں جبکہ آپ کعبہ میں تھے ایک شخص (نہ گذرنے دیا اور) لوٹا دیا تھا (حضرت) ابن عمر کا قول ہے کہ اگر گذرنے والا انکار کرنے والا اور بغیر مزاحمت کے نہ باز آئے تو اس سے مزاحمت کرے۔

۴۷۶۔ (حضرت) ابو صالح سمان کا بیان ہے کہ میں نے جمعہ کے دن ابو سعید خدری کو کسی ایسی چیز کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے دیکھا جس نے انھیں لوگوں (کی نظروں) سے اوجھل کر رکھا تھا تو بنی ابی معیط کے ایک جوان نے ان کے آگے سے گذرنے کا ارادہ کیا تو ابو سعید نے اس کے سینہ پر ہاتھ مارا اور) اُسے واپس کر دیا لیکن اس جوان نے ان کے سامنے سے گذرنے کے علاوہ کوئی راہ (جانے کی) نہ دیکھی تو پھر اس نے (اُن کے آگے سے) نکلنا چاہا تو ابو سعید نے پہلے سے زیادہ سختی سے (اس کے سینہ پر) ہاتھ مارا اور) اُسے روک دیا اس پر اُس (جوان) نے ابو سعید کو سخت سست کلمات کہے اور مروان بن حکم سے اس جھگڑے کی شکایت جو ابو سعید سے ہوا تھا اس کے پیچھے (پیچھے) ابو سعید بھی مروان کے پاس جا پہنچے۔ مروان نے دریافت کیا کہ تمہارا اور تمہارے اس بھتیجے کا کیا جھگڑا ہو گیا۔ ابو سعید نے فرمایا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص کسی ایسی چیز کی طرف منہ کرکے نماز پڑھے جو اُسے لوگوں (کی نظروں) سے اوجھل کر دے اور کوئی شخص اس کے آگے سے گذرنے کا ارادہ کرے تو نمازی کو چاہیے کہ اسے نہ گذرنے دے، ہٹا دے اگر وہ باز نہ آئے تو اس سے مزاحمت کرے اس لئے کہ وہ شیطان (ہے جو نمازی کی توجہ اس کے خدا کی طرف سے ہٹانے کی کوشش کرتا ہے)

آپ کو جب کبھی کسی قرآن شریف یا کتاب کی ضرورت ہو تو منیجر حمیدیہ پریس سے طلب کیجئے۔ دوسری جگہ سے ارزاں بھی ملیں گی اور آپ کو ثواب بھی ہوگا اسلئے کہ کتابوں کا نفع مولوی کی اشاعت پر صرف کیا جاتا ہے جو تبلیغ اسلام اور اشاعت اسلام کی خدمت کے لئے وقف ہے۔ پتہ صرف یہ کافی ہے۔ (منیجر حمیدیہ پریس دہلی)

مقالات غوث الاعظم

(بسلسلہ گذشتہ)

عن انجاس الذنوب والزلات ولا اقبل سدته الا الطيب من درن الدعاوی ... كما لا يصلح لمجالسة الملوك الا الطاهر من الانجاس وانواع النتن والاوساخ فالبلاء مكفرات مطهرات قال النبی صلی الله علیه وسلم حمی يوم كفارة سنة.

جیسے کہ رات کا گذرنا دن کو روشن کرتا ہے اور جیسے کہ جاڑے کا سفر کرنا اور گرمی کا موسم پیدا کرتا ہے یہ تیرے پاس ایک نمونہ ہے بس اس سے عبرت حاصل کر پھر نفس انسان میں ذنوب (گناہ) آثام و جرائم ہیں اور نہ انواع معاصی خطیات سے آلودہ ہو اور اس (خداوند) کریم کی مجلس میں بار حاصل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا مگر وہ کہ جو گناہوں اور لغزشوں کی نجاست سے پاک و طاہر ہو اور جو اب تک بھی دعاوی کے میل سے پاک و طاہر نہیں ہوا وہ اس کے آستانہ قدس کو بوسہ نہیں دے سکتا جس طرح کہ بادشاہوں کی مجالست و ہمنشینی کی صلاحیت اکولی نہیں رکھتا مگر وہ شخص جو مختلف قسم کی نجاستوں اور بدبوؤں اور میلوں سے پاک و طاہر ہو بس بلائیں (گناہوں کا) کفارہ ہیں اور میلوں سے پاک کرنے والی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک دن کا بخار سال بھر کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

المقالة التاسعة عشر

فی ضعف الایمان وقوته

قال اذا كنت ضعيف الایمان واليقين ووعدت بوعد فی بوعدك ولا يخلف لئلا يزول ايمانك ويذهب يقينك واذا قوی ذلك فی قلبك وتمكنت وخوطبت بقوله انك اليوم لدينا مكين امين وتكرر هذا الخطاب لك حالا بعد حال فكنت من الخواص بل من خاص الخاص ولم يبق لك ارادة ولا مطلب ولا عمل تعجب به ولا قربة تراها ولا منزلة تلمحها فتسمو همتك اليك فصرت كالاناء المنثلم الذی لا يثبت فيه مائع فلا يثبت فيك ارادة ولا خلق ولا همة الی شیء من الاشياء دنيا واخری وطهرت مما سوی الله تعالی عز وجل واعطيت رضاك عن الله ووعدت برضوان الله تعالی عنك ولذة ونعمة بافعال الله اجمع ثم توعد بوعد فاذا اطمانت اليه ووجدت فيك امارة الارادة ما نقلت عن ذلك الوعد الی ما هو اعلی منه وصرفت الی اشرف منه وعوضت عن الاول بالغناء عنه وفتحت لك ابواب المعارف والعلوم واطلعت علی غوامض الامور وحقائق الحكم والمصالح المدغولة فی الانتقال من الاول الی ما يليه ويزاد فی مكانتك فی حفظ الحال ثم المقال وفی امانتك فی حفظ الاسرار وشرح الصدر وتنوير القلب وفصاحة اللسان والحكمة البالغة والقاء المحبة عليك فجعلت محبوب الخليقة اجمع الثقلين وما سواهما دنيا واخری اذ صرت محبوب الحق والخلق تابع للحق ومحبتهم مندرجة فی محبته كما ان بغضهم مندرج فی بغضه وكذلك اذا بلغت هذا المقام الذی ليس لك فيه ارادة شیء البتة جعلت لك ارادة شیء من الاشياء فاذا حققت ارادتك لذلك الشیء ازيل الشیء واعدم وصرفت عنه

مقالہ انیسواں

(ایمان کی قوت و ضعف کا بیان)

فرمایا جبکہ تو ضعیف الایمان اور ضعیف الیقین ہو اور کسی وعدہ کے ساتھ تجھ سے وعدہ کیا جائے، تو تیرا وعدہ پورا کیا جائے گا خلاف نہ کیا جائے گا تاکہ تیرا ایمان نہ گھٹے اور تیرا یقین نہ ہٹے اور جب تیرے قلب میں ایمان و یقین قوی ہو گیا، اور تو مضبوط تب خدا کے اس قول کا تو مخاطب ہوگا آج کے دن سے، تو ہمارے نزدیک صاحب مرتبہ اور پھر تو بندگان خاص بلکہ بندگان خاص الخاص سے ہو جائیگا اور (اب) تجھ میں مطلب و ارادہ باقی نہ رہے گا نہ کوئی عمل کہ تو اس (عمل) کو پسند کرے اور نہ کوئی عبادت اور نہ کوئی مرتبہ کہ جسے دیکھکر تو خوش ہو سکے اور تیری ہمت اس کی طرف بلند ہوگی پھر تو اس وقت ایک ٹوٹے ہوئے برتن کی طرح ہوگا جس میں کوئی بہنے والی چیز نہ ٹھیرے پھر تجھ میں کوئی ارادہ کوئی خصلت اور دنیا و آخرت کی کسی شے کی طرف کوئی قصد (اور رغبت) ثابت نہیں رہے گی اور دنیا، تو اسکے سوا ہر چیز سے پاک ہوا اب تجھے اسکی طرف سے رتبہ رضا عطا ہوگا اور وعدہ کیا جائے گا تجھ سے خدا کے راضی ہونے کا اور (تو) خدائے پاک کے تمام افعال سے لذت و نعمت یافتہ ہوگا پھر اس وقت تجھے وعدہ دیا جائے گا اور جب تو اس وعدہ پر مطمئن ہوگا اور تجھ میں کسی ارادہ کی علامت پائی جائے گی تو تو اس وعدہ سے ایسے وعدہ کی طرف پھرایا جائے گا جو اس موجودہ وعدہ سے بھی اعلیٰ ہو اور اس موجودہ وعدہ سے مستغنی ہونے کے سبب اس سے اشرف وعدہ کا بدلہ تجھے دیا جائے گا اور تجھ پر ابواب معارف و علوم کا فتح ابہکیا جائے گا اور غوامض امور اور حقائق حکمت اور وعدہ اول سے وعدہ ثانی کی طرف منتقل ہونے میں جو پوشیدہ مصلحتیں ہیں ان سب پر تجھے آگاہی دی جائیگی اور تیرے حال کے اس مرتبہ کی حفاظت میں زیادتی کی جائیگی اور پھر اس حال کے ساتھ ساتھ تیرے مقال کی حفاظت بھی دیدی جائے گی اور اس مقام میں تیرے لئے حفظ اسرار کی امانت اور زیادتی شرح صدر اور تنویر قلب اور فصاحت کلام اور حکمت بالغہ اور القائے محبت میں زیادتی کی جائے گی پھر تجھے تمام مخلوق جن اور انس اور اس کے سوا سب کا دنیا و آخرت میں محبوب بنایا جائیگا اس لئے کہ تو خدا کا محبوب ہوا اور مخلوقات خدا کی تابع ہیں اور مخلوق کی محبت خدا کی محبت میں داخل ہے جیسے کہ ان کا بغض خدا کے بغض میں داخل ہے، اسی طرح جب تو اس مقام پر پہنچا یا جائے گا جس مقام میں تیرے لئے

تاریخ اسلام

(بسلسلہ گذشتہ)

حضرت حمزہ کا اسلام

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ سرورِ کائنات صلعم کے چچا تھے حضور سے خاص محبت تھی۔ وہ آپ سے صرف دو تین برس بڑے تھے اور چونکہ حضرت حمزہ رضہ نے ثوبیہ لونڈی کا دودھ پیا تھا اس لئے آپ کے دودھ شریکی بھائی بھی تھے ان کا معمول تھا کہ صبح سے شکار کرنے کے لئے باہر نکل جاتے اور شام کو واپس آتے تمام روسائے قریش سے آپ کا یارانہ اور صحبت تھی۔

حضور اکرم صلعم پر کفار مکہ کی طرف سے جو ہولناک مظالم توڑے جاتے تھے وہ اتنے سخت تھے کہ کفار کی بے رحمی اور جفا کی دیکھکر اپنے تو اپنے بیگانوں کے دل بھی پانی پانی ہو جاتا تھا درحقیقت بیجا ظلم اور ناروا سلوک ہی ایسی بری چیز ہے جس سے ہر شخص کے دل میں ظالم سے نفرت کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے ایک دن صحن کعبہ میں ظالم ابوجہل نے آپکی شان میں حد سے زیادہ گستاخیاں کیں یہانتک کہ آپ ابد یدہ ہو گئے یہ حالت ایک کنیز دیکھ رہی تھی جب حضرت حمزہ رضہ شام کو شکار سے واپس آئے تو اس نے تمام ماجرا آپ سے کہا اور قرابت نبی کی غیرت کا واسطہ دیا۔ حضرت حمزہ یہ سنکر غصہ سے بیتاب ہو گئے اور تیر و کمان لئے حرم میں آئے اور ابوجہل سے کہا کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں اگرچہ انہوں نے جوش حمایت اور فوری جذبہ سے متاثر ہوکر اپنے اسلام کا اعلان تو کر دیا مگر آپ تمام رات کفر و اسلام اختیار کرنے کی نسبت سوچتے رہے بالآخر بعد غور و فکر اور سوچ کے بعد یہی فیصلہ کیا کہ دین حق اسلام ہی ہے اور خواہ کچھ بھی ہو مجھے اسلام ہی قبول کرنا چاہیئے غرض اس طرح آپ اسلام میں داخل ہو گئے۔

حضرت عمرؓ کا اسلام

حضرت عمر فاروق رضہ عرب کے مشہور پہلوان اور نامور بہادروں میں سے تھے جب آفتاب رسالت طلوع ہوا تو اس وقت آپ کی ستائیس سال کی عمر تھی آپ بحالت کفر بھی اس درجہ سخت اور ظالم تھے کہ آپ کے نام سے ہر شخص لرزتا تھا۔ لبینہ ان کے خاندان کی ایک کنیز تھی جو اسلام کے آغوش میں آچکی تھی اس کو بے تحاشہ اس قدر مارتے کہ مارتے مارتے تھک جاتے تو کہتے کہ ذرا دم لے لوں تو پھر ماروں گا علاوہ اس کے جس جس پر بس چلتا تو خوب زد و کوب کرتے اور غریب مسلمانوں کو اپنی پہلوانی کا تختہ مشق بنا لیتے غرض یہ مسلمانوں کو ایذا دینے اور حضور کے جانی دشمنوں میں پیش پیش تھے۔

خدا کی شان ہے کہ حضرت عمرؓ جس قدر توحید کی آواز سے نامانوس دین آبائی سے وابستہ صاحب خدا کے جانی دشمن اور سختی کے ساتھ تحریک اسلام کی راہ میں سد راہ مخالفت کرتے تھے اسی قدر سرعت اور پختگی کے ساتھ ان کے گھرانے میں اسلام پھیلتا جاتا تھا چنانچہ آپ کے خاندان میں سب سے پہلے زید کے بیٹے سعید اسلام لائے جو حضرت عمرؓ کی بہن فاطمہ کے شوہر تھے حضرت سعید کے اسلام کا یہ اثر ہوا کہ فاطمہ بھی مسلمان ہو گئیں نیز اسی خاندان کے ایک معزز شخص نعیم بن عبد اللہ نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا۔

قریش مکہ جب تحریک اسلام اور آواز حق سے بہت ہی برافروختہ ہو گئے تو اس کے دفعیہ کے لئے سب مل کر تجاویز کی اور محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی تجویزیں ہونے لگیں اس تجویز میں حضرت عمرؓ بھی موجود تھے بھانت بھانت کی بولیاں سنکر آپ بھی اسلام کی دشمنی اور بغض و عناد کے نشہ سے سرشار ہوکر بول اٹھے کہ لاؤ میں اس فتنہ کا ہی گلا گھونٹے دیتا ہوں یعنی محمد (صلعم) کو قتل کئے دیتا ہوں تاکہ یہ ہر روز کا جھگڑا ہمیشہ ختم ہو اور ہم سب اس بلائے بے درمان سے مامون و مصئون ہو جائیں۔ ابوجہل نے یہ مطلب کی بات سنکر کہا کہ اگر تم نے محمدؐ کا کام تمام کر دیا تو میں سو اونٹ اور ہزار اوقیہ چاندی نذر کروں گا چنانچہ حضرت عمر رضہ مسلح اور شمشیر بدست ہوکر نکلے راستہ میں اتفاقاً سعد بن ابی وقاص مل گئے اور آپ کے تیور دیکھکر کہا خیر تو ہے آج اس آن بان سے کدھر چلے آج تو بڑے بھپ بگڑے ہوئے نظر آتے ہو فرمایا ہاں دوست آج میں محمد (صلعم) کو قتل کرنے جا رہا ہوں تاکہ قریش کی مصیبت ختم ہو جائے۔ سعدؓ نے کہا ماشاء اللہ ارادہ تو خوب ہے اور بہت دور کی سوجھی مگر اس کے نتیجہ سے بھی واقف ہو۔ محمد صلعم کا قتل کوئی آسان کام نہیں بنی ہاشم کے انتقام سے نہیں ڈرتے آپ نے فرمایا کہ جب تک میرے ہاتھ میں تلوار ہے مجھے کسی کا بھی ڈر نہیں مگر تمہاری باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید تم بھی محمد (صلعم) کے حمایتی ہو اور ان کا جادو تم پر بھی چل گیا ہے اس لئے لاؤ پہلے تم سے ہی نبٹ لوں۔ سعدؓ نے کہا کہ مجھے اور محمد صلعم کو تو بعد میں قتل کرنا پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو خود تمہارے بہنوئی اور بہن اسلام لا چکے ہیں اور کلام الٰہی کی صدائے کفر شکن ظلمت پاش سے تمہارے گھر کے در و دیوار گونج رہے ہیں۔

جب یہ تیرے کی بات سنی کہ وہ اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے، تو آگ بگولا ہوکر فوراً اپنی بہن کے ہاں پہنچے اس وقت ان کی بہن قرآن کی تلاوت فرما رہی تھیں آہٹ پاکر چپ ہو گئیں مگر حضرت عمر رضہ آواز سن چکے تھے بہن سے پوچھا کہ یہ کیسی آواز تھی بولیں کہ کچھ نہیں انہوں نے کہا کہ میں سن چکا ہوں تم دونوں مرتد ہو چکے ہو اور تم نے اپنے آبائی دین کو چھوڑ دیا ہے یہ کہکر پہلے اپنے بہنوئی سے دست و گریبان ہوئے اور جب بہن بچانے آئیں تو ان کی بھی خوب خبر لی یہانتک کہ جسم لہولہان ہو گیا لیکن "یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے" اسلام کی محبت ان کے رگ و ریشہ میں سرایت کر چکی تھی اور اسلام کی محبت و محویت کا وہ بلند مقام پا چکے تھے جہاں کے تمام رنج و محن اور تکالیف و شدائد کی پر درد کھٹی گھڑیاں مسرور کن اور پر کیف لمحے بنجاتی ہیں اور جس کی راہ کے کانٹے بھی پھول بنجاتے ہیں نہایت اطمینان و سکون اور بے پروائی سے بولیں کہ عمرؓ جو جی چاہے سو کرو خواہ مار دو یا چھوڑ دو مگر اسلام کی محبت اب دل سے نہیں نکل سکتی یہ ولولہ انگیز اور جوش صداقت میں ڈوبے ہوئے الفاظ حضرت عمرؓ کے دل و جگر میں اتر گئے اور پھر بہن کی طرف دیکھا تو جسم سے خون جاری تھا یہ دیکھکر رقت پیدا ہوئی فرمایا کہ اچھا جو کچھ تم پڑھ رہے تھے مجھے بھی سناؤ بہن نے

قرآن کے اجزا سامنے لاکر رکھد یئے اور آپ کی نظر سورۂ حدید کی ان آیتوں پر پڑی
قولہ تعالیٰ:-

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ	زمین و آسمان میں جو کچھ ہے خدا کی تسبیح پڑھتا ہے اور خدا ہی غالب اور حکمت والا ہے۔
اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ	خدا پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔

ایک ایک لفظ پر آپ کا دل مرعوب ہوتا جاتا تھا اور یلغی تاثیر قلب و جگر میں اثر کرتی جاتی تھی آخر بے اختیار پکار اٹھے

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمدا رسول اللہ

میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ محمد خدا کے پیغمبر ہیں

اگرچہ کلام الٰہی نے آپ کو مسحور کر لیا مگر ابھی وہ ارادہ نہ بدلا جس کے لئے کمربستہ ہو کر آئے تھے۔ چنانچہ آستانۂ مبارک پر پہنچکر دستک دی۔ صحابہ کو تردد ہوا کہ خدا خیر کرے آج یہ بپھرا ہوا شیر کدھر آنکلا۔ حضرت امیر حمزہ نے کہا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں آنے دو اگر وہ ارادہ خیر سے آیا ہے تو بہتر ورنہ اسی کی تلوار سے اس کا سر قلم کروں گا۔ ادہر حضرت عمرؓ نے اندر قدم رکھا ادہر قلب ماہیت کی مجسم تصویر یعنے رسول خدا صلعم خود آگے بڑھے اور ان کا دامن پکڑ کے فرمایا "کیوں عمرؓ کس ارادہ سے آئے ہو" نبوت کی اس موثر اور پر جلال آواز نے جو آیندہ قیصر و کسریٰ کو تھرانے والی تھی کپکپا دیا اور نبوت کے رعب و داب نے ایک لمحہ میں مجسمۂ عقیدت بنا دیا مودبانہ عرض کیا کہ ایمان لانے کے لئے سرور کائنات صلعم اللہ اکبر پکار اٹھے اور ساتھ ہی صحابہ نے بھی فلک شگاف نعرہ لگایا جس سے مکہ کی وادیاں گونج اٹھیں۔

اللہ اللہ وہ معلومہ کلمۂ شہادت میں کیسی الہٰی کایا پلٹ چیز تھی جو چند منٹوں میں انسان کو کچھ کا کچھ بنا دیتی تھی اور داخل اسلام میں جو لوگ اسلام کی دشمنی میں جتنے زیادہ سرگرم ہوتے تھے اتنے ہی اسلام لانے کے بعد اسلام کے شیدا اور محمد رسول اللہ کے عاشق بنجاتے تھے۔ حضرت عمرؓ تو گئے تھے محمد صلعم کا سر اتارنے مگر وہاں اپنا ہی سر دے بیٹھے اور آئے تھے اسلام کا استیصال کرنے مگر خود مبلغ اعظم بن گئے۔

حضرت عمرؓ کے ایمان لانے کا یہ عظیم الشان تاریخی واقعہ ہے جس نے اشاعت اسلام کی تاریخ میں ایک نیا دور پیدا کر دیا اسلامی جماعت میں ایک نئی روح پیدا کر دی آپ کے اسلام لانے سے قبل اگرچہ چالیس پچاس آدمی اور حضرت امیر حمزہ جیسے بہادر اسلام لا چکے تھے تاہم اس قلیل جماعت میں ابھی اتنی قوت پیدا نہ ہوئی تھی کہ اپنے فرائض مذہبی علانیہ ادا کر سکتی یہانتک کہ مسلمان کعبہ میں نماز تک نہ پڑھ سکتے تھے حضرت عمرؓ کے اسلام نے دفعتہً یہ حالت بدل دی اسلام کو علانیہ ظاہر کیا جانے لگا اول اول کافروں نے شدت سے مخالفت و مزاحمت کی مگر آپ ثابت قدمی سے مقابلہ کرتے رہے اور بالآخر مسلمانوں کو ساتھ لیجا کر کعبہ میں نماز ادا کی۔

غریب مسلمانوں پر کفار کے مظالم

اسلام میں جو لوگ داخل ہوئے تھے ان میں کچھ تو غلام اور کنیزیں تھیں کچھ وہ لوگ تھے جو کہیں اور سے آکر مکہ میں آباد ہو گئے تھے مکہ کے اصلی باشندے نہ تھے اور کچھ کمزور قبیلوں کے آدمی تھے جو کسی قدر کی حفاظت و اقتدار رکھتے تھے اور باقی اکابر صحابہ تھے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور اکابر صحابہ کو تو ان کے قبیلوں نے اپنی حفاظت میں لے لیا اور کمزور قبیلوں کے لوگ۔ غلام اور کنیزیں رہ گئیں جن کو ستانے اور ظلم ڈہانے میں کوئی زبردست روک نہ تھی سو قریش کا سارا طیش و غضب ان غریبوں ہی پر ٹوٹ پڑا جن کا کوئی یار و مددگار نہ تھا۔

ان غریبوں پر ظلم کرنے کے مختلف اور متعدد طریقے تھے جب ٹھیک دوپہر ہو جاتی اور عرب کی دھوپ زمین کو جلتا ہوا توا بنا دیتی تو مسلمانوں کو ان جلتی ہوئی زمین پر لٹا دیا جاتا اور چھاتی پر ایک بھاری پتھر رکھدیا جاتا تاکہ کروٹ نہ بدل جاسکے ادہر ادہر گرم بالو بچھا دیتے پہر لوہے کو آگ پر گرم کر کے بدن کو داغتے پانی میں ڈبکیاں دیتے گھنٹوں اور پہروں بیدردی سے ٹھوکریں دیتے اور ناکوں میں مختلف طریقوں سے دہواں پہنچاتے۔

حضرت بلالؓ یہ موذن کے لقب سے مشہور ہیں حبشی النسل اور امیہ بن خلف کے غلام تھے جب ٹھیک دوپہر ہو جاتی تو ظالم امیہ ان کو جلتی بالو پر لٹا دیتا اور ایک بھاری پتھر سینے پر رکھدیتا کہ ہل نہ سکیں پھر ان سے کہتا یا تو اسلام سے باز آجاؤ ورنہ اسی طرح گھٹ گھٹ کر مر جاؤ گے مگر واہ رے استقلال کہ باوجود اس قدر سختی کے آپ کی زبان سے "احد احد" کا لفظ نکلتا جب اس طرح آپ اسلام سے متزلزل نہ ہوتے تو آپ کے گلے میں رسی باندھکر لڑکوں کے حوالہ کر دیتا کہ وہ شہر بھر میں گھسیٹتے پھریں مگر آپ کی زبان پر اب بھی وہی لفظ ہوتا۔

صہیبؓ یہ بھی ایک رومی غلام تھے اور عمار بن یاسر کی ترغیب سے مسلمان ہوئے تھے قریش ان کو اس قدر تکلیف اور اذیت دیتے کہ آپ کے حواس مختل ہو جاتے اور شدت کرب سے بیہوش ہو جاتے جب ہجرت مدینہ کے وقت انہوں نے بھی ہجرت کرنی چاہی تو قریش نے کہا کہ اگر اپنا تمام مال و متاع ہمارے حوالہ کر دو تو جا سکتے ہو ورنہ نہیں آپ نے خوشی سے یہ بات منظور کر لی اور اس طرح اپنا تمام مال و متاع راہ خدا میں کفار کو سونپ کر دیار رسول میں جا پہنچے۔

عمارؓ یہ یمن کے رہنے والے تھے ان کے والد یاسر مکہ میں آگئے تو ابو حذیفہ مخزومی نے اپنی کنیز سمیہ سے ان کی شادی کر دی تھی اسی کے بطن سے عمار پیدا ہوئے جس وقت عمار اسلام لائے تو ان سے پہلے صرف تیس شخص اسلام لا چکے تھے۔ ان کو بھی جلتی ریت پر لٹایا جاتا اور اوپر سے داغا جاتا اور اس قدر بری طرح مارا جاتا کہ یہ بیہوش ہو جاتے یہی سلوک ان کے والد اور والدہ کے ساتھ بھی ہوتا تھا۔ سمیہ حضرت عمارؓ کی والدہ کو ابو جہل نے ایک برچھی مار کر ہلاک کر دیا تھا اور یاسر بھی بالآخر اذیت و تکلیف اٹھاتے اٹھاتے راہی ملک بقا ہوئے۔

خباب بن الارث یہ تمیم کے قبیلہ سے تھے اور ایام جاہلیت میں غلام بنا کر فروخت کر دیئے گئے تھے ... نے خرید لیا تھا جس زمانہ میں رسول اللہ دار ارقم میں رہتے تھے یہ اس وقت اسلام لائے تھے اور ان سے پہلے سات اشخاص اسلام لا چکے تھے اسلام سے پہلے لوہاری کا کام کرتے تھے اس زمانہ کی ان کی کچھ رقم ایک شخص کے ذمہ تھی جب یہ ان سے تقاضا کرتے تو جواب ملتا کہ اگر اسلام سے الگ ہو جاؤ تو ملیگی ورنہ نہیں علاوہ اس کے بھی بری طرح

اسلام کی امتیازی معاشرت

ایک مسلسل کتاب جو مولوی کے لئے لکھی جارہی ہے

(نوشتہ مراد صاحب مارہروی)

غلاموں اور کنیزوں کے ساتھ برتاؤ

غلامی کا رواج ہر زمانہ اور ہر مذہب میں رہا ہے ازمنہ قدیمہ میں اس کا مفہوم یہ تھا کہ غلام و کنیز اپنی ہر حرکت و سکون کے مالک ہوجاتے تھے اور اس کا کھانا پینا سونا جاگنا اٹھنا بیٹھنا حتیٰ کہ موت اور زندگی بھی اپنے آقا کے لئے ہوتی تھی اسلام سے پیشتر غلامی کی متعدد صورتیں تھیں دوران جنگ میں دشمن کے زن و بچہ تک کو قید کرکے غلام بنا لیا جاتا تھا بعض حالتوں میں والدین اپنی اولاد کو فروخت کردیتے تھے لیکن اس سے بھی خوفناک صورت یہ تھی کہ ڈاکو زبردستی لڑکوں اور لڑکیوں کو پکڑ لیجاتے تھے اور انھیں دوسرے شہروں میں فروخت کردیتے تھے اسلام سے پہلے ان کے ساتھ پکڑنے اور رکھنے والے دونوں نہایت وحشیانہ سلوک روا رکھتے تھے چوپاؤں اور جانوروں سے بھی بدتر ان کی حالت تھی ایک دفعہ حکومت روما میں ایک شخص کے قتل ہوجانے پر اس کے چار سو غلاموں تک کو موت کی سزا دیدی تھی اسی طرح آگسٹس شاہ روم نے ایک بٹیر کے مرجانے پر ایک غلام کو سولی چڑھا دیا تھا اسی بادشاہ کے ایک مقرب بارگاہ نے محض اس جرم پر کہ اس کے غلام کے ہاتھ سے ایک بلوری پھولدان ٹوٹ گیا تھا اسے ایک تالاب میں غوطے دلواکر مروا دیا تھا اس دور میں یہ منظر بھی عام تھے جو غلام کمزور ہوجانے یا بیماری کے باعث محنت اور مشقت کے قابل نہ رہتے تھے وہ انھیں بھوک اور پیاس سے تڑپ تڑپ کر مرجانے کے لئے ٹائبر کے جزیرہ میں چھوڑ آتے تھے۔

فن جہاز رانی کی ترقی کے ساتھ غلامی کی لعنت بھی ترقی کرگئی ظالم سوداگر اور ڈاکو افریقہ اور امریکہ کے باشندوں کو زبردستی پکڑ کر جہازوں پر لادلیتے اور غلاموں کے طور پر انھیں فروخت کردیتے تھے سولہویں سترہویں اور اٹھارہویں صدی میں یہ لعنت بالکل عام ہوگئی تھی انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے سابقہ ایڈیشن کی چھبیسویں جلد میں لکھا ہے کہ:-

"امریکہ اور غرب الہند کے انگریزی مقبوضات میں ۱۶۸۰ء سے لیکر ۱۷۸۶ء تک (۲۱۳۰۰۰۰) حبشی غلام بناکر بھیجے گئے سالانہ اوسط (۲۰۰۹۵) تھی صرف ایک سال یعنی ۱۷۹۰ء میں یورپین تاجروں نے جن حبشیوں کو جہاز پر لادا ان کی تعداد (۷۴۰۰۰) تھی پھر یہ تو صرف وہ تعداد تھی جو سیح سالم ان بندرگاہوں تک پہنچ سکی جو سختیاں برداشت کرکے زندہ پہنچ سکے تھے ورنہ نصف تعداد تو بالعموم جہاز اور جہازرانوں کی ناقابل برداشت سختیوں سے سمندر ہی میں موت کا لقمہ بن جاتی تھی اور انھیں سمندر ہی میں پھینک دیا جاتا تھا۔"

یہ سب کچھ ہوتا رہا مگر دنیا کے کسی مذہب نے اس طرف کوئی توجہ نہ کی یہ تو وہاں کی حالت تھی جو ترقی کی راہ پر تھے بلکہ ادھر عرب میں غلاموں کی یہ حالت تھی کہ جب وہ قافلے بنکر نکلتے تو شریف اور غیر شریف امیر و غریب اور غریب کی تمیز کئے بغیر سب عورت اور بچے گرفتار ہوجاتے تھے اور لونڈی غلام بنکر فروخت ہوجاتے تھے اسلام کا نام لیوا سلطان صباح الدین ایوبی کا بیٹا ایک سلطان غلام بنکر فروخت ہوا، سلطان قطب الدین ایبک سلطان بلبن اور سلطان علاء الدین خود یا ان کے بزرگ اور باجبروت مسلمانوں کے بزرگ غلام ہی تھے اور غلام ہی بنکر فروخت ہوئے تھے۔

حسین اور گلندام لڑکیاں بھی بڑی بڑی قیمت پر فروخت ہوتی تھیں بعض سوداگر تعلیم و تربیت اور غنا و رقص کے فنون میں کامل کرکے امراء کے ہاتھ فروخت کرتے تھے اور ایک ایک ماہ پارہ ایک ایک لاکھ درم تک میں بک جاتی تھی اٹھارویں صدی کے ابتدائی دور تک یورپ اور امریکہ میں کسی کی مجال نہ تھی جو ان کی حمایت میں آواز اٹھاتا پندرہویں سولہویں صدی میں اسلامی اقبال کا ستارہ پوری تابانی کے ساتھ چمک رہا تھا اس وقت کی معلومہ دنیا کا تین چوتھائی حصہ لوائے اسلام کا ماتحت تھا علماء و مشاہیر کے ذریعہ اسلامی اخوت و مساوات کی تعلیم عام ہورہی تھی اس لئے یورپ میں کچھ دردمند نکلے اور انہی جذبات و اصول سے بہرہ مند ہوکر انہوں نے اٹھارہویں صدی میں اس لعنت کے خلاف آواز بلند کی۔

یہ مذہبی تعلیم کا کرشمہ نہیں تھا بلکہ اسلامی اصول کی نشر و اشاعت نے جذبات انسانی میں جو بیداری پیدا کردی تھی یہ اس کی کارفرمائی تھی آخر یورپ میں اس کا انسداد ہوا لیکن پھر بھی غلامی کے لوازمات اور باقیات ہنوز باقی ہیں انسانوں کی جسمانی فروخت کا سلسلہ ضرور بند ہوگیا لیکن ذرا یورپین مستعمرات و مقبوضات میں انسانوں کی حالت ملاحظہ کیجئے ان کی حالت غلاموں سے چنداں بہتر نہیں ہے غلامی مٹ گئی لیکن دوسری صورت میں اس کا ہمزاد سامنے آکھڑا ہوا کوئی اپنے ماتحتوں اور اپنے سایہ میں بسر کرنے والوں کو ابتدائی انسانی حقوق بھی عطا نہیں کرتا کیا آپ نے نہیں سنا کہ شانگھی میں دو تولہ ربڑ خورد برد ہونے کے شبہ میں وہاں کے باشندوں کو شکاری کتوں سے پھڑوا ڈالا گیا دمشق کے پرامن باشندوں پر ۲۴ گھنٹے گولے برسائے گئے۔ ایران میں عین کاشیرار کے روز علماء اور مجتہدین کو پھانسیاں دیدی گئیں، ایک مس ایلس کو اڑا لیجانے کے جرم میں علاقہ کے علاقے ہوائی جہازوں کی تاخت و تاراج کے لئے کھولدیئے گئے تھے۔

الجزائر ہو یا ٹیونس عراق ہو کہ طرابلس ہندوستان ہو کہ برما فدا سے فرمان اور معمولی فروگذاشت پر تمام فوجی مشنری حرکت میں آجاتی ہے پہلے ایک جنبش ابرو سے سر دھڑ سے علیحدہ کردیئے جاتے تھے اور اب حالت یہ ہے کہ غلاموں کا سب کچھ لوٹ کر انھیں تڑپا تڑپا کر مارا جاتا ہے اور زندگیاں اجیرن بنادی گئی ہیں حریت، اخوت اور مساوات کے نام زبانوں پر ضرور ہیں لیکن دل کی گہرائیوں تک نہیں اترتے آقا بہرحال آقا ہیں اور تحت غلام: خدا تیری بر بل گیا اور قوموں کی دنیا دن بدن سخت ہوگئی آقاؤں کے مقابلہ میں رعایا کی

جان ومال کوئی اہمیت اور کوئی حیثیت نہیں رکھتی کیا یہ صورت غلامی سے کوئی بہتر صورت ہے اور آج یورپین مقبوضات میں رعایا کی جو حالت ہے اُسے اگلے زمانوں کی غلامی سے کچھ بہتر خیال کیا جاسکتا ہے لباس بدل گیا ہے مگر صورت وہی موجود ہے اور اپنے اصلی خط وخال کے ساتھ موجود ہے مذہبی ریفارمروں نے بیشک غلاموں کو اصطلاحاً آزادی دلادی لیکن وہ غلامی کی زنجیر کو نہ کھول سکے اور اس مسموم ذہنیت کا ان سے خاتمہ نہ کرایا جاسکا۔

امریکہ میں واقعی لاکھوں غلام آزاد ہوئے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کیا امریکہ کا حبشی غلام صحیح معنوں میں آزاد ہوگیا اور امریکہ کی گوری قومیں انھیں اپنا جیسا انسان سمجھنے لگیں اخباروں کا مطالعہ کرنے والے حالات سے اچھی طرح واقف ہیں ابھی زیادہ عرصہ نہیں گذرا کہ امریکہ کا ایک کروڑپتی اور ایک بہت بااثر اخبار کا حبشی مالک انگلستان آیا مگر کسی ہوٹل والے نے اسے اپنے ہاں ٹھیرنے کی اجازت نہیں دی اور یہ عذر پیش کیا کہ اس کی موجودگی ان کے گورے مہمانوں کو وہاں آنے سے روکے گی اور اس طرح ہوٹل والوں کو نقصان عظیم برداشت کرنا پڑے گا ہر سال دو تین واقعات ایسے ضرور رونما ہوجاتے ہیں کہ حبشی مجرموں کو زبردستی جیلخانہ توڑ کر نکالا اور انھیں درختوں سے باندھکر آگ لگادی اور سب کھڑے اس تماشہ کو دیکھتے رہے امریکہ میں حبشیوں کو زندہ جلادینا اب ایک معمولی بات ہوگئی ہے گو حبشی آزادی میں اور ان کی اقتصادی حالت بھی ہم سے بہت اچھی اور بہت بہتر ہے تاہم دونوں طبقات میں اس وقت صدر درجہ کشیدگی پائی جاتی ہے اور حبشیوں کے ساتھ غلاموں سے بہتر سلوک ہرگز روا نہیں رکھا جاتا۔

تاریخ عالم شاہد ہے کہ اسلام ہی وہ سب سے پہلا مذہب ہے جس نے دنیا سے غلامی کی لعنت دور کرنے کے لئے سب سے پہلا قدم اٹھایا اور اس کا تدریجی استیصال شروع کردیا بعض غیرمسلم اعتراض کرتے ہیں کہ جس طرح ابراہیم لنکن صدر جمہوریہ امریکہ نے اپنے زمانہ اقتدار میں امریکہ کے لاکھوں غلاموں کو یکدم آزادی دیدی اسی طرح رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کیوں نہ کیا لیکن وہ یہ اعتراض کرتے وقت بھول جاتے ہیں کہ آج اور آج سے چودہ سو سال قبل کے زمانہ کے حالات میں تمدن ومعاشرت میں اور انسانی خیالات اور ذہنیتوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے اور دونوں زمانوں کے کام کرنے والوں کو ایک ہی معیار پر پرکھنا کسی صورت میں بھی موزوں اور مناسب نہیں لیکن اس کے علاوہ جب ہم دونوں کے طریقہ ہائے کار پر گہری نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے طریق کی یورپین ریفارمروں کے طریق پر فضیلت نہایت نمایاں طور پر نظر آتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیار کردہ طریق غلاموں کے لئے بہت مفید نظر آتا ہے۔

اگر رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اسی وقت ان کی قطعی آزادی کا اعلان فرما دیتے تو وہ صرف غلاموں کے لئے بجائے فلاح کے الٹی مصیبت کی موجب ہوجاتا بلکہ انسانی سوسائٹی پر بھی اس کا نہایت ناگوار اثر پڑتا اس وقت عرب ہی میں لاکھوں غلام موجود تھے اگر انھیں ایکدم آزاد کرادیا جاتا تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ ان میں سے ایک حصہ تو فاقہ کشی کا شکار ہوجاتا اور دوسرا حصہ بیکاری سے نجات پانے کے لئے جرائم اور بداخلاقی کی طرف مائل ہوجاتا اور قوم وملک کے لئے یہ نئی مصیبت بہت تکلیف دہ ثابت ہوتی۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ جس طرح امراء کے رگ وریشے میں کمزور اور بے بس لوگوں کو غلام بنانے کے جذبات پیوستہ ہوچکے تھے اسی طرح خود غلاموں کی ذہنیت بھی طویل غلامی کی وجہ سے بہت پست ہوچکی تھی اگر غلام رکھنے والوں کی ذہنیت میں انقلاب پیدا کئے بغیر انھیں رہا کردیا جاتا تو اس کا کوئی مفید اثر نہ ہوتا دوسرے غلام رکھنے والے انھیں آزاد کردینے کے باوجود بھی حقیر اور ذلیل ہی سمجھتے تیسرے لوگوں نے انھیں مفت تو حاصل نہ کیا تھا لاکھوں روپیہ ان پر خرچ کردیا گیا تھا اور یہ ان کی ملکیت تھے چوتھے اسلام کو اس وقت تک عالمگیر اقتدار حاصل نہیں ہوا تھا اور نہ دنیا نے اس درجہ ترقی حاصل کی تھی جو امریکہ میں غلاموں کی آزادی کے وقت سارے عالم میں پیدا ہوچکی تھی اور امریکہ کا اقتدار بہت بڑھ چکا تھا۔

صدیوں کی رسم کو مٹانے کے لئے علی الخصوص اس صورت میں کہ لاکھوں روپئے کا نقصان بھی سامنے ہو آسان امر نہ تھا اس لئے آپ نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ پہلے ذہنیتوں میں تدریجی انقلاب پیدا کیا جائے ایک طرف آقاؤں کو اس لعنت ولغویت کی بُرائی سے آگاہ کیا جائے اور دوسری طرف غلاموں کو انسانیت کا سبق پڑھایا جائے آپ نے یہی کیا اور لوگوں کو تلقین کرنی شروع کردی کہ غلامی بہت بُری چیز ہے انسان انسانیت کے اعتبار سے سب برابر ہیں گھر والوں اور غلاموں میں کوئی فرق نہیں جو خود کھاؤ وہی غلاموں کو کھلاؤ اور جو خود پہنو وہی غلاموں کو پہناؤ ان سے ان کی طاقت سے زیادہ کام نہ لو ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ ساتھ ہی آپ نے ان کی آزادی کو بڑے سے بڑے ثواب کا ذریعہ بتایا نتیجہ یہ ہوا کہ غلاموں کی آزادی شروع ہوگئی ایک طرف آقاؤں نے غلاموں کو آزاد کرنا شروع کیا اور دوسری طرف یہ دیکھکر کہ غلام آقاؤں کے ساتھ کھڑے ہوکر نماز پڑھ سکتے ہیں اور وہ ساتھ کھانے اور ساتھ اٹھنے بیٹھنے ہیں اور جنت ودوزخ انھیں بھی اسی طرح مل سکتی ہے جس طرح اُن کے آقاؤں کو ملے گی نیز یہ کہ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم غلاموں سے مساویانہ سلوک کرتے ہیں بیداری پیدا ہونی شروع ہوئی اور دونوں کی ذہنیت نے تربیت پاکر غلامی کو ایک لعنت سمجھنا شروع کردیا اور یہ روزانہ آزاد ہوتے اور ترقی کرتے چلے گئے۔

حضرت بلالؓ ایک حبشی غلام تھے لیکن ان کی عزت ووقعت کا یہ عالم تھا کہ انتہائی ناداری کے باوجود بڑے بڑے سرداران قریش حضرت امیرالمومنین عمرؓ کی ملاقات کو آئے ہوئے بیٹھے تھے آپ کسی اہم کام میں مصروف تھے اسی وقت اطلاع ہوئی کہ حضرت بلالؓ ملنے آئے ہیں آپ نے سب کام چھوڑ دیا اور آپ کو اندر بلا لیا اور اس عمل سے ثابت کردیا کہ انھیں بڑے بڑے سرداروں پر فضیلت حاصل ہے آپ کی مجلس میں جب کبھی حضرت بلالؓ کا ذکر آتا تو آپ یہی فرماتے کہ بلال ہمارے سردار ہیں۔ علامہ شبلی نے آپ کی عظمت ووقعت کا ایک واقعہ منظوم کیا ہے جو درج ذیل ہے۔

بارگاہ نبوی کے جو مؤذن تھے بلالؓ — کر چکے تھے جو کئی سال غلامی میں بسر
جب یہ چاہا کہ کریں عقد مدینہ میں کہیں — جاکے انصار ومہاجر سے کہا یہ کھلکر
میں غلام حبشی اور حبشی زادہ بھی ہوں — یہ بھی سن لو کہ نہیں پاس مرے دولت وزر
ان فضائل پہ مجھے خواہش تزویج بھی ہے — ہے کوئی جس کو نہیں میری قرابت سے حذر
گردنیں جھک گئیں یہ کہتی تھیں کہ زاہل ہنر — جس طرف اس حبشی زادہ کی اٹھتی تھی نظر
عہد فاروق میں جس دن ہوئی ان کی وفات — یہ کہا حضرت فاروق نے بادیدۂ تر
اٹھ گیا آج زمانہ سے ہمارا آقا — اٹھ گیا آج نقیب حشم پیغمبر

اس مساوات پہ ہے معشر اسلام کو ناز — نہ کہ یورپ کی مساوات کہ ظلم اکبر

اس سے دنیا اندازہ لگا سکتی ہے کہ اسلام نے لوگوں کی ذہنیتوں میں ایک قلیل و مختصر مدت ہی کے اندر کیسا خوشگوار انقلاب پیدا کر دیا تھا اور رنگ غلاموں کو کتنی وقعت اور احترام کی نظر سے دیکھنے لگے انگلستان میں اس مساوات و تہذیب کے زمانہ میں ایک کرسٹی حبشی آتا ہے اور لوگ اسے ہوٹلوں میں جگہ نہیں دیتے امریکہ میں انھیں زندہ جلا دیا جاتا ہے ہندوستان میں ان کے سایہ تک سے بچا جاتا ہے مغرب کا ایک عامی ہی خود کو بڑے سے بڑے مہذب حبشی سے خود کو بہتر سمجھتا ہے لیکن اسلام میں یہ حالت ہے کہ ایک نادار حبشی غلام کو بڑے بڑے سردار اپنی بیٹیاں دینا موجب شرف کا باعث جانتے ہیں اور اسے قریش پر فضیلت دی جاتی ہے اور شہنشاہ اسلام انھیں اپنا آقا بتاتا اور ہمیشہ سیدنا کے نام سے پکارتا ہے۔ حضرت زید لشکر اسلام کے سپہ سالار بنائے جاتے ہیں اور شرفائے قریش ان کے بندہ حکم بنکر کام کرتے ہیں کیا دنیا کی کوئی قوم اس تہذیب و آزادی کے زمانہ میں بھی غلاموں کے لئے احترام و عزت کے ایسے پرشکوہ مظاہر پیش کر سکتی ہے نہیں اور قیامت تک نہیں۔

خود اپنی ہمسایہ قوم ہندوؤں کے نامۂ اعمال کی تاریکی دیکھ لو۔ ہندوستان میں فاتح بنکر آئے اور اس وقت کی روایات اور دستور کے مطابق یہاں کے اصلی باشندوں کو یا تو جنگلوں اور پہاڑوں میں مار بھگایا اور یا غلام بنا لیا اور غلام بنا کر خدمت و صفائی کے تمام ادنیٰ کام ان کے سپرد کر دیئے علوم و فنون سے انھیں محروم کیا روپیہ اور پیسہ کو انھیں ترسایا آرام و راحت کی زندگی سے انھیں بیگانہ کر دیا انتہا یہ ہے کہ ساتھ رہنے اور سہنے ہی میں کامل بیگانگی نہ برتی بلکہ انھیں اچھوت قرار دیکر کتوں اور بلیوں سے بدتر بنا دیا ان کی مجال نہ تھی کہ یہ فاتحوں کے کنوؤں سے پانی بھر سکیں مندر کے راستہ کی سڑک سے گذر سکیں اور کسی ہندو سے آنکھ اونچی کر کے بات کر سکیں

کھیتوں، باغوں اور جنگلوں میں ان سے کام لیا۔ ٹوکریاں ڈھلوائیں محنت و مزدوری کرائی اور تھوڑا سا ناج ان کی جھولی میں ڈال دیا پھر غضب یہ کیا کہ ان کی اس غلامی کو مذہبی صورت دیکر ابد الاباد تک کے لئے انھیں غلام بنا دیا ہزاروں برس گذر گئے لیکن ان غریبوں سے روٹی بیٹی کا تعلق تو ایک طرف کوئی تمدنی واسطہ بھی نہیں اسلامیوں نے غلاموں کو اولاد بنا کر پالا ساتھ رکھا ساتھ کھلایا پڑھایا لکھایا لڑکیاں دیں دامادی کا شرف بخشا اور تاج و تخت تک کا مالک بنا دیا اور ان کے اندر قابلیت و اہلیت کے وہ جوہر پیدا کئے کہ ہندوستان اور مصر پر انھوں نے صدیوں تک پورے سطوت و جلال کے ساتھ فرمانروائی کی اور اکابر و مشاہیر نے ان کے آستانوں کی جبہ سائی کو فخر و مباہات کا باعث سمجھا اور جانا۔

کیا پورا یورپ، پورا امریکہ، پورا ہندوستان اور پوری دنیا اس مساوات و اخوت اور غلاموں اور مفتوحوں کے اس عزت و احترام اس وقار و عظمت اور اس طمطراق و طنطنہ کی کوئی مثال اس روشنی اور تہذیب کے زمانہ میں بھی پیش کر سکتا ہے ہم نے جو چھٹی اور ساتویں صدی میں کیا کوئی قوم اس کی مثال اس بیسویں صدی میں بھی پیش نہیں کر سکتی اور نہ شاید کبھی کر سکے البتہ ہم یہ ضرور دیکھ رہے ہیں کہ غلامی کا لقب ضرور بدل دیا گیا ہے جسے بنا کر یا

گیا ہے مگر روح وہی موجود ہو کیا آج کوئی نامور یورپی اور امریکی خوشی و خرمی کے ساتھ کسی حبشی کو دیتی کو بھی اپنی لڑکی دینے پر آمادہ ہو سکتا ہے کیا آج کوئی غریب برہمن عسرت زدہ کھتری اور مفلس پنڈت کسی اچھوت کو لڑکی دینا تو ایک طرف اس کی لڑکی لے بھی سکتا ہے زبانی دعاوی بہت ہیں لفاظیوں کا کوئی شمار نہیں دلاویز الفاظ کی بھرمار ہے اور مالوی جی تک لندن کے جلسے میں کھڑے ہو کر بتاتے کہ اچھوتوں کے متعلق یہ بتانے لگتے ہیں کہ ایشور کے سب ہی فرزند اور سب ہی برابر ہیں اور سب ہمدردی اور سلوک انسانیت کے مستحق ہیں لیکن حالت یہ ہے کہ کوئی مالوی اور کوئی گاندھی ان کے حقوق تک دینے کو عملی قدم نہیں اٹھاتا۔

شدھی کا طوفان کس شدت اور شکوہ کے ساتھ اٹھا تھا اچھوت ادھار کو آریہ سماج ہی نے نہیں کانگریس نے بھی اپنے عقیدہ میں شامل کر لیا تھا ان کی ہمدردی کے بڑے بڑے دعوے کئے گئے مگر کوئی ایک بھی سورما ایسا دکھلا دو جو اچھوتوں کے ساتھ بیٹھکر کھانا کھا لیا، انھیں گلے لگا تا ان کی بیٹی ہی لے لیتا یا کم از کم ان کے ہاتھ کا کھانا ہی کھا لیتا البتہ یہ ضرور نظر آ رہا ہے اور خبری پریس میں یہ سنا ہو کہ مسٹر جیسی مسٹر امبیدکر جیسے فاضل اچھوت کے متعلق گاندھی جی سے آکر کہتے ہیں کہ ہمارے شاستر میں لکھا ہے کہ ایسے شخص کی زبان کاٹ لی جائے اور یارانہ ہو تو ایسی مجلس سے خاموش اٹھکر چلا آئے سو یہی میں نے کیا۔

پھر ہمیں تو آج تک یہی نظر آتا ہے کہ غریب اچھوتوں کو نہ کنوؤں سے پانی بھرنے دیا جاتا ہے اور نہ وہ سرکاری شاہراہوں کے مخصوص حصوں سے گذر سکتے ہیں مدارس میں یہ عالم ہے کہ کوئی برہمن علیل ہو جائے اور اتفاق سے کوئی برہمن ڈاکٹر قریب و جوار میں موجود نہ ہو یا اچھوت ڈاکٹر ہی کا بلانا گزیر ہو جائے تو یہ ڈاکٹر آئیگا اور درمیان میں ایک اینٹ رکھدی جائے گی برہمن اینٹ ہی سے مخاطب ہو کر اپنا حال کہیگا اور ڈاکٹر اینٹ ہی کو جواب دیگا گویا اچھوت ڈاکٹر سے گفتگو بھی شاق اور ناگوار گذرتی ہے۔ کتوں سے برتن چٹوائیں گے گائے کے گوبر سے بار بار چٹانے کو لیپیں گے لیکن ایک انسان کا قدم گھر میں آنا ان کے دھرم کے بھرشٹ ہو جانے کا باعث ہوگا۔

یہ ہے وہ سلوک جو آج اس تہذیب کے زمانہ میں دنیا کی بڑی قومیں ان اپنے جیسے انسانوں کے ساتھ کر رہی ہیں جو اتفاق وقت سے کسی وقت ان کے غلام بن گئے تھے اور جن پر انھوں نے قبضہ پا لیا تھا ذرا اس سلوک کا مقابلہ اسلامیوں کے سلوک سے کرو اور پھر دیکھو کہ اسلام نے دنیا کے لئے کیا کیا اور یہ کیا کر رہے ہیں اسلام ہرگز اس امر کا روادار نہیں کہ ایک انسان دوسرے انسان کی غلامی کرے یا کوئی اپنے جیسے انسان کی تحقیر پر آمادہ ہو جائے یہاں اگر کوئی چیز مابہ الامتیاز ہے تو محض تقویٰ اور اعمال ہیں خدائے قدوس کا ارشاد ہے لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من امن باللہ والیوم الاخر والملئکۃ والکتاب والنبیین واتی المال علی حبہ ذوی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب

"نیکی یہ نہیں کہ تم مشرق یا مغرب کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ بلکہ یہ ہے کہ خدا پر روز حشر پر فرشتوں پر خدا کی کتاب پر اور خدا کے نبیوں پر ایمان لائے اور اس کی محبت میں اپنا مال غریب رشتہ داروں کو یتیموں کو مسکینوں کو مسافروں کو اور مانگنے والوں کو دے اور لوگوں کی گردنیں غلامی سے چھڑائے۔"

اس سے واضح ہوتا ہے کہ باری تعالیٰ کے نزدیک اہم اور حقیقی نیکیوں میں ایک نیکی یہ بھی ہے کہ غلاموں کو آزاد کرایا جائے یہاں تو صرف غلاموں کو آزاد کرنے اور کرانے کی عظمت و برتری کا اظہار کیا ہے آگے چل کر ان کی آزادی کی یہ صورت نکالی ہے کہ غلاموں کو آزاد کرنے کو بہت سے گناہوں کا کفارہ قرار دیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم ولکن یؤاخذکم بما عقدتم الایمان فکفارتہ اطعام عشرۃ مسکین من اوسط ما تطعمون اھلیکم او کسوتھم او تحریر رقبۃ تمہاری قسموں میں سے جو قسمیں لغو اور فضول ہیں ان پر تو خدائے قدوس تم سے کوئی مواخذہ نہیں کرتا لیکن اگر تم کوئی پکی قسم کھا لو اور پھر اس کے خلاف کرو تو خدا ضرور تم سے مواخذہ کرے گا اس کا کفارہ دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا کھانا کھلا دینا ہے جیسا کہ تم اپنے اہل و عیال کو کھلاتے ہو یا دس مسکینوں کو کپڑے بنا دینا یا ایک غلام آزاد کر دینا۔

اسی طرح ایک اور جگہ بھی غلاموں کے آزاد کرنے کو گناہ کا کفارہ بتایا ہے والذین یظھرون من نسائھم ثم یعودون لما قالوا فتحریر رقبۃ من قبل ان یتماسا" یعنی جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں یعنی کہہ دیتے ہیں کہ تو میری ماں کی جگہ ہے اور یہ کہہ کر علیحدہ ہو جاتے ہیں اگر وہ پھر انھیں اپنی بیوی بنانا چاہیں تو انھیں چاہیئے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے بیشتر ایک غلام آزاد کریں" اس طرح اسلام نے غلاموں کی آزادی کا سلسلہ شروع کرا دیا اور روزانہ غلام آزاد ہونے لگے۔ یہ تو تھی آزاد کرانے کی تدبیر، مسلمانوں کو غلاموں اور کنیزوں کے ساتھ حسن سلوک کی برابر تاکیدیں کی جاتی رہیں اور حکم نافذ کئے گئے کہ وہ ان کے ساتھ مساویانہ سلوک کریں ان کی پرورش اسی طرح کریں جس طرح اپنے بچوں کی کرتے ہیں حکم دیا گیا وانکحوا الایامی منکم والصالحین من عبادکم وامائکم ان یکونوا فقراء یغنیھم اللہ من فضلہ "مسلمانو اپنی بیواؤں کے نکاح کر دیا کرو نیز ان غلاموں اور کنیزوں کے بھی جو نیک ہوں اگر یہ لوگ محتاج بھی ہوں گے تو کچھ خیال نہ کرو اللہ تعالیٰ انھیں اپنے فضل و کرم سے مالدار کر دیگا"

لونڈی غلاموں کے نکاح کرنے کا حکم صرف اسلام ہی نے دیا ہے اور غلاموں پر اس کرم و نوازش کا فخر اسلام ہی کو حاصل ہے غلاموں کا کوئی ذریعہ معاش تو ہوتا نہیں چونکہ عالم الغیب کو اس کا علم تھا کہ آقاؤں کا یہ خیال ہوگا کہ اگر ان غلاموں کی شادیاں کر دی جائیں تو یہ گذر کس طرح کریں گے اس لئے انھیں بتا دیا گیا کہ تم اس کی پرواہ نہ کرو جس نے پیدا کیا ہے وہ نکاح ہونے پر اپنے فضل و کرم سے انھیں مالدار بھی بنا دیگا مذہبی جذبات کے ماتحت یہ تعلیم و تاکید کتنی بہتر اور کتنی اعلیٰ ہے۔

اس دور میں لوگ حسین کنیزوں کو حرام کرانے پر بھی مجبور کرتے تھے اور اس سے جو آمدنی ہوتی تھی وہ خود رکھتے تھے خدائے قدوس نے اس کی بھی ممانعت کر دی چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ولا تکرھوا فتیٰتکم علی البغاء ان اردن تحصنا لتبتغوا عرض الحیٰوۃ الدنیا تمہاری جو کنیزیں پاکدامن رہنا چاہیں انھیں دنیوی زندگی کے عارضی فائدہ کے لئے حرامکاری پر مجبور نہ کرو"

یہاں یہ اشتباہ پیدا ہو سکتا ہے کہ جو کنیزیں پاکدامن رہنا نہ چاہیں انھیں اسلام حرامکاری کی اجازت دیتا ہے لیکن یہاں اجازت کا سوال ہی کیا ہے زنا اور حرام کاری تو خود ہی ایک مذموم شئے ہے اس کی مذمت کا اعلان تو کیا ہی جا چکا ہے اور جو خود ہی اس کام پر آمادہ ہوں اور خود ہی نہ چاہیں انھیں مجبور کرنے کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا مجبور تو انھیں کو کیا جائیگا جو نہ مانیں۔

اسلام کو غلاموں کی آزادی تو مقصود تھی ہی اس لئے وہ برابر نئی نئی راہیں اور صورتیں پیدا کرتا چلا جا رہا تھا چنانچہ ایک جگہ حکم ہوتا ہے والذین یبتغون الکتٰب مما ملکت ایمانکم فکاتبوھم ان علمتم فیھم خیرا واٰتوھم من مال اللہ الذی اٰتٰکم.

"تمہارے غلاموں میں سے جو غلام یہ چاہیں کہ وہ کچھ رقم کے بدلے آزاد کر دیئے جائیں اور محنت مزدوری کر کے اس رقم کو پورا کر دیں اور تم سمجھتے ہو کہ واقعی یہ ترقی کر سکیں گے اور رقم بھی ادا کر دیں گے تو تم ضرور انھیں آزاد کر دو اور خدا کے مال میں سے جو اس نے تمہیں دے رکھا ہے انھیں بھی دو"

کیا اس سے یہ مقصد نہیں کہ جن غلاموں کی فطرت میں تمھیں بہتری اور ترقی کے آثار نظر آئیں تو لامحالہ غلام رکھ کر ان کی زندگی برباد نہ کی جائے بلکہ صاحب استعداد غلاموں کو ضرور آزاد کر دیا جائے اور محض اس آزادی اور آزادی کے معاہدے ہی پر اکتفا نہ کی جائے بلکہ ان کی کچھ مالی امداد بھی کی جائے تاکہ وہ اپنی زندگی کا آغاز اچھا کر سکیں اور کامیاب ہو جائیں"

خود رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے غلاموں اور کنیزوں کی آزادی پر بہت زور دیا ہے اور وقتاً فوقتاً آپ برابر مسلمانوں کی رہنمائی کرتے رہے ہیں حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ثلث من کن فیہ یسر اللہ حتفہ وادخلہ جنتہ رفق بالضعیف وشفقۃ علی الوالدین واحسان الی المملوک جس میں یہ تین باتیں ہونگی خدائے قدوس اس کی موت آسان کر دیگا اور جنت میں داخل کرے گا کمزوروں کے ساتھ نرمی سے پیش آنا، ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا۔ اور لونڈی غلاموں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہنا" دوسری دفعہ آپ نے ارشاد فرمایا:۔

حسن الملکۃ یمن وسوء الخلق شوم لونڈی غلاموں کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آنا باعث برکت ہے اور برائی سے پیش آنا بے برکتی اور نحوست کا موجب ہے"

بخاری اور مسلم میں حضرت ابوذر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ھم اخوانکم جعلھم اللہ تحت ایدیکم فمن جعل اللہ اخاہ تحت یدیہ فلیطعمہ مما یاکل ولیلبسہ مما یلبس ولا یکلفہ من العمل ما یغلبہ فان کلفہ ما یغلبہ فلیعنہ علیہ لونڈی غلام تمہارے بہن بھائی ہیں جنھیں خدا نے تمہارا زیردست بنایا ہے تو جس شخص کے بہن بھائی کو خدا اس کا زیردست بنائے تو اسے وہ وہی کھلائے جو خود کھائے اور پہنائے جو خود پہنے اور اس سے کوئی ایسا کام نہ کرائے جو اس سے نہ کیا جا سکے اور کبھی اس سے ایسا کام بھی لے جو اس کی طاقت سے باہر ہو تو اس کام میں خود اس کی امداد کرے"

دیکھا آپ نے یہ ہے اسلام کی تعلیم کہ غلام کے ساتھ اچھے اور برے سلوک ہی کو برکت اور نحوست کا باعث بتایا گیا ہے اور صاف کہہ دیا گیا ہے کہ لونڈی اور غلام تمہارے بہن بھائی ہیں اور ان کے ساتھ وہی سلوک کرو جو بہن بھائی کے ساتھ کیا جاتا ہے غلام ہی سہی لیکن جب عملاً وہ بہن بھائی بنکر رہیں گے اور برابر

اور ہر عیش میں آقا کے شریک ہوں گے تو اسے غلامی نہیں بلکہ بلند آزادی کہا جائے گا۔ ہونے کو تو بیٹے بھی اپنی مرضی کے مالک نہیں ہوتے اور انھیں بھی ماں باپ کے حکم سے ایک انچ نہیں ہٹنا پڑتا ہے۔ دور اس زمانہ جیسا نہ تھا کہ احکام نبوی کی پرواہ نہ کی جاتی اس وقت یہ حالت تھی کہ ادھر حکم ہوا اور ادھر تعمیل شروع ہو گئی اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ جو غلام آزاد ہونے سے باقی بھی رہ گئے تھے وہ صرف نام کے غلام تھے اور عملاً انھیں تمام انسانی حقوق حاصل ہو گئے تھے اور ان سے کوئی امتیازی سلوک روا نہ رکھا جاتا تھا۔

غلاموں کو تصور وخطا پر بڑی بیرحمی کے ساتھ زدوکوب کیا جاتا تھا مسلم میں یہ حدیث موجود ہے کہ حضرت ابومسعود انصاری ایک روز اپنے غلام کو مار رہے تھے کہ پیچھے سے آواز آئی کہ اے ابومسعود سمجھ لے کہ خدا تجھ پر اس سے بھی زیادہ قدرت رکھتا ہے آپ نے رُخ پھیر کر جو دیکھا تو رسول مقبول کھڑے تھے آپ گھبرا اٹھے اور کہنے لگے کہ میں نے خوشنودی رب قدیر کی خاطر اس غلام کو آزاد کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو ایسا نہ کرتا تو دوزخ کی آگ تجھے جھلس کر رکھ دیتی ایک اور جگہ بھی آپ نے غلاموں کی مار پیٹ کو غضب الٰہی کا باعث بتلایا ہے

"الا انبئکم بشرارکم الذی یاکل وحدہ و یجلد عبدہ و یمنع رفدہ" حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو! میں تم کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ تم میں بدترین شخص کون ہے وہ ہے جو تنہا کھاتا ہے اپنے غلام کو کوڑے مارتا ہے اور اپنی بخشش اس سے روک دیتا ہے یعنے انہیں کچھ نہیں دیتا اس طرح غلاموں کی زدوکوب کی لعنت بھی دنیا سے مسدود ہو گئی۔

غرض آپ نے غلامی کے استیصال کے لئے نئے نئے ڈھنگ اور نئے نئے مدبرانہ طریقے اختیار کئے صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ قال اللہ تعالیٰ ثلثۃ خصمہم یوم القیٰمۃ رجل اعطیٰ بی ثم غدر و رجل باع حرا فاکل ثمنہ و رجل استاجر اجیرا فاستوفی منہ العمل ولم یوفہ اجرہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تین شخص ہیں قیامت کے روز جن کا میں دشمن ہوں گا۔

ایک وہ جس نے مجھے ضامن دیا اور پھر دغا کی۔ دوسرا وہ جس نے کسی آزاد شخص کو فروخت کیا اور اس کی قیمت کھا لی اور تیسرا وہ شخص جس نے کسی مزدور سے پوری مزدوری ٹھہرا کر کام تو پورا لے لیا اور اس کی اجرت پوری نہ دی اس طرح گویا غلامی کے سرچشمے تو بالکل خشک کر دئے اور آزادوں کو غلام بنانے کا طریقہ بالکل مسدود کر دیا اور جو غلام موجود رہ گئے تھے انھیں آزاد کرنے کی مختلف تدابیر اختیار کیں بعض کو گناہوں کے کفارہ کے طور پر رہا کرانا شروع کر دیا بعضوں نے اسے ثواب اور خوشنودی رب کا ذریعہ سمجھکر رہا کرنا شروع کر دیا پھر عام حکم ہو گیا کہ ان کے ساتھ بالکل بھائیوں جیسا سلوک کرو اور بھائی ہی سمجھو جو خود کھاؤ وہی کھلاؤ اور جو کپڑا خود پہنو اسی میں سے اسکے لئے کپڑے بناؤ اس سے بھی سو قدم آگے بڑھکر آپ نے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت بی بی زینب کی شادی حضرت زید کے ساتھ کر دی جو خود ایک آزاد شدہ غلام تھے اور اس طرح لوگوں کو بتا دیا کہ غلامی شرف انسانیت پر کوئی اثر نہیں ڈالتی۔

اس کے بعد یوں سمجھئے کہ جو غلام باقی بھی رہ گئے تھے وہ محض نام کے غلام تھے ورنہ ہر طرح ان کے ساتھ مساویانہ اور برادرانہ سلوک روا رکھا جاتا تھا ایک سلسلہ ضرور قائم رہ گیا تھا ورنہ اسیران جنگ تھے اول تو ان کی آزادی گونہ خطرات کا باعث بھی تھی دوسرے ان کے عوض میں فاتحوں کو فدیہ کی رقوم ملتی تھیں غیر مسلم مسلمانوں کے ساتھ بھی یہی سلوک کرتے تھے ظاہر ہے کہ دشمنوں پر قبضہ پا کر انھیں آزاد کر دینا خطرہ ہی کا باعث ہو سکتا ہے اس لئے اسلام نے مجبوری اسے قائم رکھا لیکن یہ بھی صرف نام کے غلام تھے برتاؤ کے معاملہ میں ان میں اور ان کے آقاؤں میں کوئی فرق نہیں کیا جاتا تھا پورے عیش و آرام کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے غرض یہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے ہر قسم کی غلامی کا قطعی استیصال کر دیا، بادشاہوں، خاندانوں اور انسانوں سب کی غلامی کا خاتمہ کر دیا اور انسانیت کا رتبہ ایک ساتھ بلند کر دیا۔ اگر اس کے بعد بھی کوئی اسلام پر غلامی کی حوصلہ افزائی کا الزام لگائے تو اس میں اسلام کا نہیں بلکہ ان کی عقل ہی کا قصور نظر آئے گا۔

اپنے بچوں کو غلط تعلیم کے بُرے اثرات سے بچایئے اور قاعدہ نوایجاد

اسہل القرآن

پڑھایئے۔ قاعدہ مولانا علاء الدین صاحب نیرنگ ہاشمی بھوپالی کا ایجاد ہے اس کے ذریعہ سے چار برس کا بچہ چھ مہینے میں صرف دو تین گھنٹے کی محنت سے قرآن شریف اور اردو کی کتابیں پڑھ سکتا ہے اس قاعدہ میں طوطے کی طرح رٹنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ حروف کو ذہن نشین کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں ابتداء میں حروف تہجی کے لحاظ سے پچاس اشیاء کی رنگین تصاویر اور اس کے بعد الف بائے اردو، عربی دونوں خطوط میں ہیں تاکہ دوحرفی اور سہ حرفی الفاظ معلوم ہو جائے پھر دو حرفی اور سہ حرفی الفاظ اور ان کے معانی درج ہیں تاکہ الفاظ کے ذہن نشین ہونے کے ساتھ ان کے معانی بھی معلوم ہوتے جائیں اور آخر میں قرآن شریف کی چھوٹی چھوٹی آیتیں ہیں اور معانی ہیں اس طرح بچہ نزدیکی آیات اور ان کے معانی سے بہرہ اندوز ہو جاتا ہے۔

پھر آخر میں عربی کی گنتی اور قرأت کے ابتدائی اصول بھی درج ہیں۔ الغرض یہ کہ یہ قاعدہ نہ صرف یہ کہ نوایجاد ہے بلکہ استفادہ اور ضرورت تعلیم کے لحاظ سے فی الحقیقت بے مثل ہے۔

ضخامت ۴۷ صفحے۔ قیمت صرف ۴ر ایک روپے کی پانچ جلدیں۔ محصول ایک قاعدہ پر ۵ر آنے۔ پانچ جلدوں پر ۸ر ہے۔

مینیجر حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۷۰ دہلی

فلسفہ عید قربان

(از جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب میرٹھی)

عروجِ ملت و بقائے قوم کا ایک بہترین سبق

جب سے نہیں نصیب تری دید کی خوشی　　انجام کار ہے کیف و تمہید کی خوشی
تردید کا الم ہے نہ تائید کی خوشی　　مرجھا گئی ہے گلشن توحید کی خوشی

امید ہے خوشی کی نہ امید کی خوشی
اب کے ذرا بھی دل کو نہیں عید کی خوشی

چھائی ہوئی ہے مطلع اسلام پر گھٹا　　اللہ! خوفناک ہے یہ کس قدر گھٹا
گھنگھور ہر طرف سے اٹھی جھوم کر گھٹا　　سب کچھ ہوا، ملال نہ دل کا مگر گھٹا

امید ہے خوشی کی نہ امید کی خوشی
اب کے ذرا بھی دل کو نہیں عید کی خوشی

مسلم کا حال زار نہایت خراب ہے　　اک دل ہے اور مورد صد اضطراب ہے
جانوں پہ آج پورش ظلم و عتاب ہے　　بتلا ہیں میں کس کو مسرت کی تاب ہو

امید ہے خوشی کی نہ امید کی خوشی
اب کے ذرا بھی دل کو نہیں عید کی خوشی

گلزار ہند وقف غبار خزاں ہے آج　　اجڑا ہوا شکیب کا ہر گلستاں ہے آج
منزل سے اپنی دور ہر اک کارواں ہے آج　　ہر آنکھ محو خواہش خواب گراں ہے آج

امید ہے خوشی کی نہ امید کی خوشی
اب کے ذرا بھی دل کو نہیں عید کی خوشی

اچھی غذا ہے اور نہ اچھا لباس ہے　　خوشبوئے عطر ہے نہ زر نقد پاس ہے
ہے تو وہی خزانہ یاس و ہراس ہے　　اس حال میں خوشی کی بھلا کس کو آس ہو

امید ہے خوشی کی نہ امید کی خوشی
اب کے ذرا بھی دل کو نہیں عید کی خوشی

بوڑھوں کا دل ملول ہے بچے اداس ہیں　　کھوئے ہوئے وفور الم سے حواس ہیں
خاموش وہ بھی ہیں جو زمانہ شناس ہیں　　مسرور کس طرح ہوں اگر فتار یاس ہیں

امید ہے خوشی کی نہ امید کی خوشی
اب کے ذرا بھی دل کو نہیں عید کی خوشی

وہ صبح عید کی نہ رہیں نور باریاں　　احباب کو پسند نہیں ہمکناریاں
گھر گھر منائی جانے لگیں سوگواریاں　　اب آہ و زاریاں ہیں یہیں اشکباریاں

امید ہے خوشی کی نہ امید کی خوشی
اب کے ذرا بھی دل کو نہیں عید کی خوشی

احباب عیدگاہ میں جلسے منا چکے　　خوش ہو کے سب گوا ہنگامے سو لگا چکے
رونے کو ہیں خوشی کے ترانے سنا چکے　　آثار کہہ رہے ہیں وہ ایام جا چکے

امید ہے خوشی کی نہ امید کی خوشی
اب کے ذرا بھی دل کو نہیں عید کی خوشی

اسلام کی خوشی کوئی برباد کر گیا　　دریائے انبساط چڑھا تھا اتر گیا
شیرازۂ سکون و تمنا بکھر گیا　　وہ دن گذر گئے وہ زمانہ گذر گیا

امید ہے خوشی کی نہ امید کی خوشی
اب کے ذرا بھی دل کو نہیں عید کی خوشی

عید المومنین

عید اپنے دستور مستمرہ کے مطابق اسلامی دنیا کی ایک «نورانی صبح» بنکر نظر نواز ہے متجسس ظاہر بین نگاہیں اس «عاشقانی و نورانی صبح» میں مسرت و انبساط کی جھلک ڈھونڈھتی ہیں مگر حالات و واقعات کی تمازتیں نگاہوں کو جلائے ڈالتی ہیں مسرت و انبساط کی وہ طراوت ریزیاں عشاق الٰہی کی وہ جاں سپارانہ وجد انگیزیاں اور عید قربان کی وہ حقیقی دنیا و معارف آگاہیاں، جو چشم حقیقت بیں اب سے چند سال پہلے محسوس کی جاتی تھیں ہم سے بہت دور ہوتی چلی جا رہی ہیں۔

مسلمان اس تقریب سعید کو جس انہماک مسرت کے ساتھ مناتے ہیں سب جانتے ہیں جمعیت ملت و شوکت اسلامی کا جو پر کیف سماں، «عید بین» پیدا کرتی ہیں اس سے سب آگاہ ہیں صبح سے شام تک ہر شہر، ہر قصبہ، ہر قریہ، اور ہر بستی میں ایک خاص چہل پہل رہتی ہے ہر شخص کے چہرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے قلب پر عید کی خوشی عید کی مسرت، اور عید کا احساس چھایا ہوتا ہے، بچہ بچہ عید کی خوشی میں پر کیف اور مخمور نظر آتا ہے، اچھے اچھے لباس پہنے جاتے ہیں اچھے اچھے کھانے پکتے ہیں عطر لگائے جاتے ہیں شادیانے بجتے ہیں اللہ کے نام پر اور خلیلی یادگار میں قربانیاں کی جاتی ہیں غرض عید کے ان تمام لوازمات اور خوشیوں کا پورا پورا اہتمام کیا جاتا ہے جو جس کے مقدور میں ہوتا ہے لیکن مرور ایام کو کیا کہئیے اور گردش زمانہ کو کس طرح کوسیے کہ زمانہ نبوت سے جس قدر بعد ہوتا جاتا ہے اسی قدر عید قرباں کی معارف آگاہیوں حقیقت شناسیوں اور عبرت اندوزیوں سے دوری ہوتی جاتی ہے؟

ظاہر پرستوں اور رسم و رواج و نام و نمود کے بھوکوں کی نظریں صرف ملبوسات کی نظر فریبیوں اور طعومات کی حلاوت اندوزیوں میں پھنس کر اپنی بلند نظری کو کھو دیتی ہیں مادی حجابات سے آگے نہیں بڑھ سکتیں اور شاہد معنی کا بے حجاب مشاہدہ نہیں کر سکتیں بہت کم ہیں ایسے حقیقت شناس اور صاحب نظر و فکر اشخاص جو سنت ابراہیمی کی اہلیت رکھتے ہوں ابراہیمی قربانی کے نتائج پر غور کرتے ہوں اور اس حیات بخش یادگار کی رمز آگاہیوں سے واقفیت رکھتے ہوں۔

سوچنے اور سمجھنے کی بات ہو کہ کیا عید قربان منانے والوں کا نصب العین یہیں تک ختم ہو جاتا ہے کہ وہ ملبوسات، طعومات اور محض خونریزیوں سے آگے نہ بڑھیں اور انھیں چیزوں کو بطور رسم دیگر اقوام کے تہواروں کی طرح مناتے رہیں یا اس سے آگے بھی ان کو بڑھنا چاہئیے تخیلات کی دنیا سے پرواز کر کے حقیقی دنیا میں پہنچنا چاہئیے اور اسوہ ابراہیمی کی پیروی کرتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلت اور شہید اعظم حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے فداکارانہ جذبہ سے دل و دماغ کی روشنی اور رموز حیات سے آگاہی ہی حاصل کرنی چاہئیے ایثار و فداکاری عشق الٰہی، نیکی اور پاکیزگی کے جذبات صادقہ بھی پیدا کرنے چاہئیں اور اس کے اعلےٰ

نصب العین پر کاربند ہونا چاہیئے اور جو عید اضحیٰ کا مقصد اعظم ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم ان حقائق و بصائر کی جستجو اور تلاش کریں جو عید اضحیٰ کی تاریخی یادگار اور سیرت براہیمی میں پنہاں ہیں اور جن کے صلہ میں ان خدا کے پیارے اور مقدس باپ بیٹوں کے عاشقانہ فعل کو ہمیشگی کی سند ملی۔

یہ جانتے ہو کہ یہ کونسی حقیقت آموز قربانی کی یادگار ہے اور حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کونسی عظمت و رفعت کے مالک ہیں جو خیر الامم کو ہر سال تجدید ملت ابراہیمی کرتے رہنے کا حکم ملا کیا یہ کسی فخر کی مادی یادگار ہے کیا یہ حکمرانی و زبان زدائی کی یادگار ہے. کیا یہ مال و دولت کی یادگار ہے. کیا یہ کسی فتح کی یاد ہے کیا یہ طاقت جسمانی کی یادگار ہے کیا یہ علم و حکمت کی یاد ہے نہیں ہرگز نہیں اس لئے کہ انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان ان مادی و فانی یادگاروں اور عظمتوں و رفعتوں سے بہت اعلیٰ و ارفع ہے۔

مسلمانو! تمھیں کیا ہوا کہ تمہاری حقیقت بین نگاہیں جسمانی کبریائی کے دھوکوں اور دنیوی بڑائیوں کی خداناشناس اندیشیوں کے ظاہری علو و رفعت کے لئے وقف ہوگئیں تمہاری زبانیں برگزیدگان بارگاہ ایزدی انبیاء علیہم السلام کی عظمت و بزرگی. تعریف و توصیف اور درود و سلام سے عطر بیز ہیں مگر تمہارے قلوب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حقیقی عقیدت اور سچی پیروی یعنی عبدیت و محبت الٰہی عشق حقیقی کی جانبازی اور ایثار و فداکاری سے خالی ہیں۔

یاد رکھو! یہ مقدس تہوار ان دو مقدس برگزیدہ اور خدا کے پیارے نبیوں کی عبدیت و محبت الٰہی کی یادگار ہے جن کی اطاعت شعاری اور ایثار و قربانی نے عشاق الٰہی کے قلب و جگر میں قیامت تک کے لئے جگہ حاصل کرلی ہے، و جن کی عاشقانہ و بیتابانہ حرکات کو ابدیت کی سند مل گئی یہ خدا کے پیارے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جستجوئے حق محبت کی گہرائی و فاشعاری حقیقی آئین اور حصول سعادت کی یادگار ہے اور یہ پیارے اور صابر و شاکر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے تسلیم و رضا، بیتاب تمنا اور جان سپاری کی انتہا یاد ہے۔

لو سنو کہ یہ خلیلی قربانی جس کی پیروی تم ہر سال کرتے ہو اپنے اندر کیسے کیسے معارف و حقائق اور کیسے کیسے حیات بخش اسباق رکھتی ہے۔

پہلا سبق

عید قربان ہمارے ذوق و فکر کے لئے جو پہلی چیز لاتی ہے وہ معبود حقیقی تک پہنچنے کی سچی تڑپ اور معرفت الٰہی کی علوہ ریزی ہے یہی چیز حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حیات طیبہ کا پہلا درس ہے؟

جب وادی معرفت کا ایک بانکا مسافر اور عشق الٰہی کا رہبر ظلمات و حجابات کے پردوں کو چاک کرتا ہوا "حسن کائنات" تک جا پہنچا یعنی پیارے ابراہیم علیہ السلام فریب نظر و کید تخیل کو مارتا کرتے ہوئے معبود حقیقی تک جا پہنچے تو ذات کبریائی کے آگے سربسجود ہوگئے لا احب الا فلین کا نعرہ مارا محویت طاری ہوگئی اور زبان مبارک پر یہ کلمات جاری ہوگئے انی وجہت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین

یعنی اس فاطر السموات والارض پر ایمان لایا میں نے اپنے دل و دماغ کو ماسوی کی محبت اور اوہام باطلہ سے پاک کرلیا اور میں مشرکین میں سے نہیں۔

لالہ و برگ میں چھپایا تجھے یکتائی نے | اس مگر دیکھ لیا چشم تماشائی نے
خاک صحرا کی اڑا کر جو ہوا سر بسجود | دل کے ہر ذرہ میں پایا تجھے سودائی نے

خلعت خلت سے سرفرازی

جب گوہر مقصود ہاتھ آگیا یعنی معرفت حقیقت کے تمام مراحل طے کرلئے اور آپ نے "انا اول المسلمین" کا دعویٰ کیا تو خدائے قدوس کی شان جلیل نے آپ کو خلیل کے لقب سے نوازا۔ خلیل اس دوست کو کہتے ہیں جس کی راہ محبت میں کوئی چیز خلل انداز نہ ہو اور جو اپنی محبوب سے محبوب اور عزیز ترین متاع کو اپنے محبوب کے حکم پر قربان کردینے کے لئے آمادہ ہوجائے اور از روئے اصطلاح قرآنی اسلام کے معنی یہ ہیں کہ ایک مسلم تسلیم و رضا اور آزمائش و ابتلا کی منزل میں ثابت قدم رہے اپنے وجود کی علمی و عملی طاقتیں خدا کو سونپ دے اور اپنی مرضی کو خدا کی مرضی پر قربان کردے سو چونکہ آپ کو خلعت خلت سے نوازا گیا تھا اور آپ نے مسلم ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور دعویٰ امتحان سے ثابت ہوتا ہے اور علم عمل سے پختہ بنتا ہے اس لئے ضرور تھا کہ آپ کو آزمائش میں ڈالا جائے اور دنیا کے سامنے تسلیم و رضا کی ایک ایسی دلکش بولتی چالتی تصویر کھینچی جائے جو قیامت تک اسلام کا دعویٰ کرنے والوں کی رہنمائی کرے۔

خلیلی امتحان

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا امتحان لیا گیا اور در حقیقت اسلامی دنیا کے لئے "حنفیت" علی اتم کا نقشہ کھینچا گیا ورنہ عالم الغیب والشہادہ اور علیم بذات الصدور کو اپنے پیارے خلیل کا امتحان لینے کی کوئی ضرورت نہ تھی حکم ہوتا ہے اگر مسلمان ہونے کا دعویٰ ہے تو نمرود کی قہرمانی طاقتوں سے ٹکرا جاؤ اور استبداد کی زنجیریں توڑ پھینکو تاکہ محکوم مسلمانوں کو مسلمانی کا دعویٰ کرتے ہوئے مصلحت وقت مادی طاقت کی گرفت اور بے سروسامانی کا عذر ہاتھ نہ آئے مقدس رسول نے فرمایا بہتر مادی طاقت سے ٹکر کھائی ارشاد باری ہوا کہ آگ میں کود پڑو تاکہ تمہارا جذبہ فداکاری قافلہ سالار انبیاء سرور دو جہاں نبی آخر الزماں کے ایک اصفا غلام کی زبان سے کہلوا دے کہ اگر آپ ہمیں حکم دیں گے کہ سمندر میں کود پڑو تو ہم اور ایک طرف آپ کے حکم کی تعمیل کر بیٹھے اور دوسری طرف قوانین نیچر کے ماننے والے مادیت کی نیچر شناسی پھنسے ہیں اور یاری ذات کی گہرائی ان کی نگاہ ہوں کی جہل رہے۔ ... آگ نہیں کود پڑے۔ فرمان الٰہی ہوا کہ گھر بار چھوڑ دو چھوڑ دیا اور حکم ہوا کہ باپ اور کنبے قبیلے سے قطع تعلق کرو قطع تعلق کرلیا اور آبائی جذبات کو ٹھکرا دیا۔ اللہ اللہ صدق و صفا اور تسلیم و رضا کا کس قدر وجد انگیز اور شاندار مظاہرہ۔ امتحان و ابتلا کی کیسی کٹھن منزلیں ہیں مگر کوہ وقار اور پیکر تسلیم پیارے خلیل ہیں کہ برابر مقامات خلت و حنفیت طے کئے جارہے ہیں اور ذرا ابرو پر بل نہیں آتا۔

ابتلائے عظیم

جان و مال اور عزت و آبرو سب کچھ دے چکے تھے اب کیا باقی تھا اگر باقی تھا تو صرف ایک لخت جگر نور نظر اور بڑھاپے کی آرزو پیارے اسمعیل علیہ السلام کا وجود مقدس مطالبہ ہوا کہ اگر عشق و محبت کا دعویٰ ہے تو یہ آخری اور محبوب چیز بھی دو۔ جگر دے چکے اب جگر لاؤ اپنے بدن کو آگ میں جھونک چکے اب اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کو بھی چمن عشق کی نذر کرو اولاد والوں سے پوچھو یہ مطالبہ کتنا سخت تھا جگر دینا آسان ہے مگر لخت جگر دینا کارے دارد مگر یہاں تو خلت کا دریائے بے پایاں ہر ایک محبوب چیز کو بہائے لئے جارہا تھا تیار ہوگئے بیٹے سے استصواب فرمایا۔ بیٹے

نے عرض کی، آپ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کیجئے مجھے خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ صابر پائینگے۔

برگزیدہ باپ کا مقدس بچہ نہا دھو کر تیار ہو گیا دلفریب دنیا کی سیر سے ہاتھ اٹھا یا فردوس کی روح پرور ہواؤں نے گدگدایا اور بے پایاں راحت کا احساس ایک لطیف تبسم بنکر ہونٹوں پر پھیل گیا۔ ملاء اعلیٰ کے فرشتے اس "ننھے مجاہد" اور "بانکے جانباز" کا منہ چوم لینے کے لئے بیقرار ہوئے اور آسمان کی نورانی فضا سے احسنت و مرحبا کے پھولوں کی بارش کرنے لگے۔ ادھر باپ نے خنجر سنبھال لیا فطری محبت کو دل سے نکال پھینکا۔ دریائے عشق نے جوش مارا اور ماسوا کی محبت کے "اکوہ سمیں" کو بہا لے گیا۔ اور وہ ساعت سعید آ پہنچی جبکہ آپ کی عاشقانہ دیوانہ حرکات کو ابدیت کا رنگ ملنے والا تھا اور انسانیت کبریٰ کے سامنے "ملکوتیت" شکست فاش کھانے والی تھی۔ خنجر ہاتھ میں لیکر جگر گوشہ کو پچھاڑا اور سینہ پر چڑھ بیٹھے۔ عرش عظیم تھرایا ملائکہ کو غش آیا فرشتوں نے آفرین کا غلغلہ بلند کیا زمین و آسمان کو سکتہ ہوا کیونکہ انسانیت اور خلیلیت نے فتح عظیم پائی۔ رحمت حق جوش میں آئی اور مشیت ایزدی و شان ذرہ نوازی نے آگے بڑھکر ہاتھ تھام لیا آواز آئی۔

اے ابراہیم تو نے اپنے خواب کو پورا کیا ہم احسان اور اخلاص والوں کو یونہی بدلہ دیا کرتا ہوں تسلیم و رضا کی اس بے تابانہ آرزو اور شوق شہادت میں چونکہ قوموں کی حیات ابدی کا راز مضمر تھا اس لئے رسم قربانی کی بنا کرنے والے کو "ذبح عظیم" کا فدیہ دیکر چھڑا لیا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا شوق شہادت پروانہ ہونے پایا۔

زندہ ہوجاتے ہیں جو مرتے ہیں حق نام پر　　اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

خلیلی یادگار منانے والو اور حنفی کہلانے والے مسلمانو جانتے ہو عید قرباں تمہیں سال بسال کیا سبق دیتی ہے اور کس چیز کی یاد تازہ کرتی ہے؟ سنو! اور بگوش ہوش سنو اس دن تمہیں ایثار و قربانی تسلیم و رضا صدق و صفا اور تعمیل و تکمیل دین کا وہ اعلیٰ عملی سبق ملتا ہے کہ اگر تم ذرا بصیرت سے کام لو اور اس کی حقیقت پر غور کرو تو آج ہی تمہاری کایا پلٹ ہو جائے دارین کی نائز المرامیاں و کامرانیاں آج ہی تمہارے قدم چومیں اور تمہاری عظمت و رفعت کا غروب شدہ آفتاب دوبارہ طلوع کر کے دنیا کی متمدن قوموں کی نگاہیں کو خیرہ کر دے۔

اب اگر تم سنت ابراہیمی و اسمٰعیلی قربانی کے حقائق و بصائر کو ذہن نشین کر چکے ہو تو حسب ذیل پہیلی کو حل کرو اور ذوق سلیم کا ثبوت دو۔

مسلمانوں کے غور و فکر کیلئے ایک پہیلی

میں کائنات عالم کے مادی و روحانی کاروبار کی بنیاد ہوں

میں ذہین و طباع ہستیوں کی خلاق ہوں۔

میں تمام خوشحالیوں اور ترقیوں کا سرچشمہ ہوں۔

نسل انسانی کا بیج جب سے سطح دنیا پر بویا گیا ہے میں اسی وقت سے ہوں۔

نظر و فکر کی رہنمائی کی کلید ہوں

کائنات کی ہر چیز میرے دم سے قائم ہے۔

انسان دنیا کو مصیبت اور دکھ کا گھر سمجھتے ہیں وہ اس کو تکلیفوں اور جناغتوں کا مخزن جانتے ہیں اس لئے نہ تو وہ دنیا کی دلچسپیوں اور محاسن کے قائل ہوتے ہیں اور نہ خدا کی ہستی ہی کو تسلیم کرتے ہیں۔

لیکن اگر ایسے وبال دوش انسان مجھ سے تعلق پیدا کریں تو میں نہ صرف مادی و روحانی زندگی کا لطف اٹھانے کے لئے جسمانی اور روحانی صحت بخشتی ہوں بلکہ خدا کی ہستی کو تسلیم کرا کر انسان کو فرشتہ بناتی ہوں میں تحقیق و تدقیق کی جان اور ایجادات و اختراعات کا اسٹیم ہوں۔

جو قومیں مجھ سے رشتہ جوڑتی ہیں وہ ترقی کے میدان میں سرعت سے قدم بڑھاتی ہیں اور جو مجھ سے منہ موڑتی ہیں وہ جلدی فنا ہو جاتی ہیں۔

میں نے ہی قوموں کو ادنیٰ حالتوں سے اٹھا کر عروج و ارتقا کی بلندیوں تک پہنچایا ہے۔

میں ہر قابل نوجوان کی رفیق و رہبر ہوں اور حیات نو بخشتی ہوں۔

میں اگرچہ تلخ اور کٹھن ہوں مگر میری تلخیوں ہی میں شہد حیات کی نہریں ہیں اور میری صعوبتوں میں ہی منزل مقصود کی آسانیاں ہیں ابتدا میں وہ زینہ ہوں جو کامیابیوں کی بلندیوں پر لیجاتا ہے۔

میرے بغیر انسان کی زندگی تلخ، دشوار اور بے مقصد ہے۔

اے غافل انسان! جب تیری جوئے حیات مصائب و آلام کے بھنور میں محصور ہو کر اپنی راہ سے دوری اور اپنی منزل سے بعد اختیار کر لیتی ہے آتش حسرت کی غریب وہ شعاعیں تیرے نور حیات کو لوٹ لیتی ہیں غم و الم کی ہیبتناکیاں تیرے ولولوں کو سرد کر دیتی ہیں تیری رفتار سست تیرے قدم ڈگمگا جاتے ہیں تو فنا کو سفر پر ترجیح دیتا ہے تو سکوت کو نغمہ اور جمود کو عافیت سمجھتا ہے اور تو ہر سنگ راہ کو منزل سمجھکر اس کے سامنے اپنی تمام طاقتیں اندازا دل کو اس کی قربانگاہ پر نچھاور کر دیتا ہے اس وقت میں تیرے شیرازہ جمعیت کو مجتمع کرتی ہوئی ان سب رکاوٹوں کو دور کرتی ہوئی شاداں و فرحاں مال غنیمت کو اپنے دامن میں اچھالتی ہوئی تیری طرف بڑھتی ہوں اور تجھ کو مسرت و کامرانی کا نغمہ سناتی ہوں اور پھر تیرے قیام و سکوت اور جمود و تعطل کی ہلاکتوں اور حرمان و یاس کی نامرادیوں سے بچا کر مصائب و آلام کے پتھروں کو خس و خاشاک کے مانند بہا لیجاتا ہے اور سفر کے خطرات اور صعوبتوں میں بڑھکر ترقی اور زندگی کے موتیوں کو نکال لاتا ہے۔ میں کمزور و درماندہ قوموں کو زندگی بخشتی ہوں اور جو قوم مجھے سپر بناتی ہے میں اس کو ہر میدان میں کامیاب بناتی ہوں اور تمام بری مادی طاقتوں کا منہ پھیر دیتی ہوں۔

بتلاؤ کہ میں کون ہوں؟ میں کیا ہوں؟

بتلاؤ اور راز حیات معلوم کر کے ابدی زندگی اور بے پایاں راحت پاؤ اگر تم مجھے نہیں جان سکتے تو لو سنو!

میں قربانی ہوں

سال کے سال تم کو مذکورہ بالا قیمتی اسباق دیتی ہوں مگر تم ہو کہ مجھے معلوم کرنے کی کوشش نہیں کرتے اور میرا مفہوم صرف خونریزی اور گوشت خوری سمجھتے ہو۔ مجھے نازک احساس والے ڈھونڈتے ہیں اور راحت ابدی پاتے ہیں اور مجھ سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

یاد رکھو میرے مفہوم میں وقت کی قربانی، راحت و آرام کی قربانی، مال و دولت کی قربانی اولاد کی قربانی اور بالآخر جان تک کی قربانی ہے افسوس کہ تم نے اس ملکوتی آواز پر بھی کان نہیں دھرا جس میں خالق السموات والارض نے صاف اعلان کر دیا لن ینال اللہ لحومھا ولا دماءھا اللہ پاک کو نہ تمہاری قربانیوں کے گوشت پہنچتے ہیں اور نہ ان کے خون لیکن اس کو تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے ولکن ینالہ التقویٰ منکم ط

پس اگر تم قربانیوں سے نیکی، پاکیزگی، اسوہ ابراہیمی کی پیروی نہیں کرتے اور اس کے اعلیٰ نصب العین کو مدنظر رکھتے تو یہ تمہاری گوشت خوریاں اللہ کے نزدیک کوئی درجہ نہیں رکھتیں۔

عید الاصفیا کا ایک جگر دوز منظر

اللہ اللہ اسلامی تعلیمات اور اس کے حقائق و معارف کی کیا شان ہے کہ جس شخص کے قلب جگر میں اسلام کی تعلیم گھر کر جائے کسی حکم کی ظاہری اور باطنی علت کی صفت منکشف ہو جائے اور اس پر تصوف اسلامی کا الٰہی رنگ چڑھ جائے تو پھر کیا کہنا ہے لوٗ علیٰ نور اس کا ظاہر و باطن نور کے سانچے میں ڈھل جاتا ہے وہ اپنے آپ کو سراپا نور پاتا ہے دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتا ہے اور شاہد مقصود کو پا کر اور خدائی انوار و تجلیات سے مدہوش ہو کر کہتا ہے ؎

نہ شود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت
سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

جس طرح صوفیائے کرام کی عبادتیں، ریاضتیں اور طرائق خدا پرستی ہم ظاہر پرستوں سے علیحدہ ایک خاص شان عبدیت رکھتے ہیں اسی طرح ان کی عید بھی ہماری عید سے ایک نئی شان والی عید ہوتی ہے ان کی خدا پرستی کا راستہ "شریعت" کے راستہ سے زیادہ خطرناک اور دشوار گذار ہوتا ہے یہ نفوس قدسیہ زیبائش و نمائش ظاہری سے نفور اور نام و نمود سے مہجور ہوتے ہیں وہ ہر عبادت کو اپنی مخصوص خدا پرستی کے رنگ میں رنگین کر کے ایک خاص لطف پیدا کر دیتے ہیں یہ خدا رسیدہ لوگ شریعت کے تمام منازل و مراحل طے کرنے کے بعد "طریقت" کی سنگین منزل میں قدم رکھتے ہیں اس لئے ان کے دل نور اسلام سے روشن ہوتے ہیں یہ پاکباز اسلام کے سچے فدائی سچے جاں نثار اور سچے ارادتمند ہوتے ہیں۔

ایک مصری بزرگ اپنے ملفوظات میں لکھتے ہیں کہ شہر گیانا اضلاع عراق میں ایک خدا رسیدہ خلوت نشین اور خاموش بزرگ رہتے تھے جن کی پیشانی سے لمعات اسلام کی چمک ہر شخص کو ان کا والہ و شیدا بنا دیتی تھی معتقدین نثار ارادتمند ولی کا مجمع ہر وقت اس شمع ولایت کے ارد گرد لگا رہتا تھا اور اس شمع تصوف کی روشنی سے اکتساب نور کیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ عید آئی اور لوگوں کے لئے پیام مسرت لائی لوگوں نے کپڑے بدلے عطر لگائے اور ہر طرف خوشیاں منائیں ارادتمند شاہ صاحب کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے تو خلاف معمول شاہ صاحب کو میلے کچیلے لباس میں دیکھا لوگوں نے پوچھا کہ بھائی آج کیا دن ہے کہ ہر شخص اچھے کپڑوں میں ملبوس ہے اور چہرے سے آثار مسرت نمایاں ہیں لوگوں نے عرض کیا کہ حضور آج عید قربان ہے اگر مرضی مبارک ہو تو حضور بھی ہمارے ساتھ عیدگاہ چلیں یہ سنتے ہی سرمست الٰہی وجد آگیا مستانہ وار کھڑے ہو گئے گویا کسی محبوب کا بلاوا آگیا کاندھے پر کمبل ڈالا ہاتھ میں عصائے مبارک لیا اور چل کھڑے ہوئے سیدھے عیدگاہ پہنچے لوگوں نے دیکھتے ہی اپنے دوشالے اور ریشمی چادریں بچھا دیں کہ شاہ صاحب رونق افروز ہوں مگر سرمست صاحب سیدھے ممبر کے پاس پہنچے قاضی صاحب سے مصافحہ کیا اور پوچھا ما ھذا الیوم یہ کونسا دن ہے قاضی صاحب نے عرض کیا ھذا الیوم العید یہ عید قربان کا دن ہے۔ شاہ صاحب ہنستے ہوئے ممبر پر چڑھ گئے خدا کی محبت میں ڈوبے ہوئے مستانہ وار چند اشعار پڑھے اور دیوار سے پہلو لگا کر ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئے لوگوں نے دیکھا تو کچھ نہ تھا۔

ان بزرگ کا مزار شہر گیانا کے عراقی دروازہ پر ابتک زیارت گاہ خاص و عام ہے اور لوح مزار پر ھذا الیوم العید نہایت جلی قلم سے لکھا ہوا ہے۔

یہ ہے اصفیا اور اولیاء اللہ کی عید ؎

یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

سچ ہے ؎

آنکس کہ ترا شناخت جاں را چہ کند
فرزند و عیال و خانماں را چہ کند

فرزند ہی نہیں بلکہ اس سرمست الٰہی کی روح جاتے جاتے کہہ گئی ؎

جان دی دی ہوئی خدا کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

یہ تھیں وہ ہستیاں جن کے قلوب میں اسلامی درد تھا۔ جن کے سینوں میں ایک ٹیس تھی، جن کے خون میں اسلامی جوش تھا اور جن کے کانوں میں صدائے حق کی شنوائی تھی آہ اب وہ نورانی پیکر کہاں۔ ہم بھی ہمیشہ عیدیں مناتے ہیں مگر قلب میں وہ احساس کہاں اور ہماری خدا پرستی میں وہ شان فدائیت کہاں گو ہماری رگوں میں اسلامی خون ہے اور اس میں حرارت بھی ہے مگر بے سود۔ ہمارے قلب بھی جس میں اسلامی درد ہے مگر بے اثر۔ ہم جگر بھی رکھتے ہیں اور اس میں ٹیس بھی ہے مگر بے فائدہ ہمارے کان بھی ہیں اور وہ سنتے ہیں مگر صدائے حق کی شنوائی سے بے بہرہ ہماری آنکھیں ہیں اور وہ دیکھتی ہیں مگر حسن مجازی۔ الفاظ اور اصوات بے معنی اور ہم عقل بھی رکھتے ہیں جس میں مادہ تعقل بھی ہے مگر حقیقت سے نابلد غرض آج ہماری یہ حالت ہے ؎

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

پس اے حقیقت اسلام کو فراموش کئے ہوئے مسلمانو! اگر تمہارے دلوں میں خدا کی محبت کے سوا معبودان باطل کا خیال اور کسی اور کی بھی محبت ہے اگر تمہارے دماغ معرفت الٰہی کے افکار عالیہ سے خالی ہیں اگر تمہارے جذبات و تخیلات عشق الٰہی کے جذبات صادقہ سے ناآشنا اور سوز و تپش کی آگ سے سوختہ نہیں اگر تمہارے اعمال و افعال خدا کے حکم کے مطابق نہیں اگر تمہارے وجود کی علمی و عملی طاقتیں خدا کے لئے وقف نہیں اگر تمہاری پیشانیاں رب بے نیاز کی چوکھٹ کے سوا غیروں کے سامنے سجدہ ریز ہیں اگر تمہارے ہاتھ پیروں میں شریعت کی پابندیوں کے علاوہ رسم و رواج کی بیڑیاں بھی ہیں اور تم فرسودہ خیالات کی جکڑ بندیوں میں گرفتار ہو اور اگر تم حقیقت کی جگہ لفظوں کے پرستار ہو تو یہ تمہاری تمام خوشیاں، قربانیاں اور سجدہ ریزیاں صبغۃ اللہ کے رنگ سے رنگین نہیں کہی جا سکیں گی اور دربار خداوندی میں قبولیت نہیں حاصل کر سکتیں جب تک تم اپنے اندر صدق و صفا ایثار و فداکاری تسلیم و رضا نیکی و پاکیزگی اور تقویٰ و پرہیزگاری اختیار نہ کرو۔ اے اللہ ہمیں دیدہ بینا عطا کر تاکہ ہم اس خلیلی یادگار کی حقیقت کو سمجھ کر صحیح معنوں میں مسلمان بن جائیں اور تیرے احکام کی فرمانبرداری میں مر مٹیں ؎

آج بھی ہو جو براہیم کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

حقیقت اسلام

(از جناب مولانا مولوی محی الدین صاحب کلکتہ)

سب سے پہلے اس امر پر غور کرنا چاہیئے کہ اسلام کی وہ کونسی حقیقت تھی جو حضرت ابراہیمؑ کی زندگی پر طاری ہوئی اور جس کو قرآن کریم نے امت مرحومہ کے لئے اسوہ حسنہ قرار دیا؟

اسلام کا مادہ لفظ "سلم" ہے جو باختلاف حرکات مختلف اشکال میں اکثر مختلف معانی پیدا کرتا ہے لیکن لغت کہتا ہے کہ "سلم" بفتحتین اور "اسلام" کے معنی کسی چیز کے سپرد ہونے طاعت و انقیاد اور گردن جھکا دینے کے ہیں اسی سے "تسلیم" یعنی سپرد ہونے کے اور استسلم (ای انقاد اطاع) آتا ہے اور فی الحقیقت لفظ اسلام بھی انہی معنی پر مشتمل ہے قرآن کریم میں ان معانی کے شواہد اس کثرت سے ہیں کہ ایک مختصر مضمون میں سب کا استقصا ممکن نہیں تاہم ایک دو آیتوں پر نظر ڈالئے تو یہ امر بالکل واضح ہو جاتا ہے مثلاً احکام طلاق کی آیات میں ایک موقعہ پر فرمایا۔

وان اردتم ان تسترضعوا اولادکم فلا جناح علیکم اذا سلمتم آتیتم بالمعروف۔	اگر تم چاہتے ہو کہ اپنے بچہ کو کسی دایہ سے دودھ پلواؤ تو اس میں بھی تم پر کچھ گناہ نہیں بشرطیکہ دستور کے مطابق ان کی ماؤں کو جو دینا کیا تھا دہ

اس آیت میں سلمتم حوالہ کر دینے کے معنے میں صاف ہے اسی طرح یعنی اطاعت و انقیاد گردن نہادن کے بیسیوں جگہ فرمایا ہے

ولہ اسلم من فی السموات والارض طوعا وکرھا	اس آسمان و زمین میں کوئی نہیں جو چاروناچار الٰہی کا حکم بردار اور مطیع و منقاد نہ ہو۔
وقالت الاعراب آمنا قل لم تومنوا ولکن قولوا اسلمنا۔	اور یہ جو عرب کے دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے قرآن سے کہدے کہ تم ابھی ایمان نہیں لائے کیونکہ وہ دل کے اعتقاد کامل کا نام ہے جو تمہیں نصیب

نہیں، البتہ یوں کہو کہ ہم نے اس دین کو مان لیا۔

ہر شئے کی اصلی حقیقت وہی ہو سکتی ہے جو اس کے نام کے اندر موجود ہو دین الٰہی کی حقیقت لفظ اسلام کے معنے میں پوشیدہ ہو لفظ اسلام کی حقیقت یہی ہی ہے کہ انسان اپنے پاس جو کچھ رکھتا ہے خدا تعالیٰ کے حوالے کر دے اس کی تمام قوتیں اس کی تمام خواہشیں اس کے تمام جذبات اس کی تمام محبوبات غرضکہ سر کے بالوں کی جڑ سے لیکر پاؤں کے انگوٹھے تک جو کچھ اس کے اندر ہے اور جو کچھ اپنے سے باہر اپنے پاس رکھتا ہو سب کچھ ایک لینے والے کے سپرد کر دے وہ اپنے تمام قوائے جسمانی و دماغی کے ساتھ خدا کے آگے جھک جائے اور ایک مرتبہ ہر طرف سے منقطع ہو کر اور اپنے تمام رشتوں کو توڑ کر اس طرح گردن رکھدے کہ پھر کبھی نہ اٹھے نفس کی حکومت سے باغی ہو جائے اور احکام الٰہیہ کا مطیع و منقاد۔

یہی وہ حقیقت اسلامی کا قانون فطری ہے جو تمام کائنات عالم میں جاری و ساری ہے اس کی سلطنت سے زمین و آسمان کا ایک ذرہ بھی باہر نہیں ہر شئے جو اس حیات کدۂ عالم میں وجود رکھتی ہے اپنے اعمال طبیعی کے اندر اس حقیقت اسلامی کی ایک مجسم شہادت ہے کون ہے جو اس کی اطاعت و انقیاد سے آزاد ہو اُس کے سامنے سے اپنے جھکے ہوئے سر کو اٹھا سکتا ہے اس نے کہا کہ میں "کبیر المتعال" ہوں پھر کونسی ہستی ہے جو اس کی کبریائی و جبروت کے آگے اپنے اندر اسلامی انقیاد کی ایک صدائے عجز نہیں رکھتی؟ زمین پر ہم چلتے ہیں اور آسمان کو دیکھتے ہیں لیکن کیا وہ دونوں اسی حقیقت اسلامی کی طرف داعی نہیں ہیں۔

ملکوت السماوات والارض اور حقیقت اسلامی کا قانون عام

زمین کو دیکھو جو اپنے گرد و غبار کے اندر ارواح نباتاتی کی ایک بہشت حیات ہے جس کے الوان جمال سے اس حیات کدۂ ارضی کی ساری دلفریبی اور رونق ہے جس کی غذا بخشی انسانی خون کے لئے سرچشمہ تولید ہے اور جو اپنے اندر زندگیوں اور ہستیوں کا ایک خزانہ لازوال رکھتی ہے کیا اس کی وسیع سطح حیات پر صرف ایک ذرہ ہستی بھی ہے جو اس حقیقت اسلامی کے قانون عام سے مستثنیٰ ہو؟ کیا اس کی کائنات نباتاتی کا ایک ایک ذرہ صدائے اسلام کے قائم کئے ہوئے حدود و قوانین کا مسلم یعنی اطاعت شعار نہیں ہے؟

بیج جبکہ زمین کے سپرد کیا جاتا ہے تو فوراً لے لیتی ہے کیونکہ اس کے بنانے والے نے اس کو ایسا ہی حکم دیا ہے لیکن پھر اگر تم وقت سے پہلے واپس مانگو تو نہیں دے سکتی کیونکہ اس کا سر خدا کے آگے جھکا ہوا ہے اور خدا نے ہر بات کے لئے ایک وقت مقرر کر دیا ہے ولکل اجل کتاب پس محال ہے کہ اس کی خلاف ورزی کرے اور حقیقت اسلامی کے قانون عام کی مجرم ہو۔

قانون الٰہی نے زمین کی قوت نامیہ کے ظہور کے لئے مختلف دور مقرر کر دیئے ہیں اور ہر دور کے لئے ایک وقت خاص لکھ دیا ہے زمین کی درستگی کے بعد اس میں بیج ڈالا جاتا ہے آفتاب کی تمازت اس کو حرارت پہنچاتی ہے۔ ابر و ہوا اور موسم موافق کی رطوبت اس کی یبوست میں اعتدال پیدا کرتی ہے پانی کا بقدر مناسب حصول اس کے نشوونما کو زندگی کی تازگی بخشتا ہے یہ تمام چیزیں ایک خاص تسویہ و تناسب کے ساتھ اس کو مطلوب ہیں پھر بیج کے گلنے اور سڑنے اور مٹی کے اجزائے نباتاتی کی آمیزش کونپلوں کے پھوٹنے ان کے بتدریج بلند ہونے اور اس کے بعد شاخوں کے انشعاب اور پتوں اور پھولوں کی تولید ان تمام مراحل سے اس بیج کا درجہ بدرجہ گزرنا ضروری ہے اور ہر زمانہ کے لئے ایک خاص حالت اور مدت مقرر کر دیگئی ہے یہی تمام مختلف مراحل و منازل زمین کی پیداوار کے لئے ایک شریعت الٰہیہ ہیں جس کی اطاعت کائنات نباتات کی ہر روح پر فرض کر دیگئی ہو پھر کیا ممکن ہے کہ زمین ایک لمحہ ایک منٹ اور ایک سیکنڈ کے لئے بھی اس شریعت کے مسلم ہونے یعنے اس کی اطاعت سے انکار کر دے اور پھر اگر اس کی خلاف ورزی کی جائے تو کیا ممکن ہو کہ ایک دانہ بھی بار آور اور ایک پھول بھی شگفتہ ہو؟

ایک درخت ہے جو پانچ سال کے اندر پھل لاتا ہے پھر تم کتنی ہی کوشش کرو پانچ مہینے کے اندر وہ کبھی پھل نہیں دیگا ایک پھول ہے جس کے پودے کو زیادہ مقدا

میں حرارت مطلوب ہے پھر یہ محال ہے کہ وہ ساتے میں زندہ رہ سکے کیونکہ اسلئے کہ پانچ سال کے اندر اس کا حد بلوغ کو پہنچنا اور دبوب کی تیزی میں اس کا نشو ونما پانا شریعت الٰہی نے مقرر کر دیا ہے بس وہ مسلم ہے اور حقیقت اسلامی کا قانون عام اس کو سرکشی و خلاف ورزی کا سر اٹھانے نہیں دیتا۔

وللہ من فی السموات والارض کل لہ قانتون۔

اور جو کچھ آسمان میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور سب اسی کے حکم کے تابع اور منقاد ہیں۔

پس فی الحقیقت زمین کے عالم نظم و تدبیر میں جو کچھ ہے حقیقت اسلامی ہی کا ظہور ہے "وفی الارض آیات للموقنین" "اور زمین میں ارباب یقین کے لئے خدا کی ہزاروں نشانیاں بھری پڑی ہیں"

یہ سر بفلک پہاڑوں کی چوٹیاں جو اپنے عظیم الشان قامتوں کے اندر خلقت کائنات کی سب سے بڑی عظمت رکھتی ہیں! یا شیریں اور حیات بخش دریا جو کسی مخفی نعلیہ کے نقشے کے مطابق زمین کے اندر گاہ مستقیم اور گاہ پرپیچ و خم راہ پیدا کرتے رہتے ہیں یہ خوفناک و قہار سمندر جس کی بے کنار سطح مہیب کے نیچے طرح طرح کے دریائی حیوانات کی بے شمار اقلیمیں آباد ہیں! غور کیجئے کہ کیا سلطان اسلام کی حکومت سے باہر ہیں پہاڑوں کی چوٹیوں کے سر گو بلند ہیں مگر اطاعت کے اسلام شعارانہ سر جھکے ہوئے ہیں زمین کا جو گوشہ اور سمندر کا جو کنارہ ان کو دیدیا گیا ہے ممکن نہیں کہ ایک انچ بھی اس سے باہر قدم رکھ سکیں ان کے ارتقائے جسمانی کے لئے جو غیر محسوس رفتار نمو شریعت الٰہی نے مقرر کر دی ہے محال ہے کہ اس سے زیادہ آگے بڑھ سکیں انقلاب طبعیہ کا حکم الٰہی ان کو ریزہ ریزہ کر دے پھر وہ اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتے اسی طرح دریاؤں اور سمندروں کی طرف کان لگائیے کہ ان کی زبان حال اس حقیقت اسلامی کی کیسی عجیب شہادت دے رہی ہے؟ آپ نے سمندروں کے طوفان اور موجوں کی صورت میں دیکھا ہے کہ پانی کی سرکشیاں کیسی شدید ہوتی ہیں! لیکن اسی سرکش اور مغرور دیو پر جب حقیقت اسلامی کی اطاعت و انقیاد کا قانون نافذ ہوا تو اس عجز و تذلل کے ساتھ اس کا سر جھک گیا کہ ایک طرف میٹھے پانی کا دریا بہ رہا ہے اور دوسری طرف کھارے پانی کا بحر زخار ہے دونوں اس طرح ملے ہوئے ہیں کہ کوئی شے ان میں حائل نہیں مگر نہ تو دریا کی یہ مجال ہے کہ سمندر کی حد میں قدم رکھے اور نہ سمندر باایں ہمہ قوت و قہاری اس کی جرأت رکھتا ہے کہ اپنی سرکش موجوں سے اس پر حملہ کرے۔

مرج البحرین یلتقیان بینہما برزخ لا یبغیان۔ فبای آلاء ربکما تکذبان۔

اس نے کھاری اور میٹھے پانی کے دو سمندر کو جاری کیا کہ دونوں آپس میں ملے ہوئے ہیں مگر پھر بھی ایک دوسرے سے مل نہیں سکتے کیونکہ دونوں کے درمیان اس نے ایک حد فاصل مقرر کر دی ہے۔

دوسری جگہ فرمایا:-

وھو الذی مرج البحرین ھذا عذب فرات وھذا ملح اجاج وجعل بینہما برزخا وحجرا محجورا

اور وہی قادر مطلق ہے جس نے دو دریاؤں کو آپس میں ملایا ایک کا پانی شیریں و خوش ذائقہ اور ایک کا کھارا کڑوا اور پھر دونوں کے درمیان ایک ایسی حد فاصل اور روک رکھدی

کہ دونوں باوجود ملنے کے بالکل الگ رہتے ہیں!

اب ذرا نظر اوپر اٹھاؤ اور ملکوت السماوات کے ان اجرام عظیمہ کو دیکھو جن کے مرئیات مدہشہ سے یہ سطح نیلگوں ادراک انسانی کا سب سے بڑا منظر تحیر ہے یہ عظیم الشان قہرمان تجلی جو روزانہ ہمارے سروں پر چمکتا ہے جس کی فیضان بخشی حیات تمیز قریب و بعید سے ماورا ہے جس کا جذب و انجذاب کائنات عالم کے لئے مرکز قیام ہے جس کا سرچشمہ ضیاء و نور اجسام سماویہ کے لئے تنہا وسیلہ تنویر ہے اور جس کا قہر حرارت کسی تجلی گاہ حقیقی کا سب سے بڑا عکس و ظلال ہے غور کرو تو اپنے اندر حقیقت اسلامی کی کیسی موثر شہادت مبین رکھتا ہے وہ جس کی جبروت و عظمت کے آگے تمام کائنات عالم کا سر جھکا ہوا ہے کیسے مسلم شعارانہ انکسار کے ساتھ فاطر السماوات کے آگے سربسجود ہے کہ ایک لمحہ اور ایک عشر دقیقے کے لئے بھی اپنے اعمال و افعال کے مقرر کردہ حدود سے باہر قدم نہیں رکھ سکتا۔

تبارک الذی جعل فی السماء بروجا وجعل فیہا سراجا وقمرا منیرا۔

کیا مبارک ہے ذات مقدس اس کی جس نے آسمان میں (گردش سیارات کے) دائرے بنائے اور اس میں آفتاب کی مشعل روشن کر دی اور پر روشن و منور چاند بنایا۔

پھر اسی طرح اور تمام اجرام سماویہ کو دیکھو اور ان کے افعال و خواص کا مطالعہ کرو ان کے طلوع و غروب ایاب و ذہاب حرکت و رجعت جذب و انجذاب اثر و تاثر اور فعل و انفعال کے لئے جو قوانین رب السماوات نے مقرر کر دیئے ہیں کس طرح ان کی اطاعت و انقیاد کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں؟ یہی قوانین ہیں جن کو قرآن کریم "حدود اللہ" کے لفظ سے تعبیر کرتا ہے اور یہی دین قیم ہے جو تمام نظام کائنات کے لئے بمنزلہ مرکز قیام و حیات ہے عالم ارضی و سماوی کا کوئی مخلوق نہیں جو اس دین الٰہی کا پیرو نہ ہو اور آفتاب سے لیکر خاک کے ذرے تک کوئی نہیں جو اس کی اطاعت سے انکار کرے۔

الشمس والقمر بحسبان والنجم والشجر یسجدان والسماء رفعہا ووضع المیزان الا تطغوا فی المیزان۔

اسی کے حکم سے سورج اور چاند ایک حساب معین پر گردش میں ہیں اور تمام عالم نباتات کے سر اس کے آگے جھکے ہوئے ہیں اور اسی نے آسمان کو بلندی قرار دیا اور قانون الٰہی کا میزان بنایا تاکہ تم لوگ اندازہ کرنے میں حد عدل سے متجاوز نہ ہو۔

پس نظام شمسی میں جس قدر نظم و تدبیر ہے سب اسی "حقیقت اسلامی" کا ظہور ہے۔ حقیقت اسلامی کی اطاعت و انقیاد نے ہر مخلوق کو اپنے اپنے دائرہ عمل میں محدود کر دیا ہے اور ہر وجود سر جھکائے ہوئے اپنے اپنے فرض کے انجام دینے میں مشغول ہے اگر زمین اپنے محور پر حرکت کرتی ہوئی اپنے دائرہ کا چکر لگاتی ہے اگر آفتاب کی کشش اس کو ایک بال برابر بھی ادھر ادھر نہیں ہونے دیتی اگر ہر ستارہ اپنے اپنے دائرہ حرکت کے اندر ہی محدود ہے اگر تمام ستاروں کی باہمی جذب محیط ہمیشہ اس تسویہ و میزان کے ساتھ قائم رہتی ہے کہ عظیم الشان قوتوں کے یہ پہاڑ آپس میں نہیں ٹکراتے اگر ان کی حرکت و سیر کی مقدار اور اوقات مقررہ میں طلوع و غروب ایک ایسا ناممکن التبدیل قانون ہے جس میں کبھی کمی بیشی نہیں ہوتی۔ اور اگر

لا الشمس ینبغی لھا ان تدرک القمر ولا اللیل سابق النھار وکل فی فلک یسبحون۔

نہ تو آفتاب کے اختیار میں ہے کہ چاند کو جا لے اور نہ رات کے بس میں ہو کہ دن سے پہلے ظاہر ہو جائے اور تمام اجرام سماویہ اپنے اپنے دائروں کے اندر ہی پیر رہے ہیں۔

تو پھر اس کے کیا معنی ہیں؟ کیا یہ اعمال کائنات اس امر کی شہادت نہیں ہے کہ دنیا میں اصلی قوت صرف "اسلام" ہی کی ہے اور اس عالم کا ہر وجود صرف اسلئے زندہ ہے کہ وہ "مسلم" ہے اور حقیقت اسلامی اس پر طاری ہو چکی ہے ورنہ اگر ایک لمحہ کے لئے بھی اس حقیقت کی حکومت دنیا سے اٹھ جائے تو تمام نظام عالم درہم برہم ہو جائے۔

افغیر دین اللہ یبغون ولہ اسلم من فی السماوات والارض طوعا وکرھا والیہ ترجعون۔

کیا یہ دین الٰہی کو چھوڑ کر کسی اور کے آگے سر جھکانا چاہتے ہیں؛ حالانکہ آسمان و زمین میں کوئی نہیں جو اس دین الٰہی کا مسلم یعنے مطیع و منقاد نہ ہو۔

اور آسمان و زمین پر کیا موقوف ہے اگر خود اپنے اندر ہی دیکھئے تو جسم انسانی کا کونسا حصہ ہے جس پر حقیقت اسلامی طاری نہیں؟ خود آپ کو تو اس کے آگے جھکنے سے انکار ہے لیکن اس کی خبر نہیں کہ آپ کے اندر جو کچھ ہے اس کا ایک ایک ذرہ کس کے آگے سربسجود ہے دل کے لئے یہ شریعت مقرر کر دی گئی کہ اپنے قبض و بسط سے جسم کے تمام حصوں میں خون کی گردش جاری رکھے کہ اس کا اضطراب و التہاب ہی روح کے سکون حیات کا ذریعہ ہے نیز حرکت کی ایک مقدار مقرر کر دی اور خون کے دخل و خروج کے لئے ایک پیمانہ اعتدال بنا دیا پھر ذرا اپنے بائیں پہلو پر ہاتھ رکھکر دیکھئے کہ اس عجیب و غریب مضغۂ گوشت نے کس استغراق و محویت کے ساتھ حقیقت اسلامی کا سر جھکا دیا ہے کہ ایک لمحہ کے لئے بھی اس سے غافل نہیں اور اگر ایک چشم زدن کے لئے بھی سرکشی سر اٹھائے تو نظام حیات بدن کا کیا حال ہو۔ اسی طرح کارخانۂ جسم کے ایک ایک پرزے کے تشکیلی فرائض پر نظر ڈالئے اور دیکھئے کہ آپ کے اندر سر سے لیکر پاؤں تک جس قدر زندگی ہے اس حقیقت اسلام ہی کے نظام سے ہے آنکھوں کا ارتسام العکاس کانوں کی قوت سامعہ معدے کا فعل انہضام اور سب سے بڑھکر طلسم سرائے دماغ کے عجائب و غرائب سب اسی لئے کام دے رہے ہیں کہ "مسلم" ہیں اور حقیقت اسلامی کے اطاعت شعار آپ کے جسم کی رگوں کے اندر جو خون دوڑ رہا ہے کبھی آپ نے یہ بھی سوچا ہے کہ کس کے حکم کی سطوت و جبروت ہے جو اس کو لیل و نہار کی دوڑا رہی ہے۔

وفی انفسکم افلا تبصرون | اگر باہر کی طرف سے تمہاری آنکھیں بند ہیں تو کیا اپنے نفس کے اندر بھی نہیں دیکھتے۔

اور یہی اشارہ ہے جو اس آیت کریمہ میں کیا گیا ہے کہ:-

سنریھم اٰیاتنا فی الآفاق وفی انفسھم حتی یتبین لھم انہ الحق۔

ہم اپنی نشانیاں عالم کائنات کے مختلف اطراف و جوانب میں بھی دکھلائیں گے اور انسان کے نفس کے اندر بھی یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے گا کہ یہ دین برحق ہے۔

اور یہی حقیقت اسلامی کی وہ اطاعت شعاری ہے جس کو لسان آلہی نے عالم کائنات کی تسبیح و تقدس سے تعبیر کیا ہے کیونکہ فی الحقیقت اس عالم کا ہر وجود اپنے نشانے اسلام کی زبان حال سے اس سبوح و قدوس کی عبادت میں مشغول ہے۔

تسبح لہ السموات السبع والارض ومن فیھن وان من شیء الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم انہ کان غفورا حلیما۔

تمام آسمان اور تمام زمینیں اور جو کچھ ان کے اندر ہے سب اسی خدا کی تسبیح و تقدیس میں مشغول ہیں اور کائنات میں کوئی چیز نہیں جو زبان اطاعت سے اس کی حمد و ثنا اور تسبیح و تقدس نہ کرتی ہو مگر ان کی اس آواز کو نہیں سمجھتے اور اس پر غور نہیں کرتے۔

خلافت انسانی اور حقیقت اسلامی

اور یہی وہ عہد و میثاق عبودیت تھا جس کا اقرار صحبت ازل کے ہر جرعہ نوش جام بلی سے لیا گیا اور حقیقت اسلامی کی محویت ازلی نے سب کی زبان سے بے اختیارانہ اقرار انقیاد کرا لیا۔

واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظھورھم ذریتھم واشھدھم علی انفسھم الست بربکم قالوا بلی۔

اور وہ وقت یاد کرو جب تمہارے پروردگار نے بنی آدم سے اس کی ذریت کو بصورت تعین ازلی الگ کیا اور ان کے مقابلہ میں خود انہی کو شہادت دلا دی اس طرح کہ ان سے پوچھا کہ کیا میں تمہارا امر و حاکم اور رب الارباب نہیں ہوں؟ سب نے اطاعت کے سر جھکا دیئے کہ بیشک تو ہی مستحق عبادت ہے۔

اور اسی حقیقت اسلامی کے سر جھکانے کا نتیجہ وہ سربلندی ہے جو انسان کو تمام مخلوقات ارضیہ میں حاصل ہے اور جس کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کے صفات کاملہ الٰہیہ کا مظہر اور زمین پر اس کا خلیفہ قرار پایا اس نے جب اللہ کے آگے سر اطاعت جھکا دیا تو اللہ نے ان تمام مخلوقات ارضیہ کو جس کے سر اس کے آگے جھکے ہوئے تھے حکم دیا کہ اس جھکنے والے کے آگے بھی جھک جائیں کہ من تواضع للہ رفعہ اللہ

ولقد کرمنا بنی آدم وحملناھم فی البر والبحر ورزقناھم من الطیبات

اور ہم نے شرف و کرامت عطا فرمایا نسل انسانی کو اور تمام خشکی اور تری کی چیزوں کو حکم دیا کہ اس کے مطیع ہو جائیں اور اس کو اٹھا لیں اور اس کے لئے دنیا میں بہترین اشیا پیدا کر دیں۔

حقیقت اسلامیہ کا ضد حقیقی یا قوت شیطانی

کائنات کی ہر مخلوق نے اس کے حکم کی تعمیل کی کیونکہ ان کے سر تو اس کے آگے جھکے ہوئے تھے پر ایک شریر ہستی تھی جس نے غرور و تکبر کے ساتھ کفر کا سر اٹھایا اور انسان کی اطاعت سے انکار کر دیا۔

اذ قال ربک للملائکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس ابی واستکبر وکان من الکافرین۔

اور جب تمہارے پروردگار نے ملائکہ کو حکم دیا کہ نوع آدم کے آگے اطاعت کے سر جھکا دو تو سب جھک گئے مگر ابلیس تھا جس نے انکار کیا اور کبر و غرور کا سر اٹھایا اور وہ یقیناً کافروں میں سے تھا۔

یہی ایک شریر طاقت ہے جو تمام سرکشیوں اور ہر طرح کے ظلم و طغیان کا عالم میں مبدء ہے یہی وہ تاریکی کا اہرمن ہے جو یزدانی نور و ضیا کے مقابلہ میں اپنے تئیں

بیش کرتا ہے یہی وہ قہرمان ضلالت ہے جو انسان کے پاؤں میں اپنی اطاعت کی زنجیریں ڈال کر اس کو اسلامی اطاعت سے باز رکھتا ہے یہی وہ ابوالکفر ہے جس کی ذریت انسان کے اندر اور باہر دونوں میں پھیلی ہوئی ہے اور جو جب چاہتا ہے انسان کے مجرائے دم کے اندر پہنچکر اپنی ضلالت کے لئے راہ پیدا کر لیتا ہے اور یہی وہ اسلام کی حقیقت کا اصلی ضد اور اس کی قوت ہدایت کا قدیمی دور ہے جس نے اپنے کفر کے پہلے ہی دن کہدیا تھا کہ

قال ارءیتك هذا الذی کرمت علی لئن اخرتن الی یوم القیامة لاحتنکن ذریتہ الا قلیلا۔

شیطان نے آدم کی طرف حقارت کے ساتھ اشارہ کرکے کہا کہ یہی ہے جس کو تو نے مجھ پر فوقیت دی ہے لیکن اگر تو مجھکو روز قیامت تک مہلت دے تو میں اپنی قوت ضلالت سے اس کی تمام نسل کو تباہ کر دوں البتہ وہ تھوڑے سے لوگ جن پر میرا جادو نہ چلیگا میری حکومت سے باہر رہ جائینگے۔

لیکن خدا تعالے نے یہ کہکر جھڑک دیا کہ :-

اذهب فمن تبعك منهم فان جهنم جزاءکم جزاء موفورا واستفزز من استطعت منهم بصوتك واجلب علیهم بخیلك ورجلك وشارکهم فی الاموال والاولاد وعدهم وما یعدهم الشیطان الا غرورا۔

جا دور ہو۔ جو شخص نسل آدم میں سے تیری متابعت کرے گا اس کے لئے اور تیرے لئے عذاب جہنم کی پوری پوری سزا ہوگی ان میں سے جن جن کو تو اپنی پر فریب صداؤں سے بہکا سکتا ہے بہکا لے ان پر اپنی فوج کے سواروں اور پیادوں سے چڑھائی کر دے ان کی مال و دولت اور اولاد و فرزند میں شریک ہو کر اپنا ایک حصہ لگا لے اور ان سے جتنے جھوٹے وعدے کر سکتا ہے کر لے شیطان کے وعدے محض دھوکے اور فریب سے زیادہ نہیں ہیں"

پھر یہی ہے جس کو خواہ تم اپنے سے خارج دیکھو یا خود اپنے اندر تلاش کرو اس کے حکم ضلالت کے احکام دونوں جگہ جاری ہیں وہ کبھی تمہاری رگوں کے اندر کے خون میں اپنی ذریات کو آمادہ کرتا ہے تاکہ تم پر اندر سے حملہ کرے کبھی باہر سے اگر تمہارے دماغ و حواس پر قابض ہو جاتا ہے تاکہ تم کو اپنے آگے جھکا کر خدا کے آگے جھکنے سے باز رکھے وہ کبھی تمہارے مال و متاع میں کبھی محبت اہل و عیال میں اور کبھی عام محبوبات و مرغوبات دنیویہ میں شریک ہو جاتا ہے اور اس طرح تمہاری ہر شے خدا کی جگہ اس کے لئے ہو جاتی ہے تم چلتے ہو تو اس کے لئے کہاتے ہو تو اس کے لئے اور بیٹھتے ہو تو اس کے لئے حالانکہ حقیقت اسلامی چاہتی ہے کہ تم جو کچھ کرو خدا کے لئے کرو۔

ہر تاریکی جو روشنی کو چھپانا چاہتی ہے۔ ہر سیاہی جو سفیدی کے مقابلہ میں ہے ہر تمرد و سرکشی جو اطاعت آلہی کی ضد ہے اور ہر وہ شے جو حقیقت اسلامی سے خالی ہے یقین کرو کہ شیطان ہے اور دنیا کی ہر لذت اور ہر راحت جس کا انہماک اس درجہ تک پہنچ جائے کہ وہ حقیقت اسلامی کے انقیاد پر غالب آجائے شیطان کی ذریت میں داخل ہیں اس کے وجود کی نسبت کیوں سوچتے ہو کہ وہ کیا ہے اور کہاں ہے اس کو دیکھو کہ وہ تمہارے ساتھ کیا کر رہا ہے مسیح نے کہا کہ ایک نوکر دو آقاؤں کو خوش نہیں کر سکتا اور قرآن کریم کہتا ہے کہ

ماجعل الله لرجل من قلبین فی جوفه۔

اللہ نے کسی انسان کے پہلو میں دو دل نہیں رکھے ہیں بلکہ دل ایک ہی ہے۔

پس ایک دل کے سر ہی وہ جو کہ دو پر نہیں جھک سکتے۔ اور دنیا میں دل ہی ایک ایسا جوہر ہے کہ جس کی تقسیم نہیں ہو سکتی یا وہ قوت شیطانی کا مطیع و منقاد ہوگا یا قوت رحمانی کا یا وہ شیطان کا عبادت گذار ہوگی یا خدائے رحمان کا اور عبادت و پرستش سے مقصود یہی نہیں ہے کہ پتھر کا ایک بت تراش کر اس کے آگے سر بسجود رہو یہ تو وہ ادنی شرک ہے جس سے قریش مکہ کا خیال بھی بلند تھا۔ بلکہ ہر وہ انقیاد ہر وہ محنت و شدید انہماک اور ہر وہ استغراق و استیلا جو حقیقت اسلامی کے انقیاد اور محبت آلہی پر غالب آجائے اور تم کو اس طرح اپنی طرف کھینچ لے کہ جس کی طرف تمھیں کھینچنا تھا اس کی طرف سے گردن موڑ لو۔ درحقیقت وہی تمہاری پرستش و عبادت کا بت ہے اور تم اس کے بت پرست اور اصلی حقیقی شرک کے مشرک یہی سبب ہے کہ حقیقت شناسان توحید نے فرمایا من شغلك عن الله فهو صنمك ومن الهاك فهو مولاك (جس چیز نے تم کو اللہ سے الگ کر کے اپنی طرف متوجہ کر لیا وہی تمہارے لئے بت ہے اور تم اس کے پوجنے والے ہو) خواہ وہ جنت کی ہوس ہو اور حور و قصور کا شوق ہی کیوں نہ ہو رابعہ بصریہ سے جب پوچھا۔ ما الشرك ؟ شرک کی حقیقت کیا ہے تو اس نے کہا کہ "طلب الجنة والاعراض عن ربها" جنت کی طلب کرنا اور مالک جنت کی طرف سے غافل ہو جانا یہی سبب ہے کہ قرآن کریم نے ہوائے نفس کو معبود آلہ کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔

افرایت من اتخذ الٰهه هواه

یعنی "آیا تم اس گمراہ کو نہیں دیکھتے جس نے اپنی ہوائے نفس کو معبود بنایا ہے"

اور کس قدر میرے مطلب کو واضح کر دیتی ہے سورہ یاسین کی وہ آیت جب کہ فرمایا کہ

الم اعهد الیکم یا بنی آدم ان لا تعبدوا الشیطان انه لکم عدو مبین وان اعبدونی هذا صراط مستقیم۔

کیا ہم نے تم سے اے اولاد آدم! اس کا عہد نہیں لیا تھا کہ شیطان کی پوجا سے باز رہو کیونکہ وہ تمہارا ایک کھلا دشمن ہے اور صرف ہماری ہی عبادت کرو کہ یہی ہدایت کی حقیقی راہ ہے۔

یہاں شیطان کی اطاعت کو بندگی اور عبادت کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اور عبادت آلہی کے اس عہد و میثاق کو یاد دلایا ہے جو "الست بربکم" کے سوال کے جواب میں تمام بنی آدم سے لیا جا چکا ہے پس حقیقت اسلامی یہ چاہتی ہے کہ انسان قوت شیطانی سے باغی ہو کر صرف خدا تعالے کا ہو جائے اور اس کے آگے سر انقیاد جھکا کر اپنے میثاق بلی کی تجدید کرے تاکہ وہ اللہ کا بندہ ہو اور اللہ کا بندہ وہی ہے جو شیطان کا نہیں۔

ان عبادی لیس لك علیهم سلطان وکفی بربك وکیلا

خدا تعالے نے شیطان سے کہا کہ جو میرے بندے ہیں ان پر تیری حکومت نہیں چلنے کی اور خدا اپنے بندوں کی کارسازی کے لئے بس کرتا ہے"

یہاں ان بندگان مخلصین کو جو شیطان کے اثر و استیلا سے محفوظ ہوں خدا نے اپنی طرف نسبت دی کہ "ان عبادی" جو لوگ میرے بندے ہیں حالانکہ کون

ہے جو اس کا بندہ نہیں ہے مگر مقصود یہ تھا کہ میرے بندے تو وہی ہیں جو صرف میرے لئے ہیں لیکن جنہوں نے میرے آگے جھک کر پھر اپنے کو دوسری چوکھٹ پر بھی جھکا دیا ہے تو درحقیقت انہوں نے بندگی کا رشتہ کاٹ دیا گو وہ میرے تھے لیکن اب میرے باقی نہیں رہے کیونکہ انہوں نے توحید محبت کو شرکت غیر سے محفوظ نہیں رکھا۔ افسوس کہ یہ موقع اس کی تشریح و تفصیل کا مقتضی نہیں اور مطلب اصلی منتظر رجوع۔

رجوع الی المقصود

پس لفظ اسلام کے معنے ہیں کسی چیز کے حوالہ کر دینے اور گردن رکھ دینے کے اور یہی حقیقت دین اسلام کی ہے کہ انسان اس رب الارباب کے آگے اپنی گردن رکھ دے اور اس انقطاع اور انقیاد حقیقی کے ساتھ گویا اس نے اپنی گردن اس کے سپرد کر دی اور کوئی حق ملکیت اور مطالبہ اس کا باقی نہیں رہا اب وہ اپنی کسی شئے کا خواہ وہ اس کے اندر ہو یا باہر مالک نہیں رہا بلکہ ہر شئے اسی قوت الہیہ کی ہو گئی جس کا نام "اسلام" ہے۔

مہالک و خطرات حیات

انسان کے اندر اور انسان کے باہر سینکڑوں مطالبات ہیں جو اس کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں اس کے اندر سب سے بڑے منظر ابلیس یعنی نفس کی قوت قاہرہ کا دست طلب بڑھا ہوا ہے اور وہ ہر دم اور ہر لحظہ اس کی ہر شئے کو اس سے مانگ رہا ہے تاکہ اس کو خدا کی جگہ اپنا بنا لے باہر دیکھتا ہے تو عجائبات دنیوی اور مہالک حیات کے دام قدم قدم پر بچھے ہوئے ہیں اور جس طرف جاتا ہے اس سے اس کا قلب و دماغ مانگا جاتا ہے تاکہ اُسے خدا سے چھین لیں جذبات اور خواہشوں کے بے اعتدالانہ اقدامات کی فوجوں نے اس کے دماغ کا محاصرہ کر لیا ہے اور آزمائشوں اور امتحانوں کی کثرت سے اس کا ضمیر اور دل ایک دائمی شکست سے مجبور ہے اہل و عیال عزت و جاہ مال و دولت "قناطیر مقنطرہ" اور تمام وہ چیزیں جن کو قرآن زینت حیات دنیا سے تعبیر کرتا ہے اس کے کمزور دل کے لئے اپنے اندر ایک ایسی پرستش سوال رکھتی ہے جس کو رد کرنا اس کے لئے سب سے بڑی آزمائش ہو جاتی ہے۔

زین للناس حب الشھوات من النساء والبنین والقناطیر المقنطرۃ من الذھب والفضۃ والخیل المسومۃ والانعام والحرث	انسان کی حالت اس طرح واقع ہوئی ہے کہ اس کے لئے دنیا کی مرغوب چیزیں مثلاً اہل و عیال سونے چاندی کے ڈھیر، گھوڑے، مویشی اور کشت کاری میں بڑی دلبستگی ہے۔

پس انقیاد اسلامی کے معنے یہ ہیں کہ انسان اپنی جنس دل و جان کے بہت سے خریدار نہ بنائے بلکہ ایک ہی خریدار سے معاملہ کرے نہ ان تمام مانگنے والوں سے جن کے ہاتھ اس کی طرف بڑھے ہوئے ہیں اپنے تئیں بچائے اور اس ایک ہاتھ کو دیکھے جو باوجود اسکی طرح طرح کی بے وفائیوں کے پھر بھی نگاہ محبت کے ساتھ اس کی طرف بڑھا ہوا ہے اور گو اس نے اپنے متاع دل و جان کو کتنا ہی ناقص اور خراب کر دیا ہو لیکن پھر بھی بہتر سے بہتر قیمت دیکر خریدنے کے لئے موجود ہے اور صدائے محبت میں تقرب الی شبرا تقربت الیہ ذراعا کا نعرہ۔ آن دم لحظہ عشق نواز قلب شناسا ہے جو خواہ کتنی ہی پیمان شکنیاں کرے لیکن وہ اپنا عہد محبت آخر تک نہیں توڑتا کہ یا ابن آدم لو ذنبک عنان السماء ثم استغفرنی لغفرت لک اور جس کی وفائے محبت کا یہ حال ہے

کہ خواہ تم تمام عمر اُس سے اپنے سے کتنا ہی روٹھا ہوا رکھو لیکن اگر انابت و اضطرار کا ایک آنسو بھی سفارش کے لئے ساتھ لیا ہے تو وہ پھر بھی منانے کے لئے طیار ہے اور جس کے دروازے سے خواہ کتنا ہی بھاگو لیکن پھر بھی اگر شوق کا ایک قدم بڑھاؤ تو وہ دو قدم بڑھ کر تمھیں لینے کے لئے منتظر ہے ؎

عاشقاں ہر چند مشتاق جمال دلبراند   دلبراں بر عاشقاں از عاشقاں عاشق تراند

جس کا دروازۂ قبولیت کبھی بند نہیں اور جس کے یہاں مایوسی سے بڑھکر اور کوئی جرم نہیں۔

قل یاعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم۔	اے میرے بندو کہ گناہوں میں ڈوبکر تم اپنے نفس پر سخت زیادتیاں کی ہیں خواہ تم کیسے ہی غرق معصیت ہو مگر پھر بھی اس محبت فرما کی رحمت سے نا امید نہو۔ یقیناً وہ تمہارے

تمام گناہوں کو معاف کر دیگا بیشک وہی درگذر کرنے والا ہے اور اس کی بخشش حد عام ہے ؎

باگناہگاران بگوید تا نمیند از در دل   من وفائے دوست را در بے وفائی یافتم

اب اس قدر تو طبیہ و تمہید کے بعد قرآن کریم کی طرف رجوع کر کے دیکھو کہ وہ اسی حقیقت اسلامی کو بار بار دہراتا ہے یا نہیں اول تو خود لفظ اسلام ہی اس حقیقت کے وضوح کے لئے کافی ہے اور اگر کافی نہو تو جس قدر کہہ چکا ہوں اس سے زیادہ کہنے کے لئے ابھی باقی ہے۔ قرآن کریم میں جہاں کہیں اسلام کا لفظ آیا ہے غور کیجئے تو اس حقیقت کے سوا اور کوئی معنی ثابت نہ ہوں گے ومن یسلم وجھہ الی اللہ وھو محسن فقد استمسک بالعروۃ الوثقی اور جس کسی نے اپنا منہ اللہ کی طرف جھکا دیا یا اپنی گردن اللہ کے حوالے کر دی اور اعمال حسنہ انجام دیئے تو بس دین الہی کی مضبوط رسی اس کے ہاتھ آگئی"

ایک دوسری جگہ فرمایا ومن احسن دینا ممن اسلم وجھہ للہ وھو محسن اور اس شخص سے بہتر کس کا دین ہو سکتا ہے جس نے اللہ کے لئے اپنا سر جھکایا اور اعمال حسنہ انجام دیئے۔

سورہ آل عمران کی ایک آیت میں جو اسلام کی حقیقت کی تفصیل و تشریح کیلئے ایک جامع ترین آیت ہے اسلام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ان الدین عند اللہ الاسلام دین اللہ کے یہاں صرف ایک ہی ہے اور وہ اسلام ہے۔ پھر اس کے بعد کہا فان حاجوک فقل اسلمت وجھی للہ ومن اتبعن وقل للذین اوتوا الکتاب والامیین ء اسلمتم فان اسلموا فقد اھتدوا وان تولوا فانما علیک البلاغ واللہ بصیر بالعباد۔ اور اگر منکرین اس بارہ میں تم سے حجت کریں تو کہدو کہ میں نے اور میرے پیروؤں نے تو صرف اللہ ہی کے آگے اپنا سر جھکا دیا ہے اور یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب سے پوچھو کہ تم بھی اس کے آگے جھکے یا نہیں؟ سو اگر وہ جھک گئے (یعنی مسلم ہو گئے) تو بس انہیں نے ہدایت پالی اور اگر انہوں نے گردنیں موڑ لیں تو وہ جانیں اور ان کا کام۔ تمہارا فرض تو حکم الہی پہنچا دینا تھا اور اللہ اپنے بندوں کو ہر حال میں دیکھ رہا ہے۔ اسی طرح دوسری جگہ تعلیم فرمایا کہ کہو امرت ان اسلم لرب العلمین اور مجھکو حکم دیا گیا ہے کہ ہر طرف سے منہ پھیر کر اس کے آگے جھک جاؤں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

اسلام کے مقابل "ولی" اور "تولی"

یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں ہر جگہ اسلام کے ساتھ منکرین اسلام کیلئے تولی اور اعراض کا لفظ استعمال کیا گیا ہے و اذا تتلی علیہ آیاتنا ولی مستکبرا کان لم یسمعھا اور جب ان میں سے کسی منکر کو قرآن کی آیتیں سنائی جاتی ہیں تو بسبب غرور سے اکڑتا ہوا گردن پھیر کر چلدیتا ہے" چونکہ اسلام کی حقیقت اللہ کے آگے سر جھکا دینا اور اپنی گردن سپرد کر دینا ہے اس لئے اس سے انکار کو ہر جگہ تولی اور اعراض تعبیر کیا گیا ہے۔ اسی طرح بہت سی آیات ہیں ف ۲۱۱ ہے محمد ولاء کہے آمین۔

اتمام نعمت

(حضرت مولانا حبیب الرحمٰن خان شروانی)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد فقال اللہ تعالیٰ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ آج کے روز میں نے کامل کر دیا تمہارے لئے تمہارے دین کو اور تمام کر دیا تم پر اپنی نعمت کو اور پسند کر لیا تمہارے لئے اسلام کو دین۔

سورۂ مائدہ کی یہ آیت سب سے آخری وحی ہے جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی گئی۔

سارے محدثین نے بالاتفاق لکھا ہے کہ اس کے بعد کوئی وحی نازل نہیں ہوئی اگرچہ آپ اکانوے دن تک پردۂ عالم پر موجود رہے اور نویں ربیع الاول کو انتقال فرمایا لیکن یہ سب سے آخری پیام تھا جس کے بعد وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔

اس آیت کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے تین باتوں کی اطلاع دی ہے دین کی تکمیل، نعمت کا اتمام، اسلام کے دین سے پسندیدگی۔

اس آیت کو جب ایک یہودی نے سنا تو حضرت عمرؓ سے کہا کہ اگر یہ نعمت ہم پر نازل کی جاتی تو ہم اس روز کو روز عید مناتے یہ یہودی کی ذہنیت تھی کہ وہ اسی حد تک قانع رہا کہ ایسی خوشخبری لانے والے دن کو بروز عید منایا جائے حضرت عمر نے جواب دیا کہ اے شخص اس روز ہماری دو عیدیں تھیں یں اس روز اس وقت اس مقام کو جانتا ہوں جو وحی نازل ہوئی ہے ہجرت کے دسویں سال عرفہ کا دن تھا نویں ذی الحجۃ الحرام عرفات کا میدان تھا جہاں حجۃ الوداع کے سلسلہ میں قبائل عرب جمع تھے جمعہ کا روز تھا نماز عصر کے بعد یہ آخری وحی نازل ہوئی۔

تاریخ اسلام کے جاننے والوں کو معلوم ہے کہ ہجرت کے بعد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک ہی حج فرمایا اس کے قبل پہلے حج کی نیت سے آپکا مدینہ شریف سے نکلنا کفار کی مزاحمت کرنا پھر صلح حدیبیہ کا ہو جانا سب کو معلوم ہے ہجرت کے دسویں برس آپ نے سارے قبائل عرب میں منادی کرا دی کہ اگلے سال حج ہوگا قبائل کو جب یہ خوشخبری پہنچی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس حج کے لئے تشریف لا رہے ہیں تو اقطاع عرب کے لوگ خانہ کعبہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سال کے حج میں قبائل کا زیادہ سے زیادہ اجتماع عمل میں آیا نویں ذی الحجہ کو عرفات کے میدان میں جب آپ خطبہ دینے لگے آپ ایک اونٹنی پر سوار تھے جس کا نام عقبہ تھا اس وقت آپ کے گرد و پیش ایک لاکھ موحد پھیلے ہوئے تھے جس طرف نظر جاتی تھی آدمیوں ہی آدمیوں کا سمندر معلوم ہوتا تھا یہ سارے موحد وہ تھے جو شرک سے قطعاً پاک تھے یہ وہی میدان تھا جس میں سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے توحید کی آواز بلند کی تھی خدا کے بھیجے ہوئے سارے پیغمبروں میں خواہ وہ اولوالعزم ہوں یا غیر اولو العزم حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس شان کے ساتھ توحید کو بلند کیا ہے کسی نے نہیں کیا یہ وہی میدان تھا جس میں اول آپ کے دادا نے توحید پھیلانے کے لئے حکم الٰہی کی ایسی تعمیل فرمائی تھی جو دہر سے نہیں کرائی گئی۔ آپ کو حکم دیا گیا اسلم گردن جھکا دو فرمانبرداری کرو آپ نے جواب دیا اسلمت لرب العالمین میں نے رب العالمین کے روبرو گردن جھکا دی اس کا فرمانبردار ہو گیا۔ آپ کو حکم دیا گیا ہماری خوشنودی کے لئے بیٹے کو کاٹ ڈالو تو آپ نے بیٹے کو کاٹ ڈالا۔ آپ نے خواب میں دیکھا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کر رہے ہیں آپ نے حضرت اسمٰعیل سے ذکر کیا کہ میں نے اس قسم کا خواب دیکھا ہے حضرت اسمٰعیل نے کیا جواب دیا افعل ما تؤمر جو کچھ نہیں حکم دیا گیا ہے اس کی تعمیل کر ڈالئے اباجان مجھے ان شاء اللہ صابر پاؤ گے صابر کے کیا معنی ہیں ثابت قدم لوگ لفظ صبر کا ترجمہ صبر کرتے ہیں۔ صبر کے یہ معنے نہیں ہیں جو لوگ سمجھتے ہیں صبر کے معنی ہیں ثابت قدمی اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون جب ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ ثابت قدم رہتے ہیں ان کے قدم ڈگمگاتے نہیں ہیں وہ مصیبت سہہ کر یہ کہتے ہیں کہ ہم تو اللہ ہی کے لئے ہیں اور ہم تو اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جب صابر اور ثابت قدم ثابت ہوئے تو اس مقام کو جہاں آپ کی قربانی دیگئی تھی سجدہ گاہ خلائق بنا دیا گیا اور جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے توحید کے بلند کرنے میں اپنی قوت و ثابت قدمی دکھائی تو قیامت تک ان کا دین حنیف دنیا کے لئے پسند کیا گیا۔

جب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے گرد و پیش ایک لاکھ سے زیادہ موحدین کا مجمع دیکھا جو شرک سے پاک تھا اس مجمع میں ایک بھی مشرک نہ تھا تو آپ کے قلب مبارک میں کیفیت حمد باری تعالیٰ پیدا ہوئی ایک دن وہ تھا کہ سارا عرب کفر و شرک کی نجاست میں ڈوبا ہوا تھا قریش جو اپنے آپ کو سارے قبائل سے ممتاز سمجھتے تھے ان کی عبادت کا طرز ہی عجیب تھا سارے قبائل ننگے ہو کر خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے قریش برہنہ ہو جاتے تھے ان کو اپنی اس عریانی پر فخر تھا آج ہم مسلمان عریانی اختیار کرتے جا رہے ہیں۔ دوسری گمراہ قوموں کی تقلید میں مسلمانوں کو جہاں اپنی ساری خصوصیات سے نفرت ہو چلی ہے اپنے مذہب سے نفرت اپنے علوم سے نفرت اپنی ذات سے نفرت وہیں اپنے لباس سے بھی نفرت ہے ان کی عریانی کا تماشہ ہم دیکھ رہے ہیں قریش بھی زمانہ جاہلیت میں عریانی پسند تھے ان کی عبادت عریانی کی حالت میں ہوتی تھی سارے قبائل ایک جگہ ٹھہرتے تھے ان سے الگ دوسری جگہ ٹھہرتے اور برہنہ ہو کر طواف کرتے تھے اس ذہنیت سے سارے عرب کو خلاصی مل چکی تھی اور شرک کی نجاست سے قبائل آزاد ہو چکے تھے اس کیفیت کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشاہدہ فرمایا تو آپ کے قلب پر حمد باری تعالیٰ جاری ہوئی اور آپ خطبہ دینے لگے اسی وقت یہ آخری وحی آپ پر نازل فرمائی گئی۔

جو لوگ آپ کے گرد و پیش جمع تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ نزول وحی کا بوجھ آپ پر اتنا زیادہ پڑا کہ آپ کی اونٹنی اس کی تاب نہ لا سکی لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں معلوم ہوتا تھا کہ وحی کے بوجھ سے اونٹنی کے پاؤں ٹوٹ جائیں گے بالآخر اونٹنی بیٹھ گئی بعد آپ نے وحی کا اعلان فرما دیا کہ آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا امام رازی فرماتے ہیں کہ خدا نے نوازنے لے اکملت کی نسبت اپنی جانب فرمائی

اس کو واضح کر دیا کہ فعل کی تکمیل خود اس کی ذات سے ہوئی ہے یہ نہیں فرمایا کہ دین کامل کیا گیا۔ یہ فرمایا کہ میں نے دین کو کامل کر دیا اور پھر الحمد کے ذکر نے سے یہ بتا دینا مقصود ہے کہ وہ خاص تمہارے لئے ہے یعنی تمہارے عمل کرنے اور گردن جھکا دینے کے لئے ہے نعمت کی دینا ہمارا کام ہے تم عمل کئے جاؤ اس کا حساب کتاب نہ رکھو ہم نعمت دینے والے ہیں جن لوگوں نے اس حکم پر سر جھکایا ان کو نعمت دیگی جن لوگوں نے سر نہ جھکایا وہ گھاٹے میں رہے۔

جب یہ آخری وحی نازل ہو چکی تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ایک لاکھ موحدین کے مجمع کو خطاب کر کے خطبہ دیا یہ خطبہ آج تک محفوظ چلا آرہا ہے اور مسلمانوں کو جائز فخر ہے کہ انہوں نے اپنے ہادی برحق کے ایک ایک نقطہ ایک ایک لفظ ایک ایک حرکت کو اس طرح منضبط کر لیا ہے کہ قیامت تک وہ سب محفوظ ہے اس وقت تک دنیا جس تاریکی میں تھی اس کا اختصار یہ ہے کہ عرب اپنے مقابلہ میں ساری دنیا کو بے عزت سمجھتے تھے اور عجمی اپنے مقابل کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے دنیا میں ایک قوم ایسی تھی جو محض غلامی کے لئے مختص کی گئی تھی گویا اس کی پیشانی پر غلامی لکھا ہوا تھا اس کی ذہنیت ہی یہ تھی کہ وہ غلامی کے لئے پیدا کی گئی تھی اور غلامی کے سوا اس کی قسمت میں کچھ نہیں ہو یہ حبشیوں کی قوم تھی جو آجکل کی تہذیب و شائستگی کے عالم میں بھی غلامی کے لئے موجود رکھی گئی ہو امریکہ میں ان حبشیوں کے ساتھ جو سلوک کیا جاتا ہے اسے اخبارات وقتاً فوقتاً شائع کرتے رہتے ہیں۔

غلامی کے سوا دنیا میں عورت کی کیا حیثیت تھی اس کو کوئی مرتبہ نصیب تھی اس پر ظلم توڑے جاتے تھے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجۃ الوداع کے خطبہ میں انہی مسائل کو ارشاد فرمایا ہے پہلا اپنے متبعین سے فرمایا کہ لوگو جو کچھ میں کہتا ہوں غور سے سن لو ممکن ہے کہ تم دوسرے حج تک مجھے اپنے درمیان نہ دیکھ سکو آپ کے خطبہ کے الفاظ یہ ہیں:—

لا فخر للعربی علی العجمی ولا للعجمی علی العربی کوئی فخر عربی کو عجمی پر نہیں ہے اور کوئی فخر عجمی کو عربی پر نہیں کلکم من آدم وآدم من تراب تم سب کے سب آدم سے پیدا ہوئے ہو اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے ہیں ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم تم میں سے صاحب بزرگی وہ ہے جو صاحب تقویٰ ہو۔

صرف تقویٰ وجہ فضیلت قرار دیا گیا ہے باقی جو کچھ ہے وہ مساوات ہے نسلی اور قومی امتیازات توڑ دیئے گئے سارے انسان ایک دوسرے کے ساتھ برابری اور مساوات کے درجہ میں رکھ دئے گئے جو اونچے تھے انہیں پست کر دیا گیا اور جو پست تھے انہیں بلند کر دیا گیا تھا لا فخر للعربی علی العجمی کسی قسم کا کوئی فخر عربی کو عجمی پر نہیں ہے عربی جاننے والے جانتے ہیں کہ نفی جب نکرہ پر آتی ہے تو اس کے معنے بالکل فنا کر کے رکھ دیتی ہے اسی طرح کی نفی یہاں بھی وارد ہوئی ہے کہ جس سے ہر قسم کی برائی اور برتری کو مٹانا مقصود ہے۔

مساوات انسانی قائم فرمانے کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلاموں کو کیا مرتبہ عطا فرمائی ان کو یہ بات ارشاد ہے اطعموھم مما تطعمون و البسوھم مما تلبسون غلاموں کو وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو غلاموں کو وہی پہناؤ جو تم خود پہنتے ہو ان کے ساتھ برابری کا برتاؤ کرو یہ وہ غلامی ہے

جو محمد رسول اللہ کے صدقہ میں غلاموں کو نصیب ہوئی ہے۔

اسلامی غلامی کی مرتبت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ علمائے کبار نے غلاموں کے فضائل میں کتابوں کی کتابیں لکھی ہیں ان کے حالات جمع کئے ہیں۔ فرماتے ہیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں عرب کا پیشرو ہوں، بلال حبشیوں کے پیشرو ہیں، صہیب رومیوں کے پیشرو ہیں۔ پیشرو ہونے میں غلاموں کے ساتھ دو نو جہان کے آقا کی مساوات ہے، بلال اور صہیب بھی پیشروی میں برابر ہیں۔ یہ ہیں غلاموں کے مدارج۔

غلاموں کی عزت کا اندازہ اس واقعہ سے کیا جا سکتا ہے کہ حضرت بلال جو ایک حبشی غلام تھے ایک دوسرے حبشی غلام کے ساتھ باتیں کر رہے تھے۔ ابو سفیان مشہور سردار قریش اس وقت حالت کفر میں تھے وہ سامنے سے گذرنے لگے اور جس طرح زمانہ جاہلیت میں لوگ اکڑتے بل کھاتے ہوئے چلتے تھے ابو سفیان بھی بل کھاتے ہوئے جا رہے تھے ان کو اس طرح اکڑ کر چلتے ہوئے دیکھکر حضرت بلال نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اسلام کی تلوار نے ابھی اس کا بل نہیں نکالا اس کی گردن نہیں سیدھی کی ہے یہ الفاظ حضرت ابوبکر کے کان میں پڑ جاتے ہیں حضرت ابوبکر حضرت بلال کے دلی نعمت ہیں ان کو خریدکر آزاد کیا ہے مگر ایک سردار قریش کی نسبت حضرت بلال کی زبان سے یہ الفاظ سنکر فرماتے ہیں علاوہ ایک سردار قریش کی نسبت یہ الفاظ یہ کہکر آگے بڑھ جاتے ہیں تھوڑی دور نہیں جاتے ہیں کہ اپنی اس حرکت پر ابوبکر کو تنبیہ ہوتا ہے سیدھے رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں سارا ماجرا بیان فرماتے ہیں یہ سنکر محمد رسول اللہ فرماتے ہیں اے ابوبکر تم نے بلال کا دل تو نہیں دکھایا؟ یہ سنتے ہی حضرت ابوبکر پچھلے پاؤں لوٹتے ہیں فی الفور حضرت بلال کے پاس گئے ہیں ان سے پوچھتے ہیں کہ میری اس بات سے تمہارا دل تو نہیں دکھا حضرت بلال یقین دلاتے ہیں کہ حضرت ابوبکر کی اس بات سے ان کا دل نہیں دکھا آپ پھر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوتے ہیں حضرت بلال کا جواب عرض کرتے ہیں حضرت رسول اللہ فرماتے ہیں اے ابوبکر اب تمہیں نجات ملی اس سے غلاموں کی مرتبت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اسلام کی غلامی کی بدولت غلاموں کو کیسی عزت نصیب ہوئی جو آج شہنشاہوں کو بھی میسر نہیں ہے۔

عورتوں کی حالت پر غور کیجئے آج یورپ اور امریکہ میں عورتوں کی کیا حالت ہے اسلام سے پہلے عورتوں کی کیا حالت تھی وہ محض ظلم و ستم کے لئے تھیں ان کے کوئی حقوق نہیں تھے ان کا کوئی درجہ نہیں تھا اس غریب مخلوق کے لئے آگ تھی یہ آگ میں جلائے جانے کے قابل تصور کی گئی تھی ہندوستان میں اگر انگریزی قوانین و احکام نہ ہوں تو آج بھی یہ نظارے دیکھنے میں آئیں کہ غریب عورت زندہ جلا دی جائے ابھی ابھی دو سال ہوئے اخباروں میں آیا تھا کہ ایک جگہ ستی کے جلانے کا موقع اتفاق آیا تھا ہزاروں انسان ایک مظلوم عورت کو زندہ جلانے کے لئے جمع ہو گئے تھے۔

یہ تھی دنیا میں عورت کی مرتبت۔ عزت اسلام نے اسے کس نعمت پر پہنچا دیا اسلام نے صاف صاف کہہ دیا کہ مرد کے جو حقوق عورت کے مرد پر ہیں اس کو یہاں تک اہمیت دی گئی کہ ترکہ میں اس کا حصہ تسلیم کیا گیا۔

حجۃ الوداع کے اس خطبہ کو جس مجمع نے سنا اس میں کیسے کیسے لوگ تھے ان میں خلفائے راشدین تھے جنہوں نے ۲۴ سال کے اندر تیس سال کے اندر دنیا کی کایا پلٹ دی ان میں علماء تھے جنہوں نے اپنے علوم سے دنیا کو معمور کر دیا ان میں عبد اللہ ابن مسعود عبد اللہ بن عمر عبد اللہ ابن عباس جیسے مفسر و محدث تھے جیسے طاؤس، عکرمہ وغیرہ

جن کے فضائل میں کتابیں لکھی گئی ہیں یہ وہ لوگ تھے جو گردنیں جھکائے تھے جو کچھ ان کو حکم دیا جاتا تھا اسکی تعمیل کرتے تھے چون و چرا سے غرض نہ رکھتے تھے یہ لوگ آکلت لکم دینکم کے سننے والے تھے یہ لوگ دنیا میں پھیلنے والے تھے بر و بحر میں خشکی سمندر میں گھسنے والے تھے یہ لوگ پہاڑوں میں پہنچ گئے جنگلوں میں پھیل گئے دنیا کی کوئی قوت ان کی مزاحم نہ ہوسکی ان میں دنیا کی مدبر ترین ہستیاں تھیں ان میں بہترین بندوبست بھی تھے آپ تعجب کرینگے کہ یہ کیا کہہ رہا ہوں بھلا بندوبست کے کاروبار کو اس زمانے سے کیا تعلق مگر ایسا نہیں ہو آپ اتنا تو تسلیم کرینگے کہ حضرت عمرؓ نے عراق کو فتح کیا تھا پھر عراق سے خراج بھی لیا تھا ابھی ابھی چھپکر تاریخ بغداد آئی ہو اس میں تفصیل سے پڑھیئے خطیب بغدادی نے لکھا ہو کہ حضرت عمرؓ نے فتح عراق کے بعد عراق کا بندوبست کرایا عثمان بن حنیف ان صحابی بہترین بندوبست تھے جن کے زیر اہتمام سارے ملک عراق کی پیمائش لکھی گئی تاریخ میں لکھا ہو کہ عربوں نے زمین کی مختلف نوعیتوں کی درجہ بندی کی اور جس طرح کسی ریشمی کپڑے کی کانٹ چھانٹ کی جاتی ہو اسی طرح سارے عراق کی اراضی پر وہ پارہ پارہ کر گئے آجکل ٹاؤن پلاننگ کا لفظ بہت استعمال کیا جاتا ہو لیکن بصرہ کے آباد کرنے والے حضرت عمرؓ ٹاؤن پلاننگ کے ماہر تھے بصرہ کا سا بندرگاہ جس مقام پر بنایا گیا ہو اس کو آجتک کتنی اہمیت حاصل ہو آج اگر مسلمان اپنے قدیم علوم و فنون سے بے بہرہ ہیں اپنی تاریخ سے نابلد ہیں اپنی خصوصیات کو فراموش کر چکے ہیں تو وہ مسلمانوں کے کارناموں سے بھی انکار کر رہے ہیں لیکن اگر کوئی نامرد ساری دنیا کو اپنی طرح نامرد سمجھے اور کوئی پیراک نہ جاننے والا سمندر میں کودنے اور دریاؤں سے پار نکل جانے کی حقیقت کو تسلیم نہ کرے تو کیا فی الحقیقت مردمی اور پیراکی کا وجود نہ رہیگا تاریخ بھلا چکے ہیں غیروں کی ساری جھوٹی سچی باتیں صحیح سمجھتے ہیں لیکن جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں سنی تھیں ان کے کام ایسے ہی تھے جن پر آج دنیا کو حیرانی ہے وہ دین کے معنے سمجھتے تھے کہ جس کے اندر محض ماننا اور عمل کرنا ہو فلسفہ سے سمجھنا اور سائنس کی بحثیں کرنا نہیں ہو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے اصحاب ایمان پر جس درجہ اعتماد تھا اس کی مثال یہ ہو کہ ایک مرتبہ آپنے فرمایا گائیں بولیں لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ کیا گائیں بھی بولتی ہیں آپ نے فرمایا بیشک اس کی تصدیق ابوبکر کرتے ہیں اور عمر بھی کرتے ہیں حالانکہ اس وقت ابوبکر اور عمر موجود نہ تھے یہ تھی دین پر عمل کرنیکی طاقت اور رسول کے احکام کی اطاعت اس کی دوسری مثال وہ واقعہ ہے جو ایک صحابیہ کے ساتھ پیش آیا ایک مرتبہ آپ ایک صحابیہ کے یہاں تشریف لیگئے انہوں نے حضرت کی ضیافت فرمائی بکری ذبح کی آپ کو بکری کے اعضا میں سے بکری کے دست کا گوشت پسند تھا آپنے فرمائش کی کہ بکری کا دست پیش کرو صحابیہ نے ہانڈی سے ایک دست نکال کر پیش کیا آپ نے اسے تناول فرمالیا پھر دست کی فرمائش کی تو صحابیہ نے دوسرا دست نکال کر پیش کیا آپنے اسے بھی تناول فرمالیا پھر دست کی فرمائش کی صحابیہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم بکری کے دو ہی دست ہوتے ہیں وہ دونوں پیش کر چکی ہوں آپنے ارشاد فرمایا اگر تم نے یہ نہ کہا ہوتا تو تم جتنی مرتبہ چاہتیں دست ملتا جاتا اور تم پیش کرتی جاتیں۔

حسن مثنیٰ کے واقعہ پر غور کیجئے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کا زمانہ ہے اسلامی فوجیں عراق میں سرگرم کارزار ہیں وہاں مسلمانوں کی قوت زیادہ کمزور ہو رہی ہے حسن مثنیٰ یلغار کرتے ہوئے مدینہ پہنچتے ہیں یہاں خلیفہ بستر مرگ پر پڑے ہوئے ہیں آخری سانس چل رہے ہیں حسن مثنیٰ کو یہ حال معلوم ہوتا ہے تو حیران رہ جاتے ہیں کہ اب کیا کروں خلیفہ خود عالم نزع میں ہیں حضرت ابوبکرؓ کو خبر ہوتی ہے تو فرماتے ہیں ان کو بلاؤ حسن مثنیٰ بلائے جاتے ہیں ان سے لڑائی کا حال پوچھتے ہیں حسن مثنیٰ کہتے ہیں کہ اس وقت آپ تکلیف میں ہیں فرماتے ہیں کچھ تکلیف نہیں تکلیف کا کیا سبب ہو لڑائی کا حال بیان کرو فوج کی کمی کی خبر دیتے ہیں حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں جب ان سے کہتے ہیں کہ سنو یہ کیا کہتے ہیں حسن مثنیٰ حضرت سے حال بیان کرتے ہیں حضرت ابوبکر حضرت عمرؓ سے فرماتے ہیں کہ سنو جو کچھ میں کہتا ہوں اسکی تعمیل کرو اگر میں رات میں جاؤں تو صبح ہونے سے پہلے پہلے اور اگر اسی وقت مرجاؤں تو شام ہونے سے پہلے فوج بھیجنے کا انتظام کردو چنانچہ حضرت عمر اس حکم کی تعمیل میں حسن مثنیٰ کے ساتھ مزید فوج روانہ کردیتے ہیں یہ تھی مسلمانوں کی قوت عمل ان کو احکام دین کی تعمیل سے کوئی چیز روک نہ سکتی تھی صحابہؓ نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پر یہی کیا تھا جس کی وجہ سے آجتک ان پر اعتراض کیا جاتا ہے جب تک خلافت کا مسئلہ طے نہیں کرلیا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجہیز و تکفین نہیں کی گئی۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل کیا تھا آپکے فرزند حضرت ابراہیم جن کی عمر ڈیڑھ سال سے زیادہ نہ ہوئی دایہ کے یہاں ہیں بیمار ہوجاتے ہیں حضرت وہاں تشریف لیجاتے ہیں صاحبزادہ کو سانس چلنے لگتا ہے حالت نزع میں آپ ان کو اپنے ہاتھوں پر اٹھالیتے ہیں یہاں تک کہ ان کی روح پرواز کرجاتی ہے آپ فرماتے ہیں اے ابراہیم ہمارے دل کو حزن ہے مگر ہماری زبان یہی کہیگی کہ ہم قضائے الٰہی پر راضی ہیں حضرت کو اس عالم میں اشکبار دیکھ کر ایک صحابی پوچھتے ہیں یا رسول اللہ صلعم رونا کیسا آپ جواب دیتے ہیں یہ رحمت الٰہی ہے جو دل اس سے محروم ہیں ان کی قساوت کا کوئی علاج نہیں (غنیمت لکھ کالاسلام) دینا میں آخری لفظ دین کی نسبت بھی کچھ سن لیجئے۔

دین دراصل دین سے نکلا ہے دین کے معنے ہیں ادا کرنا خواہ کوئی چیز ہو اسے ادا کرنا دین کہلاتا ہے تو دین کے معنے یہ ہوئے کہ عمل کیا جائے عمل کرنے پر نعمت کا اتمام مشروط ہے اور اسی پر کلام الٰہی ختم ہوا ہے تمت کلمت ربك صدقا وعدلا تمہارے رب کا کلام اس پر تمام ہوا ہے کہ سچائی اور عدل اختیار کرو اعدلوا ھو اقرب للتقوی عدل کرو عدل ہی تقویٰ ہے حضرت عمرؓ کے روبرو جب ان کے بیٹے کی بدکاری پیش کی جاتی ہے تو حضرت عمر کیا کرتے ہیں عدل کرتے ہیں اپنے رو برو بیٹے کو کوڑے لگواتے ہیں یہانتک کہ وہ مرجاتے ہیں خطبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم تم میں صاحب کرامت وہی ہے جو صاحب تقویٰ ہو تقویٰ یہ ہے کہ عدل ہو صداقت ہو وہی صدق و عدل تھا کہ موحدین نے ایک شرک نے ذات الوہیت کو منزہ کہا انہوں نے کسی کو خدا کا بیٹا نہیں بنایا خدا کو کسی کا باپ نہیں بنایا نعرہ لگانے ہیں کہ احد سے احد بن گیا یہ شاعری ہے توحید نہیں ہو توحید یہی ہے جو حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ نے ظاہر کی کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ آجتک یہی آپ وہی کلمہ پڑھتے ہیں جو ابوبکرؓ و عمرؓ نے پڑھا تھا اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوئی ہے جب توحید اپنی خالصیت میں ظاہر ہوئی تو قوت الوہیت نے بھی اپنی نصرت ظاہر کردی فرمایا وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی تم نے نہیں پتھر مارا جب مارا بلکہ خدا نے پتھر مارا تم نے نہیں قتل کیا خدا نے قتل کیا ساری گفتگو کا خلاصہ یہی ہو کہ دین کو کامل کردیا پہلے زمانہ میں بھی دین تھا یہ نہیں کہ اگلی امتوں کو دین نہ دیا گیا ہو لیکن اس کی تکمیل اسلام نے کی اور جب وہ ادا کیا جائے تو اس کی جزا یہ ہے کہ خدا کی طرف سے نعمت کا اتمام ہو۔ حضرت ابوبکر صدیق سے ایک اعرابی نے آکر کہا کہ فلاں فلاں قبیلوں میں شورش ہے آپ صلح کرا دیجئے آپنے اسے جواب دیا اے شخص میں شرق سے آنکھیں ملائے ہوئے ہوں یہ دو شیر کون تھے ایران کا کسریٰ اور روم کا قیصر مجھے ان سے فرصت نہیں ہو کہ میں تیری طرف توجہ کرسکوں یہی انکی عظمت اور اسی کے نتیجے دنیا کو نظر آئے کہ جیسے جن دنیا میں پھیلے تو آگ کی طرح جنگل سا ان کا سامنا سب پر تھا کہ کوئی قوت ان کو روک نہ سکی ورنہ مدینہ میں چند جھونپڑیوں کے سوا کیا تھا خود مسجد نبوی کی اینٹیں بھی کچی تھیں مگر قیصر و کسریٰ کے تخت الٹ دیئے گئے اور تو سب یہود دیکھی۔ آج بھی وہی نعمت موجود ہے لیکن اسکی شرط بھی وہی ہے جو عمل کا نام ہے ہمارے عمل کرنے کی ضرورت ہے اس کا حساب کتاب رکھنے کی ضرورت

---

^ ادارہ اس میں علامت وسبب ہو جتنے کا لکھا گیا ہو ۔۔۔ [illegible]

دیگر مذاہب پر اسلامی خصوصیات کا اثر

(از جناب مولانا قاضی محمد سلیمان صاحب منصورپوری)

خدمت:۔ اپنے بھائی کی اس اعانت اور امداد کو کہتے ہیں جو اس کے کام کو ہلکا اس کی دشواری کو آسان اور اس کی گرانی کو سبک بنا دے۔

ہر ایک وہ حرکت یا فعل جس کا نتیجہ مندرجہ بالا صورت ہو داخل خدمت ہے خدمت کا معاوضہ کبھی روپے کی صورت میں کبھی تحسین و آفرین کی شکل میں اور کبھی مسرت روحانی کی شکل میں حاصل کیا جاتا ہے "من کان فی حاجۃ اخیہ کان اللہ فی حاجتہ" جو شخص اپنے بھائی کی ضروریات پورا کرنے میں لگ جاتا ہے اللہ تعالیٰ خود اس کی ضروریات کے انصرام پر توجہ فرماتا ہے۔ فارسی کا مشہور مصرعہ ہے ؎

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد

یہ مصرعہ خدمت کا نتیجہ بتاتا ہے کہ خادم ہی حسن خدمت کے طفیل مخدوم کے درجہ پر فائز ہو جاتا ہے بیشک تاریخ ایسے نظائر پیش کر سکتی ہے۔ الپتگین خدمت کراتے کراتے بادشاہ ہو گیا اور سبکتگین اس کی خدمت کرتے کرتے بادشاہ کا داماد اور جانشین ٹھیرا۔ قطب الدین ایبک اپنے آقا شہاب الدین غوری کا خادم ہی تھا حسن خدمت نے اُسے ہندوستان کا پہلا بادشاہ بنایا۔

مگر کلام نبوی اور کلام شاعر میں زمین و آسمان کا فرق ہے شاعر کا تخیل اسے صرف اس قدر بلند اٹھا سکا کہ خادم ہی مخدوم ہو جایا کرتا ہے لیکن ارشاد نبوی سے اس حقیقت عالیہ کا پردہ اور منصب برترین کا اعلام ہوتا ہے تم بھائی کا کام کرو اللہ عزوجل تمہارا کام بنا دے گا۔

مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص کی حاجت و مراد کا انجام رب الارض و السماوات فرمانا چاہتا ہے وہ رب جس کے حکم کو کوئی ٹال نہیں سکتا وہ رب جس کے افعال سلسلہ اسباب و مسببات سے بالاتر ہیں وہ رب جس کے دو حرف کن کا نتیجہ یہ ہر دو عالم و مافیہا ہے بھلا اس کی ضرورت کیوں پوری نہ ہو اور اس کا مدعا کیوں نہ بر آئے؟ اس کے نخل تمنا کو کیوں ثمر آرزو نہ لگے؟

الغرض یہ بھی ایک حدیث پاک کا کشف حقیقت بھی ہے اور مبلغ بشارت بھی طوبیٰ لہم۔ مبارک ہے وہ جس کا عمل اس حدیث کے مطابق ہو اور مبارک ہے وہ جس پر اس بشارت کا اطلاق ہو۔

مسلمان! المسلم کے معنے حدیث پاک میں بھی ہیں اور قرآن مجید میں بھی اور ہر دو جگہ ایک جداگانہ حقیقت کا انکشاف فرمایا گیا ہے صحیحین میں ہے المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ مسلم وہ ہے جس کے دست و زبان سے مسلمان بچے رہیں۔

حدیث بالا میں لفظ مسلم کی یہ تعریف بلحاظ اس تعلق کے بتلائی گئی ہے جو ایک مسلم کو سب مسلمانوں کے ساتھ ہے اور ہونا چاہیے۔

مسلمان نہ مسلمان کو گالی دے نہ بُرا کہے نہ اس پر جھوٹ باندھے نہ بہتان لگائے نہ غیبت کرے اور نہ بجز مظلوم کے سوا ہر شخص جہر بالسوء سے رکا رہے اور کسی کے عیوب و نقائص کے بیان میں اپنی زبان کو جنبش نہ دے۔ مسلم مسلمان پر حملہ نہ کرے تحریر و تقریر میں اس کی حرمت کو ملحوظ رکھے۔

اب قرآن مجید کی طرف آئیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے بلیٰ من اسلم وجہہ للہ وھو محسن اس جگہ مسلمان کے لئے دو اصناف کا لزوم بیان فرمایا گیا ہے ایک یہ کہ اعمال میں اپنا چہرہ اپنا رخ اللہ ہی جانب کرے اپنی نیت و مقصد کو اسی کے لئے خالص بنا لے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم بستر استراحت پر لیٹ کر یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

اللھم انی اسلمت نفسی الیک و وجھت وجھی الیک و فوضت امری الیک والجات ظھری الیک رغبۃ و رھبۃ الیک لا ملجا و لا منجا منک الا الیک امنت بکتابک الذی انزلت و بنبیک الذی ارسلت

میں اپنی جان تجھے سپرد کرتا ہوں اور اپنا رخ تیری ہی جانب سیدھا کرتا ہوں اپنا معاملہ تجھے ہی سونپتا ہوں اپنی پیٹھ تیرے ہی اعتماد پر لگاتا ہوں نیت بھی ہے اور دہشت بھی ہے تجھ سے تیرے سوا اور ٹھکانا کہاں؛ دوسرا آسرا کہ ہر میرا اس کتاب پر ایمان ہے جو تو نے نازل فرمائی اور اس نبی پر جس کو تو نے رسول بنایا۔

محسن المسلمین۔ لفظ احسان جو آیت بالا میں ہے وہ معمولی لفظ نہیں لغت عرب بھی اس کا صحیح مفہوم نہیں بتا سکتا اور کوئی شخص یہاں قرینہ مصادقہ سے بھی کام نہیں لے سکتا۔ صحیحین کی حدیث جسے ابوہریرہ نے بیان کیا نیز اسے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت کیا ہے اور یہ حدیث بلحاظ غایت شہرت اور رفعت صحت کے اعتبار سے بھی متواترات میں شامل ہے بیان ہوا ہے کہ سردار ملائک جبرئیل امین علیہ السلام نے احسان کے معنے سید المرسلین امام الانبیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کئے تھے اور اس کے جواب میں حضور نے یہ ارشاد فرمایا تھا الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ وان لم تکن تراہ فانہ یراک احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس یقین کے ساتھ کرے کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے لیکن اگر یہ کیفیت نہ ہو تب اس یقین سے کہ وہ تجھے ضرور دیکھ ہی رہا ہے۔

اب لفظ مسلمان کا مفہوم سمجھنے کے لئے ذرا آیت ذیل پر تدبر فرمائیے

قل ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العلمین لا شریک لہ و بذلک امرت و انا اول المسلمین

کہہ دے کہ میری نماز میری قربانی میری بدنی عبادتیں اور مالی، میرا جینا میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو سب جہانوں کا پروردگار ہے جس کا ذات و صفات میں کوئی بھی شریک و ساجھی نہیں کہا ہے کہ مجھے یہی حکم ملا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔

مسلمانو! خود ہی فرمایا یہ سب آخری بات ہے کہ میں مسلمان ہوں اور اس آخری جملہ کے کہنے سے پیشتر کس طرح پر جملہ اعمال و افعال میں خلوص کا ہونا اور زندگی و موت کا کلیۃً صدق پر مبنی ہونا اور اس حالت کے لئے اپنا مامور بہ ہونا ظاہر فرمایا گیا ہے آیت بالا سے مستفاد یہ ہوا کہ مسلمان ہونے کا اعلان کرو تو اپنی زندگی کو فرمانبردار نہ بناؤ خلوص کو رفیق راہ بناؤ اور صدق کو مشعل طریق سمجھو۔

دوستو کام کرو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق پر کام کرو ہمارا کام نہ کسی سے جھگڑنا ہے اور نہ شورش کرنا ہے بلکہ اسکی بخشی ہوئی نعمت کا دسترخوان عام بچھا دینا ہے بھوکے پیاسے کی امداد کرنا ہے وہ بھوکے اور پیاسے جن کو مرغوب غذا ہی کی ہوس نہیں جن کو نیل اور گنگا کے پانی کی تلاش نہیں ان کی روح بھوکی ہے ان کا قلب تشنہ ہے اللہ ہی کا ذکر دنیا میں

اطمینان بخش سکتا ہے اور اللہ ہی کی یاد روح کے لئے روح و ریحان بن سکتی ہے۔
لازم ہے کہ اسلام کو اسی رنگ میں ظاہر کرو جس رنگ میں آپ سے ہادی اسلام نے دکھایا تھا۔
بپتسمہ یا رنگین پانی میں غوطہ لگانا ختم ہو چکا ہے اور چند رسوم کا مذہب یا دھرم ہونا اب عقلا کے نزدیک بالکل کمیل ثابت ہو گیا ہے۔ اسلام رسوم سے بلند ہے اور تیرہ دہمی سے برتر ہے اسلام کا پیغام ہر ایک سننے والے کے لئے یہ ہے۔

ان اللہ لا ینظر الی صورکم و	اللہ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا اللہ تو تمہارے
لکن ینظر الی قلوبکم	دلوں کو پرکھ رہا ہے

ایک دوسری آیت ہے لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤہا ولکن ینالہ التقویٰ منکم۔ اللہ کے یہاں قربانی کا گوشت یا خون نہیں پہنچتا ہاں تو تمہاری اطاعت پہنچتی ہے
ایک تیسری آیت ہے صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ اللہ کا آئین اور اللہ کی آیتوں سے بڑھکر اور کہاں اچھا رنگ ہوگا۔

آپ کو سمجھ لینا چاہیے کہ تبلیغ اور اسلام یہ دو لفظ ہیں لیکن متحد دونوں ایک ہیں اسلام ہی دنیا کا واحد تبلیغی مذہب ہے اور اسلام ہی ہر ایک فرزند اسلام کو تبلیغ کا ذمہ دار ٹھہراتا ہے۔ تبلیغ کی ابتدا خود اپنے نفس سے کرو نواہی سے کلیۃً اجتناب کرو اور اوامر ربانی بقدر استطاعت کاربند رہو۔ پس اس سلسلہ کو اپنی بیوی بچوں اور اپنے بزرگ اور اقارب تک وسیع کرو حقوق ہمسایہ سمجھو اور اپنے حقوق میں سے تعلیم اسلام کو بھی جزو لاینفک قرار دو۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سراج منیر فرمایا تھا اس آفتاب عالمتاب کی روشنی سب جگہ پہنچا تو دریافت سے معلوم ہو جائے گا کہ بعض گھر اب تک بالکل تیرہ و تاریک ہیں ان میں نہ کوئی روشن دان ہے اور نہ دریچہ ہے اس لئے وہاں آفتاب روحانیت کی روشنی پہنچی ہی نہیں وہاں جہالت جراثیم کا زور ہے اور ابو البشر کی نسل جہل و غفلت میں ہلاک ہو رہی ہے۔ اسلام کی اشاعت صرف اسی سادہ رنگ میں ہو سکتی ہے جو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اور ائمہ عظام کی تعلیم کا تھا اگر اسلام کا مبلغ فلسفہ قدیم و حال سے بے خبر ہے اگرچہ سائنس کی اصطلاحات سے ناآگاہ ہے اگرچہ وہ اصطلاحات منطق کا استعمال اپنی گفتگو میں نہیں کر سکتا تب بھی وہ صحیح طور پر مبلغ اسلام بن سکتا ہے بشرطیکہ صحیح اسلام کی تبلیغ کرے۔ اسلام کا اولین مسئلہ سب سے بلند تر مسئلہ توحید ہے اور خدا کا شکر ہے کہ مسلمانوں کی چند صدیوں کی لگاتار کوششوں نے اب اس مسئلہ کی اہمیت اور صداقت کو اتنا منوا دیا ہے کہ یزدان اور اہرمن کو برابر ماننے والے خدا روح القدس اور بیٹا کو اقانیم ثلثہ بنانے والے یہ ہر ایک قوم کو مستقل خدا کہنے والے اور ہزاروں لاکھوں بتوں میں الٰہ کی شکلیں تسلیم کرنے والے اور ایسی اصول پر اپنی بنا کرنے والے بھی اب توحید کے مخالف نہیں رہے بلکہ اب اپنی براہین و دلائل کا زور وحدت میں کثرت اور کثرت میں وحدت ثابت کرنے میں صرف ہو رہا ہے۔ جب حالات اس قدر موافق ہیں تو آپ کا فرض ہے کہ توحید عددی سے آگے بڑھکر دنیا کو توحید فی الذات وفی الصفات کا سبق پڑھائیں اور توحید فی العبادت و استعانت کا بھی ان کو راز دار بنائیں دنیا کی حالت دیکھکر تعجب ہوتا ہے کہ ان کے اخلاق ایاک نعبد سے کتنی دور ہیں اور ان کے احوال ایاک نستعین سے کس قدر متناقض ہیں۔
ہماری تبلیغ کلمہ اسلام صرف اسی آیت کی تفسیر ہے اس سے آگے بڑھکر تبلیغ کا جزو دوم سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے ساتھ محبت کا قائم کر لینا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع اور اطاعت فرض عین ہے اور اتباع و اطاعت جو دنیا میں منضبط ہو کر ان میں مسلسل وہی اتباع و اطاعت ہے جس کی بنیاد محبت پر ہو بکمالات رفتہ رفتہ فنا ہی ہے اگر یہ بتی نہ ہو ... پاس ... اقفال قلوب پر پڑے

ہوئے ہیں ان کا کھلنا دشوار ہے۔ اسلام یہی کہتا ہے جو محبوب خدا نے کہا ہے اور جس کی محبت کا دعویٰ ہر ایک کلمہ خواں اسلام کو ہے۔

لا یؤمن احدکم حتی اکون احب	تم میں سے کوئی شخص مومن بن ہی نہیں سکتا
الیہ من ولدہ ووالدہ والناس	جب تک کہ اسے محمد صلعم اپنے باپ بیٹے اور
اجمعین۔	سب لوگوں سے بڑھکر محبوب نہ ہو جائیں۔

میں تمام اہل اسلام سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا ان کی دعاؤں اور تمناؤں میں یہ فقرہ شامل ہے یا نہیں؟ وہو رفیقک معک فی الجنۃ یعنی جنت میں تجھے نبی کی رفاقت حاصل ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سوال کا جواب ہر ایک مسلم یہی دیگا ہاں ہاں ضرور ضرور۔ پس اگر ان کی یہی تمنا ہے یہی آرزو ہے اور یہی دعا ہے تو آؤ کہ میں تمہیں اس کامیابی کی شاہراہ بتا دوں۔ استغفر اللہ میں بتانے والا کون اس راہ میں کی گردن پر چھری رکھی جاتی ہے یہاں انانیت کا وجود نہیں رہتا۔ آؤ میں تمہیں تمہارے ہادی عالم کی بتائی ہوئی اور بنائی ہوئی شاہراہ کا نشان دکھا دوں۔
حدیث پاک میں ایک واقعہ آتا ہے کہ ایک صحابی حضور میں آتے اور حضور کے رخ پر نور پر نظر جما کر اس قدر محو ہو جاتے ہیں کہ پلکوں کا جھپکنا بھی بند ہو جاتا ہے یہ نظارہ حیرت کا نظارہ نہ تھا کیونکہ حیرت تو درک ماہیت سے قاصر ہے بلکہ یہ نظارہ تجلیات انوار کا تھا اجتماع اسرار کا تھا یہ نظارہ بصارت افروز اور بصیرت افزا تھا ایک بار اسے نبی کریم نے دیکھ لیا اور دریافت فرمایا تمہارا کیا حال ہے عرض کیا کہ میں جب یاد کرتا ہوں کہ حضور فردوس بریں کے بلند تر مقام میں ہوں گے جہاں مجھ جیسے حقیر کی رسائی نہ ہوگی تب یقیناً دیدار پر انوار سے ہم محروم رہیں گے میں اسے دیکھ کہتا ہوں اور میں اپنی آنکھوں کو بتاتا ہوں کہ جلال و کمال کا نظارہ اسی عالم میں کیا جا سکتا ہے کہ یہ پیارا انوار لوٹ لو پھر تم کہاں اور یہ موقع کہاں" حضور نے سن کر فرمایا "دو! تم کیا کہتے سنو میں تمہیں ایک راز بتاتا ہوں المرء مع من احب ہر انسان اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہو"
یہ ارشاد نبوی سنکر یہ خستہ جان حیات تازہ سے بہرہ اندوز ہوا اور بار بار یہی ارشاد زبان پر تھا صحابہ سنتے تھے اور شادماں ہوتے تھے ابن مسعود کہتے ہیں ایک وہ مسرت تھی جو داخل اسلام ہونے کے وقت ہوئی تھی یا آج یہ مسرت ہے جو اس کے برابر کی ملی ہے۔
دوستو! دن کے چوبیس گھنٹوں میں سے کم از کم ایک گھنٹہ ایسا نکالو جبکہ تم اپنے احساسات کو مادیات سے بلند کر سکو جبکہ روحانیات کی دروازہ کھلا ... فی الاسلام کا ارشاد سچ ہے مگر ساتھ ساتھ کے یہ فرمان واجب الاذعان بھی موجود ہے وتبتل الیہ تبتیلا "سب سے توڑ و اور اس سے جوڑو" آپ پوچھیں گے یہ کیونکر ہو سکتا ہے میں کہتا ہوں سوال میری حیثیت سے بڑھکر ہے مجھ جیسا نکارہ دنیادار گنہگار جسے اپنے ذنوب پر سراسر اعتراف و اقرار ہے اس کا جواب کیا دیگا اس کا جواب تو وہی ہے جو اللہ نے رسول کو سکھایا اور پیارے رسول نے اسے اللہ ہی کے الفاظ میں ہم کو پہنچایا۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ "اے رسول ان کو تنبیہ کر کہ اگر تم اللہ کے محب ہو تو آؤ آگے بڑھو میری راہ پر چلو میرے نقش قدم کو اپنی راہ بنا لو ایسا کرو گے تو تمہارا رتبہ بڑھ جائے گا اب تو محب ہو اللہ ... محبوب بن جاؤ گے۔
آہی قرآن پر ... الایمان ... اچھا ... مشعل ... کی ...
اب ہمارا نام بھی تیرے ... پالے ... مشہور ہوا ...
ثم الصلوٰۃ علی النبی فانہ بین الوریٰ الدال الجمیل ونجمہم

صلاحیت اور اسلام

(از جناب مولوی شریف احمد صاحب مراد)

قرآن کریم میں ارشاد باری ہے ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون اس آیت سے ظاہر ہے کہ جب سے نوع انسانی کی ہدایت کے لئے خالق ارض وسما نے اپنے مقبول بندوں کے ذریعہ احکام نازل فرمانا شروع کئے اسی وقت سے اس امر کا اعلان کر دیا گیا کہ اگر دنیا میں حکومت و آزادی اور غلبہ و عزت کا حق ہو سکتا ہے تو فقط ان کو ہو سکتا ہے جن میں حکومت کی صلاحیت و اہلیت موجود ہے اور جو پوری قابلیت رکھتے ہیں فلسفہ کو اپنے کمالات و استدلالات پر ناز ہو سکتا ہے اور سائنس اپنے انکشافات و ایجادات پر فخر کر سکتی ہے لیکن جس اعجاز و اختصار اور جس بلاغت و عمدگی کے ساتھ نقطہ بالا میں قرآن کریم نے اس پر بحث کی ہے وہ اپنی نوعیت میں سب سے جداگانہ اور سب سے بہتر ہے پڑھنے والے ہر روز قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں نصوص و آیات ان کی نظروں سے گذرتی ہیں صالحون کا لفظ بکرات و مرات نگاہوں کے سامنے آتا ہے لیکن تغافل نے آنکھوں پر پردے ڈال رکھے ہیں اور کوئی یہ نہیں سوچتا کہ قرآن کریم کی اصطلاح میں "صالح" کا مفہوم کیا ہے اور جا بجا ایمان کے ساتھ وعملوا الصالحات جو کہا گیا ہے اس سے مقصد ربانی کیا ہے۔

عمل صالح اور انسان صالح کے الفاظ زبانوں پر رہتے ہیں اور عام طور سے کہا جاتا ہے کہ عبداللہ یا عبدالرحمن بڑا صالح جوان ہے مگر پھر بھی اصلی معانی سے بعد ہی رہتا ہے اور اسے نیکی کا مترادف سمجھ کر سب خاموش ہو جاتے ہیں حالانکہ اپنے مطالب و معانی کے اعتبار سے یہ لفظ بہت وسیع ہے اور صالح وہی نہیں جو نیک ہو بلکہ وہ ہے جس میں عمل کی پوری صلاحیت و اہلیت ہو اور جو اعتقاداً و عملاً نیک بھی ہو اور جملہ امور کی تکمیل کی پوری لیاقت بھی رکھتا ہے۔ ایک شخص جو اس کے عقائد بہت صحیح جذبات بہت عالی داعیات بہت بلند عزائم بہت رفیع اور اعمال بہت درست اور منشائے الٰہی کے عین مطابق ہیں وہ قرآنی احکام و اوامر کے سائے میں قدم اٹھاتا اور منہیات کے کانٹوں سے بچتا اور نامرادیوں کو روندتا ہوا آگے بڑھتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ ترقی کی بلندیوں پر فائز نہ ہو اور ارتقائی مراحل طے کرتا ہوا انتہائی عروج پر نہ پہنچ جائے اسی بلندی اور اسی عروج کو قرآن کریم نے ان الارض یرثھا عبادی الصالحون کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے اور بتایا ہے کہ یہ وسیع اور عریض زمین تو گویا صلاحیت اور رکھنے والے بندوں کی میراث ہے اور اس پر وہ ضرور قابض ہوں گے میراث کے لفظ نے اس جملہ میں کتنی روح مرکوز کر دی ہے اور یہ ایک ایسی چیز ہے جس پر انسان بڑی آسانی کے ساتھ بلا تکلف قابض ہو جاتا ہے بتانا اور ظاہر کرنا یہ مقصود ہے کہ یہ زمین اور اس پر آباد اور پر رونق بلاد اور بستیاں غیروں کی چیز نہیں ہیں کوئی عسیر الحصول تھے نہیں جن پر قبضہ مشکل ہو بلکہ یہ تو صلاحیت رکھنے والے بندوں کی گویا میراث ہیں جو لازماً انھیں مل کر رہیں گی بشرط "محض صلاحیت" ہے جہاں صلاحیت پیدا ہو گئی پھر عروج و بلندی اور قبضہ و فرمانروائی کوئی دشوار نہیں۔

قابلیت کی حکمرانی

پورا قرآن پڑھ جائیے اس کی مختلف آیات پر نظر ڈالیے اس کے معانی و مطالب پر غور کیجئے کہیں اور کسی جگہ محض ایمان و اعتقاد کو رب قدیر نے کوئی اہمیت نہیں دی اور نہ اسے باعث اجر بتایا بلکہ اس کے ساتھ برابر اعمال صالحہ کی قید عائد نظر آئے گی اعمال صالحہ کیا ہیں؟ قرآنی اوامر و نواہی کی روشنی میں چلنا اور ان کے عین مطابق عمل کرنا پھر قرآنی اوامر و نواہی کی حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں کہ انسان مفید راہوں پر گامزن ہو اور مضر اور ترقی سے روکنے والے راستوں پر قدم فرسائی سے بچا رہے تاکہ وہ منزل مقصود اور صلاحیت کے مرحلہ پر پہنچ جائے یہ منزل اور یہ مرحلہ ارض کی ملکیت اور "زمین پر قبضہ" ہے جس کی صورتیں مختلف ہیں مگر ہیں سب ایسی جو انسان کو اطمینان و آسودگی کی زندگی سے بہرہ مند کرتی ہیں مثلاً زمینداری، جاگیرداری، تعلقہ داری، ریاست داری، یا ملکداری اب جس میں جتنی صلاحیت ہو گی وہ اتنی ہی منزلت حاصل کریگا اصل چیز اور حقیقی خوشحالی ملکیت ارض ہی سے شروع ہوتی ہے جس کے قبضہ میں زمین کا کوئی قطعہ اور کوئی حصہ نہیں وہ دنیا میں مفلس اور قلاش کہلاتا ہے اور کہلانا چاہیئے اس لئے کہ جو اپنا سر چھپانے کے لئے دس گز زمین کا بھی مالک نہ ہو وہ دوسروں کے رحم پر زندگی بسر کرنے کے سوا اور کیا کر سکتا ہے اور اسے کیا اطمینان نصیب ہو سکتا ہے اطمینان و راحت اسی کو نصیب ہے جو اپنی استعداد و صلاحیت کے مطابق زمین کے قطعات کے مالک ہیں اور جس کی ادنیٰ صورت زمینداری اور اعلیٰ صورت حکمرانی و بادشاہی ہے اور یہی وہ چیز ہے جسے دنیوی فوز و فلاح کہا جا سکتا ہے۔

بندوں کے لئے درس عمل

غور کیجئے کہ اس ایک آیت میں خدائے قدوس نے اپنے بندوں کو کیا بتایا اور راہ ترقی کے کیسے اسرار کھول دیئے اور وہ بھی کتنی آسانی کے ساتھ! نہ کرنے والوں اور عمل سے بیگانگی برتنے والوں کے لئے یہ چیز ضرور مشکل اور دشوار نظر آئیگی لیکن جن میں صلاحیت و اہلیت حاصل ہو ان کے لئے زمینداری و جاگیرداری تو ایک طرف ملکداری و فرمانروائی بھی کچھ مشکل نہیں۔ حیدر علی، نادر شاہ، حسن گنگو، سبکتگین اور شیر شاہ کی مثالیں چھوڑ دو کہ یہ زمانہ قدیم کے صلاحیت والوں کی صلاحیت و لیاقت اور عزیمت و حوصلہ مندی کی داستانیں ہیں۔ اس زمانہ کے چند اہلیت و صلاحیت کے حامل کی ارتقائی زندگی پر نظر ڈالو آپ کی آنکھوں کے سامنے فوجی سپاہیوں کے گھوڑوں کو گھاس کھود کھود کر ڈالنے والا سپاہی آج آنجہانی رضا شاہ بنا ہوا ہے سریر ایران پر پوری سطوت و شوکت کے ساتھ متمکن ہے ایک معمولی کسان کا بیٹا اطالیہ میں سولینی کے نام سے سیاہ و سفید کا مالک بنا ہوا ہے ایک ادنیٰ اور غریب ترک اسی صلاحیت و قابلیت کی بدولت جمہوریہ ترکیہ کے تخت اور سلطان محمد فاتح کی میراث کا وارث بنکر غازی اعظم مصطفےٰ کمال کے نام سے دنیا میں شہرت یاب ہے غازی نادر شاہ نے محض ایک تلوار لٹکا کر تخت افغانستان حاصل کر لیا۔

فرزندان اسلام کی پوری تاریخ اسی قسم کی اولوالعزمیوں اور صلاحیتوں کے اظہار سے جلوہ گاہ بصیرت بنی ہوئی ہے ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کی حیثیت کیا تھی مال و زر میں تو ایک طرف جانوں تک کی خبر نہ تھی نان جویں کو محتاج تھے مگر ان

گو ہی دنیا میں کوئی شہرت و اہمیت نہ تھی لیکن آفتاب اسلام کی تمام شعاعوں کو انہوں نے اپنے قلوب میں مرتکز کر کے وہ صلاحیت و اہلیت بہم پہنچائی کہ ابھی پوری ایک صدی بھی نہ گذرنے پائی تھی کہ انہی مفلسوں اور غریبوں کے تخت رکھے نہ سکیں کے گوشے گوشے میں بچھے ہوئے تھے اور دنیا کے گردن فرازوں کے سران کے آستانوں پر جھکے رہے تھے اور پوری دنیا ہی نہیں بلکہ دنیا کی ہر متاع اور ہر چیز ان کی ملکیت تھی یزدجرد شہنشاہ ایران نے ان کے اسی بڑھتے ہوئے اقتدار کی عظمتوں ہی کو دیکھ کر تو یہ کہا تھا ؎

زشیر شتر خوردن و سوسمار | عرب را بجائے رسید است کار
کہ تاج کیاں را کنند آرزو | تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو

اگر یزدجرد اس وقت ان کی صلاحیت و قابلیت پر جو انوار اسلام نے ان کے اندر بھر دی تھی ایک نظر ڈال لیتا تو وہ چرخ گرداں پر تفو کرنے کے بجائے اپنی اور اپنے ایرانیوں کی نا اہلی پر تفو کرتا فرمان ربی کے مطابق واقعی زمین کسی کی میراث نہیں میراث ہے تو صلاحیت والوں کی کیانی و ساسانی جب تک صلاحیت کے حامل رہے دنیا ان کے سامنے جھکی اور جب یہ روح ان سے نکل گئی یعنی ان سے بہتر صلاحیت والے مسلمان پیدا ہو گئے تو وہ اس میراث کے مالک بنے مسلمان اپنی پستی کا شکوہ کرنے میں بہت دلیر ہیں لیکن وہ یہ نہیں سوچتے کہ یہ سب کچھ انکی اپنی نا اہلی اور عدم صلاحیت کا قصور ہے قرآن آج بھی موجود ہے اور اس میں وہ راہیں اس وقت بھی بتائی اور ظاہر کی ہوئی نظر آرہی ہیں جن پر گامزن ہو کر مسلمان دنیا پر قابض و متصرف ہو گئے تھے وعدہ آلہی بھی موجود ہے مسلمان اپنے اندر صلاحیت و اہلیت پیدا کریں پھر ان کے لئے بھی وہی قرون اولیٰ کی کامرانیاں موجود ہو جائینگی۔

سائنس اور اسلام

یونان کے جب عصر زریں بعلاوہ اول سے لیکر انیسوی صدی کے آخر تک نوع انسانی کی متواتر و مسلسل علمی تحقیقات کا نچوڑ اگر دیکھنا ہو تو آپ ڈارون کے نظریہ ارتقا پر ایک نگاہ ڈال لیں اس نظریہ نے دنیا پر یہ حقیقت منکشف کی تھی کہ دنیا جد و جہد کا ایک وسیع میدان ہے یہاں ہر طاقتور جاندار کمزور جاندار کو اس لئے ہلاک و تباہ کر دیتا ہے کہ وہ اپنے لئے سامان حیات بہم پہنچائے جو ہمیشہ ایک محدود مقدار میں موجود رہتا ہے اور جس سے بہرہ مند ہونے کی وہ احتیاج صورت اسے یہی نظر آتی ہے ہر طاقتور انسان جس طرح اپنے سے کمزور انسان پر عرصہ حیات تنگ کرنے پر تلا رہتا ہے اسی طرح ہر بڑی مچھلی چھوٹی مچھلی کو اور ہر قوی درندہ ضعیف درندہ کو اپنی خوراک بنا لیتا ہے اطالیہ طرابلس پر فرانس ٹیونس و الجزائر پر ہسپانیہ مراکش پر اور جاپان چین پر اور کسی لئے نہیں محض اسلئے دانت تیز کئے ہوئے بڑھا کہ وہ خود اس سامان حیات سے بہرہ مند ہو جس پر یہ کمزور قابض چلے آتے تھے یہ فطرت کا ایک اٹل قانون ہے جو مختلف جائز و ناجائز صورتوں میں برسر عمل رہتا ہے اور اسی کو جہد للحیات اور تنازع للبقا کہتے ہیں جن کے بازوؤں میں قوت اور دلوں میں حوصلہ اور امنگ ہوتی ہے وہ اپنی ہستیاں برقرار رکھنے میں کامیاب ہوتے ہیں اور کمزوروں کے ہزار محافظ بھی انہیں طاقتوروں کی دستبرد سے نہیں بچا سکتے تا وقتیکہ یہ کمزور و بیکس خود کر ہمت چست کر کے آمادہ عمل نہیں ہوتے ممالک و بلاد ایک ایک کر کے طاقتوروں کے لقمۂ تر کا ایندھن بن گئے اور اس وقت چین اسی مصیبت میں گرفتار ہے لیکن کسی نے ان کی ہمدردی کے وعدے دئے اور نہ کسی کو اپنے مفاد کے سامنے کمزوروں کے مفاد کی پرواہ ہوئی مذہب و سائنس کی مخالفت کی کتنی ہی تشہیر کی جائے لیکن حقیقت یہ حقیقت ہی رہے گی کہ دنیا کا ایک مذہب تو کم از کم ابھی ایسا ہے جو سائنس کی مطابقت کر رہا ہے اور وہ اسلام ہے

آپ سائنس کے اسی زیر نظر نظریہ کو آیت مذکورہ بالا سے مطابق کر کے آپ ہمارے دعویٰ کی صحت کی آزمائش کر لیجئے جو کچھ سائنس نے انیسویں صدی میں انکشاف کیا وہ اسلام آج سے تیرہ سو سال پیشتر ہی واضح کر چکا تھا۔

زندہ رہنے کی اہلیت

اگر سائنس نے یہ کہا ہے اور ڈارون کی زبان سے یہ کہلوایا ہے کہ زندہ رہنے کی خواہش انہی کی پوری ہو سکتی ہے جو زندہ رہنا چاہیں اور جن کے بازوؤں میں طاقت ہو اسی طرح اسلام نے بھی بتایا ہے کہ ہر اس جماعت انسانی کے لئے جو زندہ رہنا چاہتی ہے ضرور اور لازمی ہے کہ وہ دشمنوں کے مقابلہ کے لئے ہر قسم کا سامان فراہم رکھیں اور ہر طرح کیل کانٹے سے لیس رہیں واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل یہ تعلیم چونکہ خدائی تعلیم ہے اور کسی انسان کے دماغ و ذہن کی کرشمہ کاری نہیں اس لئے اس میں کسی پہلو کو تشنہ نہیں چھوڑا گیا اور بجائز و اختصار کے ساتھ ہر پہلو کے متعلق کافی تصریح کر دیگئی ہے۔ چونکہ تیاری سامان حقیقت میں کوئی چیز نہ تھی جب تک اس سے کوئی کام نہ لیا جائے اور اسے لیکر میدان جنگ میں نہ نکلا جائے اس لئے دوسری جگہ سے ضروری بتانے کے لئے یہ بھی واضح کر دیا کہ یایھا الذین امنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم بہ اسی پر اکتفا نہیں کیگئی اور سائنس کے عین مطابقت میں یہ بھی صراحت کر دی کہ سعی و عمل سے دور رہنے والی قومیں فنا کر دی جاتی ہیں اور جد و جہد کے میدان سے راہ فرار اختیار کرنے والے صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا دیئے جاتے ہیں نالائقوں اور نا اہلوں کے سنبھلنے اور زندہ رہنے کے امکانات باقی نہیں رہتے اور ان کے لئے مٹنے اور تباہ ہونے کے سوا کوئی راستہ نظر نہیں آتا آپ دنیا کی آخری الہامی کتاب کھول کر دیکھیں اور غور کریں کہ سائنس کے دعاوی کی توثیق کس شدت و شکوہ کے ساتھ قرآن کر رہا ہے اور بتاتا ہے فلما نسوا ما ذکروا بہ فتحنا علیھم ابواب کل شیء حتی اذا فرحوا بما اوتوا اخذنٰھم بغتۃ فاذا ھم مبلسون یعنی جب کوئی قوم احکام الٰہی کو بالکل بھلا دیتی ہے تو اس کے لئے کچھ مدت کے واسطے بے راہروی کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جب وہ اپنی گمراہی میں مستغرق ہو جاتی ہے تو پھر اچانک اسے فنا کے عذاب نے آگھیرتا ہے اور پھر وہ مایوس اور ناامید ہو کر رہ جاتی ہے اس وقت ایسی قوم جس نے اپنے اوپر ظلم کیا اس طرح مٹائی جاتی ہے کہ اسکی جڑیں تک کاٹ دی جاتی ہیں۔

کوئی یہ نہ سمجھے کہ اس قوم کے ساتھ زیادتی ہے اور اس کی جڑیں کاٹ کر رکھدینا ظلم کی حد تک پہنچتا ہے آپ کو فلسفۂ عمل و طاقت بتایا جا چکا ہے دنیا کے فلاسفروں اور جدید ترین سائنس کے انکشافات نے یہ حقیقت واضح کر دی ہے کہ نالائقوں اور اہلیت نہ رکھنے والوں کی جگہ یہ نہیں انہیں کوئی حق نہیں کہ یہ بار زمین بنے رہیں اس آیت میں اسی فلسفہ کی تشریح ہے جو قوم خدا کے قوانین کو بھول جائیگی اور اس کے احکامات کو گلدستۂ طاق نسیاں بنائے گی ظاہر ہے کہ وہ گمراہی میں پڑ جائیگی اور جب گمراہی میں پڑیگی تو اسکی تمام صلاحیتیں اور لیاقتیں رفتہ رفتہ فنا ہو کر رہ جائیں گی پھر ایسی قوم کا جو انجام ہونا چاہئے وہی ہوگا دنیا میں اسکی صدہا مثالیں موجود ہیں جب تک کسی قوم میں اہلیت رہتی ہے وہ عروج و عظمت کی بلندیوں پر آفتاب بنکر چمکتی رہتی ہے اور جہاں صلاحیت مفقود ہوئی اسکی جگہ دوسری صلاحیت رکھنے والی قوم نے لیلی ہم ہی ہندوستان میں ہوا اور یہی دنیا میں ہوتا چلا آیا ہے قرآن کریم میں بھی اسی غفلت و نا اہلیت کی بدولت تباہ ہونے والی قوموں کے عبرتناک قصے جا بجا موجود ہیں اور از سر تا قدم ہیں اسی خامی و نا اہلی کے باعث بہت

[illegible]

فرزندانِ اسلام اور امید کی جلوہ گری

(از جناب مولانا شریف احمد مراد امروہی)

مسلمان اس وقت گوناگوں مصائب و نوائب کے گرداب میں پھنسے ہوئے ہیں اور ان پر ایک ایسا دور گذر رہا ہے جس کی بنا پر ایک دو نہیں بہت سے اشخاص ان کی ترقی اور ان کے ابھرنے اور اٹھنے کے متعلق مایوسی یاس و نومیدی کا اظہار کرنے لگے ہیں حقیقت ہی یہی ہے کہ فی زمانہ اس اونٹ کی کوئی کل بھی سیدھی نظر نہیں آتی اور یہ ترقی کے بجائے پستی کی جانب تیزی کے ساتھ کھنچے چلے جا رہے ہیں لیکن اسلام نے انھیں لا تیئسوا من روح اللہ کا جو حکم دیا ہے اس کے پیش نظر مسلمان مجبور ہیں کہ وہ اپنی ترقی سے نومید نہ ہوں اور خدائے قدوس کے فضل و کرم کو اپنی یاس مندیوں اور مایوسیوں کے سمندر میں غرق نہ ہونے دیں ساتھ ہی وہ یہ بھی خوب سمجھ لیں کہ اگرچہ اسلام نے مایوسی کو کفر بتا کر انھیں اس کے فضل و کرم پر بھروسہ کرنے کی تلقین کی ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ آسمان کی طرف منہ اٹھائے کسی لطیفہ غیبی کے منتظر رہیں اور امید دلانے اور امید قائم رکھنے کے معانی یہ سمجھ لیں کہ انھیں کام کرنے اور اسباب دنیوی سے استفادہ کی کوئی حاجت نہیں خود خدائے قدیر غیب سے ان کے لئے سامان ترقی پیدا کریگا اور وہ عروج و عظمت کی بلندیوں پر آفتاب بنکر چمکنے لگیں گے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خوب محنت کرو اور کامیابی کے لئے اس کے فضل پر اعتماد رکھو پہلے آپ اس فلسفہ کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ انسان اپنی ترقی کے لئے فطرتاً کوئی نہ کوئی تدبیر سوچتا اور مختلف راہیں نکالتا رہتا ہے یہ اور بات ہے کہ وہ محض امید پر کرم اور توکل علی اللہ ہی کو تدبیر سمجھ لے یا اپنی تدابیر کو پوری قوت اور پوری سرگرمی کے ساتھ عمل میں لائے۔

تدابیر اور انسان

تدابیر کی نوعیت بھی یہ ہے کہ یہ اچھی بھی ہوتی ہیں اور بری بھی بعض لوگ تو ترقی کرنا چاہتے ہیں مگر اس طرح کہ وہ ترقی کر جائے خواہ دنیا تباہ ہو جائے یا رہے بعض افراد اپنی ترقی کے لئے دوسروں کو تباہ کرنے کی کوشش عمداً کرتے ہیں اور انھیں خود ترقی کر جانے کے جنون میں ایک دنیا کو برباد کر کے رکھ دینے میں بھی کوئی تامل نہیں ہوتا اس سے ظاہر ہے کہ ایک انسان تو دوسروں کی بربادی اس وقت چاہتا ہے جب وہ سمجھ لیتا ہے کہ ان کو برباد کئے بغیر اسکی ترقی ممکن ہی نہیں اور ایک ایسا ہوتا ہے جو پہلی ہی مرتبہ خیال کر لیتا ہے کہ جب تک میں دوسروں کو برباد نہ کر لوں ترقی کر ہی نہیں سکتا یہ تو وہ لوگ ہیں جو عمداً یا غیر عمداً دوسروں کی ہڈیوں اور تباہیوں پر اپنی ترقی کی بنائیں استوار کرتے ہیں ان کی راہ میں جو آتا ہے پستا چلا جاتا ہے اور انھیں اسکی ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں ہوتی اس کے بعد وہ لوگ ہیں جنھیں اپنی ترقی کی رفتار کے لئے کسی کی تباہی تو مقصود نہیں ہوتی اور اگر وہ کسی کو تباہ ہوتے دیکھتے ہیں تو اپنے قدموں کی رفتار سست کر دیتے ہیں لیکن انھیں باقی دنیا کے ساتھ ایسی کوئی وابستگی اور ہمدردی نہیں ہوتی پھر ایک وہ جماعت ہوتی ہے جو اپنی ترقیات کے ساتھ اپنے ابنائے جنس کی ترقیات کو بھی پیش نظر رکھتی ہے اور چاہتی ہے کہ میرے ساتھ دوسرے بھی ترقی کر جائیں۔

اس کے بعد خواص کا گروہ ہے جس میں ایک گروہ صرف اپنی ہی ترقی کے لئے مصروف عمل نہیں ہوتے بلکہ ساتھ ہی دوسروں کو اٹھانے اور بڑھانے کے لئے اپنی تمام طاقتیں وقف کر دیتے ہیں اور پوری زندگی اسی سعی میں گذر تی ہے کہ ہم بھی ترقی کریں اور دوسروں کو بھی بام رفعت تک پہنچانے کے لئے ہر امکانی جد و جہد سے کام لیتے رہیں یہ گروہ مبارک اور حمیدگروہ ہے لیکن اس سے بھی بڑھکر سعادت و شرف ان لوگوں کے حصہ میں ہے جو دوسروں کو ترقیات کی بلندی پر پہنچانے کے جوش میں نہ صرف یہ کہ اپنی ترقیوں کو بھول جاتے ہیں بلکہ وہ اکثر خود نقصان اٹھا کر بھی دوسروں کو بڑھانے اور فائدہ پہنچانے کی جد و جہد میں والہانہ مصروف رہتے ہیں ناصحان خدا کی حالت یہ ہوتی ہے کہ انھیں کسی وقت بھی اپنا فائدہ مقصود نہیں ہوتا وہ اپنے نفع نقصان اور اپنی ترقیوں کو بھول کر اپنی زندگی کا ہر لمحہ اور سرتا پیر دوسروں ہی کے فائدہ اور بنی نوع انسان کی ترقی کے لئے وقف کئے رہتے ہیں دیکھ لیجئے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے افادہ انام کے لئے کیسے کیسے زہرہ گداز اور ہمت فرسا نقصانات اٹھائے اور تکالیف سہیں زندگی کا عیش اور حیات کے تمام آرام مخلوق خدا کی راحت رسانی کیلئے وقف کر دیئے انتہائی مصائب برداشت کر کے اور بیشمار تکالیف جھیل کر اپنی امت کو آگے بڑھایا اور کفار کے ساتھ وہ شاندار سلوک کئے کہ وہ بندہ احسان بن گئے۔

انسانی خصائص کی تقسیم

کسی کے اندر بدی زیادہ ہوتی ہے کسی کے اندر کم، کوئی بہت نیک ہوتا ہے اور کوئی کم اس دل و دماغ کے لوگ ہر قرن اور ہر صدی میں موجود رہے ہیں اور آج بھی ہر شخص اپنے گرد و پیش کے حالات و ماحول پر نظر ڈال کر اس فلسفہ کی صداقت کا امتحان کر سکتا ہے لوگوں کو اچھے انسانوں سے واسطہ پڑتا ہے تو وہ خیال کرتے ہیں کہ دنیا بہت اچھی ہے اور بروں سے پالا پڑتا ہے تو وہ اسے بری جگہ خیال کرنے لگتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ دنیا فی نفسہٖ بری چیز نہیں حدیث شریف میں تو اسے آخرت کی کھیتی بتایا گیا ہے اور اس کے سنوارنے کے لئے جا بجا تاکیدی حکم آئے ہیں اور قرآن کریم کی دعاؤں میں بھی دنیا کو مقدم کہا گیا ہے واقعی انسان چاہے اور وہ اسلام کی بتائی ہوئی راہ پر گامزن رہے تو خود نظر آ جائے گا کہ دنیا اچھی چیز ہے اور یہاں کی کامیابیاں اور یہاں کے اعمال حسنہ ہی آخرت میں اس کے عیش و آسائش کے ضامن و کفیل بن سکتے ہیں۔

بتانا مقصود یہ ہے کہ وہ خود اپنا ہے دنیا کا نہیں جو انسان بھی غافلانہ زندگی بسر کرے گا نقصان اٹھائیگا اور جو چوکنا اور ہوشیار رہے گا اسے دنیا کے تمام شیاطین بھی مل کر کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے اگر انسان کی فطرت پر نفسیاتی نقطہ نظر سے غور کیا جائے تو اُسے اس میں بھی عجیب عجیب رنگ نظر آئینگے اور دماغی رجحانات کے اختلافات کے ایسے بوقلموں جلوے نظر آئینگے کہ عقل دنگ رہ جائیگی اور ہم پر استعجاب کی حالت طاری ہو جائیگی بعض لوگ اسی دنیا میں ایسے نظر آئینگے کہ وہ اچھے لوگوں اور اچھی صحبت میں رہتے ہوئے بھی محسوس کرینگے کہ وہ بری سانت اور برے حلقے میں گھرے ہوئے ہیں اور بعض افراد بری صحبت اور برے لوگوں کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے باوجود یہ خیال کرنے پر مجبور ہوں گے کہ ان کا حلقہ

بہت بہتر ہے اور وہ بڑے اچھے لوگوں میں زندگی بسر کر رہے ہیں بعض کی تو ذہانت ہی مسخ ہوئی ہے اور وہ ہمیشہ غلط نتائج اخذ کرنے لگتے ہیں اور بعض ایسے ہوں گے جنہیں صحبت عادت ماحول اور جسمانی و اخلاقی عوارض نے بگاڑ دیا ہوگا ان امور میں عادت و مزاج کو بھی بڑا دخل ہے بعض ہر چیز کے اچھے پہلو ہی دیکھتے ہیں اور بعض کی حالت یہ ہوتی ہے کہ وہ [illegible] چیز میں بھی برا پہلو نکال لیتے ہیں بعض کے چہرہ پر ہر وقت تبسم کھیلتا رہتا ہے اور بعض ہر وقت ترش رو [illegible] رہتے ہیں کسی کا مزاج نرم ہوتا ہے کسی کا سخت کسی کی گفتگو میں بلا کی شیرینی و ملاحت ہوتی ہے اور کوئی ایسا ہوتا ہے کہ [illegible] اس کے منہ سے [illegible] ہو کر نکلتی ہے بعض ذرا معمولی سی تکلیف کو بہت بڑی مصیبت سمجھ لیتے ہیں اور ادنیٰ ادنیٰ باتوں اور نقصانات پر ناامید اور سراسیمہ ہو جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ دنیا میں ہم سے زیادہ کوئی مصیبت زدہ نہیں اور بعض [illegible] اس قدر آزاد ہوتی ہے کہ وہ بڑی سے بڑی مصیبت پر بھی [illegible] سے ہنستے رہتے ہیں اور انہیں [illegible] ہر طرف عیش و راحت ہی کے [illegible] نظر آتے ہیں انسان کی اپنی طبیعت اور [illegible] مزاج کا نقص ہوتا ہے کہ بعض [illegible] میں ہی [illegible] خیال کرتا ہے اور بعض لوگ مصیبت کو اپنے لئے راحت سمجھتے ہی نہیں بلکہ حقیقت میں [illegible] اپنے لئے راحت بنا لیتے ہیں ایک فلاسفر کا یہ قول کتنا بلیغ اور کتنا سچا ہے کہ انسان کی جنت و دوزخ اس کا مزاج ہے مزاج اچھا ہے تو مصیبت کی زندگی بھی اپنے لئے جنت کی زندگی بنا لے گا اور اگر مزاج برا ہے تو عیش کی زندگی بھی اسے جہنم کی زندگی نظر آنے لگی۔

امید اور اسلام

حدیث شریف میں آیا ہے کہ خوش مزاجی [illegible] اور قرآن کریم میں لا تقنطوا من رحمة الله [illegible] اللہ کی آیات موجود ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ خدائے قدوس اپنے بندوں کو خوش، امید اور بشاش دیکھنا چاہتا ہے اور اسلام پکار پکار کر یاد دلاتا ہے کہ [illegible] نہیں بلکہ کفر ہے اس کے متعلق متعدد احادیث بھی موجود ہیں اگر ہم قرآن کریم کا بغور مطالعہ کریں تو اس میں ہمیں ہر جگہ یہی روح [illegible] نظر آئے گی ایزد تبارک و تعالیٰ نے جہاں بندوں کو اپنے سے ڈرنے کا حکم بھی دیا ہے وہاں [illegible] خشیة الرحمن [illegible] کے مفہوم پر غور کیجئے [illegible] خوف کیا [illegible] ہے [illegible] یہ صرف خدا [illegible] کی ذات [illegible] ہے [illegible] لیکن جہاں اولاد [illegible] ایک [illegible] ایک شان [illegible] ہے اور یہ [illegible] ہے وہی تمام کمالات انسانی کا باعث ہے قرآن کریم [illegible] رب المسلمین نہیں بلکہ رب العالمین [illegible] کا انسان [illegible] ہر شخص [illegible] کا تو اس [illegible] کسی کو اس کی طرف سے مایوس ہونے کا موقع نہ ملیگا۔

ربوبیت کی شان

رب کے معنے اصلاً یہی ہیں کہ وہ سب کی پرورش ہی نہیں کرتا بلکہ انہیں ادنیٰ حالت سے اٹھا کر بام رفعت تک پہنچا دیتا ہے ظاہر ہے کہ ایسی یکتا و اعلیٰ ہستی کو اپنا رب اور خالق سمجھ کر [illegible] جانتے ہوئے کہ وہ ترقی دے سکتا ہے کوئی ایک لمحہ کے لئے بھی مایوس نہیں ہو سکتا [illegible] ہر وقت یہی خیال رہے گا کہ وہ میرا بھی رب ہے اور مجھے بھی ترقی دے سکتا ہے اس لئے مایوسی کی کوئی وجہ نہیں اور میری تکالیف اور بدبختیوں کو دور کرنے والا موجود ہے مایوس حضرات اپنی فطری مایوسیوں سے مغلوب ہو کر اس شبہ کا اظہار کر سکتے ہیں کہ یہ تو مسلم ہے کہ وہ رب ہے اور اپنے بندوں کو ترقی کی بلندیوں پر پہنچا سکتا ہے لیکن کیا اس سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ وہ اپنے بندوں کو اچھی ترقی پہنچانے کا ارادہ بھی رکھتا ہے اور اس ارادہ کا ظہور ابھی شروع ہو گیا ہے اس کا ازالہ پہلے جملہ الحمد للہ میں کر دیا گیا ہے ہم روز مرہ میں بھی الحمد للہ ایسے ہی مواقع پر استعمال کرتے ہیں جبکہ ہمارے قلوب احسانات ربانی کے احساس سے لبریز ہوتے ہیں اور یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ اس کا کرم ہم پر بے حساب نازل ہو رہا ہے اس [illegible] میں رب العالمین کے ساتھ الحمد للہ کا استعمال واضح کر رہا ہے کہ اس کے ابواب رحمت وا ہو چکے ہیں اور اس نے اپنے کرم کی بارشیں بندوں پر شروع کر دی ہیں [illegible] تعریف تو اسی وقت کی جاتی ہے جب کرم ہو رہا ہو [illegible] لگا کر [illegible] واضح کر دیا کہ اس کی طرف سے رحمت ہی رحمت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں [illegible] بند ہیں [illegible] تعریف و تعریف [illegible] اس [illegible] ہمارے [illegible] جملہ [illegible] نازل ہوتی ہیں اور جب [illegible] کسی قوت [illegible] نازل [illegible] ہمیں قرآن کریم [illegible] من مصیبة فبما کسبت ایدیکم ویعفوا عن کثیر [illegible] نازل ہوتی ہیں وہ تمہارے ہی فعل کردار کا نتیجہ ہوتی ہیں [illegible] گناہوں میں سے بہت سے گناہوں کو اپنی طرف سے معاف کر دیتے ہیں [illegible] ہم اپنی طمع حرص اور غلط [illegible] غلط اندیشیوں سے اپنے اوپر خود [illegible] مصیبتوں کو نازل کرتے [illegible] بیماریاں [illegible] اپنی غلطیوں کا نتیجہ [illegible] لیکن [illegible] کو کیا دخل [illegible] کا جواب [illegible] نازل ہوتی ہیں اور ان میں بھی [illegible] قرآن کریم [illegible] ان امور کے متعلق [illegible] بندوں کے تنبیہ اور عبرت کے لئے [illegible] انسان [illegible] غافل [illegible] کہ [illegible] نازل ہوتی ہیں [illegible] اس [illegible]

کے لئے صدہا فوائد مضمر ہوتے ہیں۔

رحمت ایزدی کی عمومیت

خدائے قدوس نے فرمایا ہے رحمتی وسعت کل شئی میری رحمت تمام اشیاء اور ہر چیز پر حاوی ہے بندوں کو چاہئے کہ وہ ہر وقت اس کی صفات کو اپنے ذہن میں رکھیں خدائے قدوس پر ایمان و اعتقاد و اعتماد بہت بڑی چیز ہے اور اس کے نتائج ہمیشہ اچھے ہی مرتب ہوتے ہیں دہریئے کہدیتے ہیں کہ اگر خدا ہے تو اس نے خود کو مخفی کیوں رکھا ہے بعض لوگ یہ بھی کہتے نظر آتے ہیں کہ جنت دوزخ اور فرشتے محض خیالی چیزیں ہیں اور ہم بلا دیکھے ان پر کیسے ایمان لا سکتے ہیں لیکن واضح رہے کہ ایمان کامل وہی ہے جو بلا دیکھے لایا جائے ایمان کامل تھا حضرت صدیق اکبر کا جو رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی زبان مبارک سے سنکر حشر نشر اور جنت دوزخ پر ایمان لے آئے غرض ایمان کا امتیاز یہیں پیدا ہوتا ہے اگر آج ہر شخص ابوجہل کو دوزخ میں اپنی آنکھوں سے جلتا دیکھے تو کوئی بھی ایسا باقی نہ رہے جو اسلام کو قبول نہ کرے لیکن آنکھ سے دیکھکر ایمان لانے والا وہ درجہ حاصل نہیں کر سکتا جو بلا دیکھے ایمان لانے کا حاصل ہو سکتا ہے ایمان وہی [illegible] اصل چیز ہے دنیا میں عشق کا بھی یہی حال ہے اور عاشقوں کا عشق دیکھکر بھی ہوتا ہے اور محض صفات سنکر بھی لیکن قریب سمجھ لیجئے کہ عشق بے پناہ ہوتا ہے جو کسی کی محض تعریف اور صفات حسن سنکر پیدا ہوا ہو اسی طرح جو افراد خالق کی صفات ربوبیت سنکر ایمان لاتے ہیں وہی بلند مراتب پر فائز ہوتے ہیں دیدار حق تو ایک روز سب ہی کو ہوگا اور سب ہی کو اپنے خالق کے سامنے کھڑا ہونا پڑے گا لیکن وہ سعید الفطرت انسان جو پہلے سے بلا دیکھے اس کی صفات خالقیت سنکر ایمان لے آئے ہیں ان کے مراتب کہیں بلند ہیں

یاس و ناامیدی کی تباہ کاری

جو انسان کو خدائے قدوس کی ربوبیت پر ایمان ہو اور وہ اس کی صفات کاملہ پر پورا یقین رکھتا ہو وہ اپنی ترقی سے کبھی مایوس نہیں ہو سکتا اور مایوسی تو اس کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتی ہے وہ ہمیشہ پر امید رہے گا امید اس کے قلب میں امنگ پیدا کرے گی اور یہی امنگ اس کی کامیابیوں اور کامرانیوں کی کنجی ثابت ہوگی لیکن یہ نکتہ بھی ذہن نشین رکھنا چاہئے کہ امید کی بھی دو قسمیں ہیں ایک قسم یہ ہے کہ کام کچھ نہ کیا جائے کوشش کی ضرورت نہیں سمجھی جائے [illegible] کبھی ضرور دیگا اور اسی امید کا نام بے عمل مسلمانوں نے توکل رکھ چھوڑا ہے محنت و تدبیر سے کام لینا چھوڑ دیا اور وہ دنیا بھر میں ذلیل و خوار ہو گئے خدائے قدوس نے فرمایا کہ انسان کے لئے وہی ہے جس کی اس نے کوشش کی [illegible] پورا توکل اور بھروسہ رکھنا یہاں یا محض توکل علی اللہ نہیں فرمایا بلکہ توکل کے ساتھ عزم کی بھی شرط لگا دی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ توکل کرنا ضرور چاہئے مگر عزم کے بعد عزم اس کے سوا کیا ہے کہ کسی کام کو محنت و سرگرمی کے ساتھ تکمیل کو پہنچا دینے کا پختہ ارادہ کر لیا جائے یہ نہیں کہ محض توکل کو لیکر بیٹھ جائیں اور کوئی کام نہ کریں یہ امید شیطانی امید ہے اور اس سے سوائے نقصان کے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور آپ کے صحابہ نے حصول کامیابی کے لئے کیسی کیسی محنتیں کی ہیں اگر توکل کے معنی کام نہ کرنے اور لطیفۂ غیبی کے منتظر رہنے کے ہوتے تو صحابہ [illegible] سے کام نہ لیتے [illegible] ان میں خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ان کی دعاؤں [illegible] زیادہ اثر رکھتا [illegible] لیکن انہوں نے دعاؤں کے ساتھ

ہمیشہ عمل سے کام لیا اور ہتھیار لیکر میدان میں نکلے انہوں نے بھی توکل ضرور کیا اور خدائے قدوس کی ذات گرامی سے اپنی امیدیں وابستہ کیں لیکن اسباب دنیوی کی پوری فراہمی کے بعد حقیقت میں صحیح توکل اور صحیح امید یہی ہے [illegible] اور کامیابی کے لئے خدا پر بھروسہ رکھتے۔

قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی حوصلہ مندیاں

رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ایک مرتبہ مردم شماری کرائی تو معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی تعداد سات سو تک پہنچ گئی ہے اس پر مسلمانوں نے بڑی خوشی منائی اور کہنے لگے کہ کیا اب بھی کوئی ہمیں ہلاک کر سکتا ہے اب تو ہم سات سو ہو گئے یہ تو تھا ان کی امید کا مظاہرہ مگر اس سے بھی ان کی ہوشمندی جوش بہادری اور [illegible] کا یہ عالم تھا کہ ایک وقت محض شور سنکر مدینہ کے سارے گھروں سے باہر نکل آئے اور مسجد میں جمع ہو گئے کہ اگر کوئی حادثہ پیش آیا ہو تو سب مل کر اس کا مقابلہ کریں تو اس زمانہ کے مسلمانوں کے احساسات تھے لیکن آج یہ حالت ہے کہ دنیائے اسلام میں عظیم حوادث پیش آتے رہتے ہیں مسلمانوں پر بڑے بڑے حوادث پڑتے ہیں لیکن ان کے کانوں پر جوں بھی نہیں رینگتی اور نہ ان میں کوئی حرکت عمل پیدا ہوتی ہے اور یہی تغافل یہی سستی اور یہی بے عملی ان کے زوال اور تباہی کا باعث بنی ہوئی ہے [illegible] اور روح غیرت عمل پیدا نہ ہوگی ان کی ترقی محال اور ان کا آگے بڑھنا مشکل ہے پہلے [illegible] زمانہ پر امید تھے ہر چیز کا روشن پہلو دیکھتے تھے اور انہیں ہم سے زیادہ خدا کی ذات پر بھروسہ تھا لیکن [illegible] انہوں نے سستی اور بے عملی کا نام توکل نہیں رکھا تھا وہ کام و محنت کے بعد امید قائم کرتے تھے محنت و مشقت اگر شوق و جوش کے ساتھ کی جائے تو اس سے تکان و سستی نہیں بلکہ اس سے فرحت و انبساط پیدا ہوتا ہے۔ خدائے قدوس فرماتا ہے والنازعات غرقا والناشطات نشطا [illegible] کے دلوں میں کام اور محنت کے لئے چستی اور امنگ پیدا ہوتی ہے وہ عمل کرنے میں [illegible] اس کے بعد سست نہیں ہوتے بلکہ بشاشت قلبی کے ساتھ اور زیادہ کام کرنے اور جوش کے ساتھ کرنے پر آمادہ ہوتے ہیں ظاہر ہے کہ جب دل امیدوں کے ساتھ لبریز ہوگا اور بندہ یہ سمجھے گا کہ میرے کام سے میرا آقا و مولا بھی خوش ہوتا ہے اور نتیجہ میں کامیابی عطا کرے گا تو یقیناً اس کو اس کام اور محنت سے مسرت حاصل ہوگی بخلاف اس کے جن کو خدائے قدوس پر بھروسہ نہیں ان کے قلوب میں کامیابی کے متعلق شبہات پیدا ہوں گے شبہات پیدا ہونے پر مایوسی بڑھے گی [illegible] ان کی بربادی و مصیبت کا باعث ہوگی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو پر امید رکھنا اور [illegible] دیکھنا چاہتا ہے کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله فرمایا ہے کہ مسلمان کسی حالت میں بھی مایوس نہ ہوں کثرت کے مقابلہ میں قلت [illegible] نا امیدی پیدا کرنے والی چیز ہے لیکن خدا کا ارشاد ہے کہ قلت پر کثرت کا غلبہ یقینی نہیں قلت بھی کثرت پر غالب آ جاتی ہے اس آیت پر ایمان و اعتقاد رکھنے والے کسی حالت میں بھی مایوس نہیں ہو سکتے حقیقت یہ ہے کہ اگر مسلمانوں کے ایمان پختہ ہوں اور وہ صحیح اسلامی تعلیمات کے پیکر بنکر زندہ رہیں تو [illegible] پہلے کام کرتے اور پھر خدا پر توکل [illegible] جو شخص نہ کام کرے اور نہ محنت اسے توکل کا کوئی حق نہیں [illegible] اور ان کو قلب امید اور توقع ہو

اخوّت

(از جناب مولوی عبد الغنی صاحب)

مسلمانوں میں محبت

خدائے عزّ و جل کا حکم ہے انما المومنون اخوۃ ”سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں،“ فاصلحوا بین اخویکم چونکہ تم بھائی بھائی ہو ایک دوسرے کی بگڑی کو بناؤ۔ اخوت کے سلسلہ آغاز کو تا انجام سرانجام دو کیسے زوردار الفاظ میں اس بزرگ و برتر آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کی شرط کو بیان فرمایا لن تدخلوا الجنۃ حتی تومنوا ولا تومنوا حتی تحابوا تم جنت میں نہ جاؤ گے تا وقتیکہ ایمان لاؤ ایمان نہ لاؤ گے تا وقتیکہ باہم محبت نہ کرو یعنی ایک دوسرے کے دکھ کی دوا کرو اس کی مصیبت کو اپنی مصیبت اس کی خوشی کو اپنی خوشی جانو المومن کرجل واحد اذا اشتکی عینہ اشتکی کلہ واذا اشتکی راسہ اشتکی کلہ

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر　　سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

مسلمانوں کی تحقیر کرنا

خطبہ حجۃ الوداع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا المسلم اخ المسلم لا یظلمہ ولا یخذلہ ولا یحقرہ التقوی ھھنا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اس کو بے مددگار چھوڑے اور نہ اس کی تحقیر کرے

تقوی اسی کا نام ہے

اور یہ فقرات مزید تاکید کے لئے ایک بار نہیں دو بار نہیں بلکہ تین بار فرمائے جو مسلمان ایک دوسرے کی تحقیر کرے اس کے لئے ارشاد ہوا بحسب امرء من الشر ان یحقر اخاہ المسلم آدمی کی بدی یہی کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فداہ امی وابی اپنی امت کی موجودہ حالت سے خائف و ترساں تھے اسی لئے سختی کے ساتھ فرمایا لیس المومن بالطعان ولا باللعان ولا الفاحش ولا البذی مومن نہ طعن کرنے والا نہ لعنت کرنے والا اور نہ گالی دینے والا اور نہ زبان درازی کرنے والا۔ عام طبقے کے لوگوں کا کیا پوچھنا علمائے دین ایک دوسرے کی تکفیر و بے عزتی کرتے اور طعن کرنے کا لیں دیے درپردہ نہیں بلکہ ڈنکے کی چوٹ پر۔ کھیلے نہیں جاتے دل میں ایک جگہ نہیں اشتہاروں اور اخباروں کے ذریعہ ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ،، تا ہندوستان کا یہ حال تو عام فتنے کا اللہ بیلی۔

مسلمانوں کی ترک

اس سے بڑھکر خداہ امی وابی کے ارشادات طیبات پر نظر کیجئے لا یحل لرجل ان یھجر اخاہ فوق ثلاث لیال کسی آدمی کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ تین دن سے زیادہ ملاقات ترک کرے مگر یہاں معاملہ برعکس ایک دوسرے سے معاملہ طعام و کلام حرام سمجھا جاتا ہے بلکہ ایک دوسرے کو مسجدوں سے منع کرکے ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ وسعی فی خرابھا اس شخص سے زیادہ ان ظالم ہے کون جو اللہ کی مسجدوں میں اس کو یاد کرنے سے روکے اور اس کے اجاڑنے کی کوشش کرے، کا مصداق بن جاتا ہے۔

کلہ ترید نیست امنتھا ثابت و فرعھا فی السماء بڑا اس کی نوبت ہے اور شاخیں آسمانوں میں ہر ایسی کلمہ گو یوں کی اخوت بھی ایسی ہونی چاہیئے یعنی کسی حال میں مسلمانوں سے معاملہ طعام و کلام قطع نہ کرنا چاہیئے بشرطیکہ ہوئی حلال ہو کہا امام محمد نے وبھذا ناخذ لا ینبغی الھجرۃ بین المسلمین اور اسی پر ہمارا عمل ہے مسلمانوں کو آپس میں ترک کرنا مناسب نہیں۔

آپس میں جھگڑنا

الا اخبرکم بافضل من درجۃ الصلوۃ والصیام والصدقۃ قالوا بلی قال اصلاح ذات البین فان فساد ذات البین ھی الحالقۃ ہمارے آقا و مولی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمھیں اس نیکی کی خبر نہ دوں جو نماز روزے صدقے سے بھی افضل ہو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ فرمایا

آپس میں صلح کرادینا

نماز روزہ اور صدقہ سے بہتر ہے اور آپس میں فساد ڈالنا نیکیوں کو ضائع کرتا ہے سابقہ امتوں کی ہلاکت کے اسباب میں ایک سبب بیان فرماتے ہوئے نصیحت فرمائی لا تختلفوا فان من کان قبلکم اختلفوا فھلکوا اختلاف نہ کیا کرو کیونکہ جو لوگ تم سے پہلے تھے انہوں نے اختلاف کیا پس ہلاک ہو گئے قرآن کریم نے اتفاق کا وعظ فرماتے ہوئے جھگڑے اور بے اتفاقی کی برائیاں بیان کیں ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم یعنی اگر تم بے اتفاقی کروگے تو تمہاری ہوا اکھڑ جائیگی بنی بنائی عزت خاک میں مل جائے گی کیا ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے قرآن حکیم اور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات طیبات کافی نہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

جھگڑا کرنے کرانیوالے

ویفسدون فی الارض اولئک لھم اللعنۃ ولھم سوء الدار اور فساد کرتے ہیں زمین میں انہی لوگوں پر لعنت ہے اور انہیں کی عاقبت بری ہے فساد کے بجائے ہمیں تو اصلاح اور نصیحت کا حکم تھا ان رجالا من امتی لم یدخلوا الجنۃ بکثرۃ صلوۃ ولا صیام ولکن لیدخلوھا بسخاء الانفس وسلامۃ الصدور والنصح للمومنین بیشک اس امت کے بہت سے لوگ نماز اور روزے کے سبب سے جنت میں داخل نہ ہوں گے بلکہ اخلاق نیک اور دل کی صفائی اور مسلمانوں کو نصیحت کرنے کی وجہ سے جنت حاصل کرینگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر خطبے میں فرمایا فمن رأیتموہ فارق الجماعۃ ویرید ان یفرق امۃ محمد کائنا من کان فاقتلوہ جو مسلمان ایک دوسرے کو کافر مرتد کہتے ہیں ان کی نسبت امام محمد نے حدیث نقل کی ایما امرء قال لاخیہ کافر فقد باء بھا احدھما جس نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہو گیا بعد اس حدیث کے خود امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ یوں تفسیر فرمائی لا ینبغی لاحد من اھل الاسلام ان یشھد علی رجل من اھل الاسلام بذنب اذنبہ بکفر وان عظم جرمہ وھو قول ابی حنیفۃ والعامۃ من

فقہا کا کسی اہل اسلام کو مناسب نہیں کہ دوسرے مسلمان کو کسی گناہ کے کرنے سے کافر کہدے۔ چاہے اس نے کیسا بڑا گناہ کیا ہو اور یہی قول ہے ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ اور عامہ فقہاء حنفیہ رحمہ کا۔

مسلمان کی تعریف

جواب دیا جاتا ہے کہ ہم کافر و مرتد کو ہی کافر کہتے ہیں اس لئے ضروری ہوا کہ مختصر طور پر مسلمان کی تعریف کر دی جائے۔ صحیح مسلمان کی تعریف میں اگرچہ علمائے کرام بہت سے اختلافات رکھتے ہوں مگر ایک منصف مزاج مسلمان کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فداہ امی و ابی کا اپنا فیصلہ نہایت خوش کن ہے من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فھو فی ذمۃ اللہ ورسولہ یعنی جو شخص ہماری نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کو اپنا قبلہ سمجھے ہمارے ذبح کردہ جانور کا گوشت کھائے وہ اللہ اور اس کے رسول کی امان میں ہے اور فرمایا من قال لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ دخل الجنۃ دوسری روایت کے مطابق من قال اخر کلامہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ دخل الجنۃ جس شخص نے مرنے سے پہلے منافقانہ نہیں بلکہ سچے دل سے لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کہا جنت میں داخل ہوگا (انشاء اللہ تعالیٰ)، قرآن مجید میں احکم الحاکمین نے فرمایا شرک کے بغیر اگر میں چاہوں گا تو سب کچھ بخش دوں گا۔ عام صحیح احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ گنہگار کلمہ گو جہنم میں سزا پانے کے بعد داخل جنت ہوں گے جبکہ صد سالہ کافر دشمن ابد اسلام بھائی بنی آدم۔ چنانچہ خدائے عزوجل کا ارشاد فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ فاخوانکم فی الدین پس اگر لوگ توبہ کریں اور نماز پڑھنے لگیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں) ظاہر کر رہا ہے تو وہ شخص کیوں نہ بھائی ہو جو بیگانہ گھر نہیں بیدا نہیں ہوا۔ ان کی تعلیم قبول کی کہ برعکس اس کے سنت بالدیر صدق دل سے ایمان لائے ہوئے ہو فقہاء کا اصول ہے لا نکفر اھل القبلۃ ہم اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے لہذا ہر مسلمان کلمہ گو کا جنازہ پڑھنا اس کے لئے دعائے مغفرت مانگنا اس کے رنج و راحت میں شریک ہونا حق اخوت ہے۔

یہ ہے اسلام کی وہ دلنشین تعلیم جس کی وجہ سے اس نے اس مدت قلیل میں تمام دنیا میں عالمگیری حاصل کرلی تھی اور جب اس کی آواز دشت حجاز سے نکلی تو اطراف عالم میں گونج اٹھی اسلام اغیار کو اپنا اور دشمن کو دوست بنانا سکھاتا ہے اسلام دنیا کے سامنے وہ پروگرام پیش کرتا ہے جس سے انسان کی تمدنی معاشرتی اور اقتصادی زندگی سرعت سے ارتقائی منازل طے کر کے کمال حاصل کر سکے اسلام نے اخوت کے رنگ میں غیریت کے ان مقدس قوانین کی تعلیم دی ہے جن پر عمل کرنے سے گزشتہ چند صدیوں میں مسلمان تمام اقوام عالم پر فوقیت لے گئے تھے اور خلق خدا اسلام کو صحیح معنوں میں حیات جاودانی کا ذریعہ سمجھنے لگی تھی مگر وائے بدنصیبی کہ آج ہم کوتاہ بین کوتاہ اندیش نام نہاد مسلمانوں کی کمزوریوں کے باعث اسلام بدنام ہو رہا ہے مسلمان تباہ و برباد ہو رہے ہیں اور دنیا پر مصیبتوں کی گھٹائیں چھا رہی ہیں ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔

محبوب عاشق کے قدموں پر

محبت، عداوت، دشمن کی تباہی، ترقی روزگار کے عمل

عمل ۱ نفی ہر مذہب والا عامل بن سکتا ہے مسلمانوں کے لئے مناسب نہیں عمل ۲ علوی صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص ہو کامل بیس سال کا تجربہ کبھی بے فائدہ نہیں گئے جب تلاش تھی ہزاروں روپے برباد کئے اب میں خدا کو حاضر و ناظر جانکر اور گواہ بنا کر بے کم و کاست تفصیل ہدیہ پر ان کا اعلان کرتا ہوں تاکہ سب امیر و غریب فائدہ اٹھا سکیں جن بھائیوں کو میری گذارش پر اعتبار ہو درسالہ ہی ایک حلف نامہ اس اقرار کا ارسال کریں کہ اپنی ذات کے سوا کسی دوسرے کو نہ بتائیں گے طلب کریں۔

عمل ۱ اس عمل کے پڑھنے میں پندرہ منٹ صرف ہوتے ہیں اس کا عامل ایک سال اس پر قابض رہتا ہے دوسرے سال کے لئے دوبارہ پندرہ منٹ صرف کر کے عمل پڑھنا ہوتا ہے اس کے بعد انشاء اللہ صرف تین منٹ میں تین مرتبہ پڑھکر مطلوب کو تابعدار بنایا جا سکتا ہے۔ ہدیہ رعایتی تین روپیہ (عہ)

عمل ۲ علوی یہ ایک آیت قرآنی ہے موکل کا عمل ہے اکتالیس سیاہ مرچوں پر اکتالیس اکتالیس مرتبہ پڑھی جاتی ہیں اور مرچیں آگ میں جلائی جاتی ہیں ادہر مرچیں جلتی ہیں ادہر محبوب کا دل میں آتش محبت بھڑکنے لگتی ہے سات دن میں انشاء اللہ محبوب آپ کے آگے سرنگوں ہوگا ہدیہ صرف دو روپے (عہ)

عمل ۳ برائے ترقی روزگار یہ عمل برائے ترقی روزگار ترقی تجارت و ملازمت اور اس کی ترقی کے لئے عجیب و غریب ہے ہفتہ میں صرف چہار شنبہ کو پڑھا جاتا ہے پڑھنے میں آدھ گھنٹہ صرف ہوتا ہے اس کی برکت سے روزی روزگار میں اس قدر ترقی ہوتی ہے کہ اللہ کی قدرت کا کرشمہ نظر آتا ہے ایک روپیہ چار آنہ نذرانہ ہے عہ میں دس آدمی پڑھنے کی اجازت لے سکتے ہیں عمل عداوت یہ عمل درمیان دو شخصوں کے درمیان عداوت دشمنی ڈالنے کیلئے نہایت مجرب ہے صرف پندرہ منٹ کی پڑھائی سات یوم میں کامیابی ہوتی ہے جائز ضرورت کے لئے طلب کیا جائے ورنہ گنہگار ہوں گے نذرانہ عہ

عمل تباہی دشمن یہ عمل تباہی و بربادی دشمن کے لئے بہترین عمل ہے آدھ گھنٹہ یومیہ محنت کی پڑھائی ہے جائز ضرورت کے لئے طلب کیا جائے ورنہ گنہگار ہوں گے ہدیہ عہ ان تمام عملیات کے پڑھنے میں نہ کسی قسم کا خوف و خطرہ وقت مقرر ہے نہ اپنے مکان سے باہر جانے کی ضرورت جو صاحب کل عمل ایک ساتھ طلب فرمائیں گے تو ان سے دس روپوں کا ہدیہ صرف چار روپے لیا جائے گا اور اگر روپیہ بذریعہ منی آرڈر روانہ کریں تو محصول ڈاک معاف عمل لفافہ میں بھیجے جاتے ہیں

پتہ فضل شاہ عامل پوسٹ بکس ۷۵ دہلی

توہمات پرستی

(از قلم مولوی ... ...)

اس تہذیب و تمدن کے زمانہ میں بہ دعویٰ بڑی بلند آہنگی اور انتہائی شد و مد سے کیا جاتا ہے کہ اب موجودہ تہذیب و تمدن کی برکات میں سے ایک یہ امر بھی ہے کہ توہمات پر لوگوں کا اب اعتقاد نہیں رہا ہے اور اس توہمات پرستی سے کچھ پہلے تک جو ناقابل تلافی نقصانات بنی نوع انسان کو پہنچا کرتے تھے ان سے بہت اور بڑی حد تک گلو خلاصی ہو گئی ہے اور جتنا کچھ اثر ابھی باقی ہے وہ نقدان تعلیم کی وجہ سے ہے اور انشاء اللہ جوں جوں تعلیم عام ہوتی جائے گی اور تعلیم یافتہ افراد کا تناسب بڑھتا جائے گا اسی قدر یہ کوتاہی دور ہوتی جائیگی اور اب وہ وقت کچھ زیادہ دور نہیں ہے کہ دنیا اس لعنت سے ہمیشہ کے لئے پاک ہو جائیگی۔

جہانتک اس اصل کا تعلق ہے کہ توہمات پرستی اشرف المخلوقات انسان کے مرتبہ سے نہایت فروتر بات ہے اور اس لئے جلد از جلد اس کو دور ہو جانا چاہیئے ہم کو اس سے کامل اتفاق ہے اور ہماری بھی دلی خواہش یہی ہے کہ یہ لعنت برسوں کے بجائے مہینوں میں اور مہینوں کے بجائے دنوں میں بلکہ گھنٹوں اور منٹوں میں معدوم ہو جائے لیکن اس امر سے ہم کو ہرگز اتفاق نہیں ہے کہ اس لعنت کے حلقہ اثر میں کوئی کمی ہو رہی ہے اور انسانی آبادی اس کی منحوس گرفت سے نکلتی جاتی ہے البتہ یہ ضرور ہے کہ آج اس نے ڈارون کے نظریہ ارتقاء کی بموجب اپنی شکل و صورت اور رنگ بدل دیا ہے اور اس کا حلقہ اثر نہ صرف جوں کا توں بلکہ کہیں زیادہ وسیع تر ہو گیا ہے۔

پہلے توہمات پرستی صرف جہلاء اور عوام تک محدود تھی اب پڑھے لکھے اور خواص بھی اس میں مبتلا ہیں پہلے جنات بھوت پلید خبیث چڑیل وغیرہ وغیرہ کا اثر تسلیم کیا جاتا تھا تو اس چیز نے ایک نہایت مہذب متمدن اور سائنٹفک نام جراثیم اختیار کر لیا ہے پہلی قسم کی توہمات پرستی موجودہ زمانہ میں جہلا مبتلا تھے اس لئے ... الزام لگا کر ایک بڑی شے قرار دے دیا گیا تھا لیکن آج جبکہ وہی لوگ توہم پرستی میں مبتلا ہیں جو کل تک توہمات پرستی کے خلاف جہاد کرتے تھے کون اتنی جرات کر سکتا ہے کہ اس کے خلاف ایک حرف بھی زبان سے نکالے اور اگر کسی کا ایسا ہی برا دن ہو اور اس قسم کی جرات کر ہی سکے تو دوسرے ہوش و حواس رکھنے والوں کے لئے اس کی طرف توجہ کرنے کی کیا ضرورت ہے کیونکہ فاتر العقل کی بات کا اعتبار ہی کیا۔

کسی شخص کی اس قسم کی جرات کو فتور عقل اور دیوانگی کا تمغہ عطا کر دینا تو کوئی مشکل امر نہیں ہر وقت ممکن ہے لیکن بہتر ہوا ... سمجھنے سے قبل فوراً الہدیٰ کے بہانے تھوڑی دیر اس پر ٹھنڈے دل سے ذرا غور بھی کر لیا جائے تو اچھا ہو اور اگر اس کے بعد بھی یہی حکم لگایا جائے تو بہتر ہے لیکن اگر یہ فیصلہ غلط ثابت ہو جائے یا غلط تو نہ کہا جا سکے لیکن ایسا فیصلہ عبث و فضول ہو یا کم از کم یہ ... ثابت کیا جا سکے کہ غلط اور نہ صحیح تو ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ ایک تعلیم یافتہ شخص کی شان سے اس قسم کا ... بہت برا امر ہے۔

... ... تو ... پرستی ... ... کی

نزد یہ بنیت سے حوادث و واقعات میں کبھی کوئی کمی ہوئی اور نہ آج جراثیم کی تحقیقات اور ان کے شر سے حفاظت کی تدابیر امراض و اموات میں کوئی کمی کر سکیں بلکہ یہ اور ان کے آثار و نتائج جیسے پہلے تھے بعینہ اسی طرح بلکہ اس سے بدرجہا زائد اب بھی ہیں اس لئے جہانتک نتائج اور آثار کا تعلق ہے اس علمی اور سائنٹفک تحقیقات سے دنیا کو رتی برابر فائدہ نہیں ہو سکا اور جب عواقب اور نتائج سے جراثیم کی یہ سائنٹفک تحقیقات نہیں بچا سکتی تو پھر اس لحاظ سے اس نئی قسم اور پرانی قسم میں کوئی فرق نہیں رہتا۔

ہمارے نزدیک تو یہ جدید متمدن و مہذب توہمات پرستی بلحاظ اپنے اخلاقی نقصانات کے اس پرانی اور دقیانوسی قسم سے بدرجہا بدتر ہے۔ پہلی قسم کی اس لعنت میں چونکہ صرف جہلا مبتلا ہوتے تھے اس لئے جب ان کی آنکھوں کے سامنے سے جہالت کا پردہ دور ہو جاتا تھا وہ اس نحوست سے چھٹکارا ہو جاتے تھے لیکن اس متمدن اور سائنٹفک لعنت کا دائرہ جس قدر تعلیم عام ہوگی وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جائیگا اور ظاہر ہے کہ ...

ہر کس کہ نداند و بداند کہ بداند ... در جہل مرکب ابدالدہر بماند

ان پڑھے لکھے جاہلوں کا علاج میں آنا بہت دشوار ہوگا۔ پرانی توہمات پرستی کو اگر توہمات پرستی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے تو اس کی بڑی سے بڑی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ علم و حکمت اس قسم کی موجودات کے قائل نہیں ہیں اور جب کوئی شئے موجود ہی نہیں ہے اور اس کی کوئی ہستی ہی نہیں ہے تو اس کے نفع اور نقصانات کے کیا معنے بلکہ حقیقتاً کسی قسم کے نفع یا نقصان کے باعث یہی جراثیم ہوں گے جن سے دنیا آجتک ناواقف تھی اور اس لئے بھوت پلید وغیرہ کی معتقد تھی ورنہ بھوت پلید نہ پہلے تھے اور نہ اب ہیں۔

ایک بڑا الہام و سنئیں اگر کسی جاہل کو علوم کی موٹی موٹی اصطلاحات استعمال کر کے حواس باختہ اور از خود رفتہ کر سکے تو یہ بڑی آسانی سے ممکن ہے لیکن اس کے معتقدات کا انکار کر کے مطمئن ہو جائے کہ بالا جیت لیا اور اس کے لاجواب ہو جانے اور جواب نہ دے سکنے سے یہ نتیجہ اخذ کر لینا کہ واقع میں بھی ان اشیاء کا کوئی وجود نہیں ہے ایک ایسا دعویٰ ہے جس کی کوئی دلیل نہیں پیش کی جا سکتی ابھی کل تک کتنی باتوں کا علم نہیں تھا اور آج ہے کل تک کسی امر کے متعلق کیا خیالات تھے اور آج کیا ہیں اور بعض اوقات تو یہ فرق اس درجہ کا اور اس قدر زیادہ ہوتا ہے کہ خود اپنے آپ پر ہنسی آنے لگتی ہے خدا ہی پر کیا دلیل ہے کہ ان جراثیم کا وجود بھی محض واہمہ کا فتور نہیں ہے اور کل کو یہ تمام علمی انکشافات اسی طرح مضحکہ انگیز معلوم نہیں ہونے لگیں گے جس طرح آج پرانے توہمات کو سمجھا جاتا ہے پرانے توہمات کے متعلق بھی معتقدین کے تجربات و مشاہدات ہی دلیل کے طور پر پیش کئے جاتے ہیں مگر ان کو آج بے تامل واہمہ اور ذہنی غلطی کہدیا جاتا ہے اس لئے کون شخص آج یہ ذمہ داری کر سکتا ہے کہ ان خیالات کو کسی وقت غلط نہ کہا جا سکے گا یہ دلیل کوئی دلیل نہیں ہو سکتی کہ ... جہلا کے خیالات تھے اور ... علماء ... ...

ہیں کیونکہ جس بات سے آدمی ناواقف ہو اس کے لحاظ سے وہ جاہل ہی ہے ایک سائنس کے فاضل کو موسیقی کے لحاظ سے جاہل ہی کہا جائے گا اس لئے جہالت خواہ ایک بات کی ہو یا سو باتوں کی بہر حال جہالت ہے۔ اس کے مقابلہ میں علم جاننے کو کہتے ہیں ایک شخص مانا کہ وہ سائنس سے ناواقف ہے مگر ہے ویسے صحیح الدماغ اور صاحب الرائے اور زندگی کے بیش از بیش عملی تجارب رکھتا ہے ظاہر ہے کہ اس کو دن اور جاہل گنوار کے سامنے اس کے مخصوص علمی تجربات اور مشاہدات کے لحاظ سے ایک تجربہ گاہ کی چار دیواری میں مقید سائنسداں جاہل ہی کہلائے گا البتہ یہ ضرور ہے البتہ یہ ضرور ہے کہ یہ کچھ اصطلاح سی ہو کر رہ گئی ہے کہ جسے لکھنا پڑھنا نہ آتا ہو وہ جاہل اور جو اس کام کو کر سکتا ہو وہ جاہل نہیں مگر اصطلاحات سے حقائق اور واقعات بدلا نہیں کرتے بلکہ جو چیز جو کچھ ہے وہ بہر حال وہی رہے گی خواہ اس کا نام آپ کچھ ہی رکھ دیجئے اسلام سے قبل عربوں میں شرافت کا معیار یہ تھا کہ نہ لکھنا آتا ہو نہ پڑھنا آتا ہو لیکن کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ احمق تھے ان کے حکیمانہ مقولے جو نا قابل رد ہونیکی وجہ سے اسلام نے بھی باقی رکھے ہیں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ علم کیا چیز ہے۔

بہر حال جو بات ہم تک پہنچی ہے وہ صرف اس وجہ سے مستحق رد نہیں ہو سکتی کہ وہ جہلاء کے خیالات اور معتقدات ہیں اور نہ کوئی دوسری بات صرف اس لئے لابدی طور پر ضروری القبول ہو سکتی ہے کہ اس کو نیوٹن یا ڈارون نے اپنی عمر گنوا کر معلوم کیا ہے انسان بہر حال انسان ہے اور اس کی ہر بات میں غلطی کا امکان ممکن ہے خواہ وہ آنکھ کان کا فعل ہو اور خواہ دماغ عقل کا شغل ہو۔

اسلئے ہمارے نزدیک نہ اس کو توہمات پرستی کہکر مسترد کر دینا صحیح ہے اور نہ اس کو علمی تحقیق کہکر عقیدہ میں داخل کر لینا درست ہے اب تک اگر توہمات پرستی میں مبتلا تھے تو اس میں دامن دولت پر کوئی اضافہ نہ تھا اور اگر آج ان علمی تحقیقات سے مستفید ہو رہے ہیں تو کوئی کمی نہیں ہے پہلے ہی بیمار ہوتے اور مرتے تھے اور اب بھی بالکل اسی طرح بیمار ہوتے اور مرتے ہیں پہلے بھی بیماروں سے پرہیز کیا جاتا تھا آج بھی کیا جاتا ہے بلکہ پہلے اسے کسی قدر زیادہ ہی کیا جاتا ہے اور اس سے جبکہ نہ انسان کی جسمانی ترقی میں کوئی مدد ملی اور اور اس میں کوئی فرق نہیں تو اس علمی تحقیقات سے دنیائے انسان کو کیا فائدہ پہنچا کہ آنکھیں بند کر کے حکمائے یورپ جو کچھ ارشاد کریں ہم تیز خفش کی طرح سنیں اور آمنا و صدقنا کہتے چلے جائیں

جبکہ صورت حال یہ ہو کہ خود اکتشافات علمیہ کے متعلق بھی کوئی آخری اور قطعی فیصلہ نہ کیا جا سکتا ہو اور نقصانات یہ ہوں کہ چھوت چھات اور پرہیز چھات کا پرہیز اس درجہ پہنچ گیا ہو جو الٹا تکلیف دہ بن گیا ہو تو بہتر ہے کہ نہ ان توہمات پر کوئی توجہ کی جائے اور نہ ان اکتشافات کی کچھ پرواہ کی جائے بلکہ کسی حکم یا سر پنچ کے سامنے اس تمام معاملہ کو رکھ دیا جائے اور ایک مسلمان کے لئے خدا اور رسول سے زیادہ معتبر اور کون حکم ہو سکتا ہے لہذا آیئے دیکھیں کہ وہاں سے کیا فیصلہ صادر ہوتا ہے۔

قرآن فرماتا ہے:۔

قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا ھو مولانا و علی اللہ فلیتوکل المومنون۔	کہہ دو اے ہمارے رسول) ہرگز نہیں پہنچ سکتی ہم کو کوئی مصیبت، مگر وہ جو اللہ نے ہمارے لئے مقرر کی ہے وہ ہمارا آقا ہے اور اللہ ہی پر مومنوں کو بھروسہ کرنا چاہیے۔

رسول کا ارشاد ہے:۔

لا عدوی ولا طیرۃ	نہ چھوت چھات کوئی چیز ہے نہ بدشگونی کوئی چیز

ایک مرتبہ آپ نے ایک کوڑھی کو ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ دستر خوان پر یہ کہتے ہوئے بٹھلا لیا کُل بسم اللہ اس کا نام لے اور کھا۔ ایک مرتبہ اونٹوں کو خارش ہو گئی کسی نے عرض کیا کہ تندرست اونٹ علیحدہ کر لئے جائیں آپ نے فرمایا موجودہ تندرستوں کو تو ان خارشیوں سے خارش لگ جائے گی لیکن سب سے پہلے جس کو ہوئی اس کو کہاں سے لگی۔

قرآن و حدیث میں اگر تلاش کیا جائے تو نہ صرف ایسی آیات اور احادیث جن سے اشارۃً اور کنایۃً اس خیال کی تصدیق ہوتی ہو مل جائینگی بلکہ صاف الفاظ بھی مل جائینگے اور بکثرت مل جائینگے جن سے یہی ثابت ہوگا کہ چھوت چھات کرنا صحیح نہیں مگر اسلام اس چیز کو بھی نظر انداز نہیں کر سکتا کہ اگر کوئی چیز خود موثر نہیں ہے تو اس میں کوئی تاثیر ہی نہیں ہے حضور سرور دو عالم کے یہ کلمات طیبات بھی ہیں کہ فر من المجذوم کما تفر من الاسد کوڑھی سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جذام لگ جانے والی بیماری ہے ورنہ اس سے اس قدر احتیاط کی تاکید نہ ہوتی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل بھی منقول ہے کہ ایک مرتبہ فوج میں طاعون پھیلنے کی خبر سن کر آپ نے فوج کو سامنے پڑاؤ چھوڑ کر دوسری جگہ منتقل ہو جانے کا یہ کہتے ہوئے حکم دیا تھا کہ اللہ کی قضا سے اللہ کی قضا کی طرف ہم بھاگتے ہیں۔

ان دونوں قسم کی تعلیمات کو سامنے رکھو تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ نہ تو زمانے قدیم کے توہمات پرستی صحیح اور درست ہے اور نہ جراثیم پر اتنا اعتقاد ایک مومن کی شان کے مناسب ہے کہ تمام مذہبی اور اخلاقی ذمہ داریوں کو نظر انداز کر کے ایسے مریضوں سے کوسوں بھاگے جتنی کچھ احتیاط کر سکتا ہے کرے اور اس کے بعد انتہائی اطمینان اور فراخدلی کے ساتھ مریض کے پاس آئے اور جائے اور ہرگز ہرگز کوئی ایسی بات نہ ہونے دے جس سے مریض کی کوئی دلشکنی ہو دوسری طرف خود مریض کو بھی اس امر کا خیال رکھنا چاہیئے کہ کسی سے اتنی توقع نہ کرے جتنی نا موزوں ہو۔

شرطیہ ڈہائی ماہ میں انگریزی آجائے گی

اگر آپ ... انگلش ٹیچر کا ایک سبق روزانہ سمجھکر پڑھ لیں گے صرف ایک گھنٹہ روزانہ محنت کی ضرورت ہے کسی استاد یا ماسٹر کی ضرورت نہیں رہے گی ... کتاب ... اس سے بہتر انگریزی سکھانے والی کتاب آج تک نہیں چھپی ضخامت تقریباً ۲۲۳ صفحات ... محصول ۔ ...

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

اسلام کا عروج وزوال

(از جناب مولوی ابوسعید صاحب جھوکا دی)

(بسلسلہ گذشتہ)

جماعت معتدل پر ایک نظر

یہ وہ جماعت ہے جو ہمیشہ سے متضاد افراد ان تمام متخاصمین فرقوں سے اپنے آپ کو ناطرفدار رکھتی رہی اس جماعت میں علوم مبادیات کے ذی استعداد اہل علم جملہ محدثین، تمام مجتہدین فقہا متکلمین اور صوفیائے عظام شامل ہیں معہذا اس صوفیہ کرام کی جماعت میں خصوصیت کے ساتھ ائمہ اہلبیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بہت زیادہ حصہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اصحاب صفہ کو چھوڑکر تمام صحابہ ضروری دینیات کا علم حاصل کر کے اپنے اپنے کاروبار میں مصروف رہا کرتے تھے اگر کوئی نئی ضرورت اُن کو درپیش آتی تو آنحضرت کی خدمت میں دریافت کرجاتے مگر خلافت شیخین میں جبکہ ممالک اسلامیہ کا حلقہ وسیع تر ہوگیا تو مختلف مقامات کے مرکزوں پر اہل علم اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم روانہ کئےجانے لگے اور تبلیغ اسلام اور اصلاح دین کا کام ان کے سپرد ہوگیا مثلاً مدینہ میں حضرت عبداللہ بن عمر مکہ میں عبداللہ بن عباس مصر میں عمرو بن العاص اور کوفہ میں ابن مسعود ان حضرات کو جو کچھ قرآن مجید اور احادیث رسول اللہ معلوم تھیں وہاں تو ان دونوں سے مسائل بیان کئے اور باقی جگہ اجتہاد سے کام لیا اسی طرح ان کے تابعین اور تبع تابعین کا حال رہا مثلاً مدینہ میں امام مالک اور ابن ماجشون مکہ میں ابن جریج بصرہ میں عثمان شام میں امام اوزاعی مصر میں لیث اور کوفہ میں امام ابوحنیفہ، سفیان ثوری اور ابن ابی لیلیٰ تھے ان حضرات کو جو کچھ قرآن وحدیث سے معلوم تھا وہ بیان کرتے اور باقی امور میں صحابہ اور تابعین کے اقوال اور اگر یہ بھی نہ معلوم ہوتے تو وہ خود اجتہاد کرتے اسی طرح سے تمام ممالک اسلامیہ میں ایسے عالم اور مفتی موجود تھے جن کے فتاووں پر بلاتعین اور بغیر کسی تخصیص کے عمل پیرا رہا کرتے تھے۔

مگر ۱۷۰ھ میں جبکہ ہارون الرشید خلیفہ عباسی نے امام ابویوسف جو امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد تھے قاضی القضات کے عہدہ پر مامور کیا تو رفتہ رفتہ بلاد مشرق میں مثلاً عراق، شام، مصر، خراسان وغیرہ میں ان کی رائے کے لوگ محکمہ قضات میں بھرتی ہونے لگے اور اس طرح سے حنفی المذہب کی دھندلی سی داغ بیل پڑنے لگی۔

اسی طرح اندلس میں امام اوزاعی کے اجتہاد کے مطابق فتاویٰ جاری تھے مگر جب منتظر اموی حاکم ہوا تو ۱۸۰ھ میں یحییٰ بن یحییٰ کو اس نے قاضی القضات مقرر کیا جو امام مالک کے شاگرد تھے انہوں نے مالکی مذہب کا وہاں سنگ بنیاد رکھدیا اور اس طرح رفتہ رفتہ تمام اندلس اور بلاد افریقہ میں مالکی مذہب کا رواج ہونے لگا۔

۱۹۸ھ میں جب حضرت امام شافعی مصر میں گئے تو وہاں ان کے بہت سے شاگرد ہوگئے اور ان شاگردوں کی وجہ سے ملک مصر میں مذہب شافعی کا کچھ رواج ہوگیا۔

ریگستان وسط عرب جہاں خلافت کا کوئی غلبہ نہ تھا وہاں کے لوگوں میں حضرت امام احمد بن حنبل کے شاگردوں نے مذہب حنبلی کو شایع کیا۔

پہلے تو ان میں کسی قسم کی عصبیت نہیں معلوم ہوتی تھی مگر جب زمانہ قادر باللہ عباسی نے ابوحامد اسفرائنی کو محکمہ قضا پر مامور کیا اور انہوں نے جماعت احناف سے قضا نکال کر ان کی جگہ پر شافعیوں کو قائم کرتے ہوئے سلطان محمود سبکتگین اور اہل خراسان کو لکھ بھیجا کہ خلیفہ نے قضا بدل دی ہے اس خبر سے بغداد والے دوگروہ ہوگئے اور جب ابوالعلا افشا پوری جو حنفی المذہب تھے خراسان گئے تو وہاں کے احناف نے مجتمع ہوکر اس پر سخت احتجاج کی اس پر عصبیت کا جانبین سے راز فاش ہوگیا آخرکار ۳۹۳ھ میں خلیفہ نے محکمہ قضاۃ سے ابوحامد کو علیحدہ کر کے پھر احناف کو ان کی جگہ پر فائز کر دیا۔

الغرض اس طرح حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی شاگردوں میں بھی تفریق کے بین آثار نمودار ہوتے ہوئے آئے دن ان میں بھی نزاع کی آگ بھڑکنے لگی جس کا انجام آگے چل کر یہانتک پہنچا کہ مکہ اور مدینہ میں علیحدہ علیحدہ ان مذاہب کے مصلے نصب ہوگئے لیکن ۶۶۵ھ میں بیبرس بندقداری کی سلطنت میں چاروں مذاہب کے قاضی مستقل طور پر مقرر ہونے لگے۔

معہذا اسی طرح اس جماعت میں ماتریدی اور اشعری کا طوفان شروع ہوا تھا یہ نزاع بھی اوائل ہی سے چلی آتی ہے مصر شام حجاز اور بلاد مغرب کے لوگ اشعری تھے یہ نزاع یہانتک بڑھی کہ جو شخص اشعری کے خلاف ہوتا اس کی گردن ماردی جاتی صلاح الدین ایوب اور نورالدین زنگی نے مذہب اشعری کی بہت زیادہ شہرت دی اس لئے نجلا ماتریدی مذہب صرف کتابوں میں رہ گیا لیکن اس کے بعد ۷۰۰ھ میں شیخ الاسلام تقی الدین ابن تیمیہ اور ان کے شاگردوں نے مذہب اشعری کے خلاف پھر قلم اٹھایا۔

خلاصہ مافی الباب اس طرح افسوس اس اعتدال پسند جماعت میں بھی یکجہتی نہ رہی اور اسی وقت سے حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی، اہلحدیث، اہل ظواہر، ماتریدی اور اشعری میں منقسم ہوکر متفرق ہوگئی۔

عند اللہ الاسلام وما اختلف الذین اوتوا الکتاب الا من بعد ما جاءھم العلم بغیا بینھم ومن یکفر بایٰت اللہ فان اللہ سریع الحساب۔

صوفیہ عظام پر ایک نظر

اوائل عہد ہائے سلطنت میں جبکہ تمام مسلمان اپنے آپ کو سوائے مومن اور مسلم کے کوئی دوسرے لفظ سے موسوم نہیں کرتے تھے تو اس جماعت با صفا کا بھی کوئی امتیازی نام نہ تھا البتہ دوسری صدی ہجری میں یہ جماعت صوفیہ کے نام سے موسوم ہونے لگی۔

جبکہ خورشید اسلام نے اپنا منور اور تابان چہرہ کو افق سے ظاہر کیا اور اس کی ظاہری درخشانی سے عامۃ الخلائق نے اپنے ظاہری عبادات اور ظاہری معاملات ظواہر شرع سے آراستہ کر لیا تو حاذقین طبیب ہمارے روحانی اور معالجین نے اپنے نہایت دقیق نظروں سے معلوم کیا کہ ان ظواہر آرائش کی علتہائے محرکہ بعض ظاہر اور خارجی اسباب ہیں لیکن امراضہائے روحانی جو اس کے خلاف ردعمل ہیں وہ ابھی تک تہ بہانہ عامۃ المسلمین میں مخفی طور پر اس عام سیلابی رو کے نیچے دبے ہوئے ہیں اور وہ ایمان جو حقیقتاً ان اعمال ظواہر کا علت تام ہونا چاہیئے وہ عامۃ الخلائق کے قلوب میں جیسا رہنا چاہیئے داخل نہیں ہوا ہے جن کے ذریعہ سے ان تمام امراض روحانی کا استیصال ہو سکے قالت الاعراب اٰمنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم وان تطیعوا اللہ ورسولہ لا یلتکم من اعمالکم شیئا ان اللہ غفور الرحیم۔

ان حضرات نے غور کیا کہ یہ ظاہری اور خارجی اسباب اور ان کا ہنگامی اثر ایک وقتی ہوتا ہے اور خدانخواستہ جب یہ ہنگامہ آرائی کسی قدر سرد ہو جائے تو یہ ارتیاب قلوب و شک، انسان کو پھر زمانہ کی طرف راجع کر دے گا اس لئے انہوں نے ریاضت اور مجاہدات نفسی سے ارتیاب قلب کو دور کرتے ہوئے ایک طرف تو امراض روحانی کا ازالہ اور دوسری طرف اس ایمان کو جو بین الخوف والرجا کیف ہے غلوب مومنین میں محکم کرتے ہوئے مکاشفات اور مشاہدات کے درجات میں ان کو داخل کرنے کا وسیلہ قرار دیا تاآنکہ سالک پر سر تکوین اور اسرار شریعت کے تمام معارف منکشف ہو کر نہ صرف عین الیقین بلکہ حق الیقین کا درجہ حاصل ہو جائے اور اس کے بعد پھر وہ مومن خود بخود سلیم القلب کی رہنمائی سے اخلاق رذیلہ سے مجتنب اور اخلاق جمیلہ سے بے تکلف آراستہ ہو کر کامل مومن بن جائے بس یہی علم تصوف کی حقیقت ہے۔

ان علم التصوف ریاضۃ النفس ومجاھدۃ الطبع بردہ عن الاخلاق الرذیلۃ وحملہ علی الاخلاق الجمیلۃ من الزھد والحلم والصبر والاخلاق والصدق الی غیر ذلک من الخلال الحسنۃ التی یکسب المدائح فی الدنیا والثواب فی الاخرۃ۔

اسی حقیقت کی طرف قرآن مجید نے بھی بین طور پر اشارہ کیا ہے چنانچہ فرمایا انما المومنون الذین اٰمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولئک ھم الصادقون۔

حضرت جنید بغدادی، ابوسلیمان درانی، ابویزید بسطامی، ابوبکر شقاق، ابوالحسن نوری اور ابوحفص وغیرہم رحمہ اللہ اجمعین کا اس پر اتفاق ہے کہ ہمارے اس علم تصوف کا مسلک کتاب اللہ و سنت رسول اللہ اور اصول سے مقید ہے یعنی ہمارا علم قرآن مجید اور حدیث رسول اللہ سے وابستہ ہے جس شخص کو قرآن یاد نہیں اور حدیث ضبط نہیں اور اس نے علم فقہ کو نہیں سیکھا ہے اس کی پیروی نہ کی جائے گی اور جو علم شرعی کے حد سے خارج کر دے تو اس کے نزدیک تک نہ جایا جائے کیونکہ جو شخص ظاہر میں امر و نواہی کی حد ضائع کرتے ہو باطن میں مشاہدہ قلبی سے محروم رہتا ہے اس لئے علم ظاہری پر قائم رہو اور جس شخص نے اپنے افعال اور احوال کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے موازنہ اور اپنے خطرات کو متہم نہ کیا اس کو دفتر رجال میں بھی شمار مت کرو۔

اس میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ جس طرح طبیب جسمانی بعض اوقات حالت مرض میں طبعی مکروہات اور بدمزہ ادویہ کو کچھ روز کے لئے لابد اور مکروہات اور مرغوبہ کا پرہیز اور ان کی ترک ضروری قرار دیتا ہے بعینہ اسی طرح ان ادوات طبیب ہائے حاذقین نے بعض مریضان روحانی کے لئے بوقت علاج ضرورتاً بعض مباحات کو وقتی طور پر ضروری اور کبھی اس کے ترک کو ضروری قرار دیا ہے جس کی بنا پر پچھلوں کو بہت سی غلط فہمیاں ہو گئی ہیں۔

مگر افسوس جب وہ دور سعادت ختم ہو گیا اور اس علم کے نام لیواؤں کے ہاتھ سے کتاب و سنت کا علم ان کے لاابالی کے سبب ضائع ہو گیا تو یہ نیم حکیم حضرات تشخیص امراض اور تجویز ادویہ نیز پرہیز کرانے میں نہایت متردد ہونے لگے اسی بنا پر بعض مشائخ نے کیا خوب کہا ہے۔

اھل التصوف قد مضوا صار التصوف مخرقۃ

کن بتک لنفسک لیس ذا سنن الطریق المخفۃ

اس کے بعد رفتہ رفتہ یہ نتائج ظہور میں آنے لگے کہ ان پچھلے حضرات پر ضروریات اور مباحات بلکہ حرام اور مکروہات بھی مشتبہ ہو گئے اور محض اپنے خطرات قلبی کی بنا پر اپنے ماتحت سالکین میں جو چاہے حکم صادر کرنے لگے نیز اپنے اس لاعلمی عیب پر پردہ ڈالنے کے لئے اگلے بزرگوں کے بعض حکیمانہ اقوال سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے علم شرع کا نام حجاب شریعت ظاہری کا نام قشر علماء ظواہر کو کلب اور ان کے علم کو سفینہ اور اپنے اختراعات کو لب اور علم لسینہ قرار دینے لگے۔

خاص کر جب ان جماعتوں میں نصاریٰ کی رہبانیت اور دیگر مذاہب کے توہمات اور تخیلات داخل ہونے میں نہایت آسانی ہو گئی کہ جن پر تعمیل احکام شرع میں نہایت گراں گذری تھی بالآخر اس کا یہ انجام ہونے لگا کہ علم تصوف کی تعریف اور اس کا موضوع اور نیز اس کی علت غائی اور غرض تھی وہ بالکل معکوس ہو گئی اور یہ جماعت بھی اپنے اس قسم کے اختلافات کے سبب مختلف فرقوں میں منقسم ہو گئی۔

افسوس ان کے اکثر فرقوں نے اپنی لاعلمی اور شکوک کے باعث یہاں تک کیا کہ خدائے عزوجل کی چادر عصمت یعنی توحید الٰہی کو بھی پارہ پارہ کر کے انسانوں اور محض انسانوں میں تقسیم کر ڈالا۔

وما تفرقوا الا من بعد ماجاءھم العلم بغیا بینھم ولولا کلمۃ سبقت من ربک الی اجل مسمی لقضی بینھم وان الذین اوتوا الکتاب من بعدھم لفی شک منہ مریب۔

حیات سلطان صلاح الدین اعظم

جس سے آپکو معلوم ہوگا کہ کس طرح عیسائیوں نے مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا عزم بالجزم کر لیا تھا اور کس طرح صلاح الدین غازی نے مٹھی بھر مجاہدوں کے ساتھ ان دشمنان اسلام کو نیست و نابود کیا۔ کتاب کو پڑھنے سے مسلمانوں کی بہادری اور عیسائیوں کی سفاکی کے وہ سین آپ کی آنکھوں کے سامنے آ جائیں گے جن سے آپکا مجاہدانہ خون جو زور سے سرد ہو چلا ہے پھر گرم ہو جانے گا شروع میں سلطان کا فوٹو بھی دیا گیا ہے قیمت صرف عمر محصول، علاوہ منیجر جمعیۃ پریس دہلی سے منگائیے

سیدنا ابو ایوب خالد انصاری

(از جناب مولانا زاہد القادری صاحب)

آپ کا نام خالد کنیت ابو ایوب، آپ کے والد کا نام زید آپ انصار کے قبیلہ خزرج میں سے ہیں مدینہ میں جب اسلام کی روشنی پہنچی تو سب سے پہلے آپ نے اسلام قبول کیا اور بہتر ۷۲ انصار کے ساتھ لیلۃ العقبہ میں بمقام منیٰ ہجرت سے دو سال قبل حضور سرور عالم کے ہاتھ پر بیعت کی پھر مدینے واپس چلے گئے اور سب احباب و اقارب کو جمع کر کے اپنے اسلام کا اعلان کیا اور سب کو اسلام کی دعوت دی آپ کی تحریک سے آپ کی رفیق زندگی بی بی ام ایوب نے اسلام قبول کیا

حضرت ابو ایوب کی خصوصیت عظمیٰ

وہ خصوصیت عظمیٰ جو حق سبحانہ تعالےٰ نے حضرت ابو ایوب کو خاص طور پر عطا فرمائی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مکان پر رونق افروز ہوئے اور تقریباً ایک سال تک مقیم رہے اس سلسلہ میں ان کو تاجدار دو عالم کی میزبانی کا شرف عظیم حاصل ہوا اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ جب کفار مکہ نے حضور سرور عالم پر حد درجہ مظالم کئے اور آپ کے قتل پر آمادہ ہو گئے تو حق سبحانہٗ و تعالےٰ نے آپ کو مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا ہجرت کا حکم ملنے پر آقائے کونین مع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مکے سے مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئے حضرت ابو ایوب اور دیگر مسلمانان مدینہ کو حضور کے مکہ چھوڑنے کی اطلاع پہلے ہی سے ہو چکی تھی عاشقان رسول ہر روز علی الصباح مدینہ سے باہر نکل کر رحمت عالم کا انتظار کیا کرتے تھے جب دھوپ تیز ہو جاتی تو واپس آجاتے ایک دن انتظار کر کے واپس آ رہے تھے کہ ایک یہودی نے جو کسی ضرورت سے اپنی "گڑھی" کی چھت پر چڑھا ہوا تھا حضور سرور عالم کو آتے دیکھ لیا اور ان لوگوں کو آواز دی کہ اے مسلمانو! تم جس کا انتظار کرتے تھے وہ آ گئے، اس آواز کا کانوں میں پڑنا تھا کہ عاشقان رسول فوراً محو انتظار ہو گئے اور ذوق و شوق میں جاء النبی کے نعرے بلند کرنے لگے۔

تھوڑی دیر میں آقائے کونین سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال اقدس نظر آیا اور اہل عشق بے تابانہ دوڑ کر زیارت سے مشرف ہوئے حضور نے بحکم الٰہی مدینے سے باہر ہی قیام فرمایا اور "شعب بنو عمرو" میں اقامت اختیار فرمائی یہ دوشنبہ کا دن اور ربیع الاول کا مہینہ تھا۔

جب حضور کی تشریف آوری کی خبر مدینے میں پہنچی تو جوق جوق مشتاقان زیارت آنے شروع ہوئے اور شعب بنو عمرو میں ایک اجتماع عظیم جن لوگوں نے حضور اقدس کو پہلے نہیں دیکھا تھا وہ حضرت ابوبکرؓ کو رسول اللہ سمجھنے اور جھک جھک کر سلام کرنے لگے پھر جب دھوپ تیز ہوئی تو حضرت صدیق اکبر نے چادر تان کر حضور پر سایہ کیا اس وقت تمام لوگوں نے آقائے کونین کو پہچانا اور صلوٰۃ و سلام میں مصروف ہوئے۔

حضور سرور عالم "شعب بنو عمرو" میں بائیس ۲۲ دن مقیم رہے اور وہاں ایک مسجد تعمیر فرمائی جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی تئیسویں ۲۳ دن حضور آقائے نامدار نے مدینہ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا اور ایک ناقہ (اونٹنی) پر سوار ہوئے ساتھ ساتھ مہاجرین اور انصار کا مجمع تھا۔ جب سالم بن عوف کے محلہ میں سواری پہنچی تو جمعہ کی نماز کا وقت آگیا حضور اقدس نے سواری سے اتر کر "بطن وادی نوبہ" کی مسجد میں نماز پڑھی یہ پہلا جمعہ تھا جو مدینہ میں پڑھا گیا نماز پڑھ کر حضور اقدس پھر روانہ ہوئے راستہ میں عباس بن عبادہ رضؓ عتبان بن مالک سرداران بنی سالم آئے اور عرض کی کہ ہمارے ہاں قیام فرمائیے حضور نے فرمایا اونٹنی کو چھوڑ دو وہ حق تعالیٰ کی طرف سے مامور ہے جہاں رک جائیگی وہیں قیام کروں گا۔

پھر وہاں سے بنو بیاضہ کے محلہ میں پہنچے تو زیاد بن لبید، فرۃ بن عمرو رضؓ سرداران بنو بیاضہ حاضر ہوئے اور انہوں نے بھی درخواست کی کہ ہمارے ہاں قیام فرمائیے حضور نے پھر وہی جملہ ارشاد فرمایا بعد ازاں بنو ساعدہ، بنو حارث، بنو خزرج بنو عدی اور بنو نجار کے محلوں سے گزرتے ہوئے حضرت ابو ایوب کے مکان کے قریب پہنچے باب ابو ایوب پر پہنچکر اونٹنی بیٹھ گئی (محدثین اور مورخین کا بیان ہے کہ جہاں حضور سرور عالم کی اونٹنی بیٹھی تھی وہاں اس وقت مسجد نبوی کا منبر ہے) غرض اونٹنی کے بیٹھنے پر حضور اقدس اتر پڑے حضرت ابو ایوب نے فوراً کجاوہ اتار کر اپنے مکان میں پہنچایا اور پھر حضور اقدس کو اپنے ساتھ اندر لے گئے، مکان دو منزلہ تھا حضرت ابو ایوب نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ جس حصہ کو پسند فرمائیں خالی کر دیا جائے حضور نے زائرین کی آسانی کو پیش نظر رکھکر فرمایا میرے لئے نیچے کا حصہ زیادہ مناسب ہے یہ سنتے ہی حضرت ابو ایوب نے نیچے کی منزل کو صاف کیا اور حضور کے قیام کا اس میں انتظام کیا شام تک زائرین کا ہجوم رہا پھر رات کو سب لوگ رخصت ہو گئے جب صبح ہوئی تو حضور نے پوچھا اے ابو ایوب کیا حال ہے؟ عرض کی وہ آپ اس بندے کا کیا حال پوچھتے ہیں جس کے نیچے رسول اللہ ہیں اور اوپر خدا ہے، حضور اس جملہ کو سنکر مسکرائے

حضرت ابو ایوب بیان کرتے ہیں کہ کئی دن تک حضور سرور عالم مکان کے نیچے کے حصے میں مقیم رہے اور میں اوپر کی منزل میں رہا اتفاق سے ایک دن چھت پر پانی کا برتن ٹوٹ گیا اور اس چھت کا پرنالہ نیچے کی منزل میں تھا اس خوف سے کہ پانی نیچے نہ جائے میں نے اور میری بیوی ام ایوب نے اپنی چادر اس پانی پر ڈال دی اور بمشکل اس کو جذب کیا اور اس کے ساتھ ہی ہمیں یہ بھی خیال ہوا کہ آقائے کونین نیچے کے حصہ میں رہتے ہیں اور ہم اوپر کی منزل میں رہتے اور بیباکانہ چھت پر چلتے ہیں یہ ایک طرح کی بے ادبی ہے اس خیال کے آتے ہی ہم دونوں میاں بیوی نہایت شرمندہ اور مغموم ہوئے ہم نے ایک گوشہ میں بیٹھکر آنکھوں میں رات کاٹ دی صبح کو میں ڈرتے ڈرتے حضور سرور عالم کے پاس گیا اور عرض کیا کہ میں اوپر نہیں رہنا چاہتا حضور نے پوچھا کیوں میں نے کہا کہ آپ نیچے کے حصہ میں تشریف رکھتے ہیں اور ہم اوپر کی

منزل میں رہتے ہیں یہ ایک طرح کی بے ادبی ہے حضور نے فرمایا نہیں تم اس کا کچھ خیال نہ کرو میں لے پھر اصرار کے ساتھ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! چھت کے نیچے آپ ہوں میں اس پر ہرگز نہیں رہوں گا۔ آخر حضور نے میری درخواست قبول فرمائی اور سامان جو بہت کم تھا اوپر پہنچا دیا گیا تقریباً ایک سال تک حضور سرور عالم ابو ایوب کے مکان میں مقیم رہے اور اس مدت میں مسجد نبوی اور ازواج کے حجروں کی تعمیر جاری رہی جب مسجد پایہ تکمیل کو پہنچ گئی تو حضور اپنے مکان میں تشریف لے گئے۔

حضرت ایوب کے اخلاق ومناقب حضرت ابو ایوب نہایت خلیق نہایت متواضع نہایت ایثار پسند اور نہایت رحم دل تھے نوافل وعبادات اور تلاوت قرآن کا ان کو بہت شوق تھا اور اکثر اوقات انہی اعمال حسنہ میں مشغول رہتے تھے اتباع سنت کا ہر لمحہ خیال رکھتے اور ایک کام بھی خلاف سنت نہیں کرتے تھے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مکان میں مقیم تھے تو وہ دونوں وقت خود کھانا لیکر حاضر ہوتے تھے اور جب حضور کھانے سے فارغ ہو جاتے تو بچا ہوا کھانا نہایت شوق ومحبت کے ساتھ کھاتے اور حق تعالے کا شکر ادا کرتے۔

ایک دن کھانے میں کسی قدر لہسن ڈالا گیا تھا جب وہ کھانا حضور کے سامنے گیا تو حضور نے نوش نہیں فرمایا حضرت ابو ایوب نے گھبرا کر پوچھا کہ یا رسول اللہ! کیا لہسن حرام ہے؟ حضور نے فرمایا نہیں مجھے طبعاً لہسن سے نفرت ہے اور میں اس کا کھانا پسند نہیں کرتا حضرت ابو ایوبؓ نے اس دن سے لہسن خریدنا اور کھانا چھوڑ دیا اور حضور اقدس سے کہا کہ یا رسول اللہ! جس چیز کو آپ مکروہ سمجھتے ہیں میں بھی اس کو مکروہ سمجھتا ہوں۔

مہمان نوازی کا شوق حضرت ابو ایوب انصاری کو مہمان نوازی کا بہت شوق تھا وہ وقتاً فوقتاً اپنے احباب واقارب کی دعوتیں کرتے رہتے اور ان کو تحفے تحائف بھیجتے رہتے تھے صحیح مسلم میں ہے کہ جب حضور اقدس اپنے مکان میں تشریف لے گئے تب بھی ابو ایوب کی طرف سے دعوتیں جاری رہیں طبرانی میں حضرت ابن عباسؓ سے ایک واقعہ منقول ہے کہ ایک دن حضرت ابوبکر صدیق دوپہر کے وقت مسجد نبوی میں گئے اور ان کے آنے کے تھوڑی دیر بعد ہی حضرت عمرؓ بھی آئے معمولی سلام وکلام کے بعد حضرت عمر نے حضرت صدیق اکبر سے پوچھا کہ آپ اس وقت کیسے آئے حضرت ابوبکر نے جواب دیا بھوک کی تکلیف ہے یہ سنکر حضرت عمرؓ نے کہا کہ خدا کی قسم میں بھی وقت سے بھوکا ہوں کچھ دیر میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کاشانہ سے برآمد ہوئے آپکو بھی بھوک کی تکلیف تھی یہ تینوں حضرات اٹھکر ابو ایوب انصاری کے دروازہ پر پہنچے ابو ایوبؓ کی عادت تھی کہ جب حضور اقدس ان کے مکان پر تشریف لیجاتے تھے تو وہ عمدہ عمدہ کھانے اور میوے پیش کیا کرتے تھے حضور نے جب ان کو آواز دی تو وہ مرحبا لبیک یا رسول کہتے ہوئے گھر میں سے نکلے اور حضور کو معہ حضرت صدیق اکبر اور عمرؓ کے مکان میں لے گئے پھر فوراً اپنے نخلستان میں جاکر تازہ تازہ میوے لائے اور پھر ایک بکری کا بچہ ذبح کیا اور خود پکایا اور ان کی بیوی نے روٹیاں پکائیں کھانا تیار ہوا تو مہمانوں کے سامنے رکھا گیا اس موقع پر انھوں نے کہا کہ جب میں مہمانوں کی خاطر کرتا ہوں تو میرے قلب کو ایک غیر معمولی مسرت حاصل ہوتی ہے اور میں بہت ہی خوش ہوتا ہوں۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر حضرت ابو ایوب امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا ہر وقت خیال رکھتے تھے ایک دفعہ مروان بن حکم نے جو مدینے کا والی تھا محض اپنی کاہلی کے باعث مساجد کے اماموں کو بلاکر تاکید کی کہ نماز ذرا دیر کر پڑھا کرو تاکہ میں بھی جماعت میں شریک ہو سکوں۔

حضرت ابو ایوب کو جب اس حکم کی خبر ہوئی تو فوراً مروان بن حکم کے پاس گئے اور فرمایا اگر تم نماز کی تقدیم وتاخیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کروگے تو یاد رکھو ہم تمہاری مخالفت کریں گے اور اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت پیش نظر رکھوگے تو ہم بھی تمہارے موافق رہیں گے۔

ایک دفعہ سالم بن عبداللہ انصاری نے حضرت ابو ایوب کو ولیمہ کی دعوت میں مدعو کیا وہ ان کے مکان پہ گئے تو دیکھا کہ دروازے پر تصویردار کپڑے کے پردے آویزاں ہیں اس موقع پر حضرت ایوب نہایت مشتعل ہوئے اور سالم بن عبداللہ کو سخت ملامت کی اور مکان کے اندر داخل نہیں ہوئے۔

جہاد کا شوق حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کو جہاد کا بہت شوق تھا حضور سرور عالم کے زمانہ میں غزوۂ بدر سے لیکر جس قدر لڑائیاں پیش آئیں وہ ان سب میں شریک ہوئے پھر خلفائے راشدین کے عہد میں رومیوں سے جہاد کرتے رہے ان کا سب سے آخری جہاد "حملہ قسطنطنیہ" تھا جس میں انہوں نے وفات پائی۔

حسن ظن حضرت ابو ایوب ہر شخص کے ساتھ حسن ظن رکھتے تھے۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر جب منافقین نے تہمت لگائی تو ام ایوب نے ابو ایوب سے دریافت کیا کہ لوگ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ آپ نے سنا بولے ہاں لیکن سب جھوٹ ہے میں تم سے پوچھتا ہوں کہ کیا تم ایسا کر سکتی ہو؟ انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم نہیں! کہا تو عائشہ صدیقہ کا درجہ تو تم سے بہت بلند ہے۔

وفات ۵۲ھ میں (عہد معاویہ) میں ایک اسلامی لشکر زیر سرکردگی سفیان بن عوف تسخیر قسطنطنیہ کے لئے بھیجا گیا تھا حضرت ابو ایوب بھی اس میں شریک ہوئے اور قسطنطنیہ تک پہنچے اسلامی لشکر نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کر لیا اور عیسائیوں کو جنگ پر مجبور کرنا چاہا۔ حضرت ابو ایوب انصاری دفعتاً اس موقع پر علیل ہو گئے اور صرف ایک دن اور ایک رات علیل رہکر راہیء ملک عدم ہوئے۔

اہل تحقیق مورخین کا بیان ہے کہ ۲۲ صفر المظفر ۵۲ ہجری کو حضرت ابو ایوب انصاری نے داعی اجل کو لبیک کہا اور دار فنا سے دار بقا کی طرف تشریف لے گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

پردہ اور قرآن

(از جناب مولوی محمد مہدی صاحب بھوپال)

مسلمانوں میں بعض ایسے مسائل موضوع بحث بنے ہوئے ہیں جن کا قرآن نے نفیاً یا اثباتاً کوئی فیصلہ کیا ہے لیکن غلطی سے وہ مسائل قرآن کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں اور ان میں دو فریق ہو گئے ہیں ایک اثبات کا مدعی ہے اور ایک نفی کا مثلاً نظام حکومت کے مسئلہ میں دو فریق باہم معرکہ آرا ہیں ایک کا دعویٰ ہے کہ اسلام نے جمہوری نظام حکومت کا حکم دیا ہے دوسرے کا دعویٰ ہے کہ شخصی نظام کی تلقین کرتا ہے دونوں فریق اپنی اپنی تائید میں بعض آیات قرآنی پیش کرتے ہیں حالانکہ نہ قرآن جمہوری نظام کا حکم دیتا ہے نہ شخصی نظام کا اس نے مسلمانوں کو اس معاملہ میں مختار کر دیا ہے کہ وقت اور موقع کے لحاظ سے جو نظام حکومت مناسب سمجھیں وہ قائم کریں خواہ وہ جمہوری ہو یا شخصی آئینی ہو یا دستوری بعینہ یہی صورت مسئلہ حجاب کی ہے اس میں بھی دو فریق باہم دست و گریبان ہیں اور ہر دو فریق کی کوشش ہے کہ قرآن مجید سے اپنی تائید حاصل کی جائے حالانکہ جو آیتیں دونوں فریق اپنے اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں وہ کسی خیال پر دلالت نہیں کرتیں ہر دو فریق کی طرف سے اپنی اپنی تائید میں جس بنا پر آیات قرآنی پیش کی جاتی ہیں وہ یہ ہے کہ مفسرین کے خیالات اور آثار ذہن میں راسخ ہو گئے ہیں انھیں کی روشنی میں وہ آیتیں دیکھی جاتی ہیں اگر مفسرین کے خیالات اور رائیں خواہ وہ کوئی ہوں ذہن سے خارج کر کے مجرد الفاظ قرآنی پر غور کیا جائے تو آسانی سے فیصلہ ہو سکتا ہے چنانچہ سطور ذیل میں صرف الفاظ قرآنی سے یہ دکھایا گیا ہے کہ جو آیتیں پردہ کی تائید یا تردید میں پیش کی جاتی ہیں ان کا اس مسئلہ سے کہاں تک تعلق ہے۔

غور طلب سوال

اس بحث میں دو باتیں غور طلب ہیں:-

(۱) ہندوستان میں جو پردہ رائج ہے کہ عورتیں گھر کی چار دیواری میں بند رہتی ہیں اور کہیں جاتی آتی ہیں تو ڈولی وغیرہ میں بند ہو کر کیا یہی شرعی پردہ ہے کیا بغیر ڈولی یا اور کسی پردہ دار سواری کے عورتیں ضرورتاً باہر نہیں جا سکتیں؟ (۲) اگر ضرورتاً بغیر ڈولی وغیرہ کے باہر جا سکتی ہیں تو کس طرح یعنی چہرہ چھپا کر یا چہرہ کھول کر۔

قرار فی البیت

ہندوستان میں ایک گروہ ہے جس کا اصرار ہے کہ اس وقت یہاں جو پردہ رائج ہے وہی شرعی پردہ ہے اور وہ اپنی تائید میں آیات ذیل سے تائید کرتا ہے:

وقرن فی بیوتکن — اور اپنے گھروں میں قرار پکڑو

لیکن لطف یہ ہے کہ ضرورتاً عورتوں کے گھر سے نکلنے کو وہ بھی ناجائز نہیں سمجھتا گو وہ ڈولی میں ہو یا اور کسی پردے دار سواری میں چنانچہ بڑے بڑے متشرع اصحاب کی عورتیں دوسروں کے یہاں شادی بیاہ میں شریک ہوتی ہیں اور اپنے اعزا و اقربا کے یہاں جاتی ہیں ریل میں سفر کرتی ہیں جہاز میں بیٹھ کر حج کو جاتی ہیں بس "قرار فی بیوتکن" نہیں رہتا۔ رہ گئی ڈولی وغیرہ یہ ہندوستان کے سوا کسی ملک میں نہیں ہے نہ کسی زمانہ میں مروج ہوا بلکہ عورتیں باستثناء سفر بلا کسی سواری کے چادر یا برقعہ اوڑھ کر ضروریات کے لئے گھر سے باہر جاتی آتی رہیں اور اب تک یہ طریقہ چلا آرہا ہے۔

جو لوگ اس آیت سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ عورتوں کو گھروں میں ٹھیرے رہنے کا حکم نہیں ہے وہ ایک اختلاف قرات سے فائدہ اٹھاتے ہیں جو تفاسیر میں منقول ہے کہ یہ لفظ وقار سے قِرن بالکسر قاف ہے اور آیت کا ترجمہ یہ کیا جاتا ہے کہ گھروں میں وقار و سکون سے رہو اس میں شک نہیں کہ گھروں میں بھی وقار و سکون کے ساتھ رہنے کی ضرورت ہے لیکن اگر یہ کہا جاتا کہ گھروں سے باہر وقار و سکون سے نکلو تو زیادہ معقول اور زیادہ ضروری تھا لیکن یہ بحث ہی فضول ہے اختلاف قرات پر اصرار کرنا قرآن میں تحریف ثابت کرنا ہے خصوصاً ایسا اختلاف قرات جس سے معنی بدل جاتے ہوں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک لفظ کا بھی اختلاف قرات منقول نہیں ہے اس لئے مشہور اور علماء قرات ہی کو ترجیح حاصل ہے قطع نظر اس کے آیت مذکور میں قَرن بالفتح قاف سے نقصان ہی کیا ہے؟ ضروریات کے لئے باہر نکلنے کا عدم جواز اس حالت میں بھی ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ آگے ثابت ہوگا پہلے ایک روایت نقل کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے وہ یہ کہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حکم حجاب کے بعد حاجت کے لئے باہر تشریف لے گئیں راستہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے انہوں نے ٹوکا اور کہا سودہ خدا کی قسم تم اب بھی ہم سے چھپی ہوئی نہیں ہو تم اب کیوں باہر آئیں یہ سن کر حضرت سودہ واپس تشریف لے آئیں اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں رات کا کھانا تناول فرما رہے تھے ہڈی آپ کے دست مبارک میں تھی حضرت سودہ اندر آئیں اور آپ سے عرض کی یا رسول اللہ میں ضرورت سے باہر گئی تھی لیکن عمرؓ نے مجھ سے یہ یہ کہا آپ پر وحی آئی جب وہ حالت رفع ہو گئی تو آپ نے فرمایا تم کو ضروریات کے لئے باہر جانے کی اجازت ہے۔

قرآن سے باہر جانے کا ثبوت

اس روایت سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں اول یہ کہ دوسری قرات قِرن بالکسر قاف والی صحیح نہیں دوسری یہ کہ عورتیں ضروریات کے لئے باہر جا سکتی ہیں لیکن یہ ایک خارجی دلیل ہے اگر یہ روایت ہم تک نہ پہنچتی تو اس آیت کی موجودگی میں ضروریات کے لئے عورتوں کے باہر جانے کا جواز کس طرح ثابت ہوتا؟ اس کے لئے خود قرآن مجید میں متعدد آیتیں موجود ہیں جن میں عورتوں کو باہر جانے کے آداب تعلیم فرمائے گئے ہیں مثلاً

(۱) مومنات سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں (۲) اور اپنی زینت نہ ظاہر کیا کریں۔ (۳) اور اپنے پیر اس طرح نہ ملا کریں کہ ان کا پوشیدہ زیور معلوم ہو جائے۔ (۴) اپنے اوپر چادریں ڈال لیا کریں کہ یہ ان کے لئے موجب شناخت ہوا کریگا تو ان کو کوئی ایذا نہ دیگا۔ (۵) جاہلیت اولیٰ کی طرح بناؤ سنگار نہ دکھاتی پھریں۔

احکام نمبر ۴ و ۵ کی مخاطب اول ازواج مطہرات ہی ہیں۔

اگر عورتوں کا گھروں کی چاردیواری میں مقید رہنا ضروری تھا تو باہر نکلنے کے آداب تعلیم فرمانے کی ضرورت نہ تھی اس کے علاوہ خود آیت مذکورہ سے ہی ثابت نہیں

ہوتا کہ عورتیں گھروں میں بند رہیں اور ضروریات کے لئے باہر نہ جائیں چنانچہ پوری آیت یہ ہے

وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولی — "اور اپنے گھروں میں ٹھیری رہو اور جاہلیت اولیٰ کی طرح اظہار تجمل نہ کرتی پھرو۔"

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ قرن فی البیوت کا حکم عدم تبرج کے مقابلہ میں ہے اگر عورتوں کو ضروریات کے لئے بھی باہر جانا جائز ہوتا تو اس حکم کی ضرورت نہ تھی کہ جاہلیت اولیٰ کی طرح بناؤ سنگار نہ دکھاتی پھرو کیونکہ اگر عورتیں باہر نہ جائیں اور اگر جائیں تو ڈولی وغیرہ میں بند ہو کر تو عدم تبرج کا مقصد تو خودبخود حاصل ہو جاتا ہے پس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ضروریات کے سوا اس مقصد سے باہر نہ جاؤ کہ بناؤ سنگار دکھایا جائے اس لحاظ سے پردہ اور عدم پردہ سے اس آیت سے کوئی تعلق نہیں رہتا اور اس تمام بحث کا نتیجہ یہ ہے کہ عورتوں کی ہر وقت کی چار دیواری میں محصور رہنا اور ضروریات کے لئے بھی بغیر ڈولی وغیرہ کے باہر نہ نکلنا شرعی پردہ نہیں ہے بلکہ عورتیں ضروریات کے لئے باہر نکل سکتی ہیں۔

عمل متواتر عہد رسالت میں ہی تمام صحابہ کی عورتیں اور خود ازواج مطہرات امہات المومنین حج کو تشریف لیجاتی تھیں جہاد میں مردوں کے ساتھ سفر کرتی تھیں نماز کے لئے مسجد اور عیدگاہ میں جاتی تھیں شادی بیاہ میں دوسروں کے ہاں شریک ہوتی تھیں قضائے حاجت کے لئے گھروں سے باہر جاتی تھیں صحابہ کی عورتیں وعظ و نصیحت سننے کو اور مسائل دریافت کرنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہرات کی خدمت میں حاضر ہوتی تھیں آنحضرت صلعم نے ہفتہ میں ایک دن مخصوص عورتوں کے لئے مقرر فرما دیا تھا اس کے علاوہ اپنے اور اقربا کے ہاں بھی مسلمان عورتیں ملنے کو جایا کرتی تھیں اور نخلستانوں میں کام کے لئے اور بازاروں میں خرید و فروخت کو اور گھروں کے لئے ضروری چیزیں مثلاً پانی وغیرہ لینے بھی جاتی تھیں یہ سب آمد و رفت بلا ڈولی یا اور کسی پردہ دار سواری کے ہوا کرتی تھی مسلمان عورتوں کا یہ طریقہ کل ممالک اسلامیہ میں سوا ہندوستان کے اب تک یہی رہا موجودہ پردہ کی تائید میں بعض روایتیں پیش کی جاتی ہیں۔

"عورت عورت ہے جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اس کے پیچھے لگ جاتا ہے"

"عورت اللہ سے اس وقت بہت قریب ہوتی ہے جب وہ گھر کے اندرونی حصہ میں ہوتی ہے" "عورت گھر کی تاریکی میں نماز پڑھے" "عورت شیطان کی شکل پر آتی ہے اور شیطان کی شکل میں جاتی ہے" یہ روایتیں عورتوں کے عام رواج کے مقابلہ میں کوئی درجہ نہیں رکھتیں اول تو ان کی روایتی حیثیت ہی صحت سے عاری ہے اور اگر روایتاً صحیح فرض کر لی جائیں تو یہ اطمینان نہیں ہو سکتا کہ رسول خدا کے یہی الفاظ ہیں اور ان میں کمی بیشی نہیں ہوئی دوسرے عمل متواتر ان کی تردید کر رہا ہے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی منشا ہوتا کہ عورتیں گھر سے باہر نہ جایا کریں اور نماز بھی پڑھیں تو گھر کی تاریکی میں تو کم از کم مدینہ میں تو عورتوں کا یہی طرز عمل ہوتا لیکن برخلاف اس کے خود عہد رسالت میں مسلمان خواتین عام اس سے کہ وہ کسی گھرانے کی ہوں ضروریات کے لئے برابر گھر سے باہر آتی جاتی رہیں اور رسول خدا نے کوئی ممانعت نہیں فرمائی جبکہ آپ نے عام خواتین کا یہ طریقہ جائز رکھا تو وہ منشا آپ کا ہرگز نہیں ہو سکتا جو ان روایتوں سے سمجھا جاتا ہے کہ عورتیں گھروں میں قید رہیں۔

غض بصر رہ گئی تیسری بحث کہ اگر عورتیں باہر جائیں تو چہرہ چھپا کر جائیں یا چہرہ کھول کر؟ جو اصحاب آخری صورت جائز سمجھتے ہیں وہ دو آیتوں سے استدلال کرتے ہیں پہلی دلیل ان کی یہ ہے کہ خدا نے مردوں کو حکم دیا ہے کہ اپنی نظریں نیچی کیا کریں ان کے نزدیک اس سے خدا کا منشا یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عورتیں بے نقاب باہر نکلیں کیونکہ اگر عورتیں بے نقاب نہ ہوں تو مردوں کو نظریں نیچی رکھنے کا حکم غیر ضروری ہو جاتا ہے لیکن میرے خیال ناقص میں یہ دلیل صحیح نہیں ہے جس وقت یہ حکم نازل ہوا ہے اس وقت لونڈیوں اور یہودی عورتوں کا بے پردہ پھرنا مسلم ہے اور خدا کو معلوم تھا کہ مسلمانوں کو ایسی اقوام سے بھی واسطہ پڑے گا جن کی عورتیں بے نقاب بلکہ نیم برہنہ باہر پھرتی ہیں اس وجہ سے مسلمان عورتوں کا بے نقاب باہر پھرنا اس آیت سے ثابت نہیں ہوتا دوسری بات قابل لحاظ یہ بھی ہے کہ کیا عام طور پر غیر متشرع اور بظاہر متشرع حضرات نقاب پوش عورتوں کے بعض بعض حصہ جسم پر نظریں جما کر اور چال ڈھال کی دلکشی سے لطف اندوز نہیں ہوا کرتے اور ان کی نگاہیں یہ کوشش نہیں کرتیں کہ نقاب یا گھونگھٹ ہٹ جائے تو چہرے کی جھلک دیکھ لیں؟ اس لئے غض بصر کی ہر حال میں ضرورت ہے خواہ عورتیں بے نقاب ہوں یا نہ ہوں اور پردہ و عدم پردہ سے اس آیت کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

اظہار زینت دوسری دلیل یہ آیت ہے۔

ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا "اور اپنی زینت نہ ظاہر کیا کریں لیکن جو اس میں سے ظاہر ہو جائے"

اس آیت کے متعلق دو بحثیں ہیں ایک تو یہ کہ زینت سے زینت ہی مراد ہے یا مقامات زینت مراد ہیں۔ ایک فریق کا خیال ہے کہ محض زینت اور دوسرے کا خیال ہے مقامات زینت۔ میں پہلے خیال کا موید ہوں اور خدا کے الفاظ میں ترمیم اور اضافہ پسند نہیں کرتا اگر ہر شخص اپنے اثبات مدعا کے لئے الفاظ قرآنی میں ترمیم و اضافہ کر لیا کرے تو قرآن کلام خدا نہیں رہتا بلکہ بازیچۂ اطفال ہو جاتا ہے اور اس طرح ہر شخص جو مسئلہ چاہے قرآن کے کچھ الفاظ گھٹا بڑھا کر ثابت کر دے اس لئے میرے نزدیک زینت سے مقامات زینت سمجھنا زبردستی ہے اگر خدا کا مقصد مقامات زینت چھپانے سے تھا تو وہ خود فرما سکتا تھا اور مقامات بھی تعین فرما دیتا کہ فلاں فلاں حصہ جسم مقامات زینت ہیں اس بات کی ضرورت نہ تھی کہ بعد میں کوئی فقیہہ یا مجتہد صاحب اپنے قیاس و رائے سے اضافہ فرمائیں کسی قوم میں مقامات زینت سر بھی ہے کان بھی ہے ناک بھی ہے گلا بھی سینہ بھی ہے ہاتھ کی انگلیاں بھی ہیں اور کسی قوم میں سوائے گلے کے اور کوئی مقام زینت نہیں ہے۔

جو لوگ پردہ پر اس آیت سے استدلال کرتے ہیں یہ انھیں کی ایجاد ہے کہ اس میں زینت سے مراد مقامات زینت مراد ہیں۔ کیا وہ لوگ اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ جن اقوام میں مقام زینت صرف گلا ہے وہ صرف گلا چھپا لیا کریں اور کسی حصہ جسم کے چھپانے کی مثلاً سر یا چہرہ کی ان کو ضرورت نہیں ہے؟ میرے نزدیک مقامات زینت کہنے کی ضرورت بھی نہیں تھی جو عورت اپنے کانوں کا گلے کا بازو کا اور ہاتھوں کا زیور یا رنگین لباس چھپائے گی تو مقامات زینت خود چھپ جائیں گے۔

دوسری بحث یہ ہے کہ ما ظھر منھا میں چہرہ داخل ہے یا نہیں؟ ایک خیال یہ ہے کہ چہرہ داخل نہیں دوسرا خیال یہ ہے کہ چہرہ اور دونوں ہاتھ پہنچوں تک

داخل ہیں لیکن الفاظ قرآنی دونوں تفسیروں پر دلالت نہیں کرتے یہ بالکل زائد از قرآن باتیں ہیں۔ قرآنی الفاظ کا صرف اس قدر مطلب ہے کہ عورتیں بجز ان اشخاص کے جن کی اجازت ہے اور سب مردوں سے زینت و آرائش چھپایا کریں اگر اتفاقیہ یا ضرورت و مجبوری سے کچھ زینت و آرائش ظاہر ہو جایا کرے تو کوئی حرج نہیں ہے اس میں چہرے کا چھپانا یا نہ چھپانا کسی طرح داخل نہیں ہو سکتا اگر ایک عورت اپنے یا قومی رواج یا مصالح کی وجہ سے یا کسی مذہبی خیال یا شرم و ناموس کی بنا پر چہرہ چھپاتی ہے لیکن ضرورتاً مثلاً خرید و فروخت کے موقع پر کسی چیز کے لینے میں ہاتھوں کی چوڑیاں یا کنگن وغیرہ انگوٹھی چھلے کھل جاتے ہیں یا پیروں کا زیور چلنے میں ظاہر ہو جاتا ہے یا رنگین دوپٹہ یا لہنگا یا سایہ یا پاجامہ کا کچھ حصہ ہوا سے کھل جاتا ہے یا کوئی غریب شریف عورت ہے اس کے پاس اتنی وسیع چادر یا برقعہ نہیں ہے کہ پیروں تک اپنا بدن چھپا سکے اور کچھ حصہ اس کے رنگین لباس کا ظاہر ہو جاتا ہے تو اس آیت کا صرف اس قدر منشا ہے کہ وہ عورت قابل الزام نہیں ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ چہرہ یا ہاتھ کھلے رکھے اگر کوئی عورت اس قدر احتیاط کرتی ہے کہ ہاتھ پیر کا زیور بھی ظاہر نہیں ہونے دیتی بلکہ ہاتھوں میں دستانے پہن کر نکلتی ہے کہ اگر ہاتھ نکالنے کی ضرورت ہو تو انگلیاں بھی ظاہر نہ ہوں تو وہ اس احتیاط میں پورا اختیار رکھتی ہے کیونکہ کسی کام کی اجازت سے اس کے خلاف کرنے یا اس اجازت سے خواہ مخواہ فائدہ اٹھانا لازمی و ضروری نہیں ہو جاتا اور جبکہ یہ کہا جائے کہ اس کام میں کوئی حرج نہیں ہے تو اس کا یہ مطلب ہی نہیں ہوتا کہ ضرورت و بلا ضرورت بے احتیاطی ہی کی جائے آیت زیر بحث کا مضمون اسی قسم کا ہے اس لئے اس آیت سے چہرہ کھولنے کا استدلال کسی طرح صحیح نہیں ہے اسی طرح اس آیت سے چہرہ چھپانے کا بھی استدلال نہیں ہو سکتا اگر کوئی عورت کان، گلا، بازو، پہنچے اور پیر چھپاتی ہے جن میں وہ زیور پہنے ہوئے ہے اور اپنا رنگین لباس چادر یا برقعہ وغیرہ سے ڈھانپ لیتی ہے لیکن چہرہ کھلا رکھتی ہے کیونکہ اس کے یہاں قومی یا ملکی ضرورت یا مصالح چہرہ چھپانے پر مجبور نہیں کرتے نہ اس کی قوم یا ملک یا شہر یا قصبے میں رواج ہے تو آیت زیر بحث میں کوئی لفظ نہیں ہے جو چہرہ چھپانے پر دلالت کرتا ہو بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ آنکھوں میں سرمہ لگایا جاتا ہے تو یہ بھی ایک زینت ہے اس لئے چہرہ چھپانا چاہئے اس دلیل سے اول تو صرف آنکھوں تک گھونگھٹ نکالنے کا ثبوت ہوتا ہے دوسرے اگر عورت آنکھیں نیچی کر کے باہر جائے گی جیسا کہ اس کو حکم ہے تو سرمہ نظر نہیں آسکتا تیسرے اگر عورت آنکھیں چھپائے تو ما ظہر منہا میں آجائیگی چوتھے اگر آنکھوں میں سرمہ نہ ہو تو پھر تو چہرہ کھولنے کی اجازت دیدی جائے گی۔ غرضکہ اس آیت سے نہ تو چہرہ کھولنے کا ثبوت ہوتا ہے نہ چہرہ چھپانے کا اس لئے پردہ کی بحث سے یہ آیت بھی غیر متعلق ہے۔

سوال پس پردہ

جو اصحاب منہ چھپا کر باہر نکلنے کی ضرورت سمجھتے ہیں وہ آیت ذیل سے استدلال کرتے ہیں:-

واذا سالتموھن متاعاً فسئلوھن من وراء حجاب

اور جب تم ازواج پیغمبر سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے پیچھے سے مانگو۔

تعجب ہے کہ اس آیت سے کس طرح پردے پر استدلال کیا جاتا ہے اوپر جو دو سوال مندرج کئے گئے ہیں ان میں سے ایک کا جواب بھی اس آیت میں نہیں ہے اس میں صرف

ایک معاشرتی مسئلہ تعلیم کیا گیا ہے آداب معاشرت اور تہذیب کا ایک ضروری اور لازمی جزو یہ بھی ہے کہ اپنے پیغمبر یا امام و پیشوا کی ازواج سے جو چیز مانگی جائے وہ پس پردہ مانگی جائے بلکہ جو خواتین اپنے ملکی یا قومی رواج یا کسی مذہبی خیال سے پردہ کرتی ہیں ان سے بھی جو سوال کیا جائے وہ پس پردہ کیا جائے اور جو عورتیں پردہ نہیں کرتیں ان کے گھروں میں بھی بلا اجازت داخل ہونا مذہب و اخلاق اور تہذیب کی رو سے ممنوع ہے یہاں تک کہ اپنے اعزہ و اقربا کے گھروں میں بھی بلا اجازت جانا معیوب ہے کیونکہ گھروں میں عورتیں عموماً خلع العذار ہوتی ہیں اگر اجازت دیدی جائے تو پھر بے تکلف گھر میں جا سکتے ہیں چنانچہ اسی آیت میں اذن کے بعد اندر آنے کی اجازت ہے اور ایک آیت اور ہے

یا ایھا الذین اٰمنوا لا تدخلوا بیوتاً غیر بیوتکم حتیٰ تستأنسوا وتسلموا علیٰ اھلھا ذٰلکم خیر لکم لعلکم تذکرون۔

اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں جب تک اجازت نہ لو اور گھر والوں کو سلام نہ کر دو داخل نہ ہو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

اجازت کے بعد پردہ کرنے والی ہیں وہ چھپیں گی اور جو پردہ نہیں کرتی ہیں نہ چھپیں گی، اس وقت ان سے بالمشافہ سوال کیا جا سکتا ہے غرض پردہ کی بحث سے یہ آیت بھی خارج ہے۔

ادنا جلباب

ایک آیت اور ہے جس سے حامیان پردہ استدلال کرتے ہیں وہ آیت حسب ذیل ہے:-

یا ایھا النبی قل لازواجک وبناتک ونساء المؤمنین یدنین علیھن من جلابیبھن ذٰلک ادنیٰ ان یعرفن فلا یؤذین وکان اللہ غفوراً رحیماً۔

اے پیغمبر! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہدو کہ اپنی چادریں اوڑھ لیا کریں یہ امر ان کے لئے زیادہ شناخت کا باعث ہوگا تو ان کو کوئی ایذا نہ دیگا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت کے معنے و تفسیر میں بہت تکلفات کئے جاتے ہیں ایک تو لفظ ادنا پر بحث کی جاتی ہے کہ اس کے اصلی معنے قریب کرنے کے ہیں پھر قریب کرنے کے معنی لٹکانے کے لئے جاتے ہیں اور لٹکانے سے گھونگھٹ کا لٹکانا مراد لیا جاتا ہے صاف ظاہر ہے کہ یہ نرا تکلف ہی تکلف ہے اگر ادنا کے اصلی معنے قریب کرنے کے ہیں تو چادر بغل میں داب لی جائے جب بھی قریب ہو جائے گی اور اگر شانہ پر ڈال لی جائے جب بھی قریب ہو جائے گی اور اگر پاس رکھ لی جائے تب بھی قریب ہو جائے گی اس لئے قریب کرنے کے معنے لٹکانا لیا جانا پھر گھونگھٹ کا لٹکانا مراد لینا بالکل بے معنی باتیں ہیں۔ صاف و سیدھے معنی جو موقع اور محل کے بالکل مناسب ہیں وہ یہی ہو سکتے ہیں کہ چادریں اپنے اوپر ڈال لی جائیں خواہ گھونگھٹ نکالا جائے یا نہ نکالا جائے تعمیل حکم دونوں صورتوں میں ہو جاتی ہے۔ دوسرے لفظ جلباب پر بحث کی جاتی ہے ایک مضمون نگار صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

اس آیت میں بے پردگی کے حامی لفظ جلباب کی خوب کھینچا تانی کیا کرتے ہیں حالانکہ اس میں کوئی بات بھی ایسی نہیں جس میں کوئی مشکل پیش آئے مگر کجروی کا کیا علاج جلباب لفظ جلب سے ہے جو بحیثیت اسم جلب و جلب دونوں طرح سے پڑھا جاتا ہے اور اس کے معنی رات کی تاریکی اور بے آب بادل کے ہیں اور بحیثیت فعل جلب کے معنے کھینچنے کے ہیں اس لحاظ سے دہلی کی زبان میں اس کے معنے اس اندھیری کے ہونے چاہئیں جو

گھروں میں آتے وقت اپنے منہ پر ایک لال رنگ کا کپڑا ڈال لیا کرتے ہیں تاکہ گھر کی عورتوں کو گھر میں جاکر چھپنے کی ضرورت نہ ہو یہ اوڑھنی منہ پر ڈالی جاتی ہے نہ کہ پر اور جب یہ لفظ عورتوں کے لئے استعمال ہوتا ہے تو اس کے معنے اس کپڑے کے ہوتے ہیں جس میں منہ پر اوڑھیرا کیا جائے یا اسے سر پر کھینچکر ڈال لیا جائے اسے ہندوستان کی زبان میں برقع کہتے ہیں"۔

فاضل مضمون نگار نے غیرت بہت اچھا پیش کیا ہے کہ حامیان بے پردگی خوب کھینچا تانی کیا کرتے ہیں اور یہ مسئلہ بھی صاف کردیا کہ درحقیقت اس فتویٰ کا مستحق کون ہے۔ مجھے اس پر ایک قصہ یاد آگیا کہ ایک لالہ صاحب کسی رئیس کے جہاں گھر کا حساب کتاب لکھنے پر ملازم تھے وہ بجائے گوشت کے ہر جگہ خاک لکھا کرتے تھے جب رئیس کے سامنے پہلی مرتبہ حساب پیش ہوا تو انہوں نے دیکھا کہ خاک ۸ رخاک ۶ رخاک ۲ رخاک ۴ر لکھا ہوا ہے وہ دیکھکر سخت حیران ہوئے کہ باورچیخانہ میں خاک کس کام کے لئے آتی ہے لالہ صاحب سے دریافت کیا کہ یہ خاک کیا بلا ہے کس نے منگوائی کس غرض سے آئی اور کیسی خاک ہے تو لالہ صاحب نے فرمایا حضور خاک کا الٹا کاخ، کاخ کہتے ہیں محل کو، محل کا الٹا لحم، لحم کہتے ہیں گوشت کو۔ اگر انصاف سے دیکھا جائے تو بہ نسبت فاضل مضمون نگار کے لالہ صاحب کی سمند تخیل نے زیادہ باقاعدگی سے خرام ناز کیا ہے فاضل مضمون نگار کو بہت زیادہ کھائیاں اور خندقیں کھودنا پڑی ہیں تب کہیں جاکر برقعہ تک ان کی رسائی ہوئی ہے میں اپنے مضمون کو زیادہ خندہ انگیز بنانا نہیں چاہتا اس لئے اصل موضوع کی طرف رجوع کرتا ہوں لغت میں جلباب کے معنے خواہ وہ جلب جلب سے بنا ہو یا جلب سے اس وسیع چادر کے ہیں جو سب کپڑوں کے اوپر اوڑھی جاتی ہے اور قرآن کے الفاظ "یدنین علیھن من جلابیبھن" (اپنے اوپر اپنی چادریں اوڑھ لیا کریں) کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ چادر میں اوڑھکر منہ چھپا لیا جائے اور صرف ایک آنکھ کھلی رکھی جائے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ نصف چہرہ چھپا لیا جائے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ پیشانی اور ناک سے نیچے کا حصہ چھپا لیا جائے اور دونوں آنکھیں کھلی رہیں چوتھا قول یہ ہے کہ سر اور گلے کی ہنسلی چھپا لے اور چہرہ کھلا رکھا جائے یہ اختلاف صرف اس بنا پر ہے کہ الفاظ قرآنی کسی بات پر دلالت نہیں کرتے جس کے نزدیک جو طریقہ مناسب تھا وہی اس نے بطور تفسیر بیان کردیا اگر چہرہ کھلا رکھا جائے اور تمام جسم و سر چادر سے چھپا لیا جائے تو خدا کے حکم کی تعمیل ہو جاتی ہے۔

چنانچہ مجاہد نے جو امام مفسرین کہلاتے ہیں، یہ تفسیر کی ہے کہ چادریں اوڑھکر امتیاز پیدا کرلیا جائے وہ منہ چھپانے یا نہ چھپانے کا کچھ ذکر نہیں کرتے یہ تفسیر بالکل الفاظ قرآنی کے مطابق ہے کیونکہ حکم صرف امتیاز پیدا کرنے کے لئے کہ مسلمان عورتیں اس طبقہ کی عورتوں سے ممتاز ہوجائیں جن کو شریر زنا پسند لوگ چھیڑتے ہیں اور اس سے خدا تعالے کا جو منشا ہے وہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان عورتیں ان عورتوں میں شامل نہ ہوں جن کو بدمعاش لوگ چھیڑنے کی جرات کرتے ہیں اور اپنا چال چلن طریقہ اور وضع قطع ایسی رکھیں کہ کسی کو ان کے چھیڑنے کا خیال نہ ہو اگر کسی زمانہ میں یا کسی ملک میں بجائے جلباب کے شریف و نیک چلن خواتین کا اور کوئی لباس ہو جس سے وہ بدنام طبقہ کی عورتوں سے ممتاز رہتی ہوں تو وہی لباس خواہ اس سے منہ چھپتا ہو یا نہ چھپتا ہو پہننا ضروری ہوگا۔ کیونکہ مقصد یہی بیان کیا گیا ہے کہ "ان یعرفن فلا یوذین" (وہ شناخت کرلی جائیں تو کوئی چھیڑے نہیں) اور اگر کسی زمانہ میں یا ملک میں یہ علت جس کی بنا پر جلباب اوڑھنے کا حکم دیا گیا ہے موجود نہ ہو تو یہ حکم بھی باقی نہ رہے گا بلکہ اگر علت بھی موجود ہو اور اسی زمانہ میں کسی وقت یہ خطرہ نہ ہو تو اس وقت بھی اس حکم کی تعمیل ضروری نہ ہوگی اس صورت میں اس آیت کا بھی پردہ سے کوئی تعلق باقی نہیں رہتا غرض یہ کہ قرآن مجید سے نہ تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ عورتیں گھر سے باہر جائیں تو چہرہ چھپا لیا کریں نہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ چہرہ کھول لیا کریں۔

اس لحاظ سے یہ مسئلہ صرف ایک تمدنی و معاشرتی مسئلہ رہجاتا ہے اگر ہماری قومی و ملکی ضرورتیں اور مصلحتیں مجبور کریں کہ عورتیں چہرے چھپاکر باہر نکلا کریں تو چہرہ چھپا لیا جائے اور اگر عورتوں کے چہرہ چھپانے کی ضرورت نہ سمجھی جائے تو چہرہ کھول کر نکلا کریں۔ قرآن صرف فتنہ و فساد اور فحش و مکروہات کا مخالف ہے، ان سے تحفظ کی جس زمانہ اور جس ملک میں جو تدبیر مناسب ہو وہ کیجائیں۔

احادیث اور پردہ

احادیث کا مجھے جہانتک علم ہے کوئی حدیث موجود نہیں ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان عورتوں کو منہ چھپاکر باہر نکلنے کا حکم دیا ہو یا اجازت دی ہو اور نہ ایسی کوئی صحیح حدیث موجود ہے جس میں عورتوں کو منہ کھول کر باہر نکلنے کا حکم دیا ہو یا اجازت دی ہو اگر مسلمان عورتیں پردہ کرتی ہوں تو ملکی رواج کے مطابق پردہ کرتی ہونگی۔ کیونکہ عرب میں قبل اسلام سے پردہ کا رواج تھا اور اکثر قبائل کی عورتیں چہرہ پر نقاب ڈالا کرتی تھیں صرف بعض قبائل ایسے تھے جن کی عورتیں بے نقاب باہر پھرتی تھیں۔

ابو داؤد میں ایک روایت ہے جس سے ثابت کیا جاتا ہے کہ آنحضرت نے عورتوں کو چہرہ اور پہنچوں تک دونوں ہاتھ کھول کر غیر مردوں کے سامنے آنے کی اجازت دی ہے روایت یہ ہے کہ جس کی راوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں کہ آنحضرت کی خدمت میں حضرت اسماء حاضر ہوئیں وہ باریک کپڑے پہنے ہوئے تھیں آنحضرت نے انھیں دیکھ کر منہ پھیر لیا اور فرمایا اے اسماء جب عورت بالغ ہوجائے تو اس کے چہرے اور دونوں ہاتھوں کے سوا اور کوئی حصہ بدن کا ظاہر نہ ہونا چاہیئے لیکن یہ روایت بالکل غیر معتبر ہے کیونکہ خالد بن دریک تابعی جو حضرت عائشہ سے روایت کرتا ہے اس کا سماع حضرت عائشہ سے ثابت نہیں ہے اس لئے یہ روایت منقطع ہے جو قطعی ناقابل لحاظ ہوتی ہے۔

سلسلہ خلافت اسلامیہ

یعنی عورتوں اور لڑکیوں کے لئے خلفائے راشدین کی سوانحعمریاں یہ چاروں کتابیں جن کو محترمہ عزیز بیگم صاحبہ حال ہی میں عورتوں اور لڑکیوں کے لئے بطرز سوال و جواب نہایت سلیس اردو میں لکھا ہے حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی اور حضرت علی کی مقدس زندگیاں اور ان کے عہد خلافت کے حالات پر مشتمل ہیں قیمت عہ محصولڈاک ۸ر علاوہ

(منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے)

غریب کا دل

ابھی رات زیادہ نہیں آئی تھی لیکن فضا تیرہ و تار ہو رہی تھی بادل چھائے ہوئے تھے ستارے چادر ابر میں روپوش تھے۔ زور شور کی بارش ہو رہی تھی بیچارے محمود کا وہ غریب خانہ، ابھی جب تک چراغ مشعل راہ نہ ہو نظر نہیں آسکتا تھا۔

محمود کی جھونپڑی میں بھی کچھ نظر نہیں آتا ہاں ایک چراغ تھا جو بیچارا اپنی بساط کے موافق اس تاریکی سے جہاد کر رہا تھا ایک انگیٹھی تھی جس کی آگ ٹھنڈی ہو چکی تھی صرف چند چنگاریاں باقی رہ گئی تھیں جو عنقریب افسردہ ہونے والی تھیں۔

اس تاریکی میں چند چہرے اس طرح چمک رہے تھے جیسے شب تار میں ٹمٹماتی آنکھیں ادھر ادھر دیکھنے سے ایک فرش نظر آتا تھا جس پر تین بچے ایک دوسرے کے گلے میں باہیں ڈالے دراز تھے پاس ہی ایک عورت بیٹھی تھی جس کا چہرہ زرد ہو رہا تھا دل ہی دل میں زبان حال سے وہ دعا مانگ رہی تھی کہ اس کا شوہر بخیر و عافیت واپس آ جائے کیونکہ حسب عادت آج بھی وہ شکار کے لئے گیا تھا اور اب تک واپس نہیں آیا تھا۔

بارش اب اور تیزی سے ہونے لگی ہوا بھی بہت تیز چلنے لگی جس کے اثر سے جھونپڑی بھی لرزہ بر اندام ہو رہی تھی بچے چادر میں سکڑے پڑے تھے لیکن اس عورت کا دل خوف سے کانپ رہا تھا اس نے خیال کیا کہ بارش کا یہ تسلسل بجلی کی یہ کڑک ہوا کی یہ سنسناہٹ چھتوں اور دیواروں کا دھڑا دھڑ گرنا کوئی اچھی علامت نہیں ہے اپنے شوہر کے متعلق اس کے دل میں طرح طرح کے شکوک و اوہام کا ایک دریا لہریں مارنے لگا وہ دل ہی دل میں خیال کرنے لگی کہ میں ایک غریب اور دکھیا عورت ہوں نہ میرا کوئی والی ہے نہ وارث یہ چھوٹے چھوٹے بچے ابھی اس قابل بھی تو نہیں ہیں کہ اپنی روزی کما سکیں اپنا پیٹ پال سکیں زمانہ کا سرد و گرم برداشت کر سکیں اے اللہ تو مجھ ضعیف و ناتوان کے لئے اور ان معصوم بچوں کے لئے اسے بچا لے جو تیری سپردگی میں ہے جو اپنی زندگی تجھے سونپ کر رزق کی تلاش میں نکلا ہے تاکہ اس چھوٹے سے خاندان کا کچھ انتظام کرے اب تک وہ واپس نہیں آیا، نہ معلوم قسمت اس کے ساتھ کیا کرنے والی ہے اور کسے معلوم کہ کیا کر چکی ہے؟ ...... ہم شکاریوں کے بال بچوں کی زندگی کتنی المناک اور کس قدر اندوہ افزا ہوتی ہے وہ نہیں تنہا چھوڑ کر نکل کھڑے ہوتے ہیں اور دکھ کے ان تھاہ ساگر میں ہاتھ پیر مارنے لگتے ہیں جس کی کوئی حد ہے نہ پایاں اور نہ اس کے خطرات و مہالک سے نجات کی کوئی صورت، اسی کمبخت روزی کی خاطر میں وہ ان اٹھتی ہوئی موجوں کا مقابلہ کرنے میں جو بھوکے بھیڑیے کی طرح جھپٹتی ہیں جیسے نہ گوشت کے ٹکڑے پر جھپٹتا ہے اور ہر جانب سے ڈر رہے ہیں کہ کیا جانے کیا ہو؟ تو کہیں کچھ ہو نہ چکا ہو کیا قسمت لکڑی کے وہ چند چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بچا لیں گے جنہیں جب بیچتے ہیں تو تھوڑی دیر تک بچوں کے پیٹ کی آتش سوختگی اور آخر کار وہ چند نہایت غار میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے گر جائیں گے تاکہ مچھلیوں کا شکار نہیں ہالانکہ کچھ دیر پہلے وہ خود مچھلیوں کی تاک میں تھے۔

اب ذرا بارش کم ہوگئی تھی ہوا بھی آہستہ آہستہ چل رہی تھی وہ عورت چراغ اٹھا کے دروازے کے سامنے دیکھنے لگی کہ اب صبح ہونے میں کتنی دیر باقی ہے لیکن تاریکی دروازے پر پورے طور پر مسلط تھی اور بارش ابھی کچھ نہ کچھ ہو رہی تھی چراغ کی روشنی ایک اور جھونپڑی پر پڑی جس میں نہ روشنی تھی نہ حرکت اسے یاد آگیا کہ یہ غریب جمیلہ کی جھونپڑی ہے جس کا شوہر چند مہینے ہوئے ڈوب کر مر گیا تھا اور زمانہ کے شدائد و مصائب برداشت کرنے کے لئے دو بچے چھوڑ گیا تھا اس کے جی میں آیا ذرا جمیلہ کی خبر لے آؤں! اس لئے کہ اسے علم تھا کہ جمیلہ مرض الموت میں مبتلا ہے وہاں پہنچ کر جب اس نے دروازہ کھٹکھٹایا تو کوئی جواب نہ پا کر خود اس نے دھکا دے کے دروازہ کھول لیا اپنے چراغ سے وہ پاس کی چیزیں دیکھ سکتی تھی اپنے سامنے اس نے جو کچھ دیکھا اس کا دل دھڑکنے لگا خون خشک ہو گیا اور وہ سر تا بہ قدم کانپنے لگی۔

اس نے دیکھا کہ جھونپڑی ہوا کی شدت سے ہل رہی ہے اور بارش کے پانی نے اندر داخل ہو کر تمام چیزوں کو تر کر دیا ہے جمیلہ بالکل ساکت و صامت فرش پر دراز ہے جب اس نے پاس سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس کا تو کام تمام ہو چکا ہے پانی کے قطرے اس کے سر سے اور ماتھے سے ٹپک رہے ہیں پہلے تو چپ چاپ وہ یہ دلدوز منظر دیکھا کی ایکبارگی بیک وہ چیخ اٹھی۔

"خدایا اس زمین پر یہ ہے غریبوں اور بیکسوں مسکینوں اور ناداروں کا عالم! یہ ہے وہ مرتبہ رفیع جہاں وہ زندگی کے تجربات اور نوائب اور حوادث و مصائب کا مقابلہ کر کے پہنچتے ہیں اس کارزار عالم میں وہ مجہول و مضطر زندگی بسر کرتے ہیں نہ ان کا کوئی شناسا ہوتا ہے نہ واقف کار نہ نوحہ خواں ہوتا ہے نہ تیمار دار اب وہ ایسی جگہ جا رہے ہیں جہاں نہ کوئی ہمسخن ہے نہ ہمنشیں نہ ان کے جانے کا کسی کو ملال ہے نہ خالق حقیقی کا اعزہ و اقربا ہی بے پرواہ ہیں۔

کیا عجب ہے کہ میرا اور میری اولاد کا بھی کل یہی حشر ہو جو آج میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہوں اس وقت تو کوئی ایسا بھی نہ ہوگا جو اس حال زار پر چند آنسو بہائے جس طرح ان مسکینوں کے لئے میں ماتم کناں ہوں کل میرا ماتم کرنے والا تو کوئی نہیں ہے۔ اس نے اپنی چادر جمیلہ کی لاش پر ڈال دی اور چراغ ایک ادھر ادھر جو دیکھا تو بچے فرش خاک پر آسودہ خواب نظر آئے ایک کے منہ پر ایک کا منہ تھا اور ایک معصومانہ تبسم ان کے ابرو پر کھیل رہا تھا گویا وہ موت سے جو ان کے چاروں طرف منڈلا رہی تھی بالکل بے پرواہ تھے اس نے بچوں کے سر پر جمیلہ کی چادر دیکھی اسے خیال ہوا کہ گھنٹہ دو گھنٹہ پہلے اس مسکین عورت نے اپنے مرض الموت میں دیکھا ہوگا کہ پانی ٹپ ٹپ ٹپک رہا ہے بچوں کے اعضا جکڑ رہے ہیں تو اس نے پہر مادری سے مجبور ہو کر بچوں کے جسم پر یہ چادر ڈال دی ہوگی حالانکہ سب سے زیادہ وہ خود اس چادر کی حاجتمند تھی نتیجہ یہ ہوا کہ وہ تاب نہ لا سکی اور جان بحق ہوگئی۔

محمود کی بیوی اس ہیبت ناک اور دلدوز منظر کو دیکھنے لگی ہوا اس وقت بھی چل رہی تھی بارش اس وقت بھی ہو رہی تھی اور پانی کے قطرات جمیلہ کے

ہوا اس وقت بھی چل رہی تھی بارش اس وقت بھی ہو رہی تھی اور پانی کے قطرات جمیلہ کے ماتھے سے گالوں پر اس وقت بھی ڈھلک ڈھلک کر آ رہے تھے گویا اپنے بچوں کے فراق میں وہ آنسو بہا رہی تھی۔

اب آثار صبح ظاہر ہونے لگے تھے جب کچھ کچھ روشنی آنے لگی تو اس نے چراغ بجھا کے ایک کونے میں رکھ دیا میت کے لئے دعا مانگی پھر بچوں کی جانب بڑھی ان پر وہ روئی اور ان دونوں کو نہایت رفق و سکون سے اپنی گود میں اٹھا لیا اور اپنی جھونپڑی میں لے گئی اپنے بچوں کے ساتھ انھیں بھی لٹا دیا اور سب پر ایک ہی چادر ڈال دی۔

اس کام سے فارغ ہو کے وہ ایک جانب بیٹھ گئی اور دل ہی دل میں کہنے لگی نہ معلوم میں نے ان بچوں کو لا کر کوئی اچھا کام انجام دیا ہے یا برا میں جانتی ہوں کہ اللہ نے عورت کا دل یکسر رفق و محبت سے بنایا ہے نہ اسے نہیں برداشت کر سکتی کہ اس کے سامنے دو معصوم بچے ایک ٹوٹی پھوٹی جھونپڑی میں فرش خاک پر دراز ہوں وہاں سوا ان کی ماں کے نعش کے ان کا کوئی رفیق نہ ہو کوئی عورت اس حال میں تن تنہا انھیں نہیں چھوڑ سکتی وہی کرتی جو میں نے کیا ہے بغیر اسے معلوم کئے کہ اس کارروائی کا اس کی ذات پر کیا اثر ہوگا اور پھر جبکہ وہ یہ بھی کہ اس کس مپرسی میں چھوڑ جانے کا انجام کیا ہوگا۔

یہ منظر جو میں نے دیکھا ہے اس نے مجھے عواقب و نتائج سے بے نیاز کر دیا ہے اگرچہ کچھ عرصہ کے بعد مجھ پر یہ واضح ہو گیا کہ میں نے غلطی کی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہو سکتا کہ اس غلطی سے میں بچ بھی سکتی تھی میں اس کی مرتکب ہوتی کیونکہ میرا دل گوشت اور خون کا ہے فولاد اور پتھر کا نہیں ہے۔

میں جانتی ہوں کہ میرا شوہر نادار ہے قلاش ہے، فاقہ مست ہے اور میرے بچے خود نان شبینہ کے محتاج ہیں اب اس فقر و فاقہ کے عالم میں اپنے بچوں پر ان دو جدید بچوں کا اضافہ کسی طرح بھی مناسب نہیں لیکن یہ بھی کسی طرح مناسب نہیں کہ ہم اپنے راحت و نفس کے مقابلہ میں ان سے بخل کریں اور ان ننھے بچوں کو اپنے سامنے بھوک اور سردی کی وجہ سے مرنے دیں۔

یہ ہیں میرے خیالات جنھیں ابھی ابھی اپنے شوہر کی واپسی پر میں اس کے سامنے دہراؤں گی اپنے اس فعل پر نہ میں متوحش ہوں نہ خوفزدہ کہ وہ مجھ پر خفا ہوگا یا حکم دے گا کہ میں انھیں نکال باہر کر دوں۔

یہ کہتے کہتے وہ دفعتاً رک گئی کیونکہ دروازہ پر کھٹکھٹانے کی آواز آئی اس سے وہ خوفزدہ ہو گئی لیکن معلوم ہوا کہ یہ ہوا کی سنسناہٹ تھی تھوڑی دیر تک وہ اپنا سر جھکائے رہی سر جھکائے ہوئے وہ عالم خیال میں پہنچ گئی اس بزم تخیل میں ایسے ایسے مناظر اس کے سامنے آئے کہ کبھی وہ رونے لگتی کبھی ہنسنے لگتی کبھی غضبناک ہو جاتی اور کبھی مطمئن کبھی اس کا چہرہ کسی امید سے دمکنے لگتا کبھی یاس کی شکنیں اس کے ماتھے پر پڑ جاتیں کبھی اپنے شوہر کے متعلق اچھے خیالات اس کے دل میں موجزن ہوتے کبھی طرح طرح کے وسوسے پیدا ہو جاتے غرض اسی امید و بیم اور اسی کشمکش آلام و افکار میں اس کا دل ہچکولے کھا رہا تھا کہ اتنے میں کوئی سیاہ سی چیز اپنے سامنے آتے ہوئے دیکھی اس کا دل خوف و دہشت کے زور سے دھڑکنے لگا لیکن وہ دیکھتی کیا ہے کہ اس کا شوہر کاندھے پر جال ڈالے بیٹھا ہے اور اس کی چھتری سے جا رہا ہے اور پانی اس سے ٹپک رہا ہے

اپنے شوہر محمود کو دیکھ کر وہ کھڑی ہو گئی اس نے اس کے چہرہ پر ایک نظر ڈالی کچھ سمجھ کر آنکھیں جھکا لیں پھر وہ پوچھنے لگی رات کیسی گزری محمود نے اپنا جال اور اس کی چھتری ایک طرف رکھ کے کہنا شروع کیا۔

ایسی رات! توبہ میں نے تو ایسی رات آج تک دیکھی نہیں اور شکار کو کیا پوچھتی ہو وہی خالی ہاتھ آیا ہوں، اگر خدا کا مہر اور تمہارا فضل نہ ہوتا تو میرے ہلاک ہونے میں رہ گیا تھا لیکن غم مجھ پر اس وقت تک قابو نہیں پا سکتا جب تک میں تم لوگوں کو بخیر و عافیت پاتا ہوں۔ بچوں کا کیا حال ہے۔

یہ سنکر وہ کانپنے لگی اور ٹالنے کے طور پر جواب دیا ”اچھے ہیں“

محمود آج کیا بات ہے کہ میں تمہیں اس قدر آشفتہ خاطر دیکھ رہا ہوں، اچھا رات کیسی گزری۔

اس نے اپنا سر جھکا لیا اور کہا۔

رات کو تو ان بچوں کی قمیص سیتی رہی اس طوفان ابر و باد کی کڑک اور گرج جب سنتی تھی تو تمہاری طرف سے قسم قسم کے وہم آنے لگتے تھے لیکن اب بحمد للہ کچھ نہیں ہے اچھی ہوں“

یہ کہکر اس نے اپنے شوہر کی طرف دیکھا کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن کہہ نہ سکتی تھی، الفاظ ہونٹ پر آ کے رہ جاتے تھے آخر بہت کوشش کے بعد وہ کچھ کامیاب ہوئی اور کہنے لگی۔

”لیکن ایک دوسری بات ہے جس نے مجھے مضطر کر رکھا ہے“

”وہ کیا“

”تمہارے آنے سے کچھ پیشتر ہماری پڑوسن جمیلہ کا انتقال ہو گیا اپنے پیچھے وہ دو بچے چھوڑ گئی ہے جن کا اس عالم میں نہ کوئی پرساں ہے نہ خبر گیر“

یہ سنتے ہی محمود پر ایک اضطراب و اضطرار کی کیفیت طاری ہو گئی۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا پھر اس نے بھیگی ہوئی ٹوپی بستر پر ڈال دی سر پر کبھی کبھی ہاتھ پھیرتا کبھی بالوں سے شغل کرنے لگتا اس کی بیوی اس پر نظر جمائے اس کے خیالات و جذبات کا اندازہ کر رہی تھی آخر وہ فرش پر بیٹھ گیا جو جھونپڑی کے وسط میں بچھا ہوا تھا اور آہستہ آہستہ کہنے لگا۔

خدایا! اگرچہ میں علم سے بے بہرہ ہوں جاہل ہوں میرا یہ منصب نہیں کہ تیری حکمتوں کو سمجھ سکوں اور یہ جان سکوں کہ یہ غریب بچے اپنی ماں جیسی نعمت سے کیوں محروم کر دیئے گئے لیکن یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ اس واقعہ کے وجود سے انکار کر دوں شاید وہ لوگ جو مجھ سے زیادہ علم و بصیرت رکھتے ہیں تیری ان مصلحتوں اور حکمتوں کو اس سے زیادہ سمجھ سکیں جتنا میں سمجھ سکتا ہوں۔

بلاشبہ میں تہی دست و نادار ہوں۔ بے نوا اور بے مایہ ہوں مفلس و فقیر ہوں میری زندگی مصادفات و اتفاقات کی رہین منت ہے اگر مل گئی تو روزی ورنہ روزہ تجھ پر اور میرے بچوں پر ایسے کڑے دن گزرتے ہیں کہ ہمیں قوت لایموت بھی میسر نہیں آتا ہے لیکن میں اپنے دل کو کیا کروں وہ ان یتیموں پر اس سے زیادہ کڑھتا ہے جتنا فقر و فاقہ کے عالم میں وہ دکھ محسوس کرتا ہے۔

پھر وہ اپنی بیوی کی طرف متوجہ ہوا اور کہا

”میں سخت متاثر ہوں مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جمیلہ کی روح کھڑی دروازہ کھٹکھٹا رہی ہے اور ہم سے بالحاح و زاری کہہ رہی ہے کہ ہم اس کے

بچوں کی سرپرستی کریں ان کی کفالت کریں ... لیکن میرے اسریہ کیونکر ہے؛ میں کروں تو کیا کروں؟

اب گویا اس کی بیوی کو موقع مل گیا، اس نے کہا،

"اور مجھے تو ایسا سنائی دیتا ہے کہ وہ کہہ رہی ہے، محمود! میری مصیبت تمہاری مصیبت سے زیادہ ہے تم اس عالم میں ہو کہ کچھ نہ کچھ کر سکتے ہو میں اس دنیا میں ہوں کہ میرے کئے کچھ بھی نہیں ہو سکتا"

تھوڑی دیر تک وہ خاموش رہا بیٹھے بیٹھے وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا پھر اس نے کہا

"کیا گذشتہ سال ہمارے دونوں بچے نذر اجل نہیں ہو چکے ہیں؟"

"کیوں نہیں"

"اگر آج وہ دونوں زندہ ہوتے تو ہم کیا کرتے؟"

"سوا اس کے کہ ہم اپنا معاملہ خدا پر سونپ دیتے اور اس سے استعانت چاہتے اور کیا کر سکتے تھے"

"تو ہم ان دونوں یتیموں کا معاملہ بھی خدا پر سونپتے ہیں اور اسی سے استعانت چاہتے ہیں ہم یہ سمجھ لینگے کہ ہمارے وہ دونوں بچے زندہ ہیں یا یہ جان لینگے کہ خدا نے انھیں از سرِ نو زندہ کر دیا ہے ...... جاؤ ان بچوں کے پاس جاؤ اور انھیں یہاں لے آؤ ممکن ہے وہ بچے جاگ گئے ہوں اور اپنی ماں کا یہ حادثہ دیکھکر خوف و دہشت سے وہ بیچارے بھی ختم ہو جائیں۔

دیکھو! انھیں رفق و محبت سے لانا اس طرح لانا کہ وہ جاگنے نہ پائیں اور یہاں لاکر اپنے بچوں کے پاس لٹا دو، وہ منظر بھی کتنا عجیب و غریب ہوگا جب وہ بیدار ہوں گے اور ایک دوسرے کو حیرت سے دیکھیگا ...... آج سے میرے اوپر نبیذ اور گوشت حرام ہے جب تک میں اس خاندان کے کھانے پینے کا انتظام نہ کرلوں جس کا بخت و اتفاق سے میں ہی سردار ہوں اللہ نے چاہا تو ان پاک اور معصوم بچوں کے طفیل سے ہمارا گھر روٹی اور چربی سے بھر جائے گا ہم کھاتے کھاتے تھک جائینگے لیکن سامان رسد ختم نہیں ہوگا"

یہ سنکر جمیلہ کا چہرہ وفور مسرت سے جگمگانے لگا اور وہ بچوں کی خوابگاہ کی طرف گئی بچوں کے چہرہ سے چادر اٹھائی اور چپ چاپ محمود کی طرف دیکھنے لگی۔

محمود نے جو یہ دیکھا کہ بچے تو یہاں پہلے ہی سے موجود ہیں تو ہجوم مسرت اور فرط محبت سے اس نے جمیلہ کو گلے لگا لیا اور کہا تمہارا دل کتنا بلند اور کتنا اعلےٰ ہے تم تو اس قابل ہو کہ تمہاری پرستش کی جائے۔

جمیلہ نے یہ سنا اور محبت بھری نظروں سے محمود کو دیکھنے لگی۔

ان معصوم بچوں کی قسمت کا خدا نے اتنا دیا کہ محمود کا گھر مال و دولت سے مالا مال ہوگیا۔ اور زندگی عیش سے گذرنے لگی۔

سلسلہ تعلیم الاسلام

بعض اہل خیر حضرات اس خیال میں تھے کہ ابتدائی مذہبی تعلیم کے لئے کوئی بہترین رسالے ایسے جن سے بچوں کی تعلیمی استعداد ترقی کے ساتھ مسائل دینیہ بھی ذہن نشین ہوتے جائیں تالیف کئے جائیں انہوں نے حضرت فاضل علامہ مولانا مولوی مفتی کفایت اللہ صاحب، صدر مدرس مدرسہ امینیہ دہلی کی خدمت میں اپنا خیال پیش کیا حضرت ممدوح نے مسلمان بچوں کی تعلیمی ضرورت کا لحاظ فرما کر تعلیم الاسلام کے نام سے مذہبی تعلیم کے لئے ایک بہترین نصاب تیار فرمانا شروع کر دیا۔ مولانا ممدوح ایک نامور مفتی اور جمعیۃ علمائے ہند کے صدر ہیں مسائل فقہیہ میں آپ کی مہارت تمام ہندوستان میں مشہور و معروف ہے بچوں کی حالت اور تعلیمی ضرورت سے بھی آپ پورے طور پر واقف ہیں۔

تعلیم الاسلام میں عبارت کی آسانی اور مضامین کی ترتیب کا خاص لحاظ رکھا گیا ہے بچوں کی اخلاق و عادات پر برا اثر ڈالنے والے الفاظ سے احتراز کیا گیا ہے اسی طرح مسائل بھی تدریجی طور پر مختلف نمبروں میں بیان کئے گئے ہیں ضروری عقائد بھی ہر نمبر میں بتدریج ذکر کئے گئے ہیں تاکہ بچوں کے ذہن آسانی کے ساتھ قبول کرتے جائیں طریقہ بیان بطور سوال و جواب کے رکھا گیا ہے تاکہ بچوں کا دل لگ جائے اور اچھی طرح یاد کرلیں ان رسالوں سے پہلے پڑھانے کے لئے ایک قاعدہ بھی حضرت مفتی صاحب نے مرتب فرمایا ہے بہرحال مذہبی تعلیم کے لئے یہ سلسلہ بہت مفید اور معتبر ہے جس کی خوبیاں دیکھنے اور تجربہ کرنے سے معلوم ہوں گی۔

اب تک اس سلسلہ کے رسالوں کی مجموعی تعداد دو لاکھ انتیس ہزار چھپ چکی ہے اور اکثر مدارس اسلامیہ اور قومی سکولوں کے درس میں داخل کر لیا گیا ہے، سرحد، بنگال، یو پی، پنجاب، گجرات میں خصوصیت سے پسند کیا گیا ہے اور بیرون ہند افریقہ وغیرہ میں برابر جا رہا ہے۔

ان رسالوں کا گجراتی، بنگالی، برہمی، اردو، مرہٹی زبانوں میں بھی ترجمہ ہو گیا ہے۔ بعض اہل خیر کا یہ بھی خیال ہو رہا ہے کہ انگریزی میں ترجمہ کرایا جائے یہ مقبولیت عامہ کی کھلی اور روشن دلیل ہے۔

قاعدہ کے علاوہ چار نمبر اب تک تیار ہو چکے ہیں ان چاروں نمبروں میں عقائد اور مسائل کا کافی ذخیرہ آگیا ہے۔ طہارت، نماز، روزہ، زکوٰۃ تک کے مسائل اور عقائد میں توحید، کتب آسمانی، ملائکہ، رسالت، معجزات، صحابہ کرام، اولیاء اللہ کرامات، قیامت، تقدیر، اعمال صالحہ، شرک و کفر و بدعات وغیرہ کا بیان آگیا ہے قیمت بہت کم رکھی گئی ہے

کامل سٹ پانچ حصے عہ مجلد عہ محصول ڈاک اس کے علاوہ ہے

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

دامِ خیال

(از جناب مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب بی اے دہلوی)

"عالم تمام حلقہ دامِ خیال ہے" خیالات کے ساتھ ساتھ دنیا کا رنگ بھی بدلتا رہتا ہے یہ تبدیلی خیالات کا ہی نتیجہ ہے کہ پہلے جن چیزوں کو اچھا سمجھتے تھے وہ اب بری ہو گئیں اور جن کو برا جانتے تھے وہ اچھی۔ موجودہ زمانہ کو گھٹتی کا پھرا کہتے ہیں ہاں ہوگا۔ بظاہر تو صحیح معلوم ہوتا ہے روحانیت گھٹ گھٹا کر اب مادیت رہ گئی ہے اور امراض دیوتاؤں کے رتبہ سے گھٹ گھٹا کر کیڑے مکوڑے بن گئے ہیں، ہر مرض کا ایک الگ کیڑا ہے اور ہر آزار کا ایک جدا جرثمہ۔ وہ دن دور نہیں کہ اخلاقی امراض کے کیڑے بھی دریافت ہو جائیں خوردبینوں سے دکھا دیئے جائیں اور پچکاری کے ذریعہ سے ان کو جسم میں داخل کر کے انسانوں کو روحانیت کے تمام مدارج طے کرا کے عرش پر پہنچا دیا جائے یا مادیت کے سب مراتب سے گذار کر اسفل السافلین سے بھی نیچے گرا دیا جائے۔

زمانہ کے اس انقلاب اور تحقیقات کے اسی سیلاب نے خیالات کو دماغ میں کچھ اس طرح زیر و زبر کیا کہ وہ راہ ترقی میں دنیا کی موجودہ حالت اور زمانہ کی آئندہ کیفیت کا اندازہ لگاتے لگاتے چشم ظاہر بیں بند اور چشم بصیرت وا ہو گئی۔

کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بڑے میدان میں کھڑا ہوں اس کی وسعت کے کنارے پستی و بلندی خیالات کی حدود سے جا ملے ہیں اس کا سبزہ اپنی تازگی و طراوت سے گلزار وہم پر چشمک زن ہے اور اس کے غنچہ و گل اپنی نزہت و خوشنمائی سے آسمان خیال کی تاروں بھری رات کو شرماتے ہیں میدان کے بیچوں بیچ شیشہ کا ایک نازک اور خوبصورت گنبد ہے جو بلندی میں خیال انسانی کا ہمسایہ اور صفائی میں دل مومن کا ہمپایہ ہے۔ گنبد میں یہ عجیب و غریب صنعت ہے کہ اس کی بلندی خیالات کی بلندی اور پستی کے بموجب کسی کو زیادہ اور کسی کو کم معلوم ہوتی ہے گنبد کی چوٹی پر کلس کی جگہ اقبال کا ستارہ پڑا جھلمل جھلمل کر رہا ہے مجھے یہ دیکھ کر اور حیرت ہوئی کہ گنبد کا صرف ایک رخ ہے دوسرے پہلو کو تراش کر کچھ اس طرح صاف کر دیا ہے کہ اس پر پاؤں ٹکنا دشوار تو کیا محال ہے۔ میں اس صنعت عجیب اور منظر غریب کے نظارہ میں محو تھا کہ کسی نے بائیں طرف سے کہا "کیا دیکھ رہا ہے کچھ سمجھا بھی کہ یہ کیا طلسمات ہے اس کو تماشا نہ سمجھ یہ میدان عالم خیال ہے اور یہ گنبد ترقی دنیا کا نقشہ" مڑ کر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بزرگ خضر صورت منہ پر سبز نقاب ڈالے پہلو میں کھڑے ہیں میں نے پوچھا حضرت آپ کون ہیں اور یہاں میرے ساتھ ساتھ کیسے آئے۔ فرمایا تو کیا میں ہر ایک کے ساتھ رہتا ہوں ہاں یہ ضرور ہے کہ میں سب کو پہچانتا ہوں مگر بہت کم لوگ مجھے پہچانتے ہیں سمجھنے والے مجھے رہبر صادق اور تجھ جیسے ناسمجھ دل کہتے ہیں" میں نے عرض کیا "تو ہاں جناب یہ دنیا کا نقشہ ہے مگر یہ تو فرمایئے کہ کیونکر ہم تو سنتے آئے ہیں کہ دنیا گول ہے یہاں تو اس کی کچھ صورت ہی نئی ہے ایک طرف گول ہے تو دوسری طرف سپاٹ۔ اچھا اب میں سمجھا برانے اور نئے خیالات

کو ملا کر یہ کرۂ زمین تیار کیا گیا ہے میرے اس بے موقع مذاق پر ان کو غصہ آ گیا جھڑک کر بولے۔ سچ ہے جو دنیا میں اندھا رہا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہیگا بیوقوف یہ کرۂ ارض نہیں ہے یہ تجھ جیسے اندھوں کے خیالات اور کوششوں کا نقشہ ہے قوموں کی ترقی و تنزل کا نقشہ ہے انسان کی پستی اور بلندی کا نقشہ ہے روحانیت اور مادہ پرستی کے مقابلہ کا نقشہ ہے غرض یہ سمجھ لے کہ خیر و شر کا نقشہ ہے تجھے یوں کیا خاک سجھائی دیگا لے میری آنکھ سے دیکھ ان کا یہ کہنا تھا کہ میری آنکھوں میں خود بخود ایک عجیب قوت پیدا ہو گئی کیا دیکھتا ہوں کہ گنبد کے ڈھلان پر انسانوں کے گروہ کے گروہ اور انبوہ کے انبوہ چڑھے چلے جا رہے ہیں کچھ چڑھتے ہیں کچھ پھسلتے ہیں کچھ آگے بڑھتے ہیں کچھ پیچھے ہٹتے ہیں بعض ایسے ہیں کہ بہت اونچے چڑھ گئے ہیں کچھ ایسے ہیں کہ بیچ ہی میں ہمت ہار بیٹھے ہیں بہت ایسے ہیں کہ نیچے ہی کھڑے کھڑے اچک رہے ہیں گنبد کے نچلے حصہ کو جو میں نے ذرا غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ کسی زمانہ میں اس گنبد کے اوپر ہی ایک گنبد تھا شروع دونوں ایک ہی جگہ سے ہوئے تھے۔ مگر زمانہ کے ہاتھوں بڑا گنبد سارے کا سارا ٹوٹ کر صرف کنارے رہ گئے تھے میں نے اپنے رہبر سے پوچھا "اجی حضرت یہ اوپر والا گنبد کہاں گیا" فرمایا "میاں اس دوسرے گنبد کی کچھ نہ پوچھو وہ گنبد تمہارے سامنے والے گنبد سے کہیں بڑا تھا اس کا کلس گنبد گردوں سے گزر کر عرش کے کنگروں سے جا ملا تھا اس کا نام روحانیت کا گنبد تھا دنیا والوں نے اس کی دیکھ بھال نہیں کی نتیجہ یہ ہوا کہ بیٹھ گیا اب صرف مادہ پرستی کا گنبد حباب آسا رہ گیا ہے جب وہ نہ رہا تو یہ کیا رہے گا بڑا گنبد فولاد کا تھا وہ اس شیشہ کے گنبد کو آسیب بلا سے بچاتا تھا اب روحانیت کا سایہ دنیا سے اٹھ گیا کوئی دن جاتا ہے کہ مادہ پرستی کا یہ نازک اور شکستہ گنبد بھی حوادث زمانہ سے بلبلے کی طرح بیٹھ جائے گا پہلے زمانہ کے لوگ دونوں گنبدوں پر ایک ساتھ چڑھتے اور دنیا کو دین سے جدا نہ کرتے تھے یہاں بھی اچھے رہتے وہاں بھی اچھے رہتے اب دنیا کے ایسے پیچھے پڑے ہیں کہ دین کو بالکل بھول گئے نتیجہ یہ دیکھ لے رفتہ رفتہ گنبد روحانیت تباہ ہو گیا کچھ کنگرے رہ گئی ہیں وہ بھی آگے چل کر اس چھوٹے گنبد میں مل جاتی ہیں اب اگر کوئی روحانیت کا راستہ اختیار کرتا ہے تو تھوڑے دنوں بعد دنیا داروں میں آملتا ہے غرض اب دنیا ہی دنیا رہ گئی ہے سچ کہتے ہیں کہ؎

عاقبت کی خبر خدا جانے اب تو آرام سے گذرتی ہے۔

میں نے پوچھا "حضرت آخر اس نئے نمونہ کا گنبد بنانے میں بھی کوئی راز ہے" کہنے لگے "ہاں راز ہے اور بہت بڑا راز ہے بات یہ ہے کہ ہر قوم ستارۂ اقبال تک پہنچنے کی کوشش کرتی ہے جب انتہائی ترقی کر پہنچ جاتی ہے اور غرور کے نشہ میں بدمست ہو کر آنکھیں بند کر کے پاؤں آگے ڈالتی ہے تو تنزل کی ڈھلان پر سے لڑھکتی ہوئی گمنامی کے غار میں جا پڑتی ہے پھر اٹھتی ہے سنبھلتی ہے ترقی کے مدارج طے کرتی ہے اور پھر ادبار کی ذلتیں اٹھا کر رفتگان کی

فہرست میں داخل ہو جاتی ہے؟" میں نے پوچھا "پیر و مرشد جب خدا نے ہر انسان کو وہی دو ہاتھ دیئے اور وہی دو پاؤں وہی اعضا عنایت کئے اور وہی عقل تو پھر چڑھنے کے وقت ان کے آگے پیچھے رہنے کی کیا وجہ ہے" فرمایا "مجھ سے کیا پوچھتا ہے تو خود دیکھ لے" اب جو میں نے غور کیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کچھ لوگ دوسروں کے کندھوں پر کھڑے ہو کر اوپر چڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں نیچے والے ان کے بوجھ سے دبے جا رہے ہیں اوپر والے ہیں کہ تعریفوں سے ان کی ہمت بڑھا رہے ہیں رقم سے ان کو مدد پہنچا رہے ہیں یہ پیر شکریہ کے ہاتھ سے اپنی پیشانیوں کا پسینہ پونچھتے ہیں اور ان بھاری بھاری لاشوں کو اٹھاتے ہیں میں نے اپنے رہبر سے کہا "حضرت یہ عجیب بے وقوف لوگ ہیں خود تو بڑھتے نہیں دوسروں کو بڑھا رہے ہیں اگر ترقی ہی مقصود ہے تو خود ترقی کریں یہ کیا کہ محنت تو کریں یہ اور فائدہ اٹھائیں دوسرے" فرمایا "ہاں مادہ پرست دنیا میں یونہی ہوتا ہے چھوٹے بڑوں کو بڑھاتے ہیں اور خود فنا ہو جاتے ہیں البتہ روحانیت کے گنبد میں اس کے خلاف عمل تھا جو خود اوپر چڑھ جاتا وہ نیچے والوں کا ہاتھ پکڑ کر اوپر کھینچ لیتا اور اس طرح یہ زنجیر کی زنجیر میدان روحانیت میں آگے بڑھتی چلی جاتی" وہ یہ کہہ ہی رہے تھے کہ میری نظر کچھ اڑتے ہوئے پرچوں پر پڑی کیا دیکھتا ہوں کہ ایک گروہ کا گروہ کتابیں بغل میں دبائے گنبد پر چڑھا جا رہا ہے جہاں ذرا ان کا پاؤں پھسلا کہ انہوں نے کتاب میں سے چند ورق پھاڑ ہوا میں اڑا دیئے اور اس طرح کچھ ہلکے ہو آگے قدر بڑھایا میں نے بڑے میاں سے پوچھا "اجی جناب ان کو اپنے ساتھ کتابوں کے یہ گٹھر لانے کی کیا ضرورت تھی خالی ہاتھ آتے ہوتے جو اس بے ڈول گنبد پر چڑھنے میں آسانی ہوتی اور جب یہ کتابیں ان کو ایسی ہی عزیز ہیں کہ یہاں لاد لاد کر لائے ہیں تو اب ان کو پھاڑ پھاڑ کر پھینکنے کا کیا مطلب ہے بوجھ کا بوجھ ہوا اور کتابیں ستیاناس" ہنس ہنس کر کہنے لگے "یہ اہل قلم اور اخبار نویسوں کا گروہ ہے ان کی ترقی کا دارومدار انہی کاغذ کے پرزوں پر ہے اگر ان کی تحریروں کو لوگوں نے پسند کیا تو چڑھنے میں ذرا سہارا دے دیا اگر کوئی حصہ ناپسند ہوا تو انہوں نے اتنا حصہ پھاڑ کر اپنی رائے کو بدل مضمون کا رخ کچھ اس طرح پھیر دیا کہ ان کی ترقی کا باعث بن گیا جو اہل قلم اس پر عمل نہیں کرتے وہ بے سہارا ہونے کی وجہ سے گر جاتے ہیں اور اپنی ہی کتابوں کے انبار کے نیچے دب کر فنا ہو جاتے ہیں خیر یہ تو جو کچھ ہیں وہ ہیں ذرا ان کے برابر والوں کو بھی دیکھو" اب جو دیکھتا ہوں تو عجیب تماشا ہے گروہ کے گروہ ہیں کہ گنبد پر چڑھتے بھی جاتے ہیں اور لڑتے بھی جاتے ہیں سبحان اللہ یہ چڑھائی دیکھئے اور ان کی یہ احمقانہ حرکت ملاحظہ کیجئے ایسے چکنے گنبد پر چڑھنا خود ہی کٹھن ہے بھلا یہ آپس کی دھینگا مشتی کیا کچھ غضب نہ ڈھائیگی میں نے پوچھا "اجی حضرت یہ کیا ہو رہا ہے" بولے "ہم پیشہ باہم پیشہ دشمن کا نقشہ ہے ہاں ان میں جو سمجھدار ہیں وہ ہاتھ میں ہاتھ دیئے ایک دوسرے کو کھینچے لئے جاتے بہت دور نکل گئے ہیں یہ جو مقطع صورتیں آپس میں دست و گریباں ہیں یہ قوموں کے دینی پیشوا ہیں ان میں یہ خوبی ہے کہ صرف دوسرے مذہب والوں ہی کو نہیں چھوڑتے اپنے ہم مذہبوں کو بھی بے ایمان کئے دیتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ترقی روحانیت کے گنبد سے شروع کی تھی مگر رفتہ رفتہ مادیت کے گنبد پر نکل گئے اور اپنے مصلے سجادے اور مرگ چھالے خانقاہوں، کلیساؤں اور شوالوں سے اٹھا کر کانگریس کے منڈپوں، تجارتی کانفرنسوں اور کمیشنوں کے اجلاسوں پر لا بچھائے تعلیم کچھ پائی تھی لگے دوسرے کام میں نتیجہ یہ ہوا کہ نہ ادھر کے رہے اور نہ ادھر کے رہے یہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق خسر الدنیا والآخرہ فرمایا گیا ہے۔

میرے رہبر تو ان دنیوی دینداروں کی مذمت میں لگے ہوئے تھے اور میں اس گنبد کے چڑھنے والوں کے ایک دوسرے گروہ کا تماشہ دیکھنے میں مشغول تھا کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ یہ آدمی ہیں یا ربڑ کے گولے کچھ لوگ ہیں کہ نیچے کھڑے انھیں پھونکیں مار رہے ہیں ان گول مول انسانوں کے قدم خود تو گنبد کی ڈھلان پر ٹکتے نہ تھے ہاں صرف ہوا کے زور سے یہ کبھی اوپر جاتے تھے کبھی نیچے آتے تھے اسی الٹ پلٹ میں شاید خیال کرتے ہوں گے کہ ستارۂ اقبال تک اب پہنچے اور اب پہنچے میں نے اپنے خضر راہ سے کہا "پیر و مرشد یہ کیا تماشا ہے یہ لوگ پھول کر کپا کیوں ہو گئے ہیں پھونک کے بل پر اڑ رہے ہیں اگر خدانخواستہ اتنی اونچائی سے گرے تو کیا حال ہوگا" فرمایا "بیٹا جو لوگ نیچے کھڑے پھونکیں مار رہے ہیں یہ خوشامدی ہیں اور جو ہوا میں اڑ رہے ہیں وہ خوشامد خورے ہیں موٹاپے نے ان کی چشم حقیقت بند کر دی ہے اور گوش خوشامد شنو کھول دیئے ہیں خود تو کچھ دکھائی نہیں دیتا ہاں دوسروں سے یہ سن سنکر آپے سے باہر ہوئے جاتے ہیں کہ ہم سے آگے کوئی نہیں جب تک خوشامدی ان کی چاپلوسی میں اپنی ترقی دیکھیں گے اس وقت تک ان کو یونہی پھونکیں مار مار کر اڑاتے رہیں گے جب طلب منفعت کی صورت نہ رہے گی اس وقت ان کو چھوڑ کسی دوسرے خوشامد خورے کے ساتھ ہو جائینگے اور پہلے صاحب اس بلندی پر سے گر کر پاش پاش ہو جائیں گے" میں نے عرض کی "جناب اگر جناب یہ توپ کا گولہ لڑھکا تو کئی خوشامدی خود اس کی لپیٹ میں آ جائینگے" کہنے لگے "نہیں یہ خوشامدی بڑے پختہ کار لوگ ہوتے ہیں جب دیکھتے ہیں کہ کسی خوشامد خورے کا وقت آن لگا ہے تو جھٹ ادھر ادھر ہو جاتے ہیں آپ بچ جاتے ہیں اس کو لڑھکانے لگا دیتے ہیں خیر یہاں تو کہاں کہاں تک اور کیا کیا دیکھیگا ان سب لوگوں کی حالت کو دیکھنے اور سمجھنے کے لئے عمر نوح چاہیئے چل میرے ساتھ چل تجھے کچھ گنبد کے اندر کا بھی تماشا دکھا لاؤں" میں نے کہا "ہیں تو کیا یہ گنبد اندر سے کھوکھلا ہے" فرمایا "ہاں اور کیا تو نے مادیت کو کوئی ٹھوس چیز سمجھا ہے باہر تو صرف پتلیاں ہیں اس کے کل پرزے تو سب اندر ہی ہیں اندر ہی سے پچکارا دے دیکر ان کو قوت پہنچائی جاتی ہے ورنہ انسان کی قدرت ہے کہ شیشہ ایسے ڈھلان پر ایک قدم چڑھنا تو کجا ایک لمحہ ٹک نہ سکے" میں نے کہا "بہت خوب چلئے" وہ میرا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھے اور بات کی بات میں ہم دونوں دیوار میں سے اس طرح گذر گئے جیسے شیشہ میں سے نگاہ اندر جا کر کیا دیکھتا ہوں کہ اس سرے سے اس سرے تک کارخانہ ہی کارخانہ پھیلے ہوئے ہیں ایک کارخانہ بلندی میں آسمان سے باتیں کرتا ہے اور اپنی وسعت سے بہت خیال کو شرماتا ہے ہمارے سامنے ہی جو کارخانہ تھا اس پر بہت بڑے بڑے سیاہ حرفوں میں لکھا تھا "کارخانہ جراثیم آوارگی" بڑے میاں نے مجھ سے

اندر چلنے کو کہا میں نے تامل کیا انہوں نے فرمایا "اب آیا ہے تو چل دیکھ لے ہر کسی کو یہ چیزیں دیکھنی نصیب تھوڑی ہوتی ہیں" میں نے عرض کی حضرت معاف کیجئے اور جو یہ جراثیم مجھ میں سرایت کر گئے تو پھر میرا کہاں ٹھکانا رہیگا کہنے لگے " یہ بھی خوب کہی کہ کہاں ٹھکانا رہے گا۔ بیٹا فیشن ایبل ہو جاؤ گے قوم کے لیڈر بنجاؤ گے دنیا میں نام ہوگا کچھ کما کھاؤ گے صرف زبانی جمع خرچ میں ساری عمر چین سے گذر جائے گی۔ میاں آوارہ ہونے کو بھی ہمت چاہیئے تمہارا اندر قدم رکھنے سے دم نکلتا ہے بھلا آوارہ بننے کی ہمت کہاں سے لاؤ گے،" میں نے کہا بہت خوب چلئے " اندر جاکر دیکھتا کیا ہوں کہ یہاں سے وہاں تک شیشے کی دیگیں چولہوں پر چڑھی ہیں مرد اور عورتوں کا لشکر ہے لگا اپنے اپنے کام میں لگا ہے کوئی دیگوں میں عرق ڈال رہا ہے کوئی چولہوں میں ایندھن ٹھونس رہا ہے ڈاکٹر ہیں کہ مقیاس الحرارت ہاتھوں میں لئے ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر پھر رہے ہیں کبھی اس دیگ کو دیکھتے ہیں کبھی اس دیگ کو کسی سے کہتے ہیں اس میں اور عرق ڈالو کسی کو حکم دیتے ہیں کہ اس کے نیچے اور آنچ لگاؤ کسی دیگ کو اتار کر ٹھنڈا کر دینے کے لئے رکھ دیتے ہیں کسی اتری ہوئی دیگ کو چڑھا دیتے ہیں غرض ہر شخص اپنے اپنے کام میں اس طرح مشغول ہے کہ دنیا و مافیہا کی کچھ خبر نہیں۔ ایک طرف تیار شدہ سیرم (عرق) کی شیشیاں بھر کر سر بمہر کی جا رہی ہیں ایک طرف پارسل بندھ بندھ کر روانہ ہو رہے ہیں میں نے بڑے میاں سے پوچھا یہ سب کے سب ننگے کیوں ہیں فرمایا خدا اس آگ کی گرمی سے بچائے کپڑے کا ایک تار بھی ہو تو جل کر راکھ ہو جائے" میں نے کہا " حضرت اس عرق کا یہاں بہت خرچ معلوم ہوتا ہے دیکھئے کے پیپے اسلئے جا رہے ہیں اور بس نہیں ہوتا "، کہا " یہ عرق نہیں شراب ہے آوارگی کے جراثیم کی پرورش اور پختگی کے لئے یہی اکسیر کا کام دیتی ہے کوئی تیرہ سو برس ہوئے جب اس کارخانہ کو بڑی مصیبت کا سامنا ہو گیا تھا دنیا کے ایک بڑے حصہ نے شراب کو ممنوع قرار دیکر اس کی آمد کو بالکل رکدیا تھا اگر کچھ دنوں وہی رنگ رہتا تو اس کارخانہ کا دیوالہ نکلنے میں کسر نہ رہی تھی مگر اس کارخانہ کا مالک بھی آفت کا پرکالہ ہے ہوس کے کارخانہ والوں سے مل ملا "عزت و جاہ کے جراثیم" دینداروں کے خون میں پہنچا دیئے نتیجہ یہ ہوا کہ احکام کی تاویلیں شروع ہوگئیں اور یہ کارخانہ سنبھل گیا اب تھوڑے دنوں سے تو یہ دن دونی اور رات چوگنی ترقی کر رہا ہے" میں نے یہ دیکھکر کہ چولہوں میں بجائے ایندھن کے کپڑے ہی کپڑے جل رہے ہیں اپنے رہبر سے پوچھا " حضرت کیا یہ مادہ صرف کپڑوں ہی سے پکتا ہے کہنے لگے ہاں اس کے پکانے میں عصمت کی چادریں عفت کے برقعے اور حیا کی نقابیں جلانی پڑتی ہیں۔ کسی زمانہ میں اس ایندھن کا بھی کال ہو گیا تھا مگر اب تو یہاں خرچ سے زیادہ آمد ہے۔ تجربہ سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ ستر پوشی کے کپڑے ان کپڑوں کے تیار کرنے کا سب سے اچھا ایندھن ہے کبھی کبھی یہ چیزیں بھی آجاتی ہیں مگر کم اگر اس کارخانہ کی قسمت میں ترقی لکھی ہے تو اس کی کمی نہ رہے گی۔ اچھا چلو اب دوسرے کارخانہ کو دیکھیں یہاں سے نکل کر ہم دوسری عمارت کے پاس پہنچے اس پر موٹے موٹے حرفوں میں لکھا تھا " سچ اور جھوٹ کے جراثیم کا مشترکہ کارخانہ " میں نے کہا

جناب والا یہ تو علیحدہ علیحدہ کارخانے ہونے چاہئیں یہ ملے ہوئے کیوں ہیں، فرمایا " ہاں پہلے یہ دونوں الگ الگ ہی تھے سچ کا کارخانہ ٹوٹنے لگا تو جھوٹ کے کارخانہ کو شریک کر لیا گیا بات یہ ہے کہ سچ کے جراثیم ایسے تلخ ہیں کہ لوگ ان کی برداشت نہیں کر سکتے جھوٹ کے جراثیم کی آمیزش سے ایک نیا کیڑا پیدا ہو گیا ہے اس کو یہاں کی اصطلاح میں " دروغ مصلحت آمیز " کہتے ہیں اس کا سیرم دنیا والوں کو ایسا راس آیا ہے کہ کیا بیان کروں بنڈل کے بنڈل چلے جا رہے ہیں اور بس نہیں ہوتی اس سے بڑے یہاں صرف دو ہی کارخانے ہیں ایک " ہوس " کا اور دوسرا " ریاکاری " کا ریاکاری کے جراثیم کا تو یہ حال ہے کہ جب تک ان کو شریک نہ کیا جائے کوئی سیرم تیار ہی نہیں ہوتا پہلے یہاں " قناعت " کا بھی ایک بڑا کارخانہ تھا مگر اب اس کو " ہوس " کے کارخانہ نے خرید لیا ہے " انصاف کا کارخانہ " دولت کے کارخانہ کے ہاتھ آگیا اور " نیکی کا کارخانہ " ریاکاری کی کمپنی میں ضم ہو گیا پہلے زمانہ میں روحانیت کے سیرم کی سب سے زیادہ مانگ تھی مگر جب سے روحانیت کا گنبد تباہ ہوا ہے اس وقت سے اس سیرم کو کوئی پوچھتا ہی نہیں اس کا کارخانہ برائے نام چل رہا ہے جو تھوڑا بہت مال تیار ہوتا ہے اس میں بھی ریاکاری کے جراثیم شریک کرنے پڑتے ہیں خالص مال کی نکاسی اس زمانہ میں بالکل بند ہے اچھا تم یہاں کیوں کھڑا ہو گیا آگے بڑھو۔ اگر یونہی ہر جگہ ٹھٹکا تو ساری عمر بھی ان کارخانوں کے دیکھنے کے لئے کافی نہ ہوگی" یہ سنکر میں نے آگے قدم بڑھایا۔ اب جس عمارت کے سامنے ہم پہنچے اس کی وسعت کچھ نہ پوچھو۔ ساری دنیا اس کے ایک کونے میں سما جائے اور آسمان اس کی چھت کے نیچے آجائے عمارت کی ردکار پر بڑے بڑے خوبصورت سنہری حرفوں میں لکھا ہوا تھا " کارخانہ ہوس " اس کارخانہ کی ہزار ہا شاخیں تھیں کسی پر تختی لگی تھی " شاخ جاہ و مرتبت " کسی پر لکھا تھا " شاخ جوع الارض " ایک سائن بورڈ پر تھا " شاخ ملازمت " میں نے اپنے رہبر سے کہا چلئے اسے دیکھیں یہ بڑی دلچسپ شاخ معلوم ہوتی ہے" کہنے لگے چلو دیکھ لو۔ ہوس کے کارخانہ کی یہ شاخ ہمیشہ سے خوب چل رہی ہے ہاں آجکل ہندوستان میں اس سیرم کی سب سے زیادہ مانگ ہے" اندر جاکر کیا دیکھتا ہوں کہ وہی دیگوں پر دیگیں چڑھی ہیں سوکھے سہمے آدمی چولہوں میں تعلیمی ڈگریاں سفارشی رقعے اور مدحی قصیدے دھڑا دھڑ پڑھ جلا رہے ہیں بھلا کاغذ کی کیا بساط آگ ذرا بھڑکی اور ٹھنڈی ہوگئی انہوں نے پھر کاغذوں کے بنڈل لئے اور چولہے میں رکھ دیئے بیحیائی کی بھکنی سے خوشامد کی پھونکیں ماریں پھر ذرا شعلہ اٹھا اور دم بھر کر رہ گیا میں نے اپنے رہبر کی طرف پھر کر دیکھا وہ مسکرا کر کہنے لگے"

یہ مادہ ذرا مشکل سے پکتا ہے یک انار و صد بیمار کی مصداق ہی مانگ بہت ہے مال کم تیار ہوتا ہے بعضوں کو ملتا ہے بعض مانگتے ہی مانگتے ختم ہو جاتے ہیں یا وہ خالی ہاتھ رہتے تھے اب انہوں نے شورش کے جراثیم کی پچکاریاں لینی شروع کر دی ہیں پچکاریاں لیتے ہیں اور مادیت کے گنبد کو کھودتے ہیں پھر لیتے ہیں پھر کھودتے ہیں ایک دن آنے والا ہے کہ انہی کے ہاتھوں اس گنبد کا بھی خاتمہ ہو جائے گا روحانیت پہلے ہی جا چکی ہے اب مادیت بھی رخصت ہو جائے گی نتیجہ یہ ہوگا کہ انسانیت سے نکل کر سب پھر وہی

جنگلی کے جنگلی ہو جائینگے"۔ میں نے کہا خیر دیکھا جائے گا میں یہاں سے جاتے ہی سارا بھانڈا ابھی پھوڑے دیتا ہوں اچھا ہوا کہ میں یہاں آگیا نہیں تو دنیا ہی تباہ ہو جاتی" یہ کہہ میں وہاں سے بھاگا بڑے میاں نے غل مچایا "ارے بھائی ذرا ٹھیر یہاں کا کچھ اور رنگ بھی دیکھتا جا" میں نے کہا بس حضرت بس بہت کچھ دیکھ لیا مجھے پہلے ان بوڑھے حضرات کا انتظام کرنا ہے ابھی سے روک تھام نہ کی تو اپنے ساتھ یہ ساری دنیا کو لے مریں گے" وہ چیختے ہی رہے میاں کیوں دیوانہ ہوا ہے۔ تیری کون سنتا ہے بیسیوں ان سکارخانوں کو دیکھکر جا چکے ہیں وہاں جاکر بہت غل مچایا مگر ان کی آواز نقار خانہ میں طوطی کی آواز ہو کر رہ گئی وہاں تو ہماہمی کے جراثیم اتنے ٹھونس دیئے گئے ہیں کہ کچھ جیسے اگر ہزار سمجھاؤ بھی اور ہم مچائیں تو سب کو بیوقوف سمجھیں اور پاگل خانہ پہنچا دیں"

بڑے میاں نے پہلے سمجھایا خوشامد کی جب دیکھا کہ یہ کسی طرح نہیں مانتا تو لپک کر میرا دامن پکڑ لیا مجھے بہت برا معلوم ہوا دبا کر ایک ٹھوکر رسید کی ٹھوکر سے پاؤں ایسا جھٹا یا کہ آنکھ کھل گئی اب جو دیکھتا ہوں تو سامنے میز الٹی پڑی ہے اور میں بیٹھا اپنا پنجہ دبا رہا ہوں۔ خیر جو ہوا سو ہوا دنیا کا موجودہ نقشہ تو دیکھ آیا۔

بالکل آسان اُردو میں وعظ کی جامع اور مکمل بےنظیر تازہ کتاب

بارۂ مجالس

یہ وعظ و مجالس کی طلسمی کتاب ابھی حال ہی میں حمیدیہ پریس دہلی نے شایع کی ہے اور یہ دعوی ہے کہ اس موضوع پر یہ کتاب اپنی آپ نظیر ہے چونکہ وعظ کی مجالس ہندوستان کے ہر حصہ میں محرم ربیع الاول ربیع الثانی اور رجب میں منعقد ہوتی ہیں اور ان میں خاص طور پر بیرونجات سے واعظ بمشکل فراہم کئے جاتے ہیں اس لئے یہ کتاب بہت ہی سہل اُردو میں تیار کرائی ہے تاکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں بآسانی سمجھی جائے اور اپنی اپنی مجالس میں ہر بھائی روزانہ اس کی ایک مجلس پڑھ دیا کرے اور اس طرح علاوہ اجر آخرت کے ہر پڑھنے والا اچھا خاصا اور مقرر اور شیریں زبان واعظ ہو سکتا ہے اس کتاب میں حسب ذیل بارہ مجالس ہیں:۔

پہلی مجلس "ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت" یہ وعظ بہت ضروری ہے "تاکہ عوام صرف لفظاً ہی "قولوا امنا باللہ" ہی نہ مانیں بلکہ خدا کی ہستی کو خوب سمجھکر اور سمجھ بوجھ کر ایمان لائیں"

دوسری مجلس "توحید الٰہی" یہ ہی بحث اسلام کا مابہ الامتیاز ہے اور عقل و دلائل سے ثابت ہے کہ خدا ایک ہی ہو سکتا ہے اہرمن و یزدان۔ باپ بیٹا روح القدس اور تیس کروڑ دیوتاؤں کی جھنجھٹ سے خدا پاک ہے۔

تیسری مجلس "توحید کے پروانے" یہ مجلس بہت جوش انگیز اور ولولہ خیز ہے اس کے ذریعہ سے روح مسلم میں تازگی پیدا ہوتی ہے اور مومن اسلاف کے کارنامے معلوم ہوتے ہیں

چوتھی مجلس "نبوت و رسالت" اس میں نبوت و رسالت کی تحقیق کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین اور دنیا کا آخری مصلح ثابت کیا ہے۔

پانچویں مجلس "ختم نبوت" اس میں ہزارہا دلیلوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ رسول کریم کے ساتھ خدا کی پیام رسانی کا سلسلہ دنیا میں ختم ہو گیا "الیوم اکملت لکم" کی تفسیر ہے۔

چھٹی مجلس "فضائل رسل" اس میں رسول اعظم کا تفوق دیگر انبیا پر بتلایا ہے اور ثابت کیا ہے کہ "آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری"

ساتویں مجلس "اسوہ حسنہ رسول محترم" بحیثیت انسان کے جس قدر مکمل تھے اس کی پیروی ہر امت پر واجب ہے اسی کی تشریح اس مجلس میں ہے۔

آٹھویں مجلس "محبت رسول" اس میں محبت رسول کے ہزارہا واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسلمان کی نجات ہی رسول کی محبت و اطاعت میں ہے

نویں مجلس "فضائل و اخلاق" اور "حسن معاشرت" اس میں ہر دو عنوان پر بہت ہی عجیب انداز میں ایک مسلمان کی زندگی کا نقشہ کھینچا گیا ہے جو ہر مدعی ایمان کیلئے قابل تقلید ہے۔

دسویں مجلس "اسلامی اخوت" اور "اسلامی مساوات" اس میں دوسرے تمام مذاہب سے اسلام کی وحدت و مساوات کا موازنہ بہت ہی موثر اور لطیف پیرایہ میں ہے۔

گیارہویں مجلس "اسلام میں عورت کے حقوق" وہ مدعی تہذیب جو عورتوں کے حقوق کے سب سے بڑے علمبردار ہیں اسلام میں عورتوں کے حقوق کیا ہیں معلوم کریں۔

بارہویں مجلس "واقعات کربلا" یہ مجلس بہت ہی دردناک انداز میں مرتب کی گئی ہے واقعات شہادت نہایت صحت کے ساتھ لئے گئے ہیں گویا سارے واقعات آنکھوں کے سامنے ہو رہے ہیں کوئی شخص بلا آنسو بہائے دو سطریں نہیں پڑھ سکتا جو صاحب مدارس میں مفت تقسیم کرنا چاہیں قرآن کے لئے خاص رعایت ہے کتاب دو سو صفحات مجلد ہے اور قیمت صرف رعایتی ایک روپیہ (عہ) محصول ۶ کل عہ ۔ منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے۔

بہترین استاد معلم اس میں موٹر کی مشین کے تمام پرزوں کی تصویریں دیگر مشین کے میکانزم کو اس طرح سمجھایا گیا ہے کہ معمولی سمجھ کے آدمی بلا اوستاد وغیرہ دشواری سے سمجھ جاتے ہیں اور موٹر مشین کی حقیقت کو جان لیتے ہیں قیمت عہ علاوہ محصولڈاک

اتالیق موٹر اس کتاب میں موٹر مشین کے تمام نقائص بتلا کر ان کو درست کرنے کی آسان اور سہل ترکیبیں بتلائی گئی ہیں جس سے ہر شخص مشین کے تمام پرزے اور ان کے نقائص کو سمجھکر ان کے درست کرنے کا ماہر ہو جاتا ہے قیمت صرف عمہ علاوہ محصولڈاک اگر دونوں ساتھ منگائیں تو ۸ محصول مفت

دونوں کے ملنے کا پتہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

سات سال کا سفر

محرم سنہ ۱۳۴۴ہجری، جب آپ کا مولوی پہلی مرتبہ ایک پرانی سبز قبا پہن کر اور اپنے ہمراہ چند شکستہ اور بوسیدہ اوراق لے کر نکلا تھا، کون جانتا تھا کہ قبول کرنے والا اس کی گاڑی کو قبول کر رہا ہے، اور اس کی شکستہ حال شکستہ احوال صورت ایک دنیا کے لیے موجب ترغیب و اتباع ہوگی،

قربان جایئے اس نوازنے والے کارساز کے جس کے ہاں قبول کرنے کے لیے صرف قلب شکستہ کی شرط ہے، نہ ہنر کی ضرورت ہے نہ وجاہت کی، نہ علم کی ضرورت ہے نہ امارت کی، نہ عالی نسبی کی پوچھ ہے نہ والا حسبی کی، پوچھتے اس کو ہیں جسے کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا، نوازتے اس کو ہیں، جس کو کوئی نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا

محرم سنہ ۱۳۴۴ کا پہلا پرچہ جب منصہ شہود پر آیا، تو اس کا نہ کوئی سرپرست تھا اور نہ حامی نہ اس کو کسی خارجی استمداد سے واسطہ تھا نہ اندرونی سے، لوگ ہنستے تھے کہ ایک ناقابل عامی کو بھی یہ جرأت ہوئی،

آج ہنر والے اس بے ہنری کی طرف بڑے غور سے دیکھ رہے ہیں، اس کے ایک ایک قدم اور انداز روش کو پرکھا جا رہا ہے، اور اس کے قدم بقدم چلنے کی ہر نیا اور پرانا پرچہ کوشش کر رہا ہے، اور تقریباً ہر پرچہ اس کا چربہ لینے کی سعی میں ہے الحمد للہ علیٰ احسانہ وفضلہ

مولا کی نوازشیں بھی اسباب کے ماتحت ہوتی ہیں، مولوی کے لیے اس کے پسند کرنے والے ایسے ناظرین مہیا فرما دیئے، جنہوں نے اپنی ذات سے زیادہ اس کا خیال رکھا، اور ہر ہر قدم پر اس کی معاونت فرمائی، اور خدا کے فضل سے آج اس کی اشاعت ہندوستان کے ہر پرچہ سے زیادہ ہے

مولوی کے سلسل مضامین جسقدر مقبول ہوئے اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ہندوستان کے تقریباً بہت سے مذہبی جرائد نے انکی نقل شروع کر دی، کتاب الاسلام، معارف القرآن، بخاری شریف، تاریخ اسلام کا سلسلہ نہایت طویل ہے شاید میری بقیہ عمر بھی اس کے لیے کافی نہ ہو، لیکن محرم سنہ ۱۳۵۱ سے میں نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ ضروریات دینی کو مد نظر رکھ کر ہر سال ایک اور کتاب بھی ناظرین کی خدمت میں مولوی کے ذریعہ پیش ہو، اور بجائے اس کو علیحدہ چھپوا کر نفع اٹھانے کے ناظرین کو مفت دیدی جائے، "اسلام کی امتیازی معاشرت" ملاحظہ سے گذر رہی ہے کیسی نایاب اور موثر کتاب ہے، اب محرم سے ایک اور عجیب و نادر کتاب مسلمان اور قرآن شروع ہوگی، جس کا مختصر تذکرہ آپ نے شذرات میں پڑھا ہوگا، اس لیے جن حضرات کے چندے اس پرچہ کے ساتھ ختم ہو رہے ہیں، وہ آیندہ کے لیے اپنی خریداری کا ارادہ مستحکم کر لیں، اس کتاب کی قیمت جو سنہ ۱۳۵۱ میں ہدیہ ناظرین ہوگی مولوی سے بہت زیادہ ہے، اور مولوی کا باقی سب حصہ بالکل مفت ہوگا

محرم سے چونکہ مولوی کا نیا سال شروع ہوگا، اس لیے آیندہ ماہ سے جدید خریدار فراہم کرنے شروع کر دیجئے چار ہزار خریدار اور ہو جائیں، تو مولوی میں مقامات مقدسہ کے فوٹو اور ان کے متعلق تاریخی معلومات کا بھی اضافہ ہو جائے، اور میرے نزدیک مولوی میں صرف اسی کی کمی اور رہ گئی ہے، اور یہی ایک حسرت اور باقی ہے، چار ہزار خریدار پیدا ہونے اگر آپ لوگ صرف ایک دن کوشش کر لیں تو کچھ بھی دشوار نہیں، لیکن شرط یہ ہے کہ پرانے خریدار بھی معاونت ترک نہ فرمائیں اس حال جو پرچہ بھی مولوی کا ۲۰ ہزار چھپنا شروع ہوا اسمیں فوٹو ضرور ہونگے،

آج جبکہ مولوی کے سفر کے سات سال پورے ہو رہے ہیں، ہم سب کو خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس کا ہر قدم پہلے قدم سے بہتر اٹھا، اور مولوی جو کہ محرم سنہ ۱۳۴۴ میں ۴۴ صفحہ کا تھا آج ۷۰ صفحہ کا ہے، اور کارساز حقیقی کا بڑا احسان یہ ہے کہ یہ پرچہ نہ کسی کا قرضدار ہے اور نہ اس کے کارکنان و معاونین نے کوئی رقم اس کو اعانت کے طور پر دی، باوجود اس کے کہ چودہ سو روپے ماہوار کا خرچ ہے اور تقریباً ۲ سو روپے ماہوار مولوی پر لگانے پڑتے ہیں، لیکن وہ سب انہی ناظرین کے کتب و قرآن شریف خریدنے کی بدولت پورے ہو جاتے ہیں، اور اگر یہ صورت خدا کے فضل سے باقی رہے تو فوٹو کا مزید دو سو روپے ماہوار کا خرچ بھی انہی کتابوں کی فروخت سے پورا ہو جایا کرے گا، آپ کی جسقدر توجہات مولوی پر مبذول ہونگی، انشاء اللہ اتنی ہی خوبیاں اس میں بڑھتی جائیں گی،

جن حضرات کے چندے اس ماہ میں ختم ہو رہے ہیں ان کے نام اطلاعی خط عنقریب پہنچیں گے اگر وہ اپنے چندہ کے ساتھ خریداران جدید کے چندے وصول کرکے بھیجدیں تو منی آرڈر کی فیس اور وی پی کا خرچ وغیرہ سب بچ جائیں کاش آپ لوگ اس کفایت کو ملحوظ رکھ سکیں،

خدا کا واسطہ اللہ سے بڑی کوئی قوت نہیں، اسی کا واسطہ ان حضرات کو دیتا ہوں جو آیندہ مولوی کی اعانت میں مذبذب ہیں اکہ وہ اطلاع اختتام چندہ کی اطلاع پاکر اسی خط پر "لینے سے انکاری" لکھ کر بلا ٹکٹ لگائے واپس کر دیں ہم یہاں انکی عدم معاونت کا اندراج کر دینگے، اور اسطرح وی پی کا خرچ بچ جائیگا اور واپسی کا نقصان نہ ہوگا۔

منی آرڈر بھیجنے والے بھائی اس انداز سے منی آرڈر بھیجیں کہ وہ ۴ محرم تک پہنچ جائے، انشاء اللہ ۴ محرم کو یہاں سے پرچہ روانہ ہو جائیگا، اسوقت یہ بہت ہی افسوسناک نقصان ہوگا کہ ادھر سے وی پی جائے اور ادھر سے منی آرڈر آئے، اس طرح میرا نقصان بھی ہوگا، اور وی پی کے واپس کرنے والے قابل مواخذہ بھی ہونگے

رسول نمبر کی تیاری کا زمانہ شروع ہو گیا ہے، مضامین لکھنے والے بھائی ابھی سے موضوع مضامین تجویز کرکے لکھنا شروع کر دیں، غیر مسلم خریداران مولوی سے بصد ادب التماس ہے کہ وہ مسلمانوں کے رسول کے متعلق جو بھی رائے رکھتے ہوں اسکو قلمبند کرکے بھیجدیں ان کے مضامین نہایت احسانمندی سے قبول کئے جائینگے۔ پادری صاحبان کی نظر سے بھی مولوی گذرتا ہے ان سے بھی التجا ہے کہ وہ بھی رسول کریم کی سیرت سے جس قدر واقفیت رکھتے ہوں قلمبند فرما دیں اور اپنی فراخدلی کا ثبوت دیں،

انشاء اللہ العزیز حسب سابق اس دفعہ بھی آریہ بھائیوں، سناتنیوں، عیسائیوں اور سکھوں کے مضامین رسول نمبر میں شائع ہونگے،

دعا ہے کہ خداوند کریم مولوی کے ذریعہ ایک عالم کو استفادہ کی توفیق دے اور مولوی ہر مسلمان گھر میں پہنچ جائے، اور اس کے معاونین و ناظرین کے جوش سے امید ہے کہ انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔

تماشائے اہل کرم دیکھئے

وہ جنہوں نے اس مہینے اپنے مولا کی رضا کی خاطر مولوی کی اشاعت کی کوشش فرمائی اور جو ہمیشہ اپنی ذاتی ضروریات کے ساتھ ساتھ دینی ضروریات بھی پوری کرتے ہیں بلکہ مقدم کرلیتے ہیں، خدا ان کے مدارج میں ترقی، ان کے مقاصد کو کامیابی بخشے، اور کوئی ضرورت اکی نہ رہے آمین یارب العالمین، اللہم حصل مرادہم بالخیر برحمتک واسع فضلک

اسمائے معاونین	تعداد
جناب ایس ایم الیاس صاحب کلکتہ	۲
" عبدالعلیم صاحب وزیگاپٹم	۱
خورشید علی صاحب پٹنہ	۲
" مولوی محبوب سبحانی صاحب چھپرہ	۳
" عبداللطیف صاحب ورکشاپ اجمیر	۵
" محمود خاں صاحب عاشق محلہ	۲
" حافظ رشید احمد صاحب ہوشیارپور	۲
" جناب سید نورالدین صاحب کپل	۱
" محمد حسن صاحب رسڑا بلیا	۲
" عبدالستار صاحب بمبئی نمبر ۲	۲
" قاسم خان صاحب بمبئی نمبر ۲	۳
" قاضی عبدالولی صاحب حیدرآباد	۱
مراد گل صاحب زیارت کاکا صاحب	۱
مولوی بوستان خاں صاحب خانپور	۱
" سید محمد فاروق صاحب انوریلی	۱
" جناب محمد ظہور صاحب بمبئی	۳
" عبدالسلام عبدالرزاق صاحب	۳
" محمد امیر صاحب نادنگی	۲
" خواجہ سید عبدالرحیم صاحب ڈنگانی کوٹ	۳
" ڈی کے محمد عظیم صاحب کرنول	۲
" عبدالحمید خان صاحب اعظم گڑھ	۲
" محمد جعفر صاحب اینڈ سنز	۱
" مولوی عبداللہ صاحب کفل گڑھ	۴
" مولوی غلام حسین صاحب مرار	۱
" حاجی سید بادشاہ صاحب گٹ پلی	۲
" سلطان زائر صاحب کرہامہ	۳
" حاجی نذیر احمد صاحب جہانسی	۳
" محمد امیر صاحب پانڈل	۳
" ابراہیم امیر صاحب پانڈل	۳
" احمد خاں محمد خاں صاحب عدن	۲
" ایک صاحب جنہوں نے نام نہیں لکھا	۲
حفیظ خاں صاحب پواری جوگیشوری	۱

اسمائے معاونین	تعداد
" معرفت شاہ صاحب ہیڈ کانسٹبل نیپال	۱
" یوسف حاجی کریم صاحب کلکتہ	۲
" جناب زاہد حسین صاحب اناؤ	۱
" سید منور علی صاحب ادسیا	۲
" مہدی علی خاں صاحب ریڈر	۵
" مولوی غلام محی الدین صاحب قریشی	۱
" جناب عبدالغفور صاحب خزانچی کالرد	۹
" منشی حبیب اللہ صاحب جاورہ	۱
" سید عبدالکریم صاحب ملتان چھاونی	۱
" محمد فخرالدین صاحب داؤد شریف	۱
" محمد داد صاحب ہیاگھاٹ دنی پور	۱
" محترمہ ریحانہ خاتون صاحب سرہٹہ	۱
" مولوی عبدالرحمان صاحب گاڈو سہارنپور	۸
" حاجی عبدالرحیم صاحب سوداگر بمبئی	۶
" غلام محی الدین صاحب خوشاب	۳
" بی، آئی، قلندر صاحب ونمبوری	۲
" حافظ محمد سلیمان صاحب باڈرہ	۱
" محمد سلیم خان صاحب بلاوا	۲
" حافظ عبدالرحیم صاحب مچھلی شہر	۱
" شیخ محمود صاحب نیجر سرہ آرہ	۱
" مولوی سید ضیاء الحق صاحب جین	۳
" ملک غلام علی صاحب پلرامہ	۳
" حافظ محمد یاسین صاحب مرادآباد	۲
" جناب شیخ فضل حسین صاحب جنڈولہ	۲
" جناب مہتاب خاں صاحب کورگل	۲
جناب انعام الحق صاحب جوہری ماروکا	۲
" نذیر حسین صاحب ٹیلر ماسٹر سانگلہ	۲
" محمد خالد خاں صاحب راولپنڈی	۱
" محمد عباس صاحب پٹیل موڈیگیرہ	۱
" محمد حسین صاحب مدراس ۲۲۳۲۶	۱
" حافظ منان صاحب نا ندیر	۱
" جناب الٰہی بخش صاحب راولپنڈی	۱

اسمائے معاونین	تعداد
جناب محمد صدیق احمد صاحب فتح	۲
" الٰہی بخش صاحب شاف کالج کوئٹہ	۴
" مولوی نبی بخش صاحب مظفرگڑھ	۱
" مولوی لیاقت حسین صاحب جہانسی	۳
" شیخ غریب اللہ صاحب حیدرنگر	۱
" کے امام صاحب بیگنور	۲
" فضل الٰہی صاحب کرم الٰہی بارک	۱
" عبدالاحد صاحب خریدار ۲۴۵۵ کشمیر	۱
" زین العابدین صاحب میسور	۱
" مولوی عبدالسبحان صاحب بایزید پور	۱
" مولوی قائم الدین صاحب قلعہ ونگوا انبالہ	۵
" جناب محمد عبدالبصیر صاحب بھوجی	۱
" عبدالحی صاحب سپرنٹنڈنٹ کاہینی	۳
" محترمہ ریحانہ خاتون سرہٹہ دوبارہ	۲
" مولوی محمد بخش صاحب لودھران	۲
" محمد اسماعیل صاحب برنس گونیا	۲
" ایم عبدالحمید صاحب ریواڑی	۲
" سید اشفاق علی صاحب چھاونی ملتان	۱
" شیخ اسید علی صاحب بہرور الور	۱
جناب بابو ظہور بخش صاحب محمودآباد	۱
" مولوی محمد یونس صاحب لکھنؤ	۱
" مولوی نذیر حسین صاحب سنگدو	۲
" محمد نظام الدین صاحب گردی کوٹ	۱
" بابو اللہ دتا صاحب سید پوری روڈ	۱
" حافظ علاء الدین عطار صاحب بجے پور	۱
" مولوی محمد حسین صاحب شادیوال	۳
" غلام محمد صاحب وایح مرچنٹ گجرات	۴
" مولوی نور حسین صاحب کربالہ اسکول	۵
" پیش امام محبوب صاحب بیگنور	۱
" حافظ نور احمد خان صاحب اجمیر شریف	۲
" محمد بشیر خاں صاحب شام گڑھ	۲
" جناب محمد حسین صاحب سکندرآباد	۵
" عبدالواحد صاحب پسری بازار جہانگ	۵
" محمد رحمت نبی خاں صاحب بریلی	۱
" احمد حسین صاحب قریشی دیپالپور	۱
" عبدالواحد صاحب اورسیر پیرگنی	۱
" ماسٹر عبدالرؤف صاحب پوبلی	۲
" سید دوست علی صاحب کرسی	۳

اسمائے معاونین	تعداد
جناب فضل حسین صاحب پرنٹنڈ	۱
" محمد اشرف صاحب کلکتہ	۱
" ولی محمد صاحب ہیڈ کانسٹبل شیخوپورہ	۳
" ماسٹر محمد رحمت اللہ صاحب	۵
" حاجی نذیر احمد صاحب جہانسی	۲
" بابو غلام نبی صاحب شوگھی	۲
" سید عبدالکریم صاحب ملتان چھاونی	۱
" محمد ناظر حسین صاحب نیچر	۳
" شیخ حیدر صاحب ٹریلی کین مدراس	۱
" مولوی محمد غنی صاحب سرگودہ	۳
" ڈرائیور رعایت اللہ مغل سرائے	۱
" محمود حسین صاحب سیتاپور	۱
" بابو سعیدالدین صاحب پوسٹ ماسٹر	۲
" ڈاکٹر محمد رمضان صاحب جنڈولہ	۲
" مولوی قطب میاں صاحب بہدائی	۲
" محمد عزیز اللہ صاحب حیدرآباد	۲
" شیخ جان محمد صاحب راجن پور	۲
" مولوی مہتاب علی خان سونپور	۳
" غلام غوث صاحب سوداگر مچھلیہ	۴
" فضل حق صاحب پولس	۲
" مولوی عبدالمنان صاحب بالن تماں	۲
" اے سی چشتی صاحب ملیانوالہ	۲
" ایم عبداللہ حسین صاحب	۲
" مصطفیٰ احمد صاحب اورسیر	۱
" عبدالحکیم صاحب رجبانی	۲
" وحید اللہ صاحب سکرٹری گوجرہ	۳
" حفیظ اللہ خان صاحب کانسٹبل	۲
" شیخ احمد حسین صاحب مینہ دار	۱
" محمد سعید صاحب پرکار بمبئی	۲
" محمد احمد صاحب پورنپور	۱
" احمد اللہ صاحب اسلام آباد	۲
" قاضی محمد عزیز صاحب پشاور	۲
" عبداللہ خان صاحب کالاباغ	۲
" ایس ایم یحییٰ صاحب ہندوارہ	۲
" ابوالبشر عبدالقیوم صاحب	۲
" شیخ قوم علی صاحب ہمیرپور	۳
نثار احمد صاحب نثار مونگ	۲

باقی دارد

ہر شخص حیرت میں ہے کہ اس عمر میں مترجم اور مجلد چرمی قرآن کیونکر مل سکتا ہے

اور ترجمہ بھی مولوی اشرف علی کا تفسیر بھی بیان القرآن کی کاغذ بھی سفید گلیز معہ ایک ابتدائی بسیط مقدمہ

دیکھا نہ سنا یہ سب حمیدیہ پریس دہلی کا مفید حیرت خیز کارنامہ ہے

اس عالمگیر کساد بازاری اور بے روزگاری کے زمانہ میں جبکہ ہزاروں بھائی قوت لایموت کے ساتھ دین کا دامن بھی چھوڑ رہے ہیں مترجم قرآن شریف کے خواہاں تھے لیکن زیادہ قیمتوں کی بنا پر مجبوراً نہ خرید سکتے تھے **حمیدیہ پریس دہلی کی اولیت** ہے کہ اس نے ایسا قرآن شریف ناظرین کے سامنے پیش کر دیا جو ترجمہ الٰہی ہو اور سستا بھی ہو ترجمہ بھی مولوی اشرف علی صاحب کا ہو اور تفسیر بھی بیان القرآن سے ماخوذ بلفظہٖ بھی کلام ہو، غرض تمام وہ سامان ہو جو ایک مسلمان دل دادہ و خواہاں ہو سکتا ہے اور لطف یہ کہ ابتداء میں ایک بسیط مقدمہ بھی ہے جس میں قرآن شریف کے متعلق مزید ضروریات کا حل ہو اور مجلد بھی چمڑے کا ہو۔

تیار ہے اور اس کا نام ۲۸ خوبیوں والا قرآن مجید ہے صدہا روز جا رہا ہے

اور حسب ذیل ۲۸ خوبیاں ہیں (۱) تعداد ہائے سورہ قرآن شریف و ترتیب نزول و ترتیب تلاوت (۲) تلاوت قرآن شریف اور دوسری عبادتوں کا موازنہ اور تلاوت مع ترجمہ کی برتری (۳) قرآن شریف کا نزول کیونکر ہوا، اور جبریل کیونکر آیات قرآن لاتے تھے، احادیث صحیحہ سے ثبوت ہے (۴) ترتیب نزول اور ترتیب تلاوت میں فرق کیوں ہے (۵) تعلیم قرآنی کے فوائد اور اس کے اثرات و برکات (۶) تلاوت قرآن کا ثواب بصورت مختلفہ مثلاً نماز میں تراویح میں مسجد میں رات دن میں وغیرہ (۷) تلاوت کے آداب (۸) قرآن شریف کی فضیلت دوسری کتب سماوی پر (۹) اعوذ باللہ کے فضائل اور انکے اعمال (۱۰) بیان سورہ فاتحہ (۱۱) بیان فضائل سورہ بقر (۱۲) فضائل سورہ انعام معہ قبولیت (۱۳) بیان آیت الکرسی معہ فضائل اور اس کے اعمال (۱۴) سورہ کہف اور اس کی آیات کا ذکر معہ قصہ اصحاب کہف (۱۵) سورہ یاسین کے فضائل و اعمال رفع گرانی (۱۶) فضیلت سورہ فتح اور اس کے اعمال (۱۷) فضیلت سورہ ملک اور اس کے اعمال (۱۸) فضائل سورہ نبا اور اس کے اعمال (۱۹) فضائل سورہ اخلاص معہ اعمال (۲۰) فضائل سورہ واقعہ معہ اعمال رفع گرانی و باران رحمت (۲۱) سورہ عم یتساءلون کے خواص اور وظیفیات کے اعمال (۲۲) فضائل معوذتین (۲۳) رسول کریم کی زیارت خواب میں ہو سکتی ہے، بہت تھوڑی سی محنت کے بعد اور فضائل درود شریف (۲۵) رموز اوقاف (۲۶) سوانح رسول کریم (۲۷) ہفت ترتیب سورہ و آیات (۲۸) دعا ختم القرآن معہ فضائل، ضخامت ۷۰۰ صفحہ معہ مقدمہ

کاغذ سفید دبیز ولایتی ساخت **چھپائی** خوب روشن سیاہ **مجلد** چرمی پشتہ، **کتابت** کا اندازہ یا اعتبار خوشخطی اس نمونہ سے نہ کیجئے کیونکہ یہ نمونہ فن تجارت کے طریقے سے واقف کا لکھا ہوا نہیں ہے بلکہ اس سے خط کے جلی ہونے کا اندازہ کیجئے، ہدیہ مجلد **ڈیڑھ روپیہ** محصولڈاک ۱۰ کل ۱/۱۲ میں جہاں چاہے منگا لیجئے **ایک منگائیے یا سو رعایت مطلق نہیں**، ریل کے ذریعہ کم از کم چار قرآن شریف منگائیے ورنہ کوئی خاص فائدہ نہیں ریل کے ذریعہ منگانے والے یہ بھی نوٹ کر لیں کہ ہر پارسل پر کرایہ ریلوے علاوہ ۱۲ یہاں خرچ ہوتے ہیں۔ ملنے کا پتہ نوٹ کر لیجئے **مینیجر حمیدیہ پریس دہلی** حمیدیہ پریس کی جلدیں تمام شہر سے اچھی ہوتی ہیں۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ

وہ پاک ذات ہے جو اپنے بندے کو شب کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ

الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ

تک جس کے گرد اگرد ہم نے برکتیں کر رکھی ہیں لے گیا تاکہ ہم انکو کچھ اپنے عجائبات قدرت دکھلائیں بیشک اللہ تعالیٰ

وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَجَعَلْنٰہُ ھُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا

بڑے سننے والے بڑے دیکھنے والے ہیں، اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی، اور ہم نے اسے بنی اسرائیل کے لئے ہدایت بنایا، کہ تم میرے سوا

مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا ذُرِّیَّۃَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ اِنَّہٗ کَانَ عَبْدًا

کوئی کارساز مت قرار دو ان لوگوں کی نسل جن کو ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا، بے شک وہ

ف: بیان واقعۂ اسراء ... [illegible]

نماز کے پورے پورے مسائل

اگر ایک ہی جگہ کسی کتاب میں مل سکتے ہیں تو وہ صرف

رکن دین

ہے جس کے پڑھنے سے نماز کی ذرہ ذرہ کیفیت معلوم ہو جاتی ہے۔ اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی ایسا نہیں جس کا حل اس کتاب میں نہ ہو، اور فاضل مصنف نے ایک خوبی اس کتاب میں یہ اور رکھی ہے۔ کہ تمام مسائل سوال وجواب کی صورت میں لکھے ہیں جس طرح ہر وہ سوال جو کسی انسان کے ذہن میں نکل سکتا ہے اس کتاب میں موجود ہے۔ غرض یہ کہ اگر نمازی ہے تو یہ کتاب ہی منگائیے۔ ایک مرتبہ یہ کتاب پڑھ لینے کے بعد نماز کے متعلق ایک بھی بات ایسی نہ ہوگی جو معلوم نہ ہو سکے۔ کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ہر سال دس ہزار چھپتی ہے۔ ضخامت تقریباً دو سو صفحات۔ قیمت اصلی ایک روپیہ۔ رعایتی قیمت ۱۰؍ محصول ۸؍ کل ۱۲؍

ملنے کا پتہ

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

بہشتی زیور کامل ۱۱ حصے

یہ کتاب عورتوں کے لیے مولانا اشرف علی صاحب نے لکھی ہے اور گویا فقہ حنفیہ کا مکمل نصاب ہے اس کے علاوہ اس کے حصے ہیں
حصہ اول الف، ب سے خط لکھنے تک اور کچھ عقائد کا بیان
حصہ دوم، وضو طہارت حیض ونفاس کے احکام، نماز کے مسائل
حصہ سوم، زکوٰۃ، روزہ حج قربانی، منت وغیرہ کے مسائل
حصہ چہارم، طلاق، نکاح، مہر، ولی، عدت وغیرہ کے احکام
حصہ پنجم، معاملات حقوق معاشرت، زوجین اور قواعد تجارت
حصہ ششم، اصلاح نفس وتہذیب اخلاق، ذکر قیامت وجنت
حصہ ہفتم، اصلاح رسوم، مروجہ شادی غمی میلاد عرس تیجہ وغیرہ
حصہ ہشتم، نیک بیویوں کی حکایتیں وسیرت، اخلاق
حصہ نہم ضروری اور مفید علاج معالجے نسخے بچوں عورتوں کے
حصہ دہم، دنیاوی ہدایتیں اور ضروری باتیں حساب وغیرہ
حصہ یازدہم بہشتی گوہر یہ گیارہواں حصہ خاص مردوں کے لیے ہے، مسائل اور معالجات اور نسخوں کا ہے ہر حصہ کی قیمت ۵؍ ہے اور گیارہ حصہ کی ۱۱؍ لیکن کامل سیٹ کا رعایتی نصف یعنی کامل ۱۱ حصے صرف ۱۲؍ محصول ۱۳؍ کل ۱؂۱۲

ملنے کا پتہ: مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

قرانی دعائیں مانگئے

آپ کی دعائیں کیوں نہیں قبول ہوتی، اس لیے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں، اس لیے کہ آپ خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعائیں نہیں مانگتے اس لیے کہ آپ کو فضیلت دعا کا حال معلوم نہیں اور قبولیت دعا کے اوقات سے بھی آپ کو واقفیت نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ابتک آپکی دعائیں بے اثر ہیں، لہٰذا ضرورت ہے کہ آپ پہلے دعائیں مانگنے مرادیں پانے اور کامیاب ہونے کے طریقے معلوم کیجئے، خدا اور اس کے رسول کے بتلائے ہوئے راستوں کے مطابق دعا مانگئے۔ پھر دیکھئے کہ آپ بے اولاد ہیں تو صاحب اولاد ہو جائیں گے اور مفلس ہیں تو زردار ہو جائیں گے مقدمات کی پریشانی ہے تو فائز المرام ہو جائیں گے۔ غرض آپکی ہر مراد کی کنجی قرانی دعائیں ہیں جنمیں دعا مانگنے اور مرادیں برلانے کے تمام طریقے کلام اللہ کی آیات سے درج ہیں۔ ہمارا یہ دعوےٰ ہے کہ اگر آپ قرانی دعاوں کے مذکورہ طریقوں کے مطابق دعائیں مانگیں گے تو آپ کی دعا کی مقبولیت یقینی ہے۔ لکھائی چھپائی بہت اعلیٰ، قیمت ۸؍ محصول ۵؍ کل ۱؂۱

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

دوزخ سے نجات

پانے کا ایک ہی راستہ ہے کہ انسان آیندہ گناہوں سے اجتناب کرے اور پچھلی خطاؤں سے معافی مانگے۔ اسی کا نام توبہ ہے۔ توبہ کی تحقیق اور توبہ کے فضائل واثرات کے متعلق ابتک اردو زبان میں کوئی کتاب نہ تھی۔ حمیدیہ پریس میں حال ہی میں ایک کتاب **توبہ** کے نام سے شائع کی ہے جس کے چند مضامین یہ ہیں، توبہ کے معنی از روئے لغت، مسائل توبہ، توبہ کے حقوق۔ فضیلت۔ ثواب۔ سرور عالم کے ارشادات ارباب طریقت کی توبہ۔ توبہ کی ضرورت۔ باب توبہ کشادہ ہے تائب اور صابر، قبولیت توبہ، حکایات توبہ، ترک گناہ حقیقت گناہ صغیرہ وکبیرہ۔ توبہ کا ذکر قران میں، گناہوں کی لذت، گناہ کا خیال معافی کے ذرایع صغیرہ گناہ ہی کبیرہ بن جاتے ہیں۔ گناہوں سے بچنے کا علاج گناہ سے بچنے کی تدبیر، حکایتیں، مولانا کی چند نوادر پر استغفار، بجائے دنیا امید وبیم، چند دلچسپ راز دیانہ۔ گناہوں سے دین کی بربادی، توبہ کی مواخذہ سے بیقراری گناہوں سے نقصانات نجہ دافعہ مرض گناہ اس کے علاوہ بہت سے مضامین ہیں، قیمت ۱؍ محصول ۵؍ کل عہ حمیدیہ پریس دہلی

خواب نامہ صدیقی

آپ کے خواب کی تعبیر کیا ہے

یہ بات دریافت کرنے کے لیے آپ کس قدر متشوش رہتے ہیں جب آپ کے گرد وپیش کوئی صحیح تعبیر بتانے والا نہیں ملتا اول تو لاکھوں میں سے ایک آدھ ایسا کامل ہو جو صحیح تعبیر کر سکے یا خواب کے مضر ومفید اثرات سے اطلاع دے سکے عام طور پر اس علم سے بے بہرہ لوگوں سے تعبیر کرواہ مخواہ تشویش بڑھتی ہے اگر آپ کو اپنے خواب کے صحیح اثرات معلوم کرنے ہوں تو **خواب نامہ صدیقی** کو منگا کر ساتھ رکھئیے جس میں اس کے مولف نے تعبیر خواب کی پرانی اور نایاب عالی کتابوں کی مدد سے ہر ایک قسم کا خواب مفصل بیان کرکے بتلایا ہے کہ کس قسم کے خواب قابل تعبیر ہوتے ہیں اور کونسے خواب فراموش شدہ یاد کئے ہیں۔ اور دن کے کس حصہ یا مہینے میں کس دن اور کس تاریخ کو خواب قابل تعبیر ہوتا ہے شروع میں فلسفہ خواب پر ایک مکمل مضمون ہے اور آخر میں علم قیافہ اور ہاتھوں کے دیکھنے کے علم پر نہایت نایاب ضمیمہ ہے۔ قیمت عہ محصول ۶؍ کل ۱۲؍

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مرنے کے بعد

کیا ہوتا ہے، یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا حل معلوم کرنے کے لیے ہر انسان بے چین رہتا ہے اس سلسلہ میں سب سے زیادہ صحیح معلومات اسی کتاب میں ہیں اور مختصر فہرست مضامین یہ ہے۔ فلسفہ روح انسانی، روح کا دخول، عہد میثاق، روح حیوانی، روح انسانی، تناسخ، آواگون، حقیقت موت، عیادت سکرات موت، تلقین، جسم سے روح کا انقطاع، حضرت آدم کی وفات، دیگر رسولوں کی وفات، ایمان وکفر، نیک روحیں علیین، ابرار ومقربین، برا خاتمہ، بری روحیں سجین، کفار کی ارواح، سوال وجواب نکیرین، عالم نزع، عذاب وثواب کا فلسفہ، قبر کا عذاب وثواب کا فلسفہ، قبر کا عذاب، تجہیز وتکفین، نماز جنازہ، جنازہ کے تمام مسائل، دفن کے طریقے اور مسائل درود، تلاوت قران کا ثواب، قبرستان، زیارت قبور، تعزیت وتسلی کھانا کھلانا، نجات اخروی، مردوں کو کیا کیا چیز پہنچتی ہے۔ دوسرے حصہ میں ۳۳ اصحاب کرام اور اولیائے عظام کے رویائے صادقہ کے احوال ہیں، جنہوں نے حسب وعدہ مرنے کے بعد اپنے احباب کو دوسری دنیا کے حالات بتلائے قیمت ۱۲؍ مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

عملیات باقی

بگڑی ہوئی قسمت بن گئی، دنیا کے سہارے ٹوٹ چکے تھے کوئی سونس دیا ورنظر نہ آتا تھا، کام بن بن کر بگڑ جاتے تھے لیکن جب خاصان خدا کا توسل ڈھونڈا تو بگڑی ہوئی بن گئی، خدانخواستہ اگر آپ بھی پریشان ہیں، فکر معاش میں سرگرداں ہیں، دشمنوں کی یورش ہے، کوئی پیارا عزیز بیمار ہیں۔ تو عملیات باقی منگائیے اسمیں ہندوستان کے مشہور بزرگ حضرت مجدد الف ثانی کے پیر و مرشد حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے وہ مجرب اعمال درج ہیں، جن کی مدد سے آپ کی مراد دلی پوری ہوگی یہ کتاب نہایت کوشش سے بصرف کثیر کتنی ہی ستند قلمی کتابوں سے ماخوذ کی گئی ہے، اور بعض تو بمشکل تمام بلخ و بخارا سے منگائی ہیں، اس میں وہ وہ اعمال و اوراد ہماں عوام پر ظاہر کئے ہیں، جو اکثر خرقہ پوشان نقشبندیہ کے پاس بطور حرز جاں تھے، یہ کتاب اپنی ظاہری خوبی اور طباعت کی عمدگی کے لحاظ سے بھی ممتاز ہے، قیمت ۸ محصول ۵ کل ۱۳ میں گھر بیٹھے منگا لیجئے

ملنے کا پتہ :- منیجر حمیدیہ پریس دہلی

اوراد و وظائف مخدوم جہانیاں جہاں گشت

جب طرف سے مایوسی ہو جائے اور دنیا کے اسباب شکستہ ہو جائیں، انسانی تگ و دو مجبور ہو کر بیٹھ جائے، راحت و اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہو جائیں، تو پھر انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے، اس کا نام اوراد و وظائف ہے، یہی دنیاوی تھکان کا آخری زینہ ہے یہیں سے وہ شاہراہ ملتی ہے جسمیں مجبور انسان اور شہنشاہ زماں سب ایک حالت میں ہوتے ہیں، فقرا کی کرامات انہی اوراد میں مضمر ہیں، ان میں بہت خصوصیت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے اوراد و وظائف کو ہے کیونکہ آپ نے ایک عالم کا چکر لگا کر یہ خزانہ جمع کیا ہے، خزانہ کس سے لیا ہے اسکو لاؤ اس کا شجرہ کتاب میں موجود ہے ایک ایک عمل ایسا لیا گیا ہے، جو صدہا صلحا کا آزمودہ اور مجرب ہے اس کتاب کے اثر اور مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ایک سال میں دو اڈیشن نکل جاتے ہیں، ہر وہ شخص جس نے یہ اوراد اپنے معمول میں رکھے ہمیشہ فائز المرام ہوا ایک ضرورت ہی نہیں چھوڑی جس کے لیئے ترب ف وظیفہ یا نقش نہ ہو، قیمت ۱۰ محصول ۵ کل ۱۵ حمیدیہ پریس دہلی

دوائیں دعائیں

فقط تعویذ اور گنڈے اسوقت تک اپنی تاثیر کامیابی کے ساتھ نہیں دکھا سکتے جب تک بیرونی معالجات سے مرض دفع نہ کیا جائے، اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ بچہ بچنے کے لیئے آپ بیوی کو چاہے تعویذ دے دیں لیکن بغیر قربت یہ تعویذ بے کار رہیگا، ان لوگوں کے لیئے جو فقط پیروں کے عمل پر رہ کر خارجی معالجہ سے بے نیاز ہو جاتے ہیں، اور ان لوگوں کے لیئے جو فقط دواؤں کے قائل ہیں اور دعاؤں سے فائدہ نہیں اٹھاتے مذکورہ بالا کتابیں تیار کی گئی ہیں اس کے دو حصے ہیں جو دو ماہران فن کے طیار کردہ ہیں، اگر آپ ایک کی ہدایتوں کے زیر اثر کامیاب نہ ہوں، تو دوسرے کے لکھنے پر عمل کرنے سے توانشاءاللہ ضرور ہی فائدہ ہوگا، ان کا نام دوائیں دعائیں اور دافع الامراض ہیں، ان کتابوں میں سر سے لے کر پاؤں تک کی بیماریوں کے نسخے اور تعویذات اور دعائیں سب درج ہیں وثوق و یقین سے دعوٰی ہے کہ یہ نسخہ اتنا موثر ہے کہ سوائے موت کے اور کوئی مرض دنیا میں نہیں ہے جسکا یقینی علاج ان کتابوں میں نہ ہو، قیمت کامل ۱۰ محصول ۵ کل ۱۵ حمیدیہ پریس دہلی

زیارت رسول

تاجدار مدینہ کی موہنی صورت دیکھنے کا کونسا امتی ہے جو شیدانہ ہوگا، پھر بہت ہی کم وہ لوگ ہیں جو سعادت زیارت حبیب سے بہرہ ور ہو چکے ہونگے، خوشا نصیب و زہے طالع، حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیتہ علمائے ہند کو خدا اجر خاص عطا فرمائے کہ انہوں نے زیارت رسول کا طریقہ عام کر دیا، اور درود شریف کے وہ اوراد و فضائل بتلائے ہیں، جس سے زیارت حبیب خدا کے فضل سے یقینی ہو جاتی ہے، چنانچہ اسی نام سے حضرت ممدوح کی یہ کتاب شایع ہوئی ہے جسمیں درود شریف کی برکات و سعادت اور اس کے فضائل صحیح احادیث سے بیان فرمائے ہیں، اس کے بعد اولیائے عظام کے مقالات رقم کئے ہیں، جنہوں نے حضرت رسول کریم کی زیارت جن جن وظیفوں سے کی مصنف ممدوح کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ یہ نعمت بے بہا عام ہو گئی اب کوئی بھی محروم زیارت حبیب رہ جائے، تو اللہ کی مرضی قیمت ۸ محصول ۵ کل ۱۳

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

صحیفہ قدسی

اسی کتاب کے ذریعہ اسم اعظم معلوم ہوگا

اسم اعظم خدا کا وہ گرامی نام ہے جس کے ذریعہ ایک دنیا مسخر ہو سکتی ہے اور اس کا عامل وہ عامل ہے جس کے زیر حکم کائنات ہو جاتی ہے اور اس کا عامل جو بھی چاہے وہ کر سکتا ہے، یہ وہ اسم پاک ہے جس نے ہزاروں مصیبتیں ٹال دیں، جس نے غیب سے ہارے ہوئے مقدمات جتوا دیئے، جس نے سینکڑوں ناکام تمنا عاشقوں کو آغوش مراد سے ملا دیا، جس نے بیسیوں سخت سے سخت حاکموں کو دم بھر میں پانی کر دیا جس نے ہزاروں مایوس مریض کا علاج، یہ نقد فائدے ہیں اب قرض کے فائدے سن لیجئے، اس کتاب کا عامل جنت الفردوس کا وارث ہوتا ہے، حوران بہشتی کا مالک ہوتا ہے، رضائے الٰہی سے مسرور رہتا ہے اور شفاعت رسول کا مستحق ہوتا ہے، یہ سورہ آیتہ الکرسی کی تفسیر بھی ہے اس کتاب کے ذریعہ اسم اعظم کا عامل چند روز میں نہ معلوم کیا بن سکتا ہے، قیمت ۸ محصول ۵ کل ۱۳ حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

اعمال کی چھ کتابیں

یہ وہ اعمال ہیں جن کو اکابرین مشائخ نے پسند فرمایا بلکہ بہت لوگ ان سے استفادہ کر رہے ہیں حضرت خواجہ حسن نظامی نے بھی انکو اپنے مریدین کے لیے مخصوص فرمایا ہے

اعمال سورہ فاتحہ یعنی الحمد شریف کے وہ عملیات جو حضرت ابن عربی علامہ یونی حقی، شاذلی کے مجرب اعمال مع زکواۃ ۴

اعمال آیتہ الکرسی مع اسناد و خواص اعمال آیتہ الکرسی کے مع مجرب اعمال اس میں درج ہیں مع موکل زکواۃ ۴

اعمال سورہ مزمل مع موکل و طریقہ ہائے زکواۃ جمیع سورہ مزمل کے بڑے مستند اور مجرب اعمال ہیں۔ قیمت ۲

اعمال سورہ یاسین مع موکل و طریقہ ہائے زکواۃ ... اعمال یاسین کسی اور کتاب میں نہیں ملیں گے

اعمال سورہ اخلاص با موکل و طریقہ ہائے زکواۃ حضرت غوث پاک کا عمل مجرب اور ... اعمال ...

اعمال والشمس با موکل و طریقہ زکواۃ ... اجمالی و تفصیلی تعویذات اوراد و وظائف مجرب قیمت ۲

ہر کتاب علیحدہ علیحدہ ۵ محصول ... ہوتا ہے ... کل چھ کتابیں ... بجائے ... صرف ۲ ... ہیں۔ ... حمیدیہ بکڈپو دہلی

تاریخ حریت اسلام

چھائیں ہم جاکے تلواروں کی کہہ گئے تھے حق
غالب آتا تھا نہ ہمیہ خوف سلطان و وزیر

اس کتاب میں زمانہ رسالت، عہد خلافت راشدہ، دور خلفائے بنی امیہ و عباسیہ، عہد بنی بویہ و سلجوقیہ، دولت ہسپانیہ و غزنویہ کے علاوہ ترکی و مصر، الجزائر و مراکش و فرمانروایان ہند (خاندان افاغنہ و غلامان و عہد مغلیہ) اور سلاطین دکن، سندھ، کشمیر کے عہد ہائے گذشتہ کے راستباز حق پرست حق گو بزرگوں کے جرأت خیز، جرأت آفریں اور ولولہ انگیز استقلال اور جوش و ایثار کے حریت آموز حالات اور عدل و انصاف حریت و مساوات، خداترسی و پاکیزہ نفسی کے حامی بادشاہوں کے سبق آموز واقعات کے علاوہ پرستاران حق و صداقت اور غازیان مذہب و ملت عورتوں کے سوانحات درج ہیں مرتبہ مولوی محمد الدین صاحب فوق، یہ وہ کتاب ہے جو کئی مرتبہ چھپ چکی ہے، اب کہیں نہیں ملتی، چند جلدیں میرے پاس نکل آئی ہیں، ضخامت ۴۰۰ صفحات مجلد قیمت تین روپے ۳/ محصول ۸/ کل ۳/۸ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

مصطفےٰ کمال پاشا

کون سا مسلمان ہے جو اس مرد مسلمان کے حالات معلوم کرنا نہیں چاہتا یہ کتاب ابھی اب آیا ہے اور اسمیں حسب ذیل مضامین ہیں۔ ابتدائی حالات، قومی تحریک، قوم پرستوں کی پہلی کارروائی، ارض روم کی پہلی گورنری، قسطنطنیہ سے قطع تعلق، قوم پرست حکومت کا اعلان، غازی موصوف کو موت کا حکم، ملکی لڑائی، انگریز، فرانس، یونان، نہر سقاریہ کی لڑائیاں، ترکی مطالبات، یونانیوں کی مخالفت، ترکوں کا عزم صمیم، ہندوستانی مسلمانوں کی سعادت، غازی کا ایثار، مفتوح نہیں فاتح، ایشیائی اور خطرناک حالات، انگورہ، اناطولیا، اور سمرنا، بالشویک اور ترکی معاہدہ، روسی معاہدہ کا اثر یورپ پر، شیخ سنوسی اور مصطفےٰ کمال، شیخ کی پیشگوئی، اور خط و تلوار کی برکت، افغانستان اور غازی کے تعلقات، ابتدائے افغانستان کی سعادت، سفرا کی آمد و رفت، غازی مصطفےٰ کے ایران سے تعلقات، جدید سفارت، ترکی، آزاد ترکی، جرمن اخبارات کی ہمدردی، سلطنت عثمانیہ کا خاتمہ، اور جدید ترکی زندہ باد، ضخامت ۲۶۸ صفحات مع فوٹو قیمت ایک روپیہ رعایتی ۱/ محصول ۸/ کل ۱/۸

ترکان احرار

وہ جنہوں نے اسلام کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو کھیا اور فضل خدا سے پار لگائی، وہ جنہوں یورپ کی ریشہ دوانیوں کو ملیا میٹ کیا، وہ جنہوں نے توپوں کے سامنے سینہ کھول دئے ان کے حالات پڑھنے سے مردہ دلوں میں بھی حریت و آزادی کی لہر اٹھ آتی ہے، اس کتاب میں حسب ذیل نامور احرار کے حالات ہیں۔

غازی مصطفےٰ کمال پاشا، غازی انور پاشا، غازی طلعت پاشا (۴) غازی محمود شوکت پاشا (۵) حقی بے پاشا (۶) غازی محمود مختار پاشا، غازی شکری پاشا، حسین حلمی پاشا، جنرل عبداللہ پاشا، حاجی عادل بے، (۱۲) جاوید بے، (۱۳) غازی فتحی بے، (۱۴) شوکت بلقیس خانم (۱۵) غازی روف بے (۱۶) نوری جیب چاؤش، (۱۷) خالدہ خانم (۱۸) سعد زاغلول پاشا، (۱۹) عزیز بے علی (۲۰) شیخ سنوسی ضخامت ۱۶۰ صفحات مع تصاویر غازیان قیمت ایک روپیہ رعایتی ۱۰/ محصول ۲/ کل ۱۲/

یہ سب کتابیں منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

جنگ یونان و ترکی

یونان کے ڈاکوؤں کی چیرہ دستیاں جو یورپ کی شہ پر ہوئیں اور ان پیٹریوں نے جس بے دردی سے مسلمانوں کو قتل و غارت کیا ہے یہ کتاب اس کی مرقع ہے، نمونے واقعات کی فہرست یہ ہے۔ تھریس پر یونانی چڑھائی، جعفر طیار کی قرائی، ایڈریانوپل کی لڑائی، یونانی قبضہ اور بالآخر خرابیاں، سمرنا میں یونانی مظالم، تحقیقاتی کمیشن کے نتائج، یونانی وحشیوں نے کس طرح بچوں اور عورتوں کو ذبح کیا، ترکوں کی فتح عظیم فتح کے بعد ترکوں کا عفو و رحم، اس جنگ میں ۲۰ ہزار یونانی مرے، انگورہ کی حکومت کا استقلال، غازی عصمت پاشا کی تقریحات، یونانی اخبارات میں ماتم، یورپ کے وزرا کی نام پر [illegible] نوٹس، تخلیہ ایشیائے کوچک، تھریس کی آبادی کا تبادلہ، قسطنطنیہ پر [illegible] کا قبضہ، انگریزی حکومت کا نقطہ نظر، اس کتاب کے پڑھنے سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ انگریز مسلمانوں پر [illegible] انگریزی حکومت نے مسلمانوں کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ باتصویر قیمت عہ رعایتی ۱۲/ محصول ۲/ کل ۱۴/ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

مبلغ اسلام دو عورتیں

ایک **حلیمہ خانم** جس نے بڑے بڑے ودیان اور پورے پجاری پنڈتوں سے مباحثہ کیا، اور سب کے چھکے چھڑوا دیئے اور ویدانتوں نے بغلیں جھانکیں بالآخر ہار مان کر چلے گئی اس عورت نے کمال کر دیا، یہ عجیب و غریب مناظرہ کی کتاب ہے، اس کی قیمت رعایتی ۱۰/ ہے

دوسری **ساوتری** یہ ہندو دھرم کی استری ہے جس نے اپنے علم اپنی ذہانت سے اسلام کو دیکھا پرکھا موازنہ و مقابلہ کیا، اس کے فطری قوانین نے بالآخر قائل کیا، پھر نہ صرف یہ کہ نہ صرف اس سعید دیوی نے آغوش اسلام میں جگہ پائی، اور اپنے ساتھ پورے خاندان کو راہ ہدایت دکھلائی، اور پھر اس خاندان کا بچہ بچہ عاشق اسلام ہوا۔

یہ دونوں کتابیں ہر مسلمان کو پڑھنی اور اپنے پاس رکھنی چاہئیں تاکہ انہیں اسلامی تفوق کا صحیح اندازہ ہو سکے اس کی قیمت ۸/ دونوں ساتھ منگائیے تو ایک روپیہ کی اور ۸/ محصول ڈاک کل ۱/۸ حمیدیہ پریس دہلی

ہمارا کمانڈر انچیف

وہ مقدس ہستی جس کو عمر فاروق کے نام سے یاد کی جاتی ہے جس کی سطوت و جہانبانی نے آج دنیا کو جہانبانی کے طریقے سکھلائے جنرل ہنڈنبرگ، مارشل فوش لارڈ کچنر کی سپہ سالاری کا اعتراف کرنے والوں ذرا اس خاک نشین سپہ سالار کے نقشہ جنگ تو دیکھیے کہ نہ تار ہے نہ ٹیلیفون اور مدینہ میں بیٹھ کر ایران فتح ہو رہا ہے نوشیروان کے انصاف کے دم بھرنے والو ذرا جنتی ہونے کے اس سردار کو دیکھو، ایک لونڈی کی التجا پر جان سے زیادہ پیارے بیٹے کو سو درے لگوا رہے ہیں بے شک کہ جان بحق ہو گیا، مساوات و حریت کا راگ گانے والوں دیکھنا بیت المقدس کے سلطنت پر دستخط کرنے اسلام کا تاجدار جا رہا ہے کہ غلام اونٹ پر غلام سوار ہے اور آقا اہ پیدل ہے وہ جس کا نام ہے اور کام ہے، اسلام آج تک زندہ ہے **الفاروق** میں حضرت عمر کی زندگی کے ایسے ہی حالات ہیں، اس کتاب کو دیکھ کر پڑھیے روح تازہ ہوتی ہے، خون میں روانی پیدا ہوتی ہے ضخامت ۲۷۶ صفحات قیمت اصلی عہ رعایتی ۱۲/ محصول ۸/ کل ۱/۴ منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مجربات طبی

اب ہر شخص لایق طبیب اور بہترین معالج ہو سکتا ہے

کیونکہ مجربات طبی ایسی کتاب طیار ہو گئی ہے جس کو پنجاب یونیورسٹی سے طب کی ڈگری حاصل کئے ہوئے اور ہندوستان کے مشہور نامی حکیموں کے علاوہ مسیح الملک حکیم اجمل خانصاحب دہلوی مرحوم و افسر الاطبا حکیم نور الدین صاحب بھیروی مرحوم کی شاگردی کا فخر حاصل کئے ہوئے ایک فاضل اجل اور لایق طبیب نے سالہا سال کی محنت و عرق ریزی سے مرتب کیا ہے، یہ وہ کتاب ہے کہ جس میں قابل مصنف نے سر سے پاؤں تک کے کل امراض کا مفصل حال انکی تشخیص کا طریقہ انکا علاج ایسے ایسے سہل اور آسان اور مجرب و زود اثر نسخوں سے لکھا ہے، جس کے مطالعہ سے ہر شخص بلا کسی حکیم کی امداد کے خود بخود اپنا اپنے خویش و اقارب اور اہل بچوں اور عزیزوں و دوستوں کا کامل علاج کر سکتا ہے اور ہر مرض کی مختلف قسمیں لکھکر بتایا ہے کہ اس قسم کے مرض کے لیے ایسا نسخہ کارگر ہوگا، مردوں اور عورتوں کی خاص بیماریوں کی تشخیص اور ان کا مجرب زود اثر اور صحیح علاج خاص طور پر لکھا گیا ہے، سنہ ١٩٣١ء کی سب سے بہتر کتاب ہے ضخامت ٥٠٠ صفحہ قیمت فی جلد دو روپیہ محصول ۸ کل ۲/۸ حمیدیہ پریس دہلی

استاد روزگار

یہ وہ خاص کتاب ہے کہ جسمیں مصنف نے خلق خدا کی بہلائی کے لیئے ہر قسم کی صنعت و حرفت کے کام نہایت ایمانداری سے صحیح صحیح تجربہ کرکے درج کر دیئے ہیں، معمولی عقل کا آدمی بھی اس کتاب کے مطالعہ سے کوئی نہ کوئی ہنر سیکھکر اپنا اپنے بال بچوں کا پیٹ پال سکتا ہے، اور اگر چند روز استقلال سے کام کرتا رہے تو بجائے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں روپیہ کا مالک بن سکتا ہے اسمیں صابون سازی کے ہر قسم کے طریقے، ہر قسم کے شربت ہر قسم کے اچار مربے ڈالنے کی ترکیبوں کے علاوہ خضاب کے نسخے امرت دھارا کے نسخے بال اڑانے کا پوڈر بنانے کے طریقے ہر قسم کی سیاہیوں کے طیار کرنے اور انکو فروخت کرنے کے لیے مشورہ، ڈبل روٹی، بسکٹ، کیک بنانا، نقلی سونا نقلی چاندی، نقلی ہیرا بنانا، فوٹوگرافی، گھڑی سازی، عطاری حکمت، صدہا قسم کے صابون بنانے کے طریقے غرض کوئی کام ایسا نہیں ہے جس کی سہل ترکیب اس کتاب میں نہ ہو مصنف کا دعوے ہے کہ اس سے پیشتر ایسی اعلیٰ ایسی مفید اور ایسی عمدہ کتاب آجتک شایع نہیں ہوئی قیمت عہ محصول ۶ کل ۱۲/- حمیدیہ پریس دہلی

معلومات تجارت

کے لیے سب سے بہتر کتاب "مبادی تجارت" ہے، اس کے ہزاروں بیش بہا قابل قدر مشوروں میں سے ممکن ہے کہ ایک ادنے سا مشورہ آپ کی فلاکت زدہ زندگی کی کایا پلٹ دے اور جبکہ قیمتی معلومات سے بہرے ہوئے صفحات میں سے کیا عجب ہے کہ ایک صفحہ بلکہ ایک سطر آپ کو امیر بنا دے، مبادی تجارت سے بہتر آجتک اردو میں کوئی کتاب شایع نہیں ہوئی یہ کتاب یورپ اور امریکہ کی صدہا کتابوں کے مطالعہ کے بعد تیار ہوئی ہے، یہ وہ کتاب ہے جس کے ذریعہ صدہا انسان اپنی ناکام زندگی کامیاب بنا چکے ہیں، یہ وہ کتاب ہے جس کے صدہا صفحوں میں سے ایک صفحہ ایک عامی آدمی کی زندگی کا پلٹ سکتا ہے اور ایسے مفلس سے لکھپتی بنا سکتا ہے اس کتاب کی مدد سے معمولی عقل اور سمجھ کا شخص بہت کم سرمایہ سے بڑا نفع اٹھا سکتا ہے اور ایک سمجھدار بغیر سرمایہ کے لاکھوں روپیہ پیدا کر سکتا ہے، کتاب غیر مفید ہو تو واپس کر دیجیے، یہ کتاب لحاظ ضخامت کمتر اور بقیمت بہتر ہے، ہر وہ شخص جو تجارت کر رہا ہے اس کتاب کو پڑھ کر اپنی آمدنی کو کافی بڑھا سکتا ہے، قیمت ۱۲/- محصول ۶ کل ۲/۲ حمیدیہ پریس دہلی

خاموش تجارت

یہ صرف اشتہاری تجارت ہے اسمیں کسی خاص سرمایہ کی ضرورت نہیں جسقدر اشتہارات لکھنے اور اشتہارات کو کامیاب صورت میں لانے کی سعی کی جائے گی، اتنی ہی دولت ہاتھ آتی ہے نئی کتاب فن اشتہار دہی اس سلسلہ کی بہترین کتاب ہے اس کتاب کے پڑھ لینے کے بعد روپیہ پیدا کرنے کی صدہا راہیں خود بخود انسان کے سامنے آجاتی ہیں، یہی وہ کتاب ہے جس کی مدد سے ہوشیار تاجر اپنے شہر اور گرد و نواح کی اشیا امریکہ اور یورپ تک بھیج سکتے ہیں، یہ کتاب ایک تاجر کے لیئے سرمایہ سے بھی زیادہ ضروری ہے اور غیر تاجر کے لیے فرصت کے اوقات میں دولت پیدا کرنے کا ذریعہ ہے، اس کتاب میں اشتہار دینے کے نہایت عمدہ اور دلنشین ہو جانے والے طریقے درج ہیں، اس کتاب میں یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ کس کس قسم کی چیزوں کا اشتہار کہاں کامیاب ہو سکتا ہے، صرف اسی ایک کتاب کی مدد سے ایک شخص جو اپنی دماغی قوتوں سے کام لینا چاہتا ہے ہزاروں روپیے کی آمدنی پیدا کر سکتا ہے، قیمت ایک روپیہ محصول ۵ کل ۱/۵ حمیدیہ پریس دہلی

دوکانداری

بھی ایک مستقل فن ہے، آپ کو ہر شہر اور قصبہ میں ہزارہا دوکاندار دکھائی دیتے ہیں، لیکن ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جنکو دوکانداری نہیں آتی، فن دوکانداری پڑھ لینے کے بعد ایک نیا تاجر کامیاب تاجر اور پرانا دوکاندار ملک التجار بن سکتا ہے، یہی وہ اصول ہیں جن کی بدولت امریکہ میں دولت کی بارش ہو رہی ہے، اگر آپ بھی ان اصولوں پر کاربند ہو جائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ آپ بھی امریکہ کی طرح دولت مند نہ ہوں، اس کتاب کے اصولوں پر عمل کر کے صدہا تاجروں نے وہ کامیابی حاصل کی ہے جو ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھی، اس کتاب میں سرمایہ کی مقدار، دوکان کا سرنامہ، فروختگی کے اصول، گاہک کو گرویدہ کرنا، دوکان کی آراستگی، حساب کی ضرورت، نقد، و قرض کے طریقے، اور دوکانداری کے وہ وہ فن بتلائے ہیں کہ لوگ پڑھنے کے بعد حیرت میں رہ جائینگے اور بیحد متاسف ہونگے، کہ انہوں نے یہ کتاب پہلے کیوں نہ پڑھی، قیمت ۱۲ محصول ۵ کل ۱/۱ منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مراسلات تجارت

کاروبار کے سلسلہ میں خط و کتابت و مراسلت کو بھی بڑا دخل ہے جن لوگوں کو اس پر کافی عبور ہے وہ بہت کامیاب تاجر ہیں اس لیئے ہر اس تاجر کو جسے اپنے کاروبار کے سلسلہ میں خطوط لکھنے پڑتے ہوں اس کتاب کا مطالعہ بہت ہی ضروری ہے، اس کتاب میں علاوہ خطوط حساب کے رجسٹروں بہی کھاتوں، بیجک، بیلنس شیٹ بنانا، جسٹرڈ نام کرانے، پیٹنٹ کرانے اور ان کے پتے، غرضکہ تجارت کے سلسلہ میں جس قدر کاغذات کی ضرورت ہے سب اسمیں ہیں، اس فن میں یہ کتاب اپنی آپ نظیر ہے

اگر آپ نے اس کتاب کو منگا کر اس کے بتائے قاعدوں پر عمل کر لیا تو پھر آپ باوجود تھوڑے سرمایہ دار ہونے کے شہرت کے اعتبار سے بہت زیادہ بلند ہو جائیں گے، تجارت میں شہرت اور امانت ہی بڑی چیز ہے، اور جس تاجر کو یہ دو چیزیں میسر ہیں، اس کی کامیابی یقینی ہے، قیمت ۸ محصول ۸ کل ۱/-

یہ سب کتابیں منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

سو برس کے بڈھوں کی ضرورت ہے

لقمان الملک حکیم نابینا صاحب سابق طبیب خاص حضور نظام نے ملا واحدی صاحب اڈیٹر رسالہ نظام المشایخ کو جو ایک طلسمی نسخہ قوت کا عطا فرمایا ہے اس نسخہ کے نیچے یہ عبارت درج ذیل ہے۔

ایک ہفتہ کے استعمال میں پیر صد سالہ مثل جوان پانزدہ سالہ کے ہو گئے۔ تا دم مرگ طاقت جسمانی ہمہ عضو قائم و برقرار رہے ہر روز ... سے بیزاری نہ ہوگی اور ایک وقت ... میں بجز تین چار ... کے طبیعت کو قرار نہ ہوگا۔ یہ نسخہ بسلسلہ خاندان حکیم سید عبداللہ خاں علوی شاہی کے عم بزرگوار مولینا مولوی حکیم سید فخرالدین مرحوم سے مجھ کمترین کو عطا ہوا جو لطور یادگار پسماندگان درج ہذا کیا۔ یہ نسخہ حقیقی دوست و صحیح میری وائل عمر میں ایک وقت تیار ہوا تھا راجگان ہندوستان سے میرے عم مرحوم کو ایک لاکھ اسی ہزار روپیہ انعام اکرام نسخہ ہذا کی بدولت ملا تھا اور نواب سالار جنگ اول کی چار خوراک معجون ہذا کا استعمال فرما کے جاگیرداد منصب پڑھ سو روپے ماہانہ عطا فرمائے تھے یہ تذکرہ بماہ جمادی الاول سنہ ۱۲۹۰ھ کا ہے پسماندگان کو ہمکا پورا علم ہے۔

اس نسخہ سے جو معجون تیار کی جاتی ہے اس کا نام **معجون مددگار غدود** ہے جوانوں اور بڈھوں کو معجون مددگار غدود کی سات خوراکیں چار روپے میں دی جاتی ہیں (علاوہ محصولڈاک) لیکن اگر کوئی سو برس کی عمر والے صاحب طلب فرمائیں گے تو ان سے سات خوراکوں کے صرف تین روپے لوں گا اور محصول بھی اپنے پاس سے لگا کر معجون بھیجدونگا۔ شرط فقط یہ ہے کہ سو برس کے ہونے کا وہ کسی طرح اطمینان دلادیں۔ سو برس نہ سہی اسّی پچاس سہی۔

نوٹ جنہیں جریان کی شکایت ہو وہ معجون مددگار غدود نہ منگائیں کیونکہ معجون مددگار صرف قوت کی دوا ہے۔ جریان کے مریضوں کے لئے **معجون کایاپلٹ** مفید ہوگی۔ قیمت میں خوراک ڈھائی روپے علاوہ محصول

ملنے کا پتہ: منیجر رسالہ نظام المشایخ محلہ کوچہ چیلان دہلی

تکلیف سے بچنے کی دنیا میں صرف ایک ترکیب ہے

اپنی روح اور اپنے جسم کو غیر جنس سے بچایئے

"صحبت ناجنس عذاب ست علیم" کیا آپ نے کبھی نہیں سنا۔ روحانی تکلیف بھی جب ہی ہوتی ہے جب کسی ناجنس شے کا روح پر تسلط ہو جاتا ہے اور جسمانی تکلیف بھی جب ہی ہوتی ہے جب کوئی ناجنس چیز جسم کے اندر دخل پا لیتی ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو دانتوں اور مسوڑھوں کی تکلیفوں سے نجات مل جائے تو ہندوستانی جڑی بوٹی کا بنا ہوا

واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں

ملا کیجئے۔ اس منجن کا نسخہ واحدی صاحب کو حضرت مسیح الملک محمد اجمل خاں مرحوم نے سنہ ۱۹۰۹ء میں بتایا تھا جبکہ واحدی صاحب اخبار طبیب کے اڈیٹر تھے۔ یہ منجن ہندوستانیوں کے لئے ہندوستان سے باہر کے منجنوں کے مقابلہ میں بدرجہا زیادہ مفید ہے کیونکہ ناجنس نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ملک کے رہنے والوں کی تکلیفوں کا علاج اُن کے اپنے ملک میں پیدا کیا ہے۔ دوسرے ملکوں کا محتاج نہیں کیا۔ پہاڑوں کی بھبوٹی جس کے چھو جانے سے ایسی جلن پیدا ہوتی ہے جیسے بچھو نے کاٹ لیا اس کا تریاق دریاؤں پر نہیں ملتا۔ اللہ تعالیٰ نے وہیں پہاڑ پر بھبوٹی کے ہر درخت کے قریب ایک درخت اور لازمی طور سے لگایا ہے جس کا پتا بھبوٹی کی جلن کو آناً فاناً دور کر دیتا ہے لہٰذا افیشن پرستی کو چھوڑیئے اور اپنے ملک کا منجن استعمال کیا کیجئے۔

واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں

دانتوں اور مسوڑھوں کی ان تمام تکلیفوں کا تریاق ہے جو کسی ہندوستانی کو ہو سکتی ہیں۔ ہندوستان میں رہنے والے انگریزوں کو بھی جنکو دو ایک نسلیں ہندوستان میں گزر چکی ہوں واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں فائدہ دیتا ہے۔ مسوڑھوں کا پھولنا اور مسوڑھوں کا درد تو اللہ کے فضل سے واحدی صاحب کے منجن کے سامنے دو منٹ بھی نہیں ٹھہرتا۔ مسوڑھوں سے خون آتا ہو اور مسوڑھوں سے پیپ نکلتی ہو جسے پائیریا کہتے ہیں اس کی بھی یہ بہترین دوا ہے۔ دانتوں نے جڑ چھوڑ دی ہوں تو دانت جڑ جاتے ہیں۔ غرض عجیب نعمت ہے ایک دفعہ منگا کر تجربہ کر لیجئے۔ پھر اس کے سوائے آپ کو کوئی منجن اچھا نہیں معلوم ہوگا کیونکہ جن منجنوں کا اب تک آپ نے استعمال کیا ہے وہ آپ کے لئے ناجنس تھے اور یہ قدرت کی طرف سے خاص آپ کے لئے مہیا کیا گیا ہے۔ رنگت بھی اس کی آپ پسند کریں گے اور اسے بھیجا بھی حتی المقدور سلیقہ سے جاتا ہے یعنی پیکنگ وغیرہ خوبصورت ہے۔ ایک شیشی کی قیمت ۸ آنے محصول ایک شیشی پر ۵ آنے لگتا ہے۔ دو یا تین شیشیاں اکٹھی منگائی جائیں تو محصول کم ہو جاتا ہے۔

ملنے کا پتہ: منیجر رسالہ نظام المشایخ محلہ کوچہ چیلان دہلی

عورت

پھولوں کی سیج پر حسن کی رنگینیاں

دیکھنے سے پہلے محبوبہ ناز کے تمام پوشیدہ رازوں سے واقف ہو جایئے اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب آپ کتاب عورت پڑھ لیں اس کتاب میں یورپ و امریکہ کی بہترین صنفی کتابوں کا عطر کھینچا گیا ہے، عورت کی نسوانی زندگی کا مکمل فوٹو ہے، عورت کے پوشیدہ اعضاء جسم عورت کی فطرت عورت کی تربیت، عورت کے بناؤ حسن کی دو ننہ صنفی نوشاکہ عورت کی زندگی کے متعلق کوئی پوشیدہ بات بھی ایسی نہیں ہے، جو آپ کو معلوم نہ ہو سکے، یہ کتاب حقیقت میں عورت کی انسائیکلو پیڈیا ہے، اس کتاب کو پڑھ کر آپ ہر قسم کے کوک شاستروں سے بے نیاز ہو جائیں گے اس کتاب میں اپنی مرضی کے مطابق اولاد پیدا کرنے کے طریقے بتلائے گئے ہیں۔ اس کتاب میں دو سو کے قریب رنگین فوٹو بلاک ہیں، اور قلمی تصویریں بھی ہیں، تقریباً ایک سو لکھائی چھپائی کاغذ بہت ہی اعلیٰ ہے ضخامت ۲۰۰ صفحات قیمت دو روپے محصول ۷ کل ۲/۷

مینجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

شب نامچہ عروسی

اس کتاب میں نہایت دل آویز اور پر کیف طریقہ پر ازدواجی زندگی کی تمام پوشیدہ رازوں اور رازِ درونِ کو نہایت وضاحت اور متانت کے ساتھ بیان کئے ہیں، عورت کی ازدواجی مسرتوں کا راز اسی میں پوشیدہ ہے کہ وہ شادی کے متعلق تمام امور سے واقف ہو جائے ہندوستانی گھروں میں بدنصیب میاں بیوی کی زندگیاں جو عذاب میں کٹتی ہیں اس کی وجہ یہی ہے، کہ عورت کو شادی سے پیشتر اپنی آیندہ زندگی کے متعلق ذرا بھی علم نہیں ہوتا اسی خیال کو پیش نظر رکھ کر یہ کتاب صدہا صنفی کتابوں کی ورق گردانی کے بعد لکھی گئی ہے، ہمارا دعویٰ ہے کہ نوعمر عورتوں کی صنفی تعلیم کے لئے ہندوستان میں یہ سب سے پہلی کتاب ہے ایسی صنفی طبی، معاشرتی اور اخلاقی کتاب آج تک ہندوستان کی کسی زبان میں شائع نہیں ہوئی، کتاب کا ایک ایک حرف رنگینی و معلومات کا چھلکتا ہوا ساغر ہے، شب نامچہ عروسی میں گیارہ اعلیٰ درجہ کے فوٹو بلاک کی تصویریں دی گئی ہیں کاغذ لکھائی چھپائی بہت اعلیٰ ضخامت ۱۴۴ صفحات قیمت صرف ایک روپیہ محصول ۶ کل ۱/۶ منیجر حمیدیہ پریس

کیف مواصلت

دنیا نے لطف و مسرت اور لذت و کیف میں انتہائی چیز ایک مرد اور جوان مرد کے لئے عورت سے مواصلت ہے اور یہی وہ کیف افزا سرور ہے جس پر دنیا کی بقا کا دار و مدار ہے یوں تو فطرت کی بسیط دنیا میں ہزاروں ہستیاں ایسی ہیں جو صرف قانونی طریق پر دنیا کی آبادی میں اضافہ کرتے کرتے چل بستے ہیں لیکن یہ زندگی تو جانور بھی گذار لیتے ہیں بات تو یہ ہے کہ اس کیف پرور شعبہ حیات سے اس درجہ متمتع حاصل کیا جائے جو دوسرے ذی حیات عالم سے مابہ الامتیاز ہو کتاب کیف مواصلت، مواصلت کے اس درجہ پر پہنچا دیتی ہے جہاں لطف ہی لطف اور لذت ہی لذت ہے کتاب کے جذبات سے تعارف اتنے مختصر اشتہار میں ناممکن ہے صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں، کہ یہ کتاب سید بہادر علی صاحب صابری ماہر علوم صنفیات کی سب سے زیادہ کیف انگیز اور آخری تصنیف ہے، اور نقاش نقش ثانی بہتر کشد از اول کی مصداق ہے ۲۰۰ صفحات کی ضخامت ہے متعدد قلمی تصاویر اندرونی اعضاء جسمانی اور فوٹو بلاک بھی ہیں قیمت ایک روپیہ محصول ۶ کل ۱/۶ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

شاہی کوک شاستر

شاہان جہاندار نے جہانبانی کے سب مراحل طے کرنے کے بعد جب تعیش ذاتی کی وادی میں قدم رکھا تو ارباب بصیرت لذت کے سرچشمہ عورت کو ایسے ایسے انداز میں پیش کیا کہ وہ لذتیں اور خوبیاں جو ایک جوان آدمی عورت سے متعلق رکھتا ہے شاید وہ اس کے پاس تک بھی نہ ہوں جو ارباب نشاط نے عورت کے رونیں رونیں سے تلاش کیں اور استطاعت مرد کی قوت نہانی کی وہ وہ کیفیتیں بیان کیں سب سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان بظاہر ضعیف البنیان اور بہ باطن بڑی طاقتوں کا حامل ہے، اور اس کی حیثیت بالکل ایک انجن کی سی ہے جو ذرا سی ترکیب و جنبش کے بعد ہزاروں ہارس پاور کی طاقت نمایاں کر دیتا ہے، اور ایک وہ ہستیاں ہیں ایسی ہیں کہ ایک ایک شب میں چار چار عورتوں کو مسخر کر سکتا ہے، ایک بات اور سن لیجے اس کتاب میں مصنفین اور ارباب کمال نے اپنی مجربہ وہ وہ حکایتیں بیان کی ہیں کہ صدہا مجربین ایک طرف اور ایک حکایت سننے کا اثر ایک طرف، غرض عورت و مرد کی مواصلت کی انسائیکلو پیڈیا ہے قیمت مع محصول ڈاک ۱/۲ بلا محصول ۱/۔ حمیدیہ پریس دہلی

کشمیری کوک شاستر

یعنی

مجربات بو علی سینا با تصویر

یہ کتاب حکیم شیخ الرئیس بو علی سینا کے وہ زود اثر اور مجرب نسخے، جن کی مدت سے لوگ تلاش میں تھے بہت ہی تلاش و جستجو کے بعد حاصل کر کے اردو میں شائع کر دیئے گئے ہیں، اگر آپ ہمیشہ جوانی حاصل کر کے عیش کی زندگی بسر کرنے کے خواہشمند ہوں، اگر آپ چاہتے ہوں کہ آپ اپنے فریق ثانی پر اور لطف و مسرت زندگانی پر ہمیشہ غالب رہیں اور وہ ہمیشہ آپ کے قابو میں رہے تو اس کتاب کو مطالعہ میں رکھئے اور اس پر عمل کیجئے تا دم مرگ آپ وہی لطف و مسرت حاصل کر سکیں گے جو پندرہ بیس سال کا نوجوان اپنے ہم عمر رفیق حیات سے حاصل کر سکتا ہے، زیادہ تعریف کی ضرورت نہیں، اس کتاب میں آٹھ دلکش تصاویر بھی دی گئی ہیں ضخامت ۳۰۰ صفحات ہیں،

قیمت ۱۲/ محصول ۶ کل ۲/۲

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

انگریزی کوک شاستر

یعنی نقد دم لطف اٹھایئے اور مآل لطف یعنی بچوں کی جھنجھٹ سے رستگاری پایئے۔ اسی لئے اس کتاب کا نام برتھ کنٹرول ہے، عورت کی شباب آفریں لذت اس وقت حاصل ہو سکتی ہے جبکہ تم اس کے حسن جمال کے خزانہ کو محفوظ رکھنے کا راز سمجھ لو اور اولاد کی کثرت نہ صرف ملکہ حسن کے باغ جمال پر خزاں چھا جاتی ہے، بلکہ غریب والدین کے لئے انکی پرورش سوہان روح ثابت ہوتی ہے اور انسان ازدواجی زندگی کی سچی مسرتوں سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو جاتا ہے، برتھ کنٹرول ایک حیرت انگیز طلسمی کتاب ہے جس کو پڑھنے کے بعد تمہاری زندگی کی ایک بڑی حقیقت بے نقاب ہو جائیگی تم کو معلوم ہو جائیگا، کہ اولاد کی پیدائش کو روک کر زندگی کی بہار لوٹنے کا نیا پر شباب طریقہ کیا ہے اس کتاب کو پڑھ کر اولاد کی پیدائش بالکل تمہارے اختیار میں ہو جائیگی۔ اور لطف یہ ہے کہ اس حیرت انگیز کتاب کی مدد سے تم حسب خواہش نرینہ اولاد بھی حاصل کر سکتے ہو، امریکہ و یورپ کی بہترین سائنٹفک کتابوں کا جوہر، با تصویر قیمت ایک روپیہ محصول ۲/ کل ۱/۲

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ
لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ
تُنْبِتُوْا شَجَرَهَا ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ○ اَمَّنْ جَعَلَ
الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ
بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ اَمَّنْ
يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ

اصلی [illegible] مولوی [illegible]

دعویٰ [illegible]

چھپائی [illegible]

اس کا ہدیہ [illegible] ایک جلد [illegible] پانچ [illegible] دس [illegible]

محصول [illegible]

ملنے کا پتہ :- مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

قتل الحسین بکربلا

کربلا کے تپتے ہوئے میدان میں خون کی بارش

محرم نامہ ابن رسول اللہ سید التقی و مولائی حضرت خواجہ حسن نظامی کا لکھا ہوا شہادت نامہ حسین وصال رسول کے بعد سے شہادت حسین علیہ السلام تک تمام حالات [illegible] ہیں یہی وہ کتاب ہے جس [illegible] کی داستان دل [illegible] ہے اور شیعہ و سنی ہر دو فرقوں میں یکساں مقبول ہے یہی وہ کتاب ہے [illegible] حضرت خواجہ صاحب کی [illegible] قیمت [illegible]

[illegible] حضرت خواجہ صاحب [illegible]

یزید نامہ [illegible] اور [illegible] داستان [illegible] تاریخ [illegible] کے [illegible] شہادت [illegible] ساتھ [illegible] امیہ [illegible] بہت [illegible] قیمت [illegible] محصول [illegible] کل [illegible]

شہید کربلا [illegible] حسین کا [illegible]

[illegible]

[illegible] کی ذات [illegible] حضرت امام حسین [illegible]

کوفیوں کی [illegible] شہادت [illegible]

[illegible] حضرت خواجہ [illegible] صاحب [illegible]

[illegible]

مجموعہ کربلا [illegible] کوئی کتاب مقبول نہیں [illegible] شہادت [illegible] حالات لکھنے میں شاید ہی کسی [illegible] اور [illegible] حسین [illegible] کی وہ وہ تشنا دمیں کھول کر [illegible] دنیا [illegible] ترجمہ ہوگیا ہے یزید کے حالات بھی سب [illegible] کتاب [illegible] انقلاب [illegible] آل رسول کے [illegible] تو یہ کتاب ضرور منگائیے، اور دیکھیے کہ یہ ظالم کس طرح کتوں کی موت مرے ہیں، اس لحاظ سے یہ کتاب اور بھی اہم ہوگئی ہے کہ ایک غیر جانبدار عیسائی نے لکھی ہے جس کو نہ بنی امیہ سے کوئی واسطہ تھا نہ بنی ہاشم سے بہت باریک خط میں چھپی ہے اور تقریباً تین سو صفحات ضخامت ہے قیمت ۱۲ رعایتی ۱۲ محصول ۷ کل [illegible]

خونی منظر جناب مولانا عرب حسین صاحب کا لکھا ہوا مختصر شہادت نامہ ایک ایک سطر کلیجہ کے پار ہو جاتی ہے، کچھ ایسے پیرایہ میں لکھا ہے کہ شقی از سخت دل کا آدمی بھی دل پکڑ کر بیٹھ جائے، گو ۴۴ صفحہ کی کتاب ہے لیکن [illegible] قیمت ۴ علیحدہ نہیں آسکتی اور کتابوں کے ساتھ منگائیے یا ڈاک ٹکٹ بھیجئے۔

سیدہ کا لال مسلم علامہ راشد الخیری دہلوی کے سحر نگار قلم کے ہزاروں [illegible] دل موجود جب وہ فرضی افسانوں میں سخت سے سخت دل کو موم بنا دیتے ہیں تو یہ تو واقعہ ہی ایسا [illegible] دردناک ہے، اس کے [illegible] اس کتاب کے دو حصے ہیں اور دونوں یکجا ہیں حصہ اول میں [illegible] احسانات اسلام پر، حضرت عثمان و علی کی شہادتیں، دردناک [illegible] جنگ صفین، شیعہ سنی اختلافات کی ترقیاں، بنی امیہ کی کوشش امیر معاویہ کی سیاست، امام حسین علیہ السلام کی شہادت، یزید کی حکومت کی پوری کیفیت [illegible] مسلم اور ان کے بچوں کی شہادت سیدہ [illegible] بی بی زینب کا میدان کربلا میں [illegible] شہادت حضرت عباس، شہادت حضرت قاسم، شہادت حضرت علی اکبر [illegible] سیدہ کے لال کی شہادت، [illegible] شیعہ سنی اختلافات پر تبصرہ، قاتلان حسین کا انجام اور خدائی [illegible] دردانگیز [illegible] نہیں پڑھی جا سکتی مگر [illegible] جو [illegible] ایک ایک سطر کلیجہ کے پار ہو جاتی ہے قیمت عہ

فردوس آسیہ یعنی سالمانہ شہادت نامہ، حضرت مولانا عبدالرب صاحب محدث دہلوی کی لکھی ہوئی کتاب ہے اور صدہا [illegible] شہادت حسین تک پوری [illegible] لطافت [illegible] اس قدر وضاحت سے لکھے ہیں [illegible] شہادت امین [illegible] ہے اور اس کتاب سے بنی امیہ اور بنی ہاشم کی رقابت کا [illegible] اندازہ ہوتا ہے شیعہ سنی جھگڑوں کی یہ مفصل تاریخ ہے [illegible] بڑی خوبی اس کا استناد ہے اور ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ہے جو صحیح تاریخ [illegible] قیمت [illegible] صفحات تقریباً ۵۰۰ صفحات محصول [illegible] کل [illegible]

انجام یزید کربلا کے واقعات کا دردناک ڈرامہ اسٹیج پر لایا گیا ہے، یزید کی خلافت اور خلاف شریعت حرکات، نفس پرستی کے [illegible] نمایاں کئے گئے ہیں یہ ڈرامہ ملک الکلام قوی امروہوی کا لکھا ہوا ہے، آخر میں ایک با عصمت خاتون نے نہایت دلیری سے یزید کا خاتمہ کیا قیمت رعایتی ۵ علیحدہ نہیں آسکتی اور کتابوں کے ساتھ منگائیے

طمانچہ بر رخسار یزید حضرت خواجہ حسن نظامی کی تالیف ہے لیکن تاریخی حقایق سے معمور ہے، جذبات کا آئینہ ہے، گو یزید کی خوب خبر لی ہے قیمت ایک روپیہ محصول ۵ کل عہ

یہ سب کتابیں منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

عبدالحمید پرنٹر و پبلشر نے محبوب المطابع میں چھاپ کر شائع کیا

مولوی ۸ ۲۹۷۵۰۵

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

2 7 SEP 1955 ۱۸/۹/۵۶

-6 AUG 1981

کتب خانہ
جامعہ عثمانیہ

۱۔ اراکین مجلس اعلیٰ، مجلس [illegible]، مجلس انتظامی و صدور شعبہ جات و نصاب پانچ کتابیں ایک وقت میں اپنے پاس رکھ سکینگے

۲۔ اساتذہ جامعہ عثمانیہ و کلیات ملحقہ [illegible] کتابیں ایک وقت میں اپنے پاس رکھ سکینگے

اراکین دارالترجمہ و [illegible] دو کتابیں لے سکیں گے اور [illegible]

۳۔ طلبہ ایم اے، ایل ایل بی و تحقیقاتی جماعتوں کے [illegible] تین کتابیں اپنے پاس رکھ سکینگے

دیگر طلبہ [illegible] دو کتابیں [illegible] لیا جائیگا

۴۔ مدت مقررہ [illegible] کتاب واپس نہ کی جائے تو [illegible] یومیہ فی کتاب جرمانہ ادا کرنا لازم ہے

۵۔ [illegible] کتب خانہ میں کتاب کا [illegible]

۶۔ کتابیں گم ہو جائیں یا خراب ہو جائیں تو [illegible]

۷۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان [illegible] نہ کیا جائے

۸۔ قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں [illegible] نہیں دی جائیں گی۔ فقط